دفتر آفتاب شجاعت

منجملہ دفاتر

داستان امیر حمزہ صاحبقران

اس دفتر کا سلسلہ جلد ہشتم لعل نامہ سے ملتا ہے یعنی جلد مذکور مین یہانتک بیان ہوا ہے کہ صاحبقران ثانی مع ایکسو چالیس سرداروں کے طرف خانہ کعبہ کے روانہ ہوئے ہین اور بدیع الملک کو لقب صاحبقرانی اور اپنا دنگل مرحمت فرماکر واسطے قتل آئینہ اندام جادو کے ہدایت کی ہے چنانچہ اس دفتر کی جلد اول و دوم مین وہ سب حالات مرقوم ہو چکے ہین اور جلد سوم مین ملکہ ایوان نہ طاقی کا حال اور اسکی گرفتاری بعد ازان ایمان لانا اور ملتانا دریا سحر کا اور سمندر کا مقابلہ کے لیے آنا اور جنگ ہونا عشاق استاد سمندر سے اور قتل ہونا عشاق کا و فتح ہونا سمندریہ کا علاوہ داستانہاے ضمنی برجیس آفتاب پرست و ملکہ ثریا سیمتن پردہ قاف وغیرہ کے اب اس جلد مین سلسلہ سخن اس عنوان سے آغاز کیا ہے

کہ سمندر جادو سمندریہ سے بھاگ کر طرف طلسم گنجورۂ سلیمانی کی روانہ ہوا ہے اور وہ لشکر فیروزی اثر صاحبقران زمان یعنی بدیع الملک نوجوان کا صحراے پر بہار دشت لالہ زار مین آنا سرکشان شاہ کا داد رسی کے لیے و گرفتاری آتش زروت جادو وحال سموات تاجدار و ہیہات مردار خوار و بہرام فیل سوار و عفریت دیو صورت گرزن وغیرہ کا اور نابینا ہونا صاحبقران و سرداروں کا سحر آتش زروت جادو سے اور خضران کا عیاری کر کے اچھا کرنا وحالات ارشیون پریزاد وغیرہ و داستانہاے رنگا رنگ قاف و جنگ و جدال دیوان قاف وحالات مہلیل زرہ پوش و حالات عشق شہزادہ اسد ثانی ساتھ ملکہ طوفان سبز پوش کے و عیاری مہتر ضمصام عیار وحال قوت آئینہ پرست و ملکہ سحابیہ خردر گوش و بربادی ملک قمر نگو شیہ برجیس آفتاب پرست اور آرزنگ بن زمرد شاہ کے ہاتھ سے وحالات بربادی ملک خطا در و داستان عظمت سحر ساز مادر حیات زرین پوش وحالات ملکہ خمو ابقہ و ہکوان تاجدار و کیفیت روانگی صاحبقران زمان بجانب طاق وحالات خروج خونخوار بن جبال و اسکے ہاتھ سے قتل ہونا بہت سے سرداران اسلام کا وحالات گلستان ارم وغیرہ وحالات ملکہ جادو و بربادی شہر عظمی آباد از دست خونخوار جادو اور بہت سی عجیب و رنگین و ضمنی داستانین اس جلد مین مرقوم ہوئی ہین چنانچہ

جلد چہارم

حسب الحکم عالیجناب معلی القاب گوہر شاہوار تاج شہریاری اختر تابندۂ سماے جہانداری سکندر صولت دارا دربان فریدون مرتبت نوشیروان معدلت حاتم دوران جناب فیض مآب ہز ہائنس **نواب محمد بہاول خانصاحب بہادر خامس** عباسی خلد اللہ ملکہ و دولتہ۔ بزیر نگرانی نمکخوار قدیم احقر الخدام اعلیحضرت ممدوح اعنی محمد عبد الرشید عبد العزیز لاہوری مقیم لکھنو نے بلبل ہزار دستان شیرین بیان و شیوا زبان شیخ تصدق حسین داستانگو کا باعانت مولوی محمد اسمعیل صاحب اثر لکھنوی سے بزبان اردو لکھوایا اور حسب ایماے مالک التجار گوہر بحر مروت و قدر شناس علم و ہنر جناب منشی پراگ نرائن صاحب مالک مطبع اودھ اخبار لکھنو بار اول

مطبع نامی منشی نولکشور لکھنو مین طبع ہوئی

۱۹۱۰ع

اعلان - حق تالیف داستان ہذا بحق نولکشور پریس محفوظ ہے۔

اطلاع - اس مطبع مین ہر علم و فن کی کتب کا ذخیرہ سلسلہ وار فروخت کے لیئے موجود ہی جسکی فہرست مطول ہر ایک شائق کو چھاپہ خانہ سے مل سکتی ہی قیمت بھی ارزان ہی اس کتاب کے مثل پیچ کے تین صفحہ جو سادے ہین انمین بعض کتب قصہ جات نثر و نظم اُردو درج کرتے ہین تاکہ جس فن کی یہ کتاب ہی اُس فن کی اور بھی کتب موجودہ کارخانہ سے قدردانونکو آگاہی کا ذریعہ حاصل ہو

نام کتاب	قیمت
کتب قصہ جات نثر	
داستان امیر حمزہ صاحبقران - جسکی ترتیب و تدوین آٹھ دفترون مین ہی جسکو ابو الفیض فیضی فیاضی وزیر اکبر بادشاہ نے شہنشاہ اکبر کی تفریح طبع کے لیے یہ مبسوط داستان تصنیف کی اور امرا و سلاطین کے دربارون مین اکثر داستان گویون کے حسن بیان سے تا این زمان یادگار زمانہ رہی چونکہ نسخے نایاب تھی ہر شخص چاہتا تھا کہ اسکا ترجمہ اُردو مین ہو جائے لہذا مطبع منشی نولکشور مین دفتر اول سے دفتر ہشتم تک ترجمہ ہو کر طبع ہوا جسکی قیمت درج حسب ذیل ہی-	
۱- نوشیروان نامہ جلد اول-	عاپ
۲- ״ جلد دوم-	عاپ
۳- ہرمزنامہ متعلقۂ نوشیروان نامہ جلد دوم	للعہپ
۴- ہومان نامہ متعلقۂ نوشیروان نامہ جلد دوم	عاپ ۸ر
۵- کوچک باختر-	عاپ
۶- بالا باختر-	عاپ
۷- ایرج نامہ- جلد اول-	ھاپ
۹- طلسم ہوشربا- جلد اول-	عا/
۱۰- ״ جلد دوم-	عا/
۱۱- ״ جلد سوم-	عا/
۱۲- ״ جلد چہارم-	سے/
۱۳- ״ جلد پنجم کا حصۂ اول-	عا/ ۴ر
۱۴- ״ ״ حصۂ دوم-	عا/ ۴ر
۱۵- ״ جلد ششم-	سے/ ۴ر
۱۶- ״ جلد ہفتم-	سے/
۱۷- بقیہ طلسم ہوش ربا جلد اول مصنفۂ منشی	

نام کتاب	قیمت
احمد حسین صاحب متخلص بہ قمر-	عہپ ۱۲ر
۱۸- الیضاً حصۂ دوم-	عاپ
۱۹- صندلی نامہ دفتر ششم-	ھاپ
۲۰- توزج نامہ جلد اول دفتر ہفتم داستان امیر حمزہ	سےپ
۲۱- توزج نامہ جلد دوم ״	صرپ
۲۲- لعل نامہ- جلد اول دفتر ہشتم-	عاپ ۴ر
۲۳- الیضاً- جلد دوم ״	عاپ ۱۲ر
۲۴- دفتر آفتاب شجاعت متعلق جبلد دوم لعل نامہ-	للعہپ
طلسم فتنۂ نور افشان جلد اول- جسکی خوبی دلکشی ملاحظہ پر موقوف ہی-	سےپ
۲- ״ جلد دوم-	سےپ ۸ر
۳- ״ جلد سوم-	للعہپ
الیضاً- کامل جلد یکمشت ہر سہ جلد کے لیئے-	لعہپ
طلسم ہفت پیکر- مصنفۂ منشی احمد حسین قمر	
۱- ״ جلد اول-	عہپ ۸ر
۲- ״ جلد دوم-	عہپ ۱۲ر
۳- ״ جلد سوم-	سےپ
طلسم خیال سکندری جلد اول مصنفۂ منشی احمد حسین قمر	عاپ
الیضاً- جلد دوم-	عاپ ۴ر
الیضاً- جلد سوم-	عاپ ۲ر
طلسم نوخیز جمشیدی- جلد اول-	عہپ ۲ر
الیضاً جلد دوم-	عہ/ ۸ر
الیضاً- جلد سوم-	ھا/
قصۂ ٹھگ در سہ حصہ- مطبوعۂ غیر-	عہپ
الیضاً- حصۂ چہارم- ״	۱۲رپ
پیر نابالغ در دو حصہ- ״	عہرپ

فہرست مضامین دفتر آفتاب شجاعت جلد چہارم

مضمون	صفحہ
مناجات بہ درگاہ قاضی الحاجات۔	۳
نعت سرور کائنات اشرف المخلوقات خاتم المرسلین محبوب رب العالمین شفیع روز جزا محمد مصطفےٰ علیہ التحیۃ والثنا۔	۴
منقبت آل اطہار و وصی احمدؐ مختار مظہر العجائب والغرائب علی بن ابیطالب۔	۶
مدح حضور پرنور گوہر بحر سخاوت در نایاب اکلیل شجاعت سکندر صولت دارا دربار کیوان منزلت حاتم دوران درۃ التاج اُبہت و شہریاری زیبندۂ سریر مملکت و تاجداری جناب شوکت مآب رکن الدولہ نصرت جنگ ہز ہائینس نواب محمد بہاول خانصاحب بہادر خامس عباسی خلد اللہ سلطنتہ و سلطانہ۔	۷
سبب تالیف کتاب۔	۸
ترانہ سنجی عندلیب خامۂ خوش بیان در تحریر این نگارستان بیخزان۔	۹
آغاز داستان ندرت بیان روانہ ہونا صاحبقران ثالث یعنی شاہزادہ بدیع الملک نوجوان کا بہمراہی کل لشکر و بارگاہ سلیمانی وغیرہ کے جانب طلسم نہ طاق برائے فتح طلسم اور ورود لشکر فیروزی اثر ایک صحرائے پُر فضا مین اور سردارون کے اصرار سے کہ یہ صحرا نہایت سرسبز و پر بہار ہے لشکر کو قیام کا حکم دینا اور خود مع سردارون کے مصروف صید و شکار ہونا ایک ہرن کے تعاقب مین گھوڑا ڈالنا اور بہت دور نکل جانا رفیقون اور ہمراہیون سے جدا ہو کر اور راہ بھول کر ایک صحرائے ہولناک و دشت پر خار مین سراسیمہ و پریشان ہونا آخر برہنمائی خضر علیہ السلام راہ گم کردگان اُس مصیبت جانکاہ سے نجات پانا۔ ملاقات ہونا درویش فرشتہ خصال القائے صحرانشین سے اور عطا فرمانا اُن کا بازوبند وغیرہ تبرکات طلسمی شاہزادۂ عالی منزلت اور خضران بن عمرو کو اور اُنکی برکت سے پہونچنا ایک غار تک اور حسب ارشاد درویش صحرانشین کو ویڑنا غار مین اور پہونچنا اک صحن بارگاہ مین وہان ہنگامۂ جنگ و پیکار برپا ہونا ساحران نابکار سے اور قتل ہونا سمندر شاہ اور سندردمن جادو وزیر بد تدبیر گنجور شاہ کا اور رہا کرنا قید گنجور شاہ کو۔ مطیع اسلام ہونا گنجور شاہ کا اور صاحبقران کو اپنے ہمراہ لانا طلسم گنجورۂ سلیمانی مین اور تحفہ جات طلسمی گلدستہ وغیرہ مع تیغ و سپر کے پیشکش کرنا خدمت بابرکت صاحبقران مین اور سب کو تخت سحر پر سوار کرکے لانا پھر پیر مرد صحرانشین کے پاس رخصت ہونا شہزادہ عالیجاہ کا القائے صحرانشین کے پاس سے اور روانہ ہونا اُس صحرائے ہولناک سے اور بہمراہی گنجور شاہ پہونچنا لشکر فیروزی اثر مین۔ پھر رخصت ہونا گنجور شاہ کا یہ وعدہ کرکے کہ غلام اپنے طلسم کا انتظام کرکے نہ طاق پر مع لشکر کے حاضر ہوگا۔ شہزادہ کا ایک دو روز لشکر مین قیام کرکے روانگی پیش خیمہ کا حکم دینا جانب بیابان نہ طاق و دیگر حالات متعلق داستان ہذا۔	۱۰و۱۱
دو کلمہ داستان سمندر جادو اور گنجور شاہ کے سماعت فرمائیے۔	۲۵
ورود لشکر فیروزی اثر صاحبقران زمان یعنی بدیع الملک نوجوان کا ایک صحرائے	۴۲و۴۳

مضمون	صفحہ
پر بہار دشت لالہ زار مین ۔ صاحبقران کا اُس صحراے فرحت افزا کو پسند فرما کر اُسی مقام پر دو چار روز کے لیے لشکر کو حکم قیام دینا ۔ خیمون و بارگاہون کا اُسی صحرا مین برپا ہونا ۔ صاحبقران کا سیر صحرا مین مصروف ہونا ۔ حسب اتفاق ایک روز سرکشان شاہ حاکم صحراے سرکشان ہر کلانی دادرسی کے لیے خدمت مین صاحبقران کے حاضر ہونا اور اپنی سرگذشت عرض کرنا ۔ صاحبقران والاشان کا سرکشان شاہ کو اپنے لشکر مین مقیم کرنا اور روانہ کرنا خواجہ خضران و دیگر عیارون کو واسطے گرفتاری انزروت جادو کے اور خواجہ کا عیاری کر کے لانا انزروت کو مع اُسکے چند سردارون کے صاحبقران والاشان کے حضور مین ۔ قتل ہونا انزروت کا بسبب نہ قبول کرنے اسلام کے اور بعد قتل انزروت اُسکے گلوے بریدہ سے ایک دھوان پیدا ہونا جسکی تیزی سے نابینا ہوجانا صاحبقران و بادشاہ اسلام اور جملہ سردارون کا ۔ پھر کچھ حال سماوات تاجدار حاکم شہر حیاتیہ و بہات مردار خوار و آفات مردار خوار وغیرہ کا اور روانہ ہونا آفات مردار خوار کا ہمراہی سہراب جنگ آزمودہ بہرام فیل سوار و عفریت دیو صورت گرز زن سرداران سماوات کے بجانب لشکر صاحبقران و دیگر حالات متعلق داستان ہذا ۔	
اب دو کلمۂ داستان شہر ہیاتیہ کے بیان ہوتے ہین ۔	۶۴
اب دو کلمۂ داستان لشکر صاحبقران کے بیان ہوتے ہین ۔	۹۷
اب چند کلمۂ داستان حیرت بیان ملک سماواتیہ کے گذارش کیے جاتے ہین	۹۸
چند کلمۂ داستان لشکر صاحبقران کے بیان کیے جاتے ہین ۔	۹۹
اب دو کلمۂ داستان نقابدار سرخ پوش کے عرض کیے جاتے ہین کہ جنکو ساحرہ یعنی ماہیان خوش تقریر عاشق ہو کر اُٹھا لائی تھی پنجہ جنگرا اور مدد سے اجدوس جنی کے خضران بن عمرو رہا ہوے تھے اور آنا درویش القاے صحرانشین کا اور ان سب کا سحر دفع کر کے چلے جانا اور نقابدار کا رخصت ہونا ممنون ہو کر اور اپنے لشکر کی جانب چلنا اور خضران کا بختیارک ثانی کو عمرو بنا کر بیابان آتش کو جانا کہ وہ گذارش کر چکا ہون اب نقابدار کا حال بیان کیا جاتا ہی ناظرین با تمکین ملاحظہ فرمائین ساقی نامہ ۔	۱۵۲ و ۱۵۳
چند کلمۂ داستان مخالفت عنوان شاہد جنی ہمشیرزادۂ عبدالرحمن جنی کے بیان ہوتے ہین ۔	۱۷۹
چند کلمۂ داستان ضلالت لشکر دیوان گلستان ارم کے بیان ہوتے ہین ۔	۱۹۲
اب پھر داستان گلستان ارم کی آغاز کی جاتی ہی ۔	۱۹۸
چند کلمۂ داستان جرأت نشان شیر بیشۂ رستمی یعنی سکندر رستم خوے بن شہریار کے بیان کیے جاتے ہین ۔	۱۹۹
اب چند کلمۂ بہتر ملقیس بن شاپور بن عمرو کے گذارش کیے جاتے ہین ۔	۲۰۳
اب کچھ حال اُس پنجہ کا سنیے جو کہ سکندر کو اُٹھا لے گیا تھا ۔	۲۰۶
اب بیان سے کچھ حال ملک آسمانیہ کا بیان ہوتا ہی ۔	۲۰۸
چند کلمۂ داستان حیرت نشان اُس پنجہ کے بیان کیے جاتے ہین کہ جو سکندر کو لیکر روانہ ہوا ہی ۔	۲۲۱

مضمون	صفحہ
چند کلمۂ داستان پردۂ قاف گلستان ارم کے پھر تحریر ہوتے ہین۔	۲۲۴
اب یہان سے چند کلمۂ داستان حیرت بیان لشکر اسلام کے بیان ہوتے ہین۔	۲۴۱
اب یہان سے داستان ملک سمواتیہ کی پھر آغاز کی جاتی ہے۔	۲۴۲
چند کلمۂ داستان ضلالت نشان اکوان تاجدار کے بیان ہوتے ہین۔	۲۵۱
یہان سے داستان طلسم نہ طاق کی آغاز ہوتی ہے۔	۲۹۶
چند کلمۂ داستان ملک آسمانیہ کے تحریر ہوتے ہین۔	۳۰۵
چند کلمۂ داستان شاہزادہ سکندر رستم خو کے بیان کیے جاتے ہین۔	۳۲۰
چند کلمۂ داستان لشکر صاحبقران عالیشان کے بیان کیے جاتے ہین۔	۳۴۳
بربادی شہر فرنگوشیہ بر جبین آفتاب پرست کے ہاتھ سے اور ارژنگ بن زمرد کے ستم سے	۳۷۶
اول حال ملک خاور کی بربادی کا عرض کیا جاتا ہے۔	۳۷۷
اب پھر حال شہزادہ بدیع الملک کا بیان کیا جاتا ہے کہ انھون نے جو آٹھ روز کا وعدہ کیا تھا کہ مین مع بارگاہ کے طلسم نہ طاق کو جاؤنگا سب اہل مشورہ جمع ہون پس وہ سب لوگ جمع ہوے ہین اور صاحبقران ثالث یعنی شاہزادہ بدیع الملک نوجوان نے قصد روانگی نہ طاق کیا ہے و دیگر حالات متعلقۂ داستان ہذا۔	۴۰۱
اب دو کلمۂ داستان شوکت بیان اُس غمگین و حزین کے جو خانہ کعبہ چلا تھا یعنی خضران بن عمرو ثانی کے بیان کیے جاتے ہین	۴۰۹
اب بزبان سرکار ابد قرار یہ حقیر سراپا تقصیر شیخ تصدق حسین داستان کو خروج خونخوار بن دجال کو تحریر کرتا ہے۔	۴۱۷
داستان رفیقان قدیم صاحبقران اول کی تحریر کی جاتی ہے۔	۴۳۲
چند کلمۂ داستان ضلالت نشان دیو ابلق کے بیان کیے جاتے ہین۔	۴۴۴
اب یہان سے کچھ حال گلستان ارم کا تحریر ہوتا ہے۔	۴۵۷
اب یہان سے حال سلیمان ثانی شوہر ملکہ قریشیہ سلطان کا بیان کیا جاتا ہے۔	۴۷۳
اول حال دیو نفریت بن عفریت کا بیان کیا جاتا ہے۔	۴۷۴
دو کلمۂ داستان نابکار جنی کے سماعت فرمایئے۔	۴۸۱
اب دو کلمۂ داستان گل گلزار صاحبقرانی در دریاے فتوت انجم سپہر صولت اسد بن کرب دلاور کے عرض کیے جاتے ہین۔	۴۸۳
اب دو کلمۂ داستان خونخوار بن دجال کے بیان ہوتے ہین۔	۴۹۸
اب نتیجہ حال پر ملال مقیمان شہر عنظلی آباد معرض بیان مین آتا ہے	۵۰۴
اب یہان سے چند کلمۂ داستان اسد بن کرب غازی کے بیان کیے جاتے ہین۔	۵۰۹
اب یہان سے چند کلمہ داستان اسد غازی کے بیان ہوتے ہین۔	۵۳۹
چند کلمۂ داستان خونخوار بن دجال کے بیان کیے جاتے ہین۔	۵۶۱
دو کلمۂ داستان ضلالت نشان خروج حوت آئینہ پرست کے گذارش کیے جاتے ہین۔	۵۷۳
اب اسد ثانی کو تو اس حال پر ملال مین چھوڑا جاتا ہے اور یہان سے حال اسد غازی کا بیان ہوتا ہے۔	۵۸۹

مضمون	صفحہ
لیکن اول حال خونخوار بن دجال کا گذارش کیا جاتا ہے۔	۵۹۲
بیان سے چند کلمہ داستان مصیبت نشان شہر گیلان کی تباہی کے عرض کیے جاتے ہین۔	۵۹۶
اب بیان سے چند کلمات مصیبت آیات زیب اورنگ جہان بانی شاہزادۂ اسد ثانی کے بیان ہوتے ہین۔	۶۰۰
چند کلمۂ داستان مہتر صمہ عیار کے بیان کیے جاتے ہین۔	۶۲۰
چند کلمۂ داستان سرگشتۂ راہ الفت و آوارہ کوے محبت شاہزادۂ اسد ثانی کے گذارش کیے جاتے ہین	۶۲۲
چند کلمۂ داستان حوت آئینہ پرست کے بیان کیے جاتے ہین	۶۴۱
چند کلمۂ داستان شوکت نشان دردریاے فتوت وانجم سپہر صولت اسد بن کرب دلاور کے بیان کیے جاتے ہین۔	۶۴۵
داستان ضلالت نشان حوت آئینہ پرست آغاز کی جاتی ہے۔	۶۵۷
چند کلمۂ داستان حیرت نشان سوختگان آتش محبت یعنی شہزادہ اسد ثانی و ملکہ طومان سبزپوش و ملکہ سحابیہ دُردر گوش کے بیان کیے جاتے ہین۔	۶۸۱
اب کچھ حال بیمار محبت و مریض درد فرقت یعنے ملکہ طومان سبزپوش کا بیان کیا جاتا ہے۔	۶۸۸
چند کلمۂ داستان جرأت نشان شاہزادۂ اسد ثانی کے گذارش کیے جاتے ہین۔	۶۹۰
حال قلعۂ ذوالامان کا بیان ہوتا ہے۔	۶۹۳
داستان عیاران لشکر اسلام کی آغاز ہوتی ہے۔	۷۰۰
چند کلمۂ داستان اسد غازی کے بیان کیے جاتے ہین۔	۷۱۳
دو کلمۂ داستان جنگ قلعہ ذوالامان کے بیان کیے جاتے ہین۔	۷۱۴
دو کلمۂ داستان سرہنگ مکی کے بیان کیے جاتے ہین۔	۷۳۰
اب حال قلعۂ ذوالامان کا بیان کیا جاتا ہے۔	۷۳۷
دو کلمۂ داستان ضرغام شیردل کے بیان ہوتے ہین۔	۷۳۹
اب دو کلمۂ داستان اسد غازی کے بیان ہوتے ہین۔	۷۴۲
خاتمۃ الکتاب۔	۷۴۶
خاتمۃ الطبع۔	״

دفتر آفتاب شجاعت

منجملہ دفاتر

داستان امیر حمزہ صاحبقران

اس دفتر کا سلسلہ جلد ہشتم لعل نامہ سے ملتا ہی یعنی جلد مذکور مین یہ ماتم بیان ہوا ہی کہ صاحبقران ثانی مع ایکسو چالیس سرداروں کے طرف خانہ کعبہ کے روانہ ہوئے ہین اور بدیع الملک کو لقب صاحبقرانی اور اپنا دنگل مرحمت فرماکر واسطے قتل آئینہ اندام جادوگر کی ہدایت کی ہی چنانچہ اس دفتر کی جلد اول و دویم مین وہ سب حالات مرقوم ہو چکے ہین اور جلد سوم مین ملکہ ایوان نہ طاقی کا حال اور اسکی گرفتاری بعد ازان ایمان لانا اور مٹانا دریائے سحر کا اور شمندر کا مقابلہ کرنے کے لیے آنا اور جنگ ہونا عشاق استاد شمندر سے اور قتل ہونا عشاق کا و فتح ہونا شمندریہ کا علاوہ داستانہائے ضمنی بہرجبیس آفتاب پرست و ملکہ ثریا سیمتن پریزادہ قاف وغیرہ کے اب اس جلد مین سلسلہ سخن اس عنوان سے آغاز کیا ہی

کہ شمندر جادو شمندریہ سے بھاگ کر طرف طلسم گنجورہ سلیمانی کے روانہ ہوا ہی اور ورود لشکر فیروزی اثر صاحبقران زمان یعنی بدیع الملک نوجوان کا صحرائے پربہار دشت لالہ زار مین آنا سمرکشان شاہ کا داد رسی کے لیے و گرفتاری آذر روت جادو و حال سموات تاجدار و بہیات مردار خوار و بہرام فیل سوار و عفریت دیوصورت گرزن وغیرہ کا اور نابینا ہونا صاحبقران و سرداروں کا سحر آذر روت جادو سے اور خضران کا عیاری کرکے اچھا کرنا و حالات ارشیون پریزاد وغیرہ و داستانہائے نیرنگ قاف و جنگ و جدال دیوان قاف و حالات مہلیل زرہ پوش و حالات عشق شہزادہ اسد ثانی ساتھ ملکہ طوفان سبزپوش کے و عیاری مہتر سمہ عیار و حال عوت آئینہ پرست و ملکہ سحابیہ در درگوش و بربادی ملک فرنگوشیہ بہرجبیس آفتاب پرست اور آرزنگ بن زمرد شاہ کی ہاتھ سے و حالات بربادی ملک خاکدر و داستان عظمت سحر ساز مادر حیات زرین پوش و حالات ملکہ سمو اختہ و اکوان تاجدار و کیفیت روانگی صاحبقران زمان بجانب طاق و حالات خروج خونخوار بن جبال و اسکے ہاتھ سے قتل ہونا بہت سے سرداران اسلام کا و حالات گلستان ارم وغیرہ و حالات ملکہ جادو و بربادی شہر عظلی آباد از دست خونخوار جادو اور بہت سی دلچسپ و رنگین و ضمنی داستانین اس جلد مین مرقوم ہوئی ہین چنانچہ

جلد چہارم

حسب الحکم عالیجناب معلی القاب، گوہر شاہوار تاج شہریاری اختر تابندہ سمائے جہانداری سکندر صولت دارا دربان فریدون مرتبت نوشیروان معدلت حاتم دوران جناب فیض مآب ہز ہائینس **نواب محمد بہاول خانصاحب بہادر خامس** عباسی خلد اللہ ملکہ و دولتہ۔ زیر نگرانی نمکخوار قدیم احقر الخدام اعلیحضرت ممدوح اعنی محمد عبد الرشید عبد العزیز لاہوری مقیم لکھنؤ نے بلبل ہزار دستان شیرین بیان و شیوا زبان شیخ تصدق حسین استاد لکھنؤ کی باعانت مولوی محمد اسمعیل صاحب اثر لکھنوی کی زبان سے لکھوایا اور حسب ایمائے ملک التجار گوہر بحر مروت و قدر شناس علم و ہنر منشی بابو پراگ نرائن صاحب مالک مطبع اودھ اخبار لکھنؤ بار اول

مطبع نامی منشی نولکشور لکھنؤ مین طبع ہوئی

اعلان۔ حق تالیف داستان ہذا بحق مطبع محفوظ ہی۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حمد لا تحصٰے اوس حکیم بے ہمتا اور بادشاہ اعلی کو سزاوار ہے کہ جسکی قدرت کاملہ نے دو حرف کن سے طلسم دنیا کو بانواع مختلفہ آراستہ و پیراستہ فرمایا اور ہیژدہ ہزار عالم کو پیدا کر کے طرح طرح کی مخلوقات سے عالم موجودات کو زیب و زینت بخشی۔ کسی مقام پر عجائبات کا کارخانہ ہے کہین کان جواہر اور کہین خزانہ ہے۔ لمحہ لمحہ اوسین کچھ کا کچھ رنگ ہوجاتا ہے۔ اس سے بڑھکر عجائبات کس طلسم کا ہے اور اگر ہے تو پر تو اسی قسم کا ہے۔ کسی جگہ کا حال عبرت انگیز ہے تو کسی مقام کا حیرت آمیز غرضکہ عجوبات بے ہوشربا ہے جو واقعہ ہے حیرت نما ہے۔ ہزار اسپ خرد نے تنگ و تاز کی ایک بد لگامی ابلق ایام کی کیفیت نہ کھلی۔ ہزار ہزار شکل سے عیار وہم و خیال نے اپنی طراری سے کمند فکر کے حلقے مارے مگر اوسکے کنگرۂ کنہ حقیقت اور بام قدرت تک رسائی نہوئی طائر تیز پرواز عقل بشری اُسکے میدان حکمت مین بلند پروازی کرسکے کیا طاقت ہی اور مہندس فہم انسانی اُس نقشبند عالم کی قدرت کاملہ کا بھید سمجھ سکے کیا قدرت ہے۔ الحق ادائے ثنائے پاک پروردگار وادی دشوار گزار ہے۔ یہ صحرائے وسیع بیحد و شمار یہ بحر ذخار ناپیدا کنار ہے۔ اسکے دریائے رموز حقیقت مین شناوری کرسکے انسان ضعیف البنیان کی کیا مجال ہے یہان ہوش و حواس گم زبان ناطقہ لال ہی۔ ہر چند حکمائے روشن ضمیر اور عقلائے پر تنویر نے اسرار و رموز الہی کی شناخت مین پیک خیال کو دوڑایا مگر کسیطرح سر رشتہ شناسائی ذات اقدس و اعلے ہاتھ نہ آیا بفحوائے ؎ آنکہ در میدان استدراک کنہ ذات او + پر ستم عقل و خرد تیغ و سپر انداختہ ٭ بس لازم ہے کہ ما عرفناک حق معرفتک کہکر چپ ہو رہئے زیادہ حوصلہ نہ کیجئے

نظم

الہی تو ہے بادشاہ جہان
خداوند عالم تری ذات ہے
تری یاد سے دل مین تنویر شرق
سپید و سیہ روز و شب جلوہ گاہ
خلائق کو کن سے ہویدا کیا
ترے در کا ہر ایک محتاج ہی
عطا کی غریبون کو بیچارگی

تجھی سے ہے پشت و پناہ جہان
تو قطرہ کو ہم موج دریا کرے
ترے غم سے سینہ ہم آغوش حق
تری کلک قدرت سے کون و مکان
مشیت نے تیری جو چاہا کیا
جہانداری و تیغ شاہون کو دی
دل افسردگی اور جگر خوارگی

ہر اک پر ترا لطف دن رات ہی
تو ذرے سے خورشید پیدا کرے
کئے جلوہ گر تو نے بینش نگاہ
نظر مین ہے اک قطرۂ امتحان
گدا یا کوئی صاحب تاج ہے
شکست و ظفر کج کلاہون کو دی
کئے خلق دو رازدان قدیم

نبی بھیج دین بہرِ دنیا حکیم
بتائی ہر اک کو رہِ مستقیم
معیشت کے اسباب ہر شہر مین
ترے زیر فرمان زمین و فلک
لیا کارِ فیاض دلتنگ سے
عجب جلب حسن کی شان ہے
کہین غمزدون کی تسلی ہے تو
کبھی خرمی خندۂ گل کی ہے
غریب و امیر و صغار و کبار
ترے شوق سے ہو کے پر اضطراب
روان قافلے موج کے بیخطر
جو تو چاہے تسکین بیتاب کی
ترا ذکر شیخ و برہمن مین ہے
فقط اعتباری ہی دونون مین فرق
نہ تو آشنا ہے نہ بیگانہ ہے
فنا کو وہ نسبت ہی جاوید سے
کہ تو پاک ہی درک و ادراک سے
تجھے شغل آغاز و انجام ہے
ترا کاروبار اضطراری نہین
ترے عشق پر سوز مین بھاگے جوش
پڑا مست لیتا ہے انگڑائیان
پڑا ہے بیابان جانگاہ مین
ٹھہرتے وجد مین جھومتے ہین شجر
اثر بس خیالات شوریدہ مغز
سر شعلہ پر رکھ نہ بڑھکر قدم
دلِ خلقِ عالم رخ تیرہ خاک
دکھائی بہارِ رعنائی نعیم
صناعت مین وہی عقل کامل یقین
ترے تابعِ حکم انس و ملک
بہارِ کرم سے ترے کھا کے جوش
جدھر دیکھئے عقل حیران ہے
کبھی آمدِ موسمِ نو بہار
کبھی آہ و اشک بلبل کی ہے
بنائی ہے دیدۂ چرخ پیر
اوٹھاتے ہین پانی سے گردن حباب
تجھے دیکھکر حسن کی شان مین
کرے پرورش شعلہ سیماب کی
نہ بتخانہ خالی نہ خالی حرم
وہی نور شعلہ وہی نور برق
ترے ساتھ عالم کی ہستی بھی ہو
حرارت کو جو جرم خورشید ہے
نہین تجھ مین گنجائش کیف و کم
بنانا مٹانا ترا کام ہے
کنارِ زمین گل سے بھرتا ہے تو
گلِ داغِ لالہ ہے جنت فروش
ترے بنے دیوانہ سینہ چاک
شب و روز جادہ تری راہ مین
سوا تیرے جتنے ہین فانی ہین سب
کہانتک سر حرف گفتار نغز
غنیمت سمجھ عرض حاجات کو
کیا انبیا نے ضلالت سے پاک
حکیمون نے پیدا کئے دہر مین
کیا سوے ایجاد مائل انہین
کیا آب دریا روان سنگ سے
زمین گلستان ہے جنت فروش
کہین طور دل کی تجلی ہے تو
کبھی رخصت نالہ ہاے ہزار
ترے خوان نعمت سے روزینہ خوار
مہ و مہر سے عینک دلپذیر
تری جستجو مین ہین شام و سحر
بگولے ہین رقصان بیابان مین
ترا غلغلہ دوست دشمن مین ہی
کہین تو خدا ہے کہین ہے صنم
نہ ہم سے جدا ہے نہ ہمخانہ ہے
کہانتک بلندی ہے پستی بھی ہو
یہ پایا گیا ماعرفناک سے
ترے قرب سے دور ہین بیش و کم
کبھی تجکو بے اختیاری نہین
چمن رشک فردوس کرتا ہے تو
ترے شوق مین سبزۂ بوستان
بگولے اوڑاتے ہین صحرا مین خاک
تماشہ تری شان کی دیکھکر
غبارِ رہِ بے نشانی ہین سب
تو خس ہے رہ محمدت برق دم
اوٹھا ہاتھ اپنے مناجات کو

مناجات بدرگاہ قاضی الحاجات

الٰہی بیان زبان دے مجھے
یونہی صرف اوقات کرتا ہون
بلا ہو گئی میری ہستی مجھے
اسی فکر مین بس شب و روز ہون
ترا لطف شامل ہو گر یکدم
دلِ رشتہ بر پا مرا چھوٹ جائے
زبانِ فصاحت بیان دے مجھے
بہت دن سے عسرت کا ہمخانہ ہون
نہین چھوڑتی تنگدستی مجھے
ہوا خواہ حاجت روائی ہون مین
ادھر بھی ہو کوئی نگاہ کرم
ترے لطف سے تیرا شیدا ہون مین
تری حمد دن رات کرتا رہون
ترا ہو کے دلسوز بیگانہ ہون
فلاکت کا ازبسکہ بیسوز ہون
طلبگار مشکل کشائی ہون مین
طلسم فلاکت مرا ٹوٹ جائے
تجھی سے طلبگار تیرا ہون مین

اگر تو نہ دے شادمانی مجھے
کرون دل کو گویا مین خاموش ہون
پریشان ہون صحبت گل سے مین
اوڑاتا ہوا خاک سر پر پھرون
غم شور آفت مین دل شاد رکھ
مرے دل کو خورشید منزل بنا
خودی بیخودی کا نہ کچھ ہوش ہو
خراب مے فاقہ مستی ہون
بنایا ہے قسمت نے خودبین مگر
رہائی دکھائے اسیری مری
تن خستہ سے جان مانند بو
ملون مثل نقش قدم خاک مین
برنگ گل و غنچۂ مشک بو
غبار بیابان محشر ہون
نہ توڑ آسمان غضب جان پر
تجل کر نہ محشر کے میدان مین
تپشون قید زندان محشر سے مین
شفیع ستمدیدگان گناہ
لب تشنہ ہے موج اخگر مجھے
سکو باغ رضوان بڑھون خندہ زن
یہ امید یارب جو کثرت سے ہی
کہ ہون طالب رتبۂ صالحان
عمل وہ کہ جز شرم حاصل نہین
کرے گی نہ دوزخ کبھی مجکو قبول
مبارک ہو آشفتہ حالی مجھے
سبکروح ہوکر پھرون چار سو
گریزان ہون فریاد بلبل سے مین
تری چاہ مین موج سان سر بسر
ہمیشہ مجھے محنت آباد رکھ
ضلالت ترے صدقے مین دور ہو
غم دین و دنیا فراموش ہو
مین بیکس ہون یارب تو بیکس نواز
نہین آجتک مجکو اپنی خبر
اوٹھاؤن نہ مین سختی جانکنی
نکل جائے نکر تری آرزو
جگائے جو آشوب محشر مجھے
زمین لحد سے اوٹھون سرخرو
سمجھکر شہید محبت مجھے
مجھے چھوڑ دے نکیر ایمان پر
گذر جاؤن مین پل سے مانند برق
ملون ساقی جام کوثر سے مین
جگر تفتہ خورشید محشر سے ہون
عنایت ہو اک جام کوثر مجھے
وہ عالم ہو میرا وہ سامان ہو
فقط تیرے احسان رحمت سے ہی
خطاکار ہون پر گناہون مین ہان
مجھے منہ دکھانے کے قابل نہین
مگر ہان یہ احسان قسمت کے ہین
تری یاد مین خود فراموش ہون
نہ دم بھر بھی دم لون کہین مثل باد
ترے شوق مین مثل صرصر پھرون
رہے مجکو ہر دم وطن مین سفر
فروغ محبت کے قابل بنا
یہ ظلمت کدہ عالم نور ہو
نہ خود رفتۂ تنگدستی ہون
اوٹھاؤن کہانتک مصیبت کے ناز
دم مرگ کر دستگیری مری
اجل کی کشاکش سے رکھ بے نیاز
نہ لیجاؤن دنیا سے غم خاک مین
نہ سونے دے میرا اقتدار مجھے
گناہون کی شامت سے مضطر ہون
لگا لے گلے تیری رحمت مجھے
نہ رکھو دفتر جرم میزان مین
نہون سیل طوفان اشکین غرق
کرون عرض داور دین پناہ
غلامان اولاد حیدر سے ہون
وہان سے طفیل حسین و حسن
فرشتہ بھی دیکھے تو حیران ہو
وگرنہ میری یہ حقیقت کہان
ذلیلون مین ہون روسیاہون مین ہان
سمجھکر دم حشر لغو و فضول
بہانے کرم کی عنایت کے ہین
کہ امت مین تیرے پیمبر کے ہون
حمایت مین ساقی کوثر کے ہون

نعت سرور کائنات اشرف مخلوقات خاتم المرسلین محبوب رب العالمین شفیع روز جزا محمد مصطفے علیہ التحیۃ والثنا

جواہر زواہر درود ثنا محمد و نثار بارگاہ عرش پناہ خلاصۂ موجودات شفیع المذنبین ممدوح رب العالمین باعث ایجاد کونین محبوب رب المشرقین صدر نشین بارگاہ رسالت سریر آرائے بزم نبوت صاحب قرآن و معراج بخشندہ تخت و تاج شفیع الامم مظہر لطف و کرم سردار پیغمبران و مرسلین

مخاطب بخطاب وَمَآ اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ حبیب خدا اشرف انبیا خیر الوریٰ صاحب قاب قوسین او ادنیٰ جناب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم وعلیہ الف الف تحیۃ وثنا جنکی شان مین قرآن مجید آیا ہے جنھون نے اس طلسم دنیا مین کفر و ظلام کے دربند ذہن کو شکست فرمایا ہو مرحلہ جات بت پرستی کو بیخ و بن سے گرا دیا بڑے بڑے کافران ناکار و ساحران غدار کو بزور شمشیر مطیع اسلام کیا دین و دنیا مین نام کیا اگر رہبری پر اس فخر خضر راہنمائی چلے جائین تو ہم بھی الام دنیا سے چھوٹ جائین بخوف و ہراس لیجائین ہرگز رنج و مصیبت نہ اوٹھائین مگر ہم پر تو نحس اماره ایسا غالب ہے کہ عبارت مکتوب بالکل محض ہیچ محمود بحق کے جو لوح دل پر کندہ ہے یاد نہین آتی نے یا یہ پیر زال دنیا مکر سے بلاتی ہے مگر جب اقرار شفاعت شافع محشر کا خیال آتا ہے دل لاحول پڑھ کر شیر ہوجاتا ہے محمد و آل محمد پر درود بھیجتا ہے۔ غریق بحر عصیان کو طوفان محشر مین اسی ناخدا ے امت کا سہارا ہے اور کشتی شکستگان دریاے جرم وگناہ یعنی عاصیان پر معصیت کو اسی رحمۃ للعالمین کی شفاعت کا بھروسا ہے۔

محمد باعث ایجاد کل محبوب سبحانی
کرے عیسیٰ گردون نشین جسکی دربانی

براق برق تاب اک شب معراج جولان ہوگیا
جہان نے جسم ہو نہ روح جز آثار نورانی

شناسا ہو سکے کب ہے ایسی [illegible]
خیال فلسفی و ہندسی و وہم انسانی

امیر عرب شہریار عجم
جہان کرامت سپہر کرم

کیا جلوہ گر نور اسلام کو
دیا حکم پامال اصنام کو

محمد کہ ضامن شفاعت کے ہین
وسیلہ گنہگار امت کے ہین

انھین سے ہوئی محفل عرشیان
زیارت گہ دیدۂ قدسیان

فروغ کمالات مستور تھے
خلایق کے دل بھر دیے نور سے

ہوا جب کہ ملک عرب جلوہ گاہ
وہان کا ہر ایک ذرہ ہے مہر و ماہ

زمین مدینہ ہے عنبر سرشت
وہان کے خس و خار رشک بہشت

خلاصہ حقیقت کے عرفان کے
شرف دین کے فخر ایمان کے

دکھایا شجاعت نے جسدم کمال
ہوئے سرکشان جہان پایمال

شریک و جدا عین کثرت مین تھے
وہ ظل الٰہی حقیقت مین تھے

عدو خسرو گوہر تاج کے
کس بیکسان دوست محتاج کے

زبان آشنا حرف اسرار کے
عیان شان اعجاز گفتار سے

فلک سائبان انکے ایوان کا
زحل پر گمان ایک دربان کا

دم شوق بالا روی برقدم
زمین و فلک گردش یک قدم

نکلتے جدھر شہریار زمین
بچھا دیتے آنکھین ملک راہ مین

بتا کر رہ راست قرآن سے
مشرف کیا سب کو ایمان سے

چراغ ہدایت کیا جلوہ گر
ضلالت سے لائے ہین راہ پر

زمین و فلک عرش و کرسی تمام
کیا دم مین طے بے قیام و مقام

کسی اور مین یہ فضیلت کہان
میسر یہ شان نبوت کہان

کہین اسکا کوئی ہمسر نہین
زمین پر نہین آسمان پر نہین

مسیحا بھی تھے کلمہ گو صبح و شام
ہر ایک بات اعجاز تھی لا کلام

کمالات اعجاز کے مہر و ماہ
فلک پر ہین ذرات اسکے گواہ

زمین پر شرف بخش بیت الحرام
فلک پر صف انبیا کے امام

نبوت نے حضرت سے پایا شرف
وہ ہین افضل انبیا و سلف

شہ انبیا خاتم مرسلان
شفیع امم قدوۂ کاملان

اثر ہے جو دل خستہ خانہ خراب
جسے کہتے ہین سب غلام جناب

اُسے بھی کبھی یاد فرمایئے
زیارت سے دل شاد فرمایئے

ہم اندیشۂ شوق بیباک ہون
روانہ سوے روضۂ پاک ہون

تمنا ہے اے رحمت ذو المنن
طفیل جناب حسین و حسن

منور دل شوق منزل کرون
تمنائے دیدار کامل کرون

شب و روز رہتا ہے زاری کنان
زیارت کا طالب اختر ہر زمان

منقبت آل اطہار و وصی احمد مختار مظہر العجائب والغرائب علیؑ ابن ابیطالب

بعد حمد و نعت منقبت سپہ سالار فوج خدا شہسوار معرکہ ہل اتیٰ آفتاب انما سوار دوش مصطفےٰ قاسم جنت و نار سیارۂ دوازدہ برج گنبد دوار کرار غیر فرار حامل لوائے احمد مختار شیر درندۂ احمدی عاشق و شیفتۂ احمدی مسند نشین بارگاہ کبریا صاحب حوض و لوا فاتح خیبر قاتل مرحب و انتر یعسوب الدین امام المتقین امیر المومنین مظہر العجائب والغرائب سلطان المشارق والمغارب غالب کل غالب علیؑ ابن ابیطالب کی واجب ہے جسکی ضرب تیغ بدیع سے دین اسلام نے رواج پایا ہر ایک کافر ترک بت پرستی کر کے دائرۂ اسلام مین آیا۔ جنگ خندق مین وہ شجاعت دکھائی کہ بڑے بڑے زبردستون اور سرکشون نے منہ کی کھائی نظم

کرون اوصاف حیدر کس بیان سے	مضامین ڈھونڈھ لاؤن آسمان سے	سخاوت مین شجاعت مین ہے یکتا
جلالت مین عدالت مین ہے یکتا	خدا کا ایسا بندہ کب ہوا ہے	جو ایسا محو توحید خدا ہے
علیؑ پر ختم ہے حق کی عبادت	اوٹھایا رنج دی غیرونکو راحت	علیؑ کا مرتبہ سب سے بڑا ہے
قدم دوش محمدؐ پر رکھا ہے	علیؑ پر جان اور ایمان فدا ہے	علیؑ نور خدا مشکل کشا ہے
علیؑ چاہین کرین قطرہ کو گوہر	علیؑ چاہین عرض بجائے جوہر	بشر سے وصف حیدر کب ادا ہو
	خدا کے نور کی کیونکر ثنا ہو	

رباعی

اوصاف علی بگفتگو ممکن نیست	گنجایش بحر در سبو ممکن نیست
من ذات علی بواجبی کے دانم	الا دانم کہ مثل او ممکن نیست

دیگر

حبیب رب ہو پاک وصاف علیؑ	لکھ سکے کیا کوئی اوصاف علیؑ	مصطفےٰؐ ہین بادشاہ انبیا
مرتضےٰ ہین سرگروہ اولیا	بادشہ یہ وہ وزیر شاہ ہین	مہر انور وہ ہین اور یہ ماہ ہین
شان مین آیا ہے انکے لافتیٰ	ہین یہ بازوئے نبی دست خدا	رکھ کے دوش پاک احمد پر قدم
طاق کعبہ سے گرائے ہین صنم	اک فرشتہ ہے کہ وہ لیل و نہار	مینھ کے قطرون کو کرتا ہے شمار
یہ فضائل حیدر کرار کے	غیر ممکن ہے کہ وہ بھی گن سکے	ہے لقب عالم مین اونکا بو تراب
آکے دیتی ہے زمین اونکو صدا	جب معرف ہون خدا و مصطفےٰ	کیا کرے تعریف انکی دوسرا

فضائل و مناقب انکے لاتعد و لاتحصے ہین بشر کی کیا طاقت ہے کہ انکا احصا کر سکے اور اس وادی ناپیدا کنار مین قدم رکھ سکے خامہ دو زبان معترف عجز و قصور ہے قلوب مومنین پر تابان انھین کا نور کرامت ظہور ہے۔ اور تحیت بے انتہا اور ہزار ہزار رحمت و ثنا حضرت امام حسن مجتبیٰ سے لیکر اس امام زمان سلطان دوجہان ہمنام مصطفےٰ قائم آل عبا تک کہ دل ہر ایک مومن کامل کا جسکی زیارت با سعادت و اقتباس جمال مہر بے زوال امامت کا صبح و مسا طالب ہے ہر فرد بشر پر واجب و لازم ہے ان حضرات سے توسل رکھنا باعث نجات ہو انھین کے وجود باجود کی برکت سے قائم اس طلسم جہان کا کارخانہ ہے

بس اثر ہے اسی پہ ختم کلام
سب پہ ہر دم رہے درود و سلام

مدح حضور پرنور گوہر بحر سخاوت دُرِ نایاب اکلیل شجاعت سکندر صولت والا دربار کیوان منزلت حاتم دوران درۃ التاج ابہت و شہریاری زیبندہ سریر مملکت و تاجداری جناب شوکت مآب رکن الدولہ نصرت جنگ ہز ہائنس نواب محمد بہاول خان صاحب بہادر خامس عباسی خلد اللہ سلطنتہ و سلطانہ

خبردار اے ساقی باخبر
کہ چھیڑے سخن بزم جمشید مین
اوٹھاؤن دم فکر مضمون قلم
پناہ جہان و جہان پناہ
عروج بلند اختری دیکھکر
کسی کو کسی سمت ملتا نہین
عدالت کی جسنے سنی داستان
جہان شجاعت سپہر کرم
شب و روز دست کرم ہے دراز
نہین جور و بے اعتدالی نہین
دیا ساز و سامان دولت تمام
کتب بینی اور کمالات سے
محمد بہاول سے خان ہو جو ہم
کہ تعریف ہے ذہن و ادراک کی
کرے وہ عدو پر جو لشکر کشی
یہ فیروزمندی یہ شوکت کہان
سبھی فن کا کامل ہین اس شہر مین
نہین کوئی ایسا شہ ارجمند
اوٹھاؤن مین ہاتھ اب دعا کیلئے
نقوش کواکب سے جبتک ہے نام
زمانہ مین جبتک سحرگاہ و شام
قدمبوس نواب گیتی پناہ
ہمیشہ یہ نواب عالی دماغ
جلے رشک سے دشمن تیرہ رو
کہ صبح تمنا ہوئی جلوہ گر
زبان و لب خشک کو تر کرون
کرون مدح سرکار والاہمم
برومند نخل زر و مال سے
جھکا تاہے سر آسمان خاک پر
شب و روز ہین جستجو مین ثواب
سر فتنہ ہے مست خواب گران
زمانہ مین اللہ رکھے مدام
رعیت ہی آسودہ و بے نیاز
کیئے انتظام جہان خراب
انھین پر ہی بس جود و ہمت تمام
سر کشور اعتبار سخن
تو اسم گرامی ہو زیب رقم
تہور جو دیکھے دم کارزار
وبال سر کبر ہو سرکشی
طبیعت مین ہی قدردانی کمال
نہین قدردان ایسا کسی ملک مین
محامد ہون سب مجھسے کیونکر بیان
کہین قدسی آمین خدا کے لئے
فروزندہ جبتک ہین شمس و قمر
فلک کو ہے گردش زمین کو قیام
ترقی پہ اقبال دائم رہے
رہے گلشن دہر مین باغ باغ
پھرین اس پاس کے دشمن تباہ
پلا آج مے جام خورشید مین
ذہن چشمہ آب کوثر کرون
جسے کہتے ہین خلق شام و پگاہ
تنومند پر دی اقبال نے
نظیر آپکا زیر چرخ برین
ادھر ماہ تابان اودھر آفتاب
سمجھتے ہین مردان عالی ہمم
سخاوت کا انکے بدولت ہی نام
کسی کو غم خستہ حالی نہین
مسند نے انکو کیا انتخاب
بہت شوق علمی خیالات سے
وقار سخن افتخار سخن
صفائی ہے ایسی دل پاک کی
دل و جان سے ترک فلک ہو نثار
میسر کسی کو یہ سطوت کہان
چلے آتے ہین سیکڑون ذی کمال
غرض آج زیر سپہر بلند
نہ ہی طاقت نہ ایسی زبان
الٰہی ہے جبتک سپہر بلند
نظر آتے ہین روز و شب جلوہ گر
ہمیشہ رہے مسند عز و جاہ
ہمیشہ یہ سرکار قائم رہے
رہے اختر بخت عالم فروز
رہین لطف و آرام سے خیرخواہ

سبب تالیف کتاب

ناظرین والاتبار و سامعین بلند اقتدار کی خدمت مین یہ خوشہ چین خرمن ارباب فضل و کمال خاکپائے منشیان ذی مقال اول کونین شیخ تصدق حسین داستان گو و زلہ ربائے خوان اہل ہنر محمد سمعیل اثر عرض پیرا ہے کہ ان ایام میمنت انجام مین بیاوری بخت رسا و مساعدت طالع فرخت انتما بمقتضائے آب و دانہ حسب طلب سرکار عالیجاہ بلند پایگاہ اعلیٰ حضرت بندگان عالی کیوان خدم دارا حشم نوشیروان معدلت سکندر شوکت حاتم سخا خورشید عطا تاج مہر سپہر اقبال زیبندہ تخت اجلال حضور پرنور رستم دوران افلاطون زمان فلک بارگاہ سپہ سالار مخلص الدولہ نصرت جنگ ہز ہائینس نواب ابن نواب نواب محمد **بہاول خان** بہادر خامس عباسی خلد اللہ سلطنتہ و سلطانہ فرمانفرمائے دار السرور بہاولپور صانہ اللہ تعالیٰ عن شر الشرور الی یوم النشور عرش پناہ فلک بارگاہ انجم شکوہ منوچہر فر فریدون مرتبت جم منزلت سلیمان رفعت گوہر تاج شہریاری اختر تابندہ اوج ابہت و بختیاری وارد شہر لطافت بہر دار الریاست بہاولپور ہوا اور بتوسط مولوی محمد عبد الرشید عبد العزیز صاحب معتمد ریاست حضوری سرکار عالیجاہ سے مشرف ہو کر ذخیرہ فخر و سعادت حاصل کیا ۔ ہنگام ملازمت کبھی اپنے بخت رسا کی مساعدت پر ناز کرتا تھا کبھی فخر و امتیاز کے ساتھ شکر کریم کارساز بجالاتا تھا کہ یہ بھی یاوری تقدیر ہے کہ کہان یہ ذرہ بے مقدار اور کہان یہ آفتاب آسمان عز و وقار کہان یہ مشت خاک بے بنیاد کہان وہ عالم پاک قدسی نژاد ۔ ع ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا ✦ یہ سب بندہ نوازی اوس رب بے نیاز کی ہے کہ مجھ ایسے ہیچمدان کو ایسی بارگاہ فلک اشتباہ مین شرف باریابی حاصل ہوا ؎

کلاہ گوشہ دہقان بآفتاب رسید
کہ سایہ بر سرش انداخت چون تو سلطانے

حضور ممدوح نے کمال احترام نہایت اعزاز و اکرام سے عزت افزائی فرمائی کہ مدت العمر اگر اوسکا شکریہ کیا جائے تب بھی ممکن نہین ہے ؎

اگر ہر موے من گردد زبانے
تو را نامم بہر یک داستانے
نیارم گوہر مدح تو سفتن
یکے از شکر بسیار تو گفتن

خامہ دو زبان اگر تمام عمر سرگردانی کرے تب بھی ایک شمہ اوصاف عالی کا نہ لکھ سکے ۔ خوشا نصیب ہمارے کہ دولت دیدار فائض الانوار سے طالع خفتہ بیدار بخت نارسا یاور و مددگار ہو گیا ۔ شرف قدمبوسی غنچہ آرزو شگفتہ ہوا دامن امید گلہائے مراد سے رشک گلزار ہو گیا ۔ ؎

تو آن رفیع مکانی کہ ساکنان فلک
بہ آستان تو دارند میل دربانی
چہ حاجت ست بپیش تو حال خود گفتن
کہ حال خستہ دلان را تو خوب میدانی

سبحان اللہ دار الریاست کیا شہر مینو سواد فرخ بنیاد غیرت فرخار ہے ۔ کہ جسکا ہر گلی کوچہ کاکل محبوبان کیطرح دلفریب و طرحدار ہے عمارات پختہ و بلند بازارون مین رونق پاکیزہ سڑکین صاف و شفاف جسطرف دیکھو عجیب گہما گہمی ہے جسکی سیر سے دل سیر ہو جاتا ہے مشاہدہ گل و گلزار و فضائے سبزہ زار سے فرحت تازہ حاصل ہوتی ہے نظارہ لطف اوٹھاتا ہے اور والی ملک کا کیا کہنا حضور ممدوح کے اوصاف حمیدہ و اخلاق پسندیدہ کے بیان مین زبان قاصر ہے انسان کی مجال نہین ہے کہ بیان کر سکے ۔ در دولت شاہی پہ عجب شان و شوکت ہے جس سے رعب وداب سلطانی آشکار ہے ہر قسم کے اہل ہنر ہر طرح کا ذی کمال حاضر دربار

دربار

دربار ہے اور قصر معلےٰ کی آرائش زیب و زینت نورٌ علےٰ نور ہے ؎

زہے صفائے عمارت کہ در تماشایش
بدیدہ باز نگردد نگاہ از دیوار

ذہن ناقص الرای کو گھیون کی سجاوٹ بیان کر سکے تو یہ سراسر اوسکا قصور ہے۔ رفعت و شان اس عمارت عالی کو دیکھکر اگر یہ کہا جائے تو بجا ہے ؎

یہ کس رشک مسیحا کا مکان ہے
زمین جسکی چہارم آسمان ہے

دوران ملازمت مین سلسلۂ سخن تذکرۂ داستان امیر حمزہ صاحبقران مین آغاز ہوا وہ رموز مقامات غوامض و نکات حضور پرنور نے اسکے متعلق ارشاد فرمائے کہ جس سے موازنہ ذہن عالی کا ہو گیا سبحان اللہ کیا طبیعت حاضر اور نظر غائر خداوند کریم نے عطا فرمائی ہے کہ کل دفاتر از بر ہین اور تمام مقاصد پیش نظر بڑے بڑے جاننے والے اس فن کے آپکے سامنے طفل مکتب ہین واہ کیا ذہن رسا اور طبیعت عالی ہے کہ جسقدر جلدین ملاحظہ سے گذری ہین سب کے مضامین آپکے ذہن نشین ہین اسیر کیا موقوف ہے صورت سیرت شوکت و جلالت رعب و داب خوش اخلاقی خوش مزاجی کونسی صفت ہے جو ذات اقدس مین موجود نہین ہے جسپر نظر عنایت و الطاف کا پرتو پڑ جائے پارس کا خواص ہے کہ دامن امید پر زر ہو جای

ع ہر مس کہ بکیمیا رسد زر گردد + اسی اثنا مین حضور ممدوح نے زبان فیض ترجمان سے ارشاد فرمایا کہ دفتر آفتاب شجاعت کی جلد چہارم اگر لکھی جائے تو جو بیانات کہ اونمین ناتمام رکھے ہین اور سلسلہ بیان اونکا ختم نہین ہوا ہے وہ انجام کو پہنچائے جائین اور نتیجہ و حاصل انکا ظاہر کیا جائے اور جو واقعات کہ فرو گذاشت ہو گئے ہین اور کسی وجہ سے بیان انکا قلم انداز ہو گیا ہے انکی نسبت ہدایت خاص صادر ہوئی کہ وہ امور بھی اس جلد مین درج کئے جائین تو موجب خوشنودی ما بدولت ہوگا فدوی نے عرض کیا کہ سمعاً و طاعۃً جو ارشاد فیض بنیاد سرکار عالی ہوا ہے فدوی مطابق اسکے کاربند ہوگا اور اپنا فخر و سعادت سمجھکر تعمیل ارشاد عالی نہایت سرگرمی سے بسر و چشم بجا لائیگا ۔ گر قبول افتد زہے عز و شرف + چنانچہ یہ حقیر بے تقصیر عنان اشہب تیز گام خامہ جادو نگار کو اس وادی دشوار گذار مین منعطف کرتا ہے اور باقبال عدو مال سرکار فلک اقتدار اس گلشن بہار کو گلہائے مضامین مذکور الصدر سے آراستہ و پیراستہ کرکے نظر انور کیمیا اثر سے گذرانیگا ۔ امید ذات باری سے یہ ہے کہ اگر حیات مستعار باقی ہے اور اقبال لازوال سرکار ابد قرار شامل حال ہے تو بہت جلد یہ کام انجام پذیر ہو اور شاہد مقصود پردہ اختفا سے باہر آکر منصۂ شہود پر جلوہ گر ہو سب محنتین سوارت ہو جائین اگر ملازمان والا کی نظر اقدس مین گذر کر قابل قبول ہو جائے سعادت دارین حصول ہو جائے ناظرین با تمکین سے امید ہے کہ اگر کہین سہو و خطا ہو جائے تو دامن عفو سے پوشیدہ فرمائین کہ ہیچ نفس بشر خالی از خطا نبود

ترانہ سنجی عندلیب خامۂ خوش بیان در تحریر این نگارستان بیخزان

تازگی بخش گلشن ایجاد
طبع ہو جائے باغبان سخن
خامہ چہکارے صورت بلبل
ہر سطر پر ہو گلستان کا گمان
روش باغ نظم سب سے جدا

بار ور کر نہال مراد
نہرین بین السطور کی ہون ہم
صاف بنجائین گل مضامین گل
جہان سرخی سے چمن کرون مین کم
سرو آزاد ہو ہر اک مصرعہ

ہو تر و تازہ فکر کا گلشن
بدلے پانی کے آب و تاب کلام
یون مسلسل ہو نثر نور افشان
ہو وہان لالہ زار کا عالم
ہو قلم نغمہ سنج شکل ہزار

بحزان کے رہے ہمیشہ بہار
آشناؤن کے دل جو پھر آئین
ہون وہ مانند گل شگفتہ دماغ

گل معنی یہ زین و زیب رہی
پھر کلگشت اسطرف آئین
آگے جو ایک مہربان کو پسند

دور ہو اس سے خار عیب رہی
ہجران آکے دیکھین جب یہ باغ
جب ہو یہ درپسند کچھ خورسند

رائگان ہو نہ یہ ریاض اثر
گرہین منظور اسکو اہل نظر

آغاز داستان ندرت بیان روانہ ہونا صاحبقران ثالث یعنی شاہزادہ بدیع الملک نوجوان کا بہمراہی کل لشکر و بارگاہ سلیمانی وغیرہ کے جانب طلسم نہ طاق برای فتح طلسم اور ورود لشکر فیروزی اثر ایک صحرائے پر فضا مین اور سردارون کے اصرار سے کہ یہ صحرا نہایت سرسبز و پر بہار ہی لشکر کو قیام کا حکم دینا اور خود مع سردارون کے مصروف صید و شکار ہونا ایک ہرن کے تعاقب مین گھوڑا اڑالنا اور بہت دور نکل جانا رفیقون اور ہمراہیون سے جدا ہو کر اور راہ بھول کر ایک صحرای ہولناک و دشت پرخار مین سراسیمہ و پریشان ہونا آخر بہ رہنمائی خضر راہ گم کردگان اُس مصیبت جانکاہ سے نجات پانا - ملاقات ہونا درویش فرشتہ خصال القاے صحرانشین سے اور عطا فرمانا اونکا بازوبند وغیرہ تبرکات طلسمی شاہزادہ عالی منزلت اور خضران بن عمرو کو اور اونکی برکت سے پہونچنا ایک غار تک اور حسب ارشاد درویش صحرانشین کو ڈہونڈنا غار مین اور پہونچنا اک صحن بارگاہ مین وہان ہنگامہ جنگ و پیکار برپا ہونا ساحران نابکار سے اور قتل ہونا

سمندر شاہ اور سندوس جادو وزیر بد تدبیر گنجور شاہ کا اور رہا کرنا قید گنجور شاہ کو۔ مطیع اسلام ہونا گنجور شاہ کا اور صاحبقران کو اپنے ہمراہ لانا طلسم گنجورۂ سلیمانی مین اور تحفہ جات طلسمی گلدستہ وغیرہ مع تیغہ وسپر کے پیش کش کرنا خدمت صاحبقران مین اور سب کو تخت سحر پر سوار کرکے لانا پھر پیر مرد صحرا نشین کے پاس۔ رخصت ہونا شہزادہ عالیجاہ کا القائے صحرا نشین کے پاس سے اور روانہ ہونا اس صحرائے ہولناک سے اور ہمراہی گنجور شاہ پہونچنا لشکر فیروزی اثر مین۔ پھر رخصت ہونا گنجور شاہ کا یہ وعدہ کرکے کہ غلام اپنے طلسم کا انتظام کرکے نطاق پر مع لشکر کے حاضر ہوگا۔ شہزادہ کا ایک دو روز لشکر مین قیام کرکے روانگی پیش خیمہ کا حکم دینا جانب بیابان نطاق و دیگر حالات متعلق

داستان ہذا

ساقی نامہ

سنبھل بیٹھ اے ساقی مست ناز
مرود ہے ساغر جم ہے آج
نکلتی ہے پیش خدیو جہان
کہ ہون آج جم بزم کاؤس کے
پلا ساقیا مجکو وہ آج مے
اوسی کے پلا جام تو بے حساب
پلا پھول کھل جائے دل کی کلی
ملایا ہے جس نے مجھے خاک مین
مجھے ہے لالہ گون کی تلاش
نہ شیشے نہ جام ہے ارغوان
ہر اک موجہ ہے تیغ قضا

ابھی سے نہو اسقدر بے نیاز
وہان ہون جہان خُب وُ فرد تجکو
زیادہ ہوس سے تمنائے جان
ذرا موج مے سے جو تر ہو زبان
کرون منزل دشت وحشت کو طے
زلال تو لاگی ہے جستجو
کہ ہے باغ عالم مین اب بیکلی
کدھر ہے تو اے ساقی جنگجو
یہ باتین ہین تیری بہت دلجلی
ہجوم آج رندون کا ہے رات کے
لنڈھا ہی ہے یا ہی خون بہا

یہان رو برو اور عالم ہی آج
بشر کیا فرشتون کے جلتے ہین پر
پلا مجکو ساقی کوئی جام مے
لکھون حال صاحبقران زمان
دھری ہے کدھر آج جو تھی شراب
شراب کہن کی نہین آرزو
اسی مے کی ہون ساقیا تاک مین
پلاتا نہین ساغر مشکبو
نشبو ہے نہ خم ہے نہ ساغر یہان
یہ جنگ وجدل ہے تری ذات سے
یہ اٹلے ہوئے جام ہین یا حباب

ہر اک کا سر خم ہے گرداب آب
لگا تجھ سے کیا خیر وہ مے پلا
کہ دل میں ہے میرے کچھ اور ہی [illegible]
نہ کر ساقیا مجھ سے عیاریاں
لگا محتسب کا کہیں تو پتا
پلا اب وہ ساقی مے لالہ رنگ
نظر آئے دشمن کو شمشیر قہر
تصور ہے خورشید کے نور کا
تلاطم ہے یوں آجکل آشکار
تڑپتا ہوں اس مہ لقا کے لیے
مجھے دے مئے ناب و جام و سبو
تصور ہے اس مہر کا ہر گھڑی
پری مجکو شیشے میں آئے نظر
مغنی بھی ہوں چند وہ سیمبر
بہ لطف و عنایت نہ ہو ترش رو

تلاطم میں ہے کشتی مے فروش
کہ ہوں ساقی قدر داں کھلا
زمرد کا جام اور مے لالہ رنگ
کہ ہیں آج لشکر کی تیاریاں
طبیعت نہ کر اے اثر آج سست
کہ درپیش بندو کو ہے اک امنگ
کدھر ہے تو اے ساقی مہ جبیں
پلا جام صہبائے انگور کا
وہ مینوش ہو ساقیا کسطرف
مدد کر مدد کر خدا کے لیے
بنا میکدہ کو دلہن کیطرح
ہے اس غم سے شیشے کو ہچکی لگی
وہ ہوں جام جسمیں ہو عکس فلک
ہوں یوں غیرت شمس و رشک قمر
اثر اب تمنا ہے یہ صبح و شام

شجاعت کا رندوں کو ہے آج جوش
مگر شرط یہ ہے نہ کیجیو درنگ
ضیا بار ہو جلوۂ شوخ و شنگ
کوئی بڑھ کے تدبیر ساقی بتا
جو اعلیٰ ہوں مضمون بندش ہو چست
شراب مصفا کی ہر اک لہر
پلا ساغر بادہ دل ہے حزیں
سبب تو بتا ساقی روزگار
جو ہے صاحب شان اور ذی شرف
ارے بے خبر ساقی تند خو
جفا کر نہ چرخ کہن کیطرح
ہے سرخ ہو آج یوں جلوہ گر
خجل شرم سے ہووے مہر فلک
پلا تو مجھے یوں مے مشکبو
ہوں آنکھوں پھر سامنے مے کے جام

نشے میں جو ہو فکر اس حال کی
سناؤں میں تفصیل اجمال کی

غزل

فصل گل ہے تو مجھے کیفیت میخانہ آج
دولت ساقی سے مالا مال ہے پیمانہ آج

بادشاہ وقت سے زیبا دل دیوانہ آج
داغ سودا مجکو دیتا ہے جنوں نذرانہ آج

دولت دنیا سے مستغنی ہوں میں دیوانہ آج
گنج اور گل دیتا ہے میرے واسطے ویرانہ آج

مجھ سے دریا نوش کو ساقی پلاتا ہے شراب
دیکھتا ہوں میں بھی ظرف شیشہ و پیمانہ آج

جلوۂ حسن پری دکھلا رہی ہے فصل گل
عقل کل کیسے اڑے جو کوئی ہو دیوانہ آج

وصل کی شب ہے کہاں ساقی تکلف برطرف
میں نہیں پیمانہ دوں تم مجکو دو پیمانہ آج

دیکھوں تو ہوتی نہیں کیونکر پری شیشہ میں بند
بعد مدت ہوش میں آیا ہوں میں دیوانہ آج

عرش پر ہے اندنوں میں اہل دنیا کا دماغ
کونسا گھر ہے نہیں جسمیں ہو بالاخانہ آج

راویان حکایات لطیف اور حاکیان حکایات ظریف محرران تقریر حیرت آثار اور مورخان تاریخ عبرت نگار شہنشاہان اقالیم خوش بیانی و وزیران ملک جمہ دانی منشیان قصہ بیاں نویسندگان داستان عدیم المثال اس داستان دلستان کو بآئین شائستہ و عنوان بائستہ یوں تحریر و تسطیر کرتے ہیں۔ ناظرین پر تمکین پر واضح ہو کہ جلد سوم دفتر آفتاب شجاعت میں سلسلۂ سخن کو اس مقام پر ختم کیا ہے کہ سمندر شاہ اہل اسلام سے شکست کھا کر دربار گنجور شاہ حاکم طلسم گنجورۂ سلیمانی میں گیا ہے اور طالب کمک ہوا ہے گنجور شاہ نے اپنی عرضی مشعر حالات سمندر شاہ اور ہمندر شاہ

نے بھی اپنا عریضہ متضمن حالات اپنی تباہی و بربادی کے اور طالب کمک ہونا خدمت مین خداوند نطاق کے بذریعہ ایک ساحر کے روانہ کیا ہے اور جواب کے انتظار مین گنجور شاہ کے پاس مقیم ہی وزیر گنجور شاہ اس فکر مین ہے کہ کسی تدبیر سے تحفہ جات طلسمی بادشاہ سے بمکر اپنے قبضہ مین کرون اور بادشاہ کو قتل کرکے سمندر جادو کو یہان کا حاکم کردون او سکو تخت سلطنت پر بٹھا کے آپ مختار کل سلطنت کا ہوجاؤن صاحبقران ثالث یعنی بدیع الملک نوجوان نے سمندر پر قبضہ کیا تھا اور اوس ملک کو فتح کرکے تمام ملک کو اسلام آباد کردیا تھا اور ملکہ نسیم دختر سمندر کا عقد سہراب جادو کے ساتھ کرکے وہان کا حاکم کردیا تھا ہرکارے براے خبر کے روانہ کیے تھے کہ خبر لائین کہ سمندر کس ملک مین بھاگ کر گیا ہے ہرکارون نے آکر خبر دی تھی کہ سمندر نے لشکر کو تو طرف صحراے نطاق کے روانہ کیا ہے اور خود مع چند ناموس و سردارون کے طرف گنجورۂ سلیمانی کے بھاگ کر گیا ہے اور گنجور شاہ کے دامن پناہ مین مقیم ہوا ہے ہرکارون سے یہ خبر پاکر صاحبقران ثالث نے کل لشکر کو لیکر تعاقب مین سمندر شاہ روانگی کا قصد کیا ہے چنانچہ ان سب کے حالات راقم اپنے اپنے مقام پر بہ تصریح عرض کریگا بالفعل پہلے صاحبقران کا حال جو از قلم ندرت رقم کیا جاتا ہے۔ ع

صبا بشنو اے ہمدم راستان　　کہ باز آمدم بر سر داستان
نگارندۂ قصۂ داستان　　چنین می نگارد ز کلک بیان

کہ صاحبقران ثالث دنگل شوکت پر جلوہ فرما ہین دربار آراستہ ہے سب سردار اپنے اپنے رتبہ کے مطابق کرسیون اور دنگلون پر مقیم ہین بادشاہ بھی اپنے تخت حکومت پر جلوہ گر ہین کہ ہرکارے خوابگاہ پر حاضر ہو کر دعا و ثناے بادشاہی بجا لاتے ہیں کہ شہنشاہ کی عمر دراز ہو اوج پر ستارۂ اقبال رہے دوست شاد و دشمن پایمال رہے۔ ع

تا مہر بہ آفتاب سرور باشی　　تا صبح دمد ہمدم ساغر باشی
تا تاج بدست بر سر خسرو نہند　　در خانۂ اقبال سکندر باشی

ہم جان نثار خبر لائے ہین کہ سمندر شاہ حضور سے شکست کھا کر طلسم گنجورۂ سلیمانی مین بھاگ کر گیا ہے اور گنجور شاہ کو اپنا دامن پناہ تجویز کرکے وہین مقیم ہوا ہے اور اپنے لشکر ہزیمت خوردہ کو جانب نطاق روانہ کیا ہے اور بذریعہ گنجور شاہ عرضی بخدمت خداوند نطاق یعنی الوان تاجدار کے طلب کمک روانہ کی ہے اوسکا قصد ہے کہ کمک آلے تو دشمنان حضور پرنور سے مقابلہ کرے باقی خیر و عافیت ہے ہرکارے تو انعام پاکر رخصت ہوئے یہان صاحبقران نے حکم دیا کہ پیش خیمہ بطرف گنجورۂ سلیمانی کے روانہ کیا جائے اور کل لشکر کو حکم دیا کہ سامان سفر طیار رہے ہم کل بجانب طلسم گنجورۂ سلیمانی تعاقب مین سمندر شاہ کے روانہ ہونگے چنانچہ اوسیوقت سے لشکر مین درستی سامان سفر کی طیاری ہونے لگی تمام رات اہل لشکر کوچ کی طیاری مین مصروف رہے ہنگام سحر تمام لشکر سامان سفر سے مکمل ہو کر روانہ ہوا صاحبقران بھی نماز صبح پڑھکے سوار ہوئے اور کل لشکر کو ہمراہ لیے مع بارگاہ سلیمانی و اثاثہ صاحبقرانی بہ نہایت خدم و حشم کے ساتھ روانہ ہوئے بادشاہ سلامت بھی اپنے تخت روان پر جلوہ فرما ہین اور تمام سرداران عالی وقار و پہلوانان تہور شعار گرد و پیش سواری کے چلتے گئے ہوئے صحرا و سبزہ زار بیابان و کوہسار کو مشاہدہ فرماتے ہوئے چلے جاتے ہین کبھی سردارون سے مخاطب ہو کر زبان گہرفشان سے ارشاد فرماتے ہین کیا سبزہ ہے۔ یہ فضا اور کیا صحرا ہے نزہت افزا ہے مصاحب و رفقا عرض کرتے ہین کہ بیشک تھوڑی

دور حضور اور آگے بڑھ جاوینگے وہان صحرائے پر فضا اکثر نظر آئینگے اس طریق کی باتین کرتے ہوئے قدم دشت غربت مین دھرتے ہوئے چلے جاتے ہین کہ جاتے جاتے ایک صحرائے وسیع مین پہونچے دیکھا کہ صحرا نہایت پر فضا ہے سرو و شمشاد کے درخت جابجا نہایت خوشنما معلوم ہوتے ہین کوڑیالہ کوسون تک کھلا ہوا ہے کثرت گلہائے صحرائی سے تمام صحرا نمونہ گلزار ہو رہا ہے سبزہ خوابیدہ کوسون تک لہلہا رہا ہے یہ معلوم ہوتا ہے کہ باغبان قضا و قدر نے فرش زمردین بچھا دیا ہے آبشارین جاری ہین جانوران خوش الحان درختون پر زمزمہ سنجی کر رہے ہین کسی طرف بلبلین غزلخوان کسی سمت طاؤس رقصان ایک جانب کبک دری قہقہہ زن کہین پر زندبافان چمن جسقدر اوس صحرائے سبزہ زار مین درخت تھے سب مثل طوبے اسر سبز تھے طائران خوش الحان انپر بیٹھے ہوئے ذکر حمد باغبان گلشن جہان کر رہے تھے سیکڑون درختون سے اوڑکر صحرا مین پرواز کرتے تھے اور ہزارون چہچہے کرتے ہوئے انہین درختون پر آکر بیٹھتے تھے نسیم و صبا سبزے کی ہواداری مین مصروف ہر چرند ہمہ صفت موصوف چوپائے مثل ہرن و نیل گاؤ وغیرہ بے شمار تھے جسطرف دیکھا ہزارون آہوئے شوخ و شنگ سبزہ شاداب چرتے ہوئے نظر آئے شہزادے اور انکے ہمراہیون کو دیکھکر گھبرائے اور چوکڑی بھر کے ادھر سے ادھر بھاگتے بدیع الملک نامدار بھی اس صحرا اور وحوش و طیور کو دیکھکر بدرجہ کمال مسرور ہوئے سردارون اور یگانون نے شہزادہ نامدار کی خدمت مین عرض کیا کہ حضور یہہ صحرا نہایت پر فضا ہے اور شکار بھی نہایت کثرت سے ہے اگر ایک روز لشکر کا مقام ہو جائے تو نہایت مناسب ہے بادشاہ جمجاہ کو بھی یہ رائے پسند آئی صاحبقران نے اوسی مقام پر لشکر کے قیام کا حکم دیا چنانچہ حسب الحکم شاہزادہ والا تبار خیمے وغیرہ اسی مقام پر برپا ہونے لگے شاہزادہ نے فرمایا کہ بہتر ہے ہم آج اسی صحرا مین قیام کرینگے شب کو اسی مقام پر بسر کرینگے کل یہان سے طرف منزل مقصود کے سفر کرینگے یہ حکم فرمایا خیمے وغیرہ نصب ہونے لگے شہزادہ مرکب پر سوار ہوا چند سردارون کو ہمراہ لیکر باشتیاق تمام واسطے شکار کے صحرا مین پہونچے اور تیر و کمان ہاتھ مین لیکر شکار کھیلنے مین مصروف ہوئے ایک مقام پر دیکھا بہت سے ہرن جمع ہین اور سب ہرن تو بیٹھے ہوئے ہین مگر ایک ہرن کھڑا ہوا اونکی نگہبانی کر رہا ہے اور چارون طرف دیکھ رہا ہے شاہزادہ نے اپنے رفقا سے اشارہ کیا کہ اس مقام کو گھیر لو کہ یہان سو سوا سو ہرن جمع ہین سردارون نے بموجب ارشاد اوس مقام کا گھیر لیا یہ کیفیت دیکھکر ہرن مثل پرکالۂ آتش کے جست و خیز کرنے لگے اور بھاگنے کا قصد کیا سردارون نے صید کرنا شروع کیا سردارون اور اونکے ہمراہیون نے تھوڑی دیر مین اسقدر وحوش و طیور شکار کئے کہ صحرا مین جابجا انبار لگا دئے شہزادہ نے بھی کمان قربان مین سے لی اور ترکش سے تیر لیا مرغ تیر کو چلہ کمان مین پیوستہ کرکے صید افگنی مین مصروف ہوا کئی ہرن شاہزادہ نے تیر سے گرائے ایک آہو چوکڑی بھرتا ہوا جست و خیز کرتا ہوا سامنے سے نمودار ہوا شاہزادہ کی نگاہ جو اوسپر پڑی فوراً تیر کمان مین پیوستہ کرکے مارا تیر ہرن کے پڑا تو مگر وہ اچھلا اب وہ ہرن بھاگا شہزادہ نے بھی اوسکے عقب مین گھوڑا اوڑا دیا ہرن سم مرکب کی صدا سنکے ایک طرف کو جست و خیز کرتا ہوا بھاگا شہزادہ نے خیال کیا کہ بہتر تو اس ہرن کو زندہ گرفتار کرلو یہ ہرن نہایت خوبصورت ہے یہ خیال دل مین کرکے اوسکی طرف مرکب اوڑایا ہر چند سردارون نے عرض کیا کہ اسقدر ہرن صید ہو چکے ہین ایک ہرن

اگر نکل گیا نکل جانے دیجئے تکلیف نہ کیجئے شہزادہ نے فرمایا کہ نہین اوسکا بھی ہونا ضرور ہے یہ کہہ کے گھوڑے کو مہمیز کیا اور بہت تیزی سے اوسکے پیچھے جھپٹے لیکن وہ آہو اس سرعت سے بھاگا کہ صاحبقران اوسکے تک پہونچ نہ سکے یہ گھوڑے کو دوڑاتے ہوئے اوسکے تعاقب مین چلے جاتے ہین تب اوسکے قریب پہونچ جاتے ہین اور قصد کرتے ہین کہ کمند مارون وہ ہرن جست کرکے مثل شہزادہ کے صاف نکل جاتا ہے جیسے کمان سے تیر تب یہ اوسکے عقب مین مرکب کو مہمیز کرتے ہین برابر مرکب کو اوڑائے ہوئے چلے جاتے ہین مگر وہ ہرن ہاتھ نہین آتا اسی دوادوش مین دن قریب دوپہر کے آگیا یہ اس صحرا سے کئی کوس دور نکل گئے ہمراہیون کی نظرون سے غائب ہوگئے اب انکو بھی غصہ آگیا کہ یہ ہرن ہاتھ نہین آتا ہی بدون اسکے اسیر یا ہلاک کئے ہوئے نہ واپس ہونگا راوی کہتا ہے کہ شہزادہ مرکب کو اوڑائے ہوئے عقب ہرن مین چلا جاتا ہے ہرن بھی جست وخیز کرتا ہوا آگے آگے رواں ہے شہزادہ حیران ہے کہ کیونکر اوسکو اسیر کرون دام کمند مین دستگیر کرون یہی فکر و تردد ہے جب شہزادہ بہت سرگردان و حیران ہوا تو اب یہ قصد کیا کہ اسکو تیر سے گرادون بس کمان دوش پر سے لی ترکش سے تیر لیا تیر کو چلہ کمان مین پیوست کرکے ہرن کو تاکا وہ نشانہ سے الگ ہوگیا اور بھاگا یہ بھی مرکب اوڑاکر چلے مرکب بھی پسینہ مین غرق مرکب کی زبان نکل آئی ہے ہانپ رہا ہے مگر راکب کے اشارہ پر چلا جاتا ہے - بقول اے ؎

ہر الف نے سانس لی تو وہ پہلے روانہ تھا
تار نفس بھی اوسکے لئے تازیانہ تھا

شہزادہ کا یہ عالم ہے کہ پیاس کا غلبہ ہے مگر اسی دھن مین چلے جاتے ہین دل مین کہتے ہین کہ جبتک اسکو ہلاک نہ کرونگا واپس نہ ہونگا نوبت بانیجا رسید کہ وہ آہو ایک مقام پر پہونچکر انکی نظر سے غائب ہوگیا معلوم نہین کس درہ کوہ مین چلا گیا اب شہزادہ کو ندامت بھی ہے اور صید کے نہ ملنے کا صدمہ بھی ہے اوسی عالم پریشانی مین شہزادہ نے ایک سمت کو گھوڑا ڈالا اشہب تیز گام صبا رفتار کی باگ اوٹھائے چلے جاتے ہین کہ حسب اتفاق راہ بھول گئے بہت دور تک رہروی کی مگر وہ وادی پرخار اور صحرائے حیرت آثار کسیطرح ختم نہوا شہزادہ عالم اضطراب مین کبھی ادھر کبھی اودھر نکل جاتا ہے مگر اس بیابان سے نجات نہین پاتا ہے جسقدر دن باقی تھا اسی کرب و بیقراری مین کٹا قریب شام تھک کر گھوڑے سے اوتر پڑے ایک درخت کے نیچے شب بسر کی دیکھا تو تمام جنگل سنسان ہی کہین انسان ہے نہ حیوان ہے تاریکی محیط دنیا ہے چاند کا کوسون نہین پتا ہے وہ ڈراؤنی رات ہی نہ کوئی سنگ ہی نہ ساتھ ہے عالم تنہائی مین وہ رات پہاڑ ہو گئی ؎

سعد یا نوبت امشب دہل صبح نکوفت
یا مگر صبح نباشد شب تنہائی را

خدا خدا کرکے سفیدہ سحری چمکا ہنگام سحر نماز پڑھکے پھر چلنے کا قصد کیا اور مرکب کو بے چراگاہ مین چھوڑ دیا کہ جبتک مین نماز پڑھون یہ بھی گھانس چر لے چنانچہ مرکب چرائی مین مصروف ہوا اور انکا علم کونسی بوٹی زہریلی گھانس مین تھی کہ کھاتے ہی اس مرکب شکاری کی آنکھین دفعتہ سرخ ہوگئین اور جسم تھرتھرا کر پڑا اور دم دیا شہزادہ کو نہایت رنج و افسوس ہوا فرمایا کہ معلوم ہوتا ہے کہ لطف پیادہ پائی بھی ہمین اوٹھانا ضرور ہی خیر ہرچہ بر سر فرزند آدم بگذرد ؎

یا رب صحرا نوردی پاؤن کی ایذا نہین
دل دکھا دیتا ہے لیکن ٹوٹ جانا خار کا

یہ کہکر ایک سمت کو روانہ ہوئے بعد دوپہر کے ایک بیابان ہولناک دشت پرخطر صحرا ے

بے آب وگیاہ مین پہونچے جہان گولے اوڑتے تھے ہوائے گرم چلتی تھی تشنگی کا زور تھا فرماتے تھے کہ ہم صید کرنے کو آئے تھے خود شکار اجل ہوئے ۔ ؎

ہے چلی وحشت جو گھر سے مجھ پریشان حال کو
آندھیان اوٹھین بگولے آئے استقبال کو

فرماتے تھے کہ یہ وہ مقام ہے کہ جہان آب ناب گوہر نایاب ہے خضر تک اس دشت مین پانی کا محتاج پھرتا ہے اگر کوئی چھپر دور سے معلوم ہوا اور بقصد آب وہان پہونچے تو دیکھا کہ سراب ہے اور برسات سے جہان کہین پانی معلوم ہوتا تھا وہان پہونچے تو دیکھا کہ مچھلیان سوکھی ہوئی پڑی ہین اور پانی کا کہین نام نہین شہزادہ پیاس سے نہایت مجبور ہوا کہ حلق مارے پیاس کے خشک ہوا جاتا تھا زبان مین کانٹے پڑے جاتے تھے وہ تشنگی تھی کہ خدا کی پناہ شہزادہ اوسی عالم یاس و سراسیمگی مین فرماتا تھا کہ اے فلک کجرفتار ہم لوگون سے ساتھ تیری کجروی نہین جاتی مجکو مرتبہ صاحبقرانی دیکھکر جل گیا سچ ہے ۔ ؎

بغض وحسد سے خالی صحرا کو بھی نہ پایا
کیا کیا جلا ہے ساکھو پھولا جو ڈھاک بن مین

غرضکہ شہزادہ اس دشت ہولناک مین نہایت پریشان ہے اور اس صحرائے خاک آلود مین رہ نوردی کرتا چلا جاتا ہے تمام جسم پر خاک پڑی ہے وہ خاک اس رخ پر نور پر یہ معلوم ہوتی ہے کہ گویا نقاب خاکی ہے اس گرد وغبار مین وہ چہرہ پر نور یون معلوم ہوتا ہے کہ گویا آفتاب برج خاکی مین آگیا ہے بس شہزادہ تباہ وبرباد عرق مین از سر تا پا غرق چہرہ بسبب تمازت آفتاب کے سرخ ہو رہا ہے وہ پھول سی رخسارہ کہ جسے کبھی گرمی کی حدت تک نہ پہونچی ہو اوس پر اسقدر تمازت آفتاب اپنا اثر کرے کہ وہ مثل گل کے مرجھا مین نیز وہ آفتاب حسن وخوبی جلا جاتا ہے پاؤن مین آبلے پڑگئے ہین خار مغیلان تلوون کے پار ہوگئے ہین پاؤن ورم کر آئے ہین آبلون سے خون بہتا ہے جب کانٹا نکالا تلوون سے خون بہکر تمام زمین لال ہوگئی یہ حالت دیکھکر فرماتے تھے ۔ ؎

نکلے کانٹون سے چلین پھٹنے کی تدبیر یا
گوکھرو تلوون مین نکلے واہ ری تقدیر یا

آبلے اس گوہر آبدار شہریاری پر پھوٹ پھوٹ کر روتے ہین برگ شجر جب ہوا چلتی ہے کف افسوس ملتے ہین چہرہ سونولا گیا ہے جسم پر خاک پڑی ہے مگر وہ رہ نورد بادیۂ مصیبت رہروی سے باز نہین آتا ہے برابر راہ طے کیے جاتا ہے۔ کہ جاتے جاتے شہزادہ ایک ریگستان مین پہونچا جہان سوائے ریگ کے کسی شے کا نام نہ تھا درخت کا نشان نہ تھا پانی کا پتہ نہ تھا اس صحرا مین مسافر کو تشنہ لبی سے پناہ پانی دشوار تھی سوائے خون دل کے پانی کا نشان نہ تھا نہ کوئی کسی قسم غذا اسکی تھی سوائے لخت جگر یا قرص خورشید کے جانور تک اوس صحرا مین نہ آتے تھے تمازت آفتاب سے تمام صحرا کورۂ آہنگران ہو رہا تھا کیا تاب وطاقت جو کوئی پرندہ اوج ہوا پر اودھر سے ہوکر گذر جائے اگر کوئی اجل رسیدہ آگیا تو گرسنگی وتشنہ لبی سے ہلاک ہوگیا اگر درخت بھی کوئی نظر آیا تو مثل بید مجنون کے خشک پایا کانٹون کی زبان تک سوکھ گئی تھی جنپر یہ شعر صادق آتا تھا ۔ ؎

بھر کے مشکین آبلون کی اب تک بھی جل رہا
اڑ گئے ہین پیاس سے کانٹے زبان خار مین

شاہزادہ اس صحرا مین رہ نورد تھا حالت یہ تھی کہ شدت دھوپ سے پاؤن زمین پر نہ رکھا جاتا تھا زمین مثل تابۂ آہن کے تپ رہی تھی ہر مرتبہ پاؤن مین چھالے پڑجاتے تھے ذرۂ ریگ انگارے معلوم ہوتے تھے اسقدر گرمی تھی کہ شاہزادہ از سر تا پا پسینہ مین غرق تشنگی سے بسبب کم پانی

آب کے زبان تالو سے لپٹی جاتی تھی طاقت الگ طاق ہو گئی تھی یہ کیفیت تھی کہ کسی مقام پر تا زانو ریگ مین گڑ جاتے تھے کسی مقام پر تا کمر بس راہ طے کرتے ہوئے سختیان سفر کی اوٹھاتے ہوئے اس صحرائے بلا کو طے کرتے ہوئے چلے جاتے ہین دھوپ کی جو شدت ہوئی اور حرارت آفتاب بڑھی تو اسلحہ بھی جسم پر بار ہو گئے کڑیان زرہ کی جلنے لگین اور خود بھی بار سر ہو گیا اور تلوار ناگن بنکر کاٹنے لگی تلوار کو کہین پھینک دیا خود کہین اتار ڈالا زرہ کو کسی مقام پر علیحدہ کر دیا اسی عالم یاس و سراسیمگی مین فرماتے تھے کہ نیرنگی فلک دیکھئے کہ چشم زدن مین کیا تھا کیا ہو گیا وہ حکومت و ثروت تھی یا یہ بادیہ پیمائی دشت غربت سچ ہے۔ ؎

لغزش کلک قدرت کو ہے اندیشہ سے حیرانی
بڑھ جاتا نہین ہر گز کسی سے خط پیشانی

یہ کہکے فرما رہے تھے نظم

پا برہنہ خار پر مجنو پھرا ہے دشت مین
خار کے سر پر رکھے دامان گل کا سائبان
ہنس کو موتی چگاتا ہے سدا یہ بے تمیز
پوست کھنچے ہی ہما کا دے کے مشت استخوان
ابر دریا بار کو برسائے دشت یاس پر
خشک رکھے مزرع امید ہر پیر و جوان
میل کھینچے دیدۂ بینا مین یہ تاریک عقل
پر کرے کحل الجواہر دیکھے چشم سرمہ دان
تا کجا کیجئے بیان اس سفلۂ دون کا مزاج
ایک وتیرے پر نہین گاہے چنین گاہی چنان

یہ فرما کر آبدیدہ ہوئے اور اپنے حال پر افسوس کرتے ہوئے چلے جاتے تھے ان کوسون کو کوس کوس کر کاٹتا لیکن نہ کٹتے تھے بس قریب ایک دامن کوہ کے پہونچے ایک پتھر سنگ مرمر کا نظر آیا کہ وہ چلتا ہوا تھا اوس پر بیٹھنے کا قصد کیا تھا کہ دیکھا اوسی مین سے شہزادہ نکلتے ہین وہانسے آگے بڑھے نظم

ناگہ نظر آیا ایک بیابان
جس مین ڈرتے تھے اوس جگہ پر آتے
تھی آب کی جستجو کسے ہی
چشمک زن آفتاب محشر

تھا نام کو وان نہ کوئی حیوان
کوسون نہ درخت تھا نہ پانی
بریان تھی زمین یہ ریگ تپی
ڈر کرتا تھا وان جو پاسبانی

انسان کا ذکر کیا جو جاتے
مشکل تھی وہان پناہ پانی
ہر ذرہ وہان کا بندہ پرور
آتی تھین صدائین بھی ڈرائی

بھونکا جو کوئی ہوا کا آتا
سر تا بقدم بدن جلاتا

بس یہ وادی ہولناک جو ملاحظہ فرمایا ایسے بے بس ہوئے کہ راہ کا چلنا دشوار ہو گیا گرسنگی نے الگ پریشان کیا تشنگی نے الگ پاؤن نے جدا جواب دیا فرمانے لگے ؎

نہین کٹتا ہے یہ میدان بلا
مدد اے خضر بیابان بلا

فی الجملہ کچھ راہ اور طے کی تھی کہ آثار شام کے ہویدا ہوئے دیکھا کہ آفتاب قریب غروب ہے تمازت بھی کم ہو گئی ہے شام ہوا چاہتی ہے۔ فراش نیل پرداشب تانا چاہتا ہے روشنی روز گھٹا جاتا ہے دامن کوہ بھی ہے آج اسی مقام پر قیام کرنا چاہیئے۔ آج شہزادہ کو تیسرا فاقہ ہے ضعف کے ایسے راستہ چلنا دشوار تھا اسوجہ سے یہین ٹھہر گئے ایک مقام پر بیٹھکر نماز مغرب پڑھی اور عرض کیا کہ اے پروردگار۔ ؎

آسمان کہتی ہے ہر صبح باواز بلند
رزق سے بھرتا ہے رزاق دہن بھوکے

مین بھی تیرا بندہ ہون آج تیسرا فاقہ ہے تو ہی رزاق مطلق ہے ہژدہ ہزار عالم کو رزق پہونچاتا ہے بھوکا سلاتا نہین بھوکا اوٹھاتا ہے پتھر کے کیڑے کو رزق دیتا ہے ہر حال مین تیرا شکر واجب و لازم

ہے جو تیری مرضی۔ س

راضی ہین ہم اوسی مین جسمین تری رضا ہے　　گر یون بھی واہ واہ ہے اور وون بھی واہ واہ ہے

ہر زخم کہ ز شمشیر حبیب　　ہرچہ آید بر سر من یا نصیب

ہنوز یہ کلام ناتمام تھا کہ سامنے سے ایک مرد بزرگ نورانی شکل عمامہ سبز سر پر باندھے ہوئے عبا دوش پر ڈالے ہوئے جبین مبین سے نور ساطع و لامع تھا اوس مقام پر پیدا ہوئے ایک جام مہر دکا اور دو روٹیان لاکر شاہزادہ کے پیشکش کین اور بڑی شفقت و توجہ سے فرمایا کہ انکو نوش کر یہ عنایت پروردگار ہے اور یہ وہ روٹی ہے کہ جس چیز کا ذائقہ طلب کروگے وہ حاصل ہوگا شہزادہ نے پہلے جھک کر سلام کیا اور وہ روٹیان اور جام آب لے لیا روٹی کو نوش کیا اور آب سرد پیا فی الواقع روٹی کو ویسا ہی پایا جیسا کہ مرد بزرگ نے فرمایا تھا خوب اسیر ہوگئے جو کئی روز سے اناج دیکھا نہ تھا کھاتے ہی جان مین جان آئی ہوش و حواس درست ہوئے شکر پروردگار بجالائے دل مین خیال کیا کہ یہ مرد بزرگ ہے کوئی مقربان درگاہ الہی و خاصان خدا سے ہین عرض کیا کہ یا حضرت آپ کون بزرگوار ہین اور اسم مبارک آپکا کیا ہے اور یہ تو ارشاد فرمایئے کہ مجھ سے کونسا قصور سرزد ہوا ہے کہ جو مین ایسے صحراے ہولناک مین پھینکا گیا ہون اور یہ دشت جہالی و بادیہ گردی کیونکر نصیب ہوئی ہے۔ آپ خاصان درگاہ ایزدی مین سے ہین میرے حال زار پر توجہ فرمایئے اور رہبری رہبری کیجئے۔ پیرمرد نے یہ سنکے سر کو جھکایا اور کہا کہ مشیت ایزدی۔ اسمین بھی کچھ مصلحت پروردگار عالم تھی اور نام میر خضر ہے مین بغیر حکم خدا کہین جا نہین سکتا ہون بس اب تمہین مناسب ہے کہ اسی مقام پر شب بسر کرو اور صبح کو دہنی جانب یہ اسماے الہی پڑھتے ہوئے چلے جاؤ پروردگار عالم نے تمپر رحم کیا اب بہ برکت ان اسماے متبرک کے اس دشت ہولناک سے نجات پاجاؤگے سب مصیبت دور ہوجائیگی بس وہ اسماے الہی تعلیم کئے اور آپ نگاہ سے غائب ہوگئے بعد اذان شہزادہ نماز صبح کے لئے یہ کہتا ہوا اوٹھا کہ۔ نظم

کوئی حرم کو کوئی تبکدہ کو جاتا ہے　　کوئی تلاش معیشت مین جان کھپاتا ہے
مین تجھ سے پوچھتا ہون اے دل کدہر کو جاتا ہے　　تو بھر کے آنکھون مین آنسو یہ کہہ سناتا ہے
علی الصباح کہ مردم بکار و بار روند　　بلاکشان محبت بکوے یار روند

یہ پڑھکر تیمم کرکے فریضہ سحری ادا کیا اور درود وظایف سے فارغ ہوکر محبت پروردگار عالم مین انھین اسماے الہی کو جو حضرت خضر علی نبینا وعلیہ السلام نے تعلیم فرمائے تھے ورد زبان کرتے ہوئے چلے بفضلہ تعالی اُس بلا سے نجات پائی اب جو دیکھا تو اپنے کو ایک صحراے پر بہار دشت لالہ زار مین پایا جہان ہر قسم کے درخت سرسبز و شاداب لگے ہوئے تھے سبزہ خوابیدہ فرش بروے زمین تھا گلہاے خود رو کھلے ہوئے اللہ تعالی کہین اپنا جوبن دکھا رہا تھا آبشار جاری تھے تمام صحرا سبز و خرم تھا شہزادہ رہنوردی کرتا چلا جاتا تھا کہ دیکھا تو بیچ صحرا کے ایک برات مقیم ہے اور آواز گریہ و زاری بھی بلند ہے اور ایسی دردناک صدا ہے کہ دل بیچین ہوا جاتا ہے اور کل سامان برات و جلوس وغیرہ پر ایک عجیب اوداسی چھائی ہوئی ہے کہ اوسکے دیکھنے سے دل اپنا اخر پڑتا ہے خیال کیا تو دیکھا عجیب کیفیت ہے کہ ایک سرخ دوپٹہ بیچ کا ٹنگا ہوا انچل ملو کے ہوئے بہت پریشان پڑا ہے برات کا سامان معلوم ہوتا ہے مگر سب کے سب براتی اور جلوسی وغیرہ صورت ماتمداروں اور غمزدون کی بنائے ہوئے ہین کوئی آنکھ ایسی نہین ہے

کہ جسمین اشک حسرت نہ ڈبڈبائے ہون کوئی لب ایسا نہین ہے کہ جسپر آہ جگر خراش نہو غرض ہر شخص ایک ہی حالت غم و ملال اور رنج و صدمے مین مبتلا ہے اور صاف تصویر غم بنا ہوا ہے۔ ؎

تصویر غم و ملال ہین سب
غمگین و تباہ حال ہین سب

یہ حال دیکھکر شہزادہ نہایت متحیر اور بکمال حیران مضطر ہوا کہ سب تو سب یہ کیا معرکہ ہے اور کیا واقعہ ہے کہ ایک میرے سے سجے سب غم کوش ہین چھاچھ کف افسوس مل رہا ہے ڈھول و تاشے سینہ زنی کر رہے ہین نوبت کی یہ نوبت ہے کہ بجائے زیر و بم کے اپنا سر پیٹ رہی ہے نقارے رنج و غم کے دھونس دے رہے ہین شہنائیون کے شور و فغان سے نالہ گلوگیر ہے صدائے دردناک مین مصروف قرنا و نفیر ہے۔ انگریزی باجون کی صدائے دلخراش دل دکھاتی ہے طنبورے کی آواز رنج و الم بڑھاتی ہے بیرقون و جھنڈیون پر علم آہ کا نشان ہے مشغول رنج و غم ہر پیر و جوان ہے ماہی مراتب پر کیا ہی کیفیت رنج و غم کی آشکار ہے تخت رواں پر تختہ تابوت کا اظہار ہے غرضکہ تمام جلوس برات کا سکتہ کے عالم مین غم کی تصویر بنا ہوا ہے باجہ وغیرہ بجانا موقوف کر دیا ہے۔ شہزادہ قریب اُس مجمع کے پہونچا ہمراہیون سے حال دریافت کیا کہ اے یہ تم سب پر کیا حادثہ اور کیا سانحہ گذر گیا ہے کس غم مین مبتلا ہو کس رنج مین گرفتار ہو کونسی آفت آئی اور کیا مصیبت پڑی کہ تم سب نے یہ حال بنایا ہے ہر شخص نالان و گریان اور ہر لب پر شور آہ و فغان ہے جسے نظر اٹھا کر دیکھتا ہون وہ صورت ماتم دارون کی بنائے ہوئے ہے دل بیٹھا جاتا ہے اور کلیجہ شق ہوا جاتا ہے خود بخود جی امڈا آتا ہے اور آپ ہی آپ گریہ گلوگیر ہوتا ہے از برائے خدا جلد بیان کرو کہ سبب اس جوش گریہ و بکا کا کیا ہے۔ اب مجھے تحمل و تاب ضبط باقی نہین ہے اُن لوگون نے عرض کیا کہ حضور جو حال پر اختلال ہے اور جو صدمہ دل پر ہے اوسکا اظہار غیر ممکن ہے اس فلک کجرفتار اور چرخ دوار ستم شعار نے وہ مصیبت ڈالی ہے اور وہ دل پر درد و غم کا ایسا پہاڑ بہت بڑا ہے کہ جو دشمن کو بھی ہو اوسپر بھی یہ مصیبت نہ پڑے شہزادہ نے فرمایا کہ اچھا مجھ کہو تو سہی مین بھی تو سنون اونھون نے عرض کیا کہ اس گریہ و بکا کا حال آپکو صاحب قفس سے معلوم ہو جائیگا شہزادہ نے قریب قفس کے آکے پوچھا کہ اپنے حال سے ہمین آگاہ کرو ہمکو خدا نے اسی واسطے پیدا کیا ہے کہ غمزدون کے پرسان حال ہون اور ستم رسیدون کی دستگیری کرکے انکی دادرسی کرین چونکہ یہ بھی درویش صفت تھے جب یہ کلمات انھون نے زبان مبارک سے فرمائے تو قفس سے آواز آئی کہ اے شخص ؎

کون لیتا ہے خبر ہم سے پریشانون کی
چھانتے ہونگے کہین خاک بیابانون کی

یہ کہکر ایک آہ سرد دل پر درد سے کھینچی اور کہا۔ نظم

غم رہا جبتک کہ دم مین دم رہا	دل کے جانیکا نہایت غم رہا	سنتے ہین لیلی کا خیمہ ہے سیاہ
اوسمین مجنون کا سدا ماتم رہا	میرے رونیکی حقیقت جسمین تھی	ایک مدت تک وہ کاغذ نم رہا
واہ ری دلچسپی رخسار یار	آنکھ کی پتلی کا وان تل جم رہا	میرے رونے پر جو اُسنے ہنس دیا
برق چمکی ابر باران تھم رہا	صبح گذری شام ہونے آئی میر	تو نہ چیتا اور بہت دن کم رہا

یہ پڑھکر کچھ صدا ہلکی ہلکی رونے کی معلوم ہوئی بعد اسکے آواز آئی کہ یہ سامان برات اُس نامراد کا ہے کہ جو وصل سے شادکام نہ ہوا مین کمبخت مان ہون اُس ناشاد کی اور شہر صدرا ینہ کی رہنے والی ہون اور صدران دیدہ گوش کہ جسکو نوشاہ بنالائی تھی اور اس ناشاد و نامراد بہو کو جو عروس شب اول ہی بیاہ کے جاتی تھی کہ وقت قریب شام کے پہونچا نوشاہ مشرق نے سہرہ خطوط شعاع باندھے منزل

اتفاق کہ بعد ظہر کے جہاز دیس مغرب کا رستہ لیا اور ماہتاب اپنے براتیون سمیت ہم عمرون کو اپنا داغ دل دکھانے نکل آیا اس منحوس مقام پر سب براتیون نے مقام کیا تھا بہت جاہ و حشم اور جلوس و سواریان وغیرہ ہمراہ تھین سب شادان و فرحان چلے آتے تھے اوسوقت کا بیان کیا ہے نظم

چمن کے تخت پر جس دم شہ گل کا تجمل تھا ہزارون بلبلون کی فوج تھی اور شور تھا غل تھا
خزان کے دن جو دیکھا کچھ نہ تھا جز خار گلشن مین بتاتا باغبان رو رو یہان غنچہ یہان گل تھا

اے شہریار عجب طرح کا اتفاق ہوا کہ یہان برات اُتری میرا بیٹا سہرا باندھے شہانہ خلعت پہنے گھوڑے پر سوار عروس کی تنبو کے قریب ٹھہرا تھا سواری اتروانے کی فکر مین تھا کہ ایک ہرن سامنے سے دکھلائی دیا اسکو شکار کا بہت شوق تھا اور چونکہ صید گیر تھا اوس سے رہا نہ گیا ہر چند سبنے منع کیا نہ مانا گھوڑے کو ہرن کے پیچھے ڈالدیا ہم سب یہان مقیم ہوئے وہ آہو کے پیچھے جو تعاقب کرتا ہوا چلا اور بہت دور نکل گیا دیکھا تو ہرن ایک غار کے قریب جا کر غائب ہوگیا اب جو دیکھا تو اوس غار سے دو برقین پیدا ہوئین اور آپس مین لڑکر ایک چادر شعلہ ہوکر جو اوس نوشاہ پر گرین تو پھر پتہ اوسکا نہ معلوم ہوا تین چار دن اوسکا انتظار کیا جب کچھ سراغ نہ پایا عزیز و اقارب دوست آشنا براتی اکثر رخصت ہوئے ہم آج تک مع ان لوگون کے جو قدیم نمکخوار اور جان نثار ہین اس صحرا مین پڑے ہین اور اوسکے انتظار مین لو لگائے بیٹھے ہین ۔ ؎

تمہارے در پہ جو ہم لو لگائے بیٹھے ہین تمہاری یاد مین دل کو گنوائے بیٹھے ہین
اوسکو جانا تھا تو کیون موت نہ آئی اللہ ایسی رسوائی کا جینا ہمین درکار نہ تھا

یہ کہکر بے اختیار رونے لگی اور بین جگر خراش کرتی تھی کہ ہائے اے فرزند دلبند اے میرے سعادتمند جگر پیوند نوشاہ نامراد تو اسطرح نظرون سے غائب ہوگیا کوئی حوصلہ دل کا نہ نکلا محروم وصل چلا گیا اے بیٹا دولہن کا منہ بھی اچھی طرح نہ دیکھا ہائے ہماری قسمت مین یہ داغ بدا تھا اور تمہین اس سن مین یہ رنج و مصیبت سہنا تھا ہائے بیٹا اب کدھر جاؤن اور کہان سے تمہین ڈھونڈھ کے لاؤن ہائے بیٹا ان اوجڑی کی نظر مین عالم سیاہ ہوگیا اور اے روشنی چشم میرے مجھے کچھ نظر نہین آتا ہے اے بیٹا ایک نظر اپنا دیدار مجھے دکھا دے کہ دل کو چین آئے اے بیٹا تمہارے جانے سے کمر ہماری ٹوٹ گئی اے بیٹا شرط محبت یہ نہ تھی کہ تم ہمین اس جنگل مین تنہا چھوڑ کر چلے گئے اور ہمین کوہ و صحرا کی خاک چھاننے کو چھوڑ گئے اپنے بیگانے سے منہ موڑ گئے ۔ ہم تمہارے حسرت دیدار مین زندگی کے دن پورے کر رہے ہین ۔ ؎

زیست کے دن اپنے پورے کر چکے تکتے تکتے راہ تیری مر چکے

لازم تو یہ تھا کہ تم ہمین مٹی دیتے اور ہماری قبر بنا کر روتے کہ روح ہماری شاد ہوتی نہ یہ کہ انقلاب کہ آج ہم تمہین روتے بیٹھے ہین اور تمہارا رنج و غم کر رہے ہین کیون اے فلک کج رفتار و اے چرخ دوّار تو نے یہ تفرقہ کیسا ڈالا اگر وہ ہمارے لئے ترس رہا ہوگا اور ہم اوسکے لئے تڑپ رہے ہین نہ اوسے دیکھ سکتے ہین نہ وہ ہمین دیکھ سکتا ہے وہ آگ دل مین مشتعل ہے کہ کسیطرح نہین بجھتی ہوش حواس بجا نہین کلیجہ دھڑکتا ہے دل بیقرار مرغ نیم بسمل کیطرح پھڑکتا ہے ۔ ؎

کچھ ایسا کر گیا بیہوش جانا ہمکو جانان کا نہ تن کو ہوش ہے دلکا نہ دل کو ہوش ہے جانکا
نہ جی کی دلکو خبر ہے نہ دل کو جی کی خبر ترے بغیر کسی کو نہین کسی کی خبر

ہائے افسوس ایسی ہماری قسمت پھوٹ گئی کہ گھر تک بھی نہ پہونچنے پائے راہ ہی مین یہ سانحہ گذرا کہ یون نگاہ سے اوجھل ہو گئے ہائے کیونکر اپنے نوجوان فرزند نئے دولھا کو ڈھونڈھکر لاؤن۔ قطعہ

میرا نخل نوخیز سرو روان کہان ہے کہان ہی کہان ہے کہان
اندھیرا ہے آنکھون کے نیچے میرے کہ ہے میری آنکھون سے اب وہ نہان

ہائے افسوس کمائی میری یون لٹ گئی اس قزاق فلک نے دولت میری یون لوٹ لی غرض اسطرح کے بین دلخراش کرتی تھی کہ سننے والون کی چھاتی پھٹتی تھی جب خوب رو چکی اور کسیقدر بخار اس دل کی نکل گئی تو کلیجہ تھام کر عرض کرنے لگی کہ اے شہریار باوقار اس صحرا مین سامنے جو ایک کوہ معلوم ہوتا ہے وہان ایک درویش ہین کہ نام انکا ابقائے صحرا نشین ہے اونکے پاس ہم گئے اور عرض کیا کہ آپ خاصان خدا مین سے ہین ہمپر یہ سانحہ گذرا ہے فلک رنج و الم ٹوٹ پڑا ہے کہ فرزند نوجوان میرا کہ عروس کو بیاہے لیئے آتا تھا کہ قریب شام اہل برات نے اُس صحرا مین قیام کیا حسب اتفاق صحرا سے ایک ہرن نمودار ہوا یہ لڑکا شکار دوست تھا ہرن کے پیچھے گھوڑا ڈالدیا ہرچند سب نے منع کیا مگر نہ مانا تعاقب کرتا چلا گیا اور ایک غار کے قریب پہونچکر غائب ہو گیا اب جو دیکھا تو اُس غار سے دو برقین پیدا ہوئین اور آپسمین لڑکر ایک چادر شعلہ کی ہو کر اس نوشاہ پر گرین پھر اوسکا پتہ نہ معلوم ہوا کہ زمین کھا گئی یا آسمان کھا گیا ہم آفت زدہ اسی صحرا مین مقیم ہوئے نہ پائے ماندن نہ راہ رفتن اُسکے انتظار مین بحال خراب اس جنگل بیابان مین پڑے ہین کہ ہمارا یوسف گم گشتہ کا کچھ سراغ ملجائے تو اس نامراد عروس کو لیکر جائین ورنہ اسی صحرا مین جانین اپنی گنوائینگے لقمہ زاغ و زغن ہو جائینگے اہل وطن کو کیا اپنی صورت نحس دکھائینگے کس حسرت و ارمان سے اُس ناشاد کو بیاہ کر لائی تھی کہ راہ مین فلک تفرقہ پرداز نے سنگ تفرقہ سے شیشہ دل کو چور چور کر دیا میرے نور نظر کو مجھ سے چھڑا دیا یہ روز سیاہ دکھادیا غرضکہ کل کیفیت بیان کر کے نہایت منت و سماجت عجز و انکسار کے ساتھ عرض کیا کہ اسکی کچھ فکر فرمائیے کہ آپ کے انفاس متبرکہ کی بدولت ہم اپنی مراد کو پہونچین مرد بزرگ نے ارشاد فرمایا کہ یہ کام مجھ سے سرانجام نہ پائیگا کہ تیرے فرزند کو تجھ سے ملا دون لیکن عنقریب وہ شخص آنے والا ہے کہ جو تیرے فرزند کو تجھ سے ملائیگا تو گھبرا نہین اسقدر جزع فزع نہ کر اپنے دل کو تسکین دے اطمینان رکھ خدا چاہیگا تو اس جوان کے ذریعہ سے تیری امید برآئے گی جان نزار راحت پائیگی خداوند عالم نے ہر ایک کام کے لیئے ایک ذریعہ و سبب مقرر کیا ہے جب وہ وقت آجائیگا فوراً وہ کام انجام پا جائیگا۔ ؎

تا در نرسد وعدہ ہر کار کہ ہست سودے ندہد یاری ہر یار کہ ہست

تو حضور اسی امید پر ملنے سب کو رخصت کر دیا ہے بلکہ عزیزون و رفیقون نے خود ہم سے کنارہ کیا ہے کون کسیکا مصیبت مین ساتھ دیتا ہے برے وقت مین سب کنارہ کشی کر جاتے ہین ؎

کون لیتا ہے خبر مجھ سے پریشانون کی کوئی سنتا ہی نہین چاک گریبانون کی

مگر چند نمکخوار قدیم ہمارے ساتھ رہ گئے ہین کہ موجود ہین اور ہم اسی انتظار مین زندگی بسر کر رہے ہین شہزادہ نے فرمایا گھبراؤ نہین نظر بخدا رکھو انشاء اللہ تم اپنے مطلب کو پہونچو گے۔ ع شاید کہ ہمین بیضہ برآرد پر و بال۔ فرزند تمہارا تم سے ملیگا تم ابھی سے بدشگونی کیون کرتی ہو چند دن اور انتظار کرو دیکھو پروردگار کیا کرتا ہے بحول و قوت ایزدی وہ دم ہے آگر ملیگا تمہارا دل خوش

کرینگا پریشان خاطر ہو جائے کہنے پر عمل کرو وہ عرض کرنے لگی کہ حضور جب ایسا فرزند ارجمند اقبال مند آنکھون کے سامنے سے غائب ہو جائے تو پھر بھلا آپ ہی انصاف کیجیے کہ دل کو کیونکر صبر آئے لاکھ لاکھ دل سمجھاتی ہون مگر کسی طرح قرار نہین آتا کیا کرون کچھ بن نہین پڑتا۔ ؎

نالہ را ہر چند میخواہم کہ پنہان بر کشم
دل ہمین گوید کہ من تنگ آمدم فریاد کن

شہزادہ نے فرمایا یہ سچ ہے مفارقت فرزند گوارا نہین ہو سکتی مگر سوائے صبر کے کوئی چارہ بھی کیا ہی اور تم کر ہی کیا سکتی ہو مرضی خدا پر راضی و شاکر بیٹھی رہو دیکھو خدا کیا کرتا ہے غرضکہ شہزادہ بلند اقتدار اُس ستم رسیدہ کو تسلی و دلاسا دیکر اوس کوہ کی جانب جسکا پتہ دیا تھا روانہ ہوئے قطع مسافت کر کے قریب کوہ پہونچے دیکھا کہ ساٹھ ستر شیر ہین اور ایک شیر اسمین نہایت قوی ہے گلے مین اوسکے ایک پرچہ لٹکتا ہوا سامنے سے پیدا ہوا چونکہ یہ خود شیر شکار ہین یہ کب شیرون سے ڈرتے ہین اُسیطرف چلے جاتے ہین مراتون نے دیکھا خیال کرنے لگے کہ شیر انکو کاہے کو چھوڑین گے ایک ایک بوٹی تقسیم کرلین گے شیر اجل کا شکار ہو جائین گے۔ ہائے افسوس ایک ہمارا معین و غمخوار مددگار خدا نے بھیجا تھا وہ پہونچنے بھی نہ پایا کاش کہ ہمارے ہی دلون کو نکالتے ہمین کو کھا لیتے کہ اس رنج و الم سے نجات ملجاتی ہم تو اتنے دنون سے یہان مقیم ہین ہم نے کسی شیر کو نہین دیکھا معلوم نہین انسے کچھ عداوت ہے کیا بات ہے ہماری سمجھ مین کچھ نہین آتا خداوندا ہمارے اس معین کو اپنے حفظ و امان مین رکھنا اسکا رویان نہ میلا ہونے پائے ان شیرون کے شر سے محفوظ رہے یہ سب لوگ تو دعائین مانگ رہے ہین اور شہزادہ والا مرتبت بےخوف و خطر برابر شیر کے پہونچ گیا اُس پرچہ کو شیر کے گلے سے نکال لیا اور ملاحظہ کیا اوسمین لکھا تھا کہ اے صاحبقران آپ تشریف لائیے فقیر آپ کے قدوم میمنت لزوم کا مشتاق ہے ہمہ تن چشم انتظار ہے۔ ؎

اے رواق منظر چشم من آشیانہ تست
کرم نما و فرود آ کہ خانہ خانہ تست

اس شیر کے پشت پر بیٹھکر آپ تشریف لائیے کچھ خوف و خطر نہ فرمائیے چنانچہ صاحبقران نے ایسا ہی کیا بے تکلف شیر کی پشت پر سوار ہو کر سمت کوہ رونق افروز ہوئے سب شیر جلو مین اُس شیر بیشۂ شجاعت کے روانہ ہوئے اس شیر نے شہزادہ بلند اقبال کو سامنے مرد بزرگ کے جو ایک مرگ چھالے پر بیٹھے ہوئے تھے اور پوست شیر و گلی وہان بچھے ہوئے تھے پہونچا دیا شہزادہ نے دیکھا کہ ایک مرد بزرگ سو سوا سو برس کا سن و سال بھؤون و پلکون کے تک سفید بال نورانی شکل صاحب کمال قد خمیدہ مانند ہلال تلاوت قرآن مجید مین مصروف ہین ضیاء نور سے وہ حجرہ تنگ و تار روشن ہے صندلی رنگ ہے گیروا پیرہن ہے چہرۂ مبارک سے آثار عظمت و جلال آشکار ہین ریش نورانی کے سفید بال تار مگس سے زیادہ ضیا بار ہین جیسے شہزادہ پہونچا شاہ صاحب اُٹھ کھڑے ہوئے اور چند قدم استقبال کر کے مسند اعلی پر لا کر بٹھایا بعد مزاج پرسی گویا ہوئے استفسار حال فرمانے لگے شہزادہ نے دیکھا کہ میری زرہ و خود و اسلحہ وغیرہ جو اُس صحراے ہولناک مین بسبب حدت آفتاب سے پھینکدیے تھے وہ سب بجنسہ کشتی مین لگے ہوئے رکھے ہین شہزادہ والا کی مصیبت جو صحراے ہولناک اور بیابان غمناک مین عاید ہوئی تھی اوسکو ترک کیا کہ کیا بیان کرون مصافحہ کر کے دست بوسی کی اور عرض کیا کہ میری مصیبت صحراے ہولناک و ریگستان درد ناک دشت پر خار جگر فگار کی تو سب

آپ پر روشن ہے آپ روشن ضمیر ہین سب آپ پر آئینہ ہے مین اوسکو اب کیا بیان کرون ۔ ؎

چہ حاجت ست بہ پیش تو حال خود گفتن | کہ حال خستہ دلان را تو خوب میدانی

یہ ذکر ہی تھا کہ دیکھا ایک نازنین مہ جبین کمان ابرو مشکین گیسو چہرہ مثل آفتاب کے روشن چشم فتان نرگس شہلا کو آنکھین دکھاتی تھی بیاض گردن سپیدی صبح کو شرماتی تھی دُرِ دندان غیرت دُرِ عدن لب نازک رشک عقیق مین پوشاک عروسی پہنے آنکھون مین آنسو بھرے ہوے بال بکھرائے بحال پریشان سامنے سے نمودار ہوئی شہزادہ نے کہا کیا خوب یہان عروسون پر کیا تباہی ہے کہ ایک عروس وہان صحرا مین اپنی حالت تباہ کیے ہوئے پڑی ہے ایک عروس یہان دولہن بنی ہوئی پلنگ پوش اوڑھے ہوے مہندی ہاتھون مین لگی ہے پور پور چھلے پہنے زیور عروسی تن پر آراستہ مگر بحال خستہ وخراب چلی آتی ہے یہ عجب کیفیت ہے کہ عقل مین نہین آتی ہے شاہ صاحب اس کہنے پر مسکرائے پھر شاہ صاحب نے ایک دانہ کچھ پڑھکر پھینکا اُس عورت کی کمر مین مثل ریسمان پیچیدہ ہوکر کوہ پر لاکر بٹھادیا اُس عورت نے نہایت شرم وحجاب کے ساتھ شاہ صاحب کو جھک کر سلام کیا اور کہا کہ خدا آپکو زندہ وسلامت رکھے کہ آپ نے میرے شوہر سے مجھکو ملادیا شوہر کے دیدار سے مجھکو شادکام کیا خدا آپکو سلامت رکھے آپنے دو مر ملادیے شہزادہ نے گھبرا کر کہا کہ نیکبخت تو کسی کو پہچانتی بھی ہے شوہر تیرا کون ہے اور کہان ہے تو مجھکو کیا جانے اُس البیلی دولہن نے جواب دیا کہ واہ واہ کیا خوب اے صاحب آپ مجھکو اتنا جلد بھول گئے ابھی چند روز کا زمانہ ہوا کہ اسدن سے جو عقد کرکے آپ سدھارے تو اب دکھائی دیئے اب آپکا جمال مبارک دیکھنے مین آیا ہے اسقدر جلد آپنے مجھکو فراموش کردیا آپ فرماتے ہین کہ تو کسی کو پہچانتی بھی ہے اور شوہر تیرا کون ہے واہ حضرت واہ آپکا نکاح نامہ میرے پاس رجسٹری شدہ موجود ہے آپ کے اس انکار کرنے سے ہوتا کیا ہے آپکے اس بے اعتنائی کرنے سے کچھ فائدہ نہوگا مین آپکے پلے بندھی ہون آپکا دامن نہ چھوڑونگی اور آپ نے خود فرمایا تھا کہ مین گل اُس گلستان کا ہون کہ جسکے در پر بلبل ہزار داستان سر ٹکراتے ہین بڑے بڑے شجاعان دہر و ناموران بحر جبین سائی کرتے ہین بسا تعجب ہے کہ آپ نے مجھکو بھلادیا اس رسیلی آنکھ سے شہزادہ کیطرف دیکھا کہ شہزادہ کو تعجب ہوگیا وہ ابرو کا پھڑکنا وہ نگاہ کی شوخی وہ بیساختہ پن وہ ہنس ہنس کر باتین کرنا شہزادہ کا بُرا ماننا اور کہنا کہ نیکبخت تو میرے خاندان کا حال کیا جانے اس نے کہا واہ صاحب مین سبکا حال خوب جانتی ہون سب سے واقف ہون آپکے خاندان کا حال اظہر من الشمس ہے کون نہین جانتا اور آپنے تو خود ارشاد کیا تھا کہ میرے جد اعلے صاحبقران والاشان حلقہ فگن گوش گردن کشان شکنندہ گرز سام بن نریمان شیر بیشۂ شجاعت گل گلزار جلاوت امیر حمزہ صاحبقران ہین دادا آپکے شاہزادہ بدیع الزمان گرد لشکر شکن سپر فتنہ ملک باختر داماد کیجاب بن کنجور ملک ہربان خیوکش والد ماجد آپکے شہزادہ نورالدہر صاحبقران بن صاحبقران ہین اور آپ نے یہ بھی فرمایا تھا کہ ننھیال میرا ہفت منظر ہے کیوان فلک رفعت میرے نانا کا نام ہے حضور بھول گئے بڑے تعجب کی بات ہے کہ مجھے یاد رہا اور آپ فراموش کرگئے جب اس عورت نے سب کے نام لیئے اور پتے بتائے تو شہزادہ کا یہ حال ہوا کہ عرق شرم مین پسینہ پسینہ ہوگیا

اور فرماتے تھے کہ واللہ مین ہرگز واقف نہین نیکبخت تو کہتی کیا ہے مین نے کب تیرے ساتھ نکاح کیا ہے یہ سراسر میرے اوپر تہمت ہے حاشاللہ مین بالکل اس امر کو جانتا ہی نہین ہون اتنے مین اسنے انگیا مین سے ایک کاغذ نکالا اس انداز سے کہ دوپٹہ بالکل سرک گیا سب جسم کھل گیا ہائے وہ باریک لاہی کی انگیا گل انار رنگی ہوئی وہ کٹوریان چست و طرحدار معلوم ہوتا ہے کہ تختی بلور پر دو قبہ نور ضیا بار ہین یا دو حباب بر سر جو بار ہین ؎

کسی کی محرم آب روان کی یاد آئی
حباب کے جو برابر کوئی حباب آیا

چنا ہوا ہلکا ہلکا باریک دوپٹہ بادامی رنگا ہوا کندھون پر پڑا ہے جس سے وہ دونون نقشہ نورانی نمایان ہین واقعی اسی کو کہتے ہین۔ دوہہ

کچھ کرے کرے چیکنے پیا کرت ہین دھائے
اے سکھی مین کورت ہون تن ہی نیا ہو جائے

شہزادہ نے اپنا منھ پھیر لیا کہ لاحول ولا قوت یہ کیا حرکت بیہودہ کرتی ہے عجب بیباک عورت ہے کہ اسکو مطلق شرم و حجاب ہی نہین ہے بس اُس پرچہ کو نکال کر سامنے شاہ صاحب کے پیش کیا کہ دیکھیے جناب یہ نکاح نامہ میرا ہے یا نہین دیکھیے اسمین لکھا ہے کہ ہفت منظر مین نے تیرے مہر مین دیدیا اور تو صاحب اولاد ہوگی تو وہی لڑکا صاحبقران زمان ہوگا اگر یہ نہو تو مین امیدوار ہون کہ وہی ہفت منظر مجھے مرحمت ہو جائے مین باز آئی اور جھگڑے سے اور ہان صاحب اب تو مین ایسی بُری ہوگئی کہ میری شکل سے نفرت ہے بلکہ پہچانتے تک نہین یا تو پہلے میرا ایسا چاہ پیار کیا یا اب ایسا نظرون سے گرا دیا یا باین شورا شوری یا باین بے نمکی ؎

مہر کی تجھ سے توقع تھی ستمگر نکلا
موم سمجھے تھے ترے دل کو سو پتھر نکلا

خیر مجھے بُرا جانتے ہین اور میری صورت بُری معلوم ہوتی ہے تو نہ سہی۔

تم سلامت رہو بندی کے خریدار بہت

اور یہ کہہ کے ایک آہ سرد دل پر درد سے کھینچی اور کہا کہ افسوس ؎

وفا کا لاکھ طرح سے کرے قرار کوئی
کرے کسی کی نہ الفت کا اعتبار کوئی

ہان سچ ہے ؎

لوگ کہتے ہین چاہ مشکل ہے
سب غلط ہے نباہ مشکل ہے

دیکھیے حضور میرا تو انکے فراق مین یہ حال ہے اور اونکو میری صورت تک دیکھنا وبال ہے۔ نظم

ذرا حال مریض درد ہجران دیکھتے جاؤ
ادھر بھی اے شہنشاہ طبیبان دیکھتے جاؤ
نہین کہنا کہ جاؤ تم لحد پر فاتحہ پڑھنے
فقط ویرانی گور غریبان دیکھتے جاؤ
نگہ غیرون پہ پڑتی ہے قدم بیموقع پڑتا ہے
تم اپنی چال اے سرو خرامان دیکھتے جاؤ
نہ منھ پھیرے سے چلے جاؤ خدارا میری جانب سے
اسیر زلف کا حال پریشان دیکھتے جاؤ
لیا بوسہ نہ منھ کھولا نہ آنکھون پر نظر ڈالی
غلط تہمت باندھتے ہو مجھ پہ طوفان دیکھتے جاؤ
نہ وقت ذبح بیٹھو منھ پھیرا کر میری جانب سے
ذرا ابرو کی شمشیر بُران دیکھتے جاؤ
اٹھ جانا نہ تم اب بے بلائے آئے محفل سے
کہان تک رہتا ہے دخل رقیبان دیکھتے جاؤ

جب شہزادہ نے دیکھا کہ یہ عورت کسی طرح نہین مانتی بیکار اپنی لسانی دکھائے جاتی ہے فضول باتین بنائے جاتی ہے تو ترش رو ہو کر کہا تو کہتی کیا ہے اپنے حواس مین آ تیرا شوہر کون مسخرا ہے

تجھے ہو کیا گیا ہے اگر ایسی واہیات باتین بنائیگی تو مین اپنا گلا کاٹ کے مرجاؤنگا ایسے بزرگ کے سامنے یہ باتین بے حجابانہ مجھ سے کرتی ہے تجھے شرم نہین آتی ہے مین تجکو جانتا بھی نہین ہون تو ہے کون بلا یہ کہکر قصد کیا تھا کہ ایک طمانچہ اسکے منھ پر مارون کہ شاہ صاحب نے کہا ہان ہان شہزادے جانے دو اتنے پریشان ہو یہ آپکا ہی ہے خفتران بن عمرو عاشق تو یہ آپکا ہی ہے اور بھئی خفتران اپنی اصلی صورت دکھاؤ کہ صاحبقران نہایت تنگ و پریشان ہین غرض اس فرمانے سے شاہ صاحب کے خفتران نے عرض کیا کہ کچھ آپ ہی عنایت فرمائیے کہ مین بہت ہی روان دوان انکے فراق مین پھرا ایک دمڑی کا بھی سہارا تمہین سے نہین ہوا جورو لڑکے میری جان کو جدا روتے ہونگے قرضدار الگ برا بھلا کہتے ہونگے بالکل مفلس و نادار ہوگیا ہون کوڑی کوڑی کو حیران و پریشان ہون یہ کہکے اپنی اصلی صورت دکھائی اور کہا کہ دیکھئے وہ صورت آپکو بُری معلوم ہوئی تھی نفرت کی نگاہ سے آپ دیکھتے تھے اب یہ صورت ملاحظہ فرمائیے شہزادہ نے کہا کہ خواجہ اب زیادہ چونچلا نہ کرو مجکو زیادہ پریشان نہ کرو غرضکہ صاحبقران بہت خوش ہوگئے کہ عرصے کے بعد اپنے یار وفادار رفیق جان نثار سے ملاقات ہوئی اب یہ تو مشغول صحبت ہیر مرد ہین انکو اسی حالمین چھوڑیئے اور

دو کلمہ داستان سمندر جادو اور گنجور شاہ کی سماعت فرمائیے

ازین قصہ یکدم فراموش کن
زبانے دگر داستان گوش کن

راویان شیرین گفتار و ناقلان صداقت شعار اس داستان رنگین کو یون تحریر و تسطیر کرتے ہین کہ سمندروس وزیر گنجور جو کہ نہایت منھ چڑھا ہے اور معتمد علیہ ہے اپنی سرکار کا کل کاروبار سلطنت اسی کی رائے پر ہے گنجور اسکو بہت مانتا ہے اور کل امور سلطنت اور کاروبار طلسم مین اسی کی رائے پر عمل کرتا ہے یہ نہ جانتا تھا کہ یہ مار آستین اپنے آقا پر ہاتھ صاف کریگا اور میری ہی جان کا دشمن ہو جائیگا دل مین اسکے کینہ بھرا ہوا ہے ظاہر مین خیرخواہ ہے مگر باطن مین بدخواہ خون کا پیاسا ہے۔ وہ اسی فکر مین رہتا ہے کہ کسیطرح بادشاہ پر قابو پاؤن تو اسکو قتل یا اسیر کرون مگر کوئی تدبیر کارگر نہین ہوتی ایک روز موقع اسکو مل گیا دوپہر رات گئی اپنے آقا کے پاس خلوت مین ادھر ادھر کا ذکر مذکور کرنے لگا باتین کرتے کرتے اسنے ایسا سحر کیا کہ گنجور شاہ بیہوش ہوگیا یہ غافل تو تھا ہی کچھ اندیشہ اسکو پہلے سے نہ تھا ورنہ ہوشیار رہتا یہ نہ جانتا تھا کہ یہ نمک حرام ایسی دغا کریگا الغرض وزیر کور نمک نے ایسا منتر سحر پڑھا کہ گنجور شاہ کو مطلق ہوش نہ رہا اسنے اسی عالم مین اپنے آقا کو اسیر کرکے قید سحر مین مسلسل کیا اور اسی وقت بروز سحر سمندر جادو کی خدمت مین پہونچا اور کہا کہ دیکھیے مین اپنا کام کر چکا مین نے جو آپ سے وعدہ کیا تھا کہ مین آپکے مخالف کو گرفتار کر دونگا آپ اُسے قتل کرکے طلسم گنجور کی سلطنت مجھے دیجیگا اور یہ آپکے ساتھ جو یہ بدسلوکی سے پیش آتا ہے اور رعونت کے ساتھ آپکو نظر حقارت سے دیکھتا تھا اسکا مواخذہ کیجیگا اسکو بہت غرور ہوگیا تھا اور کبر و نخوت و خود پسندی اسکے دماغ مین سمائی تھی اپنے سامنے کسی کی حقیقت نہین سمجھتا تھا اپنے برابر والے شاہ و شہریار کو حقیر و ذلیل جانتا تھا مجکو یہ خود پسندی اسکی پسند نہ آئی اور رعایا بھی اسکے جبر و ظلم سے تنگ آگئی تھی پس مین نے جو آپ سے قول و قرار کیا تھا وسکو مین بجالایا اب

اب انکو اختیار ہے۔ سمندر شاہ گنجور شاہ کو قید سحر مین گرفتار دیکھکر بہت خوش ہوا حکم دیا کہ صبح کو اسے قتل کرنا اور زبان مین اوسکے سوزن دیجے اور اپنا سحر بھی اسیر کر کے اسیر کیا چوب بارگاہ سے باندھ دیا۔ صبح کو سمندر شاہ نے اپنا دربار آراستہ کیا سب ارکین سلطنت و مشیران بہت اپنے اپنے منصب پر آکر حاضر ہوئے سمندر شاہ تخت پر آکر جلوہ گر ہوا اسکے رفقا اور امرا سب حاضر ہین ہاتھ باندھے کھڑے ہوئے ہین اب گنجور شاہ کو اسنے طلب کیا اور سامنے اپنے بٹھا کر کہنا شروع کیا کہ تم نے ہمارے نامہ کا کچھ خیال نہ کیا اوسکا مزا دیکھ لیا تمہارا دماغ بادۂ کبر و نخوت سے معمور ہو گیا تھا کچھ امداد و اعانت ہماری نہ کی جاری درخواست کو بالکل نامنظور کیا ایسا ہمکو حقیر و ذلیل سمجھا یہ بات تمکو زیبا نہ تھی تم جو نما و گندم فروش ہو ظاہر و باطن تمہارا ایکسان نہین ہے تم اپنے کردار کی سزا پاؤ گے نہانخانہ عدم کو چلے جاؤ گے۔ سمندروس وزیر کو خلعت فاخرہ بیش بہا عنایت ہوا اور کہنے لگا کہ تجکو اپنی سلطنت کا وزیر اعظم کردیگا کل اختیارات ملکی و مالی بدولت کی سرکار کے تمکو عطا کیے جائین گے جو جو تحفہ جات اور عجائبات یہان کے ہون وہ پیش کرو اور قلم دوات گنجور شاہ کے سامنے رکھوا دیا کہ جو جو اپنی حسرتین ہون وہ بیان کرو گنجور شاہ نے اول یہ شعر لکھا۔ ؎

کیا ہے ذبح مجکو جسنے گڑی سفاکی بد خوئے
ہزارون حسرتین لپٹی رہین قاتل کے خنجر سے

اول تو ہے کون جو خبر کردے قباح قاسم کو کہ مین بدل مسلمان ہوا اور کلمۂ طیبہ پڑھا اگر شاید آپ اسطرف تشریف لائین تو میرے اس خون ناحق کا بدلا سمندر جادو سے لیجیگا۔ پس اسکے سوا کوئی تمنا نہین ہے کسواسطے کہ ؎

نہ قاصد ہے نہ صبا ہے نہ مرغ نامہ بر ہے
کسے ز بیکسی مانی برد خبرے

یہ لکھکے قلم کو ہاتھ سے پھینکدیا اور مصروف دعا مین ہوا کہ اے کس بیکسان و اے فریادرس مظلومان مین تازہ مسلمان ہوا ہون صدق دل سے ایمان لایا ہون خداے وحدہ لاشریک کی وحدانیت کا اقرار کرتا ہون مجکو اس تہلکۂ عظیم سے بچا اور اس آفت تازہ سے محفوظ رکھ۔ ؎

اے کار کشاے بستہ کاران
ہم ناظم کائنات تو ہے
مقصود وہ امید داران
ہے کعبہ و دیر مین ترا شور
ہم منشی صد نکات تو ہے
موران ضعیف کو ترا زور
تو ہی ہے دواے دردمندان
تو ہی ہے امید مستمندان

مین بے گناہ مارا جاتا ہون مجھے اس ہلاکت سے جلد نجات دے۔

لیکن جا کو راکھے سائیان مار نہ ساکے کوئے
بال نہ بیکا کر سکے گو دو جگ بیری ہوئے

یہ تو مصروف دعا ہے اب دو کلمے درویش باکمال القاے صحرا نشین کے بیان ہوتے ہین کہ انھون نے جو سر اوٹھایا تو صاحبقران سے کہا کہ ایک عاشق تازہ آپکا بادشاہ طلسم یعنی گنجور شاہ جسبسے آپ کے بہت کام نکلین گے وہ خدا پرست ہوا ہے اور آپکے ساتھ جان نثاری کریگا اوسکے وزیر سمندروس نے نمک حرامی کر کے اوسکو بزور سحر گرفتار کر لیا ہے دربار مین سمندر شاہ کے حاضر ہے سمندر شاہ کے ہاتھ سے قتل ہوا چاہتا ہے شہزادہ نے کہا کیونکر پہنچون اور کسطرح اوس گرفتار بلا کو ورطۂ ہلاکت سے ساحل نجات پر لاؤن شاہ صاحب نے کہا مین اسکا انتظام کیے دیتا ہون یہ کہکر ایک بازو بند یاقوت سرخ کا کہ جسپر حروف اسماے الٰہی

کندہ تھے شاہزادہ بلند اقبال کو دیا اور ایک تعویذ ہیرے کی تختی پر کہ اوس پر بھی لوح نقش اسماے الٰہی منقوش تھے مہر سپہر عیاری یعنی خضران بن عمر کو مرحمت کیا اور سلاح شہزادہ کے تن اقدس پر آراستہ کرکے ایک رومال دستی اپنے ہاتھ کا عنایت کیا اور کہا کہ بسم اللہ تشریف لیجائیے دیر نہ کیجیے خداوند عالم مظفر و منصور کرے بفتح و فیروزی واپس تشریف لائیے یہ کہکر دو شیرون کو حکم دیا کہ اس شیر بیشۂ شجاعت یعنی شہزادہ عالیوقار کو مع خواجہ خضران نامدار کے بہت جلد برابر غار کے پہونچاو خبردار تاخیر نہ کرنا بہت تیز روی جانا اور شہزادہ بلند اقتدار سے فرمایا کہ جب وہ دونون برقین چمک کر غار سے نکلین تو اس رومال کو اوچھال کر پھینکنا اور آپ بسم اللہ کہہ کے بیخوف و خطر غار مین کود پڑیے گا مع خواجہ عمر کے دل مین کچھ اندیشہ نہ کیجیگا۔ خواجہ نے کہا کہ یا حضرت یہ بات تو آپنے بڑی مشکل بتائی یہ تو بڑی ٹیڑھی کھیر ہے مجھ سے تو یہ نہو سکے گا کودین نہ کودین شہزادہ کودین مین کیون مفت مین اپنی جان دون کچھ تیری جان فالتو نہین ہے کہ دیدہ و دانستہ اندھے کنوئین مین گر پڑون اور خواہ مخواہ اپنے تئین معرض ہلاکت مین ڈالون نا صاحب مجھ سے یہ ہرگز نہوگا کہ بیٹھے بٹھائے دہن اژدر مین گر پڑون جورو بچے چیخ رو رو کر اپنی جان دینگے اور جب کوئی سرپرست انکا نہوگا وہ لوگ بے موت مر جائینگے کیونکر اوقات بسری کرینگے۔ شاہ صاحب واللہ یہ ہے کہ آپنے بھی اچھی ترکیب بتائی ہے کہ جسمین جان کے لالے پڑ جائین اور مین تو ایک ڈرپوک آدمی ہون غار کی صورت ہی دیکھکر میرا دم فنا ہو جائیگا کودنا تو درکنار فقط کودنے کا نام سنتے تو میرے ہوش گم ہو گئے حواس بجا نہ رہے پیر مرد نے مسکرا کر فرمایا کہ خواجہ کچھ ایسا ہی موقع ہے کچھ اندیشہ نکرو بال تک تمہارا بیکا نہوگا اور یہ عذر کا مقام نہین ہے جیسے مرد جان نثار ہو جائے ایسے وقت مین عذر کرتے ہو خواجہ نے کہا کہ اچھا حاضر ہون جو ارشاد ہو بجا لاؤن۔ ع۔ راضی ہون مین اسی مین جسمین تری رضا ہو بس فوراً ہی شاہزادہ عالیوقار مع خضران بن عمر نامدار کے شیرون کی پشت پر سوار ہو کر اس جانب کو روانہ ہوے طرفۃ العین مین برابر غار کے پہونچ گئے انکے پہونچتے ہی چمکے وہ برقین غار سے نکلین انھون نے رومال ہاتھ سے اوچھال دیا کہ وہ برقین اس رومال پر گر کے مثل بوسیدہ لوہے کی تلوارون کے ہوکر رومال پر رہ گئین معلوم ہوتا تھا کہ بے قبضہ کی تلوارین ہین جیسے کسی کے قبضہ مین تھین ہی نہین شہزادہ شیر پر سے اوتر کے قریب غار کے آیا اور بسم اللہ کہکے جھم سے غار مین کود پڑا مع خواجہ کے چشم زدن مین پاؤن آشنا بزمین ہوئے آنکھ جو کھلی تو اپنے تئین ایک صحن بارگاہ مین پایا دیکھا کہ دربار آراستہ ہے بادشاہ تخت پر بیٹھا ہے وزیر و ارکان دولت سب دست بستہ حاضر ہین اور ایک شخص صحن بارگاہ مین طوق و زنجیر مین گرفتار بیٹھا ہے اور جلاد تیغ آبدار ہاتھ مین لیے ہوئے سر پر کھڑا ہے دو حکم مل چکے ہین تیسرے حکم کی دیر ہے کہ شہزادہ نے نعرہ کیا کہ باشید او کافران بیحیا و ساحران بیوفا کہ نگذارم کہ از دست من بدر روید ہوشیار باشید او فاسقان منم صاحبقران بن صاحبقران بن صاحبقران یعنی بدیع الملک نوجوان ادھر نعرہ خضران کا ہوا کہ

ابن عمر مین ہون میرا خضران نام ہے
عیار جو جہان مین ہے میرا غلام ہے

میرے بھلا کمال میں کسکو کلام ہے
رستم سے تیغ چھین لوں یہ میرا کام ہے

بس یہ کہہ کے شہزادہ تو بہ ہیبت کر تیغہ آبدار کافروں کی جانب بڑھا ہر چند ساحروں نے سحر کرنا شروع کیا ناریل ترنج پیچھے سوئیوں کے شہزادہ پر مارنا شروع کیئے مگر بہ برکت بازو بند طلسمی کوئی ضرر نہ سحر کارگر ہوتا تھا شہزادہ برابر شمشیر زنی کر رہا تھا جس کے ہاتھ مارا اوسکے دو ہی ٹکڑے کیئے دم بھر میں ایک جماعت کثیر کو ہلاک کیا لاش پر لاش گرا دی اکیلے نے سیکڑوں کے وارے نیارے کر دیئے ادھر خواجہ نے جو جست کر کے جلاد کے ایک ہاتھ رسید کیا سر اسکا بھٹا سا کٹ کے دور جا پڑا یہ جلاد کو قتل کر کے بڑھے اور تکلا گنجور شاہ کی زبان سے نکال دیا گنجور شاہ نے قید کیطرف غور کر کے دیکھا اور اثر جو کی تمام قید سحر رفع ہو گئی اور کہا کہ اے خواجہ تا زندہ ام بندہ ام میں صدق دل سے ایمان لاتا ہوں اور خدائے یکتا کی وحدانیت کا اقرار کرتا ہوں چونکہ ابھی شہزادہ عالیمقدار کے ساتھ مجھے بہت سے کام کرنا ہیں اس وجہ سے میں مطیع اسلام ہوتا ہوں اب یہاں خوب گھمسان کی تلوار چل رہی ہے لاش پر لاش گر رہی ہے خواجہ بھی تیغچہ ہاتھ میں لیئے ہوئے لڑ رہے ہیں جس کے ایک کر ہاتھ مارا مثل ککڑی کے دو ٹکڑے کیا کبھی بیٹھ کر جو تیغچہ مارتے ہیں دس دس بیس بیس کے پاؤں قلم کر ڈالتے ہیں کبھی گوبھن عیاری سے سیکڑوں کا کاسہ سر تراش دیتے ہیں غرضکہ شاہزادہ و خواجہ غضب کی لڑائی لڑ رہے ہیں کہ بارگاہ میں لاشوں کے ڈھیر دم بھر میں لگ گئے صحن بارگاہ خون سے لالہ رنگ ہو گیا ہے۔ شاہزادہ کی تلوار کیا تھی گویا ملک الموت کا پنجہ تھا جس پر پڑی اسنے پانی بھی نہ مانگا ایسا تلوار نے اپنے گھاٹ اوتارا کہ وہ بیچارہ پیاسا ہی بھاگا یہاں تلوار سے کلّے بازی کرنے لگا وہاں جہنم پیٹ بھرنے لگا مالک خوشی خوشی ہاتھ بڑھاتا ہے دس دس بیس بیس کو پکڑ لاتا ہے القدر سے شاہزادہ عالی وقار کی جنگ بڑے بڑے پہلوانان نامدار و ساحران غدار جان سے تنگ آ گئے بچے گوشوں میں چھپتے پھرتے تھے خرمن ہستی کفار برق شمشیر خواجہ سے جلنے لگا اودھر شاہزادہ کا تیغہ آبدار چلنے لگا اللہ رے زور و قوت شاہزادہ صاحب شوکت و صولت جسکو اوٹھا کر زمین پر ٹپکا تڑپ کر مر گیا کشتوں کے پشتے لاشوں کے انبار لگ گئے خون کا دریا جاری ہوا نظم

ہوئی جنگ مغلوبہ وہ آشکار
ایدھر جتنے نامی جوان نامدار
ہوا صحن میں خون کا دریا رواں
جھپکتی تھی ہر بار چشم فلک
کسی کا جدا تن سے سر ہو گیا
کسی جسم کا سب شکنجہ کٹا

کہ سب صحن خون سے ہوا لالہ زار
مگر جبکہ جنگ غازی دین
نظر آیا مثل حباب آسمان
جسے ہاتھ مارا وہ دو ہو گیا
دو پارہ کوئی پر جگر ہو گیا
کسی کا تو شانہ سے ہاتھ اڑ گیا

ہزاروں ادھر کافر بدشعار
فلک کانپا تھرا گئی سب زمین
وہ تیغ سرافشان کی اونچی چمک
غرور و تکبر فرد ہو گیا
کسی کا کلائی سے پنجہ کٹا
لڑائی سے منھ پھیر کر مڑ گیا

لڑائی ہوئی ایسی گھمسان کی
پڑی ڈر سی ایک ایک کو جان کی

غرضکہ یہاں تو اس زور شور سے تلوار چل رہی ہے کہ سمندروش وزیر بدتدبیر نے دیکھا کہ گنجور شاہ قید سحر سے چھوٹ گیا یہ رہا ہو جانا بادشاہ کا سمجھکر اپنی نمک حرامی پر بہت نادم ہوا اور افسوس کرنے لگا کہ ہائے غضب سب تدبیریں الٹی ہو گئیں کوئی

منصوبہ کارگر نہوا یہ گھبرایا کہ اب قضا کا سامنا ہے تصویر مرگ آنکھوں کے نیچے پھر گئی مگر جی داری کر گیا کہ زمین پر گر کے بشکل بھری بنکر اوڑ کے چلا اودھر گنجور شاہ بھی باز بنکے چلا بلند پروازی کرتا ہوا چلا جاتا تھا کہ قریب آسمان پہونچکر اوسکو گھیرا۔ لگا مقابلہ ہونے اور پر جلنے شعلے آگ کے دونوں کے پروں سے شرر افشان تھے آخر الامر گنجور شاہ بادشاہ طلسم ہے یہ گیدی اوس سے کیا مقابلہ کر سکتا تھا ایک مقام پر اوسنے زیر کرکے دبوچ لیا اور سر دھڑ سے کھینچکر پھینکدیا جسم دھڑ سے نیچے گر پڑا آواز آئی کہ مارا جوان کشتی کہ نام من سمندروس جادو بود افسوس مردیم و جان دادیم بمطلب خود نہ رسیدیم + اودھر تو وہ بدفرجام واصل جہنم ہوا ادھر اوس ہنگامہ گیرودار میں سمندر جادو کے بھی بہت سے ساحر مارے گئے تھے یہ گھبرا گیا اور اسنے چاہا کہ بھاگ جاؤں مگر اسکو بہت غیرت آئی اور خیال کرنے لگا کہ بڑے افسوس کی بات ہے کہ میں اتنا بڑا ساحر زبردست ایک متنفس غیر ساحر کے مقابلہ سے بھاگ جاؤں اس سے تو بہتر یہ ہے کہ لڑ بھڑ کر اپنی جان دیدوں یا غالب آکر اسکو ماروں یہ منصوبہ کرکے جھٹ پٹ یہ زمین پر گرا اور غلطک مارکر اژدرہان کی شکل بنکے شاہزادے کیطرف جھپٹا شاہزادہ نے وہی تیغ خونچکان اسکو آتے ہوئے سوکھنچکر لگایا کہ اسکے دو پرکالے ہوگئے شور و غل پیدا ہوا کہ مارا جوان کشتی کہ نام من سمندر جادو بود افسوس مردیم و جان دادیم بمطلب خود نہ رسیدیم۔ جسقدر رفیق و جان نثار اسکے تھے جب اونھوں نے دیکھا کہ بادشاہ ہمارا مارا گیا بس انکی آنکھوں میں خون اوتر آیا حق نمک ادا کرنے لگے تلواریں پکڑ کے لڑنے لگے پہلوانوں نے نعرہ کیا بڑھ بڑھ کے للکارا اسکروں تلواریں کھچ گئیں ابر سیاہ گروہ کفار میں برقیں چمکنے لگیں تلوار چلنے لگی جنگ مغلوبہ ہوگئی شاہزادہ تیغ شرر بار کھینچے ہوئے مثل شیر غضبناک غول میں گھس گئے قتل کرنا شروع کیا جس کے ہاتھ مارا دو ٹکڑے کر دیا تھوڑے عرصہ میں ان کافروں کی لاشوں سے صحن بارگاہ کو بھر دیا۔ دریائے خون طغیانی پر تھا سر مثل حباب تیرتے پھرتے تھے کشتی حیات طوفان میں تھی ملک الموت حیران کھڑے تھے کہ کس کس کی روح قبض کروں جس کی روح قبض کر چکتے تھے کہ بیس اور مر کر گرتے تھے بازار گرم تھا جانوں کی خرید و فروخت ہو رہی تھی غرضکہ تھوڑی دیر میں وہ سب نابکار بھی تیغ غضب شاہزادہ عالی وقار سے مارے گئے اس ہنگامہ گیرودار میں سب رفیق و جان نثار سمندر جادو کے واصل جہنم ہوئے جو کم درجہ کے لوگ تھے تاب مقابلہ نہ لاسکے بھاگ کھڑے ہوئے فرار کو قرار پر اختیار کیا روتے پیٹتے سر پر خاک اوڑاتے چلتا دھندا کیا جسکا جدھر سینگ سمایا وہ اودھر اپنی جان بچا کر چلدیا شاہزادہ نے بھی بھاگتوں کا تعاقب نہ کیا اپنے مقام پر ٹھہر گئے۔ گنجور شاہ آیا اور شاہزادہ کے بلاگردان ہوا اور زور و قوت جرأت و شوکت کی تعریف کرنے لگا کہ سبحان اللہ کیا آپ نے شمشیر زنی کی ہے کہ مریخ فلک بھی دیکھکر تھرا گیا خنجر ہاتھ سے گر پڑا جلاد فلک کانوں پر ہاتھ رکھ کے کانپنے لگا عقرب نیش زنی اپنی بھول گیا نقشہ خوف و دہشت آنکھوں کے نیچے پھر گیا زحل برج حمل میں چھپ گیا عطارد نے قلم روک لیا بہت بڑا گھمسان پڑا مگر تھوڑے ہی عرصہ میں آپ نے سبکو تہ تیغ کیا مطلع صاف کر دیا صحن بارگاہ کو نجاست کفر و ضلالت سے پاک کر دیا۔ غرضکہ بہت کچھ صفت و ثنا شاہزادہ کی

زبان پر لایا صدمے قربان ہوکر صحن بارگاہ کی صفائی مین مصروف ہوا لاشون کو اون کفار کے پھنکوانا شروع کیا تھوڑے عرصہ میدان بارگاہ کو لاشون سے پاک وصاف کرادیا بعدازان شاہزادہ کی خدمت مین ہاتھ باندھکر عرض کیا کہ حضور تخت پر رونق افروز ہون یہ تاج وتخت آپ کو مبارک ہو اپنے قدم مبارک سے تخت کو زینت دیجیے بارگاہ شاہی کو اپنے نور جمال سے روشن ومنور فرمایئے صاحبقران نے فرمایا کہ تمہارا تاج وتخت تمکو مبارک ہو ہم تاج بخش ہین تاج گیر نہین ہین تو شوق سے تخت پر بیٹھو اور انتظام اپنی سلطنت کا کرو یہ تسلیم بجالاکر تخت پر بیٹھا اور دنگل جواہر نگار شاہزادہ کے لیئے بچھایا گیا شاہزادہ اوسپر جلوہ گر ہوا کرسی زرین خواجہ کے لیئے منگوائی گئی اوسپر اونکو متمکن کیا - گنجورشاہ نے عرض کیا کہ حضور میرے جان بخش ہین -

آپ ہی کے بدولت میری جان بچی ورنہ اوسنے تو میرا کام ہی تمام کردیا تھا اگر حضور تشریف نہ لاتے تو کسیطرح غلام اس ورطہ ہلاکت سے نجات نہ پاتا حضور ہی کی قدمون کی برکت سے میری جان بری ہوئی کہانتک حضور کا شکریہ ادا کرون اگر تمام عمر آپکی غلامی کرون اور اپنی جان بھی حضور کے قدمون پر نثار کردون تب بھی حضور کی ذرہ نوازی کا شکریہ بجا نہین لاسکتا۔

اب غلام عجائبات اور تحفہ جات طلسم خدمت مین حاضر کرتا ہے حضور اونکو اپنے پاس رکھین کہ وقت پر وہ کام دینگے اور کمترین کے نزدیک اس طلسم کا توڑنا اچھا نہین ہے آپ حکم دین تو یہ طلسم اپنی حالت پر بدستور قائم رہے اور شکست کرنیکا اختیار حضور کو ہر وقت حاصل ہے یہ غلام جان نثاری کے لیئے خدمت مین حاضر ہے مگر زبانی ایک بہت بڑے زبردست کاہن کے جسکا نام شموم کاہن ہے کہ علم کہانت مین اوسکا مثل ونظیر نہ تھا اور فن پیشین گوئی مین کوئی اوسکی ہمسری نہین کرسکتا تھا اوسکی زبانی مین نے سنا ہے کہ آپ کے خاندان سے اس طلسم مین ایک مرد کا پیدا ہوگا کہ نام اوس شہزادہ کا شہریار ضیغم پوش ہوگا وہ اس طلسم کو فتح کریگا بانیان طلسم نے شکست اس طلسم کی اوسی شہزادے عالیمقدار کی ذات پر موقوف رکھی ہے ابھی عمر طلسم تمام نہین ہوئی ہے اوسی کاہن نے کہ نہایت سن رسیدہ اور جہاندیدہ تھا یہ بھی بیان کیا تھا کہ وہ شاہزادہ عالیوقار بہت شوکت وصولت حاصل کریگا ہمت و جرأت شجاعت وتہور مین کوئی اوسکا ہمسر نہوگا بڑے بڑے گردن کشون کو زیر کریگا کوئی اوسکا مقابلہ نہ کرسکیگا وہی اس طلسم کا فتاح ہوگا آیندہ حضور کو اختیار ہے - شاہزادے نے فرمایا کہ بہت مناسب ہے ہر کام اپنے وقت پر موقوف ہے کل امر مرہون باوقاتہا -

یہ فرماکر گنجورشاہ سے کہا کہ قیدیان طلسم کہان ہین گنجورشاہ نے اپنے ملازمون سے کہا کہ قیدیان طلسم کو حاضر کرو چنانچہ قیدیان طلسم پیش ہوئے شاہزادہ نے سب کو رہا کیا اونمین مقیدان طلسم مین صفدرزان دردرگوش بھی تھا دولھا بنا ہوا شاہزادہ نے اوسکو اپنے حضور مین طلب کرکے استفسار حال کیا اوس نے سب کیفیت اپنی بیان کی برات کا اس صحرائے طلسمی مین پہونچنا اور ہرن کا پیدا ہونا اپنا اوسکے تعاقب مین گھوڑا ڈالنا ہرن کا غار مین پہونچکر غائب ہوجانا اپنا غار پر پہونچنا برقون کا چمکنا اور اپنا بھی غائب ہوجانا سب حال شاہزادہ کے حضور مین عرض کیا شاہزادہ نے کمال شفقت ومہربانی فرمائی اور صفدرزان کو خلعت سے مخلع کیا یہ خداپرست ہوا اسکو ہمراہ لیکر خدمت مین القائے صحرانشین کے

چلے مع گنجور شاہ کے راہ مین اگر جو برات بڑی ہوئی تھی وہان پہونچے شاہزادہ نے صدران ذر در گوش سے مخاطب ہوکر فرمایا کہ بھائی عروس تیری نہایت مشتاق ہے اور تیری مان تیرے انتظار مین اپنا حال تباہ کیئے پڑی ہے برائی سب تیرے فراق مین نالان وگریان ہین تو جا اور اپنی مان کے چشم انتظار کو اپنے دیدار سے روشن و منور کر اور اپنے وصل سے عروس کو شادکام کر غرضکہ صدران کے پہونچنے سے اہل برات نہایت خوش ہوے اور شہزادہ کے کمال شکرگذار ہوے صدران کی مان ہزارون دعائین شاہزادہ کو دیتی تھی اور کہتی تھی کہ حضور کی بدولت اور آپکے جوتیون کے صدقے مین یہ ستم سیدہ اپنی مراد کو پہونچی فرزند میرا مجھ سے آکر ملا حضور نے مجکو زندہ کر لیا ورنہ اسی غم مین ہلاک ہوجاتی فرزند میرا آپکا درم ناخریدہ غلام ہے اور ہم سب حضور کے دعاگو و شکرگذار ہین حضور کی اس بندہ نوازی کا شکریہ اگر تمام عمر ادا کرین تو ممکن نہین کہ اس سے عہدہ برآ ہو سکین ۔ الحاصل صدران ذر در گوش نے عرض کیا کہ مین حضور کے قدم چھوڑ کر کہان جاؤنگا سب کو رخصت کر کے آپکی غلامی مین حاضر رہونگا آپ کی رکاب سعادت انتساب سے علیحدہ نہونگا شاہزادہ نے فرمایا کہ یہ مناسب نہین ہے برات اپنی لے جا کر عروس کو اپنے وصل سے شادکام کر پھر جب جی چاہے چلے آنا صدران نے عرض کیا کہ بہت خوب فی الحال مین حضور سے رخصت ہوتا ہون مگر مین اپنے ملک کو اسلام آباد کر کے اور کل فوج اور اپنے عزیزون بلکہ کل خاندان کو تلقین دین اسلام کر کے اور سب کو مسلمان کر کے کس مقام پر حاضر ہون فرمایا کہ بیابان نہ طاق پر ملاقات ہوگی یہ تو اپنے ملک کو روانہ ہوا اور سب کو اسلام آباد کر کے دس ہزار فوج لیکر جانب نہ طاق چلا ہے اسے اب راہ مین چھوڑیئے حال صاحبقران کا سماعت فرمایئے کہ یہ بعد رخصت کرنے صدران ذر در گوش کے درویش صحرانشین کی خدمت مین حاضر ہوے ملاقات سے مشرف ہوے اور کمال شکرگذاری ظاہر فرمائی اور بہت کچھ تعریف و توصیف کر کے عرض کیا کہ آپ کے انفاس متبرکہ کی برکت سے مین اپنے مقصد پر کامیاب ہوا اور طلسم گنجورہ سلیمانی میرے تابع حکم ہوا مین اب یہ چاہتا ہون کہ لشکر لیکر بیابان نہ طاق مین پہونچون اور آپ وقتاً فوقتاً میری مدد فرماتے رہین تو نہایت مناسب ہوگا مین آپکا کمال شکرگذار ہونگا بعد ازان یہ بھی تمنا رکھتا ہون کہ اپنے جد و آبا سے ملون اور خانہ کعبہ کی زیارت سے مشرف ہون شاہ صاحب نے اقرار کیا انشاء اللہ اگر حیات مستعار باقی ہے اور زندگی نے وفا کی تو ضرور وقتاً فوقتاً آپ کی امداد کے لیے پہونچونگا اور حتی الامکان آپکی اعانت کرونگا پھر گنجور شاہ صاحبقران کو اپنے ہمراہ طلسم مین لایا اسیطرح برقین چمکنے لگین رومال شاہ صاحب کا شاہزادہ کے پاس تھا اُسکی برکت سے یہ داخل طلسم ہوے گنجور شاہ خدمت مین حاضر ہے اسنے سرانجام دعوت کا کیا ہے اور عرض کرتا ہے کہ حضور نے غلام کو سرفراز فرمایا اور اپنے قدوم میمنت لزوم سے اس ملک کو روشن و منور فرمایا اب غلام کی یہہ تمنا ہے کہ جو نان و نمک غلام حاضر کرے اسکو حضور نوش فرمادین تو کمال عزت افزائی غلام کی ہوگی مجمعون مین سرخروئی حاصل ہوگی موجب غلام کے فخر و مباہات کا ہوگا ۔ ف

ز قدر و شوکت سلطان نگشت چیزے کم
کلاہ گوشۂ دہقان بآفتاب رسید

ز التفات مہمان سراے دہقانے
کہ سایہ بر سرش انداخت چو سلطانے

شاہزادہ والا تبار کی عمر دراز ہو اوج پر ستارۂ اقبال ہو اس ذرۂ بیمقدار غلام جان نثار کی دعوت قبول فرمائیے خادم جدید کی آبرو بڑھائیے غرضکہ شاہزادۂ جم مرتبت انجم شکوہ نے کنجور شاہ کی دعوت قبول فرمائی اسنے بہت جلد دعوت کا اہتمام کیا کارپردازون کو حکم دیا کہ بہت عمدگی کے ساتھ شاہزادہ کی دعوت کا انصرام کرو چنانچہ منتظمان سلیقہ شعار نے دعوت کا بندوبست شروع کیا زیر قصر سامنے شمال رویہ ایک بارہ دری سنگ مرمر کی بہت پرتکلف بنی ہوئی تھی اوسمین چھت پردے تمامی و زربفت کے لگے ہوئے اوسکی آگے ایک سائبان زرتار جھالرین مقیش کی باسلک ہاے مروارید آویزان اوس بارہ دری کو دعوت کے لیے آراستہ کیا صدہا جھاڑ بلورین شمعین مومی وکافوری انمین چڑھی ہوئی کنول دیوارگیریان سورج مکھیان قد آدم شیشہ تصاویر شاہان پیشین اور اکثر دیوارون کی لگی ہوئین بہت معقول طیاری سے اس بارہ دری کو سجا اور بہت تکلیف سے ہر چیز کو قرینہ سے لگایا عطردان پاندان چنگیر چوگھڑے منقل اگرسوز عودسوز عنبرسوز وغیرہ ظروف طلائی ونقرئی ومرصع کار جا بجا رکھے گئے خادم وخدمتگار پوشاکین نفیس پہنے ہوئے سرگرم کار وبار دعوت تھے غرضکہ شام کو شاہزادہ عالی وقار کو نہایت تجمل شاہانہ کے ساتھ اوس بارہ دری مین لاکر جلوہ گر کیا کنجور شاہ مع رفیقون ومصاحبون کے پوشاکین پرتکلف جسم پر آراستہ کیے ہوے نہایت ادب کے ساتھ شاہزادے کی خدمت مین حاضر ہین غرضکہ شاہزادہ کو لاکر صدر مقام پر بہت عزت و احترام سے مسند زرنگار پر لاکر بٹھایا تمام بارہ دری مین شام سے روشنی ہو رہی تھی بڑے بڑے قالین رومی و ایرانی بچھے ہوے تھے ہر درجہ بارہ دری کا فرش فروش و شیشہ آلات سے رشک نگارخانۂ چین ہو رہا تھا شہزادہ کے سامنے کئی صندوقچہ جواہرات کے لاکر پیشکش کیے۔ بہت سے طائفے ارباب نشاط کے طلب کر کے صحبت ناچ گانے کی قرار دی طبلون پر تھاپ پڑی لہرا سارنگی کا بائین کی کمک آسمان کو جانے لگی قانون بین ارباب چنگ مرچنگ سرود ستار دف دایرہ الغوزہ جلترنگ وغیرہ باجے بجنے لگے ساقیان مہر طلعت ماہ صورت جام و صراحی زمردین لیے حاضر ہوے دور شراب یاقوت رنگ کا چلنے لگا آواز ہوشاہوش ونوشانوش کی بلند ہوئی بعد اسکے جو نازنینان خورشید جمال زہرہ خصال حاضر تھین روبرو شاہزادہ عالی وقار کے ناچنے اور گانے لگین انا بجملہ ایک نازنین مہ جبین نے یہ غزل گانا شروع کی۔

غزل

عشق بازی کا مرے تیر چار رہا
ہمسری پر خار سے الجھا رہا
اے پری پیکر ترے سر کی قسم
چشم پرنم ساغر صہبا رہا
سب حجاب اوٹھے وصال یار مین

مر کے بھی اسطرح مین زندہ رہا
دیکھکر چشم سیاہ یار کو
تیرے گیسو کا مجھے سودا رہا
ہیچ جنت تھا کہو کا کول آج
بیحجابی کا فقط پردا رہا

ہوں وہ لاغر مین گیا صحرا مین جب
حال کیا اے نرگس شہلا رہا
میکدے مین بعد میرے روئے سب
ہنسکے بولے وعدۂ فردا رہا
آہ بھی عاجز رہی فرقت کی شب

مجھ سے نالان خود میرا نالا رہا ہجر جانان مین رہا ہر دم علیل
اے ہنر دو دن نہ مین اچھا رہا

جسوقت یہ غزل نازنین مذکور نے روبروے شہزادہ عالیوقار و صاحبان بزم بصد ناز و ادا گائی سامعین سنکے بہت محظوظ ہوئے خصوصاً خواجہ صاحب نہایت مسرور ہوئے اسوجہ سے کہ انکو علم موسیقی مین مہارت کامل ہے اور لحن داؤدی اِنکو خداوند کریم نے عنایت فرمایا ہے زیادہ لطف حاصل ہوا زر کثیر اس نازنین کو انعام مین ملا مطربہ مذکور انعام وافر پاکر اور غزلین عاشقانہ گانے لگی اور دلہاے اہل بزم خوش کرنے لگی علاوہ نازنینان مذکورہ کے چند طائفے مردانہ بھی محفل مین آکر حاضر ہوے یعنی کشمیری بھانڈ جو نقلین نہایت مضحک کرتے ہین اور کیسا ہی انسان ملول و غمگین ہو اوسکو ہنسا دیتے ہین اونھین سے ایک بھانڈ حسین کمسن خوش گلو مع اپنے ہمراہیون کے روبروے شہزادہ عالیوقار حاضر ہوکر بصد ادب تسلیم بجالایا اور بعد ناچنے گانے کے اُسکے ہمراہیون نے نقلین مضحک کرنی شروع کی جنکے سننے سے اہل محفل کے مارے ہنسی کے پیٹ مین بل پڑ پڑ گئے ہر شخص ہنستے ہنستے بیتاب ہوا جاتا تھا شہزادہ بھی بیساختہ منہ پر رومال رکھ کے ہنسنے لگا نہایت محظوظ ہوا زر کثیر اُن بھانڈون کو مرحمت ہوا القصہ دوپہر رات تک یہی جلسہ رقص و سرود منعقد رہا جب زلف لیلائے شب تا بکمر پونہچی اور جلسہ رقص و سرود برخاست ہوا گنجور شاہ حاضر ہوا اور دست بستہ عرض کیا کہ حضور خاصہ حاضر ہے کچھ نوش فرمادیجیے جو نان و نمک حاضر ہے وہ قبول ہو غلام کو سعادت دارین حصول ہو غرضکہ گنجور شاہ شہزادہ کو نعمت خانہ کے ایوان وسیع مین لایا یہان کاربردازان سلیقہ شعار و بکاولان انتخاب روزگار نے دسترخوان نہایت عمدگی سے چنا تھا ہر نعمت دنیا کی اوس دسترخوان پر حاضر تھی اغذیہ ایسی ایسی پر تکلف لطیف و خوش ذائقہ بحکم گنجور شاہ خاصہ پزان شاہی نے طیار کی تھین کہ جو کوئی چند لقمے اس غذائے لطیف کے تناول کرے روح اوسکی خوش ہوجائے غذائے شیرین ایسی تحفہ تھی کہ اگر شیرین بھی اوس غذائے شیرین کو کھاتی یقین ہے کہ نام اپنا شیرین نہ رکھتی کیونکہ وہ غذائے شیرین اس درجہ شیرین تھی کہ لبہائے حسینان جہان بھی اُس غذائے شیرین سے آشنا ہوکر شیرین مشہور ہوگئے تھے اور طعام نمکین ایسا مزہ دار تھا کہ نمک چہرۂ معشوقان اس غذائے نمکین سے شرمندہ ہوتا تھا کیونکہ اس غذائے نمکین کے روبرو نمک چہرۂ محبوبان دہر بالکل پھیکا تھا اقسام غذائے خاصگی کی کیا تعریف کیجائے جو شے تھی نایاب اور نہایت خوش ذائقہ تھی جسکی بو باس سے دماغ جان معطر ہوا جاتا تھا ذائقہ خود مزا اوٹھاتا تھا اقسام ماکولات لذیذ کی اگر تفصیل کیجائے تو صفحۂ قرطاس مملو ہوجائے تب بھی نہ تحریر ہوسکے۔ خلاصہ یہ کہ کوئی شے از قسم طعام و دیگر اشیا مثل مربہ جات و پکوان و شیرینی وغیرہ ایسی نہ تھی جو اُس دسترخوان پر بکثرت موجود نہ ہو۔ جب شہزادہ یہان رونق افزا ہوا عجب سامان ملاحظہ فرمایا کہ فرشی جھاڑ آراستہ ہین مردنگیان جھاڑے قندیلین بیشمار روشن ہین دالانون مین مخمل زرد کاشانی کا فرش بچھا ہے

اور مقام صدر پر ایک مسند فیروزی زرنگار و تکیہ لگا ہے اور ایک بہت بڑا دستر خوان وسیع بچھا ہوا ہے اوسپر انواع و اقسام کے کھانے چنے ہوئے ہین جیسا کہ اوپر ذکر ہوا۔ شہزادہ نے مسند پر جلوس فرمایا طلائی سلفچی آفتابہ آیا ہاتھ دھوکر خاصہ نوش فرمانے لگے خادم رومال ہلانے لگا خواجہ بھی شریک طعام ہین ہر چیز کی تعریف کرتے جاتے ہین مگر یہان کا سامان اور ظروف طلائی و نقرئی و مرصع کار جواہر نگار دیکھکر انکے منھ مین پانی بھرا آتا ہے خیال کرتے ہین کہ اگر یہ سامان سب مجکو مل جاتا تو یہان کا فرش و شیشہ آلات وغیرہ سب زنبیل مین رکھ لیتا کسی دعوت یا محفل مین کام آتا۔ شہزادہ خاصہ نوش فرما رہے ہین اور طلسم کی باتین گنجور شاہ سے پوچھتا جاتا ہے اور یہ اوسکو بالتفصیل بتاتا ہے الحاصل شہزادہ نے خاصہ نوش جان فرمایا گنجور شاہ کی تمیزداری و سلیقہ شعاری کی تعریف فرماتے رہے اسنے ہاتھ باندھکر عرض کیا کہ غلام کی کیا اصل و حقیقت ہی اور یہ نان و نمک تو حضور کے ملازمون کے بھی لایق نہین ہے یہ سب حضور کی بندہ نوازی ہے کہ حضور نے کمترین کی عزت افزائی فرمائی غرضکہ بعد فراغت طعام شہزادہ عالی مقام برآمدہ مین تشریف لائے وہان کرسیان بھی بچھی ہوئی تھین فرش و فروش شیشہ و آلات سے تمام برآمدہ سجا ہوا تھا روشنی شمعہائے مومی و کافوری کی اسقدر تھی کہ سارا برآمدہ نور سے معمور ہو رہا تھا خادم و خدمتگار سرگرم کاروبار اپنے کامون سے ہوشیار ہاتھ باندھے ہوئے حاضر تھے۔ شہزادہ کرسی جواہر نگار پر آکر جلوہ گر ہوا سامنے آتش بازی گڑی ہوئی تھی گنجور شاہ نے اسکے چھوڑنے کا حکم دیا لگی آتشبازی چھٹنے پہلے قلعہ داغا گیا زمین و آسمان کرۂ نور بنا لوگون کی صدا سے شور نشور ہوا مہتابیان جو چھوٹین چاند کے منھ پہ ہوائیان اڑنے لگین انار کے پھولون پر فلک نے ستارون کا گنج نثار کیا چرخیون اور پٹارون نے پھولون کا انبار کیا ہتھ پھول مین عجب گلکاری تھی جسپر ہوتی باد بہاری تھی سرو آتشبازی سرو چراغان کا رنگ دیتا تھا چرخیون کا تماشا دیکھکر چرخ گردان چکر مین آیا نسترن چھٹتی تھی تو یہ معلوم ہوتا تھا کہ لڑیان سہرے کی آویزان ہین۔ آتشبازی کے چاند سورج نے ایسا لطف دکھایا کہ شمس و قمر کا چہرہ فق ہو گیا آتشبازون نے وہ عمدہ رنگین آتشبازی بنائی تھی اپنی کاریگری دکھائی تھی کہ جسنے دیکھی تعریف کی۔ جب شہزادہ عالم آتشبازی کا تماشہ ملاحظہ فرما چکے کھڑے ہوگئے گنجور شاہ حاضر ہوا عرض کیا کہ رات تین پہر سے تجاوز کر چکی ہے اب حضور استراحت فرمائین ورنہ طبع مبارک خدانخواستہ کسلمند ہو جائیگی یہ کہکے خوابگاہ کے قصر مین لے گیا دیکھا کہ وہ بھی خوب آراستہ ہے ہلکی ہلکی روشنی ہے سفید گاؤتکیہ لگا ہوا مسند بچھی ہوئی ایک سمت کئی چھپرکھٹ سونے کے آراستہ ایک جانب چاندی کی مسہریان و پلنگڑیان سونے کے لیئے قرینے سے لگی ہوئی اور اوسپر سفید چادر تنی کھنچی ہوئی اور تکیے لگے ہوئے گردپوش دیبا حریر کے پڑے ہوئے بس ایک چھپرکھٹ پر شہزادہ نے آرام فرمایا خدمتگار چپی کرنے کو بیٹھ گیا باریدار حاضر ہوئے پلنگ کے پہرے چوکی کا انتظام ہو گیا خواجہ صاحب نے بھی ایک پلنگڑی پر آرام کیا گنجور شاہ بھی سلام کرکے رخصت ہوا اپنے مقام پر

یہ بھی آرام پذیر ہوا جبکہ عابد شب زندہ دار ماہ نے اپنا بوریا بدھنا سنبھالا اور تسبیح خوان ثوابت و سیار نے تسبیح ہزار دانۂ نجوم و کواکب کو رکھکر اپنا مصلے اوٹھایا سجادہ نشین چرخ چہارم نے چشمۂ مشرق سے وضو کرکے بہر طاعت ضیا بخش عالم سجادۂ نور کا بچھایا شہزادہ عالم بھی خواب راحت سے بیدار ہوئے وضو کے لئے پانی طلب کیا خادم آفتابہ و طشت لیکر حاضر ہوا وضو کرکے فریضۂ سحری ادا کیا اور دو وظائف سے فارغ ہوئے اتنے مین گنجور شاہ بھی خدمت مین حاضر ہوا آداب بجالایا اور عرض کیا کہ حضور صبح کا وقت ہے نسیم سحری چل رہی ہے غنچۂ دل ہوا خواہان شگفتہ ہو رہے ہین عجب سہانا وقت ہے حضور بھی گلگشت خانہ باغ سے طبع معلے کو شگفتہ فرمائین تو حسینان چمن کے نخل مراد جو حضور کے خیر مقدم مین نرگس وار چشم در انتظار ہین بالیدہ ہوکر نہال ہوجائین بس یہ عرض کرکے شہزادہ کو دوسرے قصر فلک شکوہ مین لاکر بٹھایا جو فرش ملوکانہ اور مسند شاہانہ سے آراستہ و پیراستہ تھا اسباب عیش و راحت مہیا شیشہ آلات سجا ہوا تھا جس کے نیچے پائین باغ نہایت سر سبز و شاداب لگا ہوا تھا عجب باغ دلکشا فرحت افزا تھا کہ اگر اوسکی صفت رقم ہو تو پہلے شاخ طوبےٰ قلم ہو۔ فیض باد بہاری سے وہ گلزار طلسمی نمونہ فردوس برین تھا نہایت دلکش و دلنشین تھا۔ ھ

عجب باغ تھا رشک مینا سواد
اگر دیکھے رضوان تو ہو شاد شاد
کرے یاد جنت کی کم ایک بار
کہ دیکھی نہین خلد مین یہ بہار

چمن بندی معقول طور سے کی تھی روشین درست نہرین لطیف میڑیون پر سرخی یاقوت احمر کی کٹی تھی درخت پر بہار مہندی کی ٹٹیان اور تاک انگور آراستہ پانی نہر کا ہر خیابان مین روان چشمہ ہر ایک مثل قلب صافی دلان۔ ہر شجر پر طائران خوش نوا کا ہجوم آمد فصل بہار کی دھوم بلبل کا شور قمری نعرہ زن جوش پر بہار گلشن ہر سمت گلہاے رنگا رنگ غیرت دہ نگار خانہ ارزنگ + سچ تو یہ ہے۔ نظم

سبزہ جیسے ہر روش پر تھی
لعل و یاقوت کی لگی سرخی
روشون پر ستارہ چھڑکے تھے
زمردون کیطرح وہ چمکتے تھے
جو شجر تھا پھلا تھا پھولا تھا
رشک جنت جو کہئے تو ہے بجا
تھے جواہر کے جس جگہ اشجار
لائق دید تھی وہان کی بہار
صحن گلشن تھا آسمان کا جواب
پھول سب غیرت گل مہتاب
چہچہے بلبلون کے تھے ہر سو
قمریون کی وہ سرو پر کو کو
کہین کویل شجر پہ کوکتی تھی
کہین رہا تھا پپیہا پی پی

شہزادہ بارہ دری مین آکر مسند پر بیٹھا سرداران گنجور گرد و پیش باادب تمام بیٹھے گنجور شاہ نے حکم دیا ناچ ہونے لگا ساقی زیبا طلعت قبول صورت پیمانۂ جواہر آگین مین شراب ارغوانی پرکالے کے لوٹنے لگے ساقیان مہوش پیمانہ شراب سرخوش یعنی جام و صبوحی لیکر مجلس افروز اس محفل خلد شمائل کے تھے اور مغنی بعید طرب نغمۂ دلکش سناتے تھے گنجور شاہ ہر سمت سرگرم اہتمام تھا اشیاء ضروری اہل انجمن کے لئے حاضر کرتا تھا وہ صبح کا سہانا وقت وہ نور کا تڑکا نسیم و صبا کا فرفر چلنا خوش گلوؤن کی سریلی آواز کا گونجنا عجب لطف دے رہا تھا اہل محفل مصروف وجد و سماع تھے ہر تان پر رونگٹے کھڑے ہوتے تھی ازانجملہ ایک نازنین مہ جبین نے بھیروین کی دھن مین یہ غزل

گانا شروع کی۔

غزل

ہٹ نہ کر دست جنون اب کیا ہی پیرہن کے پاس
دھجیان ہو کر گریبان آئیگا دامن کے پاس

خود بخود گردن کھنچی جاتی ہے کچھ کھلتا نہین
سحر ہے افسون ہے کیا ہی خنجر آہن کی پاس

خاک تو پہونچیگی اوڑکر دامن گل تک کبھی
بلبل بیکس کو گلچین دق نہ کر گلشن کی پاس

آتش سوز جنون کی شعلہ افشانی نہ پوچھ
آتے آتے طوق کشتہ ہوگیا گردن کی پاس

مر کے بھی خاکی نہوگا پہلوئے تربت مرا
بیکسی رویا کریگی بیٹھکر مدفن کی پاس

رشک آتا ہے کہ ہم خلوت ہون موسی آپکے
اور ہم دیدار کو ترسا کرین ایمن کی پاس

روز سنتے ہین مسی مالیدہ لب سے کم نہین
دیکھ لین تمکو جو جاکر ایک دن سوسن کی پاس

دید کی فرصت نگاہ شوق کو ملتی نہین
جھانکتا ہے کون شوخ برق وش روزن کی پاس

حسن کی گرمی سے پانی پانی ہو کر بہگیا
آئینہ آیا جب اسکے عارض روشن کی پاس

بے غرض کی دوستی نعمت ہے ناداری مین بھی
رشتہ لیتا ہے نہو ہر چند کچھ سوزن کی پاس

عالم بالا بھی چورون سے نہین ہے بے خطر
جاگتا ہے ماہ تابان رات بھر خرمن کی پاس

دوستون کا حظ ہے تسکین دل کے واسطے
بیٹھتے اوٹھتے ہین جاکر دو گھڑی دشمن کی پاس

حسن روز افزون کا پردہ پردہ کر سکتا نہین
نور چھن آتا ہی جب آتے ہو تم چلمن کی پاس

کیا یہ **تسلیم** اپنا گر یہی سرما رہا
دھوپ مین دنکو ملین گے انکو گلخن کی پاس

ناچ کا سمان بندھا ہے اور جام گردش مین آیا ہے انعام کثیر ارباب نشاط کو مل رہا ہے وہ بھی خوب جی توڑ کے گا رہی تھین شہزادہ بھی نہایت مسرور بیٹھا ہوا تھا **خواجہ** بھی تعریف کر رہے ہین کہ اتنے مین **گنجور شاہ** نے **خواجہ** کیطرف مخاطب ہو کر عرض کیا کہ **خواجہ** سلامت آپکے گانے کی نہایت تعریف سنی ہے تمام اراکین طلسم آپکے نہایت مشتاق ہین اگر از راہ عنایت کچھ شوق فرمایئے تو خالی از لطف نہوگا آپکو خداوند کریم نے لحن داؤدی عطا فرمایا ہی آپکا مثل نہین ہے آپکو فن موسیقی مین دستگاہ کامل حاصل ہے ہم لوگون کو آپکے سننے کا ازحد اشتیاق ہے غرضکہ **گنجور شاہ** نے ازحد اصرار کیا اور بہت بجد ہوا منتین کرنے لگا **خواجہ** کا دل بھی گھبرا رہا تھا اور یہ بھی خیال تھا کہ شاید کچھ دو چار کوڑیون کی بہتی ہوجائے ابھی تک تمکو کچھ ملا بھی نہین ہے یقین ہے کہ **گنجور شاہ** خوش ہو کر بہت کچھ دیگا لشکر مین جب یہان سے جائین گے تو لوگ پوچھین گے کہ کہو کیا **خواجہ** طلسم گنجور سے لائے بھئی تم تو بہت کچھ لائے ہوگے دامن آرزو مالا مال ہوگیا ہوگا کاہے کو ہمکو بتاؤگے کیا ہم کچھ لے لین گے ہم تو خوش ہونے والے ہین اون لوگون کا تو یہ خیال ہوگا اور بہت کچھ بھائین گے اور یہان ایک کوڑی سے بھی واحد شاہد نہین بہت بڑا نقصان ہوا جس بارگاہ مین جو معرکہ ہوا تھا اس ہلڑ و ہنگامہ مین ہیرے کی انگوٹھیان اور بہت سا جواہر بیش قیمت جاتا رہا کسی نے یہ بھی نہ پوچھا کہ **خواجہ** تمہارا نقصان ہوا اور وہ مال میرا بھی نہ تھا ایک سوداگر نے بیچنے کو دیا تھا کچھ کمیشن مجکو بھی مل جاتا اب اسکو کیا جواب دونگا وہ جانیگا کہ **خواجہ** فقرہ کرتے ہین اگر اوسکو قیمت مال کی نہ دونگا تو میرے اعتبار مین فرق آئیگا پھر کوئی مجکو کاہے کو ہزارون روپئے کا دیدیگا بس **خواجہ** ایسے ایسے خیالات اپنے دل مین کر رہے ہین بظاہر **گنجور شاہ** سے انھون نے عذر کیا کہ طبیعت میری بہت فکرمند ہے اسوجہ سے کچھ دل نہ لگیگا **گنجور شاہ** نے پوچھا کہ **خواجہ** کیا فکر ہے انھون نے کہا کہ مین آپ

کیا حال اپنی فکر کا بیان کرون بہت بڑا نقصان میرا اس معرکہ مین ہوگیا اوسکی وجہ سے دل میرا قابو مین نہین اُسنے کہا آخر بتایئے تو سہی کیا نقصان آپکا ہوا انھون نے وہی انگوٹھیون کا جاتا رہنا اور کچھ اشیاء جواہرات بیش قیمت کا تلف ہوجانا بیان کیا اور کہا کہ اسی فکر و اندیشہ مین ہون کہ صاحب مال کو کیا جواب دونگا اور سب تقریر مذکورہ بیان کی گنجور شاہ نے کہا کہ آپ کچھ فکر و تردد نہ کیجئے جو کچھ آپکا نقصان ہوا ہے سب آپکو ملجائیگا خواجہ نے کہا کہ آپنے میرے دل خوش کرنے کو کہدیا مجھکو کیونکر اسکا یقین آوے اندھا جب پتیائے جب دو آنکھین پائے گنجور شاہ نے کہا آپ خلاف سمجھتے ہین خواجہ نے کہا نہین آپ بڑے فیاض و عالی ہمت ہین آپکے نزدیک کیا اصل ہے غرضکہ خواجہ نے اسکو خوب باڑھ پر رکھا اور ایسی تعریفین کین کہ اسکو روپیہ منگاتے ہی بن پڑا فوراً اسنے اپنے اہلکارون سے کہا کہ دس ہزار روپیہ لاکر خواجہ کے پیشکش کرو چنانچہ دس توڑے اُنکے سامنے منگواکر رکھدیئے خواجہ نے روپیہ تو نذر زنبیل کیا اور اپنی ڈھنفت جوڑی زنبیل سے نکالی اُسکی قفلیان درست کرکے بجانا شروع کی پہلے یہ شعر فارسی کا گایا ؎

آفاقہا گردیدہ ام مہر بتان ورزیدہ ام
بسیار خوبان دیدہ ام لیکن تو دیگرے

اسکو کئی مرتبہ بتا بتا کے گایا کہ تمام اہل محفل وجد کرنے لگے ہر ایک پر محویت کا عالم طاری ہوا جسکو دیکھو سکتے مین بیٹھا ہوا ہے نقش بدیوار ہوگیا ہے شہزادہ نے فرمایا کہ خواجہ کوئی اور غزل گاؤ تو جلسہ برخاست کیا جائے گنجور شاہ کا یہ حال ہے کہ ششدر ہو رہا ہے آنکھون سے دریائے اشک جاری ہے سکوت کے عالم مین بیٹھا ہے تھوڑی دیر کے بعد اسکو ہوش آیا نہایت تعریف اسنے کی اور کل اہل محفل خواجہ کی صفت و ثنا کرنے لگے گنجور نے کہا کہ ہان خواجہ صاحب کوئی غزل شروع کیجئے دل رنجین ہو رہا ہے چنانچہ خواجہ نے یہ غزل گانا شروع کی

غزل

بہار آئی ہے ساقی ہاتھ مین لے شیشۂ مل کو
لب مینا سے سن لین مست تیرے شور قلقل کو
پھنسائیگا بلا مین کیا کسی غمدیدہ بلبل کو
لگاتا ہے جو تو اے باغبان گلشن مین سنبل کو
نہ تونے لی خبر مرتا ہے عاشق رنج فرقت سے
کبھی تو آکے دیکھو اُس کشتۂ تیغ تغافل کو
گنہگار آج قاتل بحر الفت سے اتر جائین
اگر اس گھاٹ پر تو کھینچدے تلوار کے پل کو
بہار آجائے یارب باغ سے جلدی خزان ہوجائے
دل مشتاق بلبل دیکھے روئے شاہد گل کو
بہار آئی ہے الفت سے پھر اب سرشار ہوجائے
صبا منقار بلبل سے لگا دے ساغر مل کو
یقین آتا نہین معشوق کو جو اپنی الفت کا
گواہی مین وصف رنگ دیکھنا ہم شاہد گل کو
نیا کھٹکا رہا ہر روز اوسے فصل بہار مین
نظر آیا کبھی گلچین کبھی صیاد بلبل کو
چمن مین آج بلبل امتحان ہو تیرے رونیکا
جبھی جانین کہ اشکون سے بجھادے آتش گل کو
نظر آنے لگے مار سیہ گلشن مین لہرائے
جو بل دیدے کے چھوڑا خیال اس گلرو کی کاکل کو
ترقی حسن کی ہو دمبدم عاشق زیادہ ہون
خدا افزون کرے اے بت ترے جاہ و تجمل کو
چمن پر خار ہین ایسا خزان مین انقلاب آیا
کہ شب کو عندلیبین دیکھتی ہین شمع کے گل کو
خدا جو مجھکو دیتا ہے اسی پر شکر کرتا ہون
جہان مین اپنا توشہ جانتا ہون مین توکل کو

جہان مین اسقدر جو قیس کی وحشت کا شہرہ ہے
وہ دیوانہ ہوا سنکر میری زنجیر کے غل کو
چمن کی سیر کو یہ کونسا میخوار آیا تھا
کہ توڑا جس نے غنچہ کے سبو کو ساغر گل کو
شرابین پی کے کیون گل نے نہین میخوار یہ کیا ہے
مگر روز سنتے آتے مین شیشے کی قلقل کو
ہوا ثابت یہ ایک دن آگ گلشن مین لگا دیگی
غضب بھڑکا رہی ہے آہ بلبل آتش گل کو

خواجہ نے یہ غزل بلحن داؤدی گائی تمام محفل محو ہوگئی ہر ایک پر عالم سکتہ طاری ہوا تھا حتی کہ پرند گرد بارہ دری کے جمع ہوگئے عرصہ تک رنگ محفل بدلا رہا جب سکوت ہوا تو خواجہ کو بہت کچھ زر و جواہر انعام مین ملا خواجہ نے سب زر و زیور خلعت وغیرہ اوٹھا کر نذر زنبیل کیا اب خواجہ کے بعد کون گا سکتا تھا کسکا رنگ جم سکتا تھا جلسہ برخاست ہوا شہزادہ اُٹھا بعد فراغت اکل و شرب تھوڑی دیر آرام فرمایا سہ پہر کیوقت شہزادہ بعد نماز ظہر بارہ دری مین بیٹھا سب گنجور شاہ کے ارکان دولت بھی دست بستہ حاضر ہین اور خود گنجور شاہ بھی مودب سامنے شہزادہ کے بیٹھا ہے شاہزادہ بدیع الملک نے گنجور شاہ کیطرف مخاطب ہوکر فرمایا کہ بھئی گنجور شاہ اب تمہاری خوشی ہوچکی دعوت سے بھی فراغت ہوگئی اب چلو شاہ صاحب صحرا نشین سے بھی رخصت ہو آئین پھر اپنے لشکر کیطرف جائین ایک روز وہان قیام کرکے نہ طاق کا رستہ لین گنجور شاہ نے عرض کیا بہت مناسب ہے مین اسکا انتظام کرتا ہون یہ کہہ کے حکم دیا کہ کشتیان حاضر کرو چنانچہ کشتیان تحفہ جات طلسمی کی پیشکش ہونے لگین ازانجملہ ایک کشتی مین گلدستہ تھا اور ایک کشتی مین تیغ و سپر اور ایک کشتی مین ایک نقاب بھی گنجور شاہ نے عرض کیا کہ حضور یہ تیغ حفظ جان ایوان تاجدار دیوان تاجدار ہے دونو کی موت اسی سے ہے اور نقاب اسواسطے ہے کہ طلسم ہولناک دیوون کا بنا ہوا ہے اوسمین شکلین ایسی ہیبت ناک اور ڈراؤنی ہین کہ جہان اونھون نے نعرہ کیا اور سامنے آئے انسان کا زہرہ آب ہوگیا اور گلدستہ کا حال غلام جب نہ طاق مین حاضر ہوگا تب حضور مین عرض کریگا چنانچہ شاہزادہ بدیع الملک نے اُن اشیا کو لے لیا اور گنجور شاہ کیطرف مخاطب ہوکر فرمایا کہ یہ تو بیان کرو کہ کیا جب وہ شاہزادہ پیدا ہوگا تو تم طلسم مین ہوگے یا نہین یہ سنکر آنکھون مین آنسو بھر لایا اور آبدیدہ ہوکر عرض کیا کہ غلام اوسوقت مین نہوگا کچھ اور ہی سامان ہوگا ۔ ؎

رہے کی غنچہ مین رنگت نہ گل مین بو باقی
یہ سب مٹینگے تجھی پر رہیگا تو باقی

حضور ہر کمالے را زوالے ۔ باغ دہر مین کوئی گل ایسا نہین ہے جسکو صرصر خزان سے صدمہ نہ پہونچے اور اس چرخ ستم شعار کے انقلاب سے کوئی ایسا نہین ہے کہ بیچراغ نہو ۔ بڑی بڑی سلطنتین کہ جنکا کوئی ہمسر نہ تھا اس زمانہ کے انقلاب سے چند عرصہ مین نیست و نابود ہوگئین کہ جنکے خاندان مین بھی کوئی نام لیوا پانی دیوا نہین رہا ایک طریقہ پر تو اسکی روش رہتی ہے نہین سچ کہا ہے کسی نے ؎

کسی کی ایک طرح پر بسر ہوئی نہ انیس
عروج شمس بھی دیکھا تو دوپہر دیکھا

گردون دون کی جفا کاری اور زمانہ غدار کی مکاری سے یہ سلسلہ ایک طرز پر قائم نہین رہ سکتا ۔ ؎

نہ نادر بجا ماند نہ نادری ایک دن یہ باغ پامال خزان ہوجائیگا	بیک گردش چرخ نیلوفری قافلہ باد بہاری کا روان ہوجائیگا

اُسی کا مین بیرانہ سال یعنی شمیم کاہن کی زبانی مین نے سنا ہے کہ یہان کافرون کی عملداری ہوگی اور ظلم و جور حد سے زیادہ ہوگا دیکھیے ابھی کل کی بات ہے کہ سمندر روس میرے وزیر نے ازراہ نمکحرامی چاہتا تھا کہ مجکو ہلاک کرکے آپ حکومت اس ملک کی کرے دن سمندر کا تو فقط بہانہ ہی تھا وہ تو خداوند کریم کو میری حکومت دکھانا تھی اسوجہ سے غیب سے یہ سامان ہوگیا کہ آپ کے قدمون کی برکت سے مین رہا ہوگیا ورنہ اُس کور نمک نے تو کام ہی تمام کر دیا تھا بس اسیطرح اسوقت مین بھی کافرون کا دور دورہ ہوگا اور مین یا تو اسیر ہونگا یا دنیا ہی مین نہونگا جب زمانہ طلسم کفر و ضلالت سے بھر جائیگا اور عمر طلسم بھی تمام ہوجائیگی اوسوقت مین شہریار مرصع پوش پیدا ہوگا اور اس طلسم کو فتح کرکے اسلام آباد کریگا معابد کفار منہدم ہوکر مساجد کی بنا پڑیگی ہر طرف اسلام کا ڈنکا بجیگا مضمون ایسا کچھ کاہن زبردست کی پیشین گوئی سے معلوم ہوا ہے شہزادہ نے فرمایا بیشک قضا و قدر نے ہر کام کو اپنے وقت پر محدود رکھا ہے اب گنجور شاہ نے حکم دیا کہ تخت طلسمی حاضر کرو فوراً تخت حاضر کیا گیا گنجور شاہ شہزادہ اور خواجہ خضران کو اپنے ساتھ لیکے تخت سحر پر بٹھا کر شاہ صاحب کے پاس آیا ملاقات ہوئی شہزادہ عالیوقار نے شاہ صاحب سے عرض کیا کہ اب مین رخصت ہوتا ہون اور اپنے لشکر مین ہوکر اور لشکر کو ہمراہ لیکر جانب طلسم نطاق روانہ ہونگا آپ سے امیدوار ہون کہ مجکو فراموش نہ فرمائیگا اور وقتاً فوقتاً میری امداد و اعانت فرمایئے گا کہ قدم درویشان رد بلا ہے یہ کہکر اوٹھ کھڑے ہوئے اور سلام رخصت کیا شاہ صاحب نے فرمایا فی امان اللہ حافظ حقیقی کے سپرد کیا اور کہا کہ انشاءاللہ تعالیٰ حیات مستعار باقی ہے تو ضرور آپکی مدد کرونگا اچھا سدھارو خدا حافظ و ناصر ہے اور گنجور شاہ سے فرمایا کہ تمہین آپکو لشکر مین پہونچادو کہ وہ سب جان نثار آپکے قدوم میمنت لزوم کے از حد مشتاق ہین اور سب چشم انتظار مین اُسی صحرا مین پڑے ہوئے اُنکی راہ دیکھ رہے ہین گنجور شاہ نے کہا بہت خوب بس شاہزادہ بدیع الملک نوجوان کو مع خواجہ عمر ثالث کے تخت پر بٹھا کے جانب صحرا روانہ ہوا۔ اودھر کا حال سنیئے کہ جب اہل لشکر خیمہ وغیرہ برپا کرچکے سب اپنے اپنے مقام پر فروکش ہوئے سردار شاہزادہ کا انتظار کرنے لگے جب بہت عرصہ ہوا اور شہزادہ شکار سے واپس نہین آیا سردارون نے اور بادشاہ عالیجاہ نے عیارون کو تلاش کے لیئے روانہ کیا غرضکہ عیار چند سردارون کو ہمراہ لیکر اُسطرف چلے کہ جدہر کو شہزادہ روانہ ہوا تھا جبکہ اُنکے ہمراہ صحرا کے قریب پہونچے دیکھا کہ کئی ہرن شکار کیئے ہوئے پڑے ہین سردارون نے کہا کہ یہ ہرن ہمارے آقا کے شکار کیئے ہین ہم خیال کرتے ہین کہ جس ہرن کے پیچھے گھوڑا اوڑالا تھا اوسی کے تعاقب مین گھوڑا اڑالے ہوئے کسی سمت چلے گئے ہین بس عیار سردارون کو ہمراہ لیئے ہوئے نشان قدم راہوار دیکھتے چلے جاتے ہین اور تلاش شہزادے مین مصروف ہین کہ دیکھا سامنے سے ایک تخت بروے ہوا اوڑتا ہوا چلا آتا ہے تین آدمی اوسپر بیٹھے ہین آتے آتے اُس تخت نے زمین کی جانب میل کیا اب آہستہ آہستہ وہ تخت زمین پر اُس مقام مین آیا کہ جہان پر لشکر مقیم تھا بس تخت ٹھہر گیا شہزادہ عالم مع خواجہ خضران و گنجور شاہ کے تخت سے اُترے سردار جو تلاش کو نکلے تھے پہلے اونھون نے دیکھا کہ بفضلہ تعالیٰ شہزادہ مع

خواجہ خضران بن عمرو کے مع الخیر لشکر مین پہنچا ہرکارے بادشاہ کی خدمت مین روانہ کیے کہ شاہزادہ مع الخیر لشکر مین داخل ہوا چنانچہ ہرکارون نے بادشاہ کی خدمت مین یہ مژدۂ جانفزا عرض کیا بادشاہ ذیجاہ یہ خبر سنکے بہت مسرور ہوئے تمام سردارون اور اہل لشکر نے خوش ہوکر سجدۂ شکرانہ بدرگاہ قادر مطلق ادا کیا ہرطرف خوشی کے شادیانے بجنے لگے ہر شخص جو غم و الم مفارقت شاہزادۂ عالیجاہ مین مصروف تھا اب وہ مسرور ہوکر خوشیان کرنے لگا۔ سردارون نے عرض کیا کہ حضور کی مفارقت مین ہم لوگون نے بڑے رنج و صدمے سہے اور آپکو بہت تلاش کیا بلکہ ہر روز اسی تلاش و سرگردانی مین مصروف رہتے تھے دن بھر چہار طرف سب تلاش کرتے پھرتے تھے جب کہین اپنے یوسف گمگشتہ کی خبر نہ ملتی تھی تو رات کو مغموم و دل کبیدہ خیمون مین آکر منھہ لپیٹ کر پڑ رہتے تھے رات بھر گریہ و زاری اختر شماری مین گذر جاتی تھی کھانے پینے تک کا کسی کو ہوش نہ تھا ادھر صبح ہوئی ادھر نماز صبح پڑھکر پھر سب چل نکلے اور تلاش مین مصروف ہوئے یہی شغل ہم لوگون کا تھا اتنے عرصہ مین سب سردار و افسران فوج آکر حاضر ہوئے اور اپنے آقا کو دیکھکر گھوڑون سے اتر پڑے اور بکمال ادب انھون نے بھی دست بستہ اسی قسم کے سب حالات عرض کیے اور کہا کہ خداوند کریم نے اپنا بڑا فضل شامل حال کیا کہ حضور کے دیدار فائض الانوار سے مشرف فرمایا سردارون نے شاہزادہ کو گھوڑے پر سوار کیا اور سب ہمراہ رکاب چلے اب شہزادہ عالم یہ باتین کرتے ہوئے فرودگاہ پر تشریف لائے سب سردار اور خواجہ عمرو ثالث و گنجور شاہ یہ سب ہمراہ رکاب ہین غرضکہ شاہزادہ فلک وقار گھوڑے سے اتر کر داخل بارگاہ ہوا سردار بھی سب دست بستہ حاضر ہین بکمال ادب سب حال استفسار کرتے ہین کہ حضور کہان تشریف لے گئے تھے شہزادہ نے تمام حال بیان کیا اپنا برائے شکار صحرا مین جانا اور اُس ہرن کا ظاہر ہونا اس خیال سے کہ اسکو زندہ گرفتار کرون گھوڑے کو بسرعت تمام ہرن کے تعاقب مین مہمیز کرنا اور دوپہر تک سرگردان رہنا آخر تیر سے شکار کرنا تیر کا اوچھا پڑنا ہرن کا تڑپ کر نکلجانا اور غائب ہونا یہ سب حال بیان کیا شب کو اُسی مقام پر قیام کرنا صبح کو ایک جانب روانہ ہونا راہ بھول کر صحرائے ہولناک و دشت پرخار مین پہونچنا گھوڑے کا فوت ہوجانا پیادہ پائی نصیب ہونا پھر تشریف لانا خضر طریقت کا اور انکا رہنمائی کرنا پھر ملاقات درویش فرشتہ خصال **القائے کوہ قستین** سے انکا تبرکات عطا فرمانا جنکی وجہ سے طلسم گنجورۂ سلیمانی مین پہونچنا۔ حال نمکحرامی سندروس وزیر گنجور اور گرفتار کرلینا گنجور کو پھر مارا جانا سندروس وزیر و سمندر جادو کا اور ہنگامۂ عظیم برپا کرنا ساحران غدار کا پھر سب کو قتل و قمع کرنا اور رہا کرنا گنجور شاہ کو قید سندروس سے۔ گنجور شاہ کا مطیع اسلام ہونا اور چند تحفہ جات طلسمی کا پیش کرنا اور راہ بتا دینا سب بیان کیا چونکہ دن تمام ہوچکا تھا رات ہوگئی شاہزادہ نے خاصہ طلب فرمایا اور خاصہ نوش فرماکر خوابگاہ مین آرام فرمایا گنجور شاہ کے لیے بھی خیمہ علیحدہ ہوگیا وہ اوسمین مقیم ہوا سب سامان معیشت وہان مہیا کردیا گیا الحاصل وہ شب شاہزادہ نے اوسی مقام پر بسر کی جب سفیدۂ سحری آسمان پر نمایان ہوا شاہزادہ بیدار ہوا خادم نے پانی حاضر کیا وضو کرکے نماز سحر ادا فرمائی بعد فریضہ سحری سب سردار حاضر ہونا شروع ہوئے دربار آراستہ ہوا گنجور شاہ بھی اپنے خیمہ سے برآمد ہوکر حاضر خدمت ہوا آداب بجا لایا اور عرض کیا کہ غلام

اب رخصت ہوکر اپنے طلسم کو روانہ ہوتا ہے اجازت کا خواستگار ہے وہان پہونچکر فوج و لشکر کو اپنے مرتب کرکے اور سب انتظام کامل کرکے غلام نہ طاق پر شرف قدمبوسی حاصل کریگا شہزادہ نے فرمایا کہ اچھا خدا حافظ و ناصر ہے چنانچہ کنجور شاہ اپنے تخت طلسمی پر سوار ہوکر اپنے طلسم کو روانہ ہوا اسکا حال آیندہ تحریر ہوگا۔ بعد جانے کنجور شاہ کے شہزادہ عالی تبار یعنی صاحبقران فلک اقتدار نے جنزیل بن عادی کو طلب فرمایا اور حکم دیا کہ اثالہ بارگاہ سلیمانی کا لیکر جانب نہ طاق روانہ ہو ہم بھی عقب سے آتے ہین مع کل لشکر کے جب سرحد طلسم پر پہونچنا تو مقام معقول دیکھکر کہ جہان کل لشکر فروکش ہوجائے اور آب و گیاہ وغیرہ کسی بات کی تکلیف نہو خیمے وغیرہ نصب کرانا اور فرمایا کہ کل پیش خیمہ وغیرہ لیکر روانہ ہوجانا جنزیل نے عرض کیا بہت خوب اور باہر آکر انتظام روانگی سامان سفر مین مصروف ہوا۔ اسکے بعد شاہزادہ نے سب اہل دربار و سردارون اور عزیزون سے فرمایا کہ آپ لوگ بھی بندوبست سفر کرین خواجہ سے فرمایا کہ خواجہ تم لشکر مین منادی کرادو کہ اہل لشکر اسباب سفر سے طیار ہوکر آمادۂ سفر ہون خواجہ نے عرض کیا کہ بہت خوب اب شاہزادہ نے خواجہ حشام کیطرف دیکھکر فرمایا کہ آپ زائچہ کرین کہ مین کسدن یہان سے طرف نہ طاق کے کوچ کرون مع کل لشکر و بادشاہ اسلام کے پس خواجہ نے اسی وقت زائچہ کرکے عرض کیا کہ پرسون بروز دوشنبہ کہ یہ دن برائے سفر نیک ہے اور تاریخ بھی اچھی ہے بوقت صبح یہان سے حضور بدولت و اقبال باجاہ و جلال طرف نہ طاق کے بہ حشم و خدم کوچ فرماوین تو بہتر ہوگا شہزادہ نے فرمایا کہ بہت مناسب ہے یہ فرماکر خواجہ خضران بن عمر سے فرمایا کہ کل لشکر کو آگاہ کردو کہ وہ پرسون بوقت سحر تیار و آمادۂ سفر رہین ہم پرسون بموجب احکام خواجہ حشام یہان سے کوچ کرینگے اور یہی کلمہ شہزادہ نے سب سردارون سے بھی فرمایا پس دوسرے دن جنزیل حسب الحکم شاہزادہ عالی جاہ اثالہ بارگاہ فلک اشتباہ کا مع پیش خیمہ و سراپردہ شاہی و صندوق ہائے خزانہ وغیرہ و دیگر بارگاہون اور خیمون کے شترون ہاتھیون ارابون پر بار کرکے روانہ ہوئے چنانچہ انکے بعد سردارون کے خیمے اور افسران فوج کے خیمہ ڈیرے اسکین راوٹیان قلندریان بیچوبے وغیرہ یہ سب بھی بار ہوکر روانہ ہوئے چنانچہ یہ سب لوگ کہ بجائے خود ایک چھوٹا سا لشکر ہے قطع منازل کرتے چلے جاتے ہین۔ جب جنزیل پیش خیمہ بارگاہ سلیمانی کا لیکر روانہ ہوگیا اسکے بعد شاہزادہ نے سب کو رخصت کیا وہ دن گذرا شب آئی شب بھی بسر ہوئی دوسرے دن بوقت سحر کل لشکر ساحران و غیر ساحران مسلح و مکمل ہوکر میدان مین صف بستہ تھا کہ صاحبقران و بادشاہ تشریف فرما ہون تو کوچ ہو کہ اتنے مین سواری بادشاہ کی مثل باد بہاری کے میدان مین آئے صاحبقران و بادشاہ نے کل اہل لشکر کو دیکھا ایک ایک سردار کو حکم دیا کہ تم اپنا لشکر لیکر روانہ ہو پس یہ طریقہ مقرر کیا کہ ایک سردار ساحر اور ایک غیر ساحر اسی طور سے کل سرداران صاحبقران طرف نہ طاق کے صاحبقران سے رخصت ہوکر چلے۔ اسکے بعد عزیزون کی نوبت آئی انکے ہمراہ بھی ہر ایک کی لشکر کثیر تھا اور ایک ایک سردار ساحر مع لشکر ساحران کے تھا اس خیال سے کہ تا کہ سرحد طلسم پر یہ ساحر پہونچا دے پس جب سب عزیز و سردار روانہ ہو چکے اب صاحبقران مع بادشاہ و کل سپاہ ساحران کے روانہ ہوئے طبل سکندری پر چوب پڑی نقارۂ سفری گرہ گرہ ایا صدائے بلند ہوئی جو خیمے وغیرہ رہگئے

تھے وہ عقب لشکر ارابون پہ بار تھے بس بادشاہ اسلام بصد احتشام نوبت و نقارے بجتے ہوئے نشان لشکر لہراتے ہوئے بڑی شان و شوکت سے طرف طلسم نہ طاق کے عازم ہوئے

ورود لشکر فیروزی اثر صاحبقران زمان یعنی بدیع الملک نوجوان کا ایک صحرائے پر بہار دشت لالہ زار مین۔ صاحبقران کا اُس صحرائے فرحت افزا کو پسند فرما کر اُسی مقام پر دو چار روز کے لیے لشکر کو حکم قیام دینا خیمون و بارگاہون کا اُسی صحرا مین برپا ہونا۔ صاحبقران کا سیر صحرا مین مصروف ہونا۔ حسب اتفاق ایک روز سرکشان شاہ حاکم صحرائے سرکشان دہر کا اپنی دادرسی کے لیے خدمت مین صاحبقران کے حاضر ہونا اور اپنی سرگذشت عرض کرنا۔ صاحبقران والاشان کا سرکشان شاہ کو اپنے لشکر مین مقیم کرنا اور بہت دلاسا و تشفی اوسکی کر کے دادرسی کا وعدہ فرمانا۔ اور روانہ کرنا خواجہ خضران و دیگر عیارون کو واسطے گرفتاری انزروت جادو کے اور خواجہ کا عیاری کر کے لانا انزروت کو مع اسکے چند سردارون کے صاحبقران والاشان کے حضور مین۔ قتل ہونا انزروت کا بسبب نہ قبول کرنے اسلام کے اور بعد قتل انزروت اُسکے گلوئے بریدہ سے ایک دھوان پیدا ہونا جسکی تیزی سے نابینا ہو جانا صاحبقران و بادشاہ اسلام اور جملہ سردارون کا۔ پھر کچھ حال سماوات تاجدار حاکم شہر حیاتیہ و دہیہات مردار خوار و آفات مردار خوار وغیرہ کا اور روانہ ہونا آفات مردار خوار

بہمراہی سہراب جنگ آزمودہ و بہرام فیل سوار و عفریت دیو صورت گرز زن سرداران سماوات کے بجانب لشکر صاحبقران و دیگر حالات متعلق داستان ہذا۔ ساقی نامہ

پلا ساقیا پھول سی وہ شراب
کہ جس جام گل مین ہو بوئے گلاب
سنا شیشۂ مے کے تو قہقہے
بہار آئی بلبل کے ہین چہچہے
اسی مے کی ہو ساقیا اب تلاش
نہ کانٹا لگے جس سے نہ ہو خراش
وہ گلرنگ مے آج ساقی ملے
کہ جس سے مرا غنچۂ دل کھلے
شگفتہ ہین گل رقص کرتے ہین مور
بہار آئی ہے گلشنون مین ہے شور
چلو ایکطرف زمزمہ ساز ہین
کہین بلبلین نغمہ پرداز ہین
کہین رند کرتے ہین بدمستیان
کہین طائرون کی سرگشتیان
اثر باغ عالم مین تازہ بہار
دکھاتی ہے نیرنگیان یہ ہزار

غزل

خزان مین سیر چمن کو جو وہ نگار آئے
ہرے درخت ہون پھر موسم بہار آئے
شفیق و ہمدم و مونس بھی کوئی پاس نہین
شب فراق مین کیونکر مجھے قرار آئے
یقین تو ہے کہ پھولا سماؤن تربت مین
جو بہر فاتحہ وہ گل سر مزار آئے
خزان مین بلبل نالان کا ہے یہی نالا
چمن مین جلد الٰہی نہین بہار آئے
ضرور پھول چڑھانا مزار بلبل پر
خزان کے بعد جو اے باغبان بہار آئے
وہ نغمہ سنج ہون ہرگز کبھی جمیگا نہ رنگ
چہک کے سامنے بلبل اگر ہزار آئے
شگفتہ کن گلشن داستان
معطر کنند این گل بخزان

نغمہ سرایان گلزار رنگین بیانی و زمزمہ سرایان چمن خوش الحانی گلہائے مضامین رنگا رنگ کو بہ شادابی طبع موزون گوناگون صفحۂ سبزہ زار صفا پر یون معطر کرتے ہین کہ جب حدیقۂ سردار مومنان و مسلمانان و نونہال گلشن صاحبقران یعنی بدیع الملک نوجوان طے مراحل و قطع منازل فرماتے ہوئے مع لشکر نصرت اثر کے قریب سرحد صحرائے طلسم نہ طاق کے پہونچے یہان ملازمان سمندر جو پڑے تھے وہ خبر سمندر کے مرنے کی سنکر متفرق ہوکر بھاگ گئے شاہزادہ داخل ہوا تو کسی حریف کو نہ پایا مگر ایک صحرائے پر بہار رشک گلزار مین انکا گذر ہوا جسمین چارون طرف سبزہ بالیدہ مثل فرش مخمل کے اس صحرا مین ہزارون درخت لالہ و بیلا و چمیلی کے تختے اشجار میوہ دار و پر اثمار سے وہ صحرا مملو تھا گل خودرو اپنی بہار دکھا رہے تھے چشمے آب شفاف و خوشگوار کے موجزن تھے صحرا کیا تھا نمونہ بہشت عنبر سرشت تھا طائران خوش الحان شاخہائے اشجار پر بیٹھے ہوئے حمد الٰہی مین زمزمہ سرائی کر رہے تھے ہر طرف طاؤسان خنیاگر کی رقاصی سے عجب لطف تھا زمانہ بہار کا تھا ہر طرف صحرا کا جوبن ابھار پر تھا درخت مثل معشوقان مست و طناز کے لباس سرسبز پہنے ہوئے جھوم رہے تھے

طائران صحرا و درندگان دشت بسبب بہار کے مست ہو رہے تھے اشجار مین نئی نئی کونپلین نکلی ہوئین تھین بلبلین مست پھر رہی تھین فاختہ الگ مست تھی قمری کی الگ کوکو تھی پپیہا الگ پی پی کا شور کر رہا تھا کوئل ہر طرف کوک رہی تھی چونکہ زمانہ بہار تھا ہر ایک مست بادۂ بہار تھا یہ صحرا جو شاہزادہ کو نظر آیا ہوائے عیسیٰ دم مسیح نفس کے جو جھونکے آنے لگے دل کو فرحت قلب کو راحت ملی بسبب تری و خنکی و سبزی صحرا و لطافت آب و ہوا کے تازگی حاصل ہوئی آنکھون مین تراوت ہوئی بس شاہزادہ پر بہی مع سردارون کے اس صحرا کا عالم دیکھکر وجد طاری ہوا صنعت باغبان قضا و قدر دیکھکر تعریف خداوند کریم کرنے لگا چونکہ ہر طرف گلہائے قدرتی کھلے تھے وہ صحرا خداوند کریم کی قدرت کا نمونہ تھا صنعت کار ساز حقیقی اس صحرا سے ہویدا تھی اور شان خلاقی اس صحرا کے گلہائے رنگا رنگ و میوہ ہائے بوقلمون سے پیدا تھی ہر شجر میوہ ہائے گوناگون سے مملو تھا کثرت اثمار سے شاخین زمین کو چوم رہی تھین یا یہ کہئیے کہ زاہدان سبز بخت سر بسجود ہین فیض خالق کون و مکان و حاکم زمین و زمان جاری تھا اس صحرائے پر بہار و دلکشا و فرحت افزا کا خود باغبان قضا و قدر مالی تھا بس اس صحرا کو دیکھکر شاہزادہ کی زبان پر یہ شعر جاری ہوا ؎

این سبزہ و این صحرا بوئے زجنون دارد
دیوانگی و مستی اینوقت فزون دارد

اور کبھی یہ شعر پڑھتا تھا ۔

برگ درختان سبز در نظر ہوشیار
ہر ورقے دفتریست معرفت کردگار

واہ کیا صحرا ہے اور کیا خوب سبزہ ہے بالکل نمونہ بہشت نزہت سرشت ہے دو چار روز ہم اس صحرا مین قیام کرینگے مقام مناسب و عمدہ دیکھکر خیمہ وغیرہ نصب کرو یہ حکم دینا تھا کہ اوسیوقت اہلکاران شاہی نے خیمے و بارگاہین برپا کئے کچھ بازار آراستہ ہوگئے لشکر اترا اسباب قرینہ سے کھولے اپنے اپنے بستر لگائے کیونکہ کئی دن کے تھکے ماندے بھی تھے سب اترے شاہزادہ مع سردارون کے مرکب سے اتر کے داخل بارگاہ فلک اشتباہ ہوا ۔ ایک روز کا ذکر ہے کہ شاہزادہ عالیجاہ بارگاہ سلیمانی مین رونق افروز ہین دربار آراستہ ہے سب سردار اپنے اپنے دنگلون اور کرسیون پر بیٹھے ہین پردے بارگاہ کے اٹھوا دیئے ہین سیر صحرا فرما رہے ہین دیکھا کہ صحرائے سبزہ زار دشت پر بہار نہایت فرحت افزا ہے جسکی دید سے روح کو بالیدگی قلب کو تازگی ہوتی ہے تمام صحرا نہایت نزہت آگین نمونہ بہشت برین ہے ۔ ؎

ہر نخل کی شان جیسے طوبیٰ
سبزے سے تھا دشت چرخ خضرا

سرو شمشاد پر قمری و فاختہ کی فریاد تھی بلبل کی زبان پر گل کی شکایت حد سے زیادہ تھی ؎

سنبل مین تھا طرز زلف پرتاب
شبنم مین تھا جلوۂ کواکب
مانند شفق و پھول رنگین
تھا رشک نجوم لطف نسرین

کنوئین جا بجا کھدے تھے جنکی چاہ مین باؤلی دیوانی ہشیار کی الفت دل بھرے ہوئے پریان جنت کی ایسی تحفہ انگور کے تاک جھوم رہے تھین جھانک لے لو ثمر ہائے ہر طرف نہرین اور چشمے جاری لب گرداگرد پر لگے گلکاری درخت صحرائی گلنار بیلا موتیا نسرین و نسترن جوہی سیوتی چنبیلی نرگس یاسمن کسی تختہ لالہ کوہی کے پیالے یاقوت رنگ کسی طرف گل فرنگ کہین درختان بارور ادھیکی میٹھی خوشبو کہین سنبل بازلف پریشان کہین سوسن سوز بان سے باغبان قدرت کا مدح خوان ہر تختہ مین بادبہاری

مستانہ وار لڑکھڑاتی پھولون کے پھولنے سے اِتراتی۔ ؎

ہر خیابان مین دوڑتی ہے نسیم
لیے کاندھے پہ اپنے بار شمیم
بلکہ نہرین تھی لطیف مثل کوثر
نہرین تمام سلک گوہر
پانی تھا آخر مین آب حیوان
نظارا تھا جسکا مایۂ جان

جھیلین لہراتی تھین رفتار معشوق کی ادا دکھاتی تھین سبزہ کوسون تک ہرا ہرا اوگا ہوا تمام صحرا مین فرش بچھا ہوا سبزے پر شبنم کے قطرے جو پڑے تھے تو یہ معلوم ہوتا تھا کہ مسند زنگاری پر موتی جڑے تھے جہانتک نظر کام کرتی تھی گھانس ہری ہری لگی تھی تازگی و سرسبزی بھری تھی۔ ہرن باڑے چتیل پھرتے دریائی جانور کلیلین کرتے کوکلا و ہریل وغیرہ درختون کی شاخون پر جھولا جھولتے درخت نہال ہو ہو کر جھومتے تھے نہرون کے کنارے قاز و لبط و مرغابی و قرقرے پانی مین منقارین ڈالکر پرون کو اپنے بھگوتے اور صاف کرتے پھریریان لیتے پرون کو جھڑجھڑاتے۔ ؎

چہ دشتے رشک فردوس برین بود
خیابان در خیابان حور عین بود
بتمثال خط خوبان سبزہ در گل
چو زلف از ہر طرف پیچیدہ سنبل
زفیض باغبان گردیدہ دلہا
چو چشم مے پرستان مست شہلا

سبزہ جو زمین پر اوگا تھا باغبان قضا و قدر کی وحدانیت پر گواہی دیتا تھا۔ ؎

ہر گیاہے کہ بر زمین روید
وحدہ لاشریک لہ گوید

درختان سبز دو رویہ زبان حال سے حمد و ثنا ے کردگار حقیقی مین تر زبان تھے طائران خوش الحان شاخون پر نغمہ خوان تھے شمیم گلہاے رنگارنگ سے دماغ جان معطر ہو گیا جانمین جان آگئی ؎

پھیرے خدا نے دن چمن روزگار کے
رنگ آئے ہین نظر ہمین فصل بہار کے

الحاصل شہزادہ والاشان مع سردارون کے سیر صحرا کر رہا تھا کہ دیکھا تو بیابان سے ایک گرد اوٹھی سر گرد بہ آسمان رسیدہ و پائے گرد بر زمین دوزیدہ گرد نے مارا ہوا کو ہوا نے مارا گرد کو دامن گرد مثل دامان سحر چاک ہوا دیکھا تو دل گرد سے ایک شخص ناخون بڑھے ہوئے پریشان صورت بال سر کے اُلجھے ہوئے یہ معلوم ہوتا تھا کہ بئے کا جھونجھ سر پر رکھا ہے کپڑے نہایت کثیف پہنے کمال زار و نحیف مرکب لاغر پر سوار سامنے سے نمودار ہوا اور بارگاہ سلیمانی کے قریب آکر پوچھنے لگا کہ مالک بارگاہ سلیمانی یعنی شاہزادہ **بدیع الملک** جو دعوی صاحبقرانی کا کرتا تھا کہان ہے کہ مین باریاب ملازمت ہو کر قدمبوسی حاصل کرنا چاہتا ہون اسوقت خواجہ **خفران بن عمرو** نے پوچھا کہ بھائی باعث اس اضطراب و پریشانی کا کیا ہے اس نے کہا کہ آپ اپنے اسم مبارک سے مجھے آگاہ فرمائیے **خفران** نے کہا کہ مجکو **خفران بن عمرو** کہتے ہین مین جانشین ہون اپنے پدر گرامی **عمرو ثانی** کا جو مہتر مہتران و بہتر بہتران اور سردار عیاران نامی و گرامی کا ہے اب آپ اپنے نام سے مجکو مشرف فرمائیے اُسنے کہا کہ مجکو **سرکشان شاہ** کہتے ہین مین سردار ہون صحرائے **سرکشان دہر** کا **خفران** نے کہا کہ تمہارے چہرے سے بوئے سرداری پائی جاتی ہے۔ ؎

بالائے سرش ز ہوشمندی
میتافت ستارۂ بلندی

بیشک آپ سردار قوم ہین آپکی پیشانی سے نور اعزاز و اقتدار ساطع و لامع ہے مگر آفتاب قدر منزلت ابر کثافت و غربت مین پوشیدہ و نہان ہے اوسنے کہا عیان را چہ بیان خضران نے کہا کہ مناسب یہ معلوم ہوتا ہے کہ پہلے آپ خط تراش کو بلوا کر اصلاح بنوا لیجئے اور بعد نہا دھو کر پوشاک پاک و صاف تبدیل فرمائیے میرے پاس پوشاکین کرایہ کی موجود رہتی ہین اکثر لوگ جنکو ضرورت ہوتی ہے بکرایہ مجھسے لیا کرتے ہین پس وہ لباس لیجئے اور درستی ہئیت کے ساتھ شاہزادہ عالیمرتبت کے حضور مین جائیے اسنے کہا کہ بیشک فرمانا آپکا بجا و درست ہے لیکن فریادیون اور مظلومون کو خراب ہی حالت سے جانا چاہیئے ہر چند خواجہ نے اصرار کیا مگر سرکشان شاہ نے نہ مانا آخر الامر اوسی خراب حالت سے خواجہ اسکو اپنے ہمراہ لیکر دربارگاہ عالی پر پہونچے یہان جبرئیل بن عادی جو دیگ سالار ہی مسلح و مکمل حاضر دربارگاہ تھا کرسی سالاری پر بیٹھا ہوا تھا اوسنے پوچھا کہ خواجہ صاحب یہ کس کو آپ اپنے ہمراہ لیئے جاتے ہین اولاً لباس ادب خدمت شاہزادہ عالیجاہ مین عرض کرون بعد اجازت آپ شوق سے ہمراہ لیجائیے چنانچہ جبرئیل بن عادی بارگاہ سلطانی مین آیا اور بعد بجالانے آداب شاہی کے عرض پیرا ہوا۔ ؎

اے تاج شاہی را فروغ از تارک والائے تو
خورشید برج مکرمت مہر سمائے ابہت
اے خلعت شاہنشہی زیباست بر بالائے تو
شد فخر تخت سلطنت کا مبز پائے تو

شاہزادہ عالم کا نیر اقبال اوج جاہ و جلال پر ضیابار ہو نجم درخشان فرق مبارک پر تابدار ہو ایک شخص باحال زار و زبون سرکشان شاہ نامے حاضر در دولت عالی ہوا ہے اجازت حضوری چاہتا ہے اور خواجہ صاحب بھی اوسکے ہمراہ ہین بدیع الملک نوجوان نے زبان گہر فشان سے ارشاد فرمایا کہ کیا مضائقہ ہے آنے دو غرضکہ بعد اجازت جبرئیل بن عادی نے واپس آکر کہا کہ بسم اللہ جائیے اجازت حضوری ہے الغرض سرکشان شاہ اسی ہیئت کذائی سے سامنے صاحبقران والاشان یعنی شاہزادہ بدیع الملک نوجوان کے حاضر ہو کر اولاً زمین بوس ہوا یہ ادب شناس تو تھا ہی کہ سردار ہے اپنی قوم کا حسب دستور شاہون اور شہریارون کے قواعد شاہی بجالایا سر تسلیم خم کئے ہوئے ہاتھ باندھے کھڑا رہا شاہزادہ نے کرسی منگوا کر اپنے سامنے بچھوائی اور اشارہ بیٹھنے کا کیا مگر سرکشان شاہ کرسی پر نہ بیٹھا فرش زمین پر بیٹھ گیا عرض کیا کہ خاکسار کو خاک نشینی ہی سزاوار ہے حضور میری فریاد سنین گے اور سبب خاک نشینی دریافت فرمائین گے تو غلام اپنی روداد خدمت عالی مین عرض کریگا۔ ؎

رہنے دو زمین پر مجھے آرام یہی ہے
سودا جو سنا ہو تو مرا نام یہی ہے

دیگر

نے بلبل چمن نہ گل نو دمیدہ ہون
مین موسم بہار مین شاخ بریدہ ہون
اے آہ و نالہ مجھسے آگے چلو کہ مین
پیچھے پڑا ہون کاروان کے مسافر رمیدہ ہون
گریان بشکل شیشہ و خندان بشکل جام
اس میکدہ کے بیچ عجب آفریدہ ہون
مین کیا کہون کہ کون ہون سودا بقول درد
جو کچھ کہ ہون سو ہون غرض آفت رسیدہ ہون

اور آنکھون مین آنسو بھر کر عرض کرنے لگا کہ اے شہریار باوقار یہ خاکسار ذرہ بیمقدار کیا اپنا حال بیان کرے اور بیمہری گردون دون و جفاکاری روزگار بوقلمون کی کیفیت کیا حضور سے عرض کرے ؎

ایک سینۂ وفا ہین اور خار خار ہین ہم
ایک جیب آرزو ہین اور تار تار ہین ہم
سیماب و شعلہ ہین ہم برق و شرار ہین ہم
اقدر ری بیقراری کیا بیقرار ہین ہم
ایک تیری ہی نظر مین ایسے سبک ہوئے ہین
یان ورنہ تمکنت سے عالم پہ بار ہین ہم
ایسا فلک نے ہمکو ہے خاک مین ملایا
نقش قدم ہین گویا مشت غبار ہین ہم

یہ اشعار اپنے حسب حال پڑھکر رونے لگا۔ شاہزادہ نے فرمایا کہ اپنا حال مفصل بیان کرو اور چند کلمہ تشفی و دلاسے کے زبان معجز بیان سے ارشاد فرماکر استفسار حال فرمانے لگے اس شخص نے عرض کیا کہ اس حقیر کا نام سرکشان شاہ ہے عرض کرتے ہوئے غیرت معلوم ہوتی ہے کہ سردار و حاکم تھا صحرائے سرکشان دہر کا غلام کو پروردگار عالم نے ایک دختر نیک اختر عطا فرمائی تھی کہ نام اسکا ہمائے گوہر پوش تھا نہایت حسین و جمیل ہین اپنے ملک مین عیش و آرام سے بسر کرتا تھا کسی طرح کا خوف و خطر نہ تھا اطراف و جوانب مین کوئی اس حقیر کا ہمسر نہ تھا غلام ایوان پرست تھا ہم یعنی تصویر ایوان جو ہر مقام پر جاتی ہے اور اسکو سب بجائے خدا کی مانتے ہین غلام بھی اُسی کے پرستارون مین ہے ایک روز کا ذکر ہے کہ ایک ساحر ہے انزروت جادو نامے وہ کچھ فوج ساحران غدار و کافران نابکار کی ہمراہ لیے ہوئے بروے ہوا کیوان تاجدار کی خدمت مین جاتا تھا اور یہان قضائے کار و اتفاقات روزگار سے اس عرصہ مین یہ حقیر شکار پر تھا اور بی بی میری کہ نہایت پاک طینت اور کمال صاحب عفت و عصمت تھی یہ اپنے کوٹھے پر بالا تختے بام کھڑی ہوئی تھی کہ نگاہ اُس ملعون کی اس پاکدامن پر جا پڑی اور نیت اسکی فاسد ہوئی چنانچہ خواستگاری اپنی اس بدشعار نے ظاہر کی اور بجبر و تعدی محل مین جانیکا قصد کیا ہر چند میرے ملازمون نے روکا اور اس حرکت بیجا کے مانع ہوئے مگر اس ستم شعار نے نہ مانا بے محابا محل مین گھس جانیکا ارادہ کیا جو کچھ فوج کہ حاضر درِ دولت و محلات تھے وہ سد راہ ہوئے آخر الامر بعد گفتگوئے بسیار کے نوبت بہ کشت و خون پہونچی اس ملعون سے لڑائی ہوئی چونکہ اُسکے ہمراہ فوج ساحران زبردست تھی اسوجہ سے وہ غالب آیا میرے ملازم تاب مقاومت نہ لاسکے بہت سے مارے گئے حق نمک اپنا بجالائے اور میرے ناموس کی حفاظت مین جان اپنی نثار کردی اپنے جیتے جی اسپر آنچ نہ آنے دی اور بعضے بھاگ کھڑے ہوئے اپنی جان بچائی مالک کی حفظ آبرو کا کچھ پاس نہ کیا جدھر سینگ سمایا چلے گئے جب یہ نوبت پہونچی تو وہ ملعون میدان خالی پاکے بے باکانہ اندر محل کے درآنہ چلا گیا اس پاکدامن نے جب یہ کیفیت دیکھی فوراً سودۂ الماس کھاکر مسہری پر پڑی تھوڑے ہی عرصہ مین کلیجہ اُسکا کٹ گیا قلب و جگر چھلنی ہوگیا جان بحق تسلیم ہوگئی جو لوگ کہ بھاگ کر منتشر ہوگئے تھے اونمین سے چند آدمی روتے پیٹتے خاک اوڑاتے ہوئے میرے پاس پہونچے اور اس حال پُرملال سے مجکو آگاہ کیا مین فوراً شکارگاہ سے روانہ ہوا اور جو کچھ فوج قلیل میرے ہمراہ تھے مین بھی انہین لیکے جاکر ڈٹا مگر ساحرون سے عہدہ برآ نہوسکا اسی ہنگامۂ گیر و دار مین اندر محل کے جو گیا تو بی بی کو مردہ پایا یہ حال دیکھکر میرے دل کے بھی ٹکڑے ٹکڑے ہوگئے اور کلیجہ فرط غم سے پاش پاش ہوگیا مگر کیا کرتا مجبور تھا وہ عالم اضطراب تھا کہ پاؤن کے تلے سے زمین نکلی جاتی تھی آخرش جون تون اسکی لاش کو لیکر دوسرے دروازہ سے باہر نکلا دختر نیک اختر میری ملقب ہمائے گوہر پوش بھی روتی پیٹتی چاک گریبان باحالت پریشان مان کی لاش کے ہمراہ ہوئی اور چند عورتین ملازمان محل سے

مثل خواصون اور رمیش خدمتون ومغلانیون وغیرہ کے بھی جنازے کے ساتھ ہوئین روتی پیٹتی برا حال کرتی زمین جگر خراش کرتی ہوئی اپنی مالکہ کی لاش کے ساتھ نالان وگریان چلی جاتی تھین کہ دفعۃً ایک بجلی کڑکی ایسا غضب کا صاعقہ ہوا کہ سب کی آنکھین جھپک گئین مارے خوف کے تھرتھر کانپنے لگے اسی برق سے ایک پنجہ گرا کہ ہمارے گوہر یوسف کو اُٹھائے گیا اب جو دیکھا تو بالائے فلک اوسکو پایا آواز گریہ وزاری کی آنے لگی آخر وہ پنجہ بیکر ہوائے آسمان ہوگیا مین نے یہ آفت تازہ دیکھکر اپنا حال زار وزبون کیا مگر کچھ بس نہ چل سکا روتا پیٹتا باحال خراب بانالہ واضطراب اس لاش کو لیجاکر صحرا مین ایک مقام پر دفن کیا بس اسی مزار پر اپنی جان بچاکر بیٹھ رہا کبھی گریہ کرنا اور کبھی بجوش رقت آہ وزاری سے دل کا ٹھنڈا کرنا اور درخت ہائے سرو وشمشاد سے لپٹنا گاہ عندلیبان چمن کیجانب نگاہ کرنا اور اونکا منقارون کو گلون پر رکھنا اور بوس وکنار کرنا اور شاد وخرم اونکو دیکھکر اپنا رشک آنا اور آہ سرد بھرنا حسب اتفاق مینے ایک بلبل کی جانب نگاہ اوٹھاکر یہ کہا کہ تجکو اپنے محبوب سے قربت نصیب ہے لیکن مجھے یہ بتا کہ یہ عشق کیا چیز ہے بس حضور میرا کہنا کہ بلبل نے ایک نعرہ ماری اور شاخ درخت سے گری اور مرگئی۔ تو اے شہریار ؎

مین نے بلبل سے جو پوچھا درد ہجر انکا علاج
شاخ گل سے گر پڑی تڑپی تڑپکر مرگئی

مین نے اوسی بے وطن کشتہ رنج ومحن یعنی اُس پاک دامن کی جہان تربت بنائی تھی اوسی کے پاس لاکر اوس بلبل کو بھی دفن کیا۔ ؎

تربت بلبل ناشاد بناکر اسجا
مین بھی اُس گلشن خوبی کی لحد پر بیٹھا

بس حضور مفارقت مین اُس کشتہ یاس وحرمان کی اور یاد کرکے اوسکی وفاداری ومحبت اور اوسکی عصمت وعفت اور اپنی بے بسی۔ دختر کا یون آنکھون کے سامنے سے پنہان ہوجانا خرمن امید پر برق غضب کا گرنا۔ ان سب باتون کا تصور کرکے اور اسی ناشاد کی قبر پر بیٹھکر اسی عالم مین اسقدر رویا کہ مجکو غش آگیا اسی حالت بیخودی مین عالم رویا مین مین نے دیکھا کہ ایک بزرگوار تشریف لائے اور فرمایا کہ رو نہین اپنی جان کو کھو نہین انشاءاللہ تعالیٰ بہت قریب ہے کہ تیرے طالع خفتہ بیدار ہون نصیب یاوری کرے بخت نارسا رسائی ہو علاج پذیر درد جدائی ہو شاہزادہ **بدیع الملک** نوجوان صاحبقران والاشان اس دشت مین آئین گے وہ تیری دادرسی فرمائین گے تیرے حال زار پر ترحم فرماکر دست ظلم سے تجکو بچائین گے۔ بس اُسدن سے غلام مسلمان ہوا **الوان** پرستی پر لعنت کی اور کلمہ جو اُن بزرگوار ہادی طریق خدا شناسی نے تلقین فرمایا تھا پڑھکر از سر صدق ایمان لایا اور رہین ہوس ہمہ تن چشم انتظار بنا ہوا حضور کے قدوم میمنت لزوم کا انتظار کرتا رہا۔ ؎

اللہ الحمد ہر آن چیز کہ خاطر میخواست
آمد آخر ز پس پردۂ تقدیر پدید

آخر تقدیر نے حضور کے قدم مبارک تک تو مجکو پہنچا دیا پیر مرد کا فرمانا راست آیا اب دیکھئے کیا ظہور مین آتا ہے مقدر کیا رنگ دکھاتا ہے شاہزادہ بلند اقبال نے یہ حال سنکے نہایت افسوس کیا اور یہ ارشاد فرمایا کہ اے **مہر کشان شاہ** تم غسل کرو پوشاک پہنو اطمینان رکھو تمہاری دادرسی کی جائیگی غنچہ مراد تمہارا شگفتہ ہوگا بیدار تمہارا طالع خفتہ ہوگا خداوند عالم نے ہمکو اسی واسطے خلق کیا ہے کہ مظلوم کی دادرسی ظالم سے کرائین اُسکے پنجہ ظلم سے بچائین زبردست

کے ہاتھ سے زیردست کو تکلیف نہ پہونچے خلق خدا امن وآسائش سے رہے حق پرستی کا رواج ہو ظلمت کفر دور ہو جائے دین اسلام کی ترقی ہو نور ایمان جہان مین معمور ہو جائے۔ مرکشتان شاہ نے عرض کیا کہ بجا و درست ارشاد ہوا مگر غلام عہد کر چکا ہے کہ جب حضور میری دادرسی فرمائین گے اور وہ لعون انزروت جادو قتل ہو کر اپنی سزائے اعمال کو پہونچیگا تب یہ غلام پوشاک بدلیگا اور یہ سوگ اوتاریگا ورنہ اسی کشتۂ یاس وحرمان کی مفارقت مین خود بھی نقش زمین ہو کر اوسی کے پہلو مین اپنا مدفن بنائیگا۔

قصر بہشت تمکو مبارک ہو زاہدو
ہم نے بھی کوئے یار مین مدفن بنا لیا

کیونکہ حضور اس ملعون نے تمام ملک کو تباہ و برباد کر رکھا ہے اور مرکشتان دہر کو اپنا مطیع و منقاد کیا ہے کچھ لوگون نے بخوف جان اور بعضون نے از راہ تقیہ اسکی اطاعت قبول کی ہے اور بعض کوتہ اندیش اُسکے شریک ہو گئے ہین جسدن کہ حضور اوسپر فتحیاب ہونگے اوسدن البتہ غلام کو عید ہوگی۔ بس اُسی وقت شاہزادہ نے جزیل بن عادی کو بلا کر فرمایا کہ ابھی ہماری بارگاہ سلیمانی کو لیکر جانب صحرائے مرکشتان دہر کے روانہ ہو جزیل نے اوسی وقت اٹالہ بارگاہ سلیمانی کا اونٹون پر بار کرایا۔

الد اپیش ہے بعید و ہموم و غم
کہ دل چل پڑی ہے بر سر بوم و شام

بادشاہ اسلام اس دل ناکام کی خوشی دیکھکر انجام بڑا جانتے تھے اوسوقت آپنے صاحبقران عصر کیجانب کو دیکھا اور یہ فرمایا کہ میرا جی چاہتا ہے کہ فرزندان خواجہ بزرجمہر کو بلا کر انسے مآل سفر دریافت کیا جائے جسوقت سے کہ یہ شخص آیا ہے خود بخود میرا دل تڑپتا ہے اور اسکی تقریر عبرت آمیز سنکر دل بیچین ہے۔ عرض کیا کہ جیسا حضور کے مزاج مین آئے مجھے کسیطرح کا عذر نہین ہے۔ بادشاہ جمجاہ نے فرمایا کہ واللہ اسمین کچھ اسرار ہے اس حال سے آگاہ پروردگار ہے بلاؤ خواجہ بزرجمہر کے صاحبزادون کو کہ حال از روے علم رمل و نجوم کے مفہوم کرین چنانچہ بنا بر ارشاد شاہ فریدون بارگاہ چوبدار واسطے بلانے صاحبزادگان خواجہ بزرجمہر کے گئے اور حکم شاہی سے آگاہ کیا چارون صاحبزادون نے حکم شاہی سنکے اوسیوقت میانون مین بیٹھکر حاضر ہوئے شملے سرون پر رکھے ہوئے جامے پہنے ہوئے آئے آداب شاہی بجا لائے چوکی صندلین اُنکے لیے بچھائی گئی اوسپر اونکو باعزاز تمام بٹھایا حسب معمول توڑا اشرفیون کا رکھا گیا خواجہ والاگہر۔ خواجہ بزرگ امید۔ خواجہ سیاوش۔ خواجہ دریادل۔ چارون صاحبون نے مثل اربع عناصر کے متفق ہو کر عرض کیا کہ حضور نے کسواسطے یاد فرمایا ہے۔ ارشاد ہوا کہ شاہزادہ بدیع الملک کا قصد صحرائے مرکشتان کیجانب ہوا ہے۔ دیکھیے مآل اس سفر کا کیا ہے۔ چنانچہ ہر ایک صاحب نے تختہ فکر پر قرعہ عقل کو پھینکا اور زائچہ کھینچ نظرات ثوابت وسیارگان و بروج اشکال رمل سب ملاحظہ کرکے خانۂ حیات و خانۂ مرگ کو باہم کیا بارہ برجون اور ساتون سیارون کو مطابق کرکے خواجہ دریادل نے بحر فکر مین غواصی شروع کی والاگہر نے گوہر مقصود کی تلاش مین غور و فکر کی خواجہ سیاوش و خواجہ بزرگ امید نے خانہ ہائے امید و بیم کو تاثیرات خاکی و آبی و آتشی سے مطابق کیا غرضکہ چارون محیط فکر مین غوطہ زن ہوئے والاگہر نے بعد غور و خوض بسیار گوہر مدعا کو حاصل کرکے سر جلدی سے اوٹھایا مگر رنگ فق چہرہ زرد خواجہ دریادل سے کہنے لگے کہ بھائی صاحب جی چاہتا ہے ایسے احکام سخت

دیکھکر اس علم سے کنارہ کیجیے اس زندگی حباب آسا کے لیے کیون ایسے صدمے اُٹھائیے بادشاہ اس کلام کو سنکر فرمایا کہ خیر تو ہے عرض کیا کہ بعد زوال شمس یعنی دو پہر کے بعد سے چالیس دن تک ایسے ستارے ناقص آگئے ہین کہ جنکی نحوست کے سبب سے جو صدمے نہ گذر جائین وہ تھوڑے ہین اور جانا تو کیسا ایس بادشاہ نے صاحبزادگان خواجہ بزرجمہر کو تو رخصت کیا اور اسی وقت حکم دیا کہ جبرئیل بن حادثی جہانتک کہ بارگاہ کو لے گیا ہے بس وہین برپا کرے آگے لشکر نہین جائیگا چند سوار یہ حکم لیکر فی الفور واسطے ممانعت کے چلے سرکشان شاہ جو بیٹھا ہوا ہے اس تقریر کو سن رہا ہے بے اختیار درگاہ خالق ارض و سما مین فریاد و استغاثہ کرنے لگا کہ اے کس بیکسان و اے دادرس غریبان سچ ہے۔ ؎

نقوش کلک قدرت سے ہے اندیشہ کو حیرانی
پڑھا جاتا نہین ہرگز کسی سے خط پیشانی

اُسکا یہ شعر پڑھنا اور بادشاہ اور شاہزادۂ بدیع الملک کا آبدیدہ ہونا اور یہ کہنا کہ بھائی تو ابھی سن چکا ہے کہ کیا احکام خواجہ بزرجمہر کے صاحبزادون نے از روئے علم نجوم و رمل زائچہ کرکے فرمائے اور نحوست ستارون کی کس درجہ ظاہر کی اور کہا کہ جانا کیسا لیکن وہ سفر بہت ناموافق ہوگا اور مآل اوسکا بہت برا ہوگا لیکن ایک تدبیر یہ ذہن مین آئی کہ بلاؤ تو خواجہ کو چنانچہ خواجہ مع برق وغیرہ عیارون کے سب غنچہ کا غنچہ ہمراہ لیکر حاضر ہوئے خواجہ بولے کہ یہ خاکسار سراپا انکسار حاضر ہے کیا ارشاد ہوتا ہے اوسوقت صاحبقران نے فرمایا کہ ایک عیاری عمدہ سی کیجیے اس حرامزادہ آتش روت جادو کو آپ پکڑ لائیے تو اوس سے یہین انتقام ان مظالم کا لیا جائیگا کہ پرائے ناموس پر عاشق ہونا اور بےقصور کسی کا ملک چھین لینا باوصفیکہ تیرا ہم مذہب بھی تھا یہ کیا تمرد و سرکشی ہے اپنے ہم سے استغاثہ کیا اور ہم نے تجھکو پکڑ بلایا تو باز آ اس حرکت سے اور ایمان لا ورنہ ہم تجھکو قتل کرینگے یہ فقرہ سنکے خواجہ خضران نے عرض کیا کہ سبحان اللہ اے بادشاہ تمہارا خضران کیا حاکم ہے کہ ایسے شخص کو پکڑ لائیگا جسکے سحر و ساحری کے ڈنکے بجے ہوئے ہین کیا پکڑ لانا اوسکا ہنسی ٹھٹھا ہے اُسکے ایک اشارۂ ابرو مین تو پکڑنے والا خود گرفتار بلا ہوجاتا ہے وہ سرکش و زبردست بلا کا ساحر ہے کہ بڑے بڑے ساحران جہان اُسکے سامنے طفل مکتب ہین اگر بہت کچھ خرچ کرکے اور جان جوکھم کرکے پکڑ بھی لایا تو یہ قدردانی کہ مٹھی مٹھی بھر جو ہر سوار کے گھوڑے کے بچے ملین اور بھڑبھونجون کے ہاتھ انھین فروخت کرون تب اپنی بسر اوقات کرون اور حضور کا یہ فرمانا کہ قدیم سے تمہارے بزرگون کا یہی دستور چلا آتا ہے یہ میرا دانہ دانہ بہم پہونچانا اور آپ ایسے داتا کی قدردانی فرمانا کہ میرے مزرع امید مین تخم محبت ہمارا امر سبز ہوا اپنی کشتی حیات کو کیون طوفان مین ڈالون آپ ایسے داتا ہوکر ایسا کلام کیون فرماتے ہین بلکہ غلام اب یہ چاہتا ہے کہ خانۂ کعبہ کی زیارت کو چلا جاؤن اور اپنے باپ دادا سے جا کر ملاقات کرون اور امیر ثانی کے قدمون کو آنکھون سے لگاؤن اور صاحبقران اول کی قدم بوسی حاصل کرون کیون اپنے کو عمداً ورطۂ ہلاکت مین ڈالون اس کام سے مجکو معاف فرمائیے مین بیچارہ مور ضعیف واللہ اعلم بالصواب کن آفات و مکروہات مین اندنون گرفتار ہون مجھے اپنے تن بدن کا ہوش نہین کہ مین کہان ہون اور کیا کہتا ہون اور کیا کرتا ہون صاحبقران زمان نے پوچھا خیر باشد تمہین کیا صدمہ پیدا ہوا کن مکروہات مین گرفتار ہوگئے

بس گرسنہ خفت کس ندانست کہ کیست
بس جان بلب آمد کہ برو کس نگریست

مین بھی تو سنون خضران نے کہا اے صاحبقران اصل حقیقت تو یہ ہے کہ وہ جو تصدقات سرکار سے ماہ بماہ عطا ہوتا ہے وہ فقط سود و بیاز مین جاتا ہے باقی رہا اصراف روزمرہ وہ قرض دام سے چلتا ہے مگر تا چند اب یہ نوبت بہم پہونچی کہ عسرت و تنگدستی سے دو دو روز بجز غم لقمہ کھانے اور خون جگر پینے کے اور کچھ کھانا بہم نہین پہونچتا دروازہ پر ہر روز صبح کو قرض خواہون کا بلوا اور رولا رہتا ہے گھر مین یہ حال ہے کہ بیبیان بسبب افلاس کے کچھ حقیقت و عزت میری نہین سمجھتین ہین لڑکے بالے مجھے محتاج سمجھکر میرا پاس ادب مطلق نہین کرتے مجھے تو اب یہ معلوم ہوا کہ کسی نے جو یہ کہا ہے ؎

اے زر تو خدا ئی و لیکن بخدا
ستار عیوب و قاضی الحاجاتے

یہ سب برحق و بجا ہے مہر مو اسمین فرق نہین اور اے صاحبقران انصاف شرط ہے کہ جس حالت مین اپنی مصیبت مین خود مبتلا ہون تو مجھے کیا ہو سکتا ہے ہان ایک بات کا امیدوار ہون جیسا کہ مین عرض کر چکا ہون کہ از راہ عطیات صاحبقرانی بمضمون اس شعر کے ؎

رسم است کہ مالکان تحریر
آزاد کنند بندۂ پیر

اجازت ہو تو برائے طواف بیت اللہ رخصت ہون اور وہان جا کے حج کرون اور وہان آپکے ازدیاد جاہ و حشمت کے واسطے نماز پنجگانہ پڑھکر دست بدعا رہون باقی جو جو ریوڑیان کوڑیان نذر و نیاز کی وہان چڑھینگی وہی صرف قوت اپنا کر کے وہین کی جاروب کشی کو افتخار کونین و سعادت دارین سمجھونگا امیر نامور نے یہ گفتگو خضران بن عمر کی سنکے فرمایا کہ خواجہ واقعی تم سچ کہتے ہو بہت مناسب ہے ایسے مقام پر اس نیت سے جانے کو کون منع کریگا خوش طالع تمہارے خواجہ مگر ہمکو دعا سے نہ بھول جانا خضران نے یہ کلام امیر عالیمقام کا سنکر اپنے جی مین رنجیدہ و کشیدہ ہو کر تیوری بدلی اُٹھ کھڑے ہوئے یہ کہکر کہ اے شہزادۂ عالم خدا حافظ جاتا ہون کہ صاحبقران نے خزانچی سے اشارے سے کہا کہ توڑا اشرفیون کا خواجہ کو دو خزانچی نے باواز بلند کہا کہ خواجہ سلامت کہان جاتے ہو توڑا اشرفیون کا زاد راہ مرحمت ہوا ہے وہ تو لیتے جاؤ اتنا سنتے ہی خواجہ کا یہ حال ہوا کہ منھ مین پانی بھر آیا اور یہ کہتے ہوئے کہ صاحبقران عالیشان آپ فی الحقیقت بڑے کریم اور عالی ہمت رفقا پرور و بندہ نواز ہین ؎

صدف نے ابر سے منھ کھول کر گہر مانگے
ترے کرم نے دئے بیسوال حاجت مند

بڑھے اور توڑا اشرفیون کا خزانچی کے ہاتھ سے لیکے نذر زنبیل کیا اور پھر اپنی کرسی پر آکر بیٹھ گئے اور بہت سی مدح و ثنا سلطان والا مرتبت کی کر کے کہنے لگے کہ انزروت جادو کا پکڑ لانا کچھ بڑی بات نہین ہے مگر مشروط بشرط ہے یہ جو آپنے از راہ خداوندی زاد راہ کعبہ مجھے عطا کیا خیر یہ تو محض آپ کی ناموری ہے اور علاوہ اسکے آپنے اپنی عقبیٰ بخیر کی ثواب سمجھکر دیا لیکن جو مثل سنی ہے کہ مزدور خوشدل کند کار بیش اگر ایک توڑا اور مرحمت ہو تو آپکے عالی ہمتی کے آگے کیا حقیقت ہے۔ یہ بات سنکر صاحبقران مسکرائے اور ارشاد فرمایا کہ اور ایک توڑا اشرفیون کا لاکر رکھدو کہ جو شخص انزروت کو پکڑ لائے وہ یہ توڑا پائے خواجہ یہ دیکھکر ہنسے اور کہا کہ روپیہ اشرفی کا تو آپکے یہان توڑا ہے نہین جسکو جی چاہے آپ لالچ دیکر اسکی جان لیجیے صاحبقران نے فرمایا ہان بھائی مین تم سے تھوڑے کہتا ہون جاؤ تم حرم مین بیٹھو جسکا جی چاہیگا وہ اسکو قبول کریگا یہ کہنا تھا کہ برق ثانی و قران ثالث

وگلباد ثانی و ابو الفتح ثانی یہ سب بہت سے عیار تھے کہ یہ توڑا اپنے قبضہ مین کرین مگر خواجہ ایک توڑی تو کسی کو دیتے نہین یہ تو یہ قصد کرتے ہی رہے خواجہ خضران نے وہین سے جال الیاسی مار کر توڑا اُسے لیا یہ سب کے سب منھ دیکھ کے رہگئے بے نیل مرام وہان سے پھرے مگر خواجہ نے یہ کہکر گلوبا مارا اور یہ آوازہ کسا کہ پکڑ لاؤ گے تو بخدا ہم تمھین دیدینگے یہ توڑا امانتاً ہمارے پاس رکھا ہے بس عیار یہ سنکے کچھ بڑبڑانے لگے برق ثانی و قران ثالث نے کہا کہ مہتر جی یہ توڑا آپ کو ہم اکیلے ہضم ہونے نہین دینگے اگر کام کرکے لائینگے تو ہم ضرور آپ سے لے لین گے صاحبقران نے فرمایا کہ جو کام انجام کرکے لائیگا اوسکو ضرور دلوایا جائیگا یا ہم دینگے پس برق ثانی و قران ثالث تو سلام کرکے بارگاہ سے باہر نکلے اور اوسیوقت ایک سمت کو روانہ ہوئے بعد انکے جانے کے خضران بھی بارگاہ سے اُٹھے گلباد ثانی و کلباد ثانی و ابو الفتح ثانی وغیرہ یہ بھی ساتھ ہی اوٹھے مگر خواجہ نے کہا بھئی اپنی اپنی ڈفلی اپنا اپنا راگ علٰحدہ علٰحدہ چلنا مناسب ہے چنانچہ خواجہ ایک جانب اور یہ عیار فرداً فرداً اور اور سمت روانہ ہوئے اب ان سب کو تو راہ مین چھوڑا جاتا ہے کچھ حال انزروت جادو کا عرض کیا جاتا ہے کہ یہ اپنی بارگاہ مین بیٹھا ہے ساحران غدار آفت کے پرکالے بھبھوتیان شانون پر ڈالے ہاتھ مین ترسول پنسول دناریل وغیرہ اسباب سحر لیے بیٹھے ہین پچاس ساٹھ ساحر اس کوشش مین ہے کہ کہین پتہ لگاؤ سرکشان شاہ کا اور تلاش کرکے لاؤ بس دیکھتے کیا ہین کہ ایک شخص صحرائی یا کوہی سرکشان کو باندھے ہوئے نہایت مضمحل کیے ہوئے کہ نہ آنکھ کھلتی ہے نہ بات کرتا ہے مثل مردے کے ہاتھ پاؤن ڈالے ہوئے ہی اوسے لیئے ہوئے در بارگاہ انزروت پر پہونچا اور کہا کہ جاکے بادشاہ کو خبر کرو کہ ایک شخص سرکشان شاہ کو پکڑ کے لایا ہے امیدوار انعام ہے یہ بات سنکے انزروت جادو نہایت خوش ہوا باچھین اسکی فرط خوشی سے تابناگوش آگئین اور کہا کہ بلالو یہ شخص آیا انزروت کو سلام کیا اور کہا کہ آپکا مرتبہ اعلےٰ رہے بیش خداوند آپکی قدر و منزلت زیادہ ہو خداوند دیوان تاجدار کی آپ پر نیک نظر رہے یہ گنہگار آپکا حاضر ہے لیجئے اور میرا انعام دلوائیے پس اسنے چوبدار کو حکم دیا کہ خزانچی سے پانچ توڑے لاؤ چوبدار گیا اور فوراً پانچ توڑے لاکر حاضر کیے اسنے پانچون توڑے اس شخص کو بطور انعام دیئے اور کہا کہ باندھ دے اسکو ستون بارگاہ سے ایسی کوہی نے فی الفور اُسکے اوسکو ستون بارگاہ سے باندھ دیا از بسکہ گلباد ثانی و کلباد ثانی و ابو الفتح ثانی وغیرہ یہ سب کے سب عیار کوئی خدمتگار کوئی فراش کوئی چوبدار وغیرہ ہوئے اسی خیمے مین موجود تھے اور اپنے دل مین کہتے تھے کہ بڑے تعجب کی بات ہے کہ یہ شخص تو بارگاہ صاحبقران مین موجود تھا یہ کوہی اسے کیونکر پکڑ لایا یہ عیار تو اس فکر مین غوطہ زن ہین غرضکہ انزروت جادو خود تیغہ پکڑ کے اور بحال غیظ و غضب ایک ہاتھ جو مارتا ہے تو سر کٹ کر گرا اور ڈھلکتا ہوا مثل گیند کے چلا اور گلوئے بریدہ سے ایک آواز پیدا ہوئی مثل آہ بیکسان کے جیسے کوئی آہ سرد بھرتا ہے اور ساتھ ہی صدائے آہ کے ایک غبار بلند ہوا اور دفعتہً وہ غبار ہوا سے منتشر ہوکر تمام بارگاہ مین پھیل گیا اور ہر ایک کے دماغ تک پہونچا ہر شخص چھینک مار کر بیہوش ہوا جسقدر آدمی بارگاہ مین تھے سب کے سب مارے چھینکون کے پریشان ہوگئے جسکو دیکھو چھین چھین کر رہا ہے غضب کی ناک چھکنی تھی کہ مارے چھینکون کے بولا دیا اور سر جو ڈھلکتا چلا جاتا ہے اس سے بھی جو خاک جھڑتی ہے اور ہوا سے جسکے دماغ تک

پہنچتی ہے اُسے بیہوشی طاری ہوتی ہے غرضکہ آن واحد مین تمام ساحر جو اسکی بارگاہ مین حاضر تھے سب بیہوش ہوگئے اور **انزروت جادو** خود بھی بیہوش ہوگیا **گلباد و کلباد و برق و قران** وغیرہ جو عیار کہ بصورت مبدل حاضر تھے وہ بھی سب کے سب بیہوش ہوگئے اور خود فراموش کسی کو کسی کی خبر نہ رہی مثل تصویر گلی کے سب ساکت و صامت ہوگئے تمام بارگاہ مین سناٹا ہوگیا جسکو دیکھو بیہوش پڑا ہے سارا دربار عالم تصویر یا شہر خموشان ہو رہا ہے کہ جب سب بیہوش ہوگئے نعرہ ہوا کہ منم مہتر مہتران و بہتر بہتران منم **خواجہ خضران بن عمر** و شاہ عیاران عیار پیک طرار خنجر گزار سر برندہ جادوگران و ریش تراشندۂ کافران مہر سپہر عیاری و ماہ فلک خنجر گذاری ؎

عمر گر کلاہ از سر قیصر بہ برم
خال از رخ نجنگ بداختر بہ برم
در محفل خسروان چو گردم ساقی
جام و قدح و سبو و ساغر بہ برم

بس یہ نعرہ کیا اور مار کر جال الیاسی مع **انزروت** و حاضرین بارگاہ و عیاران وغیرہ سب کو نذر زنبیل کیا اب جو دیکھا کہ اسباب بیش قیمت مثل فرش فروش شیشہ آلات میز کرسی جھاڑ فانوس لمپ وغیرہ عمدہ عمدہ بارگاہ مین آراستہ ہین بس یہ دیکھکر **خواجہ** کے منھ مین پانی بھر آیا دل مین خیال کیا کہ خواجہ تم کہانتک اوٹھاؤ گے اور تھک جاؤ گے اور جلد یہانسے سرتا بھرتا ہونا چاہیے کہ لشکر مین جلد واپس جانا ہے بس یہ خیال کرکے **خواجہ** نے زنبیل مین سے کچھ لوہار کچھ بڑھئی کچھ سنار کچھ اور بند صوے نکال کے اونکو حکم دیا کہ ارے ہان جھٹ پٹ یہ سب اسباب و مال اور فرش و فروش پردے چلمنین اور پلنگ چاندی کے مسہریان اور چھپر کھٹ طلائی و نقرئی اور جو کچھ یہان پر ہو اوٹھا لاؤ دیر نکرو وہ کم بخت بند ہوئے چار طرف ایک ایک کاغذ کی ٹوپی سر پر اور لنگوٹیان باندھے ایک ایک گڑ کی ڈلی ہاتھون مین لیے کھاتے جاتے ہین اور روٹ لوٹ کے سارا اسباب لاتے جاتے ہین اور خواجہ داخل زنبیل کرتے جاتے القصہ طول کہانتک عرض کیا جائے مختصر یہ ہے کہ چار گھڑی کے عرصہ مین جتنے سردار اور بارگاہ نشین تھے سب کی پوشاکین اور ساری بارگاہ کا مال و اسباب نقد و جنس انتہا یہ کہ ٹاٹ کے ٹکڑے اور سڑے سڑے شطرنجیون کے ٹکڑے جو کہین کہین جوتون کے رکھنے کی جا پر بچھے تھے وہ بھی **خواجہ** نے اٹھوا لیے زنبیل مین رکھ لیے اور کہتے تھے کبھی داشتہ آید بکار فقط نقش بوریا باقی تھا وہ اوٹھ نہین سکتا تھا نہین تو وہ بھی زنبیل مین رکھ لیتے بعد اسکے لوہار و سنار و بڑھئی وغیرہ اور بند صوؤن کو پکڑ کے زنبیل مین ڈال دیا اور تمام بارگاہ نشین اور مقربین اور مصاحبین اور سردارون کو اور خود **انزروت جادو** کو پہلے ہی جال الیاسی مار کے زنبیل مین داخل کیا ہوا تھا و عیارون کو بھی زنبیل مین رکھ لیا تھا جب **خواجہ** یہ سب انتظام کر چکے اپنے راہ لی او بسمت بارگاہ صاحبقران روانہ ہوئے دل مین کہتے جاتے ہین کہ خیر دو چار کوڑیون کی بھی جو گئی خالی تو نہین پھرے خدا جب دلواتا ہے تو یون دلواتا ہے قول شیخ سعدی کا درست رہجاتا ہے ؎

آنچہ نصیب است بہم میرسد
ورنہ ستانی بستم میرسد

یہ خیالات کرتے ہوئے **خواجہ** بخط مستقیم چلے جاتے ہین اور یہان بادشاہ جمجاہ اور شاہزادہ **بدیع الملک** عالی پایگاہ **سرکشان شاہ** سے یہ باتین کر رہے تھے کہ **خواجہ** کا جانا ایسا نہین ہے کہ وہ کچھ کام کرکے نہ آئین خالی تو کبھی پھر کے آنا جانتے ہی نہین جس مقصد کے لیے اوفون

کمر ہمت باندھی پھر بغیر اُسکے سر انجام کیئے ہوئے مراجعت نہ کرینگے ضرور وہ دُر مدعا حاصل کرکے آتے ہونگے اور یہ تو ماشاء اللہ اپنے باپ دادا پر فوق لیگئے ہین اور سرخیل عیاران عالم ہین اپنا مثل و نظیر نہین رکھتے ہین غرضکہ اسی قسم کا تذکرہ ہو رہا تھا کہ اتنے مین سامنے سے گرد اوڑی اور جوڑیان ہرکارون کی گرد مین آلودہ پسینہ مین غرق نمودار ہوئین زمین ادب کو بوسہ دیا اور مجرا گاہ پر سے ہاتھ اوٹھا دعا و ثناء بادشاہی بجالائے کہ

اے زبرق توئم تیغ تو جہان نورانی
بادشاہ ہمہ ایرانی و ہم تورانی
خضر الہام و سکندر فر و دارا رائے
مصطفٰے مشرب و حیدر دل و جم فرمانی
قوس خود را بہ کمان تو برابر جا کرد
آسمان خندہ زد و گفت زہے نادانی
باد ترکان فلک حلقہ بگوشان درت
اے غلامان ترا مرتبۂ سلطانی

شہنشاہ عالم کی عمر دراز ہو دوست شاد دشمن پامال رہین اوج پر نجوم اقبال رہین ہم غلامان جان نثار خبر لائے ہین کہ حضور کے اقبال عدو مال سے خواجہ خضران بن عمرو بانیل مرام تشریف لاتے ہین عنقریب بارگاہ عالی مین پہنچا چاہتے ہین باقی خیر و عافیت ہے ہرکارے یہ خبر فرحت اثر عرض کرکے مجرا گاہ پر سے ہٹے تھے کہ آواز زنگ پیدا ہوئی اور دیکھا تو سامنے سے ماہ فلک عیاری مہر سپہر خنجر گزاری چابک طرار خواجہ خضران نامدار نمودار ہوئے اور آتے کے ساتھ ہی آپنے نعرہ کیا۔ ؎

ابن عمر مین ہون میرا خضران نام ہے
عیار جو جہان مین ہے میرا غلام ہے
میرے بھلا کمال مین کس کو کلام ہے
رستم سے تیغ چھین لون یہ مرا کام ہے

یہ نعرہ کرکے مجرا کیا آداب شاہی بجالائے صاحبقران نے مسکرا کر پوچھا کہو بھی شیر ہو یا بھیڑ عرض کیا کہ آپکے اقبال سے ہمیشہ شیر رہتے ہین یہ کہکے منھ بنایا اور نہایت رکھائی سے کہا کہ حضور اس کام کے انجام دینے مین غلام نے بڑی بڑی تکلیفین اوٹھائین اور بہت کچھ روپیہ صرف کرنا پڑا اکثر اہلکارون کو رشوت دینا پڑی اور بعض سردارون کو تحفہ تحائف دیئے گئے جب انخروت کی بارگاہ تک رسائی ہوئی اور جو چیزین ان ساحران غدار کے بیہوش کرنے کے لیئے طیار کی گئین انکے اجزا بہم پہونچانے مین اور خاص کر اس عیاری کے متعلق سامان فراہم کرنے مین میرا ہزار ہا روپیہ صرف ہوا کاغذین حساب کی موجود ہین ایک ایک پیسا اور ایک ایک کوڑی جو صرف کرتا گیا لکھتا گیا ہون میزان حساب پر جو نظر کی تو دل مضطرب ہوگیا کہ ہزار ہا روپیہ تو زنبیل کا صرف ہوگیا اور مہاجنون کا جو قرضدار ہوگیا وہ علاوہ اب اس فکر مین ہون کہ یہ قرضہ کیونکر ادا ہوگا اور میری اوقات بسری کسطرح ہوگی اور کیونکر گذارا ہوگا ہائے افسوس مین تو لٹ گیا خیال کیا تھا کہ وہان چلکر فائدہ اوٹھائینگے فائدہ تو درکنار لینے کے دینے پڑ گئے روزہ بخشوانے کو گئے تھے نماز گلے پڑی نفع کے بدلے نقصان اوٹھانا پڑا اب کیا کرون کدھر جاؤن۔ قرضخواہون کو کیا جواب دون اسی سناٹے مین ہون سب سٹی بھولی ہوئی ہے عقل چرخ ہوئی ہے ہوش باختہ ہین حواس درست نہین ہین ہاتھون کے طوطے اوڑے ہوئے ہین سردارون نے کہا اے خواجہ آپ اسقدر مغموم و محزون نہون انشاء اللہ تھوڑی مدت مین جسقدر روپیہ آپنے قرض لیا ہے سب ادا ہوجائیگا کیونکہ شاہ جمجاہ و صاحبقران عالی بارگاہ و شاہان و سلاطین لشکر و شاہزادہ زر کثیر وقتاً فوقتاً آپکو دیا ہی کرتے ہین اور کسیقدر ہم بھی آپکی خدمت گذاری کرینگے خواجہ نے فرمایا آپ سب صاحب مجھکو اسوقت تسلی دیتے ہین اب جسقدر کہ روپیہ خرچ کیا ہے اوسکا جمع ہونا بہت

دشوار ہے اور جو قرضہ مہاجنون کا ہے وہ میری زندگی مین ادا نہوگا دیکھئے سب مہاجن میرا کیا حال کرتے ہین اور یہ جو آپنے کہا کہ سلاطین اور شہزادے مجبور روپیہ دینگے یہ محض آپکا خیال خام اور تصور ناتمام ہے مجکو یہ امید نہین کہ کوئی ایک کوڑی بھی دے سردار وغیرہ تو تقریر خواجہ کی سنکر خاموش ہو رہے لیکن عیار جو بارگاہ مین حاضر تھے اونھون نے دست بستہ عرض کی کہ خواجہ صاحب اگرچہ فی الحقیقت آپ نے اس کام کے انجام دینے مین زر کثیر صرف کیا ہے مگر آپ کچھ تردد نہ فرمائین ہم سب کئی ہزار خادم آپ کے موجود ہین اگر خدا نے چاہا تو عیاریان کرکے زر و جواہر انعام مین پاکر یا مال و اسباب کفار کا عیاریون سے حاصل کرکے آپ کو دینگے آپ جلد قرضہ مہاجنون کا ادا کر دیجئے گا خواجہ عمرو نے فرمایا قرضہ مہاجنون کا ادا ہونا تو بہت مشکل ہے تم لوگ اسوقت کہتے ہو مگر کچھ دوگے نہین جانسوز نے بڑھ کے کہا کہ اوستاد مین اقرار کرتا ہون کہ جہان تک مجھسے ہو سکیگا مین قرضہ آپکا ادا کردونگا خواجہ نے کہا دور ہو او نالائق تو خود اوستاد سے یہ چاہا کرتا ہے کہ کچھ مجھی کو دیدین بھلا تو کیا دیگا تیرے اوستاد کو دیگا تو خدا ہی دیگا ورنہ تیرے اوستاد کی اب آبرو باقی نہ رہیگی جسوقت خواجہ نے جانسوز کو جھڑک کر یہ کہا کہ تو کیا دیگا سب [illegible] بیساختہ ہنسنے لگے خواجہ کو [illegible] غصہ آیا کہ مین تو روپیہ کے صدمے مین ہون یہ سب نالائق ہنستے ہین یہ خیال کرکے خواجہ کو وا ایلکر اٹھے جملہ عیار رخصت وغیرہ کرکے چلدیئے پھر خواجہ کرسی پر بیٹھے فردین حساب کی دیکھکر بسورنے لگے صاحبقران مسکرا دیئے اور فرمانے لگے کہ خواجہ تم اسقدر ملول و مغموم نہو خداوند عالم پھر تمکو اسیقدر روپیہ دیگا جسقدر تم نے اس عیاری مین صرف کیا ہے خواجہ نے کہا کہ خیر وہ روپیہ تو جب خدا ہی دلوائیگا جب ملیگا فی الحال امیدوار اس امر کا ہون کہ اتنی تو قدردانی فرمایئے کہ ہزار روپیہ آدمی مجکو عنایت کیجیئے کہ مین نہایت جانفشانی و سرگرمی کرکے ان سب کو لایا ہون صاحبقران نے دریافت فرمایا کہ وہ ملعون انزروت بھی ہے عرض کیا کہ جی ہان اوسکو بھی لایا ہون اوسکے پانچہزار ہونگے آپ ہزار روپیہ آدمی مجھے عنایت تو فرمائین دیکھئے کن کن لوگون کو حاضر کرتا ہون حکم ہوا کہ اچھا فی آدمی آپکو ہزار روپیہ ملیگا آپ نکالنا تو شروع اب سب مشتاق ہو رہے ہین اور ہر ایک کا دل بیچین ہے کہ خواجہ کہین جلدی نکالنا شروع کرین دیکھین کون کون لوگ ہین اور کیسے زبردست ہین علی الخصوص شاد نہایت مضطرب ہے اسکے تو دل سے لگی ہوئی ہے اور چاہتا ہے کہ خواجہ کہین جلدی اس ظالم اعظم کو نکالین تو میرا دل خوش ہو۔ الحاصل جب خواجہ نے خوب پکار کیا تو اولا برق ثانی کو زنبیل سے نکالا اور روغن عیاری چہرہ کا دفع کیا اب جو دیکھا تو میان برق ہین صاحبقران نے پوچھا کہ خواجہ کیا انکا بھی روپیہ لوگے یہ تو تمہارے بھائی بند ہین خصوصاً یہ تو تمہارا شاگرد رشید ہے اور یہ تو بتایئے کہ یہ کیونکر پھنسے اثیر کیا افتاد پڑی عرض کیا کہ حضور انھین سے دریافت فرمائین کہ یہ کس حال سے گئے تھے اور یہہ کیونکر پھنسے بڑا دعوی عیاری کا کرکے گئے تھے اور توڑا اشرفیون کا جو حضور نے مرحمت فرمایا تھا اوسکو بھی اسے لیتے گئے وہان جاکر ایسے خود فراموش ہوگئے کہ..... گردن کا ہوش نہ تھا اس غفلت کی کچھ سزا انکو ضرور ہونا چاہیئے تھی لہذا فقط زنبیل کی سیر انکو کرادی گئی ہے یہ کہکر پھر زنبیل پر ہاتھ ڈالا قران ثانی کو نکالا روغن دور کیا اب جو دیکھتے ہین تو قران ثانی ہین کہا ہین بھی انکا بھی لوگے یہ تو تمہارے یگانے ہین اور آپس کے سب ابنائے جنس ہین عرض کیا کہ انھین سے تو لینا چاہیئے یہ کالیا بڑا دعوی کرکے گیا تھا وہان جاکے ایسا محو ہوا کہ مطلق ہوش نرہا ابھی

لونڈے ہین عیاری کرنا سیکھین بارہ برس دلی مین رہے بھاڑ جھونکا کئے برسون ہماری صحبت مین رہا اور سیکڑون عیاریان دیکھین اور سنین اور خود بھی دعوائے عیاری ہے مگر پھر بھی عیاری کرنے کا وقوف نہوا ہنیہ دافع بیہوشی بھی نتھنون مین نہ رکھا اور کوئی دفعیہ بیہوشی کا انھین سے حضور دریافت فرمائین کہ کیا گزری اور کیونکر پھنس گئے اپنے کچھ گنہگاری لینا ضرور ہے کہ آیندہ ایسی غفلت نہ کرین یون انکو یاد رہیگا پھر ایسی غفلت نہ کرینگے۔ بعد ازان **گلباد و کلباد و ابوالفتح** وغیرہ کو زنبیل سے نکالا اور کہا کہ انھین سے حال دریافت فرمائیے اپنے منہ میان مٹھو بنا کیا ضرور ہے یہ سب بڑی ہماہمی کرکے گئے تھے اور بڑے دعوے انکو اپنی عیاری کے تھے اور خوب جوبلے ہوئے تھے کہ جاتے ہی **انزروت** کو باندھ ہی لاوینگے مگر وہان جاکے ایسی منہ کی کھائی کہ تن بدن کا اپنے ہی ہوش نہ رہا یا تو دشمن کو گرفتار کرنے گئے تھے یا خود اسیر پنجۂ غفلت ہوگئے ابھی طفل مکتب ہین نا عیاری کرنا کیا جانین۔ ع۔ بسیار سفر باید تا پختہ شود خامے ؛ اگر یہ عیار غیرت دار ہون تو چلو بھر پانی مین ڈوب مرین آیندہ عیاری کا نام نہ لین ان ناشدنیون نے عیاری کا نام خراب کیا انکو چشم نمائی ہونا ضرور ہے انکا سویہ حضور منگوائین اور انھین سے استفسار حال کرین اب **صاحبقران** عیارون کیطرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ تمہین اپنا حال بیان کرو کہ تم پر کیا گذری اور کیا واقعات پیش آئے چنانچہ عیارون نے بیان کرنا شروع کیا کہ حضور ہم مین سے کوئی چوبدار کوئی خدمتگار کوئی فراش کوئی خاص بردار بنا ہوا اُس کافر **انزروت** کی بارگاہ مین بشکل مبدل حاضر تھے اور ہر ایک ہم مین سے اس فکر مین تھا اور یہہ سوچ رہا تھا کہ کسی طرح اسیر قابو پائین تو کوئی عیاری کرین بس ہر ایک اپنی اپنی فکر مین تھا کہ اتنے مین سامنے ایک کوہی نمودار ہوا کالا لوکٹ دھوتی باندھے مرزئی پہنے انگوچھا سر پہ لپیٹے **سرکشان شاہ** کو لیے ہوئے نہایت لاغر و پریشان حال ناخون بڑھے ہوئے کپڑے کثیف پہنے ہوئے منکا ڈھلا ہوا پیشانی پر جھریان پڑی ہوئین پیٹھ پر لادے لیئے چلا آتا ہے اور سامنے **انزروت** جادو کے لاکر رکھدیا اور کہا کہ آپکا مجرم حاضر ہے لیجئے اور بھرپور انعام دلوائیے چنانچہ **انزروت** نے توڑے منگواکر اوس کوہی کو انعام سے مالا مال کر دیا اور نہایت اسکی تعریف کی کہ کیا کار نمایان تم نے کیا ہے اور ایک خلعت بہت گران بہا منگواکر عنایت کیا اور **سرکشان شاہ** کیطرف اشارہ کرکے کہا کہ باندھ دے اسکو ستون سے چنانچہ اوس کوہی نے **سرکشان شاہ** کو ستون بارگاہ سے باندھ دیا ہم لوگ نہایت حیران و ششدر تھے اور ہر ایک اپنے دل مین خیال کرتا تھا کہ اسکو تو ہم **صاحبقران** عالیشان کی بارگاہ مین چھوڑ آئے کیونکر یہ کوہی اوسکو لایا کہ اتنے مین یہ کافر خاسر **انزروت** خود تیغ لیکر اور بکمال غیظ و غضب اوٹھا اور ایک ہاتھ مارا کہ سر اوسکا بھٹا سا کٹکر دور گرا اور گلوئے بریدہ سے ایک صدائے آہ بلند ہوئی اور حلق سے ایک غبار نکلا اور آناً فاناً مین منتشر ہوکر ہر ایک کے دماغ تک پہونچا تڑاق تڑاق چھینکین آنے لگین وہ غضب کی تیز مہک چھلکنی کی ناس تھی کہ معاً دماغ مین سرایت کرگئی اور ہر شخص چھینک مارکر بیہوش ہوگیا پھر اسکے جو اوٹھا تو یا جہان سے اوٹھا سر تلے کا تکیہ اور یہ بیہوش وہ بیہوش خود فراموش ہوکر تڑاق پڑاق زمین پر گر پڑا ہم لوگ بھی سب کے سب بیہوش ہوکر گرے آگے حضور ہمین نہین معلوم کیا ہوا۔ **صاحبقران** نے خواجہ کی نہایت تعریف کی بادشاہ جمجاہ اور سرداران حاضر بارگاہ نے از حد ثنا و صفت خواجہ کی بیان کی اور کہا کہ خواجہ آپکا کیا کہنا کوئی آپکا جواب دینے والا اس فن عیاری مین اب دنیا مین نہین ہے سب آپکے سامنے طفل مکتب ہین کیا مجال ہے کسی کی کہ جو

آپکی ہمسری کرسکے ہان **خواجہ صاحب** اتنو اشتیاق حد سے زیادہ ان کفار کے دیکھنے کا ہے خدا کے لیے نکالیے دیکھین کہ **انزروت شاہ** اور اُسکے سردار کیسے زبردست ہین کہ جنھون نے بندگان خدا کو تکلیف دے رکھی ہے **خواجہ** نے جب دیکھا کہ سب سردار و بادشاہ و **صاحبقران** عالیمنزلت رکھتے سب کمال مشتاق ہین تب ایک ساحر کو زنبیل سے نکالا اور زبان مین اسکے سوزن دیکر ستون بارگاہ سے باندھ دیا سب نے دیکھا کہ ایک ساحر سیہ فام کریہ منظر کھاروے کی جانگھیا پہنے ہوئے بیہوش چوب بارگاہ سے بندھا ہوا ہے کیونکہ خواجہ نے کپڑے تو پہلے ہی اوتروا لیئے تھے اسوجہ سے فقط جانگھیا باقی رہگئی تھی۔ اسیطرح ایک ایک کرکے کل سرداران وکارگزاران **انزروت** کو خواجہ نے زنبیل سے نکالا اور ستون سے باندھ دیا زبان مین اسکے سوزن دیدیا چنانچہ قریب سو سوا سے ساحر رفیق وندیم مصاحب وکاربرداز کہ جو اسکے بزم مین حاضر تھے اُن سبکو فرداً فرداً نکالا اور روپیہ اپنے گن گن کے سب کا حساب لگا کے توڑے کے توڑے لیئے بلکہ پانچہزار روپیہ اور زائد لیکے سب کو نکالا اور سوزن زبانون مین دیکر سب کو ستون بارگاہ سے باندھ دیا سب سردار و افسران فوج دیکھ رہی ہین اور خواجہ کی چالاکی اور عیاری کی تعریف کر رہے ہین اب ہر ایک شخص **انزروت** کا مشتاق ہے کہ دیکھین وہ کتنا بڑا زبردست ساحر ہے اور خواجہ سبکا اشتیاق بڑھاتے جاتے ہین۔

آخرالامر **بادشاہ جمجاہ** اور **صاحبقران** عالم پناہ نے جب بہت اصرار کیا کہ خواجہ اب کہین جلدی نکالو اُس کافر خاسر کو خواجہ کہتے ہین کہ حضور کچھ رونمائی تو منگوائین یا خالی خولی اتنے بڑے زبردست ساحر کو نکالون پانچہزار روپیہ جو حضور نے مرحمت کیا وہ تو اسکا اجورہ تھا اب رونمائی بغیر محافظان زنبیل اوسکو باہر نکلنے نہین دیتے اس بات پر **صاحبقران** مسکرائے اور دو ہزار روپیہ اور منگوا کر **خواجہ** کے تواضع کیا۔ اب **خواجہ** نے کہا کہ سردارون سے بھی رونمائی ملنا چاہیئے کیا یہ مفت ہی مین دیکھنا چاہتے ہین غرضکہ سردارون نے بھی علی قدر حیثیت روپئے خواجہ کو منگوا کر دیئے اب **خواجہ** نے بڑے ماتا جہنت سے **انزروت جادو** کو نکالا اور بہت بڑا کیلا آہنی مثل سوزن کے اوسکی زبان مین دیکر ستون بارگاہ سے باندھ دیا صاحبقران نے **غضنفران بن عمر** سے ارشاد فرمایا کہ اب تم جاؤ اور پہلوان عادی جو بارگاہ لیکر روانہ ہوا ہے اوسکو حکم دو کہ بارگاہ واپس لائے چنانچہ حسب الارشاد **صاحبقران** والاشان کے **خواجہ** مع چند عیارون کے اسطرف کو روانہ ہوئے اور **مقبول بن مقبل ثانی** بھی گھوڑے پر سوار ہوکر اور ترکش کاندھے پر ڈال کے اپنے سامان کے ساتھ اسلحہ حرب و ضرب سے مسلح و مکمل ہوکر انکے ہمراہ روانہ ہوا کہ انکا حال آئندہ بیان جائیگا پہلے یہان کا حال عرض کیا جاتا ہے کہ یہ ساحر **انزروت جادو** جو اسی حالت بیہوشی مین کیلا زبان مین دیا ہوا ستون بارگاہ سے بندھا ہوا ہے اوسکی نسبت **صاحبقران** عالیشان نے حکم دیا ہے کہ ایک پرچہ کاغذ پر یہ مضمون لکھکر اسکے سامنے رکھدیا جائے کہ جان اور آگاہ ہو شناخت خالق ارض و سما مین اور وحدانیت پروردگار عالم کو برحق جان کہ جس نے فقط ایک لفظ کُن سے تمام عالم کو پیدا کیا اور ہیجدہ ہزار مخلوقات کو از قسم انسان و حیوان و نباتات و جمادات وغیرہ کو کتم عدم سے عرصہ شہود مین لایا اور اپنی عجیب و غریب صنعتون کے خزانون کو اسمین تفویض فرمایا ہر چند عیار وہم و خیال ہزار ہزار شکل سے اپنی طراری دکھائے مگر ممکن نہین کہ اس نقشبند عالم و قادر مطلق کی قدرت کا بھید سمجھ مین آسکے کیا مجال طائر تیز پرواز عقل بشری کی کہ اوسکے میدان حکمت مین تیز پروازی کرسکے ممکن نہین کہ اس راہ مین قدم

و نہ سکے۔ کیسے کیسے صاحبان فہم و ادراک نے اپنے اپنے بیک خیال کو اوسکی معرفت کے میدان وسیع مین دوڑایا مگر سوائے ناچاری و مجبوری کے کچھ نہ ہاتھ آیا انسان اگر چشم بینا و رگوش شنوا رکھتا ہے تو بدیدۂ فراست و گوش ہوش اپنے دیکھے اور سنے کہ وحدانیت اور الوہیت ایوان و کیوان مشرکان خدا کس راہ سے ثابت ہوتی ہے اگر یہ کہا جائے کہ اُنکے پاس ملک بہت ہے جاہ و حشمت مال و دولت لشکر و فوج بکثرت ہے تو کیقباد اور فریدون و جمشید و کیخسرو و دارا و سکندر وغیرہ کیسے کیسے شاہان روزگار ہو گئے کل عالم اُنکو اپنا خدا جانتا لہذا یہ سمجھنا چاہیئے کہ یہ ایوان کیوان خدا ہوک پیکر خرس بادیہ ضلالت گمراہ کنندۂ عالم ایک صرف فریبی آخر ایک دن جہنم واصل ہونگے انہین خالق اپنا گردانا محض کفر و کافری ہے سجدہ اُسی خالق اکبر خدائے عز و جل کو واجب ہے جس نے اپنی قدرت کاملہ سے طبقۂ خاک کو عالم آب پر قائم کیا اور خیمۂ گردون کو بے ستون و طناب برپا کیا۔ ہ

نہیں کوئی عالم مین تیرا شریک
محیط علے کل شی قدیر
فرازندۂ سقف گردان سپہر
جمع بند ترکیب بے پیرہن
بہنگام بیچارگی چارہ ساز
جلیل و ذوی القدرت و ذوالجلال

تری ذات ہے وحدہٗ لاشریک
کریم و وحید و غفور الرحیم
طرازندۂ انجم و ماہ و مہر
ضیابخش افلاک و شمس و قمر
ز اغراض نفسانیت بے نیاز
خداوند علام دانائے غیب

سمیع و بصیر و علیم و خبیر
حمید و مجید و عزیز و حکیم
نگارندۂ نقش چشم و دہن
تجلی نور جبین سحر
معین الخلائق جمیل الخصال
منزہ ز نقص و مبرا ز عیب

پس اے انزروت تم سن رسیدہ اور مرد فہمیدہ و جہاندیدہ و دانشمند و فہیم ہو تمکو لازم ہے کہ لعنت کرو مذہب کیوان پرستی اور کفر و کافری پر اور نکلو اس چاہ کفر و ضلالت سے اور کلمۂ طیبہ پڑھ کے پہونچو سر چشمۂ ہدایت تک دنیا و عقبی تمہاری دونون بخیر ہون دیکھو اُسنے مجھ ایسے بندۂ حقیر کو مرتبہ صاحبقرانی عطا فرمایا اور اس عبد ذلیل کو یہ عہدۂ جلیل عنایت کیا۔ پس تو اس کفر و کافری و ضلالت و گمراہی و سحر و ساحری سے باز آ اور بصدق دل دین اسلام اختیار کر اور جبر و ظلم و فسادات و عناد سے توبہ کر یہ حکم دے کے عیارون کیطرف اشارہ کیا کہ اس کافر کا فلیتہ رفع بیہوشی دیکر ہوشیار کیا جائے اور قلم و دوات منگوا کر اسکے سامنے رکھدی جاوے کہ اسکا جواب لکھے چنانچہ ایک عیار اوٹھا اور فلیتہ رفع بیہوشی اوسکو دیا اسنے ایک چھینک ماری کچھ قطرہ گندیدہ اسکے دماغ سے نکلے اور یہ ہوشیار ہوا آنکھ کھولکر جو دیکھتا ہے تو اپنے تئین عجیب عالم مین پایا کہ ایک دربار آراستہ ہے تمام سرداران و اراکین دولت اپنے اپنے منصب کے موافق کرسیون و دنگلون پر متمکن ہین اور مین ستون بارگاہ سے بندھا ہوا ہون اور سب مصاحب و رفیق بھی میرے ستون بارگاہ سے بندھے کھڑے ہین اسنے فوراً آنکھین بند کر لین اور سمجھا کہ یہ خواب ہے عیارون نے کہا کہ یہ خواب نہین ہے عین بیداری ہے چشم خود را واکن و حال خود را تماشا کن اب جو آنکھ کھولتا ہی تو واقعی وہی حالت ہے دل مین خیال کرتا اور بنگاہ حیرت دیکھتا ہے کہ مین تو اپنے بزم مین تھا مصاحب رفیق ندیم وزیر و مشیر و ارکان دولت سب دست بستہ حاضر تھے یا طرفۃ العین مین اس فلک تفرقہ پرداز نے باین مذلت و خواری مجکو اس حال خراب مین مبتلا کیا۔ ہ

ہائے گردش چرخ نیلوفری
نہ نادر رہا ماند نے نادری

شکوہ فلک بے مہر اور مذمت دنیائے فانی کرنے لگا۔ نظم

ہان ذرا کر نظر بدیدۂ غور
دیکھ دنیائے بے ثبات کا طور
بھول مت دیکھ دیکھ آرائش

نہیں

نہین دنیا مقام آسایش
کوئی بزم طرب کا بانی ہے
کہین ماتم ہے نوحہ خوانی ہے
کہین چوتھی ہے اور چالا ہے
کہین اندناک حق تعالی ہے
ہے کہین شادی حنا بندان
اور کہین شور مرگ فرزندان
ہے یہ دنیا کے دون کا سرشتہ
نوش اسکا ہے نیش آغشتہ

کیون اے چرخ کج مدار روا ہے گردون ناہنجار کیا مین نے تیری خطا کی تھی کہ جس کے پاداش مین تونے یہ سزا دی ہے۔ افسوس صد ہزار افسوس یہ سرائے فانی مقام عبرت اور یہ دہر ناپایدار جائے اندوہ حسرت ہے۔ نظم

درین مذاق ز بر جد زمانہ خورشید
نوشتہ یک دو سہ بیتے باب زر دیدم
کہ ہست بادولت دہ روزہ گشتہ مستغنی
مباش غرہ کہ از تو بزرگتر دیدم
شنیدہ کہ تاج مرصع صبح بر سر داشت
نماز شام ورا خشت زیر سر دیدم
ز حادثات جہان بس ہمین پسند آمد
کہ خوب و زشت و بد و نیک درگذر دیدم
مکن خیال ثبات جہان دون کہ درو
ہزار بادشہ و میر بیشتر دیدم

چنانچہ یہ نامہ اشعار عبرت آثار پڑھ رہا ہے اور شکایت جفاکاری چرخ سفلہ پرور کی اسکی زبان پر جاری ہے۔ الغرض اس کافر خاسر ازروت جادو نے اس پرچہ کاغذ کو دیکھا کہ اوسمین وحدانیت قادر مطلق و صانع برحق کی مرقوم ہے مگر اس سیاہ قلب کے دل پر کیا اثر اوسکا ہو سکتا ہے۔ بیت

الٰہی بحبت کسے را کہ باقند سیاہ
باب زمزم و کوثر سفید نتوان کرد

پس اس نے قلم اوٹھا کر لکھدیا کہ فدا ہون ہزار جان میری خداوند کیوان تاجدار پر مین کبھی اونکی خداوندی سے منحرف نہونگا اور خدائے نادیدہ کی پرستش ہرگز ہرگز نہ کرونگا آپ لوگ اگر مجکو قتل بھی کر ڈالین تب بھی کچھ پروا نہین ہے باشد ہرچہ بادا باد مگر یہ یاد رکھنا کہ بعد میرے مار ڈالنے کے اگر کروڑ آدمی بھی ہونگے تو ایک متنفس اونمین سے جان بسلامت نہ لیجائیگا اور کوئی زندہ نہ بچیگا۔ پس صاحبقران عالیشان نے خیال کیا کہ یہ سیاہ قلب کسیطرح راہ راست پر نہ آئیگا اور کیسا ہی اسے ہدایت و اکسیر پند و نصیحت اسکے مس قلب کو زر ایمان سے منور نہ کریگی دل تیرہ و تاریک اس کافر خاسر کا کبھی عنوان نور ایمان سے نورانی نہوگا پس لاچار ہو کر بادشاہ جمجاہ سے اجازت لیکر ذوالخمار ثانی کو حکم دیا کہ جلد اس گبر ناہنجار ساحر و فاجر جفا شعار کو قتل کر کے سر اسکا حاضر کرو یہ وہ کافر اکفر ہے کہ جس نے ہزارہا بندگان خدا کو جان سے مارا ہے اور اہل اسلام کا لوجانی دشمن ہے بڑا سرکش اور نہایت ستم پیشہ جفاکار و مردم آزار ہے آج یہ اسطرح بیکس ہے نہ کوئی مونس ہے نہ غمخوار ہے اور جو ہے وہ بھی دم بھر مین فی النار ہے بعض کہتے تھے کہ اسپر کیا منحصر ہے چرخ جفا پیشہ نے بڑے بڑے نامیون کو ذلیل و رسوا کر کے ہلاک کرایا ہے اور پیر زال دنیا نے بہت نوجوانون کو پر حسرت و ارمان دنیا سے اوٹھایا ہے آج نہ دارا ہے نہ سکندر ہے نہ وہ چتر و اورنگ ہے نہ افسر ہے نہ کلاہ بھی نہ تاج شہی نہ سریر عزت ہے فی الحقیقت یہ سرائے فانی مقام عبرت ہے کہ نظم

کہان شداد وہ بہشت آرا
اس چمن کا کرے جو نظارہ
گو سکندر بھی شاہ عالی تھا
جب گیا وہ تو ہاتھ خالی تھا
آج کرلے گذشتگان پہ نظر
ہوگا کل تو بھی عبرت دیگر
ہے یہ دنیا وہ گرگ کہنہ آہ
لاکھ یوسف گرائے در تگ چاہ
بحر حیرت مین غفل کیون ہو غرق
ہے زمین اور آسمان کا فرق
کہین ہوتا ہے قطع پیراہن
کہین مردم کو ہے تلاش کفن
کہین سامان غسل صحت ہے
کہین ترتیب غسل میت ہے
کوئی تخت روان پہ جلوہ نما

کہین عروہ وبال ووحشت ہوا
قصر بنوائے ہوئے شداد
تشنۂ قلزم سراب منا

ایک زر وطین سے دوچار ہوتا ہے
قبر کی کوٹھری نہ رکھی یاد
اسکے شربت مین زہر کی سودہ

ایک کنار لحد مین سوتا ہے
ہین یہ خواہان حشمت دنیا
نوش ہے اسکا نیش آلودہ

قصہ کوتاہ ہر طرف مجمع تھا ہر جانب ہنگامہ برپا تھا صغیر وکبیر بنظر حسرت نگران تھا چنانچہ جملہ سرداران نامی و گرامی سب انصاف شاہی اور عدل ظل اللہی کے دیکھنے کو مجمع کیے ہوئے اپنے دنگلون پر بیٹھے تھے کہ ذوالخمار ساحر مستعد قتل ہوا اور انزروت کی گردن پر کوئلے کا خط دیا اور کہا جو کھا نابینا ہوا اے اجل رسیدہ وہ کھائی ہے جو کہنا ہو وہ کہہ سن لے کہ کوئی دم مین پیمانۂ عمر تیرا بادۂ فنا سے لبریز ہوگا اور رخت ہستی اوتار اجائیگا انزروت نے مطلق جواب نہ دیا آخر تیسرے حکم پر تیغہ مارا ذوالخمار نے کہ سر اسکا خود سرکا اور مرگیا لیکن ساتھ ہی سر اوڑنے کے یہ معلوم ہوا کہ جسطرح ریل کے نمبے سے دھوان نکلتا ہے اسکے گلو سے بجائے خون کے ایک دھوان پیدا ہوا اور پیچیدہ ہوکر تمام بارگاہ مین منتشر ہوا اور گرا تو دیکھا کہ سب کی آنکھون سے کچھ قطرے وغیرہ نکلے اس دھوئین کی تیزی سے اور سب کی آنکھین بند ہوگئین اور بصارت چشم زائل ہوئی بینائی چشم پوشی کرنے لگی صاحبقران دعزیزان صاحبقران مع بادشاہ بجاہ اور قریب قریب جملہ رفیق ومصاحب وسرداران کہ کرسیون اور دنگلون پر بیٹھے تھے سب کی بینائی چشم زدن مین زائل ہوگئی غرضکہ طرفۃ العین مین تمام سرداران باوقار وپہلوانان جرار اندھے ہوگئے جو لوگ کہ دور بیٹھے ہوئے تھے اونکو بھی یہ کیفیت دیکھکر تاب نہ رہی بیقرار ہوکر پروانہ صفت وہ بھی جھٹ پٹ اپنے مالکون کے پاس آئے آتے ہی وہ بھی نابینا ہوگئے تمام بارگاہ مین ایک عجیب حالت طاری تھی شور نالہ وفریاد بلند تھا جو سردار کہ بیرون بارگاہ تھے وہ بھی صدائے گریہ وبکا وآواز استغاثہ سنکے بیقرار ہوئے اور قصد کیا کہ لو دیکھین تو بارگاہ مین کیسا شور فریاد وفغان بلند ہے ایک دوسرے سے کہتے تھے کہ یارو افسوس ہے کہ جان نثاری کا موقع بھی نہین آنے پایا ورنہ ہم اپنی جانین فدا کرتے اور اپنے مالکون پر آنچ نہ آنے دیتے کیا کہین دل کی تمنا دل ہی مین رہی کچھ حوصلہ ہمارا نہ نکلا ورنہ دیکھتے کہ کسطرح حریف سے مقابلہ کرتے اور جبتک دم مین دم رہتا اپنے مالکون پر کسیطرح چشم زخم پہونچنے نہ دیتے مگر اب کیا کرین کہ کچھ زور نہین چلتا بے بس ہو رہے ہے یہ کہکر ایک دوسرے کو سمجھاتا تھا کہ یہ موقع ایسا نہین ہے کہ جلتی ہوئی آگ مین پھاند پڑین صریحاً دیکھ رہے ہین کہ جو گیا آفت مین مبتلا ہوا۔ ؎

اگرچہ کس بے اجل نخواہد مرد
تو مرو در دہان اژدرہا

موقع محل دیکھکر انسان کو کام کرنا چاہیے اور اس آفت سے ذرا بچنا چاہیے کیونکہ ہم جان نثارین سے جو بچ جائین گے وہ انھین خدمتگذاری کرینگے حریف ودشمن سے ہم لوگ بچائین گے اور جہانتک ہم سے کوشش ہوسکیگی کوئی دقیقہ ہم تدبیر کا اوٹھا نہ رکھین گے ملک کا حق نمک ادا کردینگے اگر کوئی حریف ہوتا یا کوئی غنیم چڑھ آتا تو اس سے مقابلہ کرتے جانین اپنی فدا کرتے یہ تو عجب بے بسی کا عالم ہے کہ ہر شخص نابینا ہوگیا ہے اور حریف کوئی نظر نہین آتا ہے یہ لوگ تو باہم یہ گفتگو کر رہے تھے اور آپسمین مشورہ کرتے تھے کہ کونسی ایسی تدبیر کرین کہ ہمارے مالک اس آفت ناگہانی اور بلائے عظیم سے نجات پائین کاش انکے بدلے ہمارا یہ حال ہوجاتا اور ہماری بصارت چشم زائل ہوجاتی مگر وہ صحیح وسالم رہتے تو ہمکو کچھ رنج وافسوس

ہوتا خیر جو مرضی خدائی اسمین کسی کا کیا چارہ ہے وہی مسبب الاسباب ہے کوئی نہ کوئی سبب ایسا پیدا کر دیگا کہ چشم زدن مین سب کی آنکھین کھل جائینگی مگر تدبیر شرط ہے یہ سب سردار جو کہ بیرون بارگاہ تھے یہ تو اس گفتگو مین مصروف تھے کہ اب جو دیکھتے ہین تو **انزروت** کے گلوئے بریدہ سے ایک طائر پیدا ہوا اوسنے بلند ہوکر آواز دی کہ ایہا الناس آگاہ ہو کہ تم لوگ خدا پرست بہت مغرور متکبر تھے اور اپنے مقام پر بیٹھے ہوئے نہایت ذلت وخواری سے بچشم حقارت **انزروت** جادو کو دیکھ رہے تھے اب اپنے حال زار پر خود افسوس کرو اور چشم حسرت سے خون کے آنسو بہاؤ دیکھو تو کیسی مصیبت مین مبتلا ہوتے ہو کہ مرغان ہوا اور ماہیان دریا تمہارے حال پر افسوس کرینگے یہ کہکر بلند ہوگیا اور جلکر خاک ہوگیا ادھر اوس طائر کا جلنا تھا کہ وہ دھوان ہر طرف ہوا ادھر یہان **انزروت** کا حال سنیے کہ اسکے ہمراہی یعنے رفیق ومصاحب وندیم جو ستون بارگاہ سے بندھے ہوئے تھے اور اونکی زبانون مین سوزن دیدیے گئے تھے کہ سحر نہ کرسکین اس ہنگامہ کے سبب سے اونکو ہوشیار کرنے کی نوبت نہ آئی تھی کیونکہ پہلے **انزروت** کو ہوشیار کیا تھا اور پرچہ اُسکے سامنے رکھا گیا کہ خدائے وحدہ لاشریک کو برحق جان اور صدق دل سے طریقہ اسلام اختیار کر مگر اس سیاہ قلب پر اس ہدایت کی کچھ تاثیر نہوئی اپنے اپنا قتل ہونا گوارا کیا مگر پرستش خدائے نادیدہ کی گوارا نکی آخرش اسکی نسبت حکم قتل دیا گیا وہ کافر قتل ہوا اور اوسکے گلوئے بریدہ سے بجائے خون کے ایک دھوان پیدا ہوا اور وہ دھوان اس غضب کا تھا کہ اوسکی تیزی سے سب کی بصارت چشم زائل ہو گئی چونکہ اس ہنگامہ مین اوسکے ساحران ہمراہی کے ہشیار کرنے کی نوبت نہ آئی تھی اور **خواجہ** بھی یہان موجود نہ تھے کہ ان ساحرون کا دھیان رکھتے اس باعث سے وہ لوگ ستون بارگاہ سے بندھے ہوئے کھڑے تھے مگر دھوان جو تمام بارگاہ مین پھیلا تھا اُسکی تیزی کے سبب سے ان ساحرون کی بصارت چشم بھی زائل ہوگئی تھی یہ سب کے سب بھی اندھے ہوگئے تھے اور چونکہ انکی زبانون مین سوزن دیئے ہوئے تھے اسوجہ سے یہ لوگ رد سحر بھی نہ کرسکے سب کے سب نابینا ہوگئے۔ اس اثنا مین چند آدمی یعنی شاطر و عیار وغیرہ **خواجہ جعفران** کو خبر اس واقعہ کے دینے اُس جانب کو روانہ ہوئے جسطرف **خواجہ** بارگاہ دشمن وغیرہ واپس لانے کے واسطے گئے تھے ان لوگون نے راہ ہی مین خبر دی کہ جلدی چلیے بارگاہ مین یہ واقعہ گذرا کہ **صاحبقران** اور سب سردار نابینا ہوگئے بڑا غضب ہوگیا کہ دربار کا دربار سب اندھا ہوگیا۔ **خواجہ** وہین سے سر پیٹتے ہوئے بارگاہ کیجانب روانہ ہوئے بارگاہ مین جو آکر یہ حال دیکھا دونون ہاتھون سے اپنا سر پیٹ لیا کہ ہائے افسوس یہ کیا حال ہوا مین واپس بھی نہ آنے پایا کہ یہان یہ سانحہ عظیم برپا ہوگیا بس **خواجہ** نے جلدی سے بارگاہ سلیمانی برپا کرائی **صاحبقران** نے کل سرگذشت بیان کی یعنی **انزروت** کا ہوشیار کرانا اور پرچہ کاغذ متضمن ہدایت طریقہ اسلام اسکے سامنے رکھوانا اسکا یہ کہنا کہ ہزار جانین میری فدا ہین خداوند کیوان تاجدار پر اور مین ہرگز اُسکی پرستش سے باز نہ رہونگا اور خدائے نادیدہ کی پرستاری کبھی نہ کرونگا اسپر اوسکو حکم قتل دینا و ذوالفقار کا تیغہ آبدار سے اُس کافر کو قتل کرنا ایک ہی ہاتھ مین سر اوسکا کٹ کر دور گرنا اور گلوئے بریدہ سے ایک دھوئین کا پیدا ہونا اور تمام بارگاہ مین پھیل جانا اُس دخان سحر کی تیزی اور تاثیر سے سب کا نابینا ہوجانا تمام عزیزون اور سردارون کا نابینا ہوجانا کل سرگذشت بیان کی اور کہا کہ اے **خواجہ** اب کیا تدبیر کیجائے اس دشت خطرناک اور وادی ہولخیز مین جو ہمارا یہ حال ہوا کیا تدارک

اسکا کیا جائے ادھر اخبار کی رو سے اور خطوط سے ثابت ہوا کہ برجیس آفتاب پرست ملکون کو پھونکتا ہوا خدا پرستون کو آزار دیتا ہوا چلا آتا ہے ایک تو وہ دشمن خدا ہے اور ایک نقابدار کہ جو قاف کیجانب سے فوج فراوان اپنے ہمراہ لیئے ہوئے وہ بھی چلا آتا ہے جی چاہتا ہے کہ ایک نامہ اوسکو لکھون لیکن پاس غیرت دل قبول نہین کرتا ۔ ادھر طلسم نہ طاق سکندری کی تمامی کو ہم آئے تھے یہان یہہ سانحہ گذرا ۔ اوسوقت شہنشاہ **گوہر کلاہ** نے یہ عرض کیا کہ حضور اگر مناسب ہو تو اپنے رفقا و اہل ملک و عزیزون کو خطوط لکھکر طلب فرمایئے کہ وہ حفاظت جان بھی کرینگے اور جبتک یہ حال ہے کسی غنیم کو بھی نہ آنے دینگے **صاحبقران** والاشان نے اس رائے کو پسند فرمایا اور **خواجہ** سے مخاطب ہوکر ارشاد کیا کہ ہم نے اس رائے کو پسند کیا ضرور اس مضمون کے نامے لکھواکر فلان فلان اطراف وجوانب کو روانہ کیئے جائین کہ ہماری کشتی حیات اس دریائے ریگستان ناپیدا کنار مین آکر پھنسی ہے جی چاہتا ہے کہ تم لوگ یہان آکر ناخدائی کرو اور اس ورطۂ ہلاکت سے ہمکو بچاؤ پس اے **خواجہ** کل یہ نامے لکھکر طیار ہو جائین اور ضرور بالضرور روانہ کیئے جائین فہرست انکے نامون کی **خواجہ** کو لکھوا دی جنکے پاس نامہ روانہ کرنا تجویز کیئے گئے تھے اور یہ بھی **صاحبقران** نے ارشاد فرمایا کہ میر منشی تو دربار مین حاضر تھے وہ تو اندھے ہو گئے لہذا نامے لکھوانیکا انتظام تمہین کرو **خواجہ** نے عرض کیا کہ بہت خوب کل کے روز یہ سب نامے لکھواکر روانہ کر دیئے جائینگے مگر حضور اجرت اسکی دینا ہوگی کیونکہ اور منشیون کو بلواکر نامے لکھوائے جائینگے ادسمین اسقدر خرچ پڑیگا صاحبقران نے فرمایا کہ خواجہ تمہاری طماعی اسوقت مین بھی نہین جاتی عرض کیا حضور بغیر روپیہ کے تو کوئی کام نکل ہی نہین سکتا ۔

اے رند تو خدا نئی ولیکن بخدا | ستار عیوب و قاضی الحاجاتی

صاحبقران نے فرمایا بہتر ہے جو کچھ خرچ ہوگا دیا جائیگا نامے تو تم لکھوا کے روانہ کرو **خواجہ** تو اس انتظام کے لیئے چلے مگر درمیان مین دیکھتے کیا ہین کہ ساحران ہمراہی **انزروت** جنکو زنبیل سے نکالکر ستون بارگاہ سے سوزن دیکر باندھ دیا تھا وہ اسیطرح کھڑے ہین مگر وہ بھی سب کے سب نابینا ہین ہاتھون سے اشارے کر رہے ہین کیونکہ زبانین تو اونکی بوجہ سوزن کے قابو مین نہین ہین اس باعث سے اشارے کر رہے جسکا مطلب یہ ہے کہ زبانون سے ہماری سوزن نکال لیئے جائین تو ہم اپنا عرض حال کرین پس **خواجہ** نے انکی پیشانیون کو دیکھکر قیافہ سے معلوم کر لیا کہ یہ لوگ عجب نہین ہے جو راہ راست پر آجائین پس فوراً خواجہ نے اونکو ہوشیار کیا اور سوزن انکی زبانون سے کھینچ لیئے اور کہا کہ شناخت مین پروردگار عالم کے کیا کہتے ہو انھون نے کہا کہ تا زندہ ایم بندہ ایم ہمنے آپکا دین قبول کیا کہیئے کلمہ پڑھکر از سر صدق مسلمان ہو جائین سحر و ساحری سے توبہ کر لین کہیئے تصدیق بالقلب کر کے مطیع اسلام رہین تاکہ بوقت ضرورت ساحران عدا سے مقابلہ کر کے حضور کی جان نثاری مین ہمراہ رکاب رہین جب ان لوگون نے اسطرح کے کلمات کہے تو **خواجہ** نے انکی مشکین کھولدین **صاحبقران** کی خدمت مین سبکو حاضر کیا یہ لوگ جاتے کے ساتھ ہی **صاحبقران** کے قدمون پر گر پڑے اور قدم بوسی کر کے عرض کرنے لگے کہ حضور ہمنے یہ خیال کیا کہ دین آپکا برحق ہے اور سب مذاہب باطل ہین پس ہم نے بصدق دل سے دین اسلام قبول کیا اور حضور ہم بھی اندھے ہو گئے ہین اب حضور کے قدم چھوڑکر کہان جائین حضور کی غلامی مین حاضر رہینگے اور حضور پر سے اپنی جانین نثار کرینگے

اور حضور ہم لوگ بھی اپنے قوم قبیلے مین معزز ہین یہ ذوالفقار جادو ہمارے افسر اعلے ہین حضور اسنے ہماری شرافت و اعزاز کا حال دریافت فرمایئن اور اب حضور ہم آپکے قبضہ مین ہین جاہین تہ تیغ فنا ز موت کے گھاٹ اوتارین جاہین حضور ہماری جان بخشی فرمایئن حضور ہم لوگ اصیل تلوار کا خواص رکھتے ہین جسکے قبضہ مین ہین اوسی کا دم بھرتے ہین اور حضور ہمنے بڑے بڑے معرکے سر کیے ہین جس مہم پر لشکرکشی کرکے گئے بغیر اسکے فتح کیے واپس نہ پھرے بڑے بڑے ساحران غدار وزبردستان روزگار سے مقابلے ہوتے مگر حضور کے اقبال سے منہ نہین پھیرا ہمیشہ سرخرو رہے اسوقت حضور کے دربار فیض آثار مین ہمارا جاننے والا کوئی نہین ہے اگر مریخ آفتاب علم یا انجم طلعت ہوتے تو وہ ہمارے کلام کی تصدیق کرتے وہ لوگ ہمارے مرتبہ شناس ہین اور ہمکو خوب جانتے ہین اپنی زبان سے اپنی تعریف کرنا زیبا نہین ہے ہماری جانبازی ہماری ہمت وجرأت کو وہ حضور سے بیان کرتے اور اب تو ہم حضور کے دامن دولت سے وابستہ ہین حضور کے زمرۂ غلامان جان نثار مین داخل ہونیکا افتخار حاصل ہوا ہے جب وہ لوگ آئین گے تو یقین ہے کہ ہماری جرأت و مردانگی کا حال حضور مین گزارش کرینگے اور یون تو اپنے منہ میان مٹھو بننا ہے جب کوئی کارنمایان حضور کے سامنے ہم لوگون سے بروی کار آئیگا تو حضور کو ہماری اس یاوہ گوئی کا حال معلوم ہوجائیگا اور حضور ہم تو بہت دنون سے اس امر کی تمنا رکھتے تھے کہ حضور کی بدولت ہم نور ایمان سے مشرف ہون اور اپنی عقبی درست کرین حضور کے صدقے مین اس ضلالت وگمراہی سے نکلکر ملت بیضا کی شاہراہ ہدایت پہ قدم رکھین کیوان پرستی پر لعنت کرین مگر کوئی موقع ہمکو نہین ملتا تھا چونکہ خداوند کریم نے ہر ایک امر کے لیے وقت مقرر فرمایا ہے کُلُّ اَمرٍ مَرھُونٌ باوقاتہا بس وہ وقت اب ظہور مین آیا کہ ہمارے طالع خفتہ نے یاوری کی حضور کی بدولت نجات دارین ہمکو میسر ہوئی اور حضور کچھ تردد نہ فرمایئن یہ چشم زخم جو غلامان کو پہونچا ہے بہت جلد رفع ہوجائیگا یہ کیفیت باقی نہ رہیگی حضور مؤید من اللہ ہین پردۂ غیب سے کوئی سبب ایسا ظہور مین آئیگا کہ یہ سب کلفت رفع ہوجائیگی یہ سب کارستانی اس کافر الف بصیر جادو کی ہے اوسی کے سحر نے یہ کیفیت پیدا کی ہے حضور کی مدد غیب سے ہوگئی ہے اور عنقریب وہ کافر قتل ہوگا جب اس آفت ناگہانی سے نجات ہوگی غفلت مین اس حرامزادے نے یہ سحر کیا ہے کہ سبکو نابینا کردیا ہم لوگون کی زبان قابو مین نہ تھی ورنہ کچھ دفعیہ اسکا کرتے ہم بھی اس دخان سحر کی تیزی سے نابینا ہوگئے نور بصارت نے چشم پوشی کی اب تائید من اللہ ہوگی اور آپکے اقبال سے وہ عدوئے دین مارا جائیگا تب سبکا نور بصار عود کریگا اور اس بلائے عظیم سے نجات ملیگی جب ان سرداران تازہ مسلم نے اسطرح کی تقریر کی تو صاحبقران نے ارشاد فرمایا کہ تم اطمینان رکھو کسیطرح گھبراؤ نہین جو ہمارا حال ہو وہ تمہارا حال ہے تمہاری جان بخشی کیگئی تم مطیع اسلام رہو صدق دل سے خدائے وحدہ لاشریک کی وحدانیت کا اقرار کرو سحر وساحری سے بالفعل تائب ہو کہ ساحران غدار سے سامنا ہے پھر توبہ کرکے سحر وساحر پر لعنت کرنا اسوقت مصلحت وقت یہی ہے جبتک یہ حال ہے اسی مین مجبوری بسر کرو اور دعا کرو کہ جلد اس بلا سے نجات ہو اور خواجہ کو حکم دیا کہ ان لوگون کے لئے ایک خیمہ استادہ کرادیا جا اور سب سامان راحت وہان مہیا کردیا جائے خادم وخدمتگار متعین کردیئے جائین تاکہ کسیطرح کی تکلیف ان لوگون کو نہو چنانچہ خواجہ نے حسب الارشاد فیض بنیاد ایک خیمہ قریب بارگاہ برپا کرکے

جملہ سامان راحت وہان مہیا کرادیا اور ملازم سرکاری خدمت کے لیئے تعینات کردیئے اور حکم دیدیا کہ خبرداران لوگون کو کسی طرح کی تکلیف ہونے نپائے اور ان سب کو اپنے ہمراہ لیجاکر اس خیمہ مین مقیم کیا اب یہ لوگ تو اپنے خیمہ مین مقیم ہین اور وقت کے منتظر ہین کہ دیکھیے کب اس بلائے عظیم سے نجات ملتی ہے یہ تو اس حال مین ہین اور **خواجہ** اپنے خیمہ مین جاکر فکر کر رہے ہین کہ کیا تدبیر کیجائے کہ ان سب کی آنکھین کھلین بس **خواجہ** تو اس فکر مین ہین اور روانگی نامہ جات کا انتظام کر رہے ہین انکو تو اس حال مین مصروف رکھا جاتا ہے کہ انکا حال پھر آیندہ بیان ہوگا۔

اب دو کلمے داستان شہر ہیہاتیہ کے بیان کیئے جاتے ہین ۔

ازین قصہ یکدم فراموش کن
زجائے دگر داستان گوش کن

بھر کے ایک جام دے اے ساقی مہ وش پر فن
جس سے روشن ہو دماغ خرد و پیر کہن

آجکل باغ پہ عالم ہے گھٹا پہ جوبن
بوتلین لاؤ بہ اندھی کی منائین ساون

ہائے کیا باغ ہے کیا ابر ہے کیا سبزہ ہے
بوندیان پڑتی ہین چلتی ہین ہوائین سن سن

پالی پتون سے ٹپکتا ہے مئے ابو رہین پیڑ
دھوئی دھائی روشین صاف ہین جیسے چندن

باغ مین آکے یہانتک تو جھکی ہے بدلی
پگڑیان بھیگین جو الی نہ جھکالین گردن

بادل اندھے چلے آتے ہین جدھر کو دیکھو
بجلیان کوندتی ہین شور ہے اوتر دکھن

یون گھٹا چھائی ہے یون کوندرہی ہے بجلی
جیسے مخمل پہ ٹنکتے ہین جڑا ہو کندن

اسقدر زور سے چلتے ہین ہوا کے جھونکے
پیڑ اسطرح کے جھکے جاتے ہین جسطرح دولھن

مینھ برسنے کی ہی آواز ہوا کا غل ہے
شور سے سر پہ اوٹھاتے ہین چمن مرغ چمن

اسقدر چار طرف ابر ہے ماشاءاللہ
چشم بد دور نہین دیکھا ہے ایسا ساون

دیگر

گھٹا چھائی ہے ہر سو باغ پر عالم ہی جوبن کا
مے گلگون پلادے ساقیا موسم ہی ساون کا

نزاکت مین نہین ثانی کوئی اوس رشک گلشن کا
جو دو گل رکھے جوڑے مین اوٹھا بوجھ سو من کا

ہوا ہے شوق مجکو آجکل جو سیر گلشن کا
کیا کرتا ہون نظارہ کسی کے روئے روشن کا

سہا کرتا ہی اوسکے بزم مین مجکو نہ کیون کھٹکے
رقیب روسیہ اے دوستو کانٹا ہی گلشن کا

ہمارے سر سے سودا تیرے کاکل کا نہ جائیگا
اوترتا پھر نہین جب زہر چڑھ جاتا ہی ناگن کا

لگا تلوار قاتل تشنۂ جام شہادت ہون
اوتر جائیگی گلے سے گھونٹ جلدی آب آہن کا

طریقہ اپنے مذہب کا زمانے سے نرالا ہے
نہ بندہ شیخ کو مانے نہ قائل ہے برہمن کا

طرازندۂ دفتر بیکران — نوشندۂ تا باب این داستان

نگارندگان نیرنگ طلسمات وسیاحان منازل دشت عجائبات ۔ میدان قرطاس کو لون مضامین افسونگری ونیرنگ سے عبرت بخش طلسمات بناتے ہین اور لوح خامۂ تحریر سے طلسم بیان کو اسطرح رقم فرماتے ہین کہ اسی حوالی طلسم مین ایک شہر ہے کہ **ہیہاتیہ** اسکا نام ہے بڑے بڑے ساحران غدار و فسونگر ناہنجار کا وہان مقام ہے مالک وحاکم اس شہر کا **سماوات تاجدار** ہے ساحری وفسون سازی مین اپنا مثل نہین رکھتا ہے اپنے تئین سامری وجمشید وقت جانتا ہی بڑا مغرور وخود پسند ہے

اطراف وجوانب کے ساحرون مین سربلند ہے یہ اپنی بارگاہ مین بیٹھا ہوا ہے دربار اسکا آراستہ ہے تمام سردار ومصاحب رفقا وندیم دست ادب بستہ حاضر ہین بڑے بڑے ساحران نامی ونامور کا مجمع ہے از انجملہ اہیمات مردارخوار اور بصیر جادو کہ بہت اسکے منہ لگے ہوئے تھے اور ساحران معزز مین سے تھے یہ بھی دست بستہ حاضر ہین سماوات اپنے دربار مین بیٹھا ہوا ہے اور ایک گلدستۂ طلسمی اسکے سامنے رکھا ہوا ہے کہ وہ گلدستہ یکبیک جلکر خاک ہو گیا بصیر نے آواز دی کہ وہ مارا اہیمات مردارخوار نے پوچھا کہ کچھ حال تو بیان کرو سبب تو معلوم ہو کسکو مارا اور کس نے مارا مفصل کیفیت بیان کرو اسنے دیکھکر کہا کہ انزروت مارا گیا اور یہہ کہکر اسنے ایک کتاب نجوم کی اوٹھائی اور اوسمین غور سے دیکھا تھوڑی دیر کے بعد اسنے سر اوٹھا کر کہا کہ صاحبقران زمان یعنی شہزادۂ بدیع الملک نوجوان جو لشکر لیکر آئے تھے اور صحرائے نہ طاق مین لشکر اونکا مقیم تھا خیمے وخرگاہ ہین برپا تھین وہ سب لشکر اندھا ہو گیا تمام سردار وعزیز اقارب ومصاحب ورفیق حتی کہ چوبدار وملازم وخدمتگار تک سب کے سب نابینا ہو گئے بصارت چشم بالکل زائل ہو گئی اب مین آپسے یہ عرض کئے دیتا ہون کہ آپ حکم دیجئے سب کے سر منگوائیگا اور طلسم کیوان کیجانب روانہ کیجئیگا خداوند آپسے نہایت خوش ہونگے اور اونکی کمال رضامندی کا باعث ہوگا کہ اتنا بڑا مخالف اونکا آپکے ہاتھ سے قتل ہوگا اور سر اسکا بلکہ کل دشمنون کا آپ خداوند کی خدمت مین روانہ کرینگے۔ اور مین فرستادہ اونھین کا تھا اور اب مین جاتا ہون کوہ قضا وقدر کی جانب کہ مجکو عمرو کیطرف سے بڑا کھٹکا ہے کہ وہ دزد باریک گردن عجب شخص ہے آفت کا پرکالہ اور بلائے بے درمان ہے بڑے بڑے ساحران نامی وگرامی اسکے نام سے تھراتے ہین اسکے خوف سے زہرے آب ہوئے جاتے ہین۔ حضور میرا حال کسی ظاہر نہونے پائے اگر مین ہاتھ آگیا تو یہ سمجھ لیجئے کہ سبکے سب بینا ہو جائینگے اور آفت برپا کرینگے اس حرکت کے انتقام مین ایک کو تو زندہ نہ چھوڑینگے تمام طلسم کو زیر وزبر کر دینگے یہ کہکر اوٹھا اور اپنے اوپر ایک اسم سحر دم کرکے یہ تو کوہ قضا وقدر کی جانب روانہ ہوا اسکو تو جلنے دیجئے۔ اب ذکر بادشاہ سماوات تاجدار کے سنئے کہ اسکا ایک وزیر بہ تدبیر ہے کہ نام اوسکا بلقیس ہے حالانکہ مرد ہے مگر نام مثل نسوان کے ہے — ع برعکس نہند نام زنگی کافور اور دوسرا وزیر کہ نام اوسکا بختیارک ثانی ہے کہ نہایت مکار اور بڑا حرامزادہ ہے اسیوجہ سے اوسکو بختیارک ثانی کہتے ہین کمال بدباطن اور خبث طینت ہے اوسوقت بادشاہ اسکی طرف مخاطب ہوئے اور دیکھکر کہا اے بختیارک ثانی اب کیا رائے ہے سب حال تمنے سنا اب اسکا انتظام کیونکر کیا جائے اور کس طریقے سے یہ کام انجام پائے اسوقت اسنے ہاتھ باندھکر عرض کیا کہ قربانت شوم غلام کی یہ رائے ناقص مین آتا ہے کہ آفات مردارخوار کہ انکی یہ خوراک ہے انکو روانہ کیا جائے کہ جسم ان اندھون کے یہ کھائین اور سر آپکی خدمت مین حاضر کرین کہ آپ ان سرون کو خداوند کے پاس روانہ کرین وہ آپکا بڑا مرتبہ کرینگے اور کوئی ملک آپکے بانام کر دینگے بادشاہ نے وزیر کی اس رائے کو پسند کیا اور آفات مردارخوار کو اپنے سامنے طلب کرکے یہ حکم دیا کہ فی الفور جاؤ صحرائے نہ طاق پر کہ تم جادو بھی ہو اور مردارخوار بھی ہو وہان ایک لشکر پڑا ہوا ہے کہ جسمین ہزارہا آدمی اندھے ہو گئے ہین انکے سر ہمارے پاس لاؤ اور جسم انکے تم کھاؤ کہ تمہاری خوراک ہے خوب سیر ہو کے اپنا شکم پر

کر دکر اس کثرت سے خوراک وہان موجود ہے تمہارے ہمراہی مردار خوار بھی خوراک بکثرت دیکھکر بہت خوش ہونگے اور خوب مزے سے کھائین گے آفات مردار خوار بحکم سنکے تسلیم کرکے اوٹھا اور دس ہزار مردار اپنے ہمراہ لیکر سمت صحرائے نہ طاق روانہ ہوا لیکن **نجتمارک ثانی** نے پھر عرض کیا کہ حضور **صاحبقران** کے ساتھ از حد فوج ہے کہانتک اندھے ہوے ہونگے تو بہتر ہے کہ **سہراب جنگ** آزمودہ اور **بہرام فیل سوار** کو بھی روانہ کیجئے اور **عفریت دیوصورت گرزنان** کو بھی ہمراہ کیجئے غرضکہ بادشاہ نے اس تجویز کو پسند کیا اور اسیوقت حکم دیا کہ بیس بیس ہزار سوار اپنے ہمراہ لیکر یہ تینون سردار بھی روانہ ہون چنانچہ حکم شاہی پاکر یہ لوگ بھی بیس بیس ہزار سوار کی جمعیت سے بیابان **نہ طاق** کی جانب روانہ ہوتے ہین کہ انکا حال آئندہ معلوم ہوگا لیکن اب حال لشکر اسلام کا بیان ہوتا ہے کہ **امیر ثالث** یعنے **بدیع الملک** نابینا ہوجانے سے نہایت پریشان ہین بار بار کلمات حسرت آیات زبان پر لاتے ہین آنسو آنکھون سے مثل باران کے گر رہے ہین عجب عالم بیکسی و بیبسی ہے تمام سرداران نامی و پہلوانان گرامی کا مجمع ہے دربار آراستہ ہے لیکن آج وہ آراستگی ہے کہ نہ **صاحبقران اول** کے زمانے مین ہوئی تھی نہ **صاحبقران ثانی** کے عہد مین نہ اس سے پیشتر **صاحبقران ثالث** کے وقت مین کبھی یہ صورت دربار کی تھی کہ کوئی کسی کے دنگل پر بیٹھا ہو کوئی کسی کے دنگل پر بیٹھا ہے سرداران دست راست جانب چپ آگئے ہین سرداران دست چپ جانب دست راست بیٹھ گئے ہین نہ کوئی ترتیب ہے نہ انتظام ہے ہر ایک ٹٹول ٹٹول کر بیٹھ گیا ہے نہ پس و پیش سمجھ مین آتا ہے نہ ردوبیشت معلوم ہوتا ہے ایک دوسرے سے معافی مانگ رہا ہے ادب و تہذیب صرف دلمین رہگئی ہے آنکھون کے کور ہوجانے نے کسی مین کوئی امتیاز باقی نہین رکھا ہے غرضکہ اعلی سے ادنی تک سب ایک حال مین مبتلا ہوگئے ہین دست خود دہان خود کا مضمون ہے اپنا ہر کام ان لوگون کو اپنے ہاتھ سے کرنا پڑا ہے کہ جنھون نے کبھی پانی اونڈیل کر نہین پیا اب وہی امرا و رؤسا ادنی ادنی کام کرتے ہین انتہا یہ ہے کہ بادشاہ اسلام تک اس امر کے محتاج ہین کہ کوئی خادم نعلین اوٹھا کر سامنے رکھے عجب عالم عبرت ہے تمام سامان شاہی و شہریاری بیگانگی کی شان دکھا رہا ہے۔ لیکن اب حال ان چند ہزار لوگون کا سنیئے جو بسبب سیر و شکار مین مصروف ہونے کے اس بلائے ناگہانی سے محفوظ رہے تھے جسوقت وہ واپس آئے اور داخل لشکر اسلام ہوئے تو عجب حال دیکھا کہ تمام لشکر اندھا ہوگیا ہے لوگ ٹٹول ٹٹول کر راستہ چلتے ہین کوئی گھوڑے کی اگاڑی مین اولجھکر گر پڑتا ہے کوئی خیمہ کے طناب سے اولجھکر گرتا ہے جو گھوڑے چھوٹ گئے وہ جنگل مین دوڑتے پھرتے ہین کوئی اونکا پکڑنے والا نہین ہے ہر طرف بازار ادھر سے پڑے لوگ فریاد کر رہے ہین ایک دوسرے کے خیمہ مین چلا جاتا ہے جو جس مقام سے کسی ضرورت کے واسطے اوٹھتا ہے اوسکو واپس آنا دشوار ہوگیا یہ حال دیکھکر یہ لوگ نہایت حیران ہوئے کسی سوار یا پیادہ سے پوچھا تو اوسنے تمام واقعہ گرفتاری ساحر اور اوسکے قتل سے دھوئین کا پیدا ہونا اور اس سے لشکر کا نابینا ہونا بیان کیا اب یہ لوگ گھبرائے ہوئے طرف بارگاہ **صاحبقرانی** یعنے بارگاہ گوہر بار سلیمانی کے روانہ ہوئے کہ دیکھا چاہیے وہان کی کیا حالت ہے جسوقت تمام لشکر کو طے کرکے بارگاہ کے دروازے پر پہونچے دیکھا تو چوبدار عصا ہاتھ مین لیے ہوئے کھڑے ہین دربان بیٹھے ہین

کو حفاظ

مگر حفاظت کرنے سے مجبور ہین اگر چور آکر سب اوٹھا لیجائین تو کوئی دیکھنے والا نہین یا دشمن آکر قتل کرنا شروع کردین تو کوئی اپنی حفاظت تک نہین کرسکتا یہ حال عبرت آگین دیکھکر ان سردارون کے آنکھون سے آنسو جاری ہوئے اور حسب قاعدہ چوبدارون کو اپنے نام سے آگاہ کرکے کہا کہ عرض کرو کہ فلان فلان خادم حاضر ہے چوبدار نے بادشاہ اسلام سے عرض کیا کہ جو جو سردار واسطے شکار کے گئے ہوئے تھے وہ حاضر ہوئے ہین اور خواہان باریابی ہین اونکے بارے مین کیا ارشاد ہوتا ہے فرمایا بلاؤ حسب الحکم یہ سب سردار حاضر ہوئے مجرا گاہ پر سے بادب مجرا کیا لیکن اسوقت ادب بے ادبی کا دیکھنے والا کون ہے سوا خدا کے یا خود ان لوگون کے آنکھین جنکو اپنے مالک کے نمک کا ہروقت مین خیال ہے۔

بادشاہ اسلام نے جواب سلام کے عوض مین دعائے خیر دی اور حکم بیٹھنے کو فرمایا اور ارشاد کیا کہ یقین تو ہے کہ لشکر مین پہونچکر سب حال تمپر روشن ہوگیا ہوگا کہ جسطرح ہم سب اس بلا مین مبتلا ہوئے لیکن شکر ہے خداوند کریم کا کہ تم لوگ یہان موجود نہ تھے ورنہ تم بھی اسی مصیبت مین پھنستے خیر اچھے وقت آپہونچے کہ ہم اپاہجون کی خبرگیری تو کروگے بعض راوی بیان کرتے ہین کہ اسی وقت خضران بن عمرو بھی پہونچا تھا جو کہ خواجہ ثالث ہے اب ان لوگون نے آکر ایسا انتظام کیا کہ لوگ فاقہ کشی کی مصیبت سے بچے جو دو چار ہزار آدمی ان لوگون کے ساتھ رہگئے تھے وہ ان اندھون کو کھانا پینا پہونچاتے ہین پانی پلاتے ہین تمام دن انکو اسی کیفیت مین گذرتا ہے پھر بھی اتنا بڑا لشکر ہے تمام لشکر کو آسائش نہین پہونچا سکتے شام کو دربار آراستہ ہوتا ہے اوسوقت لوگون کو شاہی خدمت کرنا پڑتی ہے کہ اول بادشاہ اسلام کو لاکر تخت پر بٹھلاتے ہین بعد اسکے صاحبقران ثالث یعنے **بدیع الملک** نوجوان کو انکے بعد اور سرداران نامی وگرامی کو اب ان لوگون کے وجہ سے طریقہ دربار کا پھر درست ہوا ہے لوگ اپنے ڈنگلون پر حسب مراتب بیٹھے ہین کہ **خضران بن عمرو** نے عرض کی کہ اسوقت مین اگر کوئی حریف آپڑا تو کیا انجام ہوگا **بدیع الملک** نے فرمایا جو مرضی پروردگار جسطرح آج اندھے ہوگئے اسیطرح ایک روز پیوند خاک ہونا بھی ضرور ہے اسکی فکر ہی کیا **خضران** نے عرض کی اے شہریار یہ سب سچ ہے مگر انسان کو غفلت سے کام لینا نہ چاہیئے آپکو لازم ہے کہ اپنے ملازمون دوستون کو نامے لکھیے کہ ہم اس بلا مین مبتلا ہوگئے ہین لہذا جسکو حق نمک یا حق دوستی ادا کرنا ہو وہ آکر ہمارا شریک ہو **صاحبقران** کو یہ رائے پسند آئی اور فرمایا کہ نامے لکھے جاوین چنانچہ حسب الارشاد نامے وپروانے تحریر ہوکر جابجا روانہ ہونے لگے قریب ساڑھے تین سو کے نامے **صاحبقران** نے روانہ فرمائے اب دیکھا چاہیئے کہ یہ نامے کس وقت کن کن لوگون کو پہونچتے ہین اور بروقت ضرورت کون کون واسطے مدد کے آتا ہے لیکن بالفعل یہان یہ انتظام کیا گیا ہے کہ جو دو چار ہزار آنکھون والے ہین اونھین مین سے طلایہ کا گشت معین ہوا ہے کچھ لوگ دربان مقرر ہوئے ہین کچھ ہرکارون کا کام دیتے ہین کچھ کھانا پکاتے ہین اسی حالت مین شب و روز بسر ہو رہے ہین کہ ایک روز ہرکارون نے آکر دعا و ثنا بجا لانے کے بعد عرض کی کہ **صمولات تاجدار** کیطرف سے چار سردار برلیئے قتل خداپرستان بیس بیس ہزار کی جمعیت سے چلے آتے ہین جو کل اس صحرا مین داخل ہوجائینگے یہ سنکر بادشاہ اسلام نہایت پریشان ہوئے فرمایا حافظ حقیقی نگہبان ہے اگر آتے ہین تو لو آئین ہر فرعونے را موسیٰ اگر خداوند کریم کو ہمارا زندہ رکھنا منظور ہے تو اپنے دامن پناہ مین ہمین چھپا لیگا ورنہ جو قسمت کا لکھا ہوگا وہ بہر صورت پیش آئیگا۔ ؎

سر نہ پیچم زشمشیر حبیب   ہر چہ آید بہ سر من یا نصیب

یہ فرما کر خاموش ہو رہے جب وقت آیا دربار برخاست ہوا سب سردار اپنے اپنے خیمون مین داخل ہو جسوقت صبح ہوئی سونے والے بستر خواب سے اوٹھے یاد الٰہی مین مصروف ہوئے جو لوگ رات بھر کے جاگے ہوئے تھے اپنے اپنے خیمہ مین جا کر محو آسائش ہوئے سواری **بادشاہ اسلام** کی برآمد ہوئی کہ یکایک جانب بیابان سے تتق گرد غلیظ بلند ہوا جسوقت توجہ ہوا سے دامن گرد کا چاک ہوا اوس گرد سے بیس علم نشانہ بیس ہزار سوار کا پیدا ہوئے پھریرے پر ہر علم کے تعریف خداوندا کوان کی تحریر تھی آگے آگے پیش خیمہ تھا بعد اوسکے لشکر گران اور اوسکے بعد بڑی دھوم دھام سے سواری **آفات مردار خوار** کی آکر پہونچی جو لوگ کہ بینا تھے اونھون نے یہ سب سامان آنکھون سے دیکھ اور **امیر ثالث و بادشاہ** و دیگر سرداران نامی و گرامی سے بیان کیا جو نابینا تھے اونھین شور و غل اور گھوڑون کے ٹاپون کی صدا سے ورود لشکر کی خبر ملی غرضکہ بمقابل لشکر اسلام یہ لشکر آکر اوترا خیمہ **آفات مردار خوار** کا استادہ ہوا یہ ملعون داخل خیمہ ہوا ادھر اہل اسلام مین ایک انتشار کا عالم پیدا تھا کہ افسوس کیا بری موت ہم لوگون کے قسمت مین لکھی تھی کہ کس بے بسی سے قتل کیے جائینگے مگر کیا چارہ ہے پروردگار عالم پر تکیہ ہے وہی بچانے والا ہے وہ چاہے تو زندہ کو مردہ کر دے اور مردے کو زندہ کرے ہر امر اوسکے قبضۂ قدرت مین ہے غرضکہ جب شام ہوئی **آفات مردار خوار** نے حکم دیا کہ بجے طبل جنگی اوسیوقت نقارہ رزمی بجنے لگا یہ خبر لشکر اسلام مین پہونچی یہان بھی نقارہ رزمی نوازش مین آیا اوسوقت عجب ہنگامہ تھا کہ سب کو یقین مرگ تھا اس لیے کہ جو سردار اندھے ہونے سے بچ رہے ہین وہ اس درجہ کے نہین ہین کہ آفات مردار خوار سے مقابلہ کر سکین اور جو اوسکی سرکوبی کر سکتے ہین وہ کور ہو جانے سے مثل دیوار ہو گئے غرضکہ ہر طرح موت پیش نظر ہے زندگی سے مایوسی ہو گئی ہے بعضے ایسے بھی ہین کہ جنکا یہ قول ہے کہ آپ زندہ جہان زندہ آپ مردہ جہان مردہ جسطرح ممکن ہو اس پردۂ شب مین کسیطرف نکل جانا چاہیے اگر راست نہ بھی پایا تو ہم اس لشکر سے علٰحدہ تو ضرور ہو جائینگے بھیک مانگ کھائینگے کسیطرح جان بوجھ کر تو جان نہین دیجاتی جو بہادر ہین وہ کہہ رہے ہین کہ الحمد للہ کہ دنیا مین اپاہج ہو کر جینے سے مرنا بہتر ہے گلی گلی کی ٹھوکرین کھانے سے تو بچے مٹی سوارت ہو جائیگی آج اگر تیغ آزمائی نہ کی نہ کی بہت اور ایمان اوچکے تمام دنیا اپنی جرأت و بہادری سے آگاہ ہے اب صبر آزمائی کا موقع آگیا ہان لطف یہی ہے کہ گردن پر تلوار ہو اور کلمہ طیبہ زبان پر جاری ہو جان دینا بہتر ہے ایمان دینا بہتر نہین غرضکہ عجب تلاطم لشکر اسلام مین برپا تھا کہ اسی عالم مین آسمان نے گلیم شب کو گوشۂ مغرب کیطرف ہٹایا اور آئینہ مہر سامنے چہرہ کے لگایا محفل انجم برخاست ہوئے سوا ستارۂ سحری کے کوئی اختر تابندہ باقی نہ رہا جسوقت اہل اسلام نماز سحری سے فرصت کر چکے یہ ستارہ بھی جھلملا کر بشکل شمع کے بے نور ہو گیا اور نظرون سے پوشیدہ ہو گیا مہر عالمتاب نے نیزۂ خط شعاعی ہاتھ مین لیا اور فوج نور و لشکر صبا اپنے ہمراہ لیکر میدان مشرق سے نمودار ہوا یہان دونون لشکرون مین صفین آراستہ ہونے لگین لشکر کفار کی صفین تو آن واحد مین تیار ہو گئین لشکر اسلام مین وہ لوگ جو کور نہ ہوئے تھے اونھون نے اپنے پرے آگے بڑھا کر جمائے جو نابینا تھے اونکی صفین پس پشت آراستہ کین لیکن سردار اپنے اپنے مرتبے کے موافق مرکبون پر سوار ہو کر استادہ ہوئے اور امیر چالیس قدم لشکر سے آگے بمرتبہ صاحبقرانی کھڑے ہوئے

تخت بادشاہ اسلام کا آغوش لشکر مین قائم ہوا جسوقت صفوف قتال وجدال آراستہ ہوچکین بیلدارون نے نکلکر میدان کو ہموار کیا سقون نے آبپاشی کرکے گرد کو بٹھایا جسوقت میدان درست ہوچکا نقیب صفون سے نکلے اور پکارے کہ اے بہادرو یہ روز نام و ننگ ہے جنکو نام اپنے خاندان کا روشن کرنا ہو وہ پامردی و جگرداری سے کام لے اسلیئے کہ اگر ہزار برس بھی جیجیئے تو ایک روز مرنا ضرور ہے پس موت تلوار کی موت سے بہتر نہین ہے جسوقت نقیب نقابت کرکے ہٹے خون رگون مین دوڑنے لگا ہاتھ تلوارون کے قبضون پر پڑ گئے کہ یکایک آفات مردارخوار نے مرکب اپنا صف سے نکالا باگ اٹھائی اور سامنے لشکر اسلام کے آکر صنع شوری کے نیزے کے ہاتھ نکالے سراپا میدان کا دکھایا جسوقت عرق عرق ہوگیا اک مقام پر مرکب کو روک کر دم کو آراستہ کرکے نہیب دی کہ باش اے گروہ خداپرستان و فرقہ مسلمانان جسکو تمنائے مرگ و آرزوئے قضا ہو وہ نکلے میرے مقابلہ کو ورنہ دین خداوندانگوان کا اختیار کرے اس لیئے کہ یہ دین برحق ہے دیکھی قدرت نمائی خداوندانگوان کی کہ اونے اپنا غضب نازل کرکے تمکو نابینا کردیا اور مجکو تمہارا ملک الموت قرار دیکر بھیجا ہے یہ سنکر اہل اسلام نے جواب دیا کہ او ملعون ایسے بہت سے خداوندان ہمنے بقوت پروردگار خاک مین ملادیئے ہین اور کیسے کیسے مصیبتون کا سامنا ہوا حافظ حقیقی نے ہر بلا سے نجات دی اور اگر منظور خدا ہے تو تجکو بھی قتل کرینگے اور تیرے خداوند کو بھی راہ راست دکھاوینگے آفات مردارخوار نے جواب دیا کہ معلوم ہوا تم لوگ راہ راست پر نہ آوٴگے مجھکو قتل کرنا تم سبکا نہایت ضرور ہے پس جسکا جی چاہے وہ برائے مقابلہ نکلے ورنہ مین خود آتا ہون یہ سنتا تھا کہ لشکر صاحبقران سے ذوالخمار ثانی میدان مین آئے بعد نیزہ بازی کے نوبت شمشیرزنی کی پہونچی اور ذوالخمار زخمی ہوئے لوگ انکے ساتھ کے انھین بچا کر لیگئے لیکن آفات مردارخوار نے پھر مبارز طلب کیا لشکر اسلام سے جو نکلا وہ زخمی ہوا بعض مقتول ہوئے مردارخوارون نے انھین لقمہ کیا نوچ نوچ کر کھاگئے یہانتک کہ شام تک پندرہ آدمی زخمی اور پانچ قتل ہوئے شام کو طبل بازگشت بجا دونون لشکر میدان سے پھرے اپنی اپنی آرامگاہ مین آئے کفار باروے خندان آفات مردارخوار پر سے زرنثار کرتے ہوئے داخل بارگاہ ہوئے اہل اسلام بھی بادیدۂ گریان و دل بریان اپنے قیامگاہ کے جانب متوجہ ہوئے زخمیون کا علاج ہونے لگا زخمون مین ٹانکے دیئے گئے پٹی باندھی گئی مقتولون کے واسطے صدائے افسوس بلند ہوئی لیکن صاحبقران نے اونکے وارثون کو عہدے عنایت کیئے تسلی دی تعزیت فرمائی اور ارشاد کیا کہ منزل سبکی ایک ہے اگر آج وہ جانب ملک عدم روانہ ہوئے تو کل ہماری باری ہے اسواسطے کہ دشمن سے سامنا اور آنکھین کو نہ اس جنگ کا انجام سوا موت کے اور کیا ہوسکتا ہے غرضکہ نہایت محزون و غمگین داخل بارگاہ گوہربار ہوئے یہان سب اسی عالم رنج و ملال مین بیٹھے ہین کہ یکایک خبر آئی کہ لشکر کفار مین پھر طبل جنگ بجا ہے فرمایا بادشاہ اسلام نے کہ ہمارے یہان بھی نقارہ رحلت بجے اسواسطے کہ کل کا دن روز قضا معلوم ہوتا ہے پیمانہ عمر ہم لوگون کا لبریز ہوچکا اور کشتی حیات ساحل فنا پر پہونچ گئی ہے بظاہر کوئی امید بچنے کی نہین ہان اگر پروردگار عالم کو ابھی زندگی ہم سبکی منظور ہے تو وہ مسبب الاسباب ہے کوئی نہ کوئی سبب پیدا کردیگا ان کلمات حسرت آیات پر بادشاہ اسلام کے ایک شور فریاد و زاری بلند ہوا لیکن صاحبقران ثالث یعنی **بدیع الملک** نوجوان نے دستبستہ خدمت شاہ مین عرض کی کہ ظل اللہ ہراسان نہو

مین اس ملعون سے خود مقابلہ کرونگا دیکھئیے گا کہ کسطرح اسکو سر میدان قتل کرتا ہون اور کیونکر اسکو عالم ہستی سے جانب ملک فانی روانہ کرتا ہون بادشاہ اسلام نے سنکر فرمایا کہ اسمین کچھ شک نہین ہے کہ اس ایسے سردارون کو آپ کے غلام زیر کرسکتے ہین آپکے واسطے تو خداوند کریم نے جامہ صاحبقرانی قطع کیا ہے مگر یہ سب باتین اوسوقت کے واسطے تھین جبکہ آنکھین روشن تھین اس حالت مین مناسب نہین ہے کہ آپ مقابلہ کرین یہ نہین معلوم کہ حربہ کسطرف آتا ہے تو وسکا رد کرنا کب ممکن ہے اور یہ نہین معلوم ہوتا کہ حریف کس مقام پر ہے تو اوسپر وار کیونکر ہوسکتا میرے خیال مین آپکا جانا برائے مقابلہ آفات مردار خوار کسیطرح مناسب نہین معلوم ہوتا بدیع الملک نے عرض کیا کہ یہ بجا ہے مگر جبکہ وہ مبارز طلب کریگا اور کوئی لشکر اسلام سے نہ نکلیگا اوسوقت وہ ضرور میرا نام لیگا پھر فرمائیے کہ کیا اوسوقت بھی نہ برائے مقابلہ جاؤن غضب ہے کہ چھپ چھپ جاؤن اسطرح کے جینے سے مرنا بہتر ہے بادشاہ رونے لگے تمام سردارون نے عرض کی کہ جبتک ہماری جان مین جان باقی ہے ہم ظل اللہ عالم پناہ و صاحبقران پر آنچ نہ آنے دینگے بدیع الملک نے فرمایا کہ یہ کیونکر ہوسکتا ہے کہ مین اپنی جان بچاؤن اور تم لوگون کو موت کے منہ مین بھیجدون بہادران عالم مجھے کن الفاظ سے یاد کرینگے ہان بعد میرے آپکو اختیار ہے جہانتک ممکن ہو ظل اللہ کی حفاظت مین کوتاہی نہ کرنا غرضکہ کہانتک آپس کی گفتگو بیان کی جائے ایک عجیب عبرت آمیز الفاظ ان پہلوانان نامی و گرامی کے زبان پر تھے کہ جسے سنکر دل پاش پاش ہوجاتا تھا آج کی رات کسی نے آرام نہین کیا بادشاہ نے دربار برخاست نہین فرمایا اور ارشاد کیا کہ اس رات کو غنیمت سمجھنا چاہئیے آنکھین نہین ہین کہ ایک دوسرے کے دیدار سے بہرہ ور ہون لیکن یہ یکجائی بھی غنیمت ہے کہ کانون سے ایک دوسرے کی آواز تو سن رہے ہین یہ بزم برخاست اوسوقت ہونا چاہئیے جبکہ سامان رزم گرم ہو اب جب بارگاہ سے اوٹھین گے تو میدان جنگ مین قیام ہوگا اور وہان سے جائین گے تو ملک عدم مین تا قیام قیامت قیام کرین گے جن لوگون مین باہم زیادہ موانست ہے وہ ایک دوسرے سے بغلگیر ہوتے ہین باہم وصیتین ہو رہی ہین ایک دوسرے سے کہتا ہے کہ تم زندہ بچنا تو ہمارے ناموس اور اولاد کا خیال رکھنا یہان یہ کیفیت ہے اور اوسطرف لشکر کے لوگ بھی نہایت منتظر ہین کہ دیکھئے کل کیا ہوتا ہے افسوس کہ دلکی دل ہی مین رہ جائیگی اگر آنکھین ہوتین تو دشمنون کو قتل کرتے خود بھی قتل ہوتے جو لوگ صاحب ہمت ہین وہ کہہ رہے ہین کہ بڑی مشکل تو یہ ہے کہ اگر آہٹ پاکر وار کیا اور کسی اپنے ہمراہی پر پڑا تو گویا اپنے قوت آپ گھٹالی اپنے بازو کو آپ قتل کیا اپنے گلے پر آپ تلوار پھیری لیکن ہم تو یہ سوچ چکے ہین کہ جب ہمپر وار ہوچکیگا اوسوقت ہم بھی وار کرینگے اگر مرینگے تو دشمن کو مار کر مرینگے جو لوگ زخمی ہین اونمین اتنی طاقت نہین ہے کہ میدان جنگ مین جا بھی سکین اپنے اپنے خیمون مین بیہوش پڑے ہین جسوقت غش سے افاقہ ہوتا ہے تو کراہنے سے فرصت نہین ملتی لیکن تہیہ کیے ہوئے ہین کہ اگر ہوش درست رہے تو صبح کو پھر میدان داری کرینگے لڑکر مرینگے بستر پر مرنے سے میدان جنگ مین مرنا بہتر ہے قیام قیامت نام باقی رہجائیگا لشکر صاحبقران مین کیا بہادر تھے کہ حالت زخمداری مین بھی جنگ سے منھ نہ موڑا کسی وقت اپنے آقا کو تنہا نہ چھوڑا لیکن آفات مردار خوار کے لشکر مین بیٹھے سے ایک جشن کی سی کیفیت ہے آواز ہوشیار باش و بیدار باش بلند ہے طلایہ کا گشت پھر رہا ہے لشکری دلون مین

کہہ رہے ہین کہ کل ان خداپرستون کا خاتمہ ہوجائیگا خداوند نے کیا اچھی تقدیر کی کہ ان سب کو اندھا کردیا اب انکا قتل کسقدر آسان ہوگیا ورنہ یہ لوگ نہ کاٹے کٹتے نہ مارے مرتے صحبت رقص وغنا ہے جام شراب کو گردش ہے کباب خوک دختر گوش کے لگائے گئے ہین جسقدر جانور ہین خواہ حلال یا حرام ان مردارخوارون کے واسطے گویا سب حلال ہین آفات مردارخوار نے بھی آج کی رات کو شب عید سمجھ لیا ہے ناچ ہو رہا ہے بختیارک ثانی وزیر سموات تاجدار کا جو ہمراہ ان سردارون کے چلا تھا خیمہ آفات مین بیٹھا ہوا ہے یہ بختیارک اولاد بختیارک سے نہین مگر بسبب حرکات کے مشابہت کے اسکا نام بختیارک ثانی رکھا گیا ہے یہ آفات مردارخوار سے کہہ رہا ہے کہ اے آفات قتل خداپرستان مین تاخیر نہ کرنا ورنہ پچھتائیگا دیکھ جہانگیر ملکن ہو چلے صاحبقران کو قتل کرنا بعد اونکے اور سرداران نامی کو اسکے بعد قتل عام پر متوجہ ہونا اگر حرصہ کیا تو پچھتائیگا اکثر ایسا ہوا ہے کہ بہت خداپرست مصیبت مین مبتلا ہوے اور داعی مدد خداے آسمانی کی ہے بروقت کوئی نہ کوئی مددگار پہونچ گیا ہے ایسا نہو کہ کمک آجاے تو دل کی دل ہی مین رہجائیگی پھر کچھ بنائے نہ بنے گی اور انکی آنکھین بھی روشن ہوجائینگی پھر تجھ سے ہزار بھی ملکر انکو قتل نہین کرسکتے آفات یہ گفتگو سنکر ہنسا اور کہا کہ آپ بھی بڑے ہی وہمی ہین بھلا جن آنکھون کو خداوند نے کور کیا ہو وہ آنکھین کسی کے روشن کیے سے روشن ہوسکتی ہین بختیارک ثانی نے کہا کہ انکے خدا کی قدرت تمہارے خداوند سے زبردست ہے تمہارا خداوند جس شے کو بگاڑیگا انکا خدا اوسے بنا دیگا اور انکا خدا جس شے کو بگاڑ دیگا وہ تمہارے خداوند کے بنائے کبھی نہ بن سکیگی یہ خوب خیال رکھو یہ تو صرف آنکھین گئی ہین اکثر ایسا ہوا ہے کہ سر کٹ کٹ گئے ہین لیکن پھر یہ لوگ زندہ ہوگئے ہین اژدہے ان لوگون کو نگل گئے ہین مگر یہ لوگ پیدا ہوگئے ہین اسکا تو خیال ہی نہ کرو جو مین کہتا ہون اوسی پر عمل کروگے تو اچھے رہو گے ورنہ دیکھو بہت پچھتاؤ گے وہی مثل صادق آئیگی مثل مشتے کہ بعد از جنگ یاد آید بر کلہ خود باید زد۔ آفات نے کہا کہ جب تم اپنے خدا کو زبردست بتلاتے ہو تو مسلمان کیون نہ ہوگئے وہی خدا اچھا جو زبردست ہو تم نے اگر زور خدا کی خداوندی کو کیون تسلیم کرلیا بختیارک ثانی نے کہا کہ دو سبب ہین ایک تو انکا خدا نظر نہین آتا اس سے طبیعت گھبراتی ہے ہمارا خدا نظر آتا ہے اوسے دیکھکر دل کو تسکین ہوجاتی ہے دوسرے یہ کہ انکے خدا سے کچھ خودبخود دل کو عداوت ہی آفات نے کہا کہ جب اسی مذہب پر قائم ہو اور خواہ کسی سبب سے اختیار کیے ہوئے ہو تو برا نہ کہو ایسا نہو کہ خداوند کو خبر ہوجائے تو تیر عذاب اپنا نازل کرے غرضکہ طبل بجتے بجتے زمانہ شب کا برطرف ہوا اور خانہ شب سے صبح برآمد ہوئی جھونکے نسیم بہار کے چلنے لگے طائران خوش الحان اپنے اپنے آشیانون سے نکلکر شاخ درخت پر بیٹھکر محو نغمہ سرائی ہوئے شگوفے کھلنے لگے نکہت نے دامن گل چھوڑکر آوارگی اختیار کی آنکھ روشن ہوگئی نرگس بہار کی سبزہ لہلہانے لگا جو اسپ چراگاہ کیطرف متوجہ ہوئے لوگ انگڑائیان لے کر بستر خواب سے اوٹھے مؤذنون نے شور اللہ اکبر بلند کیا نمازی مصروف نماز ہوئے بادشاہ اسلام و صاحبقران ثالث کی سواری تیار ہو کر در دولت پر آموجود ہوئی لشکر کفار مین شور ناقوس بلند ہوا اسنے کوچ کا ٹھاٹ کرکے رخ میدان کارزار کا کیا ادھر لشکر اسلام بھی حربگاہ مین آکر صف بستہ ہوا لیکن آج گرد تخت بادشاہی کے سرداران نامی و گرامی مرکبون پر سوار آلات حرب و ضرب سے آراستہ و پیراستہ ہجوم کیے ہوئے ہین اس خیل

ہے کہ جنگ مغلوبہ کا یقین ہے اور آنکھوں سے معذور ہین ایسا نہو کہ دشمن اُن پر بادشاہ کے کسیطرح کا چشم زخم پہونچا تو اہل عالم کو صورت دکھانے کے قابل نہ رہینگے غرضکہ بعد اسکے اسنے صفوف قتال و جدال نقیب نہیب دیکر ہٹے تھے کہ آفات مردار خوار نے مرکب کی باگ لی اور میدان میں آکر سلح شوری کرنے کے واسطے پکار کر آواز دی کہ اے فرقۂ خدا پرستان و اے گروہ مسلمانان وقت تمہارے موت کا برابر پہونچا نہیں جسکو سبقت کرنا ہو وہ آئے میرے مقابلہ کو ورنہ مین خود آتا ہون یہ سنکر چند نامی سردار یکے بعد دیگرے اسکے مقابلہ کو گئے اور درجۂ شہادت پر فائز ہوئے لاش تک اونکی نہ ملی کہ دفن و کفن کا سامان کیا جاتا مردار خوارون نے نوچ نوچ کر کھالیا ہڈیان تک چوس لین استخوان پھینک دیئے لشکر اسلام مین شور و فغان بلند ہوا اُن غازیون و دینداروں کے واسطے ہر ایک کا دل بیچین ہوا روح پر صدمہ گذرا اب امیر ثالث کو تاب نہ رہی مرکب اپنا بڑھایا سامنے تخت شاہی لائے یہ واضح رہے کہ خضران بن عمرو ہمراہ ہے اس نے اکثر عرض کیا کہ اگر حکم ہو تو مین جاکر اس مردار خوار کو واصل جہنم کرون یا گرفتار کر لاؤن لیکن صاحبقران نے جواب صاف دیا اور فرمایا کہ کیونکر ہوسکتا ہے کہ مین پہلوان کے مقابلہ کے لیئے عیار کو بھیجون دنیا مجھے کیا کہیگی اگر تم مارے گئے جب بھی بُرا ہوا اور وہ قتل ہوا جب بھی بدنامی ہے۔ غرضکہ جسوقت سامنے تخت شاہی کے پہونچے جھک کر تسلیم بجا لائے بادشاہ نے ہاتھ سینے پر رکھا صاحبقران یعنے **بدیع الملک** نوجوان نے اجازت جنگ چاہی بادشاہ اسلام نے فرمایا کیونکر ہوسکتا ہے کہ دیدہ و دانستہ تمکو دہان اجل مین بھیجدون صاحبقران نے عرض کی کہ اگر مجھے نہ جانے دیجیگا تو کون جائیگا جب کوئی مقابلہ کو نہ نکلا تو وہ کافر لشکر پر آپڑیگا جنگ مغلوبہ ہوگی ہزارہا اہل اسلام قتل ہونگے تمام دنیا مین رسوائی ہوگی کہ صاحبقران آفات کے مقابلہ کو نہ نکلے مرنے سے ڈرے بادشاہ سے ان باتون کا جواب نہ بن پڑا چیخین مار کر رونے لگے صاحبقران کے آنکھ سے بھی آنسو جاری ہوئے تخت بادشاہ نے رکھوا دیا اور صاحبقران سے گلے ملے اسقدر روئے کہ دوش صاحبقران و بادشاہ ایک دوسرے کے آنسوؤن سے تر ہوگئے یہ معلوم ہوتا تھا کہ دو ابر باہم ملے ہوئے برسا کئے آخر کار علیحدہ ہو کر بادشاہ اسلام تخت پر جلوہ افگن ہوئے اور امیر بالتوقیر نے راہ میدان جنگ کی لی خضران بن عمرو نے میدان کو قرق کیا کلاہ نمد اوچھال کر آواز دی کہ خبردار اب کوئی نکلنے کا قصد نہ کرے کہ صاحبقران عزم میدان کر چکے ہین اُدھر صاحبقران مرکب اڑا کر سامنے **آفات** مردار خوار کے آئے خضران بن عمرو ہمراہ رکاب ہے رہنمائی کرتا جاتا ہے جب دس بیس قدم کا فاصلہ باقی رہگیا باگ مرکب کی روک کر آواز دی کہ او آفات مردار خوار تو کیسا بزدل ہے کہ اسوقت مین ہمارے مقابلہ کو آیا ہے جبکہ ہم اپاہج ہوچکے ہین مگر خیر اب حرب بہادری کی تیر و تلوار روک لین تو اپنا وار کرین تاکہ تجھے بھی عمر بھر یاد رہے کہ کسی اندھے سے مقابلہ کیا تھا اوسنے جواب دیا کہ پہلے تم وار کرو اسواسطے کہ تمہین حسرت نہ باقی رہجائے فرمایا کہ اگر ہمین پروردگار عالم تیرے ضرب سے بچائیگا تو ہم بھی وار کرینگے اس لیے کہ ہم اہل اسلام سے ہین ہمارا دستور نہین کہ پیش دستی کرین آفات مردار خوار نے یہ سنکر نیزہ ہاتھ مین لیا اور تاک کر سینہ بے کینہ صاحبقران کو وار کیا خضران نے آواز دی کہ سینہ بچائیے بس اتنا اشارہ **بدیع الملک** سے نیزہ باز کے لیئے کافی تھا بس اپنے سینہ کو نشان نیزہ بچا کر ایسے اندازہ سے نیزہ کو اپنی نیزہ پر اسطرح روکا کہ دوسرے طعن کی نوبت نہ آنے دی اور نیزہ کو نیزہ سے پیٹ کر ایسا جھٹکا مارا کہ ڈانڈا اسکی ٹوٹ گئی

اور سنان نیزہ نکل گئی ہاتھ آفات کا چھوٹا پڑ گیا نہایت خفیف و ذلیل ہوا لیکن دلمین تعریف کرتا تھا کہ جرأت و سپہگری ان مسلمانون پر ختم ہے ادھر جو اہل اسلام کہ صاحب چشم تھے گو وہ اس درجہ کے زور آور نہ تھے کہ آفات سے مقابلہ کر سکین ورنہ صاحبقران کو کیون نکلنا پڑتا انھون نے نعرۂ اللہ اکبر بلند کیا ثنائے صاحبقران مین زبان کو حرکت دی یہ مژدہ سنکر انھون نے بھی بہت کچھ صفت و ثنا کی بادشاہ اسلام کی باچھین کھل گئین منھ پر رونق آگئی درگاہ حق تعالی مین التجا کرنے لگے کہ خداوندا جسطرح جنگ نیزہ مین فتح نصیب ہوئی ہے اسیطرح حرب شمشیر مین بھی تو امیر کو فتح یاب کر بحق محمدؐ و آل محمدؐ ادھر تو بادشاہ اسلام دعا کر رہے ہین وہان آفات مردار خوار نے تیغہ نیام سے لیا اور بغیر خبردار کیے ہوئے وار کیا ہر چند خضران نے آواز دی کہ ہوشیار ہوجیئے تلوار سر پر آتی ہے مگر تلوار کو آتے کب دیر لگتی ہے ہنوز کلام خضران کا ناتمام تھا کہ تیغہ سر پر صاحبقران کے پڑا تا دو ابرو اوتر گیا بدیع الملک نے دستانہ مارا کہ تلوار تو جھنا کر سر سے نکل گئی چادر خون کی چہرہ پر پڑی مگر واہ ری جرأت صاحبقرانی کہ اوسی عالم زخمداری مین مرکب کو مرکب سے ملا دیا اور کمربند منقول کر آفات کو پکڑ لیا بس کمربند کیا ہاتھ مین آیا گویا آفات پنجہ ملک الموت مین آگیا اب بچکر کہان جا سکتا ہے نعرۂ اللہ اکبر جگر سے کھینچکر جو زور کیا تو زین مرکب سے بلند کر لیا اور خود بھی مرکب پر سے کود پڑے بالائے سر چرخ دیکر زمین پر مارا مگر چھوڑا نہین سینہ پر بیٹھکر آواز دی کہ کیا کہتا ہے شناخت پروردگار عالم کے بارے مین آفات نے کہا کہ مجھے فکر مرنے کی نہین ہے مجھ سے اور خداوند سے وعدہ ہو چکا ہے کہ اگر تو مقابلہ مین خدا پرستون کے مارا جائیگا تجکو اس سے زیادہ زبردست کر کے پیدا کرینگے او خدا پرست مین تو دل سے چاہتا ہون کہ تجکو تو قتل کر تاکہ مین آیندہ کو ایسا زبردست ہوکر پیدا ہون کہ تم سب کو زیر کرون اور اپنا بناؤن یہہ سُنکر صاحبقران سمجھ گئے کہ قلب اسکا سیاہ ہے یہ ماننے والا نہین ہے بس ایک ہاتھ اسکے گُدّی کے نیچے رکھا اور ایک زیر نخدان رکھکر جو زور کیا دھڑ سے سر کھینچکر پھینکدیا اور خود بعجلت تمام مرکب پر سوار ہو لیے بس یہ رنگ دیکھنا تھا کہ کفار مین ایک غل بلند ہوا کجکتبارک تانی نے آواز دی کہ ارے کیا دیکھ رہے ہو سردار تمھارا مارا گیا اور قاتل زندہ موجود ہے نعرے کر رہا ہے تم کھڑے سن رہے ہو ارے لو اس خدا پرست کو جانے نہ پائے بڑا غضب کیا اسنے کہ آفات ایسے شخص کو مار ڈالا یہ سننا تھا کہ سب آدم خوار مع سوار و پیادہ دوڑ پڑے اور امیر کشورگیر بدیع الملک نوجوان کو گھیر لیا یہان اہل اسلام قتل آفات کی خبر سنکر مسرور ہوئے تھے بادشاہ اسلام نے سجدۂ شکر ادا کیا تھا کہ یکایک آوازین سم مرکبان کی بلند ہوئین خضران بن عمرو نے پکار کر کہا کہ اے اندھون کھڑے کس شمار مین ہو سردار تمھارا گھر گیا ادھر سے تمام لشکر مثل دریائے مواج کے چلا اور سردار تو تخت شاہی کو ساتھ لیے بڑھے مگر شہنشاہ گوہر کلاہ فرزند صاحبقران نے محبت پدری مین کچھ خیال نہ کیا گھوڑا اوٹھا دیا ادھر تو یہ اندھے سوار و پیدل اُٹکل پر چلے جاتے ہین باہم ایک دوسرے سے کہہ رہا ہے کہ بھائیو صفون کی درستی کا خیال رکھنا ورنہ دوست دشمن کا امتیاز جاتا رہیگا وہان آدم خوارون نے امیر با توقیر کو گھیر لیا ہے چاہتے ہین کہ قتل کر ڈالین گوشت مثل تبرک کے تقسیم کرین خضران یہ حال دیکھکر مضطرب ہوا کہ لشکر اسلام ابھی دور ہے اور امیر تنہا گھر گئے ہین بچنا محال معلوم ہوتا ہے بس اسنے تڑپکر آواز دی کہ یا صاحبقران پشت کیطرف سے غافل رہتے ہین ہوشیار

ہون کوئی قریب نہ آنے پایگا ہان سامنے اور بازو کا خیال رکھیگا یہ کہکر حقہ آتشبازی مارا ایک آدم خوار پس پشت ہونچ چکا تھا حقہ آتشبازی اوسکے مرکب پر پڑا مرکب جلا اور بھڑک کر تیارہ بھرا دوسرے سپاہیون پر جا پڑا وہ گھوڑے بھی بھڑکے اک ہنگامہ برپا تھا سوار گر گر کر جلنے لگے وہی مضمون صادق آیا کہ کبھی ناؤ گاڑی پر کبھی گاڑی ناؤ پر جو مرکبون پر سوار تھے اب مرکب اونکو روندتے پھرتے ہین وہان صاحبقران نے نعرہ کیا کہ آسمان تھرایا زمین کو زلزلہ آیا گھوڑے بھڑکنے لگے جو آدمخوار قریب آگئے تھے ڈر کر ٹھٹک گئے جو قریب پہونچ گئے اور جرأت سے کام لیا وہ ہاتھ سے صاحبقران کے قتل ہوئے اسی اثناء مین لشکر اسلام قریب ہو چکا آدم خوارون سے جنگ ہونے لگی اہل اسلام پرے جمائے ہوئے لڑ رہے ہین جب ان بیچارون پر وار ہو لیتا ہے تو وار کرتے ہین کسی کے کمر پر تلوار پڑی تو اوسنے دفع کرنے کی کوشش نہ کی بلکہ ساتھ ہی کمر کا ہاتھ مارا کہ ادھر آپ گر پڑے اودھر حریف کا کام تمام ہوا کسی کے کمر پر تلوار پڑی تو اوسنے سر کا وار کیا کسی نے نیزہ روک کر تلوار ماری کسی نے تلوار روک کر نیزہ مارا اس صورت سے یہ آپاچ لڑ لڑ کر جانین دے رہے ہین جو دو چار ہزار آدمی سرداران زخمی کے ہمراہیون مین سے صاحب حشم ہین۔ اونمین سے چند اپنے اپنے سردارون کی حفاظت کر رہے ہین چند بادشاہ اسلام کے تخت کے گرد ہین چند امیر ثالث کے پاس پہونچ گئے ہین جو باقی ہین وہ آدمخوارون سے لڑ رہے ہین ہنگامہ دارو گیر بلند ہے کہ یکایک از پردہ بیابان گردے برخواست مگر گرد تیرہ تیرہ و خیرہ خیرہ سر گرد بر آسمان رسیدہ و پائے گرد در زمین پیچیدہ بموجب شعر ؎

زسم ستوران دران پہن دشت
زمین شش شد و آسمان گشت ہشت ؎

یکایک ہوا نے مارا گرد کو گرد نے مارا ہوا کو دل گرد شگفتہ ہوا اور دل گردے سہراب جنگ آزمودہ بیس ہزار سوار کی جمعیت سے پیدا ہوا جسوقت اسنے میدان مین ہو چکی جنگ مغلوبہ دیکھی اور سنا کہ آفات مارا گیا پس فوراً مع لشکر آکر آدمخوارون کا شریک ہوا لشکر اسلام پر گرا اسکی آمد کفار کی قوت تو اور زیادہ ہوئی لیکن اہل اسلام کی انتظام مین فرق آگیا یہ ملعون اسطرح آکر لشکر پر گرا کہ صفین ٹوٹ گئین کفار و اہل اسلام غٹ پٹ ہو گئے تلوار چلنے لگی اک اضطراب کی سی حالت پیدا ہو گئی اب امتیاز اپنے اور بیگانے کا جاتا رہا اودھر تو کفار قتل کر رہے ہین اور اودھر آپس مین تلوار چل رہی ہے اک عجب ہنگامہ ہے سہراب نے بختیارک ثانی سے پوچھا کہ کدھر ہے قاتل آفات کا کہ مین ابھی اوس سے قصاص لون بختیارک ثانی نے اشارہ طرف بدیع الملک کے کیا اور سہراب نے اپنا مرکب شاہزادہ کیطرف اوٹھایا یہ دیکھکر خضران نہایت پریشان ہوا کہ کیا کرون کیا نہ کرون اودھر یہ خبر بادشاہ اسلام نے بھی سنی کہ کمک کافرون کی آگئی اور سردار اونکا صاحبقران کیطرف بارادہ قتل جاتا ہے بادشاہ اسلام بیتاب ہو گئے اور فرمایا کہ جو سردار میری حفاظت کر رہے ہین وہ صاحبقران کی حفاظت کرین لیکن یہ لوگ قریب صاحبقران جائین تو کیونکر جائین اسواسطے کہ آنکھون سے معذور ہین وہان سہراب قریب صاحبقران پہونچ گیا ہے ہرچند اون لوگون نے بڑھکر روکا جنکی آنکھین صحیح و سالم تہین مگر نہ تو وہ اس درجہ کے تھے کہ سہراب کا مقابلہ کر سکتے نہ تعداد اونکی زیادہ تھی اس لیے کہ چار ہزار آدمی اور اتنے بڑے لشکر کی حفاظت جنگ کیحالت مین بھی اور مقام کی بھی اونمین سے بھی کچھ تعداد قتل ہونے سے کم ہو گئی

غرضکہ سہراب قریب صاحبقران پہونچکر نعرہ زن ہوا تھا اور اہل اسلام نے بلک کر دست دعا جانب درگاہ خدا بلند کیے تھے اور عرض کر رہے تھے کہ اے کس بیکسان واے داور غریبان اس عالم ناامیدی و یاس مین سوا تیرے کون مدد کرنے والا ہے۔ ؎

نداریم غیر از تو فریاد رس ۔ توئی عاصیان را خطا بخش و بس

اے غفار وستار اگر ہم سے کوئی ایسا گناہ ہوا ہو کہ جو قابل بخشش نہین بھی ہے تو اوسے بخش اپنے فضل و کرم سے۔ اور اسوقت بیکسی مین ہماری خبر لے اس درد سے ان لوگون نے دعا کی کہ خدا نے قبول کر لی دفعتاً جانب بیابان تتق گرد غلیظ بلند ہوا اور آن واحد مین وہ گرد مثل آندھی کے قریب ہو کر شق ہوئی دل گرد سے پانچ ہزار سوار سے لندھور ثانی پیدا ہوئے اسطرح کہ ایک تلوار کمر مین تیر و کمان ہاتھ مین لباس شکاری پہنے ہوئے پہونچکر میدان مین بعد دریافت حال کے گھوڑا طرف سہراب جنگ آزمودہ کے بڑھایا اور آواز دی کہ او نامرد کہان اودھر جاتا ہے ادھر آ کہ حریف تیرا مین موجود ہون ارے تجکو شرم نہین آئی کہ اس حالت مجبوری مین صاحبقران پر ہاتھ اوٹھاتا ہے کہ وہ تجکو دیکھ نہین سکتے جواب دیا سہراب نے کہ پھر کیون نہین خدائے نادیدہ کی پرستش کو ترک کرتے اور خداوند اکوان کو کیون نہین خدا اپنے برحق مانتے ہین اگر راضی کرا دو تو مین بخوشی واپس جاؤن لندھور نے جواب دیا کہ کیا بکتا ہے ارے اکوان کون ملعون ہے یہ کافر کہان رہتا ہے بس یہ کلمات لندھور کے سہراب کو بہت غصے مین لائے اسنے پکار کر آواز دی کہ ارے تو خداوند کو ایسے سخت الفاظ سے یاد کرتا ہے اونکا تجکو پیدا کیا اور تو اوسے بھول گیا کہ پوچھتا ہے کہ وہ کون ہے اور کہان رہتا ہے دیکھ اس زبان درازی کی تجھے کیسی سزا دیتا ہون کہ خداوند بھی خوش ہو جائین گے یہ کہکر قریب پہونچکر ارہ پشت نہنگ کا وار کیا لندھور نے دیکھا کہ وہ ضرب ہے کہ سپر سے اسکا روکنا محال ہے اور خالی دینا بھی مردانگی کے کسیقدر خلاف معلوم ہوتا ہے پس ارہ کو تلوار سے قلم کر کے ایک ہاتھ تیغ دودمہ ہندی کا مارا مع راکب و مرکب چار ٹکڑے ہوئے سہراب کا مرنا تھا کہ لشکر کفار کے پاؤن اوکھڑ گئے ہندیون نے دبا کر پسپا کر دیا لیکن آدمخوارون نے لاش آفات مردارخوار کی اوٹھائی اور سہراب کی فوج نے لاش سہراب کی لی راہ فرار اختیار کی اہل اسلام طبل شادمانی بجاتے ہوئے اپنے فرودگاہ پر آئے لندھور ہمراہ رکاب صاحبقران پہلے خدمت بادشاہ مین حاضر ہوئے آستانۂ عبودیت کو بوسہ دیا اور سردارون سے بغلگیر ہوتے ہوئے داخل بارگاہ گوہر نگار ہوئے لباس رزم پہنا پوشاک بزم اوتاری بادشاہ تخت پر متمکن ہوئے سب سردار حسب مراتب اپنے اپنے ڈنگون پر بیٹھے بدیع الملک ذیل صاحبقرانی پر متمکن ہوئے حسب الحکم لاشے شہدا کے میدان سے اوٹھوا کر دفن و کفن کا سامان ہونے لگا زخمیون کے زخمون مین ٹانکے لگائے گئے مرہم پٹی ہونے لگی اہل لشکر نے کمرین کھولین اپنے اپنے خیمون مین گئے انھین کیفیتون مین شام ہو گئی موذن نے صدائے اللہ اکبر بلند کی بادشاہ اسلام نے مع صاحبقران و دیگر سرداران نامی و گرامی فریضۂ مغرب و عشا کو ادا کیا اور مسلمانون نے بھی بجماعت کہین فرداً فرداً نمازین ادا کین جسوقت نمازون سے فرصت ہوئی سجدہ شکر بجا لائے بادشاہ نے بسبب خستگی و تعب کے آج دربار نہین کیا خیمہ شاہی مین جا کر آرام فرمایا اور سردار بھی مع صاحبقران ثالث اپنے اپنے خیمہ مین جا کر سو رہے جب دوسرا روز ہوا دربار آراستہ ہوا سب سردار جمع ہوئے بادشاہ اسلام تخت پر جلوہ افگن ہوئے امیر کے داہنے جانب لندھور ثانی اپنے باپ کی جگہ متمکن

ہوئے اول تعریف صاحبقران کی بادشاہ نے فرمائی کہ ایسے حالت مین کہ آنکھون سے نظر نہین آتا اور اتنے بڑے زبردست دشمن سے سامنا اوسکا نیزہ ہوائی کرنا بس یہ آپ ہی کا کام تھا دوسرے کی مجال نہ تھی افسوس کہ آنکھون سے معذور تھے یہ مقابلہ دیکھ نہ سکتے تھے خوشا نصیب اون لوگون کا جنھون نے آنکھون سے دیکھا ہوگا کہ اسطرح نیزہ ہوائی کیا اوسکے بعد کمر زنجیر کا بند کس خوبصورتی سے پکڑا کہ وہ بچا نہ سکا باوصفیکہ زخمی ہوچکے تھے مگر ایسے کاری زخم کھانے کے بعد یہ جرات وہمت کہ اوسے ہاتھ پر بلند کرکے مرکب سے کودے زمین پر مارا اور پھر قابو مین رکھا تہنیت بھی تمام کی اور دھڑ سے سر کھینچکر پھینکدیا لندھور نے جو یہ واقعہ سنا وجد کرنے لگے اور اپنے نہونے پر نہایت افسوس کیا صاحبقران کے سر مین پٹی بندھی ہوئی ہے مگر بشاش بیٹھے ہین سب سردار تعریفین کررہے ہین اسکے بعد لندھور کی تعریف بھی ہونے لگی کہ کیا ہاتھ مارا ہے کہ سہراب ایسے پہلوان کے مع راکب و مرکب چار ٹکڑے ہوئے لاش اسطرح گری کہ معلوم ہوا پہاڑ پھٹ پڑا آدمی کا ہے کو تھا اک دیو تھا صاحبقران نے فرمایا کہ جسطرح باپ انکے امیر اول کے جانشین رہے اوسی جگہ مین انکو بھی سمجھتا ہون اور سمجھنا چاہیئے اسواسطے کہ یہ رونق بارگاہ ہے لندھور بیچارے جھک کر تسلیمین کررہے ہین اور عرض کررہے ہین کہ والد ماجد کو آپکے جد بزرگوار نے عزت دی تھی اوسیطرح آپ مجکو عزت دیتے ہین ورنہ درحقیقت میری کیا بنیاد ہے مین بھی اک ادنی خادم ہون جسطرح اور ملازمین ہین اوسیطرح مین بھی ہون یہ کہکر ابراہیم ابن مالک اشتر سے آنکھ ملائی ابراہیم کا چہرہ غصہ سے سرخ ہوگیا لیکن سر نیچا کرلیا اور دل مین بادشاہ انیا شہزادہ رستم ثانی کو اور اوسیوقت بہانہ درد سر کا کرکے اوٹھے اور اپنے خیمہ مین جاکر بہت روئے مگر نابینا تھے جاتے کہان مگر دل مین یہ عہد کرلیا کہ اب دربار مین نہ جاؤنگا اگر شاید فضل خدا ہوا اور میرے شہریار باوقار کا پتا ملا تو اوسکی خدمت مین چلا جاؤنگا ورنہ تاحیات اب بارگاہ مین قدم نہ رکھونگا ہان اگر خداوند کریم نے آنکھین روشن کردین تو اس ہندی کو زبان درازی کا مزا چکھاؤنگا نوک نیزہ سے زبان چھید دونگا لیکن لندھور نے اپنے آنے کی کیفیت صاحبقران سے بیان کی کہ اس طور سے مین ہندوستان سے چلا اور پتا لشکر اسلام کا پوچھتا ہوا قریب بیابان نہ طاق کے پہونچ چکا تھا ادہر مین شکار زیادہ نظر آیا مین نے خیال کیا کہ اب قریب تو پہونچ چکے ہین ایک دو روز شکار مین دل کو بہلانا چاہیئے یہ سوچکر وہین قیام کیا یہ پانچ ہزار سوار جو میرے ساتھ یہان تک آئے یہی ہمراہ تھے باقی لشکر پیچھے ہے غرضکہ دن بھر شکار کھیلا جب وقت شب کا ہوا اور مین بستر پر سویا عالم رویا مین والد ماجد کو دیکھا کہ تشریف لائے ہین مینے تسلیم عرض کرنے کے بعد پوچھا کہ آپ تو انتقال فرماچکے ہین فرمایا کہ ہان زندگی مین بھی امیر حمزہ عالیمقام کی غلامی کی خداوند کریم نے پس از مرگ بھی اونکو ملادیا جناب امیر حمزہ صاحبقران اور شیرویہ عالیمقام شاہزادہ بدیع الزمان گردن شکن و شاہزادہ عمر بن حمزہ یونانی و شاہزادہ ملک قاسم و مالک اشتر وغیرہ معہ بادشاہ سعد بن قباد شہریار و قباد شہریار یہ سب صاحب اک باغ جنت نظیر مین ہین عبادت خدا مین بسر کیا کرتے ہین جسطرح دنیا مین یہ سب صاحب ایک جا تھے اوسیطرح اب جنت مین ہین بلکہ اوس سے بہتر طور سے ہین اس لیئے کہ زندگی مین تو کبھی علیحدہ بھی ہوجایا کرتے تھے کبھی زخمی ہوتے کبھی اچھے ہوتے تھے کبھی لڑائی کبھی صلح کبھی وصل عزیزان سے دل شاد اور کبھی ہجر یگانگان سے پریشانی مگر اب نہ بیمار ہین نہ خوف مرض ہے نہ فرقت کسی کی ہے نہ جھگڑا نہ فساد سب بکھیڑون سے نجات ہے

رہنے کو قصر سجے علیحدہ علیحدہ ہین لیکن اسقدر قریب کہ گویا ہر وقت پاس ہین جن خاتونون کے زوجاؤن نے انتقال کیا ہے وہ اونکے ہمراہ ہین مثلاً ملکہ مہر نگار امیر کی خدمت مین ملکہ رابعہ اطلس پوش مادر علمشاہ رومی و ملکہ گوہر ملک و گلشن افروز شاہزادۂ بدیع الزمان کی خدمت مین ملکہ گیتی افروز و ملکہ صنم سیہ پوش شاہزادۂ ملک قاسم کے پہلو مین غرضکہ ہر شخص کا ناموس اوسکے ہمراہ ہے نہ کوئی غم ہے نہ صدمہ ہے سوا اسکے کہ جو اولاد دنیا مین ہے اوسپر کوئی مصیبت ہوتی ہے تو روح بیچین ہوتی ہے مین نے عرض کیا کہ مین آپکی دعا سے بہت اچھی طرح ہون اور خدمت مین اپنے آقا شاہزادۂ بدیع الملک کے جارہا ہون اونھون نے ارشاد کیا کہ ہان یہ تو مجکو بھی معلوم ہے کہ تم اچھی طرح ہو اور لیکن تمہارا آقازادہ و ولی نعمت یعنی صاحبقران ثالث اور تمام سرگروہان و سرداران نامی و گرامی مع کل لشکر کے نابینا ہوگئے ہین اور یہ حالت سحر سے ہوئی ہے انشاء اللہ برطرف ہوجائے گی مگر زمانہ اوسکا ابھی دور ہے اور اسوقت تقدیر گردش مین ہے تمہارے آقا پر مصیبت ہے کفار بر سر پرخاش ہین سامان قتل ہورہا ہے جلد اپنے کو پہونچاؤ اور جان نثاری کرو ورنہ اونکو تو ہر طرح حافظ حقیقی بچائیگا لیکن یہ نیک نامی تمہارے نامۂ اعمال سے خارج ہوجائیگی یہ خواب دیکھکر میری آنکھ کھلگئی وقت صبح کا تھا مینے اوٹھکر نماز پڑھی اور جو پانچ ہزار سوار اوسوقت میرے ہمراہ تھے اونکو لیکر کوچ کیا تو یہان اوسوقت پہونچا کہ جنگ مغلوبہ تھی اور **آفات مردارخوار** مارا جاچکا تھا **سہراب جنگ آزمودہ** قریب **صاحبقران** پہونچ چکا تھا لیکن قضا اوسکی میرے ہاتھ سے تھی کہ مین پہونچ گیا اور اوسکو قتل کیا یہی ذکر تھا کہ جوڑی ہرکارون کی گرد مین آلودہ پسینے مین غرق نمودار ہوئی اور بعد دعا و ثنائے بادشاہی بجالانے کے عرض کی کہ **بہرام فیل سوار** اور **عفریت دیوزاد** کہ دونون نہایت زبردست روزگار ہین **آفات مردارخوار** و **سہراب جنگ آزمودہ** کے خون کا قصاص لینے کے ارادے سے چلے آتے ہین چالیس ہزار کا لشکر دونون کے ہمراہ ہے یہ ذکر **لشکر لندھور ثانی** مع اون سردارون کے کہ جو بینا تھے اوٹھے اور صحرا کیطرف دیکھنے لگے یکایک جانب بیابان سے تتق گرد بلند ہوا آن واحد مین وہ گرد قریب آکر شق ہوگئے اور دل گرد سے یہ دونون پہلوان یعنی **بہرام فیل سوار و عفریت دیو صورت** پیدا ہوئے عقب مین انکے لشکر گران جسوقت بیابان نطاق مین داخل ہوئے مرکبون کو روکا خیمہ اپنے اپنے مقام مناسب پر تجویز کرکے نصب کئے لشکر اوترا اسکے بعد اور گرداوری اور لشکر **لندھور ثانی** کا جو باقی رہگیا تھا اگر لشکر اسلام مین شامل ہوا بارگاہ نصب ہوئی خیمہ استادہ ہوا ان لشکرون کی آمد مین شام ہوگئی تھی لندھور واپس آئے اور یہ تمام چشم دید واقعات سامنے **بادشاہ** اسلام و **صاحبقران** کے عرض کئے لیکن وہان **بہرام فیل سوار و عفریت دیو صورت** خشم آلودہ خیمون مین داخل ہوئے اور شام ہوتے ہی طبل جنگ بجوادیا یہان خبر پہونچی کہ لشکر کفار مین کوس حربی بجا ہے بادشاہ اسلام نے بھی فرمایا کہ ہمارے یہان بھی بفضل یزدان و تائید سبحان نقارہ رزمی بجے اسطرف بھی کوس حربی نوازش مین آیا دونون طرف سے صدائے کوس حربی بلند ہوئے تیاری جنگ دونون لشکرون مین ہونے لگی یہانتک کہ طبل بجتے بجتے زمانہ شب کا برطرف ہوا اور خانۂ شب سے تیغ برآمد ہوئی جھونکے نسیم بہار کے چلنے لگے طائران خوش الحان کے چہکنے کی صدائین آنے لگین نمازی مصروف طاعت الٰہی ہوئے کفار مین شور ناقوس بلند ہوا غرضکہ دونون لشکر اپنے اپنے طریقہ

عبادت سے فرصت کرکے میدان حربگاہ کیطرف متوجہ ہوئے غول کے غول غٹ کے غٹ دستہ کے دستہ پرے کے پرے قشون کے قشون آکر جمع ہوئے صفین آراستہ ہوئین آج لشکر اسلام مین آگے لشکر ہندوستان صف بستہ ہے عقب مین فوج اور سردارون کی ہے آگے لندھور ثانی مرکب پر سوار زین فیل کسا ہوا علیحدہ کھڑا ہے گرز گران ارابہ پر رکھا ہوا ہے بادشاہ اسلام کا تخت قلب لشکر مین قائم ہوا ہے امیر بمرتبہ صاحبقرانی چالیس قدم آگے بڑھے ہوئے لشکر سے مرکب پر سوار ہین اور سردارون کو منع بھی فرمادیا ہے کہ جب آپ لوگ نہ لڑنے کے قابل ہین نہ میدان جنگ کا تماشہ دیکھ سکتے ہین تو زحمت اوٹھانے سے کیا حاصل ہے بعض پھر بھی ہمراہ رکاب ہین بعض اپنے اپنے خیمہ مین ہین ادھر **بہرام فیل سوار و عفریت دیو صورت** فیل و کرگدن پر سوار میدان مین کھڑے ہین پشت پر لشکر صف بستہ ہے جبکہ دونون جانب صف بندی ہو چکی اور نقیب نہیب دیکر نکل گئے بہرام فیل سوار نے اپنا فیل آگے بڑھایا اور میدان مین آکر لندھور کو آواز دی کہ مین نے سنا ہے کہ تو کہ صاحبقران گرز کہلاتا ہے اور اسلام مین تجھ سے بہتر گرز باز نہین ہے مجھے نہایت اشتیاق ہے تیرے مقابلہ کا اسلیئے کہ خداوند اکوان نے مجھے بھی وہ زور و طاقت عنا کی ہے کہ اگر چاہون تو ضرب گرز سے پہاڑ کو ہلا دون یہ سنکر لندھور ثانی بادشاہ اسلام سے اجازت جنگ لیکر مرکب سے اوترے اپنے فیل پر سوار ہوئے گرز ارابے پر سے اوٹھا لیا سامنے بہرام کے آکر آواز دی کہ اے بہرام مجھے بھی تیرے مقابلہ کا شوق پیدا ہوا۔ تیرا بیان ہے کہ مجھے خداوند اکوان نے بہت زبردست پیدا کیا ہے اور مین یہ کہتا ہون کہ مجکو میرے خدا نے کافرون کے واسطے ملک الموت پیدا کیا ہے بس آج ہی امتحان ہو جائے کہ میرا خدا زبردست ہے یا تیرا خدا اگر مین تجھپر غالب آؤن تو میرا خدا زبردست ہی اور تو مجھپر غالب آئے تو تیرا خدا برحق ہے بہرام نے کہا مجھے منظور ہے۔ اور کہا لندھور سے کہ وار کرو لندھور نے جواب دیا کہ کیا تم آگاہ نہین ہو کہ ہم اہل اسلام سے ہین پیشدستی ہمارا دستور نہین ہان اگر حافظ برحق تمہارے وار سے بچائیگا تو دیکھا جائیگا بہرام نے کہا کہ ایسا نہ ہو کہ تمہارے دل کی دل ہی مین رہجائے اور ایک ہی وار مین کام تمہارا تمام ہو جائے لندھور نے کہا اسکی پروا نہین جو منظور خدا ہوگا وہ ہوگا یہ غرور تیرا بیجا کریگا یہ سنکر بہرام نے گرز اپنا بلند کیا اور سر پر چرخ دیکر خبردار خبردار کہکر سر لندھور پر وار کیا لندھور نے گرز اپنا اوٹھا کر گرز کو گرز پر روکا تڑاقے کی صدا بلند ہوئی ایک شعلہ فلک کو نکل گیا۔ تتق گرد بلند ہوا بہرام نے نعرہ کیا کہ زدم و بست کردم لندھور نے تتق سے نکلکر آواز دی کہ کرا زدی و کرا بست کردی حریف تیرا مین موجود ہون یہ کہکر اپنا گرز بلند کیا اور آواز دی سہ

توضربی زدی ضرب مانوش کن
ہمہ شادی ازدل فراموش کن

یہ کہکر گرز گران سنگ آسمان رنگ ہشت پہلو پرچہ کوہ سترہ سو من کے ضرب کا وار کیا بہرام گرز کو بلند کرکے چہرہ کی پناہ کیا مگر گرز پر گرز جو پڑتا ہے یہ معلوم ہوا کہ پہاڑ پھٹ پڑا تڑاقے کی صدا بلند ہوئی شعلہ فلک کو نکل گیا تتق گرد بلند ہوا فیل نے ایک چیخ ماری لیکن گرز جو گرز پر پڑا تو ہاتھ تھرائے بہرام نے بمشکل اپنے کو بچایا اور فیل سے کود کر علیحدہ ہوا جسوقت گرد برطرف ہوئی دیکھا کہ بہرام زمین پر بیہوش پڑا ہے آواز دی لشکر کفار کو کہ آؤ اوسے اوٹھا لیجاؤ لوگ دوڑے اور بہرام کو اوٹھا لے گئے یہ قوت لندھور کی دیکھکر **عفریت دیو صورت** تو کانپ اوٹھا اور دل مین سوچا کہ اس

سر برا ہونا دشوار ہے اب عقل سے کام لینا چاہیے جسطرح ممکن ہو دشمن کو زیر کریے بقول سعدیؒ ؎

نہ ہر جاے مرکب توان تاختن
کہ جاہا سپر باید انداختن

یہ سوچکر طبل بازگشت بجوا کر میدان سے پھر گیا ادھر اہل اسلام نعرے خوشی کے بلند کرتے ہوئے میدان جنگ سے پھرے سردارون نے پوشاک رزم اوتار کی لباس بزم پہنا اپنے اپنے خیمہ مین داخل ہوئے لیکن وہان عفریت جو واپس گیا ہے بہایت متردد ہے عیار کو طلب کیا جسوقت وہ حاضر ہوا کہا کہ اے ابلیس مکار اگر تو آج اس خدا پرست کو کہ جس نے بہرام کو زخمی کیا ہے گرفتار کرکے لا دے تو تجھے اسقدر انعام دونگا کہ آجتک کبھی نہ دیا ہو ابلیس نے عرض کی کہ اگر چاہا خداوند اکوان نے اور اقبال آپکا یاور ہے تو آج ہی شب کو چرا لاؤنگا غرضکہ دن انتظار مین تمام ہوا اور وقت شبکا ہوا۔ ابلیس مکار لباس شبروی تن پر آراستہ کرکے جانب لشکر اسلام بقصد گرفتاری لندھور روانہ ہوا یہان عفریت دیوصورت عیادت کے واسطے خیمہ مین بہرام کے آیا۔ بہرام بستر پر پڑا ہوا تھا کمنگرون نے دونون شانے درست کیے تھے رفیق گرد وپیش جمع ہین اور بہرام تعریف لندھور کی کر رہا ہے اتنے مین عفریت دیوصورت پہونچا اور بطریق اکوان پرستان سلام کیا مزاج پرسی کی بہرام نے کہا کہ اچھا ہون عفریت نے کہا کہ تھوڑی دیر کے واسطے تخلیہ چاہتا ہون بہرام نے اور لوگون کو ہٹا دیا جسوقت عفریت و بہرام تنہا ہوئے باتین ہونے لگین عفریت نے بہرام سے کہا کہ بادشاہ ہندوستان بڑا زبردست جوان معلوم ہوتا ہے کہ تم سے پہلوان کو اوسنے ایک ضرب گرز سے بیکار کر دیا بہرام نے کہا اسمین شک نہین کہ مجھ سے ایسے بہادر سے کبھی مقابلہ نہین علاوہ زبردست ہونے کے اوسکا خلق تمنے دیکھا کہ دشمن پر قابو پاکر خود چھوڑ دیا اگر ایک وار وہ اور کرتا کام میرا تمام ہوجاتا مجھے جسوقت ہوش آیا اور مین نے اپنے رفیقون کی جانبازی پر تعریف کی کہ ایسے دشمن زبردست کے پنجہ سے چھڑا لایا تو اونھون نے کہا کہ ہم مین اتنی جرأت وہمت نہ تھی کہ ہم لندھور کے ہاتھ سے بچا سکتے اوسنے خود آواز دی کہ آکر اوٹھالے جاؤ اوسوقت ہم لوگ پہونچے تو آپکو بیہوش پایا کیون عفریت اگر تم اسطرح دشمن کو پست کرتے تو بغیر قتل یا گرفتار کیے ہوئے چھوڑ دیتے عفریت نے کہا کہ اسمین شک نہین ہمتو ایسا کبھی نہ کرتے اول تو قتل کر ڈالتے ورنہ گرفتار کرلانے مین تو کوئی شک ہی نہین ہے جسوقت عفریت نے یہ دیکھا کہ بہرام لندھور کا دم بھر رہا ہے جو کچھ سوچکر آیا تھا وہ نہ کہا اور اور باتین کرنے لگا بہرام سے پوچھا کہ اے پہلوان اب کیا ارادہ ہے بہرام نے کہا کہ اصل امر تو یہ ہے کہ مین لندھور سے شرط ہار چکا ہون اور سپاہیون کی زبان ایک ہے میرے اوسکے یہ شرط ہوئی تھی کہ جو جس سے زیر ہو اوسکا دین اختیار کرے لہذا یہ معاملہ مذہب کا آپڑا ہے اس سے اتنی آڑ اور پکڑی ہے کہ بعد صحت پانے کے لندھور سے پھر مقابلہ کرونگا اور اب کی علاوہ گرز سے اور حربون سے کام لونگا اگر غالب آیا فہو المراد ورنہ اوسکا دین اختیار کرونگا اپنے قول سے نہ پھرونگا اگر میرا خداوند زبردست تھا تو مجھے کیون نہ بچایا عفریت نے جو یہ تیور بہرام کے دیکھے پہلے تو سمجھایا جب دیکھا کہ نہ راہ پر آتا نہین معلوم ہوتا بہرام سے رخصت ہوا بہرام نے پوچھا اے عفریت یہ نہ معلوم ہوا کہ تو نے تخلیہ کی خواہش کسواسطے ظاہر کی تھی جسقدر باتین ہوئین اونمین تو تخلیہ کا کوئی کام نہ تھا عفریت نے کہا کہ ایک تدبیر میرے ذہن مین آئی تھی مگر اب مین نے اپنا ارادہ ملتوی رکھا بہرام نے پوچھا کہ وہ کیا ارادہ تھا عفریت نے کہا جس قصد کو فسخ کیا اوسکا ظاہر کرنا بیکار ہے بہرام خاموش ہو رہا اور عفریت وہان سے اوٹھکر اپنے خیمہ مین آیا اور دل سے کہا کہ بھلے کو مین

گرفتاری لندھور کا اظہار بہرام سے نہین کیا تھا پہلے میرا قصد تھا کہ اس کام کو ہم اور بہرام ملکر انجام دین اور بختیارک کی رائے بھی شریک کرین مگر بہرام کا وہ رنگ ہی بختیارک نہین معلوم کیا گل کھلائے اس سے بہتر یہی ہے کہ اب اخفائے راز کی کوشش کیجائے اظہار اچھا نہین ایسا نہو کام مین خرابی واقع ہو یہ سوچکر داخل خیمہ ہوا انتظار مین اپنے عیار کے بیٹھا لیکن اب حال بلیس مکار عیار عفریت دیوصورت کا سنیئے کہ جسوقت یہ لشکر اسلام مین پہونچا صورت اپنی اک فقیر نابینا کی ایسی بنائی جھولی گلے مین لٹکائی کاسہ گدائی کا ہاتھ مین لیا بطور خدا پرستان سوال کرتا ہوا لشکر مین داخل ہوا دیر تک تمام لشکر کو اچھے طور سے دیکھ لیا خیمہ ہر سردار کا دریافت کر لیا اب یہ متصل خیمہ لندھور کے اندھا بنا ہوا راہ مین بیٹھا ہے وہان لشکر کفار مین بھی چند عیار لشکر اسلام کے گئے ہوئے ہین اس لیئے کہ طبل جنگ کیون نہین بجا اور ارادہ عفریت دیوصورت کا کیا ہے عیارون نے جاکر ہر چند دریافت کیا کوئی سبب نہ معلوم ہوا اور وجہ اسکی یہ تھی کہ عفریت نے اپنے قصد سے کسی کو مطلع نہ کیا تھا نہ کوئی تازہ بات تھی جسپر غور کیا جاتا انھون نے آکر اطمینان ظاہر کیا یہان دربار بادشاہ اسلام نے برخاست کیا داخل محل شاہی ہوئے صاحبقران اپنے خیمہ مین تشریف لے گئے ہر سردار اپنے اپنے خیمہ کی جانب روانہ ہوا لندھور اپنے خیمہ کیطرف آگے آگے مشعل روشن ہے سواری بادشاہ ہندوستان کی چلی آتی ہے یکایک کوئی شخص زور سے چلایا کہ ہائے کچل ڈالا اور مار ڈالا خداوندا تو ان لوگون کو بھی اندھا کر جیسا یہ ہم اندھون کو ستاتے ہین جب یہ آنکھون سے کام نہین لیتے تو تو نے انھین آنکھین کیون عطا کی ہین یہ شور سنکر لندھور نے پوچھا کہ کیا ہوا لوگون نے بیان کیا کہ حضور ایک اندھا فقیر بیچ رستے مین بیٹھا تھا اسوجہ سے کچل گیا لندھور کو رحم آیا اور اوسے کہا کہ تو اندھا ہے تو کنارے کیون نہین بیٹھتا اوس نے جواب دیا کہ آپ آنکھون والے ہین تو دیکھکر کیون نہین چلتے بعض نے کہا کہ تو کسقدر بُرا ہے اگر آنکھین ہوتین تو خدا معلوم کیا غضب کرتا اوس نے جواب دیا کہ تم اندھے ہوتے تو تمہین بھیک مانگے نہ ملتی لوگون نے قصد اوسے مارنے کا کیا ایک آدھ نے چپت لگا دی اوسنے دوہائی دی اور چلایا کہ دوہائی مالک کی ارے ان سبکا کوئی سردار و مالک بھی ہے یا نہین کہ مجھ اندھے کو مارے ڈالتے ہین فوراً اسے چھوڑ دینے مین اسنے قیامت برپا کر دی وہ غل مچائے کہ جسکی حد نہین لندھور نے سبکو منع کیا اور کہا کہ اس اندھے کو ساتھ لیتے آؤ بحکم لندھور لوگ اوسے ہمراہ لیکر نزدیک خیمہ لندھور آئے لندھور مرکب سے اوتر کر داخل خیمہ ہوئے اندھے کو بھی اپنے خیمہ مین بلا لیا لوگون سے کہا کہ دیکھو اسکے کہین زیادہ تو چوٹ نہین آئی ہے لوگ دیکھ رہے ہین اور اندھے کی یہ حالت ہے کہ کراہ رہا ہے کبھی یہ پسلی پکڑ لیتا ہے کبھی وہ پسلی دباتا ہے لندھور نے کہا جہان چوٹ آئی ہو وہان سینکو یہ نابینا ہے اسکی خدمت کرنا ثواب ہے وہ خواص جو سمجھ چکے تھے کہ یہ بنا ہوا ہے چوٹ کچھ بھی نہین ہے معلوم ہوتا ہے لالچی فیل کر رہا ہے کہ کچھ ملے دل مین کہہ رہے ہین کہ آجکل تو اندھون کا بازار کھلا ہوا ہے کوئی کہان تک ثواب کمائے اس اندھے سے تو اون اندھون کی خدمت مین زیادہ ثواب ہے یہ تو ایک ننھا سا اندھا ہے یہان تو بڑے بڑے اندھے موجود ہین وہ کون کہ بادشاہ اسلام صاحبقران شہنشاہ گوہر کلاہ کیسے کیسے اندھے ہین دل مین جل رہے ہین مگر حکم سے مالک کے مجبور ہین جب کچھ دیر پسلیان سینکی جا چکین اس فقیر نے کہا کہ خدا آپکا بھلا کرے اب ان لوگون کو منع کیجئے اسواسطے کہ

پسلیان میری جلی جاتی ہین یہ لوگ خدا جانے مجھ سے کہان کی عداوت رکھتے ہین کہ سینکنے کے بدلے جلائے دیتے ہین لندھور اون لوگون کو ڈانٹتے ہین اور کہتے ہین کہ ایسا نہو غضب خدا مین مبتلا ہوا رے اندھے کو آزار دیتے ہو ادھر اندھا کہہ رہا ہے کہ حضور بس اب مجھے یہین پڑا رہنے دیجئے رات اب زیادہ آئی ہے ورنہ یہ لوگ آپکے سامنے تو اسطرح پیش آ رہے ہین اکیلا پاکر تو مجھے مار ہی ڈالین گے صبح کو مین ٹٹولتا ہوا یہان سے کہین چلا جاؤنگا لندھور نے کہا کہ اچھا کیا مضائقہ ہے اور خاصہ طلب کیا اوسی مین سے اس اندھے کو بھی دیا بعد خاصہ نوش کرنے کے آرام کیا یہ اندھا بھی کھانا زہر مار کرکے وہین اوسی جگہہ لنڈھک رہا لیکن یہ فقیر فی الحقیقت تو اندھا ہے نہین یہ وہی مہتر ابلیس مکار عیار ہے کہ عفریت سے وعدہ گرفتاری لندھور کا کرکے آیا ہے چپکا پڑا ہوا ہے آنکھین چھپائے ہوئے دیکھ رہا ہے جسوقت اسنے دیکھا کہ رات زیادہ آئی ہے اور باری دار جھوم رہے ہین نیند کا غلبہ ہے اور پہرے والے بھی اونگھ رہے ہین بس اسنے وہین سے پڑے پڑے پروانے بیہوشی کے اوڑائے کہ وہ شمع پہ گرے اور جلے دھوان اونکا خیمہ مین گھٹا جسقدر باری دار تھے سب چھینکین مار مار کر بیہوش ہوگئے اوسوقت یہ اپنے مقام سے اوٹھا اور ہاتھ پر کفچہ عیاری چڑھا کر قریب لندھور کے گیا ساڑھے تین مثقال بیہوشی دماغ مین پھونکدی لندھور چھینک مار کر بیہوش ہوئے اسنے اوسیوقت چادر عیاری کمر سے کھولکر پشتارہ باندھا پشت پر لگایا اور پشت خیمہ کے قنات چاک کرکے روانہ ہوا آتے وقت اسنے راستون کو سمجھ لیا تھا ہر مقام پر پہرے والون کی نگاہون سے بچتا ہوا حد لشکر کو طے کرکے طلایہ گشت سے بچکر اپنے لشکر کیجانب روانہ ہوا کوئی پہر بھر رات باقی ہوگی کہ لشکر عفریت دیو صورت مین پہونچا وہان ابلیس کا منتظر بیٹھا تھا کہ یکایک سامنے سے ابلیس پشتارہ بدوش پہونچا اور پشتارہ سامنے رکھکر کہا کہ مین نے اپنا وعدہ پورا کیا اب آپ اپنا وعدہ پورا کیجیے یہ سنکر عفریت بہت خوش ہوا اور ابلیس کو انعام کثیر دیکر اوسیوقت آہنگر کو بلاکر ہتکڑیان بیڑیان طوق و زنجیر وغیرہ سے مسلسل کرکے پاس سمٰوات تاجدار کے روانہ کیا کہ اسکی گرفتاری کی بو نہ پہونچے ایسا نہو کہ عیاران لشکر اسلام آکر رہا کر لیجائین اور ایک پرچہ بطور عرضی کے لکھکر ہمراہ بھیجا کہ مین نے اسکو ہر میدان زیر کیا اب حاضر حضور کرتا ہون جیسا مناسب حق مین ہو لندھور کے کیجیے اب قید لندھور کی جانب ملک سمٰواتیہ روانہ ہوتی ہے لیکن یہان کا حال سنیے کہ جسوقت صبح ہوئی اور سرد ہوا سے باری دار ہوشیار ہوئے مالک کو اپنے مسہری پر نہ پایا نہایت حیران ہوئے کہ آقا ہمارے کہان چلے گئے پہلے تو یہ خیال کیا کہ ہم لوگ آج سو گئے وقت نماز منقضی ہوگیا شاید آقا ہمارے کسی دوسرے خیمہ مین نماز پڑھ رہے ہون لیکن اچھا نہوا آج ہمپر عتاب ضرور آئیگا کہ تم لوگ اسقدر غافل سوتے ہو کہ خبر بھی نہین رہتی لیکن جب تلاش کیا تو کہین پتا لندھور کا نہ ملا روتے ہوئے خدمت مین امیر تیمور و بادشاہ اسلام کے حاضر ہوئے اور عرض کی کہ آقا ہمارے گم ہوگئے لیکن پتا نہین ملتا بادشاہ نے اوسیوقت عیارون کو برائے تلاش دھر کری روانہ کیا اب انکو تو اسی حال مین چھوڑیے لیکن راقم کلمۂ داستان حیرت نشان عبرت عنوان لندھور ثانی کی بیان کیے جاتے ہین کہ جسوقت قید لندھور کی ملک سمٰواتیہ مین پہونچی شہر مین ایک دھوم مچ گئی کہ کوئی خدا پرست جو نہایت زبردست تھا اور قاتل تھا مہراب جنگ آزمودہ کا اوسکو عفریت دیو صورت نے گرفتار کرکے

بیجا ہے بعضے کہتے ہین کہ **عفریت دیوصورت**. **سہراب جنگ آزمودہ** سے زیادہ زبردست تو ہے نہین یہان جب آپسمین کی زمائش ہوتی تھی تو **سہراب** ہی زبردست پڑتا تھا پھر کیونکر ہوسکتا ہے کہ جو شخص **سہراب جنگ آزمودہ** پر غالب آئے وہ **عفریت دیوصورت** سے مغلوب ہوجائے بعضون نے کہا کہ بھر اسمین تعجب کی زیادہ کیا ضرورت ہے تلوار کی دھار کے آگے زبردست کمزور سب برابر ہین ممکن ہے کہ **سہراب** تلوار سے مارا گیا ہو اور کشتی مین **عفریت** اوسکے قاتل پر غالب آیا ہو یہان تو اسطرح کی باتین ہو رہی ہین لیکن وہان دربار **سمٰوات تاجدار** کا آراستہ ہے سردار اپنے اپنے مرتبہ کے موافق دنگلون کرسیون پر متمکن ہین جام شراب ناب کو گردش ہے ذکر خدا پرستون کا ہو رہا ہے جب سے کہ لاشین **آفات مردارخوار** اور **سہراب جنگ آزمودہ** کی آئین ہین اوسوقت سے بادشاہ نہایت غمگین ہے سردار گرد وپیش جمع ہین کہ جنکے نام وقت ضرورت بیان کیے جائینگے وزیر بادشاہ کا کہہ رہا ہے کہ آپنے اچھا نہ کیا کہ ان خدا پرستون سے بگڑ پڑے بلھنا دشوار ہوجائیگا کیا آپنے سنا نہین کہ ان خدا پرستون نے کیسے کیسے ملک برباد کردیئے کیسے خداوندون کو خاک مین ملا دیا دیکھا آپ نے کہ یہ دونون سردار آپکے کیسے زبردست تھے انمین سے ایک کو خود **صاحبقران** نے اندھیرے کی حالت مین کسطرح مارا کہ عقل نہین کام کرتی ہے دوسرا ہاتھ سے **لندھور ثانی** کے مارا گیا سنا ہی کہ **لندھور** زینت بارگاہ صاحبقرانی ہے بادشاہ ہندوستان ہے صرف **لندھور** کی فوج بھی تو آپ کے لشکر سے زیادہ ہی ہان یہ درست ہے کہ جسقدر پہلوانان زبردست آپ کے ملک مین ہین ایسے پہلوان کسی بادشاہ کے یہان نہونگے لیکن خیال تو فرمایئے کہ لشکر اسلام مین تمام دنیا کے منتخب پہلوان جمع ہین **سمٰوات تاجدار** کے دماغ مین ایسا خلل آیا ہوا ہے کہ وزیر کی پند کا اولٹا اثر ہوتا ہے کچھ سماعت نہین کرتا اور پہلوان اور سردار جو جہالت کے پتلے ہین بادشاہ کے دماغ کو یاوہ گوئی سے اور بگاڑے ہوئے ہین **قیوان شیرسر** اور **لقمان شیرسر** کہ یہ دونون بھائی نہایت زبردست ہین انھون نے دعویٰ کیا ہے کہ ہم **صاحبقران** کو سر میدان باندھ لائینگے **الماس اژدرگیر** اور **قیماس اژدرگیر** انھین بھی اپنے زور طاقت پر بہت کچھ گھمنڈ ہے **مغرور** یہ ہین تن اور **عصفور روئین تن** انکو اپنے روئین تن ہونے پر بھروسا ہے کہ تلوار انپر اثر نہین کرتی کوئی حربہ اونکے جسم کو بگاڑ نہین سکتا ہے یہ کہتے ہین کہ ہم لشکر **صاحبقران** کے ٹکڑے ٹکڑے اوڑا دینگے غرضکہ ہر ایک کو غرور وتکبر نے اندھا کر رکھا ہے **سمٰوات تاجدار** وزیر سے کہہ رہا ہے کہ اے خردمند دانا تم کہتے ہو کہ خدا پرستون نے بڑے بڑے سلطنتین تباہ کردین اور خداوندیان مٹا دین یہ سب سچ ہے مگر اوسوقت کی حالت دوسری تھی ایک تو ویسے زبردست لشکر خدا پرستان مین اب نہین ہین جیسے کہ قبل اسکے تھے یعنے **حمزۂ اول وحمزۂ ثانی** جو کہ **صاحبقران** زبردست تھے اب ایک پوتا اونھین **حمزہ** کا دعوائے **صاحبقرانی** کرتا پھرتا ہے نہ یہ ویسا زبردست ہے نہ ویسا آزمودہ کار ہے نہ ویسے سامان اسکو مہیا ہین نہ ویسے رفیق اسکے زبردست ہین جیسے **حمزۂ اول** وثانی کے تھے سنا ہے کہ **حمزۂ اول** کے دو بیٹے **عمر بن حمزہ یونانی** اور **عادشاہ رومی** داماد **حمزہ** کا **کرب غازی** رفیق اونکا **لندھور اول** مالک اژدر وغیرہ یہ تمام اور بیٹے پوتے **عمرو** سا عیار علاوہ ان سب باتون کے اوسکا اقبال بھی زبردست تھا **بدیع الملک**

ہرچند کہ زبردست روزگار ہے مگر اسکے ساتھ ویسے رفقا نہین ہین نہ اسکا اقبال ویسا ہے اسواسطے کہ حمزہ کا اول پر جو مصیبت پڑی وہ بہت جلد دفع ہوگئی کوئی نہ کوئی مددگار آ گیا انکی یہ حالت ہے کہ اندھے بنے بیٹھے ہین اور کوئی خبر کا لینے والا نہین ہے ایک لندھور آیا ہے جو حفاظت کر رہا ہے جسوقت لندھور مارا جائیگا اوسوقت کوئی اتنا بھی تو نہ ہوگا کہ **بدیع الملک** کے دفن وکفن کا سامان کرے اور وہ خداوندیان جو کہ خداپرستون نے برباد کردین وہ باطل ہین اور ہمارا خدا کیسا جاگتی جوت کا خداوند ہے اوسکو کون مٹا سکتا ہے وہ خود سبکا پیدا کرنے والا اور مٹانے والا ہے اگر ایسے خیالات تمہارے ہین تو یقین ہے کہ تم پر عتاب خداوندی نازل ہوگا کہ کیا تم خداپرستون کو اپنے خداوند سے زبردست سمجھتے ہو جو ایسے خیالات تمہارے دل مین آ گئے ہین وزیر خاموش ہو رہا کہ نصیحت تیری کارگر نہوگی اور اب اس سلطنت کی تباہی کا زمانہ آگیا جو کچھ تقدیر دکھائے آنکھون سے دیکھو زبان نہ ہلاؤ یہ سرداران مغرور بادشاہ کو فقیر بنا کر چھوڑینگے اور جسوقت خداپرست آ پڑینگے تو کسی کے بنائے کچھ نہ بنیگی یہان یہ ذکر ہو ہی رہے تھے کہ یکایک ہرکارون نے آکر عرض کی کہ قید لندھور کی آئی ہے **عفریت دیوصورت** نے لندھور کو باندھکر بھیجا ہے یہ سننا تھا کہ بادشاہ اوچھل پڑا اور ہوشمند دانا کیطرف دیکھکر کہا کہ دیکھا تم نے جتنا کھٹکا تھا وہ بھی نکل گیا ایک ادنی ملازم نے میرے لندھور کو باندھکر بھیجا اب اور سردارون کی کیا حقیقت رہی سنا ہے کہ بارگاہ **صاحبقران** مین اس سے بڑھکر زبردست پہلوان نہین ہے وزیر نے تو گردن جھکالی لیکن اوسکو سکوت اس بات کا ہے کہ واقعی لندھور بڑا زبردست جوان ہے **عفریت** نے کیونکر اوسے زیر کیا ہوگا کچھ سمجھ مین نہین آتا غرضکہ جسوقت قید لندھور کی آئی بادشاہ نے حکم دیا کہ بلاؤ جلاد کو وزیر نے دست بستہ عرض کی کہ اب تو یہ آپ کی قید مین ہے جسوقت چاہیگا قتل کرڈالیے گا لیکن خداپرست کا خون اس زمین پر گرنا اچھا نہین ہے بزرگون سے سنتے آئے ہین کہ جہان خون خداپرستون کا گریگا وہ زمین خراب ہو جائیگی اور کبھی سرسبز نہوگی اسکے سوا پرچہ نویس برابر لکھ رہے ہین کہ رعایا کو قتل لندھور کا نہایت اشتیاق ہے اگر مناسب ہو تو بیرون شہر میدان خونی کے آراستہ ہونے کا حکم فرمائیے اور شہر کے باہر اس خداپرست کو قتل کیجیے یہ رائے سبکو پسند آئی اور تیاری میدان خونی کی ہونے لگی لندھور کو زندان خانہ مین بھیجدیا بادشاہ کو **آفات مردارخوار** اور **سہراب جنگ آزمودہ** کا بہت بڑا رنج تھا لیکن جبسے قید لندھور کی آئی ہے وہ غم غلط ہوگیا ہے بادشاہ نے ارادہ کیا ہے کہ اسکو قتل کرکے سر اسکا نذر خداوند کو روانہ کرونگا اور آپ اس خوشی مین جشن کرونگا جسوقت یہ خبر مشتہر ہوئی کہ کل بیرون شہر جانب مشرق صحرائے مشرقیہ مین لندھور قتل کیا جائیگا تماشائیون نے آج ہی سے چلنے کا سامان کردیا گروہ کے گروہ روانہ ہونے لگے گویا تمام شہر خالی ہوگیا سوا اُن لوگون کے کہ جو زیادہ ضعیف تھے یا اپاہج تھے یا عورتین یا وہ لوگ جو مقید تھے وہ تو باقی رہگئے باقی سب برائے تماشائے قتل لندھور روانہ ہوگئے ایک میلے کی سی کیفیت تھی جنگل مین منگل نظر آتا تھا اور شہر مین سناٹا ہوگیا خاک اوڑ رہی تھی دوسرے روز صبح تک یہ تمام صحرا آدمیون سے مملو ہوگیا اب شاہی فوجون کی آمد شروع ہوئی پہلے **فیروز ناوک انداز** چالیس ہزار ناوک اندازون سے بارگاہ شاہی ہمراہ لیے ہوئے آکر موجود ہوا اور مقام مناسب تجویز کرکے بارگاہ برپا کرائی کرسیان دنگل قرینے سے لگائے گئے

بعد اسکے قیوان شیر سر اور لقمان شیر سر چالیس چالیس ہزار سوار کی جمعیت سے آکر پہونچے اور خیمہ زن ہوئے انکے بعد قیماس اژدرگیر اور الماس اژدرگیر اپنے لشکر سمیت آئے بعد اسکے معرور رویین تن اور غضفور رویین تن آئے اسکے بعد اور سردار آیا کیئے آخر مین سواری بادشاہ کی مع قید لندھور کی آئی گرد ارابہ لندھور کے جلادان مریخ صورت سرخ پوشاکین پہنے ہوئے شمشیر برہنہ ہاتھون مین لیے ہوئے اور خونخوار مردم در بیس ہزار سوار سے برائے حفاظت قید ہمراہ ہی سب آکر پہونچے لیکن جسوقت سواری بادشاہ کی مع قید لندھور آئی ہے تو یہ حالت تھی کہ تماشائی کچلے جاتے تھے مگر ہٹتے نہ تھے ہر طرف اک عجب عالم تھا کہ گھوڑ رہ کھنک رہا تھا دوکانین لگی ہوئین تھین میلے کا سمان نظر آتا تھا ہر چند کہ اس صحرا مین بعد سال بھر کے اک میلا ہوا کرتا تھا کیونکہ یہ وادی نہایت پر فضا ہے مگر ایسا میلا کبھی نہ ہوا تھا کہ تمام افواج شاہی ہر چہار طرف سے بارگاہ کو اپنی حفاظت مین لیئے ہوئے میدان مین دار استادہ کی گئی ہے گرد اوسکے ناوک انداز جمع ہین بادشاہ تخت پر جلوہ افگن ہے گرد سرداران نامی وگرامی کا مجمع ہے ہر طرف یہی شور ہے کہ آج بادشاہ ہندوستان قتل کیا جائیگا اتنے مین سمواۃ شاہ نے حکم دیا کہ لاؤ قیدی کو اوسیوقت جلاد لندھور کو طوق و زنجیر مین مسلسل اپنے ہمراہ پاپیادہ لیکر حاضر ہوئے لیکن جسوقت سے لندھور گرفتار ہوکر آئے ہین تو بیہوش تھے آنکھ انکی راہ مین کھلی تھی اپنے کو اک ارابہ پر مقید دیکھا اور ہر چہار طرف ہو صحرا کے کچھ نظر نہ آتا تھا ہان کچھ لوگ جو اس قید کو لیے جاتے تھے وہ تو انسان معلوم ہوتے تھے باقی سوا شجر و حجر کے کچھ نظر نہ آتا تھا وہ غیار جو اس قید کے ہمراہ تھا لندھور کو ہوشیار دیکھکر قریب آیا اور بیہوشی سنگھادی دوبارہ آنکھ لندھور کی زندانخانہ مین کھلی اپنی حالت دیکھکر یہ خیال ہوا کہ شاید مین خواب دیکھ رہا ہون سہ بارہ جب اس دربار مین لانے کیواسطے ہوشیار کیئے گئے ہین تو آنکھ کھلی ہے لندھور نے خواب سمجھکر آنکھ بند کرنا چاہی تھی کہ خونخوار مردم در نے آواز دی کہ او خدا پرست یہ خواب نہین بلکہ عین بیداری ہے چل تجھے بادشاہ نے سزائے موت دینے کے واسطے طلب کیا ہے تو ہی نے سہراب جنگ آزمودہ کو مارا تھا اسوقت کی خبر تجھکو نہ تھی سہراب میرا چچا زاد بھائی تھا جسکو تونے بیرحمی سے قتل کیا تھا مجھے کچھ اوسکی جوانی پر افسوس نہ آیا دیکھ تو مین نے بھی تیرے قتل کا وہ سامان کیا ہے کہ ماہیان دریا و مرغان ہوا تیرے حال پر گریہ وزاری کرینگے یہ کہکر لندھور کو لیکر اپنے ہمراہ سامنے بادشاہ کے آیا لندھور حیرت سے منھ ہر شخص کا دیکھ رہے ہین کچھ سمجھ مین نہین آتا کہ مین کہان آگیا اور کیونکر یہانتک پہونچا اسوقت بارگاہ سمواۃ شاہ مین جام شراب ناب کو گردش ہے دور چل رہا ہے سردار ذکا مجمع ہے قریب تخت ذنگل قیوان شیر سر کا ہے اور یہ ملعون شراب پی رہا ہے جام اسکے ہاتھ مین ہے ساقی بھر بھر کر دے رہا ہے آنکھین اسکی سرخ ہو رہی ہین بس لندھور نے جو یہ حالت دیکھی یقین ہوا کہ خواب نہین بلکہ عین بیداری ہے اور اب انکو خیال آیا کہ وہ فقیر نابینا جسپر مین نے رحم کیا تھا یہ کچھ اوسی کا فساد برپا کیا ہوا ہے۔ خیر بموجب شعر

سر نہ پیچم ز شمشیر حبیب   ہرچہ آید بر سر من یا نصیب

جو منظور خدا ہوا اوسمین کیا اختیار ہے معلوم ہوتا ہے یہی بادشاہ ہے جس کے سردار مقابلہ لشکر صاحبقران کو آتے ہوئے تھے افسوس اس بات کا ہے کہ کیا بری موت ہمارے مقدر مین لکھی ہوئی تھی کہ گرد کفار کا مجمع ہوگا دیدار بھی صاحبقران کا نصیب نہوگا غرضکہ لندھور نے آواز دی کہ جو شخص خداوند کریم کو واحد مطلق اور اوسکے رسول کو برحق جانتا ہو میرا اسلام اوسکو پہونچے

یہ کلمہ لندھور کا تمام دربار کو ناگوار گذرا اور قیوان شیر سر نے کہا کہ تجھے غیرت نہین آتی ہے کہ عفریت دیوصورت نے سر میدان تجکو باندھکر بھیجا ہے اور بطور خداپرستان تو سلام کرتا ہے اب بھی خداوند اکوان کی خدائی کا قائل نہین ہوتا ہے لندھور نے جواب دیا کہ عفریت کیا گیدی ہے جو مجھے باندھکر بھیجیگا اوسنے عیار سے گرفتار کروایا مجھے اسقدر بیہوشی سنگھادی تھی کہ یہان پہونچکر ہوش آیا اگر اسوقت عفریت یہان موجود ہوتا تو تیرے سامنے ٹانگین چیر کر پھینک دیتا یہ سنکر قیوان نے وہی گلاس شراب کا لندھور پر کھینچ مارا اور کہا کہ اوبے ادب سامنے بادشاہ کے بدزبانی کرتا ہے بس اس حرکت پر اس ملعون کے لندھور کو نہایت غصہ آیا اور گلاس ہتکڑی پر روکا اور قید کو بجز کردامن آرزو مین آگر اب جو چرخ مارا تمام قید کو مثل تارعنکبوت کے پارہ پارہ کر کے پھینکدیا اور وہی بیڑی ٹوٹی ہوئی سر پر قیوان کے ماری کہ سر اسکا شگافتہ ہوگیا پس فوراً بادشاہ نے آواز دی کہ ارے کیا دیکھ رہی ہو مار لو اس ہندی کو غضب کیا اس نے کہ قید کو توڑ ڈالا اور قیوان سے سردار کو بیڑی سے زخمی کیا یہ بڑا سرکش معلوم ہوتا ہے یہ سنتا تھا کہ لوگ تلوارین پکڑ پکڑ کر اوٹھ کھڑے ہوئے خونخوار مردم در نے جھپٹ کر ہاتھ تلوار کا مارا لندھور نے کلائی پر ہاتھ ڈالدیا اور مروڑ کر ہاتھ سے تلوار چھین لی اور اوسی تلوار کا ایک ہاتھ مارا کہ خونخوار کے دو ٹکڑے ہوئے اتنا کہ غل ہوا کہ قیدی چھوٹ گیا لندھور خونخوار کو مارکر بارگاہ سے باہر نکلے میدان پکڑ کر لڑنے لگے دروازہ بارگاہ پر گھوڑا خونخوار مردم در کا کھڑا ہوا تھا لندھور تڑپ کر پشت مرکب پر گئے اور لڑنا شروع کیا ادھر اور سردار بھی مع قیوان شیر سر اور لقمان شیر سر و الماس اژدرگیر و فیلاس اژدرگیر و مغرور رویین تن و عصفور رویین تن یہ سب کے سب باہر نکلے اور مرکبون پر بیٹھ بیٹھ کر لندھور کیطرف بڑھے لندھور کی یہ حالت تھی کہ اوس دریائے آہن مین پیر رہے ہین ہر طرف کشتون کے پشتے لاشون کے انبار لگا دیے ہین مگر جسطرف نظر اوٹھا کر دیکھتے ہین فوج ہی فوج نظر آتی ہے تلوارین اور نیزے چمک رہے ہین سردارون کے للکارنے سے لشکر نے گھیر لیا ہے ہر طرف سے تلوار پر تلوار پڑ رہی ہے اپنی تلوار کو بھی بچاتے ہین اور قتل بھی کرتے جاتے ہین نہ تو زرہ بر تن ہے نہ سر پر خود ہے نہ چار آئینے نہ دستانے چڑھے ہوئے نہ موزے انتہا یہ ہے کہ سپر تک پاس نہین ہے صرف ایک تلوار جو خونخوار کا ہاتھ مروڑ کر چھین لی تھی وہی قبضہ مین ہے اور اوسی سے لڑ رہے ہین کہانتک جسم کو بچا سکتے ہین زخمی بھی ہوتے جاتے ہین علاوہ اسکے تین روز کا فاقہ بھی ہے عجب حالت ہی لندھور کے اوپر لشکر اومنڈا چلا آتا ہے اگر ایک قتل ہوتا ہے تو چار سے سامنا ہوتا ہے ہر چند کوشش کر رہے ہین کہ اس لشکر سے نکل جاوین گھوڑا ایک طرف ڈال دیا ہے لشکر کو دباتے چلے جاتے ہین اب صفین ٹوٹی جاتی ہین راہ ملتی جاتی ہے مگر اتنا بڑا لشکر اور یہ حالت ضعف و نقاہت کہان تک لڑین کس کسکو اور کہانتک قتل کرین یہانتک کہ لندھور ثانی اوسی حالت مین لڑتے ہوئے قریب اوس دار کے پہونچے جو اونکے تیر باران کرنے کو نصب کی گئی تھی بس قریب پہونچتے ہی دار کو تلوار سے قلم کیا دار کا قلم ہونا تھا کہ ایک ہلڑ ہو گیا جو تماشائی جمع تھے وہ تو بھاگے اور ایک ایک سے کہنے لگا کہ یارو رنگ بیڈھب معلوم ہوتا ہے قیدی چھوٹ گیا اور سنا ہے کہ اوسنے بادشاہ کے سپہ سالار کو زخمی کیا اور

دار کو قلم کیا لشکر اوسے گھیرے ہوئے ہے مگر وہ کسی کو نہین مانتا اور قتل کرتا چلا جاتا ہے بلا کا شخص ہے کہ تنہا فوج سے لڑ رہا ہے سیکڑون کو قتل کیا ہے اور ابتک گرفتار نہین ہوتا۔ یارو یہ انسان نہین معلوم ہوتا کوئی جن ہے یا دیو ہے اب یہان ٹھہرنا مناسب نہین معلوم ہوتا بادشاہ کا اقبال بدی پر ہے غرضکہ بھگدڑ مچ گئی لوگ دوکانین چھوڑ چھوڑ کے بھاگے تھوڑے عرصہ مین سوا فوجون کے صحرائے مشرقیہ مین اور کوئی باقی نہ رہا دوکانین پڑی رہگئین یہان لندھور کی اب یہ حالت ہے کہ زخمون مین چور ہین قریب ہے کہ مرکب سے گرے چہار طرف ہو کے پیاسے نظر آتے ہین کوئی اتنا بھی نہین معلوم ہوتا کہ مرنے کے بعد غسل وکفن دیکر دفن کرے اوسوقت لندھور نے طرف لشکر اسلام کے رخ کر کے آواز دی کہ یا صاحبقران یہ غلام حق نمک سے ادا ہوتا ہے افسوس کہ ایسے وقت مین موت آئی ہے کہ نہ کوئی قریب ہے نہ کوئی عزیز نہ آشنا نہ آپکا دیدار میسر ہے ہرچند کہ بہادر کے لیئے تلوار کی موت مرنا باعث حیات ابدی ہے مگر یہ موت اچھی نہین کہ کفار کے ہاتھ مین میت پڑے اور اونکا جسطرح جی چاہے وہ دفن کرین اور نہین معلوم دفن بھی کرین یا نہ کرین کیا انجام ہو مگر جو مصلحت ایزدی اوس سے کیا چارہ اگر حضور اسوقت اس خادم کی سرفروشی وجانبازی ملاحظہ فرماتے تو یقین ہے کہ تحسین ومرحبا کرتے مگر مجھے یقین ہے کہ جسوقت یہ ذکر دربار حضور مین آئیگا کہ لندھور اسطرح لڑکر مارا گیا تو حضور خوش ہی ہونگے اور اس خادم کے واسطے بہت روئین گے اور ہم سے دلی کینہ رکھنے والے جلین گے۔ کبھی کہتے تھے کہ اے باد صبا اگر تیرا گذر لشکر اسلام کیطرف ہو تو بو میرے خون کی مشام صاحبقران مین پہونچا دینا اور کہہ دینا کہ رفیق قدیم حضور کا میدان مشرقیہ مین اسطرح قتل ہو رہا ہے کہ نہ یار ہے نہ مددگار ہے اگر ممکن ہو تو لاش اوسکی کفار سے چھین کر تجہیز وتکفین فرمائیگا کبھی درگاہ رب العزت مین عرض کرتے تھے کہ اے کارساز خدا اے بے نیاز مجھ سے کونسا گناہ ہوا کہ جس کے عوض یہ میری مٹی خراب ہوئی مجھے اپنے مرنے کا اندیشہ نہین بلکہ خوشا قسمت اوس شخص کی کہ جو کارخیر مین مارا جائے اور جہاد مین قتل ہو کہ غازی وشہید کے لقب سے ملقب ہو مگر رنج اتنا ہے کہ تو نے پہلے ایسی عزت دی کہ بادشاہ ہندوستان کے گھر مین پیدا کیا زور وطاقت اسقدر عنایت کیا کہ سرکشان کفار کو مین نے کیسا کیسا زیر کیا مگر افسوس کہ آخر وقت اس بیکسی سے مرنا پڑا کہ کوئی اسطرح کی موت نہ مرے لندھور تو یہ دعا کر رہے ہین اودھر سموات تاجدار تخت پر سوار اون کو للکار رہا ہے کہ ارے اجتو یہ زخمون سے چور ہے کوئی اتنا نہین کرتا کہ اسکو قتل کرے مردار لندھور کیطرف چلے ہین کہ یکایک جانب صحرائے تق گرد وغبار بلند ہوا سب نگران ہوئے کہ کون آتا ہے یکایک قریب پہونچکر دامن گرد شگافتہ ہوا اور دل گرد سے دس علم نشانہ دس ہزار سوار کا پیدا ہوئے اور عبد الجبار حلبی اور عبد القہار حلبی دس ہزار سوارون کی جمعیت سے آکر پہونچے یہ دونون رفیق قدیم ہین جناب امیر حمزہ صاحبقران کے۔ سن اونکے بہت ہین مگر بوڑھے شیر ہین ابتک انمین وہ ولولے اور وہ جرأت ہے کہ جوانون مین بھی نہ ہوئی جسوقت بدیع الملک نے جابجا نامے روانہ کیئے تھے تو ایک ایک پروانہ ان دونون کے نام بھی روانہ کیا تھا تو یہ دونون بھائی ملک حلب سے دس ہزار سوار ہمراہ لے کر برائے کمک صاحبقران عصر روانہ ہوئے ہین جسوقت صحرائے مشرقیہ مین آکر پہونچے

اور ہجوم لشکر دیکھا ہرکاروں کو بھیجکر خبر منگائی معلوم ہوا کہ یہ لشکر کفار ہے اور لندھور ثانی بیٹا دارائے ہند کا تنہا اس فوج میں گھرا ہوا ہے قریب ہے کہ قتل ہو بس یہ سننا تھا کہ عبد الجبار اور عبد القہار نے باہم کہا کہ اسکے باپ سے کیسی ملاقات تھی بڑے غضب کی بات ہے کہ ہماری آنکھوں کے سامنے قتل ہو اور ہم دیکھا کریں یا منھ موڑکر چلے جائیں بس یہی موقع مرنے کا ہے اس سے کون سا وقت موت کا ہوگا اسکے ساتھ کا مرنا بھی بدیع الملک کے ساتھ مرنا ہے خدا جانے یہ کیونکر اس بلا میں مبتلا ہوا یہ کہکر ان دونوں نے گھوڑے اوٹھائے تلواریں نیاموں سے کھینچ لیں اور معہ دس ہزار سواروں کے دو لاکھ کے لشکر پر آپڑے تلواریں مارنا شروع کیں صفوں کو توڑتے ہوئے لاشیں گراتے ہوئے چلے اور آواز دی کہ اے فرزند دارائے ہندوستان گھبرانا نہیں ہم آپہونچے اور ہمیں آواز دو کہ تم ہو کسطرف لندھور نے جو سر اوٹھا کر دیکھا تو کیا دیکھا کہ دو بوڑھے شیر لشکر کو پامال کرتے ہوئے چلے آتے ہیں دل میں کہا کہ یہ کون بزرگ ہیں لیکن جسوقت یہ دونوں شیر نعرہ کرتے ہوئے قریب پہونچے اور انکے نعرہ کی آواز کان میں لندھور کے پہونچی تو معلوم ہوا کہ یہ جبار حلبی اور قہار ہیں لندھور نے بھی سنکر لڑنا شروع کیا اب لندھور میں اتنی قوت تو باقی نہیں رہی ہے کہ صفوں کو توڑ کر نکلیں مگر ہاں اب بھی جو قریب آتا ہے وہ شکار پنجۂ اجل ہوتا ہے اودھر لشکر کفار میں غل ہوا کہ ارے جلد مارو اس قیدی کو بڑا غضب ہوا کہ کمک اسکی آگئی ایسا نہو کہ کچھ مددگار اور آجائیں اور اسے چھڑا لیجائیں تو بڑے ذلت کی بات ہوگی اور تمام عالم میں رسوائی ہوگی کہ اتنا بڑا لشکر گھیرے ہوئے تھا اور کیسے کیسے سردار موجود تھے لیکن قیدی کو قتل نہ کرسکے اور لوگ اوسے چھین لے گئے اودھر نعمان شترلب اور سمعان شترلب گھوڑے بڑھاکر سدراہ ہوئے کہ جبار حلبی اور قہار حلبی کو لندھور تک نہ پہونچنے دیں ایسا نہو کہ یہ تازہ دم ہیں لندھور کو لیویں اپنے ساتھ لیتے ہوئے نکلے چلے جائیں وہاں قہار اور جبار دونوں بھائی لشکر کو مثل ابر کے پھاڑتے ہوئے تلواروں سے خون برساتے ہوئے گھوڑے اڑائے چلے آتے ہیں کہ کسیطرح قریب لندھور کے پہونچکر اسکو اپنی حفاظت میں لے لیں ایسا نہو کہ یہ قتل ہوجائے تو کسی کو منھ دکھانے کے قابل نہ رہیں گے یکایک سامنے سے نعمان شترلب اور سمعان شترلب پہونچے اور کہا کہ کہاں جاتے ہو بس آگے بڑھنے کا قصد نہ کرنا نہیں جانتے ہو کہ یہ کس بادشاہ کا قیدی ہے اور تم کون ہو جو اسکو چھڑانے آئے ہو حلب کے رہنے والے یہ ہندوستان کا باشندہ تمہیں کیا حق ہے جو اسے چھڑانے آئے ہو عبد الجبار و عبد القہار نے جواب دیا کہ ہمارے دوست کا بیٹا ہے غضب ہے کہ ہمارے سامنے قتل ہو اور ہم دیکھا کریں دنیا کیا کہیگی باپ اسکا اور ہم دونوں ایک ہی دربار میں رہتے ہیں یہ ہمارے سامنے کا بچہ ہے کیونکر اسے قتل ہونے دیں نعمان اور سمعان نے کہا کہ بہتر اسی میں ہے کہ پلٹ جاؤ بڑھاپے پر اپنے رحم کھاؤ اب یہ سن تمہارا اس قابل نہیں ہے کہ میدان جنگ کی زحمتیں برداشت کرسکو مجھے تمہارے حال پر رحم آتا ہے ورنہ ساتھ لندھور کے تم بھی قتل کئے جاؤگے عبد الجبار و عبد القہار نے کہا کہ بس ایسی باتوں میں نہ لگاؤ اگر لڑنا ہو لڑو ورنہ سامنے سے دور ہو تاکہ ہم جاکر مدد کریں لندھور کے ایسا نہو کہ وہ قتل ہوجائے ہمیں تمہاری جوانی پر رحم

آتا ہے اگر تم ہمارے ہاتھ سے مارے گئے تو شباب تمہارا مفت برباد ہوگا اور ہم تو مرنے کے واسطے بیٹھے ہوئے ہین زندگی بسر کر چکے اب سوا مرنے کے اور کیا باقی ہے یہ سنکر سمعان شتر لب نے عبدالجبار حلبی پر نیزہ مارا عبدالجبار نے نیزہ کو نیزہ پر گانٹھا چند طعنون مین نیزہ ہاتھ سے سمعان کے نکال دیا اور ایک ایسا نیزہ مارا کہ سینہ کے پار ہوگیا اوٹھا کر نیزہ پر بروئے زمین مارا کہ آستخوان اسکے پارہ پارہ ہوگئے اودھر نعمان نے قہار حلبی پر تیر مارا قہار حلبی نے تیر کو تلوار سے قلم کرکے جو اک ہاتھ تلوار کا کمر پر مارا النعمان کے دو ٹکڑے ہوئے یہ حال دیکھکر لشکر گھبرا گیا سوار و پیادہ راہ دینے لگے مثل بادل کے لشکر پھٹنے لگا بادشاہ نے جو یہ حالت دیکھی فیروزہ ناوک انداز کو آواز دی کہ اسے کیا دیکھ رہا ہے حکم کر اپنے ناوک اندازون کو کہ روکین ان دونون کو ورنہ قریب پہونچ چکے ہین ایسا نہو کہ لندھور کو رہا کرکے لیجائین بس یہ سننا تھا کہ فیروزہ نے اپنے ناوک اندازون کو پکارا کہ بیچ سے راہ دیکر دو رستہ کھڑے ہو جاؤ اور ان دونون بہادرون کو تیرون پر رکھ لو یہ سننا تھا کہ ناوک اندازون نے بیچ سے راہ دیکر دو رستہ صف باندھ لی اودھر عبدالجبار اور عبدالقہار دونون پہلوانون کو مار کر لندھور کیطرف بڑھے کہ حلقے مین لیکر نکل جلین بس یہ دونون دلاور جیسے ہی نزدیک آئے ناوک اندازون نے اب جو تیر مارنا شروع کیے چالیس ہزار تیر انداز ہین یہ معلوم ہوا کہ مینہ برس گیا تمام جسم ان دونون بہادرون کا چھلنی ہوگیا مگر یہ ہمت ہارنے والے نہین تھے اوسی عالم زخمداری و بارش باران خدنگ مین گھوڑے بڑھا کر قریب لندھور کے پہونچ گئے مگر اب نہ تو اتنی قوت انہین باقی ہے کہ سنبھل سکین نہ گھوڑے آگے بڑھتے ہین دلین سمجھ گئے کہ پیمانہ عمر لبریز ہوا معلوم ہوتا ہے کہ ہماری قضا کا یہی مقام تھا لندھور کو آواز دی کہ بابا ہم کوشش کرکے تم تک پہونچے تو سہی مگر قضا سے مجبور ہین الحمدللہ کہ ہم تم سے پہلے راہی ملک عدم ہوا جاتے ہین مگر تم ہمارے اسلام کے شاہد رہنا یہ کہکر دونون نے کلمۂ طیب زبان پر جاری کیا لندھور ان دونون دلاورون کو اس حالت مین دیکھکر چیخین مار کر رونے لگے اور کہنے لگے کہ افسوس میری ذات سے آپ اس بلا مین مبتلا ہوئے عبدالجبار و عبدالقہار نے کہا کہ بابا نہ کوئی کسی کے وجہ سے آرام پاتا ہے نہ کسی کے وجہ سے تکلیف اوٹھاتا ہے جو جسکے مقدر مین ہوتا ہے وہ ضرور ہوتا ہے ہماری قضا یہان کھینچ کر لائے تھی خیر کچھ پروا نہین ہمارے تو دن پورے ہو چکے تھے شکر ہے خدا کا کہ آخر وقت مین مرتبۂ شہادت ملا حق تعالیٰ تمکو بچائے کہ ابھی جوان پھلنے پھولنے کا زمانہ ہے ہان اب اتنا کرنا کہ اگر خداوند عالم کسی حیلہ سے تمکو اس آفت سے نجات دے اور خدمت مین صاحبقران کے پہونچنا تو ہماری اطرف سے تسلیم عرض کرنا اور کہدینا کہ غلام حسب الارشاد حاضر حضور ہونے تھے مگر راستے مین لقمۂ قضا ہوگئے اور آپ تک نہ پہونچ سکے اگر کبھی اسطرف سے گذر ہو اور نشان تربت ملے تو فاتحہ خیر سے نہ فراموش کیجیگا اور اگر ظلم کفار سے تربت بھی نصیب نہو تو یوہین فاتحہ پڑھکر ہماری روح کو بخشدیجیگا اور تمہین اگر اتنا موقع ملے کہ ہمین دفن کرسکو تو دریغ نکرنا یہ کہتے ہوئے دونون غازی گھوڑون سے گرے اور راہی ملک بقا ہوئے لیکن انکے ہمراہیون مین سے جو ہزار پانچسو آدمی یہانتک صحیح و سالم پہونچے تھے اونھون

لاشون کو اپنی حفاظت مین لے لیا اور لندھور کو بھی حلقہ مین لیکر لڑنا شروع کیا لندھور بھی ہجوم رنج مین طاقت سنبھلنے کی نہین ہے پکار پکار کر کہہ رہے ہین کہ اے بزرگو ہمین اس نرغہ مین تنہا کیون چھوڑتے گئے اپنے ہمراہ رکاب کیون نہ لے لیا کبھی فلک کو دیکھتے ہین کبھی اون دونون لاشون کو دیکھتے ہین کہ دو شیر ہین زخمی پڑے ہین جو تیر جسم مین گڑ کر رہ گئے ہین وہ اوسی طرح گڑے ہوئے ہین کوئی اتنا نہین ہے کہ تیرون کو نکالے یہ معلوم ہوتا ہے کہ سیاہی کی کھال مین لی ہے بار بار پکار کر کہتے ہین کہ اے مجکو بھی جلد قتل کرو تاکہ اس غم دنیا سے مثل ان بزرگون کے نجات حاصل ہو لیکن وہ سوار جو لندھور کو اپنی حفاظت مین لیئے ہوئے ہین جان لڑا رہے ہین تلوار چل رہی ہے یہانتک کہ قتل ہوتے ہوتے اب شاید کوئی سو آدمی باقی رہ گئے ہون لیکن یہ بھی جانین لڑا ہوئے ہین جانتے ہین کہ آج مرنا ضرور ہے جہانتک ہو سکے کفار کو قتل کرنا چاہیئے اور جب تک دم مین دم ہو لندھور کو بچانا چاہیئے کفار مین غل ہے کہ ہان مار لو انکو جانے نہ پائین اب ناوک اندازون نے اسطرف رخ کیا ہے قریب ہے کہ لندھور بھی درجہ شہادت پر فائز ہون لندھور کہہ رہے ہین کہ مین اپنے کلمہ کو کسکو شاہد کرون خداوندا تو ہی گواہ رہنا کہ مین مسلمان ہون تیری وحدانیت کا قائل ہون تیرے نبی برحق کا مقر ہون اور تیرے راہ مین ہاتھ سے ان کفار کے قتل ہوا چاہتا ہون لندھور بارگاہ ایزدی مین یہ عرض کر رہے ہین اور کفار برسر پرخاش ہین کہ یکایک از پردہ بیابان گردے برخاست گرد تیرہ و تیرہ و خیرہ خیرہ سر گرد بر آسمان رسیدہ و پائے گرد در زمین پیچیدہ آتے آتے ہوا نے مارا گرد کو گرد نے مارا ہوا کو دامن گرد شگافتہ ہوا دل گرد سے تیس علم نشانہ تین لاکھ سوار کا پیدا ہوئے کہ پھریرے پر ہر علم کے تعریف الٰہی اور نعت رسالت پناہی مرقوم اور تیس ہزار سوارون کے آگے آگے تین سردار مرکبون پر بیٹھے ہوئے اونھون نے آتے ہی صحرا مین اک آن واحد مین قیام کیا اور خبر دریافت کرتے ہی لشکر کفار پر گھوڑے ڈال دیئے تیس ہزار سوارون سے آ کر گرتے گرتے ہی لشکر کو پریشان کر دیا مار تلوارون کے خون کے دریا بہا دیئے کشتون کے پشتے لاشون کے انبار لگ گئے ایک جانب سے نعرہ ہوا کہ منم آلا گرد فرنگی دوسری جانب نعرہ ہوا کہ منم مالا گرد فرنگی تیسری طرف نہنگ بچہ دریائی نے نعرہ کیا یہ لوگ واسطے مدد بدیع الملک کے روانہ ہوئے تھے اور خدمت صاحبقران مین جا رہے تھے انھون نے راستے مین خبر گرفتاری و قتل لندھور کی سنی اسطرف پلٹ پڑے لشکر فرنگستان انکے ہمراہ ہے یہ تینون رفیق قدیم شاہزادہ علمشاہ رومی کے اور حاکم ہین فرنگستان کے ہرچند کہ علمشاہ اور لندھور سے ایک قسم کی چشمک رہا کرتی تھی اور علمشاہ نے لندھور کو معہ فیل اوٹھا لیا تھا جیسا کہ آپ لوگ قبل کے دفتر مین ملاحظہ فرما چکے ہین لیکن ایسے وقت پر جب کوئی مصیبت مین مبتلا ہو کوئی کد نہین باقی رہتی ہے اور کوئی مدد کرنے مین تامل نہین کرتا ہے جیسا کہ ان تینون بہادرون نے کیا کہ ہرچند یہ دست چپ مین ہین اور لندھور دست راست مگر ان لوگون نے مدد پہ کمر کسی اور چاہا کہ لندھور کو بچا لین یہ تینون دلیر بھی نہایت کہن سن ہو چکے ہین مگر معرکے جھیلے ہوئے کب مانتے ہین اس لشکر مین مثل ماہی پیرتے چلے آ گئے ہین یہ وہ بہادر ہین جنھون نے اپنے ابتدائی زمانہ مین شاہزادہ علمشاہ رومی سے زبردست کا مقابلہ کیا اور جب سے زیر ہوئے علمشاہ کی غلامی سے دست بردار نہین ہوئے اب بھی اونھین کے روح کا پاس تھا کہ نامہ بدیع الملک

تک پہونچتے ہی فرنگستان سے یہان تک آئے ہرچند بال سر کے سفید ہوگئے ہین دانت ٹوٹ گئے ہین مگر ہاتھ پاؤن مین وہی کس بل ہے ہمت ویسی ہی ہے جھریان نام کو نہین ہین ادھر تو یہ دونون فرنگی ہنگامہ برپا کر رہے ہین ادسطرف نہنگ بحر دریائی برہنہ سر تلوار کھینچے ہوئے لشکر کو اولٹ پلٹ کرتا ہوا چلا آتا ہے لشکر کفار مین دوہائی تو الدوہی ہے لشکر فرنگستان کے باجون نے عجیب رنگ پیدا کیا ہے کہ لوگ مست ہو رہے ہین جھوم رہے ہین میدان جدال وقتال گرم ہے قیامت کی تلوار چل رہی ہے ہزارون کا رن پڑا ہے جابجا کشتے تڑپ رہی ہین گھوڑے کوتل ناچتے پھرتے ہین خون کی ندیان بہہ رہی ہین صدائے بگیر و بزن بلند ہے ایسی تلوار سوائے زمانہ صاحبقران اول کے کبھی نہ چلی جیسا رن اس صحرائے مشرقیہ مین پڑا ہے اک وقت مین زیر قیطول لقا خداوند ملک باختر مین البتہ ایسا ہی رن اوسوقت سے اسوقت تک اور کبھی ایسی نہ تلوار نہ چلی تھی نقیب پکار پکار کر کہہ رہے ہین کہ ہان اے بہادرو اور دلاورو یہ روز نام و ننگ ہے جسکو اپنے باپ دادا کا نام روشن کرنا ہو وہ جانبازی کے جوہر دکھائے اور نام رستم و اسفندیار کو مثل حرف غلط کے اس صفحۂ دنیا سے مٹائے اے بہادرو ایک روز مرنا ضرور ہے جیسے آج ویسے کل اگر دنیا مین دس ہزار برس بھی زندہ رہیگا تو ایک روز مرنا ضرور ہے کہان ہے اسوقت جمشید جس نے ایک ہزار برس فقط سلطنت کی تھی کہان ہے ضحاک ماران جس نے ہزارون آدمیون کو قتل کرڈالا اور اون بیگناہون کے مغز سانپون کو کھلائے کہان ہے سکندر کہان ہے دارا اے جوانو صف شکنو ع

رستم رہا زمین پہ نہ بہرام رہ گیا
مردون کا آسمان کے تلے نام رہ گیا

دیگر اشعار

تاج مین جنکے ٹنکے تھے گوہر
ٹھوکرین کھاتے ہین وہ کاسۂ سر
جس جگہ کل تھا بلبلون کا ہجوم
آج اوس جا ہے آشیانۂ بوم
اب نہ رستم نہ سام باقی ہے
اک فقط نام ہی نام باقی ہے

نقیبون کی ترغیب دینے سے اور جوش سپاہیون کا زیادہ ہوتا جاتا ہے جانین لڑائے ہوئے ہین کفار کو یہ کد ہے کہ کمک لندھور تک نہ پہونچنے پائے اہل اسلام کو یہ کوشش ہے کہ کسیطرح لندھور کو ان مظالم کے پنجہ سے بچانا چاہیے دونون طرف کے لوگ جانین لڑائے ہوئے لڑ رہے ہین کہین تلوار چل رہی ہے کہین تیر کہین گرز کہین نیزہ عجب طرح کا ہنگامہ برپا ہے زمین کو زلزلہ ہے سم مرکبون کے خون مین غرق ہو گئے اسقدر کے شور سے جگر گاؤ زمین کا تھرایا جاتا ہے۔ ع

چقاچاق خنجر بگردون رسید
زمین خون شد و خون بجیحون رسید

اوس دریائے خون مین خود سپاہیون کے مثل حبابون کے نظر آتے ہین تڑپ تلوارون کی مثل ماہی کے معلوم ہوتی ہے بازو جو زرہ پوشون کے کٹ کر تڑپ رہے ہین تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ ماہی اسیر دام ہوئی ہے مگر صیاد اوسکو اپنے جال مین چھوڑ کر چلا گیا ہے بازار موت گرم ہے جانون کی ارزانی ہے ملک الموت قبض روح سے فرصت نہین پاتے ہین ادھر یہ گرا اودھر وہ گرا کسی کا دم نکل رہا ہے کوئی پھڑک رہا ہے کوئی سسک رہا ہے نقطے ایسے زخمی جنکے بچ جانے کی امید تھی وہ یون ضائع ہوئے کہ نہ کوئی اونکو اوٹھاتا ہے نہ علاج ہوتا ہے بلکہ ادھر زمین پر گرا اودھر سوارون کے گھوڑون نے اوسکو پامال کردیا نہ مرتا تھا تو مر گیا کہانتک

بیان کرون وہ جنگ دیکھنے سے تعلق رکھتی تھی ذکر اوسکا احاطہ تحریر سے باہر ہے بھائی کو بھائی کی خبر نہ تھی بیٹا باپ سے غافل باپ بیٹے سے بیخبر تھا نفسی نفسی ہو رہی تھی کہ یکایک آلاگرد فرنگی و مالاگرد فرنگی و نہنگ بحر دریائی یہ تینون پہلوان لڑتے ہوئے لشکر کو منتشر کرتے ہوئے قریب لندھور ثانی کے پہونچے لندھور کی اب یہ حالت ہے کہ بھرنی پر سر رکھدیا بیہوشی اوسپر طاری ہے مرکب انکا انکی سواری کا نہین ہے ورنہ ایسے وقت مین نکال لے جانے کی کوشش کرتا اودھر قیماس اژدر گیر اور الماس اژدر گیر بڑھکر قریب لندھور پہونچ گئے ہین اونکو یہ فکر ہے کسیطرح لندھور کو قتل کرین آلاگرد و مالاگرد نے جو یہ حالت دیکھی للکارے کہ او نامردو یہ کیا حرکت ہے کہ اک بے بس و مجبور کو قتل کرتے ہو اس سے تو چوڑیان پہنکر گھرون مین بیٹھ رہو دعویٰ سپہگری کا نہ کرو ورنہ ادھر آؤ اور ہم سے مقابلہ کرو ان ملعونون کو ایسی غیرت دلائی کہ یہ اوسطرف سے پھرے اور الماس اژدر گیر نے قریب آلاگرد فرنگی کے پہونچکر ارہ پشت نہنگ مارا یہ حربہ سپر سے نہین رکتا ہے آلاگرد نے خالی دینا چاہا تھا کہ گھوڑے نے سکندری کھائی ارہ سر پر پڑا تا دو ابرو اوتر گیا دراستانہ مارا ارہ تو سر سے نکلا مگر ایک تو پیرانہ سالی دوسرے ارہ کا زخم وہ زخم بھی نہایت کاری سنبھالنا دشوار ہوا الماس اژدر گیر نے چاہا کہ اسپر تو غشی طاری ہے کمر زنجیر کا بند پکڑ کر اوٹھا لون تاکہ بہادرون کے سامنے ناموری حاصل ہو کہ اتنے بڑے سردار کو خانہ زین سے اوٹھا لیا سنا ہے کہ یہ پہلوان سوا گلشاہ کے کسی سے زیر نہین ہوا ہے بس جیسے ہی اسنے ہاتھ کمر زنجیر پر ڈالا آلاگرد نے وہی کھنچی ہوئی تلوار اوسکے شانے پر لگائی کہ دوسری بغل کیطرف سے نکل گئی اور یہ کافر دو ٹکڑے ہو کر گرا آلاگرد نے وقفہ پاکر زخم سر کو مضبوط باندھا اور آگے بڑھے اودھر مالاگرد فرنگی پر قیماس اژدر گیر نے گرز مارا مالاگرد نے گرز اسکا سپر پر روکا اور ہاتھ تلوار کا مارا اسنے بھی وار مالاگرد روکیا اسی رد و بدل مین ہین شانہ مالاگرد کا نشانہ ہوا اس سبب سے کہ یہ سردار اتنے بڑی فوج سے لڑتے چلے آتے ہین اور ضعیف بھی ہین تھکے ہوئے بھی ہین ہاتھون کی قوت جواب دے چکی ہے لشکر کفار کے سردار تازہ دم ہین مگر مالاگرد نے وار قیماس کا رد کر کے ایک ایسا ہاتھ مارا کہ تلوار سپر و خود و عرق چین زرد ٹوپ کو کاٹتی ہوئی کاسہ سر سے مثل قطرۂ آب کے گزر کر صراحی گردن سے صندوق سینہ تک پہونچی اور وہان سے شکم و کمر و بند کمر کو کاٹکر زین کو بوسہ دیا قیماس دو ٹکڑے ہو کر زمین پر گرا اور آلاگرد و مالاگرد آگے چلے اب انکو کوئی روکنے والا نظر نہ آیا میدان خالی پاکر گھوڑے ڈالدیے چاہتے تھے کہ قریب پہونچکر لندھور کو فوج کے حوالہ کرین کہ فیروزہ نے ناوک اندازونکو آواز دی کہ ارے کیا دیکھ رہے ہو مارو ان دونون کو یہ سننا تھا کہ چالیس ہزار کمانین کڑکین اور تیر مانند فوج ملخ کے ان دونون بہادرون پر پڑنے لگے ہر چند کہ یہ دونون سردار نہایت زبردست ہین مثل مشہور ہے کہ سورما چنا بھاڑ نہین پھوڑتا ہے بہت سے تیر دونون نے کاٹے لیکن بہت سے تیر اونکے جسم پر بھی پڑے اور واضح رائے ناظرین ہو کہ یہ لوگ بارادہ جنگ آ نہین رہے تھے یہ ایک دوسری جانب جاتے تھے لباس انکا وہ تھا جو مسافرت کی حالت مین ہوتا ہے نہ لباس جنگ اور نہ اتنی مہلت ہی تھی کہ لباس بدلتے یہی وجہ تھی زخمی بہت ہو گئے اودھر ناوک اندازون نے تیرون پر رکھ لیا تمام جسم غربال

ہو گیا قوت سنبھلنے کی نہ رہی لیکن مرتے مرتے قریب لندھور کے پہونچ گئے اور پکار کر کہا کہ اے فرزند دارا اے ہندسا اب ہم مجبور ہین کہ طاقت سنبھلنے کی باقی نہین ہے یہ کہتے جاتے تھے اور تلوار کھینچی ہوئی ہے تیرون کو قلم کرتے جاتے ہین جس کافر کو قریب پاتے ہین اوسے تلوار سے واصل جہنم کرتے ہین اودھر فیلان قوی بازو کو سموات تاجدار نے حکم دیا کہ جا کر لندھور کا سر کاٹ لا یہ ملعون تلوار کھینچے ہوئے چلا آتا ہے اودھر نہنگ بچہ دریائی نے دیکھا کہ آلا گرد و بالا گرد بھی جان بحق تسلیم ہوا چاہتے ہین اور لندھور بھی قتل ہوا چاہتا ہے اور اگر تم بھی مثل آلا گرد و بالا گرد کے سامنے سے جاؤگے تو تیر اندازون کا نشانہ ہوگے پہلو پر سے چلنا چاہیے بس یہ دیوانہ نہایت ہوشیاری کا کام کر گیا اور پہلو پر سے کمانداروں کے صف پر آکر گرا اور قتل کرنا شروع کیا ناوک اندازون کو سنبھلنا دشوار ہو گیا تیر تو فاصلہ سے چل سکتا ہے قریب کا حربہ نہین ہے نہنگ بچہ دریائی نے جوان ناوک اندازون کو تلوار کے نیچے رکھ لیا تو سنبھلنا دشوار کر دیا جبتک وہ کمان کو ہاتھ سے رکھین اور تلوار کھینچین اوسوقت تک مین سیکڑون لاشین گرا دین اودھر فوج دیوانہ کی آپڑی خوب گھمسان کی لڑائی ہونے لگی بازار جدال و قتال اور گرم ہوا نہنگ بچہ نے ناوک اندازون کا ستھراؤ کر دیا جسپر ہاتھ تلوار کا مارا اوس کے دو ٹکڑے ہوتے ہوئے شاخ حیات قلم ہوئی گوشہ امن نہ ہاتھ آیا زاغ روح سہم کر پرواز کر گیا آن واحد مین چالیس ہزار کے لشکر کو طے کر کے اوسوقت قریب لندھور کے پہونچا ہے کہ فیلان قوی بازو لندھور کے سر پر تلوار کھینچے کھڑا ہے چاہتا ہے کہ قتل کرے کہ نہنگ بچہ نے ایسی ہتھکٹی ماری کہ تلوار معہ قبضہ و پنجہ علیحدہ گر پڑے اور فیلان دست بریدہ ہو کر رہ گیا مگر اپنے بھی داہنے ہاتھ کے کٹنے کا کچھ خیال نہ کیا بائین ہاتھ مین گرز لیکر سر پر نہنگ بچہ کے مارا نہنگ بچہ نے گرز اسکا چھین لیا اور وہی گرز سر پر فیلان کے مارا کہ سر اسکا پارہ پارہ ہو گیا لیکن فیلان سے مقابلہ کرنے مین ناوک اندازون کو مہلت ملگئی اور اونھون نے فاصلہ دیکر نہنگ بچہ کو حلقے مین لے لیا اور تیر مارنا شروع کیے اب لندھور کی یہ حالت ہے کہ تڑپ تڑپ کر کہہ رہے ہین کہ اے یہ کیا قیامت برپا ہے مین جانتا تو اپنے کو قتل ہو جانے دیتا قید کو نہ توڑتا ہائے مجھے کیا معلوم تھا کہ ایسے ایسے بہادر جو انتخاب زمانہ تھے وہ میرے واسطے مارے جائین گے اگر زندہ مین بچا تو کیا افسوس کیسے کیسے بزرگ آنکھون کے سامنے خون مین نہاتے ہوئے ہین مثل شیر کے تڑپ رہے سسک رہے ہین اے کافرو آؤ مجھے پہلے قتل کرو مین قسم کھاتا ہون سر بدیع الملک کی کہ تیر وار نہ کرونگا مجھ سے نہین دیکھا جاتا ارے یہ کون کون بہادر میرے آنکھون کے سامنے خون مین لوٹ رہے ہین ہائے یہ سب میرے واسطے جان سے مارے گئے اور مین ابھی تک زندہ موجود ہون کاش مین پہلے قتل ہو جاتا اور یہ حالت ان بزرگون کی نہ دیکھتا لیکن نہنگ بچہ مثل شیر گرسنہ کے جھپٹ جھپٹ کر لڑ رہا ہے آخرکار یہ بھی اسقدر زخمی ہوا کہ مثل آلا گرد و بالا گرد کے مجبور و مجروح ہو کر گھوڑے سے گرا لیکن ان تینون سردارون کے ساتھ والے جو قریب تیس ہزار کے تھے اب بھی دس بارہ ہزار ہین جانین لڑائے ہوئے ہین اور اپنے مالکون کو پکار رہے ہین

کسی کا سر نہین کٹنے دیا ہے لیکن یہ سردار ایسے زخمی ہین کہ زندہ نہین بچ سکتے بلکہ انکے زندہ رہنے سے انکا مرنا ہی بہتر معلوم ہوتا ہے جتنی دیر یہ زندہ ہین ایسے کرب مین ہین کہ دشمنون سے بھی نہین دیکھا جاتا اور لندھور دیکھ رہے ہین کہ ایک طرف تو لاشین جبار حلبی و قمار حلبی کی پڑی ہوئی ہین اور دوسری طرف آلا گرد فرنگی دم توڑ رہے ہین ایک سمت مالا گرد فرنگی موت کی ہچکیان لے رہے ہین ایک طرف کثرت زخم سے مہناک بچہ تڑپ تڑپ کر دم توڑ رہا ہے عجب قیامت کا وقت ہے آنکھون سے لندھور کے آنسو جاری تھے بار بار فیروزہ ناوک انداز سے کہتے تھے کہ او ملعون کھڑا کیا دیکھ رہا ہے اسے قریب آکر اک ہاتھ مار میرے کہ کام میرا تمام ہو جائے فیروزہ نے کہا کہ تیری ذات سے بڑے بڑے فسادات برپا ہوئے اب تجکو دار پر کھینچکر تیر باران کرینگے یون تیرا قتل کرنا کچھ لطف کی بات نہین ہے جسوقت تو دار پر کھنچے گا اور بارش باران تیر ہوگی اوسوقت ماہیان دریا و مرغان ہوا تیرے حال پر گریہ کرینگے اور دیکھنے والون کو عبرت ہوگی کہ یہ وہی لندھور ہے جو بادشاہ ہندوستان تھا جسکو حمزہ اور اولاد حمزہ نے بڑا عروج دے رکھا تھا اور جس نے بڑے بڑے سرکشون کو مارا تھا جسکی ذات سے بڑے بڑے فساد برپا ہوئے تھے وہ آج اس ذلت و خواری سے قتل ہو رہا ہے لندھور جانب آسمان دیکھکر درگاہ احدیت مین عرض کرتے ہین کہ خداوندا ملک الموت کو تو بھی حکم نہین کرتا کہ وہ آکر اس عاجز کی قبض روح کرین اور مشکل کو میرے آسان کرین پروردگارا اب مجھے حیات اپنی منظور نہین ہے اب اگر زندہ رہونگا تو میرے دل سے ان دلاور بزرگون کے مرنے کا داغ نہین مٹیگا اور جب یہ حال یاد کرونگا چیخین مار مار کر رونگا لیکن جبکی زندگی باقی ہوتی ہے موت خود اوسکی حفاظت کرتی ہے قول معصوم کا غلط نہین ہو سکتا ہے اسی عالم مین جانب صحرا سے پھر تتق گرد و غبار بلند ہوا سب نگران تھے کہ اب کون آتا ہے لیکن اس گرد کے بلند ہونے سے کفار کے جی چھوٹ گئے ہین کہ اگر اب کمک اس خدا پرست کی آگئی تو غضب ہو جائیگا ان پانچ آدمیون نے جو یکے بعد دیگرے چالیس ہزار سوارون کی جمعیت سے آئے تھے لشکر کا ستھراو کر دیا اب اگر کوئی آگیا اور فوج اوسکی ہمراہ زیادہ ہوئی تو سب کے قدم اوکھڑ جائین گے اور ادھر لندھور نے جو گرد کی جانب خیال کیا تو اونکو کچھ علامات اپنے لشکر کے ایسے محسوس ہوئے یکایک اوس گرد مین سے ابر سی سیاہی معلوم ہوئی اور اوس سیاہی مین چمک صد ہا بجلیون کی نظر آئی جسوقت گرد قریب پہونچکر شق ہوئی ایک لشکر ہاتھیون کا دیکھا کہ دانتون پر اونکے آہنی اور نکیلی شامین چڑھی ہوئی ہین سونڈون پر پٹی چڑھی ہوئی اس لشکر کی ہیبت سے تمام فوج سموات شاہ کی زہرہ بے آب ہو گئی یہ چالیس ہزار فیل قریب پہونچکر ایک جانب صف بستہ ہوئے اور جو ہرکارے آگے بڑھ آئے تھے وہ خبر لیکر جو چلے اور اپنے سردار سے بیان کیا وہ تین لاکھ سوار و پیادہ سے طرف لشکر سموات تاجدار کے چلا جسوقت ان ہاتھیون کو دیکھا تھا تو لندھور سمجھ گئے تھے کہ یہ فوج ہماری معلوم ہوتی ہے دل مین خوش ہوئے مگر یہ سمجھ مین نہ آیا تھا کہ اس فوج کو لیکر کون آیا ہے اسواسطے کہ یہ وہ فوج تھی جسے لندھور حفاظت ملک و مال و اولاد کے واسطے چھوڑ آئے تھے لیکن جسوقت اس فوج سے تین سردار نکلکر نعرے کر کرکے چلے اوسوقت لندھور کو ظاہر ہو گیا

کہ ایک انکا فرزند فرسنگ بن لندھور اور دونون بھائی انکے ارشیلون پریزاد اور
فرہاد خان یک ضربی ہین ان دونون بھائیون سمجھا بجھا کر لندھور ہندوستان مین چھوڑ گئے
آئے تھے او عرض کیا تھا کہ آپ نے بڑے بڑے معرکے دیکھے دنیا مین ساتھ والد ماجد کے
نام پیدا کیا اب آپکو کیا چاہیے اب یہ زمانہ ہمارے نام پیدا کرنے کا ہے آپ آرام سے بیٹھیے سلطنت
کا انتظام کیجیے اس لڑکے کی تربیت و تعلیم فرمائیے مین خدمت صاحبقران مین جاتا ہون لیکن
بعد آنے لندھور کے جبکہ لشکر اسلام پر تباہی آئی اور صاحبقران معہ لشکر اندھے ہوئے اور
نامہ ہر طرف روانہ کیے گئے تو اوسوقت لندھور نہ تو ہندوستان مین تھے اور نہ صاحبقران
تک پہونچے تھے یہی سبب تھا کہ ایک پروانہ انکے نام بھی روانہ ہوا تھا جسوقت یہ پروانہ
ہندوستان مین پہونچا اور پڑھا گیا فوراً فرسنگ بن لندھور نے اپنے دونون چچاؤن
سے دست بستہ عرض کی کہ معلوم ہوتا ہے والد ماجد ابھی صاحبقران تک نہین پہونچے جو یہ نامہ
یہان آیا اور نامہ کے مضمون سے معلوم ہوا کہ صاحبقران کسی بلا مین مبتلا ہو گئے ہین پس ایسے
وقت مین مدد صاحبقران کی ضرور ہے یہ سوچکر یہ تینون بہادر تین لاکھ سوار و پیادہ کی جمعیت سے
چلے تھے یہان پہونچکر اونھون نے لوگون سے سنا کہ لندھور قتل ہوا چاہتے ہین جو لوگ اونکی
مدد کو آئے تھے وہ مارے گئے پس یہ تینون بہادر اسیطرف پلٹ پڑے اور معہ فوج اب
جو نعرہ کر کر گرتے ہین لشکر کو پامال کرنا شروع کر دیا چونکہ قبل ازین کچھ لوگ فوج حلب کے کچھ لشکر
فرنگستان کے ہوبکر رنگ لڑائی کا برا دیکھکر نکل گئے تھے وہ راہ مین اونکو ملے تھے اور
کیفیت ناوک اندازون کی اونھون نے بیان کی تھی اور کہدیا تھا کہ اس صورت سے
عبد الجبار و عبد القہار حلبی مارے گئے اور اسیطرح آلاگرد فرنگی و مالاگرد فرنگی
و نہنگ بحر دریائی وغیرہ قتل ہوئے پس ان تینون بہادرون نے تین لاکھ سوار و
پیادہ کی جمعیت سے آکر تین جانب سے لشکر کا محاصرہ کیا ایک رخ بھاگنے کے واسطے کھلا
رہنے دیا اور تلوار برسانا شروع کی آن واحد مین آکر لشکر کو اسطرح حلقے مین لے لیا کہ ناوک اندازون
کو چلہ کشی کا موقع نہ ملا محض تلوار کی لڑائی باقی رہگئی ہر طرف سے آوازہ تکبیر دینی بلند ہوئی اودھر
سنوات تاجدار نے اپنے لشکر کو للکارا کہ ہان خبردار ہار کینا ان خدا پرستون کو جانے نہ پائین
اودھر قیوان شیر سیر نے مرکب اپنا بڑھایا اور لقمان شیر سیر نے بھی کرگدن مست کو جولان
کیا کہ بڑھکر ان لوگون کو روکین اور فیروزہ ناوک انداز نے دیکھا کہ ایک لڑکا پندرہ سولہ برس
کا گھوڑا اوڑائے ہوئے سب سے آگے آرہا ہے اور تڑپتا ہوا جارہا ہے تصویر شباب
لندھور کی معلوم ہوتی ہے دلمین سوچا کہ عجب نہین ہے کہ یہ فرزند لندھور کا ہو پس اسکو
مار کر سر اسکا کاٹ کر لندھور کے آگے پھینک دونگا تو لندھور خود گلا کاٹ کر جان دیدیگا
ہر چند زد تیر کے نہین ہے مگر یہ لڑکا ہے اسکی حقیقت کیا ہے پس اپنا مرکب بڑھا کر سامنے
فرسنگ بن لندھور کے آیا اور پکارا کہ او لڑکے کہان جاتا ہے تجکو اپنی صغر سنی پر رحم نہ آیا
کیون اپنی جوانی برباد کرنے اتنے بڑے لشکر پر بیدھڑک آپڑا کہ تیری فوج پیچھے ہے اور تو سبقت
آگے گھوڑا دوڑا کر نکل آیا ہے تو کون ہے لندھور کا جو اپنے کو لقمۂ اجل بنائے دیتا ہے
جا پلٹ جا ورنہ ہاتھ سے میرے مارا جائیگا فرسنگ نے جواب دیا کہ او اجل رسیدہ تو کون ہے

جو میر اسد راہ ہوتا ہے میں اپنے والد ماجد کو رہا کرنے جاتا ہوں فیروزہ نے باتوں میں لگا کر تیر مارا لیکن فرسنگ نے ہوشیاری کے ساتھ تیر کو قلم کر کے مرکب کو دوڑایا فیروزہ نے جلدی کمان پھینک کر فرسنگ کو آتے دیکھکر نیزہ مارا فرسنگ بن لندھور نے نیزہ کو تلوار سے قلم کیا اسنے گرز ڈالا فرسنگ نے گرز فیروزہ کا پنجہ مروڑ کر چھین لیا اور کمر زنجیر کا بند پکڑ کر صدر زین سے بلند کر لیا اور آواز دی کہ باش اے گروہ کفار خبردار رہو ہوشیار کہ منم فرسنگ بن لندھور اس نعرہ کی آواز سنکر جو لشکر کفار نے دیکھا تو فیروزہ کو ہاتھ پر فرسنگ کے بلند پایا جو منصف مزاج تھے وہ تعریف کرنے لگے کہ کیا بہادر لڑکا ہے اور کیوں نہو جسکا باپ ایسا ہے کہ اوسنے دو لاکھ کے لشکر پر یکہ و تنہا تلوار کھینچی اوسکا فرزند اتنا بھی نہوتا الولد سر لابیہ اودھر لندھور نے جو اپنے فرزند کو دیکھا لہو تنمیں جوش مارنے لگا ماشاء اللہ چشم بددور کہکر جوش شوق میں آگے بڑھ گئے مگر طاقت نے یاری نہ کی اودھر فرسنگ نے فیروزہ سے پہلوان کو ہاتھ پر بجائے سپر لیا اور کمانداروں پر جا پڑا جس نے تیر مارا تیر کو فیروزہ پر روکا اپنے کو بچایا اودھر تو جب تیر پڑتا ہی فیروزہ ناوک انداز شور کرتا ہے کہ ارے دشمن کو قتل کرتے ہو یا مجھ پر تیر لگاتے ہو یہ کیسی قدر اندازی ہے ارے کیا اقبال سموات تاجدار کا برگشتہ ہو گیا جو تم لوگ ناوک اندازی بھی بھول گئے اودھر فرسنگ لوگوں کو قتل کرتا ہوا کمانداروں کو قلم کرتا ہوا مرکب کی باگ لیئے چلا جاتا ہے کہ کسیطرح لندھور تک پہونچوں اوسطرف فرہاد خان ایک ضربی چوبدست سنبھالے ہوئے مرکب پر سوار پشت پر لشکر فوج کفار کو دباتا چلا آتا ہے لشکر کفار کا قدم اب آگے نہیں بڑھتا ہے فرہاد خان نے جسے چوبدست ماری وہ پیوند خاک ہو گیا ایک ایک وار میں تین تین اور چار چار آدمی جان سے مارے جاتے ہیں جہاں فرہاد خان لڑ رہے ہیں ایک تتق گرد بلند ہے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اک دیو ہے کہ آدمزادوں کے لشکر کو پامال کرتا چلا آتا ہے کہ یکایک قیوان شیر سر سد راہ ہوا اور آواز دی کہ او بڈھے غضب کیا تو نے کہ تمام لشکر میں ایک تہلکہ برپا کر دیا ہے سیکڑوں کو جان سے مارا الغرض آدمی ہے یا قوم جن سے ہے مگر کہاں جائیگا بچکر میرے ہاتھ سے اس لیئے کہ میں دیو کش ہوں اور سپہ سالار ہوں لشکر سموات تاجدار کا لاف بہادری کی فرہاد خان نے جواب دیا کہ تو اپنا حوصلہ نکال لے ہم اہل اسلام سے ہیں پیشدستی ہمارا دستور نہیں ہاں اگر خداوند کریم تیرے ضرب سے بچائیگا تو دیکھا جائیگا قیوان نے کہا کہ معلوم ہوتا ہے قضا تیری آگئی جو مجھسے کہتا ہے کہ تو وار کر میرے ضرب سے بچنا مشکل ہے خبر خبردار رہو یہ نہ کہنا کہ خبردار نہ کیا تھا یہ کہکر گرز اپنا فرہاد خان کے حوالہ کیا فرہاد خان نے گرز قیوان کا سر چوبدست پر روکا تڑاقے کی صدا بلند ہوئی شعلہ فلک کو نکل گیا تتق گرد و غبار بلند ہوا نعرہ کیا قیوان نے کہ زدم و بست کردم بس فوراً فرہاد خان نے گرز سے نکلکر آواز دی کہ کرا زدی و کرا بست کردی حریف تیرا میں موجود ہوں لے خبردار ہو کہ میں اپنا وار کرتا ہوں قیوان نے کہا شوق سے وار کر اور گرز اپنا بلند کیا فرہاد خان نے چوبدست گران سنگ آسمان رنگ کو سر پر چرخ دیکر خبردار خبردار کہکر جو وار کیا قیوان نے وار فرہاد خان کا گرز پر روکا لیکن چوبدست جو گرز پر پڑتی ہے اک تڑاقا ہوا یہ معلوم ہوا کہ ایک

کوہ پھٹ پڑا شعلہ جاب کر فلک کو نکل گیا یعنی گرد و غبار بلند ہوا ہاتھ دونون پہلوان کے تھرتھرائے جو بدست گرز کو ہمراہ لیتی ہوئی سر پر پڑی کہ خود سر مین سر گردن مین گردن سینہ مین سینہ شکم مین شکم پشت مرکب مین مرکب زمین مین غرق ہو گیا اب جو گرد و برطرف ہوئی تو دیکھا کہ زمین پر ایک خون کا تہلاب ہے خونسکر اس کے مرتے ہی تمام فوج کانپ اوٹھی جس سے سامنا ہوا وہ کنارے کو کاٹ گیا راہ دی فرہاد خان بھیڑ کو ہٹاتا ہوا قریب لندھور پہونچ گیا ہے ادھر تو فرسنگ اور ادھر فرہاد خان ہین انکے عقب مین فوجین ہین لشکر کو پسپا کرتے چلے آتے ہین لشکر کفار کے جی چھوٹے جاتے ہین چار گھڑی دن چڑھے سے تلوار چل رہی ہے اور اب شام قریب ہے تمام دن لڑتے گذرا ہے ارشیون پریزاد تیسری جانب سے لشکر کو دباتا چلا آتا تھا جو سامنے آیا دو ہو کر گرا عقب مین ارشیون پریزاد کے لشکر اسکا جگہ پاکر بڑھتا چلا آتا ہے یہ بھی قریب اپنے بھائی کے پہونچ چکا تھا کہ لقمان شیر سر نے ٹوکا کہ او خدا پرست کہان جاتا ہے بس اب آگے بڑھنے کا قصد نہ کرنا کہ مین تیرے قبض روح کو آ پہونچا ارشیون پریزاد نے کہا کہ کیا جھک مارتا ہے اور تو کہتا ہے اگر تجھے کچھ دعوی ہے تو لا ضرب بہادری کی یہ سنکر لقمان شیر سر نے جھنجھلا کر وار تیغ آبدار کا کیا ارشیون پریزاد نے وار اسکا پشت شمشیر پر روک کر جو ہاتھ مارا مع راکب و مرکب چار ٹکڑے ہوئے لوگ اسکی لاش اوٹھا کر بھاگے ارشیون پریزاد کوداہلی مرکب کو جولان کیا یہ تینون بہادر لڑتے ہوئے قریب لندھور کے پہونچے لیکن فرسنگ پہلے پہونچا تھا جسوقت لندھور نے دیکھا کہ فرسنگ بہادری سے فیروزہ ناوک انداز کو ہاتھ پر بلند کیے ہوئے یہانتک آیا ہے کہا اے فرزند اس ملعون کو زندہ نہ چھوڑنا کہ اس نے بڑے بڑے داغ دیے ہین یہ سنتے ہی فرسنگ نے اس ملعون کو اوچھال دیا اور تلوار کمر سے کھینچ کر سامنے اپنے باپ کے اسطرح جو رنگ ہوائی کا تھا کر لندھور نے سر اسکا سینے سے لگا لیا لاش فیروزہ کی ناوک اندازون نے اوٹھالی اور راہی ہوئے اتنے مین فرہاد خان تک فضری بھی اپنے لشکر سمیت پہونچے اور ارشیون پریزاد بھی آگئے لیکن فرسنگ کا لشکر بعد پہونچا سبب یہ تھا کہ فرسنگ خوش شجاعت مین لشکر سے بہت آگے نکل آیا تھا اور یہ دونون بھائی لندھور کے آزمودہ کار و ہوشیار تھے اسوجہ سے لشکر کو پشت پر لیے ہوئے آگے بڑھے کہ اگر لندھور تک پہونچین تو بحفاظت تو لا سکین اگر قریب پہونچے بھی اور حفاظت نہ کر سکے تو جانے کا کیا نتیجہ لیکن سموات تاجدار نے جو دیکھا آٹھ دس سردار ایسے مارے گئے کہ چراغ ملک سمواتیہ کا گل ہو گیا اب انجام اچھا نظر نہین آتا تین جانب سے لشکر خدا پرستونکا ہجوم کیے ہوئے ہے اور نہین معلوم انھون نے ہاتھیون کی فوج سے کام کیون نہین لیا ورنہ ابتک سارا لشکر پامال ہو گیا ہوتا یہ قدرت تھی خداوند اکوان کی کہ ان لوگونکے دلمین بھی آگئی خداوند کو ہم لوگونکا بچانا منظور رہا ایسی ایسی باتون کا خیال کر کے طبل بازگشت بجوا دیا اوسیوقت دونون لشکر علیحدہ ہوئے فرہاد خان نے لندھور کو اوٹھا یا قفس مین ڈالا لندھور نے اتنا تو کہا کہ پانچ لاشین رفیقان صاحبقران کی

پڑی ہین

پڑے ہین اسکے بعد لندھور بیہوش ہو گئے فرہاد خان وارشیون نے لاشون کو تلاش کرنا شروع کیا۔ اور فرسنگ باپ کو لیکر اپنے لشکر مین آیا جراحون کو طلب کر کے زخمون مین ٹانکے دلوائے مرہم کی پٹیان چڑھائی گئین وہان فرہاد خان یک ضربی نے لاشین ڈھونڈھ کر اوٹھائین اور مع ارشیون پریزاد و فرسنگ بن لندھور بعد دفن کرنے لاشہائے لشکر اسلام کے ان پانچون سردارون کے لاشین ہمراہ لیکر بخدمت صاحبقران عالیشان روانہ ہوئے اونکو راستے مین چھوڑا جاتا ہے اور انکا بیان اپنے موقع پر ہوگا

اب دو کلمہ داستان لشکر صاحبقران کے بیان ہوتے ہین

کہ جس وقت سے لندھور غائب ہوئے تھے ہرکارے اور عیار برائے تلاش روانہ ہوئے تھے بعد کئی روز کے اطلاع ملی کہ فرہاد خان یک ضربی وارشیون پریزاد فرسنگ بن لندھور ثانی پانچ لاشین اپنے ہمراہ لئے آتے ہین لندھور کو عیار چراغ سموات تاجدار کے ملک مین لے گئے تھے اور جسقدر کیفیت گذری تھی یعنی سامان قتل لندھور قید توڑ کر لڑنا لندھور کا اور زخمی ہونا پہونچنا عیار جلبی اور قہار جلبی کا اور گھر کرنا ناوک اندازون مین نشانۂ تیر قفقہ ہونا اسکے بعد پہونچنا آلا گرد فرنگی و بالا گرد فرنگی و نہنگ بچہ دریائی کا اور شہید ہونا اوسی صورت سے انکا بھی اسکے بعد غیبی مدد سے آنا فرسنگ بن لندھور ثانی کا اپنے دونون چچاؤن کے ہمراہ اور تباہ کر کے ناوک اندازون کو مارنا اونکے افسر فیروزہ ناوک انداز کو اور بچا کر لانا اپنے باپ کو سب بیان کیا صاحبقران خبر آمد ان لوگون کی سنکر تو بہت خوش ہوئے لیکن رفیقان امیر و علمشاہ کی شہادت کا حال سنکر نہایت غمگین ہوئے اور سرداران جنکا کہ جنکا ذکر ہو چکا ہے مثل اسفندیار گیلانی و ہشام بن مالک و کماس بن بہرام و فرخ شہسوار وغیرہ کے کہ یہ ہاتھ سے آفات کے زخمی ہوئے تھے اب رو بصحت ہین برائے استقبال فرسنگ بن لندھور روانہ کیا اسطرف سے یہ سردار چلے اور اوسطرف سے فرہاد خان وارشیون و فرسنگ انکے استقبال کو لشکر سے آگے بڑھے راہ مین ملاقات ہوئی آپسمین ایک دوسرے سے بغلگیر ہوئے اور ہمراہ اپنے لیکر خدمت صاحبقران مین حاضر ہوئے امیر نے ان سبکو گلے سے لگایا لندھور کو شفاخانہ سلیمانی مین بھجوا دیا اور لاشون پر رفقائے امیر و علمشاہ کی میت پر روئے اور فرمایا کہ انکو دفن کر کے مقبرہ بنوا دئے جائین اور نماز جنازہ خود بادشاہ اسلام و امیر ثالث نے مع جملہ سرداران نامی کے پڑھی اور ان پانچون شہیدون کو دفن کیا حسب الارشاد صاحبقرانی مقبرہ طیار کئے گئے ہر قبر پر ایک لوح سنگ مرمر کی نصب کر دی گئی اور اوسپر نام صاحب قبر کا کندہ کر دیا گیا لیکن عفریت دیو صورت نے جو دیکھا کہ پھر کمک اسلام کی آگئی اور لندھور ہلاکت کی نواحت سے رہا ہو کر آگیا مگر انتہا کا زخمی ہی اکیلا ہزارون لاکھون سے لڑا تھا دلمین ڈرا کہ بلا کا دلیر تھا ہی مگر خیال کیا کہ اس سے بہتر موقع نہ ملیگا کہ لندھور قابل مقابلہ نہین ہے پس طبل جنگ بجوا کر ان خدا پرستون سے سمجھ لینا چاہئے یہ خیال کر کے حکم دیا کہ بجے نقارہ رزمی اوسیوقت کوس حربی پر چوب لگی اور آواز نقارہ کی گونجی بقول شاعر شعر ز نقارہ آواز آمد برون + کہ دو لخت و دشت گردون فزون ہرکارون نے خبر لشکر امیر ثالث مین پہونچائی یہان بھی بحکم بادشاہ اسلام کوس حربی نوازش مین آیا دونون لشکرون مین تیاری جنگ ہونے لگی اب انکو تو ایسے حال مین چھوڑا جاتا ہے کہ دیکھئے اوقت صبح مقابلہ مین کسکی فتح ہوتی ہے اور کسکی شکست لیکن ؛

اب چند کلمہ داستان حیرت بیان ملک سمواتیہ کے گذارش کیجاتے ہین

کہ جسوقت **سموات شاہ** ہزیمت پاکر طبل بازگشت بجواکر اپنے شہر مین واپس آیا نہایت غمگین و ملول تھا لاشین سردارون کی میدان جنگ سے اوٹھوا کر منگائی تھین دیکھ دیکھکر اونکو روتا تھا اور کہتا تھا کہ یا خداوند **اکوان** لعین آپنے کیا کیا کہ میرے ایسے نامی سردارون کو مجھسے لے لیا اب مین **خدا پرستون** کے مقابلہ مین کیا کرونگا وہ لوگ اپنے دل مین خوش ہوتے ہونگے کہ ہمارا **خدائے نادیدہ** ایسا ہے کہ اوس نے ہماری مدد کی اور ہم **اکوان** پرستون پر کامیاب ہوئے لیکن اپنے مدد کرنے کے عوض اور میرے سردار بھی مجھسے چھڑا دیا اب مین لاشین انکے نہ جلنے دونگا جبتک آپ میری مدد نکرین گے یہ کہکر کمال غمگین **تاجدار** رو رہا تھا کہ یکایک جوڑی ہرکارون کی گرد مین آلودہ پسینے مین غرق سامنے سے نمودار ہوئے اور بعد دعائے ثنائے بادشاہی بجالانے کے عرض کی کہ جانب شہر لقانیہ سے جدید **روئین تن** و شدید **روئین تن** ایک ایک لاکھ سوار کے جمعیت سے اسطرف آتے ہین دریافت کرنے سے معلوم ہوا کہ اونکو حکم ملا ہے **خداوند اکوان تاجدار** کا کہ ہمارا بندہ خاص یعنی **سموات شاہ** نہایت پریشان ہے - سردارون نے اوسکے غرور کیا تھا اونکو ہمنے قتل کرا دیا اب وہ پریشان ہے تم دونون بھائی جاکر **سموات شاہ** کی مدد کرو اور نام **خدا پرستون** کا اس صفحہ ہستی سے مٹا دو یہ سنتے ہی **سموات شاہ** مارے خوشی کے اوچھل پڑا یعنی تاناگوش آئین وزیر سے کہا کہ حکم دو کہ سواری تیار ہو یہ دونون فرستادہ **خداوند** ہین مین خود انکے استقبال کو جاؤنگا اوسیوقت حسب الحکم سواری تیار ہوئی اور **سموات شاہ** مع ارکین دولت سوار ہوکر برائے استقبال **جدید روئین تن** روانہ ہوا اودھر اون دونون کو خبر ملی کہ **بادشاہ** خود برائے استقبال آتا ہے یہ بھی لشکر سے آگے نکلے راہ مین ملاقات ہوتے بغلگیر ہوئے **سموات شاہ** ان دونون کو ہمراہ لئے ہوئے بعزت تمام داخل شہر ہوا یہ دونون بھائی بھی شہر لقانیہ بادشاہ ہین **سموات شاہ** نے چاہا کہ انکو تخت پر جگہ دے لیکن ان دونون نے انکار کیا اور کہا کہ **خداوند اکوان** نے تاج و تخت ہمین بھی عنایت کیا ہے لیکن ہم سپاہیانہ مزاج رکھتے ہین دوسرے ہم اپنے ملک کے بادشاہ ہین تم اپنے ملک کے فرمانروا ہو یہان تمہین کو تخت پر بیٹھنا چاہئے اور ہم بحکم **خداوند** تمہارے سالار لشکر کے مرتبہ پر بیٹھین گے اسکے خلاف کرنے مین **خداوند** کی ناراضی ہوگی یہ سنکر **سموات شاہ** خاموش ہو رہا اور کہا کہ اپنی تشریف آوری کی مفصل کیفیت بیان کیجئے اگرچہ تشریف لانا ہوا گو ہرکارون کے زبانی اجمال کے ساتھ سنا ہے لیکن آپکی زبان سے سننے کا ہنوز اشتیاق باقی ہے ان دونون نے بیان کیا کہ ہمین ایک پروانہ بسیم مہر **خداوندی** کی تھی ایک طائر نے لاکر دیا اور جب پڑھا تو یہ تحریر دیکھا کہ از جانب **خداوند اکوان** تاجدار بجانب **جدید روئین تن** و **شدید روئین تن** اے بندگان سخت وفا ہی تمکو حکم دیا جاتا ہے کہ یہان سے طرف ملک **سمواتیہ** جاؤ کہ ہمارا بندہ خاص **سموات شاہ** نہایت پریشان ہے سردار اوسکے مارے گئے ہین وہ غمگین بیٹھا ہے اوسے تسلی دو اور ہمراہ اپنے اوسکو بادشاہ لشکر سمجھو اور خود عہدہ سالاری لشکر کا اختیار کرکے بیابان **وطاق** مین جاکر اون بندگان مغضوب کو ہمارے قتل کرو جنکو ہمنے اپنے غضب قدرت سے اندھا کر دیا پہلے ہمنے قصد کیا تھا کہ ساحرونکو اور بیابان ہولناک کے باشندونکو روانہ کرین مگر پھر ہمکو شرم معلوم ہوئی کہ اگر ان اندھون کو ساحرون سے یا بیابان ہولناک کی بلاؤن سے قتل کروا دیا تو کیا

بس تم دونون بھائی کافی ہو تم یہ پروانہ پڑھتے ہی بلاتامل دو لاکھ سوار اپنے ہمراہ لیکر آپ کے خدمت کین آکر پہونچے اب آپ بھی تیاری کرکے جلد بیابان شطاق کیطرف روانہ ہوجئے اسلئے کہ اسوقت آپ پر خداوند کی نظر عنایت ہے اور خدا پرستون پر غضب قدرت نازل ہے ایسا نہو حکم کی تعمیل مین عرصہ ہونے سے تقدیر بدل جائے تو پھر کچھ بنائے نہ بنے کی صموات شاہ نے کہا کہ وہ پروانہ آپ کے ساتھ ہی شدید وجدید بھیجتے اور کہا کہ وہ پروانہ خداوندی تھا کہین رہ سکتا تھا ہم اوسکا ادب ہر وقت کہان اسلئے کہ جیسے ہی عبارت پڑھکر تمام کی ویسے ہی پروانہ ہاتھ سے غائب ہوگیا فرشتگان قدرت لے گئے صموات شاہ کو یہ سنکر افسوس ہوا اور کہا کہ اگر وہ پروانہ ہوتا تو اوسے مین حفظ ہیکل بناتا اب آپ دونون صاحب بجائے حفظ ہیکل ہین یہ کہکر اوسیوقت سامان سفر کا حکم دیا فوج کے واسطے گاڑیان وشتر باربرداری کے تیار ہوئین وزیر ہوشمند دانا کو برائے انتظام ملک چھوڑا اور آپ مع شدید رویین تن وجدید رویین تن پانچ لاکھ سوار وپیدل کے جمعیت سے طرف بیابان شطاق کے روانہ ہوا۔ اب دیکھا چاہیے کسوقت پہونچتا ہے لیکن

چند کلمے داستان لشکر صاحبقران کے بیان کیے جاتے ہین

کہ یہان عفریت دیو صورت نے طبل جنگ بجوا دیا تھا بہرام قتیل سو ابھی اچھا ہوگیا ہے دونون ایک ہی خیمہ مین بیٹھے ہوئے ہین جام شراب ناب کو گردش ہے عفریت نے اوس روز کی فتح سے سمجھ لیا تھا کہ تقاب اسکا برگشتہ ہوچلا ہے — ایسا نہو کہ یہ خدا پرستون کا شریک ہوجائے اسکو خوب شراب پلائی جسوقت عالم بیخودی کا دیکھا کچھ اسطرح بہکایا کہ مقابلہ پر اہل اسلام کے اوسنے اسکے عہد لے لیا اور کہا کہ جو غیر مذہب والا خداپرست ہوتا ہے تو یہ خداپرست اوسکو کتے سے بدتر جانتے ہین ظاہرا میل رکھتے ہین باطناً یہ کوشش رہتی ہے کہ پہلے لڑوا کر اسکو قتل کرا دو دیکھئے لندھور نے اپنی جان بچائے اور قلب کے پہلوانون اور فرنگستان کے نامورون کو قتل کرادیا۔ یہ خیال نہ کیا کہ یہ ہمارے مذہب کو آ پڑے نہ یہ سوچا کہ میرا باپ بھی تو اگلے زمانے مین کافر تھا یہ بدبخت ان خدا پرستون مین ہین غرضکہ ایسا اولٹا سبق پڑھایا کہ دل بہرام کا بھی اسطرف سے برگشتہ ہوگیا اور اوس نے کہا کہ صبح کو پہلے مین ہی میدان جنگ مین جاونگا اور رہا یون کو لندھور کو قتل کرونگا غرضکہ طبل بجتے بجتے زمانہ شب کا برطرف ہوا اور خانہ شب سے صبح برآمد ہوئی جھونکے نسیم بہار کے چلنے طائران خوش الحان شاخ درخت پر بیٹھکر اپنی اپنی زبان مین حمد وثنا الٰہی بجا لانے لگے چرندے مصروف چرا ہوئے وقت مین ہر چہار جانب کو ریا لاعجب لطف دکھا رہا تھا یہ معلوم ہوتا تھا کہ صحرا مین سفید فرش بچھا ہوا ہے سبزہ کا خواب مخمل کا شاقی کی شان دکھا رہا تھا طاؤس روش نشین باغ پھل سے تھے قمریان شاخ پر بیٹھی ہوئی نعرہ حق سرہ بلند کر رہی تھین بلبلین گل کے تصدق ہو رہی تھین مسافرون نے رخت سفر باندھکر چلنے کا سامان کیا تھا نمازی مصروف اطاعت الٰہی تھے جبکہ امور دینی و دنیوی سے فراغ حاصل ہوچکا لشکریون نے ناشتہ میدان کارزار کا لیا ہوا کی سواری بادشاہ اسلام کی باحشم وجاہ برآمد ہوئی آج صرف فوج ہندوستانی صف آرا ہوئی ہے وہی حسب دستور قدیم قلب مین انکے تخت بادشاہ اسلام کا ہے اور صرف یہی تین سردار یعنی فرشاسب بن لندھور اور فرہاد خان یکضربی و ارشیون پریزاد اپنی اپنی فوجین لیے ہوئے

لگ رہے ہیں یا وہ چند سردار کہ جنکا ذکر اُنکے استقبال میں آیا تھا وہ اپنے چند آدمیوں سے تماشا دیکھنے کی نظر سے کھڑے ہیں کیونکہ زخم سر اُنکے ابھی اچھی طرح مندمل نہیں ہوئے ہیں۔ او سطرف لشکر کفار صف بندی کر رہا ہے عفریت دیو صورت بہرام فیل سوار بر چتر قیصری آگے لشکر کے کھڑے ہوئے ہیں غرضکہ جب دونوں طرف صف بندیاں ہو چکیں میمنہ و میسرہ قلب جناح ساقہ زمین گاہ و اکابر اول پچھلا چنڈاول درست ہو چکا اور نقیب نقابت کر کے ہٹ گئے تو بہرام فیل سوار نے مرکب اپنا صف سے نکالا در میدان آکر آواز دی کہ ہر کہ داند داند و ہر کہ نداند بشناسد کہ منم بہرام فیل سوار باش اے گروہ خدا پرستان جسے آرزوئے مرگ و تمنائے قضا ہو وہ نکلے میرے مقابلہ کو بس یہ سننا تھا کہ فرہاد خان یک ضربی نے مرکب اپنا بڑھایا سامنے تخت بادشاہی کے آکر مرکب سے کود کے زمین سعادت کو بوسہ دیا اور اجازت ضرب چاہی فرمایا جاؤ حافظ حقیقی تمہارا نگہبان ہے فرہاد خان نے سلام کیا اور بار دیگر اپنے فیل پر سوار ہو کر روانہ حربگاہ ہوئے جسوقت سامنا بہرام کا ہوا اس نے کہا کہ اے شخص تو فلند صورت کا کوئی عزیز ہے اسلئے کہ صورت تیری مشابہ ہے فرہاد خان نے کہا کہ وہ میرا چھوٹا بھائی ہے میں سن چکا ہوں کہ تو اس سے مقابلہ کر چکا ہے اور پست ہو چکا ہے بہرام نے کہا کہ جنگ دو سردار داس روز اسکی فتح تھی کہ میں اسکے ہاتھ سے زخمی ہوا اگر آج میری فتح ہے تو تجھے میں زخمی یا قتل کروں گا فرہاد خان نے کہا کہ پھر انتظار کس بات کا ہے لا ضرب بہادری کی یہ سنتے ہی بہرام نے نیزہ فرہاد کے حوالے کیا فرہاد خان نے نیزہ کو نیزہ پر روکا طعنین چلنے لگیں کوئی بارہ طعن کی نوبت آئی ہوگی کہ فرہاد خان نے اک مقام پر نیزہ کو نیزہ پر کاٹا تھا اور شل ہاتھ کا شل ہو وہاں نیزہ کو نیزہ سے پیچیدہ کر کے یا حیدر کرار کہکر جو ہکا مارا نیزہ بہرام کا مثل تیر شہاب کے ہاتھ سے نکل گیا دونوں لشکروں سے تعریف کی صدا بلند ہوئی اور بہرام نہایت خفیف ہوا۔ اور کہا کہ خیر نیزہ بازی خلاف مردی ہے تو اس ضرب گرز کو یہ طمانچہ ہے اجل کا اور وار ابیہ ہی گرز اپنا اوٹھا کر خبردار کہکر سر فرہاد خان پر وار کیا فرہاد خان نے سپر کو اوٹھا کر چہرہ کی پناہ کی گرز جو بدست پر پہنچا تڑاقے کی صدا بلند ہوئی شعلہ فلک کو نکل گیا گرد و غبار بلند ہوا فرہاد خان یک ضربی گردن جھپ گئے بدن میں منہ سے پسینہ جاری ہوا فیل انکا کانپ گیا لیکن دونوں ہاتھ مثل ستون فولادی کے قائم رہے بہرام نے نعرہ کیا کہ زدم و پست کردم خبر لو اس خدا پرست کے عیار فرہاد خان کا جھپٹ کر گیا اور گرد گرد کے چرخ مار کر اندر گرد کے در آیا دیکھا کہ فرہاد خان بیہوش کھڑا ہے جھٹ منہ پر پانی کا چھینٹا دیا آواز دی کہ اے شہریار ہوشیار ہو جائیے حریف لاف و گزاف کر رہا ہے فرہاد خان نے گرد سے نکل کر آواز دی کہ کرا زدی و کرا پست کردی حریف تیرا ابھی موجود ہوں شعر

تو مرے زدی ضرب بانوش کن + ہمہ شادی از دل فراموش کن

یہ کہکر چوب دست گران سنگ آسمان رنگ بہ چہ کوہ کا وار کیا بہرام نے بھی جلدی سے سپر کو اوٹھا کر چہرہ کی پناہ کی تھا مگر چوبدست جو پڑتی ہے تو تڑاقے کی صدا آئی بہرام کا ٹوٹا سپر تو ذرہ آئی خود سر میں سر سینے میں سینہ شکم میں شکم مرکب میں مرکب پیوند خاک ہو گیا شور گرد بلند ہوا فرہاد خان نے نعرہ کیا کہ زدم و پست کردم خبر لو گبر نابکار کے دلیر کو کیا حال ہوا اسکا یہ سنکر عیار بہرام کا جھپٹ کر آیا اور گرد گرد کے چرخ مار کر اندر گرد کے در آیا گرد کوٹی چھٹ گئی کہ بیٹھا یا دیکھا تو بہرام کا پتا ہے نہ فیل معلوم ہوتا ہے یہاں زمین پر اک تل بستہ خون کا دکھائی دیا یہ سمجھ گیا کہ بہرام مارا گیا وہاں سے روتا اور خاک اوڑاتا لشکر میں آیا فیل

بہرام کے اطلاع کی کفار نے گریبان چاک کر گئے خاک اڑانے لگے **فرہاد خان** پلٹ کر بادشاہ اسلام کو نذر فتح دی بادشاہ نے ہاتھ پشت پر رکھا شفقت فرمائی وہان **عفریت** دیو صورت نے کرگدن اپنا صف سے نکالا رخ میدان جدال و قتال کا کیا پہلے خوب چلبلے شوخی کی ہاتھ تیغ و تبر کے لگائے سراپا میدان کو دکھایا جسوقت غرق غرق ہو گیا ایک مقام پر ٹھہر کر دم کو آراستہ کر کے آواز دی کہ اے خدا پرستو جسے آزمایش رنج و شکست کرنا ہو وہ نکلے کہ مصرع ہمین ہست میدان ہمین گو سنے ـ بس یہ سنتے ہی ادھر تو **فرسنگ بن لندھور** نے مرکب اپنا نکالا اور ادھر **ارشیون** نے باگ لی لیکن **فرسنگ** نے **ارشیون** پر بزرگی دے دست بستہ عرض کی کہ اسے مجھی کو لڑنے دیجیے مین نے سنا ہے اسی نے میرے باپ کو گرفتار کر کے ملک سموا تیرہ مین بھیجا تھا مین چاہتا ہوں کہ اسے سزائے معقول دوں صورت اس ملعون کی دیکھکر میری آنکھوں مین خون اوتر آتا ہے **ارشیون** نے کہا اے فرزند ہمارے ہوتے تم کیون مقابلہ کرو اگر تم سے لقا نام کی فشانی ہو یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ تم میدان مین جاؤ اور ہم تماشا دیکھین **فرسنگ** نے کہا کہ فرزند ایسی واسطے ہوتے ہین کہ جب ہوشیار ہوں تو بزرگون کو راحت پہونچائین آپ مشقت اوٹھائین اسکے علاوہ اگر دنیا مین کچھ نام پیدا کیا تو لطف زندگی ہے ورنہ موت اچھی آپ نام پیدا کر چکے لڑکے ایسی باتین کین کہ **ارشیون** نے مرکب اپنا پلٹا لیا اور **فرسنگ بن لندھور** ثانی بادشاہ اسلام سے اجازت جنگ حاصل کی اور رخ میدان کا کیا **عفریت** نے کرگدن اپنا بہ ارادہ لگاو زنی کے بڑھایا تھا کہ **فرسنگ** نے خالی دیا **عفریت** گرتے گرتے بچا سبب یہ تھا کہ گھوڑے اور کینڈے مین لگاو نہین چلتی ہے بس سنبھلتے ہی اسنے کہا کہ او لڑکے تو بڑا ہوشیار معلوم ہوتا ہے میرے تو جی میں تھا کہ لگاو مین تجھے پامال کر دون مگر خیر کہان جائیگا تجھکو میرے ہاتھ سے یہ کہکر نیزہ مارا **فرسنگ بن لندھور** نے نیزہ کو اپنے نیزہ پر کاٹا پھر بند بند بلنے لگے جو بند **عفریت** نے باندھا **فرسنگ** نے کھولدیا جو بند **فرسنگ** نے باندھا **عفریت** نے کھولدیا کوئی بارہ جوڑ کے ردو بدل ہوئی ہوگی کہ ایک مقام پر **فرسنگ** نے نیزہ کو نیزے پر گانٹھ کے جو جھٹکا مارا اسکے نیزہ ہاتھ سے **عفریت** دیو صورت کے نکلگیا بس نیزہ کا نکلنا تھا کہ جہان نظروں مین **عفریت** کی تیرہ و تاریک ہو گئی کہا کہ غضب کیا او طفل تو نے کہ نیزہ اوس شخص کے ہاتھ سے نکال دیا کہ جو تیرے باپ سے دعوی استقلال کار کرتا تھا جواب دیا **فرسنگ** نے کہ اگر دعوے ہوتا تو عیار سے کیون گرفتار کرواتا ظاہر ہے کہ تجھے مقابل **لندھور** سے خوف تھا جو یہ حرکت کی کہان جائے گا تجھکو میرے ہاتھ سے لاف بہادری کی دیر نگئی یہ سنتے ہی **عفریت** دلمین کٹ گیا اور سوچا کہ غضب ہوا آخر انفعل کیا بس جھپٹ کر تلوار ماری **فرسنگ** نے دھار بچا کر ہاتھ قبضہ پر ڈالدیا زور ہونے لگے مرکب لنگرون کے تاب نلا سکے بیٹھ بیٹھ گئے دونون پہلوان مرکبون سے کود کر مصروف زور آزمائی ہوئے فوجین دونون جانب کی سمٹ کر قریب آگئین تماشا کشتی کا دیکھنے لگین کوئی چار گھڑی کے کشتی مین **فرسنگ** نے لنگ **عفریت** کا توڑا اور سر سے بلند کر کے زمین پر مارا کود کر سینے پر آواز دی کہ کیا کہتا ہے شناخت پروردگار کے بجا لانے کو **عفریت** دیو صورت نے کہا کہ ہزار جانین ہون تو تمام یہ خداوند اکوان تاجدار کے نثار ہین بس یہ سنتا تھا کہ **فرسنگ** نے اسکو ٹانگین چیر کر پھینک دیا بس اسکا مرنا تھا کہ لشکر اسلام سے صدا اسکے تہنیت و مرحبا بلند ہوئے اور فوج کفار مین اک عزم ہوا کہ مار لو اس خدا بے مہت و جانے زندہ

ارے بڑا غضب کیا اس نے کہ اتنے بڑے سردار کو اسطرح مارا یہ رنگ دیکھکر **فوسنگ** جلدی سے مرکب پر سوار ہوا اور لشکر کفار تلواریں کھینچ آ پڑا لڑائی ہونے لگی قشور بگیر و بزن بلند ہوا **فوسنگ** نے بھی تلوار کھینچی کفار کو قتل کرنا شروع کیا اُدھر ارغلیون پر بزاد اور **فرہاد خان** یکضربی نے بھی مرکب جولان کئے اور لشکر کفار پر مانند غضب الٰہی کے گرے خوب گھمسان لڑائی ہونے لگی آن واحد میں خون کی ندیاں رنگین کشتوں کے پشتے لاشوں کے انبار ہو گئے قریب پانچ ہزار کے کافر اور دو ہزار مسلمان کام آئے اب ان کافروں نے لاش **توعفریت** کی اوٹھالی اور قصد کیا کہ نکل جائیں یکایک از پردہ بیابان گردے برخاست گرد تیرہ تیرہ ذخیرہ ذخیرہ سر گرد بر آسمان رسیدہ و پائے گرد در زمین پیچیدہ سب نگران تھے کہ طوفان آیا اور کسکی حمایت کریگا آمادہ گرد مثل آندھی کے یہ آئی اور یہ آئی آتے آتے ہوا نے مارا گرد کو گزر تھا مارا ہوا کو دامن گرد کا شگافتہ ہوا اور دل گرد سے سات سو علم نشانہ سات لاکھ سوار کا پیدا ہوئے کہ پھریرہ نیزہ اونکے پر تعریف **اکوان تاجدار** کی تحریر تھی اور دیکھا کہ ایک بادشاہ تخت پر سوار ہے اور دو دیگر نابکار مرکبان مشکی پر بیٹھے ہوئے کہ صورتیں اونکی نہایت کریہہ اور پیچھا تک عقب میں فوج مثل دریائے زخار کے آتی ہے۔ آن واحد قیام کرکے اور خبر دریافت کرکے دونوں سرداروں نے گھوڑے اوٹھائے اور سات لاکھ کی فوج سے لشکر اسلام پر حملہ کیا اور نعرہ کی کہ ہر کہ داند داند و ہر کہ نداند بشناسد فتح جید روئین تن و شدید روئین تن غضب خداوند **اکوان** تاجدار بس یہ نعرے کرکے جو یہ دونوں روئین تن سات لاکھ سوار سے لشکر اسلام پر گرے تہلکہ برپا ہو گیا تھی ہوئی صفیں اوٹھنے لگیں قدم اوکھڑنے لگے مگر یہ غازیان دیندار بازار رزم و پیکار کو گرم کئے ہوئے ہیں برابر تیغ زنی کر رہے ہیں انہوں نے بھی کشتوں کے پشتے لاشوں کے انبار لگا دئے ہیں اُدھر مغرور روئین تن عنقای روئین تن یہ دونوں سردار لشکر **سموات تاجدار** کے لڑ رہے ہیں اونپر بھی ضرب کا اثر نہیں کرتا ہے مگر فرستادگان **اکوان تاجدار** ہیں اور ان **روئین تنوں** میں فرق ہے جو آگے بڑھکر ناظرین پر واضح ہو جائے گا غرضکہ خوب گھمسان کی لڑائی ہو رہی ہے ہر طرف خون کی ندیاں بہہ رہی ہیں سر مانند حباب آب کے تیرتے پھرتے ہیں دست و پا کٹے ہوئے مثل ماہی بے آب کے تڑپ رہے سم گھوڑوں کے خون میں غرق ہیں کافروں کا خون نجس مسلمانوں کے خون صالح میں شامل ہو کر رنگ بیگانگی دکھا رہا ہے باپ کو بیٹے کی خبر نہیں بیٹا باپ سے جدا ہے بھائی بھائی کی مدد سے عاجز ہے عجب طرح کا ہنگامہ برپا ہے جو سوار قتل ہوئے ہیں اونکے گھوڑے کوتل دوڑتے پھرتے ہیں زخمی پامال ہو رہے ہیں پھریرے نشانوں کے خون سے افشانی ہو رہی ہیں میدان جنگ میں لطف نوروز حاصل ہے ہر بہادر اپنے خون سے رنگ کھیل رہا ہے پچکاریاں لہو کی چھوٹ رہی ہیں عبیر و گلال خون کا ہے آسمان پر شفق سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ یہ خون اس فلک کج رفتار کا دامنگیر ہوا ہے کہ تیرے گردش میں ہزارہا بندگان خدا جان بحق تسلیم ہوئے ہیں انکا خون ناحق سوا تیرے کسکی گردن پر ہو سکتا ہے دلاوروں کو روز مرگ روز عید ہے چہروں پر خون کے دھاروں کے سہرے بندھے ہوئے ہیں پوشاک سرخ پہنے ہوئے دولہا بن بن کر عروس مرگ سے وصال حاصل کر رہے ہیں ایک طرف کو **فرہاد خان یکضربی** نے فیل کو علیحدہ کرکے پشت مرکب پر قرار لیا ہے کیونکہ جنگ مغلوبہ میں فیل کی سواری کا کوئی موقع نہیں ہے جو دست اسکے ہاتھ میں

جس کافر پر ہاتھ مارا مع راکب و مرکب پیوند خاک کر دیا ہی سیف ہی جو لقب اسکا یک ضربی ہی کہ اوسکی ایک ہی ضرب کام دشمن کا تمام کر دیتی ہی دوسرے وار کی نوبت نہین آنے پاتی ہی اوسطرف **ارشیون پر نزاد** تیر ہاتھ مین لیے ہوئے شاخ حیات کفار کی قلم کرتا پھرتا ہی کشت حسرت باغیون کی پامال ہی سواے تلخ موت کے کچھ ہاتھ نہین آتا ہی چہرہ کفار کی دہشت سے مثل برگ خزان دیدہ کے زرد ہو رہے ہین سر جسم سے مثل ثمر پختہ کے گر رہے ہین ایک جانب **فرسنگ بن لندھور ثانی** مانند بچہ شیر کے حملے کر رہا ہی جسے گرز مارا بھرتا ہو گیا لقمہ دہان اجل ہوا ذائقہ تلخ موت چکھا گویا یہی تینون بہادر لشکر کو روکے ہوئے ہین ورنہ ابتک قدم لشکر اسلام کے اوکھڑ جاتے مرکبون کی انکے یہ حالت ہی جیسے دریا کے امواج مین کشتی جاتی ہی اہل لشکر سرداران کے خیال سے جانین لڑائے ہوئے ہین قدم پیچھے نہین ہٹاتے ہر چند کہ سات لاکھ کی فوج کا ریلا ان مین لاکھ جوانون سے کیونکر رکے مگر قدم گاڑے ہوئے داد مردی و مردانگی دے رہے ہین نقیب پکار پکار کہہ رہے ہین کہ ہان اے بہادرو یہی روز نام و ننگ ہی قدم پیچھے نہ ہٹے کہ یہ شیوہ نامردی ہی شان مردانگی کے خلاف ہی تلوار منھ پر پڑے مگر آنکھ نہ جھپکے برچھے آگے سینہ نشانہ ہی گرز دیکھکر گردن نہ جھکے کمان کے خوف سے گوشہ نہ ڈھونڈے تیر کے سنسناٹے سے دل نہ سہمے میدان جنگ مین آکر مرنا ہر طرح ضروری ہی ذلیل ہو کر مرنا بہتر نہین اگر قسمت سے فتح حاصل ہوئی تو دفتر مین غازیون کے نام لکھ گیا اگر مارے گئے تو شہید کہلائے یہ باتین اور دلوسے جاتی ہین تھمی ہوئی قوت کو بڑھاتی ہین جوانان لشکر سینہ سنانون سے ملائے دیتے ہین لیکن جو بزدل ہین اونکو کب جرأت آتی ہی ہر جگہ اونہین جان بچانے کی فکر ہی بقول شخصے کہ مارتے کے پیچھے اور بھاگتے کے آگے دوسرونکو للکار رہے ہین کہ لینا مار لینا جانے نپائے مگر آپ آگے نہین بڑھتے اپنی کمک کے واسطے سبکو پکارتے ہین آپ کسی کی مدد کو قدم آگے نہین بڑھاتے کہ کون بیکار اپنے کو آفت مین پھنسائے آپ زندہ جہان زندہ آپ مردہ جہان مردہ جسوقت کنارہ لشکر تک پہونچ جاتے ہین کبھی اس صف کے پیچھے کبھی اوس غول کے عقب مین دور سے تیراندازی کر رہے ہین مگر تیر مارا اور جلدی سے چھپ گئے کہ ایسا نہو کوئی دشمن دیکھ لے اور نشانہ تیر قضا بنائے مگر ہان سرداران لشکر کفار جو بہادر ہین یا کسی قسم کا اطمینان ہی مثل **مغرور روئین تن** اور **عصفور روئین تن** کے یا **جدید روئین تن** اور **شدید روئین تن** کہ یہ فرستادہ **اکوان** ہین سمجھتے ہین کہ ہماری موت خداوند **اکوان تاجدار** نے خلق ہی نہین کی بلکہ ہمکو ان خدا پرستون کا ملک الموت قرار دیکر بھیجا ہی لشکر مین ڈوبے ہوئے تلوارین مارتے چلے جاتے ہین جسکے تلوار انکی پڑتی ہی پٹ ہو جاتی ہی جسم پر چرکا بھی نہین آتا انکی تلوار جسپر پڑتی ہی وہ شہید ہوتا ہی بچ نہین سکتا ہی یہ دونون روئین تن ساختہ ہین **لقمان ثانی** کے کہ انھون نے ادویہ مین انکو ڈبو ڈبو کر آہنی بدن بنا دیا ہی اور کچھ دوا ایسی ملا کر آواز انکی اسقدر بڑھا دی ہی کہ جب یہ نعرہ کرتے ہین گھوڑے بھڑکنے لگتے ہین نیچے سوار اوپر گھوڑا ہو جاتا ہی اگر کوئی ایسا شہسوار ہی کہ اوس نے گھوڑے کو سنبھالا اور وار بھی کیا تو جسم پر اونکے حربہ کارگر نہین ہوتا ہی انجام کار ہاتھ سے ان سخت جانون کے مارا جاتا ہی یہ دونون بڑے بوتے سے لڑتے ہوئے چلے جاتے ہین اور اوسطرف سے **فرہاد خان** یک ضربی اور ارشیون پر نزاد صفون کو شکستہ کرتے چلے آتے ہین راہ مین **جدید روئین تن**

اور فرہاد خان یک ضربی کا سامنا ہوا فرہاد خان نے للکارا کہ باغی او گبر نابکار کہان آتا ہے آگاہ ہو کہ قضا تیرے سر پر آگئی یہ کہتے شمشیر برہنہ ہوا یہ جو دست بیگام تھا ہی کہان جائے گا بچکر میرے ہاتھ سے غرض فرہاد خان یک ضربی دوسرے وار کی نوبت بھی نہ آنے دی کہ سنتا تھا کہ جدید روئین تن نے سر آگے بڑھا دیا چوب بجو ہڈی ہو کر مرکب جدید کی ٹوٹی اور گردن تک ملعون زمین مین غرق ہو گیا سیخ گرد بلند ہوا فرہاد نے نعرہ کیا کہ مردم و لیست کردم جدید روئین تن نے دست لگا کر اس زور سے کھینچا کہ مرکب فرہاد کا تھرکا فرہاد خان نے گھوڑے کو سنبھالا لیکن جدید نے گرد سے نکلکر گھوڑا فرہاد خان کا بے کر دیا سوار و مرکب دونون خاک پر غلطان ہوئے فرہاد خان کو یہ خیال نہ تھا کہ جدید وار سے نیزے سے بچ گیا ورنہ ہوشیار چلتے گھوڑا ہی لے ہونا ممکن نہ تھا بالفرض اگر گھوڑا مار بھی جاتا تو آپ کو بچکر علیحدہ ہو جاتے مگر یہ کام غفلت مین ہوا کہ جدید نے گھوڑا بے کر دیا اور گرتے ہی فرہاد خان کے تلوار ماری کہ شانہ نشانہ ہوا اور پاؤن مرکب کے نیچے دبکر ٹوٹ گیا اور جو یہ حالت دیکھکر لشکر اہل اسلام نے ہجوم کر کے فرہاد خان یک ضربی کو ہاتھ سے جدید روئین تن کے بچایا اور خیمہ مین ڈالکر روانہ ہوئے لیکن یہ حالت فرسنگ بن لنڈھور نے جو دیکھی کہ اس ملعون کے ہاتھ سے چچا زخمی ہوئے نعرہ کیا کہ او قرم ساق کہان جائیگا بچکر میرے ہاتھ سے غضب کیا تو نے کہ اتنے بڑے سردار کو دغا سے زخمی کیا مین تیرے قریب سے ہوشیار ہو گیا لا ضرب بہادری کی جدید روئین تن نے وہی تیغ خون آلود فرسنگ کے حوالے کیا فرسنگ نے آتی تلوار کو درمیان مین رکھکر ٹھیلی دی کہ تلوار پٹ پڑے لبس لوہے مین بایان ہاتھ کمر مین ڈال کر نعرہ اللہ اکبر جگر سے کھینچکر جو زور کیا اوٹھا لیا زمین سے اور ہاتھ پر بچائے سپر لیکر لڑنا شروع کیا جو کافر تلوار مارتا تھا فرسنگ وار اوسکا جدید پر روکتا تھا لیکن اس ملعون پر اثر کب ہوتا ہے اور بھی سنگ کاسہ اور لیدش مین اتنا موقع تھا کہ فرسنگ اپنے دلکا ارادہ پورا کر سکتا خیال یہ تھا کہ چیر پھٹے اور زرہ کم ہو تو اس ملعون کو پابندہ لیجاؤن یا ٹانگین اسکی چیر کر پھینکدون مگر فوج جدید کی اپنے سردار کو بچانے کو کئے ہوئے تھے ہجوم لشکر کا فرسنگ پر ہو رہا تھا اسی اثنا مین ایک تلوار جدید کی زنجیر کمر پر پڑی کہ زنجیر کٹی اور جدید زمین پر گرا رہتے ہی اس نے چاہا تھا کہ مرکب کو فرسنگ کے نیچے کر دے کہ فرسنگ گھوڑے سے کود پڑا اور چاہا اس نے کہ لپٹ پڑون جدید نے پھر تلوار ماری فرسنگ نے چاہا تھا کہ بند دست پکڑون مگر قضائے کار اتفاقات روزگار کہ ٹھوکر لگی کاسہ سر سے لگی فرسنگ گرتے گرتے بچا مگر تیغ جدید کا سر پر پہنچا تھا وہ ابرو اوتر گیا فرسنگ نے دستانہ مارا تیغہ تو جھنا کر سر سے نکلا مگر مادروان کی سر سے باہر آئی اودھے عالم زخمدار مین فرسنگ نے اور ایک ہاتھ تلوار کا مارا تلوار ٹوٹ گئی اور جسم پر جدید کے خط بھی نہ پڑا اس نے دوسری تلوار ماری کہ زخم سر جو پارا را ہو گیا یہ حالت دیکھکر اہل اسلام دوڑ پڑے چاہتا تھا جدید کہ فرسنگ کا قلم کرون کہ اہل اسلام یلغار کر کے حمل ہوئے فرسنگ کو بچا لیا اپنی جانون پر کھیل گئے سمرات شاہ نے تیسرا مرکب جدید کے لیے بھیجا ادہر فرہاد خان کے مقابلہ مین ہار گیا دوسرا فرسنگ کے مقابلہ مین چھوٹ گیا اب ملعون تیسرے مرکب سوار ہو کر لڑنے لگا وہان ارشیون پریزاد نے جو بھائی اور بھتیجے کو زخمی ہوتے دیکھا آنکھون مین خون اوتر آیا پکار کر آواز دی کہ او ملعون غضب کیا تو نے ایسے سردارون کو زخمی کیا ادہر آ کہ حریف تیرا مین ہی ہون یہ کہکر باگ مرکب کی اسطرف موڑی تھی کہ جدید روئین تن نے پکار کر کہا کہ او خدا پرست ادہر کہان جاتا ہے تو میرا شکار ہے ارشیون نے جو دیکھا کہ دو

لڑنے مرنے سے کام ہی تو ہی آ اگر خداوند کریم نے فتح دی اور زندگی کا تیرے ہاتھ سے خاتمہ کیا
تو تیرے بعد اوس سے سمجھون گا لا ضرب بہادری کے کہ دیر ہوتی **شدید روئین تن** نے
کہا انجام تیرا بھی مثل اونہین دونون کے ہونے والا ہی پہلے تو وار کر کے اپنا حوصلہ نکال لے
تاکہ یہ حسرت تیرے دل مین نہ رہجائے **ارشیون** نے جواب دیا کہ ہمارا دستور پیش دستی نہین ہی
جب خداوند کریم تیرے ضرب سے بچائے گا تو دیکھا جائے گا لا ضرب بہادری کی دیر نہ کر یہ
سنتا تھا کہ **شدید** روئین تن نے خبردار خبردار کہکر تلوار ماری **ارشیون** پریزاد نے سپر کو اوٹھا کر
چہرہ کی پناہ کیا تلوار جو **شدید** روئین تن کی سر پر پڑی ہی چار انگل سپر کو کاٹا **ارشیون** نے جھٹک دی
کہ تلوار شدید کی ٹوٹ گئی اوس نے جھلا کر وہی ٹکڑا جو اسکے ہاتھ مین تھا قبضہ سمیت **ارشیون** پر کھینچ مارا **ارشیون**
نے وار اسکا خالی دیا اور تبر میر **شدید** پر مارا اوس نے سر آگے بڑھا دیا تبر جو سر پر پڑا تو یہ معلوم
ہوا کہ سنگ خارا پر پڑا سر سے **شدید** کے اوچٹ کر گردن مرکب پر آیا گردن گھوڑے کی قلم ہوگئی
شدید کود کر گھوڑے سے علیحدہ ہوا چاہا کہ مرکب **ارشیون** کو بھی بے گردن **ارشیون** نے گھوڑا
خالی کیا اور چاہا کہ **شدید** روئین تن سے لپٹ پڑون اس نے دیکھا کہ اب مین اس **خداپرست** کا کچھ
نہ کر سکونگا ایسا نہو کہ گرفتار ہوجاؤن بس یہ بھاگا اور **ارشیون** نے اسکا تعاقب کیا لیکن قضا نے
کہ اتفاقات روزگار پاؤن **ارشیون** کا موتخانہ مین جا رہا اور **ارشیون** پریزاد گرا گرتے ہی **ارشیون**
شدید روئین تن پلٹ پڑا اور تلوار دوسری کاٹھی سے کھینچکر سر پر **ارشیون** کے لگائی کہ سر زخمی ہوا **ارشیون** نے
اوسی زخمداری مین ہاتھ **شدید** کا پکڑ لیا اور خیال کیا کہ تو تو زخمی ہو ہی چکا ہی اسے کیون چھوڑا اور اوٹھا کر
زمین پر مارا اودھر ارشیون نے چاہا کہ مشکین اسکی باندھ لون کہ یہ حال **جدید** روئین **تن** دیکھ رہا
تھا مرکب کو جولان کیا اور آ اودھر کہا کہ اے **خداپرست** غضب کیا تو نے کہ اس حالت زخمداری مین
شدید روئین تن سے بہادر کو باندھنے کا قصد کیا ہی ادھر تو یہ ملعون چلا آتا ہے اودھر
ارشیون کو یہ کوشش ہی کہ کسی طرح اس ملعون کو تو گرفتار کرکے خدمت **صاحبقران** مین روانہ کرون
پھر اس سے مقابلہ کرون لیکن کام ناتمام رہا ہنوز مشکین اسکی اچھی طرح نہین بندھین تھین کہ **جدید**
روئین تن آپہونچا اور تلوار سر پر ارشیون کے لگائی کہ زخم سر چوپارہ ہوگیا یہ حال دیکھ کے اہل
اسلام یورش کر کے ارشیون کو تو اوٹھا لے گئے مگر **شدید** روئین تن کمند مین اولجھا پڑا رہ گیا
جدید روئین تن نے جلدی سے اسکو رہا کرکے مرکب دیا کہ یہ ملعون پھر سوار ہوا اور لڑنے لگا۔
لیکن لشکر اسلام سردارون کے زخمی ہونے سے بیدل ہوگیا ہی مگر قدم جمائے ہوئے لڑ رہا ہی
لیکن یہ دونون روئین تن قیامت کر رہے ہین مورچے توڑتے ہوئے طرف تخت بادشاہ اسلام
کے بڑھ رہے ہین مسلمان جانین لڑائے ہوئے سینہ سپر کھڑے ہین لیکن تلوار تو اونکے جسم پر اثر
ہی نہین کرتی کرین تو کیا کرین انکا ہر وار بیکار جاتا ہی دشمن کا وار کارگر ہوتا ہی علاوہ روئین تن
ہونے کے یہ دونون زبردست بھی ہین اسکے سوا آوازون سے انکے گھوڑے بھڑک گئے ہین
اودھر **سموات شاہ** چلا چلا کر کہہ رہا ہی کہ اے غضب **خداوندکوان** ہان آج ان مسلمانون کا خاتمہ
کردو۔ کوئی انہین سے بچنے نہ پائے لشکر اسلام شکست کھایا چاہتا ہی کفار کا یہ جوش ہی سات لاکھ
سوارون کا ریلا ہی اودھر کل تین لاکھ آدمی جسمین بہت سے قتل بھی ہوئے ہین کچھ لوگ حفاظت
خیمون اور خرگاہون کی کر رہے ہین کچھ فوج نابینا کی حفاظت کر رہے ہین کوئی ڈیڑھ لاکھ آدمی لڑ رہا ہی

قدم اوکھڑا چاہتے ہین بادشاہ اسلام دست بدعا ہین کہ اے کارساز اے بے نیاز واسطہ اپنے حبیب کا کہ ہم سبکو ان ظالمون کے ہاتھ سے نجات دے تو خوب جانتا ہی کہ ہم رواج دین اسلام کے واسطے لڑتے ہین شوق ملک و مال نہین ہی اور نہ خواہش حکومت ہی۔ اگر موت ہماری قریب آگئی ہی تو ہمکو عذر نہین ہی لیکن اسوقت کے مرنے مین حرمت اسلام کے برباد ہوگی لاشین ان کفار کے ہاتھ پڑین گی مردہ بدست زندہ نہین معلوم یہ لوگ لاشون سے کیا سلوک کرین گے جلد کسی کو ہماری مدد کے لئے بھیج۔ ہنوز سخن در دہان تھا کہ تیر دعا کا ہدف اجابت پر بیٹھا اور جانب بیابان سے تحق گرد وغبار کا بلند ہوا سب نگران تھے کہ یکایک دامنے گرد کا شگافتہ ہوا اور دل گرد سے **اسفندیار خان** زرانجابادی ایک لاکھ سوار کی جمعیت سے پہونچا دیکھا اس نے کہ کفار کا غلبہ ہی اہل اسلام شکست کھایا چاہتے ہین پس وہین سے اُس نے نعرہ کیا کہ باش اے گروہ کفار خبردار و ہوشیار باشش کہ منم **اسفندیار خان** زرانجابادی یہ کہکر ادھر نعرہ کرکے جو گرتا ہی خود بھی تازہ دم ہی لوگ بھی اسکے تازہ دم ہین لشکر اسلام مین تو جان آگئی اب قریب ڈھائی لاکھ کے مسلمان بھی ہوگئے ہین اسفندیار خان کے ساتھیون نے حملہ کرکے کفار کو جا بجا پیچھے ہٹا دین مگر کہان ممکن تھا ڈہائی لاکھ سے سات لاکھ پسپا ہو سکتے ہین ساتھ ہی دوسری گرد اوڑی سب نگران تھے کہ اب کون یا کمک لشکر اسلام کی آئی یا مددگار کفار کے آئے دونون لشکرون کی نگاہین گرد کی طرف تھین کہ یکایک دامنہ گرد شگافتہ ہوا اور دل گرد سے **سہیل خان** عکبری حصاری ایک لاکھ سوار کی جمعیت سے پیدا ہوا۔ اور اگر اہل اسلام مین مجال ہو کہ کفار سے مصروف جہاد ہوا یہ دونون سردار حکمنامہ پہونچتے ہی بعجلت تمام روانہ ہوئے تھے کہ وقت پر پہونچ گئے مگر چونکہ یہ لوگ تازہ دم تھے آتے ہی جو ملکر حملہ کرتے ہین فوج کفار مین تہلکہ ڈال دیا خون کی ندیان بہا دین۔ سرون کے اولے برسا دیئے بازار جنگ کو گرم کر دیا اہل اسلام مین جان تازہ آگئی **بادشاہ اسلام** نے شکر پروردگار کیا اور ان دونون سردارون نے اپنا اپنا لشکر آگے بڑھانا شروع کیا۔ اور فوج ہندوستان جو تھک چکی تھی اوسکو پشت پر لے لیا۔ اُدھر شاہ اسلام نے یہ انتظام کیا کہ اس تھکی ہوئی فوج کو حفاظتی فوج کے مقام پر قائم کیا اور حفاظتی فوج جنگ مین طلب کرلی۔ خوب ہی گھمسان کی لڑائی ہونے لگی لشکر کفار کے جی [illegible] چھوڑ دیئے سات لاکھ فوج کو جب حملہ کرکے پیچھے ہٹا دیا لڑتے لڑتے تمام دن ختم ہوگیا اور شام ہوگئی۔ مگر مسلمان دم نہین لیتے لڑتے ہوئے چلے ہی جاتے ہین **سموات شاہ** نے دیکھا کہ فوج میری تھکی ہوئی ہی اور لشکر اسلام تازہ دم ہی اور شام بھی ہو چلی ہی۔ آج جنگ کو موقوف رکھنا چاہیئے پھر دیکھا جائے گا۔ یہ خیال کرکے **بختیارک ثانی** سے صلاح لی یہ وہی وزیر شیطان خصال ہی۔ جو

ہمراہ ان چارون سردارون کے یہان آیا تھا۔ **بختیارک** ثانی مثل **بختیارک** اول کے نہایت ہوشیار و زیرک ہی بلکہ وجہ تسمیہ بھی اسکی یہی ہی کہ اسکی حرکتین شیطان لقا سے مشابہ پاکر بادشاہ نے اوسکو **بختیارک** کا خطاب عطا فرمایا ورنہ نام اصلی اسکا کچھ اور تھا۔ **بختیارک** نے تبھی صلاح دی کہ اب طبل بازگشت بجوا دیجئے کل دیکھا جائیگا۔ **سموات شاہ** نے پکار کر کہا کہ اے غضب خداوندا کو آن مین طبل بازگشت بجواتا ہون بس اب آج کی شب آرام سے بسر کیجئے کل دیکھا جائے گا۔ یہ کہکر حکم طبل بازگشت کا دیا دونون لشکرون نے حسب قاعدہ جنگ سے ہاتھ کھینچا اور علیحدہ ہوکر اپنے اپنے آرام گاہ کیجانب متوجہ ہوئے ادھر **سموات** نامدار اپنے بارگاہ مین داخل ہوا۔ سردار اپنے اپنے خیمون مین گئے پوشاک رزم اوتاری لباس بزم پہنا سپاہیون نے کمرین کھولین آج بسبب تھکے ہوئے ہونے کے **سموات شاہ** نے بھی دربار نہین کیا اور جاکر بستر مرگ پر قیام کیا یہان اہل اسلام اپنے فرودگاہ پر آئے **بادشاہ اسلام** داخل بارگاہ ہوئے **اسفندیار خان** زرانجابادی و **سہیل خان** مشتری حصاری ایک ایک پایہ تخت کا پکڑے ہوئے ساتھ آئے تھے جسوقت بادشاہ داخل آرامگاہ ہوئے یہ دونون اپنے اپنے خیمہ کی طرف واپس گئے جسوقت یہ آکر معروف جنگ ہوئے تھے اوسیوقت سے انکے ملازمون نے علیحدہ جگہ دریافت کرکے خیمہ نصب کر دیئے تھے۔ غرضکہ ان لوگون نے بھی بستر راحت پر قرار لیا **فرہاد خان** یکسغرلی و **ارشیون** پریزاد و **فرہنگ بن لندھور** شفاخانہ شاہی مین داخل کئے گئے علاج انکا ہونے لگا جب دوسرا روز ہوا اور بادشاہ اسلام آکر بارگاہ گوہر بار مین تخت حکومت پر جلوہ افگن ہوئے **صاحبقران** عالیشان دنگل **صاحبقرانی** پر بیٹھے اور سردار آآکر اپنے اپنے دنگل پر متمکن ہوئے **سہیل خان** مشتری حصاری و **اسفندیار خان** زرانجابادی بھی حاضر دربار ہوئے آداب شاہی بجالانے کے بعد اپنے مرتبہ کے موافق دنگلو پر متمکن ہوئے **بادشاہ اسلام** نے انکی جانفشانی پر مرحبا کی اور فرمایا کہ اب تمہارا سن اس قابل نہین ہی۔ کہ تم میدان جنگ مین تیغ زنی کرو مگر وقت ایسا ہی آپڑا تھا کہ ہم لوگ سب ایسی بلا مین مبتلا ہین کہ اک طفل صغیر سے بدتر ہین دشمن کو دیکھ ہی نہین سکتے تو لڑین کیونکر یہی سبب تھا کہ تم لوگون کو پروانے بھیجکر یہ تکلیف دی اور تم بھی بوقت پہونچنے پروانہ کے آن پہونچے خداوند اسکا اجر عنایت کرے ان دونون نے دست بستہ عرض کیا کہ نمک خوار ہوتے ہی اسی دن کے لئے ہین اب خدا وہ وقت جلد لائے کہ حضور کے حق نمک سے بجا کر ادا ہو جاوین اور ان قدمون پر نثار ہون **بادشاہ** نے فرمایا کہ حافظ حقیقی تمہین ہر بلا سے بچائے اور عمرون کو تمہاری دراز کرے لیکن **خضرآن بن عمرو** قریب **صاحبقران** کے آیا اور اس نے عرض کی کہ اے **شہریار** با اقبال آخر یہ کیا بلا ہی کہ جسمین آپ مبتلا ہوئے اور تمام لشکر سردارون سمیت اندھا ہو گیا کب تک اسی حالمین

آیا ہم یونہی بیٹھے رہینگے آخر اسکی کوئی فکر کوئی تدبیر انسان کو چاہئے کہ نکالے۔ اپنی سی کوشش کرے آیندہ مقدر ہے۔ صاحبقران نے فرمایا کہ **خواجہ** ان باتوں کو تم مجھ سے بہتر سمجھ سکتے ہو۔ جو کچھ تم سے ہو سکے وہ کرو مین تو کچھ بھی نہین کر سکتا بڑی امید مجھکو درویش صاحب کی تھی مگر اونھون نے بھی اسوقت تک خبر لی خدا جانے کون سے سخت ستارے ہم لوگون کے آگئے ہین کہ ایسی بلا مین مبتلا ہوئے ہین اور کوئی تدبیر کرنے والا نظر نہین آتا کوئی فکر ذہن مین نہین آتی۔ بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ **خواجہ** اگر اسکی فکر کرو اور ہم لوگون کو اس بلا سے نجات دلواؤ تو تمہارا احسان عمر بھر نہ بھولونگا گویا تم ہی نے جان بخشی کی اور تمام لشکر پر تمہارا احسان ہوگا۔ اور ہم بھی اتنا وعدہ کرتے ہین کہ تمکو خوش کر دین گے دامن مراد تمہارا گوہر مقصد سے بھر دین گے۔ **خضران** نے عرض کی کہ جاتا ہون اگر اقبال حضور کا یاور ہے اور قسمت میری رسا ہے تو کامیابی حاصل ہوگی۔ غرضکہ **خضران** سب سے رخصت ہوکر ان اندھون کے واسطے دوائے چشم ڈھونڈنے نکلتا ہے دیکھئے اب یہ کہان پہونچتا ہے اور کیا کرتا ہے۔ اول حال سموات شاہ کا گذارش کیا جاتا ہے کہ یہ کافر طبل بازگشت بجوا کر جو میدان سے پھرا رات سونے مین کٹی صبح کو دربار کیا لحد جدید رویین تن اور شدید رویین تن سے کہا کہ جب سے آپ دونون صاحب تشریف لائے اسوقت تک مجھے آپ کی دعوت کرنے کا موقع نہ ملا۔ لہذا میرا یہ جی چاہتا ہے کہ یہ صحرا نہایت پر فضا ہے اور بالفعل جنگ بھی بسبب خستگی لشکر کے ملتوی ہے اور خداوند اکوان نے آتے ہی فتح بھی عنایت کی کہ یہ تینون خدا پرست جنھین آپنے زخمی کیا ہے ایسے زبردست و سرکش تھے کہ میری فوج مین لشکر اپنے بھائی لحد جدید تن کو چھڑا لے گئے آپ ہی ایسے تھے کہ انکو زک پہونچائی لہذا یہ دعوت مسافرت بخاطر خداوند اکوان تاجدار قبول فرمائیے **جدید رویین تن** و **شدید رویین تن** نے بخاطر خداوند اکوان تاجدار دعوت منظور کی اوسیوقت سموات شاہ نے حکم دیا ہرکارون کو کہ خبر لاؤ کہ اس صحرا کے گرد و نواح مین کون کون سی بستیان ہین اور وہان سے طوائفون کو بلاؤ ہرکارے بموجب حکم روانہ ہوئے ادھر سامان جشن ہونے لگا بارگاہ کی آراستگی بیان سے باہر ہے ایک تو بارگاہ شاہی یونہین اوسکی آرائش و زیبائش کیا کم تھی کہ اور سنواری گئی ہے یہ معلوم ہوتا ہے کہ حجلۂ عروسی آراستہ ہے لشکر کی آراستگی کا حال کیا بیان ہو کسی طرف کٹورا کھنک رہا ہے دوکانین دو رویہ آراستہ ہین کل دوکانداروں کو بادشاہ کا حکم ہے کہ لشکر **جدید رویین تن** و **شدید رویین تن** سے کوئی قیمت نہ لے جو شئے جسے درکار ہو وہ بغیر قیمت کے لے لے قیمت خزانہ شاہی سے ملیگی ہر طرف سامان روشنی ہو رہا ہے ہر خیمہ کے دروازے پر تمام بلور سے دو دو سرو چراغان لگائے گئے ہین اور ہر طرف راستے پر ٹٹر بندی ہے۔ درختون مین قندیلین آویزان کی گئی ہین امرا کے خیمون پر مختلف رنگ کے جھنڈے اوڑ رہے ہین درخت ہائے رنگارنگ سے مزین و مرصع کیے گئے ہین یعنی سرخ و زرد و سبز مختلف اقسام کی پوشش سے آراستہ و پیراستہ ہین اکثر جگہ

نہرین

تمامی سے منڈھے گئے ہین قندیلون مین بادلے کی جھالرین لگائی گئی ہین بختیارک ثانی کس خوبی سے انتظام کر رہا ہی ایک روز مین اتنے بڑے لشکر مین یہ سامان کرنا اور صحرا مین جہان اپنا گھر بھی نہین ہی کہ ہر چیز مہیا ہو سکے مگر بختیارک ثانی اتنا مدبر زن مجبر ہی اس نے کل انتظام کر لیا شام ہوئی ہی ہر طرف روشنی ہونے لگی یہ معلوم ہوتا تھا کہ لشکر بھر مین آگ لگی ہوئی ہی روشنی اس کثرت سے تھی کہ عکس اوسکا روئے فلک پر رنگ شفق کا پیدا کر رہا تھا اور زمین پر آتش فرش نورانی بچھا ہوا تھا درختون کے سبز پتون مین سرخ قندیلین دور سے نارنگی کے پھلے ہوئے درخت کا سمان دکھا رہی ہین بادلے کی جھلاجھلی دل پر بجلیان گرا رہی تھی کلس خیمون کے مثل ماہتاب کے چمک رہے تھے روشنی انجم کی محسوس ہونے لگی تھی ہر گلی کوچے مین پھیرو پھیر رہے تھے کوئی لنگور بنا ہوا اوچک رہا تھا کوئی ادھرنگ کا روپ بھرے ہوئے ایک انسان مین مرد و عورت دونون جلوے دکھا رہا تھا کسی جگہ نٹنیان ناچ رہی تھین تماشائیون کا ہجوم تھا بازاری لوگ آوازے کس رہے تھے گالیان سن رہے تھے کسی طرف سوانگون کے تخت ارے ہوئے لاگین ہو رہی تھین کوئی چھری نگل رہا تھا کوئی جلتا ہوا گیند اوگل رہا تھا کسی نے زبان پر تکلہ سوزن کرکے پھر کھینچا مگر خون نہین دیا نہ زخم محسوس ہوا کسی نے کلے مین چھری کی بھونک لی اور پھر کھینچی مگر نشان زخم ظاہر نہوا۔ ان لوگون کو بھی انعام مل رہے ہین۔ کسی مقام پر مداری تماشہ کر رہے ہین سانٹون اور تنبولیون کے تخت برابر سے لگے ہوئے ہین چرسیون کا ہجوم ہی دم پر دم بھر رہے پان پر پان کھائے جا رہے ہین لشکر کی تو یہ حالت ہی اور بارگاہ سموات شاہ مین سردارون کا جلسہ ہی طائفہ ناچ رہے ہین پرستان کا سمان ہی وہ بارگاہ کی آراستگی اور وہ روشنی کہ سقف بارگاہ نمونہ سائبان چرخ کا ہو رہی تھی جا بجا سقف پر طلائی کام بنا ہوا جس مین گنگا جمنی قالین کارچوبی بچھا ہوا اوپر سردارون کا جلسہ پہلو مین بادشاہ کے جدید بشیرین تن و شمشاد تن اونکے بعد درو یہ اور سردار اپنے رتبہ کے موافق یکے بعد دیگرے بیٹھے ہوئے سامنے رقاصان ماہ طلعت پری صورت زیور جواہر مین غرق باری باری مجرے ہو رہے ہین نگاہین ہر مرد سے لڑ رہی ہین آنکھون ہی آنکھون مین سب کچھ باتین ہو جاتی ہین بختیارک ثانی بھی سب کی خاطر تواضع مین سرگرم ہی کبھی اندر بارگاہ کے آتا ہی کبھی باہر جاتا ہی اسی آمد و رفت مین ایک مرتبہ دیکھا کہ ایک بیل گاڑی چلی آتی ہی اوسپر دو عورتین سوار ہین ایک کے بال مہندی سے رنگے ہوئے عمونیانہ لباس پہنے ہوئے طبلہ سارنگی وغیرہ رکھا ہوا ایک اور مرد بھی ساتھ بیٹھا ہوا اسی وضع سے کہ سر پر پگڑی بندھی ہوئی ڈاڑھی چڑھی ہوئی تنبورہ ہاتھ مین بیچ مین ایک پری تمثال بارہ چودہ برس کے سن کی ایک سوتی کی تہ پہنے ہوئے بیٹھی ہی بقول شاعر ؏

برس پندرہ یا کہ سولہ کا سن
جوانی کی راتین مرادون کے دن

قرینے سے یہ معلوم ہوتا ہی کہ یہ کوئی ڈیرے دار رنڈی ہی جلسے کی خبر سنکر آگئی ہی ابھی تک رسائی نہین ہوئی **بختیارک** نے یہ خیال کیا کہ اگر بغیر اپنا مقصد حاصل کئے ہوئے یہ چلے گئے تو بدنام کرین گے اِسس سے دریافت کرکے نام لکھ لینا چاہئے تاکہ رخصت کرنے کے وقت اسے بھی کچھ دیدیا جائے اِسس خیال سے آگے بڑھے اور پوچھا اک خواص سے کہ نام اسکا کیا ہی۔ اوس نے جھپٹ کر قریب لڑھیا کے آکر اس نائکہ سے پوچھا کہ بائی جی تم کون ہو اور کہان کی رہنے والی ہو نام تمہارا کیا ہی۔ اوس نے پلٹ کر دیکھا اور کہا کہ ملکیان مین شہر خفقانیہ کی رہنے والی ہون نام میرا خفقان بائی ہی اس جلسہ کی خبر سنکر مین بھی ادھر چلی آئی ہون خواص یہ سنکر بہت ہنسا اور آکر **بختیارک** سے کہا کہ وہ تو بڑی نرالی عورت ہی نام اپنا خفقان بائی بتاتی ہی اور کہتی ہی کہ مین شہر خفقانیہ کی رہنے والی ہون۔ **بختیارک** نے کہا کہ اوس نے تجھے بیوقوف بنایا مین آپ پوچھے لیتا ہون یہ کہکر آگے بڑھا اور کہا کہ بائی جی ٹھیک ٹھیک اپنا نام و نشان بتلاؤ اُس نے پھر یہی کہا کہ حضور مین کیا آپ سے مذاق تھوڑے کرتی ہون میرا یہی نام ہی جو حضور سے عرض کیا آپکا نام سنکے چلی آئی ہون لیکن اس نائکہ نے جو دیکھا کہ نگاہین انکی نوچی کی طرف بد نصیب پڑ رہی ہین کہا قربان جاؤن کیا سرکار مین عورتون کو آپ ہی پہونچاتے ہین **بختیارک** نے کہا کہ بائی جی ذرا سمجھ کر بات کرو ہم تو سنتے تھے کہ انکی رنڈیان بہت تمیز دار ہوتی تھین عیار شناس ہوتی تھین تم کیسی ہو کہ شریف اور رئیس کو نہین پہچانتین اوس نے کہا کہ واری ایک تو مین خفقانی عورت ہون دوسرے کچھ ضرورت آپ کی ایسی ہی کہ کیا کہون پھر اسکے علاوہ اب تو شریفون نے بھی اس پیشے کو جائز کر لیا ہی اور اسی سلسلے سے سرکارون مین ترقیان کرتے ہین عہدہ پاتے ہین پھر مین نے کہا کیا قصور کیا۔ اچھا اگر آپ مانتے ہین جلنے دیجئے مین اور ذریعہ رسائی کا پیدا کرلون گی اور آپ سے تو مین نے اس لیئے پوچھا تھا کہ اگر ارباب نشاط کا انتظام حضور ہی کے حوالے ہو تو ہمارا مجرا بھی سنوا دیجئے آپ خدانخواستہ آپکے دشمن ایسے ہون جہائین پھوٹین دور پار سات سمندر درمیان **بختیارک** نوچی پر اوس کا دل سے فدا ہو چکا ہی سرد گرم سب سن رہا ہی نائکہ بھی آفت کی ہی کہ حرارت بھی دلاتی ہی۔ اور ایک ہی چھینٹے مین پھر ٹھنڈا کر لیتی ہی ادھر وہ چھوکری ٹھنک ٹھنک کر رہی ہی۔ کہ بوبو ہمین تو نیند آتی ہی بائی جی ڈانٹ کے کہتی ہین کہ یون کی دون بھی گھر بنایا ہی کہ چراغ مین بتی پڑی اور اللہ رکھی کمبخت چڑھی ایسی ہی نیند ہی کیا کھائیگی اور کیا کمائے گی کیا یار کے بغل مین جائے گی جب سے سو رہے گی یا تو کوئی ایک مرتبہ سے دوسری مرتبہ بلائے گا نہین یا کوئی بگڑے دل ہوا تو لاتین مار کر سیدھا کردے گا یہ سنکر **بختیارک** نے کہا کہ تم بڑی زبان دراز و بد مزاج معلوم ہوتی ہو کہ ابھی جو عورت اتنی کم سن ہی کہ مردوں سے آگاہ نہین اوس سے ایسی ایسی باتین کرتی ہو اوس نے کہا کہ میان آگاہ بھی تو ہین ہو جائے گی **بختیارک** نے کہا کہ تمہین مجرے کا ٹھکانا بتائے دیتے ہین موقع اور محل سے تمہارا مجرا ابھی سنوا دیا جائے گا یہ کہکر خواص سے کہا کہ

اسے ہمارے خیمہ مین لیے چلو ہم آتے ہین خواص نے لیجاکر **خفقان بائی** کو ایک خیمہ مین اوتارا اور **بختیارک ثانی** نے جلسہ مین جاکر کہا کہ کھانا تیار ہی۔ دسترخوان آراستہ ہو چکا ہی۔ **سموات شاہ** نے رقص کی موقوفی کا حکم دیا اور مع **جدید رویین تن** و **شدید رویین تن** اوٹھکر روانہ ہوا دوسرے خیمہ مین پہونچ کر دیکھا تو دسترخوان چپنا ہوا ہی۔ کھانے انواع و اقسام کے چنے ہوئے ہین جو لوگ **بادشاہ** کے ہمنشین تھے وہ ساتھ **بادشاہ** کے بیٹھے کھانا کھایا اوسیطرح دوسرے خیمون مین اوسط درجہ کے لوگ بیٹھے۔ تیسرے طبقہ کے لوگ اور اور خیمون بیٹھے ہر شخص کی حیثیت کے موافق خیمہ تھا۔ کھانا عام طور سے اہل لشکر پر تقسیم ہوا۔ غرضکہ جب کھانے سے فرصت ہو چکی تو پھر جلسہ جما سردار آآکر مع بادشاہ اپنے اپنے مرتبے کے موافق بیٹھے ناچ شروع ہوا ساقی کی طلب ہوئی اوس وقت **بختیارک ثانی** نے دست بستہ عرض کی۔ کہ اے جہان پناہ اگر ارشاد ہو تو اس کام کو بھی مین ہی انجام دون میرے خیمہ مین اک ڈیرے دار بی ٹھیری ہوئی ہی کہ ایسی عورتین حسین اور نازنین کم پیدا ہوتی ہین اور نہایت شوخ و چالاک معلوم ہوتی ہی مجرا بھی کرتی ہی۔ اگر فرمایئے تو اوسے حاضر کرون کہ ناچتی بھی جائے اور ساقی گری بھی کرتی جائے بادشاہ نے کہا کہ پھر اس سے بہتر کیا ہی **بختیارک** وہان سے اپنے خیمہ مین آیا اور **خفقان بائی** سے کہا کہ بی اٹھئے کہو کر پشواز پہنین اور گھنگرو باندہین سرکار مین طلب ہی اور ہان یہ تو بتلاؤ کہ ساقی گری بھی یہ جانتی ہین یا نہین **خفقان بائی** نے کہا کہ جی ہان سب کچھ اسے مین نے بتلایا ہی۔ مگر اپنے شہر کے دستور کے موافق ایکمرتبہ یہ آپ کے سامنے اسی مقام پر ساقی گری کرتی ہی آپ ہر بات پر نظر رکھیے جو باتین ملک اور رسم و رواج کے موافق ہون اونہین رہنے دیجیے گا اور جو باتین خلاف ہون اون کو رد کر کے طریقہ اوسکا تعلیم کر دیجیے گا یہ ایسی ذہین ہی ابھی سب کچھ سیکھ لے گی **بختیارک** نے کہا بہتر ہی پہلا جام انکے ہاتھ کا مین پیون گا۔ غرضکہ یہ نازنین مہر جبین بعد کرشمہ و ناز اوٹھی اور پشواز پہنی گھنگرو باندھے جام صراحی سے لبریز کیا اور اشعار عشق آمیز گاتے اور ناچتے ہوئے جام سر پر رکھکر چلی **بختیارک** اسکی اداؤن پر لٹا جاتا ہی مرا جاتا ہی۔ دل مین کہتا ہی کہ مین نے یہ کیا غضب کیا کہ بادشاہ سے اس کا ذکر کر دیا کہین ایسا نہو کہ بادشاہ کی نگاہ بھی اسکی طرف ہو جائے تو بڑا ہی غضب ہو جائیگا یہ سوچکر دل مین پشیمان بھی ہوتا ہی کبھی **خفقان بائی** سے پوچھتا ہی کہ شہر خفقانیہ کہان ہی اور کسقدر فاصلہ یہان سے ہی **خفقان** نے کہا حضور یہ شہر بہت قریب اور نہایت دور بھی ہی خداوند اکوان **تاجدار** کی بہت بڑی خدائی ہی اوس نے ایک ظاہری دنیا پیدا کی ہی۔ اور ایک باطن دنیا پیدا کی ہی یہ شہر اسی صحرا مین بسا ہوا ہی مگر کسی کو نظر نہین آتا ہی باشندگان دنیائے باطن جب کوئی قصور کرتے ہین

تو دنیائے ظاہر پر بھیجدیے جاتے ہین اور جیسی خطا ہوتی ہی ۔ اوسیکے موافق اون کو سزا دیجاتی ہی مین نے یہ قصور کیا تھا کہ ایک روز خداوند کی طرف نیت بد کی تھی کہ اگر اس لڑکی کو خداوند اپنی خدمت مین قبول کرین تو اچھا ہی کہ یہ نہایت خوب صورت ہی لائق اونہین کے ہی ۔ یہ بات خداوند کے خلاف گزری اور مجھکو ویسی ہی سزا دیگئی ۔ حکم ہوا کہ تو نے اپنی حد سے گزرنا چاہا اسکا شکر نہ کیا کہ تجھے دنیائے باطن مین پیدا کیا اب تو یہ چاہتی ہی کہ کوٹھے پر چڑھی ہون تو آسمان کو چھو لون بس جو شخص کوٹھے پر سے اوچک کر آسمان کو چھونا چاہے گا وہ آسمان پر پہونچے گا یا زمین پر گریگا ۔ مجھے بھی ویسی ہی سزا ملی کہ دنیائے باطن سے دنیائے ظاہر مین بھیجی گئی اور ہمیشہ ایسا ملاجو حد کا ذلیل ہی ۔ **بختیارک** نے کہا کہ آخر یہ سزا کبھی ختم بھی ہوگی یا نہین اوس نے کہا کہ جی ہان برس دن کی سزا ہوئی تھی جسمین اب مہینہ بھر باقی ہی اسکے بعد مین اپنے ملک مین پہونچ جاونگی اور وجود ملاکر ویسی ہی پاک و صاف بنجاونگی بختیارک نے کہا کہ جس وقت یہان سے خدمت مین خداوند کی پہونچنا تو کہنا کہ ایک بندہ گنہگار آپ کا ہمین ملا تھا اوس نے عرض کیا ہی کہ کیا سبب ہی کہ اسوقت تک میرے یہان اولاد نہین ہوئی لہذا امیدوار ہون کہ مجھے اسی سال مین لڑکا عنایت ہو خفقان بائی نے کہا کہ ہر وقت پہونچنے کے مین سب کچھ کہدونگی اور جسقدر میری خاطر و مدارات کروگے اوسکا حال بھی بیان کرونگی اور تمہاری مہمان نوازی کی تعریف خداوند کے سامنے کرونگی **بختیارک ثانی** نے کہا اچھا یہ ہوسکتا ہی کہ مجھے بھی اپنے ہمراہ وہان لیتے چلو اوسنے جواب دیا کہ وقت تو آنے دو سب کچھ ہوجائیگا وہ مہروہ نازنین ناچتی ہوئی قریب **بختیارک ثانی** کے پہونچی اور جام دیا بختیارک نے جام ہاتھ سے لے لیا اور یہ شعر پڑھکر پی گیا شعر گر یار مے پلائے تو پھر کیون نہ پیجئے ✦ زاہد نہین مین شیخ نہین کچھ ولی نہین ✦ جام پیتے ہی اک سرور پیدا ہوا پکارا ایک جام اور دیجئے مجکو مسرور و محظوظ کیجئے اس جام کا انجام وہ بد انجام نہ سمجھا کہ مآل کار کیا ہوگا اگرچہ بڑا گرگ باران دیدہ و کار آزمودہ گرم و سرد زمانہ چشیدہ تھا مگر اسمقام پر ایسا مدہوش ہوا کہ کچھ اسکو خیال نہ رہا اسکی تیزی و چالاکی افترا پردازی ایسی معروف و مشہور ہی کہ ہر ایک اسکے مذاق سے واقف ہی شیطان درگاہ خداوند کے لقب سے ملقب ہی اوری طرح کی مضحک باتین و مذاق آمیز تقریرین بارگاہ مین بیٹھکر کیا کرتا ۔ اول درجہ کا مفتری و فتنہ پرداز ہر کسیکو بہکا دینا یا کسیکو اغوا کرنا دو شخصون کے درمیان مین آتش کینہ و فساد کو بھڑکا کر عداوت ڈلوا دینا یا کسیکو بڑھاوا دیکر اور ابھار کر خصومت کرا دینا اوسکے بائین ہاتھ کا کھیل ہی اور جتنے حرکات سیئات **شیطان** علیہ اللعن کے ساتھ مخصوص ہین وہ سب اسمین موجود ہین بلکہ مجسم **شیطان** ہی ابلیس پر تلبیس اوس پر ایسا مسلط ہوا ہی کہ گویا حلول کرگیا ہی غرض کہ اس نازنین مہ جبین سے مخاطب ہوکر **بختیارک** نے کہا کہ ایک جام اور دیجئے آپ کے جام نے تو وہ لطف دیا ہی کہ بے دغدغہ انجام بالکل مدہوش کردیا ہی دنیا و مافیہا کی کچھ خبر نہین بقول **شاعر** ✦ ایسا ایک جام دیا ساقی بیہوش مجھے ✦ دونون عالم نظر آنے لگین بیہوش مجھے

یہ کلام سنکے نازنین نے کہا لیجیے اور دوسرا جام بھر کر پھیر دیا بختیارک نے تواتر جو کئی جام پیے بیہوشی سے خالی تھا پاؤں جھنک گئی اور چیخ مار کر زمین پر گرا بیہوش ہوا خفقان بائی اپنے مقام سے اوٹھی چاہا کہ خنجر کھینچکر اسے قتل کرون کہ یکایک پشت خیمہ کیطرف سے اک آواز آئی کہ واہ مرشد زادی اپنے ہاتھوں بنا بنایا کام بگاڑے دیتے ہو خضر ابن عمرو کہ خفقان بائی بنا ہوا تھا پلٹ کر دیکھنے لگا کہ یہ کون شخص ہے اتنے میں قران ثانی نے اپنا نام بتایا اور اندر خیمہ کے آکر عرض کی کہ اسے گرفتار کیجیے اور میں اسکی شکل بنکر آپکو ساتھ لیے چلتا ہوں بادشاہ کے سامنے اس چھوکری سے جوکہ دلربا بائی بنا ہوا ہے مجرا کرائیے وہاں ہی محفل آراستہ کیجیے اور ساقی گری کر کے سبکو بیہوش کیجیے مال و اسباب لوٹیے خضر ان کو یہ رائے قران ثانی کی پسند آئی غرضکہ قران ثانی نے جلدی سے رنگ و روغن عیاری چہرے پر ملکر صورت اپنی بختیارک کی ایسی بنائی اور کپڑے اوسکے پہنکر خفقان بائی کو ساتھ لیا اور داخل بارگاہ سموات شاہ ہوا یہاں تو انتظاری تھا سموات شاہ نے کہا کہ بڑی دیر کی بختیارک نے چپکے سے کہا کہ حضور وہ یہاں آنے پر راضی نہ تھی کہتی تھی کہ میں صرف بادشاہ کے سامنے تخلیہ میں مجرا کرونگی محفل میں نہ بیٹھکر گاؤنگی سموات تاجدار نے کہا کہ یہ بھی نئی کہی بھلا طوائف کو اس سے کیا اوسکا تو پیشہ ہی ہے بلکہ جسقدر زیادہ آدمی ہوں اوسیقدر اچھا کہ زیادہ نفع کی امید ہوتی ہے بختیارک نے عرض کی کہ حضور یہ طوائف پیشہ نہیں ہے اسکی حکایت کو اسی کی زبان سے سنیے عجیب واقعہ اس عورت کا ہے وہ اس دنیا کی رہنے والی نہیں ہے سموات شاہ نے کہا یہ اور عجیب ہے اچھا ہو اسے کہ حال اپنا بیان کرے بختیارک مصنوعی نے پکار کر کہا کہ بی خفقان بائی اپنا مفصل حال جو کہ مجھسے خیمہ میں بیان کیا تھا اب بادشاہ کے سامنے بیان کرو بادشاہ تمہاری بہت عزت کرینگے خفقان بائی نے کہا کہ آپ بھی کہنے کو وزیر شاہ ہیں لیکن بڑی اوچھی طبیعت کے آدمی معلوم ہوتے ہو دوست سمجھکر آپکی شفقت و عنایت دیکھکر اپنا اک راز آپسے بیان کیا اب آپ رسوائے عالم کرنا چاہتے ہیں بختیارک نے کہا کہ یہ ساری صحبت مع بادشاہ اوسی خداوند کے ماننے والے بیٹھے ہیں جسنے تمہیں دنیائے باطن میں پیدا کیا اور اب دنیائے ظاہر میں بھیجا ہے یہ سب واقعہ تمہارا سنکر تمہاری بہت عزت کرینگے مرتبہ تمہارا زیادہ ہوگا کوئی شخص نظر بد سے تمہاری لڑکی کیطرف نہ دیکھیگا گو تم منسوب خداوند ہو لیکن اسکو خداوند کے نامزد کر چکی ہو جب بختیارک نے بہت اصرار کیا تو خفقان بائی نے وہی قصہ دوہرایا کہ میری نیت تھی کہ اس لڑکی کو نذر خداوند کردوں یہ ارادہ اونکے خلاف گذرا اوسکی سزا یہ مقرر ہوئی کہ اب یہاں لڑکی ہر شخص کے پاس جا سکتی ہے جس قدر عزت بڑھنا چاہیے تھی اوس سے زیادہ ذلت کا سامنا ہوا لیکن اب مہینہ بھر باقی ہے اسکے بعد میں اپنے ملک خفقانیہ میں جو کہ دنیائے باطن کا شہر ہے پلٹ جاؤنگی اور توبہ میری خداوند خداگان تاجدار قبول فرمائینگے یہ سنکر سموات شاہ نے کہا کہ مجھے بھی یہ نیا نام سنکر کہ کہیں دنیا میں نہیں ہوتا ہے تعجب ہوا تھا کہ خفقان بائی کیسا نام ہے مگر معلوم ہوا کہ نئی دنیا میں نئے نام بھی ہونا ضرور ہے شدید رویین تن و حدید رویین تن نے جو یہ واقعہ سنا وجد میں آگئے اور کہنے لگے کہ کتنی بڑی خدائی ہے ہمارے خداوند کی کہ جسکی حد و انتہا نہیں ہے دیکھیے آجتک کسی نے ملک خفقانیہ کا نام بھی سنا تھا سموات شاہ نے خفقان بائی کی طرف دیکھکر کہا کہ یہ خوش نصیبی ہم لوگوں کی کہ تم ایسی مطرب خداوند کی زیارت سے مشرف ہوئے تمہارا گانا سننا اور ناچ دیکھنا کوئی امر ثواب سے خالی نہیں اور جام تمہارے ہاتھ کا ساغر کوثر ہے لہذا آج ساقی گری کا انتظام بھی تمہارے سپرد ہے لیکن پہلے گانا گاؤ یہ سنکر خفقان بائی نے عرض کی کہ بہت خوب اور چھوکری کیطرف اشارہ کیا وہ عجب انداز سے سامنے آکر بیٹھی کہ دیکھنے والوں کے دل بیٹھ گئے جس نے آنکھ اوٹھا کر

دیکھا تیر عشق کہا یا وہ اوسکی شرمائی ہوئی نظرین اور چتون کی شوخی سینہ کا سن کے موافق ابھار جیسے دو گدرائے ہوئے سیب یا کاغذی نیبو ہوتے ہین ہر ایک محو جمال ہو رہا ہے بڑی بڑی آنکھین جنمین حیا و شوخی دونون کی آمیزش نے قیامت کی دلربائی پیدا کردی ہے لمبے لمبے بال بنکی درازی و سیاہی کو شعرا نہین معلوم کیا بنا کر کس درجے تک پہنچا سکتے ہین مگر اسمین شک نہین کہ اسی جسال کا مارا نکل نہین سکتا اور اس افعی کا کاٹا جاگ نہین سکتا ہے عارضون کی سرخی برگ گل کو شرماتی ہے پیشانی کی ضو خرمن جان پر بجلی گراتی ہے ابرو کی کمان ہر وقت [illegible] پلکون کی فوج صفین باندہے ہوئے قتل عاشقان پر تیار کھڑی ہے صراحی دار گردن حسن کے بتخانہ مین انتخاب سینہ پر دونون ساعد و بازو لاجواب کمر کی لچک تلوار کا کام کرتی ہے پاؤن کی رفتار جگر کو پامال خانۂ دل کو مسمار کرتی ہے غرض کہ جو چیز ہے وہ اپنے مقام پر بہت خوب ہے قد مناسب ہاتھ پاؤن سڈول اوسکا سمٹ سمٹ کر بیٹھنا دل کو موہے ڈالتا ہے ناک مین ایک موتی کی نتہہ کنوارے پن کی علامت اور پاکدامنی کی سچی گواہ موجود ہے ہر سردار کی یہ حالت ہے کہ چاہتا ہے اگر ملجائے تو اسکو خانۂ دل کا چراغ بنائے ابھی اسنے گانا شروع نہین کیا ہے کہ صحبت مین ہر طرف سناٹا ہے ایک سے ایک بات نہین کرتا بازار رقابت گرم ہے اک مرتبہ سازندون نے ساز ملا کر درست کیے اور نازنین پری تمثال حور خصال نے غزل شروع کی

غزل

آرام گردش فلک پیر مین نہین
تیر یسی شوخیان تری تصویر مین نہین
ہشیار رہ اے دل کہ ہے دیدار زلف
پیش آ رہا ہے وہ کہ جو تحریر مین نہین
سنکر وہ ہنس دینگے نہ آئیگا رحم اک
مر طرح قدم ترا زنجیر مین نہین
سہے کہ روز حشر سے لبس [illegible] چلے
جس سے وہ کہہ [illegible] تری تقدیر مین نہین

دل چاہتا ہے دیکھ جو تقدیر مین نہین
ہو اس کو ہمارے لیکیا پہلو ہے کوئی تو
آزاد ہے پاؤن کی زنجیر مین نہین
کیا پیار اوس کے دل سے بر دست جگر
اولٹا اثر ہی کیا مری تقریر مین نہین
انجام جو ہوا تو یہ کہتا ہے شوق وصل
پہلے اب طالع تو مری تقدیر مین نہین
خوش رہ نہین دلکو جسکے ہے بہار سے آرزو

وہ اک طرح سے عالم تصویر مین نہین
سینے مین ہو کہان جو تری تیر مین نہین
نکلا نہ عہد نامہ الفت سے کوئی کام
[illegible] بات نہین ہے تری تصویر مین نہین
اوسوقت لطف اٹھے جو دونون اسیر زلف
جلد [illegible] جو ہے لطف وہ تاخیر مین نہین
اوس طالب وصال کی حسرت کو دیکھیے
پہلو وہ اپنے خواب کی تعبیر مین نہین

یہہ غزل وہ نازنین ماہ جبین یعنے دلربائی اس طرح گائی کہ محفل مین سمان باندہ دیا ہر جیسی گندی تھی وہ زخم تازہ ہو گیا بے اختیار آنکھون سے آنسو جاری ہو گئے ایک کو دوسرے جہان کی خبر نہ تہی ہر شخص اپنے حال مین مبتلا ہو رہا تہا اسکے بعد اور پہر ٹھمریان دادرے ٹپے خیال وغیرہ اس رنگ سے گا کر کمالات علم موسیقی کے دکھا دیے جس قدر گوئیے اور طائفے تہے سب کے سب سمٹ کر قریب آگئے ہر شخص پر اک بیخودی طاری تہی جو لوگ سن رسیدہ تہے وہ کہہ رہے تہے کہ ہمنے بڑے بڑے گویون اور نائکون کو سنا مگر یہہ وصف نہین دیکھا یہہ سرون کی سچائی یہ خوبصورتی اور مشکلات کی زقتین بسہولت رفع کرنا اور تاثیر تو زبان حال خود کہہ رہی بے مثال ہونے کا ہر دل سے اقرار لے رہی تہی اس کے بعد سموات شاہ نے کہا کہ ایک غزل اور گاؤ اور اسکے بعد اپنے ہاتھ سے جام شراب ہم سبکو دو ہمنے سنا ہے کہ مہینہ بہر کے بعد تم خدمت خداوند مین جاؤ گی اور وہان حور بنا کر داخل جنت

گیا ہوگی تو اس وقت کی صحبت کو نہ بہولنا اور وہان بہی ہمکو جام کوثر سے سیراب کرنا اور اگر ہم تمکو خداوند سے طلب کرین تو تم انکار نکرنا اس جملہ پر یہہ نازنین اس طرح شرمائی کہ اک تیر جگر دوز سموات شاہ کے سینہ سے گذر گیا بے اختیار آہ موںہہ سے نکل گئی آخر تو کوئی جواب نہ دیا تہا لیکن خفقتان بائی نے کہا قربان جاؤن وہ وقت تو آنے دیجیے کہ یہہ ہی خداوند کی خدمت مین پہونچین اور خداوند حضور کو بہی طلب کرین بہلا آپ ایسے شاہ وشہریار کیسے ملتے ہین یہہ انکی خوش نصیبی ہے کہ آپکی نظر انپر ہوئی بہلا یہہ وہان آپ سے کیا انکار کرینگی یہان تو غدر کر نہین سکتی یہہ سنکر سموات شاہ اور بہی بیتاب ہوگیا ان فقرات نے سیماب دل پر آتش کا کام کیا لیکن دلربا بائی نے یہہ غزل شروع کی

غزل

جو کل تک ہم سے کہتے تہے کہ مصروف فغان کیون ہو
یہہ ہم آج اوسنے پوچہینگے کہ چپ اے مہربان کیون ہو
کسی پر اے جنون عشق راز دل عیان کیون ہو
طبیعت پر نہو قابو تو کہنے مین زبان کیون ہو
محبت کیلئے لازم ہوئی ہے بدگمانی بہی
جو اطمینان ہوجائے تو جہگڑا درمیان کیون ہو
مجہے ہین یا بہلا اپنے لئے ہین تمسے کیا مطلب
تعلق ہی نہین جس سے پہر اوسکا امتحان کیون ہو
نہ دکہلایا اثر دل کی کشش نے جا کے پہلو سے
غرض ہے اپنے مطلب سے خیال دوستان کیون ہو
حیا مانع ہے کیا پوچہون مین اوس دل چہینے والے
عنایت اب یہہ کاہیکی ہے مجہپر مہربان کیون ہو
خدا پر جب رہا انصاف پہر شکوے سے کیا حاصل
وہین طے ہوگا جب قصہ تو پہر جہگڑا یہان کیون ہو
نہ اس امید مین چہوٹی وفا ناکام الفت نے
کہ جو محنت ہوئی اب تک عبث وہ رائگان کیون ہو
خوشی کیسی گران گذریگا سیر باغ ہی دشمن پر
یہہ کہوے بال تم استادہ زیر آسمان کیون ہو
محبت دور کی اے ہمصفیران چمن اچہی
قریب اپنے نشیمن کے کسی کا آشیان کیون ہو
نتیجہ اس تمہارے ظلم پنہان کا ہے رسوائی
اگر چہنگی نہ لو دل مین کوئی محو فغان کیون ہو
بہلی افشائے راز دل لئے ہے آپ کی غمخواری
یونہی ہوجائے طے جہگڑا تو کوئی درمیان کیون ہو
شکایت کرکے اور اُن کا گلہ سننا پڑا ہمکو
مکرر اوسنے جب پوچہا کہ ہمسے بدگمان کیون ہو
سمجہ لو خاک کا اک ڈہیر لاش اس سوختہ جان کی
نہو جو بار دوش آخر وہ خاطر پر گران کیون ہو
گلہ کیا ہمنشینون کا ہمین مین وجہہ رسوائی
کرین واقف مگر خود ہی تو کوئی رازدان کیون ہو
تغیر رخ کا بتلاتا ہے درد دل کی کیفیت
خموشی جب کرے رسوا تو شرمندہ فغان کیون ہو
نہ رحم آئے تڑپنے سے تو اچہا مسکرا ہی دو
یہہ محنت دردمندان وفا کی رائگان کیون ہو
ہنسی اوس دردمند عشق کی رونیکے قابل ہے
جبے کوشش یہہ ہم رخ سے غم پنہان عیان کیون ہو
پیام وصل پر اوس بیوفا نے کیا کہا ہمدم
مری الجہن سوا ہوتی ہے چپ اے مہربان کیون ہو
سکوت و سوز غم سے ہون مین شمع بزم خاموشی
غرض جب بات کرتے ہی نہین بیزبان کیون ہو
یہہ رنجش ہے غنیمت ہے مین باز آیا صفائی سے
مجہے اسمین بہی اندیشہ ہے کوئی درمیان کیون ہو
نگاہ بد سے دشمن کی خدا محفوظ ہی رکہے
جو ہو عہد وفا اون سے تو زیر آسمان کیون ہو

فغان مین حال کہہ دینا جو بیماندون کا شیوہ ہے
صدا لیکر کوس رحلت کی دلیل کاروان کیونکر ہو
زبان خنجر سراپا ہی بچہوڑی جس نے خاموشی
بنے دلسوز وہ اے شمع لیکن ہمزبان کیون ہو
یہہ کہکر آرزو سمجہا لیا دل کو جدائی مین
کہ ہرجائی ہین جب وہ تو اپنا میہمان کیون ہو

یہہ غزل اس رنگ سے گائی کہ رنگ اپنا جما دیا در و دیوار سے ساز کی آواز گونج رہی تہی ہر لب پر خاموشی طاری تہی آنکہون سے آنسو جاری تہی کسی کو تن بدن کا ہوش نہ تہا اسکے بعد ساقی گری قرار پائی تہی سامان پہلے لگا دیا گیا تہا دلربا بائی اپنے مقام سے لچک کر اوٹہی اور کشتی پوش ہٹا کر جام بلورین بائین ہاتہہ مین اوٹہایا بوتل کا کاگ اس حسن سے اوڑایا کہ دیکہنے والون کے ہوش اوڑ گئے جام مے گلرنگ سے لبالب کرکے رندانہ اشعار گاتی ہوئی اور جام سر پر رکہکر گت ناچتی ہوئی سامنے سمٰوات شاہ کے آئی اور اس ادا سے ساغر پیش کیا کہ بادشاہ ایک تو مخمور عشق ہو ہی چکا تہا اب بالکل سرشار ہوا ہاتہہ ڈالتا کہین ہے پڑتا کہین ہے جام کے بدلے صراحی پکڑے لیتا ہے یہہ نازنین کہڑی مسکرا رہی ہے خرمن جان پر بجلی گرا رہی ہے لیکن بہزار خرابی جس وقت جام سمٰوات شاہ نے لیکر پیا آنکہون مین سرور آگیا دل ایک تو پہلے ہی سے بیخودی کر رہا تہا اب بالکل ہاتہہ سے جاتا رہا اب اسنے دوسرا جام اوسی طرح بہر کر دوسرے رنگ سے ناچتی ہوئی آکر حدید روئین تن کو دیا تیسرا جام شدید روئین تن کو دیا اسی طرح باری باری سبکو دیا جس قدر امرا و رؤسا و افسران فوج جمع تہے سب نے اسکے ہاتہہ سے شراب پی بعد اوسکے جس قدر شراب بچی تہی جو اور لوگ ادنے درجے کے تہے اونہون نے تبرکاً آپس مین تقسیم کر لی اور پی گئے اور ہر ایک پر بیخودی طاری ہونے لگی امتیاز دور ہونے لگا سمٰوات اپنی جگہہ سے ناچتا ہوا اوٹہا اور دلربا بائی کی طرف بڑہا حدید روئین تن کے یہہ امر خلاف گذرا اور کہا کہ اے سمٰوات شاہ یہہ نجاننا کہ مین بادشاہ ہون ساری بادشاہی خاک مین ملا دونگا اگر اس عورت کی طرف بڑہنے کا قصد کیا اس پر نظر بدولت کی ہے سمٰوات شاہ نے کہا کیا خوب مین پہلے سے اسکی طرف مائل ہو چکا ہون میرے وزیر کی آوردہ ہے آپ کیا حق رکہتے ہین آپ اگر فرستادہ خداوند ہین تو جس کام کے واسطے آپ آئے ہین اوسے انجام دیجیے ورنہ مین شکایت آپکی خداوند کے پاس لکہہ بہیجونگا پہر آپ کے حق مین برا ہوگا حدید نے کہا مجہے اسکی پرواہ نہین ہے مین ہی تمہاری شکایتین لکہہ بہیجونگا شدید روئین تن نے کہا کہ بہائی صاحب اب یہہ آپ کے کام کی نہین ہے یہہ تو برعکس میری طرف بڑی دیر سے دیکہہ رہی تہی مجہہ سے راضی ہے آپ کی چہوٹی بہاوج ہو چکی وہ آپ سے راضی ہی نہین ہے حدید نے کہا او نالائق تیری بہی یہہ لیاقت ہے کہ وہ تیری طرف دیکہے وہ در اصل مجہے اشارہ وصل کر رہی تہی تو الٹا اپنے کو سمجہا شدید نے کہا کہ آپ بڑے ہین مین آپ کا لحاظ کرتا ہون ورنہ کسی امر مین آپ سے کم نہین ہون یہہ کہکر اپنی جگہہ سے اوٹہا اودہر

حدید روئین تن اپنے مقابلے سے اٹھا ان دونون مین ہشت مشت ہونے لگی وہان سموات شاہ نے موقع پاکر چاہا کہ دلربا بانی کو گود مین اٹھا لیجاوٗن برابر ہو چکر ہاتھ پکڑا تھا کہ بیہوشی نے طمانچہ مارا چرخ کہا کر وہم ستر گرا لوگ دوڑے اسکو سنبھالنے کے لیئے جو چلا پڑاق سے چھینک آئی پاؤن لڑکھڑائے دہم سے گر اودہر حدید وشدید آپس مین لڑتے لڑتے بیہوش ہو ہو کر گرے غرض کہ سب سردار وامیر ورئیس اسیطرح بیہوش ہوئے خواص وخدمتگار وغیرہ جس جس نے اس تبرک کو پیا تھا جو جہان تھا وہین رہگیا بختیارک نقلی دروازہ بارگاہ پر کھڑے ہوگئے کہ اگر اتفاقاً کوئی نیا شخص آئے تو اوسے روک دین کہ اندر جانیکی اجازت نہین ہے لیکن یہان اجس وقت سب بے ہوش ہوگئے **خفقان بانی** نے نعرہ کیا کہ منم **حضران بن عمرو** ہمانشین شاہ عیاران عیار پیک طلا ریش تراشندہ کافران و سر برندہ جادوگران اودہر **دلربا بانی** نے نعرہ کیا کہ منم مہتر **برق ثانی** اور یہ دونون استاد شاگرد لوگونکا اسباب لوٹنے لگے **حضران** نے جو نکال کر جال الیاسی مارا بارگاہ کا تمام شیشہ آلات مسند فرش وغیرہ سب نذر زنبیل کیا اودہر **برق ثانی** نے لوٹنا شروع کیا اور کل سردارون خدمتگارون تک کے کپڑے اوتار لیئے مع بادشاہ سب کو برہنہ کرکے ڈال دیا بعد اسکے **حضران** نے استرہ نکالکر ایک موچھ حدید کی اور ایک موچھ **شدید** کی مونڈی ڈاڑھی **سموات** شاہ کی مونڈی اور سردارون امیرون کے بال اس اس طور سے مونڈے کہ کسیکے سرپر جوڑے کی ہیئت بنادی کسیکے سرپر سور کی شکل تمام کی کسیکی ڈاڑھی مین گدہے کا کہر بنادیا اسی طور سے سبکو درست کرکے چہرہ پر سرخ سیاہ ٹیکے وغیرہ دیکر مع **برق ثانی** و**قران ثانی** نکل کر بارگاہ سے روانہ ہوئے لیکن اب تماشا بارگاہ سموات کا سنیئے کہ جس وقت ان سبکو ہوش آیا ایک دوسرے کی حالت دیکھکر پہلے تو بہت ہنسے سموات شاہ حدید روئین تن کی صورت دیکھکر ہنسا اور حدید سموات کی شکل دیکھکر ہنسا اسی طرح سب سردار جو جو ہوشمین آتے گئے دوسرون کو دیکھکر ہنسے لیکن جب اپنے اوپر نظر پڑی اور اپنے کو برہنہ پایا تو خفیف ہوئے کسی نے یہ خیال کیا کہ معلوم ہوتا ہے غضب خداوند کا ہملوگون پر نازل ہوا دلربا بانی منظور خداوند تھی ہملوگون نے نظر بد سے اوسکی طرف دیکھا یہ اوسکی سزا ہملوگون کو ملی خود کردہ را علاجے نیست ارے میان توبہ کرو ورنہ اس سے بدتر درجہ ہوگا لیکن **سموات شاہ** جو تیغ عشق **دلربا بانی** کا کہائے ہوئے تھا گھبرا گھبرا کر چہار طرف دیکھنے لگا مگر اب نہ تو بختیارک نظر آتا ہے نہ دلربا بانی ہے نہ اوسکے سازندے ہین نہ ناگرے ہے خدمتگارون اور خواصون کو جو دیکھا تو وہ بھی سب برہنہ ہین جسکی نظر اپنے اوپر پڑتی ہے اودہر بھاگتا ہے بارگاہ کے باہر نکل جاتا ہے اگر کوئی شخص قصد کرتا ہے کہ فرش ہی پہاڑ کر ستر کرین تو وہان سوا فرش زمین کے باقی ہی کیا ہے تمام بارگاہ لٹی ہوئی ہے فرش کیسا شیشہ آلات تک غائب ہے کوئی چیز آرائش کی باقی نہین رہی ہے منہ پر ہاتھ جو پھیرا تو کسی کے ہاتھ مین سرخ دہبا لگا کسی کے ہاتھ مین نیلا اپنی صورت ہی نہین دیکھ سکتے کہ کچھ حال معلوم ہو آئینہ دہان کہان جس قدر آرائش کے آئینے

سب لینے والا لے گیا ہان ٹٹولنے سے یہہ محسوس ہوا کہ کسیکی موچھ نوچی ہوئی تہی کسی کی ڈاڑہی ندارد ہے جسکے سارے سر پر بال تہے اوسکی خالی ایک چوٹیا رہگئی ہے کسیکا سر مثل چیلے ہوئے چکوترے کے نظر آرہا ہے عجب ہیئت ہے ایک دوسرے کو پہچاننا مشکل ہے لیکن **سموات شاہ** نے دیکھا کہ ایک سفید کاغذ بارگاہ مین اڑتا پہر رہا ہے اوٹھا کر اوسکو پڑہا لکھا ہوا تہا کہ باشندگان گران و کافران خبردار و ہوشیار ہو ہم **خضران بن عمرو بن امیہ ضمری** ریش تراشندہ کافران و سر برندہ جادوگران ہمارا خطاب اسی وجہ سے ہے اور او ملعون دیکھ ہمارے آقا کی رحمدلی کہ انکا حکم نہین ہے کہ سوا ساحر کے ہم لوگ کسیکو قتل کرین ورنہ تم سبکو اس طرح مار ڈالتے کہ کسی کو خبر بہی نہوتی اور اے حدید روئین تن و شدید روئین تن آگاہ ہو جاؤ کہ تم یہہ خیال اپنے دل مین نکرنا کہ ہم روئین تن و آہنین بدن ہین ہمپر تلوار اثر نہین کرتی ہے ہم مر نہین سکتے اگر میرا آقا حکم دیتا تو اوسی وقت تم سبکا خاتمہ کر دیتا مگر اب بہی اگر کوئی منچلا آجائیگا تو سر میدان تمہاری ٹانگین چیر کر پہینک دیگا بس یہہ مضمون پڑہنا تہا کہ **سموات شاہ** آگ ہوگیا اور اوسی وقت اسنے شور کیا کہ دربان وغیرہ اور لوگ جو باہر بارگاہ کے تہے گھبرا کر اندر چلے آئے تو بادشاہ کو عجب ہیئت سے دیکھا کہ پہچانا بہی نہین لیکن **سموات شاہ** نے اول تو پوشاک طلب کی جب کپڑے پہن چکا تو حکم دیا کہ لاؤ **بختیارک ثانی** کو کہ ان عیارون کو وہی نمک حرام لایا تہا اور کچھ عیارون کو براے تفحص روانہ کیا کہ عیاران اسلام یہان سے کہان گئے اتنے مین بارگاہ پہر سے آراستہ کیگئی فرش بچہایا گیا ذخل کرسیان وغیرہ لگائی گئین جو لوگ براے تلاش **بختیارک** گئے تہے اونہون نے آکر عرض کی کہ نہ اپنے خیمہ مین ہین نہ کسی اور مقام پر اونکا پتا ملتا ہے اور عیاران لشکر اسلام جس قدر ہین وہ اپنے لشکر مین ہین ہان **خضران بن عمرو** کا شام سے وہان بہی پتا نہین اور غائب ہے **سموات شاہ** نے کہا کہ معلوم ہوتا ہے کہ یہہ نمک حرام عیارون سے مل گیا اور اسی کی سازش سے وہ لوگ یہانتک پہنچے اونہین کے ساتھ اب بہی ہوگا بعض نے کہا عجب نہین ہے کہ بسبب خجالت کے روپوشی اختیار کی ہو کہا خیر جیسا ہوگا دیکھا جائیگا بلاؤ منشی کو اوسی وقت دبیر حاضر ہوا کہا **سموات شاہ** نے کہ اسی منہہ پر حمیت اسلام کا دعوے کرتے ہو کہ عیارون سے سردارون اور بادشاہون کی یہہ حالت بنواتے ہو تف ہے اس دعواے صاحبقرانی پر معلوم ہوا کہ سردار زور صاحبقرانی انہین عیارون کے بہروسے پر ہے غرض کہ **سموات شاہ** ایسا غصہ مین تہا کہ بہت نازیبا الفاظ مین اپنے نامہ لکہوایا لیکن دبیر نے الفاظ نامناسب نکالکر نامہ عمدگی سے لکہکر پیش کیا **سموات شاہ** نے کہا ہے کوئی ایسا جو یہہ نامہ بارگاہ **امیر** مین لیجائے اور جواب اسکا لائے یہہ سنکر **مغرور روئین تن** اوٹھ کہڑا ہوا اور نامہ ہاتہ سے بادشاہ کے لیکر روانہ ہوا اوسوقت لشکر اسلام مین پہنچا ہے کہ سب اہل اسلام نمازون سے فرصت کر چکے تہے سواری بادشاہ کی محل سے برآمد ہو چکی تہی سردار سب بارگاہ گوہر بار مین جمع تہے جس وقت آمد سواری کی خبر سنی در بارگاہ تک استقبال کرکے پایہ تخت کو

اپنے گنبد سمو نیر اوٹھائی ہوئی آئے بادشاہ تخت رواں سے اوترکر تخت شاہی پر جلوہ افروز ہوئے ذکر **خضران بن عمرو** کا ہونے لگا **صاحبقران** افسوس فرمارہے تہے کہ کس وقت مین ایک دوست کا فراق ہوا ہے لیکن جو مصلحت الٰہی خیر وہ جس کام کو گیا ہے خدا اوسکے ارادہ مین برکت عطا فرمائے کہ اتنے مین ہرکارون نے خبر دی چوبدار نے اطلاع کی کہ **مغرور روئین تن** نامہ **سموات شاہ** کا لیکر خدمت مین حاضر ہوا ہے بادشاہ نے فرمایا بلاؤ حسب الارشاد اجازت ملی **مغرور** نے بارگاہ مین آکر بطور اکوان پرستان سلام کیا کسینے جواب نہین دیا بلکہ **لاحول** پڑہا دنگل آہنی اوسکے بیٹھنے کو ملا ساقی کو حکم ہوا اوسنے جام بہر کر دیا جس وقت دماغ اوسکا بادۂ ناب سے گرم ہوا ایکبار اٹہکر نامہ وار ذکر کیا صاحبقران نے کہا لا نامہ **اسفندیار خان زرانجابادی** نے نامہ اوسکے ہاتہ سے لیکر صاحبقران کو دیا **صاحبقران** نے بادشاہ اسلام کو اونہون نے دبیر کو عنایت کیا دبیر نے پکار پکار کر پڑہنا شروع کیا جس وقت مضمون سخت گوش آشنا ہوئے مزاج **صاحبقران** اور تمام سردارون کا برہم ہوگیا لیکن خون جگر پی کر رہگئے کہ صریحًا زیادتی ہمارے ہی عیار کی ہے کہ جشن مین اون لوگون کو زہر اوسنے پہنچایا کہین تو کیا کہین جواب مین کچہ الفاظ نرمی لکہے کہ یہہ جعل ہمارا نہ تہا نہ ہمنے اوسے یہہ حکم دیا تہا نہ ہم اس سے آگاہ تہے نہ وہ عیار اسوقت یہان موجود ہے ورنہ ہم بے تامل اوسکو باندہکر مشکین ایلچی کے حوالے کردیتے اور جس وقت وہ لشکر مین آجائیگا اوسی وقت باندہکر بہجوایا جائیگا یہہ جواب لیکر **مغرور روئین تن** روانہ ہوا اور جاکر جواب پیش کیا **سموات شاہ** نے پڑہوا کر سنا **حدید روئین تن** نے کہا کہ یہہ سب فریب کی باتین ہین ہمارا ملازم بغیر ہمارے حکم کے کبہی سخت و دشوار کام مین کبہی ہاتہ نہ ڈالیگا حکم ہو کہ بجے طبل جنگ مین ابہی جاکر ان خدا پرستون کو غارت کردونگا ایک کو بہی زندہ نچہوڑونگا یہہ سنتے ہی **سموات شاہ** نے کہا کہ ہان میرا بہی یہی جی چاہتا ہے کہ آج ہی ان خدا پرستونکا خاتمہ ہو جائے یہہ کہکر حکم دیا کہ بجے طبل جنگی اوسیوقت نقارۂ رزمی پر چوب پڑی اوسکی آواز نقارہ کی گرجی ہرکارے خبر لیکر جانب لشکر اسلام روانہ ہوئے اوسوقت بارگاہ مین پہنچے کہ امیر فرمارہے تہے کہ اگر **خضران** بغیر اپنا کام انجام دیئے واپس آیا اور اسنے کوئی فکر ہمارے بینا ہونے کی نہ کی تو اسکو مشکین باندہکر **سموات شاہ** پاس بہیجدونگا عجب حرکت اسنے کی کہ کبہی کسینے ایسی نالائق حرکت نکی ہوگی اسیکے باعث سے آج ذلت کا سامنا ہوا اور عجب نہین ہے کہ کفار زیادہ برہم ہوکر آپڑین اور جنگ عظیم ہو ہزارہا بندگان خدا کس بے بسی سے مارے جائینگے ان سبکا خون اسی نالائق کی گردن پر ہوگا اسکا باپ بہی طماع تہا لیکن یہہ کمبخت تو قبل اوٹہانے عیاری پانے کے ایسا تہا گیا یہہ بات بہی میراث **عمرو** مین داخل ہی ہے جو اوسکا مال لے بخیل و طماع بہی ضرور ہو جائے افسوس صد ہزار افسوس یکایک ہرکارون نے جاکر دعائے ثنائے شاہی بجا لاکر عرض کی کہ اقبال یاور ہو دوست شاد دشمن پامال **روئین تنون** کو نہایت غصہ ہے اونہون نے طبل جنگ بجوادیا ہے **سموات شاہ** کل لشکر تیار کر رہا ہے اور کہتا ہے کہ ہمارا اور خدا پرستونکا آج ہی فیصلہ ہو جائے حملہ ہوا ہی چاہتا ہے بس یہہ سننا تہا کہ بادشاہ اسلام پریشان ہوگئے **صاحبقران** نے فرمایا کہ انا للہ و انا الیہ راجعون معلوم ہوا کہ صاحبقرانی جاری ختم ہوئی قضا ہماری نزدیک آپہنچی خاک ہماری بیابان **نہ طاق** ہی کی تہی جو یہان کہینچ لائی خیمہ

کیا فکر ہے جو مصلحت پروردگار ہے ہمارے یہان ہی کوس رحلت و نقارہ کوچ بجین ہی اب زندگی اپنی تلخ و ناگوار ہے اس اپاہج ہوکر بیٹھنے سے مرنا ہزار درجے بہتر ہے اوسی وقت یہان بھی نقارہ زنی نوازش مین آیا لشکر مین تیاری ہونے لگی **اسفند یار خان زر انجابادی** و **سہیل خان مشتری حصاری** نے عرض کی کہ جبتک ان نمک خوارون کے تنون مین دم ہے اور تلوار قبضہ مین ہے کیا جان رکھتے ہین یہہ کافر جو حضور تک پہنچ سکین اور جسوقت یہہ غلام حق نمک سے ادا ہو جائینگے اوس وقت پروردگار عالم کوئی اور سبیل نکالیگا اسلیئے کہ اقبال آپکا بڑا زبردست ہے کیا حقیقت ہے ان کافرون کی جو آپکو اذیت پہنچا سکین بڑے بڑے سرکشون نے ارادہ کیا مگر پست ہوئے **صاحبقران** نے فرمایا کہ یہہ سب سچ ہے لیکن جس وقت اقبال بری پر آجاتا ہے تو بہت جلد خاک مین ملا دیتا ہے اور جسقدر اقبال ترقی دیتا ہے اوسی وقت ذلیل بھی کر دیتا ہے بقول شاعر **مصرعہ**

ہر عروجے را زوالے ہر بہارے را خزان دیگر یک گردش چرخ نیلوفری ؎ نہ نادر بجا ماند نے نادری ؎

اے **سہیل خان** و اے **اسفندیار خان** جس وقت موت انسان کی قریب آتی ہے جو اقارب ہوتے ہین وہ عقارب ہو جاتے ہین اپنا بال بال اپنے واسطے نشتر کا کام کرتا ہے جیسے تاجدار شاہزادہ **ملک قاسم** اپنے ہی پوتے کے ہاتھ سے اور **علمشاہ رومی** باپ و لڑکے بیٹے کے غم مین پوتے کے ہاتھ سے قتل ہوئے ہر چند کہ دونون دلیرون نے بارگاہ خون سے لال کر دی تھی مگر مارے گئے موت سے نہ بچے لیکن مجکو مرنیکا کچھ خوف نہین ہے اسواسطے کہ ہمیشہ یہی ہوتا آیا ہے اور ہمیشہ یہی رہیگا **مصرع** آج ایک کا عروج ہے کل دوسرے کا دور

جناب **سلیمان** کی حکومت تو دائمی رہی نہین دوسرے کا کیا ذکر ہے بقول شاعر **غزل**

ارام کے تھے ساتھی کیا کیا جب وقت پڑا تو کوئی نہین   سب دوست ہین اپنے مطلب کے دنیا مین کسیکا کوئی نہین

ہر چند کہ رفیق و دوست ایسے ہین بہت لیکن جب دشمن قوی ہین اور دوست ناتوان تو انجام کیسا ہوتا ہے

افسوس کہ اس وقت تک جو تصویرین صفحۂ ہستی کی زینت تھین کل تک سب خاک مین ملجائینگی

جو باغ تھا کل پہولون سے بھرا اٹکھیلی سے چلتی تھی صبا   اب سنبل و گل کا ذکر تو کیا خاک اوڑتی ہے اور جا کوئی نہین
آئینہ و ساغر پر جام حیرت مین ہے دل آنکھین پرنم   یاد آتے ہین اسکندر و جم اب محو تماشا کوئی نہین
کل جنکو اندھیرے سے تھا خطر رہتا تھا چراغان پیش نظر   اک شمع جلی آخر تربت پر جز داغ اب آشنا کوئی نہین
لیٹے ہین کہان اہل سنا غازہ وہ کیا انجام ہے یہہ   یا بزم طرب یا کنج لحد یا وہ مجمع یا کوئی نہین
قتال جہان معشوق جو تھے سوتے ہین زیر مرقد او لکے   یا مرنے والے لاکھون تھے یا رونے والا کوئی نہین
اے آرزو اسکا فخر نہ کر گو شعر کا فن ہے نازک تر   اوس کام مین کی کیون عمر بسر جسکا کہ نتیجا کوئی نہین

غرضکہ ایسے ایسے اشعار عبرت آثار **صاحبقران** عالیشان زبان مبارک پر لاتے کہ بے اختیار رفقا کی آنکھون سے آنسو جاری ہوئے لیکن **سہیل خان مشتری حصاری** و **اسفندیار خان زر انجابادی** نے کمر ہمت کو چست باندھا اور دیگر سردارون نے بھی مرنے پر کمر کسی انہون نے کفنیان گلے مین ڈال لین پہلے سے غسل میت کر لیا سب سامان موت اپنے پاس مہیا کر لیا اسلیئے کہ یہہ امید نہ تھی کہ کوئی مسلمان باقی رہجائیگا جو غسل و کفن دیکر دفن کرے وہان لشکر کفار آراستہ ہو گیا قلب لشکر مین **سموات شاہ** کا تخت ایک فیل پر کسا گیا **حد یدونین تن**

وشدید روئین تن مرکبوں پر سوار ہوئے دوہری دوہری تلواریں کمر میں لگائیں سہیم ناوک انداز نے اپنے ناوک اندازوں کو آراستہ کیا اور حصار تخت شاہی کا کرکے پہرے پر چلا بادشاہ کو حفاظت میں لیے ہوئے ہے کہ یہہ خدا پرست بلا کے منچلے ہیں ایسا ہو کوئی ادہر آ پڑے تو اگر رخ اسطرف کا دیکہیں تو ادسے تیر دو تیر کہیں اسطرح یہہ کافر طبل بجاتے ہوئے پکار کر کے چلا اور اُسطرف دمبدم کی خبر ہرکارے برابر پہنچا رہے ہیں یہاں بھی **سہیل خان و اسفندیار خان** نے میسرہ میمنہ میں پہنچکر اپنے لشکر کی صفیں آراستہ کی ہیں صرف دو لاکھ سوار انکے ہمراہ ہیں انکے عقب میں فوج لند ہور قریب ڈیڑہ لاکھ کے صف باندھے کھڑی ہے مگر اس فوج کا لڑنے والا کون ہے اسلیئے کہ سردار انکے زخمی شفاخانہ میں پڑے ہیں یہی سبب تہا کہ کئی لاکھ منہدیوں میں سے یہہ ڈیڑہ لاکھ برائے جانبازی نکلے ہیں باقی لوگ ٹال گئے جنہوں نے یہہ سمجھ لیا کہ آج ساتہ **صاحبقران** کے ساتھ مرنا ہے وہ کمریں باندہکر میدان جنگ کو قلعہ آہن بنائے کھڑے ہیں کہ یکایک سامنے **حدید و شدید** مع لشکر بسیار نمودار ہوئے اور آواز دی انہوں نے کہ باش اے گروہ خدا پرستان ہوشیار باشید کہ تم حدید روئین تن کہاں جاؤگے بچکر ہمارے ہاتھ سے خوب میاسوں سے کام لیکر نام پیدا کیا ہے آج تمہاری جرئت کی قلعی کہل گئی یہہ کہکر مع فوج سرپٹ گہوڑے ڈالدیئے ادہر **سہیل خان** مشتری حصاری و **اسفندیار خان** زر انجاہادی نے بھی اپنے لشکر سے کہا کہ ہمارا تو زندگی بہر **صاحبقران** کا نمک کہایا ہے لائق و لازم یہہ ہے کہ آج حق نمک سے ادا ہو جاؤ مارو ان کفار کو اور جانیں اپنی قدم **صاحبقران** پر نثار کردو یہہ کہکر تلواریں کہینچیں اور گہوڑے ڈالدیئے ادہر سے کفار سرپٹ آرہے تہے ادہر سے اہل اسلام جارہے تہے درمیان میں وہ تلواریں چلیں کہ سیکڑوں گہوڑوں کے کلیجے پہٹ گئے سوار گرد برد ہو گئے وہ تلواریں چلیں کہ یہہ معلوم ہوا بادل گرجا اور مینہہ سروں کا برسنے لگا ہر تا بدن گرنے لگے ڈہیر آ خون کا نالا موت کا بازار گرم ہوا جانوں کی خریداری ہونے لگی سرفروشوں نے جنس جان نقد قضا کے ہاتھ بیچنا شروع کی خوب گھمسان کی لڑائی ہونے لگی کفار کو یہہ بل ہے کہ چار سردار روئین تن آہنی بدن ہمارے ساتھ ہیں تعداد ہماری چوگنی ہے حدید روئین تن و شدید روئین تن کو اپنی ذلت پر غصہ ہے چاہتے ہیں کہ آج ہی اہل اسلام کو تاراج کردیں تلواریں مارتے ہوئے چلے جاتے ہیں اودہر اہل اسلام ہرچندکہ کم ہیں مگر سب مرنے والے ہیں یہہ سوچ چکے ہیں کہ آج زندہ پہرنا تو ہے نہیں لہذا وہ کار نمایاں کرنا چاہیے کہ تا قیام قیامت نام باقی رہجائے **سہیل خان** نے رخ تخت **بادشاہ** کا کیا ہے اور **اسفندیار خان** علمدار لشکر کیطرف بڑہتا چلا جاتا ہے یہاں **صاحبقران** عالیشان دمبدم پوچہہ رہے ہیں کہ میرے رفیق زندہ ہیں یا نہیں کوئی پچہادن تک پہنچا دے لوگ عرض کر رہے ہیں کہ حضور صحیح و سالم ہیں دریائے لشکر میں پیر رہے ہیں قریب ہے کہ بادشاہ لشکر کو بچالیں **صاحبقران** فرما رہے ہیں کہ ہائے میں کیونکر اس جنگ کو دیکہوں اور انکا شریک ہوکر لڑوں اللہ نے مجہے کیا بے بس کر دیا ہے لیکن **اسفندیار خان زر انجاہادی** لڑتا ہوا قلب لشکر میں پہنچ گیا اور ایک ہاتھ ایسا مارا کہ علم لشکر کفار کا قلم ہوا اور علمدار کے پاؤں اوکہڑ گئے لیکن **سہیم ناوک انداز** نے دیکہکر غضب کیا ان دونوں بہادروں سے کہ ایکنے علم لشکر کو قلم کیا اور دوسرے کو دیکہئے کہ طرف **بادشاہ** کے چلا آتا ہے بس ایک تیر کمان میں جوڑ کر مارا کہ ادہر تو **اسفندیار خان** نے علم کو قلم کیا ساتہی تیر پیشانی پر پڑا اور تکر

نکل گیا یہ شیر چیخ مار کر گھوڑے سے نیچے آیا اور آواز دی کہ اے برادر سہیل خان ہم تو خدمت میں حمزہ صاحبقران کے جاتے ہیں تمہے اگر ممکن ہو سکے تو لاش ہماری ان کفار سے چھین لینا اور خدمت میں صاحبقران وقت کے پہنچا کر عرض کر دینا کہ یہ غلام حق نمک سے ادا ہوا امید وار ہوں کہ اگر ان کو مہلت ملے تو لاش پر اس عاصی کی نماز پڑھکر دفن کر دیگا یہ آواز جو کان میں سہیل خان کے پہونچی بیتاب ہو گیا قریب تخت سطوات شاہ کے پہنچ چکا تھا کہ وہیں سے باگ مرکب کی پھیر دی اور مثل شیر گرسنہ حملہ کیا صفوں کو توڑتا ہوا کشتوں کے پشتے لاشوں کے انبار لگاتا ہوا قریب اسفندیار خان کے پہنچا یہاں اتنے عرصہ میں ہیکڑوں تلواریں اسفندیار خان پر پڑ گئیں تھیں جسم اوسکا ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا تھا کہ سہیل خان نے تلواروں کے مارے خون برسا دیا لیکن نوفل نیزہ دار عقب کی طرف سے آ رہا تھا اور سامنے سے سہیم ناوک انداز نے تیر مارا اپنی طرف تیر کو آتے ہوئے دیکھکر سہیل خان نے تیر تلوار سے قلم کر کے گھوڑا ڈالا اسکے اور تیر مارا سپر قلم کر کے قریب پہنچکر ایک ہاتھ تیغہ آبدار کا مارا کہ راکب و مرکب دونوں کے چار ٹکڑے ہوئے وہاں سے پلٹکر پھر لاش پر اسفندیار خان کے آئے اور گھوڑے کو اوسکے پر ڈالا لاش کو حلقہ میں لے لیا کہ پامال نہو جائے اسفندیار خان ہچکیاں موت کی لے رہا ہے ماتھے پر پسینہ آ رہا ہے حال دگرگوں ہے کہ نوفل نیزہ دار نے موقع پا کر پہلو سے نیزہ مارا کہ پسلیوں کو توڑ کر نیزہ نکل گیا اسنے چاہا کہ سہیل خان کو نیزے پر اوٹھا لوں ممکن نہوا نیزہ ہاتھ سے چھوڑ دیا تلوار کھینچکر قریب آیا کہ اب سہیل خان میں تاب مقاومت کہاں سر اسکا قلم کر دوں لیکن سہیل خان بھی بہادر ہے آنکھیں صاحبقران کی دیکھے ہوئے ہزاروں معرکے جھیلے ہوئے جیسے ہی نوفل سامنے آیا اور وار کیا سہیل خان نے اوسی عالم میں وار اوسکا پشت شمشیر پر روک کر ایک تیغہ مارا کہ اسکے دو ٹکڑے ہوئے لیکن اسکے بعد سہیل خان میں بھی سنبھلنے کی طاقت نرہی اور مرکب سے زمین پر آئے اپنے کو لاش پر اسفندیار خان کی گرا دیا اور آواز دی کہ اے برادر جلدی نکر کہ ہم بھی آتے ہیں زندگی بھر ساتھ رہا تھا تو بعد مرگ بھی جدا نہوں ہم تم دونوں ایک ہی درگاہ کے مجاور رہیں جسوقت خدمت صاحبقران میں پہنچینگے اور امیر عالیشان دیکھینگے تو خوش ہونگے کہ خوب ساتھ نباہا کہ دونوں یہاں بھی ہمراہ آئے وہاں بھی ہمراہ ہیں یہ ایسے کلمات حسرت آیات زبان سے کہہ رہے تھے کہ کفار کا نرغہ ہوا سیکڑوں وار ہو گئے روح دونوں کی تنوں سے نکلکر گلزار جنت کی طرف راہی ہوئے جسم اوسی خاک بیابان پر پھڑک پھڑک کر سرد ہو گئے لیکن صاحبقران کے نزدیک جو لوگ کھڑے تھے اور دمبدم کی خبر بیان کرتے تھے اونہوں نے کہا کہ حضور غضب ہوا دونوں رفیقوں نے جان نثار کی اسفندیار خان نے علم لشکر کفار کو قلم کیا اگر قضا نے نشان فتح بلند نکرنے دیا اور سہیل خان نے اوسکے قاتل کو تو مارا اگرچہ ہاتھ سے ایک نیزہ دار کے مارا گیا حالانکہ مرتے مرتے اوسے بھی وہیں سُلا دیا اور اب سو تین تن لشکر میں دوڑتے ہوئے قریب تخت بادشاہ اسلام پہنچ گئے ہیں قیامت ہوا چاہتی ہے صاحبقران یا تو قتل رفقا کا حال سنکر سو رہے تھے گریبان چاک کر ڈالا تھا یا حال بادشاہ کا سنکر کہ دلیروں سے بچنا دشوار ہے بیتاب ہو گئے فرمایا کہ لاؤ مرکب میرا اور شہنشاہ گوہر کلاہ نے بھی گھوڑا طلب کیا سرداران نامی بھی کمر باندھے ہوئے مرکبوں پر سوار ہوئے اور صاحبقران بھی گھوڑے پر بیٹھکر چلے تھے تمام سپاہ میں تہلکہ تھا اودھر شور بگیر و بزن بلند تھا قیامت کی تلوار چل رہی تھی میدان جنگ خون سے سرخ

ہو رہا تھا جا بجا سر و پاؤن ہاتھ جسم پھڑک رہے ہے حدید روئین تن قریب تخت پہونچ چکا تہا کہ **صاحبقران** یہان سے للکارتے ہوئے اور نعرہ مارتے ہوئے چلے کہ خبردار او گیدی کہان جاتا پہلے مجکو قتل کر پھر **ظل اللہ** کیطرف بڑہنا یہ سنکر **شدید روئین تن** نے باگ مرکب کی اسطرف موڑی اور آواز دی کہ تم سب میرے شکار ہو کہان جاؤ گے بچکر میرے ہاتھ سے اب اودہر تو **حدید روئین تن** قریب تخت پہونچ گیا ہے اردلی کی فوج گلا تلوار کے نیچے سر کہے دیتی ہے مگر **بادشاہ** کو بچاتے ہوئے ہے ایک گرا اور دوسرا آگیا یہ لوگ کہہ رہے ہین کہ او ملعون جبتک ہمارے تن مین دم ہے اپنے **شاہ** پر آنچ نہ آنے دینگے اودہر **حدید** کہہ رہا ہے کہ جتنے آؤ گے مارے جاؤ گے کیون مفت جانین اپنی دیتے ہو انجام یہی ہونا ہے کہ جس واسطے تم سب جان دیتے ہو اسطرح **بادشاہ** اور سردارون کو مارونگا کہ ماہیان دریا و مرغان ہوا انکے حال پر گریہ وزاری کرینگے لیکن یہ لوگ جانین دے رہے ہین ہر بہادر آگے بڑہا جاتا ہے اس وقت اکثر تیغ بی ہی کر بیٹھتے ہین مگر حربہ اسکے جسم پر کارگر نہین ہوتا **بادشاہ** فرما رہے ہین کہ یارو بیکار جانین دیتے ہو ارے یا تو مجکو اس ملعون کے حوالے کردو اور یا مرکب پر سوار کردو مین لڑونگا اس سے لوگ عرض کر رہے ہین کہ ہم جان نثار کس دن کے لیئے ہین اودہر راہ مین **شدید** نے **صاحبقران** و **شہنشاہ گوہر کلاہ** کو روکا ہے فوج اسلام بیچ مین آگئی ہے تلوار چل رہی ہے **صاحبقران** دمبدم پوچھتے ہین کہ بادشاہ پر کیا گذری لوگ عرض کرتے ہین کہ ابہی تک تو خیریت ہے تخت و تاج قائم ہے لیکن **حدید روئین تن** نہایت سخت و مضبوط بنایا گیا ہے کہ حربہ اوسپر اثر نہین کرتا ہے تعجب ہے کہ تخت شاہی پر زوال آجائے اور جان دشمنون کے پنجۂ قضا مین پہنس جائے اودہر **شدید روئین تن** نے غول سے نکلکر تیغہ مارا ہے کہ سر **صاحبقران** زخمی ہوا سرداران زخمی آگے بڑھے لیکن اسنے جسے اک ہاتھ مارا وہ پھر زخمی ہوا ایک آدہ جوان کام آگیا ہے کہ یکایک بائین جانب سے لشکر کے تیئن گرد بلند ہوا اور وہ گرد قریب آکر شق ہوئی یہ معلوم ہوا کہ سرخ آندہی آگئی دیکہا کہ **نقابدار** سرخ پوش چالیس ہزار سرخ پوشون سے مثل شعلۂ جوالہ کے پیدا ہوا اور للکارا کہ باش اے گروہ کفار خبردار و ہوشیار باشید کہ منم **نقابدار سرخ پوش** او **شدید روئین تن** ملعون ادہر آ او حدید کہان جاتا ہے پلٹ کہ ملک الموت تیرا آگیا یہ سنتا تہا کہ **حدید روئین تن** نے باگ مرکب کی پہیری اور آواز دی کہ اجل رسیدہ تو کہان سے آیا جا جس طرف سے آیا ہے پھر جا مجھے شباب پر تیرے رحم آتا ہے ایسا نہو کہ ہاتھ سے میرے مارا جائے **نقابدار** نے کہا کہ کیا جہک مارتا ہے لیکن لشکر اسلام نے جو دیکہا کہ طرفدار ہمارا پیدا ہوا ہے خوش تو ہوئے مگر دعا کرنے لگے کہ پروردگار بچانا اس جوان کو کہ عجب نوک کا جوان ہے کس آن بان سے اتنے بڑے لشکر پر چالیس ہزار آدمیون سے حملہ کیا ہے ایک آدہ بہادر نے بڑہکر پکارا کہ اے **نقابدار بہادر** یہ ملعون روئین تن ہے اسپر حربہ کارگر نہین ہوتا **نقابدار** نے جہنجھلا کر کہا کہ کیا ہم نادان ہین جو تم ہمکو آگاہ کرتے ہو اودہر **صاحبقران** ہرچند کہ زخمی تہے لیکن خبر آمد **نقابدار** سنکر زخم سر باندہکر پھر مرکب پر سوار ہوئے ہین اور نعرہ **نقابدار** کی آواز جو سنی ہے فرما رہے ہین کہ نہین معلوم یہ کون بہادر ہے خدا اسکی مدد کرے کہ اسوقت مین بہادر کی خبر لی ہے وہان **نقابدار** نے قریب **حدید روئین تن** کے پہنچکر للکارا کہ او ملعون تجھے شرم نہین معلوم ہوتی ہے کہ اندہون پر حملہ کرتا ہے **حدید** نے کہا کہ تمہین نہین معلوم یہ

لوگ اندھے ہو جاتے تو نہین معلوم کیا غضب کرتے ابھی کل کی بات ہے کہ عیار کو بھیجکر ہمارا جشن برباد کیا بارگاہ لٹوائی سبکو برہنہ کرا کر ذلیل کیا اور کیا کیا بیان کرون جو جو حالت کی ہے یہی بہادرون کا شیوہ ہے جواب دیا نقابدار نے کہ یہہ افعال اون لوگون کے نہین ہین ہان عیار اکثر ایسا شہد پنا کرتے ہین تو اونہین یہہ لوگ خود سزا دیتے ہین حدید نے کہا کہ تم جھوٹ کہتے ہو ان لوگون نے ایسی ایسی ہی حرکتین کر کرکے صاحبقرانی قائم کی ہے اور ملک گیری مین فتح حاصل کی ہے ورنہ مجاور زادہ مکہ کی اولاد اور سلطنت اگر آبائی سلطنت انکی ہوتی تو ایسی حرکتین کبھی انسے سرزد ہوتین بس یہہ کلمہ سنتا تھا کہ نقابدار بہادر کو غصہ آیا اور آواز دی کہ او ملعون بس بیہودہ نہ بک ورنہ زبان تیری گدی سے کھینچ لونگا حدید روئین تن نے کہا کہ او نامنصف مینے اتنا سا کہا تو تجھکو اسقدر غصہ آیا اور ان لوگون نے ایسی ایسی حرکتین کین تو کچھ نہ کہا لے یہہ تلوار پیغام قضا ہے یہہ کہکر وار کیا نقابدار نے آتے ہی تلوار کو خیال مین رکھکر جھکی دی کہ تلوار سپٹ پڑی بس یونہی گرز بجیر کا بند پکڑ کر نعرۂ اللہ اکبر جگر سے کھینچکر جو زور کیا ہے بلند کر لیا اور کہا کہ اگر مارون تجھکو استخوان تیرے پارہ پارہ ہو جائین حدید روئین تن ہنسا اور کہا کہ جہان تیرا جی چاہے پھینک خداوند اکوان نے میری موت ہی ہمین معین کی ہے جب چھوٹونگا تجھی کو مارونگا او وہر شدید روئین تن نے جو دیکھا کہ نقابدار نے بھائی کو تیرے گھوڑے سے اوٹھا لیا ہے باگ مرکب کی لی اور آواز دی کہ او نقابدار سرخ پوش بارے غضب کیا تو نے کہ ایسے بہادر کو گھوڑے سے اوٹھا لیا کہان جائیگا بچکر میرے ہاتھ سے لیکن نقابدار نے جو شدید کو اپنی طرف آتے دیکھا یونہین ہاتھ پر بلند کیے ہوئے تھا پہلے بچلانے سپر لیے ہوئے رہ رہا تھا اب داہنے ہاتھ مین لیکر جو شدید روئین تن پر حدید روئین تن کو کھینچ مارا دونون لنڈ منڈ ہو کر مرکب سے نیچے گرے ساتھ ہی نقابدار بھی گھوڑے سے کودا اور ایک ٹانگ حدید کے پاؤن کے نیچے دبا کے دوسری ٹانگ ہاتھ مین پکڑ کر جو زور کیا حدید چلایا کہ ارے یہہ کونسا طریقہ قتل ہے نقابدار نے کہا کہ تیری روح نکلنے کا اک یہی تو راستہ کھلا رہگیا تھا ارے اسکی فکر پہلے سے نہ کر لی اور چیرے سے چیر کر اسکو پھینک دیا ابھی سنبھلا نہ تھا کہ شدید اوٹھ بیٹھا نقابدار نے جھپٹ کر ٹھوکر ماری کہ یہہ بھی گرا اسکو بھی اوسیطرح چیر کر پھینک دیا دونون ٹکڑے پھڑک پھڑک کر سرد ہو گئے لاشین ان دونون کی اوٹھوا کر خدمت صاحبقران مین روانہ کین اور آپ مرکب پر سوار ہو کر پھر لڑنا شروع کیا وہان صاحبقران و بادشاہ اسلام سے لوگون نے عرض کی کہ حضور مبارک ہو دونون روئین تن مارے گئے نقابدار بہادر نے مثل شیر درندہ دونون ملعون کو چیر کر پھینک دیا صاحبقران نے فرمایا کہ ماشاء اللہ خدا اوسکو جزائے خیر دے کہ ہم بیکسون کی مدد کی اور خدا اوسکی مطالب پورے کرے بادشاہ اسلام نے سجدۂ شکر کیا نقابدار کو دعا دی اور فرمایا کہ بعد فتح اسے نقابدار کو لے آنا اسلیے کہ یہہ مہمان جان بخش ہے اسکی خاطر ہمپر واجب و لازم ہے وہان نقابدار نے چالیس ہزار سرخ پوشون سے فوج کفار پر حملہ کیا اہل اسلام بھی اپنا محسن سمجھکر شریک ہو گئے بازار جنگ پھر گرم ہوا ہر طرف تلوارون کی بجلیان کوندنے لگین کفار کا دل ٹوٹ گیا کہ سردار مارے گئے مگر اپنی کثرت پر بھروسا کرکے لڑ رہے ہین قدم پیچھے نہین ہٹاتے ہین مگر نقابدار جسطرف گرتا ہے یہہ معلوم ہوتا ہے کہ بجلی گری گھوڑا مثل برق جہندے کے ہر طرف پھر رہا ہے رنگر نقابدار عجب بہار دے رہا ہے سرخ پوشاکین انکی مریخ صولت ہونیکی دلیل ہین

گویا انہون نے پہلے سے اپنے تئین آلودہ خون کافون کرلیا ہے اک تختہ لالے کا پہولا ہوا ہے یا یون کہیے کہ زمین پر شفق کا عکس پڑ رہا ہے اور اوس شفق مین سیکڑون ہلال شمشیر نظر آرہے ہین ہر طرف بجلیان چمک چمک کر گر رہی ہین نقابدار کی یہہ حیثیت ہے کہ جدہر گر پڑا رہے شکستہ کردیے صفین توڑدین لاش پر لاش گراتا ہوا چلا جاتا ہے اوہر اہل اسلام کے حوصلے کہلکر پہر بڑہگئے ہین غرض اپنے ساتہیون کا لیے کو موجود ہوگئے ہین اوکہڑے ہوئے قدم پہر سے جمالیے ہین ساتہہ ساتہہ نقابدار کے لڑتے چلے جاتے ہین نقابدار و فوج نقابدار نے تو جی چہوڑوا دیے ہین کہ اب کافرون نے دیکہا جان بچتی نہین معلوم ہوتی ہے فرار پر قرار کیا ہے اور نقابدار انکو دبائے چلا جاتا ہے یہہ کافر بہاگتے بہی جاتے ہین اور لڑتے بہی جاتے ہین لیکن جس وقت دیکہا نقابدار نے کہ یہہ کافر بہاگے تہر ایک مقام پر جیب سے قلمدوات کاغذ نکالکر اک پرچہ لکہکر رسالہ دار لشکر اسلام کو دیا اور کہا کہ دیدینا یہہ صاحبقران کو اور میری طرف سے بعد سلام کہدینا کہ تمہاری ناانصافی نے اس درجکو پہنچایا کر اندہے ہوئے افسوس کہ تمنے دل مین انصاف نہ کیا اور ملتی ہوئی چیز تو کسے بری معلوم ہوتی ہے لیکن اصل مین یہہ ناانصافی امیر ثانی کی تہی جنہون نے صاحبقرانی رستم سے کہونے تمہارے سپرد کی اور یہہ بہی کہدینا کہ وہ تمسے بغیر صاحبقرانی چہینے جانے والا نہین ہے جبتک صاحبقران بنے ہوئے ہو اسوقت کو غنیمت جانو مین تو جاتا ہون اوس شخص کا جس سے کبہی کوئی تمہارے بزرگون مین سر نہین ہوا اور ہمیشہ اوس سے دبے رہے یہہ کہکر باگ مرکب کی لی اور پہر لشکر کفار پر حملہ کیا اور فوج مع تخت بادشاہ بہاگے نقابدار نے قتل کرنا شروع کیا جنگل مین یہہ لاشون کی سڑک بناتا چلا جاتا ہے کفار کہتے ہین کہ یہہ ملک الموت آیا ہے اس سے جان نہین بچیگی بہاگتے کا کوئی پیچہا نہین کرتا لیکن یہہ تو جان ہی نہین چہوڑتا ہر طرف یا خداوند اکوان کی صدائین بلند ہین نقابدار لاحول پڑہتا ہوا اور اللہ اکبر کے نعرہ کرتا ہوا ان سبکو بہگاتا چلا جاتا ہے کہانتک گزارش کیا جائے کہ نقابدار بہادر نے سات کوس تک کفار کو پسپا کیا اور کہا کہ انکے شہر تک انکو اسیطرح بہگاتا ہوا لیجاونگا اور گہسکر شہر مین مارونگا تاکہ ان لوگونکو عبرت ہو اور اب اسکے بعد کوئی ایسا نہ رہے کہ لشکر اسلام پر چڑہائی کرکے آئے لیکن جسوقت عیار نقابدار نے سمجہایا کہ اے شہریار یہہ آپکے بزرگون کا چلن نہین ہے کہ بہاگتے کا پیچہا کرین بس بہت مارا ان کافرونکو یہہ اپنی سزا کو پہنچگئے اول تو یہہ خود ہی اب کبہی لشکر اسلام کا رخ نہ کرینگے اور اگر ایسا ہوا تو پہر انکو سزا دیجیگا جب بہت سمجہایا نقابدار کے عیار نے تو باگ مرکب کی پہیری تو اوس وقت حال نقابدار کا یہہ تہا کہ بہتے ہوئے خون ٹپک رہا تہا قبضہ تلوار کا کہہ بیٹہا تہا مرکب پسینے مین غرق خود بہی عرق عرق لشکر اسلام کے جو لوگ یہانتک لڑتے ہوئے ساتہہ آئے تہے نقابدار کی جرات و قوت پر جان و دل سے فدا ہو رہے تہے اور کہہ رہے تہے کہ یہہ بہادری ہمنے بجز اونہین لوگون مین دیکہی ہے کہ جنہون نے بارگاہ صاحبقرانی کو خالی کردیا ہے کیا یہہ نقابدار اونہین لوگونمین سے تو نہین ہے کہ وقت مصیبت دیکہکر پہر ادہر چلا آیا اسلیے کہ وہ لوگ دشمن اپکے دوسرے نہین ہین سب ایک ہین فقط عزت کا جہگڑا ہے اور یا انکا خیال ہے یہی باتین تہین کہ یکایک زمین سے بجلی گری اور چمککر پنجہ گرا اور نقابدار کو لیکر روانہ ہوا اس حادثہ کو دیکہکر عیار نقابدار تو چیخین مار کر رہ گیا لیکن پنجہ نقابدار کو لیکر یہہ جاوہ جا نظرون سے غائب ہوگیا اور سب اہل اسلام افسوس کرتے ہوئے پہرے اور دہر فوج نقابدار کی نالان و گریان چلے لیکن اب حال صاحبقران کا سنیے کہ جب فتح ہوچکی لاشین اہل اسلام کی اٹہوا کر دفن کین قریب

ایک لاکہہ کے کام آئے تہے اور ڈہائی لاکہہ کفار مارے گئے تہے لیکن لاش **اسفندیار خان زرانجابادی** و **سہیل خان مشتری حصاری** کے اسقدر ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے تہے کہ یون نہ اوٹہہ سکتی ایک چادر مین باندہکر اوٹہائی گئی چونکہ شہید تہے غسل انکا خون سے ہو چکا تہا اور کپڑے انکے بجائے کفن تہے صرف نماز جنازہ پڑہکر انکو دفن کر دیا لیکن **صاحبقران** انکی لاشون پر بہت روئے اور کہا عرض کرنا میری طرفسے خدمتمین دادا جان کی کہ یہہ غلام آپکا ایسی سخت بلا مین مبتلا ہے کہ نجات دشوار معلوم ہوتی ہے آپکا اقبال ایسا تہا کہ ادہر کوئی مصیبت نازل ہوئی فوراً پروردگار عالم نے اوسے دفع کیا اور باوجود اسکے کہ دست راستیون اور دست چپیون مین مخالفت کی بنیاد آپہی کے زمانے مین قائم ہوئی تہی اور بڑے بڑے فساد پیدا ہوئے مگر یہہ سب یکجا رہے ایکدوسرے کا شریک حال رہا ہم ایسے بدنصیب **صاحبقران** ہوئے کہ ہمارے زمانے مین انواع واقسام کی بلائین نازل ہوتی ہین اور دفع نہین ہوتین جو معاون و مددگار پیدا ہوتا ہے وہ اسقدر جلد ناپید ہو جاتا ہے کہ نشان اوسکا صفحۂ ہستی سے مٹ جاتا ہے پروردگار عالم سے دعا کیجئے کہ مجھپر سے یا تو بلا دفع ہو اور یا ملک الموت کو حکم ہو کہ میری روح قبض کرین اب مجھسے یہ سختیان نہین اوٹہہ سکتین ہین اس **صاحبقرانی** سے باز آیا یونہی اچہا تہا اسکے بعد فرمایا کہ دیکہو **نقابدار** کہان ہے جاکر ہماری طرف سے کہنا کہ اے برادر بجان برابر اگرچہ مجھے نہین معلوم کہ آپ کون صاحب ہین اور اپنے کو آپنے پوشیدہ کیا ہے خیر ہر شخص اپنے فعل کا مختار ہے مگر مین چاہتا ہون کہ ایک آدہ روز رہے گہر کو اپنا گہر تصور کر کے یہین قیام کیجئے اگر آپ ہم مین سے نہین ہین تو ہمارے دوست تو ضرور ہین کہ ایسے وقت سخت مین آکر مدد کی اور شریک حال ہوئے اب اتنی تکلیف اور اٹہائیے کہ یہان تشریف لائیے لوگون نے عرض کی کہ حضور اونکو پیچہ لیگیا لشکر ادبار نگار روتا ہوا طرف دامنہ کوہ کے روانہ ہوا فرمایا افسوس جو ہم بدنصیبون کا غمخوار بنا وہ بہی بلا مین پہنسا کیا مقدر ہے ہمارا خدا اوسکو اپنی حفظ وامان مین رکہے اور اگر کسی بلا مین پہنس گیا ہو تو نجات دے مگر تم لوگون نے اوسکے لشکر کو ہمسے علیحدہ کیون اوترنے دیا لوگون نے عرض کی کہ حضور ہمنے ہر چند اصرار کیا عیار **نقابدار** نے کہا کہ ہمین تم لوگون سے کنارہ کرنا مناسب ہے حکم ہے ہمارے سردار کا کہ ان ناانصافون سے ملکے کبہی نہ چلنا ورنہ خطا پاؤگے فرمایا ہائین یہہ کیا کہا ہے کونسی ناانصافی کی معلوم یہہ ہوتا ہے کہ طرفدار مین یہہ دست چپیون کے سرخ بانا اونکی اس کج خلقی پر دال ہے اتنے مین اوس رسالدار نے وہ نامہ پیش کیا جو کہ **نقابدار** نے امیر ثالث کو بہیجا تہا آپنے اوس نامہ کو پڑہوا کر سنا تحریر تہا کہ اے **بدیع الملک** تمہین باہنائے **صاحبقرانی** پر دست اندازی کرنا مناسب نہ تہی یہہ حق تہارا **ستم ثانی** کا اسلئے کہ اوسنے کیسے کیسے کار نمایان کئے ہین کیا تم بہول گئے جسوقت **یرقوج بن عرقوج بن عوج بن عنق** آیا ہے جسکا حربہ پانچہزار من کا تہا اور قد مثل مینار کے دیوؤن سے زیادہ بلند تہا تو اوسکے مقابلے کو ہے تمہاری بہی جرأت نہوئی جسوقت **رستم** نے نکلکر مقابلہ کیا اور وہ بیہوش ہوا تو غیرت مین آکر تم بہی نکلے تمہاری بہی وہی حالت ہوئی جو کام کیا اوسنے پہلے کیا بعد کو تمہین غیرت آئی تو تمنے بہی جرأت کی اور یہہ طریقہ تمہارے اور اوسکے بزرگون سے ہمیشہ سے چلا آتا ہے تمہین آخر کس بات کی فوقیت تہی جو تم **صاحبقران** بنے **امیر ثانی** کی خوشامد البتہ ان لوگون نے نہین کی وہ لوگ سپاہی ہین اونہین چکنی باتون سے ہمیشہ نفرت رہی یہہ تمہین لوگونکا شیوہ رہا لہذا تمہین راس بہی آیا کہ **امیر ثانی** نے جاتے وقت باہنائے **صاحبقرانی** تمہارے سپرد کئے مگر اب ہوشیار رہو کہ ایکدن تمسے

باہنائے

باندھلے صاحبقرانی سرِ میدان چھین لیگا مین آگاہ کئے جاتا ہون اور مین پوتا ہون اوس شخص کا جسکا مقابلہ کبھی کسی نے نہین کیا بدیع الملک کو یہ کلمات سخت ناگوار ہوئے فرمایا کیا کہون یہ لقابدار محسن ہو چکا ہے ورنہ اُسے ڈھونڈھکر اُس سے مقابلہ کرتا اور اگر یہ بخلق مجھے طلب کرتا تو مین خود باندھلے صاحبقرانی اسکے حوالے کر دیتا لیکن اب تو ہر چند کہ نابینا ہو چکا ہون مگر بغیر مقابلہ کیے نہ دونگا یہ حق اوسکا ہے جو مجھپر غالب ہو اسکے بعد لاشین حدید و شدید کی مزبلہ پر پھنکوا دین اور زخمیون سمیت خود شفاخانہ لقسلیمانی مین داخل ہوئے اب انکو تو اسی حال مین چھوڑا جاتا ہے لیکن اب چند کلمات حالات سموات شاہ کے تحریر ہوتے ہین کہ یہ ہزیمت خوردہ مع فوج جس وقت شہر سمواتیہ مین داخل ہوا اکابر شہر برائے استقبال آئے اور سموات شاہ کو لیگئے وزیر ہوشمند دانا نے حال پوچھا سموات شاہ نے اول سے آخر تک حال بیان کیا مارا جانا بہرام فیل سوار و عفریت دیو صورت کا اور اپنا بھاگنا زخمی ہونا فرہاد خان وارشیون و فرسنگ کا ہاتھ سے روئین تنون کے پہنچنا کمک اہل اسلام مشتری حصار وزرانجا بادے طبل باز بجادو کے روز جشن دعوت کرنا اپنا آنا خضران کا خفقان بالی بنکر اور سبکو ساقیگری کرکے بیہوش کرکے برہنہ کرنا سبکا اسکے بعد طبل جنگ بجوا کر حملہ کرنا اپنا قتل ہونا اسفندیار جنا و سہیل خان کا اسکے بعد آنا لقابدار خیرہ سر خویش کا مارنا روئین تنونکو شکست کہانا اپنا بھی لقابدار کا تعاقب کرنا لقابدار کا سات کوس تک یہ کہکر تھرتھرانے لگا اور کہا کہ لقابدار نہین معلوم کون شخص ہے کہ غضب خداوند کو ڈہا دیا روئین تنون کو سر میدان چیر کر پھینک دیا یہ سنکر ہوشمند دانا نے کہا کہ پھر ہمارا قول حضور کو یاد ہے بادشاہ یہ سنکر دل مین خفیف ہوا اور کہا کہ بلاؤ دبیر کو اوسیوقت منشی حاضر ہوا حکم دیا کہ ایک عرضی ہماری جانب سے خداوند کیخدستین لکھکر دونون فرستادہ آپکے ہاتھ سے خدا پرستون کے قتل ہوئے اور تمام سردار جیر مارے گئے ایک لقابدار نہین معلوم کہان سے آیا تھا بلائے بیدرمان تھا کہ دونون روئین تنون کو چیر کر پھینک دیا اور چالیس ہزار کے لشکر سے سات لاکھ کی فوج کو سات کوس تک بھگاتا چلا آیا اگر اوسے پیچھا نہ لیجاتا تو یقین ہے کہ جان نہ بچتی اور آج ہی شہر سمواتیہ برباد ہو جاتا اور عیاران لشکر اسلام نے تو ہماری وہ حالت بنا دی ہے کہ کسیکو موہنہ دکہانے کے قابل نہین رکھا جلد خبر لیجئے اسواسطے کہ اس بلا کے علاوہ متواتر یہ خبرین سننے مین آتی ہین کہ کوئی شخص حیرتنگ بن زمرد پیدا ہوا ہے کہ اُسے بھی دعوائے خداوندی ہے وہ بھی اسیطرف آتا ہے اور برجیس آفتاب پرست بھی بڑے زور شور سے چلا آتا ہے اوسی بھی خداوندی کا دعوےٰ ہے اوسکی یہ کیفیت ہے کہ ایک آفتاب اسکے سر پر سایہ افگن رہتا ہے جسطرف برجیس اشارہ کرتا ہے شعلے چمک کر گرتے ہین جلا کر خاک سیاہ کر دیتے ہین اسیطرح وہ پھونکتا چلا آتا شہرون کو برباد کرتا چلا آتا ہے جو شخص اوسکا مقابلہ کرتا ہے مارا جاتا ہے بڑے سامان اوسکے ہمراہ ہین اور ایک صاحبقران پردہ قاف بھی آیا ہے ان سبکے رخ بیابان نہ طاق ہی کی طرف ہین آپ کسی ساحر کو جلد روانہ کیجئے کہ وہ آکر ان خدا پرستون کا خاتمہ کرے پہلوان انسے کبھی نہ لڑ سکینگے آیندہ حضور کو اختیار ہے واجب جانکر عرض کیا جس وقت مضمون عرضی تمام ہوا کہا کہ ایک نامہ شوقیہ اور لکھو بنام شبرنگ جادو کہ اے برادر بجان برابر ہم ایک عرضی بھیجتے ہین اسکو خدمت مین خداوند

کی پہنچادو دبیر نے یہہ نامہ بہی لکہکر تیار کیا سموات شاہ نے اک واقف راز کو بلا کر حکم دیا کہ یہہ نامہ لیکر بعد طلسم پر جاؤ جسوقت قریب دیوار پہونچو گے عرض کرنا مین عرضی لایا ہون چاہتا ہون کہ خدمت خداوندی مین پہنچادون تہوڑی دیر مین ہوائے سرد چلیگی کہ آنکہین تمہاری بند ہو جائینگی جسوقت پہر آنکہہ کہلیگی جواب نامہ کا ہاتہہ مین پاؤ گے چلے آنا وہ شخص تو اسطرف روانہ ہوتا ہے دیکہئے یہہ کب پہنچتا ہے اور کسوقت جواب نامہ کا دیتا ہے لیکن یہان سموات شاہ سے ہوشمند دانا نے پوچہا کہ شبرنگ کا نام تو آپکی زبان سے اکثر سنا لیکن یہہ نہین معلوم کہ یہہ رہتا کہان ہے سموات شاہ نے بیان کیا کہ اے ہوشمند طلسم نہ طاق کے دربند سوم مین رہتا ہے اسکا مالک ہے چونکہ میرا دوست ہے اسوجہہ سے مینے اوسے لکہا ہے کہ اوسکی سفارش زیادہ مفید ہوگی بزرگون سے سنا ہے کہ کسیوقت و زمانہ مین یہہ مقام جنون کے قبضہ مین تہا اور اونہین کی سلطنت یہان تہی وہ اپنی حد سے آگے بڑہ بڑہکر انسانون پر ظلم کرتے تہے تو ہمارے خداوند نے یہہ انتظام کیا کہ بادشاہ کو جنون کے گرفتار کیا ہر چند وہ بہت بڑا سرکش تہا مگر خداوند نے اوسکو بزور سحر ایسے پوشیدہ مقام پر قید کیا ہے کہ اول تو کسیکو معلوم نہین اور بالفرض اگر کسیکو دریافت بہی ہو جائے تو خداوند کے قیدی کو کون رہا کر سکتا ہے اُسوقت سے جو اجنہ بہاگ کر چہپے ہین وہ بہی انتظار مین ہین کہ اگر کوئی شخص دشمن زبردست خداوند کا پیدا ہو تو ہم بہی جاکر اوس سے عرض حال کرین اور اپنے بادشاہ کو قید سے رہا کرائین اور حکومت اپنی پہر سے قائم کرین کہ در اصل یہہ مقام اونہین لوگونکا ہے مگر کیا کر سکتے ہین کوئی دشمن خداوند کا کیا کر سکتا ہے یہہ بہی اک رحمت ہے خداوند کی کہ اجنہ کو ابتک زندہ رہنے دیا ہے ورنہ سبکو جلا کر خاک سیاہ کر چکے ہوتے خداوند جانتے ہین کہ یہہ بندگان برگشتہ پہر اک کام لینگے اسی سبب سے انکو زندہ رہنے دیا ہے کہ ایک ایک کے جانتے فریاد کرین اور ذلیل ہون غرضکہ جب یہہ مقام جنون سے خالی ہوا تو یہان نو دربند کا ایک طلسم قائم کیا اول دربند کا مالک ضوبان جادو ہے کہ جو سحر و ساحری کے فن مین وحید عصر و یکتائے زمانہ ہے اور دوسرے دربند کا مالک سفال جادو ہے جسکا مثل و نظیر روئے دنیا پر نہین ہے کہ اگر تمام زمانہ کے ساحر یہان جمع ہون تو اوسکی سرحد سے بغیر اجازت بزور سحر گذر نہین سکتے تیسرے دربند کا حاکم ہمارا دوست شبرنگ جادو ہے یہہ ساحر اون دونون سے زبردست اور مقرب بارگاہ خداوند یعنی کیوان تاجدار کا نہایت منہہ چڑہا ہے اور چوتہے دربند پر خود کیوان تاجدار برادر خداوند ہین ہر ایک عرضی کا پہنچانا اور لانا نامہائے خداوندی و دیگر انتظامات ممالک اونہین کے سپرد ہین انکے سحر کا حال کیا کہون بس اتنا ہی کہنا کافی ہے کہ یہہ برادر خداوند ہین پانچوین دربند کا حاکم شرارہ شعلہ زن جادو ہے یہہ وہی دربند ہے جسکا ذکر اکثر تمہارے سامنے آیا ہے یعنی بیابان ہولناک یہہ وہ مقام ہے کہ انسان سحر و ساحر کا نام نلے جسوقت وہانکا کوئی شخص آگیا تو یہہ سمجہ لو کہ خدا پرستون کی بنا دمت گئی چہٹے دربند کا حاکم و ناظم چوپان چہار دست ہے یہہ مقام بہی نہایت سخت ہے جسوقت اسکے بیان کا محل آئیگا اور ناظرین سنینگے تو نہایت خوش ہونگے اور عرق ریزی مؤلف کی داد عنایت کرینگے ساتوین دربند کا مالک قرطاس فیل سر ہے اور آٹہوین دربند کا حاکم عنقائے گرد باد ہے نوین دربند پر تو خود خداوند ہین اسطرح نو دربند کا یہہ طلسم خداوند نے باندہا ہے یہی سبب ہے کہ اس مقام کو بیابان نہ طاق کہتے ہین اور پہلی سرحد پر دیوار ہے کہ بظاہر تو وہ مثل معمولی دیوارون کے بلند ہے یہہ معلوم ہوتا ہے کہ جس شخص کا جی چاہے کمند مار کر چڑہ جائے مگر جس وقت کوئی پرند تک اوس طرف جانا چاہتا ہے تو دیوار اسقدر بلند ہو جاتی ہے کہ ناچار پلٹنا پڑتا ہے یا ٹکرا کر گر جاتا ہے اور اگر ساحر قصد کرتا ہے اوڑ کر نکلنا چاہے تو اوسکو بہی مثل پرند صحرائی گذر دشوار ہوتا ہے اور اگر سحر کرتا ہے تو اپنے سحر سے آپ جلکر خاک ہو جاتا ہے

یہانتک حالات طلسم کے بیان کیے ہین اب انکو تو انتظار مین جوانا مہ کے چھوڑے جاتا ہون لیکن اب یہانسے چند کلمہ داستان کی خواجہ ثالث مہر سپہر عیاری ملقب بفلک خنجر گذاری ریش تراشندۂ کافران و سر برندۂ جادوگران بیان کیے جاتے ہین کہ جسوقت خضران بن عمر بارگاہ سموات شاہ کو لوٹ کر اور سبکو چھوڑ کر نکلے لشکر سے تو وہی ہیئت انکی تھی یعنے خفقان بائی بنے ہوئے تھے اور برق ثانی دلربا بائی بنا ہوا تھا قران ثانی بختیارک بنکر پہونچانے کے بہانے سے ساتھ آئے تھے اہل لشکر کہتے تھے کہ کیا اس وزیر بادشاہ نے اپنی عزت ہاتھ سے دی ہے کہ تھا اک رنڈی کو پہونچانے جاتا ہے جب ایسے لوگ کتنا یا کرین تو وا سے بر حال دیگران لیکن یہہ تو قران ثانی ہین انہین اپنے کام سے کام ہے جسوقت حد لشکر کے باہر آگئے اک صحرا مین پہونچکر خضران نے قران ثانی و برق ثانی کو رخصت کیا کسیکو ایک حبہ نہین دیا قران ثانی کو تو خواہش بھی نہتھی لیکن برق ثانی نے ہر چند کہا کہ جو چیزین تمنے لوٹی ہین اوسمین سے کچھ تھوڑا بہت تو دیدیجیے کام آپکا تھا جان ہمنے بھی لڑائی ہے مگر خضران نے اسکے قول پر بھی اپنا ہی مطلب رکھا کہ جب کام ہمارا تھا تو مستحق ہم ہوئے یا تم بھی تمہارا کوئی کام ہوگا ہم کر دینگے غرضکہ یہہ دونون تو اوسطرف روانہ ہوئے یہان خضران نے بختیارک ثانی کو زنبیل سے نکالا اور درخت مین باندہ کر ہوشیار کیا جسوقت بختیارک کو ہوش آیا دیکھا اک درخت مین بندہا ہوا صحرا مین کھڑا ہون اور اک عیار لشکر اسلام کوڑا لیے سامنے کھڑا ہے اس نے آنکھین اپنی بند کر لین جانا کہ مین خواب دیکھ رہا ہون خضران نے اک کوڑا مارا اور کہا کہ ہوشیار ہو یہہ خواب نہین بلکہ عین بیداری ہے بختیارک کوڑا کھاتے ہی تڑپ گیا اور کہا کہ او ظالم تو کون ہے اور کیون مجھے پکڑ لایا ہے خضران بن عمرو نے کہا کہ تو واقف راز ہے سموات شاہ کا اور مین تجھے اس واسطے لایا ہون کہ جلد مجھے بتا لصیر جادو کا پتا کہ وہ کہان رہتا ہے بختیارک نے جواب دیا کہ مجھے کیا معلوم مصرع رموز مملکت خویش خسروان دانند ۞ خضران نے کہا اور دوسرا مصرع بختیارک نے کہا اوسے اس واقعہ سے تعلق نہین خضران نے کہا کہ تمہین تو سہی بختیارک نے پڑہا مصرع زنان پردہ نشین حال این چنان دانند ۞ خضران نے کہا کہ عورتین تو خوب جانتی ہین تخلیہ کے وقت جو چاہتے ہین پوچھ لیتے ہین اور تو کیا عورت ہے کرنا وافقت ظاہر کرتا ہے بختیارک نے کہا کہ بادشاہ مجھ سے ناراض رہتا ہے راز اپنے نہین بیان کرتا نہ مین پوچھتا ہون اس لیے کہ مجھے اس کے دریافت سے کیا ضرورت ہے خضران نے کہا تو نہ جانتا تھا کہ ہم سے پوچھا جائے گا بختیارک نے کہا مین تو ہرگز نہ سمجھا تھا کہ میری یہہ حالت کی جائیگی اور مجھ سے یہہ راز پوچھا جائے گا ورنہ تجکو بتا دیتا اور پہلے سے پوچھ رکھتا اور اگر پوچھتا بھی تو بادشاہ ایسے شخص کو کیون بتاتا جس سے وہ ناخوش رہا کرتا ہے خضران نے کہا کہ سارا انتظام تو جلب و عوت کا تیرے حوالے تھا انتہا یہہ ہے کہ ارباب نشاط تک تیرے ذریعہ سے پہونچتے تھے ہر کام تیری صلاح پر ہوتا ہے اور تو کہتا ہے کہ بادشاہ مجھ سے ناراض ہے او مکار جلد بتا یہہ کہکر تین چار کوڑے مارے کہ یہہ بلبلانے لگا اور ہاتھ جوڑنے لگا مگر خضران نے نہ مانا اور کہا کہ او ملعون خفقان بائی بنکر مین گیا تھا اور عیاری کرکے تجکو پکڑ لایا ہون تیرے بادشاہ اور تمام ارکین دربار کے وہ حالت بنائی ہے کہ تازندگی تو وہ نہ بھولینگے سب کے سب برہنہ پڑے ہین بارگاہ مین کوئی اثاثہ باقی نہین چھوڑا ہے کہ فرش تک نہین ہے جب آنکھ کھلیگی تو مزا ہوگا

یہہ سنکر بختیارک کے ہوش اوڑ گئے سمجھ گیا کہ اب سموات شاہ پر زوال آیا اور تیرے بھی جان گئی اسلئے کہ یہہ عیار زندہ نچھوڑے گا خضران بن عمرو نے کہا کہ تو یون نہین بتائیگا اب تیرے لئے وہ سامان کرتا ہون جو والد ماجد نے تیرے ہمنام کے واسطے بارگاہ صلصال مین کیا بختیارک اول وزیر نوشیروان بڑا ہی حرامزادہ تھا یعنے تجھ سے زیادہ جس امر کو پوچھو انکار کرتا تھا جب جوتیان پڑتی تھین تو قبولتا تھا آخرکار انجام یہہ ہوا کہ اوسکا حریرہ پکاکر اوسی کے بیٹے کو کھلادیا اور اہل دربار نے بھی کھایا تھا اب تیرا بھی وہی حشر ہوا چاہتا ہے یہہ کہکر زنبیل سے اک دیگ نکالی اور پانی بھر کر کچھ اینٹین پتھر جمع کرکے اور اوسکا چولھا بناکر اوس پر دیگ چڑھا کر آگ سلگاوی اور اک بڑی سے چھری جس سے قصاب بکری کو ذبح کرتے ہین نکالکر سامنے رکھی اور بختیارک سے کہا کہ کیا کہتا ہے بختیارک بیٹے تو یہہ سب سامان دیکھا کیا کہ اک ذرا سی زنبیل اوس سے اتنی بڑی دیگ کیونکر نکل آئی بعد کو جب چھری پر نظر پڑی دم فنا ہونے لگا کہا کہ مجھے معلوم ہو گیا کہ آپ لوگ بڑے صاحب کمال ہین اب اس سامان کو موقوف رکھیے اور میری جان بخشی کیجیے مین بتلائے دیتا ہون خضران نے کہا کہ جب تک تو بتائے گا نہین پانی دیگ کا دیگ مین کھولا کرے گا اور چھری سامنے رکھی رہے گی بختیارک ثانی نے کہا کہ مین تو بتائے دیتا ہون لیکن پہونچنا آپ کا بصیر جادو تک نہایت دشوار بلکہ ناممکن ہے اسلیئے کہ اوسنے سات دربند قائم کئے ہین اور طلسم بند ہوکر وہ قضا و قدر مین بیٹھا ہے اب وہ وہان سے تا حیات صاحبقران نہین نکلے گا اور نہ کوئی اوس تک پہونچ سکتا ہے کہ سات جوکیان حائل ہین خضران نے کہا کہ راستہ بتائین ضرور جاوین گا اور بقوت پروردگار طے کرکے ساتون جوکیون کو مارون گا بصیر جادو کو بختیارک نے دل مین خیال کیا کہ یہہ دیوانہ ہوا ہے بھلا وہان ساحر کا گذر تو دشوار ہے جب تک مالک دربند کی اجازت نہو پرندہ پر نہین مار سکتا یہہ کیا جائے گا اور جائیگا تو مارا جائے گا اب اسے راستہ بتا دینا چاہیئے خضران سے کہا کہ یہان سے جانب مغرب دو کوس تک ببولون کا جنگل ہے اسکے بعد اک صاف میدان طے کیجیے اوسے طے کرکے اک ساکھو کا جنگل ہے جب اوسے طے کیجیے گا تو اک دریائے سحر نظر آئیگا وہ مقام ماہیان خوش تقریر کا ہے اور پہلا دربند ہے وہان پہونچکر جو آپ سے ہو سکے وہ کیجیے خضران نے کہا ابھی چلتا ہون اور وہ دیگ و چھری داخل زنبیل کی بختیارک سے کہا تو بھی بھوکا ہوگا اور مین بھی بھوکا ہون پہلے کچھ کھانے پینے کا انتظام کر لینا چاہیئے بختیارک نے کہا اس صحرا مین کھانے کو کہان سے آئیگا خضران نے کہا کہ دولت ہوتا مقدم ہے ہر چیز ہر مقام پر ممکن ہو سکتی ہے بقول شخصے چڑیا کا دودھ تو ملتا ہے بختیارک نے کہا کہ دولت بھی ہر جگہ کہان اس صحرا مین آپ مجھے لے آئے ہین اگر لشکر تک چلیے سب کچھ ممکن ہے خضران نے کہا کہ وہان چلنے مین عرصہ ہوگا دیکھو تو کچھ تمہاری کمر مین ہے بختیارک کو یاد آیا کہان چند اشرفیان کمر پاس تھین ٹٹولی تو کچھ نتھا وہ پہلے خضران نے نکالکر نذر زنبیل کر لی تھین بختیارک نے کہا کہ میری پاس سات اشرفیان تھین نہین معلوم کیا ہوئین خضران نے کہا کہ گر گئی ہونگی تمہاری پوشاک نہایت بیش قیمت ہے اگر مجھے دو تو مین بیچ کر سامان کرون یہہ کہکر اک لنگوٹی زنبیل سے نکالکر دی اور کہا کہ یہہ خیال نکرو کہ مین بادشاہ کا وزیر ہون اول تو یہان دیکھنے والا

کون ہے ہمرین بانٹم ہوا اسکے ماورا عزت انسان کی لیاقت سے ہوتی ہے نہ کہ لباس سے جبتک تم وزارت کے درجہ پر نہین پہونچے تھے اوسوقت کیا ہی لباس ہوگا تجکو دیکھکر صاحبقران کا رفیق ہون مگر کس حالت سے رہتا ہون بختیارک مجبور و ناچار پنجۂ ملک الموت مین ہے اگر خلاف حکم کرتا ہے جان کا خوف ہے جان کا صدقہ مال تصور کرکے وہ غرقی باندہی لباس خضران کی حوالے کیا آپنے نذر زنبیل کرکے ایک تہیلی نکالی جسمین سوا پاؤ سے زیادہ نہ ٹک سکتا تھا اور کچھ کھچڑی نکالکر دی اور کہا کہ پکاؤ اسکو بختیارک نے کھچڑی پکائی پہلے خوب پیٹ بھر کر آپ نوش جان فرمائی جو کچھ بچ رہا بختیارک کو دیا اب اس نے انکار کیا کہ اب مجھے بھوک نہین ہے مین نہ کہاؤن گا آپنے غنیمت سمجھکر نذر زنبیل کر لیا کہ دوسرے وقت کا ناشتہ ہو گا اور کہا بختیارک سے کہ اے چلو بختیارک نے کہا مجھے نہ لیجائیے اپنے راستہ آپکو بتلا دیا اب میرا کیا کام نہین خضران نے کہا اگر تو نے جھوٹ بنایا ہو یا اگر صحیح بھی سہی تو اسکے بعد دوسرے مرحلہ تک کیونکر پہونچون گا بختیارک نے دیکھا کہ یہہ جان نہ چھوڑے گا کہا کہ آپ سر صاحبقران کے قسم کھائیے کہ مین تجکو چھوڑ دون گا قتل نہ کرون گا کہا کہ او ملعون **وزیر** رہا مگر تجکو تہذیب نہ آئی مین پائے صاحبقران کی قسم کہاؤن گا مگر اوسوقت جبکہ تو یہہ قسم کھائے کہ مین بھی دغا نکرونگا بختیارک نے کہا تجکو قسم ہے خداوندگان تاجدار کی کہ مین آپکے ساتھ دغا نکرونگا بشرطیکہ آپ جان بخشی کا عہد پورا کرین خضران نے کہا کہ مین بھی قسم کھاتا ہون پائے مبارک صاحبقران کی کہ اگر تو دغا نکریگا تو مین بھی تجھے زندہ چھوڑ دونگا قتل نکرونگا بعد اس عہد و پیمان کے بختیارک خضران کے ساتھ ہوا اسکے ہولونکا جنگل ملا ہوتا بختیارک کا **خواجہ** نے پہلے ہی لے لیا تھا اب یہہ پابرہنہ اون کانٹون سی بچتا ہوا چلا جاتا ہے لیکن دہ کوس کا جنگل ہے کہان تک طے کرے آپ پائے نشاطری مارتے ہوئے اودہر چلے جاتے ہین اور بختیارک کو پکار رہے ہین کہ اے جلدی آ ورنہ شام ہو جائیگی درندے نکلکر تجکو کھا لینگے یہہ وزیر **سموات** کبھی پیدل تو چلا نہ تھا کہ پابرہنہ اور وہ بھی کانٹون پر اپنی قسمت کو روتا چلا چلتا ہے دلمین کہتا ہے یا خداوند مجھسے ایسا کیا قصور ہوا ہے جسکی سزا یہہ ملی اپنے کرم سے میری خطا بخشی کر اور مجھے اس قید سے رہائی دیجئے کہین کوئی کانٹا چبھ جاتا ہے یہہ بیٹھکر نکالتا جاتا ہے تو آپ شور کرتے ہین کہ ارے سباگ تیرے پشت کی طرف خرس صحرائی آتا ہے جان تو بری خیر ہے یہہ ڈر کر بھاگتا ہی کانٹا ٹوٹ کر پاؤن مین رہجاتا ہے آپ فرماتے ہین کہ منزل پر پہنچکر نکال لینا راستہ مخدوش ہے یہان ٹہرنا اچھا نہین ابھی وہ خرس فلان جھاڑی مین چلا گیا غرضکہ بہزار خرابی وہ صحرا طے ہوا اب بیابان ملا کہ کوسون درخت نظر نہ آتا تھا ریت دہوپ سے اسقدر جل رہی تھی کہ پاؤن بھنے جاتے تھے ہر قدم پر گٹون گٹون ریت مین پاؤن غرق ہو جاتا تھا ادہر کانٹون کی ایذا ادہر ریت کی گرمی بختیارک کی بری حالت ہے بھوک پیاس سب بھول گیا دلمین کہتا ہے کہ اس سے مرنا ہی قبول ہے خضران سے کہا کہ آپ مجھے مار ڈالئے مجھے اس زندگی سے مرنا ہزار درجہ اچھا ہے مین اپکی جان بخشی سے باز آیا آپ نے فرمایا کہ زندگی کا کفارہ تکلیف ہے یہہ وقت بھی گذر ہی جائیگا اسنے کہا کہ اب مین آگے نہ بڑہون گا جب تو آپ مجھے قتل کیجئے گا آخر پہلے قتل پر آمادہ تھے اب کیا عذر ہے خضران نے کہا کہ مسخرے تجھے تو نے سر صاحبقران کی قسم کی مین کیونکر تجھے قتل کرون بہلا یہ سمجھ لیا اب مین عہد شکنی کبھی نکرونگا آپ اپنی جان دیدے بختیارک جانتے عاجز تھا

اپنے منھ سے موت مانگتا ہے مگر موت بھی نہین آتی برے وقت کا کوئی شریک نہین ہوتا دلمین کہتا ہے کہ کیون اسکے ہمراہ آیا غرضکہ بہزار دشواری وہ صحرا بھی طے ہوا اب ساکھو کا جنگل ملا اوسمین کھڑکھڑاہٹ پتون کی ہوئی اور خواجہ جست کر گئے وہ پہونچے اور کہا کہ نیند آتا ہے بختیارک نے بھی اپنے کو جسطرح بنا پھینک دیا اسطور سے خضران نے ساکھو کا جنگل بھی طے کرایا اب اک مقام پر تھک کر بیٹھ گیا اور کہنے لگا کہ اب مجھسے نہین چلا جاتا پاؤن سوج گئے ورم آگیا خضران نے دیکھا کہ اب یہہ آگے نہ بڑہیگا اک حقہ آتشبازی اسکی آنکھ بچا کر کھینچ مارا اور کہا کہ جنگل مین آگ لگ گئی اور بھاگے جان بری شے ہوتی ہے بختیارک بھی گرتا پڑتا بھاگا تھوڑا سا صحرا تو باقی ہی رہگیا تھا اوسے بھی طے کیا اب جو دیکھا تو سامنے اک دریا موجزن ہے پانی نہایت صاف شفاف ہے شام قریب تھی آپ نے اک مقام پر ٹھہر کر دم لیا بختیارک کے پاؤن پر کچھ دوا جیب سے نکالکر لگادی کہ اسکو بھی سکون ہوا ہزارون دعائین دینے لگا لیکن دلمین کہتا تھا کہ جلتا ہے تو ملک الموت کے منھ مین اگر قابو پایا تو کب تجھے چھوڑتا ہون ابھی دوستی کا دم بھر رہا ہے اور کہتا ہے کہ کیا مسیحائی کی ہے حضور نے جب تھوڑی دیر دم لے چکے تو پھر کچھ سوکھے ٹکڑے جیب سے نکالکر کھانا شروع کیے بختیارک سے کہا کہ اس صحرا مین اسی غنیمت جانو ورنہ یہان سوائے پتون کے اور کیا ہے بختیارک نے اوسوقت کو کھچڑی سے انکار کیا تھا اب سوکھے ٹکڑے مانگے کہ مجھے بھی دیجئے میرا دم نکلا جاتا ہے ایک تو فاقہ دوسرے شکر بیدل سے سفر کی صعوبت خواجہ نے کہا کہ بھئی تم سے یہ نہ کھائے جائینگے تم سموات شاہ کے وزیر ہو یہہ تو ہم فقیرون کا کھانا ہے بختیارک نے کہا کہ اجتو مین فقیر سے بدتر ہون کہ آپسے مانگتا ہون خضران نے کہا کہ ٹکڑے تو اب رہے نہین اگر پہلے سے تم کہتے تو مین دیدیتا اب وہی بچی ہوئی کھچڑی کھرچن ہے تمہارا جی چاہے تو کھالو مینے اسی خیال سے تمہارے واسطے لگا رکھی تھی کہو اگر مین نہ رکھ دیتا تو تم کیا کھاتے میان جیسا وقت ویسی بات بارگاہ بدیع الملک مین ہم پلاؤ اور زعفرانی شاخین نکالا کرتے تھے کہ گھی ترا تھا اور چاول سخت رہگئے جیسا موقع ویسی بات یہہ سوکھے کروے پھپوندی لگے وہ مزا دیتے ہین کہ پلاؤ کی حقیقت نہین ہے مجبور ہو کر بختیارک نے وہی کھرچن جلی ہوئی کھائی پانی مانگا کہا بھئی دریا سامنے ہے پی لو اس نے کہا کہ یہہ دریائے سحر ہے اس کا پانی کوئی نہین پی سکتا ہے یہی مشکل ہے ماہیان کا خضران نے کہا کہ خیر کیا یاد کروگے جسطرح آپ پانی پیا اوسیطرح اسکو بھی زنبیل سے نکالکر پلادیا اور کہا کہ احسان تو مانوگے کہ کس صحرائے بے آب و گیاہ مین تمہین سیر و سیراب کیا ہے بختیارک نے کہا کہ کس کس احسان کا شکریہ ادا کرون آپ کے احسانات زندگی مین تو نہ بھولینگے اب خضران نے کہا کہ ماہیان تک کیونکر پہونچین اسلیے کہ یہہ تو دریا ہی دریا معلوم ہوتا ہے بختیارک نے ہاتھ باندھ کر عرض کی کہ یہہ غلام کو بھی نہین معلوم قسم ہے خداوند اکوان کی جو اس کا حال مین اس سے زیادہ جانتا ہون اب چاہی آپ قتل کرین یا زندہ چھوڑین خضران نے دیکھا کہ واقعی کیا قہر اسکی آثار قریب نہین بہ ضرور تا وقف کے کہا کہ ٹھہراؤ آگے بتا ہم خود لگا اسکے بعد فرما کر زنبیل سے ایک جوڑی طلسمی کی نکالی اور ایک طنبورہ مخالف مخل کا نشان لگا اوس پر جڑا ہوا اور کچھ کپڑے نکالکر بختیارک کو دیئے کہ یہہ تم پہنو بختیارک نے بہ مشکل سے غنیمت سمجھکر وہ کپڑے پہنے ایک پگڑی سر پر باندھی اب آپسے ہاتھ

اپنا اسکے منہ پر پھیرا اور فرمایا کہ بس ٹھیک ہوا اور خود رنگ و روغن عیاری چہرے پر لگا کر اور لباس تبدیل کرکے اک آڑا جوڑا باندھکر گوشیے کی ہیئت قائم کی اور بختیارک کی طرف دیکھکر کہا کہ کیوں بھئی ہم کون ہین بختیارک نے کہا سبحان اللہ کیا کیا کرامتین آپ مین بھری ہوئی ہین اگر میرے سامنے بیٹھتے تو مین ہرگز نہ پہچان سکتا بالکل گوشیے معلوم ہوتے ہین اسکے بعد آپنے آئینہ جیب سے نکالکر اسکو بھی دکھایا اور فرمایا کہ اپنی صورت بھی دیکھو کیوں بھئی تم کیسے بنے اسنے جو صورت اپنی دیکھی تو واہ واہ نہ تو وہ رنگ ہے نہ چہرہ کا نہ وہ خط و خال ہے ایک نئے شخص کیصورت پیش نظر ہے کہا یک نشد دو شد معلوم ہوگیا کہ آپ کو سب کچھ اختفا ہے مجھے بھی خوب بنایا اور آپ بھی اچھے بنے کہا ہان بیٹے اس خیال سے صورت تمہاری تبدیل کردی کہ اگر تمہین کوئی اگلی حالت سے دیکھیگا اور پہچانتا سا ہوگا تو کہیگا کہ ہم نے وزیر سلوات شاہ کو اسطرح دیکھا تھا اب آپنے کہا کہ بجا ہے اور درست ہے جو آپنے کیا بہت مناسب کیا لیکن دلمین جلا جاتا ہے اور خواجہ کی باتین چھری کی طرح اسکے دلکو فگار کرتے جاتے ہین ہر فقرہ اسکے دل پر نشتر کا کام کرتا ہے غرضکہ جب دونون اپنی اپنی تجویز کے موافق درست ہوچکے تو خواجہ نے کہا کہ تمہین تو گانے بجانے کا اک مدت سے شوق ہے بیٹے سنا ہے کہ تمنے حاصل بھی کیا ہے ذرا طبلہ تو چھیڑو اسنے کہا بہت خوب اسکے بعد کنارے دریا کے آکر بیٹھے اب شام ہوچکی ہے طایر اپنے اپنے آشیانون کیطرف متوجہ ہوئے ہین شب کی سیاہی نے بہارستان عالم کو نظر بند کیا ہے ماہ نے افق چرخ سے منہ نکالا ہے کچھ روشنی اور سیاہی ملکر عجب لطف دکھا رہی ہے درخت و دشت و کوہ شب ابلق معلوم ہوتے ہین دریا مین موجین مثل ماہی بے آب کے تڑپتی پھرتی ہے مچھلیان اوچھل رہی ہین اب ماہتاب کچھ بلند ہو آیا ہے اور پورا عکس اسکا پانی پر پڑ رہا ہے یہہ معلوم ہوتا ہے کہ تہ آب یہہ اک گردہ زر سرخ کا پڑا ہوا ہے موجونکا پیچ و خم جو پہلے گیسوے محبوب سے مشابہ تھا اب زنجیر نقرہ معلوم ہوتا ہے شعر پرتو مہتاب سے ہر موج ہے زنجیر سیم * چاندنی مین دیکھ لو آب روان دو چار دن * حباب اوس بہار کو چشم تماشا سے دیکھکر انجام پر پھوٹ بیٹھے ہین کہ کل اسی مقام پر خاک اوڑتی ہوگی جہان یہہ نہر صفا جاری ہے یہہ کیفیت دیکھتے دیکھتے حضرات نے طنبورہ ملایا اور سر درست کرکے طبلہ کو مطابق طنبورہ کے کرکے چھیڑا اور گانا شروع کیا

غزل

اس اپنے بخت کا کچھ امتحان ہی ہوتا
کبھی نصیب ترا آستان نہین ہوتا
وہ سر جو کاٹے ہین عشق مین پیش داور حشر
مین گھبرا رہا ہون کہ اب امتحان نہین ہوتا
چمک وہ اٹھتی ہے رہ رہ کے میرے سینے مین
کہ مجھ سے درد جگر کا بیان نہین ہوتا
بندھی ہے بلبلون مین کچھ یہہ باغبانکی ہوا
کہ کوئی مائل آہ و فغان نہین ہوتا
مرے سکوت مین اک مصلحت ہے اب ناصح
کہ راز عشق کسی سے بیان نہین ہوتا
مین جلتے دیکھکے پروانونکو یہہ کہتا ہون
کسی سے سوز نہان یون نہان نہین ہوتا
جلے ہین سینے مین اپنے دل و جگر کیونکر
یہہ کیسی آگ لگی ہے دھوان نہین ہوتا
وصال ہوگا جو ممکن ہوا نہ وصل اوسکا
کسی کا عشق کبھی رائگان نہین ہوتا
یہہ سب ہمین سے وفا و جفا کے جھگڑے ہین
رقیب کا کبھی کچھ امتحان نہین ہوتا
قدم بڑھانے کا مانع فقط ہے پاس ادب
در بتان کا کوئی پاسبان نہین ہوتا
وہ تیغ کھینچ کے کہتا ہے عشق سے باز آ
ابھی ہے خیر ترا امتحان نہین ہوتا

پہلے رہتا ہے منھ دو دل سے عاشق کے
مقابل اوسکے یہ آسمان نہین ہوتا
نہنگ کے پاس یہ منزل ہین ہمیسے کتنے مین
کہ تم سا قافلہ مین ناتوان نہین ہوتا
تلاش خضر مین ہے دل کے لینے والے کی
لیا ہے جس نے دل اوسپر گمان نہین ہوتا
اگر وہ سانس بھی لیتا ہے تو غش آتا ہے
جگر کی طرح کوئی ناتوان نہین ہوتا

خضران بن عمر نے اس غزل کو اس حسن سے ادا کیا کہ تخجیارک وجد مین آگیا کہ یہ کمال بھی آب بر ختم ہے اور بحر ندے صحرائی سمٹ کر جمع ہو گئے ماہیان آب موجون پر سر ٹیک رہی ہین چشم حباب پھوٹ پھوٹ کر رو رہے تھے ہر شجر و حجر سے آواز ساز پیدا تھی لیکن اسوقت تک وہ مقصد حاصل نہوا جس واسطے یہ سب کوشش تھی خضران نے کہا کہ اے تخجیارک کیا کسی دریا پر موکل اس مرحلے کے رہتے ہین اور آواز میری اونکے کان تک نہین پہونچی تخجیارک نے عرض کی کہ وہ یہان سے دور ہین یا نزدیک اصل اس دریا کی ایک گز کے فاصلے سے زیادہ نہین ہے بقوت سحر یہ کوسون تک راستہ روکے ہوئے ہے تو اراوہ آواز جو ایک گز کے فاصلے سے کانون آسکتی ہے وہ ہزار اور دو ہزار گز کے فاصلے سے بھی کان تک مالک دریا کے پہونچ سکتی ہے بشرطیکہ دریا سے قریب ہے سنا اوس نے ضرور ہوگا مگر یا تو کسی کام مین مصروف ہوگی جو نہین آئی یا آنکھین لگی ہوگی جبتک اور شغل فرمائیے جی کو بہلائیے پھر تخجیارک نے طبلہ چھیڑا اور خضران نے دوسری غزل شروع کی غزل

دل عشق مین ایسا کبھی مضطر نہوا تھا
اب قصد وہ ہوتا ہے جو اکثر نہوا تھا
عاشق کا عدو یون کوئی دلبر نہوا تھا
مجھ پر وہ ستم ہے جو کسی پر نہوا تھا
الفت کا ستم جب سے مقدر نہوا تھا
یہ جب کہ ترا نام ستمگر نہوا تھا
پھر کیون نفس تنگ سے سینہ مین کشاکش
گو سانس کو ٹھہرے ابھی دم بھر نہوا تھا
تاثیر فغان شہر لب سے ہے وہ بسمل
پر خیر ہوئی تیر ابھی سر نہوا تھا
جنت نے مری تم مر رکھی سامنے اونکے
تو مشک کب تھا جو بن جامہ سے باہر نہوا تھا
کس تو یہ شکن لی یہ تو اقع کے ہین سامان
ایسا کبھی مجمع لب کوثر نہوا تھا
اے شکوہ وارفتگی اب دل کا یہ ہے قول
مین کوئی نگہبان مقدر نہوا تھا
اوٹھو بیٹھے سے تربت یہ تیری کشتہ رفتار
اوسوقت کہ برپا ابھی محشر نہوا تھا
دل کہتا ہے سو شادمان اس غم کے تصدق
دیوانہ تھا شیدا جو کسی پر نہوا تھا
ہر طرح ضرر اپنا ہی تھا جس مین وہ پیمان
منظور رہی اوس نے لکھا ورنہ ہوا تھا
قابو سے مری کیا وہ نکل سکتے یہ جیسے
تدبیر کا پابند مقدر نہوا تھا
شوخی کا گمان تجھی نگہ پر ہو تو کیونکر
دل اوس نے لیا شیشہ بھی جسپر نہوا تھا
پابند وفا نام کو بھی رہتے نہ آزاد
بے شکر کے جادو کہین تیرے گھر نہوا تھا
آزار رسان پہلے تھا دلو نہ دل
اتنا تھا کہ قابو سے مین باہر نہوا تھا
قسمت کے نوشتہ کی خبر دیتا تھا قاصد
گو خط ابھی لایا تھا پیمبر نہوا تھا
قائل تری جنون کا ہو دل کیسے کہ جبتک
نام ابرو خمدار کا خنجر نہوا تھا
اقرار وفا خود وہ نہ کہین خوبی قسمت
سچ ہے جو پوچھو تو یہ بہتر ہوا تھا
ابتدر سے تلون کے بدلنے لگے تیور
پیمان محبت کو کبھی بھر نہوا تھا

تم وصل پہ راضی ہو تو ہم صبر کرین کیون اسکا تو کوئی وقت مقرر نہوا تھا
اے آرزو اس دل پہ بہت کچھ تھا بھروسا جبتک مری قابو سے یہ باہر نہوا تھا

ہنوز یہ غزل نا تمام تھی کہ سامنے سے ایک مور پنکھی مثل عروس شب اول کے آراستہ و پیراستہ نمودار ہوئی چند نازنینین ماہ جبینین آفت ہوش زردوز پوش مرصع پوش دریا لے جواہر مین غوطہ مارے اور ایک پری وش حور خصال پندرہ سولہ برس کا سن قیامت کا نمونہ اوس مور پنکھی پر سوار بار بار وہ نازنین اپنی سہیلیون سے پوچھتی ہے کہ ارے کمبختون اتنا تو بتانا بھلا کہ یہ کونسا ظالم ہے خود دل کھینچے لیتا ہے آواز اسکی کلیجے کے پار ہوئی جاتی ہے مجھے پوجا کرنا اور سجدہ کرنا دشوار کر دیا شام سے کمبخت گا رہا ہے یہ اس صحرا مین کہان سے آگیا سہیلیون مین ایک آدھ نے عرض کی کہ دربان ملکہ آواز تو اسیطرف کی معلوم ہوتی ہے اے لیجیے جتنا مور پنکھی اسطرف بڑھتی آتی ہے آواز قریب معلوم ہوتی جاتی ہے دیکھیے کیا اچھی تان لی یہ کیا خوب شعر تھا اور کس مزے سے ادا ہوا ہے وہ کیا اچھی مینڈ کھینچی ہے پنجم کا سُر کیا اپنے مرکز پر لگا ہے جھوٹ تو ایسی ہوتی ہے کہ جی چھڑوائے دیتی ہے مگر طبلیا اوس درجے کا نہین معلوم ہوتا تاہم اچھا ہے ملکہ نے کہا ارے کہین گانے والا بھی دکھا دیتا ہے کانون سے تو ہم بھی سب کچھ سن رہے ہین جب آنکھ سے دیکھین تو قرار آئے ایک بولی کہ بلا لون وہ کنارے پر کوئی بیٹھا نظر آتا ہے دوسری نے کہا دوسرا کوئی اور بھی ہے تیسری بولی کہ یہی تو گا رہا ہے دیکھو طنبورہ چھیڑ رہا ہے ملکہ نے بھی دیکھا کہا جلد کشتی اسکے قریب لیچلو حضران نے جو دیکھا کہ کشتی قریب آگئی اپنا اختر بختر سنبھالنے لگے طنبورے پر غلاف چڑھانے لگے اس نازنین نے جو [illegible] دیکھا کہ اسنے گانا بھی موقوف کیا اور چل چلاؤ کے سامان کر رہا ہے پکار کر کہا ارے بھئی تو تیرے اشتیاق مین یہان تک آئے اور تو بھاگا جاتا ہے خبردار آگے بڑھنے کا قصد نکرنا ورنہ پچھتائیگا حضران نے کہا کہ غلام کو بڑی دور جانا ہے منزل کھوٹی ہوگی ملکہ نے پوچھا کہان جائیگا کہا روٹی کی فکر مین اور کہان بس کہا ہان اسکے سوا اور دنیا مین کونسی ایسی چیز ہے جسکے واسطے انسان دنیا کے کرم کرتا ہے پوچھا تو آتا کہان سے ہے اور نام تیرا کیا ہے اور جائیگا کہان اسنے عرض کیا کہ نام میرا نشاط خان ہے بیٹا ہون سرور خان کا اک زمانہ مین مقرب خداوند اکوان تاجدار تھا خداوند کے حضوری ہر روز نصیب تھی گا بجا کر اونکا دل بہلاتا تھا ایک روز طبیعت میری سست تھی خداوند نے گانے کو فرمایا مینے عذر کیا بس غضب ہوگیا قہر خداوندی نازل ہو کر مین اوسیوقت جلکر خاک سیاہ ہوگیا اوس پر بھی غصہ اونکا فرو نہوا مجکو اک غریب گوئیے کے یہان پیدا کر کے تباہ کر دیا کہ اب مین دربدر کی ٹھوکرین کھاتا پھرتا ہون یہ دو انچھر باپ نہ سکھلا دیتا تو فاقون مرجاتا اور اب بھی فاقون سے بدتر حالت ہے کہان وہ بارگاہ خداوندی کہان یہ جنگل جسوقت خیال آتا ہے چیخین مار مار کر روتا ہون اور توبہ کرتا ہون مگر اسوقت تک خداوند نے توبہ بھی قبول نہین فرمائی دیکھیے میرا کیا حشر ہوتا ہے یہ کہکر چیخین مار مار کر رونا شروع کیا ملکہ نے بھی اسکے حال پر افسوس کیا اور تسلی دی کہ گھبراؤ نہین جہان خداوند کا غضب اسقدر ہے وہان رحمت کا بھی شمار نہین ہے مین تمہارے واسطے خداوند سے سفارش کر کے خطا معاف کروا دونگی تیرا عہدہ تجھے دلوا دونگی نشاط خان نے کہا کہ مجھے آپکی سفارش کی ضرورت نہین ہے جب خداوند کا جی چاہیگا خود ہی خطا معاف کر دینگے مجھے شرم آتی ہے کہ گنہگار ہون اور شہریارون سے قصور تو مین معاف کراؤن اور آپ میری خطا معاف کرائین بس اس ذکر کو جانے دیجیے میرا ارادہ ہے کہ مین یہان سے ملک سیماتیہ مین جاؤن اور کسیطرح کوشش کر کے بادشاہ کے حضوری حاصل کر کے کچھ فائدہ اوٹھاؤن ماہیان خوش تقریر نے کہا کہ اچھا آج کی شب تم ہمارے

مہمان رہو گا ہم تمکو باسانی ملک سمنواتیہ میں سیر کروا دینگے نشاط خان نے کہا کہ اچھا اسکا مضائقہ نہیں ہے چونکہ کشتی پر جگہ کم تھی ماہیان خوش نظر نے اپنی سہیلیوں سے کہا کہ بہنیوں مہمان کے خاطر لازم ہے تم لوگ تھوڑی دیر کے لئے تکلیف کرو دریا در نا چلی آؤ اور کشتی پر نشاط خان کو جگہ دو یہ سنکر سب دریا میں کود پڑیں اور غائب ہوگئیں اب ماہیان نے نشاط خان کو معہ مختار رک ثانی جو طبلیا بنا ہوا تھا کشتی پر سوار کیا اور ہمراہ لیا کشتی اٹھاے چلی جا رہی تھی عجب لطف تھا چاندنی رات تھی وہ پانی کی لہریں آنکھوں میں چکا چوند ہوتی تھیں غرضکہ وہ بہار دیکھتی ہوئی ماہیان اپنے قصر کے قریب پہنچی دیکھا نشاط خان نے کہ اک قصر رفیع دریا کے کنارے بنا ہوا ہے گرد اوسکے تین طرف چمن ہے ایک جانب دریا بالا خانہ نہایت بلند و آراستہ ہے جابجا گلدستہ لگے ہوئے ہیں کشتی کنارے پر لگی ماہیان کشتی سے اوتری اور نشاط خان معہ اپنے ہمراہی کے ساتھ ماہیان کے خشکی میں آئی عجب یہ جنون آدمی کشتی سے اوتر چکے تو دیکھا کہ چند مچھلیاں تڑپ تڑپ کر پانی سے باہر آئیں اور شکل انسانی پیدا کی دیکھا تو وہی نازنینیں ہیں جو ملکہ کے ساتھ کشتی پر سوار تھیں غرضکہ ماہیان سبکو ساتھ لئے ہوئے بالا خانہ پر آئی اگر یہاں کی آراستگی بیان ہو تو کئی جز سیاہ ہو جائیں مگر چونکہ اختصار منظور ہے لہذا اس مقام سے یہ ذکر قطع کیا جاتا ہے صرف اتنا اشارہ کافی ہے کہ یہ معلوم ہوتا تھا کہ تمام قصر حجلہ عروسی ہے ہر طرف سے خوشبو چلی آتی ہے کہ دماغ جان معطر ہوا جاتا تھا یہ معلوم ہوتا تھا کہ یہ مقام کسی شاہ شہریار کے رہنے کا ہے چمن کی روشیں بڑی نہایت درست و خوشنما تھیں اون میں پھولوں کی بہار قابل دید تھی اک دلکش منظر پیش نظر تھا قدرت پروردگار نظر آتی تھی ہوائے سرد چل رہی تھی گرمی کے فصل اوس میں ہوا جان تازہ بخشتی تھی روح کو فرحت حاصل ہوتی تھی سبکو ملکہ اپنے ہمراہ لیے ہوئے بیٹھے اوس چبوترے کی طرف بڑھی جو وسط چمن میں نہایت خوشنما بنا ہوا تھا سادہ سادہ سفید فرش تھا اور گرد ناندے گملے رکھے ہوئے تھے اون میں درخت انواع و اقسام کے لگے ہوئے ہیں پھول طرح طرح کے کھلے ہوئے ہیں عجب طرح کی بھینی بھینی خوشبو چلی آتی ہے صدر و بائیں کے امتیاز کے لئے اک سفید مسند بچھی ہوئی ہے گاؤ تکیہ ہے ورنہ یہ مدور چبوترہ ہر طرف سے یکسان ہے ماہیان آکر مسند پر بیٹھی سہیلیاں ادب سے دو زانو گرد دورہ باندھ کر جمع ہو بیٹھ گئیں نشاط خان کو بیٹھنے کا حکم ہوا پیچھے اونکے طبلیا بیٹھا ملکہ نے کہا کہ ہاں میاں نشاط خان اب بزم نشاط کو گرم کرو دل سنگ کو نرم کرو نشاط خان نے کہا کہ حضور آج مجھکو اپنے خداوند کی یاد آگئی آپکے یہاں کا سامان ایسا ہے کہ جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ آپ بھی اوسی سامان کو دیکھے ہوئے ہیں جو خداوند کے یہاں ہے گو یہاں اوس قدر نہیں ہے نہ ویسا ہے جیسا وہاں ہے مگر پھر بھی نمونہ بہشت ضرور ہے غرضکہ اسقدر تعریف کی کہ دماغ ماہیان کا آسمان پر پہونچا دیا اور ساز کو حرکت دینا شروع کیا ادہر مختار رک نے طبلہ چھیڑا ادہر ان نے گنگنا کر اک غزل شروع کی غزل

اسطرف وہ آتے آتے غیر کے گھر پھر گیا
تیرے پھر جانے سے عالم او ستمگر پھر گیا
دشمنی کی یاد کو تیرے سنبھالا ضبط نے
تجھے بہت مانی کو دعوی کبھی جب تیری شبیہ
جو گر افتادیں اوٹھا کر بھی نہ سنبھالا وہ میں

راہ پر تجھ کو لایا تھا پھر مقدر پھر گیا
جس نے نبض کیا ہوا مجھ سے مقدر پھر گیا
ہجر میں منہ کو کلیجا آ گئے آنکھ پھر گیا
موت کا نقشہ نظر کے سامنے آنکھ پھر گیا
ٹھوکریں کھانے میاں کوئی دلبر پھر گیا

آنکھ ملتے ہی جو ترچھی اوسنے کی سیدھی نگاہ
تیر اک سینے سے گزرا دل میں خنجر پھر گیا
خرمن جان پھونکنے برق تجلے مثل ہوش
خیریت گزری کہ وہ پردا اوٹھا کر پھر گیا
قبر عاشق سے رہی خلخال کی آواز دور
کان تک پہونچا نہ تھا جو شور محشر پھر گیا
یہہ تصور کے کرشمے ہم نہ سمجھے آجتک
کس طرح وہ سامنے آیا تھا کیونکر پھر گیا
کام اپنا کر گئی اوسکی نزاکت وقت ذبح
زخم گردن پر نہ آیا دل پہ خنجر پھر گیا
اوسنے دامن سے جو پوچھے اشک بیمار فراق
مردنی چھائی رہی پانی سا منہ پر پھر گیا
طائر قبلہ نما ہین گردش گردون مین ہم
اوسطرف سے منھ نہ پھیرا ہم نے سب گھر پھر گیا
دور تک دربان ابھی پہونچا گئے تھے آرزو
کونسی امید پر تو لیکے نشتر پھر گیا

یہہ غزل اسطرح گایا کہ سبکو محو دیا ماہیان کے آنکھ سے آنسو جاری ہوے سہیلیان سناٹے مین آگئین صحرا کے چرند پرند گرد چبوترے کے جمع ہوگئے مگر خضران نے طنبورہ ہاتھہ سے رکھدیا ماہیان نے کہا کہ اور کچھ گاؤ اوس نے کہا کہ گاوے بدتر سے کمتر تو ہم خود ہو رہے ہین دیکھیے تو کہ تمام درندے گھیرے کھڑے ہین ایسا نہو کہ یہہ مجھے کھالین تو اور مشکل ہوجاے ہم پیٹ کی فکر مین نکلے تھے سب ہمین کو کھاے لیتا ہے ماہیان ہنسی اور کہا مرد کی صورت ہوکر ایسے ڈرپوک ہو کہ موت نکلا جاتا ہے اچھا مین تمہاری خاطر جمع کیے دیتی ہون یہہ کہکر اک دستک دی کہ وہ سب درندے راہی ہوے خضران نے کہا کہ اب گاؤ خضران نے پوچھا کہ کیا یہہ سب انکے پالو تھے جو خالی دستک کے اشارہ پر چلے گئے آپ تو خداوندزادی معلوم ہوتی ہین کیا کیا باتین آپکے اختیار مین ہین ماہیان نے کہا کہ اسوقت کوئی بات مجھے سوا تمہارے گانے کے اچھی نہین معلوم ہوتی جسقدر چاہنا باتین پوچھ لینا مگر اسوقت گاے جاؤ کہ میرا دل اسطرف متوجہ ہے نشاط خان نے کہا کہ معلوم ہوتا ہے کچھ آپکے دلکو لگی ہوئی ہے یہہ کہکر طنبورہ چھیڑا اور گانا شروع کیا غزل دیگر

مشکل ہوئی آسان تدبیر کو کیا کیجے
تدبیر نہین بنتی تقدیر کو کیا کیجے
جب ظلم کرے قاتل شمشیر کو کیا کیجے
اے شمع وفا پیشہ گلگیر کو کیا کیجے
قسمت کی برائی سے لو یہ بھی کشیدہ ہے
بات آتی ہے کھنچنے مین تصویر کو کیا کیجے
حسرت وہ ہماری ہے کینہ دل قاتل کا
جو آکے نہ پھر نکلے اوس تیر کو کیا کیجے
سنتے تھے نہ وہ جبتک کیا کیا نہین کہتے تھے
کہتے نہین اب بنتا تقریر کو کیا کیجے
اقرار زبان سے ہے انکار قلم سے ہے
تقریر سمجھئے کیا تحریر کو کیا کیجے
کوچہ مین ہو جو تربت ٹھوکر مین نہ کیون آئے
مانا اوسنے کاوش کی رہگیر کو کیا کیجے
زیور کبھی منت کا تمغہ کبھی وحشت کا
جب ایسے محل آئین زنجیر کو کیا کیجے
نالے وہ مری سنکر رنجیدہ نہین خوش ہین
ظاہر ہوئی الٹی ہے تاثیر کو کیا کیجے
ہم خواب مین ساتھ اونکے آرام سے سوتے تھے
نیند اوڑ گئی آنکھوں سے تعبیر کو کیا کیجے
منت مین گردن جھکتی وہ رہ ملتے ہی جاتین
قسمت سے برائی ہے تدبیر کو کیا کیجے
دل وہ جو دیا اوجھا نے گیسو مین پھنستا
جلاد کا شکوہ ہے زنجیر کو کیا کیجے
دونون کی برائی نے ملکر مجھے مارا ہے
کیا کوسیے گردون کو تقدیر کو کیا کیجے

اوس ترک کے ناوک سے بچنے کا نہین کوئی
ظرانی سنانے مین تحریر کو کیا کیجے
گنبد کی صدا شکوہ خاموشی بت کا ہے
جو خود ہو جواب ایسی تقریر کو کیا کیجے
اے آرزو اوس بت کا شیوہ جفا کاری
ہو وجہ ستم جب یون تقصیر کو کیا کیجے

اسیطرح میان نشاط خان نے کچھ ایسے عشق انگیز درد انگیز اشعار گا کر سنائے کہ روتے روتے ماہیان کی ہچکیان بندھ گئین آنکھون سے لڑی بندھی ہوئی ہے مسلسل اشک جاری ہین تار نہین ٹوٹتا سہیلیان سمجھا رہی ہین کہ اے ملکہ آپ نہ گھبرائین جلدی کا کام ہمیشہ خراب ہوتا ہے دیر آید درست آید بقول شاعر شعر ہے اگر منظور ہے اے دل تجکو الفت کا نباہ تو آشنا ہونا کسی دیر آشنا کو دیکھکر یہ خیال نہ فرمائیے کہ جو مزاج آج ہے وہ ہمیشہ رہیگا چار دن مین تو چولین ڈھیلی ہوجائینگی آخر خود ہی معذرت کرے گا ہاتھ جوڑے گا پھر آپکو لازم ہے کہ اس سے زیادہ انکار کیجیے گا اور اسکو اس بیدردی کی سزا دیجیے گا ماہیان کہہ رہی ہے کہ بھلا میرے ویسے نوکا ہیکو ہوگا کہ مین اوسے گھڑی بھر کے واسطے جھوٹ موٹ بھی رنجیدہ کرون وہ جو ظلم چاہے کرے میرا دل تمہارا سا نہین ہے ہیون جب دل کسی پر آجاتا ہے تو اوس وقت حال معلوم ہوتا ہے یون ہم بھی اک زمانہ مین دوسرون پر ہنسا کرتے تھے وہ عوض پیش آیا کہ اب روتے نہین بنتی ہے شعر جسپہ گذری وہ باوفا جانے جو کہ بیدرد ہو وہ کیا جانے ارے بیدرد قوم ہے کہ اسکو کسی کا درد نہین ہوتا مین کیا ہون وہ مرجائیگا مگر راضی نہوگا یہ باتین جو نشاط خان کے گوش زد ہوئین طنبورہ ہاتھ سے رکھدیا آگے بڑھکے کان لگا کر سنا کیے اک مرتبہ دست بستہ عرض کر قربان جاؤن یہ کیا معاملہ ہے مین پہلے ہی سمجھ گیا تھا لیکن ادب سے عرض نکرسکا کہ حضور کے سامنے ایسی گستاخی اچھی نہین مگر اب تو بالکل بات آئینہ ہوگئی اور اتنا مینے سمجھ مین بھی آگیا کہ کوئی معشوق ظالم ہے کہ وہ آپسے کشیدہ رہتا ہے عجب طرحکا بدنصیب ہے کہ آپ ایسی پری جو تمثال سے انکار وصال کرتا ہے اوسے بھلا دوسری عورت مثل آپکے کہان ملیگی اور آپکی یہ حالت ہے کہ رنگ زرد ہوگیا ہے آنکھین یہ معلوم ہوتا ہے جیسے پانی پر تیر رہی ہین منہ اوداس بال پریشان جسکی ایسی پری کی سی صورت ہو وہ اپنا شباب یون برباد کرے مجھے تو بتا دیجیے کہ وہ کون شخص ہے ماہیان نے کہا کہ تم کو بتا کے کیا کرون نشاط خان نے کہا کہ اگر مجکو بتا دیجیے کہ وہ فلان شخص ہے اور فلان مقام پر رہتا ہے مین کسی طرح رسائی پیدا کرکے اسقدر تنگ کرونگا کہ دوسرے روز آپکے وصل پر راضی نہ کردون تو جو چور کی سزا وہ میری اے حضور ہمنے سیکڑون نیک پارسا لوگونکو [illegible] راہ پر لگا دیا ہے وہ گن ایسے کیے ہین کہ کٹنیان بھی ہمارے نام سے کانون پر ہاتھ دھرنے لگی ہین یہ سنکر ماہیان کے جان مین جان آئی اور ایسا باتون مین لگا کر اپنی طرف متوجہ کیا کہ سب رونا دھونا بھول گئی امید بری شے ہوتی ہے کہا کہ اے نشاط خان اگر اوسکو راضی کردو تو زندگی بھر تمہاری ممنون احسان رہونگی اور جو مانگو گے وہ دونگی اسنے کہا کہ غلام عرض کر رہا ہے اور کیونکر کے ماہیان نے ایک سہیلی سے کہا کہ جاؤ سامنے فلان کمرے مین وہ بیٹھا ہے نشاط خان نے کہا کہ کیا نہین موجود ہے ماہیان نے کہا کہ میرے اختیار مین ہے ہر چند ڈرایا دھمکایا مگر کسیطرح نہین مانتا نشاط خان نے کہا کہ یہ رہنے والا کہان کا ہے اسنے جواب دیا کہ یہ بھی مین نہین جانتی ہون نہ اسقدر آگاہ ہون جتنا بیان کرتی ہون کہ برسون ہین ابر سحر پر سوار سیر کرتی ہوئی چلی جاتی تھی دیکھا

سنئے از مشرق بیابان نہ طاق مین لشکر اسلام و لشکر سموات شاہ مین جنگ ہو رہی ہے روئین تنون نے بہت سے خدا پرستون کو مارا خاتمہ ہی کر دیا صاحبقران زخمی ہوئے بادشاہ قتل ہوا چاہتے تھے کہ بیابان سے ایک نقابدار سرخ پوش پیدا ہوا اوسکی پشت پر چالیس ہزار سرخ پوش ہیں اونہون نے آتے ہی آگ برسادی اور لڑتا ہوا روئین تنون کے قریب پہونچا کسی ان مین سے ایک کو اوٹھا کر دو چیر کر مارا کہ یہ معلوم ہوا پہاڑ کو پہاڑ پر دے مارا اوسکے بعد دونون کو چیر کر پھینک دیا سموات شاہ بھاگ کھڑا ہوا نقابدار نے سات کوس تک جان نچھوڑی اگر مین بیچ نہ آتی تو یقین ہے کہ وہ جان نچھوڑتا ملک سموانیہ اوسی روز برباد ہو جاتا مین تو اوس وقت تک دشمنی کی نیت سے لائی تھی لیکن جب یہان نقاب ہٹا کر صورت دیکھی تو دل ہاتھ سے جاتا رہا طبیعت پر قابو نہ رہا ہر چند کہ وہ خدا پرست ہے اور دشمن خداوند ہے مگر اب تو خداوند دل ہمارا ہے کیونکر اوسے قتل کرین ہزار جان سے ہون تو اوس پر نثار ہین چاہے دنیا مین رسوائی ہو یا عقبیٰ مین ذلت ہو ایسا محبوب جانی تو قتل نہین ہو سکتا جاو اس عورت کے ساتھ دیکھ آؤ اور سمجھاؤ شاید تمہاری نصیحت کارگر ہو گر لسان تو سبت ہو مگر میرے دل کو یقین نہین ہوتا کہ وہ کہنا کسی کا مانیگا اور اپنی ضد اور ہٹ کا پکا ہے شعر

یہ اوسکی بات کی پچ ہے کہ ہان نہین کرتا
نکل گئی تھی کبھی منہ سے بانکپن مین نہین

نشاط خان نے کہا مین ابھی جاتا ہون اور اوسے راضی کیے لاتا ہون خضران بن عمر جو نشاط خان بنے ہوئے ہین اوٹھے اور اوس سہیلی کے ساتھ چلے تخت یارک کی طرف ہوے گو نہ اطمینان ہے کہ یہ قسم کھا چکا ہے دغا کیا کریگا اور قسم بھی اپنے خداوند کی کھائی ہے پہنچا اوس عورت کے اوس کمرے مین آیا جہان نقابدار سرخ پوش سر جھکائے عالم سکوت مین بیٹھا ہوا تھا سہیلی اسے کمرہ بتا کر خود واپس گئی اب یہان سوا خضران یا نقابدار کے اور کوئی نہین ہے کہ خضران نے بہت آہستہ سے کہا نقابدار نے آہٹ پا کر کہا تو کون خضران نے عرض کیا کہ غلام آپکا جواب دیا کہ نہین تجھے نہین پہچانتا خضران نے کہا مین تو پہچانتا ہون اور جب پتا بتاؤن گا آپ بھی جان جائینگے مین بظاہر اور ہون اور بباطن اور ہون نقابدار نے کہا عجب طرح کی باتین کرتا ہے کیا تو ساحر ہے یا بہروپیا ہے اپنے ادہر اودہر دیکھکر جھک کے عرض کیا کہ مین ہون خضران بن عمر فرمایا کہ یہان تک کیونکر پہونچا عرض کیا کہ صاحبقران کو اندہا کر کے ایک ساحر چلا گیا ہے اور طلسم بند ہو کر بیٹھا ہے اوسکے مارنے کی فکر مین جاتا ہون یہ پہلا مرحلہ طلسم کا ہے مالک اوسکی یہی ساحرہ ہے جو حضور کو اسیر کر لائی ہے ایک عرض رکھتا ہون امیدوار ہون کہ آپ اوسے قبول فرماوین تو آپ بھی اسکے دام مکر سے رہا ہون اور مین اسے مار کر دوسرے درجہ کی طرف بڑہون فرمایا کیا عرض کیا کہ اوس سے آپ انکار نفرمائین جو کچھ وہ کہے اوسے قبول فرمالین اسمین کیا قباحت ہے فرمایا لاحول ولاقوۃ الا باللہ کیا بیہودہ بکتے ہو بھلا اہل اسلام مین سے کسی نے بھی ایسا کیا ہے کہ ساحرہ کا وصل قبول کیا ہو خضران نے عرض کیا کہ خالی زبان سے کہدینے مین کیا نقصان ہے صرف اقرار کر لینے مین کام نکلتا ہے اتنی مہلت اوسکو قضا سے نہین ملیگی جو خیال ہو آپکے دل مین کہ وعدہ پورا کرنا پڑیگا کہا کہ خیر تمہاری خاطر سے ہو سکتا ہی ورنہ میرا تو ہرگز نہین جی چاہتا اونکے سحر نے ہاتھ پاؤن میرے بیکار کر دئے ورنہ ابتک مینے چیر کر پھینک دیا ہوتا خضران نے عرض کیا کہ محل غصہ کا نہین ہے تحمل کا موقع ہے

اے شہریار شعر نہ ہر جاے مرکب توان تاختن ؛ کہ جاہا سپر باید انداختن ؛ اسوقت کا بھی موقع ہے غرضکہ لقابدار کو سمجھا کر خضران رخصت ہوا لیکن یہان بختیارک عہد شکن نے اپنی قسم کا کچھ خیال نہ کیا اور تمام حقیقت خضران کی ماہیان خوش تقریر سے بیان کردی کہ اسطرح یہہ رنڈی بنکر یہان خیمہ مین پہونچا تھا پہلے مجھکو شراب پلاکر بیہوش کیا پھر اوسی کی زبانی سنا ہے کہ تمام بارگاہ کو لوٹا بادشاہ اور سردارون کو ذلیل کیا اور اوسکے بعد مجھے اک صحرا مین نکالکر مار ہی ڈالتا تھا بمجبوری بنے مختار الشان بتایا اور یہان تک اسطور سے تمہارے سامنے آیا مین وزیر ہون [illegible] شاہ کا ماہیان نے کہا کہ بڑا کام کیا لینے جو مکر سے اسکے آگاہ کیا ورنہ وہ کام تمام ہی کر چکا تھا خداوند نے بچا لیا بڑی خیریت ہوئی اب آپ اسی طرح بیٹھے رہیے اور آپسے آنکے دیدکے یہہ خاموش ہو رہا تھوڑی دیر کے بعد میان نشاط خان ہنستے ہوے اور ٹہلتے ہوے قریب آکے سامنے ملکہ بیٹھ کے کہا لیجیے مقصد آپکا حاصل ہو گیا معشوق آپ پر مائل ہو گیا مین نہ کہتا تھا وہ فقرہ مین راضی کر دیا ماہیان کی آنکھین غصہ سے سرخ ہو گئین جسم مین رعشہ سا پڑ گیا پکاری اور دغاباز مکار ارے غضب کیا تھا تو نے مجھکو اپنے فریب مین لے ہی لیا تھا تو نے قتل کیوا سکی آیا تھی اور دشمن کو بھی ساتھ لیتا آیا بڑا ہوشیار بنتا ہے اور یہہ حماقت کہ بختیارک کو یہان چھوڑتا گیا یہہ خداوند نے تیرے دل مین ڈالدی اور مجھکو بچانا منظور تھا ورنہ تو اپنا کام کر چکا تھا خضران نے دیکھا کہ راز کھلگیا اب غضب ہو گیا افسوس مفت جان گئی اور مطلب نہ نکلا چاہا کہ اوٹھکر بھاگون دیکھا کہ زمین پاؤن پکڑے ہوے ہے خضران نے بختیارک سے کہا کہ او عہد شکن معلوم ہو گیا کہ تو اپنے ہمنام کے قدم بقدم ہے خیر دیکھا جائیگا اس قابو پرستی کا دیکھ تو کیسا مزا چکھاتا ہون کہ تو بھی یاد ہی کرے گا مگر اب تو مین خود ہی اسیر بلا ہو چکا ہون اسکے بعد ماہیان نے حکم دیا کہ سامان شراب خواری اور لقابدار کو بھی حجرہ سے نکال لاؤ اوسکا یہہ غمخوار ہے آج اوسکے سامنے اسکو قتل کرونگی اور کباب اسکے لگاکر کھاؤنگی یہہ سنکر وہ کنیزین جو سامنے کھڑی رہتی تھین گئین اور سینین لاکر رکھین چھری پلیٹ نمک مرچ کشتی مین شراب کی کنٹر اور گلاس وغیرہ سب چیزین مہیا ہوئین وہ چھری لیکر اوٹھی ایک عورت نے لقابدار کو لاکر بٹھایا لقابدار نے جو یہہ سامان دیکھی دل مین سمجھ کہ معلوم ہوتا ہے عیاری بگڑ گئی حال کھل گیا آواز دی کہ او قحبہ یہہ کیا کرتی ہے ماہیان نے کہا اسکے کباب لگاؤنگی تم بھی کھاؤ گے لقابدار یہہ سنکر نہایت برہم ہوا اور کہا کہ او مردار کیا بیہودہ بکتی ہے او مخوار تو ہی ہے ہم نہین ہین خبردار اسکو قتل نکر ماہیان نے کہا کہ اسکو تو ضرور قتل کرونگی ہان اگر تم وصل میرا قبول کرو تو کباب اسکے نہ لگاؤنگی اتنی خاطر تمہاری ہو سکتی ہے زندہ اسے چھوڑ دونگی اسلیے کہ بصیر جادو اسکے خوف سے طلسم بند ہوا ہے اور یہہ یہان تک پہونچ چکا ہے اب اگر زندہ بچیگا تو پھر ہاتھ آنا بہت دشوار ہے لقابدار نے کہا کہ اسکو تو چھوڑ دے تو پھر جو کچھ اسنے تیری نسبت سمجھا تھا وہ مین منظور کر لونگا اور اگر اسکو قتل کرنے گی تو پھر نہ مانونگا اس نے کہا کہ اے لقابدار یہہ تو نہین ہو سکتا ہے کہ مین اسے چھوڑ دون دشمن کو کوئی بھی چھوڑتا ہے یہہ کہکر چاہتی تھی کہ گوشت جسم سے خضران کے جدا کرے ابھی تجویز ہو رہی تھی کہ یکایک زمین شق ہوئی اور ایک ساحر طویل القامت زرد فام ہاتھ مین نامہ لیے ہوے پیدا ہوا اور

ہاتھ مین ماہیان خوش نظر سے دیکر کہا کہ یہہ نامہ ہے شہزادہ شعلہ افگن کا پہلے اسے پڑہ لیجیے پھر قتل کیجیے گا دیکھیے اسمین کیا لکھا ہے ماہیان نے نامہ ہاتھ مین لیا تمام کاغذ اسقدر گرد آلودہ تھا کہ حرف اچھی طرح پڑہے نہ جاتے تھے جھنجھلا کر کہا تو کیسا بدتمیز ہے کوئی نامہ اس بے احتیاطی سے رکھتا ہے اوسنے جواب دیا کہ مجکو علم ہوا تھا کہ آجکل زمین زمین جابجا گرد بالا کے زمین ہزار طرح کے اندیشہ مین زمانہ پر آشوب ہو رہا ہے اسوجہ سے نامہ گرد آلود ہوگیا مجھپر آپ بے فائدہ خفا ہوتی ہین نامہ کو جھاڑ ڈالیے میرے جھاڑنے سے کیا فائدہ ہے یہہ سنکر ماہیان نے نامہ کو جھاڑا گرد اوڑی اور نفس کے ساتھ دماغ مین داخل ہوئی فورا اسنے چھینک آئی بیہوش ہوکر گری ساتھ ہی اسکے انیسین جلیسین جو سنبھالتی جلین وہ بھی گرین اسقدر غبار اس نامہ سے نکلا تھا کہ سبکو بیہوش کیا اب اسنے نعرہ کیا کہ منم اوبوس جنی غلام خواجہ اور جھک کر خضران کو سلام کیا اوبوس چاہتا تھا کہ ماہیان کو قتل کرے کہ ایک مرگ چھالا پانی پر ہوا سے اوڑتا ہوا دکھائی دیا ایک درویش اوسپر بیٹھے ہوے تھے جسوقت یہہ مرگ چھالا زمین پر اوترا خضران نے صورت آن پیرمرد کی دیکھی پہچانا سلام کیا اور کہا کہ آپ القائی بوزریہ نشین ہین یا اور کوئی صاحب ہین مرد درویش نے فرمایا کہ ہان مین وہی ہون اے خواجہ اسوقت تک مجھے حکم نہ تھا اسوجہ سے مین صاحبقران پاس نہین گیا مگر اب انشاءاللہ بہت جلد ملاقی ہونگا تم اس ساحرہ کو قتل نکرو طلسم کو قائم رکھو ورنہ دوسرے دربند تک نہ پہونچ سکوگے خضران نے عرض کی کہ اسیری میری کیونکر برطرف ہوگی فرمایا مین سحر کمتارا اتارے دیتا ہون یہہ فرما کر رومال کی ہوا دی کہ سحر خضران پر سے برطرف ہوا ہاتھ پانوئن قابو مین آئے اسکے بعد لقاندار بہادر کو رومال کی ہوا دی کہ انکی بھی رہائی ہوئی کہ اب آپ تو اپنے لشکر مین جائیے کہ عیار آنکا اور تمام ملازمین نہایت پریشان ہین لیکن ذرا سمجھ بوجھکر کام کیجیے گا ایک آفت مین آپ پھنسا چاہتے ہین جسکی وجہ سے صاحبقران سے سامنا کرنا پڑے گا ذرا اچھی طرح مقابلہ کیجیے گا لقاندار نے کہا جیسا ہوگا دیکھا جائیگا یہہ کہکر حسب ہدایت درویش ایک جانب روانہ ہوے لیکن یہان خضران نے بختیارک کو ہوشیار کیا اور کہا کیون ملعون دیکھا تونے کہ کیا جلد خدانے مجکو رہا کیا اور تجکو قید مین پھنسایا دیکھا انقلاب زمانہ کو کبھی ہم تیرے قابو تھے تو صاحب اختیار تھا اب پھر ہم صاحب اختیار ہین تو مغلوب ہے مجکو معلوم ہوگیا کہ تو عہد شکن ہے تیری قسم کا اعتبار نہین کرنا چاہیے اب تجھپر یہی قسم خود ساقط ہوگئی مجھے بھی اختیار باقی ہے کہ چاہے تجھے قتل کرون چاہے تجھے رہائی دون یہہ خاموش بیٹھا ہے کہ دفعتا پانسا پلٹ گیا سوچا کہ جب مین اسکے اختیار مین تھا تو خداوند سے دعا کی تھی اونھون نے اپنی قدرت سے اسے گرفتار کرا کے مجکو رہا کر دیا تھا اب پھر دل مین دعا مانگون گا پھر یہہ گرفتار ہو جائیگا مین رہا ہو جاؤنگا ابھی تو یہہ مجکو قتل کرے گا نہین کیونکہ اسکی غرض بھی مجھ سے اٹکی ہوئی ہے یعنی راہ دربند کی کون بتائے گا گو ایک مرحلہ کا خاتمہ ہوا ہے ابھی تو چہ چوکیان اور باقی ہین یہہ سوچ کر خاموش ہو رہا اتنے مین فقیر صاحب نے کہا اب جو تم سے ہو سکے وہ کر دین زیادہ نہین ٹھہر سکتا ہون یہہ کہکر روانہ ہوے مرگ چھالا اوڑا اور شاہ صاحب نظرون سے غائب ہو گئے اوبوس نے بھی عرض کی

کہ غلام کے بارے مین کیا ارشاد ہوتا ہے کہا خضران نے کہ جاؤ پیرو ہدا لیا تمکو مگر تم سے غافل نہ رہنا اسنے عرض کیا کہ جہان خدانخواستہ کوئی خبر بد سنون گا فوراً جان بازی کرون گا یہ کہکر سلام کیا اور غرق زمین ہو کر غائب ہوگیا خضران نے بختیارک کا لباس اوتار کر داخل زنبیل کیا اور اسکو اپنی صورت بنا کر گنبد عیاری کا اسکے منہ پر خرخرہ دبا کر بول نہ سکے حال کھول دیسکے اور خود ماہیان خوش تقریر کے صورت بنکر ماہیان کو زنبیل مین ڈال لیا اسکے بعد سوچے کہ اب دوسرے مرحلہ کا پتہ کیونکر ملے ہاتھ دیکھا ہاتھ کی نشست دیکھی تین سو ساٹھ مگر ذہن مین آ گئی ایک کو تجویز کرتے جو سہیلیان ماہیان کی بیہوش پڑی تھین اونکو داروی بیہوش سنگھا کر ہوشیار کیا اور کہا کہ مجھے شرارہ نے بلا بھیجا ہے میری تو ہوش باختہ ہین کچھ سمجھ مین نہین آتا کہ کسطرح جاؤن مین بالکل بھولی ہوئی ہون کہ مین شرارہ تک کس ذریعہ سے جاتی تھی اوس نے نامہ لکھا تھا کہ خضران کو لیکر چلی آؤ مینے سنا ہے کہ تم نے اوسکو گرفتار کر لیا ہے اسے اگر وہان قتل کرو گی تو رہا ہو جانے کا چھڑانے والے اوسکے جل جلے مین مقفل اسکا یہ مقام ہے اونہون نے عرض کی کہ واری آپکو تو عشق نے کہین کا نہ رکھا آپ ایسی بھولین کہ وہ چھڑی آپکو یاد ہی نہین جو شرارہ نے چلتے وقت آپکو دی تھی آپ کے خواب گاہ مین رکھی ہے کہیے تو اوٹھا لاؤن ماہیان نے کہا کہ لے آؤ ایک عورت جلدی سے جا کر لے آئی ماہیان نقلی نے وہ چھڑی ہاتھ مین لی اور کہا کہ اب اسکا کیا کرون اوسنے عرض کی کہ اسے زمین پر ماریے ایک در پیدا ہو گا اوسمین داخل ہو جائیگا دریای آتش نظر آئیگا لیکن عکس سے اس چھڑی کے آگ دونون طرف ہٹتی جائیگی اک سڑک بیچ بنجائیگی یہ راہ شرارہ کے قصر تک صاف ملی گی یہ سنکر ماہیان نقلی نے کہا کہ اچھا تم سب یہین رہو مین جاتی ہون اور وہ چھڑی زمین پر ماری واقع مین ایک در پیدا ہوا خضران اوس در مین سے ہو کر آگے بڑھا دیکھا کہ ایک صحرا آگ سے مملو ہے ہر طرف شعلے لپکتے پھرتے ہین لیکن انکے ہاتھ مین تو چھڑی رد سحر کی موجود ہے برابر چھڑی ہلاتے چلے جاتے ہین جاتے جاتے قریب قصر پہونچے وہان شرارہ شعلہ افگن سائبان مین بیٹھا ہوا تھا کہ سامنے ایک مقام پر سے شعلے ہٹتی اور ماہیان خوش تقریر چھڑی ہلاتی ہوئی نمودار ہوئی شرارہ نے کہا کہ اے ماہیان اسوقت کہان آئین ماہیان نقلی نے خضران نقلی کو پیش کیا اور کہا کہ یہ میری سرحد مین آیا تھا مینے اسکو گرفتار کیا شرارہ نے بہت تعریف کی اور کہا کہ اے ماہیان دغدغہ صرف اسی کی ذات کا تھا اب کسیکا خطرہ نہین رہا بصیر جادو اسی کی خوف کے سات پردون مین چھپ کر بیٹھا ہے مگر اسکا زندہ رکھنا ٹھیک نہین یہ کہکر ٹانگ پکڑ کر خضران نقلی کے جو دراصل بختیارک ثانی وزیر سموات تاجدار ہی اوس دریای آتش مین پھینک دیا کہ یہ جلکر خاک ہوگیا اب شرارہ نے کہا کہ ای ماہیان آج تمہاری خاطر ہر طرح فرض ہے ایک تو تم نے کام اتنا بڑا کیا دوسرے مہمان ہو ہماری ہمارا جی چاہتا ہے کہ ہم تم ملکر شراب پئین ماہیان نقلی نے کہا کہ میرا بھی جی یہی چاہتا ہے غرضکہ صحبت گرم ہوئی شرارہ نے بھی شیشے اور ساغر منگوا کر ڈھیر کر دیے اور ماہیان نقلی نے بھی جیب سے ایک قلم نکالکر رکھی شرارہ نے کہا کہ اسمین کیا ہے ماہیان نے کہا کہ جوہر انگور سہ آتشہ ہے نہایت

عمدہ ہے کہ اگر ہوگی تو بہت خوش ہوگے شرارہ نے کہا کہ ضرور ہیون گا بس ماہیان نے ایک ساغر پانی سے بھر کر جو دو قطرے ٹپکا دیے سارا جام خون کبوتر ہو گیا اور خوشبو انگور کی اٹھلی شرارہ نے نہایت تعریف کی اور جام لیکر چاہتا تھا کہ ہونٹون سے لگائے کہ اسکے سامنے اک لطمہ رکھی ہوئی تھی اوسنے چلا کر کہا کہ او غافل کیا کرتا ہے ارے جام مین بیہوشی ہے کیا پیمانہ عمر تیرا لبریز ہوا ہے جو اس جام کو پیتا ہے اور یہہ خضران بن عمر ہے اور جسے تو نے خضران سمجھ کر قتل کیا وہ بختیارک ثانی وزیر تموات شاہ کا تھا بس یہہ سنا تھا کہ شرارہ نے کہا کہ اوہ زدہ مکار کہان جاتا ہے یہہ کہکر چاہتا تھا کہ سحر کرے جلدی سے گلیم اوڑھ لی اور غائب ہوگئے چھڑی تو وہین چھوڑی لیکن خود روانہ ہوگئے مگر راستہ نہین ملتا ہر چند کہ وہ اک ضرر نہین پہونچا سکتی ہے مگر اون شعلون سے نکل بھی نہین سکتے ہین ادہر شرارہ شعلہ افگن ہر چہار طرف ڈھونڈھتا پھرتا ہے جب کہین پتا نہ ملا اور عقل اسکی حیران ہوئی اسنے صندوقچہ کھولا اور رقعہ جمشیدی اوٹھا کر دیکھا لکھا تھا کہ اے شرارہ خضران فلان صحرا مین زیر درخت انار بیٹھا ہے شرارہ یہہ سنکر وہان سے چلا یہان اونے زیر درخت ٹھیر کر ماہیان اصلی کو زنبیل سے نکال کر ڈال دیا اور خود گلیم اوڑھے ہوئے پاس کھڑے رہے اسواسطے کہ انکو بھی یہہ یقین تھا کہ شرارہ آتا ہوگا بس ایسا ہی دیکھا اسنے کہ جانب آسمان سے اک برق چمکی ہے جلدی سے تکلہ ماہیان کے زبان پر کھینچ لیا یہہ عرض کیا جا چکا ہے کہ خضران سامنے شرارہ کے ماہیان کے شکل بنے ہوئے گئے تھے بس جیسے ہی شرارہ نے دیکھا کہ ماہیان زیر درخت بیٹھی ہوئی ہے خضران جھکر نعرہ کیا کہ خبردار مین آپہونچا ماہیان نے جو شرارہ شعلہ افگن کو دیکھا کہا کہ اے برادر تم نے کیونکر مجھے ہاتھ سے اوس ظالم کے چھڑایا شرارہ نے کہا او حرامزادی راز تیرا کھل چکا مگر تو مکر کی باتین کیے جاتی ہے فریب سے باز نہین آتا ہے کہان جائیگا کہ میرے ہاتھ سے ہوشیار ہو جا کہ اجل تیری سر پر آگئی پیمانہ عمر لبریز ہوا یہہ کہکر ترنج مارا ماہیان نے خالی دیا اور کہا کہ یہہ دہوکے مین ہے اِس مین زرا ٹھیک نہین غلاٹک مار کر صورت اپنی بہری کی بنائی اور اوڑ کر چلی ساتھ ہی شرارہ نے آواز دی کہ حرام زادے تو سحر بھی جانتا ہے اچھا دیکھون تو کیسا ساحر ہے اور دیکھ مین کیسا جادوگر ہون یہہ کہکر قلا کی اور باز بنکر بہری کا پیچھا کیا بہری بھاگتی جاتی ہے اور کہتی جاتی ہے کہ ارے دیوانے مین خضران نہین ہون مین ماہیان ہون یہہ تجھے کیا ہوا ہے شرارہ ایک نہین سنتا ہے کہتا ہے پہلے مشک مین دیوانہ ہو چلا تھا مگر اب مین ہوشیار ہون دوست و دشمن کو خوب پہچانتا ہون بغیر مارے نہ چھوڑون گا آخر کار دونون مین بالاے ہوا پنجہ چلنے لگا یہہ حالت جو خضران نے دیکھی جلدی سے رنگ و روغن عیاری لگا کر صورت اپنی ایک چڑی مار کی بنائی عشرتی باندھ کر دوشاخا تر کا بنایا اور اوس مین لاسا لگا کر اک بانس مین باندھ کر بلند کیا یہہ رنگ جو شرارہ و ماہیان نے دیکھا پکار کر کہ او چڑی مار دیوانے ارے ہم جانور نہین ہین انسان ہین تو یہہ کیا کرتا ہے چڑی مار نے جواب دیا کہ اہا ہا ہا تم تو باتین مثل انسانون کے کرتے ہو بادشاہ بڑی قیمت مجکو دے گا اور تمھین سونے کے پنجرے مین بند کرکے عمدہ عمدہ گوشت کھلائیگا اور تو

ادھر پنجہ جل رہا ہے ادھر آپ بانس لئے اوچک رہے ہین ہر جگہ سے شست باندھتے ہین کہ جہان نیچے ہون کنبا مارون اور وہ دونون ساحر اڑتے جاتے ہین یہہ لگائے ساتھ ساتھ ہے کہ پنجہ جلتے جلتے اک مقام پر باز نے بہری کو دبوچا اور مثل کوتے کے لیے ہوے زمین پر آیا چاہتا تھا کہ اوسے مار کر جلدی مار کا کام تمام کرون وہین سے ابے ہٹ ابے ہٹ کہتا تھا کہ ایک بار آپ نے جھکے سے جال الیاس زنبیل سے نکال کر جو مارا باز بہری دونون پھنس گئے جھٹ سے اونکو نذر زنبیل کر کے روانہ ہوے راستے مین ایک گھسیارا ملا اوس سے شہر کا پتا پوچھکر داخل شہر ہوے دیکھا کہ شہر چھوٹا ہے مگر نہایت آباد ہے دو طرفہ سڑک کے دوکانین حلوائیون نان بائیون کی ہین کہ اگر کوئی مسافر وارد ہو کہ بھوکا ہے اور آگے بڑھے تو اور مختلف قسم کے دوکانین ملین یہان تک کہ خوب بھرے جسوقت تھکے ایک حلوائی کی دوکان پر چڑھ گئے دیکھا تو گرم گرم پوریان تلی جا رہی ہین کڑھاؤ خوب کھول رہا ہے اوس سے کہا کہ سیر بھر پوریان دے حلوائی تو پوریان تو تولنے لگا دونا بنایا اپنے باز و بہری دونون کو نکال کر کڑھاؤ کے اندر کھینچ مارا یہہ دونون جو گر کر بھڑکے آپ تو جست کر کے الگ ہو گئے جسقدر تیل یا گھی اوچھلا حلوائی پر پڑا وہ بھی چیختا ہوا بھاگا اودہر باز و بہری جلنے لگے یہہ تو اوسی وقت خاک ہو گئے پتا بھی نہ لگا وہ چراہند پھیلی کہ ناک نہ دی جاتی تھی بازار مین شور ہوا آن واحد مین وہ دونون جلکر خاک ہوے اور لاشین انسانون کی جلی ہوئی کڑاو سے نکلکر علیحدہ گرین آندھی چلی خاک اوڑی تمام عالم تیرہ و تار ہو گیا زلزلہ پیدا ہوا دو آوازین مہیب پیدا ہوئین کہ مارا جوان کشتی یعنی نام من ماہیان خوش نفر جادو شرارہ افگن جادو دبو احیف مردیم وجان دادیم و بمطلب خود نہ رسیدیم جسوقت علامات سحر برطرف ہوے اور لوگون کو معلوم ہوا کہ حاکم ہمارا مارا گیا سر پیٹنے لگے وہان دریاے آتش گل ہو گیا سب حصہ سحر برطرف ہو گئے لوگ رونے پیٹنے لگے آپنے صورت اپنی ڈرانی بنائی اور موکل غضب پیکر داخل شہر ہوے اور ندا دی خداوند اکوان نے اسی شہر پر غضب نازل کیا ہے یہان تک کہ جو افسر تھا تمہارا وہ ہلاک ہوا جسے کہ اپنی جان بچانا ہو وہ شہر خالی کر دے اور جانب صحرا روانہ ہو جائے ورنہ مال سے پیچھے جان بھی جائیگی بس یہہ سننا تھا کہ لوگ جوق جوق گروہ گروہ بھاگنے لگے عورتون نے بچون کو گودیون مین لٹکایا اور اسباب و مال و زیور سب یوہین چھوڑا کیونکہ موکل غضب نے کہدیا تھا کہ اگر مال کی قسم سے کوئی اک حبہ بھی ساتھ لے جائیگا تو وہ اپنی جان سے جائیگا سوائے افسوس کے کچھ ہاتھ نہ آئیگا بلکہ عورتون نے یہہ کیا کہ جو اسباب وہ پہنے ہوئی تھین اوسے بھی اوتار کر پھینک دیا کہ جان ہے تو جہان ہے اگر جیتے بچے تو پھر پیدا کر لین گے جسوقت شہر خالی ہو گیا آپنے باطمینان تمام شہر کے گھر گھر کو لوٹا ایک حبہ کسی کے گھر مین نہ چھوڑا جب لوٹ سے فرصت ہوئی تو موکل رحمت نے دور جا کر صحرا مین آواز دی کہ شہر مین جاؤ صحرا خالی کرو

غرض کہ یہ سب اپنے اپنے گھرون مین آئے اب جو دیکھا گھر دیکھین آگر تو جو چولھے پر توا بھی باقی نہ رہا ہر ایک شور و غل مچانے لگا کہ ہائے کوئی لوٹ لیگیا قریب اُسکے ایک ڈومنی کا مکان تھا اُسنے پلک کر آواز دی کہ اے آبادھے بائین جوڑی طبلے کی رکھی ہوئی تھی کون ایسا شوقین تھا جو آکر جوڑی طبلے کی بھی لیگیا اب تو تار بند ہوگیا چلے مین سے اور آواز آئی کہ ہوا تم تو طبلے سارنگی کو روتی ہو میرا ایک طوطا اپنی جان کی قسم کیسا پڑھتا ہوا مع پنجرے کے اُسکو بھی پھڑوالیگیا۔ تیسری آواز آئی کہ لو سنو مجھ چرخہ کا چرخہ تک ہوالیگیا روئی تو کم تھے پونیان بھی بنا رکھی تھین وہ سب کے سب اُٹھا لیگیا پانچ پیسے جھکون پر پیشگی لائی تھی وہ تک موئنڈی کاٹا لیگیا میری کیسی بے آبروئی ہوئی خداوند اُسکا ستیاناس کرین نام لیوا پانی دیوا باقی نہ رہے۔ اُسی قریب مین ایک پسن ہاری رہتی تھی کہ آٹا پیس پیس کر رکھتی تھی اس سے اوقات بسر کر لیتی تھی وہ بھی سر پیٹ رہی تھی کہ موئنڈی کاٹا پیرا گیہون جو سکھانے کو پھیلائے تھے سب کے سب اوٹھا لیگیا اب جنکا روپیہ پہلے لے لیا تھا کہ آٹا پیسکر پہونچا دونگی ہائے اونکو کیا جواب دونگی اور کیونکر اُنکو سمجھاؤنگی ہائے کون ایسا گندم نما جو فروش تھا جو میری کشت زار امید کو پامال کر گیا اور آسیائے ظلم و ستم سے میری چھاتی پر مونگ دل گیا یا سامری دانہ دانہ کو محتاج ہوجائے جو میرا کلیجہ چھلنی کر گیا ہے اور توا اور باٹ و ترازو تک تو لیگیا دھڑی دھڑی کر کے مجھے لوٹ لیا کیا من ماں گھر جاتی تھی ایسا اولٹا دھڑا باندھا کہ سیر مین پاسنگ بھی نہ باقی رکھا ہائے سوکھے دہانون پانی پڑ گیا تھا کہ اناج ذرا سستا ہوگیا تھا چار پیسے ملنے کی امید ہوئی تھی دال دلیا چنی بھوسی جو میسر ہوئی وہ کھا کر اپنا پیٹ بھر لیتی تھی مگر فلک نے اُس امید کو ظلم سے آرد کر دیا روا نہ تھا اس رنج مین میدہ شہاب سی جو رنگت تھی وہ جھلسکر اُلٹا توا ہوگئی تخم پاش مزرع امید مین بوگئی دھوبن ایک طرف کلپ رہی ہے کہ میری لادیان کی لادیان مار لیا لیگیا سب کا ہون گے بیان کے میلے کپڑے دھونے کو آئے تھے اب کیونکر اُنکا من مناؤنگی دیدہ کی صفائی تو دیکھو کر لے دے کر صاف اسطرح نکل گیا جیسے صابن مین سے تار نکل جاتا ہے واہ کیا دھوبی پاٹ کا داؤن کیا کہ سب کو پڑا کر دیا ایک ہی گھاٹ اوتارا بھٹی چڑھانے کا بدقلعی پتیلا اور کلپ رکھنے کی دیگچی تک موئنڈی کاٹے نے باقی نہ رکھی۔ کسی درزی کے گھر سے دردناک آواز آتی تھی کہ واہ کیا قطع و برید کی کہ ایک کپڑا نام لینے کو نہ چھوڑا نواب چھٹن صاحب کی اچکن آغا صاحب کا کوٹ و واسکٹ اور صدہا آدمیون کے کرتے انگرکھے پائجامے بیسیون صدری جو سینے کے لیے آئے تھے مع سینے کی مشین تک اٹھا لیگیا اب کیا کرون ہاتھ پر ہاتھ رکھے بیٹھے ہین سب کپڑے طیار و ناطیار کیا لیگیا ہمارے رشتہ حیات کو قطع کر گیا ولیکن ایک ڈورا سا بندھا ہوا ہے ہر وقت اُسیکا دھیان ہے مگر کیا ہو سکتا ہے جو مقدر مین ہوتا ہے وہی ہوتا ہے ؎ چاک کو تقدیر کے ممکن نہین کرنا رفو + سوزن تدبیر ساری عمر گو سیتی رہے + خیاط ازل نے کیا جامہ رنج و الم ہمارے ہی قامت نازیبا پر قطع کیا تھا کہ آتش ظلم و ستم ہمارے ہی رخت حیات پر جلانا تھی جیسا ہمارا گھر موس لیگیا ہے جمشید جانینگے تو ایک کپڑا پہننا نصیب نہ ہوگا سینے والے کے کفن پر اتریگا ہائے کیا زمانہ کا حال ہے ؎ جیتے جی جسکے مرتے انسان کیسے ترک لباس بعد مردن اُسکے ہاتھون سے کفن ملتا نہین + اب اسی دھن مین ہین کہ ان لوگونکو کیا جواب دینگے جنکے کپڑے جاتے رہے وہ تو ہمارے جامہ حیات کی بخیہ گودم

جھول ڈالینگے کہاں تک اودھیڑ و بنگے دیکھینگے نہ بھالینگے ہاے وہ ناشاد و نامراد مرنے جوگا ہمکو لوٹ لیگیا زخم دل کے ٹانکے توڑ گیا کمر تو لی و بندکی دہجی تک نہ چھوڑ گیا۔ رنگریزن جدا جلاتی تھی عجب عجب رنگ سے آوازین سناتی تھی کہ ہاے کوئی چور ایسا آیا کہ جسقدر کپڑے رنگنے کو آئے تھے سب لیگیا لگن پر جو کسم چڑھا تھا ریتی ٹپک رہی تھی وہ تک لیگیا دوپٹے پاجامے الگنی پر جو پھیلے ہوے مع الگنی سب غائب ہو گئے بیگم صاحب کی انگیان کرتیان تیار کے جو ایک سے ایک عمدہ گھر گھرے کر رنگنے آئے تھے ایک نہ باقی رہا ایسا نیل کا ماٹھ بگڑا ہے کہ جسطرف دیکھو یہی چرچا ہے باندھنون کی چنریان جو گوڑیون مین فروخت کرنیکو طیار کی تھین اور پچرنگی ساریان ہاے سب اوڑا لیگیا ہمارا کلیجہ تو رنگ کی طرح کٹ گیا دل پھیکا ہو گیا ہاے گلابی بادامی فالسائی اودے گل انار سنہری چمپئی شربتی اور ململ کے دوپٹے کیسے کیسے نادر مینے رنگکر پھیلائے تھے ایک کو بھی جوانامرگ نے نہ چھوڑا غرضکہ چارون طرف ہلڑ مچا ہوا ہے بازار کے بازار لٹے ہوے پڑے ہین حسرت برس رہی ہے تمام شہر مین سناٹا پڑا ہوا ہے دوکانین بند ہین مکانات شہر سے صداے گریہ و بکا بلند ہے بعض بعض خالی مکانون اور دوکانون کو اہل محلہ اور بدمعاشون نے لوٹ لیا ہے ہر گلی و کوچہ سے فریاد الغیاث کے سوا کچھ نہ سنائی دیتا تھا ہر شخص کے زبان پر یہ کلمہ جاری تھا کہ ہاے کوئی لوٹ لیگیا جھاڑو دیگیا تنکا نہ چھوڑا گیا اہل محلہ کیا دوکاندار کیا اہل حرفہ و پیشہ ور سب کا ایک ہی حال تھا بقول شخصے ایک حمام مین سب ننگے دوکانین تاجرون کی لٹی ہوئی سب زینت و آرائش خاک مین ملی ہوئی جہان دیکھو سناٹا سا ہے بھیرون ناچ رہا ہے بازار شور و فغان گرم ہے متاع ہوش و حواس کھو کر ہر ایک رنج و غم و الم کا خریدار ہے بزازون کا جامہ عقل و شعور مکدر ہے انکی گلبدنی سب رفو چکر جسم انکا زخمہاے رنج افسوس سے رشک مشجر تیر ستم سے بے اسطرح غربال جالی لوٹ سے بہتر غصہ سے چہرہ لال بنات کی کیفیت دیکھاتا تھا برق غضب کی چمک مثل ماہتابان تھی کہ قباے عقل و خرد ٹکڑے ٹکڑے مثال کتان تھی یہی حال صرافے کا تھا کہ اس ہنگامہ لوٹ و غارتگری مین کھوٹے کھرے کی پرکھ جانچ ہوتی تھی جو بدچلن تھا مضروب غارتگری سے مثل سکہ رائج الوقت رواں درم و دینا کی طرح داغ تجسم پر عیان اور بساط خانہ کی انبساط سب خاک مین ملگئی تھی کچھ بساط ازین بھی گلفروشون کے ہاتھ پاؤن پھول گئے تھے ساری بہار اپنی بھول گئے تھے نرگس آسا ٹکٹکی باندھے حیران کار بلبل نمط پریشان و زار گل کیطرح گریبان چاک برنگ سبزہ پامال و ہلاک تنبولیون کی سرخروئی زرد روئی سے بدل گئی تھی مارے رنج کے دھان پان تھین نقصان کی جان سپاری مین سے منہ لال تھا انھین کی سبز قدمی کا اثر تھا کہ چونہ سنگ سر تھا حلوائیون کے لیے امرتیان نالہ گلوگیر تھین لوٹ مار نے قوام انکا بگاڑ دیا تھا شیرینی کے عوض تلخکامی کا مزا اٹھا کبابی آتش حسرت پر جلتے تھے دود غم سے کبابون کے آنسو نکلتے تھے شور نالہ و بکا سے دل زخمی کو نمک کا مزا ملتا تھا صورت کباب کلیجہ جلتا تھا بھٹیارون کا بھی یہی حال تھا کہ سارے نشے ہرن ہو گئے دم بھر وہان ٹھہرنا محال ہوا بیچارے اس کیطرح ہر ایک نے پیچ و تاب کھایا بھاگنے پر دار و مدار ٹھہرا چنبر چرخ انکی حال پر بدلتا تھا سینہ فلک سے دود آہ نکلتا تھا سنگترین از فکر ترین نارنگی کے عوض یہ نیرنگ دیکھتی تھین اور نارنج و غم رنج پاتی تھین نارستان کو انکی بھی نہ حاصل تھی سیب ذقن کو رنج و ملال کا آسیب انناس نسناس کر دیتا تھا خلاصہ یہ ہجوم الناس مین سوا اس تذکرہ لٹ جانیکی اور کچھ چرچا نہ تھا اس ہلڑ مین کسی کا لڑکا چھٹ گیا تھا عورتون کا زیور تو پہلے ہی لٹ گیا

ہر ایک مقام پر اہل شہر کا جماؤ تھا ایک ایک سے کہتا تھا کہ یارو یہہ خداوند نے نئی خدائی خداوندی کی کہ گھر بھی لوٹا اور **فرشتہ رحمت** بھیجکر ہمین سبکو بلوایا غرضکہ آپس مین ہر ایک کی قیل و قال ہوتی رہی اور ہر ایک نوع کی تدبیرین اور فکرین ہوا کین آخر الامر ہوتے ہوتے سب نے بالاتفاق کہا کہ اب ایک رائے خوب ہے کہ اب شب رو بیٹھکر یہین بسر کرو جب صبح طالع ہو تو تالاب خداوند پر چلین گے اور وہ جو گنبد نکلتا ہے تالاب مین سے اور وہ پتلی طلائی جو سارے حالات مہینہ بھر کے بعد بیان کرتی ہے اوسی سے سب حال معلوم ہو جائیگا کہ کون ہم لوگون کو آکر لوٹ لیگیا اور **فرشتہ رحمت** کیون آیا اور کسنے بھیجا یہہ سب حالات بخوبی معلوم ہو جا لینگے چنانچہ یہ بات **خواجہ** نے بھی سنی کہ ان لوگون نے باہم یہہ امر قرار دیا ہے کہ رات تو جون تون یہین بسر کر صبح کو تالاب خداوند پر چلین وہ جو گنبد تالاب مین سے نکلتا ہے اور پتلی طلائی جو سارے حالات گذشتہ و آئندہ مہینہ بھر کے بعد بیان کرتی ہے اوسی سے سب حال معلوم ہو جائیگا بس **خواجہ خضران بن عمرو** نے ان لوگون سے یہ بات سنکر فوراً اپنی شکل تبدیل کر کے بانتظار صبح ٹاٹ کا ٹکڑا بچھا کر کسی حلوائی کی دوکان پر جو خالی پڑی ہوئی تھی اوسمین جا کر سو رہے۔ جب زلف لیلائے شب کمر تک پونچی انکی آنکھ بند ہوئی اور نفیر خواب بلند ہوئی اوسوقت **خواجہ** نے عالم رویا مین دیکھا کہ مہر سپہر عیاری تشریف لائے جھک کے انھون نے باپ کو مجرا کیا **عمر** نے دعا دی اور کہا کہ بیٹا تو تو مجھ سے بھی بڑھ گیا ہے مین تو مرشد تھا تم ولی نکلے۔ تجھ اکیلے نے سارے شہر کو لوٹا تب بھی تیرا جی نہ بھرا ہے گفت چشم تنگ دنیا دار را یا قناعت پر کند یا خاک گور۔ **خواجہ عمرو** نے کہا کہ جسطرح یہ سارا شہر لوٹا اوسیطرح نہین معلوم کسقدر روانے ہوے ہونگے اور کسقدر مال و دولت حاصل ہوئی ہو گی مگر کبھی پانچ پیسے بھی خانہ کعبہ کو نہ بھیجے کہ ہمارا بھی دل خوش ہو تا کہ بیٹا ہمارا بڑا سعادتمند ہے اور نہایت تعجب ہے اور ہمارا خیال ہے اسکو خیر زیادہ نہین تو کم ہی سہی پھول کی جگہ پنکھڑی تھوڑا یا بہت بھیجا تو مان کا پان بہت ہے خیر دیکھا جائیگا پھر **خواجہ خضران** نے ہاتھ باندھکے عرض کیا کہ اے والد ماجد آپکی دوستی و محبت آپکی غمخواری و حق الخدمت دل **حمزۂ صاحبقران** پر نقش ہے اور تمام عالم جانتا ہے اظہر من الشمس ہے حاجت بیان نہین ورنہ **شاہزادۂ بدیع الملک** بھی اگر خیال فرمایا جاے تو گل ہین اوسی گلستان کے اور گوہر نایاب ہین اوسی بحر عمان کے کیونکہ **صاحبقران** بن **صاحبقران** یعنی شاہزادہ **بدیع الزمان** اونکے بیٹے **شاہزادہ عالیوقار شاہزادہ نور الدہر** اونکے نور نظر یعنی شاہزادہ **بدیع الملک** جو فی الحال **صاحبقران** فی الحال ہین اونکی بصارت چشم زائل ہونیکا حال آپکو معلوم ہوا ہو گا کیونکہ جب لوٹنے کا حال آپ کو معلوم ہوا ہے تو یہہ حال بھی ضرور معلوم ہوا ہو گا اور رواہ یا دادا جان آپکو لوٹنے اور مال حاصل کرنیکی فکر تو ہوئی طمع دنیا آپکو دامنگیر ہوئی مگر آپنے کوئی فکر ایسی نہ فرمائی کہ جس سے شاہزادہ بلند اقتدار کی بینائی کا بندوبست ہوتا اونکے دشمنونکو جو اندنون چشم زخم پونہچا ہے اور بصارت زائل ہے چشم پوشی کی ہے انکی اچھی ہونیکا انتظام ہوتا ہم سب انھین کے لیے دردمند ہین کہ انہی **صاحبقران** کیلیے جان نثار پاتکین ہین غلام بھی ویسی ہی فکر مین گرتا ہی پر سب آپ ہی کی جوتیون کا صدقہ ہے۔ **خواجہ عمرو** نے کہا کہ بیٹا سچ تو یہ ہے کہ دنیا کی چھوٹی کا تو چندان

افسوس نہیں ہے ؎ ترک دنیا کا سوچ کیا ناسخ + کچھ بڑی ایسی کائنات نہیں + مگر ہان مال و زر کے چھٹنے کا البتہ افسوس ہے کہا ہے ؎ ہم تو یون ترسین اور غیر لوگ مزے کرین کن محنتون اور مشقتون سے تو حاصل کیا مگر کچھ کام نہ آیا سب یہین چھٹ گیا ؎ سکندر جب گیا دنیا سے دونون ہاتھ خالی تھے + متاع دہر نہایت قلیل ہے ہر دم کانون مین کوس رحیل ہے اور سواے اسکے ہمکو کسی طرح کی تکلیف نہیں ہے بقول ہوس ؎ کبھی کعبہ مین سجدے کسی بت پہ فدا کبھی دیر مین کرتے تھے جا کے بکا + ترے کوچے مین بیٹھے تو خوب ہوا + کہ کشاکش دیر و حرم سے چھٹے + ہوے عازم ملک بقا جو ہوس تو خوشی یہ ہوئی کہ غم سے چھٹے + فراغ الم نہ وہان بھی ہوا وہان غم یہ ہوا کہ وہ ہم سے چھٹے + ہاے دنیا۔ باغ بہشت مین ہمکو نہایت آرام ہے حورین خدمت کے لیے موجود غلمان کمربستہ حاضر قصرہاے جنت کیسے آراستہ کہ آرائش دنیوی اُنکے سامنے ہیچ ہے ہر دم پیش نظر خم ابروے حسینان یا کاکل محبوبان پیچ در پیچ ہے جواہرات کے اشجار ہر خیابان مین زینت بخش روضہ رضوان ہین یاقوت و زمرد کے نالدون مین چھوٹے چھوٹے درخت جنمین موتیون کے گچھے آویزان فروغ بخش باغ جنان ہین قصرہاے مروارید و زبرجد پرنور کا عالم ہے ہر مکان مین قمقمہاے نور آویزان ہین وہانکی ہوا روح پرور ہے قلبکو فرحت دلکو تازگی ہوتی ہے دیکھنے کے باغ ہمیشہ بہار مین خزان کا نام نہین نہر کوثر و تسنیم کا پانی کیسا صاف و شفاف کہ آب مروارید بھی جسے دیکھکر خجل و منفعل ہو جاے بحر ندامت مین غوطے کھاے ہر قصر مین نور کی قندیلین روشن فرش نور سے سارا مکان مرتب و مزین پھل نہایت خوش ذائقہ و شیرین جنکے کھانے سے روح کو طاقت قلب کو فرحت حاصل ہو طرفہ یہ کہ جس پھل کیطرف رغبت ہو وہ شاخ پر ثمر خود جھککر منہ مین لگجاے جسقدر خواہش ہو کھاے پھر درخت اپنے مقام پر چلا جاے نہ کچھ گرانی معلوم ہو نہ بول و براز کی حاجت ہو نہ نجاست کا کہین نام نہین خلاصہ یہہ کہ نہایت آرام سے بسر ہوتی ہے حوریان خلد سے ہر دم صحبت رہتی ہے بہ عیش و راحت بسر ہوتی ہے۔ **خضران** نے کہا کہ باوا جان اب مین بہت حیران ہوا کہ گنبد کا حال کیونکر معلوم ہو اور ربصیر جادو کو کہان سے پاؤن جو ان سب کو اندھا کر گیا ہے تاکہ اُس ملعون کو قتل کرون خواجہ عمرو نے جواب دیا کہ بیٹا مین تیری حیرانی و پریشانی کیوجہ سے اس مقام پر آیا ہون تاکہ اُسکی تدبیر تجکو بتاؤن بیٹا بڑی جرأت کا وقت ہے بیچ دریا مین وہ گنبد نکلے گا اور سوا ہاتھ کی طلائی پتلی بیچ گنبد مین سونے کی ایک چوکی پر بیٹھی ہوئی زیور مرصع جواہر کا تمام تن پر آراستہ کیے ہوے گویا ہوتی ہے اور کل حالات بیان کر دیتی ہے کوئی شخص اگر دنیا اس شہر مین آیا ہو تو بیان کر دیتی ہے بس تمکو یہہ چاہیے کہ تم اوسکے کانون کی بالیان ہمین پونہچا دینا اور باقی کل زیور اسکا اپنے قبضہ مین کرنا اگر بالیان نہ بھیجو تو خیر ایک نتھنی ہی بھیجدینا از خرس موئے بس ست + اگر یہ بھی ہو تو [illegible] کنارے دریا کے کھڑے ہو جانا کہ وہ پہچانکر تمہین آواز دے اور لوگ نذر کرکے تمکو گرفتار کرنا چاہین تم جست کرکے اوس گنبد مین اپنے آپ کو پونہچانا اور پتلی طلائی کو مع چوکی طلائی میرے نام پر داخل زنبیل کر لینا اور جو بیس پچیس ساحر اس بات پر مقرر ہین جنکا دن رات پہرہ رہتا ہے کہ جسدن عمرو آئے گا یہ گنبد زمین پر گر پڑیگا اور دریا خشک ہو گا فوراً عمرو کو پکڑ لینا پس اُن ساحرون سے اپنے کو بچانا اور اُنسے خوب ہشیار رہنا اور ربصیر جادو جب ہاتھ آجاے تو اُسکو زندہ گرفتار کر لینا اور اسکی دونون آنکھین نکال

اور بہت سے لوبان مین شریک کر کے کُحل بنا کے آنکھ کے اوپر دھونی دینا جب یہ سب جتن ہو گئے بصارت چشم جو زائل ہو گئی ہے عود کر آئیگی خوب خیال کر لو کہ جب تک اس ملعون بصیر کی آنکھین نکالکر دھونی ندوگے تب تک کسی کی آنکھ مین بصارت نہوگی اس کام مین ہرگز چشم پوشی نکرنا خواجہ خضر ان جانتے تھے کہ اور پوچھین کہ خواجہ عمر نظر سے پوشیدہ ہو گئے انکی آنکھ تڑپ کے کھل گئی دیکھا تو غول کے غول عورت مرد صغیر و کبیر برہنہ پا سب بسمت دریا کے چلے جاتے ہین ایک اژدہام کثیر اور جم غفیر ہے کہ ٹیڑی دل کیطرح امڈا چلا آتا ہے تانتا بدھا ہوا ہے اہل شہر سے ایک آدھ بفکرے نے انکو بھی ٹھوکر مار کر جگایا کہ اگر فریادی ہی تو چل ٹاٹ بغل مین دبا کے کہ سب فریادی جاتے ہین تیرا بھی مدعائے دلی بر آئیگا دیکھو وہ سب غول کے غول چلے جاتے ہین بس یہ بھی اُس غول کے ساتھ ہو لیئے اور چلے اب جو دریا پر جا کر پہنچے تو دیکھا صبح صادق کا وقت ہے نور کا تڑکا ہے ستارے جھلملا رہے ہین رخ ماہتاب پر زردی ہے بلباس فلک لاجوردی ہے آمد آمد شاہ خاور کی ہو رہی ہے شعاع نور ہر طرف پھیلی جاتی ہے روز روشن ہوا چاہتا ہے سب زن و مرد تھالیان ہاتھ مین اُسمین سامان پوجا پاٹ کا رکھا ہوا سب دریا کی سمت متوجہ ہین انھون نے بھی مہلت پا کے اپنا اسباب عیاری تن پر درست کر لیا اور حیلہ ہائے ناحق سے تنگ و چست ہو کر یہ بھی چلنے پر آمادہ ہوئے اب جو دیکھا تو ایک دریائے زخار ایک صحرائے لق و دق و پریشان مین واقع ہوا ہے اگر اُس صحرا کی ویرانی بیان کیجائے تو یقین ہے کہ ویرانی کو بھی وحشت ہو یہ تو وہ بادیہ ہول خیز صعوبت کا گھر تھا بربادی کا مدنظر تھا کوسون کا چٹیل میدان انسان نہ حیوان دشت سنسان آفتاب وہان جاتے ہوئے تھرتھراتا ہے شب کو ماہتاب کا دل داغدار نظر آتا ہے ہر ستارہ صورت داغ چرخ پیر کو وہان عشرت سے کب فراغ ہر ذرہ آفتاب محشر باد سموم کا قدم دھرنا مشکل اُس زمین پر مسافر وہم و خیال کو جانا محال رستم وہان خوف سے بیرزال پناہ پانی مشکل وہان کا سنگ ہر ایک سنگدل کوسون کیا منزلون تک کہین درخت کا نام نہین وہ صحرائے ہولناک کہ خوف سے ہر ایک کا دل بیتاب دیوانگان بادیہ وحشت وہان آتے خوف کھاتی تھی یہ حال تھا کہ نظم آسیب جو اُسمین آئے ڈر جائے + دیوانہ ہو دیو بلکہ مر جائے + ہوش اوڑتے تھے دیکھکر اسیاہی + پھیلی تھی ادہر ادہر سیاہی + ڈائن تھی جگر کو کھا رہی تھی + بن بن کے بلا ڈرا رہی تھی + ایک تیرگی تھی لحد کا عالم + معلوم نہو کہ ہین کہان ہم + غرض کہ راہ طے کر کے دریا پر پہنچے دیکھا کہ بحر زخار ہے متموج دھارا ہے نہنگان خون آشام دم بدم سر پانی سے نکالتے ہین غوطے مارتے ہین کہ ؎ سہمگین آبے کہ مرغ آبی درو ایمن نبود + کمترین موج آسیا سنگ از کنارش در ربود + بلکہ شعار آب تھا یا کہ بحر تھا زخار + جسکا ہر قطرہ موج تھا تہ دار + موج کا اشارہ طوفان پر + مارے چشمک حباب عمان پر + گرداب جب تب دیکھا + ساحل اُسکا نہ خشک لب دیکھا + اس دریا کا یہ حال تھا کہ ہر ایک کنارے سے اُسکے شعلے آگ کے نکلتے تھے لہرین اُسکی مثل مار سیاہ پیچ و تاب کھاتی تھین آنے والون کو ڈراتی تھین ایسے مقام قہر آلود کی حفاظت کے لیئے بہت سے ساحران زبردست یادگار سامری و جمشید اوس دریا پر متعین ہین ہر وقت مسلح و مکمل حربہا

سحر ہاتھون مین لیے ہوے براے حفاظت بیٹھے رہتے ہین آخر گریبان سحر غم مین ان فریادیون کے چاک ہوا اور جلاد فلک باتیغ تیز قتلگاہ سپہر مین داخل ہوا نظم چو گلعذار فلک نرگس خمار آلود + بصد کرشمہ ز خواب سحر گہی بکشود + بترک روز ندائے سحر گہی برسید + کہ سر ز خواب برآور کہ چشم شب تغنود + رواج رونہ بپوشید ترک یغمائی + پرند نخلی گردون ز پشت شب بربود + نوائے رشیدہ شیاز افق علم بزد + ز چین فتادہ بہندوستان درفش کبود + اب خوب دن نکل آیا ضیائے مہر جہانتاب کے سے جہان تیرہ و تار روشن و منور ہوگیا اب جو دیکھا تو دریا مین ایک تلاطم پیدا ہوا اور پانی جوش مارنے لگا بعد اُس جوش و خروش کے دیکھا تو یک بیک کلسی طلائی دریا کے اندر سے مثل آفتاب کے عجب آب و تاب سے نکلی اور اُس کلسی پر ایک آفتاب بڑی چمک دمک کے ساتھ نمایان تھا کہ اُس سے ایک روشنی پیدا ہوئی دیکھنے والونکی نگاہین اُس آب و تاب کو دیکھکر خیرگی کرنے لگین **خواجہ** نے یہ کیفیت دیکھکر دل مین کہا کہ یہ سب کارخانہ سحر کا معلوم ہوتا ہے اور تمام سامان شعبدہ بازی و نیرنگ سازی کا دکھلائی دیتا ہے مگر یقین ہے کہ تیلی اور جو کی سونے ہی کی ہو کیونکہ اگر ایسا نہوتا تو والد ماجد کبھی جھوٹ نہ بولتے بس **خواجہ** یہ تصور کر ہی رہے تھے کہ اب جو نگاہ اٹھا کے دیکھتے ہین تو وسط دریا مین ایک گنبد مثل شعلۂ آتش کے قائم ہے یہ سب مرد و زن جو کہ جوق جوق آئے تھے اور کنارہ پر ایک ازدحام کثیر لگا ہوا تھا یہ سب اُسکے سب برائے سجدہ جھکے اور ہر ایک شخص ڈنڈوت و پرستش کرکے فریاد و الغیاث کرنے لگا کہ ہم لٹ گئے تباہ و برباد ہوگئے ہمکو کسی طرف کا نہ رکھا تمام مال و اسباب ہمارا لوٹ لیگیا گھر مین ایک توا تک نہ چھوڑا برتنون کی قسم سے پانی پینے کا کٹورہ تک باقی نہ رکھا کپڑے کی یہ کیفیت ہے کہ ایک چیتھڑا تک بدن پر نہین ہے ایک بیٹی دو دو گوش سہنبری کے لوگرون کی طرح آگا پیچھا برابر جسم پر سوائے لنگوٹی کے چار اُنگل کا کپڑا تک نہین ہے کہ اپنا ستر عورت کرین سب کے سب یون ہی برہنہ ہین ف تنگو عریانی سے بہتر نہین دنیا مین لباس + یہ وہ جامہ ہے کہ جسکا نہین سیدھا اولٹا + کسی متنفس کے پاس ایک تار پیرہن تک باقی نہین رکھا بقول شاعر ع کرینگا دست درازی جنون تو اب کسپر + ہم اپنا جامۂ ہستی اوتار رکھتے ہین + غرضکہ ہر طرف نعرہ و شور و فریاد بلند تھا ہر صغیر و کبیر کی زبان پر یہی کلمہ جاری تھا کہ ہائے ہم لٹ گئے فریاد ہے دہائی ہے سوائے خداوند کے کس سے فریاد کرین ہماری فریاد کو پہنچے کوئی ہمکو آکر لوٹ لیگیا اور ساری شہر کو تباہ و برباد کر دیا سبکو محتاج کر گیا کسی کام کا نہ رکھا اور کچھ اُسکا پتہ نہ ملا کہ کون لوٹ لیگیا۔ جب اسطرح ان فریادیون نے صدائے نالہ و فریاد بلند کی تیلی نے آواز دی کہ ارے غافلو اپنے ساتھ دشمن کو لیکر آئے ہو پہچانتے نہین ہو وہ تمہارا لوٹنے والا تو تمہاری آنکھون کے سامنے موجود ہے دیکھو سنگھاڑے والے پاس کھڑا ہوا ہے یہی **خواجہ** جعفران بن عمرو عیار ہے کہ جسنے تمام ملک کو تباہ و برباد کر کے بے چراغ کر دیا ہے اسکے جاتے ہوئے رہ کو تک باقی نہین ہین یہ عجب بلائے بے درمان ہے کہ بڑے بڑے ساحران غدار و فسون سازان جفا شعار اس کے نام سے مثل بید کانپتے ہین اور ایسے اسکے ہاتھون عاجز و پریشان ہوگئے ہین کہ مارے خوف کے تھراتے ہین ہزارون ملک

لاکھون ساحر اسکے ہاتھ سے ہزاران رنج و تعب انواع و اقسام کی تکلیفین اُٹھا کے رہرو ملک عدم ہوئے جسطرف اسکا قدم گیا وہان کی صفائی کردی شاہان طلسم کے دربارون کو ایسا لوٹا کہ سوائے نقش بوریا کے اور کچھ نہ چھوڑا جس گھر پہ گئے جھاڑو دیدی تنکا تک نہ چھوڑا اسکے خنجر نے لاکھون ساحرون کے خون چاٹے ہین ہزارون کے گلے کاٹے ہین بڑے بڑے پہلوانان رستم شکوہ و شاہان انجم گروہ کے چراغ زندگانی اسنے گل کردیئے ہین اسکی صرصر عیاری نے انکی شمع حیات کو خاموش کردیا ہے دفتر کے دفتر اسکی عیاری و مکاری کے حالات سے بھرے ہوئے ہین خداوند سامری و جمشید اسکے بارے مین لکھ گئے ہین کہ جہان عمرو عیار کا قدم آوے ساحر کو چاہیئے کہ اپنے تئین پوشیدہ کرے سربریدہ ساحران ورنیش تراشندہ کافران حلقہ فگن گوش گردن کشان بیک طرار خنجر گذار قلعہ گیر بے جنگ صاحب فنطورہ و زرنگ مہر سپہر عیاری و قطب فلک خنجر گذاری اسکا لقب ہے وہ دیکھو سامنے کھڑا ہے جلد اسے گرفتار کرلینا جانے نپائے چلی کا یہ کہنا تھا کہ لوگ جھپٹے ادھر اسنے جست کیا یا مولا یا اللہ کہکر یہ خیال کرکے کہ ؎ درین دریائے بے پایان درین طوفان موج افزا + دل افگندیم بسم اللہ مجریہا و مرسٰہا + یہ کہکر کہ ؎ خداوندا برائے نوح میری ناخدائی کر + محیط بیکران ہے اور میری کشتی ہے طوفان مین + وہی کردیگا بیڑا پار میرا اس ہلاکت سے بچا لی جسنے کشتی نوح کی طوفان سے ایک آن مین + فوراً یہ جست کرکے در گنبد پر ہو بیٹھے چلی نے شور مچانا شروع کیا کہ ارے حرامزادون آج سے ہماری زیارت کو ترسو گے اور خبر کے محتاج رہو گے آج سے ہمارا دیدار تم لوگون کو نصیب نہوگا نہ کوئی حال گذشتہ و آئیندہ معلوم ہوگا افسوس ہے کہ آج سے تم لوگ ہماری زیارت سے محروم رہے انھون نے آواز دی کہ کیون چین چین کرتی ہے تم چپ نہیں رہتی یہ کہکر مارا جال الیاسی اور فوراً داخل زنبیل کرلیا وہ بہتیرا شور و غل مچایا کی مگر یہ کب سنتے ہین پڑی رہ حرامزادی زنبیل مین بس چلی کے جاتے ہی گنبد و دریا سب در گنبد ہوگیا یعنی دریا تو شعلہ جگر بھق سے اوڑ گیا جسطرح کہ پارا آگ پر سے اوڑ جاتا ہے اور گنبد زمین پر آکر تڑاق سے گرا وہ جو بیس پچیس آدمی کنارے دریا کے برائے محافظت و نگہبانی بیٹھے تھے وہ دوڑے کہ لینا جانے نپائے بھلا اونکی کیا تاب و طاقت تھی اور کیا جان رکھتے تھے جو انکو گرفتار کرتے یہ ایک برق ہین چھلاوا ہین بقول شاعر ؎ سیماب و شعلہ ہین ہم برق و شرار مین ہم + اللہ ری بیقراری کیا بیقرار ہین ہم + بس انھون نے جلدی سے وہ گنبد جو کانچ کا تھا وہ بھی جھٹ پٹ انھون نے داخل زنبیل کرلیا کہ اسکو کیون چھوڑون شاید میری تقدیر سے اسمین بھی کچھ سونا لگا ہوگا تو کھرچ لون جب گنبد زمین پر سے اوڑ گیا اب وہ لوگ بہت گھبرائے کہ ارے گنبد بھی غائب ہوگیا وہ اپنے مقام پر سے کھڑے کہہ رہے ہین کہ ابھی مار لو ذلیل اور ترنج و گولے فولادی مارنے لگے یہ کود کر ان لوگون کی پشت پر آگئے وہ ناریل و ترنج وغیرہ زمین پر گرکے خاک ہوگئے گولے فولادی بیکار گئے آپنے پشت پہ سے نکال کے سفید مہرہ کیا جسکی آواز چھ سات کوس تک جاتی ہے گڑگڑانا شروع کیا آواز دی کہ اشترا و فرمساقو مین تمہارا ملک الموت ہون تمہاری جان چھوڑونگا تھوڑی جبتک تم سبکو کھا نہ لونگا جسطرح مال و اسباب تمہارا غائب ہوگیا ہے اسیطرح تمہین

بھی تمھاری غائب ہو نگی روحون کو تمھاری قبض کرونگا بس اپنی جان بری چاہتی ہو تو پھینکو
جو کچھ تمھارے پاس ہے اب تو لوگون نے ناریل و ترنج و نارنج اور جو کچھ جھولیون مین تھا اور
جسکے پاس جو روپیہ پیسا تھا سب نے پھینکنا شروع کر دیا اور آپ نے چننا شروع کیا لوگون
نے دیکھا کہ جو چیز گرتی ہے وہ غائب ہو جاتی ہے گرتے ہوئے تو معلوم ہوتی ہے پھر نہین دکھلائی
دیتی کہ زمین کھا گئی یا آسمان کھا گیا کوئی کہتا ہے یارو جان کی خیر مال ہے پھینکدو جسکے پاس
جو چیز ہو کہ اس بلا سے تو نجات ملے اور یہ سفید مہرہ برابر بجا رہے ہین اسکی وہ مہیب آواز
ہے کہ معاذ اللہ ایک ہیبت سبکے دلون پر چھائی ہوئی ہے اور مارے خوف کے روح
فنا ہوئی جاتی ہے جو چیز جسکے پاس ہے وہ برابر پھینک رہا ہے یہان تک کہ پائجامہ
انگرکھا بھی اوتار اوتار کر سب نے پھینکدیا ٹوپی یا دستار کسی کے سر پر نہ تھی سب لوگ
کپڑے اپنے پھینکتے جاتے تھے یہ برابر کہہ رہے ہین کہ ارے پھینکدے ارے پھینکدے
اور لوگ مارے خوف کے کپڑے اوتار کر پھینک رہے ہین عورتین مرد سب ایک
حال مین مبتلا ہین ایک حمام مین سب ہی ننگے ہزارہا آدمی جو ایکدم سے برہنہ ہو گیا تو یہی معلوم
ہوتا تھا کہ صحرا مین غول بیابانی بھر رہے ہین ؎ عالم عریانی سے بہتر نہین دنیا مین لباس
یہ وہ جامہ ہے کہ جسکا نہین سیدھا الٹا + تھوڑی دیر مین سب کے سب برہنہ ہو گئے وہ
جو ایک مقام پر پچاس ساٹھ ساحر بطور نگہبان و محافظ اس جگہ کے تھے وہ اپنے مقام پر
کھڑے دیکھ رہے تھے انھون نے کہا واہ بھی واہ جسکو دیکھو برہنہ بھاگا چلا آتا ہے ایک
ہاتھ آگے ایک ہاتھ پیچھے اور کہہ رہا ہے کہ کیا کہین ایک آفت پیچھے چلی آتی ہے جس
سے بچنا دشوار ہے میان تم بھی بھاگو اور جو کچھ تمھارے پاس ہو پھینکدو کہ جان کا صدقہ
مال ہے جان رہیگی تو پھر سب کچھ ہو جائیگا اور حضرت سفید مہرہ پھونکتے چلے آتے ہین
وہی عبرت ان پر بھی طاری ہوئی چنانچہ انھون نے بھی مارے ڈر کے کپڑے اپنے
اوتار کے پھینکدیئے اور جو کچھ انکے پاس تھا سب نکالکے ڈالدیا وہ سب غائب
ہوتا چلا جاتا ہے اب یہ سب لوگ بھاگتے ہوئے کوہ قضا و قدر کے جانب چلے
طوفان بن سرکش جادو جو اس مقام کا حاکم ہے وہ فی الحال شکار پر ہے فقط ایک جادو
اس جگہ کا بندوبست و انتظام کر رہا تھا وہ یہ کیفیت دیکھکر جھپٹا اور ان ننگون کو دیکھکر
اس نے ایک اسم سحر دم کیا کہ ان سب کی پشت پر ایک دیوار آہنی پیدا ہوئی اور سب
اُسکے اندر آگئے خضران بن عمرو ثانی بھی گلیم اوڑھے ہوئے انھین سب ننگون کے
ساتھ آپ بھی اسی حصار آہنی کے اندر آگئے اور جلدی سے آپ بھی ننگے ہو گئے
اور کہنے لگے کہ حضور ان سب لوگون کے ساتھ میری بھی بہت عمدہ پوشاک لٹ گئی مین
مرد با ہون اور مجھ مرد با میرا نام ہے میرا سونے کا عصا اور لباس میرا بہت عمدہ تھا جبکہ وہ
پگڑی وغیرہ سب مینے بھی پھینکدیا اب لنگوٹی کے ساتھ یہ بھی مردہی تو جاتی ہین اب لیجیے سب کو انکے ہمراہ
کوہ قضا و قدر کیطرف چلتا ہے کہ اسکا حال اب آیندہ کسی داستان مین عرض ہوگا ناظرین باتمکین
اب وہ کلمہ داستان نقابدار سرخ پوش سے گوش گذار کیے جاتے ہین کہ جنکا ذکر ساحرہ لعنتی ماہیان
خوش تقریر عاشق ہو کر اوٹھا لائی تھی یعنی جگر اور مدد سے آج روس حقی کے خضران بن عمرو

رہا ہو گئی تھی اور آنا درویش القا کی صحرائی نشین کا اور ان سب کا سحر دفع کرکے چلا جانا اور نقابدار کا رخصت ہونا ممنون ہو کر اور سردی لشکر کی جانب چلنا اور خضر الٰہ کا اختیار ترک ثانی کو عمرو بنا کر بیابان آتش کو جانا کہ وہ مگدران کر چکا ہون اب نقابدار کا حال بیان کیا جاتا ہے ناظرین با تمکین ملاحظہ فرمائین ساقی نامہ

کرم سے نواے ساقی لالہ فام + پیا سے بچا مجھکو گلرنگ جام + لبالب بلا جام ہو غم کی خیر + کہ رزن خمس ست مین بلیغ مضمون کی سیر + بیا بشنو اے ہمدم راستان + کہ باز آمدم بر سر داستان + نمائندۂ نطق و ذہن نظام + چنین سازد آراستہ این کلام + نغمہ سرایان شاخسار گلشن سخندانی و زمزمہ سنجان بلبل گلزار خوش بیانی گلشن فہم و ادراک مین پرواز کرکے یون زمزمہ پرداز ہین کہ جب نقابدار کو نجم اٹھا لیگیا تو عیار نقابدار کا صحرا مین انکو تلاش کرتا پھرتا تھا جبکہ نقابدار سے ملاقات ہوئی تو اُسنے مرکب پیشکش کیا اور انکو لشکر کی طرف لیکر چلا اب یہ راہ طے کرتے چلے جاتے ہین کہ جاتے جاتے قریب ایک کوہ کے آکر پہنچے تو دیکھا ایک آواز نہایت حزین و غمناک بڑے جوش و خروش سے آ رہی ہے اور کوئی شخص اشعار درد آمیز پڑھتا ہے اور روتا ہے آواز سے معلوم ہوتا ہے کہ کوئی نازنین مہر جبین ہے کہ صداے دردناک سے رو رہی ہے اور بصد سوز و گداز یہ شعر پڑھ رہی ہے ؎ خدا دراز کرے عمر چرخ نیلی کو + کہ ہم غریبون کی تربت پہ شامیانہ ہوا + کبھی یہ کہتی ہے شعر ؎ کسی نے قدر نجانی دل شکستہ کی + کوئی خرید کے ٹوٹا پیالہ کیا کرتا + اور گاہ بآواز حزین یہ کہتی ہے ؎ مجکو صیاد یہ بھی یاد نہین + کس جگہ میرا آشیانہ تھا + قبر شاہان دہر پر کوکب + شمع تھی اور نہ شامیانہ تھا + بس اس آواز سے یہ شاہزادہ عالیوقار یعنی نقابدار سرخ پوش بے چین ہو کر اُسطرف کو چلے عیار نے عرض کیا کہ حضور یہ دھوکا ہے معلوم کسکی آواز ہے ابھی ایک مصیبت تازہ سے خدا نے بچایا ہے آپ اُسطرف کا قصد نہ فرمائیے کسواسطے کہ صحرا مین اکثر غول بیابانی آوازین بنا بنا کر جس رنگ کا آدمی دیکھتے ہین ویسی آواز بنا کر اُسکو بہکاتے ہین اور لیجا کر آفت مین پھنساتے ہین شہزادہ نے فرمایا کہ ہان مین بھی جانتا ہون اور اکثر مجکو امتحان و تجربہ اسکا ہو چکا ہے لیکن یہ آواز تو دل کے ٹکڑے ٹکڑے اور اڑائے دیتی ہے ایک نشتر ہے کہ قلب حزین پر کسی نے چبھو دیا نہ معلوم کس مصیبت مین اور کس بیکسی کے عالم مین یہ شخص ہے مین اس آواز سے روگردانی نکرونگا چاہے کسی بلا مین مبتلا ہو جاؤن اگر تمہین خوف ہے تو تم لشکر کی جانب چلے جاؤ لیکن مین بغیر خبر لائے نہ پلٹونگا اس نے عرض کیا کہ غلام آپکو تنہا چھوڑ کر کہان جائیگا جو آپ کا حال وہ میرا احوال چلیئے تشریف لے چلیئے غرض کہ شاہزادہ اور عیار دونون آواز کی طرف چلے جب قریب اُس پہاڑ کے پہنچے تو وہ آواز آنا موقوف ہو گئی عیار نے عرض کیا کہ حضور نے ملاحظہ فرمایا کہ یہان تک تو اُس آواز نے آپکو بلایا اب صدا لئے برخاست اب چلیئے پھر بھی مجبور ہو کر چلے تھے کہ پھر آواز آئی کہ ؎ اڑا کے خاک یہ مشت غبار لیتا جا + مجھے رکاب مین او شہسوار لیتا جا + اب جو پلٹ کر دیکھا تو ایک آفتاب تابان نظر آیا مگر جیساکہ آفتاب لب بام ہوتا ہے مائل بہ زردی مثل زر خالص کے زلفین اوجھی اولجھی چہرہ پر پڑی ہوئین اوس ماہ طلعت کے

وہ عجب کیفیت دیتی تھی کہ سے زلف کو عارض جانان پر جو ہلتے دیکھا + صبح اور شام کو کس پیار سے ملتے دیکھا + یہ ثابت ہوتا ہے کہ بال جو انکی پشت پر پڑے ہین انکی نسبت شاعر سچ کہتا ہے کہ سے قد سے بڑے جو بال ہین او حسین یہ ناز ہے + دن وصل کا ہے کم شب ہجران دراز ہے + بس یہ ہیئت اس نازنین کی دیکھکر نقابدار عالیوقار نے پوچھا کہ اس مقام پر آنیکا کیا باعث ہے اور اس بیکسی سے رونے اور ہمارے دل دکھانے سے کیا فائدہ میرا دل بیچین ہوا جاتا ہے اور قلب محزون یہ حال پرملال دیکھکر ٹکڑے ٹکڑے ہوا جاتا ہے اے ماہ فلک رعنائی و زیبائی اپنا مفصل حال بیان کر کیا یہ کوئی آپکی سیرگاہ ہے کہ دل بہلانے کے لیئے آپ یہان آتی ہین بس شہزادہ کا یہ کہنا تھا کہ اسنے اپنی کلائیون کو بلند کیا اب جو دیکھا تو اُسمین پتلی پتلی زنجیرین طلائی مثل ہتکڑیون کے پڑی ہوئی ہین + اور گلے مین طوق سونے کا اور پانؤن مین بیڑیان طلائی پڑی ہوئی ہین وہ طوق یہ معلوم ہوتا ہے کہ بدر کامل کے گرد ہالہ ہے اور اسلیئے گلوگیر ہوا ہے کہ کسی سے بات نکرنے پائے ملکہ نے روکر کہا کہ سے اسیری عشق کو منظور تھی اسیری لڑکپن مین + پنہائے طوق منت کو بہانے میری گردن مین + اور وہ بیڑیان یہ معلوم ہوتا تھا کہ چمک انکی مثل شعاع آفتاب کے ہے کہ برائے قدمبوسی اس نازنین کے حاضر ہوئی ہین مصداق شعر زنجیر جنون کڑی نہ پڑیو + دیوانہ کا پانؤن درمیان ہے + یہ حضرت عشق کی سلسلہ جنبانی ہے کہ ایسی حسین مہ جبین کو یون اسیر سلسلہ رنج و محن کیا سے ہے مگر لازم اسیری عاشق و معشوق کو + اسکو طوق زر تو اُسکو طوق آہن چاہیئے + مگر کیا کرتی مجبور تھی سے سختی سی بار کڑی اٹھائی + افتاد بھی جو پڑی اٹھائی + اب جو غور کرکے شہزادہ نے دیکھا کہ اُس نازنین کی آنکھون سے آنسو پیہم جاری ہین ایک لڑی ہے کہ سبیل چشم سے برابر اشکون کی بندھی ہوئی ہے وہ آنکھین جنمین موتی کوٹ کوٹ کے بھرے تھے اُنسے دُر اشک مثل قطرات شبنم کے ٹپ ٹپ گر رہے ہین یہ کیفیت ہے کہ سے دو طفل اشک آئے نکل ایک اسطرف ایک اوسطرف + گر گئے دونون مچل ایک اسطرف ایک اوسطرف + شہزادہ والا تبار یہ حال دیکھکر چشم پرنم ہوا اور کہنے لگا سے اُسکے رونے نے لگائی جو اُدھر منہ کی جھڑی + طپش دل نے اِدھر میرے گرائی بجلی + بس شہزادہ نے جو دیکھا کہ یہ نازنین زار و قطار مثل ابر نوبہار کے رو رہی ہے اور ابر کو شرمندہ کر رہی ہے تو فرمانے لگے کہ اے فلک جفا کار و اے سپہر غدار تو نے یہ کیا اسکے ساتھ بدسلوکی کی کہ ایسے نازنین کو ایسے مقام خارستان پر لاکر پھینکا ہے مجکو اسکی گریہ وزاری اور ہجوم اشکباری سے نہایت صدمہ ہوتا ہے اور مخاطب ہوکر یہ شعر پڑھا سے جو یون شور سے میر روتا رہیگا + تو کاہیکو ہمسایہ سوتا رہیگا + مین وہ رونے والا اُٹھا ہون جہان سے + جسے ابر ہر سال روتا رہیگا + بس شہزادہ نے ملکہ سے کہا کہ آپ کچھ اس بیسرو سامانی کا خیال نکرین اپنے نام نامی و اسم گرامی سے مجھے مطلع فرمائین اور مفصل حال اپنے خاندان کا کہ آپ گل کس گلستان خوبی کی اور ماہ کس آسمان محبوبی کی ہین بیان فرمائیے ملکہ نے کہا کہ واقعی جسطرح مجھے اس فلک جفا شعار نے برباد کیا ہے شاید ہی کسی اور کے ساتھ ایسا سلوک کیا ہو خدا دشمن کو بھی یہ صدمہ جانکاہ نہ دکھائے حضور اپنا حال اگر بیان کرونگی تو آپ کو بھی صدمہ ہوگا اور مجکو تو جو کچھ قلق و بیقراری ہے ظاہر ہے اپنا حال پرملال اگر آپ کے سامنے عرض کرون تو کیا عجب ہے کہ حضور یقین بھی

نفرت این شہر سے ہمنے بھی کبھی جام و سبو دیکھا تھا + جو کچھ کہ نہین ہے وہ برد کیا تھا + اون باتون کو اب جو یاد کرتے ہیں اے درد + کچھ خواب سا تھا وہ جو کچھ دیکھا تھا + حضور یا تو میرے لئے جملہ سامان عیش و عشرت مہیا رہتا تھا کہ مصاحبین انیسین جلیسین ہمجولیان سہیلیان سب ہمراہ رہتی تھین خدمت کے لیئے خواصیان پیش خدمتین کہاریان وغیرہ دست بستہ حاضر تھین دن رات عیش و طرب مین گذرتا تھا یا ایک دن یہ بے سر و سامانی ہی کہ عالم تنہائی مین اپنے حال زار پر روتی ہون اور کہتی ہون کہ اے فلک کب تک مجھے در بدر پھرائیگا یہ روز بد دکھائیگا ؎ وادی غربت مین پھری پہرون مین وحشت لیئے + ہر دم غم جانذو سے سو بار مر مر کے جیئے + کیا کیا نہ داغ اس زندگی مین چشم عبرت نے دیئے + کر یاد باشندون کی ہم وہان کے بہت رو یا کیئے + غربت مین جا نکلے تھے کل ایک شہر ویران کی طرف + اکیدن وہ باغ تھا کہ عندلیبان چمن کے چہچہے اور قہقہے سنتی تھی جس گل کو شگفتہ دیکھتی تھی اپنا غنچہ خاطر بھی کھل جاتا تھا ایک سرور و مسرت حاصل ہوتی تھی یا اکیدن یہ ہے کہ خار غم و الم کانٹا سا دل مین کھٹکتا ہے دیدہ نرگس کیطرح حیرانی و زلف سنبل کیصورت پریشانی ہے دیکھیئے ابھی فلک کیا دکھاتا ہے ؎ ابتدائے عشق ہے روتا ہے کیا آگے آگے دیکھیئے ہوتا ہے کیا + ای شہریار عالیوقار ایک شہر سرکشیدہ ہے صحرائے سرکشان دہر کے قریب مین بد نصیب وہانکی شہزادی ہون مجھ بدبین کا نام ہمائے گوہر پوش ہے ؏ برعکس نہند نام زنگی کافور + باپ کا میرے نام سرکشان شاہ ہے میرا ساتھ عجب عبرت خیز و حیرت انگیز ہے ایک ساحر کہ نام اسکا انزروت جادو تھا اتفاقات روزگار سے اکیدن اسکا گذر ہمارے محل کے جانب سے ہوا والدہ مہربان پر جو اسکی نگاہ پڑی وہ عاشق ہو گیا اور خواستگاری اسنے چاہی باپ میرا اس روز شکار پر گیا ہوا تھا ملازمون نے اسے سخت و سست کہا اور اس حرکت سے اسکی مانع ہو سکے وہ حرامزادہ کب مانتا تھا با وہ کبر و نخوت مین مخمور تھا آخر الامر نوبت بہ کشت و خون پہونچی ہمارے ملازم تاب مقاومت نہ لا سکے شکست کھائی کچھ لوگ مارے گئے کچھ بھاگ کھڑے ہوئے وہ مردود بیحجابانہ اندر محل کے گھس آیا اور ظلم و بدعت کرنے لگا مان نے میری جب یہ حال دیکھا سودہ الماس پھانک لیا کچھ ملازمان جان نثار نے اسی اثنا مین میرے والد کو اطلاع دی وہ یہ خبر سنتے ہی فوراً شکار سے واپس آئے اور جو کچھ مختصر لوگ شکار پر انکے ہمراہ تھے اونکو لاکر انزروت سے مقابلہ کیا خوب لڑائی ہوئی مگر غالب نہ آ سکے شکست پائی وہ ملعون اور زیادہ ظلم و بدعت پہ آمادہ ہوا لوٹ مار کرنے لگا اسی ہنگامہ مین باواجان ہم سب لوگون کے لے جانیکے لیئے جو اندر محل کے تشریف لائے تو میری مادر گرامی کو مردہ پایا دیکھا تو وہ جان بحق تسلیم ہو چکی تھین اوس وقت کے رنج و صدمہ کا کیا حال بیان کرون کہ کوہ غم دل پر ٹوٹ پڑا بس لاش اٹھا کر اور مجھ کمبخت کو ہمراہ لیکر دوسرے دروازہ سے چل نکلے مین بھی روتی پیٹتی جنازہ کے ساتھ چلی جاتی تھی کہ دفعتہً ایک پنجہ گرا اور مجھے اوٹھا کر یہان لایا اب مجھے کچھ کیفیت نہین معلوم کہ باپ پر کیا گذری اور وہان کہان دفن ہوئین اور کیا واقعہ درپیش ہوا تھوڑی دیر تک تو مین بیہوش پڑی رہی اب جو مینے آنکھ کھولکر دیکھا تو اپنے تئین اس کوہ پر پایا اور ایک دیو سر جھاڑ منہ پھاڑ سا سامنے کھڑا ہوا تالیان بجا بجا کر گاتا ہے اور خوش فعلیان کرتا ہے مین سہمی اور ڈری اور یقین ہوا کہ اب قفس تن سے بلبل روح پھڑک کر نکل جائیگا یہ حال دیکھکر میرا اسنے مجھے دلاسا دیا اور کہا کہ تم ڈرو نہین مین تمہین تمہارے باپ کے پاس پہونچا دونگا بس میری بھی جان مین جان آگئی اور دل کو ذرا ڈھارس ہوئی مگر آج تک نہ تو اس حرامزادے نے مجھے پہونچایا نہ کچھ خبر باواجان کی

لاکر مجھے دی اسوقت آپکے آنے سے میرا دل بہل گیا اور مینے اپنا درد دل بیان کیا ورنہ ؎ روح را صحبت ناجنس عذابیست الیم + تیر بجست جو از زاغ کمان دور ببیا + اے شہریار اب آپ تشریف لیجائیے کہ قریب ہی کہ وہ موذی دیو خلیت آتا ہوگا اور آپ کو خدا نخواستہ آزار پہنچائیگا تو مجھے اور رنج و قلق ہوگا جیتے جی مرجاؤنگی ہر چند دل یہی چاہتا ہے کہ آپ یہانسے لمحہ بھر کی آپکی مفارقت گوارا نہین ہی مگر مجبوری ہے جا لیجیے ایسا نہو کوئی آزار آپکے دشمنون کو پہنچائے تو میرا مطلب کچھ نکلے اس صدمہ کا تحمل ہوگا میرا نور بیری آنکھون پر سے ؎ ہے کب تلک چشم زخم جائیگی - جو بری ہے یہ تیری اوتر جائیگی + بس اب آپ تشریف لیجائیے + جو گذرنی ہمپر گذر جائیگی + طبیعت کو ہوگا قلق چند روز + ٹھہرتے ٹھہرتے ٹھہر جائیگی + نقابدار سرخ پوش نے کہا کہ ہمارا یہ شیوہ نہیں ہے کہ ہم تمہین اس بلا مین چھوڑ کر چلے جائین اب جو کچھ ہوگا اُسکا تماشا ہم دیکھینگے یہ تذکرہ تھا ہی کہ دیکھا ایک سناٹا اُس صحرا مین پیدا ہوا ملکہ نے کہا کہ یہ اُسی حرامزادے کی آمد ہے للہ جسطرح بنے تم اپنے گھوڑے کو اوڑائے چلے جاؤ کیونکہ اب مجکو اپنی جان سے زیادہ تمہاری جان کا خیال ہی مجھپر جو کچھ جاہے گذر جائے مگر شہزادے تمہارے دشمنون کو کوئی تکلیف نہ پہنچے خدا وہ دن نہ دکھائے کہ کوئی صدمہ تمہارے دشمنون کو عالم رو اور مین تو رنج اور صدمے اُٹھانیکو پیدا ہی ہوئی ہون اور مجھ سا بدنصیب تو دوسرا دنیا مین خلق ہی نہوا ہوگا ؎ ہون وہ غم دوست کہ سب اپنے ہی دل مین بھرتا + غم عالم کی اگر اسمین سمائی ہوتی + بس نقابدار اُس طرف کو متوجہ ہوا کہ جدھر سے سناٹا پیدا ہوا تھا بس دیکھا کہ سامنے ایک پہاڑ سے کہ نمایان ہوا اور آواز پیدا ہوئی کہ باش باش اور اے نا زمیان بھی تو آگیا کس واسطے یہان آیا ہی کیا چاہتا ہے کہ ملکہ کو بھگا لیجاؤن شہزادہ نے آواز دی چپ او قرمساق اب بک مت او حرامزادہ مین تیرا ملک الموت آپہنچا اور اس بیکس کی مدد کو انشاء اللہ پہنچتا ہون یہ کہکر گھوڑے پر سے دامن زرہ کو گردانہ مرکب غبار کے سپرد کرکے آپ پیدل چلے ادھر ملکہ نے دست مناجات بدرگاہ قاضی الحاجات بلند کیے اور لگی عرض کرنے کہ اے کس بیکسان واے دادرس غریبان اے خداوند آسمانی مین تجھ سے یہ عرض کرتی ہون کہ اگر یہ نقابدار غالب ہو گو اسکا کچھ ہی بدلہ کیون نہو گرگھے اے پروردگار اپنا قائل جانونگی اور تجھے سجدہ کرونگی ؎ تجھے فضل کرتے نہین لگتی بار + نہو تجھ سے مایوس امیدوار + اے خداوند نادیدہ اس نقابدار کو اس دیو زشت کردار پر فتحیاب کر ملکہ تو مصروف دعا رہی اور بلک بلک کر استغاثہ کر رہی ہے ادھر وہ دیو لمبارہ پشت نہنگ جو اُسکے ہاتھ مین تھا وہی جھپٹ کر شاہزادہ پر مارا انھون بیترہ بدل کر اسکو خالی دیا دیو کا معمول ہے کہ جب ضرب لگاتا ہے تاک کے تو ضرب لگانے کے وقت آنکھین بند کر لیتا ہے شاہزادہ اسکے پہلو کے قریب آگیا اور اسکو معلوم نہوا کیونکہ ہنگام ضرب آنکھین اپنے بند کر لین تھین اتنے مین پشت نہنگ اسکا زمین مین در آیا پکارا کہ ہائی افسوس تیرا یہ نرم نرم گوشت زمین نے کھا لیا ہمارے حصہ مین کچھ نہ آیا استخوان تیرے ریزہ ریزہ ہوگئے گوشت کرکرا ہوگیا مین اسکے ذائقہ سے محروم ہی رہا دیو یہ کہہ رہا تھا کہ شاہزادہ نے کہا کہ باش او حرامزادے مین تیرا ملک الموت زندہ ہون اب تو میرے ہاتھ سے بچکر جاتا کہان ہی

یہ کہکر شاخ پر ہاتھ ڈالدیا اور دوسری شاخ دوسرے ہاتھ سے پکڑلی اور کہا کہ بھلا نکل تو جا او ملعون دیکھوں تو کیسا دیو ہے۔ اب یہ گھبرایا اور اسنے چاہا کہ مین سیدھا ہو جاؤن انھون نے دونوں ہاتھوں سے دونوں شاخوں کو پکڑ لیا اور یا یزدان پاک کہکے اب جو مضبوط تھا او اسنے چاہا کہ مین سیدھا ہو جاؤن مگر ممکن نہ ہوا اب یہ سامنے اُس دیو کو دوڑاتے تھے اسنے قصد کیا کہ مین کاٹ کھاؤن تب یہ ادھر کو منھ کرتا تھا تو یہ شاخ کو تان دیتے تھے اور جب یہ ادھر کے ہاتھ کیطرف رخ کرتا تھا تو یہ ادھر کی شاخ کو تان دیتے تھے بیہودہ اوٹھنے نہ پاتا تھا بلکہ جنبش ہی نہین کر سکتا تھا نکل جانا تو شے دیگر ہے اس کشمکش اور اس لیو دیو مین جان کے لالے پڑے تھے دل مین کہتا تھا کہ عجب شخص سے پالا پڑا ہے یہ انسان سفید دندان بڑے غضب کا ہے بس اب مرے جو شاہزادہ نے ہنکا مارا تو دونوں شاخین ادسکی زمین مین گرگئین ہنس کے کہا کہ یون مزار عاشقان بناکے دکھاتے ہین عیار نے دیکھکے آواز دی کہ ماشاء اللہ چشم بددور دادا جان نے بھی آپکی اسی سن مین ایسے کام کیے تھے بڑے بڑے دیوان قوی ہیکل عظیم الجثہ کو زیر کرکے پیوند زمین کیا تھا دیوان قاف اُنکا نام سنکے کانپتے تھے مینے اپنے والد ماجد سے اُنکی کل کیفیت سنی ہے بس اے آقائے نامدار اس شکار کو جانے نہ دیجیے جلد صید کیجیے شاہزادہ نے دیو خلیت سے کہا کہ اے حرامزادے کیا کہتا ہے مذہب کے بارے مین اور شناخت پروردگار عالم اور اسکی وحدانیت مین اگر جانبری چاہتا ہے تو صدق دل سے مذہب خداپرستی اختیار کر دیکھا تو نے کہ خلاق عالم نے مجھکو تجھ ایسے دیو گران کے اوپر کسطرح فتحیاب کیا کجا برگ کاہ کجا کوہ گران کہان تو پیل دمان کہان یہ عبد ضعیف البنیان یہ اُسی وحدہ لاشریک کی صفت رزاقی و شان قہاری ہے کہ مور ناتوان نے پیل دمان کو زیر کر لیا ؎ چو خواہد کہ ویران کند دودرا + خورد پشہ مغز نمرود را + دیو نے کہا ہزار جان فدا ہوں خداوند ابلیس پر کیا اون سے بھی کوئی بڑھ کے دوسرا اور معلوم ہوتا ہے جو مین اسکی پرستش کرون اور اُسکو بجا لاؤن بس یہ کہکر شاخون کو زمین سے چھوڑ کر چاہتا تھا کہ بھاگے شہزادہ نے جو جھپٹ کر ہاتھ تلوار کا مارا دونوں پیر اسکے قلم کیے اُس کوہ گران کو کاٹ کر زمین پر ڈالدیا گویا گنبد کفر و ضلالت کو بیخ و بنیاد سے اوکھاڑ کر پھینکدیا ملکہ نے جو یہ تماشا دیکھا شاہزادہ کے زور و طاقت ہمت و جرأت دبدبہ و شوکت کی تعریف کرنے لگی اور بے اختیار یہ شعر پڑھتی تھی اور شور تحسین و آفرین بلند کرتی تھی ع نظر لگے نہ کہین انکے دست و بازو کو + یہ لوگ کیون مرے زخم جگر کو دیکھتے ہین ماشاء اللہ سبحان اللہ خدا نظر بد سے بچائے کہا آپکی ہمت و جرأت کی صفت و ثنا کیجائے زبان قاصر ہے اتنے بڑے دیو طویل القامت کو آپنے چشم زدن مین زیر کرکے جہنم رسید کیا واہ کیا [illegible] کا ہاتھ پڑا کہ مثل خیار تر کے دو ٹکڑے ہو گیا تسمہ تک لگا نہ رکھا ع لگا نہ رہنے دے جھگڑا کو یار تو باقی + وہ ہاتھ مار ہے نہ رگ گلو باقی + یہ کہکر آبدیدہ ہوئی آواز دی کہ ع جتم پیت لگاکے دور دیس مت جاؤ + بسو ہماری نگری ہم مانگین تم کھاؤ + یہ پڑھتی تھی اور نگاہ حسرت دیکھتی تھی شہزادہ نے دیکھکر کہا کہ اے ملکہ یہ تمھارا کہنا بجا ہے لیکن مین وہ آوارہ و سرگشتہ ہون کہ کوئی مقام میرے قیام کا نہین ہے لہٰذا مین

میری محبت و الفت سے باز آ تو مجھ سے دل نہ لگا دے میں مسافر ہون مجھ سے دل نہ لگا
کیا بھروسہ میرا رہا نہ رہا + دیگر مسافر سے کرتا ہے کوئی بھی بیت + مثل ہی گرجوگی ہوئے اسکے بیت
نہ معلوم کس دشت پر خار میں دامن الجھے ہوئے ہمارے پڑے ہوگئے مجھ آوارہ وطن غریب دیار
سے مونس و غمخوار سے اپنے دامن موانست کو پر غبار نہ کرو میرا حال کیا پوچھتی ہو سفر کو چھوڑے
ہوئے مدت ہوئی صیاد تجھے + کس شجر پر تھا آشیان نہیں کچھ یاد مجھے + قبر پر آئے میری روئے
بہت یاد کیا + خاک اوڑانے لگے جب کرچکے برباد مجھے + اے ملکہ میرا حال قابل بیان نہیں
ہے نہ بلبل چمن نہ گل نودمیدہ ہون + میں موسم بہار میں شاخ بریدہ ہون + گریان بشکل شیشہ
و خندان بہ شکل جام + اس میکدہ کے بیچ عبث آفریدہ ہون + میں کیا کہون کہ کون ہون سودا بقول
درد + جو کچھ کہ ہون سو ہون غرض آفت رسیدہ ہون + دیگر ایک سینۂ وفا ہین اور غبار ہین ہم
ایک جیب تار رفو ہین اور تار تار ہین ہم + سیماب و شعلہ ہین ہم برق و شرار ہین ہم + اللہ ری بیقراری
کیا بیقرار ہین ہم + افتادہ خاک بر سے مستی میں روبقبلہ + پیر مغان کے آگے کیا شرمسار ہین ہم
ایک تیری ہی نظر میں ایسے سبک ہوئے ہین + یان ورنہ تمکنت سے عالم پہ بار ہین ہم
کعبہ کو جب کہ جائین رستہ میں کرلین توبہ + جب میکدہ میں آئین بارون کے یار ہین ہم + جو دیکھتا
ہے مجھکو کرتا ہے تجھسے الفت + یارب یہ کسکے دل کے صبر و قرار ہین ہم + ملکہ نے کہا
ای شہریار عالی وقار میں قسم دیتی ہون کہ اتنا تو بتلائیے کہ میں اُس نام و نشان سے آگہی حاصل
کرون اور بیٹھی رہون شہزادہ نے فرمایا کہ مجھ ننگ خاندان کے نام و نشان دریافت کرنے سے
کیا فائدہ ع بدنام کنندہ نکونامے چند + بہتر ہے کہ اسے یون ہی رہنے دو گمنامون کا نام کیا
پوچھتی ہو سراسر دل دکھاتا ہے کوئی ذکر اوسکا ہی چھیڑو + بیت خانہ بدوشون سے
نہ پوچھو آشیانہ کا + یہ نام بتانے کے لائق نہیں ہے باپ دادا کے نام رکھوانے والے
کا اگر نام معلوم ہوا تو سن کبھی معلوم ہی ہوجائیگا شہزادہ نے جب یہ کہا ملکہ نے کہا اے
صاحب جتنے تمہارے سے نکلے کیا کیا رنج ہون پیلے سے اگرچہ مجھ میں تخم الفت کا ای ستمگر نہ
بوتے + تو تھا یقیناً کہ اوسکے نیچے کبھی گور بنتے کبھی تو سوتے + نہ ایسا گلبن میں تیری خاطر
کٹے ہین نالے بھرے ہین روتے + خراب خستہ ذلیل و رسوا تمہیں ملنے نہ ایسے ہوتے
شہزادہ نے اُس شیرین ادا کی دلداری کی اور کوہ پر سے اتارا اور ہمراہ لیکر اپنے لشکر کیطرف
چلے اور بعد طے مراحل و قطع منازل اپنے لشکر میں پہنچے سواری کسی گاؤن یا قصبہ سے مثل
محافہ کے بہم پہنچائی اور ملکہ کو سوار کرلیا تھا وہ خود بھی لشکر میں داخل ہوگیا شہزادہ
نے ملکہ کو علیحدہ خیمہ مین فروکش کیا تمام رفیق و مصاحب حیران تھے کہ شہزادہ کس کو اپنے
ہمراہ لایا معلوم نہیں کہ کون گوہر درج عصمت اور کون اختر برج عفت ہے
آپسمین یہہ تذکرہ کر رہے تھے کہ فرخ نے سارا حال بیان کیا یعنی شہزادہ کو جن
کا اٹھا لیجانا کہ ماہیان خوش تقریر ایک ساحرہ تھی کہ شہزادہ پر عاشق ہوکر اٹھا
لیگئی تھی پنجہ مکر اور اجدرس جنی کی مدد سے خفران بن عمرو کا رہا ہونا اور آنا اور
القاسے صحرا نشین کا اوران سب کا سحر دفع کرکے انکا واپس جانا شہزادہ کا
ممنون ہوکر انکو رخصت کرنا اور پھر شہزادہ لشکر کی جانب روانہ ہونا اور خواجہ کا بختیار کی

کو عمرو بنا کر بیابان آتش کو جاتا رہا شہزادہ کی تلاش مین صحرا بصحرا پھرنا شہزادہ کا ساحرہ سے نجات پاکر اپنے لشکر کیطرف آنا اور ایک صحرا مین قریب کوہ شہزادہ سے ملاقات ہونا پہاڑ پر سے ایک آواز دردناک کا ظاہر ہونا شہزادہ کا کوہ پر جانا اور صاحب آواز کی تلاش کرنا ملکہ سے ملاقات ہونا اور دریافت حال کرنا زبانی ملکہ کے یہ معلوم ہونا کہ مین دختر سرکشان شاہ ہون دیو مجکو بچپنے سے اٹھا لایا مجکو اپنے باپ کا کچھ حال معلوم نہین کہ وہ کہان ہین اور انپر کیا گزری پھر شہزادہ کا دیو کو قتل کر کے ملکہ کو اسکی قید سے رہا کرنا اور اپنے ہمراہ لانا یہ سب حال فرخ نے بیان کیا رفیق و مصاحب شاہزادہ کے یہ حال سنکے سجدہ شکر بجا لانے اور شہزادہ کے لشکر مین آنے سے نہایت خوش ہوئے آقا کے نامدار کے آنے سے سب لشکر کے جان مین جان آگئی شکریہ خداوند کریم بجا لائے۔ ماحصل شہزادہ قریب شام تو لشکر مین آیا ہی تھا آفتاب غروب ہوا چاہتا تھا کہ شام ہو گئی شاہزادہ نے اپنے خیمہ مین آرام فرمایا۔ جبکہ نقابدار چرخ چہارم نے خیمہ مغرب سے نکلکر نقاب ظلمت شب کو چہرہ سے اُٹھا دیا اور اپنی ضیاء رخ انور سے تمام عالم کو روشن و منور کر دیا ع تاگہ از جیب افق خنجر صبح ÷ بر تن شب کسوت ظلمت درید ÷ تا کہ کند زندہ دل مردہ را ÷ صبح چو عیسیٰ نفسے برکشید ÷ دامن فلک دستۂ ریحان درود ÷ سرخ گل از سبزۂ گردون دمید ÷ شاہزادہ بیدار ہوا نماز صبح ادا فرمائی ورد و وظائف سے فراغت کر کے ملکہ کے پاس آئے اور کہا کہ اے ملکہ مین تمہارے خاندان سے واقف ہو گیا اور باپ تمہارے سرکشان شاہ وہ بھی ساتھ شاہزادہ بدیع الملک صاحبقران کے تابع ہو گئے ہین اور اُنکے لشکر مین موجود ہین مین تمکو کہان اپنے ہمراہ لیے پھرونگا اور ہمارے خاندان کے خلاف بھی یہ امر ہے کہ عورت کو ساتھ لیے پھرین اس سے یہ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ مین تمکو وہین بھیجدون جہان تمہارے والد بزرگوار ہین اور ایک نوشتہ کامل مین تحریر کیے دیتا ہون تمہاری حفاظت و نگہبانی کے لیے تمکو بعزت و حرمت تمام نہایت عفت و عصمت کے ساتھ لشکر مین صاحبقران کے پہنچا دینگے تم وہان بآرام تمام پہونچ جاؤگی اپنے باپ سے ملوگی شہزادہ نے جو یہ کہا اسوقت دیکھا کہ ملکہ کی آنکھون سے زار و قطار آنسو جاری ہین مثل ابر نوبہار کے جھڑی لگی ہوئی ہے متصل اشک جاری ہین اور یہ کہہ رہی ہے کہ مین آپکی مفارقت کی کیونکر متحمل ہونگی عجب نہین ہے کہ طائر روح قفس جسم سے نکل کر نکل جائے اس سے تو کاش دیو ہی مجھے کھا لیتا تو بہتر تھا کہ اس صدمۂ فراق سے بچتی معلوم ہوا کہ مین آپکی کنیزی کے بھی لائق نہین ہون شاہزادہ بھی آنکھون مین آنسو بھر لایا ملکہ نے کہا کہ چہرۂ انور تو مجھے ذرا دکھائیے اور یہ کہکر نقاب چہرہ سے الٹ دی اور کہنے لگی ع نقاب اکدن اُلٹ کر آپنے اتنا نہ فرمایا ÷ جمال آفتاب زہرہ برو دیکھتے جاؤ ÷ اب جو دیکھا تو ایک ماہ طلعت پری صورت ہے کہ آفتاب تابان بھی اُسکے آگے شرمندہ ہے چہرہ مثل ماہ کامل شب چہاردہ کے روشن ہے ابروان خمدار تیغ آبدار یا قوس قزح کا لطف دکھا رہی ہین مژگان صورت سنان کلیجے کے پار ہوئی جاتی ہین رخسار تابان پر سبزۂ خط کی بہار ہے سرو قامت سمی بالا بحر حسن و جمال کا گوہر یکتا ابرو ہلال فلک ہین بدر سیما ہے چشم جادو نرگس شہلا ہے قطعہ سنتے ہین کہ تھا حسن کا ثانی یوسف ÷ رکھتا تھا کہان یہ نوجوانی یوسف ÷ سب کہنے کی ہے بات کہ یون تھا وون تھا ÷ ہرگز بھی نہ ہوگا اسکا ثانی یوسف ÷ نوجوان حسین کمسن

آفتاب رو خال ہندو چشم جادو یوسف ثانی او محبتی جوانی نشہ شباب مین چور ہے دو چشمش دو آہوی مردم شکار دو ابرو دو سر فتنہ روزگار بہر خندہ گز لب برانگیختہ نمک بر دل خستگان ریختہ ملکہ نے کہا کہ ہان صاحب کیون نہو واقعی مین آپکے تلوے کے برابر بھی نہین ہون آپکا جمال باکمال دیکھکر یوسف بھی ہوتا تو شرما جاتا اوسوقت شہزادہ نے دیکھکر کہا کہ ملکہ تمھاری مفارقت ایک لمحہ کے بھی گوارا نہین ہے مگر مین مجبور ہون شاہزادہ بدیع الملک کے یہان تمکو بھیجے دیتا ہون اور بہت قریب ہے کہ مین بھی لشکر مین آکر شریک ہون بس یہ کہکر آپنے ایک خط شاہزادہ بدیع الملک کو لکھا کہ یہ امانت میری آپ کے پاس رہے مین آپکی سپردگی مین بھیجتا ہون اور باپ اسکا مرکشان شاہ آپکے لشکر مین موجود ہے یہ دختر نیک اختر اسکی حاضر ہوتی ہے اس مضمون کا نامہ تحریر کرکے عیار کے حوالہ کیا کہ وہ بھی نقابدار تھا اور ملکہ کو محافہ مین سوار کردیا اوسوقت کی مفارقت کا حال کیا بیان کیا جائے گل و بلبل کی جدائی شمع و پروانہ کی ایک دوسرے مہاجرت عجیب وقت یاس و بے بسی کا تھا ایک نے دوسرے کو رخصت کیا سنگ صبر کلیجہ پر رکھکے شاہزادہ نے کہا لو ملکہ خدا حافظ و ناصر ہے ملکہ نے رو کر کہا خداوند عالم تمھارا نگہبان رہے ہمارا بھی تمھین دھیان ہے دونون پر عالم گریہ طاری ہوا چشمہ اشک جاری ہوا الوداع کہکے باہم رخصت ہوتے تھے وہ رو رو کے دو ابر غم ہو رہے تھے کہ جسطرح ساونون سے بھادون ملے غرض کہ ملکہ کو باچشم اشکبار و دل بیقرار محافہ مین سوار کیا اور خود نالان و گریان اپنے خیمہ کا رخ لیا جب یہ محافہ مسافت راہ طے کرکے لشکر بدیع الملک صاحبقران مین پہونچا تو محافہ کے ہمراہ جو عیار نقابدار آیا تھا اسنے عرضی و محافہ خدمت صاحبقران مین حاضر کیا شاہزادہ عالیمرتبت نے نام نقابدار سرخ پوش کا سنکے یہ فرمایا کہ مین نہایت ہی ممنون و مشکور ہوا اور ای بھائی ہرچند کہ نقابدار کی حمایت ہے اور میری طرفداری کرنے سے اور مجھے ان کفار کے ہاتھ سے بچائیگا یہ باعث معلوم ہوتا ہے کہ یہی گل [illegible] گلشن صاحبقرانی ہے جسکو کہ عدو برباد کرنا چاہتے ہین بھائی تو نے یہ دیکھا کہ کسطرح گرم بازی ہے گلچینون نے غارت پر گلستان کے اجارہ بلبلون کے خون کا صیاد کرتے ہین یہ سنکر فرمایا کہ مین نہایت ممنون ہونگا کہ یہ بتلاؤ کہ یہ گل اسی گلستان کا ہی اور یہ عندلیبان سرخ پوش اسی گلزار ہمیشہ بہار کے بلبل ہین اوسوقت یہ عیار نقابدار آنکھون مین آنسو بھر لایا اور عرض کیا کہ حضور قریب ہی کہ آپکے روبرو انکا حال و نام سب افشا ہو جائیگا وہی حال ہی بقول شاعر کسے قیس کا نام نہ لو ذکر جنون جانے دو کھل ہی جائیگا غرض فصل بہار آنے دو یہ تو حضور طاقت نہین ہی کہ ہم عرض کر سکین اور سر نقابدار عالیمقدار کی نہایت ممانعت ہی فرماتے ہین کہ مجھسے ابھی کونسا ایسا کار نمایان ظہور مین آیا ہی جو مین اپنے نام و نشان سے آگاہ کرون اور ماشاء اللہ حضور نے تو وہ کار نمایان کیے ہین یعنی عہد صاحبقرانی مین جبکہ امیر ثانی تشریف رکھتے تھے جتنے طلسم کہ آپ نے فتح کیے اور کسیکے اتنے طلسم دیکھنا بھی تو نصیب نہوگا اور جیسا کہ اب صاحبقران کے سامنے آپنے کیا ایسا کسی نے نہین کیا اور صاحبقران اول کے سامنے بھی یہ بات کسی اور کو حاصل نہین ہونے پائی یہ سنکر صاحبقران نے حکم دیا کہ عرضی پڑھی جاوے اور عیار کو خلعت سے مخلع کیا چنانچہ عرضی پڑھی گئی شاہزادہ بدیع الملک نے عرضی سنکے نقابدار کا نہایت شکریہ ادا کیا اور مرکشان شاہ سے کہا کہ دختر تمھاری آئی ہے اور یہ لکھکر اپنی ناموس مین بھیجا کہ خبردار اسکی بہت خاطر کرنا اور اسکی دلشکنی نہونے پائے یہ امانت ہی نقابدار سرخ پوش کی اور نقابدار کو لکھا کہ خدا وہ دن کرے کہ مین آپکی شادی آپکے ساتھ کرون اور میرا جو حال ہے آپ پر ظاہر ہی بس اب نقابدار نے اس نامہ کو پڑھکر بہت خوش ہوا اب یہ نگار کیجانب متوجہ ہوتے ہین انکا حال آئندہ معلوم ہوگا

لیکن اب یہان سے داستان نیرنگ قاف کی آغاز کیجاتی ہے + سخن دانی کہ معنے ساز کردہ + سخن را چنین آغاز کردہ + راوی بیان کرتا ہے کہ نیرنگ قاف اقالیم پرستان مین اقلیم نجم ہے مالک یہان کا نیرنگ شاہ کجکلاہ ہے اور اٹھارہ لاکھ فوج کا مالک ہے بڑے بڑے زبردست دیو اسکی فوج مین ہین کہ حال انکا بروقت تحریر ہوگا اور بھائی اسکا گیرنگ شاہ کجکلاہ طلسم نیرنگ قاف کا بادشاہ ہے غرضکہ اقلیم نجم کی حکومت ظاہری و باطنی انھین دونون بھائیون کی ہے اسی اقلیم مین ایک صحرا ہے کہ دیوار بلند سے محیط کر کے نام اسکا گلستان عدم رکھدیا گیا ہے بنا اسکی جناب سلیمان کے وقت سے ہے یہ دراصل زندانخانہ قاف ہے جو دیو و پری کہ لائق سزا سخت ہوتے ہین وہ اسی گلستان عدم مین قید کر دیئے جاتے ہین جو یہان آتا ہے پھر نہین نکلنے پاتا ہے اسی باعث سے اسکو گلستان عدم کہتے ہین اس زندانخانہ مین داخل ہونا گویا ہستی سے عدم مین جانا ہے غرضکہ رفتہ رفتہ اسقدر جمعیت بڑھی کہ لوگ یہان ہر قسم کے کاروبار مین مصروف ہوئے گویا ایک ملک آباد ہوگیا آپسمین شادیان بیاہ ہونے لگے اُنسے پود بڑھی لوگ ہر پیشہ کے موجود ہین جسکو جو کام آتا تھا اُسنے اُسے ترقی دی یہان تک کہ ہر قسم کی صنعت و حرفت و ہر پیشہ کے لوگ یہان موجود ہین اب یہ زندانخانہ خود ایک ملک وسیع ہے جسے ایک قلعہ محکم کہنا چاہیئے کہ دیوار بلند و مستحکم حصار کئے ہوئے ہے ہر قسم کے علوم و فنون سکھائے جاتے ہین مدارس کھلے ہوئے ہین کہین فن سپہگری کی تعلیم کسی جا صلاح جنگ بکر فروخت ہوتے ہین آپسمین امتحان ہوتے ہین آزمایش جنگ و جدال ہوتی ہے یہانتک کہ نو دیو ایسے زبردست و بہادر نکلے کہ انھون نے تمام دیوان گلستان عدم کو محکوم کرلیا لیکن آپسمین روزمرہ جنگین ہوا کرتی ہین بازار خانہ جنگی گرم رہتا ہے یہ حال دیکھ کر دیو برق بریق کہ مالک زندانخانہ تھا سوچا کہ اب یہ لوگ سرکش ہوگئے جس روز یلغار کر کے نکل پڑینگے کسکے روکے رک سکتے ہین اول مجھکو غارت و برباد کر دینگے بعد اُسکے بادشاہ نیرنگ قاف کا ملک تباہ کرینگے ہرچند کہ بادشاہ پاس اٹھارہ لاکھ فوج ہے لیکن وہ عالم غفلت مین ہے یہ نو لاکھ ہین اگر یکایک جا پڑینگے کچھ بنائے نہ بنیگی اسکا کچھ انتظام کرنا چاہیئے اور بالفرض بادشاہ نیرنگ کجکلاہ انجام مین فتحیاب بھی ہوا تو مجھے کیا پہلے کہ تو پہلے ہی لقمۂ اجل ہوجائیگا لہٰذا اسکی اطلاع بادشاہ کو کرنا چاہیئے کہ وہ کوئی معقول بندوبست کرے یہ اسی سوچ مین بیٹھا تھا کہ دیکھا اسنے سامنے سے عیار اسکا کہ نام اُسکا مہر خرچال ہے آیا سلام کیا اور مالک کو متردد و متفکر پاکر عرض کیا کہ کیا فکر ہے اور کونسی تشویش ہے کہ رنگ رو متغیر ہے خدانخواستہ مزاج مبارک کیسا ہے دیو برق بریق نے کہا کہ اے خرچال مجھے اس وقت ایک تازہ فکر پیدا ہوئی ہے جسکا مین نے پہلے سے خیال نہ کیا اب معاملہ سخت و دشوار معلوم ہوتا ہے اور کوئی چارہ کار نہین معلوم ہوتا خرچال نے کہا کہ شعر مشکلے نیست کہ آسان نشود + مرد باید کہ ہراسان نشود + اے شہریار آپ خاندان شاہی سے ہین ہرچند کہ نیرنگ شاہ نے آپ سے ناراض ہو کر اک قسم کا قیدی آپ کو بنایا کہ زندانخانہ کا حاکم کیا معمولی آدمیون کے واسطے اندر داخل ہونا قید تصور کیا جاتا ہے اور رئیسون امیرون کے واسطے زندان کی حکومت بجائے اسیری و قید ہے اس لیئے کہ حاکم قیدی اور محکوم قیدی کا فرق معلوم رہے لہٰذا آپ کو لازم نہین ہے کہ گھبرا جائیے کیسی ہی مصیبت سخت ہو مگر استقلال سے کام لینا چاہیئے آخر بیان تو فرمائیے کہ وہ کیا بات ہے اس کلام سے دیو خرچال کے برق بریق کو گونہ تسکین ہوئی اور کہا مجھے ان زندانیون سے اندیشہ ہے دیو خرچال ہنسا اور کہا معلوم ہوتا ہے

کہ تیری قسمت مین سلطنت ہے برق بریق حیران ہوا کہ مین خوف و اندیشہ ظاہر کرتا ہون اور یہ کہتا ہے کہ سلطنت تقدیر مین ہے مارون گھٹنا پھوٹے آنکھ جواب دیا کہ اے خرچال مجھے تو تردد ہے اور تو تمسخر کرتا ہے یہ سب سرکش ہو گئے ہین سامان حرب و پیکار وغیرہ سب اُنکے پاس موجود ہے یہی غنیمت جان کہ اُن کو آپس کی خانہ جنگیون سے فرصت نہین ہے اور خیال آزادی دل مین پیدا نہین ہوا ہے ورنہ مشکل پڑجائیگی کچھ بنائے نہ بنیگی دیو خرچال نے عرض کیا کہ اے شاہنشاہ برق بریق پہلے میری ہی نذر قبول ہو اور یہ مجھے بوقت حکومت بھول نہ جائیے گا اس واسطے کہ حکومت پاکر دماغ بدل جاتا ہے رفقائے قدیم کا خیال کم ہو جاتا ہے میری نظرون مین آپ شاہ دیوان نظر آتے ہین اور میری کیا مجال ہے کہ آپ سے تمسخر کرون وہ وقت اور ہوتا ہے جبکہ خوش مذاقی کیجاتی ہے کہ روسا کا دل بہلے یہ جو کچھ مین کہتا ہون اُسے صحیح جاننا اور میرا ذمہ اگر تو بادشاہ نہ ہو جائے تو مین نے اپنا خون تجکو بحل کیا اور اگر تو بادشاہ ہو جاسے تو مجھے وزیر کرنا یہ سنکر دیو برق بریق نے کہا کہ یہ مین نے مانا اور اُسی وقت دونون مین قسم کے ساتھ معاہدہ ہوا اب دیو خرچال نے کہا کہ آپ اشتہار دیجیے کہ ہمارے یہان آج کے آٹھوین روز دنگل ہے جسقدر دیو ہمارے گلستان عدم کے پہلوان ہین سب جمع ہو کر لڑین اُنکو خاطر خواہ انعام دیا جائیگا جس وقت وہ سب جمع ہون اور اُن مین آزمائش زور و طاقت ہو جائے اُس وقت صلاح بتلاؤنگا جس سے تاج شاہنشاہی تیرے سر پر جلوہ فگن ہوگا برق بریق نے اسکی رائے کے موافق اعلان کیا اور روز معین اکھاڑا درست کر دیا گیا ہر چہار طرف کرسیان دنگل بچھ گئے صدر مین برق بریق مع دیو خرچال آکر بیٹھا اور دیگر دیوان زبردست آ آکر اُن دنگلون پر بیٹھنے لگے چار گھڑی دن چڑھے تک سب پہلوان آکر جمع ہو گئے اور دیگر تماشائیون کا اس قدر مجمع ہو گیا کہ کھوے سے کھوا چھلتا تھا راہ نہ ملتی تھی لوگ آپس مین کہتے تھے کہ جب سے یہ مقام آباد ہوا آج تک ایسا میلا کبھی نہ ہوا تھا یہ پہلا روز تھا کہ ان قیدیون مین شان آزادی پیدا ہوئی نہایت جوش مسرت تھا اور دیو اشقال کہ تمام دیوون سے دراز قد و زبردست تھا ایک دنگل آہنی پر بیٹھا ہوا تھا دیو برق بریق نے کہا کہ اے دیو اشقال تم ان لوگون سے واقف ہو برابر کی جوڑین تجویز کر کے ان کو لڑاؤ کہ کمزور و زبردست کا حال معلوم ہو دیو اشقال نے حسب الحکم برق بریق داروغۂ زندانخانہ جوڑین تجویز کر لڑانا شروع کین کئی سو جوڑیان لڑین اسی طرح تین چار روز تک برابر میدان کشتی گرم رہا آخر روز آٹھ دیو دیو اشقال نے منتخب کئے کہ تمام دیوان گلستان عدم سے زبردست تھے اور دیو اشقال اِن سے بھی زبردست تھا اس کے بعد جلسہ برخاست ہوا سب اپنے اپنے گھر گئے اور برق بریق نے حسب صلاح دیو خرچال ان دیوان منتخب کو مع دیو خرچال روک لیا اور ان کی دعوت کی عین جلسہ دعوت مین جبکہ دور جام شراب کا چل رہا تھا ہوشا ہوش نوشا نوش کی صدا بلند تھی برق بریق نے کہا کہ اب تک تم لوگ زندانی کہلاتے ہو اگر تم کو اس قید سے رہائی حاصل ہو کر دولت و مال دستیاب ہونے کی صلاح بتلائی جائے تو تم کچھ احسان مانوگے یا نہین سب نے متفق ہو کر کہا کہ اے داروغہ صاحب اس سے بڑھ کر کیا بات ہے زندگی بھر شکرگزار رہینگے اور بعد آزادی بھی آپ کی اطاعت سے اسیر اپنے کو تصور کیا کرینگے دیو برق بریق نے کہا کہ مین تم سب کو ایسی تدبیر بتاتا ہون کہ قاف مین ناموری حاصل ہو ملک و دولت ہاتھ آئے بہادران

آفاق مین سے تم لوگون کا شمار ہو لیکن کچھ ہمارا بھی حق تم لوگ سمجھتے ہو انھون نے عرض کیا کہ آپ کو اپنا محسن تصور کرین گے مالک جانینگے اُس وقت برق بریق نے ان سے عہد واثق لیا اور ان سے قسم ابلیس کی کھا کر کہا کہ ہم جادۂ اطاعت سے کسی وقت مین قدم نہ نکالین گے یہ سُن کر برق بریق نے کہا کہ اچھا اب وہ تدبیر سُنو سب بگوش ہوش متوجہ ہوے برق بریق نے کہا کہ مجھے مردم شماری سے معلوم ہوا کہ بارہ لاکھ دیو علاوہ بچون اور پریون کے اس مقام پر رہتے ہین جنمین سے تین لاکھ ضعیف و ناتوان چُن کر علحدہ کردو اور نو لاکھ دیو منتخب کر کے اُن کا لشکر تیار کرو اور تم مین سے ہر ایک ایک لاکھ دیو کی سرداری کرے اور دیو اشقال کو سپہ سالار کیجئے اور مجھ کو بادشاہ مانے جس وقت یہ سامان درست ہو کر ایک سلطنت محکم قایم ہو جائے اُس وقت یہان سے نکل کر ملک گیری کرنا شروع کرو یہان تک کہ زور و طاقت اپنے کو منرنگ شاہ کے مقابلے پر پہونچا دو کہ اگر وہ لڑے تو اُس سے کلہ بکلہ لڑین اور اگر نہ لڑے تو اُس سے مزاحمت نہ کرین اس لیئے کہ پردۂ قاف مین صدہا ملک ایسے ہین جنکا قبضہ مین کرنا اور حصول مال و دولت سے اقتدار کا بڑھانا آسان ہے پس کیا ضرورت ہے کہ اپنے بادشاہ سے لڑین ہان اگر وہ خود بگاڑ کریگا تو دیکھا جائیگا یہ سُن کر تمام دیو خوش و مسرور ہوے تالیان بجانے اور ناچنے لگے یہ معلوم ہوا کہ پردۂ قاف پر انکا اسی وقت سے قبضہ ہو گیا قہقہون کی صدا اُن سے گنبدِ فلک گونج اُٹھا اور دیوون نے برق بریق سے کہا کہ ہمین اطاعت قبول ہے جو اپنا محسن ہو اُسے چھوڑ کر دوسرے کی ماتحتی کیون قبول کرنے لگے اس لیئے کہ بغیر بادشاہ کے لشکر بیکار ہے اور بغیر لشکر کشی کے اقتدار و دولت ہاتھ آنا دشوار اور آپ ایسا رعایا پرور بادشاہ ہمین نہین ملیگا نہ آپ کو ہم ایسے جان نثار ہاتھ آئینگے کہ ہماری آزادی کے بانی آپ اور آپ کی بادشاہت کے بانی ہم ہوئے برق بریق نے جب ان سب کو آمادہ و مستعد پایا اسی وقت اعلان کیا کہ ہم پرسون دربار عام کرینگے ہر ایک کو حسب لیاقت منصب و جاگیر عطا کرینگے جتنے دیوان گلستان عدم ہین سب کو چاہیئے کہ آ کر شریک ہون جس وقت یہ اعلان کیا گیا ملک مین عجب طرح کی خوشی تھی کہ دیو پھولے نہ سماتے تھے اپنے اپنے جوڑ بجاتے پھرتے تھے کبھی اس زندان مین آج تک ایسی باتین کاہے کو سُننے مین آئی تھین یہ خبر آن واحد مین تمام ممالک گلستان عدم مین پھیل گئی اور دفعتہً جوق جوق گروہ گروہ ہر طرف سے دیو اُس مقام پر آ کر جمع ہونے لگے جسکو برق بریق نے صدر قرار دیا تھا اور وہان بارگاہ آراستہ کی تھی اور تاج و تخت تیار رکھا تھا غرضکہ جب تمام دیو جمع ہو گئے اُس وقت دیو برق بریق نے تخت شاہی پر قدم رکھا اور تاج ہاتھ مین لے کر آواز دی کہ ایہاالناس اس وقت تک مین تم پر ایک داروغہ کی حیثیت سے حاکم تھا اور تم سب زندانی تھے لیکن آج سے مین بادشاہ تمہارا اور تم سب رعایا ہو یہ کہکر تاج سر پر رکھا بس جلدی سے دیو خرچال نے نذر دی برق بریق شاہ نے نذر اسکی قبول کی آستین مرحمت پشت پر جھاڑی اور خلعت وزارت عنایت کیا اس کے بعد دیو اشقال دراز شاخ نے نذر دی بادشاہ نے نذر اس کی بھی قبول کی اور خلعت سپہ سالاری سے مخلع کیا بعد اس کے اُن آٹھون دیوون نے نذر دی ان کی بھی نذر قبول ہوئی اور ایک ایک لاکھ دیو کی افسری ان کو عنایت ہوئی اور دیو اشقال ان پر افسر مقرر ہوا بعد اس کے یکے بعد دیگرے نذرین گذرنا شروع ہو گئین

اور سب کو حسب لیاقت عہدے تقسیم ہونے لگے کوئی کوتوال معین ہوا کوئی ناظم کوئی وزیر کوئی کسی عہدے پر مختار کوئی کسی درجہ پر کامیاب ہوا غرضکہ یہان آج سے سلطنت برق بریق کی قائم ہوئی اور فوج کو قواعد جنگ مثل بنا بانا کشتی پھری گتکا وغیرہ سکھایا جانے لگا حتّےٰ کہ ایک سال کے اندر یہ سب برق ہو گئے اور نو لاکھ کا لشکر تیار ہو گیا دیو اشقال نے برق بریق سے عرض کی کہ اب فوج تیار ہو گئی اور دیوون کے دلولے ایسے بڑھے ہوئے ہین کہ اگر آپ خروج نہ فرمائین گے تو یہ بغیر حکم متفرق ہو کر نکل پڑینگے کام بگڑ جائیگا بہتر و مناسب ہے کہ اب آپ خروج کرین اور ملک گیری شروع کر دین یہ سنکر برق بریق نے خرچال کی طرف دیکھا خرچال نے عرض کی کہ بس اتنی ہی دیر تھی اب کوئی محل تردد و تامل نہین ہے اُسی وقت برق بریق نے حکم دیا کہ لشکر تیار ہو اور پیش خیمہ ماہی مراتب جلوس سواری وغیرہ تیار ہو کہ ما بدولت و اقبال خروج فرمائین گے حسب الحکم برق بریق سب سامان تیار ہوا اور برق بریق مع فوج بے شمار اور لشکر جرار گلستان عدم سے بصد شوکت و حشم نکلا آگے آگے سواری کے ڈنکا بجتا ہوا جلو مین تمام لشکر دیوان نو دیوان زبردست تخت کو تھامے ہوئے بڑی دھوم دھام سے سواری اس کی چلی آتی ہے آتے آتے یہ انبوہ حشرات الارض قاف کے چوراہے پر پہونچا اور منزل کی صبح کے وقت راہگیرون سے دریافت کیا کہ یہ راستے کس کس طرف کو گئے ہین معلوم ہوا کہ ایک راستہ نیرنگ قاف کی جانب گیا ہے جہان کا بادشاہ اٹھارہ لاکھ فوج و سپاہ رکھتا ہے اور دوسرا راستہ طلسم نیرنگ قاف کی طرف گیا ہے اور تیسرا راستہ گلستان ارم ملک ملکہ آسمان پری کی جانب گیا ہے اور چوتھا راستہ بہارستان قاف کو گیا ہے کہ جہان کی شاہزادی ملکہ بہار پری زوجہ بادشاہ ہندوستان لندھور بن سعدان ہے بس یہ سُننا تھا کہ آتش عناد ان دیوون کے دل مین روشن ہوئی کہ ہماری ہم قوم شاہزادی اور زوجہ آدم زاد کہلائے بس ملک اس کا غارت کرنا سب کامون سے مقدم ہے اور قتل کرنا بہار پری کا جملہ واجبات سے اولےٰ ہے اِس کے علاوہ لندھور نے بڑے بڑے سرکشان قاف کو مارا ہے اُس کا عوض ضرور ہے یہ خیال کر کے برق بریق نے حکم دیا کہ ہمارا لشکر بہارستان قاف کی طرف چلے اور قلعہ بہاریہ کو اول غارت و برباد کرے اسکے بعد دیکھا جائیگا یہ سُن کر دیو اشقال نے لشکر کے نو ٹکڑے کئے اور پیش خیمہ اپنے ہمراہ لے کر آگے آپ روانہ ہوا اس کے بعد طوفان کرگدن سوار لاکھ دیوون سے روانہ ہوا پھر دیو ہامون و دیو ثنگیلائے آہن کلاہ و دیو افغان بلند آواز و دیو لگنیزال و دیو منیزال و دیو کرار و دیو تن تنا یہ سب یکے بعد دیگرے تھوڑے تھوڑے فاصلے سے ایک ایک لاکھ دیو کی جمعیت سے بہارستان قاف کی جانب روانہ ہوئے اور آخر مین برق بریق شاہ دیوان گلستان عدم کی سواری بہارستان قاف کی طرف روانہ ہوئے اب دیکھا چاہیئے کہ یہ لوگ کس وقت پہونچتے ہین۔ لیکن اب راویان اخبار و ناقلان آثار اس طرح روایت کرتے ہین کہ ایک روز ملکہ بہار پری بیٹھی ہوئی ہے اور ہر چہار جانب اس کے انیس جلیس جمع ہین باتین ایام شباب کی آنا لندھور بن سعدان گرد کا ساتھ صاحبقران کے عشق ہونا اپنی جوانی کے زمانے کے دلولے اور عشق کے چرکے تارنا لندھور کا دیوان قاف کو بیان ہو رہے ہین کہ

اُسی حالت مین ملکہ بہار پری نے کہا کہ آج کل مجھے بہارستان قاف خزان بہار معلوم ہوتا ہے ہر گل وریحان کو دیکھ کر دل پر ایک داغ کی ایسی جلن محسوس ہوتی ہے سبزے سے بوئے بیگانگی آتی ہے کانٹے نیش زن معلوم ہوتے ہین صبا کی چال مین گھبراہٹ پیدا ہے جیسے کوئی کسی کے خوف سے بھاگتا ہے برگ خشک مانند فوج ہزیمت خوردہ کے عالم تباہی مین پڑے ہوئے ہین ثمر پختہ وخام مثل سر بریدہ کے ٹھوکرون مین آرہے ہین شفق مین بوئے بیوفائی ورنگ خون تمنا کی شان نکلتی ہے طائرون کی نغمہ سرائی نوحہ خوانی معلوم ہوتی ہے ہر زمزمہ سے آواز الفراق پیدا ہے بلبلین فریاد کرتی ہین لیکن گلون کے کان بہرے ہوگئے ہین کوئی کسی کی نہین سُنتا سنبل باحال پریشان کہہ رہا ہے کہ سامان بربادی نظر آتا ہے نرگس کی آنکھون مین سوائے تیرگی کے کچھ نظر نہین آتا عجب سامان ہین نہین معلوم کیا منظور خدا ہے کہ دل اُداس ہوا جاتا ہے طبیعت پریشان ہے جو منھ چڑھی ہوئی پریان ہین اور جن کی سہیلیان ہین اُنھون نے کہا کہ واری اس وقت جو ذکر ہو رہے تھے وہ دل کی پریشان ہی کرنے والے ذکر تھے اُس وقت کہ جسکی یہ باتین تھین فقط فراق یار جانی جیتی کی نشانی تھا اب تو فرقت شباب اُس ایذا پر بھی غالب آگئی کہ افسوس اب وہ زمانہ ہی نہین رہا کہ لندھور کبھی اس طرف کا رُخ کرین بس جس کو ایسے ایسے خیال پریشان کر رہے ہون اُس کا دل کیونکر ٹھکانے رہ سکتا ہے یہ سُن کر ملکہ بہار پری چین بہ جبین ہوئی اور کہا رنڈی ہوش سنبھال بڑھاپے کا جو بھلا جنازے کے ساتھ تیری خرمستی ابھی نہین مٹی ہے تجھ کو ایسے خیال آیا کرتے ہونگے جوانی کا حاصل شادی ہونا شادی کا آل اولاد وہ سب کچھ ہو چکا کوئی حسرت دل مین باقی نہین رہی جو حالتین مین نے ابھی بیان کی ہین یہ سب علامتین ہین زوال اقبال کی نہین معلوم کہ زمانہ کیا رنگ بدلا چاہتا ہے مجھے یقین ہے کہ بہارستان قاف پر کوئی تازہ بلا نازل ہوا چاہتی ہے یہی چرچا تھا کہ دیو ہلاہل کہ جو نائب ووزیر ہے ملکہ بہار پری کا اور ناظم ہے بہارستان قاف کا گھبرایا ہوا خدمت مین ملکہ بہار پری کے آیا اور عرض کی کہ اے ملکۂ آفاق ایک خبر وحشت اثر سُنی ہے خداوند عالم اُس کو جھوٹ کرے لیکن مقام تشویش ضرور ہے غفلت کرنا مناسب نہین کوئی انتظام کرنا چاہئیے اس لیے کہ سُنا ہے دیو برق بریق بادشاہ بنا ہے دیوان گلستان عدم کا اور قیدیون نے اتفاق کر کے اُس کو بادشاہ بنایا ہے اور لشکر آراستہ کیا ہے اور برائے ملک گیری نکلے ہین اور اسی طرف آرہے ہین نو لاکھ دیوون کی فوج ہے اور بڑے بڑے زبردست دیو افسر ہین کہ جن مین کا ایک بھی کافی ہے بربادی پرستان قاف کے واسطے ایسے ایسے نو افسر ہین اور ایک دیو دراز قد کہ جسکا قد اڑہائی سو گز کا ہے سب دیوون کا افسر ہے اور سپہ سالار ہے برق بریق کا آگے آگے پیش خیمہ لئے چلا آتا ہے بس یہ سُن کر ملکہ بہار پری نہایت پریشان ہوئی کہ لندھور نے امیر عالیشان کے ہمراہ خانۂ کعبہ مین گوشہ نشینی اختیار کی اور فرزند میرا ارشیون پریزاد نہین معلوم کس مقام پر ہے اور کس حال مین ہے اور یہ یورش کفار کا ہے میری فوج تاب مقاومت نہ لا سکے گی یا خدا اس کا انجام کیا ہوگا اور اپنی ہمجلیسون سے کہا کہ دیکھا تم نے آثار پریشانی ظاہر ہوگئے اور سبب دل کی گھبراہٹ اور ملک کی اُداسی کا کھل گیا ان سب نے اپنی گردنین جھکالین لیکن اُسی وقت

ملکہ بہار پری نے ایک نامہ بنام آسمان پری کو بطور عرضی لکھا کہ اے ملکۂ آفاق مجھ پر وقت تنگ آگیا ہے اور زمانہ کی گردش برخلاف معلوم ہوتی ہے دیوان گلستان عدم نے میرے ملک پر چڑھائی کی ہے اور لشکر فراوان ہمراہ گران سے برق بریق برائے بربادی بہارستان قاف آتا ہے لہذا جلد کسی کو برائے مدد روانہ فرمائیے کہ وہ اگر ان سرکشون کو پست کرے اور شکست دے اور آبرو آپ کے کنیز کی اور ملک بہارستان قاف کو تباہی سے بچائے واجب جانکر عرض کیا جس وقت یہ عرضی تیار ہوئی ایک پریزاد یہ عرضی لے کر خدمت مین ملکہ آسمان پری کی پہونچا اور عرضی پیش کی ملکہ آسمان پری نے لفافہ چاک کیا اور عرضی ملاحظہ فرما کر جواب لکھا کہ اے بہار پری خداوند کریم ہماری تمہاری دونون کی ملک و آبرو کا نگہبان ہے اس لئے کہ یہ وہ زمانہ ہے کہ صاحبقران عالیشان خانۂ کعبہ مین جاکر گوشہ نشین ہوگئے دو فرزند ان کا یعنے صاحبقران اعظم عبادت قہور دیو پرور کو طرف قہوریہ کے گیا ہوا ہے اور فرزند قریشیہ طلسم نیرنگ قاف مین پھنس گیا خدا اُس کو رہائی بخشے قریشیہ سلطان اور قریشیہ ثانی کو بھائی نے اُن سے پردے بٹھایا ہے اس وقت کوئی معاون و مددگار سوا ذات پروردگار عالم کے نظر نہین آتا کچھ لشکر مین بھی بھیجے دیتی ہون یہ جواب عرضی کا لکھ اُس پریزاد کو دیا اور کچھ لشکر ہمراہ کرکے روانہ کردیا جس وقت جواب عرضی بہار پری کو پہونچا نہایت پریشان ہوئی اُس کے بعد فوراً ایک عرضی بنام صاحبقران ثالث یعنے شاہزادہ بدیع الملک لکھکر روانہ کی یہ نامہ دار جس وقت لشکر اسلام مین پہونچا عجب حالت دیکھی کہ تمام لشکر مع جملہ سرداران نامی وگرامی نابینا ہے اس طرف سے بھی مایوس ہوا لیکن اپنا فرض منصبی ادا کرنے کے خیال سے حاضر خدمت صاحبقران عالیشان ہوا اور عرضی پیش کی بدیع الملک نے فرمایا خیریت ہے اُس نے عرض کیا کہ عرضی پڑھکر حضور کو معلوم ہوجائیگا جس وقت بدیع الملک نے یہ کلمہ سُنا فرمایا کہ اچھا عرضی کھول کر پڑھو مین سُنونگا نامہ دار نے عرضی لفافے سے نکالی اور پڑھی صاحبقران ثالث مضمون عرضی سے آگاہ ہوکر نہایت رنجیدہ و محجوب ہوئے گردن جھکالی فرمایا کہ افسوس کس وقت مین بہار پری نے مدد طلب کی ہے کہ جس وقت ہم خود لقمۂ اجل بنے بیٹھے ہین کہ جسکا جی چاہے یہان آکر ہمین قتل و قمع کرکے چلا جائے کوئی پوچھنے والا بھی نہین ہے یہ فرماکر بہت روئے اور نامہ دار کو جواب اس مضمون کا لکھکر عنایت فرمایا کہ اے ملکہ بہار پری مین تم کو مادر مہربان سے زیادہ سمجھتا ہون اس لیئے کہ تم میرے جد اعلےٰ یعنے صاحبقران اول کے جانشین کے ناموس ہو میری بھی بزرگ ہو مجھپر ہر طرح اطاعت تمہاری بھی فرض تھی مگر جو حالت یہان کی ہے وہ اپنے ایلچی سے سُن لینا کہ اُس نے ہم سب کو کس حال پر ملال مین دیکھا ہے اور فرزند تمہارا ارشیدون پریزاد جو ہماری مدد کو آیا تھا اس قدر زخمون سے چور ہے کہ اُٹھنا بیٹھنا محال ہے اگر آج اچھا ہو تو دو مہینے مین اور یہی حالت فرہاد خان یک ضربی و لندھور ثانی و فرسنگ بن لندھور و دیگر سرداروں کی ہے جو کہ بلائے کورچشمی سے محفوظ ہین وہ اس آفت مین مبتلا ہین تکیہ خدا پر کرو کہ جسنے تمہین پیدا کیا ہے وہ ہی بچانے والا ہے اس وقت ہماری تمہاری ایک حالت ہے کہ ہر وقت گویا موت سر پر ہے اور دہان گور لقمۂ چرب سمجھ کر منہ کھولے ہوئے ہے

اگر زندگی ہماری تمھاری ہے تو وہ مسبب الاسباب کوئی سبب زندگی کا پیدا ہی کر دیگا اور اگر قضا آگئی ہے تو کوئی چارہ نہین ہے انا للہ وانا الیہ راجعون ایلچی جواب نامہ لے کر رخصت ہوا چلتے وقت صاحبقران عالیشان نے یہ بھی فرما دیا تھا کہ یہ بھی کہدینا کہ بھائی میرا خضران بن عمرو جو میرا عاشق و شیدا ہے فکر بصیر جادو مین گیا ہوا ہے تاکہ اُس کو مار کر آنکھین ہم سب کی روشن کرے نہین معلوم کہ اُسپر کیا گذری اس وقت تک کوئی خبر اُس کی بھی ہمین نہین معلوم ہوئی نامہ دار مع نامہ و پیغام زبانی رخصت ہو کر روانہ ہوا اور آکر ملکہ بہار پری سے تمام واقعات و حالات چشیدہ بیان کرکے عرضی کا جواب دیا اور حال خضران بن عمرو کا زبانی بیان کیا جس وقت بہار پری نے حال خضران سُنا اور مضمون جواب عرضی سے آگاہ ہوئی ایک آہ سرد دل پر درد سے کھینچی اور کہا کہ معلوم ہے کہ ستارہ نحوست ہم لوگون پر آگیا ہے اور تقدیر ہماری برگشتہ ہو گئی ہے خراب کمر ہمت کو سفر مرگ پر چست باندھنا چاہیے آثار و علامات اچھے نہین معلوم ہوتے مین یہ سوچ کر چند نامے اور قریب قریب کی پریون کو جو کہ ایک ایک دو دو ملک کی حاکم ہین لکھ کر روانہ کئے چنانچہ ایک نامہ جلاجل پری اور ایک نامہ سلاسل پری اور ایک نامہ رضوان پری کو بھی بھیجدیا اور خود لشکر اپنا لے کر قلعہ سے باہر نکلی بارگاہ برپا کی دوسرے روز جلاجل پری بیس ہزار دیوون سے آکر پہونچی بہار پری نے اس کا استقبال کیا اور اپنے خیمے مین لائی اس کے بعد سلاسل پری آئی اور بعد سلاسل پری کے رضوان پری آئی یہان تک کہ شام تک آٹھ نو پریان جمع ہوگئین شام کو ان سب نے ایک جگہ بیٹھ کر کھانا کھایا اور آپس مین حسرت آمیز باتین ہونے لگین اور صحبت مشورت گرم ہوئی اور یہ راے قرار پائی کہ ہم تم لڑ کر مر جائین تو بہتر ہے کہ پردہ رہ جائیگا ورنہ نہین معلوم یہ کفار ابلیس پرست کیا سلوک کرین اور کیونکر پیش آئین یہی راے قرار پائی اور سب نے ایک ہی خیمے مین آرام کیا کہ اس تھوڑے زمانے کی زندگی کو غنیمت سمجھنا چاہیے ایک دوسرے کو جی بھر کر دیکھ لے غرضکہ جب صبح ہوئی سب نے منھ ہاتھ دھونے سے فرصت کی صحبت گرم ہوئی سراپچہ بارگاہ کے اُٹھے ہوئے تھے صحراے بہارستان قاف کی سیر دیکھی جا رہی تھی کہ یکایک جانب صحرا سے تتق گرد و غبار بلند ہوا دل بہار پری کا دھڑکنے لگا کہ معلوم ہوتا ہے وہ آفت قریب ہے جس کا ہمین خوف تھا وہان دامن گرد شگافتہ ہوا اور دل گردے اشتقال رازقی ایک لاکھ دیوون کی جمعیت سے مع بارگاہ آکر پہونچا اور جاے مناسب تجویز کر خیمہ برپا کیا بہار پری نے جو دیکھا گونہ اطمینان ہوا کہ ایک لاکھ دیو ہین ان سے میرا لشکر چند ہی لڑ سکتا ہے خداوند کریم شاید کوئی صورت نکال دے ممکن ہے کہ صاحبقران اعظم بھی عیادت تہور دیو پرور کے بعد واپس آئین اور ان دیوون کو سزا پہونچائین یہ خیال کر کے دل کو مضبوط کیا اور جلاجل پری سے کہا کہ بہن مین نے تو بہت کچھ سنا تھا کہ نو دس لاکھ دیو آتے ہین اسی سے مین پریشان ہوئی تھی اے لو یہ تو موے لاکھ سے زیادہ نہین معلوم ہوتے ان سے زیادہ تو ہمارا تمھارا لشکر ہے یہ موذی کاہے کیا کر سکتے ہین جلاجل پری نے کہا کہ بہن لوگون کا قاعدہ یہی ہے کہ ذرا سی بات کو بڑھا کر بیان کرتے ہین مبالغے بغیر زبان سے لفظ نہین نکلتے ہین زنانخانۂ پرستان مین اتنے دیو کہان سے آگئے یہ اتنے دیو بھی نہین معلوم

کہان سے آئے ہین بعد دریافت معلوم ہو جائیگا لیکن سلاسل پری نے کہا کہ بہن ابھی کیا معلوم اگر اس کے بعد اور دیو آتے ہون لشکر زیادہ ہوتا ہے تو کئی حصون مین تقسیم کر دیا جاتا ہے رضوان پری نے کہا کہ میرا بھی یہی خیال ہے مین بھی سُن چکی ہون کہ دیوان گلستان عدم نے داروغہ زندان کو بادشاہ بنایا ہے اور آپ لشکری بن کر اُس کے ساتھ ہوئے ہین اور بربادی پرستان کے ارادے سے نکلے ہین یہ سُن کر جلاجل پری نے کہا کہ بہن اللہ اللہ کرو بھلا کوئی عقل کی بات ہے فال بد منھ سے نکالنا اچھا نہین ہوتا ہے یہی ذکر تھا کہ یکایک دوسری گرد اڑی سب اُس طرف نگران ہوئے دیکھا کہ آتے آتے دامنہ گرد کا شگافتہ ہوا اور دل گردے پھر ایک لاکھ دیو آگے آگے اُن کے ایک دیو بمرتبہ افسری تھا پیدا ہوئے اور دیو اشتقال جو ان سے بیشتر آیا تھا اُس کی فوج سے ملحق ہو گئے اور فوج بہار پری کی طرف دیکھ کر قلقاریان مارین رضوان پری نے کہا کہ بہن دیکھا تم نے یہ کیا سامان ہے بہار پری و جلاجل پری کو ایک سناٹا آگیا دفعتًا پھر ایک تیسری گرد پیدا ہوئی اور دل گردے دیو طوفان ایک لاکھ دیوون سے پہونچا پھر تو اس کے بعد تانتا بندھ گیا یہ پریان تصویر بنی بیٹھی ہین اور رنگ رو متغیر ہین اور دیو گروہ گروہ یکے بعد دیگرے چلے آتے ہین بعد دیو طوفان کے دیو ہامون اس کے بعد دیو شکیل آہن کلاہ اور دیو لکنیزال و منیزال و دیو کرکراد و دیو تن تنا یہ سب کے سب ایک ایک لاکھ دیو کی جمعیت سے آکر پہونچے شام کو بادشاہ دیوان یعنے ملک برق بریق مع حشم و قدم آکر پہونچا سب افسرون نے استقبال کیا بادشاہ نے آتے ہی آتے لشکر بہار پری کی طرف غور سے دیکھا اور داخل بارگاہ ہوا سب سردار اپنے اپنے خیمے نصب کرا کے دربار مین برق بریق کے حاضر ہوئے وہان دیوون کے لشکر نے پڑاؤ کیا تمام صحرا دیوون سے مملو ہو گیا دیو برق بریق نے دیو اشتقال سے کہا کہ آج تم سب آرام لو کل طبل جنگ بجوانا دیو اشتقال نے کہا کہ خداوند کیا کسی زبردست دشمن سے یا برابر والے سے سامنا ہے جسکے واسطے یہ انتظام کیا جائے آپ طبل جنگ بجوا دیجیے گا صبح کو دو دیو دو لاکھ دیوون سے حملہ کر کے ان سب کو پامال کر کے کل ہی بہارستان قاف پر قبضہ کر لین گے ہم اور آپ کھڑے تماشا دیکھین گے برق بریق نے یہ سُن کر کہا کہ تم جاؤ طبل جنگی بجوا دو دیو اشتقال نے اُسی وقت نوازش طبل جنگی کا حکم دیا کوس حربی پر چوب پڑی شعر زنقارہ آواز آمد بردون • کہ گردون دون ست و دون نستدون • یہان ملکہ بہار پری کثرت لشکر دیوان دیکھ کر حیران و پریشان ہوئی تھی ہوش و حواس جاتے رہے تھے یہ خیال کیا تھا کہ ملک سے دست بردار ہو کر کسی سمت کو چلی جاؤن جب امید فتح نہین تو لشکر کو قتل کروانے سے کیا فائدہ ہے لیکن جب ان دیوون نے آتے ساتھ ہی طبل جنگ بجوا دیا تو دل ملکہ بہار پری کا دھڑکنے لگا کہ اب بھاگنے کا موقع بھی نہین رہا آخر شعر سرمنی تیغ و شمشیر حبیب • ہرچہ آید بر سر من یا نصیب • اب کمر ہمت کو سفر مرگ پر محکم باندھنا اس واسطے کہ کوئی صورت بچاؤ کی ذہن مین نہین آتی مجبوری طبل جنگ کو حکم دیا یہان کوس حربی پر چوب پڑی اور آواز نقارے کی گرجی گویا نقارہ ہر دو دست چوبی سے ظلم نقارہ پر سر پیٹ رہے ہین یا ماتم مرگ اہل اسلام کر رہے تھے

فوج مین ایک تہلکہ تھا بزدلون نے اُسی پردۂ شب مین بہارستان قاف کو خالی کر دیا تھا کہ آپ زندہ جہان زندہ آپ مردہ جہان مردہ اگر ہمین نہ ہوے اور بہارستان قاف خزان سے محفوظ رہا تو کیا اور اگر اپنی جان ہے تو جہان ہے بہارستان قاف نہ سہی کوئی اور مقام اپنا مسکن ہو جائیگا خدا کی خدائی خالی نہین ہے کسی اور بادشاہ امیر کی نوکری کر لین گے کسی طرح زندگی گزار لین گے غرضکہ زندگی عجب گوہر بیش بہا ہے کہ اسے کھو کر افسوس بھی نہین کر سکتے لیکن جو دیو کہ سرفروش و نمک حلال ہین وہ آپسمین ایک دوسرے سے کہ رہے ہین کہ یارون کل جس قدر کافرون کو قتل کروگے اُسی قدر اجر و ثواب حاصل ہوگا خوشا قسمت کہ سامان شہادت مہیا ہے جنس آخرت ارزان ہے اگر فتح پائی تو غازی ٹھہرے ورنہ شہید ہونے مین تو کوئی شک ہی نہین ہے خوشا نصیب اُس شخص کا کہ زندگی بھر عیش مین گزری مرنے کے بعد گلشن جنت کی ہوا کھائی یہان بھی مزے وہان بھی عیش ادھر ملکہ بہار پری اپنی بارگاہ مین فروکش ہے گرد مجمع اور پریون کا ہے آنکھون سے بہار پری کے آنسو جاری ہین کبھی ملک کی بربادی کا خیال ہے کبھی اپنی تباہی کا رنج کبھی فرزند زخمی کا صدمہ کبھی فراق شوہر کے خنجر جگر کو زخمی کرتے ہین ملکہ جلاجل پری سلاسل پری رضوان پری یہ سب سمجھا رہی ہین اور کہہ رہی ہین کہ بہن اس رونے دھونے سے کچھ حاصل نہین ہے خدا کو یاد کرو وہ بڑا کارساز و بے نیاز ہے کیا وہ اس بلا کو دفع نہین کر سکتا جو تم اس درجہ ہراسان ہو بہار پری نے کہا کہ یہ سچ ہے مگر خدا نے ہر بات کے واسطے آثار و علامات معین کیے ہین اس وقت تک سوا شکست کے فتح کے کون سے سامان ہین جلاجل پری نے کہا اچھا فرض کردم کہ شکست ہی کا سامنا ہوگا تو ویسے ہی سامان کرو کہ بروقت دقت نہ پیش آئے اور ہوش و حواس درست رکھو عقل سے کام لو اگر اپنی پریشانی کو ان خیالات سے ترقی دوگی کچھ نہ ہو سکیگا یہ سُن کر ملکہ بہار پری نے کہا کہ ہان یہ تو سچ کہتی ہو اور اسی پردۂ شب مین جواہر بیش بہا اور اشرفی روپیہ اور اشیاء عمدہ اپنے ملازم خاص دلو نخوت کے ہمراہ کرکے طرف ملک ملکہ آسمان پری کے روانہ کر دیے اب رات تھوڑی رہ گئی تھی پہلے یہ پریان اپنا زمانہ یاد کر کے آپس مین گلے مل مل کے روئین بعد اسکے ملکہ بہار پری نے کشتیان اسلحہ کی طلب کین اور بال سمیٹ کر جوڑا باندھا پوشاک زنانہ اُتاری لباس مردانہ پہن کر اسلحہ تن پر آراستہ کیا زرہ خود و بکتر چلتہ و آئینہ عرق چین زرہ ٹوپ و موزے داستانہ سب پہن کر نیمچہ کمر سے لگایا یہ رنگ دیکھ کر جلاجل پری و سلاسل پری و رضوان پری اور دیگر پریون نے کہا کہ بہن اگر ساتھ دیا ہے تو پورا دین گے ہم بھی تمھارے ساتھ ان موئے کافرون سے لڑ کر اپنی جان دین گے آبرو بچائین گے یہ کہہ کر سب نے کشتیان سلاح جنگ کی طلب کین اور اپنے اپنے جسم نازک پر زیور جنگ آراستہ کیا انقلاب زمانہ و گردش فلک دوار ہے کہ یہ شاہزادیان امیرزادیان جو کسی وقت ذرا سی تکلیف اُٹھانے کی عادی نہین آج زخم نیزہ و شمشیر اُٹھانے کیلیے آمادہ ہوئی ہین جو ہمیشہ آغوش ناز مین رہین اب آغوش تربت کی

خستان ہو گئی ہین جنکے رعب و داب سے پرندہ پر نہین مار سکتا تھا اُن پر یورش سے کفار کا ملکہ بہار پری اشعار عبرت آمیز زبان پر لاتی ہے اور روتی جاتی ہے شعر پاؤن ٹھکراتے تھے جنکے سامنے جاتے ہوے ۔ کاسۂ سر اُنکے دیکھے ٹھوکرین کھاتے ہوئے ۔ کبھی شکایت فلک کرتی ہے کہ کیون جفا کرتا ہے : اے گردون دوار تیرے دور مین کبھی کوئی خوش نہین رہنے پایا جو آج شاد ہے وہ کل غمگین ہے ہائے وہ زمانہ جبکہ یہان لندھور بن سعدان گرد ہمراہ حمزہ صاحبقران کے تشریف لائے تھے کیسے کیسے سرکشون کو مارا اور پست کیا کسی کی مجال نہ تھی کہ بہارستان قاف کا رُخ بھی کرتا اب ایک وقت آیا ہے کہ زندانی دیوون کی بھی ایسی ہمت بڑھی ہے کہ اُنھون نے بہارستان قاف کی تاراجی اور تباہی کا قصد کیا ہے اور کوئی سزا دینے والا اِن کا نظر نہین آتا خدا کی قدرت ہے کہ وہ جابر جو ایک زندانخانے مین پشت ہا پشت سے اسیر تھے آج بادشاہ بن کر آئے ہین اور وہ لوگ جو ہمیشہ سے حکمران تھے جنکے خاندان سے شاہی و شہریاری چلی آتی ہے وہ زندانیون زندانیون سے بدتر ہوا چاہتے ہین مگر کیا اجارہ ہے یہ گردون دون کی سفلہ پروری ہے کہ رئیسون کو زوال اور کمینون کو عروج خیر کیا چارہ ہے اگر مرضی پروردگار اِس کے خلاف ہے تو فلک کی کجروی کیا کر سکتی ہے اور اگر اُسی کی مشیت مین یہ امر گذرا ہے کہ زندانی حاکم ہون اور حاکم محکوم ہون تو کوئی چارہ نہین ہر حال مین اُس کا شکر لائق و لازم ہے بموجب مصرعہ مصرع سر تسلیم خم ہے جو مزاج یار مین آئے ۔ غرضکہ انھین باتون مین زمانہ شب کا برطرف ہوا اور خانۂ شب سے صبح برآمد ہوئی جھونکے نسیم بہار کے چلے نمازیون نے وضو کر کے مصلون کو روشن کیا لشکر کفار مین نعرے یا خداوندا ابلیس کے بلند ہوئے ابلیس پرست اپنے اپنے طریق مذہب کے موافق پوجا پاٹ مین مصروف ہوئے لیکن وقت صبح کیا وقت ہوتا ہے کہ اُس کے منظر کی ہر چشم تماشا مشتاق رہتی ہے اور صبح بھی بہارستان قاف کی صبح کو ہر طرف ایک عالم محویت ہے بہار کے پھول و پھل درخت و گیاہ جانور سب نرالے ہین ہم تماشا بین بہشت عنبر سرشت کا سمان نظر آتا ہے بلکہ بہشت کا تو صرف نام سُنا ہے دیکھا نہین اِس کو بچشم خود دیکھ رہے ہین کہ خواب سبزہ دیدہ بیدار مین تری بخشتا ہے روح کو فرحت حاصل ہوتی ہے گلون کی سرخی خون کو ہیجان مین لاتی ہے ضعیفی مین : لطف شباب عود کر آئے ہین معشوقان نازک اندام کے عارض رنگین یاد آتے ہین طائرون کی صدائین دل کھینچے لیتی ہین روح کو بےچین کرتی ہین لیکن اُس بہارستان مین باغیون نے قدم تاراجی باغ کی فکر ہے خار حسد دلون مین پیوست ہین کشت تمنائے اہل اسلام پامال ہوا چاہتی ہے تیغ موت کا مزا زبانون پر آرہا ہے کہان تک بیان کرون کہ نہرون کی روانی آبشارون کی درفشانی فوارون کا چھوٹنا تارون کا ٹوٹنا معلوم ہوتا ہے اسی کیفیت مین جس وقت دونون فوجون مین تیاری ہونے لگی لشکر جوق جوق گروہ گروہ آکر میدان جنگ مین صف آرا ہونے لگا سردار بمرتبہ سرداری آکر قائم ہوئے اپنے اپنے عقب مین اپنے اپنے لشکر کو آراستہ کیا اُس طرف تخت برق بریق کا مع فیلان قاف پر کسا ہوا کہ ایک ایک فیل کوہ گران معلوم ہوتا ہے اور اُس تخت پر برق بریق تاج شاہی سر پر رکھے ہوئے

چتر گردش مین لباس شاہی در بر بڑے غرور سے بیٹھا ہوا آکر یہ تخت وسط لشکر مین قایم ہوا اور دیو استقال دراز قد لشکر سے میں گز آگے برتبہ سپہ سالاری آکر قایم ہوا اور دیو طوفان کرگدن سوار و ہامون و شکیلا سے آہن کلاہ و لگنیز ال و منیز ال و افغان بلند آواز و دیو کرکراد و دیو تن تنا یہ سب ایک ایک لاکھ سوار کے افسر لشکر سے پانچ پانچ قدم آگے بڑھ کر برتبہ سرداری قایم ہوئے ادھر ملکہ بہار پری و جلاجل پری و سلاسل پری و رضوان پری یہ سب مرکبون پر سوار ہو کر لشکر سے دس دس قدم آگے بڑھ کر قایم ہوئین اور عقب مین ان کے تمام لشکر دیوان صف بستہ ہوا لیکن سرداران لشکر بہار پری آکر قدمون پر بہار پری کے گر پڑے اور عرض کی کہ آپ نے یہ کیا غضب کیا کہ لشکر کو ابھی سے خدانخواستہ بے بادشاہ کر دیا اور خود لباس جنگ جسم پر آراستہ کرکے لشکر سے آگے بڑھ کر کھڑی ہوئی ہین جب تک کہ غلامون کے تنون پر سر ہین اور جسم مین جان باقی ہے اس وقت تک یہ امر آپ کو مناسب نہین ہے نہ ہمین زیبا ہے جس وقت ہم نہ ہونگے اس وقت حضور کو اختیار ہے بہار پری نے کہنا انکا نہ مانا اور جواب دیا کہ کیا تمکو امید فتح ہے انجام یہی ہونا ہے جسکا انتظام مین نے اس وقت سے کیا ہے یہان تو یہ گفتگو تھی اور وہان دیو استقال نے جو دیکھا کہ یہ پریان لباس مردانہ پہن کر برارادہ مقابلہ آئی ہین بہت ہنسا اور کہا کہ تم لوگ تو گلے لگانے کے قابل تھے مگر اب بڑھاپے نے تمھین کسی کام کا نہ رکھا صرف تمھارے ملک کی خواہش ہے مجھے کوئی غرض نہین ہے اگر جانین بچانا ہین تو بہارستان قاف کو خالی کر دو اور حکومت سے دست بردار ہو جاؤ ہم تمسے مزاحمت نہ کرین گے اور اگر لڑو گی تو جان بھی جائیگی اور مال بھی ضایع ہو گا سرداران لشکر بہار پری نے ملکہ سے کہا کہ یہ کلمات توہین حضور آپ اپنے کانون سنتی ہین اور ہمین بھی سامنے اس لشکر کثیر کے ذلیل کرواتی ہین غرضکہ قسمین دے کر بہار پری کو لا کر تخت پر بٹھالا اور پریان بھی گرد تخت کے اپنے اپنے تخت روان پر سوار ہوئین غرضکہ بعد آراستگی صفوف جدال و قتال نقیب نقابت کر کے نکل گئے تھے کہ برق پری نے آواز دی کہ ہان لینا سب ایک دم سے دھاوا کردو ایک ایک کے نکلنے اور لڑنے مین وقت بہت ضایع ہوگا بس یہ سنا تھا کہ دیو استقال نے دار شمشاد ہاتھ مین سنبھالی اور ہان کا نعرہ کرکے چلا ساتھ ہی دیو طوفان و دیو ہامان وغیرہ تمام سردارون نے حربے سنبھالے اور لشکر اسلام کی طرف چلے اور عقب مین لشکر نو لاکھ کا اس زور و شور سے چلا کہ دل زمین کا تھرا گیا آسمان کو لرزہ آیا تتق گرد و غبار بقدر بلند ہوا کہ خورشید نظرون سے غائب ہوگیا بموجب شعر ز سم ستوران دران پہن دشت + زمین شش شد و آسمان گشت ہشت + ادھر لشکر بہار پری کے دیوون نے بھی حربے سنبھالے صفون کو محکم کیا اور اپنی جگہ سے آگے بڑھے ملکہ بہار پری نے کہا کہ اے بہادر و نمک حلالو یہ روز جنگ نہین بلکہ روز مرگ ہے یقین ہے کہ آج کے بعد بہارستان قاف مین ہمارے لشکر سے دوسری جنگ نہ ہوگی جس سے جو ہو سکے وہ کمی نہ کرے اس لیئے کہ جب مرنا ٹھہرا تو فکر کیا رہی ہان یہ کفار تمھارے شکار ہین لینا انکو جانے نہ پائین اہل اسلام کے دلون مین اپنے مالک کے تحرک سے ایک جوش تازہ پیدا ہو گیا اور حربے پکڑ پکڑ کے جا پڑے ادھر سے کفار

آپڑے یہ معلوم ہوا کہ دو ابر غلیظ مل کر گڑگڑانے لگے جنگ ہونے لگی دار شمشاد چادر چاق آرہ پشت نہنگ سیل فولادی تبر سول تیغ سول گرز وغیرہ یہ سب حربے چلنے لگے شور دار و گیر بلند ہوا کسی طرف تبر نخل حیات دیوان کو قطع کر رہی تھی کسی جانب دار شمشاد سے سر پھٹ رہے تھے کہین چاق چادر تین تین چار چار کو ایک ایک مرتبہ فرش مرگ پر لٹا رہی تھی کسی طرف سیل فولادی نشان منزل عدم دکھا رہا تھا کہین ساطور سے سر قلم ہو رہے تھے نخل حیات دیوان ختم ہو رہے تھے جو لاش گرتی تھی یہ معلوم ہوتا تھا کہ پہاڑ پھٹ پڑے جو دیو نعرہ کرتا تھا یہ معلوم ہوتا تھا کہ فیل چنگھاڑا یا بادل گرجا جو سر دو پارہ ہو کر گرتا تھا یہ ثابت ہوتا تھا کہ کوئی گنبد شق ہو کر آ رہا اگر ہاتھ قلم ہو کر گرتا تھا تو ظاہر ہوتا تھا کہ ستون کسی مکان بلند کا آ رہا قیامت کی لڑائی تھی دریائے خونی موجزن تھا تمام بیابان بہارستان قاف لالہ زار ہو رہا تھا ہر طرف آواز بگیر و بزن بلند تھی کشتون کے پشتے لاشون کے انبار تھے دیوان بہارستان قاف اگرچہ تعداد مین دیوان گلستان عدم سے بہت کم ہین مگر جرأت مین بڑھے ہوئے ہین یہ تو سمجھے ہین آج مرنا ہے ایک ایک دیو چار چار اور آٹھ آٹھ دیو کو مار کر مرتا ہے ہر طرف یہی شور ہے کہ بڑے غیرت کی بات ہے کہ یہ قیدی ہمین پیچھے ہٹا دین مار لو ان نمک حرامون کو جانے نہ پائین قدم جمائے ہوئے کس بہادری سے لڑ رہے ہین ادھر دیوان گلستان عدم آپس مین ایک دوسرے کو اغوا کر رہے ہین کہ آج اپنے اپنے کینہ دیرینہ کو نکال لو اس سے بہتر موقع ہاتھ نہ آئیگا یہ وہی لوگ ہین جنھون نے ہمین زندان مین بھجوایا تھا آج انھین اسیر طوق و زنجیر کر دو یہ سُن کر جس وقت نو لاکھ فوج ریلا کر کے چلتی ہے تو ان دو لاکھ دیوون کو قدم جمانا دشوار ہو جاتا ہے ایک ایک سے کلہ بکلہ لڑ رہا ہے مگر سرداران لشکر کفار نے قیامت برپا کر رکھی ہے ایک طرف دیو اشقال سیل فولادی ہاتھ مین لئے ہوئے چلا آتا ہے جس دیو کو مارا وہ پیوند خاک ہو گیا اسکا مارا ہوا پانی بھی تو نہین مانگتا جسپر سیل پڑا راستہ عدم کا سامنے معلوم ہونے لگا ایک طرف دیو طوفان کرگدن پر سوار اپنا کرگدن دوڑائے ہوئے دیو اشقال سے بھی کچھ آگے بڑھ گیا ہے کیونکہ یہ مرکب پر سوار ہے اور سب دیو پیدل لڑ رہے ہین دیوون کو کوئی مرکب سواری نہین دے سکتا انکا لنگر کون سنبھالے سب پیدل لڑ رہے ہین مگر دیو طوفان کو یہ کرگدن ابلق بدر فیل خدا جانے کہان سے مل گیا ہے کہ اسنے اتنے بڑے پہاڑ کو اپنی پشت پر سنبھالا ہے غرضکہ دیو طوفان قیامت برپا کر رہا ہے اور پشت نہنگ اسکے ہاتھ مین ہے جسپر وہ مارا دو ٹکڑے ہوئے نخل حیات پر خزان آگئی یہ حربہ نہ سپر سے رکتا ہے نہ خود سے نہ بکتر نہ چار آئینہ نہ کمر زنجیر سے کوئی شے اسے روک نہین سکتی دوسرے یہ ملعون کرگدن پر سوار ہے اور دراز قد بھی ہے دیوون کے حربے اس تک پہونچ بھی نہین سکتے ایک جانب دیو ہامون نورد یہ ساطور گران پکڑے ہوئے چلا آتا ہے جسپر ساطور مارا اچھل پڑا تو دو ٹکڑے ہوگئے اور دستہ پڑا تو ایک سے پچاس ٹکڑے ہوئے یہ ظالم حربہ بھی آرہ سے کچھ بڑھا ہوا ہے کم نہین ہے ایک جانب دیو شکیلا آہن کلاہ چاق چادر ہاتھ مین سنبھالے ہوئے لڑتا چلا آتا ہے یہ عجب طرح کا حربہ ہے کہ چند زنجیرون مین بڑے بڑے پتھر بندھے ہوئے ہین جب اسنے چکر دیکر وار کیا دس دس اور بارہ بارہ

دیو ایک ایک وار مین جان بحق تسلیم ہوئے کون اسکا جواب دیسکتا ہے اتنا بڑا زبردست دیو اور یہ ظالم حربہ اُس طرف دیو افغان بلند آواز قیامت برپا کر رہا ہے چیخ چیخ کر تمام **قاف** کو سر پر اُٹھا لیا ہے جب نعرہ کرتا ہے یہ معلوم ہوتا ہے کہ پردے کان کے پھٹ گئے دار شمشاد اس کے ہاتھ مین ہے ادھر تو اسنے نعرہ کیا اُدھر حریف بدحواس ہوا بس اسنے وار ماری حریف کو روکنا دشوار ہوتا ہے سیکڑون کو پست کرتا ہوا چلا جاتا ہے ایک طرف دیو گرگراتخ سول سے لڑ رہا ہے یہ بھی اُن دیوان مذکور بالا سے کم نہین ایک لاکھ دیون کا یہ بھی افسر ہے اسکے وار کی بھی پناہ نہین ہے ایک سمت **دیو تن تنا** گرز گران سنگ آسمان رنگ برچہ کوہ بلکہ کوہ گران کو ہاتھ مین اُٹھائے ہوئے لڑتا چلا جاتا ہے جسے گرز مارا پیوند خاک کر دیا ان سب دیون کا رُخ قلعہ **بہارستان** کی طرف ہے ادھر دیوان مسلمان پسپا ہوتے جاتے ہین دو لاکھ دیون مین سے اب شاید کوئی ایک لاکھ دیو باقی رہگئے ہون اب اسنے ریلا فوج کا نہین رکتا ہر چند جانین لڑا رہے ہین اور دل مین تہیہ کئے ہوئے ہین کہ اگر ایک شخص بھی باقی رہجائے تو زندہ نہ پھرے اُدھر ملکہ **بہار پری** نے بال سر کے کھول دیئے دست مناجات بدرگاہ قاضی الحاجات بلند کر دیئے ہین کہ اے کس بیکسان وای دادرس غریبان اس وقت مصیبت مین کوئی خبر لینے والا سوا تیرے نہین ہے صدقہ اپنے پیارے محمد مصطفےٰ کا کہ ہمین اس بلائے ناگہانی سے نجات دے ادھر تو **بہار پری** دعا کر رہی ہے اور اُس طرف **دیو اشقال** آگے آگے اور ساتھ ہی اسکے اور سرداران لشکر دیوان قتل و قمع کرتے ہوئے قریب قلعہ پہونچ چکے ہین قریب ہے کہ لشکر کے قدم اُٹھ جائین کہ یکایک از پردۂ بیابان گردے برخاست مگر گرد تیرہ و خیرہ خیرہ سر گرد بر آسمان رسیدہ و پاے گرد در زمین پیچیدہ ہوا نے مارا گرد کو گرد نے مارا ہوا کو دامن گرد شگافتہ ہوا اور دل گرد سے دو لاکھ دیو پیدا ہوئے اور آگے آگے اُنکے **قمرزاد و گہرزاد** مرکبان پرستانی پر سوار نمودار ہوئے یہ دونون بھائی عیادت **قمہور دیو پرور** کو گئے ہوئے تھے اب واپس آ رہے تھے کہ راستے مین خبر آمد لشکر کفار جانب **پرستان قاف** سُنی تھی اور اُسی وقت یہ دونون بھائی بقصد اعانت **بہار پری** روانہ ہوئے تھے اُس وقت پہونچے جبکہ ہنگامہ گیر و دار برپا تھا شور بگیر و بزن بلند تھا اور لشکر **بہار پری** شکست کھا کر پیچھے ہٹ رہا تھا بس یہ حال دیکھنا تھا کہ **قمرزاد** نے **گہرزاد** سے کہا کہ بھائی صاحب اب ہمارے آپ کے یہ وقت اُن جھگڑون کا نہین ہے جو کہ دست راستی و دست چپی باہم رکھتے تھے اس وقت زوجہ لندھور کی اعانت کرنا چاہیئے گہرزاد نے کہا کہ اے برادر بجان برابر ہمیشہ تمھاری ہی زیادتی ہے تو ہمین مجبور ہو کر جواب دینا پڑتا ہے ورنہ ہمین تو نہ کبھی خیال تھا نہ اسوقت ہے اسکے علاوہ آپس کے جھگڑے بے فکری کے وقت پیدا ہوتے ہین دشمن کے مقابلے مین ہمیشہ ہم سب ایک رہے ہین بس یہ کہہ کر دونون بھائیون نے باگ مرکبون کی لی اور نعرے کئے کہ باش اے گروہ زندانیان خبردار و ہوشیار باشید کہ منم **قمرزاد** بن **حمزہ** و **گہرزاد** بن **حمزہ** اے دیوان ابلیس پرست ہر کہ داند داند و ہر کہ نداند بشناسد کہ ہم فرزند اُس شخص کے ہین کہ نام نامی جنکا **زلزلہ قاف ثانی سلیمان زوج آسمان پری حمزہ صاحبقران** عالیشان ہے جنھون نے تمام سرکشان

قاف کو پست کیا اور حلقۂ غلامی اپنا انکو پہنانا دیو سمندون ہزار دست و قہقہہ سہ چشمی کیسے کیسے دیوون کو مارا ہے پرستان مین زلزلہ قاف کا خطاب حاصل کیا لیکن دیو طوفان بلند آواز و دیو افغان بلند قد نے جو یہ نعرہ سُنا دیکھا کہ پہلو کی جانب سے دو آدم زاد مرکبون پر سوار چلے آتے ہین اور نعرہ کر رہے ہین پشت پر لشکر دیوون کا ہے انھون نے خیال کیا کہ یہ دیو نہایت بزدل ہین جنھون نے اطاعت ان آدمزادون کی اختیار کی مارلو انکو کہ لقمہ چرب ہین دیو طوفان نے دیو افغان کو آواز دی کہ بھائی ایک تمھارا حصہ ہے اور ایک ہمارا حصہ ہے اسنے کہا کیا مضائقہ ہے اس طرف سے یہ دونون دیو اس قصد سے بڑھے کہ ان دونون کو مع مرکب اُٹھا کر منھ مین رکھ لین لیکن بہار پری نے جو دیکھا کہ قمرزاد و گہرزاد آگئے قالب بیجان مین اسکے جان آگئی لشکر کو آواز دی کہ گھبرانا نہین کمک تمھاری آگئی یہ دیو پھر لڑنے لگے وہان قمرزاد و گہرزاد نے دو لاکھ دیوون سے لشکر کفار پر اچانک ایسا حملہ کیا کہ لشکر کفار مین ابتری پڑ گئی اُدھر تو قمرزاد و گہرزاد کے دیوون نے لشکر کو دھر دبایا اور ادھر لشکر بہار پری کے دیوون نے پھر سے یلغار کیا اور لڑائی گھمسان کی ہونے لگی ہر طرف ترسول تیغ سول چاق چادر ارہ پشت نہنگ ارغشا میل فولادی چلنے لگے شور دار و گیر بلند ہوا دیوان گلستان عدم گھبرا گئے کہ یہ آفت کہان سے آگئی لیکن دیو طوفان نے للکارا کہ او آدم زاد سیاہ سر سپید دندان غضب کیا تو نے کہ لشکر مین آکر ابتری ڈالدی کہان جائیگا بچکر میرے ہاتھ سے کہ مین قابض روح تیرا آ پہونچا لا ضرب بہادری کی قمرزاد نے کہا کہ او ملعون ہم کبھی جنگ مین سبقت نہین کرتے اگر خداوند کریم تیرے وار سے بچائیگا تو اپنی ضرب کا تماشا تجھے دکھاوینگے دیو طوفان نے کہ اے آدم زاد افسوس معلوم ہوتا ہے کہ گوشت تیرا کرکرا ہو جائیگا بد ذائقہ ہو جائیگا مین منھ کھولتا ہون تو منھ مین میرے کود پڑ قمرزاد نے کہا کیا جھک مارتا ہے مین تیری جان کا ملک الموت ہون ابھی تجھکو لقمۂ دہان اجل کئے دیتا ہون بس دیر نہ کر لا ضرب بہادری کی یہ سُنتا تھا کہ دیو طوفان کرگدن سوار نے ارہ پشت نہنگ مارا قمرزاد نے دیکھا کہ یہ حربہ سپر سے نہین رکتا ہے بس وہین سے مرکب کو اشارہ کیا کہ زیر بغل پہونچا یونہین جو ہاتھ تیغۂ آبدار کا مارا شانہ دیو کا نشانہ ہوا کشتی حیات دیو طوفان کی طوفانی ہوئی بحر فنا نے تھپیڑا دیکر غرق کر دیا گرداب بلا سے نکلنا دشوار ہو گیا ہاتھ مثل نہنگ جدا ہو کر زمین پر تڑپنے لگا شانے سے پرنالہ خون کا جاری ہوا دیو چیخا اور بائین ہاتھ سے گردہ سپر آہنی کا منھ پر قمرزاد کے کھینچ مارا انھون نے اس وار کو بھی رد کیا اور شاخ اسکی پکڑ کر جھٹکا مارا کہ کرگدن سے نیچے آ رہا زمین پر گرتے ہی دھڑ سے سر کھینچکر پھینکدیا اُدھر دیو افغان نے قریب گہرزاد کے پہونچکر آواز دی کہ او آدمزاد تو بڑا سرکش معلوم ہوتا ہے کہ ہم لوگون سے بارادہ پیکار آیا ہے کیون اپنی جان کھوتا ہے جس طرف سے آیا ہے پلٹ جا ورنہ لقمۂ دہان دیو ہو جائیگا مجھکو تیرے اوپر رحم آتا ہے گہرزاد نے کہا او مسخرے کیا بکتا ہے رحم کھا اپنی جان پر جو میرے ہاتھ سے پریشان ہو کر جسم نجس سے تیرے نکلکر جانب دوزخ روانہ ہو جائیگی دیو افغان نے کہا کہ تو مجھکو بڑا زبان دراز معلوم ہوتا ہے اور تو یون نہ مانیگا اسے یہ کہکر دار شمشاد کا

وار کیا گہرزاد نے وار خالی دی وار جو زمین پر پڑی ایک تق گرد بلند ہوا اور دیو نے کہا کہ خوش گوشت تیرا گرا ہو گیا ہو گا یہ جھک کے دیکھنے لگا ادھر گہرزاد نے پہلو کی جانب آ کر آواز دی کہ او قرمساق مین ملک الموت تیری جان کا موجود ہون خبردار ہو ہوشیار ہو یہ کہنا کہ ہوشیار نہ کیا تھا شعر تو ضرب زدی ضرب ما نوش کن ÷ چہ شادی از دل فراموش کن ÷ یہ کہہ کر جو ایک تیغہ آبدار کمر پر دیو کے مارا اسکے دو ٹکڑے ہوئے گہرزاد نے نعرہ اللہ اکبر جگر سے کھینچا لیکن جس وقت قمرزاد نے دیو طوفان کرگدن سوار کو مارا تھا تو گہرزاد نے تعریف کی تھی جب انھون نے دیو افغان بلند آواز کو مارا قمرزاد نے بھی تعریف کی کہ بھائی صاحب سبحان اللہ کس خوبصورتی سے اس پہاڑ کو ڈھا دیا ہے یہ خلق باہمی قمرزاد و گہرزاد مین سوا اسوقت کے اور کبھی نہ ہوا تھا کیونکہ ایک دست راستی اور دوسرے دست چپی ہین ان مین ہمیشہ سے چشمک چلی آتی ہے مگر ان دونون دیوان زبردست کے مرتے ہی دیوان گلستان عدم کے حواس باختہ ہو گئے لاشین تو اپنے سردارون کی اُٹھا لین مگر تاب مقاومت نہ لا سکے قریب تھا کہ ہیبت قمرزاد و گہرزاد سے قدم انکے اکھڑ جائین یہ رنگ دیکھ کر ملک برق بریق شاہ بادشاہ لشکر دیوان نے آواز دی کہ ارے غضب کیا ان آدمزادون نے دو سرداران زبردست کو جان سے مار ڈالا ارے مار لو ان کو جانے نہ پائین بس یہ سننا تھا کہ تمام لشکر نے یورش کر کے قمرزاد و گہرزاد کو گھیر لیا خوب جنگ ہونے لگی دیوان لشکر اسلام و دیوان لشکر کفار رل گئے خوب تلوار چلنے لگی مگر تعداد اہل اسلام کم گروہ کفار زیادہ ہر چند دلیر کوشش کر رہے ہین کہ اپنے سردارون سے قریب رہین مگر کفار نے یلغار کر کے قمرزاد و گہرزاد کو گھیر لیا ان دونون بھائیون نے عزم بالجزم کر لیا کہ سردارون کو چن چن کے مارو ورنہ اس انبوہ مین کمی ہونا غیر ممکن ہے ایک بھائی تخت برق بریق کی طرف چلا اور دوسرے نے علمدار لشکر کو تاک لیا راہ مین دیوونکو قتل کرتے چلے جاتے ہین کہنیون سے خون ٹپک رہا ہے دیر سے جو لڑ رہے ہین تو قبضے تلوارون کے کج بیٹھے ہین خود بھی زخمی ہوتے جاتے ہین دیوون کے اتنے بڑے حربون سے کہان تک بچ سکتے ہین مرکب رکابون تک خون مین غرق ہین جو دیو قتل ہوتا ہے یہ معلوم ہوتا ہے مشک خون پھٹ گئی گھوڑون کے قدم نہین اُٹھتے یہی ایسے مرکب پرستانی ہین کہ سوارون کو لئے ہوئے کشتون کو روندتے چلے جاتے ہین ورنہ دوسرے گھوڑے کی کیا مجال تھی جو اس میدان مین قدم رکھ سکتا لاشون کے انبار سے زمین اسقدر ناہموار ہو گئی ہے کہ راہ قطع کرنا دشوار ہے مگر یہ مرکب جست و خیز کرتے ہوئے برابر چلے جاتے ہین یکایک قمرزاد بن حمزہ اول قریب علمدار لشکر دیوان کے پہونچے اور ایک ہاتھ مارا کہ علم قلم ہوا یہ نشان نہایت بلند تھا اور اسپر تعریف ابلیس لعین کی تحریر تھی حامل اس کا ایک دیو زبردست تھا کہ نام اس کا شمیلائے دراز گوش تھا بس جیسے ہی علم قلم ہوا شمیلائے دراز گوش نے آواز دی کہ او آدم زاد غضب کیا تو نے کہ علم لشکر کو سرنگون کیا دیکھ مین بھی نام و نشان تیرا صفحہ ہستی سے مٹائے دیتا ہون یہ کہہ کر اس نے ساریق کا وار قمرزاد پر کیا یہ حربہ بلا کا ہے اس کا رد کرنا شاہزادہ ملک قاسم کا کام تھا کہ ملک سنجان بن موت بن ساریق کو انھون نے زیر کیا اور ساریق اس کی چھین لی تھی صورت اس حربے کی یہ ہے کہ ایک زنجیر

دراز ہین دو لٹو آہنی مثل گرز کے ہوتے ہین جس وقت ہاتھ کو گردش دے کر وار کیا جاتا ہے تو دونون لٹو علیحدہ علیحدہ عضو کو نشانہ کرتے ہین اگر حریف سپر سے ایک کو رد کیگا دوسرا کام تمام کر دیگا کوئی صورت بچاؤ کی نظر نہین آتی ہر چند کہ قمر زاد افسانہ قاسم عالیشان کی لڑائی کا سُن چکے تھے اور یہ بھی چاہتے تھے کہ اُسی طرح اس حربے کو رد کرون کہ ایک لٹو تلوار سے قلم کرون اور دوسرے کو سپر پر رد کرون مگر قضا سر پر آپہونچی تھی اُس نے مہلت نہ لینے دی کہ پہلو کی جانب سے ایک دیو نے وار شمشاد کا وار کیا قمر زاد نے وار کو سپر پر روکا اور ایک لٹو تیغ سے قلم کیا مگر دوسرا لٹو سر پر پڑا سر کئی جگہ سے شق ہو گیا کاسہ چور چور ہو گیا انھون نے اُسی حالت زخمداری مین بھائی کو آواز دی کہ میری خبر لیجئے ورنہ مین بہت جلد خدمت مین پدر بزرگوار کی جاتا ہون ادھر گہر زاد آواز بھائی کی سُن کر بیتاب ہو گئے قریب تخت برق برق کے پہونچ چلے تھے اور جس وقت علم لشکر قمر زاد نے قلم کیا تھا تو قمر زاد نے بھی جلدی کی تھی کہ بادشاہ لشکر کو سر تخت جا کر مار دون کہ قدم دیوون کے اُکھڑ جائین لیکن جس وقت بھائی کے استغاثہ کی آواز سُنی روح بیچین ہو گئی اور باگ مرکب کی اس طرف پھیری اور دیوون کو قتل کرتے ہوئے چلے یہان دیو شمیلا چاہتا تھا کہ اس آدم زاد کو اُٹھا کر کھا لون بس جیسے ہی یہ ملعون ہاتھ بڑھا کر جھکا قمر زاد نے ہاتھ اسکا پکڑ کر جھٹکا مارا کہ اوندھے منھ زمین پر آ گرا بس دہنے ہاتھ سے وہ ہی تیغ خون آلود اسکی گردن پر مارا کہ سر مثل خم دراز کے لنڈھک کر دور گرا اور جسم مثل مینار کے زمین پر ڈھیر ہو گیا یہ رنگ دیکھکر دیوون نے شور کیا کہ یہ آدم زاد غضب کے ہین ارے یہ کھانے کی چیز نہین ہین کوئی انکے کھانیکا قصد نہ کرے ورنہ خود لقمۂ اجل ہو جائیگا اور دور ہی دور سے پتھر مارنا شروع کیے ادھر گہر زاد دیوون کو قتل کرتے چلے آتے ہین رگ ہاشمی کو حرکت ہے خون عزیزی جوش مارتا ہے زمانہ نظر مین تیرہ و تار ہے جو دیو سامنے آتا ہے نشانہ تیر اجل ہوتا ہے اسی طور سے لڑتے بھڑتے ہوئے قریب لاش قمر زاد کے پہونچے دیکھا بھائی کو زخمون مین چور چور ہے رمق جان باقی ہے کوئی دم کا مہمان ہے بس گھوڑے سے بیتاب ہو کر کود پڑے لاش آغوش مین لی اور آواز دی کہ اے بھائی جلدی نہ کرنا ہم بھی چلتے ہین یہان ساتھ رہا تو وہان بھی نہ چھوٹے افسوس اس بات کا ہو کہ ایسے مقام پر مرے ہین کہ کوئی دفن کرنے والا بھی نظر نہین آتا قبر سوا شکم دیوان کے دوسرے مقام پر ملتی نہین معلوم ہوتی خیر اسکی بھی کچھ پروا نہین جو مرضی پروردگار کیا چارہ ہے یہ کہکر جو لاش سے ہٹے ایک تو یونہین زخمی تھے کہ لڑنے کے قابل نہ رہے اب اور بھی زخمون مین چور چور ہو گئے علاوہ تمام جسم کے وہ ہاتھ بھی زخمی ہین جن سے تلوار لگاتے تھے سپر سے جسم کو بچاتے تھے اب دیوون کو پورا موقع ملا وار پر وار ہونے لگے آن واحد مین انکی حالت اُن سے بدتر ہو گئی فوج نے جو سردارون کی یہ حالت دیکھی آ پڑی کہ کسی نہ کسی طرح لاشین اپنے سردارون کی نکال لے جائین ورنہ تمام عالم مین ہماری بدنامی ہو جائیگی ادھر تو انکے دیو لشکر پر یورش کرکے چلے اور اُس طرف بہار پری نے بال سر کے کھول دیئے منھ پیٹنے لگی کہ اے یہ کیا غضب ہو گیا فرزندان صاحبقران مارے گئے ہائے اگر انکے عزیز مجھ سے پوچھین گے

تو کیا جواب دونگی پروردگارا اس بڑھاپے مین تو نے یہ کلنک کا ٹیکا میرے نام لگایا کاش یہ بھی اور جنگ مین شہید ہوتے مین اس بدنامی سے بچ جاتی مگر تقدیر سے کیا چارہ روز ازل سے زمین بہارستان قاف ان کی خون کی پیاسی تھی **بہار پری** نے اپنے دیوون سے کہا کہ جس طرح بنے لاشین میرے آقازادون کی لاؤ ورنہ مین ابھی جان دیدونگی یہ سنکر دیوان **لشکر بہار پری** بھی آپڑے اودھر دیوان لشکر **قمرزاد و گہرزاد** اودھر یہ دیو یلغار کر کے جو چلے لاش تک پہونچ گئے دیکھا کہ بھائی بھائی سے لپٹا ہوا ہے سمجھے کہ معلوم ہوتا ہے زخمی بہت ہین اس باعث سے ایک دوسرے سے گلے مل رہا ہے لیکن جس وقت جھک کر اوٹھایا تو معلوم ہوا کہ دونون مردہ ہین ملازمون نے جو اپنے آقا کی یہ حالت دیکھی سر پیٹنے لگے اور لاشین اوٹھائین اور روتے ہوئے چلے سامنے **بہار پری** کے آئے بہار پری نے لاشون کو اپنی حفاظت مین لیا اور بین کرنے لگی وہان **دیوان کفار** نے ان **شہزادون** کو قتل کر کے نعرے بلند کیے اور یلغار کر کے چلے ادہر لشکر اسلام نے جگہ دینا اور پیچھے ہٹنا شروع کیا **بہار پری** نے کہا کہ بس اب یہی موقع ہے ان لاشون کو لیکر نکل چلو ملک وصال نے ہاتھ اوٹھاؤ بس یہ سننا تھا کہ **دیو لاشین** لیے **ملکہ بہار پری** کے ہمراہ ہوئے اور ملک **قمر پری** کی طرف روانہ ہوئے کہ یہ ملک یہان سے قریب اور محفوظ ہے اہل **لشکر بہار پری** و دیوان لشکر **قمرزاد** نے جو دیکھا کہ سردار مارے گئے اور **بہار پری** نے بھی ان سے منہ موڑا پیچھے تو یہ جنگ مین مصروف جانین لڑا رہے تھے اب دشمنون سے علیحدہ ہو کر راہ فرار اختیار کی اب یہ تو ملک **قمریہ قاف** کو چلے ہین لیکن یہان **دیوان کفار** نے نقارے فتح کے بجائے اور قلعہ **بہارستان** پر قبضہ کیا خوب مال لوٹا جو دیو پری کہ رعایا سے تھے اور بھاگ نہ سکے اونکو لوٹنے کے بعد **ابلیس** پرست بنانا چاہا بعض نے تقیہ اختیار کیا کہ یہی عمل اس کا تھا بعض نے انکار کیا وہ قتل کیے گئے بعضے جو خوف اہل اسلام سے **مسلمان** ہوئے تھے ان کی گویا تمنا بر آئی غرضکہ تمام **بہارستان قاف** مین کفر کا عمل ہو گیا عجب انقلابات ہین دنیا کی **شہزادیان** تباہ ہو گئین اور قیدی سلطنت کر رہے ہین جو مقام بلبلون کے رہنے کا تھا وہ اب آشیانہ زاغ و زغن ہو گیا جن محلون مین شاہانہ جلوس تھا وہ مثل خرابہ بوم کے ہو گئے۔ مثنوی

جسجگہ تھا گل بلبلونکا ہجوم
آج اوسجا ہے آشیانۂ بوم
گردش چرخ سے ہلاک ہوئے
استخوان تک بھی ہو گئے خاک ہائے
اب نہ رستم نہ سام باقی ہے
عطر مٹی کا جو ملتے تھے
نہ کبھی دھوپ مین نکلتے تھے
تلخ مین جنکے ٹکتے تھے گوہر
ٹھوکرین کھاتے ہین وہ کاسۂ سر
اک فقط نام ہی نام باقی ہے

افسوس کہ یہ مقام **شہزادہ ہندوستان لندہور بن سعدان** کردو کا تھا اب اوس جگہ دیوان قیدی کا قبضہ ہے کبھی گردش فلک مین ایسا بھی ہو جاتا ہے الحاصل ان دیوون کو جب غارت سے فرصت ہوئی اور مال و خزانہ انکے ہاتھ لگا نہایت خوش ہوئے کئی دن تک جشن رہا دن عید رات شبرات تھی انکو تو ایسی حالمین چھوڑئے اب شہر **قمریہ قاف** کی طرف چلیے دیکھئے کہ وہان کیا ہو رہا آج حسب اتفاق **ملکہ گوہر پری** بھی

ملکہ قمر پری کے دیکھنے کو آئی ہوئی ہے دونون ایک ہی جگہ بیٹھی ہین کچھ باتین ادھر ادھر کی ہو رہی ہین کہ اک مرتبہ ملکہ قمر پری نے کہا کہ بہن خدا جانے کیا معاملہ ہے کہ اسوقت خود بخود دل گھبرا رہا ہے خدا جانے تہمور دیو پرور کیسا ہے ہمارے تمھارے دونون کے فرزند اوس کی عیادت کو گئے ہوئے ہین اس وقت تک واپس نہین آئے گہرپری پہلے تو سمجھانے لگی بعد کچھ دیر کے کہا کہ بہن اب تو دفعتاً میرے دل کی بھی ویسی ہی حالت ہو چلی پر پروردگارا یہ کیا سانحہ ہے کہ ایسا دل ان دونون کا گھبرایا کہ رونے لگین انیسون جلیسون نے سمجھایا کہ دل آپ کا ہمیشہ کا کمزور ہے اب زمانہ ضعیفی کا ہے قربان جاؤن کچھ دوا پیا کیجئے قمر پری نے کہا کہ اب دن مرنے کے ہین دوا ٹھنڈائی کوئی شئے اثر کرنے والی نہین ہے جو دن کی زندگی ہے وہ بھی وبال ہے جب لطف زندگی نہین تو مرنا بہتر ہے اونھون نے کہا خدا نہ کرے خدا سایہ آپ کا آپ کے فرزندون کے سر پر اور ہم لوگون کے سر پر قائم رکھے قمر پری نے کہا نہ بیبیو یہ نہ کہو یہ دعا کوسنے سے بدتر ہے اب خدا وہ وقت جلد لائے کہ مٹی ہماری ہمارے فرزندون کے ہاتھ سے سوارت ہو جائے مجھے ہر وقت اندیشہ رہتا ہے کہ دشمن بہت دوست کم اور یہ زمانہ تو نہایت خراب ہے کہ صاحبقران ثانی نے بھی گوشہ نشینی اختیار کی اب خدا رکھے اون کی جگہ شاہزادہ بدیع الملک ہے وہ ابھی بچہ ناکردہ کار ہے خدا اوسی کو دشمنون کے ہاتھ سے محفوظ رکھے وہان پردہ دنیا پر بھی جو کفار مارے گئے ہین اولاد صاحبقران کے دشمن لہو کی پیاسی ہے یہان پردہ قاف مین تو اس قدر عدوے جانی ہین کہ جن کی انتہا نہین ہے ابھی حال کا ذکر ہے کہ سنا ہے ملک ملکہ آسمان پری پر دیو نفریت بن عفریت چڑھ آیا تھا ملکہ پھر شکست کھا کر بھاگا ہمیشہ دشمن اکیسا ایک فساد برپا کئے رہتے ہین ہمارے دونون فرزند بھی اگرچہ مثل صاحبقران کو نہین الا اتنے ہین کہ ان موذیون کی گوشمالی کر دین لیکن ہوا خدا وقت بد نہ لائے بارہا امیر تو زخمی ہو ہو گئے ہین مگر وہ صاحبقران تھے اون کا اقبال بڑا تھا خدا مددگار تھا سچ یہ ہے کہ مجھے اپنے فرزندون کی طرف سے اندیشہ تھا لوگون نے کہا کہ نہین ایسا خیال نہ کیجئے اور کسی طرف گمان بد نہ لیجائیے فال بد منہ سے نکالئے وہ کسی لڑائی پر نہین گئے ہین اپنے بھائی کی عیادت کو گئے ہین آتے ہونگے قمر پری نے کہا کہ لڑائی کہین لینے جانا ہے موئے دشمن تو وقت تاکے ہی رہتے ہین جس نے سن لیا ہوگا کہ مقہور کا غیر حال ہے اوسی نے فوج کشی کر دی ہوگی یہ تو پہونچ ہی گئے ہین لڑے ہونگے اس وقت کے اولجھن اچھی نہین ہے خدا دیکھئے کیا دکھاتا ہے انجنین سمجھا رہی ہین کہ یکایک سامنے سے تتق گرد بلند ہوا لوگون نے کہا لیجئے آپ پریشان نہین ہون فرزند آپ کے آگئے قمر پری دکھ پری نے کہا خدا ایسا کرے یکایک تتق گرد شق ہوا اور دیکھا کہ دیو روتے خاک اوڑاتے اور کچھ پریان بال کھولے سینہ زنی کرتے ہوئے اور دو لاشین دو دو لئے ہوئے چلے آتے ہین شور فریاد و فغان بلند ہے یہ دونون گھبرا کر اوٹھ کھڑی ہوئین انکو یقین ہو گیا کہ فرزاد و ہمزاد مارے گئے پا پیادہ اوٹھ کر دوڑین کہ لوگو خبر تو لو یہ کیا سانحہ ہے ارے یہ کسکی لاشین ہین کون مارا گیا پریان کیسی ساتھ ہین کچھ دلو

بہمزاد

چھپٹ کر گئے اور خبر لیکر آئے تو روتے ہوئے آئے اور عرض کی کہ فرزند حضور کے شہید ہوئے اتنے مین دو پریان اور دیو بھی لاشین لئے ہوئے قریب پہونچے لاشین لاکر رکھدین قمر پری دلہر پری دونون پیٹنے لگین بین کرنے لگین کہ اسقدر جلدی تمنے کی ارے تمنے ہمین نہ دفن کیا بلکہ داغ جدائی دکھایا اور ایسے چھوٹے کہ اب سوا قیامت کے ملاقات نہوگی اے فرزندو حق تمھارا یہ تھا کہ تم ہمین دفن کرتے سوگ رکھتے مگر تقدیر نے ہمین کو سوگوار بنایا یہ بین جگرخراش کرکے اسقدر روئین کہ غش کرگئین جس وقت غش سے افاقہ ہوا دونون کو باحترام تمام دفن کیا اور بہار پری سے سب حال پوچھا بہار پری نے بیان کیا کہ جس وقت یہ زیادہ زخمی ہوئے اور لشکر بھی کم رہگیا مین نے دیو و نکو بھیجا کہ اے شہزادو اسوقت نکل چلو موقع جنگ کا نہین ہے پھر دیکھا جائیگا لیکن انہون نے کہنا نہ مانا اور جواب دیا کہ شیوہ حمزہ صاحبقران کے خلاف ہے ہم یا شکست دیکر پھرینگے یا مر کر پھرینگے یہ قدم آگے بڑھکر کبھی پیچھے نہین ہٹے ہین انجام کار درجہ شہادت کو پہونچے اب ان سبکو تو یہان سوگ نشین چھوڑا جاتا ہو دیکھئے انکا ذکر آتا ہی لیکن اب

چند کلمہ داستان مخالفت عنوان شدید جنی بہ شہزادہ عبدالرحمن جنی کی بیان ہوتے ہین

از ہمشیرہ عبدالرحمن جنی نے اپنے فرزند کو بھائی کے سپرد کیا تھا اور عرض کیا تھا کہ مین امیدوار ہون کہ اس لڑکے کو اپنا علم تعلیم فرمائین چونکہ عبدالرحمن جنی کو خاطر اپنی ہمشیرہ عزیزہ کی منظور تھی علاوہ اس کے بھانجی اور فرزند مین تھوڑا ہی سا فرق ہوتا ہے انھون نے کہا کہ کیا مضائقہ ہے مین جسقدر جانتا ہون اس کے بتانے مین تامل نکرونگا چنانچہ شدید جنی کی تربیت و تعلیم ہونے لگی یہانتک کہ رفتہ رفتہ سن اسکا بیس سال کا ہوا اور یہ علم عملیات سے خوب واقف ہوگیا اب اسے یہ خیال پیدا ہوا کہ مین کسی طرح ماموں صاحب سے پایہ کمی کا تو رکھتا نہین ہون لیکن انکی موجودگی مین یہان قدر نہوگی لہذا اور کسی ملک مین چلنا چاہیے اور شان و شوکت پیدا کرنا چاہیے ساتھہ ہی یہ خیال پیدا ہوا کہ اگر ماموں صاحب سے مخالفت پیدا ہوگئی اور ضرور ہی ہوگی کیونکہ جب ایک علم کے دو ہوئے تو عداوت کا ہونا بھی اک امر لازمی ہے جس طرح دو بادشاہ ایک شہر مین نہین حکومت کرسکتے اسی طرح دو عامل بھی ایک مقام پر عمل نہین جماسکتے لہذا یہان سے اس طرح نکلنا چاہیے کہ ماموں صاحب خود بے دست و پا ہوجائین یہ سوچ کر فکر مین رہا ایک روز وہ کتاب اس کے ہاتھ آگئی کہ جس پر عبدالرحمن جنی کا دار و مدار عمل تھا بس اس نے خیال کیا کہ اب یہان ٹھہرنا نہ چاہیے اور فوراً وہ کتاب قبضہ مین کرکے وہان سے روانہ ہوا اور بھاگتے بھاگتے یہ خیال کیا کہ اگر خداپرستون کے ملک مین تو قیام کرے گا تو رنگ جمنا تیرا دشوار ہے اس سے بہتر یہ ہے کسی بادشاہ زبردست کے ملک مین چل کر رہ کہ جہان دست رس ماموں صاحب کی نہو پس جس وقت یہ چور راہ پرستان پہ پہونچا راہ نیرنگ قاف کی اختیار کی اور اقلیم نیرنگ قاف مین جاکر بود و باش اختیار کی پہلے وہان کے عام لوگون پر اپنا اثر ڈالا بعد اسکے رفتہ رفتہ اکابر شہر سے ملا یہانتک کہ بادشاہ تک رسائی پیدا کرلی اور خلعت وزارت سے سرافراز ہوا مرد ہوشیار لسان بھی ہے اس نے ایسی ایسی باتین کین کہ بادشاہ کو گویا مٹھی مین کرلیا اور اک امیر کبیر کی لڑکی سے شادی کا پیام سلام ہوا اور بحسب موافق قاعدے کے جب بالا بالا اسکا حسب و نسب دریافت کیا

اور معلوم ہوا کہ یہ عبد الرحمن حبشی کا بھانجا ہے اوس امیر نے کہا کہ عبد الرحمن خدا پرست ہے اور یہ اوسکا بھانجا ہے یہ بھی خدا پرست ہو گا اور ہم لوگ ابلیس پرست ہیں کیونکر صحبت برابر ہو سکتی ہے لہذا صاحب یہ معاملہ لڑکی کا ہے سمجھ بوجھ کر نا چاہیے پیوند میں پیوند خوب ملتا ہے شدید حبشی سے اسی بنا پر انکار کیا گیا کہ تم خدا پرست کی اولاد ہو تم بھی پیچھے ہولے خدا پرست ہو گئے اس بنا پر تمھاری شادی ملک تیز تگ قامت میں نہیں ہو سکتی ہر چند اس نے انکار کیا مگر سماعت نہوئی اور اوسی روز سے لوگ اسکو حقارت کی نظر سے دیکھنے لگے بادشاہ بھی کراہت کرنے لگا انگشت نما ہو گیا جس قدر عزت اتنے زمانے میں رہ کر پیدا کی تھی وہ سب خاک میں مل گئی بلکہ اس پر زور ڈالا جانے لگا کہ تم ملک ہمارا خالی کر دو یہ نہایت پریشان ہوا مگر چونکہ اس نے اپنے عملیات کا ایسا زور باندہ رکھا ہے اور وہ وہ شعبدے دکھائے ہیں کہ لوگ اس سے خائف بھی ہیں ورنہ ابتک قتل کر ڈالا جاتا اس نے دیکھا کہ کوئی چارہ نہیں ہے اور دل کو سمجھایا کہ بس دین خدا پرستی سے یہ عزت بھلی ایسے ایمان سے کفر ہی بہتر یہ خیال کر کے بادشاہ پاس کہلا بھیجا کہ وہ شخص اگر حضور سے عرض کر چکا کہ میں ابلیس پرست ہوں ہاں ماموں میرا بیشک **خدا پرست** ہے تو مجھے اوس سے کیا بلکہ اسی سبب سے میں نے اپنے وطن مالوف کو ترک کیا عزیزوں کی فرقت گوارا کی پرائے ملک میں سکونت اختیار کی اگر میرے اوسکے اختلاف مذہب نہوتا تو مجھے یہاں آنے کی کیا ضرورت تھی میری زندگی بسر کرنے کو **گلستان ارم** میں کمی نہ تھی مگر میں تو یہی خیال کر کے حضور کے ملک میں حاضر ہوا تھا کہ یہاں سب ہم مذہب میں برادران ایمانی ہیں مگر افسوس کہ میرے قول کا آپ لوگ اعتبار نہیں کرتے اگر یہ خیال کر کے آپ لوگ کراہت کرتے ہوں کہ یہ اولاد خدا پرستان ہے تو اے شہریار اپنی اپنی گور اور اپنی اپنی منزل ہے نہ وہ میری قبر میں جائینگے نہ میں اونکی قبر میں جاؤنگا لہذا دست بستہ گذارش ہے کہ مجھکو اپنے ہمراہ معبد میں لے چلئے میں سامنے آپکے تصویر **خداوند ابلیس** کو سجدہ کروں جس وقت یہ حال **بادشاہ** سے عرض کیا گیا تیز تگ شاہ نے کہا کہ ہاں اسکا مضائقہ نہیں ہے اور شدید حبشی کو طلب اور ہمراہ اپنے اوس معبد میں لایا جہاں تصویر ابلیس لعین کی نصب تھی بس شدید حبشی نے کہا میں سب کو گواہ کرتا ہوں کہ میں پیدا ہوا خدا پرستوں کے گھر میں لیکن بندہ ہوں **خداوند ابلیس** کا آپ صاحب میرے انکار دین قدیم کے شاہد ہیں یہ کہکر تصویر ابلیس کو سجدہ کرتے مرتد ہو گیا بادشاہ نے اوسی وقت اس کو خلعت وزارت سے دوبارہ سرافراز کیا سب وزیروں میں ممتاز کر دیا کیونکہ اسکی لیاقت میں تو شک پہلے بھی نہ تھا اگر کراہت تھی تو اختلاف مذہب کی اب یہ بھی ابلیس پرست ہو گیا سب اس کی پیشتر سے زیادہ دلمیں عزت کرنے لگے اب اسکا عقیدہ بھی پلٹ گیا کہ واقعی ابلیس کی خداوندی بہت درست ہے جس نے اس مذہب پر آتے ہی اتنی جلد ایسی ترقی دی کہ پہلے برسوں میں بھی نہ حاصل ہوئی تھی اب امرا خود لڑکیاں پیش کرنے لگے ہر ایک نے اپنی دختر کی شادی شدید حبشی کے ساتھ کرنا باعث افتخار اور سبب خوشنودی ابلیس بعد چند زمانے کے شدید حبشی کے یہاں لڑکا پیدا ہوا کہ نام اوسکا **صفر حبشی** رکھا گیا اور پرورش اسکی

ہونے لگی یہ لڑکا اسقدر زبردست پیدا ہوا کہ جنوں میں آج تک ایسا پہلوان زبردست کوئی نہ پیدا ہوا تھا یہ دیکھکر شدید جنی نے فن سپہ گری اس کو تعلیم کرائے اور یہ نہایت زبردست پہلوان ہوا کہ پہلوانان نیرنگ قاف اس سے **صفدر جنی** کے کانپتے تھے ایک روز بادشاہ کے سامنے جو ذکر اس کا آیا شدید جنی سے کہا کہ کل اپنے لڑکے کو ہمراہ لیتے آنا اس نے عرض کیا کہ بہت خوب جب دوسرا روز ہوا شدید جنی **صفدر جنی** کو ہمراہ لیکر خدمت میں **نیرنگ شاہ** کی حاضر ہوا **صفدر جنی** نے نذر دی بادشاہ نے نذر اس کی قبول کی اور خلعت بیس ہزار دیووں کے سرداری کا عنایت فرمایا اور ترقی کا وعدہ کیا لیکن بعد چلے جانے شدید جنی کے **عبد الرحمن جنی** بہت پریشان رہے اور یہ پریشانی بزرگانہ محبت کے سبب سے تھی جب یہ ظاہر ہوا کہ شدید وہ کتاب بھی لے گیا جو انکی مایہ ناز تھی تو انکو اور بھی صدمہ ہوا اور ہمشیرہ سے اپنی کہا کہ بعد میرے سوا اسکے ان چیزوں کا کون وارث تھا افسوس کہ اسنے جلدی کی اور میری تھوڑی سی باقی زندگی خراب کردی مگر جہاں رہے خوش رہے یہ کہکر خاموش ہو رہے جسوقت انھیں خبر ملی کہ **نیرنگ قاف** میں جاکر سکونت گزین ہوا ہے ایک خط کلمات شفقت آمیز سے بھرا ہوا اس کو لکھا کہ اے شدید اے نورنظر تمہارے گھر میں کس بات کی کمی تھی جو تمنے غیر ملک کی صعوبت برداشت کی تمہیں لائق و لازم ہے کہ تحریر دیکھتے ہی چلے آؤ شدید جنی نے اس کا جواب تحریر کیا کہ جناب **ماموں** صاحب ہر چند کہ آپ بزرگوں کے سایہ میں ہر طرح راحت تھی لیکن صاحبان کمال کیواسطے ہر مقام پر راحت کے سامان مہیا ہو جاتے ہیں جو ہاتھ پاؤں کا اپاہج ہو وہ دولت والدین صرف کرے جب ہم اپنے قوت بازو سے پیدا کر سکتے ہیں تو ہمیں کیا ضرورت ہے کہ آپکو تکلیف دیں اسکے علاوہ وہاں آپکے سامنے ہمیں کون پوچھتا یہاں ہمیں ہم تو ہیں یہ جواب دیکھکر **عبد الرحمن** اور بھی رنجیدہ ہوئے کہ یہ نالائق اپنی ہی بہتری ہر قسم کی چاہتا ہے چند روز خاموش رہے پھر جب محبت نے جوش کیا پھر کوئی تحریر نصیحت آمیز بھیجی لیکن ہمیشہ جواب امید کے خلاف بے ادب الفاظ میں آیا یہاں تک کہ خبر اس کے مرتد ہونے کی پہونچی بس اوسی روز سے **عبد الرحمن** نے کوئی خط اسکو بھیجا اور راہ نامہ و پیام مسدود کردی اور **ملکہ آسمان پری** نے عرض کی کہ اب مجھکو **شدید جنی** کی طرف سے اندیشہ پیدا ہو گیا ہے کہ ابتداے اسکی طبیعت نالائق تھی رفتہ رفتہ یہاں تک خرابی پڑی کہ پہلے ہمارا عدو ہوا اب دشمن خدا و مرتد ہو گیا اور سالک بڑھے سلطنت کا رکن اعظم یعنی وزیر بہ تدبیر ہوا ہے خدا اس کے شر سے بچائے اگر اسنے بادشاہ کو طمع دلا کر اغوا کیا اور **گلستان ارم** کا رخ کیا تو بڑی دقت پیش آئے گی کیونکہ نہ تو صاحبقران اول و ثانی ہیں نہ صاحبقران اعظم فرزند انکا موجود ہے دیکھا چاہیے کیا ہوتا ہے **بادشاہ** اتنا وافر فوج کی جمعیت رکھتا ہے بڑے بڑے دیوان زبردست اوسکی فوج میں ہیں اور پیرا جواب دینے والا یہ نالائق موجود ہے مجھے ہر وقت اس کی طرف سے اندیشہ رہتا ہے **ملکہ آسمان پری** نے کہا کہ تم نے تربیت و تعلیم کے وقت انجام نہ سمجھ لیا کیوں ایں درجہ تک بڑھایا کہ آج اوسکی طرف سے اندیشہ پیدا ہوا تم سے دانا شخص سے یہ نادانی ظہور میں آنا عجب خالی نہیں ہے عبد الرحمن نے عرض کی کہ اے **ملکہ آفاق** کوئی بھی یہ سمجھ سکتا ہے کہ اولاد بڑھ کر ہم سے کیا کرے گی اگر خلاف امید ہو تو پہلے ہی نہ اوس کو دبا دیا جائے اٹھنا کیوں ہونے دیا جائے کہ وہ گردن دبا یہ مقدرات کی باتیں ہیں ہر شخص اسمیں عاجز ہے ان باتوں کو سوائے پروردگار عالم کے کوئی نہیں جان سکتا

یہ سنکر اودہر تو ملکہ آسمان پری خاموش ہو رہی اودہر عبدالرحمن جنی چپ ہو رہے گئی گذری بات وہان شدید جنی کو شیطان نے ورغلایا اور یہ بات اس کے ذہن مین آئی کہ اب مامون صاحب کو اپنی شوکت دکہانا چاہئے ذرا دو نہین تو معلوم ہو کہ اس نے گلستان ارم سے نکل کر کیا ترقی کی یہ سوچ کر نیرنگ شاہ دست بستہ عرض کی کہ ایک حکمنامہ بنام ملکہ آسمان پری کو اس مضمون کا لکہیئے کہ اے دختر شہپال تجہے شرم نہ آئی کہ تو اتنے بڑے بادشاہ کی دختر ہو کر ایک آدم زاد بے بنیاد کی زوجہ بنی اور مذہب قدیم کو اپنے ترک کرکے مذہب جدید اختیار کیا لہذا دو باتون مین سے ایک اختیار کر کہ یا تو دین جدید کو ترک کرکے اوسی دین قدیم کو اختیار کر اور اپنے اعمال گذشتہ سے توبہ کر اولاد وا عزاے حمزہ سے ملنا ترک کر دو یا خراج دے اگر ان باتون مین سے کوئی اختیار نہ کریگی تو بہت پچہتائے گی اور مین آکر تمام گلستان ارم کو تاراج کرکے حکومت تیری مٹا دونگا اور سلطنت چہین لونگا بادشاہ نے راے شدید جنی کی کو وزیر اعظم کی پسند کی اور اوسی وقت دبیر کو حکم دیا اوس نے نامہ لکہکر تیار کیا جسوقت نامہ تحریر ہو چکا بادشاہ نے مہر اپنی ثبت کی اور کہا کہ اب ایلچی کس کو بنانا چاہئے شدید جنی نے کہا کہ میرے فرزند صفدر جنی کو دیجئے یہ وہان سب سے کلہ بکلہ ادا کر جواب با صواب لائے گا بادشاہ نے منظور کیا اور صفدر جنی کو خلعت دیکر نامہ سپرد کیا صفدر جنی بادشاہ سے رخصت ہوا اور وہی بیس ہزار دیو جن کا یہ افسر تہا اپنے ہمراہ لیکر طرف گلستان ارم کے روانہ ہوا جسوقت بعد طے مراحل و قطع منازل قریب گلستان ارم کے پہونچا اپنے آنے کی اطلاع کی عبدالرحمن جنی نے ملکہ آسمان پری سے عرض کی کہ خدا خیر کرے اے ملکہ جو کچہ سابق مین مین نے شدید مردود کی نسبت آپ سے ظاہر کیا تہا اوس کا ظہور ہوا چاہتا ہے آسمان پری نے کہا کہ پہر کیا کیا جائے بلاؤ صفدر جنی کو صفدر جنی نہایت خشمناک داخل بارگاہ ہوا اسلئے کہ اسکا استقبال نہین کیا گیا تہا بس اس نے بارگاہ مین آتے ہی بطریق ابلیس پرستان سلام کیا کسی نے جواب سلام نہین دیا اور عبدالرحمن جنی نے اسکی طرف سے منہ پہیر لیا یہ امر بہی اسکو ناگوار گذرا مگر خاموش رہا اسکے بعد پکارا کہ منم نامہ دار ملک نیرنگ شاہ بادشاہ اقلیم ہفتم قاف ملکہ آسمان پری نے فرمایا کہ لا نامہ صفدر نے نامہ پیش کیا ملکہ نے نامہ پڑہا اور مضمون سے آگاہی ہوئی عبدالرحمن جنی سے صلاح لی کہ کیا جواب لکہنا چاہئے انہون نے یہ مصرع پڑہا۔ رموز مملکت خویش خسروان دانند لیکن میری راے ناقص کے نزدیک تو دونون امرون مین سے کوئی بات اختیار نہین ہو سکتی نہ تبدیل مذہب اور نہ اولاد صاحبقران سے بے تعلقی ممکن ہے اور نہ خراج دیا جا سکتا ہے اس لیئے کہ ایک تو یہ سلطنت ہمیشہ سے باج گیر و تاج بخش ہے جو پہلے خود ہمین خراج دیتا تہا اب ہم اوس کو خراج دین ایسی کون سی مصیبت پڑی ہے جس کے خوف سے ایسا کیا جائے اسکے علاوہ صاحبقران اعظم آپ کا فرزند جس وقت ملک قمبوریہ سے واپس آئے گا اور یہ سنے گا تو کہے گا کبہی وہ گہر باز عالی وقار اس کو جائز نہ رکہے گا لہذا جواب جنگ تحریر کر دیجیے ملکہ نے فرمایا کہ سچ کہتے ہو اور اپنے ہاتہ سے پشت نامہ پر جواب جنگ تحریر کر دیا بس یہ دیکہکر صفدر جنی آگ ہو گیا اور پکارا کہ معلوم ہو گیا کہ تم لوگ حد کے بد تہذیب و بدخلق ہو یہی وجہ تہی جو والد ماجد نے تم سے کنارہ کیا ورنہ کوئی اپنے عزیزون کو بے وجہ نہین چہوڑتا ہے

پہلی یہ ہوئی کہ میرا استقبال نہین کیا گیا دوسرے جواب سلام نہین دیا تیسرے حرکت کی کہ ملکہ کے سمجھانے کی عوض جواب جنگ لکھوایا اور بڑھی یہ سب حرکتین تیری ہین مجھے لازم تھا کہ خیال کرتا کہ میرا فرزند آیا ہے ایسا کچھ تدارک کرون کہ دونون بادشاہون کے سامنے دونون کی عزت ہو نہ یہ کہ دونون جگہ ذلت ہو یہان استقبال تمھون نے دیا اور سلام نہ لیا وہان یہ سرخروئی ہوئی کہ جواب جنگ ملا عبدالرحمن نے جواب دیا کہ او نالائق زادے چچا باپ تیرا مرتد ہوگیا تو ہم سے تجھے کیا واسطہ بموجب شعر پسر نوح با بدان بنشست ٭ خاندان نبوتش گم شد ٭ تیری کیا حقیقت ہے جب فرزندان انبیا خاندان سے بسبب اپنی بدچلنی کے خارج ہوگئے تو تو کس شمار مین ہے اور کیا تیرے قربوا کا استقبال کیا جاتا جو تو نے حرام خوری سے بڑھائے ہین باپ تیرا اس سرکار کا نمک پروردہ تیری کیا حقیقت ہے اگر تو لائق بھی ہوتا تو اس سرکار کا خانہ زاد تھا یہان تیری وقعت کسی کی نظر مین نہین ہوسکتی تھی ہو براعات تیری ساتھ ضرور ہوتی گو یہ رعایت جب بھی ہوتی کہ دشمن بادشاہ کے سامنے تو سرخرو ہوا اور ہماری شاہزادی اور اس کی محکوم ہے بس خیریت اسی مین ہے کہ چلا جا یہان سے یہ سنتا تھا کہ اس نے کہا مین کیا خالی جاؤن گا اپنے باپ کی نذر کو تیرا سر لیکر جاؤنگا یہ کہکر عبدالرحمن کی طرف بڑھا تھا کہ سیامک بن سیاہ کلاہ نے بازو اسکا پکڑا اور کہا کہ ابتک تیرے ساتھ اسی باعث سے رعایت کی گئی کہ تو پوتا ہے عبدالرحمن سے معزز شخص کا ورنہ اس دریدہ دہنی کے پیشتر ہی سزا دیدی جاتی مگر تو حد کا شہدا اور نالائق ہے کہ جس دادا کی وجہ سے تجھپر رعایت کی گئی تو اوسیکا دشمن ہوا خبردار آگے قدم نہ بڑھانا کہ جائے ادب ہے یہ دربار ہے اوس شاہ کی زوجہ کا ہے کہ نام نامی واسم گرامی جسکا زلزلۂ قاف ثانی سلیمان حلقہ فگن گوش گردن کشان صاحب گرز سام بن نریمان جناب امیر حمزہ صاحبقران عالیشان ہے بموجب مصرع ع بے ادب یافتہ رنجے عجب نکا ہستہ یہ کہکر ہاتھ پکڑکر اسکا کھینچا تھا کہ صفدر جنی نے کہا کہ کیون بڑھا ہے مین اپنی عزت کھوتا ہے ہمارا قربت کا جھگڑا ہے تجھے اس مین کیا دخل ہے ہٹ جا ورنہ ہاتھ سے میرے مارا جائے گا سیامک نے کہا کہ حوصلہ اپنا نکال لے الغرض کہنا تھا صفدر جنی سیامک سے لپٹ پڑا اور دونون لڑتے ہوئے صحن بارگاہ مین نکل آئے خوب زور کشمکش کے ہونے لگے کبھی سیامک صفدر جنی کو کھینچ لاتا ہے اور کبھی صفدر جنی سیامک کو نیچا کر دیتا ہے مگر فرق یہ ہے کہ سیامک ضعیف ہو گیا ہے اور صفدر جنی جوان ہے جس مقام پہ ہاتھ ڈال دیتا ہے یہ معلوم ہوتا ہے کہ دو سلاخین لوہے کی ہین لیکن سیامک بھی جہان ہاتھ ڈال دیتا ہے صفدر جنی کو بھی چھڑانا دشوار ہو جاتا ہے جھٹکے سے کشتی ہو رہی ہے لیکن ملکہ آسمان پری و عبدالرحمن جنی دونون کو منع کر رہے ہین صفدر جنی کہتا ہے کہ مین بغیر اس کو باندھے ہوئے نہین رہون گا کیا سمجھ کر اس نے میرے بازو پر ہاتھ ڈالا مین نے تو اسے نہین ٹوکا تھا اودھر سیامک کہتا ہے کہ رہنے دیجئے ایلچی ہو کر سرکشی اور بدزبانی کرتا ہے جبتک سزا نہ پائے گا نہ مانے گا یہانتک کہ لڑتے لڑتے پاؤن سیامک کا موتخانہ مین جا رہا اور صفدر جنی ریل کرکے چلا جی پر سے پاؤن جاتا رہا ترا سے کی آواز آئی رنگ رخ زرد ہوگیا دست و پا مین رعشہ پڑ گیا بس یہ دیکھتے ہی سیاہ قبا نے آواز دی

کہ او نامرد دیکھا تو نے کہ پاؤن اس کا موش خانہ مین جا رہا ہے وقت غنیمت معلوم ہوا زور کر کے پاؤن توڑ ڈالا ایسی جرأت پر سرکشی کرتا ہے ادہر آ کہ حریف تیرا مین ہون یہ کہکر صفدر جنی سے لپٹ پڑا کشتی ہونے لگی خوب زور ہوے یہانتک کہ شام ہوگئی اب بھی دونون لڑے جاتے ہین علحدہ نہین ہوتے بس عبدالرحمن جنی اپنے مقام سے اور صفدر جنی کے تھوڑی مین ہاتھ دیکر کہا کہ اگر تمہین اپنے زور قوت کی آزمائش کرنا تھی تو ہو چکی اور اگر عناد نکالنا ہے تو جواب جنگ مل ہی چکا ہے جس وقت ہمراہ اپنے بادشاہ کے آؤ میدان مین نکل کر مقابلہ کرلینا یہ وقت اور موقع لڑائی کا نہین ہے اس مین ہماری تمہاری دونون کی بدنامی ہے اس لئے کہ نہ ایلچی کو سرکشی و زبردستی لازم ہے نہ یہی چاہئے ہے کہ ایلچی کے ساتھ بدسلوکی کیجائے کوئی تمہین برا کہیگا کوئی ہمین برا کہیگا ادہر ملکہ آسمان پری نے سیاہ قبا سے کہا کہ چھوڑ دو اس کو علیحدہ ہو جاؤ سیاہ قبا علحدہ ہوا صفدر جنی اپنے بیس ہزار دیوؤن کو ساتھ لیکر بیرنگ قاف کی طرف روانہ ہوا یہان سیامک سیاہ قبا بارگاہ مین اپنے اپنے دنگلون پر بیٹھے ملکہ آسمان پری تخت شاہی پر جلوہ افروز ہوئے دس بجے تک دربار رہا اور باتین صفدر جنی کی بدزبانی و نالائقی کی ہوا کین جب دربار برخاست ہوا سب سردار اٹھکر تسلیم رخصت کر کے اپنے مکان کی طرف روانہ ہوے عبدالرحمن جنی اپنے مکان مین آئے لیکن انکو شدید جنی کی طرف سے تشویش ہے کہ دیکھئے یہ ملعون کیسی عملیات کے قوت سے کام نکالے تو مشکل پڑجائیگی لیکن اب حال صفدر جنی کا سنئے کہ قلعہ بلوریہ سے نکل کر ایک منزل تک یہ پہونچا ہوگا کہ اسے خیال گذرا کہ ایلچی گری کے اور جواب جنگ لیچلے یہ تو کوئی لطف نہین ہان اگر یہ دونون دیو ہاتھ آجاتے تو لطف تھا دیوار زال نے کہا کہ ہو سکتا ہے جو تو بعض عیاری ان سرداران لشکر آسمان پری کو گرفتار کر لاے اس نے کہا اچھی بس وہین قیام کیا اور انتظار مین دیوار زال کے بیٹھا لیکن دیوار زال یہانسے پھر قلعہ بلوریہ کیجانب روانہ ہوا جاتے جاتے داخل قلعہ ہوا وقت شب کا خیالات زیادہ جا چکی تھی اسنے دریافت کر لیا تھا کہ دربار ملکہ آسمان پری کا کسوقت برخاست ہوتا ہے معلوم ہوا کہ ابھی وقت باقی ہے بس حجرہ بارگاہ سے مکان سیامک و سیاہ قبا کو گئی تھی وہان دیو زال صورت گرگ کی بنکر کھڑا ہوا کہ یکایک سامنے سے روشنی مشعلونکی نمودار ہوئی اور دیکھا کہ سیامک و سیاہ قبا دونون ساتھ چلے آتے ہین بس اسنے خاک اڑانا شروع کی دو چار خواصون نے بڑھ کر آواز دی کہ ارے یہ کون بے ادب ہے نہین دیکھتا کہ سواری افسران لشکر کی چلی آتی ہے اور خاک اڑا رہا ہے لیکن کوئی جواب نہ ملا انہون نے پھر ڈانٹا پھر کوئی جواب نہ ملا انہون نے پھر للکارا جب پھر جواب نہ ملا تو آگے بڑھ کر دیکھا کہ ایک بھیڑیا ہے! دراز رہا ہے بلوریہ پکڑنے جھپٹے گرگ بھاگا اور سامنے ٹھہر کر پھر خاک اڑانے لگا لیکن خاک جو نفس کے ذریعہ سے دماغ تک پہونچی چھینکین مار مار کر خواص گرنے لگی اتنے مین سواری قریب ہوگئی اسوقت معلوم ہوا کہ بسبب زخمی ہونے کے نفس پریشانی پر دارغی لو سیاہ کلاہ جب اپنا اثر نفس پر کر گیا تو چھینکے بھی یہی حالت تو لو کہ سیاہ قبا دیکھی گرگ کو خیال ہوا شاید خوف گرگ سے یہ گر پڑی ہین ایسا نہ ہو کہ گرگ ان پر حملہ کرے بس کب اٹھا

دوڑا کر قریب پہونچے دیکھا کہ خواص زمین پر پڑی ہین اور گرگ سامنے کھڑا ہوا خاک اوڑا رہا ہے انھون نے ڈانٹا اور کوڑا پکڑ کر جھپٹے گرگ اور چند قدم بھاگ گیا لیکن یہ جونہی گرد مین پہونچے چھینک مار کر بیہوش ہوئے اور مرکب پرسے گرے اب دیوارزال نعرہ کرکے سامنے آیا اور پشتارہ سیامک سیاہ قبا کا باندھ کر پشت مرکب پر ڈالا اور آپ باگ ہاتھ مین لیکر بنجارے کی صورت بنکر روانہ ہوا اور صفدر جنی کے روبرو لیجاکر دونون کو ڈالدیا صفدر جنی نہایت خوش ہوا اور دیوارزال کو بہت کچھ انعام دیا اور ان دونون کو مسلسل و مطوق کرکے روانہ ہوا دوسری منزل پر پہونچکر قیام کیا لیکن جس وقت بیہوشی سیامک سیاہ قبا کے دفع ہوئی اپنے کو اسیر غل و زنجیر پایا آنکھین بند کرلین جانا خواب بد دیکھائی دے رہا ہے دیوارزال نے کہ اسی کے سپرد انکی قید تھی آواز دی کہ یہ غفلت نہین بلکہ عین ہشیاری ہے خواب نہین بیداری ہے اس وقت سیاہ قبا نے کہا کہ معلوم ہوتا ہے وہ گرگ نہ تھا بلکہ عیار تھا ارے کسنے ہمین گرفتار کرایا ہے دیوارزال نے کہا تمھین معلوم ہو جائے گا اتنے مین صفدر جنی نے ان دونون کو طلب کیا دیوارزال قیدیانکو اپنے ہمراہ لئے ہوئے سامنے صفدر جنی کے آیا دیکھا ان دونون نے کہ صفدر جنی بصد نخوت دنگل پر بیٹھا ہے ان دونون کو بقید دیکھکر آواز دی کہ کیون اے سیامک اور سیاہ قبا تمھین اس وقت بڑی خوشی تھی کہ بارگاہ مین مجھسے زبان لڑائی سیامک نے کہا واے ہو تجھپر کہ عیار سے گرفتار کرا کر آنکھ ملاتا ہے تجھے شرم نہین آتی اگر غیرت ہے تو چلو بھر پانی مین ڈوب مرنے کو کافی ہے ہان اگر مردی تو ہم کو زیر کرتا تو جانے دم زدن نہ تھی بس صفدر جنی کو یہ خیال پیدا ہوا کہ یہ دونون سامنے نیرنگ شاہ کے بھی اسی طرح بیان کرینگے تو پہلوانون کے سامنے ذلت ہوگی اس سے بہتر یہ معلوم ہوتا ہے کہ ان دونون کو سر کاٹ کرلے چلون یہ خیال کرکے جلاد کو حکم دیا کہ لیجاکر ان کو صحرا مین سر ان کے کاٹ لو یہ حکم سنکر جلاد قریب آیا اور ان دونون کو لیکر طرف صحرا کے چلا اک درخت شمشاد کے نیچے بٹھا کر کوئلے سے گردن پر خط کھینچا اور حسب قاعدہ حکم کا منتظر ہو کر کھڑا ہوا پوشاک سرخ اسکی بر مین خنجر برہنہ ہاتھ مین لئے سامنے مجمع دیوون کا اور صفدر جنی آگے اونکے کھڑا ہوا ہے کہ صفدر جنی نے کہا دیر کیا ہے ار دے اک ہاتھ کہ سر الگ ہو جائے جلاد نے حسب دستور کہا کہ پھر سمجھ لیجئے کہا ہان قتل کر کوئی محل تردد نہین ہے دو حکم مل چکے ہین میرے حکم کی دیر ہے ادھر سیامک سیاہ قبا نگاہ یاس سے ہر چہار طرف دیکھ رہے ہین لیکن سوا تشنگان خون کے کوئی غمخوار نظر نہین آتا بلک کر دعا کی کہ اے پروردگار عالم اس وقت بیکسی مین سوا تیرے کوئی حامی و مددگار نہین ہے بار الہا ہر چند کہ عمرین ہم دونون کی پوری ہو چکین بچپن جوانی بڑھاپا تینون بخیر گذر چکے اب سوا مرنے کے کیا باقی ہے لیکن ایسی صورت کے مرنے سے ضرور کراہت معلوم ہوتی ہے کہ لاش غسل و کفن و دفن سے بھی محروم رہیگی یہ ملعون سر ہمارے ملک نیرنگ قاف مین لیجاکر اک بادشاہ کافر کو نذر دیگا وہ نہین معلوم سر وانسے کس طرح پیش آئے اور انجام مین کہان پہنچاوے

اور لاشون کو تو یقینی یہ کافر اسی صحرا مین چھوڑ کر چلے جاینگے ہم اتنا چاہتے ہین کہ بعد مرگ مٹی خراب نہو ان دونون نے جبکہ اس طرح تہ دل سے دعا کی کہ تیر دعا ہدف اجابت پر بیٹھا تھا کہ گرد غبار جانب صحرا سے بلند ہوا جلاد حکم ثالث کا منتظر ہے صفدر جنی غبار کی جانب دیکھہ رہا ہے کہ آتے آتے دامن گرد کا شگافتہ ہوا اور دل گردے دس ہزار دیو اک آدم زاد کے ہمراہ رکاب آکر پہونچی کہ سب سیہ پوش صورت ماتمیون کی بنائے ہوئے خاک عزا بالون پر پڑی یہ صاحبقران اعظم فرزند ملکہ آسمان پری ہین جو ملک قہوریہ کو براے عیادت قہور دیو پر ور گئے ہوئے تھے اسی وقت پہونچے کہ حال غیر تھا انہین کے سامنے قہور کا انتقال ہوا یہ بھائی کو دفن کیے ہوے لباس ماتمی پہنے اپنے مکان کو واپس آرہے تھے راستے مین یہ معرکہ دیکھا کہ دو دیو دو کر چند دیو کو قتل کیا چاہتے ہین دریافت کرنے سے معلوم ہوا کہ یہ ملازم سرکار ہین بس نہایت غصہ آیا اور مرکب کو پاشنہ کیا مثل برق وہ فرس کوندا صاحبقران اعظم نے سامنے آکر پوچھا کہ تو کون ہے اور کس خطا پر میرے ملازمون کو قتل کرتا ہے اس نے کہا تم نہین جانتے مجھ کو منم صفدر جنی صاحبقران اعظم نے فرمایا صفدر جنی کون کیا تیرا یہ مقصد ہے کہ مین جنون مین بکت بہادر ہون اس شخص نے کہا بہادر نہ تھا تو ان دیوون کو قابو مین کیونکر لایا اور بیس ہزار دیوون کی سرداری بانی مین بیٹھا ہون شدید جنی کا جو بھانجے ہین عبد الرحمن جنی کے فرمایا ہان اب معلوم ہوا تو پوتا ہے عبد الرحمن کا اچھا ان دیوون نے تیری کیا خطا کی ہی جو تو قتل کرتا ہے اس نے کہا کہ تمہارے بارگاہ مین یہ مجھسے بچھتے تھے فرمایا کہ پھر تو نے سخت کلامی کی ہوگی اس نے کہا کہ پھر بہادر دب کے کب گفتگو کرتے ہین صاحبقران اعظم نے فرمایا کہ مجھہ تیری شامت تو نہین آئی ہے مین تجھسے دریافت حال کرتا ہون اور تو بڑے پن کی گفتگو کرتا ہے اگر عبد الرحمن کا خیال نہوتا تو زبان تیری گدی سے کھینچکر پھینک دیتا صاف صاف بیان کر کہ تو کیون آیا تھا اور ان سے زبان کیونکر لڑی اور انکو گرفتار کس طرح کیا اس نے سبب اپنے آنیکا اور گفتگو کا حال اور کشتی ہونا سیاہ کمی سے اور کو لا لوٹنا اوسکا بیان کیا اور خاموش ہو رہا لیکن حال گرفتاری نہ بیان کیا سیاہ لب نے چلا کر کہا کہ اے شہریار اس نے سحر کے ذریعہ سے ہمکو گرفتار کرلیا بس یہ سنا تھا کہ صاحبقران اعظم کا چہرہ سرخ ہو گیا غصہ سے دست و پا کانپنے لگے فرمایا او بزدل ابھی سے منم کا نعرہ کرتا تھا بس دور ہو میرے سامنے سے ورنہ سزا پائے گا جب یون بس نہ چلا تو جادو سے کام لیا اس نے کہا مین تو تمہاری فکر مین تھا اوسوقت تم نہ ملے مگر شکر ہے خداوند ابلیس کا کہ انھون نے گھیر کر تمہین یہان بھیجا صاحبقران اعظم نے فرمایا کہ مین وہ اب تو رہتا ہو گیا ہے کب چھوڑتا ہون تجھ کو اس نے کہا مجھے خود تمہاری تلاش تھی لو اس نوک یہ نیزہ قضا ہے یہ کہکر برچھا سینۂ بے کینہ صاحبقران اعظم کے حوالہ کیا صاحبقران اعظم نے ترچھے ہو کر برچھے پر ہاتھ ڈالدیا اور اک جھٹکا مارا کہ برچھا ہاتھ سے صفدر جنی کے نکل گیا اور یہ ملعون اوندھے منہ جاتا رہا صاحبقران اعظم نے برچھا تو پھینک دیا اور فرمایا کہ دیکھا تو نے بس چلاجا میرے سامنے سے کہ غصہ ہے مجکو ایسا نہو تو مارا جائے اور مجھے تیرے دادا عبد الرحمن سے شرمندگی ہو یہ تو اس مردود پر رعایت کررہے ہین مگر صفدر جنی خون کا پیاسا ہے بس یونہین کرے تیغ کھینچکر سر صاحبقران اعظم پر وار کیا انکے ہاتھ مین تو

تھو

تلوار ہے نہ سپر لباس ماتمی پہنے ہوسے ہین یہ خیال بھی نہ تھا کہ مین اس پر رعایت کرون گا تو یہ سرنگون نہو گا بس یونہین جو تیغہ اوکر سر پر بیٹھتا ہے تا دو ابرو اوتر گیا اور ناخنون مین واسطا نے بھی نہ تھے یوہین دونون ہاتھ مارے تیغہ تو بمشکل سر سے نکالا مگر دونون کلائیان بھی زخمی ہوئین بس اب طیش مین آکر یہ چاہتا تھا کہ دوسرا وار کرون کہ صاحبقران اعظم نے کلائی اس کی پکڑ لی اور جھٹکا دیا کہ یہ اوندھے منہ زمین پر آرہا بس بند کمر پکڑ کر زمین سے اوٹھا لیا اور سر سے بلند کر کے زمین پر مارا سیامک نے آواز دی کہ اے شہریار سبحان اللہ یہ آپ ہی کا کام تھا اب اسے چھوڑیے گا قلب اس ملعون کا سیاہ ہے بس صاحبقران اعظم نے پوچھا کہ کیا کہتا ہے شناخت پروردگار عالم کے بارے مین اس نے کہا کہ جانتا ہون تو نام پر خداوندا ابلیس کے نثار ہین یہ سنتا تھا کہ صاحبقران اعظم نے ایک پاؤن اسکا پاؤن کے نیچے دبایا اور دوسرا پاؤن ہاتھ مین پکڑ کر جو زور کیا بیچ سے چیر کر پھینک دیا بس اس کا مرنا تھا کہ جلادون نے سیامک و سیاہ قبا کو تو چھوڑا اور صاحبقران اعظم پر آپڑے ادہر صاحبقران اعظم کے لشکر نے دیکھا کہ مالک پر یورش ہے یہ سب بھی وارین پکڑ پکڑ کر آپڑے ادہر لشکر صفدر جنی کے دیو بیس ہزار ہین تعداد مین دوڑے ہین جھپٹ پڑے کہ مار لو اس آدمزاد کو ارے غضب کیا اس نے کہ سردار کو ہمارے مار ڈالا ہم بادشاہ کو کیا جواب دینگے دونون لشکر غٹ پٹ ہو گئے تلوار چلنے لگی کچھ دیو صاحبقران اعظم کو لیکر غلطان ہوگئے کہ یہ زخمی بہت تھے اودہر کچھ دیوون نے دوڑ سیامک سیاہ قبا کو بھی رہا کیا قید کاٹ دی سیامک تو بسبب پاؤن بیکار ہونے کے صاحبقران اعظم پاس آکر ٹھہرے اور سیاہ قبا ارتمش دیکر جا پڑے جس دیو پر وار مارے وہ پیوند خاک ہو گیا ہر طرف دھما دھم وارین اور سیل فولادی چل رہے ہین سر کھٹ رہے ہین جسم خاک پر لوٹ رہے ہین شور دار و گیر بلند ہین ادہر دس ہزار دیو ہین اودہر بیس ہزار انکا سردار زخمی بیہوش اون کا افسر مارا جا چکا فوج بے سردار کیا تک لڑے سیاہ قبا نے کشتون کے پشتے لاشون کے انبار لگا دیے انجام کار فوج کفار نے لاش صفدر جنی کی اوٹھالی اور نیرنگ قاف کی جانب روانہ ہوئے بیس ہزار دیون مین سے دس ہزار مارے گئے اور دس ہزار لاشین لے کر بھاگے اور کوئی دو ہزار کے قریب اہل اسلام مارے گئے بعد فتح کے صاحبقران اعظم کو تو پانچ ہزار دیوون سے گلستان ارم کی جانب روانہ کیا کہ یہ نہایت زخمی تھے اور سیامک سیاہ قبا لاشون کے دفن کے انتظام مین مصروف ہو رہے تین روز مین دفن و کفن سے فرصت ہوئی اب یہ بھی گلستان ارم کی جانب روانہ ہوے ان کو تو راہ مین چھوڑیے لیکن اب حال گذارش کیا جاتا ہے ان دیوون کا جو لاش صفدر جنی کی لے کر نیرنگ قاف کو روانہ ہوئے تھے دوسرے روز پہونچ گئے اوس وقت پہونچے کہ نیرنگ شاہ مصروف سیر و شکار تھا شدید جنی بھی ہمراہ تھا کہ دیکھا سامنے سے کچھ دیو خاک اوڑاتے ہوے روتے پیٹتے چلے آتے ہین نیرنگ شاہ نے کہا ارے خیر تو ہے دیوون نے عرض کیا کہ حضور بھلا خیر کہان سوا شر کے یہ کہکر لاش صفدر جنی کے سامنے رکھدی

نیرنگ شاہ نے کہا کہ یہ کیونکر مارا گیا دیوؤن سے تمام سرگذشت بیان کی پہونچنا بارگاہ آسمان پری مین سخت کلامی ہونا عبدالرحمن جنی سے کشتی ہونا سیامک سیاہ قبا سے ہو اُس کے واپس آنا جواب نامہ لے کر راہ مین گرفتار کرانا سیامک سیاہ قبا کو اور حکم قتل دینا پہونچنا صاحبقران اعظم کا اور قتل کر کے صفدر جنی کو چھڑانا سیامک سیاہ قبا کا سب حالات اس طور سے بیان کیے کہ کہین زیادتی صفدر جنی کے نہ بیان کی اور اہل اسلام کو خطاوار قرار دیا بس یہ سننا تھا کہ زمانہ نظر مین شدید جنی کی تیرہ و تار ہو گیا اور کہا کہ تو سہی جو خون صفدر جنی کے عوض مین تمام گلستان ارم کی دیو و پری کو جلا نہ دیا ہو ہرچند نیرنگ شاہ نے کہا کہ یہ اٹھارہ لاکھ دیوؤن کی فوج موجود ہے جس مین بڑے بڑے سرکش و قوی ہیکل دیو ہین جسقدر فوج چاہو لے جاؤ اور خون فرزند کا قصاص دشمنون سے لو لیکن اُس نے کہا کہ مجھ کو اس کے ضرورت نہین ہے اب آپ تماشا دیکھیے اور اوسی وقت لہارون کو طلب کر کے ایک تالاب آہنی تیار کرایا اور نیچے اوس کے اک صندوق کھدوا کر تالاب کو تیل سے پُر کرا کر آگ روشن کرا دی اور کچھ اسم پڑھ کر دستک دی دیکھا کہ جانب جنوب سے ایک کالا ابر پیدا ہوا اور سامنے آ کر گرجا اور اک آواز پیدا ہوئی کہ موکل ابر نیسان مجھکو کس واسطے طلب کیا ہے شدید جنی نے کہا کہ جاؤ گلستان ارم کی طرف اور تمام دیو و پری کو اسیر کر لاؤ یہ سننا تھا کہ وہ ابر پھیل کر گرجا ہوا گلستان ارم کی جانب روانہ ہوا یہ عمل شدید جنی کا نہایت غضب کا تیار ہے غرضکہ وہ ابر جاتے جاتے اوس مقام پر پہونچا جہان کہ سیامک سیاہ قبا پانچ ہزار دیوؤن سے لاشین دفن کر کے چلے آتے تھے اور قریب قلعہ بلوریہ کے پہونچ چکے تھے کہ دیکھا انہون نے ابر نہایت زور شور سے آ رہا ہے اک درخت کے نیچے ٹھہر گئے لیکن ان کو تعجب ضرور ہوا کہ فصل گرما مین ابر کیسا لیکن وہ ابر بہت تیزی کے ساتھ آ کر محیط ہوا اور برسنے لگا بس جس دیو پر ایک بوند بھی پڑ گئی اوس نے غلطک ماری اور شکل جانور کی ہو گئی کوئی قاز کوئی قرقرا کوئی سرخاب بن بن کر اوڑنا شروع ہوئے اور اوس ابر سے جا کر مل گئے یہانتک کہ پانچون ہزار دیو جانور بن کر اوڑ گئے سوے سیامک و سیاہ قبا اور اوس ابر جا کر مل گئے اب اوپر اوپر ابر اور نیچے اوس کے یہ پانچ ہزار دیو جانور بنے ہوئے اوڑتے چلے جاتے ہین ابر انکو لیکر طرف نیرنگ قاف کے روانہ ہوا اور ان جانورون نے اپنی آواز دی کہ یا عبدالرحمن جنی ہماری خبر لیجیے ورنہ ہم تو جاتے ہین ادہر قلعہ بلوریہ سے ابر بے فصل اوٹھتے دیکھکر ملکہ آسمان پری و عبدالرحمن جنی بھی تعجب مین تھے جسوقت یہ واقعہ آنکھون کے سامنے گزرا کہ جس دیو پر بوندی پڑی وہ جانور بن گیا بس انکو یقین ہو گیا کہ یہ فعل شدید جنی کا ہے بس انہون نے ملکہ آسمان پری سے کہا کہ جلد قلعہ گلستان ارم کی جانب چلیے اور قلعہ بلوریہ کو خالی کیجیے ورنہ یہی حالت ہم سب کی ہو گی جو آپ کے سیامک سیاہ قبا اور پانچ ہزار دیوون کے ہوئی ہے اور اب یہ بچ نہین سکتے ان سے تو ہاتھ اوٹھائیے جو لوگ باقی ہین اون کی خبر لیجیے ملکہ آسمان پری بعجلت تمام قلعہ بلوریہ سے قلعہ گلستان ارم کو روانہ ہوئے اور اک منادی کو حکم دیا کہ وہ ندا کر

کہ کوئی شخص رعایا برایا مین سے یہان نہ رہے سب قلعہ گلستان ارم مین چلے چلین ورنہ زمانہ پر آشوب ہورہا ہے ایسا نہو کسی بلا مین مبتلا ہو جاے جس وقت منادی نے ندا کی تمام قلعہ مین اور گرد و نواح مین ہل چل مچ گئی دیو پری بھاگنے لگے پریون نے بچونکو بغل مین دبا لیا مردون نے اسباب اوٹھا لیا گھر بار کو چھوڑا جسے دیکھو بھاگا چلا جاتا ہے تھوڑے عرصہ مین تمام قلعہ بلوریہ خالی ہو گیا اک ہو کا عالم ہر طرف نظر آتا تھا تمام گھر خالی پڑے تھے لیکن عبدالرحمن جنی نے قلعہ گلستان ارم مین پہونچکر اک کتاب نکالی اوس مین طریقہ رد عمل سحاب دیکھکر سامان اوسکا مہیا کیا اور اک مقام پاک و طاہر پر بیٹھکر خوشبو جسم مین ملی اور اک منقل سامنے رکھلی اور کچھ اسم پڑھ پڑھ کر چند اجزاے سرخ منقل پر ڈالے کہ اوسنے دود سرخ پیچیدہ ہو کر بلند ہونا شروع ہوا یہانتک کہ تمام گلستان ارم پر اک سائبان سرخ بنکر محیط ہو گیا اسکے بعد کچھ اور اسم پڑھکر دستک دی کہ اک موکل سرخ پوش پنکھا ہاتھ مین لئے ہوئے زمین سے پیدا ہوا اور ہاتھ باندہ کر عرض کی کہ کیا حکم ہوتا ہے عبدالرحمن جنی نے کہا کہ اے موکل شعلہ افروز جا اور ابر شدید جنی کو جلا کر عمل اوسکا پلٹ دے اوسکے بعد اپنے ہنر لشکر کفار کو دکھا یہ کہکر ایک ٹکڑا قرطاس سفید کا سرخ روشنائی سے لکھ کر آگ پر ڈالا کہ وہ جلا اور وہین سے اک بساط بنکر تیار ہوا موکل سے کہا کہ بیٹھ کر روانہ ہو موکل نے سلام کیا اور بساط وان پر بیٹھکر نیرنگ قاف کی جانب روانہ ہوا اب اسے بھی راہ مین چھوڑیے پہلے حال اوس ابر کا سنیے کہ جو دیوان گلستان ارم کو قید کر کے لے گیا ہے جانے سنجانے جس وقت نیرنگ قاف مین پہونچا شدید جنی کے سر پر محیط ہو کر قائم ہو گیا شدید جنی نے نیرنگ شاہ سے کہا کہ اب تماشا دیکھئے اور ابر کی طرف کچھ پڑھ کر اونگلی سے تالاب کی طرف اشارہ کر کے آواز دی کہ آؤ یہ مقام تمہارے واسطے ہے بس اشارہ کرنا تھا کہ ان طائرون نے جو زیر ابر شور فریاد بلند کر رہے تھے کندے جوڑے اور تالاب مین گرے اسی طرح آن واحد مین سب جل کر خاک ہو گئے نیرنگ شاہ یہ کمال شدید جنی دیکھکر نہایت خوش ہوا بہت تعریف کی اوسی وقت تو پارچہ کا خلعت دیا شدید جنی نے کہا کہ اسی طرح اگر کل پرندان گلستان ارم کو نہ پھونک دیا تو نام اپنا شدید جنی نہ پایا اور آپ تماشا دیکھئے غرضکہ یہان خیمے ڈیرے پڑ گئے فوجین لگین شدید جنی نے ایک چھولداری اپنے واسطے علیحدہ برپا کی اور ابر کی طرف اشارہ کیا وہ ابر پھر سائین سائین کرتا ہوا گلستان ارم کی جانب روانہ ہوا اب تماشا دیکھئے کہ اس طرف سے تو ابر جا رہا ہے اور اودھر سے موکل شعلہ افروز چلا آتا ہے بس جیسے ہی ابر نے اس موکل کو دیکھا پہلے تو زور شور سے گرجتا ہوا چلا کہ قید کرلون اسکو لیکن جیسے ہی قریب پہونچا اور موکل شعلہ افروز نے نعرہ کر کے جھپک پنکھیا کی دی جس طرح ابر کی سمتی ہی گوشہ ابر سمٹ گیا بس موکل نے اب جو چار طرف سے پے در پے پنکھیا کی جھپک دی وہ تمام ابر سمٹ کر اک روئی کا گالا بن گیا اور موکل شعلہ افروز پنکھیا کی جھپک دیتا ہوا سمیٹ کر اور اس ابر کو نیرنگ قاف کی طرف لے چلا ابر سے بجائے گرج و چمک کی صداے فریاد بلند ہوئے یہانتک کہ یہ موکل ابر کو لئے ہوے اوس تالاب پر پہونچا جسمین تیل کھول رہا تھا اور کنارہ پر اوسکے

شدید جنی کھڑا ہوا تھا بس موکل نے پہونچ رہی آواز دی کہ او کافر مرتد تو نے ہزارہا بندگان
خدا کا خون کیا دیکھ اب اوسکا کیا نتیجہ ہوتا ہے یہ کہکر جو سنکھیا کی پھینکی دی وہ ابر کا ٹکڑا تالاب
مین گرا اور اک شعلہ بنکر بھڑکا گرتے وقت اس نے آواز دی کہ مین دشمن کے قابو مین آگیا اگر کچھ
طاقت ہو تو روکو مجکو ورنہ مین جاتا ہون شدید جنی تو اس انتظار مین تھا کہ موکل میر اسپ کو
اسیر کئے ہوئے لاتا ہوگا لیکن معاملہ بالعکس ہوگیا بس اسنے تو آواز دی کہ اے جلدی
لاؤ کتاب میری اور نیرنگ شاہ سے کہا کہ آپ جلدی بھاگئے یہان قیامت ہوا چاہتی ہے نیرنگ
شاہ تو سر پر پاؤن رکھکر بھاگا لیکن لکہ ابر جو تالاب مین گرتا ہے جلکر اک شعلہ جوالہ بنا اور بھڑککر
شدید جنی پر گرا اس نے جلدی سے کوئی اسم پڑھا کہ ایک شعلہ کے کئی شعلے بنکر جسم
سے علحدہ ہوئے لیکن تمام جسم مین شدید جنی کے آبلے پڑگئے اور یہ اپنی جھولداری کیطرف بھاگا
شعلون نے اس کا تعاقب کیا جب یہ کچھ پڑھکر پھونکتا ہے شعلے علحدہ ہوجاتے ہین بعد اسکے
پھر لپٹنے لگتے ہین مہلت نہین دیتے موکل شعلہ افروز دمبدم للکار رہا ہے کہ ہان جلا دو اسکو
جانے نپائے اودہر اس نے ایک پڑیا پیرادہی تالاب مین ڈالدی جو اس کو چلتے وقت عبدالرحمن
جنی دی تھی بس اس پڑیا کے گرتے ہی شدید شعلے تالاب سے نکلے اور لشکر دیوان نیرنگ قاف
کی طرف چلے بادشاہ تو پہلے ہی بھاگ کر چلا گیا تھا لیکن لشکر یہان پڑاؤ کئے ہوئے
تھا اب یہ شعلے چمک چمک کر گرنا شروع ہوئے اور دیوون کو نگلنا شروع کیا جسپر شعلہ
چمک کر گرا جلکر مثل دیو آتشبازی کے خاک ہوگیا لشکر مین بھگدڑ مچ گئی دیو بھاگے
جاتے ہین اور موکل للکار رہا ہے کہ ہان مار لو ان کو جانے نپائین شعلے پیچھا کئے ہوئے ہین
دیو بھاگے پھرتے ہین اودہر چند شعلے شدید جنی کی فکر مین ہین لپٹے ہی جاتے ہین جھولداری
تک پہونچنا اسے دشوار ہوگیا ہے موکل چلا رہا ہے کہ یہ مزا ہے خون بہانا ہان کا شعلون کی وجہ
سے تمام صحرا آتشکدہ بنا ہوا ہے بلکہ یہ کہئے کہ نمونہ دوزخ معلوم ہوتا ہے کفار جیتے جی جل رہے ہین
بار بار موکل کہتا ہے کہ آج کوئی دیو پری نیرنگ قاف کی بچنے نپائے بعضون نے قصد کیا کہ
اب خیر نہین معلوم ہوتی طلسم مین بھاگ چلنا چاہیے شاید جان بچ جائے غرضکہ عجب طرح کا
ہنگامہ برپا ہے آن واحد مین شعلون نے قریب دس ہزار دیو و پری کے پھونک دیے اور
جلاکر خاک کر دیئے اب موکل پیچھے پیچھے ہے اور شعلے مثل فوج کے پرا جمائے ہوئے آگے
آگے ہین لیکن چلے جاتے ہین یہانتک کہ اسی حالت مین قریب شہر کے پہونچ گئے شہر مین تلاطم
ہوگیا شعلون کی فوج سے کوئی چارہ نہین ہے نہ بھاگکر جان بچتی ہے نہ لڑائی بنتی ہے کوئی ذی روح
ہو تو اوسپر حربہ کرین قتل کرین ضرب کا جواب دین شعلونسے کون لڑے عجب طرح کا تہلکہ
پڑا ہے اگر دو دیو ایک مقام پر کھڑے ہین اور شعلہ لپک کر وہان پہونچا تو ایک دوسرے کو شعلہ
پر ڈھکیل کر بھاگتا ہے بھائی بھائی کا باپ بیٹے کا بیٹا باپ کا دوست نہین سب کو اپنی اپنی
جان عزیز ہے لیکن شدید جنی گرتا پڑتا اپنی جھولداری مین پہونچا اور پھر اسم پڑھکر دائرہ
جسم پر ایک لکیر کھینچ دی کہ شعلے باہر رہگئے اندر نہ آسکے بس اسنے کتاب نکالی اور اوس مین سے
رد عمل کی ترکیب نکالکر جلدی سے سات مرتبہ اک اسم کو پڑھکر دستک دی کہ اک پری پیدا
ہوئی تلوار ہاتھ مین کھینچے ہوئے کہا کیون مجھے بلایا ہے شدید جنی نے کہا کہ دشمن کو جواب دے یہ کہکر

ہاتھ سے اشارہ کیا پری تڑپ کر خیمہ سے نکلی جس شعلہ کو پریزادہ افسردہ ہو گیا جب اسنے ان شعلوں کو گل کر دیا شدید جنی کہ بند تھی اب یہ بھی خیمہ سے نکلا آگے آگے پری تلوار کھینچی ہوئی اور پیچھے پیچھے شدید جنی آتے آتے قریب پہونچا اور دیکھا کہ عجب قیامت برپا ہے ہزارہا دیو دپری بھاگے پڑتے ہیں اور شعلہ اونکے پیچھے بلا کیطرح لپٹے ہوئے ہیں جو دیو یا پری ذرا تھما یا ٹھوکر کھا کر گرا شعلے نے اوسکو جلا کر خاک کر ڈالا ہر طرف بھگدڑ مچی ہوئی ہے بس یہ دیکھتا تھا کہ شدید جنی نے پری سے کہا کیا دیکھتی ہے قتل کر اسکو کہ اس نے سیکڑوں کا خون کیا ہے یہ سنتے ہی پری کندہ تولکر موکل آتش افروز کی طرف چلی اور پکاری کہ او چھوکرے اسقدر پر تونے سر اوٹھایا بس ٹھہر کہ اجل تیری آ پہونچی یہ سنتا تھا کہ موکل سہم گیا اپنے ملک الموت کو پہچان گیا اور شعلوں کی طرف اشارہ کیا شعلے ادہر سے پلٹے اور پری کی طرف چلے اور آپ یہ موکل بھاگا کہ شعلوں کو آگے کر دیا کہ جبتک یہ شعلے اسکو روکیں میں عبدالرحمن کے پاس پہونچکر اطلاع کردوں شاید وہ کوئی صورت جان بخشی کی نکالیں پری اسکی قضا ہے کب فرصت لینے دیتی تھی جو شعلہ لپک کر اسکی طرف چلا پری نے بربادگل ہوکر بیٹھ گیا رفتہ رفتہ میں چار سو شعلے تھے سب افسردہ ہوگئے اور پریزاد نے جاکر کے سر پر موکل آتش افروز کے پہونچ گئی اور کہا کہ بہت سر اوٹھایا تھا تونے دیکھ یہ اوسکی سزا ہے یہ کہکر وہی تلوار جو اسکے ہاتھ میں کھنچی ہوئی تھی گردن پر موکل کے لگا سر کٹ گیا بس سر کا کٹنا تھا کہ بجائے خون اک شعلہ نکلا اور لاشہ موکل کے مع سر جلا کر خاک کر دیا بعد اسکے خود ہی افسردہ ہو گیا یہ دیکھکر تو تمام دیو شدید جنی کو گالیان دیتے تھے کہ یہ بلا اسکی ذات سے آئی نہ یہ ابر بھیجتا نہ وہانسے شعلہ آتے اسنے اپنے ساتھ ہماری بھی جان لی اوستاد سے اپنے مقابلہ کیا اوسکی سزا پائی جو محسن کشی کریگا اوسکا یہی انجام ہوگا لیکن جب پری نے آکر موکل کو مارا اب تعریف کرنے لگے کہ اگر ایسا نہ ہوتا تو اتنی بڑے شخص سے کیون لڑتا جب یا جا سکتا ہے موتنے کی راہ رکھ لیتا اور بادشاہ بھی پہلے نہایت ناراض ہو گیا تھا پیاری عالم کیطرف بھاگنے کی کر دی تھی کہتا تھا کہ اس کی ذات سے سلطنت میں رخنہ پڑا لیکن جب خبر موکل مارے جانے کی سنی نہایت خوش ہوا اور شدید جنی کیواسطے خلعت بھیجا پری تو موکل کو جلا کر حسب اجازت غائب ہو گئی لیکن شدید جنی علاج میں مصروف ہوا اور آبلے جو اس کے جسم پر پڑ گئے تھے کوئی دوا اور تدبیر اثر نہ کرتی تھی جب شدید جنی نے عملیات سے کام لیا ہے تو اچھا ہوا ہے بعد اچھے ہونیکے اسنے اپنے ہمزاد کو طلب کیا جب وہ حاضر ہوا تو بقوت عمل اسکو مقید کر کے گلستان قفس کیطرف روانہ کر دیا سبب اسکا یہ تھا کہ جسوقت عبدالرحمن جنی نے اس کا رد عمل کیا ہے تو یہ کلمہ غصہ میں آکر کہہ دیا تھا کہ تو بھی جو اسکا ہمزاد اسی کو قتل کرے یہ خبر موکلوں نے اس کو بھی پہونچا دی تھی اسی بنا پر اسنے ہمزاد کو گلستان قفس میں قید کیا کہ نہ تم ہوگا نہ مجھے قتل کرے گا لیکن خبر قید کی ہمزاد کی جو عبدالرحمن جنی کو پہونچی کہ اسکے موکل ہی ہر وقت کی خبر پہونچا رہتے تھے یہ بات ہوئے سبب سکوت ملکہ آسمان پری نے پوچھا عبدالرحمن نے عرض کی کہ عمل میرا باطل ہو گیا ملکہ آسمان پری نے کہا کہ کیون باطل ہو گیا عبدالرحمن نے جواب دیا کہ اسوقت شدید جنی مجھسے کسی طرح کم تھوڑی ہے جو باتیں تیغ اوس سے پوشیدہ کی تھین وہ اوسنے بھی آگاہ ہو گیا اسلئے کہ وہ پہلے ہی اوس کتاب کو چرا لے گیا کہ جو عملیات کا دارومدار تھا اوسنے رد عمل کی ترکیب کی جو موکل کہ میرے موکل پر چڑھا دی تھا وہ اسکے قبضہ میں ہی اور وہ اسوقت سب کچھ کر سکتا ہے لیکن آپ نہ گھبرائین اسلئے کہ جتنے یہ سائبان سرخ جو تمام گلستان ارم پر قائم کر دیا گیا

یہ بجاے حصار ہے اب اگر ابر وغیرہ آے گا تو بوندیون کا اثر حضرت نہین پہونچا سکتا جو قطرہ گریگا جل جائیگا اور چند موکل بیٹھے اور متعین کر دیے ہین جو ہر قسم کے خبر رسانی کرتے رہینگے کہ اوسکا پیشتر سے بندوبست ہو جائیگا

لیکن اب یہانسے چند کلمہ داستان ضلالت لشکر دیوان گلستان ارم کی بیان ہوتے ہیں

کہ جس وقت انہون نے بربادی بہارستان قاف سے فراغت پائی اور جشن سے فرصت ہوئی تو برق بریق نے دیو استقلال سے کہا کہ اب گلستان ارم کیطرف چلنا چاہیے دیو استقلال نے کہا بہت مناسب ہے اور اوسی وقت لشکر کو تیاری کا حکم دیا اور خود سامان کرکے مع بارگاہ گلستان ارم کی جانب روانہ ہوا بعد اوسکے تمام لشکر مع برق بریق شاہ گلستان ارم پر چڑھائی کرنیکی غرض سے روانہ ہوئے جس وقت تین چار منزل پر پہونچے تو دیکھا کہ تمام صحرا دیوون سے مملو ہے یہ معلوم ہوتا ہے کہ کوئی بہت بڑا لشکر اوترا ہوا ہے دیو استقلال نے چند دیوون کو بھیجا کہ جا کر خبر لاؤ کہ یہ دیو کہان کے رہنے والے ہین اور کس بادشاہ کے ملازم ہین یہان کیون ٹھہرے ہوئے ہین کس طرف سے آتے ہین اور اب ارادہ کدہر کا ہے یہ سنکر دیو براے تفحص روانہ ہوئے تھوڑے دیر کے بعد آکر عرض کی کہ یہ لشکر دیو نفریت بن عفریت کا ہے بہت بڑا لشکر ہے آپکے لشکر سے کسی طرح کم نہین ہے اور سب ابلیس پرست ہین سنا ہے کہ یہ لوگ بھی گلستان ارم پر چڑھائی کر گئے تھے لیکن سردار انکا نواسہ حمزہ کے ہاتھ سے زخمی ہوا شاخ اعلیٰ ٹوٹ گئی شکست کھا کر بھاگا ہے اور اسی صحرا مین مقیم ہو علاج مین مصروف ہے اور وہ دیو نفریت نے آمد لشکر دیکھکر اہل اسلام کے خوف سے اپنے دیوون کو براے خبر روانہ کیا تھا جبکہ ان دیوون نے حال دریافت کر لیا آکر دیو نفریت بن عفریت سے بیان کیا کہ اک دیو دراز قامت ایک لاکھ دیوونسے چلا آتا ہے سنا ہے کہ بارادہ بربادی گلستان ارم جاتا ہے اور مذہب بن ابلیس پرست ہے نام اوسکا دیو استقلال ہے مگر یہ بادشاہ نہین معلوم ہوتا بلکہ افسر فوج ہے سنا ہے کہ بادشاہ عقب مین اوسکے چلا آتا ہے اور بڑی فوج اوسکے ساتھ ہے دیو نفریت نے کہا کہ اگر ایسا ہے تو وہ اور ہم ایک ہو جاینگے خیمہ آنے دو اور ملاقات تو ہونے دو اتنے مین دیو استقلال ایک لاکھ دیو سے اسی صحرا مین پہونچا اور ایک طرف خیمہ زن ہوا اسکے بعد دیو ہومان اور دیو گلیزال و دیو تیلزان اور دیو رہونتا اور دیو کرکرا اور شکیلاے آہن کلاہ یہ سب تو ن آٹھون دیو ایک ایک لاکھ فوج کی جمعیت سے آکر پہونچے آخر مین سواری بادشاہ کی آئی بارگاہ برپا ہوئے بادشاہ اوتر کر داخل بارگاہ ہوا دیو استقلال نے سب کیفیت جو کچھ دریافت ہوئی تھی نفریت بن عفریت کی سامنے برق بریق کی بیان کی برق بریق نے کہا کہ جب ہمارا اوسکا مذہب ایک ہے تو ملنا اور ملاقات کرکے یکدل ہو جانا چاہیے کہ کام مین آسانی ہو دیو استقلال نے کہا کہ میری بھی یہی راے ہے اوس وقت برق بریق نے شکیلاے آہن کلاہ سے کہا کہ تم نامہ لیکر جاؤ اور جواب اسکا لے آؤ اور شکیلاے آہن کلاہ نے نامہ لیکر سر سے باندہا اور لشکر نفریت کیطرف روانہ ہوا نفریت کے دیوون نے اسکو خبر کی کہ بادشاہ نو وارد کی طرف سے ایلچی آیا ہے کہا آنے دو طلبہ اوسکو تعظیم کیساتھ ہمارے پاس لاؤ چند دیو جو عہدہ ہاے جلیل پر تھے چند قدم گئے اور

استقبال کرکے شکیلائے آہن کلاہ کو سامنے نفریت بن عفریت کے لائے اپنے ادب سے سلام کیا جواب سلام دیا اور جگہ بیٹھنے کو ملا ساقی نے جام شراب بھر کر پیش کیا شکیلائے آہن کلاہ نے جام شراب کا غٹ غٹ کر پیا اور نامہ برق بریق شاہ کا ٹوپی سے نکال کر نفریت کو دیا نفریت نے پڑھا لکھا ہوا تھا کہ اے برادر ہم نے سنا ہے کہ آپ بھی مذہب ابلیس پرستی رکھتے ہین اور قدیم طریق کے پابند اور دشمن ہین خدا پرستون کے اور ہم بھی بندگان خداوندا ابلیس سے ہین اور منزل مقصود بھی ہماری آپکی ایک ہی ہے یعنے ارادہ بربادی گلستان ارم ہم بھی کیے ہوئے ہین لہذا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ہم آپ ملکر ان خدا پرستون کا استیصال کرین شعر

دو دل یک شود بشکند کوہ را
پراگندگی آرد انبوہ را

جس وقت ہم آپ ایک ہوکر لڑینگے کام باسانی انجام کو پہنچیگا یہ مضمون دیکھکر دیو نفریت ابن عفریت نہایت خوش ہوا اور شکیلائے آہن کلاہ کو خلعت دیا اور جواب نامہ یہ لکھا کہ اے برادر جو کچھ آپنے لکھا بہت بجا و درست ہے لیکن پہلے اسکا تو فیصلہ کر لیجیے کہ دو بادشاہ ایک لشکر مین کیونکر رہ سکتے ہین لہذا یا مین رہون یا آپ ایک حاکم بنا رہے اور دوسرا اوسکا محکوم و تابع فرمان رہے لہذا یہ حق میرا ہے اسلیے کہ خاندانی بادشاہ ہون اور تم نئے بادشاہ ہو تمہین وزارت اختیار کرنا چاہیے کہ یہ بھی تمہارے واسطے کم نہین ہے اور مین بادشاہ رہون کیونکہ یہ حق میرا ہے اور میرے بزرگون سے سلطنت چلی آئی ہے والسلام یہ جوابنامہ کا شکیلائے آہن کلاہ کو دیا گیا شکیلائے آہن کلاہ جواب نامہ لیکر پاس برق بریق کے آیا اور جواب پیش کیا برق بریق نے جواب الجواب تحریر کیا مضمون اوسکا یہ تھا کہ ہرچند کہ مین داروغہ زندان خانہ تھا اور اب بادشاہ ہون اور آپ خاندانی بادشاہ ہین لیکن یہ تو خیال فرمایے کہ جس خداوند نے آپکو سلطنت کئی پشتون سے عنایت کی ویسے مجھکو یہ سلطنت جدید ہی بخشی ہے اور کسی وقت مین آپکے بزرگ بھی کسی دوسرے بادشاہ کی رعایا ہونگے جسطرح ایک حیلہ حکومت میرے واسطے نکل آیا اسی طور سے کوئی حیلہ اونکے واسطے بھی ہو گیا ہوگا یہ استدلال ایسے نہین ہین جنسے مین اپنی حکومت آپکو دیکر خود محکوم بنجاؤن اے برادر جسکی تیغ اوسکی دیگ ہان اگر کچھ زور بازو ہو اور میرے پہلوانون کو زیر کیجیے تو مین اس بات کو گوارا کر لونگا کہ آپ بادشاہ ہو اور مین وزیر اور اگر میرے پہلوانون سے آپ زیر ہو گئے تو اسکے عکس کرنا پڑیگا کہ مین دونون لشکر کا بادشاہ ہونگا اور آپکو عہدہ وزارت اختیار کرنا ہوگا بس یہ نامہ دیو اشقال کو دیا اور اشقال نامہ لیکر نفریت بن عفریت پاس آیا نفریت نے نامہ پڑھا مضمون نامہ سے آگاہ ہوا کہا کہ اے دیو اشقال مجھے منظور ہے جو کچھ تمہارے بادشاہ نے لکھا بہت صحیح ہے مین پشت پر جواب جنگ تحریر کرتا ہون لیکن یہ جنگ بھی دوستانہ اور امتحانی جنگ ہے دیو اشقال نے کہا نہین تو کیا دشمنی ہے ایک جھگڑے کی بات تھی اوسکے فیصلہ کی یہی صورت قرار پائی لیکن دیو نفریت نے کہا اے اشقال مجھے تو تجھسے زیادہ زبردست برق بریق کے لشکر مین کوئی نہین نظر آتا لہذا طول کیون کھینچے جو سب سے زیادہ زبردست ہو وہی لڑے دیو اشقال نے کہا ایسا ہی ہوگا اور یقین ہے کہ میرے ہی آپ سے مقابلہ کی نوبت آئے اسلیے کہ مین سالار فوج ہون اور سب سے زیادہ قوی ہون نفریت نے کہا کہ جاؤ اور اپنے ہی نام پر طبل جنگ بجوا دو یہ سنکر دیو اشقال نفریت سے رخصت ہوا اور اپنے لشکر مین برق بریق سے سب کیفیت بیان کی اور کہا کہ آپ میرے نام پر طبل جنگ بجوا دیجیے اوسی وقت

برق بریق نے دیو اشتقال کے نام طبل جنگ بجنے کا حکم دیا بس نقارۂ رزمی پر چوب پڑی اور آواز نقارہ کی گرجی یہاں دیو نفریت بن عفریت نے طبل جنگ بجوایا دونوں طرف کوس حربی بجا تیاری جنگ ہونے لگی تمام رات تیاری جنگ میں بسر ہوئی جسوقت دیو سپید صبح نے دیو سیاہ شب کو لیکر گوشۂ مغرب کے غار عمیق میں چھپایا تمام دیوان نفریت بن عفریت و برق بریق میدان جنگ میں آکر صف آرا ہوئے اور دیو اشتقال بمرتبۂ سرداری لشکر سے بیس قدم آگے بڑھکر کھڑا ہوا اور نفریت اپنے لشکر کے آگے بمرتبۂ سرداری قائم ہوا اوسوقت دیو اشتقال سامنے تخت برق بریق کے آیا اجازت چاہی برق بریق نے کہا جا تجھے خداوند ابلیس کی نگہبانی میں دیا یہ سنکر دیو اشتقال نے زمین ادب کو بوسہ دیا اور وہاں سے رخ میدان جنگ کا کیا اور میدان میں آکر قائم ہوا اور پکارا کہ اے بادشاہ لشکر دیوان یعنے اے نفریت بن عفریت آیئے اور آزمائش قوت کر لیجئے اودھر سے دیو نفریت نکلا دونوں میں جنگ ہونے لگی دیو اشتقال نے وار شمشاد سر پر نفریت کے ماری نفریت نے وار کو وار پر روکا اور اپنی وار اشتقال کے حوالے کی اسنے بھی وار نفریت کا رد کیا کئی ضربوں کی نوبت آئی یہ رنگ دیکھکر برق بریق نے دیو اشتقال کو آواز دی کہ اے سپہ سالار مابدولت حربہ ہائے جنگ سے کام نلے ایسا ہو کہ تم دونوں میں سے ایک ہی باقی رہ جائے تو ایک ہونہار بندہ خداوند ابلیس کا کم ہو جائیگا بہتر یہہ ہے کہ اپنا فیصلہ کشتی سے کر لو دیو اشتقال نے کہا بہت خوب اب ایسا ہی ہوگا وار ہاتھ سے پھینکدی اور نفریت سے لپٹ پڑا دیو نفریت نے بھی وار شمشاد کو دور پھینکا اور دیو اشتقال سے مصروف تلاش ہوا اسنے اوسکی کمر زنجیر پکڑی اور اوسنے اسکی کمربند میں ہاتھ ڈالا سر ملا دیئے زور ہونے لگے کبھی دیو اشتقال دیو نفریت کو ریل لیجاتا ہے اور کبھی دیو نفریت دیو اشتقال کو پیچھے ہٹا دیتا ہے زور کشمکش کے ہو رہے ہیں پسینے کے تریڑے چل رہے ہیں یہ معلوم ہوتا ہے کہ دو فیل زبردست لڑ رہے ہیں تمام لشکر والوں کی نگاہیں اور جانیں لڑی ہوئی ہیں اسلیئے کہ ایکطرف بادشاہ لشکر دیوان اور دوسری جانب سپہ سالار ہے ہر لشکر کا اسی ایک ایک پہلوان پر مدار ہے جو زیر ہو گیا گویا تمام لشکر زیر ہو گیا بیان مختصر گذارش کیا جائے کہ لڑتے لڑتے شام ہو گئی اب برق بریق نے کہا کہ شب واسطے آسائش کے ہے اس وقت کشتی موقوف کی جائے کل صبح کو پھر دیکھا جائیگا دیو نفریت نے کہا کہ اے برق بریق جب یہہ ثابت ہو گیا کہ دن بھر کا دم ہم دونوں میں ہے اگر دن بھر لڑینگے اور شام کو علیحدہ ہو جائینگے تو زندگی میں اس کا فیصلہ نہ ہوگا اس سے بہتر یہہ ہے کہ جب فیصلہ ہو جائے اوس وقت علیحدہ ہوں دیو اشتقال نے بھی کہا کہ اے شاہ یہی مناسب معلوم ہوتا ہے رہنے دیجئے تماشا دیکھئے شام کو ایک ایک پوٹا گوشت کا اور ایک ایک مٹکا دودھ کا دونوں نے پیا اور پھر مصروف تلاش ہوئے تھوڑے عرصہ میں وہ قلیل رقیق غذا پسینہ ہو کر نکل گئی تمام رات یہی عالم رہا نہ کہیں دیو اشتقال کم پڑتا ہے نہ دیو نفریت اگر یہہ دس قدم ریل لے جاتا ہے تو وہ بھی دس قدم ریل لے جاتا ہے اگر یہہ اوسے پڑ لاتا ہے تو وہ نہیں دبتا اور وہ اسے

لے آتا ہے تو یہ نہین بچتا دونون مین قیامت کے زور ہو رہے ہین دونون طرف کے دیوزادین اپنے اپنے سردارون کی کر رہے ہین نگاہین اور جانین لڑی ہوئی ہین کر دیکھیے فیصلہ کیا ہوتا ہے ابھی تک تو دونون برابر ہین کسی کو کوئی نہین ہٹاتا جب علیحدہ ہو کر خم ہاتے ہین جنگل گونج اوٹھتا ہے کہان تک بیان کیا جائے کہ رات بھی اسی عالم کشمکش مین تمام ہوئی اب پھر صبح ہوئی اور دونون طرف سے قاعدہ کے موافق وہی ایک ایک خم دودھ کا جسمین قریب قریب نصف کے زہر ملی ہوئی تھی اور اک اک مُچّہ گوشت کا وہ انہون نے کہایا پیا کسل مین گئی ہوئی قوت بڑھ گئی خم مار کر پھر لپٹ پڑے اور اوسی صورت سے کشتی ہونے لگی جو پیچ **دیو اشقال** باندھتا ہے **دیو نفریت** اوسے رد کر دیتا ہے اور جو داؤن **نفریت** کرتا ہے اوس سے **دیو اشقال** بچتا ہے دونون جانین لڑائے ہوئے ہین پسینے کے تڑاتے بہ رہے ہین ہاتھ پھسل رہے ہین زمین سے مٹی لیکر ایک دوسرے کے جسم پر ملتا ہے کہ ہاتھ قائم ہون گرفت بن پڑے مگر پھسل تو یہ حالت ہے کہ معلوم ہوتا ہے جسم سے ہزارہا سوتین پانی کی جاری ہین ہر بن مو سر مو سے پسینہ بہ رہا ہے اسی عالم مین یہ دن بھی گذرا اور شام ہو گئی فیصلہ نہوا **دیو برق بریق** نے بہت چاہا تھا کہ دونون کو علیحدہ کر دے مگر پہلوانون نے منظور نہ کیا اسلیئے کہ تکلیف ہے تو دونون کیواسطے راحت ہے تو دونون کے لیئے ہے اگر یہ معلوم ہو کہ علیحدہ ہو جانے سے ہمارا زور بڑھ جائیگا اور دوسرے کی طاقت کم ہو جائیگی تو ایسا ہی کیا جائے جس وقت حالت مساوات ہے تو پھر کیا فائدہ ہے بہتر یہی ہے کہ فیصلہ ہو جائے تو الگ ہون دوسرے یہ کہ اس وقت تک دونون کو اپنی اپنی طاقت پر گھمنڈ ہے دم کسیکا نہین آیا ہے ہر ایک کو اپنے اپنے دم کا اندازہ ہے غرضکہ آج شام کو بھی کچھ دیر کو علیحدہ ہوئے جتنے عرصہ مین دل دودھ اور گوشت کہایا پیا بعد اوسکے پھر لڑنے لگے اور لڑتے لڑتے یہ رات بھی تمام کر دی اب تیسری صبح ہوئی دونون لشکرون کی جاگتے جاگتے آنکھین سرخ ہو گئی ہین ہر حدقۂ چشم اک کاسۂ پرخون معلوم ہوتا ہے دیو نیند کے مارے جھونکے لے رہے ہین اور **اشقال دیو** بھی مخمور ہو رہا ہے اودھر **دیو نفریت** بھی بہک بہک کر لہر ڈالتا ہے دونون لڑکھڑا رہے ہین لیکن اب نظر بازون کو اتنا فرق محسوس ہونے لگا کہ **دیو اشقال** کی حالت **نفریت** سے زیادہ خراب ہے کہ پاؤن ہی اسکے بہکے بہکے پڑتے ہین پیترا قائم نہین رہتا دم بھی آگیا ہے بھینسے کیطرح ہانپ رہا ہے اور **دیو نفریت** جہان بہک جاتا ہے فوراً سنبھل جاتا ہے اگر **دیو اشقال** **نفریت** کو تین قدم دوڑا لیجاتا ہے اور یہ سنبھلکر لنگر قائم کرکے سر سینے مین اڑا کر دباتا ہے تو **دیو اشقال** کو پانچ قدم ریل لیجاتا ہے شکیلائے آہن کلاہ نے بادشاہ سے کہا کہ آثار برے ہین ہم لوگ شرط ہارا چاہتے ہین **برق بریق** نے کہا جو مرضی خداوند ابلیس کی اودھر **دیو اشقال** نے کہا کہ اے **نفریت شاہ** واقع مین تو بڑا زبردست ہے مگر نے یہ زور آخری ہے اگر اسکو روک لیا تو گویا مجھکو زیر کرلیا سنبھل جا اور ہوشیار ہو جا یہ کہکر دونون بازو **نفریت** کے پکڑ لیے اور سر سینے سے ملا کر **یا خداوند ابلیس** کا نعرہ کرکے اب جو زور کرتا ہے واقع مین ایسا زور کیا کہ **نفریت** کو سنبھلنا دشوار ہو گیا اور سات قدم تک لہپاکتا ہوا چلا گیا بس یونہی جو آگے کو جھٹکا دیا ایک گھٹنا **دیو نفریت** کا

زمین سے آشنا ہوا لیکن پیر دوسرے گھٹنے کے بل سنبھل کر پھر کھڑا ہو گیا **برق بریق** پہلے تو یہ سمجھا تھا کہ **اشقال** نے **نفریت** کو زیر کر لیا اور **شکیلائے آہن کلاہ** سے کہا تھا کہ اب تو آثار فتح کے معلوم ہوتے ہیں **شکیلائے آہن کلاہ** نے جواب دیا کہ نہیں حضور جس بات کو آپ علامت فتح سمجھے ہیں وہی نشان شکست ہے **دیو اشقال** نے یہ برا کیا ہے اگر **نفریت** نے یہ زور روک لیا اور خود زور کیا تو دیکھ لیجیگا کہ **اشقال** میں سنبھلنے کی طاقت بھی نہ رہیگی اسنے اپنا پورا زور ختم کر دیا اگر سنبھل سنبھل کر لڑے جاتا تو ابھی پہر ڈیڑھ پہر تک لڑ سکتا تھا اتنے عرصہ میں شاید **نفریت** دل ہار دیتا تو کوئی صورت معاملہ کی پیدا ہوتی ادہر تو شکیلائے **آہن کلاہ** نے اپنی تقریر تمام کی اور ادہر زور **اشقال** کا ختم ہوا اور **نفریت** گھٹنا ٹیک کر سنبھلا آواز دی کہ اے **اشقال** یہ زور تیرا آخری تھا تو مینے تیرا زور روک لیا اور اب میں بھی زور آخری کرتا ہوں تو بھی روک اور ہوشیار ہو جا پھر نہ کہنا کہ ہوشیار نہ کیا تھا یہ نعرہ کر کے دونوں بازو **اشقال** کے پکڑے اور سر سینے سے ملا کر جو زور کیا اور ریل کو لیچلا تو **اشقال** کو سنبھلنا دشوار ہو گیا اور **دیو نفریت** اسکو نو قدم تک ریل کر لئے چلا گیا اور اب جو جھٹکا دیتا ہے تو دونوں گھٹنے زمین سے آشنا ہو گئے بس یونہی کمر زنجیر کے بند میں ہاتھ ڈالکر **یا خداوند ابلیس** کا نعرہ کر کے اب جو زور کرتا ہے سن سے اوٹھا لیا اور کہا کہ اے **دیو اشقال** کیا کہتا ہے اطاعت کے بارے میں اوسنے جواب دیا کہ تا زندہ ایم بندہ ایم بس **دیو نفریت** نے اسکو زمین پر چھوڑ دیا اسنے اوسی وقت سے حلقہ اطاعت کان میں ڈالا اب **دیو نفریت** نے **برق بریق** سے کہا کہ تم کیا کہتے ہو اوسنے جواب دیا کہ بیشک اقبال آپکا زبردست ہے اور شرط میں آپ سے ہارا آپ بادشاہ میں وزیر یہ کہکر **برق بریق** تخت پر سے اوتر پڑا اور تاج سر سے اوتار ڈالا **دیو نفریت** کو نذر دی **نفریت** نے خلعت وزارت **دیو برق بریق** کو عنایت کیا اور **دیو اشقال** کو سپہ سالاری کا عہدہ دیا اب بادشاہ دونوں لشکر کا ہوا اب دونوں لشکر ایک ہو گئے **دیوان نفریت** و **دیوان برق بریق** آپس میں بغلگیر ہوئے نقارہ شادمانی بجنے لگے یہ دن تو ایسا نہ تھا کہ کوئی تازہ انتظام کیا جاتا سب تھکے ہوئے تھے دوسرے روز **دیو نفریت** نے جشن قرار دیا اور صحبت عیش و نشاط گرم ہوئی جام شراب ناب گردش میں آیا ناچ پریوں کا ہونے لگا صدر میں مسند شاہی پر **دیو نفریت** بیٹھے ہے اور دہنے جانب **برق بریق** بائیں طرف **دیو اشقال** اسی طور سے دونوں طرف اور سرداران لشکر مثل شکیلائے **آہن کلاہ** و گلیزال و منیزال و دیو کرا و دیو تین تنا وغیرہ یہ سب دیو بیٹھے ہیں ناچ ہو رہا ہے جام چل رہا ہے اب جمعیت لشکر قریب پندرہ لاکھ کے ہو گئی ہے تمام صحرا دیوں سے مملو ہے کوئی چرند و پرند کوسوں تک باقی نہیں ہے سیکڑوں درخت لنڈے ہو گئے ہیں برگ و بار اونکے نوچ نوچ کر دیوں نے کھا لئے ہیں غرض کہ عین صحبت جشن میں دیو **اشقال** نے **دیو نفریت** سے پوچھا کہ آپکا یہ دست کس شخص کے ہاتھ سے زخمی ہوا **دیو نفریت** نے اک آہ سرد دل پر درد سے کھینچی اور کہا اے **دیو اشقال** تو نے اسوقت وہ بات پوچھی کہ غم تازہ کر دیا یہ صحبت عیش بہم معلوم ہونے لگی میں تجھسے کیا حال اپنا بیان کروں کیا تو لطف نہ لینا ہوگا

کہ اک آدمزاد پردۂ دنیا سے آیا تہا اوسنے تمام سرکشان **قاف** کو مارا دیو **سمندون ہزاردست** کہ جس سے تمام قاف تہراتا تہا دیوان سرکش اوسکے نام سے سر ہچا کر لیتے تہے اوس آدمزاد نے اسکو بہی مارا اور **آسمان پری** کو زندہ بنایا اوس شخص کا باپ **عفریت** نام کہ بادشاہ زبردست تہا وہ بہی اوسیکے ہاتہہ سے مارا گیا نام اوس آدمزاد کا **حمزہ** تہا دعوے صاحبقرانی کا رکہتا تہا دیو نقرہ بن **سمندون ہزاردست** کہ نہایت زبردست تہا وہ بہی اوسی شیر بیشۂ شجاعت کا شکار ہوا کہانتک تجہسے بیان کرون کہ کون کون سے دیو اوسنے زیر کیے اور قتل کیے کہ تمام پردۂ **قاف** اوسکے نام سے تہراتا تہا یہانتک کہ سنا ہے اب اوسنے گوشہ نشینی اختیار کی ہم لوگون کو موقع ملا کشہر **گلستان ارم** پر چڑہائی کی لیکن اوسکی دو زندہ دختر جو کہ **ملکہ آسمان پری** کے بطن سے ہین نہایت زبردست ہین گو بظاہر تو ایسے ہی ہین جیسے کہ آدمزاد ہوا کرتے ہین لیکن قوت اونکی دیوون سے زیادہ ہے انہون نے بہی صدہا دیوون کو مارا یہانتک کہ مجہسا زبردست بہی اوسی حمزہ کے نواسے کی ہاتہہ سے زخمی ہوا اوسنے شاخ میری توڑ ڈالی اگر بہاگ کر جان اپنی نہ بچاتا تو ضرور ہی اوسکے ہاتہہ سے مارا جاتا ہان اور بہن اوس لڑکے کی وہ بہی ایسی زبردست ہین کہ بہت سے دیوون کو مارا مگر اے **دیو اشقال** آجکل میدان خالی ہے سنا ہے کہ اوس لڑکے کو پنجہ او نہار لیگیا وہ تو مفقود الخبر ہے اور وہ عورتین دونون پردہ نشین ہو گئی ہین بیٹا **حمزہ** کا **صاحبقران اعظم** کہین سے زخمی ہو کر آیا ہے یہی موقع ہے چڑہائی کا فوج ہماری بیشمار دیو بہت زبردست ساتہہ ہین اسیبالی چلی ہے کہ ابکی مرتبہ فتح ہوگی اور مین چند نامے اور لکہتا ہون ابہی چند سردار زبردست روزگار او بہی ہین کہ جنکو اپنے زور بازو پر گہمنڈ ہے اور **حمزہ** و **اولاد حمزہ** کے دشمن ہین اور سرکشان **قاف** سے ہین نامہ پہنچتے ہی وہ بہی آکر شریک ہو جاوینگے بیس لاکہہ دیو وہانکا مجمع ہوگا ایک ہی روز مین **گلستان ارم** کو پامال کر دینگے **دیو اشقال** نے کہا کہ نہایت مناسب ہے لیکن مجہے حال آدمزاد کا سنکر یقین نہ آتا تہا کہ ایک نحیف الجثہ ضعیف البنیان جسکے نام سے ہنسی آتی ہے شاید وہ جادوگر ہوگا جو ایسے ایسے زبردستان روزگار کو اوسنے مارا **دیو نفریت** نے کہا نہین ہرگز نہین وہ سحر بہی جانتا تہا کہ ساحرون کا دشمن تہا اور ہزارہا ساحر اوسکے ہاتہہ سے مارے گئے غرضکہ بعد اوس گفتگو کے صحبت برخاست ہوئی رات تہوڑی باقی تہی سب سو رہے صبح کو پہر دربار **نفریت** نے آراستہ کیا اور نامے **رئیسان قاف** کے نام لکہکر روانہ کیے اور خود انتظار مین بیٹہا چہ ساعت نہ گذرے ہونگے کہ اک مرتبہ جانب بیابان سے تتق گرد و غبار بلند ہوا سب دیکہنے لگے کہ کون آتا ہے کہ ایک دامن گرد کا شگافتہ ہوا اور دل گرد سے دو لاکہہ دیو پیدا ہوئے اور ایک دیو بلند قامت دراز شاخ سیاہ رنگ جسم پر سرخ و سفید چیتے پڑے ہوئے تمام حربے مثل چقماق چپادر و ساریق و ساطور وغیرہ جسم پر آراستہ کیے ہوئے آکر پہنچا **دیو نفریت** سے بغلگیر ہوا **نفریت** نے **دیو اشفاق** و **برق یرلق** وغیرہ سے ملاقات کرائی اور کہا کہ یہی **دیو ابلق بن سمندون ہزاردست** ہین انہین بہی اپنے باپ کے خون کا قصاص مسلمانون سے لینا ہے **دیو ابلق** یہ جمعیت **دیو نفریت** کے ساتہہ دیکہکر بہت حیران ہوا اور دل مین کہا کہ بڑی شوکت اسنے پیدا کی ہے مسلمانو فیصلہ ہونے اوسکے بعد دیکہا جائیگا غرضکہ یہ بہی آکر شریک ہوا اور لشکر اسکا لشکر **نفریت** بن

عفریت میں شامل ہوا کر دوسری گرد اوڑی اور **نحیف بن خفیف** ایک لاکھ دیو کی جمعیت سے آکر پہنچا پھر گرد اوڑی اور دیو **سراب بن گراب** ایک لاکھ دیو کی جمعیت سے پہنچا ان سب کے لشکر بھی لشکر **نفریت** میں شامل ہوئے اور **نفریت** سے ملے **نفریت** نے دیو اشتقال وغیرہ سے ملایا اور ہر ایک کو اپنے ارادہ کا شریک بنایا جس وقت سب **سرداران قاف** جمع ہو گئے اور بیس لاکھ دیو کا لشکر تیار ہو گیا تو ان سب نے **گلستان ارم** کی طرف کوچ کیا

اب دیکھیے یہ کب پہنچتا ہے

لیکن اب پھر داستان گلستان ارم کی آغاز کی جاتی ہے

راویان اخبار و ناقلان آثار اسطرح روایت کرتے ہیں کہ بعد باطل ہونے عمل کے **عبدالرحمن جنّی** حصار کھینچکر بیٹھے ہیں کہ اب اگر **شدید جنی** کوئی عمل کرے تو اوس سے ساکنانِ **گلستان ارم** محفوظ رہیں بالفعل **شدید جنی** مصروف علاج ہے اسنے بادشاہ سے صرف اتنا کہلا بھیجا ہے کہ بالفعل **قلعہ بلوریہ** خالی ہے اور **آسمان پری** وہاں سے بھاگ کر **گلستان ارم** میں مقیم ہوئی ہیں آپ چند دیوون کو بھیجکر **قلعہ بلوریہ** پر قبضہ کر لیجیے **نیرنگ شاہ** نے دیو **سرماق** کو پانچ لاکھ دیو کا افسر کیا اور کہا کہ جا کر **قلعہ بلوریہ** پر قبضہ کر لے **دیو سرماق** چل چکا ہے یہ بھی ابھی راستے میں ہے دیکھیے کس وقت پہنچتا ہے لیکن یہ تمام خبریں **ملکہ آسمان پری** کو برابر پہنچ رہی ہیں کہ ایکطرف سے تو **دیو نفریت بن عفریت** پھر آتا ہے اوسنے بیس لاکھ دیو کی فوج بہم پہنچائی ہے اور ابھی بڑے بڑے زبردست دیو اوسکے ہمراہ ہیں اور ایک جانب سے **دیو سرماق** پانچ لاکھ دیوون سے **قلعہ بلوریہ** پر قبضہ کرنے کے واسطے آتا ہے اوس دیو کو **نیرنگ شاہ** نے بھیجا ہے یہ دیو بھی نہایت زبردست ہے **ملکہ آسمان پری** یہ سنکر نہایت پریشان ہوئیں اور **عبدالرحمن جنی** سے کہا کہ فراق **حمزہ صاحبقران** کا ہمارے حق میں ہر طرح برا ہوا کیا مصیبتیں پیش آرہی ہیں اور کوئی مددگار و معاون نظر نہیں آتا ذرا اپنے علم سے دریافت تو کیجیے کہ انجام ان پریشانیوں کا کیا ہوگا اور یہ بلائیں کسطرح دفع ہونگی اور کون ان دیووں پر فتحیاب ہوگا **صاحبقران اعظم** اسقدر زخمی ہے کہ جلدی اچھا ہونا اوسکا غیر ممکن ہے علاوہ اسکے ایک لڑکا کس کس سے لڑیگا ایک لڑکا **قریشیہ** کا تھا وہ بھی **طلسم نیرنگ قاف** میں پھنس گیا کوئی صورت مفر نظر نہیں آتی نہیں معلوم مصلحت پروردگار عالم کیا ہے **عبدالرحمن جنی** نے قرعہ پھینکا اور سولہوں شکلیں خیال میں کرکے احکام نکالنے شروع کیے بعد تھوڑے سکوت کے کہا کہ اے ملکہ ایک لڑکا پردہ دنیا پر پیدا ہوا ہے کہ وہ بھی اولاد امیر کبیر سے ہے نام اوسکا **سکندر رستم خو** ہے بالفعل ملک **آب پرستان** میں ہے دختر بادشاہ اوس پر عاشق ہے اور وہ اوس لڑکے پر فریفتہ ہے لہذا وہ اپنی معشوقہ سے ملنے کو جا رہا ہے اگر وہ آئے تو پھر مرحلے کرے **فرزند شیر** کو بھی وہی طلسم سے چھڑائیگا **نیرنگ قاف** اوسکے ہاتھ نام ہے ہر چند کہ ابھی دس بارہ برس کی عمر ہے مگر وارث نور صاحبقرانی کا ہے **طلسم نیرنگ** بھی وہی توڑیگا اگر آپ اوسے بلائیں اور وہ یہاں آئے تو سب مشکلیں حل ہو جائیں ہر چند کہ بچے ہے فرزند یعنے **صاحبقران اعظم** بھی زور و طاقت میں کسی سے پایہ کمی کا نہیں رکھتے ہیں مگر مصلحت خدا میں کیا چارہ ہے اس **طلسم** کا کفیل وہی ہے **ملکہ آسمان پری** نے کہا اے **عبدالرحمن** میرے سمجھ میں

صاحبقران اعظم ویسے صاحبقران ثانی علمشاہ عمرو بن حمزہ بدیع الزمان قاسم ایرج نوسالدہر بدیع الملک رستم ثانی کہانتک بیان کرون خدا رکہے یہ سب مجہے برابر ہین جسقدر اولاد حمزہ کی ہے خواہ میرے بطن سے ہو یا کسی اور عورت کے بطن سے ہو سب میری آنکہون کے تارے کلیجے کے ٹکڑے ہین اور یہہ کیا یعنے کہ یہہ چہوکرا اتنی سی جان ابہی سے عشق بازی کرنے لگا آوارگی پر کمر باندہی آخر اسکے مان باپ کون ہین اور کہان ہین یہہ اتنے سے سن مین یہانتک کیونکر پہنچا کیا کوئی بزرگ اسکے ساتہ نہین ہے عبد الرحمن جنی نے کہا کہ یہہ فرزند ہے شہریار عالیوقار کا پوتا ایرج نوجوان کا ہے جس وقت اسنے ہوش سنبہالا مان سے پوچہا کہ باپ ہمارے کہان ہین اوسنے رو رو کر بیان کیا کہ بیٹا وہ فقیر ہو کر نکل گئے بس اسنے بہی فقیری بانا لیا اور چل کہڑا ہوا آسمان پری کو اسکی حالت سنکر بہت افسوس ہوا اور سوچی کہ نہین معلوم یہہ بچہ کس حالت مین ہوگا اولاد حمزہ کا اک زمانہ دشمن ہے ایسا نہو کہ اس شادی مین کوئی فریب ہو پس دیو تندک سے کہا کہ ہر چند تو لائق اسکے ہے کہ اب تجہکو بغیر خدمت کے بسر اوقات کے لیئے کچہ دیا جایا کرے کیونکہ سن تیرا بہت ہوا اور بڑے بڑے کام تونے اسوقت تک کیئے مگر اے تندک اسوقت کا یہی موقع ہے کہ ان لڑکون کی خبر ملی ہے اور کوئی معاون نہین ہے لہذا تو بہت تیز پر ہے اب یہی نہ کوئی جوان نہ تو ضعیف جہانتک ہوسکے جلد جا اور اوس لڑکے کو لے آ اسنے عرض کی کہ بہت خوب مین ابہی جاتا ہون غلام وخلق ہونے کسواسطے ہین مین ابہی لاتا ہون یہہ کہکر اوسی وقت جانب ملک آب پرستان روانہ ہوا اسکو ہی راہ مین چہوڑا جاتی اور اسے لانے

چند کلمہ داستان جرأت نشان شیر بیشہ رستمی یعنے سکندر رستم خوی بن شہریار بیان کیئے جاتے ہین

یہہ داستان اس مقام پر چہوڑی تہی کہ یہہ فقیر بنے ہوئے ملک اکمایہ مین پہنچے بہمن آسمان شاہ نہایت فقیر دوست ہے یہانتک کہ اسکے یہان فقیرون سے پردہ ہی نہین ہے خاص اسکی دختر ملکہ مہ پارہ کا باغ اسکے رہنے کو ملا ہے یہہ اوسی باغ مین بیٹہے ہوئے عبادت خدا کیا کرتے ہین اک نو عشق نہی ہوئی ہے کتہا اتنے مین ہے لوگون کو انکی صورت دیکہکر خیال ہوتا ہے کہ چہرے سے تو اس لڑکے کے شان شاہی وشہریاری پیدا ہے لیکن بانا فقیر کا اختیار کیئے ہوئے ہے یہہ حسن اسکا اور یہہ فقیری صورت ہے کہ قدرت خدا کی ہے یہہ معلوم ہوتا ہے کہ اک آفتاب زمین پر اوتر آیا ہے خدا جانے یہہ گل کس چمن کا ستارہ کس آسمان شرافت کا ہے بادشاہ کو اس سے دلی محبت ہوگئی ہے اگر حسب ونسب اسکا معلوم ہو جاتا اور یہہ ظاہر ہو جاتا کہ یہہ کس خاندان سے ہے تو مین شادی اپنی دختر کی اسکے ساتہ کر دیتا ہر چند کہ اوسکی شرافت وریاست اوسکے چہرے سے ظاہر ہے مگر جبتک خاندان معلوم ہو جائے اوسوقت تک شادی کرنا اچہا نہین اسلیئے کہ باعث بدنامی کا ہوگا اور لوگ طعنہ زن ہونگے کہ داماد بادشاہ فقیر ہے مگر جب خاندان صاف ہو جائیگا تو کسیکو شک نرہیگا اسکو تو یہہ فکر ہے اودہر ملکہ مہ پارہ کا سن اسکا ابہی تو دس برس سے زیادہ نہین ہے مگر بسبب قوت کے جوان سمجہی جاتی ہے اوس زمانہ مین اس سن کی لڑکی رسیدہ کہلاتی تہی اور شادی کے قابل سمجہی جاتی تہی اگر یہہ شاہزادی باغ مین آتی ہے سکندر کی باتین کیا کرتی ہے اور کبہی پوچہتی ہے کہ آخر تمنے یہہ جوگ کیون لیا ہے کیا کسی کے عشق مین اوسی ڈہونڈنے نکلے ہو

یقین تو ہے کہ وہ ہمسے اچھی ہوگی جب تو تمہاری یہہ صورت ہوئی ہے کہ اپنی سلطنت چھوڑی فقیری اختیار کی آخر وہ انسان ہے یا حور ہے کون ہے **سکندر رستم خو** اسکی باتونپر کبھی ہنستا ہے کبھی اک آہ سرد دل پر درد سے کھینچکر کہتا ہے کہ اے ملکہ کیا کہتی ہو عشق کیسا اور شوق کیسی سلطنت کسکا نام ہے مجھے کبھی کوئی لڑکی ایسی اچھی نہیں معلوم ہوئی جیسی تم مجھے بھلی معلوم ہوتی ہو مگر میں تو فقیر ہوں دنیادار نہیں ہوں اگر اچھی ہو اپنے لئے بری ہو تو اپنے واسطے مجھے تم سے بجز اسکے کیا مطلب ہے یک نظر ہے خوش گذرے تمنے مہمان نوازی کی ہم بھی یہہ سوچے کہ چند دن یہی سہی اور سلطنت جسکے پاس ہوتی وہ فقیری کیوں اختیار کرتا میں تو خاندانی فقیر ہوں باپ میرا جب سے فقیر ہوکر نکل گیا اوسی کی تلاش میں نکلا ہوں دادا بھی فقیر تہا ملکہ نے کہا کہ تم لاکھ چہپاؤ تو کیا ہوتا ہے یہہ تو ظاہر ہوچکا کہ تم رئیس خاندان ہو چہرہ تمہارا تمہاری شرافت و ریاست ظاہر کر رہا ہے خیر کبھی ظاہر ہی ہوجائیگا کوئی نہ کوئی تمہارا ڈہونڈہنے والا جبوز اس ملک میں نکل آئیگا اوسی روز حال تمہارا کہل جائیگا اچھا یہہ تو بتادو کہ دین و آئین تمہارا کیا ہے ہم لوگ تو خداوند آفتاب کو مانتے ہیں دیکہو وہ کیسا خداوند ہے کہ کوئی شئے بغیر اوسکے زندہ نہیں رہ سکتی اگر وہ کنارہ کشی کرے تو درخت خشک ہوجائیں باغونپر خزاں آجائے انسان و حیوان سوکہہ سوکہہ کر مرجائیں تمام عالم کی سرسبزی و شادابی اوسیکے افضال پر موقوف ہے **سکندر رستم خو** نے فرمایا کہ اے ملکہ اب تمنے وہ بات نکالی جو باعث فساد ہے ہر شخص اپنے مذہب کو حق جانتا ہے اور اوسکی اچھائی بیان کرتا ہے مگر جو انصاف سے دیکہو تو حق و باطل کا فرق معلوم ہوجاتا ہے اور اگر بات کی پچ کرو اور ناانصافی پر کمر باندہو تو قلب سیاہ ہوجاتا ہے اور نور ایمان اوس سے دور بہاگتا ہے اے ملکہ اصل یہہ ہے کہ یہہ سب مخلوق خدا ہیں پانی ہو یا آگ ہوا ہو یا خاک انہیں چاروں عنصر سے خداوند کریم نے تمام عالم کو سنوارا ہے اور انہیں کی ترکیب سے ہر دشت و در کو مرکب کیا ہے اے ملکہ خدا وہ ہے جو سب سے افضل و بہتر ہو وہ ہر شے پر قادر ہو اور کوئی اوسپر قادر نہو دیکہو پانی ایسی چیز ہے جس سے ہر نجاست کو دور کرتے ہیں اگر تہوڑا سا پانی لیکر زیادہ آگ میں ڈالدو تو آگ پانی کو جلا دیگی اور اگر زیادہ پانی تہوڑی سی آگ پر ڈالدو تو پانی آگ کو بجہا دیگا جب ان دونوں کا غلبہ زیادتی پر موقوف رہا تو انکو خدا ماننا بالکل عقل کے خلاف ہے **خدا** وہ ہے جسنے زمین و آسمان دشت و در کوہ و صحرا شجر و حجر مکین و مکان وحش و طیر چرند و پرند جن و انسان سبکو خلق کیا ہے وہ **لاشریک** ہے نہ کوئی اوسکا شریک ہے نہ وہ جسم رکہتا ہے نہ جان ہر جسم و جان کو اوسنے پیدا کیا ہے کوئی اوسکو دیکھ نہیں سکتا وہ کسی مقام پر نہیں اور ہر جگہہ موجود ہے یہہ کلمات اسطرح **سکندر رستم خو** نے بیان کیے کہ ملکہ ماہ پارہ کے دل سے زنگ کفر دور ہوگیا اور نور ایمان نے آئینہ دل کو جلا بخشی عرض کی کہ جو آپکا مذہب ہے جس آئے وہ کیجئے سکندر نے **کلمہ** تعلیم کیا ملکہ از سر صدق مسلمان ہوئی دلمیں اکثر دعا کیا کرتی ہے کہ اے رب پاک ذات میں تو مسلمہ ہوں صدقہ اپنے نبی برحق کا اس شہزادے کے خاندان عالیشان کا ہی نقش تا کہ شادی میری اوسکے ساتھ ہوجاوے مجہے دوزخ سے بچا راستہ بہشت کا بتا میں چاہتی ہوں کہ ایسے ہی شخص سے قسمت میری وابستہ ہو اور ہر بادشاہ کو بہی فکر ہے کس طرح اسکے خاندان کا حال دریافت کرکے ذکر حسب

اتفاق سے سکندر رستم خو پاس بادشاہ یعنے ملک آسمان فیل زور کے بیٹھا ہوا ہے اور بادشاہ حال سکندر کا پوچھ رہا ہے سکندر بادشاہ سے بہانے کر رہا ہے کہ یکایک سامنے سے اک برات پیدا ہوئی دیکھا کہ تمام براتی روتے پیٹتے چلے آتے ہیں کوتوال شہر ساتھ ساتھ ہے آسمان شاہ نے کوتوال سے پوچھا کہ یہ کیا معاملہ ہے کوتوال نے عرض کیا کہ جہان پناہ وہ جو ایک آدمی روز خوراک دیو کے واسطے بھیجا جاتا ہے اوسکا طریقہ یہ رکھا گیا ہے کہ قرعہ پھینک کر نام نکالتے ہیں آج اس دولہا کا نام نکلا ہے جو دولہن کو بیاہنے جانیکو تھا اور برات تیار تھی عزیز اوسکے اور سسرال والے سب رو رہے ہیں بادشاہ نے کہا کہ اتنا ہو سکتا ہے کہ اگر اس دولہا کے عوض کوئی اور عزیز اوسکا جان دینا گوارا کرے تو اسکو چھوڑ دو اوسکو بھیجدو یہ کلمہ سنکر یا تو سب رو رہے تھے اور خود کہہ رہے تھے کہ اسکے بدلے ہمیں بھیجدو مگر اسے چھوڑدو یا سب ساکت ہوگئے بلکہ ماں باپ تک ٹل گئے جان بری شئے ہوتی ہے اپنے پاؤں سے موت کے موہنہ میں کسی سے نہیں جایا جاتا ہے آخر کار یہی امر طے پایا کہ اسکو دیو کے حوالے کردو یہ تماشا دیکھکر سکندر رستم خو نے کہا کہ اے بادشاہ یہ کیا معاملہ ہے وہ دیو کون سا ہے جسکی خوراک تمہارے یہاں سے معین ہے اور یہ کیا ظلم ہے کہ بندگان خدا زندہ پکڑ کر اوسکو بھیجے جاتے ہیں کچھ تدارک اوس دیو کے دفع کرنیکا نہیں کیا جاتا آسمان شاہ نے کہا کہ شاہ صاحب اگرچہ تم مرد فقیر ہو مگر ابھی بچے ہو دیو کا تدارک انسان اور کیا کر سکتا ہے اب تو مدت سے یہ بلا اس شہر پر نازل ہے دیکھیے کب دفع ہوتی ہے آسمان شاہ نے کچھ ایسا مجمل بیان کیا کہ سکندر کی سمجھ میں نہ آیا اسنے اتنا تو کہا کہ میں اپنے سامنے اسے بچا لے دونگا اور خود جاکر دیو سے لڑونگا اسکے ولولوں پر اہل دربار ہنسنے لگے اور آسمان شاہ نے کوتوال سے اشارہ کیا کہ تم دیر نکرو اور دولہا کو لیکر دیو کیطرف روانہ ہو ایسا نہو کہ دیر ہونے سے دیو یہیں آجائے اور ایک کے بدلے بہت سی جانیں جائیں کوتوال تو اوسے لیکر روانہ ہوا یہاں سکندر جلدی سے اوٹھکر ملکہ کے باغ میں آیا اوسوقت ملکہ یاد میں اس فقیر گرد کے ٹہلتی پھرتی تھی ہمجولیاں اسکے ساتھ تھیں یکایک سکندر پہنچا اور کہا ملکہ اک بات تمسے پوچھتے ہیں تمہیں ہمارے سر کی قسم سچ سچ بتا دینا تامل نکرنا ملکہ گھبرا گئی پوچھا کہ وہ کونسی بات ہے سکندر نے کہا کہ وہ دیو کہاں رہتا ہے اور تمام واقعہ برات کے آنیکا بیان کیا ملکہ نے کہا کہ ہاں وہ دیو مجھپر عاشق ہے اور باپ سے میرے مجھے طلب کرتا ہے اوسنے ابھی یہ کہکر ٹال دیا ہے کہ ملکہ کا سن کم ہے جب جوان ہوگی تو تمہاری حوالے کردینگے جب وہ اسی شہر کے قریب ایک صحرا میں رہتا ہے اور ایک آدمی روز اوسکی خوراک کے واسطے یہاں سے بھیجا جاتا ہے بس یہ سننا تھا کہ زمانہ آنکھوں کے نیچے تیرہ و تار ہوگیا اور کہا کہ تمنے مجھسے پہلے سے نہ بیان کیا کہ اوس فاسق کو سزا دیتا اور تمہارے ملک کو اس بلا سے نجات دیتا بس ابھی میں جاتا ہوں اور بغیر دیو کے مارے مجھے قرار نہیں ہے یہ کہکر دروازہ باغ کیطرف متوجہ ہوا ملکہ نے کہا کہ شاہ صاحب سنو تو سہی شاہ صاحب کسکی سنتے ہیں غصہ سے چہرہ سرخ ہے رگوں میں خون شجاعت کو جوش ہے ملکہ کہتی جاتی ہے کہ خبردار وہاں نجانا دیو سے لڑنے جاتے ہو کچھ دیوانے ہو یا سڑی ہو شاید تمنے دیو کو کبھی دیکھا نہیں ہے وہ آدمی کو کھا لیتا ہے یہ پہلے کر نہیں دیکھتے اور

جلدی جلدی قدم بڑھائے چلے جاتے ہین ملکہ دوڑی کہ دامن پکڑ لون آپ بھاگ کر دروازے کے باہر نکل گئے بہت دل مین پچھتاتی ہے کہ مینے کیون اسے پتا دیو کا بتلایا مگر کیا جانتی تھی کہ یہہ چلا جائیگا افسوس کہ دیو اسکو کھا لیگا ہائے مفت جان جائیگی باغ میرا سونا ہوگیا یہہ تو روتی رہگئی اور سکندر دوڑتا ہوا چلا کہ کسیطرح کوتوال سے پیشتر پہونچ جاؤن دولہا لقمۂ دیو نہونے پائے لوگون نے شہر کے دیکھا کہ آج شاہ صاحب صحرا کی طرف دوڑے چلے جاتے ہین خیال کیا کہ کسی جوگی یتی کی تلاش ہوگی لیکن جب شہر سے نکلکر صحرا مین پہنچے اور نگہبانون نے دیکھا جو بادشاہ کی طرف سے معین تھے تو پکار کر کہا اے فقیر اودہر نہ جانا مسکن دیو ہرچنگال کا ہے ادہر بلکہ دور سے وہان دیو ہو جائیگا آپ ایک کی نہین سنتے بلکہ جواب دیتے ہین کہ ہم دیوکش ہین دیو ہمارا کیا کر سکتا ہے یہانتک کہ قریب دیو کے پہنچ گئے دیکھا کوتوال شہر اوس نوشاہ کو دیو کے سپرد کر کے ہنستا ہے اور دیو نوشاہ کو لقمہ کیا چاہتا ہے گوشت تمام جسم کا ٹٹول رہا ہے اور خوش ہو رہا ہے کہ آج لقمۂ چرب ہاتھ آیا بس جیسے ہی یہہ معرکہ سکندر نے دیکھا آواز دی کہ او دیو خبردار ہوشیار ہو جا کہ ملک الموت تیری جان کا آگیا خبردار اس دولہا کو نہ کہنا دیو نے جو پلٹ کر دیکھا نہایت خوش ہوا اور ناچنے لگا کہ شکر ہے خداوند ابلیس کا کہ اونہون نے ایک لقمہ اور بھیجدیا آج دونون داڑھین گرم ہو جائینگی کہا اچھا او آدمزاد معلوم ہوتا ہے کہ تجھے خداوند نے میرے لیئے بھیجا ہے کہ اسکو کہالون تو تجھے بھی کہا لون تیرا گوشت اس سے زیادہ مزے کا ہوگا کوتوال نے جو دیکھا کہ یہہ وہی لڑکا فقیر کا ہے جسکو بادشاہ بہت دوست رکھتا ہے ادہر تو سکندر سے کہا کہ آپ نے یہہ کیا غضب کیا کہ یہان چلے آئے اور اودہر دیو کو آواز دی کہ اسے آپ نہ کھائیے گا مین اسکے عوض مین دو آدمی اور دونگا دیو نے کہا وہ اس مزے کے نہونگے یہہ کہکر ایک ہاتھ سکندر کیطرف بڑھایا اور دوسرے ہاتھ سے اوس نوشاہ کو اوٹھا کر چاہتا تھا کہ موہنہ مین ڈال لے بس سکندر نے اک پتھر دو سو من کا اوٹھا کر جو ہاتھ پر دیو کے مارا وہ آدمی ہاتھ سے دیو کے چھوٹ پڑا اور کلائی مین چوٹ لگی بس دیو کو غصہ آیا اور کہا کہ تو بڑا شریر معلوم ہوتا ہے آ پہلے تجھی کو کہا لون پھر اوسے کہاؤنگا یہہ کہکر دہن اپنا مثل قبر بلا کے کہولکر لپکا اور چاہا کہ سکندر کو نگل لون سکندر نے جست کر کے شاخ اسکی پکڑی اور لٹک گئے دیکھنے والونکو افسوس ہو رہا تھا کہ مفت اپنے پاؤن سے یہہ دیو کے موہنہ مین گیا اب نہین بچ سکتا لیکن سکندر نے جو شاخ پکڑ کر لنگر مارا تو سر دیو کا نیچا ہو گیا اور پاؤن سکندر کے زمین سے لگے دیو نے ہاتھ کمر مین ڈالدیا اور چاہا اوٹھا کر کہا لون کہ سکندر نے ایک ایسا پیچ کیا کہ دیو چت ہو کر زمین پر آ رہا بس چھاتی پر چڑھ کر وہ سر اوسکا جو مثل گنبد کے تھا دھڑ سے کھینچکر پھینک دیا لاش اسکی پھڑکنے لگی کوتوال نے تعریفین کین اور [illegible] ہاتھ چومے کہ آپ کوئی اوتار معلوم ہوتے ہین اودہر وہ نوشاہ جو پنجۂ اجل سے چھوٹا تھا سکندر کے قدمون پر گر پڑا کہ آپ نے میری جان بچائی ورنہ ہم تو لقمۂ دہان اجل ہو چکے تھے اب مجھے اپنی غلامی مین قبول فرمائیے یہہ وقت سخت ایسا تھا کہ باپ مان سب نے ساتھ چھوڑ دیا مگر آپ ایسے خدا [illegible] ہے کہ میرے واسطے اپنی جان پر کھیل گئے آپ سے بڑھکر میرے واسطے دنیا مین نہ مان ہے نہ باپ مین اس قدم سے علیحدہ نہونگا

مجھے بہی چیلا بنائیے اور اپنے ساتھ رکھیے اودہر شاہ صاحب کے چلے جانیکے بعد ملکہ ماہ پارہ نے آکر اپنے باپ سے اطلاع کی تھی یہہ بہی چند زندانی اور کچھ فوج اپنے ہمراہ لیکر چلا تہا کہ اگر یہہ دیو پہنچگیے ہونگے تو ان زندانیون کو دیکر شاہ صاحب کو دیو سے لے لونگا یہہ اوسوقت پہنچا کہ شاہ صاحب دیو کو مار چکے ہے بس یہہ دیکہنا تہا کہ آسمان شاہ قدمونپر گر پڑا اور ہاتھ چومے اور کہا کہ یہہ کمال اس سن مین اور زر نثار کرتا ہوا ہمراہ اپنے لیکر چلا تمام ملک مین غل ہوگیا ہر جگہ چرچا تہا کہ وہ شاہ صاحب جو کمسن سے بادشاہ کے یہان آئے ہین بڑے صاحب کمال ہین کہ دیو کو مارا اب ہم سبکو امان ملی روز کے خدشہ سے نجات پائی خداوند آپ انکا سایہ ہمیشہ اس ملک پر رکہے یہہ تو عجب دولت لازوال بادشاہ کے ہاتھ آئی کوئی تو کہتا ہے کہ ہم بہی انکی مریدی اختیار کرینگے اور کوئی کہتا ہے کہ اونکے چیلے ہونیکے قابل بہی ہم نہین ہین لیکن سکندر نے دیو کو مار کر جو نعرہ کیا تہا وہ فقط کوتوال شہر اور آسمان شاہ نے سنا تہا کہ یہہ بہی قریب پہنچ چکا تہا ان دونون پہ واضح ہوگیا ہے کہ یہہ مذہب اسلام رکہتے ہین اور پردے ہین صاحبقران کے خاندان اعلیٰ سے ہین بادشاہ و کوتوال دونون کی نہایت معقول پسند ہین اوسوقت سے انکو بہی توجہہ مذہب اسلام کیجانب ہوگئی ہے اور بادشاہ اس خوشی مین انکو ساتھ لیئے چلا آتا ہے کہ اب تو انکے خاندان کا حال بہی معلوم ہوگیا اور دیو بہی مارا گیا جس سے زیادہ تر خطرہ تہا اب ملکہ ماہ پارہ کی شادی انکے ساتھ کر دینا چاہیے اور فقیری لباس انکا دور کرا دینا چاہیئے یہہ سب کے سب خوش و مسرور لیئے ہوئے شاہ صاحب کو چلے آتے ہین کہ یکایک سر پر آگ شعلہ سا چمکا اور اوس شعلہ سے ایک پنجہ پیدا ہوا کہ لپک کر گرا اور سکندر رستم خو کو اوٹہا کر ایک جانب روانہ ہوا اور آواز پیدا ہوئی کہ مین عقرب جادو معشوقہ دیو ہر چنگال عقب کیا تہا اس طفل نے کہ جلنے والے کو میرے مار ڈالا تہا اور صاف نکلا جاتا تہا کہ اب مین اسکو لیئے جاتی ہون تا قیامت اس سے ملاقات نہوگی کچھ دور تک تو معلوم ہوا کہ پنجہ سکندر کو لیئے جاتا ہے لیکن جب زیادہ دور ہوگیا تو پنجہ اور سکندر دونون نظرون سے غائب ہوگئے آسمان شاہ ہکا بکا رہگیا اور تمام شہر کو افسوس ہوا لیکن ملکہ ماہ پارہ پہلے تو قتل دیو کی خبر سنکر نہایت خوش ہوئی تہی دروازہ باغ تک گہڑی گہڑی بیتابانہ دوڑ کر جاتی تہی کہ شاہ صاحب آتے ہونگے دوسری خبر یہہ جو سنی کہ شاہ صاحب کو راہ سے پنجہ اوٹہا لیگیا نہایت صدمہ ہوا اور رونے لگی مثل تصویر کے سکتے کا عالم ہوگیا کہ تقدیر کی گردش نے پہر کیا سامان دکہایا اب ان سب کو تو اسی حالت رنج و اندوہ مین چہوڑا جاتا ہے

اب چند کلمہ حضر بلقیس بن شاہور بن عمرو الدارز لکہے جاتی ہین

کہ سن اسکا بہی دس گیارہ برس کا تہا سکندر کے ساتھ کہیلا کرتا تہا جسوقت اسکو یہہ معلوم ہوا کہ آقا میرے جوگ اختیار کیا اور فقیر ہوکر نکل گیا بہت رویا اور اوسکے بعد آپ بہی اکتارہ ہاتھ مین لیکر اک جوگڑے کے لباس مین برائے تلاش سکندر روانہ ہوا دیکہیے اس سے کہان ملاقات ہوتی ہے

اب کچھ حال اوس پنجہ کا سنیے جو سکندر کو اوٹہا لیگیا تہا

راہ مین متوجہ ہوا سے سکندر بیہوش ہوگیا تہا جسوقت عقرب جادو قریب اپنے مسکن کے پہنچی بالائے ہوا اسی سر کوہ پر اوتری سکندر کو زمین پر ڈالدیا اور کباب لگانیکے سامان لیئے کچھ تخمین اوسکی کچھ کو کچھ

تہوڑا سا نمک مرچ ایک چہری اس مردار خوار نے نکالی اور چاہا کہ اسے ذبح کرون لیکن نظر جمال
جہان افروز پر پڑی ہزار جان سے قربان ہو گئی پنکہا جہلنے لگی پانی چہڑک کر ہوشیار کیا جسوقت
آنکہ سکندر کی کہلی دیکہا کہ اک پہاڑ پر بیٹہا ہون اور اک بلا سامنے بیٹہی ہوئی ہے کسطرح کہ سر جیسا
موہنہ پہاڑ سیاہ رنگ دو بڑے بڑے دانت نکلے ہوئے بال سر مین سب سفید فرمایا تو کون ہے
اور کیون مجہے اوٹہا لائی ہے اسنے کہا اے جان جہان و آرام دل مشتاقان مین ہون عقرب
جادو جس دیو کو تو نے مارا وہ مجہپر عاشق تہا اور مجہے اوس سے انتہا کی محبت تہی جسوقت
تو نے اوسکو مارا تو مجہے صدمہ ہوا اور مینے چاہا کہ تجہسے خون برخنگال کا قصاص لون مگر تیری
صورت مجہے ایسی بہلی معلوم ہوئی کہ مینے ارادہ اپنا فسخ کر دیا اب تمکو بجائے برخنگال تصور
کرونگی اور کام دل اپنا نکالونگی آ میرا دل خوش کر دے یہہ کہکر اوسی چٹان پر تہپکے لپٹ گئی
بس یہہ دیکہنا تہا کہ سکندر نے کہا او حرامزادی اپنی صورت تو دیکہہ یہہ سن تیرا اور یہہ حرکت
دور ہو میرے سامنے سے ورنہ ابہی مار ڈالونگا عقرب جادو تو یہہ سمجہی تہی کہ مجہسی معشوقہ کے
ملتی ہے یہہ بخوشی منظور کریگا جب یہہ جواب سخت سنا برہم ہو گئی اور کہا کہ معلوم ہوتا ہے کہ تو
نہین مانیگا جب سزا پائیگا تو یہہ غرور جائیگا دیکہہ تو ہاتہہ پاؤن تیرے قابو مین ہین یا نہین سکندر
نے دیکہا تو دست و پا بیحس ہو رہے ہین سکندر نے قصد کیا تہا کہ اوٹہکر اسکی ٹانگین چیر کر پہینک
دون مگر جب ہلنے کو بیبس پایا مجبور ہوئے کہا کہ او قحبہ مین تیرے کام کا نہین ہون مجہے قتل
کر ڈال اسنے کہا سو نہ تجہے دہوپ مین سکہاؤن اور اوس مین بہگوؤنگی اور اگر کام دل میرا پورا
کر دیگا تو جو کہیگا وہی کرونگی فرمایا یہہ نہین ہوتا ہے غرضکہ اسی طرح ایک رات اور ایکدن گذرا پہر جب
عقرب جادو نے منتین بہی کین ڈرایا دہمکایا بہی مگر سکندر نے نہ مانا آخرکار یہہ دیکہلی اور
علیحدہ جا کر چلا چلا کے دعا مانگنے لگی کہ یا خداوند سامری آپنے میری ایسی بری تقدیر بنا دی
کہ دیو برخنگال کو بہی مجہسے لیا کہ اوس سے خوب مقصد دل میرا پورا ہوتا تہا اب اس آدمزاد
سے اپنا مطلب نکالنا چاہتی ہون تو یہہ بہی مجہسے بے اعتنائی کرتا ہے یا خداوند اسکے دلمین
میری محبت ڈالدیجئے اس طرح یہہ دعا کر رہی تہی کہ اک آواز دشت کوہ کی جانب سے پیدا ہوئی
کہ گہبراؤ ہم آ گئے اب مقصد تیرا پورا ہو جائیگا اسنے پلٹکر دیکہا تو اک جوگی کچہ خوبصورت گورا گورا اکتارا
ہاتہہ مین لئے چلا آتا ہے اور کہتا ہے کہ مجہے خداوند سامری نے بہیجا ہے کہ جا کر اوس آدمزاد
کے دلمین محبت عقرب جادو کی ڈالدے اور تو بہی مطلب دل اوسکا پورا کر یہہ دعا
کر رہی تہی اسے یقین ہو گیا کہ یہہ فرستادہ سامری ہے جوگی نے پوچہا کہ وہ آدمزاد کہان ہے
اسنے کہا وہ سامنے بیٹہا ہوا ہے جوگی نے جو دور سے دیکہا کچہ بکتا ہوا قریب آیا اور کہا
کیون نہین مطلب دل عقرب جادو کا پورا کرتے ہو دیکہو مجہے خداوند
سامری نے تمہاری فہمائش کے واسطے بہیجا ہے اگر نہ مانوگے تو برا ہوگا خداوند
ناراض ہو جائینگے دین و دنیا مین کہین کا نہ رہیگا یہہ سنکر سکندر نے کہا کیا
جہک مارتا ہے تجہپر اور تیرے خداوند دونون پر ہزار ہزار لعنت ہے
ادہر یہہ لکاتہ یعنی عقرب جادو قریب آئی جوگی کے پاؤن چومے اور
کہا کہ تم فرستادہ خداوند ہو تمہارے قدم کی برکت سے یہہ کام سرانجام پا جائیگا جوگی نے کہا بہت

جی

نجس اپنا میرے منہ لگا کیونکہ تو دنیادار ہے اور میں فرشتہ قدرت ہوں ایسا نہو کہ مجھپر عذاب نازل ہو اور یہیں رہجاؤں خدمت خداوند سے خارج کردیا جاؤں تو کہیں علیحدہ پوشیدہ ہو جا تاکہ میں اسکو راضی کروں اور سحر اپنا اسپر سے اوتار لے عقرب جادو نے جلدی سے ہاتھ کو سر سکندر پر تین بار گردش دیکر دست دیا میں انکے حرکت محسوس ہوئی اور ہاتھ پاؤں انکے کھل گئے اور عقرب جادو علیحدہ چلی گئی اب سکندر نے پہچانا کہ یہ بلقیس عیار میرا ہے اور بلقیس نے سکندر کو پہچانا ہر ایک نے اپنی سرگذشت بیان کی اور گلے ملے بلقیس نے کہا کہ میں دربدر کی ہو کر یہیں کہتا ہوا آپکی تلاش میں یہانتک پہنچا اسکو دعا کرتے سنا مگر لبیں اسکی باتونکا جواب دیتا کیا مگر مقدر نے راہبری کی اور آپ سے ملایا اب اسکے قید میں بیٹھی رہو گے یا رہائی کی صورت کروگے سکندر نے کہا میں کیا کروں بلقیس نے جواب دیا کہ وصل پر کیوں نہیں راضی ہو جاتے ہو بیجا ہی کیا ہے اہی کوئی ساٹھ ہے تین سو برس کی عمر اوسکی ہوگی زیادہ تو نہیں معلوم ہوتی یہاں اپنا کام نکالیے جسطرح ہو سکے سکندر نے کہا بیہودہ نہ بک تمسخر کا یہ کونسا موقع ہے کوئی تدبیر رہائی بتلا بلقیس نے کہا کہ رہائی تو بغیر اسکے ناممکن ہے سکندر نے کہا اگر یہی صورت رہائی کی ہے تو قید اس سے بہتر بلکہ موت اس سے اچھی ہے نہ ہمارے بزرگوں نے کبھی ایسا کیا نہ ہم کرینگے سکندر نے کہا یہ میں کب کہتا ہوں کہ تم اوس سے وصل ہی کرو زبانی اقرار کرلو اور موقع پاکر گلا گھونٹ کے مار ڈالو سکندر نے کہا ہاں یہ ہو سکتا ہے کہہ اب میں ہٹا جاتا ہوں دیکھو غصہ میں کام خراب کرنا ذرا میٹھی میٹھی باتیں کرنا جس سے وہ خوش ہو یہ کہکر عقرب جادو کو بلایا اور کہا کہ یہ راضی کردیا مبارک ہو اوسنے کہا کہ نکاح بھی میرا پڑھتے جائیے ایسا نہو کہ پھر مجھے چھوڑکر چلا جائے جوگی نے کہا اچھا بیٹھو اور سکندر سے کہا کہ راضی ہو نکاح تمہارا پڑھتا ہوں سکندر کو شرم بھی آتی ہے غصہ بھی مگر کیا کرے موقع ہی ایسا ہے کہا کہ ہاں مجھے بھی منظور ہے کہ نکاح میرا اسکے ساتھ ہوجائے کہ اگر لڑکا پیدا ہو تو حرامی ہو عقرب جادو کی باچھیں خوشی کے مارے کھلی جاتی ہیں اور نیلی چادر کا گھونگھٹ نکالکر بیٹھی ہے کہ جوگی نے کہا کہ بڑا نام خداوند سامری کا جس نے چوہے لگا کر بچے جنائے نکاح ہاتھی کا ہتنی کیساتھ اور نکاح بھینسے کا بھینس کے ساتھ نکاح بھیا کا کویل کے ساتھ اور نکاح تمہارا ا۲ بلا کے ساتھ مبارک مبارک اس تک بندی پر بلقیس کے سکندر کے پیٹ میں گدگدی ہوئی اور بے اختیار یہ ہنسنے لگے جوگی نے کہا بہت خوش ہوئے یہہ انکار سب دیکھنے ہی بھر کا تھا عقرب جادو سکندر کو ہنستے دیکھکر یہ سمجھی کہ شادی کے نام سے یہہ خوش ہوا ہے جوگی تو ہنکر علیحدہ ہو رہا اور سکندر نے ہاتھ عقرب جادو کا پکڑ کر لٹا لیا کبھی گلا اسکا ٹٹولتے ہیں کبھی کان پکڑتے ہیں یہ لگاتہ سمجھی کہ کوئی طرز لطف ساز کا ہوگا لیکن سکندر نے جب اسے بالکل غافل دیکھا بس دونوں ہاتھ گردن پر رکھکر اس زور سے دبایا کہ آنکھیں عقرب جادو کی نکل پڑیں اور روح نجس شرمگاہ کے رستے سے نکل دوزخ کو روانہ ہو گئی بس اسکا مرنا تھا کہ کوہ پر اک زلزلہ سا محسوس ہوا اور یہ معلوم ہوکر ہزار ہا پتھر چلے آتے ہیں بعد تھوڑی دیر کے جب لاش اسکی پٹ پھٹ کر ریز ریز ہو گئی تو علامات سحر برطرف ہوئے آواز پیدا ہوئی کہ مارا جہان کشتی نام من عقرب جادو بود حیف مردیم و جان دادیم و بمطلب خود نرسیدیم پریزادن بہت شور کیا لیکن

جب بس نہ چلا تو خاک اوڑ کر چلے گئے روشنی ہوئی تو سکندر نے دیکھا کہ نہ کوہ ہے نہ فوج عقارب ایک چٹیل میدان مین ایک پتھر پر لاش ایک جادوگرنی کی پڑی ہے اور سامنے بلقیس کھڑا ہے سکندر نے کہا اے بلقیس تو نے خوب ترکیب بتلائی ورنہ تا قیامت اس بلا سے نجات ہوتی اب ملک آب پرستان کیطرف چلو نہین پتا ملک آسمانیہ کا معلوم ہے بلقیس نے کہا چلو خدا مالک ہے یہان سے تو چلو وہان کا پتا بھی کسی نہ کسی سے مل ہی جائیگا غرضکہ یہ دونون ایک جانب روانہ ہوئے جاتے جاتے قریب شام ایک کوہ کے نیچے پہونچے دیکھا تو کوہ پر لوگ بیٹھے ہین لیکن وضع اور قطع اونکی ڈاکوؤنکی ایسی ہے چونکہ شام ہو چکی تھی سکندر نے کہا کہ آج یہین قیام کرنا چاہیے صبحکو پھر چلینگے بلقیس نے کہا کہ یہ لوگ حرامزادے معلوم ہوتے ہین یہان ٹہرنا اچھا نہین ایسا نہو کہ کچھ ایذا پہونچائین سکندر نے جواب دیا کہ ہمین کوئی ایذا پہونچائیگا تو کسلیے اسواسطے کہ نہ دولت دنیا پاس ہے نہ مال ہے بقول شاعر شعر

فضل و علم ہے پاس ہمارے نہ ملک نہ مال	ہمسے خلاف ہوکے کریگا زمانہ کیا

بلقیس نے کہا یہ سچ ہے مگر شعر

نیش عقرب نہ از پئے کین است	مقتضائے طبیعتش این است

اے شہریار یہ خیال کیجیے کہ ہمارے پاس کچھ نہین ہے دشمن کو کیا معلوم کہ آپ پاس کچھ ہے یا نہین یہ تو بعد کو معلوم ہوگا فرمایا کہ اچھا اگر یونہی سہی تو کیا مین موم کا بنا ہوا ہون یہان یہی باتین ہین کہ کوہ پر سے قزاقون نے دیکھا کہ دو لڑکے جنمین ایک انتہا کا حسین ہے کھڑے باتین کر رہے ہین کہا کہ جاؤ ان دونونکو پکڑ لاؤ انسے ساقی گری کا کام لینگے یہ لڑکے اسی قابل ہین یہ سنکر ایک شخص سیہ فام زرد چشم اوترا پر کوہ آکر قریب سکندر و بلقیس کے آیا اور کہا کہ کہان سے آتے ہو تم دونون اور کہان جاؤگے سکندر نے کہا کہ ہم کہین سے آتے ہین اور کہین جائینگے تجھے کیا یہ سنکر اوسے غصہ آیا کہ یہ لڑکا بڑا اترا ہے اسنے بازو پکڑا اور کہا چلو ہمارا مالک تمہین بلاتا ہے سکندر نے ہاتھ اسکا جھٹک دیا اور کہا کہ او بے ادب سیدھی طرح نہین بات کرتا ہے تو کیا ہے اور تیرا مالک کیا چیز ہے ہم کیسے نوکر ہین جو چلین اوسنے کہا [illegible] زبان اگر نہ چلوگے تو زبردستی اوٹھا لیجاؤنگا یہ کہکر چاہتا تھا کہ سکندر کو گود مین اوٹھا لے کہ بس پیچھے ہٹکر ایک تھپڑ مارا تو سر اسکا پھٹ گیا اور زمین پر گر کر تڑپنے لگا یہ حال جو اہل کوہ نے دیکھا سبکے سب چلے کہ یہ لڑکا تو بلا کا سخت ہے اتنے بڑے جوان کو یون مارا کہ ایک دم مین لوٹن کبوتر بنا دیا بعضے کہا کہ ملکر اسکو جانے نہ پائے لیکن قران قزاق جو ان سبکا افسر تھا اوسنے کہا کہ خبردار کوئی نہ بولے مین اس سے مقابلہ کرونگا اور اسے زیر کر کے فرزند بناؤنگا کہ یہ لڑکا نہایت زبردست قابل افسری ہے یہ کہکر قریب سکندر کے آیا اور کہا اے طفل تو نے غضب کیا اتنے بڑے جوانکو تھپڑ سے مار ڈالا سکندر نے کہا ایسے ایسے سو ہونگے تو اسیطرح مار ڈالونگا تمہارا جی چاہے تم بھی حوصلہ نکال لو اور لڑ لو قران قزاق نے کہا کہ مین چاہتا ہون یہی تمہارے سے زور ہو اگر مین زیر کرلونگا تو فرزند بناؤنگا اور پیشہ اپنا سکھاؤنگا اور اگر تم زیر کرلوگے تو تمہاری اطاعت اختیار کرونگا سکندر نے کہا مین موجود ہون غرضکہ قران قزاق اور سکندر سے کھڑے زور ہونیلگے کبھی قران سکندر کو ریل لیجاتا کبھی سکندر قران کو مگر جب سکندر نے بازو اس قزاق کے تھامے تب یہ معلوم ہوتا تھا کہ دو سلاخین آہنی ہین کہ بازو توڑے ڈالتی ہین

بلی

بس زد و رد ہوتے ہوتے سکندر نے ایک ہاتھ سے تو زور قران قزاق کا روکا اور دوسرے ہاتھ سے کمر زنجیر کا بند پکڑ کر جو زور کیا تو سر سے بلند کر لیا اور نعرہ کیا کہ منم سکندر رستم خوئے بن بہرام بن ایرج بن قاسم بن علم شاہ بن حمزہ صاحبقران عالیشان اے قران قزاق کیا کہتا ہے شناخت پروردگار عالم کے بارے میں ساتھیوں نے اسکے چاہا تھا کہ سکندر پر حملہ کریں لیکن قران قزاق نے منع کیا اور کہا کہ سنا تمنے کہ یہ کس شہریار عالیوقار کا بیٹا اور کس کا پوتا ہے کس کا پڑپوتا ہے خبردار کوئی بدسلوکی ساتھ انکے نکرے اور کہا کہ تا زندہ ام بندہ ام سکندر نے قران کو آہستہ سے زمین پر کھڑا کر دیا اور کہا کہ پڑھ کلمہ قران قزاق کلمہ پڑھکر از صدق دل مسلمان ہوا اور اپنے ہمراہیوں سے کہا کہ مینے تو اطاعت اس شہریار عالیوقار کی اختیار کی اب جسکو میرا ساتھ دینا ہو وہ دین اسلام کو قبول کرے اور جسکو منظور نہو وہ یہاں سے چلا جائے سب نے کہا کہ جب افسر نے اطاعت کی تو نوکروں کو کب عذر ہو سکتا ہے غرضکہ سب صدق دل سے مسلمان ہوئے اب قران قزاق نے عرض کی کہ بالائے کوہ تشریف لیچلیے اور اپنی کیفیت سے مطلع فرمایئے کہ کیونکر اس وادی پُرخار میں تنہا پیادہ پا آنا ہوا سکندر ہمراہ قران کے بالائے کوہ آئے اور سب ماجرا اپنا فقیر ہو کر نکلنا اور ملک آب پرستان میں پہونچنا اور اسکے بعد دیو کو مارنا اوٹھا لیجانا پنجہ کا پہونچنا بلقیس کا لوٹانا عقرب جادو کو اور اسکے بعد بقصد ملک آسمانیہ چلنا اور یہاں پہنچنا سب بیان کیا اور فرمایا کہ اگر تمہیں راہ ملک آسمانیہ کی معلوم ہو تو مجھے بتادو قران قزاق نے عرض کی راہ بتلانا کیسا میں ہمراہ رکاب ہوں لیکن آپ کیسی کیسی پریشانیاں اوٹھاتے چلے آتے ہیں معا ایک ہفتہ یہاں قیام فرمایئے اور راحت اوٹھایئے اوسکے بعد میں حضور کو یہاں سے ملک آسمانیہ کیطرف لیچلونگا فرمایا کہ دو چار روز تو ٹھہرنا ممکن نہیں مگر یہ شب تمہاری خاطر سے یہیں بسر کرونگا اسواسطے کہ نہیں معلوم وہاں ملکہ بس اتنا کہکر خاموش ہو رہے پھر خیال آگیا شرم دامنگیر ہوئی بلقیس پاس بیٹھا تھا اسنے کہا اے شہریار ملکہ کہکر آپ خاموش ہو رہے وہاں آپنے کس بات کا ملکہ حاصل کیا ہے کچھ عشق بازیکے رنگ میں تو نہیں پھنس گئے سکندر نے کہا تیرے خیالات ہمیشہ فاسد رہتے ہیں ملکہ ماہ پارہ دختر ہے آسمان شاہ کی وہ مجھے پاک محبت رکھتی ہے نہ مجھے کسی نوع کا خیال اوسکی جانب ہے نہ اوسکو وجہ پریشانی بلقیس نے کہا پاک محبت کے یہ زور شور ہیں تو آگے بڑھکر کیا ہوتا ہے اسلیئے تو گھر چھوڑا ہے اور فقیری اختیار کی ہے ذرا وطن چلیئے یا کسی مقام پر آپکے والد بزرگوار ملیں تو دیکھیئے کیا پوست کندہ بیان کرتا ہوں سکندر نے کہا ہمارے سر کی قسم کسی بزرگ کے سامنے اسکا ذکر نکرنا غرضکہ یہ باتیں سکندر کی بچپن سنکر ہنستا تھا اور بلقیس کی حرکتوں سے شرارت پیدا تھی قران تو سکندر کا عاشق ہو گیا ہے خاک قدم کو طوطیائے چشم بناتا ہے آنکھیں بچھاتا ہے غرضکہ شب تو یہاں بسر ہوئی صبح کو سکندر نے قران قزاق سے کہا کہ بس اب چلو ہمارے ساتھ اور اگر ساتھ ہمارا دینا ہے تو اس پیشہ کو سلام کرو کہ یہ آئین اسلام کے بالکل خلاف ہے جسقدر تمکو دست مار میں ملتا تھا حلفاً ونذر کرم اوس سے زیادہ عنایت کرونگا قران قزاق نے عرض کی جو کچھ فرمایئےگا ویساہی ہوگا اب مجال ہے کہ جادۂ اطاعت سے قدم باہر نکالوں یہ کہکر ایک مرکب سمند کہ نہایت عمدہ تہا شاہانہ زین سے آراستہ کرکے خدمت میں

شاہزادے کے پیش کیا اور سپر تلوار خود بکتر چار آئینہ دستانے موزے کل اسلحہ جنگ کشتی مین لگاکر حاضر کیئے شاہزادے نے فرمایا کہ مرکب تو خیر اچھی چیز ہے کہ اس سے قطع راہ مین آسانی ہوگی اور جانا جلد منظور ہے ورنہ اسکی بھی ضرورت نہ تھی پیدل ہی چلتے لیکن یہہ اسلحہ جنگ فضول ہین **قران قزاق** نے عرض کی کہ اے شہریار راستے کی حفاظت کا سب سامان ہونا چاہیے جسوقت اپنے ملک مین پہنچ جائیے گا اوسوقت جو لباس چاہیے اختیار کر لیجیگا فرمایا کہ خدا ہر جگہہ حافظ ہے اگر زندگی ہے تو کوئی کچھہ نہین کر سکتا بقول **شاعر دوہا**

جاکو راکھے سائیان مار نہ سکے کوی — بال نہ بیکا کر سکے جو جگ بیری ہوی

اے **قران قزاق** حافظ حقیقی کی نگہبانی مقدم ہے قران نے عرض کی کہ یہہ سب کچھہ درست ہے مگر اتنی عرض اس خادم کی پذیرا ہو فرمایا خیر خوشی تمہاری یہہ کہکر آلات حرب تن پر آراستہ کیئے اور مرکب سمند پر سوار ہوئے **قران قزاق** مع بارہ ہزار قزاقو کے **سکندر** کے ساتھہ ہو لیا اور راہ **ملک آسمانیہ** کی اختیار کی اب دیکھا چاہیے کہ یہہ **کس وقت پہنچتے ہین**

لیکن اب یہان سے کچھ حال ملک آسمانیہ کا بیان ہوتا ہے

راوی کہتا ہے جب سے نجم شاہ صاحب یعنے **سکندر** سمن رخ کو لیگیا ہے تمام شہر غمگین ہے اور بادشاہ کو بھی انتہا کا صدمہ ہے اور ملکہ ماہ پارہ تو دیوانی ہو رہی تھی آٹھہ آٹھہ روز کنگھی نہین کرتی ہے ہر وقت مونہہ لپیٹے پڑی رہتی ہے اپنی جان سے نفرت ہے کیونکہ وہ سمجھاتی ہین تو اونکی باتین بری معلوم ہوتی ہین اکثر جواب مین یہہ شعر پڑہ دیتی ہے

عشق ہم اب نکر سینگے جو ضرر ہے ناصح — چوٹ جو کہا چکے ہین اسکی دوا کون کرے

کبھی باغ مین جاتی ہے اس مقام کو حسرت سے دیکھتی ہے جہان شاہ جی بیٹھے عبادت خدا کیا کرتے تھے کبھی یہہ شعر بر زبان جاری ہوتا ہے

ترا بوٹا سا قد اے رشک گل جب یاد کرتے ہین — نہالون سے گلے مل مل کے ہم فریاد کرتے ہین

کبھی درگاہ **قاضی الحاجات** مین نازک نازک ہاتھہ اوٹھاکر یہہ دعا کرتی ہے کہ پروردگارا یہہ تو نے کوئی فرشتہ بھیجدیا تہا یا جن تہا کہ دیو کو کس دبدبہ سے مارا اور وہین سے غائب ہوگیا اگر تو نے کسی ملک کو ہماری ہدایت کے واسطے بھیجا تہا تو امیدوار ہین کہ پھر اوسکی زیارت سے مشرف ہون اور اگر وہ انسان تہا تو اوسنے تیرے ہزارون بندون کو دیو کے شر سے نجات دی تو اوسکو ہر بلا سے بچانا اور ہمسے ملا ع

بچھڑے ہوئے معشوق ملین سب کے الہی — پھر کبھی وہ دلبر کہین آئے گر آئے

یہہ تو اس حال پر ملال مین ہے اور **آسمان شاہ** نے ڈھنڈورا پٹوا دیا ہے کہ جو شخص **شاہ صاحب** کا پتا لگائیگا وہ اسقدر انعام پائیگا کہ کبھی کسینے نہ دیا ہوگا عیار ہر چہار طرف دوڑتے **پھرتے ہین** لیکن اسی **ملک آسمانیہ** سے قریب ملک ہے کہ بادشاہ وہان کا **ارژنگ زرہ پوش** اکوان پرست ہے جس وقت اسے معلوم ہوا کہ **آسمان شاہ** نے مذہب آتش پرستی ترک کیا اور مذہب اسلام کیطرف توجہ اسکی معلوم ہوتی ہے کوئی لڑکا فقیر بنا ہوا اولاد **حمزہ صاحبقران** سے اس ملک مین آیا تہا اوسنے دیو کو مارا اب اوسے بچہ لیگیا ان سبکو اوسی کے **دین کی طرف** توجہ ہوئی ہے یہہ سنتے ہی اسنے دبیر سے ایک نامہ اس مضمون کا لکھوایا کہ اے **آسمان شاہ** ہم نے سنا ہے کہ تمنے دین قدیم کو اپنے ترک کیا اور مذہب **جدید کی طرف** تمہاری توجہ ہے **بس آگاہ** ہو جائیے کہ اگر ایسا کیا تو بہت **پچھتاؤ گے** ہر چند کہ پہلے بھی تم آب پرست تہے اور مین **بندہ ہون خداوند اکوان** کا لیکن خبر وہان تک

مضایقہ نہ تھا اس لیئے کہ وہ بھی ایک قدیم مذہب تھا اور یہ مذہب جدید بہت ہی خراب اور اس مذہب والے ہمیشہ فتنہ وفساد برپا کرتے ہین اور چاہتے ہین کہ ہم دین کو اپنے رواج دین اور دوسرے مذہبون کو مٹا دین لہذا اگر خیر اپنی اور اپنے ملک کو چاہتے ہو تو اپنے مذہب قدیم پر قایم رہو دین جدید سے ہاتھ اوٹھاؤ ورنہ ایک روز مین ملک آسمانیہ کو اگر تباہ وبرباد کردونگا جسوقت دبیر نے یہ نامہ لکھکر تیار کیا اسنے اک رفیق کو اپنے دیا کہ نام اوسکا گیہان تیغ زن تھا اور کہا کہ جاؤ اور آسمان شاہ سے اس نامہ کا جواب لاؤ گیہان نے نامہ سر سے باندھا اور کچھ تھوڑے سے سرفروش حفاظت راہ کے واسطے ہمراہ لیکر ملک آسمانیہ کو روانہ ہوا جسوقت بعد طے مراحل و قطع منازل ملک آسمانیہ مین پہونچا خبر آسمان شاہ کو ہوئی کہ گیہان تیغ زن نامہ ارژنگ زرہ پوش کا لیکر آتا ہے آسمان شاہ نے کہا کہ آنے دو مگر یہ اک تازہ بات ہے اسواسطے کہ ہر چند ملک اوسکا ہمارے ملک سے بہت قریب ہی لیکن ہمارے اوسکے رسم وروابط نہین اختلاف مذہب کی وجہ سے ہم اوس سے کنارہ مین وہ ہم سے اجتناب رکھتا ہے آج تک کبھی سلسلہ نامہ وپیام نہین جاری ہوا اچھا دیکھئے کونسا سلسلہ آغاز ہوا چاہتا ہے آیا سلسلہ دوستی ہے یا دشمنی غرضکہ جب گیہان نے نامہ آسمان شاہ کو دیا اور آسمان شاہ مضمون نامہ سے آگاہ ہوا کہان تو یہ فقیر کے رنج مین بیٹھا تھا کہان یہ نامہ پہونچا بس اسکو نہایت غصہ آیا اور کہا کہ جواب نامہ جنگ الحمد و اسواسطے کہ میرا کوئی مذہب تھا اور اب مین نے جو مذہب چاہا اختیار کیا تو کون ہے دبیر نے پشت نامہ پر لفظ جنگ تحریر کردی گیہان تیغ زن نے کہا کہ آپنے یہ اچھا نہ کیا اسواسطے کہ آپ ارژنگ شاہ زرہ پوش سے آگاہ نہین کہ وہ کیسا بہادر ہے ایک روز مین تمام ملک کو آپکے برباد کردیگا آسمان شاہ نے کہا کہ تو ایلچی ہے تو مجاز اسطرح کی گفتگو کا نہین رکھتا ہے تجھے امور سلاطین مین کیا دخل ہے اگر تجھے بھی دعویٰ اپنی سپہگری پر ہے تو جو تجھ سے ہوسکے کمی نہ کرنا یہ سنکر گیہان تیغ زن خاموش ہو رہا اور جواب نامہ کا لیکر طرف شہر ارژنگیہ کے روانہ ہوا اور نامہ اپنے بادشاہ کو دکھایا ارژنگ شاہ نے اوسیوقت حکم دیا کہ لشکر ہمارا تیار ہو کل کوچ ہمارا ہوگا ملک آسمانیہ کی جانب یہ حکم ملتے ہی لشکر تیار ہونے لگا اور دوسرے روز ارژنگ شاہ زرہ پوش پچاس ہزار سوار اپنے ہمراہ لیکر ملک آسمانیہ کی جانب روانہ ہوا یہ خبر آسمان شاہ فیل زور کو ہوئی اسنے بھی حکم دیا کہ بارگاہ ہماری بیرون قلعہ استادہ کیجائے اور لشکر تیار ہو اوسیوقت حسب الحکم آسمان فیل زور لشکر قلعہ آسمانیہ سے باہر نکلا اور بارگاہ آسمان شکوہ برپا ہوئی لشکر نے پڑاؤ کیا ملک آسمان فیل زور بارگاہ مین آکر مقیم ہوا یہ خبر ملکہ ماہ پارہ کو پہونچی کہان تو صدمہ محبوب مین بستر غم پر پڑی تھی کہان اضطراب اسکا اس خبر وحشت اثر نے اور بڑھا دیا کہ تیرے باپ کے ملک پر غنیم نے چڑھائی کی ہے دلمین کہتی تھی کہ اے خدائے نادیدہ ہم تازہ مسلم ہین حال پر ہمارے رحم کر اسواسطے کہ ابھی دیو ہر چنگال کے شر سے تو نے بچایا تھا کہ دوسری آفت کا سامنا ہوا یہ کہکر یہ شعر پڑھا

دل یوہین تھا نہ مجھے دہر کی طبیعت آئی
ایک آفت نہ ٹلی دوسری آفت آئی

اے رب پاک ذات واسطہ حبیب کا اس بلا کو بھی ہم سے دفع کر جسطرح دیو سے بچایا اسیطرح

اس کافر سے بھی بچایا تو یہان تڑپ تڑپ کر دعا کر رہی ہین اور وہان آسمان شاہ باہر قلعہ کے بارگاہ برپا کیئے بیٹھا ہے کہ یکایک از پردہ بیابان گردے برخاست مگر گرد تیرہ تیرہ و خیرہ خیرہ سر گرد بر آسمان رسیدہ و پاے گرد در زمین پیچیدہ آتے آتے ہوا نے مارا گرد کو گرد نے مارا ہوا کو دامن گرد شگافتہ ہوا اور دل گرد سے پچاس ہزار سوار سے ارزنگ شاہ زرہ پوش پیدا ہوا اور ایک جانب خیمہ زن ہوا لشکر نے پڑاو کیا بس ارزنگ نے بارگاہ برپا ہوتے ہی طبل جنگ بجوا دیا خبر ہوئی آسمان شاہ کو اسنے حکم دیا کہ ہمارے یہان بھی بفضل ایزدی بجے طبل جنگی یہان بھی کوس حربی پہ چوب لگی اور آواز نقارہ کی گرجی تیاریان جنگ کی ہونے لگین یہانتک کہ زمانہ شب آخر ہوا اور صبح نے جلوہ فروز کی طایران خوش الحان محو یاد سبحان ہوئے نسیم سحر نے غفلت شعارون کو تھپک تھپک کر سلانا شروع کیا اور شور اذان نے خدا اشناسون کو خواب غفلت سے بیدار کیا قافلہ والون نے سفر کی تیاری کی عاشقان ہجران کشیدہ نے روے سحر دیکھکر سجدۂ شکر کیا ملکہ ماہ پارہ نے تڑپ تڑپ کر بیاد محبوب و اندیشہ ملک مین رات گذاری ہے تو بستر اسکا زمین مقتل کا نمونہ ہو رہا ہے جابجا اشک سرخ کے داغ شکنین پڑی ہوئی بموجب شعر ؎

شب فرقت کے تڑپنے کا پتا دیتا ہے
صبح کے وقت وہ سمٹا ہوا بستر اپنا

واقعی عجب عالم ہے ملکہ کا کہ آنکھین نشۂ عشق و شراب غم سے روتے روتے سرخ ہو گئی ہین چہرہ مانند رخ کے ماہتاب کی کہ جو حالت اوسکی ہنگام صبح ہوتی ہے سفید گریبان مثل گریبان صبح کے چاک بال پریشان لب خشک وہ پھانس جو دل مین چبھی ہوئی ہے رہ رہکر کھٹکتی ہے بے اختیار منہ سے اُف نکلجاتی ہے کبھی درگاہ الٰہی مین چھوٹے چھوٹے ہاتھ اوٹھا کر دعا کرتی ہے کہ پروردگارا اوس اپنے بندہ کا باپ سے جلد ملا دے کہ جس نے مجھے راہ نیک تعلیم کی کفر سے پھیرا اسلام کہلایا کبھی کہتی ہے کہ باپ کو میرے دشمن پر فتحیاب کرنا کہ وہ تیری راہ مین لڑنے گیا ہے اگر اپنے دین قدیم پر رہتا تو ارزنگ شاہ سے نہ بگڑتی بارالہا تو بھی اوسکی مدد کرنا یہ تو یہان اس حال پر ملال مین خدا سے رجوع کیئے بیٹھی ہے اور وہان دونون لشکر میدان جنگ مین آکر صف آرا ہوئے بعد آراستگی صفوف قتال و جدال تبردارون نے نکلکر میدان کو جھاڑ جھنڈی کاٹ کر صاف کیا بیلدارون نے نشیب و فراز کو برابر کیا سقون نے آبپاشی کر کے گرد کو بٹھایا نقیبون نے نقابت کی کڑکیتون نے کڑکا کہا بہادرون کے دلون مین جوش پیدا ہوا خون شجاعت نے جسم مین دورہ کیا جنگی باجون نے جوانان لشکر کو مست و بیخود بنا دیا بس کیہان تیغزن نے مرکب اپنا صف سے نکالا اور سامنے تخت ارزنگ زرہ پوش کے آیا اجازت حرب و پیکار مانگی ارزنگ شاہ نے کہا کہ جا خداوند لکوان تیرا حافظ و نگہبان ہے بس وہین سے اپنے باگ مرکب کی موڑی اور پاشنہ کیا کہ مرکب مثل برق چمک کر میدان مین آیا اپنے پہلے خوب صلح شوری کے بعد اوسکے اک مقام پر نیزہ زمین پر گاڑا اور دم کو آراستہ کر کے آواز دی کہ اے آسمان شاہ اسی روز بد کے واسطے مین نے تمھین کہا تھا کہ ارزنگ شاہ سے نہ بگاڑو تمنے کہنا نہ مانا اور جواب جنگ لکھا اوسکا یہ نتیجہ پیش آیا کہ آج ملک تمہارا اندیشہ بربادی سے خالی نہین ہے آسمان شاہ فیل زور نے اپنے لشکر کیطرف دیکھا بس

اسکا دیکھنا تھا کہ خریط نیزہ باز نے مرکب اپنا نکالا اور سامنے تخت آسمان شاہ کے آیا مجرا کیا اجازت حرب مانگی اسنے باواز بلند کہا کہ تجھے اوس خدا کے سپرد کیا کہ جو قدیم ہے نہ اوس سے پہلے کوئی تھا اور نہ ہوا اور سکے ہمیشہ کوئی رہیگا خریط نیزہ باز نے سلام رخصت کیا اور باگ پھیر کر مرکب کو برگشتہ کیا مرکب جہین ہو کر مثل بجلی کے کوندتا ہوا سامنے گیہان تیغزن کے آیا گیہان نے کہا کیا تو نے بھی مذہب جدید اختیار کیا ہے خریط نے کہا کہ میرا مذہب قدیم میرا خدا قدیم ہے گیہان نے کہا کہ دیکھون تیرا خدا کیسا ہے اور میرا خدا کیسا ہے خریط نے کہا او ملعون اپنے خدائے باطل کو میرے خدائے برحق کے مقابلہ مین بیان کرکے فیصلہ خواہ ہوتا ہے دیکھ ابھی کھلا جاتا ہے وار کر اپنا گیہان نے کہا پہلے تو ہی اپنا حوصلہ نکال لے خریط نے کہا کہ جس مذہب پر رغبت کی اوسکے آئین بھی اختیار کرنا لازمی ہوئی لہذا ہم مطیع اسلام ہو چکے ہین کبھی پیشدستی نہ کرین گے کہ یہ اون لوگون کا طریقہ نہین ہے یہ سنکر گیہان نے کہا کہ معلوم ہوتا ہے پیمانہ عمر تیرا لبریز ہو چکا ہے لے اسے یہ کہکر نیزہ خریط کے حوالہ کیا خریط فن نیزہ بازی کو خوب جانتا ہے اوس نے نیزہ گیہان کا نیزہ پر روکا اور طعنین چلنے لگین بند بند ہنے اور کھلنے لگے یہ معلوم ہوتا تھا کہ دو سانپ زبانین نکالکر گتھ گئے ہین غرضکہ رد و بدل ہوتے ہوتے ایک مقام پر خریط نیزہ باز نے چھڑ پر چھڑ ماری اور اپنے نیزہ مین نیزہ گیہان تیغزن کا پیچیدہ کرکے اک کس دیکر جو جھٹکا مارا نیزہ ہاتھ سے گیہان کے نکل گیا اور بیس قدم کے فاصلہ پر جاکر گرا اسنے کہا کہ خیر نیزہ بازی خلل بازی تیغ بازی راست بازی یہ کہکر میان سے تیغہ کھینچ لیا اور سر پر خریط کے وار کیا اسنے سپر کو اوٹھا کر چہرہ کے پناہ کیا لیکن تیغہ جو گیہان کا پڑتا ہے صاف سپر کو مانند قرص پنیر کے کاٹ کر سر پر بیٹھا خریط نے سر نیچے کھینچا ادھر گیہان نے جھٹکا مارا تیغہ تا دو ابرو اوتر کر نکل گیا بس خریط نے بھی اوسی عالم زخمداری مین جھپٹ کر تلوار ماری کہ شانہ اسکا بھی نشانہ ہوا جس ہاتھ مین سپر تھی وہ جھول لٹکا گیا گیہان نے تیغ دوسرا وار کیا کہ زخم سر خریط کا چوبارہ ہو گیا اور یہ غش کھا کر زمین پر گرا لوگ دونون طرف سے دوڑ پڑے اپنے اپنے سرداران زخمی کو لیگئے اسکے بعد ریحان تیغزن بھائی گیہان تیغزن کا اپنے بادشاہ ملک ارژنگ زرہ پوش سے اجازت لیکر میدان مین اور مبارز طلب کیا یہان لشکر آسمان شاہ سے بسیط بن خریط نکلا دونون مین نیزہ بازی ہوئی بسیط نے نیزہ ریحان کے ہاتھ سے نکالدیا لیکن جب نوبت تیغزنی کی پہونچی تو یہ بھی زخمی ہوا لوگ اسکو بھی لے آئے ریحان نے پھر مبارز طلب کیا تفریط بن افراط نے آسمان سے اجازت حرب لی اور آکر مقابلہ کیا بعد گفتگو کے بسیار نیزہ بازی ہوئی کام نہ نکلا نوبت شمشیر زنی کی آئی ریحان نے ایسا تیغہ مارا کہ تفریط بھی زخمی ہوا بعد اسکے افراط بن تفریط نکلا یہ بھی زخمی ہوا کہانتک بیان کیا جائے کہ دوپہر کی جنگ مین ریحان نے کئی سردار آسمان شاہ کے زخمی کئے بس یہ دیکھکر اسنے خود مرکب طلب کیا اور ملک آسمان شاہ فیل زور نے لباس شاہی اوتارا پوشاک رزم پہنے جسم کو زیور جنگی سے آراستہ کیا اور مرکب پر بیٹھ کر باگ لی سامنے ریحان کے آیا اور پکارا کہ او تیغزن غضب کیا تو نے کہ کئی سردار میرے زخمی کئے کہان جائیگا بچکر میرے ہاتھ سے دیکھون تو سہی تو کیسا تیغزن ہے ذرا اپنے جوہر مجکو بھی دکھا ریحان نے کہا اے آسمان شاہ

دیکھا تو نے کسطرح زخمی کیا مین نے تیرے سردارون کو وہی حال تیرا بھی کرونگا آسمان شاہ نے کہا کیہ پھر دیر کس بات کی ہے یہ سننا تھا کہ ریحان تیغزن نے وہی تیغہ خون آلودہ آسمان شاہ کو حوالہ کیا آسمان شاہ نے تیغہ اسکا سپر پہ روک کر تلوار کمر پر ماری ریحان کے دو ٹکڑے ہوئے بعد اسکے شمعون شترلب میدان مین آیا یہ بھی ہاتھ سے آسمان شاہ کے زخمی ہوا اسکے بعد مقرون شترکب نے مقابلہ کیا یہ مارا گیا شام تک کئی سردار اسنے جان سے مارے اور کئی زخمی کیئے کہ شام کو طبل بازگشت بجا دونون لشکر میدان سے پھرے زخمیون کو شفاخانہ بھیجا مقتولین کو دفن کیا لشکر نے کر کھولی سردارون نے پوشاک رزم اوتاری لباس بزم تن پر آراستہ کیا دو چار جام شراب کے پیئے کہ کسل دفع ہوا ارزنگ شاہ نے جو اپنے سردارون کو زخمی اور قتل ہوتے دیکھا نہایت ملال ہوا اپنے خیمہ مین آکر بیٹھا دو چار جام شراب کے پیئے جسوقت دماغ اسکا گرم ہوا حکم دیا کہ بجے طبل جنگ کل ہم خود آسمان شاہ سے مقابلہ کرینگے اوسیوقت نقارہ رزمی گڑگڑایا ہرکارون نے خبر آسمان شاہ کو پہونچائی کہ ارزنگ شاہ زرہ پوش نے اپنے نام نامی پر طبل جنگ بجوایا ہے آسمان شاہ نے کہا کہ کچھ پروا نہین ہے خدائے ما بزرگ است کہدو کہ ہمارے یہان بھی کوس حربی بجے یہان بھی کوس حربی بجے یہان بھی طبل بجا تمام رات تیاری جنگ ہوئی صبح کو دونون لشکر معرکہ کارزار مین صف آرا ہوئے نقیب نہیب دیکر نکل گئے تھے کہ ارزنگ زرہ پوش نے گھوڑا باگ کا دیا اور میدان مین آکر سراپا میدان کا دکھایا نیزے کے ہاتھ نکالے جسوقت خوب عرق عرق ہو گیا ٹھہر کر اک مقام پر دم کو آراستہ کرکے آواز دی کہ اے آسمان شاہ ہنست میدان ہنست گوئی آ سامنے اگر دعوی بہادری کا ہے آسمان شاہ نے کہا کہ مین تیری سرکوبی کو موجود ہون یہ کہکر مرکب کو پاشنہ کیا فرس بیچین ہوکر چلا سامنے ارزنگ شاہ کے آیا ارزنگ نے کہا کہ اے آسمان شاہ مینے تو تجھے سمجھانے کے طور سے لکھا تھا کہ تیرا مذہب تو کچھ ایسا برا نہین ہے تو مذہب دوسرا نہ اختیار کر اگر تجھے یہین منظور تھا تو بہ لطافت ٹالدیا ہوتا مین بھی خاموش ہو رہتا مگر تو نے اپنی ترنگ مین جواب جنگ لکھدیا انجام نہ سوچا اب دیکھ تو تیرا کیا حال کرتا ہون آسمان شاہ نے کہا کہ تو میرا اتالیق نہ تھا کہ مین کہنے پر تیرے عمل کرتا مین اپنے فعل کا مختار ہون مین نے جو چاہا سو کیا اور بہت اچھا کیا اب اگر جواب جنگ تجھے ناگوار ہوا ہے جو تجھ سے ہو سکے وہ کر ارزنگ نے گرز سہ فولادی کا ہاتھ مین سنبھالا اور باگ مرکب کی لی اور بقصد تکاور جھپٹا آسمان شاہ نے بھی سپر کر گردن کو سنبھالا اور مرکب کو پاشنہ کیا دونون طرف سے مرکب چلے پس برابر پہونچتے ہی سپر سے سپر سینہ سے سینہ لڑا گھوڑون مین ٹھوکر چلی تراقے کی صدا بلند ہوئی سپرون نے جھنکاریان اڑین مرکب تین تین چار چار قدم پسپا ہوئے پس دونون نے باگ تیزی سے ہاتھون مین سنبھالی باگین موڑ موڑ کر ایک نے دوسرے کا سامنا کیا ارزنگ شاہ نے خبردار خبردار کہکر نیزہ سینہ بے کینہ آسمان شاہ پہ مارا آسمان شاہ نے نیزہ نیزہ پر گانٹھا طعنین چلنی لگین یہ معلوم ہوا کہ دو سانپ زبانین نکال کر لڑنے لگے جو بند ارزنگ شاہ باندھتا ہے آسمان شاہ کھول دیتا ہے اور جو بند آسمان شاہ باندھتا ہے اوسے ارزنگ شاہ کھولدیتا ہے

یہانتک رد وبدل ہوئی کہ سنانین بتانین بیکار ہوگئین چھڑ بہ چھڑ بڑنے لگی تھوڑی دیر مین چھڑین مثل مسواک ہوکر رہگئین ہاتھ سے پھینک پھینک کر تلوارین میانون سے کھینچ لین وار چلنے لگے پہر بھر کامل تلوار چلی نگاہین دونون لشکرون کی لگی ہوئی ہین دونون کے بادشاہ مصروف جنگ ہین انھین کے فتح و شکست پر لڑائی کا فیصلہ ہے قضائے کار اتفاقات روزگار سپر آسمان شاہ کی کٹی اور سر زخمی ہوا چادر خون سر سے باہر آئی غشی طاری ہوگئی لوگ دوڑ کر آئے اور بادشاہ کو اوچکے لیگئے اودھر ارژنگ شاہ زرہ پوش مبارز طلب کر رہا ہے اوسکو خیال ہے کہ اور کوئی سردار مقابلہ کو نکلیگا لیکن آسمان شاہ کے سردارون نے اس وقفہ کو غنیمت جانا اور سردار کو اوٹھا کر داخل قلعہ ہوئے جلدی سے پھاٹک قلعہ کا بند کر لیا یہ دیکھکر ارژنگ شاہ نے طبل بجوا کر دھاوا کر دیا ادھر اہل قلعہ نے توپین برجون پر چڑھا دین اور نشانہ باندھکر بیٹھے خندق پر سے پل تختہ ہٹا دیا پانی کا متوالا کڑک کا پولا بارود کی ہانڈی تیل کا کڑاہ سب چیزین درست کر رکھین ارژنگ شاہ نے سامنے قلعہ کے آکر نعرہ کیا کہ اے اہل قلعہ ہوشیار ہو جاؤ کہ مین آتا ہون یہ کہکر مرکب کو دوڑایا ایک ہاتھ مین گردہ سپر کا اور دوسرے مین گرز گران سر سنبھالا اور قلعہ کیطرف چلا اہل قلعہ نے جو دیکھا کہ یہ آتا ہے نشانہ باندھکر گولے مارنا شروع کیے صدہا آدمیون کو گرا دیا صفین بچھادین ایک ایک گولہ کئی کئی صفون کو مسمار کرتا ہوا چلا جب گولا داہنی جانب آیا گرز مار کر گولا پلٹ دیا جب بائین جانب آیا سپر سے روکیا سامنے آیا تو داہنی بائین طرف ہٹ کر خالی دیا اسیطرح ارژنگ شاہ گولون کو رد کرتا ہوا چلا جاتا ہے یہانتک کہ زیر قلعہ پہونچ گیا کوئی گولہ قضا کا اسکے نہ لگا اب اپنے گھوڑے کو ایڑ کی یہ چارون طرف پتلیان جھاڑ کر جو اوڑتا ہے تو دروازہ قلعہ پر جا کر تھما اوسوقت اہل قلعہ نے پانی کا متوالا کڑک کا پولا بارود کی ہانڈی تیل کا کڑاہ تمام حربے قریب کے کئے مگر ارژنگ سب سے بچا قریب ہے کہ گرز مار کر پھاٹک کو توڑے یہ حال دیکھکر اہل قلعہ نے کہا کہ اب وقت دعا کا ہے سوا اسکے کوئی چارہ کار نہین ہے ان نو مسلمون نے دست مناجات بد،، ہ قاضی الحاجات بلند کئے اور عرض کرنے لگے کہ اے رب بے نیاز اے معبود و کارساز ہم تازہ مسلمان ہین اور نئے شناسان تیرے ہین ہر چند کہ ذات تیری قدیم ہے مگر ہم جدید ماننے والون مین سے ہین اسوقت مشکل مین ہماری مدد کر اور تو خوب جانتا ہے کہ ہم حق پر ہین اور تیری راہ مین لڑتے ہین اسلیئے کہ باعث فساد یہی تبدیلی مذہب ہی اسی مذہب اسلام کے اختیار کرنے پر یہ جنگ ہوئی ہے اور دشمن ہمارے گمراہ کرنے پر آمادہ ہے لہذا اگر ہم حق پر ہون تو ہمین نجات دے اودھر ملکہ ماہ پارہ کو جو یہ خبر پہونچی کہ باپ تیرا زخمی ہو کر قلعہ بند ہوا اور قلعہ بھی فتح ہوا چاہتا ہے دشمن قریب پہونچ گیا ہے۔ یہ سنتا تھا کہ یہ بلک کر رونے لگی اور ننھے ننھے ہاتھ اوٹھا کر دعا کرنے لگی کہ خداوندا کسی معاون و مددگار کو اپنے تو نے ابتک نہ بھیجا ہم لوگون کی تقدیر مین تباہی و بربادی لکھدی ہے ہم نے اپنے رہنما سے سنا ہے کہ جو خاص بندے تیرے ہین وہ ہمیشہ تکلیف مین رہتے ہین ہر قسم کی ایذا اونکو پہونچتی ہے دنیا اونکے واسطے نہین ہے لیکن اے بے نیاز ہم تو بندگان گنہگار مین سے ہین ہمارا مادہ نفس نہین ہے کہ ہر طرح کے مصیبت برداشت کر سکین یہ ظرف اونھین خاصان خدا کا ہے چونکہ دعا ان سب کی برجوع قلب و اعتقاد درست سے تھی

تیر دعا کا ہدف اجابت پر بیٹھا زنجیر عرش ہلنے لگی باب قبولیت مثل آغوش کے وا ہو گیا جانب صحرا سے تتق گرد و غبار بلند ہوا سب دیکھنے لگے کہ کون آتا ہے ارزنگ زرہ پوش نے بھی تامل کیا کہ مبادا کوئی حریف کا طرفدار ہو تو پہلے ہی نہ مقابلہ ہو جائے یہ خیال کر کے دیکھنے لگا اودھر اہل قلعہ نگران تھے کہ شاید خداوند کریم نے کسی موکل کو ہماری مدد کے لئے بھیجا ہو اسواسطے کہ ذات اوسکی رحیم ہے لیکن گرد مثل آندھی کے آ رہی تھی آتے آتے دامنہ گرد کا شگافتہ ہوا اور دل گرد سے اک شہسوار بارہ ہزار سوارون سے آ کر پہونچا اور مرکب کو روک کر حال دریافت کیا معلوم ہوا کہ ملک آسمانیہ پر غنیم کی چڑھائی ہے بادشاہ زخمی ہو کر قلعہ بند ہوا ہے اور غنیم یہانتک قلعہ کا شکست کیا چاہتا ہے بس یہ سننا تھا کہ تاب نہ رہی اور وہین سے مرکب کو پاشنہ مارا کہ گھوڑا مثل بجلی کے کوند کر قلعہ کیطرف چلا قریب پہونچکر آواز دی کہ او ارزنگ شاہ خبردار آگے قدم نہ بڑھانا کہ مین آ پہونچا منم سکندر رستم خو کہ گذارم ترا کہ از دست من زندہ و سلامت روی اودھر ارزنگ شاہ نے کہا کہ خوب خدا اکوان نے گھیر گھار کر تجکو قضا کے منھ مین بھیجا مجھے سب سے سوا تیری تلاش تھی پہلے تجھ سے فیصلہ کر لون تو پھر آسمان شاہ سے سمجھ لونگا لاضرب بہادری کی سکندر رستم خو نے کہا کہ نہین جانتا ہم اہل اسلام مین طریقہ پیشدستی کا نہین ہے تو اپنا حوصلہ نکال لے ارزنگ شاہ نے نیزہ سینہ بے کینہ سکندر پر مارا اسکندر نے نیزہ اسکا اپنے نیزہ پر لیا طعنین چلنے لگین دس یا بارہ طعنون کی نوبت آئی ہوگی کہ ایک مقام پر سکندر رستم خو نے چھڑ برچھی ماری اور نیزہ حریف کو اپنے نیزے سے لپیٹ کر جھٹکا مارا کہ مثل تیر شہاب کے نیزہ ہاتھ سے ارزنگ شاہ کے نکل گیا اور چالیس قدم کے فاصلہ پر جا کر گرا بس جہان نظر مین ارزنگ شاہ کے تیرہ و تار ہو گیا قبضہ شمشیر پر ہاتھ ڈال کر آواز دی کہ او طفل غضب کیا تو نے کہ نیزہ ہاتھ سے میرے ہوائی کیا سامنے بہادران عالم کے خفیف کیا مگر کچھ پروا نہین ہے نیزہ بازی خلاک بازی تیغ بازی راست بازی جسے حلال مشکلات جہان کہئے یہ کہکر سر شاہزادہ نامدار پر تیغ آبدار کا وار کیا بس سکندر رستم خو نے علی بند سپر کا ہاتھ سے چھوڑ دیا کہ گردہ سپر کا پشت پر جا جھولا اور پنجہ علی کو دراز کر کے تھپکی دی کہ تلوار ارزنگ شاہ کی ہیٹ پڑی ہاتھ بڑھا کر کلائی پکڑ لی ارزنگ نے تلوار ہاتھ سے چھوڑ دی اور گریبان مین ہاتھ ڈالدیا ہاتھ چلنے لگے مرکب لگرون کے تاب نہ لائے بیٹھ بیٹھ گئی دونون شہسوار گھوڑون سے کود پڑے زور کشمکش کے ہونے لگے سماں کشتی کا بندھا اہل قلعہ دروازہ کھولکر نکل آئے آسمان شاہ نے زخم پر اپنا باندھا اور اسی حالت مین قلعہ سے باہر آیا چونکہ خیال اوسکو یہ گزرا کہ فوج سکندر کے ساتھ کم ہے نہین معلوم انجام کیا ہو اس لئے کہ جنگی و سردار و اپنے فوج لیکر قلعہ کے باہر آیا اور تماشا کشتی کا دیکھنے لگا اودھر فوج ارزنگ شاہ بھی قریب آ گئی سکندر کے ہمراہی بھی پاس آ گئے نگاہین بلکہ جانین سب کی لڑی ہوئی ہین کہ ارزنگ شاہ بادشاہ ہے اور سکندر رستم خو اہل اسلام کے لیے بادشاہ سے زیادہ مرتبہ رکھتا ہے ہر ایک کو اپنے اپنے ملک و آقا کا خیال ہے وہان سکندر رستم خو اور ارزنگ

زرہ پوش مین کشتی ہو رہی ہے پیچ پر پیچ بندھ رہے ہین زور پر زور ہو رہے ہین معلوم ہوتا ہے کہ دو کوہ نرے لپٹ رہے ہین جھوڑ کا کشتی کا بندھا ہوا ہے آدمی اور دیو کی لڑائی معلوم ہوتی ہے ارزنگ زرہ پوش زبردست زمان روزگار ہے قد و قامت اسکا نہایت عریض و طویل ہے ہر جگہ چھایا ہوا معلوم ہوتا ہے اور سکندر رستم خو بارہ تیرہ برس کا لڑکا مگر وارث زور صاحبقرانی ہے جہان ہاتھ ڈال دیتا ہے ارزنگ کو یہ معلوم ہوتا ہے کہ سلاخ آہنی آگر جم گئی چھڑانا دشوار ہوتا ہے دلمین کہتا ہے اللہ رے زور تیرا دیکھنے والے اور سمجھنے والی دونون طرف کی داد مردی و مردانگی دیئے جاتے ہین کہ ایک بار سکندر نے آواز دی کہ لو بہت اوبھا شاباش و مرحبا مگر اب وقت کم ہے مین چاہتا ہون کہ شام تک جنگ یکسو ہوتی اور تجھے خوب تھکا لیتا اوسوقت زیر کرتا خیر آگاہ ہو جا اور خبردار ہو جا کہ مین تجھے اوٹھائے لیتا ہون یہ حسرت تیرے دلمین نرہجائے کہ مین واقف نہ تھا کہ اتنی جلد زیر ہو جاؤنگا یہ کہکر دونون بازو اوسکے پکڑے اور سر سینے سے ملایا اور خبردار کہکر لے دوڑے ارزنگ نے ہر چند قدم جمائے کہ جگہ سے نہ ہٹون مگر کیا ہو سکتا ہے سکندر بارہ قدم تک دوڑاتے لگئے اور یوہین آگے کو جھٹکا مارا کہ دونون گھٹنے زمین سے آشنا ہوئے بس دوسرے ہاتھ سے بند کمر پکڑ کر نعرۂ اللہ اکبر جگر سے کھینچکر جو زور کیا سر سے اوٹھا لیا ہر چند یہ تڑپا لنگر مارے کہ نہ اٹھون مگر کیا ہو سکتا ہے زور کے آگے ظلم کہین چل سکتا ہے سکندر نے ہاتھ کو قائم کرکے آواز دی کہ بھٹک نے اچھی طرح سے قران قزاق نے آواز دی کہ اے شہریار نامدار سبحان اللہ کیا کہنا ہے یہ زبردستی اور یہ اختیار کہ فیل مست کو ہاتھ پر بلند کر لیا یہ آپ ہی کا کام تھا ادھر آسمان شاہ نے کہا کہ اگر ایسے نہوتے تو اتنے سے سن مین یہ نام کیونکر پیدا ہوتا اور اکیلے ہر ہر ملک مین کیونکر پھر سکتے لیکن سکندر نے ارزنگ سے کہا کہ بتا کیا کہتا ہے اس نے عرض کی کہ تا زندہ ایم بندہ ایم فرمایا کہ وحدانیت پروردگار کے بارے مین کیا کہتا ہے اس نے عرض کی جو آقا کا دین وہ غلام کا مذہب سکندر نے اسکو آہستہ سے زمین پر چھوڑ دیا اور اوسیوقت کلمۂ طیب تعلیم فرمایا ارزنگ زرہ پوش از سر صدق مسلمان ہوا اور اپنی فوج کو آواز دی کہ مینے تو دین اسلام اختیار کیا اور مذہب الوان پرستی پر لعنت کی جسے میرا ساتھ دینا ہو وہ اس مذہب کو اختیار کرے اور جسے نہ منظور ہو وہ میرے لشکر سے نکل جائے سبنے عرض کی کہ الناس علی دین ملوکہم جو مذہب بادشاہ کا وہی اپنا بھی مذہب اب سکندر رستم خو نے ارزنگ شاہ اور آسمان شاہ کو گلے ملوایا اور فرمایا کہ آپس کے رنج و ملال کو دور کرو اور باہمی ہمدردی کا خیال رکھو ارزنگ نے عرض کی کہ وہ بنائے عداوت مٹ گئی جس واسطے مین نے انکے ملک پر چڑھائی کی تھی اب وہی مین نے بھی کیا یعنے مذہب اسلام اختیار کیا آسمان شاہ نے ہنسکر کہا کہ اے ارزنگ شاہ دیکھا تمنے قدرت پروردگار عالم کو اور سمجھ لیا مذہب اسلام کیونکر یہ کیسا دین برحق ہے یہ دونون آپسمین بغلگیر ہوئے بعد اسکے سکندر نے قران قزاق کو آسمان شاہ سے ملایا ارزنگ سے ملاقات ہوئی شاہزادہ سکندر رستم خو کا دوست اور رفیق سمجھکر قزاق سے بادشاہ محترم کے ساتھ ملے اور

اسکی نہایت عزت کی آج قلعہ آسمانیہ مین صحبت عیش و نشاط ہے جام شراب ارغوانی کو گردش ہے جو لوگ باہم ایک دوسرے کے لہو کے پیاسے تھے آج جام سلامتی پلا رہے ہین ہوشا ہوش اور نوشا نوش کی صدا بلند ہے ہرچند کہ آسمان شاہ زخمی ہے لیکن اسکو دو ایسی مسرتین ہین جنھون نے سب غم غلط کر دیے ہین تکلیف بھلا دی ہے ایک تو جنگ مین کامیابی اور دشمن فاجر کا دوست مسلم ہونا دوسرے اس گمشدہ شاہزادی کا آنا اور دشمن کے ہاتھ سے جان و مال کو بچانا لیکن اب کچھ حال ملکہ کا گذارش کیا جاتا ہے کہ یہ دعا بھی مانگ رہی تھی اور آنسو اسکے دونون آنکھون سے جاری تھے یہ معلوم ہوتا تھا کہ دو لڑیان دُر غلطان کی بندھی ہوئی ہین جنکا سلسلہ کسیطرح ختم نہین ہوتا کہ یکایک ایک عورت نے آکر کہا کہ بی بی کیون رو رو کر بدشگونی مناتی ہو خداوند کریم نے تمہارے باپ کو دشمن پر فتح یاب کیا یہ سنتے ہی ملکہ چونک پڑی اور کہا کہ سچ کہہ اوسنے عرض کی کہ میری مجال ہے جو جھوٹ بولون اور وہ بھی آپ سے فرمایا کیونکر فتح حاصل ہوئی اسلیے کہ مین نے تو سنا تھا کہ قبلہ و کعبہ جہان پناہ زخمی ہو کر قلعہ بند ہوئے ہین اوسنے عرض کی کہ یہ سب صحیح تھا اور دشمن دروازہ قلعہ تک پہونچ گیا تھا مگر سنا ہے کہ مدد غیبی ہوئی اور کوئی لڑکا بارہ ہزار سوارون سے صحرا کیطرف سے آیا اور دشمن سے لڑ کر اوسکو زیر کیا پیارا پیارا لڑکا ہے اور سنا ہے کہ وہ بھی مسلمان ہے دشمن کو بھی اوسنے مسلمان کیا اور آپ کے باپ سے گلے ملوایا باہم دوستی ہو گئی آیندہ کوئی خطرہ بھی نہین رہا بلکہ اگر اور کوئی چڑھائی کرے تو جب ایک سلطنت تھی اب دو کی ایک ہو گئی طاقت مضاعف ہو گئی ملکہ نے پوچھا نام اوس لڑکے کا کیا ہے اور تو نے دیکھا بھی ہے یا نہین اوسنے عرض کی کہ قربان جاؤن لوگ کہتے ہین کہ یہ لڑکا وہی فقیر ہے جو پہلے اس ملک مین دوسرے بھیس مین آیا تھا اور جسنے دیو کو مارا تھا مگر اب وہ سپاہیانہ لباس مین ہے یہ سنکر ملکہ شادی مرگ ہونے لگی دفعتاً جو یہ خبر مسرت آگین ایسے غم و ملال کے بعد سُنی قلب اوچھلنے لگا دیوانگی کا ایسا عالم ہوا قریب تھا کہ بسبب فرط مسرت کے مرغ روح قفس تن سے پرواز کر جائے اوس عورت کو خبر کی تصدیق کے لیے روانہ کیا کہ جا کر دیکھ تو آ اور پہچان تو کہ یہ وہی شخص ہے یا اور کوئی لیکن سہیلیون سے کہا کیون صاحبون بھلا وہ کہان یہ کوئی اور شخص ہوگا اس لیے کہ سنتی ہون یہ لباس رئیسانہ پہنے ہے اور وہ فقیر تھا جسکا جوگ ہم نے لیا ہے اگر یہ شاہزادہ بھی ہو تو ہمین کیا مطلب ہان اتنے شکر گذار ضرور ہین کہ اوسنے ملک ہمارا دشمن کے ہاتھ سے بچا دیا وہ لڑکیان کہتی ہین کہ ملکہ خدا مین سب طرح کی قدرت ہے وہ چاہے تو مردہ کو زندہ کر دے اور زندہ کو مردہ کر دے فقیر کو بادشاہ بنا دے بادشاہ کو فقیر کر دے ابھی آپ نے دیکھا کہ کیا سے کیا کیا اور کیا سے کیا ہو گیا کہ پہلے ایسی شکست ہوئی کہ ملک و مال بچنے کی کوئی امید نہ تھی پھر خدا نخواستہ نصیب اعدا اگر دشمن کی فتح باقی رہتی تو کیا انجام تھا وہی بادشاہی کے بعد فقیری پر خداوند کریم نے اوسیوقت ایسا مددگار بھیجا کہ وہ شکست فتح سے مبدل ہوگئے اور وہ بادشاہت جو فقیری کے درجہ تک پہونچ گئے تھے فقیری سے پھر بادشاہت

ہوگیا

ہوگئی اسیطرح ممکن ہے کہ اب اوسنے اوس لباس کو تبدیل کر ڈالا ہو پہلے بھی آپ کہتی تھین کہ یہ خاندان عالی سے معلوم ہوتا ہے یہ فقیری بانا اس نے کسی صدمہ و رنج مین اختیار کیا ہے یہی ذکر تھا کہ آسمان شاہ محل مین داخل ہوا اور خود ہی بیان کیا کہ خدا نے اپنا فضل کیا اور وہ شہزادہ وہ فقیر بنکر یہان آیا تھا جس نے دیو کو مارا تھا اور اوسکو بچہ لے گیا تھا اوس نے آکر ایرزنگ زرہ پوش کو بھی زیر کر کے مسلمان کیا اب حال اوسکے خاندان کا بھی ظاہر ہو گیا کہ اولاد جناب حمزۂ صاحبقران سے ہے اتنا تو مین پہلے بھی سمجھا تھا کہ یہ فقیر نہین ہے یہ کہکر اپنی زوجہ سے کہا کہ اگر اوسنے منظور کیا تو میرا قصد ہے کہ اس لڑکی کا ہاتھ اوسکے ہاتھ مین دیدون ملکہ نے کہا نہایت مناسب ہے اس سے بہتر اور کون ہو سکتا ہے اصل یہ ہے کہ اوسنے خاک سے ہمین پاک کیا دوزخ سے نکال کر راہ بہشت دکھلائی مال و ملک جان و آبرو بچائی جسوقت ملکہ کو یہ بات مفصل معلوم ہوگئی کہ یہی دلبر جان فروز ہے چہرہ پر بحالی آگئی جوش مسرت سے یہ حال ہوا کہ قریب تھا دیوانی ہو جائے لیکن اپنے کو سنبھالا کہ ایسا نہو راز دل ظاہر ہو جائے اور رسوائی ہو ضبط کیا لیکن جسوقت آسمان شاہ گھر سے باہر گیا اوسوقت ملکہ نے ایک نامہ شوقیہ اپنے ہاتھ سے تحریر کر کے ایک کہاری کو دیا جاکر اوس بیمروت کو چپکے سے دے آنا اور کہنا کہ واہ صاحب کب سے آپ آئے ہوئے ہین اور ابھی تک ہماری خبر بھی نہ لی کہ ماہ پارا جیتی ہے یا مرگئی جسوقت تم باغ سے چلے ہو اور مین روک رہی تھی تو پلٹکر دیکھا تھا کہ مین دروازے تک آکر مثل طائر بسمل کے پھڑک کر رہگئی تھی اور جسوقت یہ سنا تھا کہ تمہین بچہ لے گیا اوسوقت سے تو جو حال میرا ہوا اوسے بجز خداوند کریم کے کوئی نہین جانتا ہر چند کہ اسوقت تک مین نے ضبط و تحمل سے کام لیا اور راز دل افشا نہونے دیا مگر اب یہ دل ناصبور میرے اختیار سے باہر ہوا جاتا ہے سنبھالے نہین سنبھلتا بموجب شعر

نہ اوسکا وصل ہے ممکن نہ تاب ہجر دلکو
عجب طرح کا الٰہی عذاب ہے دلکو

اللہ اکبر کیسے آپ قلعہ مین آئے ہوئے ہین اور ہم انتظار مین بیٹھے ہین لیکن آپکو اسوقت تک خبر بھی نہ لی کہ دیکھین تو اوس غم کشیدہ ہجران کا کیا حال ہوا ہے سچ کہا ہے کہ مرد کی ذات مین وفا نہین ہے برائے خدا اب زیادہ نہ تڑپاؤ ایک نظر اپنا دیدار ہمین بھی دکھا جاؤ مین تمہارے موافق نہین تو لڑونگی یک نظرے خوش گذرے

کیون آئے تھے ہم سے ملی بھلا کیا خبر نہین
جاتے مین پھر دیکھ لیا ایک نظر تمہین

دیگر

فرقت مین یہ نہ پوچھو کیسی گذر رہی ہے
اچھی گذر رہی ہے جیسی گذر رہی ہے

نیرنگی جہان سے بدلا نہ رنگ اپنا
جیسی گذر چکی ہے ویسی گذر رہی ہے

سنتا رہا وہ نالے پوچھا نہ یہ بھی لیکن
کیون دردمند الفت کیسی گذر رہی ہے

ایک ایک سے روتے بیٹھین اپنا گلہ کیا
ویسی گذارتے ہین جیسی گذر رہی ہے

ہے آرزو یہ مجھکو حال غم جدائی
دشمن پہ بھی نہ گذرے ایسی گذر رہی ہے

ہر چند کہ تم سے نہ جان سکتے ہو نہ سمجھ سکتے ہو اس لیے کہ اگر کسی سے دل لگا یا ہوتا تو درد و محبت کا مزا معلوم ہوتا کہ یہ ایذا قابل برداشت ہوتی ہے یا نہین اور کیا وہ دل ہین ایسے دکھ اوٹھاتے ہین اور اُف نہ زبان پر نہین لاتے۔

زخم ہی ٹیس کا مزا جانے ۔ جسکو ایذا نہو وہ کیا جانے
ہمکو یہ بھی خبر نہین ہمدم ۔ کس نے دل لے لیا خدا جانے

غرضکہ اگر پورا اشتیاق ملکہ کا تحریر ہوتا تو ایک دفتر سیاہ ہوجاتا سب جانتے ہین کہ عاشق کے گلے شکوونکا دفتر ہر داستان سے طویل ہوتا ہے کہ اسکی ابتدا تو ہوتی ہے مگر انتہا نہین ہوتی جہان قطع سخن کردیا وہی انتہا ہوگئی غرضکہ یہ نامہ دلخراش جسوقت سکندر رستم خو کے پاس پہونچا اور سکندر نے علیحدہ جاکر پڑھا دل بیٹھنے لگا آنکھون سے آنسو جاری ہوگئے دل مرغ نیم بسمل کیطرح سینے مین پھڑکنے لگا وہ صحبت باغ کی یاد آگئی اک آہ سرد دل پر درد سے کھینچی یہ حال مہتر بلقیس نے دیکھا قریب آیا اور کہا کہ وہ کلمہ جو قران قزاق کے سامنے آپکی زبان سے نکلا تھا یہ کچھ اوسی کا سلسلہ معلوم ہوتا ہے یہ الگ ہی الگ ہم سے خبر بھی نہین سکندر نے کہا اے بلقیس تمہارے بزرگون نے تمہارے بزرگون سے کسی امر کا پردہ کیا ہے نہ ہمین پردہ رکھنا منظور ہے مگر ابھی سے کسی کو بدنام کرنا اچھا نہین جب وقت آئیگا تو دیکھا جائیگا ابھی تو وہ حالت ہے کہ گویم مشکل وگرنہ گویم مشکل بڑے عیب کی بات ہے کہ جس کے مہمان ہین اوسی کے ساتھ ایسا کرین کہ اوسکی دختر سے تعلق ناجائز پیدا کرین بڑی مشکل کی بات ہے کہ نہ تو کوئی بزرگ یہان موجود ہے کہ سلسلہ جنبانی کرکے نکاح کراوے نہ خود کہہ سکتے ہین دیکھئے کیا انجام اس محبت کا ہوتا ہے وہ کہاری تو نامہ دیکر چلی گئی لیکن ادھر عجیب حالت ہے مگر وہان ملکہ ماہ پارہ کی مان نے جو یہ حالت اپنی دختر کی دیکھی آسمان شاہ سے کہلا بھیجا کہ ذرا یہان آؤ مجھے تم سے کچھ کہنا ہے جسوقت آسمان شاہ داخل محل ہوا ملکہ نے تخلیہ کیا اور آسمان شاہ سے کہا کہ اگر ارادہ تمہارا ہے کہ عقد ملکہ کا سکندر سے کردون تو دیر کرنا مناسب نہین ہے ایسا گل سرسبد کہے ملتا ہے دیکھو صاحب ایسون کے سبھی خواستگار ہوتے ہین اگر وہ پھر کہین چلا گیا اور کسی شاہ و شہریار نے اپنی دختر سے عقد کردیا تو ہاتھ مل کے رہجاؤگے آسمان شاہ سے ملکہ نے اسطرح بیان کیا کہ اوسے کچھ نہ بن پڑی اور کہا کہ مین تو چاہتا ہون کہ ابھی شادی کردون مگر اے ملکہ اتنا تو سمجھو کہ نہ تو کوئی بزرگ اوسکا یہان ہے اور نہ اوسنے خود خواہش ظاہر کی ہے یہ کیونکر ہوسکتا ہے کہ مین خود اوس سے کہون آخر غیرت بھی کوئی چیز ہے ملکہ نے کہا جب تمہین اسقدر غیرت ہے تو اوسے کہانتک شرم ہوگی آخر کوئی ہمجولی نوکر چاکر کوئی بھی اوسکے ساتھ ہے مین تو سنتی ہون کہ ابکی اوسکے ساتھ بارہ ہزار آدمی ہین اور ایک لڑکا اوسیکا ہمسن ہے جسے وہ بہت دوست رکھتا ہے اوس سے کہلواؤ کچھ دینے لینے کو کہو دنیا مین کام اسیطرح چلتا ہے یہ دولت وہ شے ہے کہ ہر مشکل آسان کرلیتی ہے لیکن یہ تمام باتین ایک سہیلی ملکہ کی سن رہی تھی سب آکر ملکہ سے بیان کین ماہ پارہ دل مین خوش ہوئی اور کہا کہ دیکھئے یہ سر انجام کبتک ہوتا ہے اے لو مہینون چاہئے ہین اوسنے کہا نہین بی بی وہان تو یہ فکر ہورہی ہے کہ بہت جلد یعنے آج ہی کل مین نکاح ہوجائے لیکن وہان مہتر بلقیس

نے سکندر رے تو کچھ نہین کہا جسوقت آسمان شاہ محل سے برآمد ہوا بلقیس آسمان شاہ کے پاس آیا اور کہا کہ ہمارے شہریار کی طبیعت نادرست ہے وہ فرماتے ہین کہ ایک تعویذ حفظ صحت میرا اوس باغ مین کہین رہگیا ہے جسمین فقیری کے زمانہ مین مین رہتا تھا تو اگر آپ اجازت دین تو مین وہین جاکر تلاش کرلون آسمان شاہ نے کہا گھر بار اونکا ہے مجھسے پوچھنے کی کیا ضرورت ہے انتہا یہ ہے کہ ملکہ تک اونسے پردہ نہین کرتی ہے بلقیس نے عرض کی کہ یہ سب صحیح ہے مگر صاحب خانہ کی اجازت لینا ضرور ہے کیا معلوم اب بھی آپکی وہی طبیعت ہو یا کچھ مصلحت بدل گئی ہو تو ایسا ہم کیون کرین کہ کسی کے خلاف ہو آسمان شاہ نے کہا مکان اونکا مین اونکا ملک اونکا مال اونکا ہے اے بلقیس نہین وہ بہت دوست رکھتے ہین اور بھائی فرماتے ہین مین تم سے پوچھتا ہون کہ اگر کسی امر کو دریافت کرنا چاہون تو پوچھ دوگے یا نہین لیکن اس راز کو کسی سے آگاہ نہ کرنا حتی کہ ابھی اپنے شہریار سے بھی نہ کہنا اور وہ بات بھی ایسی نہین ہے کہ وقت گزر جانے کے بعد اگر اوس شہزادہ کو معلوم بھی ہوجائے تو وہ تم سے ناراض ہو اور کیا عجب ہے کہ خوش ہو بلقیس نے کہا جو کچھ آپ فرمائین کہ مین اپنے طور پر دریافت کرکے آپ سے عرض کردونگا آسمان شاہ نے کہا اچھا اسوقت تو اوس شہزادہ عالی وقار کو ساتھ لیجاکر سیر باغ کراؤ کہ ذرا مزاج درست ہو اور خدا کرے وہ تعویذ اوسکا ملجائے کل مین تم سے کہونگا بلقیس نے کہا بہتر ہے آسمان شاہ سے بلقیس رخصت ہوا اور اوسیوقت سکندر کے پاس پہونچا کہ دوسرا رقعہ سنوقیہ ملکہ کے پاس سے آیا تھا سکندر دیکھ رہے تھے اور کہاری جواب کی منتظر کھڑی تھی سکندر کو تشویش تھی کہ کیا جواب لکھون اور کس بہانے سے ملکہ تک پہونچون کہ مہتر بلقیس پہونچا اور پوچھا کہ کیا تردد ہے فرمایا وہی درد سر ہے کہ جسکا علاج سمجھ مین نہین آتا بلقیس نے کہا اگر کوئی طبیب حاذق علاج اوسکا بتلائے تو اوسے کیا صلہ ملیگا فرمایا اے سکندر زندگی بھر ممنون احسان رہونگا اگر کوئی ایسی فکر بتا کہ بدنامی اور محسن کشی سے بچون اور مطلب دل پورا ہوجائے تو جو مانگے گا وہ دونگا بلقیس نے عرض کی کہ آپکا دیا سب کچھ ہے اے شہریار جسوقت پہلا رقعہ آپ پاس آیا تھا اور مین نے آپکو متردد پایا تھا مجھے اوسیوقت سے فکر پیدا ہوگئی تھی کہ کونسی سبیل ملکہ سے ملاقات کی نکالون ایک تدبیر سوچکر آسمان شاہ سے باغ مین جانے کی اجازت لے آیا ہون اور یقین ہے کل تک ایسے سامان ہوجائین گے کہ ہمیشہ کے واسطے وہ کانٹا دل سے نکل جائیگا جسکی خلش اسوقت بھڑکا رہی ہے فرمایا سچ کہہ تیرے سر کے قسم بلقیس نے کہا کہ حضور کے قدمون کی قسم خلاف نہ عرض کرونگا آپ شوق سے باغ مین چلیے اور ملکہ سے ابھی ملنے کوئی اندیشہ کی بات نہین ہے بادشاہ کے فحواے کلام سے پایا جاتا ہے کہ اوسے عقد ملکہ کا آپکے ساتھ کردینا منظور ہے بلکہ خواہش اوسکی ہے کل تک یقین ہے کہ پیغام سلام شروع ہوجائے گا اسوقت ایک ڈر دو طرف غالب ہے اونھین یہ بھی اندیشہ ہے کہ ایسا نہو یہ نا منظور کرین اور آپکو اونکا پاس و لحاظ ہے لیکن مین اس پردہ کو ہٹادونگا اور اقرار کرتا ہون کہ عقد آپکا ملکہ سے کرادونگا سکندر نے کہا اے بلقیس میری تو عقل درست نہین ہوش و حواس باختہ ہین مین تمکو اختیار دیتا ہون کہ جو مناسب جانو وہ کرو اور بادشاہ سے کیا کہکر باغ کی اجازت لی ہے بلقیس نے عرض کی کہ مین نے بادشاہ سے کہا کہ مزاج ہمارے شہریار کا ناساز ہے اور وہ

فرماتے ہین کہ تعویذ محافظ صحت ہمارا باغ مین ملکہ کے رکھیا ہے آسمان شاہ نے کہا کہ جسطرح جب باغ اونکا تھا اب اوس سے بڑھکر اونھین تمام ملک و مال کا اختیار ہے وہ شوق سے باغ مین جائین اور جاہین وہین رہین لیکن اے شہریار رہنا مناسب نہین معلوم ہوتا سکندر نے کہا کہ ہان اتنے مین بھی وہان رہنا اچھا نہین سمجھتا ہون اگرچہ تمنا یہی ہے مگر خیر جب اوسکا وقت آئیگا تو وہین رہین گے غرضکہ کہاری تو یہ مژدہ لیکر پہلے ہی روانہ ہو چکی تھی اور ملکہ سے خبر کی کہ مبارک ہو وہ باغ مین آتے ہین ملکہ نے کہا کیونکر اوسنے تمام تقریر جو کہ بلقیس سے سنی تھی بیان کی ملکہ نہایت خوش ہوئی یہان سکندر رستم خود ہمراہ بلقیس کے باغ کیطرف چلا اور اودھر ملکہ نے اپنے کو سنوارا کنگھی کی سر مین تیل ڈالا زیور جسم پر آراستہ کیا اور مجولیون سے کہا کہ مین دعوت کرونگی سامان مہیا کرو یہان تیاری دعوت ہونے لگی اور اودھر سکندر رستم خود داخل باغ ہوا اودھر ملکہ روش پر ٹہل رہی ہے آنکھین در باغ کیطرف لگی ہوئی ہین بار بار یہ شعر زبان پر ہے

جمال تونے دکھا کر بگاڑدی عادت
یہ آنکھین اب نہین انتظار کے قابل

ناگاہ دروازہ باغ کا مثل آغوش تمنا کے وا ہوا اور وہی یار جانی محبوب جاودانی یعنے سکندر رستم خود سامنے سے آتے ہوئے دکھائی دیا اور دیکھا ملکہ نے کہ ایک اور لڑکا بھی اسی سن وسال کا لیکن چہرہ سے اوسکے شوخی و شرارت ٹپک رہی ہے سکندر کے ساتھ ہے ملکہ تو سمجھی کہ انکا بھائی یا اور کوئی عزیز قریب ہوگا جب تو اسکو ساتھ لائے ہین لیکن وزیرزادی اسکے برابر کھڑی تھی غضب کی چنچل قیامت کی شریر تھی جیسے ہی اوسنے بلقیس کو دیکھا دوہی کر کے بھاگی اور ایک درخت کے پیچھے چھپی اودھر سکندر کی نظر جو ملکہ پر پڑی دیکھا کہ صورت ہی بدل گئی ہے رنگت زرد آنکھون مین حلقے پڑگئے ہین سکندر نے یہ حالت جو ملکہ کی دیکھی قلب بیچین ہوگیا بے اختیار جی چاہا کہ گلے لگا لون مگر ضبط کیا اور کہا کہ ملکہ مزاج کیسا ہے ماہ پارہ نے جواب دیا کہ تمھین کیا تمہاری بلا سے سکندر کا دل اس کلام سے بس گیا اور کہا کہ ملکہ تمھین ہمارے حال کی کیا خبر کہ ہمپر کیا کیا مصیبتین گزر گئین یہ کہکر تمام سرگذشت عقرب جادو کی اور یہانتک پہونچنا سب بیان کیا اب دونون کی آنکھون سے آنسو جاری ہین بلقیس پہلو مین سکندر کے کھڑا ہے اور کہہ رہا ہے کہ یہ رونا ہمارے سمجھ مین نہین آتا ہے اب وقت خوشی کا ہے یا ملال کا لیکن یہ دونون تو صدمہ فرقت اوٹھائے ہوئے تیر عشق کلیجہ پر کھائے ہوئے ہین آبا دل ذرا سے چھیڑ کا بہانہ ڈھونڈھ رہے تھے پھوٹ بہے یکایک گرجنے بجلی کڑکی اور کڑک کر اب جو گرتی ہے تو ایک پنجہ پیدا ہوا اور سکندر کو لیکر روانہ ہوا بس یہ دیکھنا تھا کہ ملکہ کے جسم سے تو گویا جان نکل گئی سن سے ہو کر رہگئی ہاتھ پاؤن کانپنے لگے اور بلقیس بھی رونے لگا کہ ہائے کس مدت مین تو اپنے شہریار کو ڈھونڈھ کر نکالا تھا اس فلک تفرقہ انداز نے پھر جدائی ڈالی واقع مین یہ کسی کا ہنسنا نہین دیکھ سکتا بقول شاعر ؎

کسی کا اسے عیش بھاتا نہین
یہ دو دل کو اک جا نبھاتا نہین

اے ملکہ معلوم ہوگیا کہ ہماری تمہاری دونون کی قسمت ابھی تک برائی پر ہے دیکھئے اس شہریار عالی وقار سے کب قدمبوسی حاصل ہوتی ہے ملکہ نے کہا کہ اگر زندگی باقی ہے تو ضرور ہی ملجائینگے مگر مجھے تو اونکی دشمنون کی زندگی ہی سے یاس ہے لیکن پنجہ جسوقت گرا تھا تو اوسنے آواز دی تھی کہ جو دوست ہون وہ پریشان نہون کہ مین اس شہریار کے

دوستون مین ہون دشمن نہین ہون انشاء اللہ تعالی پھر تم سے ملیگا ملکہ کے دلکو یہی خیال ہے کہ یہ کام کسی نجومی کا ہو اسلیئے کہ ابھی کل کی بات ہی کہ **عقرب جادو** کا واقعہ پیش آچکا ہے اب بھی ایسے ہی خیال ہے کہ دوست ایسے وقت مین کیون ستائیگا کہ وہ اپنے رنج مین ہی اور قاعدہ کی بات ہے کہ چاہنے والے ہی کے دلمین بُری باتین آتی ہین اور وہم دلکو ہمیشہ تشویش مین ڈالے رہتا ہی لیکن وہ کنیزین جو یہ حال دیکھ رہی تھین روتی ہوئی ملکہ کی مان کے پاس گئین اور کہا کہ وہ شاہ صاحب جو پھر آئے تھے اونھین بچہ لے گیا یہ سنکر ملکہ نہایت مضطرب ہوئی اور **آسمان شاہ** سے کہلا بھیجا **آسمان شاہ** باغ مین آیا ملکہ نے سارا واقعہ سنا نہایت افسوس کیا اور **بلقیس** سے کہا کہ ایسا واقعہ کبھی انکے بزرگون پر بھی گزرا ہے **بلقیس** نے کہا اکثر ایسا ہوا ہے کہ کسی رفیق عزیز پر وقت مصیبت پڑا اور کوئی دیو وغیرہ اوسکو اختیار مین ہوا تو واسطے مدد کے اوسکو اوٹھوا منگایا ہے صدہا مرتبہ **حمزہ صاحبقران** پرستان گئے اور آئے یہ مقام زیادہ تشویش کا نہین ہے **آسمان شاہ** کو تو گونہ اطمینان ہوا لیکن ملکہ کو تپ فراق نے آکر بستر غم پر گرایا یہ خبر تمام شہر مین مشہور ہو گئی **ارزنگ شاہ** مضطر و پریشان **آسمان شاہ** سے رخصت ہوکر اپنے ملک کیطرف روانہ ہوا کہ اب یہان رہنا میرا فضول ہی جب خداوند کریم اس آقائے نامدار سے پھر ملائیگا تو دیکھا جائیگا لیکن ملکہ ماہ پارہ کے لیئے باعث تسکین **بلقیس** کی باتین ہین کہ حال **سکندر** کا پوچھا کرتی ہے اور یاد کر کر کے رویا کرتی ہے **بلقیس** کو بھی باغ رہنے کیواسطے ملا ہے اعتبار اسکا بہت کچھ ہے کہ **سکندر** اسکو بھائی کہتے تھے اور **قران قزاق** بھی نہایت فکرمند ہے لیکن **آسمان شاہ** نے اسکو قلعہ مین جگہ دی ہی اور کہا ہی کہ جسوقت تک وہ شہریار عالیوقار واپس آئے تم یہین رہو یہ بھی یہین مقیم ہوا اب ان سبکو تو انتظار مین چھوڑا جاتا لیکن اب

چند کلمہ داستان حیرت نشان اوس بچہ کے بیان کیے جاتے ہین کہ جو سکندر کو لیکر روانہ ہوا ہی

یہ وہی دیو تندک تھا جسکو ملکہ آسمان پری نے بھیجا تھا کہ جاکر **سکندر** کو پردہ دنیا سے اوٹھا لا **دیو تندک** جسوقت **سکندر** کو لیکر اوڑا اور **سکندر** نے دیکھا کہ مجکو لیئے جاتا ہے اور ابھی ملکہ سے ملاقات ہوئی تھی پھر وہی فرقت اور وہی بیقراری پیش آیا چاہتی ہے چاہا کہ زور کر کے بچہ سے چھوٹ جاون کڑا کر ہکہ مارا کہ بچہ **خجل** ہو گیا اور یہ زمین کیجانب کئی قدم نیچے ہو گئے لیکن بچہ پھر لیکر چلا اب یہ ہر جگہ لنگر مار کر جاتے ہین کہ کسیطرح چھوٹون اور دیو زور انکا خالی دیکر پھر لے چلتا ہی اسیطرح جاتے جاتے قریب ایک کوہ کے پہونچے اور بمشکل دیو پردہ دنیا سے سرحد قاف تک لایا لیکن اتنے لنگر مارے کہ اب ہاتھ دیو کا شل ہو گیا اور دیکھا اس نے کہ اب میرے سنبھالے نہ سنبھلین گے کود پڑا اور تر پڑا ہاتھ اپنا کر سے نکال لیا اور دست بستہ ہوکر سامنے کھڑا ہو گیا **سکندر** نے کہا تو کون ہے اس نے عرض کی کہ غلام کو **تندک** کہتے ہین خادم دیرینہ حضور کے جد اعلیٰ کا ہون اور آپ سب صاحبون کو چاہے چھوٹے ہون یا بڑے اپنا آقا و ولی نعمت سمجھتا ہون فرمایا کہ یہ کونسی حرکت کی کہ ہم سے بے پوچھے اور دریافت کیئے تو اوٹھا لایا عرض کی کہ المامور معذور مجھے یہی حکم آپکی دادی صاحب سے ملا تھا کہا دادی کون ہماری بہت سی دادیان ہین کچھ نام و نشان بیان کر اسنے عرض کی کہ ملکہ قاف یعنی آسمان پری فرمایا کہ کوئی مصیبت پڑی ہوگی یون کوئی صاحب نہین یاد فرماتے ہین جب کوئی مصیبت کا وقت پڑتا ہی اوسوقت بے طلب آجاتے ہین تندک نے عرض کیا کہ اب اجازت ہو تو میرے چلون فرمایا ابھی ٹھہرو دیو ڈر کر پیچھے ہٹا اور جاکر کچھ میوہ قاف کا توڑ کر لایا شہزادہ کیخدمت مین پیش کیا کہ یہ نوش فرمایئے تو مین چلون **سکندر** نے کہا تو نے ایسے وقت مجھے ایذا دی ہے کہ اگر دوسرا ہوتا تو بغیر مارے نہ چھوڑتا مگر کیا کرون کہ ایک تو تو ملازم

ہے دارا صاحبہ کا دوسرا سحر ضعیف ہے مگر یہ میوہ اپنا لیجا مین نکھاونگا اس لیئے کہ ملکہ کی خدا جانے کیا حالت ہوگی اور بھائی میر ابلقیس میرے واسطے جدا پریشان ہوگا مین بھی غم سے خون جگر کھاتا ہون نکھانے پر رغبت ہے یہ بات پر دیو تندک نے عرض کی کہ آپ اطمینان رکھین مین نے چلتے وقت آگاہ کردیا تھا کہ دوست ہون دشمن نہین ہون جب یہ سن لیا تو میوہ نوش کرنے لگے اور تندک کوہ سے اور کر بیابان کی سیر کرنے لگا کہ ذرا غصہ فرو ہوجائے تو لیجلنے کو کہون قضائے کار اتفاقات روزگار اوسطرف سے اک ساحرہ طاؤس سحر پر سوار شہر تنگ قاف کو چلی آتی تھی راہ مین اسنے دیو تندک کو دیکھا کینہ دیرینہ نے دلمین آتش افروزی کی اسکی کوئی عزیز جادوگرنی ہاتھ سے تندک کے ہلاک ہوئی تھی پاس نے اس موقع کو غنیمت جانا کہ اسوقت یہ تنہا بیٹھا ہے اس سے بہتر موقع قصاص لینے کا نہ ملیگا بس وہین سے جو ایک ترنج سحر مارا تو سر پر تندک کے پڑا سر اسکا شق ہوگیا اور زمین پر گر کر پھڑکنے لگا ساحرہ تو روانہ ہوگئی لیکن دیو تندک نے آواز دی کہ اے شہریار غلام تو حق نمک سے ادا ہوا یہ آواز جو سکندر کے کان مین پڑی گھبرا کر ادھر ادھر دیکھنے لگا کہ یہ کسنے پکارا اور کسکو آواز دی دیکھا کہ تندک زیر کوہ تڑپ رہا رہا ہے سر سے خون جاری ہے سکندر جلدی سے کوہ کے نیچے اترے تو دیکھا تندک مرچکا ہے بس یہ دیکھکر سکندر کو نہایت افسوس ہوا اور ادھر ادھر دیکھنے لگے کہ یہ کسنے اسکو مارا کوئی نظر نہ آیا ناچار تندک کے فاتحہ خیر پڑھا اور ایک طرف روانہ ہوتے دلمین کہتے ہین کہ خداوند کونسی تباہی ہے کہ کہین سے کہین کہین مارے مارے پھرتے ہین اب دیکھیے گردش قسمت کہان لیجاتی ہے نہ تو راہ سے واقف نہ تنہا ساتھ ہے نہ یہ معلوم کہ یہ مقام کونسا ہے شہر یہان سے کتنی دور ہے حاکم یہان کا کون ہے عجب عالم مجبوری ہے کہ تندک کو دفن و کفن بھی نصیب نہ خدا رحم کرے اے تندک پر یہ فرماتے ہوئے اور روتے ہوئے چلے جاتے ہین عجب طرح کا عالم ہے کبھی اپنی مصیبت خون رلاتی ہے یہ بادیہ گردی اور ایک نازپروردہ کبھی ملکہ ماہ پارہ کی یاد دلمین چٹکیان سی لیکر بیچین کرتی ہے کدھر جائین کدھر نہ جائین کبھی یہ شعر پڑھکر رو دیتے ہین

نہ چلے کاوشون سے چلنے کی ہمتنے یہ تدبیر یا
او کہ ڈھلوون مین نکلے واہ ری تقدیر یا

اسیطرح تمام دن پھرتے رہے آخر کار شام ہوگئی سیاہی محیط عالم ہوگئی تمام جنگل ہو کا مقام ہوگیا ہے کہ سنسناتا کلیجے کے پار ہوا جاتا ہے یہ معلوم ہوتا تھا کہ اس صحرائے بے آب وگیاہ مین غل بلا و بکا ہے شجر بسبب سیاہی شب کے دیو مہیب بنے ہوئے کھڑے تھے درندون کی ہیبت ناک صدا آتی چلی آتی ہین بار بار کہتے تھے کہ کاش کوئی درندہ گزندہ ہی آکر میری مشکل آسان کرے روز کے صدمون سے نجات دے کبھی کہتے ہین کہ ہائے کل اسوقت گردوپیش مجمع احباب تھا قران قزاق ارژنگ زرہ پوش ملک آسمان فیل زور برادر نیک سیرت بلقیس بن نشاپور سب ایک جگہ بیٹھے تھے ملکہ کے رقعے آرہے تھے آج اس وادی مین ہین جہان آدمی کا نام و نشان تک نہین رات ہوگئی اور بیٹھنے کا ٹھکانا بھی نہین آخر کار تھک کر ایک درخت کے نیچے بیٹھ رہے تیمم سے نماز ادا کی اور یہ خیال کرکے کہ ایسی زندگی سے تو مرنا بہتر ہے اچھا ہو اگر کوئی درندہ آکر کھالے یہ خیال کرکے چاہا کہ سو رہون لیکن وہان بچھاتے کیا زمین فرش آسمان کی سقف درخت کے تنہ سے لگ کر سو گئے مگر معبود حقیقی جسکی حفاظت کرتا ہے

او سے کوئی بھی ایذا نہین پہونچا سکتا ہے تمام رات سویا کئے اور درندہ گزندہ قریب سے آتے جاتے رہے لیکن کسی نے حملہ نہین کیا جب صبح ہوئی اور نسیم سحری چلی ستارے غروب ہونے لگے طائران صحرائی آشیانون سے نکلکر اپنے اپنے زبانون مین حمد و ثنائے الٰہی بجا لانے لگے آنکھ سکندر کی حسب عادت کھلگئی دیکھا تو وقت نماز صبح کا ہے پس اوسی درخت کے نیچے تیمم کیا اور فریضہ سحری کو ادا کیا شکر پروردگار بجا لائے اور ایک سمت پھر روانہ ہوئے عجب طرح کا صحرا تھا ملک سائین سائین کر رہا تھا بوئے حیوانات نہ آتی تھی کہین کہین ہڈیان مردون کی ملین تو وہ اتنی اتنی بڑی نہین کہ جنکو دیکھکر انسان کا زہرہ آب ہوجائے مگر سکندر شیر بیشہ شجاعت ہے مطلق اسکے خوف و ہراس نہین ہے لیکن دلمین کہتا ہے کہ یہ قبرستان کہنہ معلوم ہوتا ہے مگر یہ استخوان بوسیدہ تو انسان کے نہین معلوم ہوتے خدا جانے کونسی مخلوق یہان رہتی تھی کہ جنکے استخوان اسقدر دراز ہین کہ استخوان فیل بھی اسکے آگے کوئی رتبہ نہین رکھتے اسیطرح پھرتے پھرتے پھر شام ہوگئی اور جلوہ عالم نظر سے پنہان ہوگیا تیرگی شب نے جہان کو گھیر لیا ستارہ فلک پر نمودار ہونے لگے مہر عالمتاب نے گوشۂ مغرب مین روشنی کی سکندر پھر کسی مقام پر بیٹھ رہے یہ رات بھی اسیطرح گذاری پھر صبح ہوئی نماز پڑھکر پھر ایک جانب روانہ ہوئے جاتے جاتے قریب ایک کوہ کے پہونچے دیکھا تو بالائے کوہ ایک گنبد مثل بیضہ کے ہے اور درۂ کوہ مین کوئی شخص بیٹھا ہوا ہے اور سامنے سواد شہر معلوم ہوتا ہے سکندر نے شکر خدا کیا اور درہ کیطرف چلے کہ اس شخص سے کچھ پتا ملیگا جاتے جاتے پاؤن شل ہوئے جاتے ہین اور راہ نہین قطع ہوتی تین روز کے بھوکے پیاسے لبون پر دم ہے پاؤن پر ورم ہے چہرہ غبار آلودہ دامن خار ہائے دشت کی تعدی سے چاک دل دردناک اس حال پر ملال سے بمشکل تمام طے کی اور سامنے فقیر کے پہونچے اور سلام علیک کی فقیر نے جواب سلام بطریق اہل اسلام دیا اور حال پوچھا کہ بابا کہان سے آنا ہوا اور نام آپکا کیا ہے فرمایا کہ ہم ملک آسمانیہ سے چلے آتے ہین فقیر نے ہنسکر کہا کہ بابا فقیرون سے بھی ٹھٹھول کرتے ہو آسمانیہ کس ملک کا نام ہے اور آسمان پر فرشتہ رہتے ہین یا انسان بھی یہ سنتے ہی غصہ آگیا فرمایا تو مجھے جھوٹا سمجھتا ہے ہے شرط کہ گردن سے سر توڑ کر پھینکدون فقیر یہ سنتے ہی تھرتھرانے لگا اور کہا کہ بابا خفا نہو ہم نے نام اس ملک کا نہین سنا تھا اس سے پوچھا شاید یہ ملک پردہ دنیا سے ہے! تو کان انکے کھڑے ہوئے اور کہا کہ یہ مقام کیا دنیا سے علیحدہ ہے فقیر نے کہا کہ یہ پرستان ہے آپنے پوچھا کہ تم ملکہ آسمان پری کو جانتے ہو اسنے عرض کیا کہ جی ہان نام تو سنا ہی اور انھین کون نہین جانتا نواسی ہین جناب سلیمان کی لیکن وہ دوسرے اقلیم مین رہتے ہین ملک ہوگا یہان سے بہت دور ہی کیا آپ وہین جانا چاہتے ہین فرمایا کہ مین وہین کو جانا چاہتا ہون انھین نے مجکو بلوا بھیجا تھا راہ مین دیو کو اونکے بھیجے مار ڈالا اور مین تباہ ہوکر یہان پہونچا فقیر نے کہا آپکا نام نامی و اسم گرامی کیا ہے فرمایا اب مین تجھ سے کچھ نہ بتاؤنگا تو مرد بد طینت ہے بات کا یقین نہین مانتا او سنے ہاتھ باندھکر عرض کی کہ خطا میری معاف ہو مین غلطی پر تھا اور اگر آپ نہ بھی بتائین تو مین سمجھ گیا ہون آپ اولاد حمزہ صاحبقران سے ہین مرشد نے میرے کہا تھا کہ تو خوش نصیب ہی تجھے زیارت اولاد صاحبقران کی نصیب ہوگی ایک شاہزادہ فلان زمانے مین بحالت بیابان گردی و دشت نوردی اسطرف آنکلیگا اور تیرے جھونپڑے کو اپنے قدم سے روشن و منور کریگا اب آپ تشریف رکھیے یہ کہکر اک مرگ چھالا بچھا دیا اور تعظیم کو اوٹھکر کھڑا ہوا ہاتھ جوڑے

یہ دیکھکر وہ جو چند چیلے اس فقیر کے بیٹھے ہوئے تھے کہ اونمین بعضو نہایت قوی تھے اور شوق ورزش بھی رکھتا وہ بولے کہ مرشد آپکی یہ شان ہے کہ اس بچہ کا استقبال و تعظیم کیجیے ہاتھ چومیے فقیر نے کہا تم نہین جانتے یہ بچہ نہین شیر کے بچہ ہین بس یہ سنتے ہی مزاج بدلگیا تیوریون پر بل آگیا فرمایا شیر کے بچہ تم آپ ہو گے مین آدمی کا بچہ ہون فقیر پھر ڈرا اور کہا کہ چونکہ شیر جانور بہادر و جری ہوتا ہے اسوجہ سے بہادر کو شیر کہتے ہین فرمایا کہ آپ مجھے جانور بناتے ہین مین شیر کش ہون ہے کوئی شیر اس صحرا مین کہ دیکھیے ابھی کلی چیر ڈالتا ہون یا نہین فقیر نے کہا آپ ایسے ہی ہین لیکن وہ ایک بانکا فقیر کا چیلہ جو نہایت قوی تھا اپنی جگہ سے اوٹھا اور کہا کہ دیکھون آپ کیسے قوی ہین جو بات بات پر بگڑتے ہین مرشد کا ادب نہین کرتے ہین ہر چند فقیر ہان ہان کیا کیا اس نے ایک نہ سنی اور قصد کیا کہ سکندر سے لپٹ پڑون سکندر نے پیچھے ہٹ کر جو ایک تھپڑ مارا تو لوٹن کبوتر کی سی کیفیت ہوگئی زمین پر گر کر تڑپنے لگا وہ چیلے جو فقیر کے اسکے ساتھ اوٹھے تھے کہ ہم بھی لڑین گے وہ تو ڈر کر قدمون پر گر پڑے کہ حضور کا مثل و نظیر نہین ہے جیسا آپ فرماتے ہین اوس سے بہتر ہین اور اوس بانکے کو جو تھپڑ مارا تھا گھنٹہ بھر کے بعد ہوش آیا اب وہ بھی مطیع ہوا فقیر نے ہاتھ منہ سکندر کا دھلایا جو اسکو میسر تھا پیش کیا اور عرض کی کہ مین کافر نہین ہون موحد ہون فرمایا خیر جو خدا کو برحق جانے اوسکی دعوت رد کرنا درست نہین ہے یہ فرماکر کچھ نوش کیا اور لیٹ رہے شام تک سویا کیے شام کو فقیر نے پھر جگایا اور کچھ کھانا کھلایا اور بمنت تمام پوچھا فرمایا نام میرا اسکندر رستم خو ہے مگر خبردار جو کسی کے سامنے کہا تم مجھے صفدر شیر دل کہہ کے پکارا کرو اوسنے عرض کی کہ بہت خوب اب فرمایا کہ تمہارا کیا نام ہے فقیر نے عرض کی کہ مجھے شاہ قلندر کوہ نشین کہتے ہین فرمایا کہ تم پہاڑ مین جو رہتے ہو اسوجہ سے کوہ نشین کا لفظ نام مین شامل کیا ہے اس نے عرض کی کہ وجہہ تو مرشد جانے جس نے یہ خطاب عنایت کیا ہے فرمایا آپ کچھ نہین جانتے کوہ نشین کہلوا کے فخر سمجھتے ہین اگر آپ ایسے ہی سیدھے ہین تو کوئی دوسرا مرشد آئیگا وہ شاہ قلندر بیوقوف کہہ دیگا آپ لفظ کے معنے تو سمجھتے ہین فقیر خاموش ہو رہا کہ یہ بڑے ہیڈ ہین جب مین منہ در منہ مجھکو بیوقوف کہہ رہے ہین اتنا کہہ کر ٹالدیا کہ بابا فقیر بیوقوف نہون تو راحت دنیا کو ترک کیون کرین اب سکندر یہین رہتے ہین اور فقیر کے مہمان ہین فقیر انسے نہایت خوش ہی بہت عزت و توقیر کرتا ہے وہ بانکے فقیر کے بھیک مانگ کر لاتے ہین اور شام کو انکے پاون دباتے ہین انکو یہ ایک آدھ پیچ بتا دیتے ہین زور کرا دیتے ہین فقیر نے سبکو سمجھا دیا ہی کہ دیکھو زبان نہ لڑانا ورنہ انکو غصہ آگیا تو مار ہی ڈالینگے اور مین بھی کچھ کہہ سکتا ہون اور نہ کچھ انکا بنا سکتا ہون اب انکو تو اسی مقام پر چھوڑیے لیکن اب یہان سے

چند کلمے داستان پردہ قاف گلستان ارم سے پھر تحریر ہوتے ہین کہ دیو تندک

کے جانے کے بعد دو روز گذر گئے اور تندک واپس نہ آیا ملکہ آسمان پری نے عبد الرحمن جنی سے کہا کہ تندک جب پردہ دنیا پر گیا ایک روز سے زیادہ نہ صرف ہوا کہ واپس آگیا ابکی کیا معرکہ ہے کہ آج تیسرا دن ہے اور تندک نہین پھرا عبد الرحمن جنی نے کہا کیا عجب کیا ہوا اب تندک ضعیف ہوا اور لینے اوس لڑکے کو گیا ہے جو زور و طاقت صورت و سیرت مین دوسرا علمشاہ ہے مزاج اوسکا نازک ہے آتا ہوگا راستے مین وہ سیر کرتے تندک کو ہر جگہ ٹھہراتے ہونگے آسمان پری خاموش ہو رہی دو روز

کچھ نہ کہا پر تو نندک کا انتظار رہا جب اور دو تین روز گذر گئے ملکہ نے پھر عبد الرحمن جنی سے کہا کہ اتنے روز گذر گئے کبھی ایسا اتفاق نہین ہوا کہ نندک پردۂ دنیا پر گیا ہو اور اتنے دنون نہین آیا میرا دل کھٹکتا ہے کہ کوئی افتاد پڑی خود علم شاہ رومی کو اگر لایا ہے مگر اسقدر زمانہ بھی نہین گذرا گیا اور آیا ذرا اپنے علم سے دریافت کیجئے کہ کیا سبب ہے جو نندک ابھی تک نہین آیا عبد الرحمن جنی نے کہا کہ اتنے مجھے بھی تشویش سی پیدا ہوئی مین ابھی دریافت کرتا ہون یہ کہکر زائچہ کیا اور سولہ شکلین رمل کی نظر مین رکھکر بارہ بروج سات ستارون کو ذہن مین لاکر منسوبات انکے مطابق کر کے خانہ سفر کو خانہ حیات سے ملا کر اب جو دیکھتے ہین تو مدت زندگی تمام معلوم ہوئی اور خانہ استراحت خانہ قبر معلوم ہوا ملکہ سے کہا کہ نندک زندہ نہین ہے اور سبب موت اوسکا سحر معلوم ہوتا ہے اب آسمان پری نے کہا کہ سکندر رستم خو کہان ہے کہا کہ اسوقت تو مجھے بصحرا معلوم ہوتا ہے کسی جا قیام نہین ہے آسمان پری نے کہا کہ سکندر تک نندک پہونچا بھی تھا یا نہین عبد الرحمن نے کہا کہ نندک سکندر کو لیے ہوے چلا آتا تھا راہ مین کسی مقام پر ٹھہر گیا تھا وہین سے سکندر تباہ ہوا لیکن اب صراف مین آگیا ہے آسمان پری نے کہا کہ پھر اور کسی کو مین بھیجون عبد الرحمن جنی نے کہا کہ آج ستارہ بد ہے کل بھیجئے گا لیکن صاحبقران اعظم کو غسل صحت کر چکے ہین مان کے پاس بیٹھے ہین جسوقت حال سکندر کی تباہی کا سنا آسمان پری سے عرض کیا کہ آپنے مجکو بھائی صاحب سے یعنے علم شاہ رومی کی روح سے شرمندہ کیا افسوس کہ وہ بچہ خدا جانے کہان گیا اور دل مین کیا کہتا ہوگا غرضکہ جب دوسرا روز ہوا آسمان پری نے جندک بن نندک کو اوسکے باپ کا عہدہ سپرد کیا اور کہا کہ جاکر سکندر رستم خو کو اٹھا لا عبد الرحمن جنی نے پتہ اسکو بتلا دیا اب جندک بن نندک یہان سے چلتا ہے دیکھئے کب ملاقات شاہزادہ سے ہوتی ہے لیکن اب کچھ حال شہر نقش نگار تحریر ہوتا ہے۔ راوی بیان کرتا ہے کہ ایک روز سکندر رستم خو نے شاہ قلندر کوہ نشین سے کہا کہ میرا جی چاہتا ہے کہ اس شہر کی سیر کرون شاہ جی نے کہا اختیار ہے حضور کو لیکن یہ مقام اور ہے پردۂ دنیا نہین ہے ذرا تحمل مزاجی کو کام فرمایئگا فرمایا تم میرے نصیحت کرنے والے کون ہو کیا مین نشیب و فراز دنیا کو نہین سمجھتا مگر جو کوئی خود چھیڑ چھاڑ کریگا تو سزا پائیگا یہان مین اپنی طرف سے چھیڑ نہ نکالونگا یہ فرما کر اوٹھ کھڑے ہوئے فقیر نے ایک بالکے کو ساتھ کر دیا کہ ہمراہ جا کر سیر کرا لا یا لڑکا فقیر کا انکے ساتھ ہوا راہ مین اوسنے کہا کہ مین شہر مین جاکر روزی کی فکر کرونگا آپ سیر کیجئے گا اگر واپس آنیکو جی چاہے مجھے ڈھونڈھ لیجئے گا فرمایا کہ میرے ساتھ آیا ہے تو چپکا چلنا کسی سے سوال نہ کرنا جو قسمت کا ہے خدا یوہین دلوا دیگا اگر اسکے خلاف کیا تو ایک چپت دونگا کہ سر گردن کے اندر دھس جائیگا نہ میرے ساتھ سے الگ ہونا یہان دور دور رہنا یہ معلوم ہو کہ فقیر انکے ساتھ ہے لڑکا یہ سنکر گھبرا گیا ان تیورون سے کہا تھا کہ وہ سمجھا کہ مار ہی بیٹھے عرض کی جیسا ارشاد ہوگا ویسا ہی کیا جائیگا یہ کہکر ایک بیس قدم آگے بڑھ گیا اور دور دور چلا اسواسطے کہ سکندر راہ سے ناواقف تھے جاتے جاتے داخل شہر ہوئے دیکھا کہ شہر نہایت آباد رعیت شاد ہے بادشاہ اس ملک کا اخضران پریزاد بھائی خضران پریزاد کا ہے جو کہ نانا سہراب ثانی کے ہین بادشاہ یزدان پرست و موحد ہے

رعایا بھی نہایت نیک مزاج و خلیق ہے بخوبی شہر آباد تھا رعیت شاد ٭ ہر طرف چہل پہل تھی
مورد فکر و غم نہ تھا کوئی ٭ جز غم دل الم نہ تھا کوئی ٭ اب سکندر رستم خو ہر طرف کی سیر کرتے چلے جاتے
ہیں چند قدم آگے آگے بانکا فقیر کا ساتھ ہے جسطرف وہ مڑتا ہے اوسیطرف یہ بھی جاتے
ہیں مکانات نہایت بلند و وسیع لیکن نئی ساخت کے ہیں دوکاندار نہایت سلیقہ شعار ہیں
لیکن اشیا نادر رکھے ہیں جو پردہ دنیا پر کبھی نہ دیکھے تھے لوگوں کا لباس بھی عجیب وضع کا ہے
لیکن ہر طرف کٹورہ کھنک رہا ہے جاتے جاتے دیکھا کہ ایک دوکان پر ایک مرد زبردست
سپاہی وضع چہرہ پر اسکے رعب افسری تمغہ شاہی کلاہ میں لگا ہوا ہے سکندر رستم خو اوسکی طرف
بغور دیکھنے لگے اور اوسکی نظر سکندر پر پڑی وہ بھی نہایت محبت کی نظر سے دیکھنے لگا کہ کیا جوان
رعنا ہے اور مرد سپاہی معلوم ہوتا ہے اس سے ملاقات پیدا کرنا چاہیے اتفاقاً کچھ لچے
بدمعاش شہر کے سیر کرتے چلے آتے تھے ایک چپت فقیر کے بانکے کو لگا دی فقیر کے بانکے
اوسے سخت و سست کہا اونے پلٹ کر اس زور سے تھپڑ مارا کہ یہ گر کر فریاد کرنے لگا
بس یہ دیکھتے ہی سکندر کو تاب نرہی اور اوس بدمعاش سے کہا کہ تیری کیا خطا کی تھی جو تونے
اسکو مارا تو نہیں جانتا کہ یہ ہمارے ساتھ ہے اوسنے کہا خوب کیا مارا اور ماریںگے آپ کوئی
قاضی ہیں یا شہر کے کوتوال ہیں فرمایا کہ چلا اب اوسے چھو کر تو دیکھ لے اگر ہاتھ نہ توڑ ڈالے
تو کچھ کام ہی نہیں کیا یہ سنتے ہی وہ گرگا فقیر کے بانکے کیطرف بڑھا اور چاہتا تھا کہ ایک چپت
اور رسید کروں اور اونکی طرف دیکھکر کہا کہ اگر کچھ دم ہے تو سمجھ لو دیکھو ہم اسکو پھر مارتے ہیں
یہ سنتے ہی مثل شیر کے جا پڑے اور کلائی پکڑ کر جو جھٹکا مارا ہاتھ شانے سے اوکھڑ آیا اور وہ
بدمعاش زمین پر پھڑکنے لگا ساتھ والے اوسکے لپٹنے لگے سکندر نے جسے گھونسا ماردیا
وہ وہیں رہ گیا باقی بھاگ کھڑے ہوئے بعد اوسکے فقیر کے بانکے سے کہا کہ اسے بڑا بودا
ہے یہ موٹے موٹے ہاتھ پاؤں تیرے کٹوانے کے قابل ہیں تو جسکے ساتھ ہو اوسے بھی
ذلیل کرواے لیکن وہ افسر جو ایک دوکان پر بیٹھا تھا یہ رنگ دیکھکر قریب سکندر کے آیا اور کہا
اے جوان کیا اسم گرامی رکھتا ہے اور کس ملک کا رہنے والا ہے فرمایا کہ ہم پردہ دنیا کے
رہنے والے ہیں اور نام ہمارا صفدر شیر دل ہے پوچھا یہاں کیونکر آنا ہوا فرمایا اس سے تمکو کیا
بحث ہے اوسنے کہا کہ مسافر سے سبب پوچھا ہی جاتا ہے اچھا آپ فروکش کس مقام پر ہیں فرمایا کہ
شاہ قلندر گوشہ نشین کا مہمان ہوں یہ سنکر اوسنے ہاتھ چومے اور کہا کہ آپ مرشد کے مہمان ہیں
تو بادشاہ کے مہمان ہوئے آپکی تعظیم و تواضع ہم سب پر واجب ہے اگر تکلیف نہو تو تھوڑی دیر کے
واسطے فقیر خانہ پر بھی تشریف لیچلیے اور اس خاکسار کو بھی سرفراز فرمائیے جی تو چاہتا تھا کہ آپ
جبتک اس ملک میں رہیں میرے ہی مہمان رہیے فرمایا اب ایک کے تو مہمان ہو چکے
ہاں اگر فقیر سے اجازت لے آؤ ہم تمہارے ہی مہمان ہو جاوینگے چونکہ یہ سردار بہادر دوست
ہے جرات سکندر کی دیکھکر عاشق ہو گیا اور سکندر اسکے حسن خلق کو دیکھکر پوچھنے لگے
کہ تمہارا کیا نام ہے اور بادشاہ سے کس قسم کا توسل رکھتے ہو اسنے کہا کہ مجکو
توحید سربلند کہتے ہیں میں سپہ سالار ہوں ملک الخضران شاہ پریزاد کا غرضکہ توحید سربلند
سکندر رستم خو کو اپنے مکان پر لایا اور کچھ اشرفیاں پیش کیں سکندر نے کہا کہ یہ کیسی محتاج

اسکی ضرورت نہین ہے اسنے عرض کی کہ ہمارے شہر کا دستور ہی یہ ہے کہ اگر کوئی شاہ و شہریار بھی اس ملک مین آجاتا ہے تو جس سے پہلے ملاقات ہوتی ہے وہ کچھ پیش ضرور کرتا ہے اور وہ اوسے لے لیتا ہے یا کسی کو دلوا دیتا ہے پھر لگے اور یہ مثل مشہور ہے کہ جیسا دیس ویسا بھیس لہذا اسے رد نہ فرمائیے اس دینے کا احسان آپ پر نہین ہو سکتا رسم و رواج کے ادا کرنے کا احسان اپنی ہی ذات پر ہوتا ہے یہ سنکر سکندر نے فرمایا کہ اسکو دیدو اور فقیر کے بالکے کی طرف اشارہ کیا توحید سر بلند نے وہ پانچون اشرفیان فقیر کو دیدین کچھ دیر یہان بیٹھے حالات و رسوم شہر کے پوچھا کیے بادشاہ کا حال پوچھا بعد اسکے توحید سے رخصت ہو کر اوسیطرح شہر کو دیکھتے بھالتے شاہ قلندر کوہ نشین کے پاس آئے فقیر نے بالکے سے پوچھا کہ کچھ جھگڑا فساد تو کسی سے نہین ہوا اوسنے سارا واقعہ بدمعاشون کا اور ملاقات ہونا توحید سر بلند سے اور اشرفیان ملنا سب بیان کیا اور اشرفیان نکالکر تین فقیر کو دین اور دو چھپا رکھین سکندر نے یہ دیکھکر اپنا منھ اودھر سے پھیرا اور مسکرانے لگے لیکن کچھ کہا سنا نہین وہان توحید سر بلند جو بادشاہ کی خدمت مین پہونچا تمام حال صفدر شیر دل کا بیان کیا کہ ایسا جوان خوشرو اور بہادر ہے کہ دیکھنے سے تعلق رکھتا ہے باوصفیکہ سن و سال بہت ہی کم معلوم ہوتا ہے اور مذہب اسلام رکھتا ہے جو ہمارے دین سے موافق ہے وہ بھی خدا پرست ہم بھی خدا پرست ہین اسکے بعد وہ کچھ اور بھی کہتے ہین جسے ہم نہین جانتے یعنے درجہ نبوت بھی داخل ایمان ہے بادشاہ نے کہا کہ وہ کہان مقیم ہے توحید سر بلند نے عرض کی کہ شاہ صاحب کا مہمان ہے ہر چند مین نے اصرار کیا کہ میری مہمانی قبول کرو اوسنے انکار کیا اور کہا کہ اگر شاہ صاحب اجازت دینگے تو البتہ ہو سکتا ہے بادشاہ نے کہا مین ابھی بلواتا ہون اور چوبدار روانہ کیا چوبدار احکام شاہی لیکر شاہ قلندر کوہ نشین کے پاس آیا اور عرض کی کہ بادشاہ نے فرمایا ہے کہ صفدر شیر دل کو ہمارے پاس بھیجدیجیے اور اب وہ ہمارا مہمان ہے اپنی مہمانداری کو ختم کیجیے شاہ قلندر نے یہ سنکر سکندر کیطرف دیکھا اور کہا کہ بسم اللہ تشریف لیجائیے لیکن اس خادم کو بھی کبھی کبھی یاد کر لیا کیجیے گا سکندر نے کہا کہ اگر تم بادشاہ کے دباؤ سے اجازت دیتے ہو تو مین ہرگز نجاؤنگا اور اگر بخوشی اجازت دیتے ہو تو خدا حافظ فقیر نے عرض کیا کہ مین جانتا ہون کہ آپ بادشاہ کا دباؤ ماننے والے نہین ہین مگر اسے شہریار اسوقت مناسب یہی معلوم ہوتا ہے اور مین بخوشی اجازت دیتا ہون فرمایا خیر اور یہ کہکر اوٹھ کھڑے ہوئے ساتھ ہی خیال آیا کہ یہ کونسا طریقہ بلانیکا ہے کیا مین نوکر ہون بادشاہ کا چوبدار سے کہا کہ جبتک کوئی معزز لینے کو نہ آئیگا اور سواری نہ آئیگی اوسوقت تک ہرگز نجاؤنگا شاید بادشاہ تمہارا اچھی طرح مجھسے واقف نہین ہے یہ کچھ ایسے تیورونسے کہا کہ چوبدار تو پیچھے ہٹا اور قلندر کی روح نکل گئی کہ دیکھئے یہ ترنگ اب اس لڑکے کی کیا کرتی ہے چوبدار واپس گیا اور عرض کیا کہ خداوند نعمت وہ شخص کہتا ہے کہ جب تک کوئی اراکین سلطنت سے میرے استقبال کو نہ آئے گا مین ہرگز نجاؤنگا بادشاہ نے توحید سر بلند سے پوچھا کہ یہ کوئی شاہزادہ امیرزادہ ہے

اسنے عرض کی کہ حضور یہ تو مجھے معلوم نہین کہ وہ کس خاندان سے ہے لیکن چہرہ پر جلالت شاہانہ و رعب خسروانہ ضرور ہے جو اسکی عالی نسبی پر دلالت کرتا ہے بادشاہ نے وزیر دانشمند خردافروز سے کہا کہ ایک مرکب تیز رفتار اور ایک پالکی لیجاؤ جس سواری کو وہ پسند کرے اوسپر سوار کر کے لے آؤ وزیر نے عرض کی کہ بہت خوب اور اوسیوقت اصطبل شاہی سے ایک مرکب پرستانی نہایت خوشرو ساز و یراق سے آراستہ کر کے منگوایا اور ایک پالکی مین آپ سوار ہوا دوسری پالکی ساتھ لی اور درۂ کوہ کی جانب جہان کہ سکندر رستم خو فقیر کے مہمان تھے روانہ ہوا وہان فقیر جو وزیر کے جانے کے بعد دل مین ڈر رہا تھا کہ ایسا نہو بادشاہ برہم ہو جائے خدا ہی خیر کرے دیکھئے اس لڑکے کا مزاج کیا کرتا ہے لیکن سکندر رستم خو کو کوئی پروا نہین تھی کہ اتنے مین دور سے جلوس دکھائی دیا اور وزیر خردافروز دکھائی دیا فقیر نے دل مین کہا کہ یہ بڑا صاحب اقبال معلوم ہوتا ہے غرضکہ جب قریب درہ کے پہونچا سواری اتری جب یہ دیکھا تو سکندر نے بھی چند قدم بڑھ کر وزیر خردافروز کا استقبال کیا وزیر نے فقیر کے ہاتھ چومے اور سکندر سے کہا کہ مین حاضر ہون سواریان موجود ہین اگر آرام کی خواہش ہو تو پالکی موجود ہے اور مرکب پرستانی بھی ہمراہ ہے فرمایا کہ ہمارے کاندھے پر سوار ہونا یہ تو مردون کی سواری ہے مرکب البتہ ہاتھ پاؤن والون کی سواری ہے وزیر نے دل مین کہا کہ اسنے پہلے ہی مجھے مردہ بنایا مگر خاموش رہا وہ رعب سکندر کا تھا کہ مجال نہ تھی کہ کوئی جواب دیسکتا غرضکہ سکندر رستم خو اسپ تیز رفتار و سبک عنان پر سوار ہو کر ہمراہ وزیر خردافروز کے روانہ ہوئے اور بعد قطع راہ دربار مین پہونچ بادشاہ کو سلام کیا شاہ نے جواب سلام دیا اور ایک دنگل جواہر نگار انکے واسطے بچھوا رکھا تھا اوسپر بیٹھنے کو جگہ دی توحید سر بلند نے مجرا کیا اوسکو بھی جواب سلام دیا بادشاہ نے نام پوچھا سکندر نے کہا کہ نام میرا صفدر شیر دل ہے بادشاہ نے فرمایا اے صفدر شیر دل آپ کس خاندان سے ہین فرمایا کہ سب بنی آدم ہین کونسا ایسا بشر ہے جو اولاد ابو البشر سے باہر ہے بادشاہ نے کہا کہ کس ملک مین سکونت [illegible] تھا اور کس مقام پر سلطنت تھی جواب دیا کہ اول تو آپ لوگ ممالک دنیا کے نامون سے آگاہ نہین جو مین بیان کرون اسکے علاوہ جسطرف تلوار اٹھا کر جا نکلے وہی ملک اپنا ہے لیکن ہم لوگون کو ہوس سپاہی ہے شہریاری نہین ہے ہم تاج بخش ہین یہ سنکر بادشاہ نے گردن نیچی کر لی بعد کچھ دیر کے فرمایا کہ ارادہ کسطرف جانے کا تھا اور یہان کیونکر آنا ہوا سکندر نے کہا کہ ارادہ گلستان ارم کا ہے اور اسطرف بسبب راہ گم کرنے کے نکل آیا مرکب میرا رستے مین مر گیا بادشاہ نے کہا کہ چند روز یہین قیام کیجئے اور سیر اس ملک کی کیجئے بعد اسکے جب مزاج مین آئے چلے جائیگا فرمایا خیر دیکھا جائے گا غرضکہ بادشاہ نے ایک قصر عالی انکے رہنے کو مرحمت فرمایا اور کچھ خادم کنیزین خدمت کے واسطے بھیجدین سکندر رستم خو وہان رہنے لگے ایک روز کا ذکر ہے کہ دربار آراستہ ہے اور ارکان دولت جمع ہین توحید سر بلند بھی اپنے دنگل سالاری پر بیٹھا ہے اور صفدر شیر دل بھی اپنے دنگل پر متصل بادشاہ فروکش ہین کہ چوبدار نے آکر عرض کی کہ جہان

سلامت اقبال افزون دشمن پائمال اک سوداگر ممالک غیر کا حاضر ہے اور عرض کرتا ہے کہ میرے پاس گھوڑے نہایت عمدہ عمدہ ہین اور ایک مرکب تو ایسا ہے کہ مثل و نظیر اوسکا نہین ہے فرمایا کہ اچھا بلالو وہ سوداگر حاضر ہوا مجراگاہ پر سے مجرا کیا اور وہی باتین کہین جو چوبدار نے آکر عرض کی تھین یہ سنکر بادشاہ کو اشتیاق پیدا ہوا اور فرمایا کہ اچھا جاکر گھوڑون کو لے آؤ اوسنے عرض کیا کہ گھوڑے میرے ساتھ مین لیکن جو گھوڑا لائق حضور کے ہے وہ یہان نہین آسکتا بیرون شہر ہے اسلئے کہ وہ زنجیرون مین جکڑا ہوا ہے اور کسی کو سواری نہین دیتا یہ عیب بھی اوسمین ضرور ہے اگر کوئی شہسوار حضور کے یہان ہو اور وہ اوس مرکب کو درست کردے تو پردہ قاف مین دوسرا مرکب اوسکے مقابلہ مین نہ نکلیگا یہ سنکر بادشاہ نے کہا کہ دیکھا جائیگا تم وہ مرکب دکھاؤ تو سہی سوداگر نے عرض کی کہ حضور سوار ہون بادشاہ نے صفدر شیر دل سے کہا کہ چلوگے تمھین بھی کچھ دخل ہے صفدر شیر دل نے عرض کی کہ مجھے اور تو کچھ بھی دخل نہین ہے لیکن اگر ارشاد ہو تو ہڈیان پسلیان اوس مرکب کی توڑ کے رکھدون اور بکری بنادون سوداگر ہنسا اور کہا کہ آپکا یہ سن و سال اور یہ قد و قامت اور بے دیکھے ہوئے مرکب کے یہ دعوے بس یہ سننا تھا کہ صفدر شیر دل کو غصہ آگیا اور کہا کہ چلو ابھی معلوم ہوا جاتا ہے سوداگر نے عرض کی کہ اگر آپ اوس گھوڑے پر سوار ہو کر اوسکو رام کرلین تو گھوڑا بغیر قیمت نذر کرتا ہون سکندر نے کہا مجھے منظور ہے غرضکہ بادشاہ سوار ہوئے سوداگر اور صفدر شیر دل اور بعض دیگر اراکین سلطنت کو ساتھ لیکر چلے جاتے جاتے بیرون شہر پہونچے ایک سرا مین وہ گھوڑا ایک شامیانہ کے نیچے بندھا ہوا تھا پاؤن اگاڑی پچھاڑی کے مقام پر زنجیرین بندہی ہوئی تھین بڑے قد و قامت کا مرکب ہے رنگ مشکی کنوتیان کھڑی کئے ہوئے آنکھین سرخ یہ دیکھکر صفدر شیر دل نے کہا کہ مرکب بیشک اچھا ہے بادشاہ اور توحید سربلند وغیرہ سب نے تعریف کی مگر ساتھ ہی یہ بھی کہا کہ بڑا خونخوار مرکب ہے اسکا درست ہونا بہت دشوار معلوم ہوتا ہے اور سوداگر نے صفدر شیر دل کیطرف دیکھکر کہا کہ لیجئے مرکب حاضر ہے سوار ہو جئے یہ سنکر صفدر شیر دل نے دامن گردانے اور کہا کہ زنجیرین اسکی کھلوادو بادشاہ نے منع کیا اور کہا کہ یہ مقام جرات نہین ہے کیون جہالت کرتے ہو صفدر شیر دل نے کہا کہ قول مردان جاندارد مین ضرور اس گھوڑے کو درست کرونگا ورنہ یہ سوداگر طعنہ زن ہوگا سوداگر نے کہا کہ مین طعنہ زنی سے باز آیا مجھے آپکی جان لینا منظور نہین ہے لہذا آپ معاف فرمائین صفدر شیر دل نے کہا کہ اگر زبان سے نہ بھی کہوگے تو دل تمھارا کہے گا مین سوار ضرور ہونگا یہ فرماکر قریب مرکب کے گئے اور اپنے ہاتھ سے کاٹھی چڑھائی تنگ مرضی کے موافق تنگ کیا لگام منہ مین دی اور جست کرکے پشت پر گئے سوداگر سے کہا زنجیرین کھلوادو سوداگر نے عرض کی کہ آپ واقع مین اسم بامسمی ہین شیر دل ہونے مین شک نہین دوسرے کی کیا مجال بھی تھی کہ اسپر زین کسکر لگام منہ مین دیدیتا آپ برائے خدا اپنے سن و سال پر رحم فرماکر مرکب سے اوتر آئیے مین ہارا اور آپ جیتے صفدر شیر دل نے کہا کہ سنو جو کہا وہ کرکے دکھائینگے تم زنجیرین کھلوادو تو کھلوادو ورنہ ہم آپ کھول لینگے سوداگر نے بادشاہ سے عرض کی

کہ دیکھے حضور مین منع کر رہا ہون مگر یہ سماعت نہین کرتے اب مین ذمہ دار نہین لیکن صفدر شیر دل گھوڑے سے کود پڑا اگاڑی پچھاڑی اپنے ہاتھ سے کھولدی اور گلے کی زنجیر پشت مرکب پر ہونچکر کھولی بس مرکب کا کھلنا تھا کہ اوسنے کنوتیان بدلین آنکھین غصہ سے اوبل پڑین الف ہونے لگا بس صفدر شیر دل نے منھ پر چابک مارا اور رانون مین مسلا گھوڑا لیکر چلا بادشاہ نے کہا کہ بڑا منچلا ہے یہ لڑکا لیکن اسکا غصہ اسکا دشمن ہے توحید سر بلند نے عرض کی کہ حضور مین تو اسنے ڈر گیا اوس سے ڈرنا چاہیئے جو کسی سے نہ ڈرے یہ موت سے بھی نہین ڈرتا تو کس سے ڈریگا لیکن صفدر شیر دل گھوڑے کو دوڑاتے ہوئے اسقدر دور نکل گئے کہ سوا ایک بگولہ گرد کے اور کچھ نظر نہ آتا تھا بعد ایک ساعت کے وہ گرد بھی نظر سے غائب ہو گئی بادشاہ نے کہا کہ معلوم ہوتا ہے کہ گھوڑا صفدر شیر دل کو لیکر کسی خندق یا چاہ مین جا پڑا لوگون کو روانہ کیا کہ خبر تو لاؤ لوگ تلاش مین چلے تھے کہ دیکھا سامنے سے گرد پیدا ہوئی اور آن واحد مین دیکھا کہ صفدر شیر دل مرکب کو رانون مین دابے ہوئے چلے آتے ہین اب سامنے آکر چارونطرف اس قابو سے پھیرنا شروع کیا کہ یہ معلوم ہوا کہ برسون سے سواری مین ہے اور نہایت شائستہ ہے یہ دیکھکر توحید سر بلند اور دیگر سرداران فوج و ارا کین سلطنت نے مع بادشاہ نہایت تعریف کی اور سوداگر کا رنگ زرد ہو گیا لیکن کہتا ہے کہ یہ لڑکا تو بلا کا شہسوار نکلا اور مین شرط اس سے ہارا گھوڑا مفت ہاتھ سے جاتا رہا عوض نفع کے اس تجارت سے نقصان اوٹھایا بادشاہ نے سوداگر سے کہا کہ اب کیا کہتے ہو اسنے عرض کی کہ بیشک یہ سچ ہے اور مین شرط ہارا گھوڑا حاضر ہے لیکن صفدر شیر دل نے مرکب سے اوترکر بادشاہ سے کہا کہ ہر چند یہ شرط ہارا مگر قیمت اوسکو دلوا دیجئے غریب آدمی ہے حضور کو دعائین دیتا چلا جائیگا بادشاہ اس بات سے اُنکی اور بھی خوش ہوا قیمت سوداگر کو دلوادی اور گھوڑا صفدر شیر دل کو دیدیا کہ یہ لائق تمہارے ہی سواری کے ہے دوسرے کو سواری نہ دیگا اب یہ ہمراہ بادشاہ کے واپس آئے اور رہنے سہنے لگے اک روز بادشاہ سے عرض کی کہ میرا دل گھبرایا کرتا ہے مین سیر و شکار کا بہت عادی ہون اگر اجازت ہو تو صحرا مین جا کر شکار کھیل آیا کرون فرمایا کہ تمکو تمام ممالک مین میرے اختیار ہے جہان چاہے شکار کھیلو یہ سلام کرکے رخصت ہوئے اور تیر کمان ہاتھ مین لیلی اوسی مرکب پر سوار ہو کر جانب صحرا روانہ ہوئے شام تک شکار کھیلا کیئے ہرن مار کر لائے اور بادشاہ کے واسطے بھیجدیئے اور ایک آہو اپنے پہلے دوست توحید سر بلند کو بھیجا توحید بھی بہت خوش ہوا اب یہ ورد ہو گیا کہ روز یہ شکار کھیلا کرتے ہین اور جو کچھ شکار ملتا ہے وہ بادشاہ کو واسطے بھیجدیتے ہین اور زیادہ ملتا ہے تو اور ارا کین دولت وزیر [illegible] وغیرہ سب کو تقسیم کیا کرتے ہین ایک روز کا ذکر ہے کہ یہ تلاش آہو مین جا رہے ہین کہ دیکھا سامنے سے اک ہرن بھاگا چلا آتا ہے بس یونہین جو تیر چلہ کمان مین پیوستہ کرکے مارتے ہین تو قلب پر اسکے پڑا اور آہو اوچھل کر گر پڑا یہ جلدی سے اوترے اور آہو کو ذبح کیا لیکن اب جو خیال کرتے ہین تو ہرن تیر خوردہ ہے ایک اوچھا سا زخم اسکے پشت پر ہے یہ دیکھکر نہایت افسوس کیا کہ نہ معلوم یہ کسکا صید تھا مین نے ناحق سے شکار کیا یہ اسی افسوس مین تھے کہ دیکھا

سامنے سے گرہ اوڑی اور ایک نقابدار سفید پوش پیدا ہوا دلمین سوچے کہ عجب نہین ہے جو یہ آہو اسی کا صید ہو لیکن اوس نقابدار نے جو دیکھا کہ ایک شخص بیٹھا ہے اور آہو ذبح کیا ہوا پڑا ہے اسے نہایت غصہ آیا اور کہا اے شخص اس سے بھیک مانگکر شکار نہ کھیلا کر کوئی کوئی بندہ خدا ترس کھاکر دیدیا کریگا تیرا مطلب ہو جائیگا یہ کھڑے ہو گئے اور اوس سے عذر کرنے لگے اوس نقابدار کو اور بھی غصہ آیا اور کہا کہ عذر گناہ بدتر از گناہ بس اسکی سزا یہ ہے کہ اس آہو کو اپنی پشت پر لادو اور لیئے ہوئے میرے سامنے سے چلا جا صفدر شیر دل بھلا ایسی گفتگو کاکب عادی سے نہایت غصہ آیا اور کہا کہ نہین بھی صید کیا تھا تو اب صید کیا دیکھون تو تو میرا کیا کر لیتا ہے ہمتو عذر کرتے ہین مگر تو مانتا ہی نہین بڑا کج فہم ہے یہ کہتے ہوئے پشت مرکب پر پہونچے نقابدار سفید پوش نے کہا کہ گردن نہین نیچی کرتا اور زبان لڑاتا ہے ہے شرط کہ زبان تیری کاٹ ڈالون صفدر شیر دل نے آواز دی کہ تجھے قسم ہے اپنے دین و مذہب کی کہ کمی نکرنا بس یہ سنتے ہی نقابدار نے نیچہ کمر سے کھینچکر سالکدر کے حوالے کیا سکندر نے چپ سے بند دست اسکا پکڑ لیا اور دوسرے ہاتھ سے کمر زنجیر کا بند پکڑ کر سن سے اوٹھا لیا اور چاہا کہ زمین پر مارون کہ استخوان اسکے پارہ پارہ ہوجائین کہ یکایک بند نقاب ٹوٹا اور اک روشنی ہوئی نگاہ جو پڑی بے ہوش اوڑ گئے یہ معلوم ہوا کہ ابر ہٹ گیا اور چاند نکل آیا دیکھا کہ مرد نہین بلکہ اک لڑکی تیرہ چودہ برس کی آفت ہوش بلائے جان ہے حسن کی چھوٹ پڑ رہی ہے ہاتھ مین رعشہ ہوا دل بیقابو ہو گیا بے اختیار نقابدار ہاتھ سے چھوٹ گیا بس نقابدار نے جو رہائی پائی جلدی سے پشت مرکب پر بیٹھکر صحرا کیطرف روانہ ہو گیا صفدر شیر دل دل پکڑ کر رہگئے جب نقابدار دور نکل گیا تو یہ خیال پیدا ہوا کہ ہاے یہ ظالم دل تو لیئے جاتا ہے اور پتہ اسکا معلوم نہین انجام مین رونا پڑیگا اور کچھ نہو سکیگا یہ خیال کرکے جلد اپنے مرکب کو جولان کیا اب جو دیکھتے ہین تو گرد کا بھی پتہ نہین کچھ دور نشان سم مرکب دیکھتے ہوئے گئے لیکن آگے بڑھکر ریگ ملی کہ نشان سم کا پتہ بھی نہ معلوم ہوا شام کو مجبور و ناچار وہان سے پلٹے گھر تک آنا دشوار ہو گیا صید بھی وہین چھوٹا خود شکار تیر محبت ہو گئے اوس آہو چشم نے اپنا سودائی و وحشی بنا دیا چوکڑی بھول گئے سارے بانگین جاتے رہے آہین کرتے ہوئے مکان پر آئے بادشاہ کے یہان بھی نہین گئے قصد کیا کہ پھر بہ تلاش چلون لیکن ساتھ ہی یہ خیال آیا کہ اب تک ڈھونڈا تو کیا پایا اور اب ڈھونڈوگے تو کیا پاؤگے جسکا نشان نہین معلوم اوسکا پتہ کیونکر ملے خادم نے آکر عرض کی کہ خاصہ تیار ہے فرمایا مین بھوک نہین ہے اسوقت کچھ نہ کھاؤنگے اور مسہری پر لیٹ رہے تصور ملکہ کا بندھا ہوا ہے ایک تصویر سے کہ آنکھون کے سامنے پھر رہی ہے دل سے کہتے ہین کہ ارے تو نے اوسوقت ایسا بیکار کر دیا تھا کہ مجھے یہ خیال نہوا کہ اگر یہ چلا جائیگا تو کیونکر اسکا پتا ملیگا ہاے کاش مین بھی ساتھ ہی چلا جاتا اور خطا اوس سے معاف کراتا کہ مین نے اوسکے آہو کو صید کیا وہ نہایت رنجیدہ ہوا ہوگا اور یقین ہے کہ اب اسطرف کبھی نہ آئیگا کیونکہ زیر ہو گیا ہے افسوس کہ کسی امید کے بر آنے کی امید نہین بستر پر کروٹین لیتے رہے ہین مگر نیند نہین آتی کسی پہلو چین نہین پڑتا کبھی وہ اشعار عشق آمیز

زبان پر جاری ہوتے ہین کہ جنکے مطلب اپنے حال زار کے موافق ہین

غزل

دوست بنکر دیگا دھوکا دشمن جانی مجھے
دے لئے اطمینان سے کیا پریشانی مجھے

جب کہا دلنے کی الفت مین حیرانی مجھے
بول اُٹھی چشم تماشا دی پریشانی مجھے

جستجو دلکی ہے یا ہو تلاش دلربا
ہے محبت مین بہرصورت پریشانی مجھے

اے دل اس حالت مین فکر رازپوشی ہے عبث
جبکہ آئینہ بنا دے میری حیرانی مجھے

مست آنکھونسے تری اس رنگ مین کبتک بچاؤن
سینے بیخود ہوکے سوجھی ہو نگہبانی مجھے

بچکے چلنے سے ترے دست ہوس ہوگا دراز
داغ بدنامی نہ دے یہ پاکدامانی مجھے

جستجو کرنے نہ دیگا گم شدہ دل کی کبھی
اور دغا پیشہ یہ انداز پریشانی مجھے

اے دل اظہار وفا پر آزمایش اُسنے کی
دیکھون کیا کیا زحمتین دے تیری نادانی مجھے

عشق کا آزاد کردہ کب ہے پابند رسوم
شرم رسوائی نہ اب ہے ننگ عریانی مجھے

آہ سوزان کا برا ہو ہے عجب اُلٹا اثر
پھونکے دیتی ہے یہ میری آتش افشانی مجھے

خنجر قاتل گلے ملے تو لے جان اے اجل
دوست رکھتا ہے بہت اک دشمن جانی مجھے

جستجو اسکی ہے جسکا نہین کوئی پتا
ٹھوکرین کھلوائیگی یہ میری نادانی مجھے

میرا جادہ بیخودی ہے میری منزل گمرہی
پائیگا تنہا کے کیا غول بیابانی مجھے

بس اظہار شوق قتل سے اتنا خیال
کشمکش مین ڈالدی یہ گرانجانی مجھے

خودکشی سے ہے وہ بہتر تم گلا کاٹو اگر
ورنہ کیا آتی نہین ہے مشکل آسانی مجھے

تونے ہمدردی سے آئینہ بنایا ہے مجھے
دیکھ لو حیران جسکو ہو پریشانی مجھے

آرزو یہ سب ہے قدر افزائی اہل ہنر
ورنہ کب مرغوب ہے اپنی غزلخوانی مجھے

اسیطرح مختلف اشعار عاشقانہ پڑھتے ہین آنکھون سے آنسو جاری ہین اسی عالم مین شب گذاری صبح ہوئی نماز صبح پڑھی کر فرض ادا کر لیا لیکن طبیعت تو اُدہی طرف رجوع ہے قلب قابو مین نہین ہے وظیفہ نام محبوب ہے غرضکہ جلدی سے مُنہ ہاتھ دھو کر فراغت کی اور پشت مرکب پر بیٹھکر پھر اسی صحرا کیطرف روانہ ہوئے کہ شاید پھر وہ محبوب دلنواز شکار کھیلتا ہوا اسطرف نکل آئے تمام دن تباہ رہے مگر ادھر کون آتا ہے شام کو پھر واپس آئے کس صورت سے کہ چہرہ زرد دل مین درد لب خشک آنکھ تر آج بھی دربار مین گئے اخضران شاہ نے دو تین بار چوبدار کو مزاج پرسی کیواسطے بھیجا ہر مرتبہ کہلا بھیجا کہ سر مین درد ہے لائق اسکے نہین ہون کہ حاضر ہون انشاءاللہ بشرط صحت کل حاضر ہونگا لیکن دوسرے روز بھی جاتا کون ہے نوکری تو نقابداری کر لی ہے ملازمت عشق سے فرصت ہو تو بادشاہ کا دربار کرین دن بھر صحرا کی خاک چھانتے ہین رات کو آکر پڑ رہتے ہین اخفاے راز مین جو جو مشکلین پیش آتی ہین انھین دل ہی جانتا ہے مگر رنگ کی غمازی اور بھی محنت ضبط کو رائگان کرتی ہے آنکھون کے حلقے چغلی کھاتے ہین نگاہون کی پریشانی جستجوے یار جانی کا حال بتاتی ہے اسی طرح جب دو ایک روز گزرے بادشاہ براے عبادت آیا تو حید سربلند بھی ہمراہ تھا دیکھا تو عجب ہی حالت ہے ملک اخضران پریزاد چونکہ مرد جہان دیدہ ہے سمجھ گیا کہ یہ تیر عشق کا نشانہ ہوا ہے خاموش ہو رہا اور طبیب خاص کو براے علاج بھیجدیا لیکن یہ خبر بادشاہ کو روز ملتی ہے کہ یہ شکار کو ضرور جاتے ہین طبیب نے منع بھی کیا ہے کہ نقل و حرکت تپ کیواسطے مضر ہے مگر وہ سماعت نہین کرتے بلاناغہ شکار پر جاتے ہین لیکن اب کچھ حال اُس نازنین مہر نگین کا سنئے کہ جو نقابدار سفید پوش بنی ہوئی

صحرا مین نکل آئی تھی یہ دختر ہے ملک اخضران شاہ کی اور ملکہ ماہ سیما اسکا نام ہے باغ اسکا شہر سے علیحدہ ہے اور یہ وہین رہتی ہے آٹھوین روز باپ کے سلام کو شہر مین آتی ہے اور شوق صید افگنی اسے بچپن سے ہے حسب عادت یہ آہو کا پیچھا کئے ہوئے اسطرف بھی نکل آئی تھی یہان صفدر شیر دل سے ہرن کے بابت جھگڑا ہوا اور بند نقاب اسکا ٹوٹا تھا اوسوقت تو بسبب شرم کے یہ چلی گئی تھی لیکن اسنے بھی جب سے صفدر شیر دل کو دیکھا ہے طبیعت ہاتھ سے جاتی رہی ہے دل بے اختیاری کرتا ہے اگر بیٹھے بیٹھے اولجھن ہوتی ہے تو کسی شغل مین جی نہین بہلتا لیکن شرم دنیا اور خوف رسوائی نے لب پر مہر سکوت لگادی ہے پاؤنمین بیڑیان ڈالدی ہین اکثر قصد کیا کہ سیر و شکار سے دل بہلاؤن لیکن اس خیال نے باز رکھا کہ مبادا پھر کسی مقام پر اوسی ظالم کا سامنا ہو جائے اور بے اختیاری بڑھ جائے تو داغ بدنامی سے دامن نہ بچ سکیگا اور پاکدامنی آوارگی سے مبدل ہو جائیگی مان باپ بلکہ سارے خاندان کی عزت خاک مین ملجائیگی ایسی لڑکی کا مرجانا بہتر جو خاندان کا نام بد کرے اور بزرگون کے آبرو کی امانت دار ہوکر خیانت کرے خداوندا مجھے اس زندگی سے موت بہتر ہے اسلیئے کہ نہ تو بغیر اوسکے مین زندہ رہنا پسند کرتی ہون اور نہ اپنے خاندان کا نام ڈبونا چاہتی ہون علاوہ اسکے مین شاہزادی اور نہین معلوم وہ کون شخص ہے یقین ہے کہ رعایا مین سے ہوگا لوگ سنینگے تو کیا کہینگے اور ہجولیان جدا ہنسینگی کہ اگر کیا تھا تو اپنا ہمسر دیکھکر کیا ہوتا ایک ادنے شخص کے ساتھ اپنی مٹی خراب کی حالانکہ مین نے سراسری نظر سے اوسکو دیکھا تھا لیکن خیر یہ تو نہین معلوم ہوتا کہ کوئی معمولی شخص ہے اسلیئے کہ چہرہ سے اوسکے شان شاہی و شہریاری پیدا ہے مگر وہ تو آدمزاد ہے اور مین پریزاد ہون یہ بھی میری آبرو کے خلاف ہے مگر یہ دل نادان تو کچھ سمجھتا ہی نہین بقول شاعر شعر

اب سمجھتا ہی نہین دل عشق کی آئی بری
اون فریب آمیز نظرون نے کیا سمجھا دیا

اسکو تو نہ خیال عزت ہوتا ہے نہ پاس رسوائی ہرچند سمجھاؤ مگر یہ اپنی ہی کہے جاتا ہے ایسے دل سے تو کاش نہوتا شعر ہوتا ہے بیقرار حسینون کو دیکھکر ✤ ایسا دیا تھا کیون مجھے پروردگار دل

جب دو ایک روز مین پریشانی اسکی زیادہ ہوئی تو انیسون جلیسون مین سرگوشیان ہونے لگین کہ دو ایک روز سے کچھ ملکہ کی طبیعت پلٹ گئی ہے اوکی وہ نگاہ ہی نہین معلوم ہوتی یا تو جسے ہر وقت کی چہلین ہنسی مذاق شغل چوسر وغیرہ کا ہوا کرتا تھا یا اب تو ایسی آدم بیزار ہو رہی ہین کہ کسی بات ہی نہین کرتین چپکی بیٹھی رہتی ہین اگر ہملوگ بیحیائی سے کبھی چھیڑتے بھی ہین تو فرماتی ہین کہ بیبیو میرے سر مین درد ہے مجھے بک بک نہین اچھی معلوم ہوتی اکثر سونے کے بہانے ہملوگون کو ٹالدیتی ہین مگر ہمنے اپنی آنکھ سے دیکھا ہے کہ رات رات بھر جاگا کرتی ہین ادھر ہم پاس سے اوٹھکر علیحدہ ہوئے اودھر وہ مسہری پر سے اوٹھ بیٹھین معلوم ہوتا ہے کہ کچھ اسرار ہو گیا ہے اکثر منع کیا کہ جنگل کے جانورونکا اعتبار نہین انکا شکار نہ کیا کیجئے اسی پردہ مین آسیب پھرا کرتے ہین اور لوگونکو آزار پہونچاتے ہین مگر کسکی سنتی ہین دن دن بھر شکار رہتے تھے اکان رہتی ہین مردون کے شوق اختیار کیے ہین نہ معلوم خدا نے انکو عورت کے جامہ مین کیون اوتارا خدا جانے کیا اسرار ہے

ابھی کورا بندا اور جنگلون کا پھرنا آخر وہی نتیجہ پیش آیا کہ جو چھپنا ہو گیا جو بڑے بوڑھون کا کہنا نہ مانے گا اوسکا یہی انجام ہوگا لیکن ایک آدھ جو اونمین ہوشیار تھی اوسنے کہا کہ بی بیٹھو تم ابھی ان باتونکو کیا جانو ملکہ صاحبہ کسی سے مین منگ کر آئی ہین مگر اب انجام کو سوچتی ہین آبرو کا خیال کرتی ہین بقول شاعر ع غم صیاد و فکر باغبان ہے * دو دغلہ مین ہمارا آشیان ہے * کچھ بن نہین پڑتی ہے اس سے پریشان ہین یہ سب آثار عشق و محبت کے ہین دیکھو تو چہرہ کیسا زرد ہو گیا ہے تنہائی پسند آئی ہے لوگون کی صورتون سے بیزار ہین یہ نہ آسیب ہے نہ اسرار ہے یہ حضرت عشق کا جنون ہے ایک اور نے کہا موئی زبان سنبھالو یہ بھی ہے تمنے ہما شما تصور کیا ہے ایک شہزادی کی نسبت ایسا کچھ کہنا اچھا نہین اگر جھوٹ نکلا تو ناک چوٹی کٹیگی خدا جانے ملکہ کیا حال کریگی کیا تم اوسکے غصہ سے آگاہ نہین ہو اوسنے جواب دیا کہ تم ڈرو ہم نہین ڈرتے اوڑتی چڑیا تو ہم پہچانتے ہین یہ بات جھوٹ ہی نہین ہو سکتی دیکھنا دو ہی چار روز مین ساری قلعی کھلجائیگی یہ عشق کم ہوتا نہین معلوم ہوتا جب زیادہ جنون سوار ہوگا تو نہ اپنی آبرو کا خیال ہوگا نہ ہجولیون کی شرم ہوگی یہی باغ ہوگا اور ملکہ ہونگی اور مردوا ہوگا دیکھو مین آج چھیڑونگی اورن سب نے کہا کہ بیوی تمھارا ابڑا دیدہ ہے ہمتو اگر اپنی آنکھ سے بھی دیکھین تو ہرگز منھ پر نہین یہ باتین کرکے خاموش ہو رہین جب شام ہوئی تو ملکہ صحن باغ مین چبوترہ پر آکر بیٹھی سب سہیلیان جمع ہوئین دیکھا کہ ملکہ کی ایسی حالت ہے کہ چپکی زانو پر سر خم کیے بیٹھی ہے کسی سے بات کرتی ہے نہ کسی کا جواب دیتی ہے ان سب نے آپسمین چشمکین کین اور ایک نے دوسری سے کہا کہ ذرا چھیڑو اور مزاج تو پوچھو جس عورت نے کہا تھا کہ مین ملکہ سے چھیڑونگی وہی مخاطب ہوئی اور پاس آکر چھیڑ چھاڑ بلائین لیکر بولی کہ واری جاؤن آج کئی روز سے کیا خفگی ہے کہ نہ تو آپ بات کرتی ہین نہ ہنستی ہین نہ بولتی ہین دن دن بھر منھ لپیٹے پڑی رہتی ہین شام کو بھی وہی سرج ہے نہ کبھی گانے کا شغل ہوتا ہے نہ سیر باغ نہ وہ ہنسی نہ وہ چہلین آخر یہ معرکہ کیا ہے ملکہ نے کہا کہ میرا جی نہین اچھا ہے سر مین درد رہا کرتا ہے اکثر اوقات بخار بھی ہو آتا ہے اوسنے کہا کہ نصیب دشمنان بیمار ہوئین سات سمندر اوس پار جب دائی بندی سے طبیعت کچھ ناساز ہوتی تھی تو ہم لوگون پر تاکید رہتی تھی کہ کوئی پاس سے نہ ہٹے ہم لوگ سب طرح سے دل بہلاتے تھے ہنسی مذاق گانا بجانا یہ تو عادت ہمیشہ کی تھی کوئی نئی بات نہین ہے لیکن اس مرتبہ تو کچھ اور ہی حالت ہے کوئی بات اگلی سی نہین ایکا ایکی اسطرح طبیعت پلٹ گئی کہ ان تلوؤن تیل ہی نہین مین نہ مانونگی جو کچھ ہو صاف صاف کہیے ملکہ نے کہا کہ زیادہ بک بک سے مجھے اولجھن ہوتی ہے اور تجھ سے جی گھبراتا ہے ذرا ہٹکر بیٹھو اور گاؤ بجاؤ شاید میرا دل بھی بہلجائے یہ سنکر وے چپکی ہو رہین اور دل مین کہا کہ دیکھو ابھی تمھارا سارا حال کھلا جاتا ہے یہ کہکر ستار ہاتھ مین لیکر بجانے لگی اور ایک لڑکی نے جو خوش آواز تھی یہ غزل شروع کی

غزل

پایا سوائے رنج تری دوستی سے کیا   حاصل اب اور ہوگا غم دشمنی سے کیا
پاس اونکو غیر کا ہے مری دلدہی سے کیا   کام اپنے عیش سے ہے کسیکی خوشی سے کیا
اے دل اوٹھاوین عشق مین غیرت کہان مین   منظور تجکو دو تو نہین اب ہے خوشی سے کیا

بڑھ بڑھ کے تم کہو جسے وہ ہائین ہان ملائے
شغرہ بردو ہمونکو محبت سے ہے جسے ہم اگر
چھٹکر ہم اونسے مثل حنا مین پا سے لگے
پایا جو حکم مہندی لگانے کا غیر نے
کھوئے گئے بھی تو وہ نہین آتے ہمارے گھر
یہ کیا کہ نام وصل سنا اور ہنسدیئے
تیر کہین اثر نہو یہ خوف ہے ہمین
اوس بیوفا سے ہمکو وفا کی نہین امید
اوسکی طرح نہین ہے ستمگر ہر ایک حسین
راضی رہین وہ ہمسے نہ سمجھین وفا شعار
پھولے نہین سماتا ہے پہلو مین اب تو دل
نادان کی دوستی مین نہین فیض آرزو

دشمن کو منہ لگایا ہے تمنے اسی سے کیا
اک تمکو آپڑی جو عداوت مجھی سے کیا
جو خوب پس چکا ہو اوسے کوئی پیسے کیا
ہم ہاتھ ملتے رہ گئے ہین بے بسی سے کیا
ہوتی نہین کبھی غلطی آدمی سے کیا
گنا ہو جو وہ معاف کہو دل لگی سے کیا
ہو ورنہ بد رقیب تو اوسکی بدعملی سے کیا
ہوئیگا فائدہ کوئی ظرف تہی سے کیا
اب بدگمان ہو حضرت دل تم سبہی سے کیا
مطلب ہے اپنے کام سے نام آوری سے کیا
یہ تمنے کہدیا تھا بتاؤ ہنسی سے کیا
دانا جو خام ہے وہ اوگیگا زمین سے کیا

یہ غزل جو ایک نازک اندام نے دردانگیز سرون مین گائی دل ملکہ کا بھر آیا اکثر اشعار کو اپنے حال سے مطابق پایا کہا اور کوئی غزل عاشقانہ گاؤ اوسنے دوسری غزل شروع کی۔

غزل

جب کام دل نکال سکین التجا سے ہم
کیونکر بنا ہین اوس بت ناآشنا سے ہم
کل کیا فریب دیگئے یہ اے ہمنشین بتا
وہ بت کسے ملیگا عطا ہو گا کسکو صبر
عہد وفا مین دب کے کیا کون معاملہ
دل مانتا نہین شب وعدہ کسی طرح
مشتاق پھر اوسی کے ہین قابو مین کرکے دل
فرقت مین زہر کھانے سے پہلے یہ تھا ضرور
کیا بس جو اوسکے دلپہ نہو آہ کا اثر
کہنا یہ اوسکا غیر کے کاندھے پہ رکھکے ہاتھ
آجائے رحم شاید اوسے اس امید پر
تسکین سے کبھی دلکی تڑپ مین کمی نہین
ہے آج پھر اوسی شب فرقت کا سامنا
محشر مین اپنے حال مین سب اور ہمین یہ فکر
ہے جسکے رونیکا میت پہ کیا سبب
انجام عشق مین وہی رسوائیان ہوئین
پوچھو نہ یہ گذری ہے مرمرکے کسطرح
غیرت کی انتہا ہے محبت مین آرزو

باز آئے عرض حال مین شرم وحیا سے ہم
جنکا یہ قول ہو نہین ڈرتے خدا سے ہم
مانا کہ آج اوسکو بلالین دغا سے ہم
محشر مین یہ سوال کرینگے خدا سے ہم
ہین اس خراب حال مین اپنی خطا سے ہم
ہر چند وہ برے ہین بہت کچھ ولا سے ہم
بیتاب ہو گئے تھے تری جس صدا سے ہم
کرلیتے جان دینے کا شوری قضا سے ہم
لڑتے ہین اے جنون محبت ہوا سے ہم
دیکھو ادھر کھڑے ہوئے ہین کس ادا سے ہم
ظلم وستم اوٹھا رہے ہین انتہا سے ہم
تنگ آگئے ہین اس مرض لادوا سے ہم
دلمین ڈرے ہوئے تھے بہت حبس لا سے ہم
ملتے اگر تو مانگ لین اونکو خدا سے ہم
کیا اب بھی جاگ اوٹھینگے تمہاری صدا سے ہم
ڈرتے تھے جن خرابیونکو ابتدا سے ہم
ابتک تو جی رہے ہین تمہاری دعا سے ہم
پوچھے نہ جو ہمین اوسے مانگین خدا سے ہم

حسب فرمائش ملکہ جو ایک فتنہ دہر نے یہ غزل گائی اور جو پہلے دلبر ملکہ کے سبب حال اشعار سے ملک ہاشمی کی دل بیقابو ہو گیا قریب تھا کہ راز دل فاش ہو جائے اور یہ چیخین مار مار کر رونے لگی مگر ملکہ نے اپنے تو سنبھالا غم کو ٹالا اودھر اودھر کی باتین کرنے لگی مگر دل نہین بہلتا اب اتنا ہوا کہ ملکہ ان لوگونسے مخاطب ہو گئی اور اکثر گویا کرتی ہے عاشقانہ قصہ پڑہا کرتی ہے لیکن بھید نہین کھلتا اسیطرح دو چار روز اور گذرے آخر کار دکھ سے باتین ہونے لگین اور طبیعت اوسکا فیصلہ کرنے لگی کہ پھوڑی کیون نہو مگر یہ آگ یون فرو ہوتی نہین معلوم ہوتی اور یہ لگی آب اشک سے ہرگز نہ بجھیگی ملکہ تنہا بیٹھی تھی اور رو رو کے کہہ رہی تھی کہ او ناعاقبت اندیش تو نے اوس آفت مین پھنسا دیا کہ جس سے نجات دشوار ہے افسوس مین کیون گئی تھی شکار کھیلنے جو اس بلائے عشق مین مبتلا ہو گئی یہ تو تنہائی سمجھکر باواز خفیف یہ باتین خود بخود کر رہی تھی اور ایک سہیلی دروازے کی آڑ مین کھڑی سن رہی تھی تمام باتین ملکہ کی سنی جب دیکھا کہ جوش گریہ نے سلسلہ گفتگو کو قطع کیا تو یہ سہیلی جلدی سے دوڑ کر قدمونسے لپٹ گئی ملکہ اسکے اچانک آپڑنے پر اچھل پڑی اور ایک دوہتڑ پیٹھ پر مارا کہ خدا کی سنوار ہو تجھ پر مجھے ڈرا دیا آخر یہ کیا آفت پڑی کہ تو اسطرح اچانک آپڑی کہ جیسے کوئی پیچھے دوڑا آتا ہے اسنے عرض کی کہ قربان جاؤن اوسیطرف آج پھر شکار کو چلئے جدھر اوس روز گئی تہین جسکے بعد سے پھر ابتک نہین گئین ملکہ نے کہا کہ اوسطرف شکار سے گیا اور طرف نہین اور جب تو ساتھ نہین تھی اور مجھے خوب یاد ہے کہ مین تنہا گئی تھی تو تجھے یہ کیونکر معلوم ہوا کہ اودھر شکار بہت ہے یہ سنکر اوسنے جواب دیا کہ شکار تو نہین ہے اور گو مین ساتھ بھی نہ تھی مگر مین سنتی ہون کہ اگر وہان جا کر ایک صید بھی لائے تو زندگی بھر شکار کرنے کی ضرورت نہین رہتی اب تو ملکہ کچھ سر ہوئی کہ معلوم ہوتا ہے یہ باتین میری سن رہی تھی کہا اللہ رے دیدہ دلیل تو مجھپر بھی چھاؤن آتی ہے اور یہ تیری اوڑن گھائیان مین سمجھی خیر اب تو تجھے معلوم ہو گیا لیکن خبردار خبردار کسی کے سامنے منھ سے نہ نکالنا سیدھی ہو کر بیٹھ پاؤن سے سر اوٹھا زیادہ لپٹ چمٹ سے میرا جی گھبراتا ہے یہ کہکر پاؤن سمیٹ لئے اور سر اوسکا ہاتھ سے ہٹا دیا وہ سیدھی ہو کر بیٹھی اور کہا کہ ملکہ آج مین سن چکی لیکن مفصل نہین سنا ہے چاہتی ہون کہ پھر سے بیان کیجئے ملکہ نے کہا اگر تیری طرح کوئی اور سنلے تو اور بھی راز افشا ہو اسنے عرض کی کہ جب ہمین لوگون سے پردہ ہے تو آخر وہ کون ہو گا جس سے حال دل بیان کیجئے گا ملکہ نے اول سے آخر تک شکار کو جانا آہو کو تیر مارنا اوسکا چوٹیلا ہو کر بھاگنا ملکہ کا اوسکے تعاقب مین گھوڑا ڈالنا راہ مین اک جوان کا اوس آہو کو ذبح کرنا اپنا غصہ کرکے مقابلہ کرنا اوسکا گھوڑے سے اوٹھا لینا اور بند نقاب ٹوٹنا اور ہاتھ اوس حریف کا تھرانا اپنا گر پڑنا اور جلد پیسے مرکب پر سوار ہو کر بھاگنا اور یہ باتین آکر یہ حالت اوسکے عشق مین ہونا جب سب بیان کر چکی وہ بھولی کہنے لگی کہ سبحان اللہ بی بی یہ بھی تمہارا ہی کام تھا کہ یا تو وہ غصہ تھا کہ اوسے قتل کئے ڈالتی تھین اور یا یہ عشق بڑہا یا ہے کہ بغیر اوسکے قرار نہین تم بھی وہ مزاج رکھتی ہو کہ تمہاری مہربانی اور غضب دونو سے خدا بچائے بھلا اگر اتفاق سے وہ تمہارے ہاتھ سے قتل ہو جاتا تو کیا ہوتا ملکہ نے کہا کہ ہوتا کیا ہم بھی نہوتے اوسنے کہا خدا نکرے ایسی باتین منھ سے نہ نکالو مجھے وہم آتا ہے تمہاری الابلا مجھکو لگجائے یہ کہکر سات مرتبہ اپنا سر ملکہ کے سر سے اوتارا اور گرد پھری کہا کہ پھر آخر اس رونے دہونے سے تو کوئی فائدہ نہین ہے ایک بات پر آمادہ ہو جائیے یا تو اوس سے ہاتھ اوٹھائیے اس لگی کو آگ لگائیے اور یا مصرع برفرق نازم ہرچہ آید بلند دل کڑا کرکے اوس سے ملئے اپنی جوانی کا مزا اوٹھائیے اس شباب کو یون خاک مین نہ ملائیے یہ زمانہ

گھڑی گھڑی نہین آتا ہے چند دن کی بہار ہوتی ہے ذرا آئینہ لیکر اپنی صورت زیبا کو تو دیکھئے کہ پہچانی نہین جاتی ہے منھ زرد لب پر آہ سرد آنکھون مین اشک بال پریشان جامہ کا ہوش نہین کھانا پینا سب چھوٹ گیا ہے جیسے دشمن سودائی ہوگئے ہین بھلا سامنے اپنے والدین کے جائیگا تو وہ یہ حال دیکھکر کیا کہینگے شعر ہوتے آفت کے ہین یہ پرکالے ؎ تاڑ جاتے ہین تاڑنے والے ✤ نتیجہ یہ ہوگا کہ گھر مین قید کی جاؤ گی باغ کا رہنا بھی چھوٹ جائیگا اور اگر کسی نے صلاح دی تو عجب نہین ہے کہ کسی امیر رئیس کے ساتھ شادی کر دیجائے یہ سنکر ملکہ نے کہا کہ بس کر تو تو سمجھائی گیا ہے دلمین چھریان بھونکی ہے اس سے تو موت جبکہ شادی میرے دشمنون کی کسی دوسرے کے ساتھ ٹھہرے خدا کے لیئے ایسی باتین نکر اوسنے کہا کہ کیا جھوٹ کہتی ہون اسوقت سے انجام کو کیون نہین سوچتی جو دوست ہوتا ہے وہی جی جلا کہتا ہے ملکہ نے کہا کہ بس جی ہی جلانا آتا ہے دل ٹھنڈا کرنا نہین آتا ہے اسنے کہا کہ دل آپکا وہی ٹھنڈا کرینگے اتنا مین بھی کر سکتی ہون کہ پتہ معلوم ہو تو جا کر بلا لاؤن ملکہ نے کہا کہ جب پتہ بتا دون تو تیرا کیا احسان جسے چاہون بھیجکر بلا لون لیکن یہ تو سمجھ کہ بڑے غیرت کی بات ہے کہ مین شاہزادی اور پرزادہ اگر ہوگا تو کوئی پردہ دنیا کا رئیس زادہ ہوگا اسلیئے کہ آدمزاد ہے طرہ اوسپر یہ کہ مین عورت ہوکر اوس مرد کو بلاؤن اور وہ مرد ہوکر میرا خواہشمند نہ تھا اسے یہ کیسی اولٹی گنگا بہی ہے اوسنے عرض کی کہ غرض تمھاری یا اونکی بھوک بھی لگی ہے اور چاہتی ہو کہ نوالہ خود حلق مین داخل ہوجائے تو کیونکر ہو سکتا ہے سچ کہا ہے کہ ان امیرون کی انوکھی باتین ہوتی ہین وہ سوچتی ہین جسکا نہ دنیا مین ٹھکانہ نہ دین مین محبت تمھین ہے یا اوسے اور علاوہ اسکے کیا اوسے مکان کا پتہ بتائی تھین جو شکایت کرتی ہو تمھین کیا معلوم کہ اوسپر کیا گذر رہی ہے کوئی فرد بشر تم ایسی حسین کو دیکھے اور پھر دل کو اختیار مین رکھے کہین بچ سکتا ہے وہ بیچارہ بھی خدا جانے کس حال مین ہوگا جنگل کی خاک چھان رہا ہوگا روز اوس صحرا مین آتا ہوگا دلسے کہتا ہوگا کہ ہائے اسی جگہ سے وہ سونے کی چڑیا اوڑ گئی مثل مجنون کے حالت اوسکی جنون کو پہونچگئی ہوگی بات یہ ہے کہ اپنی ایذا اسکو معلوم ہوتی ہے دوسرے کے دکھ کی خبر نہین ہوتی ملکہ نے کہا کہ مین تو عورت ہون اگر فکر کرنا چاہون تو پتہ لگا لون وہ مرد ہو کر کیا چوڑیان پہنے گھر مین بیٹھا رہتا ہے اگر تلاش کرتا تو کیا باغ شہر نقش و نگار سے کہین منزلون پر ہے اوسے فکر ہی نہین ہے خدا جانے کس پتھر دل کا آدمی ہے اوسنے عرض کی کہ اچھا ہمارے آپکے کچھ شرط ہو جائے اگر وہ بھی صحرا کی خاک چھانتا ہوا ملے تو تو شیدا آپکا ہے اور اگر خوش و مسرور مصروف سیر و شکار ہو تو آپ سچی ہین گھوڑے منگائیے اور مجکو بھی ساتھ لیکر اوسی طرف کو چلیے جہان اوس روز تشریف لیگئی تھین ملکہ نے کہا بہتر ہے مگر شاید تیرا ہی کہنا صحیح ہو تو مجھے اوسکے روبرو ذلیل نکرنا اظہار محبت نہ کر دینا کہ مین اوسکی نگاہون سے گر جاؤن ذات مرد کی بڑی قابو پرست ہوتی ہے اگر اوسپر ظاہر ہوگیا کہ یہ مجھپر مرتی ہے جان دیتی ہے تو اوترانے گا دن رات چرکے دیگا اسنے عرض کی کہ کیا مجال تو کیسی جو عاشق نہ بھی ہوا ہو اور پھر شوق مین ٹھوکرین کھاتا ہوا آکر سر ہی ٹیک کرے اور ہاتھ جوڑے غرضکہ ملکہ نے اوسیوقت اپنے اصطبل سے دو مرکب کھلوائے اور لباس زنانہ جسم سے اوتار کر پوشاک مردانہ پہنی چہرہ پر نقاب ڈالی اور اس ہجولی کو بھی لباس مردانہ پہنایا اور چہرہ پر نقاب ڈالکر مرکب پر سوار کیا اور خود بھی پشت مرکب پر بیٹھکر روانہ ہوئی جاتے جاتے اوس ہجولی سے کہا کہ اسے طناز مین تجھے وہ زر دونگی اور

اگر وہ ظالم کہین نظر آگیا تو دور سے مجھے دکھا فوراً باغ مین چلی آؤنگی تو اوسے لے آنا اسنے عرض کیا کہ ایسا ہی ہوگا غرضکہ جاتے جاتے جسوقت قریب دو کوس کے نکل گئی تو ملکہ نے کہا کہ وہ مقام یہی ہے کہ جہان اوس صید افگن نے میرے مرغ دلکو صید کیا تھا مگر افسوس کہ اوسکا آج پتہ نہین دیکھو مین نہ کہتی تھی کہ اوسے میری پروا نہین ہے ہائے یہ دل آیا بھی کس بیوفا پر آیا طناز نے کہا کہ مین دیکھتی ہون کہ دشمنون کی عقل بھی جاتی رہی ہے کیا وہ ہر وقت اسی جگہ بیٹھا رہتا نہ اوسکے گھر ہے نہ بار نہ کوئی پوچھنے والا نہ وہ کچھ کھاتا ہے نہ پیتا ہے تمنے اوسکو کوئی پتھر کی تصویر سمجھ لیا ہے کیا کہ جہان پر لگا دی وہین رہگئی ہوش کی باتین کرو وہ ضرور تمھاری تلاش مین ادھر تو سب سے پہلے آتا ہوگا اسکے بعد اور طرف تلاش کرتا ہوگا اور مجھے یقین ہے کہ آج بھی آیا ہوگا دیکھو زمین پر جابجا گھوڑے کی ٹاپون کے نشان معلوم ہوتے ہین اب خدا جانے کہان ٹاپتا پھرتا ہے ملکہ خاموش ہو رہی کہ دیکھا ایکطرف گرد اوڑی یہ معلوم ہوا کہ اک بگولا چیخ مارتا چلا آتا ہے طناز نے کہا وہ آگئے اسے تو یوہین اٹکل پیس کہدیا تھا لیکن آواز سم مرکب ملکہ کے دلپر اولٹا اثر دکھانے لگی کہ دھڑکن مین کمی ہونے لگی نگاہین جادۂ راہ بچھگئین لیکن اسنے طناز سے کہا کہ مین تو جاتی ہون اگر شاید وہی ہوا تو سمجھے گا کہ یہ میری تلاش مین نکلی ہے طناز جھلا گئی اور کہا کہ ملکہ مالک و تابعدار کا معاملہ نہوتا تو خدا جانے مین کیا کیا کہتی لیکن اتنا اب بھی کہونگی کہ ہوش و حواس دشمنون کے جاتے رہے ہین جو سوجھتی ہے اوٹی ہی سوجھتی ہے اوسے کیا معلوم کہ وہ کون تھا اور یہ کون ہے اوسدن ایک نقابدار تھا آج دو ہین علاوہ اسکے اگر وہی ہی سہی تو یہ کیا ضرورت ہے کہ اوسکی تلاش مین آئے ہین کیا کوئی گھر سے نہین نکلتا ہے یہ بھی چور کے ڈاڑھی کا تنکا ہوگیا بس کھڑی رہو خبردار گھوڑے کو پیچھے نہ ہٹانا تم ذرا تو دیکھو کہ مردوئے کو کیسا اونچا نیچا دکھاتی ہون توسہی جو خود قبولے اور مجھسے پتہ پوچھے لیکن تقریر نا تمام تھی کہ وہ بگولہ گرد کا شق ہوا اور دیکھا کہ ایک شخص مرکب پر سوار اسیطرف چلا آتا ہے جب اور قریب آیا ملکہ نے چپکے سے کہا کہ وہی ہے اور طناز نے غور سے دیکھا کہ آخر کیسی صورت ہے کہ جسپر ملکہ کا دل آگیا ہے جب نظر اسکی چہرہ پر اوس سوار کے پڑی تو دیکھا کہ واقع مین ایک جوان رعنا ہے بلکہ ابھی لڑکپن کا زمانہ باقی ہے سبزہ آغاز ہو رہا ہے گلشن حیات مین بہار شباب کی آمد شروع ہوگئی ہے انکھڑیان نشتر حسن و جوانی سے مخمور ہو رہی ہین مگر شوخی و شرارت بچپن کا ساتھ نہین چھوڑنے دیتی ہے ہو جب شعر شباب تک نہین پہونچا ہے عالم طفلی ہنوز حسن جوانی یار راہ مین حقیقت مین یہ آفتاب اندھیرے گھر کا اوجالا ہے طناز نے دل سے انصاف کیا کہ جو حالت ملکہ کی ہوئی وہ تھوڑی تھی یہ وہ یوسف ہے کہ جو عورت ایک نظر دیکھے یقین ہے کہ زلیخا وار جنس جان دیکر مشتری ہو جائے اور ملکہ کے عشق پر طعنہ زنی ایسی تھی جیسے زنان مصر نے زلیخا پر کی تھی مگر جب امتحان ہوا تو سب قائل ہوگئے شعر

یوسف مین تیز دستیون پر حسن کی گواہ
چھریان ترنجون پر جو چلین ہاتھ کٹگئے

وہی حالت یہان ہوئی کہ ہم سب کہتے تھے کہ یہ پریزاد کس طبیعت کی ہین کہ اوسپر

عاشق ہوئین جو غیر جنس سے ہے جسکی قوم کے حسین ہماری قوم کے حسینون کا مقابلہ نہین کرسکتے مگر یہ انسان ایسا ہی ہے کہ جسکا حسن عالم افروز مسخر جن و انس ہے شعر

غیر الجنس ہو گر محبت جانان ہوجائے
سایہ پڑجائے پری کا جو کبھی تو انسان ہوجائے

کہ یکایک نظر اوس سواری ان دونون نقابدارون پر پڑی جلدی سے مرکب قریب لایا چپکا ٹھہرا ہوا دیکھ رہا ہے کہ اوس روز تو ایک ہی نقابدار تھا آج دو نظر آتے ہین اور ایک ہی لباس ایک ہی وضع سے ہے گھوڑون کے رنگ مین فرق ہے مگر اوس روز والا مرکب نہین معلوم ہوتا خدا جانے یہ نقابدار وہی ہے یا نہین اور شناسا اوسکے ہین یا نہین انسے پوچھون یا نہ پوچھون کہ ایک مرتبہ طناز دل مین سمجھی کہ پوچھنے مین پس و پیش کر رہا ہے کہا کہ اے شہسوار صید افگن کسکی تلاش ہے کیا کوئی آہو ادھر آیا تھا سوار نے کہا کہ نہین بلکہ مجھے اپنے صید افگن کی تلاش ہے جسنے مجھے صید کیا ہے لیکن تعجب یہ ہے کہ بسمل بنا کر چھوڑ گیا بستہ فتراک نکیا طناز نے کہا کہ ہمنے سنا ہے آپ خوب نشانہ لگاتے ہین اور نہایت ذوق شکار رکھتے ہین یہانتک کہ دوسرے کے صید کو بھی نہین چھوڑتے ہین شوق کے یہی معنی ہین معلوم ہوتا ہے کہ آج ویسا کوئی صید نہین ملا جبھی طبیعت پریشان ہے جسکو جو عادت پڑ جاتی ہے وہ نہین چھوٹتی اور جبتک اوسکی طبیعت کے موافق بات نہو دل پریشان رہتا ہے یہ سنتے ہی جو نقابدار سفید پوش نے کہی صفدر شیر دل نے گوہر مدعا کو صدف دلمین پایا خوشی کے مارے قریب تھا کہ روح نکلجائے کہا اے نقابدار برائے خدا اتنا بتا دے کہ تم دونون مین سے وہ کون ہے کہ جسکا مین گنہگار و خطاوار ہون تا کہ مین اپنی خطا اوس سے بخشواؤن نقابدار نے کہا کہ بس اسسے زیادہ تو ہوس نہین ہے یہ سنکر صفدر شیر دل خاموش ہو رہے کہ نہ انکار بنتا ہے نہ اقرار عجب گومگو کا عالم ہے نقابدار نے کہا کہ سوچتے کیا ہو جواب دیا کہ ہوس تو وہ چیز ہے جو سوا بڑھنے کے کم نہین ہوتی ہے لیکن مقدر مین جو ہوتا ہے ہونا وہی ہے نقابدار نے کہا کہ ہم دونون مین سے وہ کوئی نہین ہے جسکی تمکو تلاش ہے لیکن یہ بات تمھاری اسقدر مشہور ہوئی کہ ہمین بھی معلوم ہو گیا کہ صفدر شیر دل آہو تیر خوردہ کو خوب صید کرتے ہین واقع مین یہ بھی ایک کمال کی بات ہے اسلیے کہ یون تو جب صید قائم ہوتا ہے اوسوقت نشانہ لگاتے ہین اور چوٹ کھایا ہوا آہو تڑپتا اوچھلتا جاتا ہے کسی جگہ قرار نہین لیتا ہے اوسپر نشانہ لگانا سخت دشوار ہے آپ شرمندہ نہون مین حقیقت مین تعریف کی راہ سے کہتا ہون انکی باتین صفدر شیر دل کو بہت ستاتی ہین بھلا یہ ان باتون کے کب عادی تھے یہ لوگ ہوا سے لڑنے والے ہین مگر حضرت عشق کیا ظالم ہین کہ شیر کو بکری بنا دیا ہے اتنا تو کہا کہ اے نقابدار ایک امر اگر دہوکے مین ہو گیا تو تو بار بار اوسکا طعنہ دیتا ہے مجھے یہ خیال ہے کہ تو اوس آفت جان کے متوسلین مین سے نہو ورنہ اس دریدہ دہنی کی وہ سزا دیتا کہ تو زندگی بھر بات کرنے کو ترستا بس اب خبردار ایسے کلام زبان پر نہ لانا اب تو نقابدار نے مرکب کو پیچھے ہٹایا لیکن صفدر شیر دل نے کہا کہ لعنت ہے اوس زندگی پر جو ذلت و خواری سے بسر ہو بس اس زندگی سے مرنا بہتر ہے کہ ذرا ذرا سے نقابدار مفلوک روزگار مجھے طعنہ

صید کا دین اور سنون اور پاس سے اپنے محبوب جانی کے کچھ ہو تون خیر اپنے اوپر تو بس ہے کہ جاہے زندہ رہین یا نرہین یہ کہکر خنجر کھینچا اور چاہا کہ اپکو ہلاک کر دین کہ بس وہ میرا نقابدار کود پڑا اور ہاتھ پکڑ لیا کہ کیا جہالت ہے ہنسی مین غصہ کرتے ہو وہ صید بھی تمھارا تھا مین بھی تمھاری ہون یہ کہکر نقاب چہرہ سے اوٹھا دی طناز تو دانت پیسکر رہگئی کہ بس آن بان ہو چکی خودکشی کرنے دی ہوتی نقاب اوٹھا دینا کیا فرض تھا یہ تو گھوڑا اوڑا کر روانہ ہو گئی کہ لو بی بی مبارک اب میرا کیا کام ہے لیکن نظر صفدر شیر دل کی جو اوس مہر عالمتاب حسن و جمال پر پڑی ہاتھ پاؤن سنسنانے لگے دلمین قوت آگئی بے اختیار گھوڑے سے کود پڑے اودھر ملکہ ماہ سیما مرکب سے اوتری دونون گلے ملکر اسطرح روئے کہ یہ معلوم ہوا دو ابر ملکر برسنے لگے ہچکیان بندھ گئین جسوقت وہ جوش گریہ کم ہوا صفدر شیر دل یعنے سکندر رستم خو نے ملکہ سے کہا کہ اب بھی خبر لی تو بڑی بات کی ورنہ ہمتو سمجھے تھے کہ جسوقت خبر مرگ سنوگے اوسوقت شاید اسطرف آجاؤ کہ چلکر جنازہ اوس کشتۂ حسرت کا دیکھ لین ملکہ نے کہا خدا کے واسطے ایسی باتین نکرو اور اس دکھے ہوئے دل کو نہ دکھاؤ خدا وہ دن نہ دکھائے بلکہ تمھارے سامنے مجھے ساتھ عزت کے اوٹھا لے کہ رسوائی سے بچون مجھے البتہ اپنے جینے سے مرنا بہتر معلوم ہوتا ہے سکندر رستم خو نے کہا کہ اے ملکہ جن باتون کو مجھے منع کرتی ہو خود وہی باتین کرتی ہو بس اب ایسی فال بد منھ سے نہ نکالنا ورنہ تم تو زبان سے کہتی ہو مین کر کے دکھا دونگا اور ابھی گلا کاٹ کر جان دیدونگا ملکہ ڈر گئی کہ مزاج بیڈھب ہے ایسا نہو کہ پھر خنجر کھینچلے اس سے کیا بعید ہے ابھی ابھی کی بات ہے کہ اپنے کو ہلاک ہی کر ڈالا ہوتا سکندر نے کہا کہ یہ دوسرا نقابدار تمھارے ساتھ کون تھا جسنے واللہ تمھارے خیال سے چھوڑ دیا ورنہ زبان گدی سے کھینچ لیتا ملکہ نے کہا ابھی غصہ گیا نہین ہے وہ میری وزیرزادی ہے نہایت شوخ چنچل ہے اوسے واقعہ تمھارا معلوم ہو چکا تھا تبسے ہنس رہی تھی کھجا رہی تھی جان جان کر غصہ دلا رہی تھی جانے دو اب یہانسے میرے باغ مین چلو آرام سے بیٹھو جب جی چاہے چلے آنا یہان ٹھہرنا اچھا نہین سکندر نے کہا کہ چلو اور پشت مرکب پر بیٹھکر ملکہ کے ساتھ ہوئے گویا راہ ہی تک رہے تھے ملکہ خود پوچھا چاہتے تھے کہ آخر تم رہتی کہان ہو اور نام تمھارا کیا ہے کس خاندان سے ہو لیکن جب ملکہ نے چلنے کی صلاح کی تو خاموش ہو رہے کہ اب وہین چلکر دیکھا جائیگا یا راستے مین پوچھ لینگے اتنا تو سمجھ بھی چکے ہین کہ یہ کوئی شاہزادی ہے جب تو اسنے نقابدار ثانی کو اپنی وزیرزادی بتلایا غرضکہ دونون مرکب پر ساتھ ساتھ چلے راہ مین باربار کہتے جاتے ہین کہ مجھے بند نقاب باندھے لیتے ہین میرا جی گھبراتا ہے ملکہ کہتی ہے کہ تمھین کچھ اپنی رسوائی اور میری رسوائی کا خوف ہی ہے اگر کوئی شناسا ملجائے تو کیا ہو جواب دیا کہ اس صحرا مین کون ملیگا ملکہ نے کہا کہ تم کیونکر ملگئے اگر اسی طرح کوئی براے صید و شکار آیا ہو دیکھلے اور راز فاش ہو جائے تو کچھ بنائے نہ بنیگی غرضکہ اب سکندر تو ملکہ کے ہمراہ اسکے باغ کی جانب چلتے ہین انکو راستے ہی مین چھوڑا جاتا ہے

لیکن اب یہان سے چند کلمہ داستان حیرت بیان لشکر اسلام کی بیان ہوتی ہین۔

راویان اخبار و ناقلان آثار اسطرح بیان کرتے ہین کہ بعد مارے جانے رومین تنون کے اور شکست کھاکر بھاگ جانے سمٰوات شاہ کے ایک مہینہ کے بعد سرداران زخمی کو صحت ہوئی ارشیون پریزاد و فرہاد خان یک ضربی و فرسنگ بن لندہور و لندھور ثانی زخم ان سب کے اچھے ہوئے اور سبنے غسل صحت کیا حاضر دربار فلک وقار صاحبقران ثالث ہوئے صاحبقران نے بعد مزاج پرسی ارشیون پریزاد کیطرف دیکھکر فرمایا کہ تھوڑا زمانہ ہوا جو نامہ آپکی والدہ کا برائے کمک آیا تھا اوسمین تحریر تھا کہ کچھ دیوان سرکش نے خروج کیا ہے اور بارادہ بربادی بہارستان قاف آتے ہین مین نے اوس کے جواب مین اپنی حالت اور آپ لوگون کے زخمی ہونے کی کیفیت سب تحریر کردی تھی نہین معلوم وہان کیا گزری یہ سنتے ہی ارشیون پریزاد نہایت پریشان ہوئے اور دست بستہ عرض کی کہ ہر چند یہ وقت علیحدہ ہونیکا نہین ہے کہ حضور اس مقام خوفناک مین قیام پذیر ہین اور حالت ایسی نازک ہے کہ آنکھون سے معذور ہین لیکن میرے واسطے بھی یہ وقت نہایت صعب و دشوار ہے امیدوار ہون کہ مجھے رخصت عنایت ہو تاکہ حالت بہارستان قاف کی جاکر دیکھون کہ وہان کیا ہوا اگر خدانخواستہ کسی قسم کے بے حرمتی ہوگئی تو والد ماجد کی روح سے کیا شرمندگی ہوگی اور زمانہ مجھے کیا کہیگا کہ جسکا فرزند بارگاہ صاحبقرانی کا بیٹھنے والا ہو اوسکی مان کی یہ بیعزتی ہو مجھے اس زندگی سے مرجانا بہتر ہے اگر ایسے وقت مین بھی جاکر وہان کی خبر نہ لون فرمایا ہمارا تو خدا حافظ ہے جینے سے سیر بیٹھے ہین اپنے کو مردون مین شمار کرلیا ہے جیسی گزریگی جھیل لین گے لیکن تمھین یہی مناسب ہے کہ جہانتک ہوسکے جلد جاؤ اور بہارستان قاف کی خبر لو مین رنجیدہ ہرگز نہین بلکہ میری خوشی یہی ہے اور نہ جاتے تو مجھے ملال ہوتا افسوس کہ آنکھون سے مجبور رہون ورنہ یہ نوبت بھی نہ آنے پاتی کہ تم سے ذکر ہوتا مین خود اتبک جاچکا ہوتا ساتھ ہی فرہاد خان یک ضربی نے بھی عرض کی کہ حضور میرا معاملہ انسے زیادہ نازک ہے اس لیئے کہ یہ فرزند اونکے بطن سے پیدا ہوا ہی اگر ایسا بھی کریگا تو دلمین رہ نہین سکتی لیکن میرا نہ جانا بہت برا ہے زمانہ یہی کہیگا کہ سوت کا لڑکا تھا اوسے کیون خیال ہوتا صاحبقران نے فرمایا کہ تم بھی جاؤ اسکے بعد فرسنگ بن لندہور نے عرض کی کہ جو امر عمو صاحب ارشاد فرمارہے ہین یہی بات قریب قریب میرے واسطے بھی ہے کہ اگر ہم بطن بھائی کا بیٹا ہوتا تو اسوقت بدمین ضرور شریک ہوتا اور والد ماجد کو تپ ایسی شدید ہے کہ وہ جا نہین سکتے فرمایا تم بھی جاؤ فرسنگ بن لندھور بھی سلام کرکے رخصت ہوا لیکن لندھور ثانی جبسے اچھے ہوئے ہین اوسوقت سے تپ ایسا آگیا ہے کہ ہوش نہین ہے یہ وجہ ہوئی انکے لشکر مین رہجانے کی ورنہ یہ بھی جاتے لیکن ارشیون پریزاد و فرہاد خان یک ضربی و فرسنگ بن لندھور ثانی یہ تینون وہانسے اپنے اپنے لشکرون مین آئے اور پندرہ پندرہ سردار انتخاب کرکے ساتھ اپنے لیئے اور جانب صحرا روانہ ہوئے جسوقت لشکر سے دور نکل آئے تو ارشیون پریزاد نے ایک تعویذ

بازو سے کھولا کر اوسمین موئے سر دیو تھے اونکو نکالکر منھ کی بھاپ دی اوسیوقت ایک ہوا سناٹے کی چلی اور ایک دیو سر چہار منھ پہاڑ جانب ہوا نے زمین پر اوترا اوسکے بعد بہت سے دیو آنا شروع ہوئے دیو اول کہ سردار ان سبکا ہے نام اسکا دیو ہمیت ہے سامنے آکر کھڑا ہوا اور عرض کی کہ کیا ارشاد ہوتا ہے ارشیون پریزاد نے کہا کہ بہارستان قاف کی کیا خبر ہے تھوڑا زمانہ ہوا کہ نامہ والدہ ماجدہ کا خدمت صاحبقران مین برائے طلب مدد آیا تھا اور اوس نامہ مین تحریر تھا کہ دیوان گلستان عدم نے بہارستان قاف پر چڑھائی کی ہے تجھے کچھ معلوم ہو تو بیان کر دیو ہمیت نے عرض کی کہ مین بالکل آگاہ نہین اسلئے کہ جب سے مین آپکی خدمت کے لیئے آزاد کیا گیا اوسوقت سے میرا کام یہ ہے کہ جہان آپ ہوتے ہین وہان پوشیدہ مین بھی رہتا ہون کہ نہ معلوم کسوقت یاد کیا جاؤن تو جانے مین عرصہ نہو فوراً حاضر خدمت ہو جاؤن جیسے آپ بیابان نہ طاق مین ہین مین بھی وہین ہون سب لڑائیان تمام معرکہ میرے آنکھون نے دیکھے ارشیون نے کہا خیر تو ہمین جلد لے چل کتنے دیو تیرے ہمراہ ہین دیو ہمیت نے کہا کہ وہی پچاس دیو جنپر مین افسر کیا گیا ہون ارشیون پریزاد اسکی گردن پر سوار ہوئے اور دیوون نے فرہاد خان یک ضربی و فرسنگ بن لندہور و دیگر سرداران ارشیون کو جنہین انتخاب کرکے ساتھ لیتی آئے تھے گردنون پر سوار کیا اور بہارستان قاف کی جانب روانہ ہوئے اب انکو تو راہ مین چھوڑا جاتا ہے لیکن

اب یہان سے داستان ملک سمواتیہ کی پھر آغاز کی جاتی ہے۔

کہ جب سموات شاہ معہ لشکر فراوان ہاتھ سے نقابدار سرخپوش کے شکست کھاکر بھاگا ہے حزیمت خوردہ اپنے شہر مین آیا تھا اور چند نامہ برائے طلب مدد جابجا روانہ کیئے تھے اور اون مین حالت تباہی اپنی تحریر کی تھی حسب الطلب اسکے تین سردار اپنے اپنے ملک سے چلے کہ اونسے اور سموات شاہ سے علاوہ مذہبی ہمدردی کے دوستی قدیم تھی چنانچہ ایک اونمین سے جمہور صید افگن کہ سردار زبردست وبہادر و مرد سنجیدہ ہے اور دوسرا حریم شیر صورت اور تیسرا قمقام کرگدن سوار ہے اولاً اول جمہور صید افگن چالیس ہزار سوار سے آکر پہونچا سموات شاہ نے اسکا استقبال کیا لشکر جمہور کا اوترا بعد اوسکے حریم شیر صورت ایک لاکھ سوار سے پہونچا اسکے بعد قمقام کرگدن سوار ایک لاکھ سوار سے آیا بعد مہمانداری ایک روز سموات شاہ تخت پر بیٹھا ہے اور تمام سردارون کا مجمع ہے سب اپنے اپنے کرسیون و دنگلون پر بیٹھے ہوئے ہین کہ قمقام کرگدن سوار نے کہا کہ کچھ حالات گزشتہ اپنے بیان کیجیئے کہ لشکر اسلام سے مقابلہ کا کیا عنوان رہا اور اون اندھون نے سرداران بینا کو کیونکر مارا ہے سموات شاہ نے سب کیفیت اول سے آخر تک بیان کی اور کہا کہ وہ اندھے بھی آنکھون والون سے بہتر ہین کہ عیار کی آواز پر مقابلہ کیا اور آفات مردار خوار سے سردار کو چیر کر پھینک دیا علاوہ اسکے کمک اونکی برابر آتی رہتی ہے انتہا یہ ہے کہ دو رویین تن پہلوان جنکو خود خداوند نے بھیجا تھا کہ یہ غضب خداوند ہین انھون نے چلے تو سب سرداران کو زخمی کیا لیکن آخر بن مغضوب خداوند ہو گئے کہ ایک نقابدار مغلوب روزگار جانب صحرا سے پیدا ہوا اور اس بُری طرح ذلت دیکر دونون رویین تنون کو مارا ہے کہ

کہ جیسے کوئی مٹی کے کھلونے اڑا کر توڑ ڈالتا ہے اوسکے بعد ایسا لڑا ایسا لڑا کہ سات کوس تک میرے لشکر کو بھگاتا چلا آیا یہ سنکر ان سبکے جی چھوٹ گئے مگر جب سمٰوات شاہ نے بیان کیا کہ اگر اوسکو پنجہ نہ بچاتا تو اوسی روز اس ملک کا خاتمہ ہوگیا ہوتا یہ سنکر ان سبکو اطمینان ہوا اور ان سردارون نے کہا کہ بالفعل میدان خالی ہے چلکر لشکر کا خاتمہ کردیجیے یہ سنکر ابلیس مکار عیار طرار نے کہا کہ اگر ارشاد ہو تو غلام سرداران اسلام کو گرفتار کر لائے اور آپ صاحب یہین بیٹھے بیٹھے اونکو قتل کرنا شروع کیجیے جو کام بسہولت حاصل ہو اوسکو دقت مین کیون ڈالیے اگر لشکر کشی کیجیگا پھر وہی فسادات برپا ہونگے ہر طرف خبر مشہور ہوگی پھر کوئی نہ کوئی مدد کے واسطے آجائیگا یہ رائے سمٰوات شاہ کو پسند آئی ہر چند کہ قمقام کرگدن سوار و حریم شیر صورت نے کہا کہ اسکی ضرورت نہین ہے اور اگر عیار ہی سے کام لینا تھا تو ہم لوگونکا بلانا بے سود تھا لیکن سمٰوات شاہ نے کہا کہ بالفعل خداوند اپنے بندون سے ناراض ہو رہے ہین خود ہی مسلمانون کو اندھا کرکے بھگالا اور خود ہی ایسا زور دیدیا کہ اونھین اندھون نے بڑی بڑی آنکھون والون کو مارا اور یہ بھی نہوا تو کمک بھجوادی اس سے بہتر یہی ہے کہ یہ عیار نہایت ہوشیار ہے لندھور ثانی کو بھی گرفتار کر لایا تھا اس کام کو بھی بخوبی انجام دیگا یہ سنکر قمقام وغیرہ خاموش ہو رہے اور مہتر ابلیس مکار نے کچھ سامان طلب کیا اور صورت اپنی ایک سوداگر کی بنائی اور نام اپنا ہرمز شامی رکھکر براہ دریا جہاز پر بیٹھکر بیابان نہ طاق کی جانب روانہ ہوا جسوقت جہاز اسکا بیابان نہ طاق پر پہونچا دن تھوڑا تھا جہاز لنگر کیا اور ہرمز شامی جہاز سے اوترکر داخل لشکر اسلام ہونے لگا لوگون نے روکا اور کہا کہ بالفعل صاحبقران زمان کا حکم نہین ہے کہ کوئی شخص غیر ہمارے لشکر مین آئے کیونکہ زمانہ پر آشوب ہو رہا ہے ایسا نہو کہ کوئی عیار مکار فریب دیکر کام اپنا کر جائے یہ سنکر ہرمز شامی نے کہا کہ مین ملک شام کا رہنے والا اتنی دور سے برائے قدمبوسی صاحبقران آیا ہون اور بے نیل مرام واپس جاؤن دل میرا کیا کہیگا اور یہ نقصان میرا انکو کیونکر سنبھلنے دیگا ان لوگون نے کہا کہ ہم حکم صاحبقران سے مجبور ہین اوسوقت ہرمز شامی نے کہا کہ ہمتو سنتے تھے اہل اسلام مین محبت بہت ہوتی ہے مگر معلوم ہوگیا کہ وہ حمیت صاحبقران ثانی کے زمانے تک کچھ باقی رہی اور اب صاحبقران ثالث کے وقت مین بالکل جاتی رہی ہین تو آج سے اس مذہب کو ترک کرتا ہون اور کوئی دوسرا دین اختیار کرلونگا اتفاقاً اوس طرف سے جرنیل عادی آتے تھے اونھون نے جو یہ باتین ہرمز شامی کی سنین دلمین سوچی کہ یہ یہان سے جاکر صاحبقران کو بدنام کریگا کہا ٹھہرو مین تمہاری اطلاع کرتا ہون اس نے کہا نام حضور کا کیا ہے کہا مجھے جرنیل عادی کہتے ہین اس نے ہزارون دعائین دین اور کہا کہ آپ مین وہ بات نکلی جو ملازمان صاحبقران ثانی مین تھی خدا انکو جزائے خیر دے لیکن جرنیل عادی موٹے آدمی عقل کے گول ہین خدمت صاحبقران مین حاضر ہوئے اور ذکر سوداگر کا کرکے بہت کچھ تعریف اوسکی کی اور عرض کیا کہ وہ قدامت ظاہر کرتا ہے اور اشیاء عمدہ لایا ہے صاحبقران نے فرمایا کہ بلا لو جسوقت ہرمز شامی ہمراہ جرنیل عادی کے سامنے صاحبقران کے آیا سلام کیا صاحبقران نے جواب سلام دیا اور فرمایا کہ نام تمہارا کیا ہے

اور کہان سے آنا ہوا اس نے عرض کی کہ غلام کو ہرمز شامی کہتے ہین مین اپنے مکان سے آتا ہون بہت زمانے سے آپ صاحبون کی قدمبوسی نہین حاصل ہوئی تھی بالفعل یہ خبر گوشزد ہوئی کہ حضور بیابان نہ طاق مین تشریف رکھتے ہین غلام حاضر ہوا کچھ اشیاء لائق حضور دستیاب ہوگئے ہین وہ پیش کرون اور آپکے والد بزرگوار کی خدمت مین بہت رہتا تھا جب لشکر اسلام مین آتا تھا تو انھین کی خدمت مین حاضر رہتا تھا انکے خلق و مروت کا کیا بیان ہوسکے ہمیشہ میرا خیمہ اپنے بارگاہ کے متصل برپا کرادیتے تھے اور فرماتے تھے کہ یہ سوداگر ہے اشیاء نادر اسکے پاس ہین ایسا نہو کہ شبکو کوئی چور اپنی کارروائی کرے تو یہ کھٹکا نہ رہیگا اسی سلسلے مین حضور کی خدمت مین حاضر ہوا لوگ مجھے آنے نہ دیتے تھے اگر یہ مرد شریف یعنی جناب علی عادی نہ ترس کھاتے تو یہ غلام بے نیل مرام واپس جاتا اور بہت نقصان ہوتا فرمایا یہان سے کہان کا قصد ہے اسنے عرض کی کہ یہان سے بصرہ کا ارادہ ہے صاحبقران نے فرمایا کہ اے ہرمز افسوس کہ تم ایسے زمانہ مین آئے ہو جبکہ ہم اپنی آفت مین مبتلا ہین جان سے عاجز ہین گوہر وجواہر کون پرکھے آنکھین ہین نہین علاوہ اس کے ہر وقت موت پیش نظر ہے ہان کچھ کفن وغیرہ ساتھ ہون تو وہ دیتے جاؤ یہ فرما کر رونے لگے اور ارشاد کیا کہ مجھے تم سے شرم آتی ہے یہ کہتے ہوئے کہ تم لشکر مین قریب میری بارگاہ کے نہ رہو لیکن مجبور ہون اگر کوئی افتاد پڑی تو ساری بدنامی میرے ہی سر ہوگی بالفعل تو تم سرحد لشکر کے باہر خیمہ کرو لیکن گشت طلایہ کا تمہاری بھی حفاظت کریگا اور ہم تمہارے نقصان کے ذمہ وار ہین کل دیکھا جائیگا ہرمز شامی نے عرض کی کہ بہت خوب اور صاحبقران سے رخصت ہوکر اپنے جہاز کے قریب آیا اور حکمنامہ اہل لشکر کو دکھا کر خیمہ قریب لشکر برپا کیا ادھر صاحبقران عالیشان نے حکم دیدیا کہ گشت طلایہ کا خیمہ ہرمز شامی کی بھی حفاظت کرے غرضکہ شب ہوئی اور ہرمز شامی داخل خیمہ ہوا اور دروازہ خیمہ کا بند کرکے نقب لگانا شروع کی اور عیار جو اسکے ساتھ تھے اونمین سے دو عیار اور ساتھ لیے اور آگے جاکر نقب مین تین راستے پیدا کیے ایک کا سرا خیمہ صاحبقران مین توڑا اور دوسرا سرا نقب کا خیمہ شہنشاد گوہر کلاہ مین اور تیسرا سرا نقب کا خیمہ اسد ثانی مین نکالا کچھ رات باقی تھی کہ یہ تینون عیار مکار باطمینان تمام مختلف خیمون مین پہونچ گئے اول ابلیس مکار جو ہرمز شامی بنکر آیا تھا خیمہ **بدیع الملک** مین پہونچا اور دیکھا اسنے کہ بار بیدار اونگھ رہی ہین امیر ثالث آرام فرما رہے ہین بس اس نے پردہ بیہوشی کے شمع پر مارے کہ دھوان اونکا بارگاہ مین پھیلا جو بار بیدار اونگھ رہے ہین چھینکین مار مار کر بیہوش ہوگئے بس ابلیس مکار قریب چھپر کھٹ کے آیا اور کفچہ عیاری مین ساڑھے تین مثقال بیہوشی رکھکر ناک کے پاس لیگیا جیسے ہی امیر ثالث نے سانس لی اس مکار عیار نے بیہوشی دماغ مین پھونک دی کہ امیر چھینک مارکر بیہوش ہوئے بس اسنے چادر عیاری کمر سے کھولکر پشتارہ باندھا اور اوسی نقب کی راہ سے نکلکر خیمہ مین آیا اور اپنے ہمراہیون کا منتظر ہوکر بیٹھا دیکھا کیا تھوڑے عرصہ مین وہ دونون بھی پشتارہ بدوش آگئے ابلیس مکار نے تینون پشتارون کو جہاز پر پہونچایا اور اوسیطرح خیمہ خالی چھوڑ کر ایک پرچہ لکھکر رکھدیا کہ باش اے اہل گروہ مسلمانان و فرقہ خدا پرستان منم مہتر ابلیس مکار دیکھا تم نے کہ کیا کام کیا ہے مین اسنے بڑے

لشکر مین سے موذی سردارون کو لیکر یون صاف نکلا جاتا ہون عیاران اسلام سے کچھ نہو سکا لازم ہے کہ اسی دریا مین ڈوب مرین اور خود جہاز پر بیٹھکر ملک سمواتیہ کے جانب روانہ ہوا یہان صبح کو جو خادم آفتابہ ہاتھ مین لیے ہوئے داخل خیمہ ہوتا ہے کہ چلکر صاحبقران کو جگاؤن وضو کراؤن کہ وقت نماز کا تنگ رہگیا ہے آج مجھے بھی دیر ہو گئی ہے کہین خفگی نہ آ گئے کیونکہ یہی ایک کام اسکے سپرد ہے کہ صبح کو جگا کر وضو کراتا ہے سجادہ بچھاتا ہے یہان آکر جو دیکھا کہ چھپر کھٹ خالی پڑا ہے باری دار بیہوش پڑے ہین دہانہ نقب کا وا ہے اسنے شور کیا اور سر پیٹنے لگا باہر جو لوگ تھے جلدی سے دوڑ پڑے کہ کیا ہوا اسنے کہا کہ غضب ہوا معلوم ہوتا ہے کہ کل جو سوداگر آیا تھا وہ عیار تھا صاحبقران کو چرا لے گیا امیر ثالث کا پتا نہین کچھ عیاران اسلام بھی بھی یہ خبر سنکر آگئے تھے اونھون نے جو دہانہ نقب کا وا دیکھا چالاک ثالث تیغہ پکڑ کر نقب مین کود اسکے عقب مین اور عیار بھی روانہ ہوئے تھوڑے عرصہ مین غل ہوا کہ شہنشاہ گوہر کلاہ کو بھی کوئی لیگیا بعد اسکے اسد ثانی کی بارگاہ سے شور ہوا کہ یہان بھی نقب لگی ہوئی ہے اور سردار غائب ہے عیاران اسلام یکے بعد دیگر نقب مین کود کود کر روانہ ہوئے اول چالاک ثانی خیمہ مین نکلا دیکھا تو خیمہ خالی ہے جہاز بھی روانہ ہو گئے ہین بعد چالاک اور عیار مثل برق ثانی و قران ثالث و سرمہناک مصری و برزک خطائی و گلباد عراقی و کلباد عراقی یہ سب پہونچے وہان کسی کو نہ پایا اب سبنے اتفاق کیا کہ ہرمز شامی کوئی عیار تھا اور یہ کام اوسی کا تھا کہ یکایک ایک پرچہ ہوا سے خیمہ مین اوڑتے دیکھا دوڑ کر چالاک ثالث نے اوٹھا لیا اور اوس پرچہ کو پڑھا لکھا ہوا تھا کہ اے عیاران لشکر اسلام بس اسی منہ پر دعوائے عیاری کرتے ہو کہ تم ایک لاکھ بیک تھے جس جا موجود ہون وہان سردار چوری جائین معلوم ہوا کہ بس نام کے عیار ہو دیکھو عیاری اسے کہتے ہین کہ پہلے مین لندھور کو لے گیا اور اب صاحبقران کو لیے جاتا ہون یہ دیکھتے ہی چالاک نے پرچہ قران ثالث کو دیدیا اور کہا تو سہی چالاک میرا نام جو اس کو برہنہ کر کے نہ ذلیل کیا ہو اور منہ اسکا نہ سیاہ کیا ہو یہ بھی جانب ملک سمواتیہ روانہ ہوا اور اسکے عقب مین اور عیار چلے کہ انکا ذکر بر وقت آئیگا لیکن ابلیس مکار تینون پشتارے ساتھ لیے ہوئے ملک سمواتیہ مین پہونچا اور جہازون سے اوتر کر خدمت مین اپنے بادشاہ کے پہونچا اور تینون پشتارے پیش کیے سموات شاہ نے کہا کیسے لایا اسنے عرض کی کہ جو لوگ رکن دین اسلام تھے اونکو لے آیا ہون اب انھین قتل کر کے لشکر لیجائیے اور سبکو ایک روز مین قتل کر کے چلے آئیے مگر انکے قتل مین تاخیر مناسب نہین ہے بادشاہ نے حدادون کو طلب کر کے ان تینون سردارون کو اسیر غل و زنجیر کرایا اسکے بعد ابلیس سے کہا کہ اب ہوشیار کر ابلیس نے قیلدر رفع بیہوشی سنگھا کر سبکو ہوشیار کیا صاحبقران ثالث نے ہوشیار ہوتے ہی فرمایا کہ کیا ابھی تک وقت نماز کا باقی ہے مین اپنے خیال کے نزدیک آج بہت سویا اچھا پانی لاؤ کہ مین وضو کرون سموات شاہ نے کہا کہ وقت نماز کا گیا لیکن وقت قضا کا آگیا ہی او خدا پرست آگاہ ہو کہ تو پنجہ اجل مین گرفتار ہو گیا یہ بارگاہ میری ہے تیری نہین ہے مین ہون سموات شاہ دیکھا تو نے خداوند کی قدرت نمائی کو کسطرح تجھے اسیر کرا دیا کہ تجکو خبر بھی نہ ہوئی تو نے بڑی سرکشی پر کمر باندھی تھی لیکن اسوقت کی تجکو خبر نہ تھی دیکھ تو کسطرح تجکو قتل کرتا ہون کہ ماہیان دریا

مرغان ہوا تیرے حال پر گریہ کرین یہ کہکر تلوار اپنے نیام سے کھینچی اور اوٹھکر کہا کہ تجھے مین خود قتل کرونگا **صاحبقران** نے فرمایا کہ مین خود زندگی سے سیر ہون اس جینے سے مرنا بہتر ہے کہ گرفتار ہو رہی ہین زخمی ہو رہے ہین لوگ مدد کو چلے آتے ہین ہر ایک کا احسان ہو رہا ہے لیکن اس حرکت پر **سموات شاہ** کے **جمہور رصید افگن** کو افسوس معلوم ہوا کہ ایسا بہادر شہرۂ آفاق اور اس بے بسی سے قتل کیا جائے لطف یہ تھا کہ یہ میدان مقابلہ ہوتا جسے خدا فتح دیتا بڑے شرم کی بات ہے کہ تیری موجودگی مین یہ رکن دین اسلام اسطرح قتل ہو ساری خدائی مین بدنامی ہوجائیگی بس اپنے اوٹھکر ہاتھ **سموات شاہ** کا پکڑ لیا اور کہا کہ کوئی امر خلاف طریق و آئین زمانہ نہ کرنا چاہیئے پہلے اس خداپرست کو فہمائش کیجیے کہ دین **اکوان** پرستی کو قبول کرے جب یہ نہ مانے تو شہر سے باہر دستور زمانہ کے موافق چبوترہ رنگ کا بنوا کر جلاد سے قتل کرایا جائے یہ آپکو ہرگز زیبا نہین ہے کہ اپنے ہاتھ سے قتل کیجیے یہ سنکر **سموات شاہ** نے ہاتھ روکا اور کہا کہ اے **جمہور** یہ لوگ ماننے والے نہین ہین انکو تو وہ دعوے ہین کہ جنکا بیان کرنا بھی کفر ہے یہ تو کہتے ہین کہ ہم تمہارے خداوند کو مخلوقات مین سے جانتے ہین اور اوسکو قتل کرینگے پھر بھلا جسکے ایسے خیالات ہون وہ اپنے مذہب سے کب روگردانی کرنے والا ہے اور جسے بندہ سمجھتا ہے اوسے خدا کیون کہنے لگا اگر تمکو یقین میری بات کا نہو تو خود سمجھا کر دیکھلو مین اجازت دیتا ہون **جمہور** نے کہا کہ اے **صاحبقران** تاکئے آپکو دین **اکوان** پرستی کے قبول کرنے مین کیون انکار ہے فرمایا اے **جمہور** مجھے تو مرد فہمیدہ معلوم ہوتا ہے مگر انصاف تیری بھی طبیعت مین نہین ہے جس شخص نے اور اوسکے بزرگون نے بڑے بڑے خداوندیان برباد کردین وہ ایک ساحر کو کیونکر خدا تصور کرے اگر حیات میری باقی ہے تو انشاءاللہ **اکوان** کی بھی قلعی کھلجائیگی اور جو لوگ اسوقت اوسکو سجدہ کر رہے ہین یہی اوسپر لعنت کرینگے اور کیا تاب و طاقت ہے کسی کی کہ بغیر وقت کسی کو کوئی قتل کرسکے اگر **اکوان** مین قدرت خداوندی بھی تو دونون فرستادہ اوسکی جو روئین تن تھے **نقابدار سرخپوش** کے ہاتھ سے کیون مارے گئے اور کسی نے اونکو بچا نہ لیا خداوند ایسے ہی ہوتے ہین کہ وعدہ مدد کرتے ہین اور مدد ایسی بھیجتے ہین کہ کافی نہین ہوتی اگر **اکوان** مین کچھ قدرت ہوتی تو جنگ کی ضرورت نہ تھی جسکا مارنا اوسکا مقصود ہوتا وہ بغیر لڑے بھڑے مرجاتا روح جسم سے نکل جاتی مگر وہ تو ایک ساحر ہے جہانتک قوت سحر کام دیتی ہے وہانتک وہ سب کچھ کرسکتا ہے اور جہان سحر کا زور نہین چلتا وہان تقدیر بدلتا ہے گیا تو نے سنا نہوگا کہ **زمرد شاہ باختری** تقدیر اپنی مطلب کی کرتا تھا اور جب کام بگڑ جاتا تھا تو کہتا تھا کہ مین نے تقدیر پلٹ دی ویسا ہی خدائے باطل یہ بھی ہے **فرعون شاہ** کہ ساحر **مستمش** کے زور پر خداوندی کرتا تھا جسوقت ساحر **مستمش** کو عمرو نے دریا سے نکالکر مارا ہے تو ساری خداوندی تشریف لیگئی آخر گرفتار ہوا اور دار پر کھینچکر اوسے تیرباران کیا اسی طرح سے **ہامان شداد نمرود ہزار شکل چرخ گردان** وغیرہ یہ سبھی تو خداوند بنے تھے لیکن سب کو **صاحبقران اول و ثانی** اور مین نے بحکم خدائے عزوجل واصل جہنم کیا ایک روز **اکوان** کی بھی یہی حالت ہونا ہے جو زندہ رہیگا دیکھ لیگا ہم اگر نہ بھی ہونگے تو ہمارے مقام پر اور کوئی ہوجائیگا ابھی لشکر اسلام مین بہت سے ایسے ہین جو لائق صاحبقرانی ہین بس یہ شخص میرے بعد **صاحبقران** ہوگا وہ لڑیگا کچھ ایسے کلمات

صاحبقران نے ارشاد فرمائے کہ جمہور کو سکوت ہوا جواب نہ دے سکا اسکے بعد وزیر ہوشمند دانا نے کہا کہ اے بادشاہ تو متواتر سن چکا ہے کہ جس سرزمین پر خون ان خدا پرستون کا گریگا وہ ویران ہوجائیگی اور پھر انکو قتل کرنا چاہتا ہے بہتر یہ ہے کہ میدان خونی کی تیاری کا حکم دے اور بیرون شہر انکو قتل کر **سموات شاہ** نے اوسیوقت حکم دیا کہ میدان خونی طیار ہو کل ان خدا پرستون کو بیرون شہر قتل کرونگا کہ انکے ہاتھ سے بڑے بڑے سردار میرے مارے گئے ہین اوسیوقت تیاری میدان خونی کی ہونے لگی جلادان مریخ صورت **صاحبقران ثالث** کی قید ہمراہ لیکر روانہ ہوئے اور دوسرے روز بادشاہ بھی مع سرداران فوج ولشکر بسیار ہمراہ لیکر شہر سے باہر نکلا جلادون نے چبوترہ ریگ کا بنا کر تیار کیا اور **صاحبقران ثالث** و **شہنشاہ گوہر کلاہ** و **اسد ثالث** کو اوس چبوترے پر بٹھالا اور حکم کے منتظر ہوئے **سموات شاہ** نے کہا کہ پہلے **صاحبقران** کو قتل کرو جلاد تلوار کھینچکر آیا اور حسب دستور گردن پر خط کھینچا اور کہا کہ جو کہنا ہو کہہ لے جو کھانا ہو کھالے کہ حسرت تیرے دلمین نہ رہجائے یہ سنکر فرمایا کہ تجھ سے کیا خواہش بیان کرون اگر ممکن ہو تو کسی مسلمان کے سپرد کرنا کہ لاش کو وہ دفن کردے بس اور کوئی حسرت نہین ہے **شہنشاہ گوہر کلاہ** نے آواز دی کہ او جلاد نابکار پہلے مجھے قتل کر کہ مین اپنے سامنے اپنے والد ماجد کو قتل ہوتے نہ دیکھون **اسد ثانی** نے کہا کہ مجھی قتل کر **صاحبقران** نے فرمایا کہ اے فرزند پہلے قتل ہونا میرا ہی مناسب ہے اسلیئے کہ یہ سلسلہ خداوند کریم کا معین کیا ہوا ہے کہ باپ بیٹے کے سامنے دنیا سے جاتا ہے کہ سلسلہ خلقت قائم رہے تم اگر شاید بچ جاؤ تو میرا نام روشن رہیگا اور **اسد ثانی** بھی ابھی بچہ ہے یہ دن اوسکے مرنے کے نہین ہین **شہنشاہ گوہر کلاہ** نے عرض کی کہ اگر مین نہ بھی ہونگا تو کچھ مضائقہ نہین ہے خدا زندہ و سالم رکھے شاہزادہ **رفیع البخت** کو جو برائے فتاحی طلسم گئے ہوئے ہین وہی بعد آپکے لائق **صاحبقرانی** بھی ہین یہان تو یہ جھگڑا ہے اور ادہر **قہار عاد** نے تین جلاد تینون سردارون کے قتل کو بھیج دیئے ہین کہ برابر سبکو قتل کرو مگر **جمہو صید افگن** دل مین کہتا ہے کہ اللہ رے استقلال ان لوگون کی موت سر پر ہے مگر جو اس مین فرق نہین ابتک اپنے خدا سے امید زندگی رکھتے ہین اگر انکے خدا نے انکی مدد کی تو مین بھی اکوان پر لعنت کرونگا اور یہی تہیہ کر لیا **ہوشمند دانا** وزیر **سموات شاہ** نے ادہر **سموات شاہ** نے دوسرا حکم دیا کہ ہاتھ مار کیا دیکھتا ہے ان لوگون کے واسطے تین حکمون کی ضرورت نہین ہے ایک حکم تین حکمون کے برابر ہے تامل نہ کر جلاد نے جواب دیا کہ قتل کسی معمولی آدمی کا نہین ہے ذرا سمجھ بوجھکر حکم دیجیئے ہنوز تیسرا حکم صادر نہین ہوا ہی کہ ان بیکسون نے تڑپکر دعا کی کہ اے پروردگار عالم ہمین اس بلا سے نجات دے ایسی موت سے بچا کہ جس کے بعد احترام میت بھی نہو سکے حسرت یہ تھی کہ ہم خانہ کعبہ کی سرزمین پر دفن ہوتے بس یہ دعا ناتمام تھی کہ تیر دعا ہدف اجابت پر بیٹھا اور جانب صحرا سے یک گرد و غبار بلند ہوا سب نگران ہوئے یہ کون آتا ہے **سموات شاہ** کو خیال تھا کہ خداوند اکوان نے مدد بھیجی ہے کہ یکایک دامنہ گرد کا شگافتہ ہوا اور دل گردے نقابدار سرخپوش چالیس ہزار سرخپوشون سے پیدا ہوا اور نعرہ کیا کہ باش

اے گروہ کفار خبردار و ہوشیار باشید کہ منم نقابدار سرخپوش اسکے نعرہ کی آواز سے جسم ہین سموات شاہ کے تھرتھری پڑگئی دیکھا تو وہی چالیس ہزار سرخپوش اسکے ساتھ ہین اور آدمیون پر کچھ آہو شکار کیے ہوئے لدے ہین اور کچھ لوگ ہاتھون پر بازبحریان لیتے ہوئے ہین جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ شکار ہی سے نقابدار ادھر آیا تھا لیکن نقابدار نے قریب ہوکر آواز دی کہ او سموات شاہ کیا وہ وقت اپنا بھول گیا جبکہ زوبین تنون کو مار کر تجھے سات کوس تک بھگایا تھا اگر بچہ نہ لیجاتا تو اوسی روز تیرا خاتمہ کر دیتا مگر خیر معلوم ہوا کہ تھوڑا زمانہ تیری عمر کا اور باقی تھا اور تقدیر مین صاحبقران کے تیرے ذات سے ایذا پہونچنا تھی لیکن آج قسم کھاتا ہون اپنے دین ومذہب کی بغیر تیرا فیصلہ کیے واپس نہ جاونگا یہ کہکر مثل شعلہ جوالہ اکر گرا قہار رعاذ نے کہا کہ او نقابدار آج تجھکو بے مارے نہ چھوڑونگا کہ تونے بہت اذیتین دے رکھی ہین یہ کہکر اپنا مرکب بڑھا کر سد راہ ہوا صاحبقران نے کہا افسوس اب ہم اس قابل ہوگئے کہ ہر جگہ مجبور ونا چار ہوتے ہین اور نقابدار سرخپوش احسان پر احسان کرتا ہے اور ہمکو بچاتا ہے اس زندگی سے تو موت بہتر ہے یہ فرما کر ہتھکڑی بیڑی پکڑ کر دامن زور مین آکر جو چرخ مارا قید کو مثل تار عنکبوت کے پارہ پارہ کرکے پھینکدیا اودھر شہنشاہ گوہر کلاہ فرزند صاحبقران و اسد ثانی نے قیدین توڑین اور دو جلاد جو سر دین پر تلوارین کھینچ کھڑے تھے اونھون نے بھی منم منم کے نعرہ کیے اور کہا صاحبقران ثالث ترسیے کہ حضور نہ گھبرائین غلام آپکے آگئے تھے پہلے ہی سب جلادون کو مار کر اپنا عمل کر لیا تھا اور وقت کے منتظر تھے یہ کہکر قران ثالث نے جھپٹکر ایک سوار کو بغدہ مارا کہ وہ مرکے گرا بس اوسکا مرکب اور تلوار لیکر خدمت صاحبقران ثالث مین حاضر ہوئے اور کہا کہ مرکب وشمشیر حاضر ہے صاحبقران جلدی سے پشت مرکب پر سوار ہوئے اور تلوار ہاتھ مین لیکر ہلانا شروع کی اودھر برق ثانی نے ایک سوار کو مار کر تیغ و مرکب شہنشاہ گوہر کلاہ کی خدمت مین پہونچایا اور بزک خطائی نے تیغ و فرس اسد ثانی کو دیا یہ تینون شہسوار ہوکر تلوارین ہلانے لگے کہ دشمن قریب نہ آجائے اور عیارون نے چارون طرف حلقہ باندھکر خنجر زنی کرنا شروع کی اودھر نقابدار نے آتے ہی تہلکہ بپا کر دیا مارے تلوارون کے زمین کو اپنی پوشاک کے ہمرنگ بنا دیا جمہور صید افگن وہوشمند دانا نے جو دیکھا کہ بروقت خداوند کریم نے ان لوگون کی مدد کی سمجھ گئے کہ دین انکا بر حق اور دین آکوان پرستی باطل ہے دونون اوسیوقت سے مطیع اسلام بنے اور دل سے عہد کیا کہ بعد ختم جنگ ہم مسلمان ہونگے اور جمہور صید افگن نے تلوار کھینچ لی اور اپنے لشکر کو آواز دی کہ مین مسلمانونکا شریک ہون اور تلوار لشکر سموات شاہ پر کھینچتا ہون جو لوگ میرے ہمراہ ہین وہ مسلمانون کیطرف سے لڑین اور آکوان پرستون کو قتل کرین اسمین ایک بھید ہے جو بعد ختم جنگ کھلجائیگا یہ کلمہ اسنے اس خیال سے کہا تھا کہ مبادا لشکر کو میرے مسلمانون کی شرکت مین تامل ہو اور اپنے ہم مذہبون کو نہ قتل کرین تو راز کو پوشیدہ رکھا اور تلوار کھینچکر جا پڑا لڑنا شروع کیا لشکر نے بھی اسکے کفار کے قتل پر کمر باندھ لی اب اسّی ہزار تو مسلمان ہین اور کئی لاکھ

کفار مین تلوار چل رہی ہے عرصۂ کارزار مین صدائے بگیر و بزن بلند ہی قران ثالث نے بڑھکر صاحبقران سے عرض کیا کہ اقبال یاور رہو ادشمن کا طرفدار جمہور صید افگن حضور کا شریک ہو گیا اور چالیس ہزار سوارون سے لاکھون کا مقابلہ کر رہا ہی صاحبقران ثالث نے فرمایا کہ مین پہلے ہی سمجھا تھا کہ یہ مرد حق پسند معلوم ہوتا ہی ادھر نقابدار سر خیوش نے جو قہار عاد کو اپنی طرف آتے ہوئے دیکھا پکار کر آواز دی کہ کیون شامت آئی ہی قہار عاد نے کہا کہ دیکھ معلوم ہوتا ہے یہ کہکر تلوار سر نقابدار پر ماری نقابدار نے پشت شمشیر پر وار اوسکا روک کر جو ہاتھ تیغہ آبدار کا مارا تو معہ راکب و مرکب چار ٹکڑے ہوئے نقابدار نے رخ کیا تخت سموات شاہ کا اور لشکر سد راہ ہوا سر خیوشون نے اپنے مالک کے ساتھ آگے بڑھنا شروع کیا اور جمہور بھی معہ لشکر نقابدار کے ساتھ ہوا تلوار چلنے لگی صدائے بگیر و بزن بلند ہوئی نقابدار چالیس ہزار سر خیوشون سے کئی لاکھ کے لشکر مین ڈوبا ہوا ہے قیامت کی تلوار چل رہی ہے کہ یکایک از پردۂ بیابان گردے برخاست مگر گرد تیرہ و خیرہ خیرہ سر گرد بر آسمان رسیدہ و بالائے گرد در زمین پیچیدہ ہوا نے مارا گرد کو گرد نے مارا ہوا کو دامن گرد شگافتہ ہوا اور رول گرد سے تین سو علم نشانہ تین لاکھ سوار کا پیدا ہوئے پھریرون پر لکھے تعریف الٰہی اور نعت رسالت پناہی مرقوم تھی یہ لشکر ہے رستم خان بن گنجاب بن گنجور بن ملک حرمان دیو کش کا کہ یہ بھی برائے مدد بدیع الملک ملک سنجان سے چلے آتے تھے راہ مین یہ حالت سنی کہ بدیع الملک قتل ہوا چاہتے ہین معہ لشکر نعرہ کرکے جو گرتے ہین فوج کفار کو تہ و بالا کر دیا لیکن اب بھی جمعیت لشکر اسلام کی لشکر کفار سے بہت کم ہے اس لیے کہ تین لاکھ اسی ہزار کی فوج ادھر اور آٹھ نو لاکھ کی فوج سموات شاہ کی معہ عقب سے تیغزنی ہو رہی ہی کشتون کے پشتے لاشون کے انبار ہو رہے ہین زمین پر ایک دریائے خون موجزن ہے سر مانند حباب کے تیرتے پھرتے ہین جا بجا زرہون کے جال پھیلے ہوئے ہین چار آئینون کے سکے تہ نشین ہین گھوڑے کوتل جنگلے سوار مارے گئے ہین تاپتے پھرتے ہین یکایک دوسری گرد بیابان سے پیدا ہوئے اور رستم خان بن گاولنگی پچا ہزار سوار سے آکر پہونچے اور شریک اہل اسلام ہوئے اتنے مین پھر گرد اوڑی اور فرامرز عاد مغربی شاہزادہ بہارستان مغرب نبیرہ خواندہ حمزۂ صاحبقران اول ایک لاکھ سوار سے آکر پہونچے اور یہ بھی لشکر اسلام کے شریک ہو کر لڑنے لگے یہ سب بیابان نطاق کو جا رہے تھے راستے سے خبر پاکر پلٹ پڑے ان سب کے نام نامی بدیع الملک کے پہونچے تھے اب اسطرف بھی قریب ساڑھے پانچ لاکھ کے لشکر ہے اور اودھر آٹھ لاکھ مین سے بھی قریب لاکھ جوانون کے مارا جا چکا ہے لیکن پھر بھی جمعیت کفار اہل اسلام سے کہین زیادہ ہے اب سردارون نے گھوڑے ڈالے ہین اور لشکر کفار مین دھنس گئے ہین لشکر رستم خان بن گنجاب کے چالیس ہزار سوارون نے صاحبقران ثالث کو حلقے مین برائے حفاظت لے لیا ہے باقی لشکر مصروف جنگ ہی اب سب کے آگے نقابدار سر خیوش لہو کا مینھ برساتا ہوا مثل برق چہرہ مرکب کو ندھتا ہوا چلا جاتا ہی اور چالیس ہزار سر خیوش اسکے ساتھ ہی لپٹے ہوئے چلے جاتے ہین یہانتک کہ قریب علمدار لشکر

سموات شاہ پہونچ گیا اور ایک ہاتھ مار کر علم کو قلم کیا علمدار لشکر نے تیر مارا نقابدار نے تیر اسکا تلوار سے قلم کر کے جو ہاتھ کمر کا مارا علمدار کے دو ٹکڑے ہوئے اب نقابدار نے مرکب کو رانون مین مسلا اور تیر پکڑ چلا تخت سموات شاہ کیجانب اودھر رستم خان بن گنجاب نے کشتون کے پشتے لاشون کے انبار لگا دیے لڑتا ہوا یہ بھی چلا جاتا ہے کہ راہ مین حریم شیر صورت سے سامنا ہوا حریم نے نیزہ مارا رستم خان بن گنجاب نے نیزہ ہاتھ سے اسکے ہوائی کیا اسنے تلوار ماری کہ سپر کو کاٹ گئی لیکن فوراً رستم خان نے جھٹک دی کہ تلوار اسکی ٹوٹ گئی اسنے وہی ٹکڑا منھ پر کھینچ مارا رستم خان نے خالی دیکر جو ہاتھ تلوار کا مارا سپر و خود و بکتر کو کاٹتا تا جگر گاہ پر اوتر گئی حریم مرکب سے گرا لوگ اسکی لاش کو لیکر بھاگے اب رستم خان بن گاؤ لنگی سے اور مقہور سرکش سے سامنا ہوا مقہور نے گرز مارا رستم خان بن گاؤ لنگی نے گرز اسکا اپنے گرز پر روک کر جو گرز مارا تو مقہور کو پیوند خاک کر دیا قمقام گرگدن سوار نے فرامرز عاد مغربی کو آتے دیکھکر آواز دی کہ بس آگے قدم نہ بڑھانا نہین جانتا کہ مین کون ہون منم قمقام گرگدن سوار فرامرز نے آواز دی کہ اگر کچھ دعوئی مردی و مردانگی ہے تو تلوار کھینچ زبان چلانے سے کام نہین نکلتا ہے قمقام نے کہا کیا ہاتھ اوٹھاؤن اگر خود صاحبقران میرے مقابلہ پر ہوتے تو مزا تھا بس یہ سنکر فرامرز کو بہت غیظ آیا اور کہا کہ او بے ادب اس دہن نجس سے اس پاک نام کو نہ لے دیکھ کام تیرا یہین تمام کیے دیتا ہون تو اونسے کیا لڑیگا پہلے اونکے غلامون سے تو لڑ لے قمقام نے میل فولادی مارا فرامرز عاد مغربی نے میل اسکا چھین لیا اور وہی میل ایسا مارا کہ قمقام کو نقش زمین کر دیا اسکے لشکری اسکی لاش کو بھی نہ لیجا سکے اسواسطے کہ راکب و مراکب دونون ایک ہوکر رہ گئے تھے اودھر نقابدار سرخپوش لڑتا ہوا قریب تخت سموات شاہ کے پہونچ گیا ہے بس ہر وقت اسکی حفاظت کو دو سردار رہتے ہین کہ نام اونکے مذکور ہو چکے ہین یعنی مغرور روئین تن اور عصفور روئین تن گویا انھین پر مدار سلطنت ہی قبل کی لڑائی مین جب نقابدار کے ہاتھ سے حدید روئین تن اور شدید روئین تن مارے گئے ہین تو سموات شاہ انکو بچا لیگیا تھا لیکن آج یہی محافظ تخت تھی نقابدار سرخپوش جیسے ہی قریب تخت سموات شاہ کے پہونچا اسنے آواز دی کہ لینا اس نقابدار کو آج یہ زندہ بچکر نہ جانے پائے یہ سنتے ہی مغرور روئین تن و عصفور روئین تن جھپٹ پڑے اور دونون نے تلوارین نقابدار پر برسانا شروع کین ایک کو ایک جواب دیتا ہے دو سے لڑنا ایک کا بالکل خلاف انصاف ہی مگر ان کافرون مین انصاف کہان یہ تو چاہتے ہین کسیطرح ممکن ہو دشمن کو قتل کرو اسکے علاوہ نقابدار سرخپوش یہ بھی نہین جانتا ہے کہ یہ ملعون روئین تن آہنی بدن ہین حربہ نقابدار کا انپر کارگر نہین ہوتا اور وار انکا نقابدار سرخپوش پر کافی ہوتا ہے کتنی زخم نقابدار نے کھائے اور جو ہاتھ مارا تلوار نے جسم کو انکے نہین کاٹا اب انھین خیال پیدا ہوا کہ یہ دونون روئین تن معلوم ہوتے ہین بس جیسے ہی مغرور نے تلوار ماری نقابدار نے بند دست پکڑ کر جھٹکا دیا کہ مغرور روئین تن کا غرور جاتا رہا سر جھکے ہوا بس کمر زنجیر کا بند پکڑ کر زین سے اوٹھا لیا اور اسکو ہاتھ پر بجائے سپر بلند کرکے لڑنا شروع کیا جو وار عصفور روئین تن کرتا ہے نقابدار مغرور پر روکتے ہین مگر لڑائی بھی نتیجہ نہ نکلا کہ یہ نہ مرتا ہے نہ وہ بس

بھلا کر ایک کو سر پر چرخ دیکر سمواٰت شاہ پر کھینچ مارا اور دوسرے کو اوٹھا لیا ادھر تو مغرور اور سمواٰت شاہ دونون ٹکڑا کر تخت کے نیچے گرے ادھر عصفور کو ٹانگین چیر کر پھینکدیا مغرور پھر جھپٹا اور اس نے تلوار ماری نقابدار نے کلائی پکڑ کر پھر اسے اوٹھا لیا اور سمواٰت شاہ کے قریب پہونچکر آواز دی کہ دیکھو بہادر جو منہ سے کہتے ہین وہ کر کے دکھا دیتے ہین اب مجھے بغیر مارے کب چھوڑتا ہون سمواٰت شاہ نے تلوار ماری نقابدار نے وار اسکا رد کر کے جو ہاتھ مارا سمواٰت شاہ کے دو ٹکڑے ہوئے اب مغرور روئین تن کو بھی زمین پر مارا اور دوسرے سر کھینچکر پھینکدیا بس بادشاہ کا مارا جانا تھا کہ لشکر کے پاؤن اوکھڑ گئے فوج بھاگ کھڑی ہوئی اہل اسلام نے تلوار کے نیچے رکھ لیا اب ہر طرف سے شور امان بلند ہوا نقابدار نے فرمایا بشرط امان ان سبنے کہا کہ قبول ہے اہل اسلام نے ہاتھ روکے اور نقابدار نے اپنے سر خیوشون کو ساتھ لیکر صحرا کی راہ لی اور پکار کر کہدیا کہ صاحبقران سے کہدینا کہ جمہور صید افگن بہت نازک وقت مین کام آیا ہے اسکا خیال رہے یہ فرما کر جانب صحرا روانہ ہو گئے ہر چند کہ صاحبقران نے لوگون سے کہلوایا کہ برائے خدا آپ ہمارے محسن ہین تو دعوت بھی قبول کیجئے ایک روز تو لشکر مین رہئے جواب دیا کہ مین آپکا احسانمند ہون لیکن ابھی وقت یکجائی نہین آیا ہے انشاء اللہ دیکھا جائیگا یہ کہکر روانہ ہو گیا یہان اہل اسلام نقارہ فتح و فیروزی بجاتے ہوئے داخل ملک **سمواٰتیہ** ہوئے شب تو کسیطرح بسر کر لی صبح کو فرمایا صاحبقران نے کہ بتکدے ڈھا دو لیکن مسجد کی بنا ابھی نہ ڈالنا انشاء اللہ یہ بعد فتح نہ طاق ہوگا اور رعایا اگر مذہب اسلام قبول کرے تو خیر ورنہ قتل عام جسوقت یہ خبر مشتہر ہوئی امرا و رؤسا شہر تحفے ہدیہ لیکر حاضر حضور ہوئے اور سبنے دین اسلام قبول کیا مذہب الوان پرستی کو ترک کیا بعد اسکے صاحبقران نے جمہور صید افگن کو یہان کا بادشاہ کیا اور ہوشمند دانا کو مرتبہ وزارت پر قائم رہنے دیا اور وہان سے کوچ کر کے اپنے لشکر مین آئے قیام فرمایا رستم خان بن گنجاب و رستم خان بن گاؤ تلی و فرامرز عاد مغربی ان سب لوگون نے اپنے اپنے خیمہ جائے مناسب پر برپا کئے اور لشکرون نے انکی محافظت فوج نابینا کی کی اور طلایہ گشت کا مقرر کیا اب انکو بھی اسی حالمین چھوڑا جاتا ہے لیکن یہان سے

چند کلمہ داستان ضلالت نشان اکوان تاجدار کے بیان ہوتے ہین۔

واضح رائے ناظرین باتمکین ہو کہ اکوان تاجدار نے اپنی سرحد بھر مین ہوا کو تابع کیا ہے کہ اگر کوئی شخص اپنے گھر مین بات کرے تو ہوا وہ آواز اسکے کان مین پہونچا دیتی ہے اور ہر شخص کے حال کی خبر رہتی ہے جو واقعہ سامنے اسکے غلط بیان ہوتا ہے وہ اسکی اصلیت بتا دیتا ہے لوگون کے اعتقادات اسکی طرف پختہ ہوتے جاتے ہین وہ آپسمین کہتے ہین کہ ہمارا خداوند کیا جاگتی جوت کا خداوند ہے کہ جو بات ہم اپنے گھر مین کہتے ہین خداوند کو اسکی خبر ہو جاتی ہے ہمارا خداوند مثل نمرود شاہ باختری و فرعون شاہ و نمرود شاہ وغیرہ کے نہین ہے کہ یہ لوگ عجیب احمق خداوند گذرے ہین اور اسی ہوا کے ذریعہ سے اکثر نامہ و پیام بھی رہا کرتے ہین کبھی ایسا ہوتا ہے کہ زوبان جادو وزیر اکوان تاجدار کا نامہ لیجاتا ہے اور

اور جواب نامہ بھی لاتا ہے چنانچہ نامہ سموات شاہ و نامہ سمندر جادو بھی اسی ذریعہ سے پہونچے تھے لیکن نہین معلوم کیا مشیت تھی کہ اکوان تاجدار نے جواب ان نامون کے نہین بھیجے یہانتک کہ ملک سمواتیہ برباد ہو گیا اور سمندر شاہ مارا گیا اور گنجور شاہ مطیع اسلام ہوا جب یہ خبرین اکوان کو پہونچین تو اسنے ایک ایک حکمنامہ لکھکر برروئے ہوا اور اڑا دیا کہ انمین سے ایک نامہ قیصر عاد کو پہونچا اور دوسرا چرخ آدمخوار کو مضمون نامہ یہ تھا کہ اے بندگان خاص مابدولت تمکو ہم مسلط کرتے ہین گروہ خدا پرستان پر کہ جاکر اونکا استقبال کرو اور جلد خدمت مین مابدولت کے حاضر ہو اور آدمخوارون کے یہان اتنا فقرہ اور زیادہ تھا کہ تمھاری خوراک ہم نے آج سے گوشت ان خدا پرستون کا قرار دیا ہم نہین چاہتے کہ ان لوگون کو جو غیر ساحر ہین ساحرون سے قتل کرائین بہتر ہے کہ غیر ساحر سے غیر ساحر مقابلہ کرے کیونکہ انصاف کے خلاف نہونے پائے جسوقت یہ نامے ان دونون سردارون کو پہونچے اوسیوقت انھون نے کوچ کیا چرخ آدمخوار چالیس ہزار آدمخوارون سے طرف بیابان نہ طاق کے روانہ ہوا اور قیصر عاد کہ بہت بڑا سردار ہے بادشاہ ہے سات سرداران زبردست کا سات لاکھ عادیون کی فوج سے بیابان نہ طاق کو روانہ ہوا لشکر اسکا سات حصون مین ہو چلا ہے دیکھیے یہ کسوقت پہونچتا ہے لیکن اب حال لشکر اسلام کا بیان ہوتا ہے کہ ایک روز صاحبقران ثالث یعنے شاہزادہ بدیع الملک نے خواجہ زادگان ثالث کو طلب کیا اور فرمایا کہ آپ لوگ اپنے علم سے دریافت کیجیے کہ ہم سب اس بلا مین کبتک مبتلا رہین آخر کبھی نجات بھی ہوگی یا نہین خواجہ زادگان نے حسب الارشاد فیض بنیاد صاحبقران عالیشان سولہ شکلین رمل کی کھینچکر زائچہ کا بچار کیا اور بعد استخراج احکام کے دست بستہ عرض کی کہ یہ مصیبت چندروزہ معلوم ہوتی ہے ستارہ خانہ قسمت کا خانۂ ہبوط مین آگیا تھا لیکن اب تھوڑا زمانہ باقی ہے کہ خانۂ اوج مین آکر ترقی اقبال وجاہ کریگا لیکن بالفعل ستارہ خانہ راحت کا بھی خانۂ دشمن کے ستارہ سے نظر تربیع رکھتا ہے جو فتنہ و فساد کی دلیل ہے عجب نہین ہے جو کوئی بلائے تازہ پھر کسیطرف سے آئے لیکن جہانتک ممکن ہو ٹلیئے گا اور شاید کوئی بادشاہ یا سردار فوج لیکر آئے تو مقابلہ نہ فرمائیگا اسلیئے کہ آپکا سچا خادم خضران بن عمرو نہایت جانفشانی کر رہا ہے اور خدا سے امید کیجاتی ہے کہ بہت جلد وہ اپنی کوشش مین کامیاب ہو کر حاضر خدمت بابرکت ہوگا اور آنکھین بھی سبکی روشن ہو جائینگی اوسوقت ایک نہین ہزار لشکر آئین گے تو آپکا کیا کر سکتے ہین جس بارگاہ فلک پناہ مین پانچہزار یا چھسو چین تلوار ہو گیا تاب وطاقت ہے کسی کی کہ اوسکی طرف دیکھ سکے لیکن بالفعل آٹھ روز تک جس صورت سے ہو سکے جنگ کو ٹالیئے گا فرمایا خیر ایسا ہی ہوگا لیکن اگر دشمن سبقت کر بیٹھا تو کیا کیا جائے خواجہ زادگان نے عرض کی کہ وہ تو ایک امر مجبوری ہے لیکن عیاران لشکر پر تاکید اکید ہی کہ ہر چہار طرف کی خبر رکھین کہ کوئی دشمن عیار یا ساحر وغیرہ ساحر گھات مین نہو اس لیئے کہ ملک غیر کی سرحد مین ہین اور لڑائی چھڑی ہوئی ہے تو قران ثالث و برق ثانی و مہ سیاہ مصری و بیژن خطائی وغیرہ تمام پیک بچے بیابان نہ طاق کے گرد و نواح مین نکل جایا کرتے اور گرد آوری کیا کرتے ہین جو لوگ دن کو جاتے ہین

شام کو واپس آتے ہین جو شام کو جاتے ہین صبح کو سمت آتے ہین یہ انتظام بندھا ہوا ہے کہ ایک روز نامیان خیبری و نومیان خیبری و سرہنگ مصری و برزک خطائی وغیرہ دوڑتے ہوئے گرد مین آلودہ پسینے مین غرق آئے آستانۂ عبودیت کو بوسہ دیا دعا و ثنائے شاہی بجا لاکر عرض کی۔ بیت

الٰہی بخت تو بیدار بادا ترا دولت ہمیشہ یار بادا
گل اقبال تو دائم شگفتہ بچشم دشمنانت خار بادا

اقبال روز افزون دوست شاد دشمن نامراد اکوان تاجدار نے قوم عاد مقابلۂ لشکر اسلام کیواسطے بھیجا ہے قیصر عاد اون سب کا بادشاہ ہے سات سردار نہایت زبردست اور سات لاکھ عادیون کے لشکر و سپاہ سے اس جانب آتا ہی اور چرخ آدمخوار چالیس ہزار آدمخوارون سے ہراول لشکر بنا ہوا آگے آگے آتا ہی ہم لوگ صورتین بدل بدل کر داخل لشکر ہوئے اور مختلف ذریعون سے خبرین حاصل کرنے سے دریافت ہوا کہ یہ لوگ عملداری اکوان مین منتخب اور زبردستان روزگار سے ہین کہ انسے بہتر سردار اب نہین ہین ایک ایک سردار کرگدن مست پر سوار ہی کوئی ایسا نہین ہے جسکو گھوڑا سواری دیسکتا ہو فرمایا بادشاہ اسلام نے کہ کبتک داخلہ اونکا بیابان نہ طاق مین ہوجائیگا عرض کی کہ یقین ہے کل شام تک کل لشکر آجائے یہ سنکر صاحبقران عالیشان نے ایک آہ سرد دل پر درد سے کھینچی اور فرمایا کہ افسوس آنکھین بھی نہین جو آمد لشکر کا تماشہ دیکھین مگر خیر سامان ہمارا باہر لشکر سے درست کیا جائے ہم کل صبح سے جاکر وہین بیٹھین گے اور کچھ نہین تو آواز سم مرکب ہی کانین آجائیگی جو سرداران بینا ہین اونکی زبانی معلوم ہوگا کہ کون سردار آیا اور وہ کس شوکت و شان کا ہے غرضکہ حسب الارشاد فیض بنیاد خادمون نے ایک بارگاہ بیرون لشکر برپا کی اور سب سامان راحت مہیا کر دیئے دنگل کرسیان وغیرہ سب لگا دی گئین جب دوسرا دن ہوا صبح سے بادشاہ اسلام و صاحبقران ثالث و دیگر سرداران بینا مثل رستم خان بن گنجاب و رستم بن گاو ننگی و فرامرز عاد مغربی شاہزادۂ بہارستان مغرب وغیرہ آکر اوس بارگاہ مین رونق افروز ہوئے تھے کہ دیکھا جانب صحرا سے تتق گرد غلیظ بلند ہوا سب سرداران نگران ہوگئے اور اندھون نے آواز سم مرکب سے اندازہ آمد لشکر و کثرت فوج کا کیا یہانتک کہ آتے آتے دامنہ گرد کا شگافتہ ہوا اور دل گرد سے چالیس ہزار آدمخوارون سے چرخ آدمخوار پیدا ہوا دیکھا فرامرز عاد مغربی نے کہ انسان کا ہیکل ہے ایک دیو ہی صاحبقران عالیشان نے فرمایا کون آیا اور کیسا سردار ہی فرامرز نے بیان کیا کہ دیو پیکر انسان معلوم ہوتا ہے بہت بڑا جوان ہے ایک کرگدن سیاہ پر سوار ہے اور کرگدن بھی اس قد و قامت کا کم دیکھنے مین آیا ہے مگر پھر بھی بوجھ سے سوار کے دبا جاتا ہے یہی ذکر تھا کہ پڑاؤ سے دوسری گرد پیدا ہوئی یہ گرد اوس سے زیادہ غلیظ تھی جتنے عرصہ مین چرخ آدمخوار مرکب سے اوتر کر اور جگہ تجویز کر کے خیمہ برپا کیا اتنے مین دوسری گرد بھی قریب ہو چلی شق ہوئی اور دل گرد سے سو علم نشانہ ایک لاکھ سوار کا پیدا ہوئے کہ پھریرے اون علمون کے زنگاری تھے اور بخط سفیدہ اونپر تعریف اکوان ملعون کی تحریر تھی آگے آگے طوفان عاد کرگدن ابلق پر سوار گیارہ سو من کی چوب ہاتھ مین پشت پر

لاکھ عادی کرگدن پر سوار کہ ایک ایک قد و قامت مین دیو سے زیادہ ہو کم نہین معلوم ہوتا ہے اور سردار لشکر تو ایک بلائے مجسم معلوم ہوتا تھا غرضکہ یہ بھی ایک مقام تجویز کر کے خیمہ زن ہوا صاحبقران تاسف فرما رہے ہین کہ افسوس ایسے ایسے زبردست جوان آ رہے ہین اور ہم دیکھ بھی نہین سکتے کہ اتنے مین تیسری گرد اوڑی یہ گرد بھی اوس گرد سے کم نہ تھی جو ہمراہ طوفان عاد کے پیدا ہوئی تھی سب نگران تھے کہ آتے آتے ہوا نے مارا گرد کو اور گرد نے مارا ہوا کو دامن گرد شگافتہ ہوا اور دل گرد سے پھر ایک لاکھ عادیون سے ایک عادی فیل جثہ پیدا ہوا دریافت کرنے سے معلوم ہوا کہ نام اسکا افغان عاد ہے یہ بھی زور و طاقت قد و جسامت مین سرداران اول سے کسیطرح کم نہ تھا اسنے بھی برابر خیمہ طوفان عاد کے اپنا خیمہ برپا کیا اور لشکر نے اوسکے پڑاؤ کیا اب جو سردار آتا ہے وہ لشکر اسلام کیجانب غور سے دیکھتا ہے کہ اتنے مین چوتھی گرد پھر اوڑی یہ گرد بھی گرد اول و ثانی سے مشابہ تھی اور اوسی شان و شوکت کے ساتھ یہ سردار بھی ایک لاکھ عادیون سے آکر پہونچا نام اوسکا جالوس عاد ہے ایک کرگدن سفید پر سوار ہے قد و قامت مین مثل طوفان عاد کے ہے یہ بھی خیمہ زن ہوا پانچوین گرد اوڑی اور جسوقت دامنہ گرد کا شگافتہ ہوا تو پھر ایک لاکھ عادیون سے ایک سردار دیو خصال پیدا ہوا کہ نام اسکا سالوس عاد ہے یہ بھی اوسی شان و شوکت کا جوان ہے بعد اسکے بہرام عاد ایک لاکھ عادیون سے آکر پہونچا اور خیمہ زن ہوا اب کچھ دیر تک سکوت رہا اور بہرام عاد نے آتے ہی ایک بارگاہ صدر لشکر مین قائم کی اور دو رویہ خیمہ سردارون کے نصب کرائے اسطور سے کہ داہنی جانب خیمہ طوفان عاد اور جالوس عاد کا برپا ہوا اور بائین جانب خیمہ افغان عاد اور سالوس عاد کا برپا ہوا اور پشت بارگاہ پر چرخ آدمخوار کو چالیس ہزار آدمخوارون سے رہنے کی جگہ ملی اور سامنے بارگاہ کے اپنا خیمہ برپا کیا اور یمین و یسار دو خیمون کے لیئے جگہ چھوڑ کر یہ منتظر ہو کر ٹھہرا ہوا تھا کہ یکایک از ہر دو کہ بیابان گردے برخاست مگر گرد تیرہ تیرہ و خیرہ خیرہ سر گرد بر آسمان رسیدہ و پائے گرد در زمین پیچیدہ بموجب شعر

از سم ستوران دران پہن دشت
زمین شش شد و آسمان گشت ہشت

بس اس گرد کا بلند ہونا تھا کہ سرداران لشکر کفار نے گرد گرد اگرد آکر لو دے باگ کی لیئے اور قریب گرد پہونچے تھے کہ ہوا نے مارا گرد کو گرد نے مارا ہوا کو دامن گرد کا چاک ہوا اور دل گرد سے تین سو علم نشانہ تین لاکھ سوار کا پیدا ہوئے کہ رنگ سب پھریرون کی سیاہ زنگاری علامت کفر تھی اور آگے آگے کچھ جلوس شاہانہ ماہی مراتب وغیرہ اسکے گذر جانے کے بعد دیکھا تو تخت بادشاہ کا سولہ عادی اوٹھائے ہوئے اور بالائے تخت دیکھا کہ ایک انسان دیو خصال فیل قامت لباس فاخرہ پہنے تاج شاہی بر سر و جامہ شاہنشاہی در بر کیئے ہوئے بیٹھا ہے اور داہنے جانب تخت کے ایک پہلوان زبردست کرگدن پر سوار اور بائین جانب دوسرا سردار کرگدن مست پر بیٹھا ہوا پشت پر تین لاکھ فوج یہ سردار جو برائے استقبال گئے تھے اپنی بادشاہ کو باعزاز تمام لائے اور داخل بارگاہ ہوئے فرامرز مغربی نے صاحبقران عالیشان سے بیان کیا کہ معلوم ہو گیا سات سردار اور ایک بادشاہ ہی مگر چھ سردار قوم عاد کے ہین اور ایک آدمخوار ہے جو پہلے آیا تھا صاحبقران نے فرمایا کہ بادشاہ کس درجہ کا

معلوم ہوتا ہی اسفندیار گیلانی و فرامرز عاد مغربی و رستم خان بن گاؤ لنگی گاؤ سوار وغیرہ سے کہا کہ بادشاہ خالی بادشاہ نہین معلوم ہوتا بلکہ وہ بھی پہلوان زبردست معلوم ہوتا ہے اور عجب نہین کہ اسیوجہ سے اسکو حکومت ان سردارون پر حاصل ہوئی ہو صاحبقران نے فرمایا کہ افسوس کسوقت مین یہ لشکر آیا ہی جبکہ ہم بے دست و پا ہو رہے ہین یہ فرما کر اوس بارگاہ سے اوٹھکر داخل بارگاہ گوہر بار ہوئے وہان عادیون نے اپنی بارگاہ مین قیام کیا بہرام عاد لشکر کو تو پہلے ہی مرتب کر چکا تھا جو مقام و خیمون کے لائق ہین وبسیار چھوڑ دیے گئے تھی اونمین اصمصام عاد اور قمقام عاد نے اپنے خیمے نصب کرا کے لشکر اوتارا لیکن قیصر عاد بادشاہ لشکر عادیان جسوقت داخل بارگاہ ہوا اور سب سردار اپنے اپنے دنگلون پر بیٹھے جام شراب ناب گردش مین آیا قیصر عاد نے دو تین جام پیئے جسوقت دماغ اسکا بادہ ناب سے گرم ہوا اور آنکھون مین سرور آیا یہ معلوم ہوا کہ دو کاسہ خون سے لبریز ہو گئے اس نے بہرام عاد سے کہا کہ دیر کرنا اچھا نہین ایسا نہو مزاج خداوند کے خلاف گزرے جہانتک ہو سکے دشمنان خداوند کا جلد خاتمہ کرنا چاہیے تا کہ وہ خوش ہو اور ہماری قد و قامت زور و طاقت کو اور ترقی بخشی بہرام عاد نے عرض کی کہ جیسا ارشاد ہو کہا کہ بجے طبل جنگی بہرام نے یہ حکم نقارخانہ مین بھیجا جس وقت یہ حکم نقارخانہ مین پہنچا اوسیوقت نقارہ پر چوب پڑی اور آواز نقارہ کی گرجی لشکر عادیان مین تیاری جنگ ہونے لگی لیکن لشکر اسلام مین حسب ہدایت خواجہ زادگان یہ مشورہ تھا کہ کسی بہانہ سے جنگ کو ٹالنا چاہیے کہ شان و شوکت اسلام مین بھی فرق نہ آنے پائے اور جنگ بھی دو ایک روز کیواسطے ٹلجائے صاحبقران نے دارا بن جمشید بن قباد بن حمزہ اول بادشاہ لشکر اسلام سے عرض کی کہ اب ظل اللہ کی رائے عالی کیا ہے کس صورت سے دو ایک روز کے واسطے جنگ ٹالی جائے فرمایا کہ جو آپکی رائے ہو وہی انسب و اولی ہی صاحبقران نے فرمایا کہ میرے خیال مین تو کوئی بات نہین آئی اسکو طبیعت گوارا نہین کرتی کہ مین بالتجا مہلت طلب کرون رستم خان بن گاؤ لنگی و فرامرز عاد مغربی کہ یہ دونون پسر خواندہ جناب حمزہ صاحبقران اول ہین امیر عالیمقام ہمیشہ انکو فرزند سمجھا کیے یہ بھی اولاد صاحبقران کو اپنا عزیز جانا کیے ہین یہی وجہ ہے کہ اولاد بدیع الزمان و علمشاہ وغیرہ سب انکا لحاظ کرتے ہین اور انکو عمو کہتے ہین ان دونون نے کہا کہ آپ کیون مہلت طلب کرین جبتک ہم لوگون کے دم مین دم ہی شفقت تک کیا تاب ہی کسی کی کہ نگاہ تند سے بادشاہ اسلام و صاحبقران وقت کیطرف دیکھ سکی اگر شیر ہو تو آنکھین نکال کر پھینکدین اگر یہ عادی دیو پیکر ہین تو کیا فکر ہے ہم لوگ بھی غلامان صاحبقران سے ہین جنہون نے دیوون کو مارا ہے ہم بھی دیو کش ہین کچھ پروا نہین ہے اور جسوقت ہم نہون گے اوسوقت خداوند کریم اور کسی کو بھیجدیگا ابھی تو بہت سے جان نثار آنے والے ہین کوئی گھر سے چل چکا ہے کوئی قریب آچکا ہے راہ مین بھی کوئی پہونچ گیا یہی ذکر تھا کہ آواز کوس حربی کے گوش زد ہوئی صاحبقران نے فرمایا کہ لیجئے وہان طبل بج گیا اب وہ وقت بھی ہاتھ سے جاتا رہا کہ بہانہ ڈھونڈتے ہین اور مہلت طلب کرین اب کوئی گفتگو سوائے گفتگوئے جنگ آئین زمانہ کے خلاف ہے سرکارون کو تصدیق کے واسطے روانہ کیا انھون نے بعد دریافت حال آکر عرض کی کہ لشکر دشمن مین نقارہ

رزمی بجائے ذیابانحیہ [illegible] بزرگ است بموجب مصرع -

دشمن اگر قویست نگہبان قوی ترست

کہدو کہ ہمارے یہان بھی بفضل ایزدی و بتائید ربانی بجے طبل جنگی اوسیوقت نقارخانہ سلیمانی نوازش مین آیا اسکے بعد سلسلہ وار سب نقارخانہ گرگرائے شور طبل جنگ سے تمام بیابان نطاق گونج اوٹھا اور لشکرونمین تیاری جنگ ہونے لگی اودھر آدمخوارون کو خوشی کے مارے نیند حرام ہورہی ہے آپسمین کہتے ہین کہ کل کا وہ روز سعید ہے کہ خداوند ہمین غذائے عمدہ کثرت سے بہم پہونچائیگا اور وہ شکم جو گوشت جانوران مردہ سے سیر ہوا کرتا تھا آج گوشت چرب و نرم سے بھریگا اودھر عادیون مین غل ہے کہ ہم فوج خداوند ہین ہمین کون مار سکتا ہے جب خداوند نے ہمین اپنی فوج قرار دیا تو فتح کا سہرا پہلے ہی ہمارے ہی سر باندھ دیا ہے کل یہ میدان ہے اور ہم ہین اور یہ خداپرست نحیف الجثہ ہین یقین ہے کہ ہمارے مرکب انھین پامال کرڈالینگے ایک ایک سے کہتا ہے کہ انکا قتل ہی کرنا کیا جیسے مٹی کے کھلونے توڑے ویسے انکو قتل کیا اسلیئے کہ نہ وہ دیکھ سکتے ہین نہ وار کرسکتے ہین اگر بینا بھی ہوتے تو ہماری زور و طاقت کو کہان پہونچ سکتے تھے بعض نے کہا کہ یہ لوگ آنکھون والے بھی معلوم ہوتے ہین لیکن وہ کیا ہین جنکی آنکھین ہین اونھین کور باطن تصور کرنا چاہیئے اسواسطے کہ یہ خداوند کو نہین پہچانتے اور اوسکے جلوۂ قدرت کے قائل نہین ہین ہرچند کہ لوگ بے شمار ہین مگر کس شمار مین ہین یہان تو یہ چرچے ہین اور بہرام عاد دلمین کہتا ہے کہ خداوند نے بڑی ناانصافی کی ہے کہ ہم لوگون کو اندھون کے مقابلہ مین بھیجا اور بڑی شرم کی بات ہے کہ ہم اندھون کو قتل کرین مگر المامور معذور خلاف حکم خداوند بھی نہین کرسکتے نہ معلوم کیا مصلحت ہی مگر مین تو حتی الامکان مقابلہ نہ کرونگا اور لڑونگا تو ہوشیار کرکے اور بتا کے وار کرونگا بلکہ جب سپر بلند ہوگی تو سپر پر چوب مارونگا اور بغیر سپر اوٹھے ہوئے مجھسے سر پر وار نہ کیا جائیگا غرضکہ لشکریئے آلات حرب و ضرب کو درست کررہے ہین اور اہل اسلام مین ایک دوسرے سے بغلگیر ہورہے ہین کہا سنا اپنا اپنا دوست دوست سے معاف کروا رہا ہے وصیت ایک دوسرے سے کررہا ہے کہ اگر ہم قتل ہون اور تم بچ جاؤ اور ممکن ہو تو لاش ہماری دفن کردینا شہید کے لیئے غسل و کفن کی تو ضرورت نہین ہے اسواسطے کہ پوشاک ہماری کفن ہے اور غسل ہمارا خون سے ہوجائیگا رہی نماز جنازہ اور قبر اسکو کسی طور سے ادا کردینا گڑھا کھود کر مٹول کے دفن کردینا وہ جواب دیتے تھے کہ ہم بھی تو اوسی حال مین ہین جو حال تمہارا ہے یہ امید ہی کہان ہے کہ کوئی زندہ بچیگا سنا ہے کہ چالیس ہزار آدمخوار اوس لشکر کے ساتھ ہین لاشون کا پتا بھی تو نہ ملیگا شکم اون آدمخوارون کا ہماری قبر ہوگی معلوم ہوتا ہے کہ قضا اس صحرا مین لائی تھی خیر کچھ پروا نہین جو مرضی الٰہی اسوقت تو امیر غریب بادشاہ فقیر سب کے ایک حالت ہے اگر خدانخواستہ وہ وقت بد آیا تو بادشاہ و صاحبقران و دیگر اولاد صاحبقران بھی تو مردم تربت رہجائینگے ہم کس شمار مین ہین لیکن خداوند کریم مین بڑی قدرت ہے ہمت نہ ہارنا چاہیئے مرنا تو ہر طرح ہے ہم بھی جسکو پاجائینگے زندہ نہ چھوڑینگے مارکر مرینگے دشمن جو

کمانتک قتل کرینگے کوئی کفن پہن رہا ہے کسینے لباس کا گریبان چاک کر کے بصورت کفن بنالیا ہے کوئی سوار مرکب کو گلے لگا رہا ہے کہ کل ہمارے تیرے روز مفارقت ہے اے اسپ وفاشعار اگر تجھے ممکن ہو تو لاش ہماری دشمنون سے بچا کر نکال لیجانا کوئی بہادر ٹٹول ٹٹول کو صیقل کر رہا ہے کوئی دلاور نیزے کی انی کو صاف کر رہا ہے کمانون کو گوشہ مین رکھدیا ہے کہ انکو تو بیکار سمجھنا چاہیئے اس لیئے کہ یہ حربہ دور کا ہے اس مین نگاہ کا کام ہے کوئی گرز کو تول کر قوت کا اندازہ کرتا ہے کہ اب بھی وہی زور بل ہے یا آنکھون کی طاقت بھی ساتھ لیتی گئی ہے لیکن جو لوگ کہ صاحب بصارت ہین وہ انکو تسکین دیتی ہین کہ بھائیو نہ گھبراو جب تک ہمارے دم مین دم باقی ہے تم پر آنچ نہ آنے پائیگی اپنے جانین دینگے مگر تمکو بچا لینگے حق تعالی بڑا رحیم و کارساز ہے کیا عجب ہے کہ فتح تمهاری ہی ہو بڑی بڑی آفتین ہر صاحبقران کے زمانہ مین اس دور فلک دوا کے ہاتھ سے لشکر اسلام پر بڑی بڑی آفتین آئین مگر حافظ حقیقی نے بچایا سیکڑون مرتبہ سامان موت کا نظر آیا مگر پھر زندگی طولانی نکلی اور جو بلا آئی تھی وہ رد ہو گئی ملک فرعونیہ بن ساحر شمش کا خداوند ساحران کہلاتا تھا جس کے رعب سے تمام ساحر کانپتے تھے جس کے سحر سے تمام لشکر صاحبقران کو پتھر کا بنا دیا تھا اور خود ساحر مشمش سے موجہ محیط قلزم بن ننگ بنکر پوشیدہ ہو رہا تھا اور راستہ دریا کا کوکب جادو نے نظرون سے پنہان کر دیا تھا ہر چند تلاش ہوتی تھی پتا نہ ملتا تھا اور صرف تین روز باقی رہ گئے تھے کہ اگر اس زمانے مین ساحر مشمش نہ ملتا تو کل فوج پتھر کے ہو جاتے تو پھر اپنے حالت اصلی پر نہ آسکتے جو سحر کہ اوس نے بھیجا تھا وہ کسی سے رد نہو سکا اور جو لال جس پر بیٹھ گیا خواہ ساحر ہو یا غیر ساحر وہ پتھر کا ہو گیا جب جنگل تمام کوکب جادو ہاتھ سے برق جادو کے مارا گیا اور وہ دریا نظر آنا اور عمرو کشتی مین بیٹھکر گئے تو اندر دریا کے ساحر مشمش ننگ بنا ہوا پھر رہا تھا عمرو نے اوس کو جال الیاسی سے گرفتار کیا اور باہر لائے تو کچھ ساعتین اور باقی رہ گئی تھین کہ اگر وہ گذر جاتین اور ساحر مشمش اوس زمانے کے اندر قتل نہو جاتا تو کوئی صورت مفر نہ تھی کسی خدا پرست کا نام بھی صفحہ ہستی پر نہ باقی رہ جاتا لیکن خداوند کریم تو بڑا کارساز ہے ہر چند کہ اسم اعظم صاحبقران نے بھی بسبب طلسم بند ہونے ساحر مشمش کے کام نہ دیا اور تلوار نے حمزہ صاحبقران کے اوس پر اثر نہ کیا مگر فطرت خواجہ عمرو کے تمام دنیا قائل ہو گئی کہ اونھون نے فرمایا مین ابھی اس کو مارے ڈالتا ہون اگر اس سے بیرون جسم کی محافظت کی ہے تو اندرون جسم کو کیون کر بچائے گا یہ کہکر سیسہ گرم کر کے پلا دیا کہ مشمش سا ساحر تڑپ کر مر گیا جب خداوند کریم نے ایسے ایسے مقام پر بچایا تو یہ فوج جادیون کے کیا حقیقت رکھتی ہے اگر وہ چاہے تو ہمارے یہان سے ان سرکشون کے گردنین نیچی کرادی. غرضکہ یہ غازیان دیندار و ملازمان وفاشعار صاحبقران سلاح پہنے ہوئے ہین اور تیاری جنگ مین مصروف ہین اندھے ایک ایک سے علامات صبح دریافت کر رہے ہین بعضون نے رات ہی سے اپنے کو زیور جنگ سے آراستہ کر لیا ہے کہ جہان سفیدہ صبح سیاہی شب دونون یکسان ہین جب ہم وقت کا درستی سی اندازہ نہین کر سکتے تو ہمین پہلے سے آمادہ و مستعد رہنا چاہیئے جو لوگ صاحبان چشم و بصیرت ہین وہ اپنے اپنے خوابگاہون مین محو خواب ہین کہ صبح کو معرکہ کارزار گرم ہو گا پھر دم لینی کی فرصت کہان

ملیکی ہان اگر دوسری شب دیکھین گے تو سوئینگے لہذا وقت کو غنیمت جان کر تھوڑی دیر آرام لے لینا مناسب ہے غرضکہ وہ ساری رات تیاری جنگ • جدل مین بسر ہوئے لیکایک دور قمر تمام ہوا اور وقت طلوع نیر عالمتاب نزدیک پہونچا سیاہی سب سمٹ کر گوشہ مغرب مین پنہان ہوگئی اور افق چرخ سے سپیدۂ سحری کا ظہور ہوا بزم انجم مین ابتری نظر آئی روے قمر پر اداسی چھائی رنگ عالم دگرگون ہوا علم کہکشان سرنگون ہوا فوج نور لشکر ظلمت پر غالب ہوئی دیو سپید صبح نے اہرمن سیاہ شب کو زیر کیا نسیم سحری نے سبزہ خوابیدہ کو جگانا شروع کیا گلہاے بوقلمون شگفتہ ہوئے گل چاندنے پر اوس سے پڑ گئی گل شبو کی رونق کم ہو گئی چہرہ گل آفتاب کا روشن منور ہوا طائران خوش الحان اپنے اپنے آشیانون سے نکل کر شاخہاے درخت پر چہچہے زن ہوئے یا اپنی زبان بیزبانی مین حمد و نعت الٰہی بجا لا رہے تھے چرندے صحرا کے مصروف چرا ہوئے درندے فکر صید مین چلتے پھرتے ہوئے قافلون نے کوچ کا سامان کیا شہر و قلعہ مین وہان کے عاشق ہجران کشیدہ نے شکر کا سجدہ کیا کہ خدا خدا کر کے رات گذر تو گئی لیکن وہ خوش نصیب جو رات بھر لطف وصال اوٹھایا کیے اس وقت اون کا گریبان امید مثل صبح صادق کے چاک ہو گیا اس لیے کہ یہ وقت رخصت محبوب جانی کا ہے اور وہ ظالم بے وفا پھر کر بھی پیچھے نہین دیکھتا کہ کوئی چاہنے والا تڑپ رہا ہے شاعر شعر ۔ مڑ کے بھی بے درد قاتل نے نہ دیکھا ۞ تڑپتے رہے نیمجان ہم کیسے کیسے ۞ عابد شب زندہ دار رات بھر کی عبادت صبح کے قریب وہ نیند پر نثار کیے دیتا ہے گوشہ مسجد مین بیٹھا جھوم رہا ہے پہرے والے پہرہ بدلوا رہے ہین جاگے ہو جن نے خواب کی تیاری کی ہے اور سونے والے انگڑائیان لیکر اوٹھ رہے ہین اپنے اپنے کار ضرور کے انجام دینے مین مصروف ہین شعر علی الصباح چو مردم بکار و بار روند ۞ بلاکشان محبت بکوے یار روند ۞ ادہر دونون لشکرون مین آراستگی ہو رہی ہے بادشاہ اسلام کا تخت برآمد ہوا اول سلام صاحبقران کا ہوا جسکو بادشاہ نے ہاتھ سینے پر لاکر جواب دیا بعد اسکے اور سردارون کے سلام کا جواب پلکون کے اشارے سے دیتے چلتے ہین سرداران نامی وگرامی اپنے شاہ کے سواری حلقے مین لیے ہوئے ہین اسی صورت سے میدان جنگ مین آکر اک مقام پر صدر قرار دیکر تخت بادشاہ کو قائم کیا اور خود ہر سردار اپنے اپنے رتبہ کے موافق دس دس قدم لشکر سے آگے بڑھکر ٹھہرا اور صاحبقران عالیشان بمرتبہ صاحبقرانی لشکر سے چالیس قدم آگے بڑھکر قیام پذیر ہوئے رکاب سعادت انتساب مین بجاے **خضران بن عمرو چالاک** ثالث ہے علم سر پر سایہ افگن ہے جسوقت پھریرے مین اوسکے ہوا بھرتی تو آواز یا صاحبقران یا صاحبقران پیدا ہوتی ہے اور ہر طبل سے آواز یا صاحبقران پیدا تھی آج کسی مصلحت سے صاحبقران عالیشان نے سپر رشاسپ تبرک صاحبقران اول کو زیب پشت فرمایا ہے اور تیغہ عقرب باندھا ہے اور علم اژدہا پیکر جلوہ گر ہے اور طبل سکندری بج رہا ہے رات کو دربار بھی بارگاہ سلیمانی مین ہوا تھا سبب ان تبرکات کے استعمال کا شاید مدد غیبی اور فال نیک تصور ہو غرضکہ صفین آراستہ ہونے لگین **رستم خان بن گنجاب**

بن کنجوب بن ملک خرمان دیو کش کہ یہ ماموں ہین شہزادہ نور الدہر کے اور برادر نسبتی شاہزادۂ بدیع الزمان گرد لشکر شکن کے ہین دادا ہوتے ہین صاحبقران ثالث کی تین لاکھ سوار کے جمعیت سے برائے مدد آئے اور ایک ایک لاکھ سوار رستم خان بن گاؤ لنگی و شاہزادہ بہار مغرب فرامرز عادو غزبی کے ہمراہ بھی ہین ان لوگون نے صاحبقران سے عرض کی ہے کہ جنگ عظیم ہوگی اور پانچ لاکھ سوار ہم لوگون کے ساتھ ہین بس یہی کافی ہین زیادہ کی ضرورت نہین ہے فوج نابینا کو تکلیف نہ دیجیے ورنہ باعث ابتری ہوگا صاحبقران نے رائے ان لوگون کی پسند فرمائی اور فوج نابینا کو میدان سے واپس کیا اور فوج کند ہور شاہ کے و لشکر دیگر سرداران بینا جو کہ ان لوگون سے پہلے آئے تھے اونکی فوج موجود ہے سردار بھی بعض شہید ہوئے بعض موجود ہین گر زخمی یا علیل ہین ان لوگون کے سپرد نگہبانی فوج نابینا کے ہوئے غرضکہ چشم زدن مین صفین آراستہ ہوئین میمنہ میسرہ ساقہ و کمینگاہ اگلا ہراول پچھیلا جنداول سب درست ہوا اودہر تخت قیصر عادو کا صدر مین قائم ہوا اور تمام عادوی صف باندھ کر کھڑے ہوئے اور آدم خوارون نے پہلے لشکر عادویان مین صف اپنے لشکر کی درست کی اور آگے اونکے چرخ آدم خوار ارہ پشت نہنگ باندھے ہوئے کرگدن سیاہ زیر ران بمرتبہ سرداری تھا اسیطرح ہر سردار مثل طوفان عادو افغان عادو و جالوس عادو و صمصام عادو و قمقام عادو بہرام عادو یہ ساتون سردار سات لاکھ فوج کے آگے بمرتبہ سرداری کھڑے ہوئے یہ معلوم ہوتا ہے کہ آدمزادون کے مقابلہ مین دیوون کا لشکر صف بستہ ہے ہر پہلوان بلندی قامت مین حدود انسانی سے باہر معلوم ہوتا ہے اور ہر کرگدن ایک بیل مست کے مانند ہے غرضکہ بعد آراستگی صفوف قتال و جدال تبردار دونون جانب سے نکلے اور جھاڑی جھنڈے کو کاٹ کر میدان کو صاف کیا جب یہ واپس گئے تو بیلدار پھاوڑے باندھے ہوئے نکلے اور پستی و بلندی زمین کو مثل آئینہ ہموار کر دیا سقون نے آب پاشی کر کے گرد کو بٹھالا میدان ایک دم مین مثل آئینہ صاف و منور ہوگیا اب دونون جانب سے نقیبون نے صفون مین جا کر آواز دی کہ اے بہادر وصف شکنو یہ وہ روز مسرت اور روز راحت ہے کوئی یا فتح و فیروزی خوش و مسرور اپنے گھر کو آئیگا اور کوئی عروس مرگ سے ہمکنار ہوگا دونون کے انجام اچھے ہین اگر مرے تو شہید اور جیے تو غازی کہلاے دنیا بھی ہی اور عقبے بھی رہی کہ وہان صلہ مین بہشت ہے اور یہان ناموری ہر شخص یہی کہے گا کہ فلان کا بیٹا اور فلان کا پوتا کیا سورما کا دل رکھتا تھا کہ مرتے مرتے قبضہ شمشیر کو ہاتھ سے نہ چھوڑا اور جو شخص کنارہ کشی کرے گا وہ دونون جہان مین خوار و ذلیل ہوگا اپنے ساتھ اپنے بزرگون کے نام کو مٹائیگا بس جسے جنس شہادت و عروس مرگ کی حاجت ہو وہ جان سے دست بردار ہو کر خریدار جنس آخرت و معشوق یوسف جمال مرگ ہو اس لیے کہ دنیائے فانی مین چند روزہ زندگانی کے طمع مین جان کا عزیز رکھنا اور آبرو سے ہاتھ دھونا اچھا نہین اگر ہزار برس بھی جیے تو ایک دن مرنا ضرور ہے کیونکہ **شعر** ذات معبود جاودانی ہے + باقی جو کچھ کہ ہے وہ فانی ہے جو نام بزرگون نے پشت ہا پشت کی جانفشانی مین پیدا کیے ہین بڑے افسوس کی بات ہے کہ اوسکو یون گنوا دین اور محنت اونکی رائگان کرین نام ایسی شے ہے جس کو بہادران آفاق

جائین دیے دیگر حاصل کرتے ہین اور اوسکا نتیجہ ابد الآباد تک کے واسطے اپنی بقا تصور کرتے ہین شعر

رستم رہا زمین پہ نہ بہرام رہگیا + مردون کا آسمان کے تلے نام رہگیا

جسوقت نقیبان خوش آواز عمدہ لہجہ مین نقابت کرکے بیٹھگئے اور جنگی باجے بجنے لگے ہر بہادر و دلاور کی رگون مین خون شجاعت جوشزن ہوا ارادہ کرلیا کہ آج میدان جنگ کو خون سے گلنار کردینگے اور لباس سفید اپنا خون سے رنگ کر دولہا بنینگے اور آغوش مرگ مین جاکر عروس اجل سے ہمکنار ہونگے کہ یکایک لشکر کفار سے طوفان عاد کرگدن اپنا کچک مار کر بڑھا اور سامنے تخت صفیر عاد کے آکر اجازت مانگی صفیر عاد نے کہا کہ خداوند تیرا نگہبان طوفان عاد نے باگ مرکب کی موڑی اور رخ میدان کارزار کا کیا اس کی آمد سے زمین کو زلزلہ تھا ہر گام پر سم کرگدن کے زمین مین دھنستے جاتے تھے یہی الیاس مرکب تھا کہ بار اتنے بڑے جوان کا اوٹھائے ہوئے تھا کہ جسکے ہاتھ مین گیارہ سو من کے چوبدست تھے اسکا لنگر اور سوار کا لنگر اس شان و شوکت سے طوفان عاد میدان جنگ مین آکر قائم ہوا اور نیزہ زمین پر گاڑکر اسنے نعرہ کیا کہ باش اے فرقہ خدا پرستان و گروہ مسلمانان آگاہ ہو کہ خداوند لقا کوان تاجدار عجب بہاگتی جوت کا خداوند ہے کہ اوس سے بہتر کوئی خداوند نہوا اور نہوگا بڑے حیف کی بات ہے کہ تم لوگ اوس سے دشمنی پر کمر باندہے ہوئے ہو جسنے تمکو پیدا کیا اور اس مرتبہ جلیل کو پہونچایا کہ آج تمہارے جواب دینے والے پردۂ دنیا پر کم ہونگے لیکن تم اوس کی شکر گذاری کے عوض اوسے خداوند کے قتل کا ارادہ رکھتے ہو کیا شامت ہے بھلا خدا کسی بندہ کے قتل کئے سے قتل ہو سکتا ہے یہ بھی اوس خداوند کی رحیمی ہے کہ ابتک تمکو اوسنے زندہ رہنے دیا شاید اس مین یہ مصلحت ہو کہ اب بھی تم راہ پر آجاؤ ورنہ ابتک اگر وہ ملک الموت کو حکم دیدیتا تو وہ تمہاری روح کو اسطرح قبض کرلیتے کہ ایک کو ایک کی خبر بھی نہ ہوتی جب تم نے کسی طرح اوس کو نہ پہچانا اور دیدۂ باطن کو اپنے نور عقیدت سے روشن نہ کیا تو خداوند نے غضبناک ہوکر تم کو اندہا کردیا لیکن پھر بھی رحم کہایا کہ کسی ساحر کو تمہارے قتل پر مامور نہین کیا کہ تم سحر نہین جانتے ہو پہلوان ہو تو اوس نے بھی پہلوان کے مقابلہ مین پہلوان بھیجے ہین اور ہم لوگ پہلوانان خداوند مین سے ہین بھلا تم ہم سے کیا لڑسکوگے اب بھی نصیحت میری مانو اور اپنے ارادے سے باز رہو اور گناہان گزشتہ سے توبہ کرلو تو مین خداوند سے سعی کرکے گناہ تمہارے عفو کرادون آنکھین تمہاری پہر سے روشن ہو جائین بس یہ تقریر جو اس کافر مرتد کے اہل اسلام نے سنی لاحول پڑہا اور جواب دیا کہ تو کیا بکتا ہے وہ خداوند تیرا ایک گیدی ہے جو فوج سے کام لیتا ہے اور اپنے کئے سے کچھ نہین ہوتا ہے بس یہ میدان جنگ ہے مجلس وعظ نہین ہے کہ تو اپنی کتھا سنا رہا ہے اگر کچھ دعوائے مردی و مردانگی ہو تو مبارز طلب کر یہان بھی بہت سے دیوکش تیری سرکوبی کو موجود ہین بس یہ سنتا تھا کہ طوفان عاد نے کہا کہ تم لوگ سیاہ قلب ہو کہا مانوگے جبہی تو خداوند تم سے ناراض ہے خیر اب تمہاری قضا ہی دامنگیر ہوئی ہے جب تقدیر بگڑتی ہے تو سیدہی بات اولٹی معلوم ہوتی ہے آئے جسکو تمنائے مرگ د

وآرزوی قضا ہو یہ سنتے ہی رستم خان بن گاؤ لنگی نے مرکب اپنا صف سے نکالا اور
سامنے تخت بادشاہ اسلام کے اگر مرکب سے اوترا آستان عبودیت کو بوسہ دیا
اور اجازت حرب چاہے فرمایا کہ جاؤ حافظ حقیقی تمہارا نگہبان ہے یہ فرما کر جام
کا عفریت عنایت فرمایا رستم خان بن گاؤ لنگی نے ساغر ہونٹون سے لگا کر جرعہ در
کشید کیا اور سلام رخصت کر کے مرکب پر سوار ہوئے اور گرد لشکر کر کے دا باگ کا ایا
طوفان عاد سے سامنا کیا یہ بھی بہت بڑے جوان ہین مگر جس وقت سامنے
طوفان عاد کے پہونچے یہ معلوم ہوا کہ انسان و جن کا مقابلہ ہے طوفان عاد
نے جو رستم خان بن گاؤ لنگی کی طرف دیکھا آواز دی کہ بس انہین سردارون کے بھروسہ
لشکر اسلام نے لڑائی طاق پر چڑھانے کی ہے جن کے سن آ چکے قوا ضعیف ہو گئے
پر جا طوفان نے کہ کیا نام ہے تمہارا رستم خان بن گاؤ لنگی نے کہا کہ ایک گمنام
ملازم اون صاحبقران ذیشان کا ہون کیا کہ تجھے نام بتلاؤن مجکو رستم خان کہتے ہین
طوفان عاد ہنس پڑا اور پکارا کہ اسے قد و قامت پر رستم خان نام رکھا گیا ہے مصرع
برعکس نہند نام زنگی کافور + اسکے بعد رستم خان سے کہا کہ وہ شخص کہان ہے جو تم سب کا افسر ہے
اور زور و طاقت مین سب سے زیادہ ہے یہ سنکر رستم خان نے اشارہ جانب ملک کے طرف کیا طوفان عاد کو اور بھی حیرت ہوئی اور
اسنے کہا کہ یہ تجھ سے بھی زیادہ ناتوان معلوم ہوتا ہے رستم خان نے کہا کہ وہ انسان ہے تیرے طرح قوم
حیوان سے نہین ہے لیکن دیو کش ہے تجھ ایسے سیکڑون کو اوس نے
مانگین چیر کر پھینک دیا ہے بس یہ سنکر طوفان عاد نے کہا کہ تو بڑا دریدہ دہن معلوم
ہوتا ہے کہ اس طرح کے سخت کلامی کرتا ہے جان کی اپنی نہین ڈرتا رستم خان
نے کہا کہ اگر جان کو ڈرتا تو تیرے مقابلہ کو کیون آتا یہ سنکر طوفان عاد نے کہا
لا ضرب بہادری کے تا کہ تیرے دل مین حوصلہ نہ رہ جائے اور تجھکو لقمہ دہان
شمشیر کر کے دوسرے کو دہان گور مین بھیجون یہ سنکر رستم خان بن گاؤ لنگی
نے کہا کہ مجکو لقمہ نرم نہ سمجھ مین لقمہ سخت ہون اور تو پہلے وار کر اس لیے کہ آئین
اسلام کے خلاف ہم لوگ نہین کر سکتے جب خدا تیرے ضرب سے بچا لیگا
تو دیکھا جاوے گا بس یہ سنتے ہی طوفان عاد نے خبردار خبردار کہکر نیزہ رستم خان
کے حوالے کیا رستم خان نے نیزہ کو اپنی نیزے پر گاٹھا رد و بدل
ہونے لگی طعنین چلنے لگین آہنہ بہنہ حصنی سے لگے بالائے ہوا سنانون سے
چنگاریان اوڑ رہی تھین قریب بیس بائیس طعنون کے چلے ہونگے کہ ایک
مقام پر رستم خان نے نیزہ کو طوفان کے نیزہ پر گانٹھا اور لپیٹ کر شل
کامل طوبان کے اچکا دیا نیزہ ہاتھ سے طوفان کے ہوائی ہوا بس نیزہ اسکی
ہاتھ سے نکلنا تھا کہ زمانہ طوفان کے نظرون مین تیرہ و تار ہو گیا اور رستم خان
نے نعرہ اللہ اکبر بلند کیا فوج اسلام سے صدای احسنت و مرحبا بلند ہوئی
فوج کفار نے خجالت سے گردنین نیچی کر لین لیکن طوفان عاد نے آواز دی
کہ او بدبخت غضب کیا تو نے کہ نیزہ ہاتھ سے اوس شخص کے نکال دیا کا گرد لوکا

ہاتھ پکڑ ہی تو چھڑا نہ سکے لیکن نہین معلوم ہوتا تو نے کیا ترکیب کی کہ نیزہ چھوٹ گیا نیز تجویز عاشقین نیزہ بازی خلال بازی روک اس چوب کو کہ یہ طمانچہ اجل سے بہت خبردار رہنا **رستم خان** نے کہا کہ ہم خبردار ہین وار کر بس طوفان عاد غصہ کے سبب سے جلا بھنا ہوا تھا اس نے وہی چوب دست گران سنگ گیارہ سو من کے ضرب کو اوٹھایا اور سر چرخ دیگر سر **رستم خان** پر دو دستی وار کیا رستم خان نے برابر سپر کو اوٹھا کر چہرہ کی پناہ کیا لیکن چوب دیلمیت جو سپر پر پڑتی ہے تڑاقے کی صدا بلند ہوئی اور سپر سے پھول اوڑے کمر مرکب **رستم خان** کی شکستہ ہوئی رستم خان چاہا کہ کود کر توسن سے علیحدہ ہوں قضائے کار اتفاقات روزگار پاؤن رستم خان کا رکاب مین اوجھا ادھر تو یہ گرے اور اودھر مرکب رکاب کے جھٹکے سے پاؤن پر آرہا کہ چپنی کھسک کر گئی طوفان عاد تو سمجھا کہ مار لیا حریف کو لیکن حالت رستم خان کی جو فرامرز عاد مغربی نے مشاہدہ فرمائے وہین سے مرکب کو اپنی لاجولان کیا اور قریب آکر پوچھا کیا حال ہے **رستم خان** نے جواب دیا کہ فضل الٰہی سے رد کیا مین نے وار اوس کافر کا مگر پاؤن کی رکاب مین اوجھا مرکب کی کمر ٹوٹ چلی تھی بے حال ہو رہا تھا جھٹکے کے ساتھ اودھر آرہا پاؤن رکاب سے نہ نکل سکا چپنی گھٹنے کی جاتی رہی ہے مگر اس سے رہون گا **فرامرز** نے کہا کیا جہالت ہے ہم تو موجود ہین جب اچھے ہو لینا اوس وقت مقابلہ کرنا یہ سنکر **رستم خان** خاموش ہو رہے کہ درد سے رنگت چہرہ کی زرد ہو گئی تھی **فرامرز** نے سواری طلب کر کے **رستم خان** کو شفاخانہ شاہی کے جانب روانہ کیا **رستم خان** کا تو علاج ہونے لگا لنگرون نے پاؤن جھایا بندش کی لیکن یہان **فرامرز** عاد مغربی نے طوفان عاد سے سامنا کیا طوفان نے کہا کہ دیکھا تو نے کہ مین نے کیا حالت کی اوس کی اگر تجکو اپنی جان عزیز ہے تو مقابلہ نکر اور رد دین اگون پرستی اختیار کر کہ بہت اچھا دین ہے اور پرستش خدائے نادیدہ کی ترک کر **فرامرز** نے جواب دیا کہ لا ضرب بہادری کے تو کیا گیدی ہے اور تیرا خداوند کیا مسخرا فریبی دہ ہے بس یہ کلمہ سخت جو اوس نے اپنے خداوند کے نسبت سنا کہا کہ تم سب لائق اسی کے ہو کہ تمکو سزائے موت دی جاوے خداوند کا نام اس بے عزتی سے لیتے ہو لو اس کو کہ یہ طمانچہ اجل دست **ملک الموت** ہے یہ کہکر وہی گیارہ سو من کے ضرب سر چرخ دیگر **فرامرز** کے سر پر وار کیا شاہزادہ بہارستان مغرب نے وار اس کا سپر گرز پر رد کیا تڑاقے کی صدا بلند ہوئے شعلہ فلک کو نکل گیا تتق گرد و غبار بلند ہوا کہ **فرامرز** معہ مرکب پوشیدہ ہوئے کمر مرکب **فرامرز** کی شکستہ ہوئی مرکب پہلو کے بل گرا گرنے ترچھا ہونے سے چوب دست پھسلکر شانی پر گرے گیارہ سو من کے ضرب لنگر شانہ سے کیونکر رکے ہاتھ **فرامرز** مغربی کا جھول گیا چاہا کہ جواب دین اس کو ہاتھ قابو مین نہ پایا یہ حالت دیکھکر عیاران لشکر اسلام دوڑ پڑے اور **فرامرز** عاد مغربی کو لیکر شفاخانہ سلیمانی کی جانب روانہ ہوئی طوفان عاد نے پھر مبارز طلب کیا

اور لاف وگزاف کرنے لگا شاہزادہ بدیع الملک نے پوچھا کہ کیا ہوا لوگون نے عرض کی کہ **رستم خان** بن گاو لنگی اور **فرامرز** عاد مغربی دونون ہاتھ سے طوفان عاد کے زخمی ہوے **رستم خان** کا پاؤن زیر مرکب دبکر ٹوٹ گیا اور **فرامرز** کا شانہ نشانہ ہوا اور مرکب دونون کے دشمن کے ضرب کا لنگر نہ اوٹھا سکے کمرین ٹوٹ ٹوٹ گئین فرمایا کہ ستارہ مسلمانون کا گردش مین ہے خیر جو منظور خدا ہو **رستم خان** بن کنجاب گھوڑا بڑھا کر قریب آچکا تھا اس نے عرض کی کہ حضور یہہ عادی بہت بڑا جوان ہے خداوند کریم فتح یاب کرے اب ایک مین باقی ہون تو کیا کر سکتا ہون جو مجھے بدرجہا بہتر تھے وہ تو ہاتھ سے اوس کے زخمی ہوے کیا بنا لونگا لیکن شاید اقبال حضور کا یاوری کرے اور آپ دعا دین اوس کی برکت سے عجب نہین ہے کہ فتح حاصل ہو مگر وہان تو جتنے ہین کوئی اس سے کم نہین ہے غلام کس کس سے لڑے گا اب اس خادم کو رخصت جنگ عنایت ہو اور پروردگار عالم سے مدد طلب کرین بدیع الملک نے کہا کہ بہتر یہ ہے کہ مجھے اس کے مقابلے کے واسطے جانے دو میدان کو قرق کردو **رستم خان** نے عرض کی کہ یہ نہین ہوسکتا ہے کہ خادمون کے ہوتے آقا لڑنے کو جائے جس وقت ہم نہ ہو سکینگے اوس وقت حضور کو اختیار ہے لیکن ہم اپنی موجودگی مین آپ کو نہ جانے دینگے یہان تو یہہ حجت درپیش ہے اور اودھر طوفان عاد بار بار مبارز طلب کر رہا ہے کہ یہ تقریر تقدیم وتاخیر بے کار ہے اس لئے کہ انجام سب کا ایک ہے چاہے پہلے آؤ چاہے بعد لیکن دیر کرنا اچھا نہین ہے یہہ سنکر **رستم خان** نے باگ مرکب کی لی اور **صاحبقران** کو قسم دیکر روکا تھا کہ جانب بیابان سے تق گرد پیدا ہوا سب دیکھنے لگے کہ کون آتا ہے آتے آتے دامن گرد چاک ہوا اب جو دیکھتے ہین تو صحرا نہین ہے لالہ زار معلوم ہوتا ہے گل لالہ کا تختہ کھلا ہوا ہے وہی نقاب دار سرخپوش چالیس ہزار سرخپوشون سے مرکب دوڑاتا ہوا چلا آتا ہے **صاحبقران** نے پوچھا کون آیا ہے لوگون نے عرض کی کہ حضور وہی **نقاب دار سرخپوش** ہے **صاحبقران** نے فرمایا کہ یہ تو مانند سایہ کے ہر وقت اور ہر جگہ موجود ہی رہتا ہے خداوند عالم اس کو سلامت باکرامت رکھے نہین معلوم یہ مرد بزرگ کون ہے جس کو اس قدر مجھ سے محبت ہی کہ ہر درد مین شریک ہر بلا مین سینہ سپر جیسے شمع پر پروانہ ہوتا ہے سیکڑون احسان مجھ پر کیے ہین کہان تک شکریہ **نقاب دار** کا ادا کرون بیجا ہے کوئی کہ میرے طرف سے بعد سلام مزاج پرسی **نقاب دار** کی کرے **رستم خان** بن کنجاب قریب کھڑے ہوئے تھے ابھی مرکب بڑھایا نہ تھا اور گرد کے اوڑانے سے اور تامل ہوا تھا کہ دیکھ لین کون آتا ہے تو یہہ سنکر **رستم خان** نے پیام **صاحبقران** عالی شان کا نقاب دار سرخپوش کو دیا امیر باتوقیر آپ کو سلام کہتے ہین اور مزاج پوچھتے ہین **نقاب دار** بہادر نے جواب سلام ادا کیا اور کہا کہ میرے جانب سے بھی مزاج پوچھو اور سلام مسنون الاسلام

اوس سے کمتر و ادنے بھی کموز آج نقاب دار اجازت جنگ مانگتا ہے ہر چند کہ آج تک
کبھی ایسا ہنوا تھا کہ نقاب دار سر خیوش نے صاحبقران والاشان یا بادشاہ اسلام
سے اجازت مانگی ہو لیکن خلق صاحبقران نے نقاب دار کو بھی عجز و انکسار سکھا دیا ورنہ
یہ بانا اون لوگون کا ہے جو ہوا سے لڑتے ہین اور جن کی ہمت اونکی قوت سے ہمیشہ
بڑھی رہی ہے غرضکہ جواب مین صاحبقران نے فرمایا مین نہین سمجھ سکتا کہ آپ میرے
بزرگ ہین یا خرد اگر خرد ہین تو خیر اور بزرگ ہین تو کیا مجال ہے میری کہ مین آپ کو جنگ کی
اجازت دون نقاب دار نے جواب دیا کہ اس وقت ہر خرد و بزرگ آپ کے سامنے
سب برابر ہین کیونکہ خداوند کریم نے آپ کو صاحبقران زمانہ کیا ہے آپ اس وقت
ہر خرد و بزرگ کے مالک ہین بس اب دیر نہ کیجیے کہ حریف لاف زنی کر رہا ہے صاحبقران
نے فرمایا کہ خداوند کریم کے حفظ و امان مین دیا بسم اللہ کیجیے نقاب دار نے یالو کب
روک لیا تھا اب اجازت لیکر باگ گھوڑے کی پھیری اور مثل شعلہ جوالہ سامنے طوفان عاد کے
آکر آواز دی او قرساق بڑی بدعت کر رکھی ہے تو نے لاف بہادری کے اور دیکھ
تماشا میرے وار کا یہ سنکر طوفان عاد نے کہا او نقابدار مفلوک بد روزگار تو کہان سے آیا ہے
جا پلٹ جا کہ مجھے سن و سال پر تیرے رحم آتا ہے کیون اپنے جان سے عاجز ہوا ہے
تیرے تو اس قابل نہین ہین کہ تو پیشہ سپہگری اختیار کرے نہین دیکھا تو نے کہ جو لوگ
تجھ سے زیادہ قوی تھے اون کی مین نے کیا حالت کی نقاب دار نے جواب دیا کہ قوت
ہونا اور جرأت ہونا قوی پر موقوف نہین ہے دیکھ کہ تیرا کیا حال کرتا ہون یہ موٹے موٹے ہاتھ پاؤن
ککڑی کی طرح کاٹ کے ڈالدون گا لاف بہادری کے بس دیر نکر یہ سنکر طوفان عاد نے نیزہ سینہ
کینہ نقاب دار پر مارا نقاب دار نے نیزہ طوفان عاد کا برچھے پر روک لیا اور طعنین چلنے لگین رد و بدل ہونے لگیان
طعن کی نوبت آئی ہو گی کہ نقاب دار نے آواز دی کہ روک نیزہ کو نیزہ جاتا ہے تیرا بس
ہے کہتے کہتے نہین معلوم کونسا ہنر باندھا کہ طوفان سے نہ کھل سکا اور نیزہ ہاتھ سے اس کے
نکل گیا لشکر نقاب دار سے تعریف کے صدا بلند ہوئی اور لشکر اسلام کی حسنت و مرحبا کی
آوازین آئین صاحبقران نے بھی بلند آواز سے فرمایا کہ اے نقاب دار بہادر سبحان اللہ
کیا کہنا ہر چند کہ مین دیکھنے سے معذور ہون مگر سنا مین نے کہ اتنے بڑے جوان کے ہاتھ سے
تیرہوین طعن مین نیزہ نکال دیا یہ آپ ہی کا کام تھا نقاب دار نے سلام کیا اور کہا کہ
یہ سب صدقہ ہے آپ ہی کے بزرگون کا یہ کہنا نقاب دار کا نہایت پر معنی تھا اور
جس وقت حال نقاب دار کا کھلے گا کہ نقاب دار کون شخص ہے اگر یہ معلوم ہو تو کیا
لطف ہوگا غرضکہ جس وقت نیزہ ہاتھ سے طوفان عاد کے نکل گیا اس نے کہا کہ
معلوم ہوتا ہے تم لوگ اس فن مین کمال رکھتے ہو تم سے نیزہ بازی کرنا بیکار ہے لو اسے
کرو یہ چوب طمانچہ ملک الموت کا ہے یہ کہکر چوب اپنے آبا پر کسی اوٹھائی اور گیارہ سو من کی بھاری
ضرب سر چرخ و پیکر دو دستی ضرب لگائی کہ نوبت کہ دون نقاب دار سر خیوش نے
سپر کو اوٹھا کر چہرہ کی پناہ کیا مگر چوب جو پڑتی ہے سپر کے تراقے کی صدا بلند ہوئی شعلہ فلک کو
نکل گیا ہاتھ نقاب دار کے مانند ستون فولادی کے قائم رہی لیکن کمر کب نقابدار کی

گرز کی لیں رکھتے ہی نقابدار نے زین خالی کیا چوب مرکب پر پڑی مرکب نقش زمین ہو کر رہگیا لیکن نقابدار بہ دراوسے تسمہ گردن سے بائین جانب دیکر زیر گردن طوفان عاد پر پہونچ گئے ادہر تو طوفان عاد نے زدم و بست کردم کا نعرہ کیا اور فوج کفار سے تعریف کی صدا بلند ہوئی فلک صاحبقران عالیستان کا تہ آگیا کہ نہ معلوم نقابدار پر کیا گذری اہل اسلام کو گمان ہوا کہ نقابدار مارا گیا لیکن عیار نقابدار پہلے تو چھپا تھا تھوڑی دور جا کر پلٹ گیا یہہ معمہ کسی کی ذہن مین نہ آیا صاحبقران ذیشان نے فرمایا کہ نقابدار بہادر پر کیا گزری رستم خان بن گنجاب نے عرض کی کہ تسمہ گرد طرف ہو تو حال نقابدار کا معلوم ہو فرمایا کہ کوئی عیار برائے خبر نہین گیا ہے عرض کی عیار نقابدار جاتا تھا مگر راستے سے پہر آیا کہ نعرہ اللہ اکبر کی آواز کان مین آئی دیکھا تو نقابدار مہر خروش طوفان عاد کو معہ کرگدن اوٹھائے ہوئے لئے جاتا ہے رستم خان بن گنجاب کے تو ہوش باختہ ہو گئے صاحبقران سے عرض کی کہ حضور یہہ نقابدار نہین معلوم کون شخص ہے اتنا بڑا جوان جسکے ضرب سے کمر مرکب نقابدار کی شکستہ ہوئی اوسکو مع مرکب اوٹھا لیا ہے اور اس فیل آہنی کی طرف لئے جاتے ہین جو حد بیابان نہ طاق کہا جاتا ہے اور ڈیرہ سو قدم کے فاصلہ پر ہے ہر چند طوفان عاد چاہتا ہے کہ مرکب سے کود پڑون مگر نقابدار نے پاؤن اسطرح پکڑ لئے ہین کہ چھوڑتے نہین ہین بدیع الملک نے کہا یہہ زور سوا دادا صاحب یعنے علمشاہ رومی پر رستم بارگاہ جناب حمزہ صاحبقران اول کے اور کسی کا نہین تھا سبحان اللہ کیا یہہ بھی کوئی اونہین بزرگ کی یادگار ہین ادہر عادیون کا لشکر تعجب سے دیکھ رہا ہے کہ یہہ انسان ہے یا جن ہے کہ اتنے بڑے پہاڑ کو بلکہ دو پہاڑون کو تلے اوپر اوٹھائے ہوئے ہین لیکن دیکھا چاہئے کہ انجام کیا ہوتا ہے وہان نقابدار مہر خروش طوفان عاد کو معہ کرگدن اوٹھائے ہوئے میل سر حد تک لگئے جسکا فاصلہ میدان جنگ سے ڈیڑہ سو قدم تھا اور پکار کر کہا کہ اے طوفان کیا تو نے زور و بل بیچلے ہاتھون کا اب کیا کہتا ہے شناخت پروردگار کے بارے مین طوفان نے کہا اے نقابدار یہہ میرے غرور کی سزا مجکو خداوندا کوان نے دی ہے مگر موت میرے تو اوسنے معین ہی نہین کی پہر مجھے خوف کس بات کا ہے جو مذہب تیرا اختیار کرون فرمایا نقابدار نے کہ شیطان تجہپر مسلط ہے اور تو راہ پر نہ آئیگا دیکھ سنبھل اور ہوشیار ہو جا کہ اب شمع حیات تیری طوفانی ہوا چاہتی ہے یہہ کہکر دونون ہاتھون پر تولکر جو اوسے میل سر حد پر مارا پیکر طوفان عاد کا معہ کرگدن چور ہو گیا لشکر نقابدار سے شور مبارکباد بلند ہوا لوگ خوشیان منانے لگے اور عیار نقابدار دوسرا مرکب لیکر چلا اہل اسلام نے احسنت و مرحبا کی صدا بلند کی صاحبقران نے فرمایا کہ اسوقت آپنے زور رستم نوجوان کا دکھلا دیا یہہ آپ ہی کے واسطے تھا نقابدار نے جواب دیا کہ مین بھی غلام اونکا ہون ہان اونکا زور اولاد دکھا دینگے اوسی ایسے ایسے لوگ اونکی اولاد مین موجود ہین قیصر عاد نے جو دیکھا کہ اتنے بڑے سردار کو نقابدار نے اس ذلت و خواری سے مارا کہ کسی ادنے کو بھی کوئی زبردست نہین مار سکتا اب اس نقابدار سے کون لڑے گا بس اپنے زانو پر ہاتھ مارا اور اپنی فوج کو آواز دی کہ ارے کیا دیکھتے ہو نقابدار اتنے بڑے سردار کو مار کر یون صاف نکلا جاتا ہے گھیر لو اسکو جانے نہ دو یہہ حکم پاتے ہی سات لاکھ چالیس ہزار کا لشکر گھوڑے دوڑا کر نقابدار کیطرف چلا بس دیکھتے ہی لشکر نقابدار کے جسمین

کل چالیس ہزار سپاہی ہین لیکن ہر ایک بہادر اور منچلا ہے اپنے مالک پر زغہ دیکھکر جھپٹ پڑے یہ معلوم ہوا کہ جنگاریان لپٹ لپکین باندہون کی آہین نہین کہ تیر شہاب جگر دوز ظالم پر گرین آواز مرکب جو **صاحبقران** کے گوشزد ہوئی فرمایا کیا کفار نے یلغار کر دیا ہے جنگ ٹاپون کے کہند سے زمین مین زلزلہ سا پیدا ہو گیا ہے **رستم خان** نے عرض کی کہ کفار آپڑے ہین اور لقابدار تنہا بلکہ بیدل ہوئی فرمایا کہ ہمارا لشکر کیا صرف دیکھنے کے واسطے ہے یاروان کافرون بدعہدون کو مدد کرو لقابدار کی یہ سنتے ہی بہادران سے ہی جوانون نے بودے باگون کے بڑھے اور فوج کفار پر جا پڑے لگی تلوار چلنے صدائے گیر و بزن بلند ہوئی لیکن سوار زنان مین سوار **رستم خان بن گنجاب** کے اور باقی ہی کون تھا اسکے بعد **صاحبقران** نے چالاک ثانی سے فرمایا کہ ہمارا مرکب طلسمی جسکا نام ابلق باد رفتار ہے جلد لقابدار کیواسطے لیجاؤ چالاک قریب درمیان مرکب کے آیا ساز و یراق سے آراستہ پایا جلدی سے باگ ہاتھ مین لیکر دوڑتا ہوا اتنے جلد گیا کہ عیار لقابدار سے پہلے پہونچا اور مرکب پیش کیا اور مرکب بھیجنے کے **صاحبقران عالیشان** نے آواز بھی دی تھی کہ لے لقابدار دلاور یہہ نذر میری قبول ہو اس پر یہ گوارا نکلیس نہ کیجیگا ورنہ مجھے ملال ہوگا لقابدار نے جواب دیا کہ یہ مرکب میرے واسطے خلعت سرفرازی اور سند صلہ جانبازی ہے بس جیسے ہی چالاک ثانی مرکب لیکر پہونچا چاہتا تھا رکاب مین ہاتھ دیکر عرض کرون کہ بسم اللہ سوار ہو جیئے یہ کچھ کہنے بھی نہ پایا تھا کہ ایک جھٹکے ہی لقابدار کو پشت مرکب پر پایا رکابین پاؤن مین آگئین لگام ہاتھ مین پہونچ گئی رکابون نے حلقہ چشم بنکر پاؤن لقابدار کی آنکھون مین رکھ لیے اور لجام نے دست بوسی کا شرف حاصل کیا **چالاک** ثانی تو اپنی چالاکی بھول گیا کہ ایک برق تھی کہ چمک کر پشت مرکب پر آگئی جلدی سے باگ چھوڑکر علیحدہ ہوا اور **لقابدار** نے تلوار کھینچی اور مثل شعلہ جوالہ فوج کفار پر گرا لڑنا شروع کیا اور پھر **رستم خان بن گنجاب** نے تلوار کھینچی اور تمام لشکر اسلام لشکر کفار سے غلط بلط ہو گیا ہر طرف نیزہ و گرز و شمشیر و تیر چلنے لگے جو عادی مرکب سے گرتا تھا زمین ہلجاتی تھی گرد بوؤن اور انسانون کی لڑائی تھی لیکن سات لاکھ فوج کے ریلے نے قدم اہل اسلام کے آگے بڑھنے سے روک دیئے لقابدار **سرخوش** تو اوس لشکر مین مثل موج طوفانی کے ہر طرح اپنا عمل بٹھائے ہوئے ہے اور ڈوب ڈوب کر لڑ رہا ہے لیکن فوج اسلام سوا پیچھے ہٹنے کے آگے نہین بڑھ سکتی مرکب گاورگینڈون سے آگے نہین اوٹھا سکتے گھوڑے چرخ یاہر کر ہٹ گئے ہین سوار ہر چند بڑھاتے ہین لیکن وہ کردن کے تکاور کا کیونکر تحمل کرین یہان تک کہ اب تخت بادشاہ اسلام کا قلب لشکر مین آگیا ہے **صاحبقران** نے بھی تلوار کھینچ لی ہے اور آگے آگے تخت بادشاہ کے چڑھ کر ہاتھ نکال رہے ہین جو عادی قریب آتا ہے وہ مارا جاتا ہے جو الگ رہتا ہے وہ ضرب **صاحبقرانی** سے محفوظ رہتا ہے سرداران لشکر کفار نے قیامت برپا کر رکھی ہے ایک جانب **افغان عاد** جو بدست بگڑے ہوئے چلا آتا ہے اسکا حربہ طوفان سے کم نہین ہے نہ زور و طاقت مین یہ کم ہے لشکر اسلام پر سات بلائین نازل ہین ایک طرف **افغان عاد** لڑتا چلا آتا ہے جیسے کچھ بدست ماری راکب مرکب دونون ایک ہو گئے پشت پر آدمخوار ساتھ ہین جو باز آگیا لاش کا پتا

ہی نہ ملا کہ کیا ہو گئی دوسری جانب **بہرام عاد** اسی صورت سے پست کرتا چلا آتا ہے لاشین آدمخوار کہاتے جاتے ہین صرف سخت ہڈیان تو بچ جاتی ہین نرم استخوان تک چبا جاتے ہین شکم اونکے مردون کے مرقد مین بلکہ گنج شہیدان ہو گئے ہین ایک طرف **جاسوس عاد** دارہ لشت نہنگ سے تحمل تن کو چیرتا ہوا چلا آتا ہے آدمخوار دانت نکالکر دوڑتے ہین لاشین کہا جاتے ہین ایک سمت **سالوس عاد** ساطور گران پکڑے ہوئے ہے جسپر ہاتھ مارا دستہ پڑا تو گرز کا کام دیا اور پہل پڑا تو راکب و مرکب کو چار ٹکڑے کیا ایک طرف **صمصام عاد** دوسری جانب **قمقام عاد** کبھی تیر کبھی گرز سے کام لیتے ہین ایک سمت **چرخ آدمخوار** گرز بہر کا جوڑا تیغہ باندھے ہوئے مسلمانون کو قتل کرتا چلا آتا ہے لشت پر بیس ہزار آدمخوار ہین اور بیس ہزار اور سوارون کے ساتھ ہو گئے ہین یہ مردون کو کہاتے چباتے چلے آتے ہین بلکہ اگر کوئی انکے ساتھ والا بھی مارا جاتا ہے تو لاش اوسکی حصہ بانٹ کر لیتے ہین کہ یہ بیکار نہ جائے اسکو سوارت کر لینا چاہیے جنگل کے درندے کہائین اس سے بہتر ہے کہ چار بہائیون ہی کے شکم سیر ہو جائین اس صورت سے یہ تمام سرداران کفار قیامت برپا کر رہے ہین صرف **لقا بدار** اور **رستم خان بن کنجاب** تو عوض خون مسلمانان کا برابر لیتے جاتے ہین اہل لشکر ہاتھ سے عادیون کے بہت تنگ ہین تھوڑے ہی عرصہ مین قریب لاکھ آدمیون کے شہید ہوئے لیکن **لقا بدار سرخوش** نے بھی ان عادیون کو ککڑی کی طرح کاٹ کر ڈالدیا ہے اور مارے تلوارون کے زمین لال کر دی ہے آگ شعلہ مجسم بنا ہوا ہے جسپر گرا جلا کر خاک کر دیا اور لشکر **لقا بدار** کے لوگ مانند شعلہ آہ بیکسان کے خرمن ظالمان کو پھونک رہے ہین اوس لشکر **عادیان** مین جسکا ہر ایک جوان دیو صورت کوہ پیکر ہے یہ سرخوش مانند لالہ کوہی کے پسند آتے ہین یا آسمان نیلے مین ستارے چمک رہے ہین یا درختون مین جگنو چمک رہے ہین ہر چند کہ **لقا بدار سرخوش** کوشش کر رہا ہے کہ کسیطرح اس دن تک یہ جھگڑا ان کا کام تمام کرو تن کہ جلد فیصلہ لڑائی کا ہو جائے لیکن سات لاکھ کی فوج ہے اور فوج بھی عادیون کی فوج کہ ایک ایک سپاہی چار چار سپاہی کے برابر اور سواری کرکدن کے جنکے گھوڑا ٹھہر نہین سکتا ہے بلکہ صورت دیکھکر بھڑکتا ہے ہی الیاس مرکب طلسمی ہے کہ یہان بھی اشارون پر چل رہا ہے جب **لقا بدار** کسی سردار کیطرف جانے کا قصد کرتا ہے کثرت فوج سے راہ نہین ملتی عجیب طرح کی حالت ہے کہ قبضہ تلوار کا گھسا مٹھا ہے کہنیو لنے خون ٹپک رہا ہے جس عادی پر ہاتھ مارا سر کٹ کے گرا گردن سے خون ابلا کہ معلوم ہوا مشک کا دہانہ کہل گیا اسم سرکہون کے دامن تک خون مین غرق ہین اب کسی طرح امید فتح نہین پائی باقی ایک **لقا بدار** کس کس کو قتل کرے کس کس کا جواب دے فوج کے یہ تاب نہین کہ سردارون سے لڑ سکے اتنک کہ اب قریب پڑاؤ کے آ گئے ہین پلٹ کر جو **لقا بدار سرخوش** نے دیکھا کہ مین تو آگے نکل آیا ہون لشکر کا کیا رنگ ہے کہ فوج جا نمین لڑ رہی ہے لیکن ساتھ لاکھ ہٹا دیتا ہے جنگ سے منہ نہین موڑا اگر ٹکا ورمین کرگدن کے آگے نہین بڑھنے دیتے ہین پیچھے ہٹا دیتے ہین اور کفار قریب پڑاؤ کے پہونچ گئے ہین قریب ہے کہ فوج طلسمی فوج جنگی مین خود بخود شامل ہو جائے اور ماندہون کی حفاظت نہ کر سکے **لقا بدار**

اپنی طرف جو خیال کرتے ہین تو لشکر کے اس پار آ گئے ہین درمیان مین سات لاکھ فوج حائل ہوگئی اول تو اتنے بڑے لشکر کا طے کرنا دشوار ہے اور بالفرض طے بھی کیا تو جتنے عرصہ مین لشکر اسلام تک پہونچینگے اتنی دیر مین لشکر تاراج ہو جائے گا بڑا غضب ہوا دیکھئے کیا ہوتا ہے اگر خدا نخواستہ اندھون پر زوال آیا تو دنیا کیا کہے گی کہ نقاب دار سرخپوش سے کچھ نہ ہو سکا اور اندھے قتل ہوگئے مین نے بڑی غلطی کی کہ اپنے دعوے مین اس پار تک چلا آیا خداوندا اس وقت مین تو ہی میری بات کا رکھنے والا ہے اور جان ان اپاہجون کی بچانے والا ہے صاحبقران عالی شان کو دیکھا کہ آگے تخت بادشاہ کے ہاتھ تلوار کے نکال رہے دشمنون سے بچا رہے ہین رستم خان بن کنجاب ایک طرف گھر گیا ہے کہ یکایک جانب صحرائے ختن گرد بلند ہوا سب دیکھنے لگے کہ کون آتا ہے بس آتے آتے دامن گرد کا شگافتہ ہوا اور دل گرد سے نعرہ ہوا کہ منم موت بن ساریق یہ سردار لعل ختنان خونریز خادم شاہزادہ مالک قاسم کا رفیق قدیم ہے جس وقت نامہ شاہزادہ بدیع الملک کا رستم خان بن کنجاب کو گیا ہے تو موت بن ساریق سے اور نامہ دار سے راہ مین ملاقات ہوئی تھی اس نے حال لشکر اسلام کا پوچھا تھا قاصد نے بیان کیا تھا کہ امیر مع لشکر اندھے ہوگئے اور کفار کا یورش ہے اس بنا پر نامی رفقا کے نام تقسیم ہوئے ہین ایک نامہ رستم خان بن کنجاب کے نام بھی میرے پاس ہے موت بن ساریق نے پوچھا تھا کہ ہمارے نام کوئی پروانہ نہین آیا قاصد نے کہا کہ تمھارے نام کا کوئی خط نہین ہے ہان قارون بلند گمان اور فضل بن گیاہور خون آشام اور درو رقابی زنجیرہ خوار کے نام ایک ایک نامہ ہے موت بن ساریق نے پوچھا کہ مظفر بن ضیغم خون آشام کے نام بھی نہین قاصد نے کہا کہ نہین اس نام کا بھی کوئی خط میرے پاس نہین ہے بس موت بن ساریق سمجھ گیا کہ شاید ہم لوگون کے مدد سے اجتناب ہے تو سہی جو ہم اون لوگون سے پہلے نہ پہونچے جن کو طلب کیا ہے اس لیئے کہ اگر شاہزادہ ایرج نوجوان اور شاہزادہ رستم ثانی نے قدمبوسی ہوئے اور اونھون نے فرمایا کہ ہمارے عزیزون پر وقت بد آیا اور تم لوگون نے مدد نہ کی تو ہم کیا جواب دینگے افسوس کہ شاہزادہ بدیع الملک نے ہمین یاد نہ کیا اگر اونکو چشمک ہے تو برابر والون سے ہم ملازمین سے کیون ایسا برتاؤ کیا ہم جیسے اونکے خادم اور ان کے غلام یہ بات قابل شکایت ہے اب وہین چل کر اس کے شکایت ہوگی یہ سوچکر موت بن ساریق نے مظفر بن ضیغم خون آشام کو بھی اطلاع کی تھی اور پچاس ہزار سوار سے چل کھڑے ہوئے تھے بس یہان پہونچکر جو اس نے یہ حالت دیکھی کہ لشکر اسلام پسپا ہو رہا ہے اور صاحبقران و بادشاہ اسلام نرغے مین گھرے ہوئے اپنے ساتھ والون سے کہا کہ یہی موقع جانفشانی کا ہے ہان مارلون کفار کو یہ پچاس ہزار سے اگرچہ کم ہے ابھی تازہ دم ہے قتل برپا کر دیا تھا دوسری گرد اوٹھی اور مظفر بن ضیغم خون آشام پچاس ہزار سوار سے آکر پہونچا اور لشکر اسلام شریک ہو تلوار چلنے لگی صاحبقران نے جان دونون کے آواز سنی دل مین کہا ان کو تو نامے بھی نہین گئے تھے یہ کیونکر آ گئے لیکن بڑے وقت سخت مین کمک کی خدا انکو جزائے خیر عنایت کرے موت بن سابق نے جو لٹھ مارنا شروع کی پہلا اسکا حربہ کسی سے رکتا ہے

یہ کام شاہزادہ ملک قاسم ہی کا تھا کہ اس کے خرپون کو روک گیا تھا اب جو موبت ابن سابق نے زنجیر ہلا کر گردش دی گر دار کرنا شروع کیا جس کافر کے سر پر لٹو پڑا سر کے پرخچے اُڑ گئے یہ حربہ اس کا ساختہ ہی مین سو من کے ضرب ہے جس مین ہر ایک لٹو دو سو من کا ہے گرز کی کیا حقیقت ہے اسکے سامنے لیکن عادی بھی جا بجا مین لڑائی ہوئی ہین ہر طرف یا خداوندا کو ان کے نعرے بلند ہین اہل اسلام تکبیر کی صدا دیتے ہین ان دونون سردارون نے لڑائی کو قائم کر لیا ہے لیکن قدم عادیون کے پیچھے نہین ہٹتے ہین کچھ گرداوری اور دل گردہ و فضل بن گیا ہو رخون آشام ایک لاکھ سوار سے پیدا ہوا اور نعرہ کر کے گرا ساتھ ہی پھر گرداوری اور رقابی زنجیر دہ خواہ پچاس ہزار سوار سے آکر پہونچا الو شہریار اہل اسلام ہو آنکار پر گرا اب جو اسفو خوار زنجیر مارنا شروع گئے ستراو گرد پاکر پھر گرداوری اور رقارن بلند کمان چالیس ہزار سوارون سے آکر پہونچا اور قوم عاد پر گرا اب خوب گھمسان سے لڑائی ہونے لگی یہ لوگ جو تازہ دم ہین یہ جہان تک ہوتا ہے تھکی ہوئی فوج کو ہٹاتے جاتے ہین اور خود سامنے لشکر کفار کے جاتے ہین جیسے یہ پانچ سردار آگئے ہین قوت لشکر اسلام کے زیادہ ہو گئی ہے اور زور کفار کا گھٹنے لگا ہے اب وہ حالت تو نہین ہے کہ جب عادیون آئے رہا کیا فوج اسلام کو سوا جگہ چھوڑنے کے چارہ نہ تھا لیکن یہ بھی ممکن نہین ہے کہ لشکر اسلام ان کو پیچھے ہٹا دے دونون فوجین قبضہ جمائے ہوئے برابر کا مقابلہ کر رہا ہے کوندا برق شمشیر کا ہر طرف لپک رہا ہے ابر ڈھالون کا دھوان دھار ہو رہا ہے بارش خون کے ہو رہی ہے سر مانند آبلون کے گر رہے ہین خود مانند حباب کے دریائے خون مین تیرتے پھرتے ہین بازو زرہ پوشون کے کٹے ہوئے اس طرح تڑپ رہے ہین جیسے ماہی اسیر دام ہو کر پھڑکتی ہے ہر طرف صدائے بگیر و بزن بلند ہے بازار موت گرم ہے جانون کی ارزانی زیست کی گرانی ہے جنس امن و امان کا قحط پڑا ہوا ہے راہ چارہ مسدود ہو رہی ہے سم مرکبون کے خون مین غرق ہین رنگ زمین کا سرخ ہے آسمان پہ عکس خون سے شفق پھولی ہوئی ہے سم مرکب سے گرد اوڑنا موقوف ہو گئی کیچڑ کی زمین خشک نہین رہی ہے سیلاب خون کا آیا ہے کشتی حیات طوفانی ہے باد مخالف زور شور سے چل رہی ہے جانین گرداب بلا مین پھنسی ہوئی ہین گوہر مراد نایاب ہے صدف آرزو خالی پایا جاتا ہے نہنگ اجل دہان کھولے ہوئے لشکر کو پھر رہا ہے موجین شمشیر زنون کے ہین حباب سرون کے جس عادی کا سر قلم ہوتا ہے خون نیزکان او چل کر زمین پر گرتا ہے زمین دوات شنجرف ہو گئی ہے صفحہ ہستی پہ ہر چہرہ قلم زد معلوم ہوتا ہے شیرازہ لشکر کھلا ہوا ہے ہر فرق جدا ہے کوئی رابطہ باقی نہین رہا ہے انتظام لشکر مین فرق آگیا ہے نہ میمنہ ہے نہ میسرہ نہ ساقہ نہ کمینگاہ ہر ایک جدا جدا لڑ رہا ہے میمنہ کے لوگ میسرہ مین شامل ہو گئے ہین میسرہ والے میمنہ مین مل گئے ہین قلب لشکر کے سپاہی جناح مین پہونچ گئے ہین جناح کے بہادر ساقہ مین آگئے ہین اگلا ہراول پچھلے چنداول سے مل گیا ہے اب نہ کوئی قاعدہ باقی رہا ہے نہ افسرون کے رائے شریک ہو سکتے ہین جس سے جو بن پڑتی ہے وہ کرتا ہے نہ باپ کو بیٹے کی خبر ہے نہ بیٹے کو باپ کا حال معلوم ہے بھائی سے بھائی جدا ہے ہر ایک کو اپنی جان کی پڑی ہے دونون لشکر اس طرح سے مل گئے ہین کہ اگر پوشاکین علیحدہ رنگ کے نہ ہون تو اپنے بیگانے کا امتیاز باقی نہ رہتا لیکن سردارون نے دونون لشکرون کے ستھراؤ

کر دیا ہے جدہر چلا اتنی لاشین گرا دین کہ سڑک بنا دے ایک طرف موت بن سیار ریقی کس ہماہمی سے لڑتا چلا جاتا ہے کہ نقاب دار سرخیوش تعریف فرما رہے ہین ایک جانب ورقا بے زنجیرہ خوار نے لاشون کے انبار کشتون کے پشتے لگا دیئے ہین ایک طرف مظفر بن ضیغم خون آشام نے فوج کا سہراؤ کر دیا ہے ایک سمت قارن بلند کمان کس ارمان سے بڑھاپے مین جوانی کے ولولے دکھا رہا ہے ایک طرف فضل بن گیاہور خون آشام کس ہمہمی کے ساتھ فوج کو رولے ہوئے ہے یہ تینون سردار یعنے قارن بلند کمان اور ورقای زنجیرہ خوار اور فضل بن گیاہور خون آشام رفیقان قدیم شاہزادہ انجم گروہ رستم شکوہ کے ہین اور فضل کو خصوصیت خاص حاصل ہے کہ ملکہ گوہر ملک مادر گرامی شاہزادہ نور الدہر وملکہ ماجدہ صاحبقران ثالث کہائی فرمائی ہین اور ساتھ اسکے ہوئی ہین اوسوقت سے جب کہ باپ سے علیحدہ ہو کر شاہزادہ بدیع الزمان کے ساتھ جا باغ مین مقیم ہوئی ہین اور فضل نظر کردہ جناب خضر علیہ السلام کی ہے فضیلتین اوسکو برادران بدیع الزمان مین خاطر حاصل ہین کہ دوسری کو نہین ہین غرضکہ لڑتے لڑتے فضل بن گیاہور خون آشام سے اور جرخ آدمخوار سے سامنا ہوا جرخ نے کہا کہ او بڈھے تو نے قیامت برپا کر رکھی ہے خبردار رہو ہوشیار ہو کہ مین آ پہونچا کہان جائیگا بچکر میرے ہاتھ سے یہ کہکر اس نے تیغہ مارا فضل نے چوبدست پر ہاتھ ڈالا اور کلائی پکڑ کر جھٹکا مارا کھینچا مرکب پر سے کہ جرخ آدمخوار اوندہے منہ آ رہا بس داہنے ہاتھ سے قبضہ شمشیر اس کے سر پر مارا کہ جرخ چرخی ہو گیا اور پھڑک کر مر گیا نقاب دار سرخیوش نے تعریف کی اور صدائے مرحبا بلند کی اور فرمایا کہ واقع مین تم جوانی مین شاہزادہ انجم گروہ کے ساتھ کس ولولے سے لڑتے ہوگے جواب تک یہ حالت ہے کہ اتنے بڑے بڑے پہلوانون کو کس آن بان سے مارا ہے جیسے طفل مکتب کو اڑا دیتے ہین فضل نے سلام کیا اور عرض کی کہ کیا حقیقت میری ہے یہ سب صدقہ خاندان صاحبقران کے غلامی کا ہے ادہر نقاب دار سرخیوش نے دیکھا کہ بہرام عاد نے قیامت برپا کر دی ہے لشکر اسلام کو زیروزبر کیے دیتا ہے جس پر چوب دست ماری برابر ہو گیا نقابدار نے آواز دی کہ او عادی کہان جاتا ہے ادہر آ یہ کہ ملک الموت تیرے جان کا مین ہون کیا کمزورون کو مار کر نعرے کرتا ہے بہرام نے کہا کہ تم بڑے شہزور ہو تو تمہین روکو اس ضرب کو یہ کہکر وہی چوبدست گران سنگ اوٹھا کر سر پر چرخ دیکر نقاب دار پر وار کیا نقاب دار نے شمشیر و سپر ہاتھ سے چھوڑ دے کہ گردہ سپر کا پشت پر جا پڑا اور تلوار نیام مین آرام لینے لگی جیسے ہی چوب قریب سر آئی دونون ہاتھ بلند ہوتے تو معلوم ہوئے لیکن یہ سمجھ مین نہ آیا کہ کیونکر چوب دست مین لپٹ گئے ہاتھ نہین بلکہ بیل عشق پیچان کے تھے کہ ستون مین لپٹے ہوئے تھے اتنے بڑے ضرب کو ہاتھون پر روکنا یہ کام نقاب دار ہی کا تھا فضل تو سمجھا تھا کہ نقاب دار کا پتا بھی نہ ملے گا بلکہ استخوان تک سرمہ ہو جائین گے بلکہ اس نے انجام اپنی رائے کے موافق سوچ کر افسوس کا نعرہ کیا تھا کہ غضب کیا نقاب دار نے کہین اتنا بڑا حربہ ہاتھ سے روکا جاتا ہے لیکن اب جو خیال کیا تو چوب آتے آتے اس طرح لگ گئی جیسے کوئی چھڑی کو پکڑتا ہے بس نقاب دار نے ہاتھون کو چوب مین

پیچ دی

لپیٹ کر جو کھینچا بہرام عاد دھونک میں آگئے آرہا بس **نقاب دار** نے بائیں ہاتھ سے گرز زنجیر کا بند پکڑ کے نعرہ اللہ اکبر جگر سے کھینچکر جو زور کیا سن سے اوٹھا لیا اور سر پر بلند کر کے بجائے سپر کے لیا گیارہ سو من کے چوب کا لنگر اور بہرام عاد کے جسامت کہ ایک دیو انسان کے ہاتھ پر بلند معلوم ہوتا ہے **فضل** نے پکار کر کہا کہ اے نقابدار عالی تبار سبحان اللہ کیا تاب و طاقت ہے کسکی جو اس دیو سے مقابلہ کر سکے اسوقت حضور نے **شاہزادہ عمر بن حمزہ** یونانی کو یاد دلا دیا اسطرح چوب دست سوا اونکے کسینے نہیں حریف سے چھینی اور اس حربے کو ہاتھوں کی قوت سے کسینے نہیں روکا یا یہ زور اونکا دیکھا تھا یا آج حضور نے یہ قوت دکھائی یہ زور دیکھکر **فضل** سمجھ گیا تھا کہ یہ کوئی بہت بڑے شخص ہیں لیکن **صاحبقران** نے جو یہ الفاظ سنے اونکے بھی کان کھڑے ہوئے **نقاب دار** تو صاحبقرانی کر رہا ہے نہیں معلوم یہ کون صاحب ہیں لیکن **قران ثالث** نے آواز دی کہ ہوشیار ہو جیئے بادشاہ لشکر مخالف شہنشاہ اسلام کی طرف آتا ہے قریب ہے کہ بادشاہ پر حملہ کرے **صاحبقران** نے فرمایا باگ میرے مرکب کی اوس کی طرف پھیر دو **قیصر عاد** قریب تو آہی چکا تھا **قران** نے باگ اشہب **صاحبقران** پکڑ کر سامنے کر دیا اور آواز دی کہ اوسنے تیغہ مارا ہے **صاحبقران** نے سپر گرشاسب کو چہرے کی پناہ کیا تیغہ جو پڑتا ہے سپر سے شعلے پیدا ہوئے اور تیغہ سے لپٹ گئی اوسنے تیغہ کھینچا کہ یہ کس بلا میں پھنس گیا لیکن تیغہ نہ چھوٹ سکا **صاحبقران** نے بند دست پکڑ لیا اور جست کر کے اسکے تخت پر گئے اور ٹوٹکر گرز زنجیر کا بند پکڑ لیا نعرہ اللہ اکبر جگر سے کھینچکر جو زور کیا سن سے اوٹھا لیا **نقاب دار** نے دیکھا کہ خاتمہ لڑائی کا ہوا چاہتا ہے **صاحبقران** نے **بادشاہ لشکر** کو گرفتار کر لیا بس مرکب کو چمکا کر مثل برق قریب **غلمدار** پہونچے اور ایک ہاتھ تیغہ آبدار کا مارا کہ علم قلم ہو کر سرنگون ہوا غلمدار لشکر نے تلوار ماری **نقاب دار** نے پشت شمشیر پر روک کر جو ہاتھ تیغہ آبدار کا مارا معہ اسکے مرکب چار ٹکڑے ہو گئے اودہر **قیصر عاد** نے صدائے امان بلند کی **صاحبقران** نے فرمایا کہ بشرط ایمان **قیصر عاد** نے کہا دل سے قبول ہے مذہب آپکا بیشک برحق ہے اور **اکوان** حرام زادہ کافر ملعون ہے ہمپر حقیقت اسلام ثابت ہو گئی **صاحبقران** نے اسکو آہستہ سے چھوڑ دیا **قیصر عاد** کی فوج یورش کر کے قریب پہونچ گئی تھی ایک آدمی نے **صاحبقران** پر حملہ کرنے کا قصد کیا تھا کہ اس نے ہاتھ سے منع کیا اور کہا کہ ہمارے لشکر میں طبل امان بجواو اودہر تو نقارہ امان پر چوب لگی دونوں لشکر علیحدہ ہونے لگے **نقاب دار** کسی قدر زخمی بھی ہو چکے تھے اونہوں نے باواز بلند کہا کہ یا **صاحبقران** سلام رخصت میرا قبول ہو اور یہ امانت اپنی لیجئے یہ کہکر **فضل** بن گیا ہور خون آشام کی طرف اشارہ کیا کہ روکو اسکو اور **بہرام عاد** کو اوسے بائیں ہاتھ سے **فضل** کی طرف پھینکا **فضل** نے داہنے ہاتھ سے روک لیا نقابدار مسکرائے اور **فضل** کی تعریف کی اوس نے ادب سے سلام کیا **صاحبقران** نے فرمایا کہ کب تک اپنے دیدار کو ترسائیگا اس عنایت کے ساتھ یہ بے اعتنائی کہ دم بھر کو آپ نہیں ٹھہرتے **نقاب دار** نے کہا کہ انشاء اللہ وہ وقت بھی قریب ہے

کہ ہم آپ سب ایک ہی مقام پر ہونگے یہ کہکر **نقاب دار** نے باگ مرکب کی لی اور جانب صحرا روانہ ہو گیا عقب مین اسکے تمام **سرخپوش** گھوڑے مارے ہوئے ہمدم بھر مین اس طرح نظرون سے پنہان ہو گئے کہ گویا بیابان نہ طاق مین تھی ہی نہین **صاحبقران** معہ لشکر فراوان اپنے فرودگاہ پر آئے اور داخل بارگاہ ہوئے آج کی خستگی ایسی نہ تھی کہ دربار ہوسکتا **قیصر عاد** کو بھی رخصت فرمادیا شب کو آرام فرمایا اودھر **قیصر عاد** اپنی بارگاہ مین آیا رات اسنے بھی آسو رتمام کی صبح کو خدمت **صاحبقران** مین مع پانچہزار سردارون کے جو جنگ مین قتل سے بچے تھے روانہ ہوا یہان دربار آراستہ تھا بادشاہ اسلام تخت پر جلوہ افگن تھے **صاحبقران** دنگل نادعنبر پر متمکن تھے سرداران نامی وگرامی گرد و پیش جمع تھے تعریف نقابدار سرخپوش کی ہو رہی تھی **بدیع الملک** فرما رہے تھے کہ کل تو **نقاب دار** نے قوت **صاحبقران** دکھادی سبحان اللہ خداوند عالم **نقاب دار** عالیمقدار کو چشم زخم سے محفوظ رکھے **فضل** بھی لکھڑا ہے کہ حضور میرا تو چشم دید واقعہ ہے کہ چوب کو نہ جانے دیا کہ سپر سے روکا ہاتھ سے روکا اور اتنے بڑے جوان کو مثل برگ درخت کے زمین سے اوٹھا لیا اور ہاتھ پر بجائے سپر لیئے ہوئے اڑا لیگئے سوت بن ساریق نے کہا کہ **شاہزادہ** **مالک قاسم** کے تیغے والے **نقاب دار** کہین ورفانے **زنجیر خوار** نے کہا کہ قوت **شاد انجم گردہ** کے دکھلا دیئے دست راسی ودست چپی متفق ہو کر تعریف کر رہے ہین کہ اتنے مین چوبدار نے عرض کی **قیصر عاد** مع چار سرداران عاد کے حاضر ہے فرمایا بلا لو قیصر عاد حاضر حضور ہوا بطریق خدا پرستان تسلیم کیا بادشاہ نے دنگل بیٹھنے کو مرحمت فرمایا قیصر عاد دنگل پر بیٹھا **ساقی** نے جام دیا دو چار جام پیئے اور عرض کیا کہ جو آپکے دین مین آئے وہ کیا کہے **صاحبقران** نے کلمہ تعلیم فرمایا **قیصر عاد** از سر صدق مسلمان ہوا بعد اسکے **جاسوس عاد وصمصام عاد وقمقام عاد** جو اسکے ہمراہ آئے تھے کلمہ پڑھکر از سر صدق مسلمان ہوئے اب **صاحبقران** نے قید **بہرام عاد** کی طلب کی داروغہ زندانخانہ بہرام کو مسلسل ومطوق لایا **بہرام** نے آتے ہی بطریق اہل اسلام سلام کیا سب نے مرحبا کی ہتکڑیان وبیڑیان اسیوقت کھلوادی کرسی اور دنگل اسکے لیئے بھی بچھایا گیا اور کلمہ تعلیم کیا گیا **بہرام** بھی کلمہ پڑھکر از سر صدق مسلمان ہوا اور اوسنے عرض کی کہ مجھے پہلے ہی آپ لوگون کے مقابلے مین آتے ہوئے غیرت معلوم ہوتی تھی کہ یہ کونسا انصاف ہے کہ آنکھون والے بے بصرون سے لڑین اور حضور اپنے ملازمین سے دریافت فرمالین کہ مین نے سرداران نابینا کی طرف رخ بھی نہین کیا تھا ہر چند کہ اب ظاہر ہو گیا کہ آپ مؤید من اللہ اور صاحب اقبال وجاہ ہین مجھے ایسے کیا بلکہ مجھسے بہتر بہتر سردار آپکی غلامی کرتے ہین اور شکر ہے خدا کا کہ ہم لوگ خوش نصیب تھے جو دولت ایمان بھی ملے اور آپکی غلامی مین آئے اب حضور اطمینان رکھین کہ عملداری اکوان مین ہم سے بہتر سردار نہین ہین جو اگر مقابلہ کرینگے اور ہم لوگ سرفروشی وجان نثاری کو ہر طرح موجود ہین مگر **قہقہان ساحر** وہان کے بلا سے بیدرمان آفت

روزگار ہین سے علے الخصوص بیابان ہولناک کے لوگ وہ مہیب صورتین رکھتے ہین کہ دیکھنے سے زہرہ آب ہوتا ہے سنا ہے کہ آئینہ اندام جادو اتنا بڑا ساحر ہے کہ دعوائے خداوندی کرتا تھا لیکن جب آپ لوگون کے ہاتھ سے شکست کھا کر بھاگا اور علمداری الوان تاجدار مین آیا تو اوسنے ادنے ساحر اوسکے سحر پڑھتا تھا انتہا یہ ہے کہ جب اوسکو تعلیم کیا گیا تو وہ یہان کے ساحرون مین بیٹھنے کے قابل ہوا ورنہ طفل مکتب تصور کیا جاتا تھا قیصر عاد نے عرض کی کہ اب اگر ارشاد ہو تو مین اپنے لشکر کو جا کر لے آؤن اور اب سے حفاظت لشکر صاحبقران کے خدمت میرے سپرد ہو فرمایا کیا مضائقہ ہے قیصر عاد رخصت ہو کر اپنے لشکر مین گیا اور ایک بلندی پر کھڑے ہو کر کچھ کلمات شان وحدانیت ایزدی مین کہے اور کہا کہ جتنے لعنت کی دہی الوان پر جسکو ساتھ میرا دینا ہو وہ مذہب اسلام اختیار کر کے مسلمانون کا شریک ہو ورنہ جہان جسکا جی چاہے چلا جائے سب نے عرض کی جو بادشاہ کا مذہب وہ ہمارا مذہب ہم کہان جائین گے قیصر عاد نے سبکو مرحبا کہی اور لشکر کو معہ بارگاہ وغیرہ ہمراہ لیکر دوبارہ خدمت امیر بانوقیر مین حاضر ہوا اور اپنے لشکر کو مثل ایک دائرہ کے گرد لشکر اسلام کے برائے حفاظت معین کیا طلایہ کے گشت کے واسطے کچھ لوگ الگ معین کر کے اونپر جالوس عاد و سالوس عاد و بہرام عاد و صمصام عاد وغیرہ کو معین کیا اور خود افسرون کے نگرانی کا ذمہ دار ہوا ابھی قیصر عاد حاضر خدمت صاحبقران تھا کہ چالاک ثانی جیپ کر آیا اور عرض کی کہ یہ آدمخوار جو جو آدمخوار کے ساتھ مار ہجانے سے بچ رہے اور قیصر عاد کے ہدایت کرنے سے مسلمان ہوئے تھے وہ صحرا مین مُردون کا گوشت کھا رہے ہین اتنا لحاظ تو ضرور کرتے ہین کہ لاشئے اہل اسلام کی نہین چھوتے ہین لیکن کفار کے مُردون کو چبائے جاتے ہین صاحبقران نے فرمایا کہ کیا ابھی تک لاشئے میدان جنگ سے اٹھہ نہین چکے عرض کی برابر مسلمان کو دفن کیا جا رہا ہے اور لاشہائے کفار دریا مین پھینکے جا رہے ہین کہ میدان کی ہوا خراب نہو لیکن لاکھون آدمی مارا گیا ہے کل سے اس وقت تک کئی ہزار آدمی اسی کام پر مامور ہین مگر ابھی تک فرصت نہین ملی صاحبقران نے قیصر عاد سے فرمایا کہ تم جا کر اون لوگون کو سمجھا دو کہ مذہب اسلام کے آئین مین انسان کو انسان کا گوشت کھانا جائز نہین ہے خبردار کبھی ایسا نکرنا لوگ تو سمجھے تھے کہ آدمخوارون پر عتاب آئیگا لیکن صاحبقران عقل سلیم رکھتے ہین سمجھ گئے کہ بسبب ناواقفیت کے یہہ لوگ ایسا کر رہے ہین قیصر عاد حسب الحکم صاحبقران عالیشان میدان جنگ مین پہونچا اور آدمخوارون کو اونکی بلانوشی سے منع کیا اور کہا کہ صاحبقران فرماتے ہین کہ انسان پر انسان کا گوشت حرام ہے آدمخورون نے کہا کہ ہم تو سمجھے کہ کوئی شئے ضایع نکرنا چاہیئے جہانتک ہو سکے سو آج کل ہین صاحبقران کو کھانا نہ کھلانا پڑیگا اسکے علاوہ زیادہ خیال اس بات کا تھا کہ ہمنے کفار کی طرف سے مسلمانون کا گوشت کھایا اب مسلمانون کی طرف ہین تو کفار کی ہڈیان چبائین کہ اس گناہ کا کفارہ ہو جائے میزان عدل مین برابر ہوتے ہین لیکن اگر مرضی صاحبقران کے خلاف ہے تو خیر یہ کہکر آئے بانجھون مین

ہاتھون مین خون کفار رہا ہوا صاحبقران کو بچہ پولے آدمخوارون کے تعلیم و تربیت آئین دین کیواسطے مقرر کئے اور حرکتون پر انکی بہت ہنسے فرمایا کہ یہ بھی جانوران درندون سے کم نہین ہین غرض اب صاحبقران کو تو ایسی کیفیت مین چھوڑا جاتا ہے لیکن یہان سے چند کلمہ **داستان خواجہ ثالث یعنے خضران بن عمرو** کے گذارش کئے جاتے ہین ناظرین نے ملاحظہ فرمایا ہوگا اس داستان جنت نشان کو کہ **خواجہ ثالث یعنے خضران بن عمرو عیار صاحبقران** عالیشانگون کے ساتھ سے ننگے بنے ہوے **بصیر جادو** سے پوشاک طلب کرتے ہوئے چلے جاتے ہین **بصیر جادو** سے یہی کہتا جاتا کہ گھر اوٹنے مین بہلو پوشاک دون گا کوئی تو کہتا ہے کہ میرا جوڑا سو روپیہ کے تیاری کا تھا کوئی کہتا ہے کہ اب گاڑھے کی دھوتی ہی ملجائے جس سے ستر کرین آپ **خواجہ سلامت** ایک طرف یہی پکار رہے کہ غلام کا عصا سونے کا تھا **بصیر جادو** نے پوچھا تو کون ہے کہا غلام **فضلو** مرد ہا ہے جسوقت **بصیر جادو** اپنے رہنے کے جگہ پہونچا خادم سے کہا کہ پہلے سے پوشاک دو **خواجہ** اوسی خادم ساتھ ہوئے دامن سے لپٹی جاتے ہین کہ جلدی دو کہ مین ستر کرون لیکن لنگیون سے **بصیر جادو** کی طرف ہی دیکھتے جاتے ہین **بصیر جادو** نے برابر اسکے ایک بت رکھا تھا اوس سے پوچھا کہ ان مین قاتل تو میرا نہین ہے **بت** نے جواب دیا کہ یہ کیا سامنے مرد ہا بنا کھڑا ہے **بصیر** کے روبین کھڑے ہوئے جاہتا ہے گیر سکے **خضران** نے گلیم اوڑھ لی اب جو **بصیر** دیکھتا ہے تو کچھ نظر نہین آتا لیکن **خواجہ خضران** نے قریب آکر ایک چپت **بصیر جادو** کے رسید کی **بصیر** ادہر متوجہ ہوا کہ یہ کون بے ادب ہے آپنے دوسرے ہاتھ سے بت اوٹھا کر داخل زنبیل کیا اب جو **بصیر** پلٹ کر دیکھتا ہے تو بت ہی غائب اب تو **بصیر جادو** کے حواس گئے اور اوٹھکر خود بھی بھاگا اور کہا کہ خبردار کوئی میرے ساتھ نہ آئے جو یہان آئیگا مین تیغ سحر مارونگا تو سب رکی دور فریاد کر رہے ہین **بصیر جادو** کو قضا و قدر سے اوتر کر صحرا کی طرف بھاگا جاتے جاتے قریب بتخانہ **سامری** کے پہونچا اور مہنتون کو آواز دی کہ جلد نکلو یہان سے مہنت ڈر کر بھاگے **بصیر** بتخانہ مین داخل ہوا اور گرد حصار سحر کھینچدیا کہ کوئی اندر نہ آسکے اور عہد کیا کہ خداوند **سامری** ہی کی خدمت مین یہ آٹھ روز گذار دونگا جب ساعات بد گذر جائین گے اوس وقت یہان سے نکلونگا اب یہ تو یہان بیٹھا ہے لیکن وہ بیچارے ننگے پھر فریاد کرتے ہوئے قلعہ کیطرف چلے جسوقت قریب قلعہ پہونچے اہل قلعہ نے دیکھا کہا کیا خوب تماشہ ہے ننگون کا ڈبا کھل گیا ہے اودہر تو یہ سب فریاد کر رہے ہین کہ ہماری خبر براے خداوند **الوان تاجدار طوفان بن سرکش جادو** حاکم قلعہ کو قضا و قدر سے کر دو اودہر اہل قلعہ شور کر رہے ہین کہ خبردار ادہر نہ آیا بڑے تم لوگ بیغیرت ہوارے کیا تم سب الکرم سے دیوانے ہوگئے جو اپنی یہ حالت بنائی ہے وہ لوگ کہہ رہے ہین کہ ہمارے ساتھ ایک بلا ہے جسنے ہماری یہ گت بنائی ہے توبہ کرو اودہر ہم پر نہ ہنسو ایسا نہ ہو کہ تم بھی اسی آفت مین مبتلا ہو اہل قلعہ نے گالیان دین کہ تمہین کو یہ حالت مبارک ہو جب تمہارے ساتھ ایسی بلا ہے تو خبردار اس طرف کا قصد نکرنا ورنہ سزا پاؤ گے بادشاہ شکار کو گیا ہے دادرسی تمہاری کون کریگا اب تو یہ سب اور پریشان ہو رہے ہین جانون سے عاجز ہین کہتے ہین دل مین کہ یا خداوند **الوان** ہمنے کون سی خطا کی تھی جسکے عوض مین ہماری یہ حالت کی ہے ہم توبہ کرتے ہین ہمکو اس بلا سے نجات دیجی

اور اس

اور اس آسیب کو ہم سے دفع کیجے کہ کوئی ہمارے سامنے اور قریب آنے کا روادار نہین سب یہ شور و غوغا کرتے ہوئے اور رستا پوچھتے ہوئے جانب صحرا روانہ ہوئے عجب شان ہے کہ جنہین ذرا شرم دامنگیر ہے وہ تو ایک ہاتھ آگے ایک پیچھے رکھے ہوئے بھاگے جاتے ہین اور جو بےغیرت ہین اونہین اسکی بھی پروا نہین عورت مرد بچے بوڑھے سب ایک رنگ مین ہین جنگلیون کیطرح پھر رہے ہین **عمرو ثالث** ابھی تک اس غول کے ساتھ ہین لیکن اب پاس کسی کے کیا رکھا ہے جو لوٹین لیکن یہ سب فریاد کنان پاس **طوفان بن سرکش جادو** کے پہونچے اس نے جو دیکھا کہ برہنہ سیکڑون آدمی چلے آتے ہین یہ بھی گھبرا گیا کہ اس صحرا مین تو ہین پاس کبھی نہین دیکھتے تھے آج یہ فوج کی فوج کہانسے آ گئے پہلے تو اسنے ڈر کر سحر کرنے کا قصد کیا تھا لیکن جب وہ لوگ قریب آئے اور اس نے اپنی رعایا کو پہچانا کہا ارے یہ کیا حال ہوا تمہارا اونہون نے سب سرگذشت بیان کی کہ اسطرح عیار اسلام آیا پہلے **ماہیان خوش تقریر** و **شعلہ افروز جادو** کو مارا اور گنبد مین سے تیلی کو چرایا ہم سب کو ننگا کیا کپڑے اتروا لئے گھر لوٹ لئے ہم فریاد کنان **بصیر جادو** کے پاس پہونچے بصیر نے پوشاکین دینے کا حکم فرمایا لیکن اوس عیار بدکردار نے **بصیر جادو** کو بھی اک چپت رسید کی اور وہ بت جس سے بصیر ہر وقت کی خبر دریافت کرتا تھا چرا لیا بصیر یہ حرکت اوسکی دیکھکر ڈرا اور بھاگ کر تہخانہ سامری مین چھپا ہم لوگ تباہ و برباد یہان تک آ کر پہونچے **طوفان بن سرکش** کبھی تو پریشان ہوتا ہے کبھی بیساختہ ان واقعات کے تصور مین ہنس پڑتا ہے غرضکہ **طوفان جادو** نے سب کو تسکین دی اور اپنے ہمراہ لیکر قلعہ طوفانیہ کی طرف چلا آگے سواری **طوفان** کی ہے پیچھے ننگون کی فوج ہے قلعہ طوفانیہ کو جا رہے ہین راستہ مین دیکھا **طوفان** نے کہ اک لڑکی چودہ پندرہ برس کا سن و سال مگر پری جمال ہے ناک مین اسکی ایک موتی کی نتھ پڑی ہوئی کچھ پتے درخت سے کھینچے ہوئے اون سے اپنا ستر کیے بیٹھی رو رہی ہے **طوفان** کو حالت اسکی دیکھکر ترس آیا اور طبیعت بھی راغب ہوئی اس لئے کہ سینہ پر اس کے جو کچھ اوبھار ہے وہ بالکل پوشیدہ نہین ہو سکتا تو جسم پر نہین پتون سے ستر کئے بیٹھی ہے سینہ کس چیز سے چھپائے **طوفان بن سرکش جادو** نے اپنے خادم **ابلق جادو** سے کہا کہ تو چپکے سے اسکو صندوق سحر مین بند کر کے ساتھ لے **ابلق جادو** نے قریب جا کر اس کو صندوق سحر مین بند کیا اور خیمہ مین پہونچا دیا **طوفان بن سرکش** نے شہر مین آ کر سب کو اطمینان دلایا پوشاکین تقسیم کرائین پورے پورے سامان دے دئے کہ اس وقت تو یہ تو پہن ستر کر لو گھرون پر جا کر کپڑے سلوا لینا یہ سب دعائین دیتے ہوئے رخصت ہوئے لیکن **طوفان بن سرکش** اپنے خیمہ مین آیا اس کا قاعدہ یہ ہے اکثر سیر و شکار مین مصروف رہتا ہے مکان کے رہنے سے خیمہ کے رہنے کو زیادہ پسند کرتا ہے صحرائیت پر اسکی رغبت ہے جس وقت شام ہوئی اور یہ بستر خواب پر جا لیٹا اسی عورت کا خیال آیا نیت تو اسکی بد ہو ہی چکی تھی **ابلق جادو** سے کہا کہ وہ صندوق کہان ہے

ابلق جادو نے صندوق حاضر کیا طوفان بن سرکش جادو نے صندوق کھولکر اوس نازنین کو نکالا جس وقت نظر نازنین کی طوفان بن سرکش جادو پر پڑی اوس نے عجب غمزہ سے کلمہ شکایت زبان پر جاری کیا کہ واہ صاحب یہ بھی کوئی بات ہے کہ اجتک مین برہنہ ہون تمام زمانے کو آپنے پوشاکین تقسیم کین اور مجھے کچھ ندیا اس مہربانی سے تو آپ کی نامہربانی ہی بہتر تھی بقول داغ شعر

خوشنوائی نے رکھا ہمکو اسیر صیاد
ہم سے اچھے رہے صدقے مین اوڑنیوالے

وہان اوس نے خوشنوائی کہا ہے مجھے بھی خوش جمالی کہنا چاہیئے حالانکہ مین تو اپنے نزدیک کوئی خوبصورتون مین نہین ہون اور ناک نقشہ رنگ روپ کچھ نہین ہے اور برا ہو اوس موئے عیار کا کہ جس نے لباس کی زینت بھی دور کرادی ہان یہ اور بات ہے کہ آپ کے چشم توجہ ہوئی اب مین بھی اپنے حسینون مین شمار کرنے لگون تو بیجا نہین مثل مشہور ہے کہ جسے پی چاہے وہی سہاگن جس کا کوئی چاہنے والا پیدا ہو جائے وہ ہزار حسینون کی حسین ہے طوفان اسکی باتون پر پسیج گیا کہا اے جان جہان واے آرام دل مشتاقان خفا نہو بیشک مجھے خیال نہین رہا اور زیادہ تر سبب اوسکا یہ تھا کہ تمکو مین نے مخفی کردیا تھا اب لباس کی کیا ضرورت لباس اک ایسی شے ہے جس سے جسم کو پوشیدہ کرتے ہین کیون گھبراتی ہو بھاری بھاری جوڑے تمہارے واسطے بنے ہین کہ سونے مین زرد اور موتیون مین سفید کردونگا مین اسوقت کوہ قضا و قدر اور نیز انہ ساری جبرک مقامات کا حاکم ہون گو اور سلطنتین مری سلطنت سے بڑی ہون یہ زر و جواہر جتنے جوان بتون کے بدولت میرے خزانہ مین ہے دنیا بھر مین جس سامری پرست کو کوئی عمدہ شے دستیاب ہوتے ہے یہان لاکر چڑہا دیتا ہے اور وہ شے ما بدولت کے قبضہ مین آجاتی ہے لیکن اے جان جہان اسوقت تو تم اسی طرح اچھی معلوم ہوتی ہو لباس کی خوبصورتی جسم کی اصلی حسن سے بہتر نہین ہے نازنین جھپی جاتی ہے اور کہتی ہے کہ نا صاحب الگ ہٹ کر بیٹھو دیکھو میرا کورا بند ابھی کہین چھو نہ لینا ابھی میری شادی تک نہین ہوئی ہے طوفان نے کہا کہ ہم اپنے ساتھ تمہاری شادی کرینگے تم کوہ قضا و قدر مین شہنشاہ بیگم کہلاؤگی نازنین کہتی ہے کہ مجھے یہ باتین اچھی نہین معلوم ہوتی ہین باتین تو سب کچھ ہین اور ابتک کوئی چادر بھی نہ دی کہ مین لپیٹ لیتی مردون کی جلسازی مین بہت کچھ جلی ہون کہ ہر فقرہ سے اپنا مطلب کرلیتے ہین اور پھر پوچھتے بھی نہین ہین طوفان بن سرکش نے دیکھا کہ یہ بدمزاج ہوتی ہے اسیوقت سیلا سر کا کھولکر اسکو دیا کہ اسکو ساری کی طرح باندہ لو عوض اسکا بڑا ہے صبح کو جسقدر کہو کی پوشاکین بنجائینگی نازنین نے کہا تم اپنا منہ اوس طرف پھیر لو طوفان نے منہ پھیرا نازنین نے ساری باندہی اب جو طوفان نے دیکھا تو اور ہی جوبن ہین اتنے مین ابلق جادو نے آواز دی کہ حضور مین حاضر ہون طوفان بن سرکش نے کہا کیا کام ہے اوسنے عرض کی کہ نامہ بصیر جادو کا ہے ضروری ہے اسکو ملاحظہ کر لیجئے طوفان نے نامہ ابلق جادو سے لیا اور ابلق جادو کو رخصت کردیا نازنین نے کہا کہ نامہ کس کا ہے طوفان بن سرکش نے کہا کہ بصیر جادو جسکی تلاش مین عیار اہل اسلام آیا تھا جسنے تم سب کی یہ

حالت کی ہو نازنین نے کہا کہ اسمین کیا لکھا ہے طوفان بن سرکش نے کہا او سنو لکھا ہے اب مجھسے آٹھ روز تلک ملاقات نہو گی نہ مجھسے ملنے کا قصد کیجیگا اگر کوئی اشد ضرورت ہو تو قریب بتخانہ کے آکر مجھکو آگاہ کر دیجیگا اور مقام معین ہو کر ملاقات ہو جایا کریگی کل صبح بت اسود مین طوفان اک امر ضروری بیان کرنا ہے مجھسے آکر ضرور مل لیجیگا نازنین نے کہا تم جھوٹ کہتے ہو یہ کسی آشنا کا تمہارے رقعہ ہو گا یہ خدا ان مردوں کو غارت کرے بھائی بس اپنے مطلب بھر کے آشنا ہوتے ہین ابھی یہ حالت ہے تو آگے کو خبر کیا ہونا ہے طوفان بن سرکش اسکی رکھائیون پر مرا جاتا ہے کہتا ہے کہ قسم ہے خداوندا لقان کی کہ مین سچ کہتا ہون اب نازنین خاموش ہو رہی طوفان بن سرکش جادو نے کشتی پر سے تختی پوشش ہٹا دیکھا جام صراحی موجود ہے بادہ گلرنگ شیشون مین بھرا ہوا ہے یہ سامان اسکے خیمہ مین موجود رہتا ہے کیونکہ یہ عادی شراب کا بہت ہے بس اسنے ایک جام بھر کر آپ پیا اور دوسرا نازنین کو دیا نازنین نے منہ سے لگاتے ہی ہٹا دیا اور کہا کہ کیا شراب تم پیتے ہو کیا بدبو آتی ہے اسمین طوفان نے کہا کہ مجھسے بہتر شراب کون پی سکتا ہے اسلئے کہ دولت کی کمی نہین اور شوق شراب کا عمدہ سے عمدہ شراب میرے یہان موجود ہے جو بری سے بری شراب ہے وہ بھی عمدہ ہے نہ کہ یہ تو اول درجہ کی شراب کا جام ہے نازنین نے کہا اچھا تو پیکر دیکھو نہ لو ہاتھ کنگن کو آرسی کیا ہے طوفان نے جام ہاتھ مین لیکر پی لیا اور کہا کہ کیسے خوشگوار شراب اوسکو بدبو بتلاتی ہے معلوم ہوتا ہے اسنے کبھی پی نہین ہے لیکن شراب پیتے ہی درد سر معلوم ہوا کیونکہ جام ہاتھ مین نازنین کے پہونچتے ہی ایک سرکاری مل گیا تھا طوفان گھبرا کر اوٹھا کہ دو جام جو برابر پی لئے تو گرمی معلوم ہونے لگی اوٹھنے لگا کہ ہوا لگے بیہوشی نے طمانچہ مارا چھینک آتے ہی دہم سے گرا بس اسکا گرنا تھا کہ نازنین جھک کر اپنی جگہ سے اوٹھی اور منتم خضران بن عمرو کا نعرہ کرکے مشکین طوفان کی باندھین اور زبان کنجکی سوزن کر دیا اور اوٹھا کر زنبیل مین ڈال لیا اور آب رنگ و روغن عیاری باطمینان تمام لگا کر صورت اپنی طوفان جادو کی ایسی بنائی اور وقت کے منتظر رہی جب دیکھا کہ صبح قریب ہے ابلق جادو کو پکارا ابلق حاضر ہوا بس طوفان نقلی ابلق کے ہمراہ خیمہ سے نکلکر چلے چونکہ اس مقام کے ہر ہر گوشہ سے بخوبی آگاہ ہو چکی تھین تنگیون کی ساتھ خوب پھرے ہین مقام بت اسود کا بھی انکو معلوم تھا کہ اک درخت پیپل کے نیچے نصب ہے جاتے جاتے قریب بت کے پہونچے اندر سے بت کے سلام کی آواز آئی طوفان نقلی نے جواب سلام دیا اور پوچھا کہ کس واسطے مجھکو طلب کیا ہے بلصیر جادو نے کہا کہ آپکو معلوم تو ہوا ہو گا کہ وہ عیار مکار جسکے خوف سے مین نے دودر بند قائم کرائے تھے اور خود یہان آکر بحفاظت تمام چھپا تھا اوسنے وہ سارا انتظام بگاڑ دیا یہان تک کہ وہ بت جس سے مین حال موجود دریافت کر لیا کرتا تھا وہ بھی اوسنے چرا لیا اور ابھی آٹھ روز اور باقی ہین اور وہ عیار یہان موجود ہے لہذا یہ پھول گلاب کا مین آپکو دیتا ہون اسے لیجا کر فلان اسم سحر جو آپکے ورد مین ہے طوفان نقلی نے کہا ہان کچھ مین سمجھ گیا کہا بس اوسے کو سات مرتبہ پڑھکر منتر زبان اصلی پکار دیجئے گا کہ ہر پنکھڑی اک درخت گلاب بنکر تیار ہو جائیگی لیکن یہ عمل اوس چوراہہ پر کیجیے گا جہان سے ایک راستہ آپکے قلعہ کو اور دوسرا بتخانہ سامری کو گیا ہے طوفان نے پوچھا

طوفان نے پوچہا پر اس سے کیا فائدہ ہوگا نصیر جادو نے کہا کہ اگر وہ عیار مکار اسطرف آئیگا اور خوشبو گلاب کی اوسکے دماغ تک پہونچ جائیگی بس دیوانہ ہو جائیگا اور اب آٹھ روز مجھسے ملاقات نہوگی یہ کہکر نصیر جادو نے وہان بت سے ہاتھ بڑہا کر پہول دیا طوفان نقلی نے پہول لے لیا اور کہا کہ تمنے اپنی حفاظت تو کرلی یہ گل حیات میرا ابھی لیتے جاؤ اور اسکو بحفاظت تمام رکھنا نصیر نے کہا کہ اچھا وہان بت مین طوفان نے اک دوسرا پہول موتیئے کا جیب سے نکالکر وہان بت مین ڈالدیا فوراً چھینک مارنے کی آواز پیدا ہوئی طوفان نے دوڑ کر لات ماری کہ بت گرا دیکھا تو نصیر جادو بیہوش پڑا ہے آواز دی کہ حرامزادے بہت پریشان کیا تھا تو نے پہلوی ابلق جادو نے آواز دی کہ ای بادشاہ یہ کیا حرکت ہے پلٹ کر کہا کہ تجھکو کیا دخل سنے اور حباب بیہوشی مار کہ ابلق جادو بھی بیہوش ہوکر گرا اتو انہون نے نعرہ کیا کہ منم شاہ عیاران عیار سبک طرار خنجر گذار ریش تراشندہ کافران و سر برندہ جادوگران یعنے عمرو ثالث اور جلدی سے زبانین دونون کی کہینچ کہینچ کر نکالا سوزن کرکے زنبیل مین ڈال لیا اور وہان سے سامنے درخت تھا اوس درخت کے نیچے آئے اور اپنی ہیئت اصلی بنائی اور پہلے طوفان کو زنبیل سے نکالکر درخت سے باندہا اور ہوشیار کیا فرمایا ای طوفان نہین پہچانا تو نے مجھکو منم خضران بن عمرو کیا کہتا ہے شناخت پروردگار عالم مین دیکہا تو نے وہ کیسا قادر مطلق ہے اک ضعیف الجثہ بے دست و پا مجہ ایسے گنہگار کو اوسنے اپنی مدد سے اس درجہ کو پہونچایا کہ اس وقت تجہسا ساحر میرے قابو مین ہے اگر اون کے خداوندی برحق بہی تو بچا دیگا تجکو طوفان دل مین قائل ہوا اور اشارہ سے قلم دوات طلب کیا خضران نے قلم دوات جیب سے نکالکر پیش کیا اور کہا کہ لکہہ کیا لکہتا ہے طوفان بن سرکش نے لکہا کہ واقعی مین دین اوسکا برحق ہے مین مطیع اسلام ہوتا ہون اور مجہسے آپکو بہت مدد ملی کی خضران نے بسم اللہ کہکر نکلا زبان سے طوفان کی کہینچ لیا طوفان خاف کی تمام قید حل گیا اب خضران نے کہا کہ نصیر جادو اور ابلق جادو بھی میرے پاس مین طوفان بن سرکش جادو نے کہا کہ نصیر کو تو رہنے دیجئے مگر ابلق جادو کو نکال لیجئے خضران نے ابلق جادو کو زنبیل سے نکالکر ہوشیار کیا اور نکلا زبان سے کہینچ لیا طوفان نے آواز دی کہ اے ابلق مطیع اسلام ہوا تو کیا کہتا ہے ابلق جادو نے کہا جب آپنے اطاعت اسلام اختیار کی تو مجہے کیا عذر ہوسکتا ہے اب طوفان نے خواجہ ثالث سے کہا کہ دو چار روز اپنی قلعہ مین رہیے خضران نے کہا اے طوفان مین ایک دم یہان نہین ٹہر سکتا اسلئے کہ کیا تجہے نہین معلوم کہ وہان تمام لشکر اندہا ہے اور کفار کا یورش ہے اندہے انکہون والون سے کیونکر لڑسکینگے طوفان نے کہا بہتر ہے مین آپکو ابہی اسطرح لئے چلتا ہون کہ اگر آپ یون جانے دس روز مین تو اب پہر مین پہونچ جائیگا خضران نے کہا اے طوفان اگر ایسا ہے تو دیر نکر اسواسطے کہ اب مفارقت شہزادہ بدیع الملک کی مہر شاق ہے طوفان بن سرکش نے اوسی وقت تخت سحر اپنا طلب کیا اور چند ساحر اپنے ہمراہ لیکر خضران کو تخت پر بٹہا لیا اور جانب بیابان تقطاق روانہ ہوا وہان صاحبقران

عالیشان نے خواجہ زادگان ثالث کو طلب کیا اور فرمایا کہ آج وہ روز ہے جسکو بقول آپ لوگوں کے روز صحبت کہنا چاہئے خواجہ زادوں نے عرض کی کہ انشاء اللہ مہتر مہتران خواجہ خضران آتے ہونگے اب دربار میں سب لوگ جمع ہیں انتظار خواجہ خضران کا ہے نگاہیں سبکی جانب در ہیں اور کان اوس مژدہ جانبخش کے مشتاق ہیں کہ یکایک جانب آسمان سے ابر نمایاں ہوا کہ وہ ابر مثل قوس قزح کے دم بدم رنگ بدلتا تھا اور بارش مروارید کی ہوتی ہوئی لشکر صاحبقران کیطرف آتا تھا یہ رنگ دیکھکر بہرام عاد کہ اوسوقت کا گشت اوسی کے حوالہ تھا دوڑا ہوا خدمت صاحبقران میں آیا اور عرض کی کہ آمد ساحروں کی معلوم ہوتی ہے ایک بڑا ابر اوٹھا ہے اسی طرف بڑھتا چلا آتا ہے فتح عاد نے بھی عرض کی کہ حضور اقبال آپکا یاور ہو مگر ہم لوگ ساحروں سے نہیں لڑ سکتے اب ہم حفاظت کے ذمہ دار نہیں ہیں یہہ ساحر طلسم نہ طاق کے ہیں انہیں جو ادنے ہیں وہ بھی اعلے ساحروں سے بہتر ہیں تمام ساحران عالم میں کوئی ایسا نہیں ہے جو ساحران طلسم نہ طاق سے سامنا کر سکے صاحبقران نے فرمایا کہ حفاظت کرنے والا وہی پروردگار عالم ہے جسنے آجتک ہر بلا سے بچایا ہے وہی آئندہ بھی بچائیگا دیکھو تو کون آتا ہے یہہ سروران بینا مثل رستم خان بن گنجاب و قفل بن کیا ہوز خون آشام و موت بن سارق و مظفر بن ضیغم خون آشام و ورقائے زنجیرہ خوار و قارن بلندکمان وغیرہ سب اوٹھ کھڑے ہوئے اور بیرون بارگاہ آکر تماشا ابر کا مشاہدہ کرنے لگے دیکھا کہ آتے آتے وہ ابر شق ہوا اور ایک تخت بالائے ہوا اوڑتا ہوا نظر آیا پشت پر چند ساحر مرکبان سحر پر سوار جھولیاں بڑی ہوئی نمودار ہوئے لیکن وہ تخت لشکر اسلام کیطرف بالائے آسمان سے جانب زمین اوترنا شروع ہوا جب تھوڑا فاصلہ باقی رہگیا تو سروران اسلام نے خضران بن عمر کو پہچانا اور دیکھا کہ پہلو میں اسکے اک شخص جلیل القدر بلکہ ساحر وضع بیٹھا ہے چہرہ سے اوسکے رعب و جلالت ظاہر ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ کہیں کا حاکم ہے لیکن صورت خواجہ ثالث کے جو سرداروں نے دیکھی ذکر تو آہی چکا تھا کہ آج عجب نہیں ہے جو خواجہ آئیں اور امیر با توقیر کو انتظار تھا سب انہیں کے چشم براہ و گوش بر آواز تھے شور مچ گیا کہ خواجہ آگئے یہہ سنتے ہی لوگ برائے استقبال دوڑ پڑے قریب تھا کہ خود صاحبقران بارگاہ سے نکل آئیں مگر اپنے مرتبہ کا لحاظ کرکے بیٹھے رہے اور کہا کہ اے دل نہ گبھر اسیطرح اتنا زمانہ فرقت میں اوس ہمدرد جان نثار کے گزارا تھوڑا سا اور توقف کر کہ وقت وصل یار آپہونچا ہے لیکن سردار پیشوائی کو آگے بڑھے اور سرداران نو مسلم یعنی کمہیر عاد جالوس عاد سالوس عاد صمصام عاد و مقام عاد کہ یہ لوگ ابھی عزت و توقیر خضران سے آگاہ نہیں صرف اتنا سمجھتے تھے کہ صاحبقران کا عیار ہے اور عیاروں پر اسکو فضیلت ضرور ہے یہہ نہ معلوم تھا کہ صاحبقران بھائی فرماتے ہیں اور اتنے بڑے بڑے سردار انکے پیشوائی کو جائینگے پہلے تو خیال تھا کہ جب وہ یہاں آئینگے تو ہم بھی دیکھ لینگے لیکن جسوقت دیکھا کہ سرداران نامی و گرامی برائے استقبال چلے ہیں تو یہ لوگ بھی ساتھ ہوگئے وہاں تخت خضران کا زمین پر اوترا اور خضران بن عمر تخت سے اوترے اور وہ شخص جو ہمراہ تھا اوسے بھی ساتھ لیا طرف بارگاہ سلیمانی کے چلے سرداروں نے بڑھ بڑھ کر خواجہ سے مصافحہ کیا طوفان

بن سرکش دل مین کہتا ہے کہ بڑی عزت کرتے ہین صاحبقران اپنے عیار کی لیکن
خضران بن عمرو طوفان بن سرکش جادو کو اپنے ہمراہ لیے ہوئے داخل بارگاہ ہوئی
سرداران نامدار علاوہ بادشاہ اسلام و صاحبقران کے خواجہ ثالث کی تعظیم کو اوٹھے
صاحبقران نے فرمایا کہ بھائی بیراجی جانتا ہے کہ کسطرح مسافت راہ اوٹھاتے ہوئے آئے ہو
اوسیطرح گرد آلودہ مجھسے بغلگیر ہو خضران نے پہلے ادب کے ساتھ بادشاہ اسلام کو سلام کیا
بعد اسکے صاحبقران کی خدمت مین تسلیم بجالا کر قدمون سے لپٹے صاحبقران نے سر
سینہ سے لگایا اور اشک جاری ہوئے خضران بھی رونیلگا اور عرض کی کہ اے شہریار
با اقبال ہنگام مسرت آگیا اب نہ گریہ فرمائے غلام آپکا بصیر جادو کو پکڑ لایا اور اب طلب کیجیے اون
کو جو سحر سے اسکے اندھے ہوگئی ہین تاکہ آنکھین سب کی روشن ہون امیر ثالث نے فرمایا کہ اے
خضران پہلے حجت تمام کر لینا چاہیے شاید دعوت اسلام وہ قبول کرے طوفان بن سرکش
نے عرض کی کہ حضور ایسا نکرین اسواسطے کہ اگر اسنے دعوت اسلام قبول کر لی تو آپ تمام
عمر بینا نہین ہوسکتے صاحبقران نے پوچھا یہ کون صاحب ہین یہ تو کوئی نئی آواز سنائی دی
خضران نے سب حال طوفان بن سرکش جادو کے مطیع اسلام ہونیکا بیان کیا
امیر بہت خوش ہوئے اور فرمایا اے طوفان قسم ہے خدائے بزرگ کی کہ جسنے مجھکو تمکو
دونونکو بلکہ تمام عالم کو پیدا کیا ہے کہ اگر بصیر جادو نے مسلمان ہونا منظور کیا تو مجھے تمام عمر
اندھا رہنا بچشم و دل منظور ہے طوفان آپکی ثابت قدمی پر وجد کر گیا لیکن دل مین کہتا ہے
کہ خداوند ملعون بصیر جادو مسلمان نہو ورنہ ایک کے مسلمان ہونے سے صدہا مسلمانونکی
جان جائیگی اور ایسے تیرے خاص بندے کہ کسی وقت مین تجھے نہین بھولتے خضران بھی دل مین
کہتا ہے کہ اگر اس ملعون نے نہ مانا تو غضب ہو جائیگا لیکن حکم صاحبقران سے مجبوری تھی بصیر جادو کو زنبیل
سے نکالا اور رقعہ بیہوشی دیکر ہوشیار کیا آنکھ جو اسکی کھلی اپنے کو اسیر پا کر سمجھا کہ دن برے ہین
خواب بھی نہین اچھے دکھائی دیتے آنکھین بند کر لین خضران نے آواز دی کہ یہ خواب
نہین ہے اب ذرا چونک کہ نصیبا تیرا سویا چاہتا ہے مین ہون ملک الموت تیرے جان کا
یعنی خضران بن عمرو ملعون تو نے نسبت پریشان کیا تھا لیکن مینے تجھکو گرفتار کیا کہتا ہے
شناخت پروردگار عالم کے بارےمین طوفان بن سرکش نے آواز دی کہ آپ بیٹھا ہو جتنے
مین یہ خاص بندے ہین خداوند الوان کے اگر آپ مار ڈالیئگا روح انکی فریاد
کرتی ہوئی جائیگی وہ دوسرے پیکر مین اوس روح کو اوتارینگے اور اس سے زیادہ
مرتبہ انکا ہوگا یہ چولا پرانا ہو گیا ہے اب نیا ملیگا یہ ہم ایسے کچے نہین ہین کہ ڈر کر مسلمان
ہوجائین انکا خداوند گویا ہے جو چاہتے ہین کہتے ہین جو چاہتے ہین سن لیتے ہین ہر بات کا
جواب حسب دلخواہ ملتا ہے گناہ اوسیوقت عفو ہو جاتے ہین قصاص وہان سے ہی نہین
بصیر جادو نے دل مین کہا کہ یہ گو خدا پرست ہوگیا ہے مگر باتین راستی کی کرتا ہے کہا کہ ہزار
جانین ہون تو نام پہ خداوند الوان کے نثار ہین صاحبقران طوفان کیطرف دیکھکر مسکرائے کہ مین تمہارے
مطلب اور اشارہ سمجھتا ہون آپ آئین اسلام سے ابھی اچھی طرح واقف نہین ہوئے ہو یہ بھی ناجائز ہے کہ کسیکو بہکادے
اور راہ پر نہ آنے دے فرض یہ ہے کہ ہر طرح سمجھائے جب کسی طرح نہ مانے تو مجبوراً قتل کرے نہ کہ

قتل ہونے کے واسطے اور آپ کسی مطلب کے واسطے بگاڑ دے کہ وہ راہ پر آتا بھی ہو تو نہ آوے اسلئے بعد تھا مخاطب ہوئے بصیر جادو کی طرف اور فرمایا کہ اے بصیر جادو تیری ترقی تمام ہو چکی جتنے استدراج ہونے کے تھے ہر چند کہ وہ ایسے تھے کہ جو ہمارے لشکر سے نہ اوٹھ سکتے کیونکہ تو ساحر ہے اور ہم نام سحر سنتے ہیں یہ بھی نہیں جانتے کہ سحر کسے کہتے ہیں مگر یہ اوسی حافظ حقیقی و قادر مطلق کا فضل تھا کہ جسکی مدد سے صاحبقران نے تیرا آب و آتش کو سرد کیا اور ماہیان خوش تقریر و شعلہ افروز جادو کو مار کر تجھکو گرفتار کیا اب تجھے پروردگار عالم کو پہچاننا چاہئے اور الوان پر ہزار ہزار لعنت کرنا چاہئے کہ وہ کافر سب کو گمراہ کئے ہوئے ہے قسم کھاتا ہوں میں اوسی خدائے برحق کی جسنے مجھے پیدا کیا کہ اس مرتبہ پر پہنچایا اور تجھکو ذلیل و خوار کر کے دکھایا کہ اب بھی تو اس دین برحق کیطرف مائل ہو اور الوان سے دست بردار ہو تو میں تجھے ہرگز نہ قتل کروں اور آپ تا حیات اندھا رہنا مع لشکر گوارا کرونگا چاہے اسی حالت میں قتل ہو جاؤں اس تقریر سے صاحبقران کی طوفان کا دل بھر آیا اور کہنے لگا کہ ایسے بھی باخدا ہوتے ہیں لیکن دل بصیر جادو کا ایسا سیاہ و سخت تھا کہ نرم نہ ہوا اور زنگ کفر نہ مٹا اور جواب لکھا اسنے کہ اگر آپ اپنے مذہب میں قوی الاعتقاد ہیں اور ثابت قدمی ظاہر کرتے ہیں تو میں بھی اپنے ایمان پر سے جان نثار کرنیکو موجود ہوں آپ شوق سے مجکو قتل کیجئے اگر میرے خداوند میں کچھ قدرت ہے تو وہ پھر مجھے زندہ کریگا بس یہ سنکر صاحبقران برہم ہو گئے اور صاحبقران نے فرمایا کہ یہی واجب القتل ہوا پہلے شرکت نفس اپنے تو ہمیں شامل رہتے طوفان تو خوش ہوا کہ اگر یہ ملعون کچھ بھی مسلمان ہو جاتا تو امیر با توقیر اسکو چھوڑ دیتے مگر شکر ہے خدا کا کہ اس ملعون نے بہانہ بھی نہ کیا صاحبقران بھی دل میں شکر کرتا ہوا بصیر کو لیکر بیرون بارگاہ آیا لیکن ساتھ ہی طوفان جادو نے کہا اے خواجہ ابھی اسکو قتل نہ کرنا پہلے آنکھیں اسکی نکال لو اسکے بعد قتل کرو ورنہ کوئی قیامت تک بینا نہوسکیگا خواجہ نے کہا کہ خوب یاد دلایا تمنے مجھے خواب میں والد ماجد بھی سمجھا گئے تھے لیکن میں اسوقت عجلت میں بھول گیا تھا خواب میرا سچ تھا یہ کہکر بیرون بارگاہ آکر آنکھیں نکال لیں اور جلاد کے حوالے کیا جلاد نے ایک ہاتھ گردن پر مارا کہ سر بصیر جادو کا کٹ گیا بس مرنا تھا اسکا کہ ایک آندھی چلی زمین کو زلزلہ پیدا ہوا خاک اوڑنے لگی برف باری آتش باری دیر تک رہی جسوقت لاشہ پھڑک کر سرد ہوا اور روح نجس بصیر کی وادی البرہوت کے روانہ ہوئی اور علامات سحر برطرف ہوئے پر خاک اوڑا کر یہ کہتے ہوئے روانہ ہوے کہ مارا جوان کشتی یعنی نام من بصیر جادو بود حیف مردیم و جان دادیم و بمطلب خود نرسیدیم اب لاش تو اسکی اوٹھوا کر قریلے پر پھنکوا دے اور آنکھیں لا کر نذر صاحبقران کیں اور عرض کی کہ اب طلب فرمائیے اون لوگون کو جو سحر سے نابینا ہو گئے ہیں اگر اس وقت کوئی شخص موجود نہوگا تو پھر وہ قیامت تک نابینا رہیگا صاحبقران نے فرمایا کہ بلاؤ اون لوگون کو جس وقت یہ خبر مشتہر ہوئی کہ جنکو آنکھیں اپنی روشن کرنا ہوں وہ آوے اگر اس وقت نہ آئیگا تو پھر قیامت تک پچھتائیگا یہ مژدہ سنتے ہی یہ حالت ہوئی کہ جو جس حال میں تھا اوٹھ کھڑا ہوا ٹٹولتا ہوا راستہ بارگاہ صاحبقرانی کا پوچھتا ہوا روانہ ہوا جو سردار تھے اون کو تو لوگ ہاتھ پکڑ کر لے آئے لیکن بیچارے غریبوں کو کون پوچھتا ہے انکا فریادرس تو وہی پروردگار عالم ہے لیکن بیچارے لڑکھڑاتے گرتے پڑتے کوئی خیمہ کی طناب میں اولجھکر گرا کوئی کسیکے

گھوڑے پر جا پڑا ایک غدر سا ہو گیا کہ جلدی ہو لیکن وہاں بارگاہ سے دنگل کرسیاں وغیرہ سب ہٹوا دی گئیں سوا دو کرسیوں کے کہ جنپر بادشاہ اسلام اور صاحبقران عالیمقام متمکن ہوئے بسبب تنگی جا کے زمین کا فرش کر دیا گیا سرداران بینا اس انتظام پر معین ہوئے کہ جا کر سرداروں کو لائیں اور حلقہ باندہ کر بٹھائیں ہر چند کہ بارگاہ بہت وسیع ہے لیکن اتنے دنگل کرسیاں کہاں سے آئیں کہ تمام لشکر کو دی جائیں اور اس سامان کے ساتھ لشکر بارگاہ میں جمع ہو غرضکہ سردار آنے لگے کوئی تو شہنشاہ گوہر کلاہ کو لئے چلا آتا ہے اور کوئی آصف انجم طلعت کو کوئی اشد ثانی کو کوئی داراب کشور کشا کو کوئی تورج یزدان پرست کو کہاں تک نام لئے جائیں سب سرداران لشکر اسلام کو لاکر حلقہ باندہ کر بٹھایا جب سب آگئے صاحبقران با اقبال سے عرض کی کہ سردار لشکر جمع ہو گئے ہیں امیر ثالث نے فرمایا کہ اہل لشکر کو بھی تو لاؤ وہ بندگان خدا انہیں پر جب تک سب نہ جمع ہو لیں اوس وقت تک بیٹھے حجت نہ کرنا اب لوگ جا جا کر اہل لشکر کو لانے لگے جو لوگ راستہ میں گر پڑے تھے کسی کا ہاتھ ٹوٹ گیا تھا کسی کا پاؤں چھل گیا تھا کسی کے سر میں چوٹ آئی تھی یا تو وہ لوگ کرہتے تھے کہ غریبوں کو کون پوچھتا ہے امیروں کے سب خبر لیتے ہیں اب جو لوگ آکر ہاتھ پکڑ پکڑ کے لے چلے کہ صاحبقران یاد فرماتے ہیں سب دعائیں دینے لگے کہ خدا ایسے سردار کو برقرار رکھے جسے ہمارا خیال بھی مثل اپنے ہے کیوں نہ ایسے تھے جب خدا نے اس رتبہ عالی کو پہونچایا ابھی ہمارا شمار ہوتے تو ذرا سی عزت میں پھول جاتے سب کو بھول جاتے غرضکہ ہزاروں دعائیں دیتے ہوئے تعریفیں کرتے ہوئے چلے یہاں تک کہ سب آکر بارگاہ میں جمع ہوئے پھر امیر با توقیر سے سب نے عرض کی کہ اب اہل لشکر بھی آگئے کوئی باقی نہیں ہے فرمایا پھر تلاش کر لو ایسا نہو کوئی رہ جائے تو اوس سے آنکھ بھی ہو نگاہ نہ چار ہو سکے حسب تاکید عیاران اسلام گئے اور جا کر ایک ایک گوشہ تلاش کیا اور آکر عرض کی کہ حضور ایک ایک خیمہ ایک ایک راوٹی ہر گوشہ دیکھ لیا ہے اب کوئی اندھا وہاں نہیں ہے ادہر طوفان نے عرض کی کہ اب دیر نفرمایئے تھوڑی ساعتیں اور باقی ہیں اگر یہ بھی گذر جائینگی تو پھر کچھ نہو سکیگا صاحبقران نے فرمایا کہ میری غرض یہ تھی کہ کوئی باقی نرہے اب اختیار ہے اپنا عمل کرو تاکہ آنکھیں روشن ہوں اے طوفان تجھے تو تجھکو دکھانا میں بھی تو تمہیں دیکھوں اور اتنے روز گذرے اس غدر کی ابھٹ نہ تھی جو اس وقت ہے امید بھی کیا چیز ہوتی ہے طوفان نے عرض کی کہ ابھی ایک بات اور باقی ہے وہ یہ کہ جو لوگ صاحب بصیرت ہیں اونکو دہواں ان آنکھوں کا مضر ہے اگر چشم نابینا اس دہوئیں سے روشن ہوگی تو چشم بینا کور ہو جائیگی اور پھر تا قیام قیامت روشن نہو سکیگی حضرات ابن عمرو نے کہا کہ اے طوفان یہ بھی خوش نصیبی ہے ہماری کہ تم مطیع اسلام ہوئے ورنہ یہ بات ہمیں بھی نہ معلوم تھی امیر تو آج بے بینا ہو جاتے اور ہم ابد لاباد کے واسطے اندھے ہو جاتے حضرات نے کہا کہ خواجہ میر عمر خداوند ساحران الوان جادو کا ہے اوسی نے اس کو بنا کیا تھا ورنہ بصیر جادو کی یہ لیاقت نہتی کہ سحر در سحر ترکیب دے سکے یہ دہواں کے پردہ ہو گا

اکوان ہی کا کام ہے جب تو وہ خداوند بنا بیٹھا ہے خضران نے کہا کہ پھر غور کون کریگا طوفان نے عرض کی کہ یہہ کام میرا ہے اب آپ اون لوگون کو لیکر یہان سے چلے جایئے جنکی آنکھین روشن ہین خضران نے قیصر عاد و رستم خان و موت بن شاریق و فضل بن گیاہو اسی طرح تمام سردارون کو اپنے ہمراہ لیا اور صحرا کی جانب چلے گئے بطور ہوا کے رخ سے بجگر منہ لشکر صاحبقران کی طرف سے وہان طوفان بن سرکش جادو سے صاحبقران نے فرمایا کہ ہمارے آنکھین تو نہ جاتی رہینگے طوفان نے عرض کی کہ جی نہین مین رد سحر اس بخور کا جانتا ہون اسلئے مالک کوہ قضا و قدر و بتخانہ سامری ہون اگر میری آنکھین ضرریاب ہی ہوتین تو مین آنکھون سے یہہ خدمت بجالاتا چشم پوشی نہ کرتا حق تعالے انکو چشم زخم سے محفوظ رکھے یہہ کہکر پہلے اسم سحر دم کرکے کاجل پارا اور وہ اپنے آنکھون مین لگایا بعد اوسکے آنکھون کو بصیر جادو ریزہ ریزہ کرکے بت سے بخور مین ملایا کہ جو تمام لشکر کو کافی ہوجائے صاحبقران سے عرض کی کہ اب حضور خاموش ہوکر بیٹھین مین بخور کرتا ہون صاحبقران نے فرمایا کہ پہلے بادشاہ کی آنکھین روشن کرو کہ وہ چشم و چراغ دین اسلام ہین بادشاہ نے فرمایا کہ نہین پہلے صاحبقران کی آنکھین روشن کرو چشم ما روشن دل ما شاد مجھے اپنی فکر نہین ہے کیونکہ ہم اندہون کے لاٹھی بھی ہین طوفان نے عرض کی کہ آپ دونون صاحب برابر ہی تو تشریف رکھتے ہین مین ساتھ ہی آنکھین روشن کرتا ہون یہہ کہکر طوفان نے وہ بخور جسمین ریزہ ہائے چشم بصیر جادو شامل تے منقل پر ڈالے کوگل لوبان صندل وغیرہ یہہ سب چیزین جلین اور دہوان اونکا آنکھون مین بادشاہ اسلام اور صاحبقران عالیمقام کے لگا کہ آنکھو سے چند قطرے ٹپکے اور یہہ معلوم ہوا کہ اک چادر سیاہ آنکھون پر سے ہٹ گئی اور روشنی ہوگئی طوفان نے سلام کیا بادشاہ و صاحبقران نے دعا دی اور نظر کی اپنے لشکر دلیران لشکر پر سب کی حالت پر آنکھون سے آنسو جاری ہوئے اور اپنی حالت کو تصور کیا لیکن طوفان نے اب چار چار اور آٹھ آٹھ سردارون کو برابر سے بخور دینا شروع کیا جس طرح الماری پر پہلوان لوبان سلگاتے ہین اب سردار بینا ہونے لگے مگر کیا خوش نصیب تھا طوفان بن سرکش جادو کہ جس کی آنکھ کھلی اوسنے پہلے اوسی کی صورت دیکھی جب سردارون سے فرصت ہوئی تو اہل لشکر کو برابر سے سو سو کو بٹھاکر بخور منقل پر ڈالا اور ایک طرف سے دوسری طرف برابر چلا گیا پرے کے پرے اور صفین کی صفین اور یون کی بینا ہوکر صاحبقران کو دعائین دیتے ہوئے بارگاہ سے نکلے اور اپنے اپنے خیمہ کی طرف چلے شام تک سب بینا ہوگئے اب طوفان بن سرکش نے سرداران بینا و خضران بن عمرو کو اطلاع کی کہ تشریف لایئے سب حاضر بارگاہ ہوئے امیر و بادشاہ اسلام گلے ملکر بہت روئے ہچکیان بندہ گئین بعد اوسکے صاحبقران عالی شان ہر سردار کو گلے لگاکر بہت روئے بارگاہ مین ایک کہرام تھا خضران قدمون سے لپٹا رو رہا تھا اک پہر تک تو یہی حالت رہی بعد اسکے قیصر عاد نے سلام کیا پوچھا صاحبقران نے یہہ کون ہے قیصر عاد نے عرض کی یہہ وہی غلام ہے جس کو حضور نے زمانہ کور چشمی مین زیر کیا تھا قیصر عاد میرا ہی نام ہے اب تو صاحبقران نے غور سے اسکی طرف دیکھا کہ بڑا سردار ہے

اوس وقت نہین معلوم کیا ولولہ تھا کہ مین نے اتنی جلد اسیر کر لیا ورنہ لائق اسکے یہہ سردار نتھا بعد اوسکے جالوس عاد بہرام عاد سالوس عاد صمصام عاد قمقام عاد ان سب نے قدمبوسی حاصل کی اور صاحبقران نے انکو دیکھا اوسی وقت خلعت طلب کرکے ان تازہ مسلمانون کو مع **طوفان بن سرکش** کے خلعت سے سرفراز فرمایا اور ایک خلعت بہت بہاری حضرت ان کو عنایت کیا نذرین بالفعل موقوف رہین حکم ہوا کہ اس سے زیادہ خوشی اور مسرت کا کونسا دن ہوگا ہم چاہتے ہین ایک جلسہ ہو تین روز تک اور سامان عیش ونشاط مہیا ہون پہلے روز نذرین گذرین اور دوسرے روز رقص وغنا تیسرے روز جلسہ خاص ہو جس مین فقط خواجہ حضرتان سے نجبا ہین یہہ حکم ہوتے ہی سامان جشن ہونے لگا اوس روز تو شب راحت سے بسر کی تہی دوسرے روز پہلے بارگاہین اوکہاڑی گئین کہ اونپر خاک جم گئے تہے جہاڑنے لگے ہوئے تہے مثل چشم کور بے رونق ہو رہی تہین کون دیکھنے والا تھا کہ درستی ہوتی **جنرل عادی** سے فراشون کو طلب کرکے بارگاہین صاف کراکے پہر سے نصب کرائین اور **مقبل ثالث** کے سپرد روشنی کا انتظام ہوا ہر طرف ٹٹر بندی ہونے لگی بارگاہون کی آراستگی کا تو کیا بیان کیا جائے صحرا تک جگمگ کرنے لگا درخت تمامی سے منڈہے گئی قندیلین آویزان ہوئین بادلا شاخونپر لٹکایا گیا دوکانداردن نے دوکانین آراستہ کین لوگون نے غسل کرکے لباس فاخرہ پہنے ہر طرف لطف نوروز حاصل تہا کہ ہر شے جو بدلنے کے لائق تہی بدلی جا رہی تہی لوگ آپس مین گلے مل رہے تہے یہانتک کہ شام تک سب تیاری ہوئی اور اب روشنی ہونے لگی تمام صحرا تہ طاق روشن ومنور ہوگیا فلک چشم انجم سے نگران تہا چراغان کی بہار دیکہہ رہا تہا جنگل مین منگل نظر آتا تہا ہر خیمہ مثل حجلہ عروس آراستہ تہا جہاڑ فانوس کنول سب روشن تہے فرش عمدہ کیا ہوا تہا اہل عملہ نئی وردیان پہنے ہوئے دوڑتے پہرتے تہے مصروف انتظام تہے انتہا یہہ ہے کہ اصطبل تک آراستہ کئے گئے تہے ہرچند کہ ضرورت ایک مرکب کی تہی مگر جس کے پاس جتنے گہوڑے تہے سب سازویراق سے آراستہ کہڑے تہے سائیس کارچوبی وردیان پہنے ہوئے باگین پکڑے کہڑے تہے انہون نے بہی اپنے راؤتی کو اپنی حیثیت وطبیعت کے لائق آراستہ کیا تہا کسی نے چراغ گہروسی رنگ کر جلائے تہے پہول جنگل کے شاخون سمیت لاکر آبخورون مین گلدستہ بناکر لگائے تہے خواص خاصیان لئے ہوئے در بارگاہ پر استادہ تہے کہ مالک برآمد ہو اور سواری چلی تو ساتہہ ہولین ہر طرف سے خوشبو چلی آتی تہی کہین مشک کہین عنبر کہین عود سلگ رہا تہا کم حیثیت والون نے لوبان ہی سلگا کر دماغ کو خوش ومسرور کر لیا تہا رئیسون نے قرابے عطر کے لنڈہا دیئے تہے کہ ہوا جس خیمہ سے ہو کر نکل گئی دماغ جان کو معطر کردیا ہر گلی کوچہ اس طرح آراستہ تہا کہ چوک کا لطف ہر مقام پر حاصل تہا دوکانداروں نے دوکانون کو نہایت سلیقہ سے سجا تہا گلوری والون نے دوکانین قطعات وتصاویرات سے مزین کی تہین پوشاکین عمدہ پہنے ہوئے بیٹہے تہے مٹہائی والون کے خوانچے عجب عجب صنعت سے بنائے گئے تہے کہ صورت عمارتون کی پیدا ہوتی تہے علاوہ معمولی مٹہائیون کے عجب عجب

چیزین بنائی گئی تھین کہ جنکی صورت و ذائقہ سے غربا کا تو کیا ذکر امرا بھی آگاہ نتھی حلوان تیار تھے بازاریون کا دوکانون پر ہجوم تھا ہر شے خرید کرتے ہین مزا چکھتے ہے خانہ بدوشون کے گہر کسان تھا جو کہین لیجاکر بیٹھتے اہل و عیال کو دیتے ساقیون متوالون کے تخت برابر ایستادہ تھے یارون سے مجمع دائرہ بجا بجا کر نشہ بازگار رہے ہین دم پڑ رہے ہین کوئی یہ شعر پڑھتا ہے شعر

بی بی ساقین دم موئی کی خیر رہے ٭ ہین محروم دم بغیر رہے

کہین برابر سے چاندی بازار لگا ہوا ہے روشنی کے سبب سے رات کو دن کا گمان ہے ظروف نقرئی و زری جھلا جھل کر رہے ہین روز بہار و امرا لشکر خرید رہے ہین ایک ایک پیسے کے چار چار دیتے ہین دوکاندار نہایت خوش و مسرور ہین ایک رنگ سے ہر گلی کوچہ لشکر کا آراستہ ہے بہروپیئے روپ بدلے ہوئے شکلین مختلف بنائے ہوئے پھر رہے ہین دوکاندارون سے انعام لیتے ہین کہین سوانگ آ رہے کرتب دکھا رہے ہین کہین مداری تماشا کر رہے ہین اک عجب ہنگامہ عشرت آگین ہے ہر سردار کے خیمے مین محفل رقص و سرود کا سامان موجود ہے ادنے درجہ والون نے بھی چندہ کرکے ایک ایک ٹہنی نچائی ہے ہر طرف قہقہے اور چہچہے ہین جس مقام پر ہو کا عالم تھا وہین آج گلزار بہار ہو رہا ہے طوائفین جو پہلے مجرے کے واسطے جا رہی ہین سماجی ہمراہ ہے ایک ایک زیور و لباس سے آراستہ و پیراستہ ہے جسوقت نو بجے بادشاہ اسلام برآمد ہوئے سب سردار در دولت پر دوبرو حاضر تھے اول سلام صاحبقران عالیشان کا ہوا بادشاہ نے سینے تک لاکر جواب دیا کہ تمہارے جگہ دل مین ہے بعد صاحبقران کے اور سردارون کے سلام ہوئے بادشاہ سب کو پلکون کے اشارے سے جواب دیتے ہوئے بارگاہ کے جانب روانہ ہوئے صاحبقران پایہ تخت تھامے ہوئے بارگاہ تک آئے بادشاہ تخت روان سے اوتر کر مسند جواہر نگار پر متمکن ہوئے آج عجب شان ہے بادشاہ کی کہ تاج شاہی بر سر و چارقبہ شاہنشاہی در بر چونر بال ہما کا ہوتا ہوا نگاہ روبرو کے صدائین بلند اول نذر صاحبقران کی گذری بعد صاحبقران کے شاہنشاہ گوہر کلاہ نے نذر دی انکے بعد حسب مراتب ہر سردار مثل عالین الزمان نور الزمان تورج یزدان پرست خورشید تاجدار اسد ثانی وغیرہ نے نذر دی جب امرا نذر دے چکے تو اور سردارون کی نوبت آئی فضل بن گیا ہور خون آشام موت بن سارلیق ورقائے زنجیرہ خوار مظفر بن ضیغم خون آشام قارن بلند کمان لیکن ان سب سے پہلے لندھور ثانی کے نذر گذری تھی کیونکہ یہ حکومت پا چکے ہین آخر مین سرداران نو مسلم مثل قیصر عاد بہرام عاد و جالوس عاد و سالوس عاد و ضمضام عاد و قمقام عاد طوفان بن سرکش جادو سب کی نذرین قبول ہوئین اور خلعت عنایت ہوئے اب سرداران الوالعزم رخصت ہونے لگے پہلے صاحبقران باقبال رخصت ہوئے اور اپنے خیمہ مین آئے بعد صاحبقران کے ترتیب وار نذر دے دیگر رخصت ہوئے کشتیان اور خلعت حسب حیثیت بادشاہ کی طرف سے سب کو عنایت ہوئے صاحبقران کو تو بادشاہ اسلام نے اپنے ہاتھ سے خلعت عنایت فرمایا اور عزیزون کو صاحبقران نے خلعت پہنایا باقی سردارون کو لندھور ثانی

سب کے ہاتھ سے خلعت ملی پر سب عطیہ بادشاہ ہی کی جانب سے تھا لیکن سرداران اولوالعزم اس طرح رخصت ہوا ئے ہین کہ جو لوگ جس کے خاص ملازم ہین وہ اوسکو نذرین دین اول صاحبقران باقبال بارگاہ سلیمانی سے نکلکر بارگاہ گوہر بار مین تشریف لائے اور جو لوگ رفیقان خاص سے انکے تھے اونھون نے نذرین دین خضران نے نذرین انکی لیکر داخل زنبیل کرنا شروع کین صاحبقران نے سبکو مخلع کیا آخر مین خضران نے نذر دی صاحبقران نے نذر قبول فرمائی اور ایک لاکھ زر سرخ مع خلعت عنایت فرمایا کیونکہ بڑا کام کیا تھا خضران نے یہ روز سعید اسیکی کوشش سے دیکھنے مین آیا ہے ورنہ سب مثل دیوار تھے اسی طرح ہر سردار کے ملازمین نے اوسکو نذر دے ہر افسر کو اوسکے ماتحتون نے نذر دی اور حسب حیثیت انعام پایا جب سردار نذر بادشاہ اسلام سے فارغ ہوئے تو نوبت عیارون کی آئی سب سے پہلے خضران نے نذر گزری بادشاہ اسلام نے نذر قبول فرماکر بہت بھاری خلعت عنایت فرمایا اور فیروزہ ثالث نے یہ خلعت اونکو پہنایا اور دو لاکھ زر سرخ عنایت ہوئے سب لیکر آپنے نذر زنبیل کئے لیکن وہ اشرفیان اور جواہر جو بادشاہ کو نذر دیا گیا تھا اک قسم کی ترقی اور حق تھا یہ فیروزہ کا خواجہ خضران نے جو دیکھا منہ مین پانی بھر آیا دلمین کہا کہ محنت ہم کرین اور مزے یہ جوانامرگ کرے کسی تدبیر سے یہ روپیہ لینا چاہیئے چونکہ بعد خضران کے منصب فیروزہ کا تھا یہ جلدی سے باہر بارگاہ سے نکلا اور اپنے خیمہ مین آکر چند اشرفیان صندوقچہ سے نکالکر لیچلا بس جیسے ہی خیمہ سے نکلا اک ناریل زمین پر پڑا تھا اوسکی ٹھوکر لگی اور خاک اوڑی فیروزہ نے غصہ سے ایک ٹھوکر اور دی کہ یہان کسنے یہ ناریل پھینکا ہے ٹھوکر پڑتے ہی ناریل پھٹا اور فیروزہ چھینک مارکر گرا آپ ناریل بیہوشی راہ مین رکھکر پوشیدہ ہو رہے تھے اسکو تو اوٹھاکر خیمہ مین ڈالدیا اور وہ صندوقچہ جس مین کچھ اشرفیان فیروزہ نے نکالی تھین جانا کہ اسمین اور رقم ہوگی نذر زنبیل کرلیا اور صورت اپنی فیروزہ کے بناکر بادشاہ کو نذر دی بادشاہ نے حسب دستور نذر اسکی بھی قبول فرمائی اور خلعت سے سرفراز فرمایا عرض کی کہ یہ روپیہ تو میرا حق ہے میرا ہے حفاظت سے رکھیہ نہ آوین کیونکہ خواجہ سلامت ذرا بری نظر سے دیکھتے ہین ایسا نہو کہ نظر اونکی اسپے لگ جائے بادشاہ نے فرمایا کہ تمہارا مال ہے چاہے ابھی لیتے جاؤ چاہے جب لیجاؤ آپ نے وہ روپیہ اشرفی کہ قریب پانچ لاکھ کے تھی اک چادر سے مین باندھ کر چلدیئے باہر آکر نذر زنبیل کرلیا اور جلدی سے خیمہ صاحبقران کیطرف روانہ ہوئے جاکر اپنے منصب کی موافق کرسی ہدہد پر بیٹھ رہے صاحبقران سے عرض کی کہ مین شاہ عیاران ہون یا نہین فرمایا بیشک کہا صاحبقران سے گواہ رہئے گا صاحبقران نے فرمایا کہ گواہی کس بات کی کہا اپنے قول کی صاحبقران نے فرمایا سنئے کب اپنے قول سے برگشتگی کی ہے جو تم سکیا ہو عرض کیا اک مطلب ہے تھوڑی عرصہ کی بعد کہونگا جب نذرین گذر چکین اور عیار واپس آئے صاحبقران سے عرض کی ذرا تکلیف حضور کو ہوگی سامنے بادشاہ اسلام کے تشریف لے چلیے صاحبقران نے فرمایا کیا کام ہے بیان تو کر خضران نے کہا کہ کچھ تو ہی جو اتنی بڑی تکلیف دیتا ہون صاحبقران خاموش ہو رہے اور ہمراہ خواجہ ثالث کو لئے ہوئے خدمت بادشاہ اسلام مین گئے شاہ اسلام

فرمایا کہ یہ خلاف وقت آنا کس غرض سے ہوا عرض کی کہ ہمراہ لانے مین **خضران** سے بادشاہ نے فرمایا کہ کیون خواجہ کیا مطلب ہے **خضران** نے عرض کی اک گستاخ بات پوچھونگا خطا عفو ہو تو عرض کرون فرمایا کہو کیا کہتے ہو **خضران** نے عرض کی کہ حضور بادشاہ لشکر اسلام ہین یا نہین بادشاہ ہنسے اور فرمایا کہ تم نہین جانتے ہو عرض کی کہ اسی طرح مین شاہ عیاران ہون یا نہین بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ بیشک عرض کی کہ اب تمام عیارون کو چاہیے کہ مجھے نذرین دین بادشاہ نے فرمایا کہ بیشک ضرور چاہیے عرض کی کہ اگر کوئی پہلو تہی کرے تو مجھے سزا جزا کا اختیار ہوگا **صاحبقران** اسکی طبیعت سے واقف تھے کہ طمع مین زبردستی جرمانے کریگا فرمایا کہ جرمانہ **حیثیت** سے زیادہ نہ کرنا **خضران** نے کہا آپکو اسمین کچھ دخل نہین ہے مین اپنے ملازمین کا اختیار رکھتا ہون ابھی آپ فرما چکے ہین کہ تو شاہ عیاران ہے اور اسکے پہلے مین قول اپنے نتیجہ کا ہون جو بادشاہ ہوتا ہے کوئی اوسکے کامون مین دخل دیتا ہے **صاحبقران** خاموش ہو رہے اور خواجہ سلامت اپنے خیمہ مین آئے بانہاے عیاری تن پر آراستہ کیے اور کلاہ عیاری مین اک کلغی لگا کر تخت پر جلوہ افروز ہوئے کہ وہ تخت بھی ٹوٹا ہوا اتفاقاً کسی سے مانگ لائے تھے یا کہین سے لوٹ مین پایا تھا اور نعرہ کیا کہ منم شاہ عیاران آج روز سعید ہے نذرین دو ہمکو یہ سنتے ہی سب سے پہلے **قران ثالث** نے نذر دی آپنے نذر لیکر داخل زنبیل کی اور اک طرہ سال سوت کا عنایت کیا **قران** نے خلعت فاخرہ سمجھکر کاندھین لٹکا لیا اور ادب سے پیچھے ہٹے بعد اسکے **سرہنگ ثالث بزرگ ثالث گلباد ثالث کلباد ثالث سمک ثالث برق ثالث** وغیرہ سب نے نذرین دین کسی کو طرہ کسی کو از کار رفتہ پاتابہ کسی کو بیکار سی قطورہ جو نئے کسی مصرف مین لانے کے لائق نہ تھی وہ بجاے خلعت عنایت کی اور جسنے نذر اچھی دی اوسکی پشت پر ہاتھ پھیرا اور جسنے کمی کی ساتھ نذر دی اوسکو برا بھلا کہا وہ خلعت بھی نہین دیا جو **قران** وغیرہ کو دیا تھا غرضکہ جب سب نذر دے چکے تو پوچھا کہ یہ دونون جوانا مرگ یعنے **چالاک ثالث** و **فیروزہ ثالث** کہان ہین ابتک نہین آئے بہت غرور انکو ہوگیا ہے خیر سمجھا جائیگا **فیروزہ** پر تو ایک لاکھ روپیہ جرمانہ کہ یہ بڑا دولتمند ہے بادشاہ کا نوکر ہے اور **چالاک ثالث** پر پچاس ہزار اور اگر ادا نکرے تو سو کوڑے کہ کہان تک جسم پر نرم ہے یہ فرما کر دربار برخاست کر دیا لیکن وہان **فیروزہ** جو پہر دو پہر کامل کے ہوشیار ہوا اپنے کو خیمہ مین پڑے ہوئے دیکھا سوچا کہ یہ کیا ماجرا ہے مین تو پہر رات رہے آیا تھا کہ اشرفیان لیلون تو بادشاہ کو نذر دون پھر خیمہ سے نہو کر کیا کر رہا تھا پھر یہان خیمہ مین کون ڈال گیا اور اب تو صبح تک مین بیہوش پڑا رہا کچھ نہین یہ انہین حضرت کا کام تھا جیب مین جو ہاتھ ڈالا تو اشرفیان ندارد خیال ہوا کہ شاید کہین گر گئی ہونگی خیر دیکھا جائیگا اور نکالون یون صندوقچہ دیکھا تو وہ بھی خالی ہے ایک حبہ نہین اب تو یہ سر پیٹنے لگا کہ کس سے مانگنے جاؤن اور کہان سے لا کر نذر دون وقت ایک تو گذر ہی چکا خفگی ضرور آئے گی مگر خیر آخر ہی مین سہی ناغہ تو نہو ایسا نہو کہ خلعت سرفرازی سے بھی محروم رہ جاؤن اور اگر عتاب آیا تو نوکری بھی گئی جھپٹ کر اک مہاجن پاس گیا اور چند اشرفیان اوس سے قرض لیکر دوڑتا ہوا چلا کہ بادشاہ کو نذر دون لیکن وہان خواجہ سلامت نے جس وقت دربار برخاست کیا تو بادشاہ کی خدمت مین پہونچے اور عرض کی

کر دیجئے حضور چونکہ آپکے ملازم ہین تو میان فیروزہ کو اب یہ غرور ہوا ہی کہ ہمکو نذر دینا
عار سمجھے اور نہین آئے اور صاحبقران سے کہا کہ اوسکو بینے چالاک ثالث کو دیکھئے کہ
اوس جوانمرگ نے بھی نذر نہین دی قسم کہاتا ہون آپ ہی کے قدمون کی دونون پر
مقرون جرمانہ کرونگا بلوائیے دونون کو بادشاہ نے فیروزہ کو طلب فرمایا کہ جب سے
تم اپنا روپیہ رکھنے گئے ابھی تک واپس نہ آئے نہ شاہ عیاران کو نذر دینے گئے
وہ تجھسے ناراض ہین جلد نذر لے کر حاضر ہو اور اونکو خوش کرو چوبدار یہ پیغام لیکر
جا ہی رہا تھا سامنے سے فیروزہ دوڑتا ہوا نظر آیا چوبدار نے کہا جلد چلو
جہان پناہ یاد فرماتے ہین فیروزہ حاضر ہوا اور نظر دکہائی بادشاہ نے مسکرا کے اسکی نذر
لیکر [illegible] فرمایا کہ یہ دوسری نذر کیسی ابتو فیروزہ اور پریشان ہوا اور خواجہ سلامت
سے بولے [illegible] حضور روپیہ جو بہت سا ملا ہے تو طمع بڑہی کہ نذر دون ہیر پھیر لگا ہے
[illegible] تھا مین ایک مرتبہ بھی نذر نہ دی فیروزہ نے عرض کی کہ مین جیسے گیا ایک
ایسی آفت [illegible] ہوا کہ اوسے کیا عرض کرون مین حاضر ہی کہان ہوا کہ نذر دیتا بادشاہ
اسلام نے فرمایا کہ [illegible] نہین آیا تو ہمین نذر کس نے دی تھی کیا تیرا ہمزاد تھا خضران نے
کہا معاف فرمائیے [illegible] ایسے شخص سے جو شاہون پر تہمت رکھے اور جھوٹ بولے
مجھے ڈر ہے کہ یہ مجھے اور نہ لے مرے فیروزہ نے اپنا سارا قصہ بیان کیا اور
عرض کی کہ مین تو لوٹ گیا نام تو لے نہین سکتا مگر حضور خود ہی سمجھ لین کہ سوا
اوسکے [illegible] ایسا ہو سکتا ہے کہ نہ صندوقچہ مین کچھ باقی رکھا نہ جیب کی اشرفیان
رہنے دین [illegible] دکہائی دو پہر خیمہ مین بے ہوش پڑا رہا مین حضور کی خدمت سے
جاتا [illegible] تو حاضر ہوا ہون خضران نے کہا کہ دیکھیے یہ مجھپر اوکھیان
لگاتا ہے نذر جو مجکو نہین دی ہے تو چاہتا ہے اوسکی برأت کردون اور آپنے تو بچالیا
بلکہ مجھے [illegible] فیروزہ نے کہا واللہ ہے کہ مجھے خبر نہین کہ آپ نے دربار کیا تحفہ
دیا یا ہان ہمین نہین معلوم تو ہم اسکو کیا کرین کیون ایسے غافل ہو گئے بادشاہ
رحم دل ہین تم ہمارے ملازم ہوتے تو آج ہی برخاست کر دیئے جاتے لیکن
ہمکو نذر نہ دینے کا جرمانہ تم پر ایک لاکھ روپیہ جرمانا کیا اور پچاس ہزار اس تہمت کا جو
ہم پر رکھی فیروزہ نے صاحبقران کی طرف دیکھا صاحبقران یہ سوچتے ہین
کہ ابھی تو کمبخت اتنا بڑا کام کرکے آیا کیا اسے جبر کیون لیکن عجب نالایق
حرکتین اسکی ہین سب حیران ہین کہ فیصلہ کیونکر ہو کسکو سچا سمجھے اور
کسکو جھوٹا جانئے اتنے مین چالاک ثالث حاضر ہوا اور عرض کی کہ جہان پناہ
داد فیروزہ کی ملنا چاہیئے خواجہ سلامت نے جیسے ہی دیکھا کہ فیروزہ
اندر خیمہ کے گیا ہے ایک ناریل جیب سے نکال کر دروازہ خیمہ پر ڈالدیا اور خود
پوشیدہ ہو رہے جب فیروزہ خیمہ سے نکلا ٹھوکر لگی بے ہوشی اوڑی فیروزہ
گرا حضور نے اشرفیان جیب سے نکال لین اوسکو خیمہ مین ڈالدیا اسکے بعد
مجھے نہین معلوم کہ کیا ہوا کیونکہ مین چلا گیا خضران نے کہا حضور یہ دونون

مجھسے عداوت رکھتے ہین حضور انکی باتون پر خیال نہ فرمائین ان دونون مین سے کوئی مجھے نذر دیتے نہین ہی اب بادشاہ اسلام بھی کچھ سمجھے اور مسکرائے فرمایا کہ خواجہ صاحب کا بیان لکھ لیا جائے کل ہم اسکا فیصلہ کردینگے منشی نے بیان خضران کا قلم بند کرلیا۔ بعد اسکے فیروزہ کا بیان لکھا اوسکے بعد چالاک کی گواہی لکھی خضران رخصت ہوکر اپنے خیمہ مین آیا فیروزہ کو جو یہ معلوم ہوا کہ خواجہ تیری صورت بنکر نذر کا روپیہ بھی بادشاہ سے لیگئے جو خاص تیرا حق تھا یہ سر پیٹنے لگا کہ مجکو مار ڈالا کہین کا نہ رکھا بادشاہ اسلام نے دربار کیا مدعی مدعا علیہ مع گواہ حاضر ہوئے بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ ہمنے یہ فیصلہ کیا کہ خواجہ ان دونون سے جرمانہ لین اور جرمانہ کا روپیہ بیشتر سے فیروزہ چالاک کو دیدیا تھا فیروزہ و چالاک نے روپیہ حاضر کیا خضران نے بادشاہ اسلام کو ہزارون دعائین دین اور کہا شاہ و شہریار ایسے ہوتے ہین کیا حق و ناحق کو پہچانا ہی اور کتنا سچا فیصلہ کیا ہی اگر ایسی عقل نہوتی تو اس مرتبہ تک کیونکر پہونچتے یہ فرماکر فیروزہ کا روپیہ تو نذر مین قبول کیا اور چالاک کا روپیہ رہنے دیا اور عرض کی بادشاہ اسلام سے گزارش جو اتنا مرگ کو سزا دونگا وہ عیار آپکا تھا اس سے مینے رعایت کی لیکن اوسکو ضرور سو کوڑے مارونگا بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ اب کبھی اس سے ایسی خطا نہوگی جب بااصرار بادشاہ اسلام نے فرمایا تو خواجہ ثالث اس شرط پر راضی ہوئے کہ خیر یہ روپیہ تو حضور کے فرمانے سے مین نے لے لیا اور خطا ان دونون کی معاف کی لیکن مین بارگاہ مین چلتا ہون یہ دونون نذر بھی دین فرمایا خیر اسکا مضائقہ نہین ہی غرض کہ خواجہ تو اوٹھکر بارگاہ آسمان جاہ مین اپنی آئے فیروزہ و چالاک حسب الحکم بادشاہ اسلام نذرین لیکر حاضر ہوئے اور پندرہ پندرہ اشرفیان اونسے نذر دین آپنے فیروزہ کو اک طرہ جھومتے تارونکا عنایت فرمایا کہ اسے کان مین لگاکر سامنے بادشاہ کے جانا کہ اونہین بھی معلوم ہو کہ شاہ عیاران کیسا دل چالاک ہی اور چالاک ثالث کو اک پھٹا ہوا پاتابہ دیا دونون دل مین کوستے ہوئے پیش بادشاہ آئے بادشاہ اسلام نے جو طرہ فیروزہ کے لٹکتے ہوئے دیکھا فرمایا کہ خواجہ تم سے نہیت خوش ہوئے کہ خلعت عنایت فرمایا لیکن چالاک دل مین ہزارون کوسنے دیتا تھا کہ خدا غارت کرے انکو کسی طرح انکی نیت سیر ہی نہین ہوتی اتنا روپیہ نذر مین ملا اسقدر انعام عنایت ہوا اتنا روپیہ فیروزہ کا لے بھاگے پھر جرمانہ کرکے لیا اوسکے بعد پھر نذرین لین غرضکہ پھر سامان جشن ہونے لگا آج کا عجیب جلسہ ہی کہ ہر سردار کی بارگاہ کل سے زیادہ آراستہ کی گئی ہی اور سامان رقص و غنا ہو رہا ہی قرب و جوار بیابان نہ طاق کے جو مقامات تھے وہان سے طائفے بلوائے گئے ہین خواجہ خضران ارباب نشاط کے داروغہ بنے ہین جو طائفہ دس روپیہ کا ہی آٹھ پٹے کرتے ہین اور پچاس روپیہ سرکار مین لکھواتے ہین بلکہ فوراً وصول کرلیتے ہین خوب جیب گرم ہو رہی ہی عیار اونکو دیکھ دیکھ کے جلے جاتے ہین چالاک ثالث سے ضبط نہو سکا آخر کار بادشاہ اسلام سے کہدیا کہ خواجہ سینکڑون روپیون کے غبنین کر رہے ہین بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ آخر یہ جلسہ کسکے دم سے ہوا یہ اوسی کے بدولت جشن ہو رہا ہی اگر وہ جانفشانی کرکے بصیر جادو کو نہ مارتا تو انھین سب کی کیونکر یہ جشن ہوتین اور یہ خوشی کسطرح نصیب ہوتی چالاک اپنا سا منھ لیکر رہ گیا الحاصل راوی بیان کرتا ہی کہ یہ

اتنا بڑا جلسہ ہوا ہی کہ صاحبقرانی بدیع الملک مین آجتک ایسا جلسہ نہوا تھا گھر گھر ناچ ہی ہر شخص کے اسقدر خیرات کی ہی کہ فقیر مالا مال ہو گئے ہین کہانے کی تو یہ حالت ہی کہ بقول شخصے کتے اور کوے بھی نہین پوچھتے ہین ہر شخص بادہ مسرت سے متوالا ہی جابجا جلسہ مین جام شراب ناب کو گردش ہی ساقیان سیمین ساق جام زرنگار و صراحی مرصع کار ہاتھون مین لیے ہوئے اشعار رندانہ پڑھ پڑھ کر جام دیتے جاتے ہین لوگ جام پر جام پی رہے ہین آواز نوشا نوش و نوشا نوش بلند ہی آج کا جلسہ عجب طرح کا جلسہ ہی کہ چراغان کی بہار ثوابت و سیارگان فلک پر چشمک کر رہی ہی سارا صحرا جگر جگر کر رہا ہی۔ بارگاہین مانند عروس شب اول کے آراستہ ہین لوٹے لخلخون کے رکھے ہوئے ہین اگردان روشن ہین بارگاہ شہنشاہ گوہر نگاہ مین جلسہ صحبت رقص ہی اور متوسلین اونکے جمع ہین طوائفان پری جمال مصروف رقص ہین ایکطرف بارگاہ **آصف انجم** طلعت مین محفل رقص و غنا ہی آواز ساز آرہی ہی ایک جانب بارگاہ **اسد ثانی** مین جلسہ رقص ہی اور اونکے متوسلین جمع ہین اسی طرح ہر سردار کی بارگاہ مثل بارگاہ **نوشاہ** کے سجی ہوئی ہی ہر گھر شادی کا سمان معلوم ہوتا ہی۔ جن سردارون مین باہم ارتباط زیادہ ہین تھوڑی دیر ایک دوسرے کی محفل مین شریک ہوتا ہی جام ارغوانی سے ایک دوسرے کی ضیافت کرتا ہی جام سلامتی ایک دوسرے کا پیتا ہی دوپہر تک یہ جلسہ متفرق رہا بعد دوپہر کے ہر سردار نے دربار کی تیاری کی اور اپنی بارگاہ رفقا کے سپرد کی اور بارگاہ شاہی کے طرف روانہ ہوئے آج کی صحبت بارگاہ حشامی مین منعقد کی گئی ہی **بادشاہ اسلام** تخت پر جلوہ افروز ہین فرش پر دنگل بچھے ہین ہر سردار حاضر ہو کر مجرا گاہ پر سے مجرا کرتا ہی اور اپنے دنگل پر بیٹھ جاتا ہی **صاحبقران** دنگل ناد عنبر پر متمکن ہین بارہ بجے سارا دربار شاہزادون اور رئیس زادون سے مملو ہو گیا تو مسلمانون کے دنگل بھی جاے مناسب پر بچھائے گئے ہین **قیصر عاد** و **جالوس عاد** و **سالوس عاد** و **ضمضام عاد** و **قمقام عاد** و **بہرام عاد** وغیرہ سب اپنے دنگلون پر بیٹھے ہین آنکھین انکی کھل گئی ہین کہ یہ سامان اہل اسلام کے پاس ہین اور **صاحبقران** بڑے اولو العزم ہین کبھی ان عادیون نے ایسا جلسہ کاہیکو دیکھا تھا وجد کر رہے ہین ادھر طوفان بن سرکش جادو خوش ہو رہا ہی آج تو **خواجہ خضر** ان بھی ٹھاٹھ کئے ہوئے ہین اور سبب اوسکا یہ ہی کہ انکو یہ خلعت اسی شرط پر دیا تھا کہ جلسہ مین پہنا ورنہ یہ ایسے بیش قیمت چیز کو استعمال مین لانے والے تھے اگر کوئی قریب سے نکل جاتا ہی بہت خفا ہوتے ہین کہ عطیہ سلطانی خراب ہو جائے گا دامن بچا کر راستہ چلتے ہین جب تمام دربار سردارون سے مملو ہو گیا تو صحبت رقص شروع ہوئی اک پری جمال غمزہ و عشوہ و ناز کے ساتھ آکر کھڑے ہوئے اسطرح کہ ناک مین اسکے ایک موتی کی نتھنی پڑی ہوئی

زیور مین سر سے پانک غرق جوڑا بہت بھاری پہنے ہوئے اوس پر پشوازہ بھی جواہر نگار گھونگھرو پاؤن مین بندہے ہوئے سیس پھول حسن دے رہا ہی گویا ابر سیاہ کے بیچ مین ستارہ روشن جلوہ گر ہی چوٹی وہ ناگنی ہی جسنے ہزارون دل ڈس لیے مانگ لطف کہکشان دکھا رہی ہی چپکا کبوتر دل کی اسیری کا پورا سامان کیے ہوئے ہی کانون کی بجلیان خرمن جان پر بجلیان گرا رہی ہین گلے کا طوق قمری کی طرح دیوانہ بنا کر سپرد صحرا کر دیتا ہی ہاتھون کی ہتھکڑیان پاؤن کی بیڑیان ہر طرح اسیر کر کے پابند کیے لیتے ہین گلے کی ہیکل دیکھنے والون کے دل مین اختلاج پیدا کرتی ہی آواز خلخال سوتے فتنون کو جگا رہی ہی ضعیفون کو ولولہ شباب یاد دلاتی ہی سرمہ آنکھون کا پیسے ڈالتا ہی سرمہ کا اک تیر بے امان ہی۔ کہ دیکھا اور دل سے پار گزر گیا ایک خنجر ہی کہ خون حسرت دید کرتا ہی۔ رنگ حنا بیگناہون کے خون ناحق سے دست بردار نہین ہوتا سینہ کا ابھار دل کے پار ہوا جاتا ہی۔ دو ثمرہ نورس ہین کہ اوس مین دست ہوس دراز ہوا جاتا ہی لیکن دوپٹہ کا دوہرا آنچل بار بار نگاہ شوق پر پردہ ڈالتا ہی مگر اوسکی بیباکی اور خود نمائیون کی امنگین ہر مرتبہ سرکا دیتی ہین رنگ حجاب جمنے نہین دیتین

شعر اکیلے کا کہین دو سرکشون سے زور چلتا ہی۔ دوپٹہ لاکھ سینے پر سنبھالو کب چھپتا ہی

پہلے وہ پری جمال بصد عشوہ و ناز اک دلکش ادا سے کھڑی ہوئی اور پاؤن تال پر اوٹھا کر ناچنا شروع کیا ہر ادا دیکھنے والون کے لیے تیر کا کام کر رہی تھی پاؤن کی روش دلکو پامال کیے ڈالتی تھی آواز گھنگرو کی دل پر قیامت کا اثر کرتی تھی ابروؤن کی جنبش ذبح کرنے کو موجود تھی توڑے کا چکر گردش تقدیر عاشقون کے واسطے بنگیا تھا اوس پھیر سے دل نہ نکل سکتا تھا غرضکہ جو ادا تھی ہوش ربا تھی ہر دیکھنے والا تصویر بنا ہوا بیٹھا تھا نگاہ کی گردش محفل بھر کو قابو مین کیے ہوئے تھی ہر شخص یہی سمجھتا تھا کہ ہماری طرف دیکھتی تھی جب کچھ دیر ناچ کا کمال دکھا چکی تو پھر سازندون نے ساز ملائے اور غزل شروع کی

غزل

خود نمائی سے تری شکل چھپائی نہ گئی
چوٹ تھی سامنے کی اوس سے بچائی نہ گئی
اوس سے دیدار رقیبون پہ اوٹھا رکھا ہی
زلف بگڑی ہوئی تھی پہ بنائی نہ گئی
وعدہ وصل پہ مجھسے نہ قسم کیا کھائی
آجتک رشک سے آپس کی جلائی نہ گئی

کی جس جرم مین تھی ہوئی آئینہ کی
سنکے پیغام اجل جان ہی بدن سے نکلی
ہائے نالے نے قیامت ہی اوٹھائی نہ گئی
سامنے تیغ کے مقتل مین تو ٹھہرے اغیار
تیغ نازک کی قسم جھوٹی بھی کھائی نہ گئی
تیغ اوٹھتی جو تجھی پر بھی مارا ہوتا +

آئینہ دیکھتے ہی لوٹ گیا وہ خود بین
ناتوان تھے جو بہت بات اوٹھائی نہ گئی
وصل دشمن جو کھلا کیسے پریشان ہوے
منھ کی کھایا کیے منھ نہ کبھی کھائی گئی
ڈال دی جلوہ دیدار نے پھوٹ آنکھون مین
جان حسرت سے نظر بھی تو اوٹھائی نہ گئی

ہمکو دعوے تھا کہ الفت مین اوٹھا سکتے تھے
وقت پر بول گئے بات اوٹھائی نہ گئی

عمر سب کٹ گئی باتون ہی باتون مین جلیل
اپنی بگڑی ہوئی افسوس بنائی نہ گئی +

جسوقت وہ نازنین تمکین با صفائی اس غزل عشق انگیز کو دلکش سرون مین گا چکی سماں باندہ دیا یہ حالت تھی کہ ایک کو ایک کی خبر نہ تھی اشعار کا لطف موسیقی کے ہوش ربا اثر نے چوگنا کر دیا۔

سرحالت کی تصویر کھینچدی ہر شخص کی زبان پر واہ واہ کی صدا بلند تھی اور جو منچلی طبیعت والے تھے چپکے چپکے آہ آہ کر رہے تھے جسوقت اسکا مجرا ہو چکا جی نہ چاہتا تھا کہ سامنے سے ہٹے یا گانا موقوف ہو لیکن دوسری آفت ہوش نے اسکو بھی بھلا دیا جما ہوا رنگ اوکھاڑ دیا اور اپنا ایسا رنگ جمایا کہ اوسکو سب بھول گئے اور یہ غزل شروع کی **غزل**

کیا تیغ ادا قبضۂ قاتل میں نہیں ہے
میں بھی ہوں وہ حسرت جو کسی دل میں نہیں ہے
اے نفس تصور کا ترے نام ہے لیکے
وہ امید ترحم قاتل میں نہیں ہے
وسعت مرے گوشہ کی ہے صحرا سے زیادہ
اب کوئی تمنا بھی مرے دل میں نہیں ہے
خنجر کے تری تلوار کے ٹکڑے یاں کیونکر
وہ شمع ہوں میں جو تری محفل میں نہیں ہے
چھپایا جو کرے رشک سے ہمدم تو کبھی لے
کشتی میں وہ ہوں جو کہ ساحل میں نہیں ہے
سب لے گئے اڑ کے قیس اگر ہے پیدا
تابندہ چراغ ایک بھی منزل میں نہیں ہے

کیوں درد محبت کی حکایت میں نہیں ہے
ہمراہ عدو لطف گیا نقش زنی کا
اور رنگ بھی ان کے وہ محمل میں نہیں ہے
ہوں دفن جہاں ساتھ لیے مجھ حسرت
کوسوں کسی ناوک کا پتا دل میں نہیں ہے
میں لاکھ کروں ترک محبت کا ارادہ
جب سانس ہی باقی تن بسمل میں نہیں ہے
ہر چند کہ ناز آپ کی بہت دل پہ اے جان
تاب اتنی تمہارے تحمل میں نہیں ہے
یہ داغ جگر بدر شب وصل کا بنتا
پھر کیا مجھے ہی کوئی اگر گل میں نہیں ہے
ہے ظلم گزشتہ کا گلہ وصل میں بیکار
اے ارد و الفت کا مزہ مجھ میں نہیں ہے رشک
کیا لطف جو دشمن کوئی محفل میں نہیں ہے

ذکر اپنا کبھی یار کی محفل میں نہیں ہے
جس کے کہ مزا اٹھاؤ خلش دل میں نہیں ہے
تصویر قضا جسکو کہیں تحفۂ مشتاق
اتنی تو جلا کوچۂ قاتل میں نہیں ہے
تا کاشی الفت کا نتیجہ ہوا کیا خوب
وہ بات نہ کہیے جو مرے دل میں نہیں ہے
جلنے پہ مرے کون ہے خوش کسکو ہے رنج
جی مارنے والا کسی محفل میں نہیں ہے
حسرت نہیں کہتا ہمہ تن گو کہ ہوں اے گل
تاثیر مرے جذبۂ کامل میں نہیں ہے
لے رہ وفا خاک ہوا افسردہ دل میں
اور زخم کا کیا ذکر جو اب دل میں نہیں ہے

غرضکہ یہ صحبت صبح تک رہی منتخب روزگار طائفہ ناچار گئے جسوقت سفیدۂ سحری نمودار ہوا اور آواز اذان کان میں آئی یہ صحبت بھی مانند محفل انجم کے ابتر ہوئی **صاحبقران** عالیشان جانب مسجد کرپاس متوجہ ہوئے لاحول پڑھ کر وضو فرمایا معروف اطاعت الٰہی ہوئے اور سردار بھی اپنے اپنے خیمہ کی طرف متوجہ ہوئے اور نماز سحری سے فراغ حاصل کرکے آرام کیا عجب انقلاب تھا کہ رات کا دن تھا اور دن کی رات تھی دوپہر تک سناٹا رہا بعد دوپہر کے جب سوکر اوٹھے کسل دفع ہوا پھر جلسہ کی تیاریاں ہونے لگیں آج کا جلسہ خاص تھا اور بارگاہ گوہر بار میں تھا وہ جلسہ **بادشاہ** کی طرف سے تھا اور یہ جلسہ **صاحبقران** کی جانب سے ہے آج پھر وہی سامان ہیں اور وہی رنگ ہے جیسا کہ اوپر ذکر ہو چکا لیکن اس جلسہ کا سرداروں کو مع **بادشاہ اسلام** انتہا کا اشتیاق ہے سرداران لشکر کی دعوت بھی ہے اور **بادشاہ اسلام** بھی **صاحبقران** کے ساتھ خاصہ تناول فرماوینگے غرضکہ جب شام ہوئی پھر وہی عالم ہوا کہ تمام صحرا جگمگانے لگا روشنی ثوابت و سیارگان کو ماند کر دیا درختوں میں قندیلوں کی روشنی کا پرتو بادلہ کی جھالروں کو برق تابندہ بنائے ہوئے تھا آنکھ نہیں ٹھہرتی تھی ہر شجر رشک نخل طور ہو رہا تھا طائر دن سمجھکر آشیانوں سے نکل نکل کر چہچہا رہے تھے درندے روشنی سے ڈر ڈر کر صحرا سے نکل گئے تھے زمین و آسمان

دونون منور ہو رہے تھے ہر جا دو لطف کہکشان دکھا رہا تھا قندیل کنول گیلاس جھاڑ حباب ہانڈی فانوس دور سے اک ستارہ تابندہ کے مانند نظر آتے تھے ان مشعلون کے شعلے جو ہوا سے لپکتے تھے تو ستارہ دنبالہ دار کی شکل پیدا کرتے تھے ٹٹیان برابر سے ہر راستہ پر لگی ہوئی ہین اور سامنے ہر خیمہ و ڈیرے پر دروازے قائم کیے گئے ہین اونکی آراستگی دیکھنے سے تعلق رکھتی ہی اسی طور سے ہر راستہ پر اک دروازہ قائم ہی اور سورج مکھی اوسپر نصب ہی کہ آنکھ نہین ٹھہرتی نگاہ خیرگی کرتی ہی لیکن جو راستے بارگاہ گوہر بار کی کو گئے ہین اونکے دروازون پر جھنڈے نصب ہین اور فرش راستے مین کیا ہوا ہی۔ رسالے دو رستہ کھڑے ہین سردار پوشاکین نفیس پہنے ہوے جا رہے ہین یہان تک کہ آٹھ بجے تک بارگاہ مملو ہو گئی **مقبل ثالث** نے آکر عرض کی کہ خاصہ تیار ہی **صاحبقران** نے کھڑے ہو کر **بادشاہ اسلام** سے دست بستہ عرض کیا کہ نان خشک نوش فرمائیے کہ باعث فخر میرا ہو۔ **بادشاہ اسلام** اوٹھ کھڑے ہوئے **امیر ثالث** اپنے ہمراہ لے چلے جس خیمہ مین دسترخوان بچھا ہوا تھا وہان تک پایہ تخت کو پکڑے ہوئے پیدل آئے اور **بادشاہ** کو اندر خیمہ کے لے گئے دیکھا تو خوان سربمہر رکھے ہین **صاحبقران** نے اپنے ہاتھ سے مہرین توڑین اور خاصہ سامنے **بادشاہ** کے چنا اور خود ہی آفتابہ لیکر ہاتھ دہلوایا بعد اسکے **بادشاہ** نے **صاحبقران** سے فرمایا کہ آپ بھی آئیے **صاحبقران** نے عرض کی کہ مین اولش حضور کا کھاؤن گا اسلیے کہ آج مین میزبان ہون اور سب سردار مہمان ہین بغیر سبکو کھانا کھلائے مجھے مناسب نہین کہ مین کھانا کھاؤن غرضکہ جب **بادشاہ اسلام** خاصہ نوش فرما کر چلے **امیر ثالث** پھر پایہ تخت کا پکڑے ہوئے دربارگاہ تک آئے اور **بادشاہ** کو مسند پر بٹھایا اب شہنشاہ گوہر کلاہ اپنے ہمراہ سردارون کو لیکر چلے اور مختلف خیمون مین بٹھا کر ایک گھنٹہ مین فرصت کر کے اور پھر واپس آئے **صاحبقران** نے اس حسن انتظام کی تعریف کی اور فرزند سے نہایت خوش ہوئے اب **صاحبقران** اور **شہنشاہ** گوہر کلاہ اور دیگر سردارون نے ساتھ مل کر کھانا کھایا یہ وہ سردار تھے جو انتظام مین تھے اور انکو کھانا کھلا رہے تھے دس بجے رات تک فرصت ہو گئی اب صحبت رقص و سرود شروع ہوئی اور ساقیان سیمین ساق جام بلورین اور صراحی نقرئی و طلائی لیکر حاضر ہوئے جام شراب ناب گردش مین آیا ادھر ایک ماہوش زہرہ خصال مشتری جمال نے غزل رندانہ شروع کی

غزل

قطرے جو مے کے ہو گئے ہی آنسو نکل پڑے
مجھ بادہ کش کی آنکھ سے آنسو نکل پڑے

دل شوق مین جو توڑ کے پہلو نکل پڑے
پردہ سے بیخودی مین ابھی تو نکل پڑے

کیا تفرقے ہون گھر سے اگر تو نکل پڑے
گلشن سے پھول پھول سے جیسے خوشبو نکل پڑے

تھا اک بیان حال مرا ماجرائے عشق
پوچھی کسی نے بات تو آنسو نکل پڑے

وحشت مین سیر دشت کو آگے مین گھر سے ہم
احباب کیون تلاش مین ہر سو نکل پڑے

جھوٹی تسلیون سے بڑھایا جو اضطراب
مطلب یہ تھا کہ دل کسی پہلو نکل پڑے

دونو طرف اثر ہوئی ہی لگی کا لطف +
کی ہین نے جب فغان ترے آنسو نکل پڑے

اللہ ری کشش تری چشم سیاہ کی +
دیکھے ادہر تو دیدۂ آہو نکل پڑے

ہون سوز غم سے صورت شمع گداختہ
جب دل جلا تو آنکھ سے آنسو نکل پڑے

اتنی تو دے مدد دل بسمل کو تیغ سنج
تڑپے تو چاک کرکے یہ پہلو نکل پڑے

نشتر سے کم نہین یہ تری مہربانیان
کی ایسی چھیڑ چھاڑ کہ آنسو نکل پڑے

رنجیدگی مٹا دی مری اضطراب نے
جو تیر تیرے جگر مین ترازو نکل پڑے

ذی حوصلہ ہو گو کہ دل ناتوان بہت
اتنا کہان کہ توڑ کے پہلو نکل پڑے

کم التفاتیون سے ترے غم فزون ہوا
پوچھا جو ایک سیکڑون آنسو نکل پڑے

باہر حجاب ہوش سے ہی جلوۂ حبیب
جسکو نہ اپنے دل پہ ہو قابو نکل پڑے

آہون نے کسکی آج پریشان کر دیا
گھر سے جو تم کشادہ کیے مو نکل پڑے

برسون مین رنج دیسے مٹا بعد قرب عشق
جب کچھ خیال آ گیا آنسو نکل پڑے

پہلو سے اوسطرف نہ زیادہ سرکتے جاؤ
دیکھو کہین نہ تکیہ زانو نکل پڑے

تابان سا سلسلہ مطلع ہوا فلک پر رخ کا
نالہ رکے تو آنکھ سے آنسو نکل پڑے

سامان قتل مین یہ تری خودنمائیان
سرکی نقاب تھی ابرو نکل پڑے

اپنی خوشی کے ساتھ مرا غم نباہ دو
اتنا ہنسو کہ آنکھ سے آنسو نکل پڑے

دے اک طرف سے یون نہ فشار اضطراب دل
ان پسلیون سے دب کے یہ پہلو نکل پڑے

ہون جوش گریہ سے ہمہ تن چشم آرزو
جا آبلہ دبا دیا آنسو نکل پڑے

ادھر تو دور جام چل رہا ہی ادھر ایک ماہوش محو رقص و غنا ہی عجب طرح کا لطف ہی ہر ایک مست لا یعقل ہی آنکھون مین سرور دل مسرور ادھر تو نشہ شباب ادھر نشہ شراب آنکھون کے لال ڈورے عجب لطف دکھا رہے ہین ہر شخص جھوم رہا ہی یہ جلسہ دو بجے رات تک رہا بعد دو بجے کے **صاحبقران** نے **خواجہ** سے فرمایا کہ اب آپکی باری ہی **عمر ثالث** نے کہا کہ آپ نے مجھے کوئی گویا مقرر کیا ہی کہ ہر جلسہ مین مجھ سے فرمائش ہوتی ہی یہ امر میری شان کے خلاف ہی نہ کبھی باپ نے ایسا کیا نہ دادا نے ایک آدھ بار آپکی خوشی کیواسطے مین نے گا دیا اب آپ نے ہر مرتبہ فرمائش کرنا شروع کر دی **صاحبقران** نے فرمایا کہ تم بھائی ہمارے ہو گویئے تمہارے دشمن ہون اپنے گھر مین کوئی فعل عیب مین داخل نہین ہی ہان محبت غیر مین نہ چاہیئے اور ایسا تو تمہارے باپ نے بھی اکثر کیا ہی **خواجہ** نے کہا چلئے آپکے خیمہ مین گا کر سناؤنگا جس مقام پر طائفہ ناچتے ہین وہان بیٹھکر گاؤنگا آخر میرا اونکا کیا فرق رہا **امیر** نے فرمایا مین ابھی فرق بتائے دیتا ہون ایک تو اون لوگون کو روپیہ دیا گیا ہی جب ناچی گائی ہین دوسری زمین کے فرش پر گائی ہین تمہارے واسطے تخت بچھایا جائیگا اوسپر بیٹھکر گانا اور تمکو سردار بطور نذر اشرفی و جواہر دینگے یہ فرق تجھے علم ہوا **خواجہ** نے کہا اگر تم بہت پریشان کرتے ہو مگر خیر تمہاری خاطر منظور ہی انکار کرنے مین تمکو ملال ہوگا **صاحبقران** نے جلدی سے حکم دیا کہ اک تخت لا کر وسط بارگاہ مین بچھا دو اوسیوقت تخت لگا دیا گیا حاکم کی دیر تھی بلکہ اوسپر اک مسند بچھا دی گئی اب **خواجہ خضران** تخت پر آ کر چہار زانو ہو کر بیٹھے اور پہلے ستار لیا اپنا کمال دکھایا وہ گتین بجائین کہ ستاریونکو مات کر دیا بعد اوسکے بین کا کمال دکھایا باجے بجانے ہر قسم کے باج کو اسطرح بجایا کہ یہ معلوم ہوتا تھا زندگی بھر یہی کام کیا ہی ہر طرف سے تعریف کی

عبداللہ بختی سردار جھوم رہے تھے آخر مین سازنہ ملاکر اپنے شاگردونکو دیدیے اور خود ٹھمری ٹپہ دھرپت خیال راگون کو اسطرح گائے کہ کلاونت بھی سنتے تو کان پکڑ لیتے بعد اوسکے دھن گانا شروع کیا تو جہان چاہا رولا دیا اور جہان چاہا ہنسا دیا سبکے گانے نظرون سے گر گئے

غزل

خوش ہو جو مجھسے بھی دین آئے غم اور کوئی
مین ہون ہو جو باقی ہو ستم اور کوئی
ہو فراش بجھا کا کہ وہ دل رہے
عہد تو آپ کرین کھائے قسم اور کوئی
اسی جھگڑے مین رہا آج بھی پیمان نہ
جانے والا ہے ابھی ہو کے عدم اور کوئی
رہرو شوق ہون افتادہ ہے منزل میری
ہمدم یہ دیکھ لے لو قسم اور کوئی
بس مین لاکر کسی دل کو بھی خدا ہو لی
کم کسی سے نہین ہین ہم اور کوئی
اب یہ ایجاد کرین طرز ستم اور کوئی
جائے گا کیا کہ ہے سرمایۂ وفا کا مرا دل
ورنہ ہین آپ کوئی اور ہے غم اور کوئی
نہین چھپتی ہے چھپانے سے غم الفت صورت
وہ ہے خاموش تو کیونکر کہے غم اور کوئی
ترک کر ظلم نشان ڈھونڈ رسوائی کا
پاؤن تھوا ٹھکے اوٹھا گئے جو قدم اور کوئی
جب ہے رنج کو تغیر ہو سمجھے ہمدم
تو نہین بچا اوسکے دم اور کوئی
آرزو شکوہ بیداد کا پایا یہ جواب
خوش ہوا ہے اس مین کہ ہو صدمہ غم اور کوئی
تم سے جو ظلم ہوا ہو گی وہ ستم اور کوئی
ان طریقون مین یقین یار نکالے کیونکر
نہ یہ کہنا ہے مناسب کہ ہے غم اور کوئی
لاغری دیکھ مری اے کہ نہ رک یار
مین نہ ہو ڈھونڈ کا تو کہیگا کہ ہم اور کوئی
اوسکی سوگند ہے کیا جس سے تعلق چھوٹے
دل مہجور کا تازہ ہوا غم اور کوئی
جسکے نالے مین خدا ایسے اثر
آپ دل اور کو دین ڈھونڈ لین ہم اور کوئی

جسوقت خواجہ نے اس غزل کے شعر انکو اثر بھرے گایا ہر حالت کا نقشہ دکھا دیا سرسے غصہ و کجے اعتنائی معشوق پیدا تھی کسی ہوک سے حالت دردمندان ہویدا تھی عجب حالت کردی سننے والون کی خواجہ نے غزل موقوف کرکے اوٹھنا چاہا مگر رات باقی تھی صاحبقران نے اصرار فرمایا اور کہا خواجہ ہمارے سر کی قسم ایک چیز اور گا دو کہ اتنی رات یہ بھی بسر ہو جائے میان اس صحبت کو غنیمت جانو کل کیا معلوم کیا ہو کیا نہو ہر وقت دہن اجل مین تو بیٹھے رہتے ہین اگر وان ایسے ساحر سے نہ معلوم کون زندہ رہے کون نہ رہے ع

غنیمت شمر صحبت دوستان کہ گل پنج روز ست در بوستان

صاحبقران کے ساتھ ہی بادشاہ اسلام نے اصرار کیا سردارون نے بھی لجاجت کے ساتھ کہا خواجہ نے دوسری غزل شروع کی۔

غزل

یہ کسطرح کہون کہ اذیت نہین رہی
مطلب نکل گیا تو مروت نہین رہی
کیونکر عذاب جان ہو نہ فرقت کی کشمکش
کیا تم نے کہدیا کہ وہ حالت نہین رہی
ممکن ہے کچھ تصور کا ہو بھلا
آنکھون سے کہدیا کہ مروت نہین رہی
ساکت بنادیا مری آغوش تنگ نے
اتنا ہوا کہ دل کی وہ حالت وہ نہین رہی
پیر خیال ہے کہ مجھ ہو کے آبلے کی طرح
پوچھا جو تم نے حال تو شکایت نہین رہی
سنتے تو حال آشنا نہین کہہ کے مرض غم
اک بالش دل کی تنگی ہے حسرت نہین رہی
خوبان ہین جیسے داد کے غم درد معشوق
اب دیکھنے کی ضرورت نہین رہی
جلوہ دکھانے اب جو وہ آئے
وہ آنکی شوخیان وہ شرارت نہین رہی
اک شب کا شغل شمع تھا
وہ ولولے گئے وہ طبیعت نہین رہی
دل لیکے اب وہ اونکی طبیعت نہین رہی
جو چند بات کرنیکی طاقت نہین رہی
ایسا تھا مرا دل تمہین کہ شاد ہو
بیٹھے رہا کہ شکایت نہین رہی
دل اونکو دیکے پوچھ کیا عرض مدعا
جب کچھ اٹھانے کی طاقت نہین رہی
گو اضطراب وعدہ پیمان شکن نہین
جب صبح ہو گی تو وہ صورت نہین رہی
احسان یار [illegible] نے کیا

اوتنی دراز نے شب فرقت نہین رہی
ساقی معاف ہو مری گستاخی طلب
تیور بدل گئی وہ طبیعت نہین رہی
جس جگہ بنا فساد کی تھی کھو دیا اوسے
پہلو سے تم اوٹھے تو وہ حاجت نہین رہی
سب حسن اک غرور جوانی نے کھو دئے
بیہودہ مین رکھی تو وہ حسرت نہین رہی
راہین تمام مشق تصور نے کھولدین
جب لادا ہوئی تو اذیت نہین رہی
اب اسکے کہدیا مین ستمگار ہی سہی
ابھی بہک گیا ہون کہ عادت نہین رہی
بسمل بنائین گی یہ تری شوخیان کسے
جب دل نہین رہا کوئی حسرت نہین رہی
کوچہ مین اسکے دفن ہوئے بھی تو کیا ہوا
چین جبین رخ کی وہ صورت نہین رہی
ہے بند آنکھ دیکھیگا کسکو مریض ہجر
نکلنے مین اوسکے اب کوئی دقت نہین رہی
اک دل سے سو طرح کے نکلتے تھے آرزو
اب یہ صورت ہے کہ اب کوئی حجت نہین رہی
اظہار مدعا نے دکھایا برا اثر
کروٹ بھی اب تو لینے کی طاقت نہین رہی
یون دل تسلیون سے ٹھہر بھی گیا تو کیا
جو کل ہی تھی آج وہ تربت نہین رہی
تقدیر کی [illegible] کو وقت ہی ناکامی [illegible]
رحمت نہ سمجھے کہ ضرورت نہین رہی
غم کی خلش سے ہو گیا ناسور زخم دل
سب سے بلا ٹلی کہ وہ رقت نہین رہی

خواجہ نے جو بہ لحن داؤدی یہ غزل گائی سامعین وجد کرنے لگے اور عالم محویت اونپر طاری ہوا اور اسکے مضمون نے وہ دلکش اثر دکھایا کہ سب مبہوت ہوگئے واقعات و معاملات گذشتہ و موجودہ نگاہون کے نیچے پھرنے لگے جوانونکا تو ذکر ہی کیا ہی بوڑھے بھی اسطرح ٹھنڈی سانس لیکر اسطرح رہ گئے جیسے چراغ سحری بھڑک کر خاموش ہو جاتا ہی اور جوانونکو تو کئی روز تک اک سرور رہا عاشق مزاجون کے دل مین آگ اور بھڑک اوٹھی انتہائی محویت یہ تھی کہ وقت نماز صبح کا بھی کم باقی رہ گیا تھا جس وقت خواجہ نے گانا اپنا ختم کیا اور سردارون نے خیال کیا کہ وقت تنگ ہی لاحول پڑھ کر اوٹھے کہ ایسے ہم لوگ لہو لعب مین گرفتار رہے کہ خدا کو بھولے ہوئے تھے دم بھر مین بارگاہ خالی ہو گئی سردار جلدی جلدی اپنے اپنے خیمہ کی طرف روانہ ہوئے نماز سحری بجا لائے اور کشتیان حسب حیثیت لگا لگا کر خواجہ خضر اون کی خدمت مین بھیجین بادشاہ اسلام و امیر عالی مقام نے بھی بہت کچھ عنایت فرمایا خواجہ کو مالا مال کر دیا اب تین روز کے کسل کی وجہ سے یہ لوگ آرام لیتے ہین

لیکن یہان سے داستان طلسم نطاق کی آغاز ہوتی ہے

راویان اخبار و ناقلان آثار اس داستان ملالت عنوان و مصیبت نشان کو اس طرح معرض بیان مین لاتے ہین کہ جسوقت اوس کافر کافران اور دشمن دین و ایمان یعنے الوان تاجدار کو یہ خبر پہونچی کہ جسقدر سردار واسطے لشکر اسلام کے یہان سے گئے تھے اونمین سے کئی مارے گئے جسوقت کمک اہل اسلام کی پہونچی اور لشکر کفار نے شکست کھائی اور سب مسلمان ہو کر شریک اہل اسلام ہو گئے اور خضران نے جا کر بصیر جادو کو گرفتار کیا مع طلسمات توڑے طوفان بن سرکش جادو جو انمین مختار کار بصیر جادو کا وہ شریک اہل اسلام ہوا اور بصیر کو مار کر آنکھین سبکی روشن کین پس اسکو نہایت غصہ آیا اور کہا کہ مین نے تو یہ چاہا تھا کہ ان پا شکستونکو افسون ہی سے قتل کر دون کہ جو سحر نہین جانتے ہین مگر معلوم ہوا کہ جانین انکی سخت ہین یون نہ نکلین گی اب ساحرون کو بھیجنا چاہئے یہ خیال کر کے تین نامے اپنے ہاتھ سے تحریر کر کے بالائے ہوا اوڑا دئیے کہ ایک تو پاس مبہوت آسمان شگاف جادو کے پہونچا اور دوسرا امواج گرد باد کے پاس جا کر زانو پر گرا اور تیسرا زوبان جادو کے پاس پہونچا جسوقت اپنا نامہ مبہوت جادو نے پڑھا تو یہ تحریر دیکھا کہ اے مبہوت آسمان شگاف جادو اب یہ خدا پرست بغیر ساحرونکے قتل نہونگے لہذا تمکو حکم دیا جاتا

کرلشکر اپنا لیکر بیابان نہ **طاق** کی جانب روانہ ہوا اور لشکر خدا پرستان کا کام تمام کرو اور یہی مضمون نامۂ **مواج گرد باد** جادو کا تھا اور **زروبان جادو** کے نام تحریر تھا کہ اے مالک سرحد طلسمی تمکو چاہئے کہ بھوت اسمان شگاف و مولج گرد باد کو مع لشکر ساحران سرحد طلسم کے باہر پہونچادو اور پھر راستہ مسدود کردو واضح رائے ناظرین ہو کہ وہ دیوار جو بیرون طلسم بطور حصار ہے وہ بھی ساحر **زوبان** کے سحر کی ہے بس یہ حکم پہونچتے ہی **بھوت آسمان شگاف** و مواج گرد باد چالیس چالیس ہزار ساحرون کی جمعیت سے جانب بیابان نہ **طاق** روانہ ہوئے لشکر اسلام مین جلسہ ہو چکا ہی ایک روز دربار برخاست رہا کہ ہر شخص کسل مند تھا جب دوسرا دن ہوا تو امیر ثالث **بادشاہ اسلام** جلوہ افروز تخت شاہی و زینت بخش دنگل **صاحبقرانی** ہوئے سردار اپنی اپنی کرسیون دنگلون پر آکر متمکن ہوئے صلاح و مشورہ ہونے لگے کہ اب کیا کرنا چاہئے اسلیے کہ زبانی **قیصر عاد** کے معلوم ہوا ہی کہ اب کوئی سردار غیر ساحر لائق مقابلہ لشکر اسلام طلسم نہ **طاق** مین نہین ہے اور عجب نہین ہی کہ اب لشکر ساحرون کا آئے لہذا جس سردار کی نام فتاحی طلسم ہو وہ پہلے ہی کیون نہ روانہ ہو جائے کہ لشکر اسلام ستم ساحران و طلسم افسون گران سے محفوظ رہے یہی ذکر تھا کہ چوبدار ہر کارون کی گرد مین آلودہ پسینے مین غرق سامنے سے پیدا ہوئی آتے ہی ستا عبودیت پر سر کو جھکایا اور آداب شاہی بجالا کے دعا و ثناے بادشاہی مین لب و زبان سے کام لیا شعر رہے یہ شاہ یارب تا قیامت + مع جاہ و حشم تخت حکومت + اے خدیو فلک بارگاہ و سلطان عالیجاہ جانب طلسم نہ **طاق** سے اک ابر اوٹھا ہی کہ گرج اور چمک اسکی خلاف معمول ہے اور عنوان آمد لشکر ساحران کا معلوم ہوتا ہی فرمایا **بادشاہ اسلام** نے کہ جو مرضی خدا کیا چارہ ہے اوسوقت حکم ہوا کہ سراچۂ بارگاہ کے اوٹھا دیے جائین حسب الحکم خدام نے جلدی سے کام کو انجام دیا اور اب **بادشاہ اسلام** مع سرداران عالی مقام اوسطرف متوجہ ہوئے کہ جسطرف وہ ابر اوٹھا تھا دیکھا کہ اک ابر سیاہ ہے کہ برستا ہوا چلا آتا ہی کڑک اور گرج سے زمین کو زلزلہ ہے اور ابر مین ہزار ہا بجلیان چمک رہی ہین بارش شعلہاے آتش کی ہو رہی ہے لیکن کہ جو شعلہ جس درخت پر گرا اوسکو نخل آتش بازی بنا دیا دہڑ دہڑ جلنے لگا جس سنگ پر گرا اور وہ چٹک کر زمین پر گرا تو اوسکو سنگ سیاہ بنا دیا دریا مین گرا تو پانی کھولنے لگا اور صدہا جانوران آبی جانبر نہو سکے اس شوکت و شان سے یہ لشکر ساحران قریب پہونچا اور اب جو ابر شق ہوا تو دیکھا کہ دو ساحر مہیب کرگدنان سحر پر سوار جھولیان بکھاروے کی شکل جیونے گلون مین پڑی ہوئین رنگ دونون کے سیاہ آنکھین زرد لمبیت پر انکی ہزار ہا ساحر نہنگ و پلنگ و اژدر و مرکب **طاؤس و باز و عقاب سحر** پر سوار ڈیرو بجتے ہوئے سنکھ پھونکتے ہوئے گھنٹیون کی صدا بلند ترسول چنسول چمکتے ہوئے خداوند **الکوان** کی صدائین چلاتے سحر کی گلوئین ہاتھون مین ناریل ترنج نارنج سحر سنبھالے ہوئے اس شوکت و شان سے رو ہوا سے بالاے زمین اوترے اور خیمے برپا کیے **قیصر عاد** نے پہچانا اور نام دونون کے **صاحبقران** کو بتلائے اور عرض کی کہ یہ دونون ساحر اگرچہ ساحران طلسم نہ **طاق** مین کوئی وقعت نہین رکھتے ہین مگر تمام ساحران عالم سے افضل و بہتر ہین کہ انکا مقابلہ کرنا نہایت دشوار ہے مگر **الکوان** نے ان دونون کو بھیجا ہے کہ یہ کافی ہین یا **صاحبقران** انکے مقابلہ مین اگر خدا

کریم ہی اپنا فضل شریک حال کرے کریگا تو کچھ ہوگا ورنہ خیر و عافیت ہی اگر یہ خیال ہو کہ ساحران مطیع اسلام انسے لڑین گے تو ممکن نہین کہ کوئی ساحر انکا مقابلہ کرکے سرسبز ہو سکے فرمایا وہی پروردگار عالم پھر بھی فتح دینے والا ہے جسنے بڑی بڑی خداوندیان اپنے پاشکستہ بندون کے ہاتھ سے برباد کرا دین یہ فرما ہی رہے تھے کہ دیکھا جانب شمال سے اک چمک پیدا ہوئی اور آواز بادل کے گرجنے کی پیدا ہوئی دیکھا تو اک ابر فیروزہ رنگ پیدا ہوا کہ اوس ابر مین بجلی چمکتی ہوئی بارش فیروزہ و زمرد و یاقوت و نیلم کی ہوتی ہوئی نہایت زور شور سے آگے بڑھا اور لشکر اسلام کی طرف بڑھنے لگا سب نگران تھے کہ یہ کون آیا یکایک قریب پہونچکر وہ ابر شق ہوا اور اک ساحر اژدر سحر پر سوار آفتاب اوسکے سر پر سایہ افگن جھولی سحر کی لگی ہوئی پشت پر چالیس ہزار جادوگر مرکبان سحر پر سوار سپر تیغین ہاتھون مین لیے ہوئے لیکن اونپر تعریف الہی نعت رسالت پناہی مرقوم تھی صاحبقران نے پہچانا اور فرمایا کہ مریخ آفتاب علم مالک علم فیروزہ آتے ہین یہان سے طوفان شاہ بن سرکش جادو کو برائے استقبال روانہ کیا طوفان بھی تخت سحر اوڑا کر قریب پہونچا بطریق خداپرستان سلام کیا مریخ آفتاب علم نے جواب سلام دیا لیکن پہچانا نہین کیونکہ یہ ابھی تازہ مطیع اسلام ہے لیکن اتنا سمجھ لیا کہ یہ دوست ہے دشمن نہین ہے طوفان بن سرکش جادو مریخ آفتاب علم کو اپنے ہمراہ لیے ہوئے خدمت صاحبقرانی مین حاضر ہوا لشکر مریخ کا بمقابلہ لشکر کفار خیمہ زن ہوا مریخ نے صاحبقران کی دست بوسی کی اور یہ عرض کیا کہ غلام حسب وعدہ حاضر ہوا ہے صاحبقران نے فرمایا کہ خوب وقت پر پہونچے مریخ نے عرض کیا کہ قبل اسکے کچھ دن ایسے ناقص تھے کہ مناسب نہ معلوم ہوا کہ حاضر خدمت ہون اسلیے کہ اوسوقت دشمنون کا ستارہ مجھ پر غالب تھا اگر حضور بلا کے فکر کی علاوہ میرے بچانے مین بھی کوشش کرنا پڑتی صاحبقران نے فرمایا بہتر ہوا ورنہ ایسے ہی مصائب سخت مین مبتلا ہم بھی ہوئے جیسی آفت مین تم پھنس گئے ابھی چوتھا روز ہے کہ اوس آفت سے نجات ملی ہے مریخ نے عرض کی مجھے معلوم تھا کہ حضور سحر اکوان مین گرفتار ہو گئے تھے اگر مین اوسوقت موجود ہوتا تو مین بھی نہ بچ سکتا صاحبقران نے فرمایا کہ حیدران کی گو اوس اور پروردگار کی مدد تھی کہ پہلے طوفان بن سرکش جادو بادشاہ کو قضا و قدر جو ابھی تمہارے پیشوائی کو گئے تھے شریک ہوئے اور انہون نے اوس راز سے آگاہ کیا جو ہم لوگون کے مینا ہونے کے متعلق تھا ورنہ اگر ہم مینا ہوتے تو جو لوگ مینا تھے وہ نا مینا ہو جاتے خیر بہر طور پروردگار عالم نے اوس بلا سے نجات دی یہی باتین ہو رہی تھین کہ اک ابر اور نمودار ہوا کہ رنگ اوسکا مانند پر طاؤس کے تھا کڑک اور گرج بہت تیزی سے ہو رہی تھی بارش گلہائے زنگار رنگ کی ہوتی ہوئی آتے آتے یہ ابر بھی لشکر اسلام کی طرف متوجہ ہوا جسوقت قریب پہونچکر شق ہوا دیکھا کہ اک ساحر تاج بر سر تخت پر سوار پشت پر چالیس ہزار ساحر غدار بلائے بد آفت کے پرکالے جھولیان کاندھون پر ڈالے سپر تیغین ہاتھ مین لیے صاحبقران نے فرمایا کہ گنجور شاہ کی تعظیم لازم ہے یہ سنکر مریخ آفتاب علم اور طوفان بن سرکش جادو برائے استقبال روانہ ہوئے اور یہ دونون حسب الارشاد صاحبقران عالیشان اپنی شوکت و حشمت دکھلاتے ہوئے گئے

اور گنجور شاہ کو اعزاز و اکرام کے ساتھ لائے یہ بھی صاحبقران سے ملا اور دست بوسی کی صاحبقران نے اُس سے بھی سارا حال طوفان بن سرکش جادو کے مطیع اسلام ہونیکا اور قتل ہونا بصیر جادو کا سب بیان کیا اتنے مین جانب صحرا ایک گرد اوڑی اور اک جوان رعنا دس ہزار جوان سے آکر پہونچا صاحبقران نے صمدران وردگوش کو پہچانا تواضع ملکے خاطر مین ہو کہ یہ وہی نوشاہ ہے جسکی برات جنگل مین صف ماتم بچھا کے بھیجی تھی صاحبقران نے سمندر جادو کو مار کر اسے طلسم کجورہ سے رہا کیا تھا یہ بھی آکر شریک لشکر اسلام ہوا غرضکہ آمد لشکر ساحران مین تمام ہو گئی تھی صمدران بھی قریب شام آکر پہونچا تھا آج کی شب تو ان لوگون نے براحت و آرام بسر کی فقط طلایے کا گشت جاگتا رہا ساحرون نے حصار سحر باندہ لیے تھے کہ اگر کوئی دشمن آنکا قصد کرے تو پہونچ نہ سکے مگر جب دوسرا روز ہوا مبہوت آسمان شگاف کے لشکر مین طبل جنگ بجا ہرکارے خبر لیکر خدمت صاحبقران مین حاضر ہوے فرمایا ہمارے یہان بھی بفضل ایزدی و بہ تائید ربانی طبل جنگی بجے یہان خضران بن عمر حکم شاہی لیکر نقارخانہ سلیمانی مین آئے داروغہ نقارخانہ نے نذر دی خواجہ نے نذر لیکر داخل زنبیل کی اور پہلے چوب اوٹھاکر بھی طبل پر ماری اور آواز طبل سے پہلے کو دکر زمین پر آ گئے صدائے طبل سکندری سے تمام بیابان نہ طاق گونج اوٹھا درندے بھاگے پرندون نے شاخون سے اوڑکر شور مچایا گوش گردون دون کر ہو گئے ساحر اپنے اپنے مقام سے اوچھل پڑے کوئی اپنے عمل کا تکا تو سمجھا کسی نے جانا کہ رجعت ہوئی عجب طرحکا ہنگامہ برپا ہوا غرضکہ اب نقارچیون اور شہنائی نوازون نے اپنا کمال دکھانا شروع کیا دونون لشکرون مین تیاری جنگ ہونے لگی ساحرون کے آگے منقلین مدور شمن مین جوکے کھپے ہوے ہین بخور گوگل لوبان صندل کافور رائی کا آلا دانہ کا ہو رہا تھا اور کسی نے خوک کو جھٹکا کیا ہے اور اپنے پیرون کو بھینٹ دی ہے کسی نے بھینسے کے خون سے غسل کیا ہے سحر جگا رہے ہین آوازین یا سامری و یا جمشید کی بلند ہین ڈمرو گھنٹے سنکھ بج رہے ہین کہ یکایک طبل بجتے بجتے زمانہ شب کا برطرف ہوا اور خانہ شب سے صبح برآمد ہوئی - آمد شاہ خاور سے فوج انجم خوفناک ہو کر گریزان ہوے اور مہتاب عالمتاب کا چہرہ فق ہوا شکست پر رکھکر گوشہ مغرب کی طرف روانہ ہوا فوج شعاع نے لشکر تیرگی کو شکست دی طایران خوش الحان آشیانون سے نکل نکل مصروف نغمہ سنجی ہوئی مسلمانون مین شور اذان بلند ہوا کفار مین آواز یا خداوند اکوان بلند ہوئی غرضکہ جب دونون لشکر اپنے اپنے طریقہ کے موافق ادائے بندگی کرچکے تو صف آرائے میدان کارزار ہوے اوس طرف مبہوت آسمان شگاف معراج گرد باد نے اپنی فوج کے پرے جمائے اور خود بمرتبہ سرداری لشکر سے آگے نکل کر گردن سحر پر سوار کھڑے ہوے اس طرف بھی اسی ہزار ساحرون نے پرے جمائے اور مریخ آفتاب علم و گنجور شاہ و طوفان بن سرکش جادو اپنے اپنے مرکب پر سوار آگے لشکر کے کھڑے ہوے بادشاہ اسلام مع صاحبقران نامدار عالیمقام و سرداران ذوالاحترام ایک طرف صف آرائے معرکہ کارزار ہوے لیکن بعد صفوف آرائی مبہوت آسمان شگاف نے سحر کیا دستک دی کہ اک پتلا تبر سحر لیے پیدا ہوا پوچھا کیا حکم ہے مبہوت نے کہا کہ جاکر میدان صاف کر پتلے نے آن واحد مین تبر سے درختون کو کاٹ کر

میدان صاف کردیا اور پاؤن مار کر غرق زمین ہوگیا اسطرف گنجور شاہ نے کچھ اسم سحر پڑھا کہ زمین کو زلزلہ سا پیدا ہوا اور پستی و بلندی زمین برابر ہوگئی اسکے بعد امواج گرد بادنے کچھ سحر کیا کہ جاروب سحر پیدا ہوئی اور ہوائے تند چلی کہ تمام میدان صاف ہوگیا جہاڑی جھنکاڑ سمٹ کر ایک جا ہوگئی اب طوفان بن سرکش جادو نے کچھ اسم سحر پڑھا کہ اک ٹکڑا ابر پیدا ہوا۔ اور اُس سے بارش ہوئی اور گرد بیٹھ گئی طوفان بن سرکش جادو نے مرکب سحر بڑھایا اور سامنے تخت بادشاہ اسلام کے آکر مجرا کیا اجازت میدان چاہی فرمایا کہ ابھی کیا ضرورت ہی تم تازہ مہمان ہوا سقدر عجلت نہ چاہیے طوفان نے عرض کی کہ ہرچند کہ مین لائق مقابلہ نہین ہون اسواسطے کہ جو ساحر اندرون طلسم نہ طاق کے رہنے والے ہین وہ ادنے ادنے بیرون طلسم کے اعلے ساحرون سے بہتر ہین مگر ہم لوگ اسی واسطے ہین کہ جان نثاری کرین اور اسکے ماسوا مین اون دونون کو سمجھادونگا اگر نہ مانینگے تو مجبوراً لڑونگا فرمایا اچھا جاؤ حافظ حقیقی نگہبان ہی طوفان بلدگر مرکب پر سوار ہوا اور رخ میدان کارزار کا کیا جسوقت سامنے مہبوت آسمان شگاف کے پہونچا کہا اے مہبوت نشہ کفر کو سر سے دور کر خواب غفلت سے چونک خداوند کریم کو پہچان اکوان پرستی سے باز آ مہبوت نے کہا کہ اگر تو برائے مقابلہ آیا ہی تو ہوشیار ہو جا اور وار کر اور اگر سمجھانے آیا ہی تو واپس جا کسی ایسے کو بھیج جو سر میدان داد سحر و ساحری دے اسلیے کہ یہ میدان جنگ ہی محفل وعظ و پند نہین ہی طوفان نے کہا کہ پہلے تو مین برائے فہمائش ہی آیا تھا لیکن اگر تو نہین مانتا اور طالب جنگ ہی تو وار کر یہ سنکر مہبوت بہت ہنسا اور کہا کہ مجھ سے کہتا ہی کہ وار کر مرے وار سے بچ سکے گا طوفان نے کہا اگر خدا بچائے گا۔ تو بچونگا مین مطیع اسلام ہو چکا پیشدستی نکرونگا اور میدان مین پہلے نکلنا یہ بھی آئین اسلام کے خلاف تھا مگر مین بارادہ جنگ آیا تھا اسی باعث سے پیش قدمی کی آپ تو مجھے عرصہ کارزار مین نہ سمجھ بلکہ صف لشکر اہل اسلام مین تصور کر مہبوت نے کہا کہ اب مین تجھے زندہ تھوڑے پلٹ کے جانے دونگا یہ کہکر کچھ اسم سحر پڑھ کر اک دوہتڑ مارا کہ دو برقین اور کڑکین کڑک کر طوفان پر گرین طوفان بن سرکش مرکب سے کود کر زمین مین غرق ہوگیا برقین مرکب پر گرین کہ مرکب کے دو ٹکڑے ہوے اور اک شعلہ نکلا کہ برقین مع مرکب جلکر خاک ہوگئین لیکن طوفان بن سرکش جادو طبقہ زمین کا توڑ کر نکلا برابر مہبوت کے اور اک ہاتھ تیغہ سحر کا مارا کہ گردن گردن مہبوت کی قلم ہوئی مہبوت کود کر علیحدہ ہوا لیکن خون جو کہ گردن کے گلے سے نکلا وہ اک شعلہ بنکر گرا کہ گردن کو جلا کر خاک کر دیا اس سحر کی گنجور شاہ اور مریخ آفتاب حلم نے تعریف کی لیکن مہبوت آسمان شگاف نے جو دیکھا کہ اس نے برابر سے جواب سحر دیا مین نے اسکا مرکب مارا تو اس نے میرا مرکب مارا برسون کا ریاض خاک کردیا اب پھر کوئی چلے کھینچون تو مرکب سحر تیار کرون لیس اوسیوقت زمین پر قلطاک مارکر صورت اپنی اک فیل مست کی پیدا کی اور طوفان بن سرکش جادو کی طرف چلا طوفان نے بھی اسکو آتے دیکھکر زمین پر اک لوٹ لگائی اور صورت فیل کی پیدا کی اور دونون لڑنے لگے گھونسا چلنے لگا ٹکرون کی صدا سے تمام صحرا گونج گیا دونون لشکر تماشا دیکھ رہے ہین لڑتے لڑتے یہ حالت ہوئی کہ دونون ہانپنے لگے اگر ایک اسکو دس قدم تک ریل لیجاتا ہی تو وہ بھی اوسکو دس قدم تک ریل لاتا ہی کہ اک مرتبہ جھپٹ کر مہبوت

آسمان شگاف نے اک ٹکر ماری کہ اگر کوہ بھی ہوتا تو شق ہو جاتا طوفان نے ٹکر تو اوسکی رد کی مگر دم کہڑی کر دی اور اک چیخ ماری گنجور شاہ اور مرزخ آفتاب علم کو بے اختیار ہنسی آگئی اور بادشاہ اسلام سے کہا کہ اب اثار اچھے نہین معلوم ہوتے ہین وہان مہوت نے طوفان کو سونڈ مین لپیٹا اور کھینچتا ہوا اپنے لشکر مین چلا گیا زنجیر سحر پانوئین ڈالکر اک نخل سحر سے باندہ دیا مواج گرد باد جادو نے اپنا ارگدن نکالا اور میدان مین آکر ہیبت دی کہ باش فرقہ خداپرستان وگروہ مسلمانان جسکو تمنا ہو مرگ ناآرزوے قضا ہو وہ نکلے میرے مقابلہ کو یہ سنکر گنجور شاہ نے اپنا تخت سحر بڑہایا اور سامنے تخت بادشاہ اسلام کے آکر مجرا کیا اجازت میدان مانگی فرمایا جاؤ خدا کی حفظ وامان مین تمکو دیا گنجور شاہ نے سلام کیا اور بار دگر تخت پر بیٹھکر رخ میدان کارزار کا کیا جسوقت سامنا مواج گرد باد جادو کا ہوا مواج نے اواز دی کہ اے گنجور شاہ تو بڑا نمک حرام ہی کہ مسلمانون کا شریک ہوا اور وہ خداوند جس نے تجھے خاک سے پاک کیا اور اس مرتبہ کو پہونچایا کہ تو بادشاہ کہلایا تو اوس سے پھر گیا گنجور شاہ نے جواب دیا کہ نمک حرام تو ہی یا مین ہون جسوقت سمندر شاہ نے مجکو قید کرکے قتل کرنا چاہا اوسوقت جسنے مجھے بچایا وہ میرا آقا و جان بخش ہی الکوان کیسا خداوند تھا کہ ایک کے ہاتھ سے دوسرے پر ظلم ہوتا اوس نے روا رکھا اور خبر نہ لی پس معلوم ہوا کہ اوسکی خداوندی باطل ہی اور وہ اک رنگا ہوا سیار ہی جس نے میری جان بخشی کی مین نے بھی اوسکا ساتھ دیا اور تو اسوجہ سے نمک حرام ہی کہ اپنے بادشاہ کو جسے تو خداوند سمجھتا ہی سمجھا کر توبہ نہین کرواتا راہ تپاک نہین بتاتا بلکہ سجدہ کرکے اوسکے دماغ مین بوے خداوندی پیدا کر دی ہی اب تو نمک حرام و بدخواہ ہی یا مین ہون اگر الکوان تاجدار اہل اسلام اختیار کرے تو مین اب بھی اسکی غلامی سے باہر نہین ہون ورنہ انہین مسلمانون کے ہاتھ سے جنہین تو امر وہ بے دست و پا سمجھے ہی مین اوس خاک مذلت پر گرنا ہوگا کہ ساری خداوندی کسی راستے سے نکل جائے گی اور اسطرح پامال ہو جائے گا کہ رہا سہا دریا و مرغان ہوا اوسکے حال پر گریہ وزاری کرین گے مواج نے کہا کہ بس اپنی زبان کو سنبھال اور توبہ کر ایسا نہو کہ زبان تیری زبان جلجاے تو خداوند کی شان مین ایسے کلمات لاطائل زبان پر لاتا ہی دیکھ تو کیسی سزاے معقول اس زبان درازی کی تجھکو دیتا ہون یہ کہکر جھولی پہ ہاتھ ڈالا اور اک ترنج سحر نکالکر کچھ اسم سحر دم کرکے زمین پر مارا کہ فی الفور لگ گیا اور اک درخت پیدا ہوا کہ شاخین اوسکی بازوؤن مین گنجور شاہ کے لپٹ گئین پس یہ دیکھتے ہی گنجور شاہ نے پانون زمین پر مارا کہ تڑپ کر دو پتلے تبر ہاتھون مین لئے ہوئے زمین سے نکلے اور شاخین کاٹ کر بازو گنجور شاہ کے کہول دئے اور درخت کو جڑ سے کاٹ کر گرا دیا مواج نے یہ دیکھکر کہ سحر تیرا رد ہوا ناریل جھولی سے نکالکر زمین پر مارا کہ اوس سے شعلہ پیدا ہوا۔ اور اون پتلون پر گرا پتلے جلکر خاک ہوے اور وہ کٹی ہوئی شاخین درخت کی پھر بصورت شجر بنین اور اونمین پھل پیدا ہوے اور جو پھل اونمین سے گرا وہ شق ہوا اور اسمین سے ایک ایک پتلا شمشیر بکف پیدا ہوا اور گنجور شاہ کی طرف چلا گنجور شاہ نے تیغ کھینچی اور جو پتلا قریب آیا اوسپر اک ہاتھ ایسا لگا کر پتلے کے دو ٹکڑے کئے اور اک شعلہ بھڑک کر رہ گیا لیکن دیکھا گنجور شاہ نے کہ جتنی دیر مین ایک قتل ہوتا ہی

دس اور پیدا ہو جاتے ہین اور ہوا سے درختونکو حرکت ہے پھل برابر گر رہے ہین اور مشتق ہو رہے ہے تہوڑے عرصہ مین اک فوج جمع ہوگئی اور پتلون نے ہر طرف سے گھیر لیا مریخ آفتاب علم نے آواز دی کہ اے گنجور شاہ کس غفلت مین ہے یہ تمہارے قتل کیے قتل ہو سکین گے کیون نہین فوج طلسمی سے کام لیتے ہو اوسوقت گنجور شاہ نے جھولے سے اک گلدستہ نکالکر کچھ اسم سحر پڑہکر زمین پر مارا کہ گرتے ہی اوسکی ہر ایک پنکھڑی علیحدہ ہوگئی اور ہر پنکھڑی سے ایک ایک پتلا شمشیر بکف پیدا ہوا اور اون پتلون سے لڑنے لگا خوب تلوار چلنے لگی گنجور شاہ کے پتلے طلسمی نے جس پتلے پر ہاتھ مارا دو ٹکڑے ہوئے اور مواج کے سحر کے پتلے طلسمی پر تلوار ماری کچھ اثر نہوا اودھر اونہین طلسمی پتلون مین سے اک پتلا آرا لیے پیدا ہوا اور دم بھر مین درختونکو کاٹ کر ڈالدیا اور پتلونکو فوج طلسمی روکے ہے جب درخت کٹ گئے تو اوسی پتلے نے اپنی زبان مین نشتر دیکر خون لیا اور اون درختون پر مارا کہ آگ لگ گئی اور سب دہڑ دہڑ جلنے لگے آن واحد مین جلکر خاک سیاہ ہو گئے اور پتلہاے طلسمی نظرون سے پوشیدہ ہو گئے یہ دیکھکر مریخ آفتاب علم نے بہت تعریف گنجور شاہ کی لیکن مواج گرد باد کو نہایت غصہ آیا اور جھولی سے خاک نکالکر کچھ اسم سحر پڑہکر دم کیا کہ وہ خاک چکر مارتی ہوئی مانند بگولے کے چلی اور گنجور شاہ کو ہر چہار طرف سے گھیر لیا لیکن یہ معلوم ہوا کہ دم گھٹنے لگا اور گنجور شاہ نظرون سے پنہان ہو گیا اور مواج گرد باد نے آواز دی کہ پکڑ لاؤ اسکو اور وہ بونڈلا چرخ کہاتا ہوا گنجور شاہ کو کھینچکر طرف لشکر کفار کے لیچلا بس کہ گڑگڑاہٹ پیدا ہوئی اور دیکھا کہ وہ بونڈلا گرد کا شق ہوا اور اک آفتاب چمک کر نکل آیا خاک زمین پر بیٹھ گئی اور نعرہ کیا گنجور شاہ نے کہ دیکھا تو نے یون نکل جاتے ہین ایسا روک میرے وار کو یہ کہکر دونون اونگلیان جھٹکین کہ اونسے دس آفتاب پیدا ہوئے اور کڑک کڑک کر مواج کی طرف چلے جب مواج گرد باد نے جو اون آفتابونکو اپنی طرف آتے ہوئے دیکھا کچھ اسم سحر پڑہکر آواز دی کہ آؤ اور جو مقام اصلی تمہارا ہے وہان بیٹھو اور اصلی صورت اپنی پیدا کرو یہ کہکر دونون ہاتھ بلند کر دیے دیکھا تو وہ آفتاب طلائی حلقے بنکر دسون اونگلیون مین اوتر آئے بس مواج نے آواز دی کہ اے گنجور شاہ دیکھا تمنے بس یہی سحر تمہارا تھا۔ جسکو مین نے اپنی اونگلیون مین روک لیا اب اسی سحر کو دیکھو کہ دوست تمہارا دشمن ہوا۔ اور تمہارے ہی پیر تمہاری فکر مین آئے ہین ہشیار رہنا یہ کہکر اوس نے کچھ اسم پڑہکر وہی طلائی حلقے گنجور شاہ کی طرف کھینچ مارے کہ وہ دسون حلقے دس شعلے بنکر گنجور شاہ پر چلے گنجور شاہ نے دیکھا کہ سحر میرا اوسنے پلٹ دیا بس فوراً پاؤن مار کر غرق زمین ہو گیا شعلے بالائے زمین ہر طرف تلاش کرنے لگے کہ اک مرتبہ گنجور شاہ نے طبقہ زمین کا توڑا اور قریب مواج کے نکلا تو اک ناند پانی سے بھری ہوئی اوسکے ہاتھ مین تھی شعلون نے جو گنجور شاہ کو دیکھا لپک لپک کر چلے لیکن جو شعلہ قریب پہونچا گنجور شاہ نے ہاتھ سے اشارہ کیا وہ شعلہ ناند مین گر کر گل ہو گیا اسیطرح دسون شعلے گل کر دیے مواج نے جھپٹ کر اک گولا فولادی ناند پر مارا کہ ناند ٹوٹی اور پانی نے نکلکے گنجور شاہ کو گھیر لیا دیکھا گنجور شاہ نے کہ یہ عمل بھی اوسنے پلٹ دیا اور

ہر چہار طرف دریائے مواج نظر آنے لگا گنجور شاہ اوس دریا مین ڈوبنے لگا اور
نہنگ اوسمین پیدا ہوا اور گنجور شاہ پر حملہ کرنے چلا بس گنجور شاہ نے جھولی سے کچھ
دانے ماش کے نکالے اور کچھ اسم سحر دم کرکے اوس نہنگ پر مارے کہ تڑاقے کی صدا بلند ہوئی
اور طبقہ زمین کا شق ہوگیا نہنگ مع دریا اوس غار مین سما گیا اور زمین پھر برابر
ہو گئی ان دونون مین قیامت کے سحر ہو رہے ہین کہ دونون طرف کے ساحر
تعریف کر رہے ہین لشکر اسلام مین لوگ حیرت سے تماشا دیکھ رہے ہین کہ کیونکر
یہ سامان فوراً پیدا ہوتے ہین اور پھر غائب ہو جاتے ہین کہ اک مرتبہ
گنجور شاہ نے جانب آسمان دیکھا اور آواز دی کہ اے عقربان سحر لینا دشمن کو
کہ یہ سحر کشی و ایذا رسانی سے باز نہین آتا تم بھی وہ نیش زنی کرو کہ حقیقت اپنی
بھول جائے اور سحر سے توبہ کرے بس یہ آواز سنتے ہی اک لکۂ ابر پیدا ہوا
اور سر پر مواج کے پہونچکر گرجا کہ بارش عقربون کی ہونے لگی جو بچھو مواج پر گرا
اور اوسنے نیش مارا مواج چیخ اوٹھا اب یہ حالت ہوئی کہ ہزارہا بچھو مواج کے
تن بدن مین لپٹ گئے اور نیش مارنا شروع کئے موج کی یہ حالت ہوئی کہ سحر و ساحری
بھول گیا کھجانا شروع کیا اور تمام جسم نوچنے لگا لیکن جہان ہاتھ لگایا بچھو نے ہاتھ مین
ڈنک مارا تڑپ گیا تمام میدان مین ناچتا پھرتا ہے اوسی حالت اضطرار مین یہ تو
دوڑ رہا ہے بچھو دم لینے کی فرصت نہین دیتے جسطرف بھاگ کر جاتا ہے
ابر بھی ساتھ ہے بچھو برابر برس رہے ہین مرّیخ آفتاب علم کو یہ حالت
اسکی دیکھکر ہنسی آگئی تمام لشکر اسلام مع بادشاہ و سرداران کمالی مقام
کو مارے ہنسی کے لوٹنے لگے تعریف گنجور شاہ کی ہونے لگی اوسی حالت اضطرار
مین مواج نے اک بال اپنے سر کا توڑ کر پھینکا کہ صورت اوسنے اژدر کی پیدا
کی اور دم کشی کرکے تمام بچھوؤنکو نگل گیا اور ابر کی طرف دیکھکر ایسی سانس
کھینچی کہ تمام ابر دہن اژدر مین جا کر غائب ہوگیا اور شکم اژدر شق ہوا اوس سے
سانپ پیدا ہوئے اور گنجور شاہ کی طرف چلے اژدر تو اک خول ہوکر رہ گیا
لیکن سانپون نے گنجور شاہ پر حملہ کیا گنجور شاہ نے اک دوہتڑ مارا کہ صحرا کی
طرف سے اک سپیرا بانسری ہاتھ مین لئے ہوئے پیدا ہوا۔ اور بانسری
بجانا شروع کی جتنے سانپ تھے سب مجتمع ہو گئے جوگی نے سبکو پکڑ پکڑ کر پٹارہ
مین بند کیا اور صحرا کی طرف چلا مواج نے کہا او گنجور شاہ تو چاہتا
ہے کہ مین سحر کو اسیر کردون مجھے بھی تو اپنی حکومت دکھاتا ہے خبردار ہوشیار
ہو جا دیکھ مین سحر اپنا چھوڑائے لیتا ہون اور تیرا سحر اوٹھائے دیتا ہون یہ کہکر
اک اسم سحر دم کرکے چند دانے ماش کے پڑھکر پھینکنے لگا دیکھا کہ جوگی
نے پٹارا پھینک دیا گریبان پھاڑ ڈالا تو بھی حلق مین پھنس گئی پٹارا کھل
گیا اور سانپ جوگی سے لپٹ گئے بس یہ دیکھتے ہی گنجور شاہ نے اک
طاؤس گلی جھولی سے نکال کر کچھ اسم سحر پڑھکر پھینکا کہ اوسنے پر پرواز پیدا کئے

اور وہ سانپون پر آ کر گرا دم بھر مین سانپ نگل گیا بس یہ دیکھتے ہی مواج گرد باد جادو کو طیش آیا اور آواز دی کہ اے گنجور شاہ غضب کیا تو نے کہ میرے سحر کو مٹا دیا کہان جائے گا بچکر کہ مین بھی تیرے سحر کو مٹائے دیتا ہون یہ کہکر زمین پر غلطک ماری اور اور شکل اپنی اک باز کی پیدا کی اور طاؤس کی طرف اوڑکر چلا طاؤس بھاگا باز نے پیچھا کیا اور پکڑ کر طاؤس کو جوگی کے اوپر لایا اور منقار سے گلا کاٹ دیا کہ خون نکلا اور شعلہ بنکر گرا طاؤس اور جوگی دونون جلکر خاک ہو گئے یہ دیکھکر گنجور شاہ نے بھی غلطک ماری اور یہ بھی باز بنکر اوڑا اور مواج گرد باد جادو کی طرف چلا دونون لڑنے لگے پنجے چلنے لگے کبھی اوڑتے ہوئے زمین پر آتے ہین کبھی پھر ہوا پر جاتے ہین پنجے پر منقار چل رہی ہی لوگ دونون طرف کے تماشا دیکھ رہے ہین کہ نہ کبھی یہ کم پڑتا ہی اور نہ وہ مرسخ آفتاب علم نے بادشاہ اسلام سے عرض کی کہ یہ دونون برابر کے ساحر ہین کوئی کسی سے کم نہین پڑے گا دیکھیے اسکا فیصلہ کیا ہوتا ہی یقین تو ہی کہ دونون زخمی ہون اور اب دن بھی کم رہگیا ہی تاریکی ہوئی اور دونون علیحدہ ہو جائین گے اسلیے کہ اسوقت دونون باز بنے ہوئے بیٹھے ہوئے ہین انمین سب خاصیتین جانورون کی سمجھیے قاعدہ سحر یہ ہی کہ ساحر جو پیدا کرتا ہی وہی خاصیتین بھی اوس مین پیدا ہو جاتی ہین کل البتہ یقین ہی کہ انمین دونون مین لڑائی ہوگی انجام مین دونون بے سحر ناقص ہو جائین گے اور برسون کے ریاض خاک ہو جائین گے اگر ارشاد ہو تو گنجور شاہ کو سمجھا کر مین سامنا کرون فرمایا یہ خلاف ہی آج رہنے دو کل تم ہی نکلنا گنجور شاہ کو منع کر دینا مرسخ آفتاب علم خاموش ہو رہا لیکن وہان دونون ساحر اوسی طرح سے باز بنے ہوئے گتھے ہوئے ہین برابر پنجہ چل رہا ہی اسنے اوسکے پر نوچ ڈالے ہین اوس نے اوسکے پر نوچے ہین خون بہ رہا ہی لیکن دونون برابر لڑ رہے ہین کہ یکایک جانب طلسم نہ طاق سے کڑاکے کی صدا بلند ہوئی اور بالائے ہوا اک جوگی بڑے بڑے جٹائین لٹکتی ہوئی جال ہاتھ مین لیے پیدا ہوا اور قریب آ کر آواز دی کہ او مواج ہٹ جا یہ تیرا کام ہی کہ بادشاہ طلسم کو اسیر کرے گا یہ سنتے ہی مواج الگ ہٹا جوگی نے اوس باز پر جال مارا کہ جو در اصل گنجور شاہ تھا اور پکڑ کر مواج کے حوالہ کر دیا اور نعرہ کیا کہ منم استاد خداوند اکوان یہ کہکر ہوا پر اوڑتا ہوا جانب طلسم نہ طاق روانہ ہوا گیا یہان مواج گرد باد خوشی خوشی گنجور شاہ کو باندھے ہوئے اپنے لشکر مین آیا اور اک قفس آہنی جو سحر کا ساختہ تھا باز کو بند کر کے درخت سحر مین لٹکا دیا اہل اسلام گنجور شاہ و طوفان بن سرکش جادو کے اسیری سے نہایت غمگین ہوئے لیکن چونکہ شام ہو چکی تھی آفتاب قریب غروب تھا طائر تک اپنے اپنے آشیانون کی طرف جا رہے تھے سیاہی پردہ پوش عالم ہوئی تھی راہ جنگ جدل مسدود ہو چکی تھی طبل باز گشت پر چوٹ پڑی کفار نقارہ فتح فیروزی بجاتے ہوئے گنجور شاہ و طوفان بن سرکش کو ہمراہ لیے ہوئے اپنی فرودگاہ پر آئے اور اہل اسلام نہایت غمگین و محزون اپنے ڈیرون پر آئے بادشاہ اسلام داخل بارگاہ ہو کے صاحبقران ز

بادشاہ اسلام سے عرض کی کہ اب حضور بارگاہ سلیمانی ہی مین فروکش رہین اسواسطے کہ لشکر ساحرون کے اوترے ہوئے ہین ایسا نہو کہ کوئی افتاد پڑے بادشاہ اسلام نے صاحبقران عالیمقام سے اشارہ کیا کہ بلکہ آپ اور شہنشاہ گوہر کلاہ آصف انجم ماہ طلعت وغیرہ جملہ سردار یہین رہین تو مناسب ہے مریخ آفتاب علم نے عرض کی کہ جسوقت تک غلام آپکے لشکر مین موجود ہے اسوقت تک کوئی تردد نہ فرمایئے مجال نہین ہے کہ پرندہ پر مار سکے صاحبقران نے فرمایا بہتر ہے لیکن وہان بہوت آسمان تیغگاف اور مواج گرد باد نے پھر طبل بجوا دیا اور تیاری جنگ کردی ہرکارے خبر لیکر لشکر اسلام مین آئے یہان بھی بحکم بادشاہ اسلام نقارہ رزمی نوازش مین آیا دونون طرف تیاری جنگ ہونے لگی اب انکو تو اسی حالت مین چھوڑا جاتا ہی اور چند **کلمۂ داستان ملکہ آسمانہ کے تحریر** ہوتے ہین کہ بعد اوٹھ جانے سکندر رستم خو کے یہ لوگ رنجیدہ بیٹھے ہین کہ دیکھئے پروردگار عالم کب اوس شہریار عالیوقار سے ملاتا ہے اور کس دن زیارت اوس راہبر دین اسلام کی نصیب ہوتی ہے آسمان شاہ کو ہروقت بھی فکر وخیال ہے اسلیئے کہ جب سے شاہزادہ سکندر رستم خو کو جن لیگیا ہے ملکہ کے صدمہ نے اسقدر ترقی کی کہ راز عشق ظاہر ہوگیا نوبت دیوانگی کی ہوگئی باغ مین دیوانہ وار پڑی پھرتی ہی وہ چاند سے رخسار ماند ہوگئے ہین تمام چہرۂ زیبا پر پڑا ہوا بال سر کے کھلے ہوئے درختون سے لپٹ لپٹ کر روتی ہے اگر کوئی سمجھاتا ہے اور منع کرتا ہے تو خودکشی کا قصد کرتی ہے لوگ مارے خوف کے قریب بھی نہین آتے تو کون ایسی کو سمجھائے اور دامن نیکنامی مین بدنامی کا داغ لگائے کوئی یہ نہ کہیگا کہ اچھا کی کیواسطے منع کیا تھا بلکہ سب یہی کہینگے کہ فلان نے شاہزادی کی جان لی تو نیکی برباد گناہ لازم ہمین کیا چاہیے مٹی بن کے چپکے رہئے کوئی کہتا تھا کہ یہ مثل کہی ہی کہ دلاری بیٹی چنڈال ہوتی ہے ماں باپ کا لاڈ اولاد کو خراب کرتا ہے علی الخصوص بیٹی ذات کو اسقدر دباؤ مین رکھے کہ ہنسنے نہ دے ورنہ ایسی ہی انجام پیش ہوتے ہین بھلا مانا کہ وہ شخص عالی خاندان ہی اور یہ بھی فرض کرلیا کہ شادی بھی اوسی کے ساتھ ہوگی لیکن ابھی تک تو وہ محرم نہین ہے مثل شادی کے کواری لڑکی جب اپنے شوہر فرضی کے واسطے اپنی یہ حالت بنائیگی تو زمانہ سوا اس کے کیا کہیگا کہ پہلے ہی سے یہ ٹھکا ہوچکا تھا جب یہ شاہزادے اوس لڑکی سے پھنس گئے بادشاہ نے بدنامی مٹانے کو اوسی کے ساتھ شادی بھی کردی لیکن کون کہے شاہ شہریار کا معاملہ ذرا کوئی بات منہ سے نکالین اور اونکے خلاف گذرے تو زن بچہ سب کو لہو مین پلوا ڈالا جائے کس کی ماں نے دھونسا کھایا ہے جو منہ سے نکالے جو جیسا کرے گا ویسا آپ ہی پائے گا ہمین کیا نمک کھایا ہے دل جلتا ہے تو اتنا بھی منہ سے نکالتے ہین لیکن ملکہ اپنے ہوش ہی مین نہین ہے کہ کسی کی شرم کرے دماغ قابو مین ہو تو ذہن مین آئے کہ ہم کیا کرتے ہین اوسے تو ہر وقت اک رٹ لگی ہوئی ہے کہ آیئے منت کی شمعین روشن کیجیئے اتنے دنون کے بعد آیئے آپ بھی سامنے نہین آتے کبھی اس درخت کے نیچے چھپ جاتے ہو کبھی اوس درخت کی آڑ مین ہو جاتے ہو دیکھو مین وہین آتی ہون یہ کہکر اودہر سے اودہر دوڑ جاتی ہے اودہر سے ادہر دوڑی آتی ہے کہتی ہے لو مین ادہر آئی تو اودہر چلے گئے اے صاحب یہ بے چاہنے والون سے

سیٹی بجاتی ہین کبھی عاجز ہوکر رونے لگتی ہے بال سینہ پر بکھرے ہوے تماشا تماشا ہین کہ دیکھا ان ہوئیں آنکھون پر وحشت برس رہی ہے باتین اور حرکتین دیکھکر لوگون کے دل ٹکڑے ہوتے ہین کلیجا پھٹتا ہے جب اس حالت نے طول کھینچا اور ہمنشینون کے چھپائے نہ چھپ سکا تو خبر ملکہ کی مان کو ہوئی پہلے تو ملکہ کو نہایت غصہ آیا کہ یہ کیا حرکت ہے اچھی ایسی لڑکی کا جینا کس کام کا لیکن جب وزیرزادی نے سمجھایا کہ حضور کیسی باتین فرماتی ہین اسوقت آپکو غصہ ہے کچھ انجام پر نظر نہین ہے لیکن اگر بادشاہ کو خبر ہوگئی اور جہان پناہ نے ملکہ کے ساتھ غیرت کا برتاؤ کیا تو ہاتھ مل کر رہجائیگا کہ ہائے مین کیا جانتی تھی کہ بادشاہ دشمن ہوجائے گا اس سے بہتر یہی ہے کہ اس معاملہ کو یونہین رہنے دیجیے ملکہ کی مان نے کہا کہ بادشاہ کو کبتک خبر نہوگی ایک نہ ایک دن یہ حال کھلیگا ضروری اوس وقت کیا ہوگا وزیرزادی نے عرض کی کہ حضور کہدیا جائیگا کہ آپ بھی دیوانے کی باتون پر جاتی ہین جب دماغ مین خلل آیا تو وہین لگ گئی کیا سڑی کے فعل سمجھے بوجھے ہوتے ہین اوسوقت جو موج آگئی جو دھن سوار ہوگئی ملکہ خاموش ہو رہی یہانتک کہ رفتہ رفتہ وہی انجام پیش آیا کہ خبر آسمان شاہ کو ہوئی کہ ملکہ ماہ پارا کو جنون ہوگیا اور دیوانی بنی ہین وہ ایسی ایسی باتین کرتی ہین جو عزت کے خلاف دامن عصمت کی چاک کرنے والی ہین آسمان شاہ نے آکر بی بی سے پوچھا کہ یہ کیا واقعہ تمنے اسوقت تک ہمین اطلاع نہ کی اوسنے جواب دیا کہ اطلاع مین کیا امر کرتی تمہاری بدولت حکیم طبیب سب ملازم ہین ہرطرح کے سامان مہیا علاج ملکہ کا برابر ہورہا مینے یہ خیال کیا کہ ایک تو تم یونہین پریشان ہو کہ جب سے وہ لڑکا گم ہوا ہے جو حالت ہے تمہاری پہلے ہی اب اوس سے زیادہ باقی ہون صدمہ مین صدمہ دینے سے کیا فائدہ یہی خیال کرکے اطلاع نہ کی کہ تم پریشان ہوگے علاج ملکہ کا ہو ہی رہا ہے دو چار روز مین اچھی ہوجائے گی لیکن یہ مجھے نہ معلوم تھا کہ انجام علاج کا اولٹا ہوگا مرض بڑھتا جائیگا بادشاہ نے کہا کہ مرض تو اور شے ہے مینے تو سنا ہے کہ اوس کی باتین رسوائے عالم کیا چاہتی ہین وہ سکندر کا نام لے لیکر روتی ہے ملکہ نے کہا کیا خوب یہ بھی تم نے خوب کہی کیون صاحب دیوانی مین اور کیا ہوتا ہے انتہا ہے کہ کسی ملت و مذہب مین اوس پر حد شرع تو جاری نہین ہو سکتی ہے خدا کے نزدیک تو وہ مجرم ہے نہین مگر تم اوسے مجرم قرار دیتے ہو سلطنت کے فیصلے بھی ایسے ہی کرتے ہوگے بہت سے بیگناہون کو سزا دی ہوگی گناہگارون کو چھوڑ دیا ہوگا بلکہ انعام عنایت کیا ہوگا اگر اوس کی عقل ٹھکانے ہوتی تو وہ ایسی بات منہ سے نکالتی میرے بھی شادی کی ذکر سے تو عرق عرق ہوجاتی تھی جیسے تم نے اپنا ارادہ ظاہر کیا کہ مین شادی اوس کی سکندر کے ساتھ کرونگا اوس وقت سے اوسنے مجھے کہا ہم نہین چاہتی اور میرے سامنے آتے ہوے شرماتی تھی اگر بلوا بھیجا اور سلام کو آئی تو گردن جھکائے بیٹھی اوٹھکر بیچاری بعد چلی گئی آسمان شاہ یہ سنکر خاموش ہو رہا یہان تو یہ حالت ہے لیکن اب حال سنیے دیوانہ دیلم آہن خوار کا

اک یہ ملک آسمانیہ سے قریب اک بیشہ مین رہتا ہے چالیس ہزار دیوون کا افسر ہے نہایت زبردست ہے اک روز اتفاقیہ کوئی ساحر طلسم نہ طاق کا اس طرف نکل آیا تھا اوس نے کچھ شعبدے دکھلا کر اسکو اکوان پرست بنا دیا تھا اوس روز سے اوسکو بھی دھن سوار ہے کہ جس کو سن لیتا ہے کہ وہ مذہب اکوان پرستی کے خلاف ہے اوسے آزار دیتا ہے اک روز یہ دیوانہ تنہا ٹہلتا ہوا تھا کہ اوس بیشہ کی طرف سے دو مسافر گذرے کہ وہ بھی اکوان پرست تھے وہ آپس مین ذکر کرتے چلے جاتے تھے کہ آج کل خدا پرستون کا بڑا زور ہے ابھی حال کا واقعہ ہے کہ اک لڑکا اولاد حمزہ سے کہ جس کا سن بارہ تیرہ برس سے زیادہ ہرگز نہو گا ملک آب پرستان مین فقیر بنا ہوا آیا تھا اب اوس نے وہ عروج پکڑا کہ پہلے دیو کو مارا بعد اوس کے سنا ہے کہ کوئی ساحرہ اوس کو اوٹھا لے گئی تھی ایسا با اقبال تھا کہ باوجود سمجھ نہ جاننے کے ساحرہ کو بھی مارا تمام ملک آب پرستان کو مسلمان کیا بادشاہ تک اوس کا مطیع ہے یہ خبر سنکر کہ مذہب اپنا آسمان شاہ نے تبدیل کر ڈالا ہے ملک ارژنگ زرہ پوش نے آسمانیہ پر چڑھائی کی سب کو زخمی کیا قریب تھا کہ قلعہ آسمانیہ کو وہ فتح کر لے وہ لڑکا پھر آ پہونچا اب کی سپاہیانہ لباس مین تھا آتے ہی ارژنگ سے مقابلہ کیا اور ارژنگ زرہ پوش اوس کے ہاتھ سے اسیر ہو کر مسلمان ہوا بڑے غضب کی بات ہے کہ خداوند اکوان اپنے ماننے والے بندون کو توڑے دیتے ہین اور سرکشون کو اسقدر عروج دے رکھا ہے یہ باتین جو دیوانے نے سنین ان دونون مسافرون کو قریب بلایا اور سارا حال مفصل پہر سے سنا اور پوچھا کہ ملک آسمانیہ کس طرف ہے اور شہر ارژنگیہ کہان ہے مسافرون نے بیان کیا کہ یہان سے بہت قریب ہے ارژنگیہ تو اس بیشہ سے شمال کی جانب واقع ہے اور ملک آسمانیہ گوشہ شمال و مشرق مین آباد ہے دیلم آہن خوار نے مسافرون کو پکڑا اور کہا کہ ہمارے ساتھ چلو اور راستہ بتاؤ جسوقت ہم ارژنگیہ مین پہونچ جاینگے تو تم کو چھوڑ دینگے انہون نے کہا کہ ہم بڑی ضرورت سے جاتے ہین ہمارا نقصان ہوگا ہمین آپ کیون روکتے ہین رہنما کی ضرورت نہین دیلم دیوانہ کہا کہ اگر نہ چلوگے تو ہم زندہ کرنے چلنے کے اب یہ تو یہ دونون مجبور ہوئے دل مین کہتے تھے کہ کیون یہ ذکر اس کے سامنے چھیڑا کس مصیبت مین پہنسے مگر خود کردہ را علاجے نیست کرین تو کیا کرین ناچار مجبور کہا کہ چلئے ہم ساتھ ہین اوسوقت دیوانے نے صحرا کی طرف دیکھکر اک چیخ ماری بس آواز صحرا مین گونج گئی اب جو دیکھا تو چہار طرف سے زنجیرون کے کہڑکہڑاہٹ پیدا ہوئی اور ہزار ہا دیوانے آ کر جمع ہوگئے اب دیلم آہن خوار نے مرکب اپنا طلب کیا اک دیوانے جیسے اک کرگدن کو پیش کیا دیلم پشت مرکب پر سوار ہوا مسافرون کو ساتھ لیا اور ارژنگیہ و آسمانیہ کی جانب روانہ ہوا جس وقت قریب شہر پہونچا خبر ارژنگ شاہ کو ہوئی ارژنگ شاہ نے اک پہلوان کو بہیجا کہ اس سے دریافت کرو کہ یہان کیون آیا ہے اور کیا ارادہ رکھتا ہے جسوقت وہ ایلچی پاس دیلم کے پہنچا اور سبب دریافت کیا دیوانہ نے کہا کہ مینے سنا ہے بادشاہ تمہارا مسلمان ہوگیا ہے اور خداوند اکوان سے پہر گیا ہے ایلچی نے کہا کہ بیشک مذہب اسلام

حق تھا بادشاہ نے ہمارے اختیار کرلیا اور مذہب باطل کو ترک کردیا یہ سنتا تھا کہ دیلم کو نہایت غصہ آیا اور کہا کہ ہائین تو بھی مذہب اکوان پرستی کو برا کہتا ہے یہ کہکر تھپیڑ مارا کہ چرخ کھا کر گرا دیوانے نے مشکین باندہ لین آرابہ پر ڈال لیا یہ خبر اژرنگ زرہ پوش کو ہوئی اژرنگ لشکر اپنا لیکر قلعہ سے باہر آیا خیمہ برپا کیا جس وقت شام ہوا اسنے حکم دیا کہ بجے طبل جنگی اوسی وقت اک دیوانے نے نقارہ بجانا شروع کیا جسوقت صداے کوس حربی اژرنگ شاہ کے کان مین پہونچی اسس کو خیال ہوا کہ معلوم ہوتا ہے کہ کسی مقام پر شادی وغیرہ تماشا کر رہے ہین لیکن جب ہرکارون نے آکر خبر دی کہ لشکر دشمن مین نقارہ بجا ہے تو اژرنگ شاہ ہنسی کے مارے لوٹ گیا کہ آجتک اس طرح نقارہ بجتے نہ سنا تھا دیوانون کا ہر فعل وحشت کی شان رکھتا ہے حکم دیا کہ ہمارے یہان بھی طبل بجے اس طرف بھی کوس حربی بجا لشکرون مین تیاری جنگ ہونے لگی جسوقت طبل بجتے بجتے زمانہ شب کا برطرف ہوا اور خانہ شب سے صبح برآمد ہوئی جھونکے نسیم بہار کے چلنے لگے گل شگفتہ ہوے طایران گلشن کو نغمہ سنجی ہوے لشکر اژرنگ شاہ مین صداے اللہ اکبر بلند ہوئی اور فوج کفار مین نعرے یا خدا اکوان کے بلند ہوے جس وقت دونون لشکرون نے اپنی اپنی آئین کے موافق عبادت سے فرصت کی تو صف آراے میدان قتال وجدال ہوے جسوقت صفین بندہ چکین تبر دارون نے نکل کر جھاڑی جھنڈے کاٹ کر میدان کو صاف کیا بیلدارون نے پستی وبلندی زمین کو ہموار سقون نے آب پاشی کرکے گرد کو بٹھالا نقیبان بلند آوازے نقیب دی کہ ہے کوئی ایسا بہادر جو نام اپنے خاندان کا روشن کرے اور نام رستم وسہراب مثل حرف غلط کے صفحہ ہستی سے مٹادے بس یہ سنتے ہی دیلم دیو آہن نے مرکب اپنا جولان کیا اور میدان مین آکر نقیب دی کہ اے اژرنگ شاہ مینے سنا ہے کہ تو نے دین قدیم اپنا جو دین برحق تھا اوس کو ترک کرکے خداے نادیدہ کی پرستش اختیار کی ہے افسوس کہ تو نے خداوند گویا سے روگردانی کی اور خداے ساکت کو برحق جانا یہ تیری سمجھ مین نہین آتا کہ خدا کس طرح کا ہے کہ نہ دکھائی دے نہ بات کرے مسلمانون نے زبردستی بھی اک فرضی خدا بنا لیا ہے بس بہتر یہ ہے کہ اس دین جدید کو ترک کر اور وہی دین قدیم اختیار کر ورنہ ملک ومال تیرا برباد ہوگا بس یہ سنتا تھا کہ اژرنگ شاہ نے جواب دیا کہ او دیوانے دین اسلام سے بہتر کوئی مذہب نہین ہے مین تجھکو بھی ہدایت کرتا ہون کہ مذہب اکوان پرستی پر لعنت کر کہ وہ اک دو ساحر کافر ہے اوس نے بزور سحر اپنی خداوندی قایم کی ہے وہ بھی مثل ہمارے تمہارے اک انسان ہے بندہ خدا کا ہے لیکن خدا کو بھول کر اوس نے اپنے زور سحر پر اپنی خدائی قایم کی ہے انجام مین مثل فرعون شداد نمرود وغیرہ کے یہ بھی مارا جائے گا مسلمان اس کا پیچھا نہین چھوڑنے والے ہین تو خیال تو کر کہ جو باتین ہم مین ہین وہی خدا مین فرق کیا رہا دیوانے نے کہا او بیوقوف خدا نے ایک مخلوق اپنی صورت کی ہی پیدا کی ہے یہی سبب ہے کہ انسان اشرف المخلوقات کہلاتا ہے اژرنگ زرہ پوش نے جواب دیا کہ خدا مین شان یکتائی ہے دوئی کی وہان بو بھی نہین ہے اگر خداوند کریم کو دوئی پسند ہوتی تو وہ ایسا کرتا دیکھ او دیوانے چونکہ تو بھی اس مذہب

باطل کو ترک کر اور دین حق یعنی اسلام کو اختیار کر ورنہ انجام تیرا خراب ہوگا ہم تو اک مدت سے یہ سنتے چلے آتے ہیں کہ دیوانہ بکار خویش ہشیار لیکن تو کیا سڑی ہے کہ اپنے انجام کو نہیں سوچتا یہ سنکر دیوانے نے کہا کہ معلوم ہو گیا کہ تو راہ پر نہ آئے گا بلکہ اوروں کو ان پرتوں کو اسی طرح بہکائے گا جس طرح اب تو مجھے بہکا رہا ہے بس تیرا زندہ رکھنا اچھا نہیں ہے نکل میدان میں یہ سنکر اثر رنگ شاہ نے باگ مرکب کی لی اور [illegible] دیوانہ سے سامنا کیا دیلم نے کہا کہ وار کر اپنا تاکہ آئندہ تجھے یہ حسرت باقی نہ رہ جائے اثر رنگ نے جواب دیا کہ ہم اہل اسلام ہیں پیش دستی کرنا ہمارا دستور نہیں ہے تو وار کر اگر خدا تیرے ضرب سے بچا لیگا تو دیکھا جائیگا ہم بھی تجھے تماشا اپنے ضرب کا دکھلاوینگے یہ سنکر دیوانے نے تین سو من کی زنجیر جو ہری کر کے اثر رنگ زرہ پوش پر وار کیا اثر رنگ نے زنجیر پشت سپر رد کی لیکن سر زنجیر کا سپر کے اوس پار سر پر پڑا کہ سر اثر رنگ کا شق ہو گیا خون جاری ہوا زخم ایسا کاری لگا کہ اثر رنگ بیہوش ہو گیا اور مرکب اس کو لے نکلا دیلم نے ہر چند تعاقب کیا نہ پایا لیکن فوج نے جو دیکھا کہ سردار زخمی ہوا اب کوئی اس دیوانے سے مقابلہ کرنے کی تاب نہیں رکھتا ہے فوج بھاگ کر قلعہ بند ہوئے دیوانے نے کہا کہ مجھے تم لوگوں سے بحث نہیں ہے مطلب جس سے تھا وہ گم ہوا جب ملے گا تو دیکھا جائے گا اور وہاں سے کوچ کر کے طرف ملک آسمانیہ کے روانہ ہوا دیکھیے کب پہونچتا ہے لیکن اول حال اثر رنگ زرہ پوش کا بیان کیا جاتا ہے کہ گھوڑا اس کو لئے ہوئے کنارے اک دریا کے پہونچا جھک کر پانی پیا اور پھریری لی کہ سوار نیچے گرا اور مرکب چپکا کھڑا ہو رہا گھانس چرنے لگا اتفاق روزگار سے بڑی دیر تک یہ بادشاہ یوہیں زمین پر پڑا رہا اور کوئی درندہ و گزندہ اس طرف نہیں آیا بعد اک پہر بھر کے اثر رنگ کو ہوش آیا تو اپنے کو صحرا میں پایا ہر چند کہ خون بہ جانے سے قوت زائل ہو گئی تھی مگر ناچار و مجبور اوٹھا رومال سے زخم سر باندھا اتنی قوت نہ تھی کہ مرکب پر سوار ہو سکتا اک درخت سے تکیہ کر کے بیٹھ رہا اور دعا کرنے لگا کہ پروردگارا ملک اثر رنگیہ میں بہت سے بندے تیرے ہیں تو ہی ان کا نگہبان ہے مجھکو تو مرکب یہاں نکال لایا دیوانے نے شہر کی نہ معلوم کیا حالت کی ہوگی اور دیکھیے اس صحرا میں میرا کیا انجام ہوتا ہے اسلیئے کہ نہ جائے ماندن نہ پائے رفتن عجب الجھن سی ہے کہ بیان نہیں ہو سکتی اگر کوئی درندہ یا گزندہ اس طرف نکل آیا تو اتنی بھی تاب و توان نہیں ہے کہ میں اوس سے جان بچا سکوں گا اے کس بیکسان و اے فریادرس غریبان تو ہی مدد کرنے والا ہے نہ کسی کو خبر ہے کہ کوئی اس طرف آئے نہ یہ راہ گذر ہے کہ آئندہ و روندہ سے امید کی جائے کہ وہ ملک میں ہمارے اطلاع کر دینگے نہ اتنی قوت ہے کہ پیدل چلے جا سکوں زخم ایسا سر میں ہے کہ گردن نہیں اوٹھائے اوٹھتا اس وقت بیکسی میں سوا تیرے کوئی مدد کرنے والا نہیں ہے اگرچہ ابھی نو مسلم ہوں تیرا ناچیز تو بندہ قدیم ہوں لیکن شناسائی کو بہت ہی کم زمانہ گذرا ہے میری مدد کر اور اعتقاد کو میرے اور مضبوط کر بس یہ کلمات اس کی زبان پر جاری ہوئے تھے کہ تیر دعا کا ہدف اجابت پر بیٹھا اور جانب صحرا سے متصل گرد و غبار خفیف بلند ہوا

دیکھا کہ آگے آگے اک ہرن چوکڑی بھرتا چلا آتا ہے اور پیچھے پیچھے اوس کے اک بگولہ گرد کا پھیرا مارتا ہوا چلا آتا ہے ہرن ایسا گھبرایا ہوا تھا کہ ساحل تک چلا آیا اور دلدل میں پہنسا چوکڑی بھولا ہی تھا ہی پڑاق سے گز شق ہوئی تیر کے سنانے کی آواز سنائی دی دیکھا کہ اثر رنگ زرہ پوش نے کہ آہو اوچھل کر گرا ایڑیاں رگڑنے لگا خیال جو کیا تو تیر دل پر اس کے پڑا تھا ساتھ ہی اک سوار آ کر پہونچا اور کود کر گھوڑے سے ہرن کو ذبح کیا دیکھا اثر رنگ زرہ پوش نے کہ اک لڑکا چودہ پندرہ برس کا ہے یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہی شہریار ہے بلکہ اس کو یقین کامل ہوا کہ سکندر رستم خو ہے اودہر اوس لڑکے نے دیکھا کہ اک شخص سر سے رومال باندہے درخت سے لگا بیٹھا ہے کپڑے خون میں تر بتر ہیں مرکب ایک طرف چر رہا ہے ساز و یراق سے آراستہ ہے چاہتا تھا کہ حال اس کا دریافت کرے کہ کون شخص ہے مرد سپاہی وضع معلوم ہوتا ہے نہ معلوم اسے کسی قزاق نے زخمی کیا ہے مگر ایسا ہوتا تو مرکب و شمشیر وغیرہ اس کے پاس نہوتی شاید کسی جنگ میں زخمی ہوا ہے گھوڑا اس کو نکال لایا ہے مرکب بھی اصیل اور عمدہ ہے سامان بھی شاہانہ ہیں جبتک یہ پوچھے پوچھے اوس زخمی نے آواز دی کہ اے شہریار عالی وقار پہلے آپکی جدائی کے صدمہ نے بہت پریشان کیا بعد اوس کے محبت نے آپکی اس کو پہونچایا آپ کے تشریف لیجانے کے بعد بہت انتظار کیا آخر مایوس ہو کر اپنے شہر میں آیا اور اس طرح دیوانے کے ہاتھ سے زخمی ہو کر اس صحرا میں پہونچا اب نہ معلوم کہ وہاں شہر کی کیا حالت ہے اور دیوانہ ابھی وہیں ہے یا ملک آسمانیہ کو لیا یہ سنکر وہ لڑکا حیران ہوا اور کہا کہ یہ تو کیا کہتا ہے میں تو پہچانتا بھی نہیں کبھی تیری صورت بھی نہیں دیکھی اور تو ایسی باتیں کرتا ہے جس سے انتہا کا تپاک ظاہر ہوتا ہے اے شخص تجھے دہوکا ہوا ہے وہ کوئی اور شخص ہوگا میں نہونگا اثر رنگ یہ سنکر رونے لگا کہ بعد اک مدت کے زیارت نصیب ہوئی تو آپ غلام کو بھول گئے یہ مروت اسلام کے خلاف ہے اور آپ سے بعید ہے اب تو خیال ہوا کہ یہ خدا پرست بھی ہے قریب اثر رنگ کے آ کر پوچھا کہ نام اوسکا کیا تھا جنہیں تم سمجھے ہو اثر رنگ نے عرض کیا کہ شاہزادہ رستم خو اور والد ماجد اونکے شہریار عالی وقار ہیں یہ سنکر جواب دیا کہ وہ بھائی میرے تھے میرا نام سہراب بن رستم ہے اب جو غور سے اثر رنگ نے دیکھا تو خط و خال میں بھی فرق پایا عرض کی کہ حضور بجا ارشاد فرماتے ہیں بیشک غلام کو دہوکا ہوا اتنے میں عیار سہراب ثانی کا اور لوگ ساتھ والے بھی آ گئے سہراب ثانی نے عیار سے کہا کہ سواری منگاؤ اور نام اثر رنگ کا پوچھ فرمایا کہ انکو لے چلو اوسی وقت لوگ اثر رنگ کو فینس میں ڈال کر خیمہ میں سہراب کے لائے سہراب ثانی نے جراحوں کو بلوا کر زخم سر دہلوا کر پٹی مرہم کی چڑہوائی اور دوا کھلوایا کہ حواس اثر رنگ کے درست ہوئے اب سہراب ثانی نے کہا کہ معلوم ہوا تم رفیق میرے بھائی کے ہو اور مسلمان بھی ہو تمہاری امانت ہم پر فرض ہے لہذا چلو لڑکر میں اوس دیوانے کو سزا دوں اور ملک کو تمہارے اوس کے ظلم سے بچاؤں اثر رنگ نے عرض کی کہ اے شہریار لشکر آپکے ساتھ کم ہے اور میرا لشکر بھی تباہ ہو گیا ہوگا اس طرح جانا تو

احتیاط کے خلاف معلوم ہوتا ہے سہراب نے ہنسکر جواب دیا کہ ہم لوگوں نے ہمیشہ مدد پروردگار سے اپنے زور بازو پر کام کیا ہے کبھی لشکر کی پرواہ نہیں کی کسلیے یقین ہے کہ بھائی ہمارا بھی تنہا تمہارے ملک کی طرف آیا ہوگا اژدر رنگ نے عرض کی کہ بجا ارشاد ہوتا ہے ایسا ہی ہوا تھا مفصل قصہ اونکا ملک آسمانیہ میں چل کر سن لیجیئے گا یہ باتیں ہو کر سہراب بن رستم ثانی نے کوچ کیا اور اول شہر اژدر رنگیہ کی جانب روانہ ہوا جسوقت شہر میں پہونچے امن و امان دیکھی معلوم ہوا کہ دیوانہ ملک آسمانیہ کیجانب گیا ہے ایک روز سہراب ثانی نے قیام کیا دوسرے دن کوچ کر کے طرف ملک آسمانیہ کے روانہ ہوئے ایران کو تو راہ میں چھوڑا جاتا ہے لیکن حال دیلم دیوانہ کا بیان کیا جاتا ہے کہ یہ ملک اژدر رنگیہ سے کوچ کر کے طرف ملک آسمانیہ کے روانہ ہوا تھا جسوقت قریب شہر پہونچا خبر آسمان شاہ کو ہوئی کہ دیوانہ دیلم بقصد جنگ اس طرف آتا ہے اول شہر اژدر رنگیہ میں گیا تھا اژدر رنگ شاہ زخمی ہو کر کسی طرف نکل گیا اب اس طرف آیا ہے یہ سنکر آسمان شاہ نے بھی حکم دیا کہ فوج ہماری قلعہ سے باہر نکلے حسب الحکم لشکر قلعہ سے باہر آیا خیمہ برپا کیا آسمان شاہ بارگاہ میں آیا سردار جمع ہوئے قران قزاق نے عرض کی کہ اول اس دیوانہ سے ہمیں مقابلہ کرونگا آسمان شاہ نے کہا کہ امانت ہو شاہزادہ سکندر کی ہیں تم کو نہ لڑنے دونگا میرے سردار کیا کم ہیں اگر خدا نخواستہ تم زخمی ہوئے تو مجکو شاہزادہ سے شرمندگی ہوگی قران قزاق نے کہا کہ اگر مجھسے شکایت ہوگی تو کیا جواب دونگا شاہزادہ فرمائیگا کہ تمہاری موجودگی میں بادشاہ نے مقابلہ کیا یہی باتیں تھیں کہ صحرا سے تتق گرد و غبار بلند ہوا اور آواز زنجیروں کے آنے لگی کہ تمام صحرا گونج گیا آسمان شاہ و قران قزاق مع دیگر سرداروں کے بارگاہ سے باہر آئے اور آمد لشکر دیوانہ کا تماشا دیکھنے لگے دیکھا کہ آگے آگے اک دیوانہ زبردست قوی بازو قوی ہیکل گردن مست پہ سوار چالیس ہزار دیوانے زنجیریں کھڑکھڑاتے ہوئے آئی جائے مناسب تجویز کر خیمہ برپا کیا دن گرتھا جسوقت لشکر نے کمر کھولی اور خیمے برپا ہوئے دیلم آہن خوار اپنے خیمے میں داخل ہوا دو چار جام شراب کے پیئے جسوقت دماغ اس کا بادۂ ناب سے گرم ہوا حکم دیا کہ بجے طبل جنگی اسلیئے کہ سمجھانا ان خدا پرستوں کو بیکار ہے اوسیوقت نقارہ رزمی کڑکڑایا خبر آسمان شاہ کو پہنچی کہ فوج دشمن میں کوس حربی بجا ہے آسمان شاہ نے بھی طبل جنگی بجوایا دونوں طرف تیاریئے جنگ جدال ہونے لگی جوانان لشکر تلواروں کو صیقل کرنے لگے آلات حرب و ضرب کو درست کیا غرضکہ رات بھر طبل بجا کیا جسوقت صبح ہوئی دونوں لشکر میدان میں آئے صفیں آراستہ کر کے کھڑے ہوئے میمنہ میسرہ قلب جناح ساقہ کمینگاہ اگلا ہراول پچھلا چنداول نہایت عجب درست ہو چکا تو نقیبوں نے نقابت کی اور کڑکیتوں نے کڑکا کیا بہادروں کو جوش شجاعت پیدا ہوا دیلم دیوانہ نے مرکب کی باگ لی اور میدان میں آکر نہیب دی کہ اے آسمان شاہ تو نے یہ کیا کیا کہ مذہب قدیم اپنا ترک کیا اور مذہب جدید اختیار کیا بس زیادہ گفتگو کی ضرورت نہیں ہے اگر خیریت اپنی چاہتا ہے تو اس مذہب کو ترک کر اور اوسی مذہب قدیم پر آ یا پرستش خداوند اکوان کی

اختیار کر دہ عجب خداوند گویا ہے جو بات چاہو کرو اوسکا جواب حسب لخواہ سنو یا مقابلہ کر
یہ سنکر آسمان شاہ نے اپنے لشکر کیجانب دیکھا بس فوراً افراط بن لقریط نے مرکب اپنا صف
سے نکالا اور آسمان شاہ سے اجازت لیکر میدان مین آیا اور دیوانے سے کہا کہ اظہار
بہادری کے دیلم ہنسا کہ تو کیا مقابلہ کریگا دار اپنا کر کے حوصلہ نکال لے تاکہ حسرت تیرے
دلمین نرہجاے کہ شاید وار کارگر ہوتا اسلیئے کہ میرے وار سے بچنا تجکو دشوار ہوجائیگا افراط
بن لقریط نے جواب دیا کہ ہم اہل اسلام سے ہین پیشدستی ہمارا دستور نہین ہے تو اپنا حربہ
لگا پروردگار تیرے ضرب سے بچا لیگا تو ہم بھی وار کرینگے یہ سنکر دیوانے نے ایک چیخ ماری
اور کہا معلوم ہوا کہ شامت تیری آگئی سنبھل اسکو کہ یہ زنجیر موت ہے وار اسکا دیوانہ کر دیتا ہے
اور روح کو اسیر کر کے لیجاتا ہے یہ کہکر تین سو من کی زنجیر چرخی کر کے سر پر پھرا کر افراط پر وار کیا
افراط نے گھبرا کر سپر بلند کی لیکن زنجیر جو پڑتی ہے ہاتہ تھرایا سپر چھوٹ گئی اور کچھ کڑیان
پشت پر پڑین اور پوری زنجیر سر پر پڑی کہ کاسہ سر شق ہوگیا افراط بیہوش ہوکر
مرکب سے گرا دیوانے نے چاہا باندہ لیجاؤن کہ قران قزاق دوڑ پڑا اور آواز دی
کہ او دیوانے یہ کیا حرکت ہے یہ فعل مردی کے خلاف ہے کہ تو زخمی کو اسیر کرتا ہے ادہر
کہ حریف تیرا مین موجود ہون یہ سنکر دیوانے نے کہا تو ہی آ اب تجکو اور اسکو ساتہ
بلند ہونگا یہ کہکر وہی زنجیر سر پر پھرا کر قران قزاق پر وار کیا قران قزاق مرد ہوشیار تھا
دیکھا کہ زنجیر کا روکنا دشوار ہے ملا کر مرکب سے مرکب کو ہاتہ کلائی پر ڈال دیا دیوانہ ہنسا
اور کہا کہ تو بڑا ہوشیار معلوم ہوتا ہے کہ حربہ کو میرے خالی دیا خیر اچھا ہوا تجکو ابھی باندھے لیتا
ہون یہ کہکر ہاتہ گریبان مین ڈالدیا نبرد ہونے لگے مرکب دونون کے بیٹھ گئے کود کر
مصروف تلاش ہوے ایک گھنٹہ کی کشتی مین دونون عرق عرق ہوگئے ہانپنے
لگے اب یہ حالت ہے کہ قران قزاق اگر پانچ قدم ریل لیجاتا ہے تو دیوانہ ساتہ
ریل لے جاتا ہے قضاے کار پاؤن قران قزاق کا موشخانہ مین جاتا رہا ادہر سے دیلم
نے زور کیا پاؤن اسکا ٹوٹا اور بیہوش ہوگیا دیوانہ نے قران قزاق کو باندھا اور لیکے
اپنے لشکر مین چلا گیا اور جا کر طبل بازگشت بجوادیا آسمان شاہ نہایت پریشان ہوا کہ دیوانہ کا
ہر فعل دیوانگی کا ہوتا ہے یہ کونسا موقع طبل بازگشت بجوانے کا تھا سارا دن پڑا تھا لیکن
دیوانے کو بھی دہن آگئی خیمہ مین آیا اور دو چار جام شراب کے پیے
ہونگے کہ پھر وحشت نے زور کیا اور حکم دیا بجے طبل جنگ وہان آسمان
شاہ اپنے سردار زخمی کو لیکر واپس ہوا اپنا پوشاک رزم اوتار رہا تھا
لباس رزم سامنے رکھا تھا اہل لشکر کمرین کھول چکے تھے گھوڑون کو باندھ
دیا تھا آواز طبل کی کان مین آئی اودہر ہرکارون نے خبر دی کہ دیوانے
نے پھر طبل بجوایا ہے یہ سنکر آسمان شاہ نہایت پریشان ہوا کہ
عجب حرکتین اس دیوانے کی ہین دیوانے اور بھی سنے ہین مگر یہ عجب
سڑی ہے مجبور کرے تو کیا کرے حکم دیا کہ ہمارے یہان بھی کوس
حربی بجے یہان بھی نقارہ پر چوب پڑی لشکر کے سوار جلدی جلدی

مرکبوں پر سوار ہو ہو کر میدان جنگ کیطرف متوجہ ہوے **آسمان شاہ** نے بھی کشتی پوشاک جسم کی اوڑھوادی اور اسلحہ تن پر آراستہ کرکے پشت مرکب پر جھمکر میدان میں آیا تو دیکھا کہ **دیوانہ** نعرے ماررہاہے کہا او **دیوانے** یہ کیا حرکت تھی کہ ابھی تو طبل بازگشت بجوا کر میدان سے پھر گیا اور ابھی پھر آیا **دیوانے** نے کہا کہ میں کوئی تابعدار کسی کا نہیں ہوں میرا جی گھبرا گیا تھا پھر طبل بجوا دیا **آسمان شاہ** نے کہا پہلے ہی کیوں طبل بازگشت بجوایا اگر لڑنا منظور تھا تو میدان سے واپس گیا ہوتا **دیوانے** نے کہا کہ میں اپنی طبیعت کا مختار ہوں آج کسی کو مقابلہ کیواسطے یا آپ نکل کر سامنا کر **آسمان شاہ** نے خیال کیا کہ تیرے سردار ہم سے لڑنہ سکینگے ابھی کی بات ہے کہ اس نے **افراط** کا کیا حال کیا اور **قران قزل ق** کو باندھ لیگیا سردار اور انکو لڑوا کر مفت جان لیتا ہے اس سے خود مقابلہ کرنا چاہئیے بس یہ خیال کرکے بودا باگ کا لیا اور سامنے **دیوانے** کے آیا **دیوانے** نے کہا کہ تو سر تلے رکھکر **مرغ زریں** نکر بیٹھا جائے یا میدان جنگ میں لڑنا جانتا ہے بھیج کسی اور کو کیوں اپنی جان سے عاجز ہوا ہے **آسمان شاہ** نے جواب دیا کہ میں سپاہی ہوں فقط بادشاہ نہیں ہوں لاضرب بہادری کے زیادہ گفتگو ہیچ ہے بس یہ سننا تھا کہ دیوانے نے زنجیر ماری **آسمان شاہ** نے مرکب پیچھے ہٹایا اور چاہا کہ زنجیر خالی دوں لیکن زنجیر سر مرکب پر پڑی کہ مرکب مرکب آتشبازی ہوگیا **آسمان شاہ** گھوڑے سے کود کر علیحدہ ہوا اور تلوار کھینچ کر چلا کہ مرکب کو **دیوانے** کے بے سر کردوں **دیوانے** نے جو یہ ارادہ **آسمان شاہ** کا دیکھا گینڈے سے کود پڑا اور زنجیر پھینک کر **آسمان شاہ** سے لپٹ پڑا کشتی ہونے لگی ادھر سے **دیوانے** بڑھ آئے ادھر سے لشکر **آسمان شاہ** کا قریب آگیا دونوں تماشا کشتی کا دیکھنے لگے دو پہر کامل **آسمان شاہ** اور **دیوانے** سے کشتی ہوئی ہے اب تھوڑا سا دن باقی ہے **آسمان شاہ** کی یہ حالت ہے کہ دم آگیا ہے بچا بچا کر لڑ رہا ہے اور **دیوانہ** اوسی طرح زور کررہا ہے قریب ہے کہ **آسمان شاہ** ہاتھ سے **دیوانے** کے اسیر ہو کہ یکایک جانب صحرا سے گرد اوڑی سب دیکھنے لگے کہ کون آتا ہے یکایک دامن گرد کا شگافتہ ہوا اور دل گرد سے **یکہ سوار** پیدا ہوا کہ گھوڑا اوڑائے ہوئے مثل بگولے کے چلا آتا تھا جس وقت قریب پہونچا لوگ خوش ہوئے طبل شادیانی پر چوب لگی لشکر **آسمان شاہ** میں خوشی ہونے لگی یہ خبر ملکہ کو بھی پہونچی کہ **سکندر رستم** خود آگئے قریب تھا کہ شادی مرگ ہو جائے لیکن چونکہ سنا ہے کہ آنا اون کا جنگ کے وقت ہوا ہے اور جانتی ہے کہ وہ شعلہ مزاج ہیں بھلا اونسے کب برداشت ہو سکیگی کہ دشمن سے مقابلہ کریں اور جنگ دو سرداروں کی ہے کیا معلوم کس کی فتح ہو کس کی شکست ہو ہاتھ اوٹھا کر دعائیں مانگنے لگی کہ **پروردگارا** مجھے **عجب تقدیر** تو نے دی ہے کہ دو ہجروں میں جلی جاتی ہوں تو ہی فتح یاب کرنے والا ہے وہاں **سہراب بن رستم** قریب آکر کشتی کا تماشا دیکھنے لگے تھوڑا عرصہ نہ گذرا تھا کہ لشکر بھی انکا معہ **اژرنگ** زرہ پوش کے آکر صف آرا ہو گیا کوئی پانچ ہزار آدمی **سہراب بن رستم** کے ساتھ تھے اور چالیس ہزار سوار **سپاہ اژرنگ** کے تھے یہ بھی ایک طرف صفیں باندھ کر

کھڑے ہوئے لیکن **سہراب ثانی** نے جو دیکھا **آسمان شاہ** زیر ہوا چاہتا ہے بس ایک ہاتھ گرز زنجیر پر **آسمان شاہ** کی ڈالا اور دوسرے ہاتھ سے **دیوانے** کے کمربند کو پکڑ کر دونوں کو علیحدہ کیا اور کہا کہ کیوں لڑتے ہو بس الگ ہو **آسمان شاہ** تو صورت دیکھتے ہی علیحدہ ہو گیا لیکن **دیوانے** کو نہایت غصہ آیا اور پکارا کہ او طفل غضب کیا تو نے کہ دشمن کو میرے ہاتھ سے بچا لیا اب تجھے باندھ کر اسیر کرونگا یہ کہکر **سہراب** سے لپٹ پڑا **سہراب** بھی دست بگریبان ہوئے زور ہونے لگے ہرچند **دیوانے** نے چاہا کہ لڑکا تو ہے پکڑ کر زنجیر کر اوٹھا لونگا مگر کیا تاب و طاقت تھی کہ جنبش بھی دے سکتا اور **سہراب ثانی** نے ارادہ کیا کہ اس سے کشتی کیوں لڑے یونہیں اوٹھا کر باندھ لوں مگر دیکھا تو یہ **دیوانہ** زمین نہیں چھوڑتا اور زور کیے جاتا ہے غرضکہ جوڑ اکا کشتی کا بند بازور کشمکش کے ہونے لگے لباس پارہ پارہ ہو گئے پہر بہر کامل کشتی رہی مگر نتیجہ نہ نکلا آخرکار شام ہو گئی **دیوانے** نے دیکھا کہ یہ لڑکا تو قیامت کا ہے کسی طرح ہاتھ آتا ہی نہیں اور اب شام بھی ہو گئی ہے بس جھنجھلا کر چلت دی قریب تھا کہ گوشت شانے کا نوچ لیجائے بس **سہراب** نے گھونسا کلّے پر مارا اگر کلہ اس کا پھٹ گیا **دیوانے** نے چیخ ماری کہ صحرا گونج اوٹھا اور چلت مارنا چھوڑ دی اودھر عیار **سہراب** نے آواز دی کہ اے **شہریار** اس قدر دیر فرمایا بھی دیکھتے ہو کہ حریف بھی زبردست ہے کہیں ماننا نہیں یہ بغیر دو ایک روز کے کشتی کی زیر ہو **دیوانے** نے جو یہ سنا ہوش جاتے رہے کہ یہ کئی دن لڑنے کا دم رکھتے ہیں اور عیار نے کہا کہ پھر سب دونوں کا زور ایک ہی مرتبہ کیوں نہیں ختم کر دیتے کہ رات راحت سے بسر ہو بس یہ سنتے ہی **سہراب ثانی** نے دونوں بازو **دیوانے** کے پکڑے اور سینے سے ملا کر آواز دی سنبھل جا میں تجھکو اوٹھائے لیتا ہوں یہ نہ کہنا کہ ہوشیار نکیا تھا **دیوانے** نے کہا کہ یہ پاؤں ستون فولادی ہیں کبھی جگہ نہیں چھوڑتے یہ جواب دیا کہ دیکھ ان ستونوں کو ابھی گرائے دیتے ہیں یہ کہکر جو زور کیا دس قدم دوڑا لے گئے اور آگے کو جھکا دیا کہ دونوں گھٹنے **دیوانے** کے زمین سے آشنا ہوئے ساتھ ہی کمربند پکڑ کر نعرہ اللہ اکبر جگر سے کھینچکر جو زور کیا سر سے اوٹھا لیا اور اوسی زنجیر سے **دیوانے** کی اس کو باندھ کر **آسمان شاہ** کے حوالے کیا **آسمان شاہ** نقارہ فتح و فیروزی بجاتا ہوا **سہراب ثانی** کو ساتھ لیکر میدان سے پہرا قلعہ میں آیا اور عرض کی کہ اسکے بارے میں کیا حکم ہوتا ہے فرمایا ابھی تو اسی زندان خانہ میں بھیجدو کل دیوانہ ہیں اس کا سمجھا جائیگا **آسمان شاہ** نے جلادوں کو بلا کر **دیوانے** کو مسلسل و مطوق کرا کے زندان خانہ میں بھیجدیا اور آپ **شاہزادہ سہراب بن رستم ثانی** سے عرض کی کہ پنجہ آپ کو کہاں لے گیا تھا اور پھر کیونکر اس طرف آنا ہوا اسپر **سہراب ثانی** حیران ہوئے کہ یہ کیا کہتا ہے فرمایا پنجہ کیسا اور کس کو لے گیا **ارژنگ زرہ پوش** چونکہ ساتھ تھا اس نے **آسمان شاہ** سے کہا کہ پہلے مجھے بھی **شاہزادہ سکندر** کا دھوکا ہوا تھا میں نے بھی ایسے ہی کلام کیے مگر بعد کو معلوم ہوا کہ آپ وہ نہیں ہے مگر اسقدر مشابہ ہیں کہ بادی النظر میں فرق نہیں معلوم ہوتا **آسمان شاہ** نے بھی جو غور سے دیکھا تو خط و خال میں تھوڑا سا فرق پایا عرض کی کہ پھر آپ کس

کس باغ کے پھول ہین اور کس آسمان کے چاند ہین کہ ہمارے شہریار سے اسقدر مشابہ ہین شاہزادہ نے فرمایا کہ مین بھائی سکندر رستم خو کا ہون بہت اشتیاق تھا مجکو اوس کے دیکھنے کا افسوس کہ یہان آکر تم سب کو بھی پریشان دیکھا نہین معلوم اب وہ کہان ہین خیر اگر زندگی ہے تو کبھی مل ہی جاینگے اسکے بعد **ارژنگ شاہ** نے **آسمان شاہ** سے سارا واقعہ اپنا بیان کیا اب **سہراب ثانی** نے کہا کہ اگر وہ بھی آتے تو مدد تمہاری کرتے اور مدد مینے بھی کی مطلب تمہارا ہر طرح حاصل ہو گیا اب مین جاتا ہون **آسمان شاہ** نے عرض کی کہ یہ نہین ہو سکتا اگر اتنی جلد مین آپکو جانے دون کچھ دن تو اس **قلعہ** مین رونق افروز رہیے **سہراب ثانی** نے کہا کہ مین شکار پر تھا وہان **ارژنگ شاہ** سے ملاقات ہوئی حال **دیوانہ** کا سنا فورا چلا آیا لشکر مین میرے میرے والد ماجد اور چچا اور دادا صاحب ہین وہ پریشان ہونگے تب **آسمان شاہ** نے عرض کی کہ اونکو بھی اطلاع دیدیجیے مین جاؤن اور استقبال کر کے لے آؤن اسواسطے کہ یہ بھی کفش خانہ آپ کا ہے بھاوج آپ کی یہان موجود ہے جسکے شاہزادہ کو پنجہ لے گیا ہے اوس روز سے اوسکی نوبت یہ ہوئی ہے کہ پریشانی بڑھتے بڑھتے جنون کی حد تک پہونچ گئی ہے چلکے اوسے تسلی دیجیے تاکہ پریشانی اوسکی رفع ہو یہ سنکر **سہراب** کو بھاوج کے دیکھنے کا اشتیاق ہوا اور فرمایا کہ اچھا جاؤن گا اب مزاج پرسی اوسکی بھی واجب ہوئی ہے **آسمان شاہ** سے کہا عقد ہو گیا ہے **آسمان شاہ** نے عرض کی کہ عقد تو ابھی نہین ہوا ہے لیکن یہ امانت اونکی ہو چکی ہے **سہراب ثانی** نے عیار کو اپنے لشکر کیجانب روانہ کیا اور کہلا بھیجا کہ مین **ملک آسمانیہ** مین ہون اور آپکا بھی اس مقام پر آنا ضرور ہے اسواسطے کہ یہان عجیب طرح کا سانحہ درپیش ہے جب آیئے گا تو معلوم ہوگا یقین ہے کہ خوشی حاصل ہو عیار تو اس طرف روانہ ہوا اور **سہراب ثانی** **آسمان شاہ** کے ہمراہ باغ ملکہ کی طرف چلے لیکن حال **ملکہ** کا یہ ہے کہ جب سے اسے سنا ہے کہ سکندر آ گئے اور لڑائی بھی فتح ہو گئی نہایت خوش ہے سامان نذر و نیاز کا کیا ہے غربا کو کھانا دونون وقت تقسیم ہوتا ہے دروازہ باغ پر مساکین کا ہجوم رہتا ہے لیکن **بلقیس** نے جسوقت یہ خبر سنی تھی تو پہلے ہی جا کر دیکھ آیا تھا کہ یہ وہ نہین ہین مگر ہان کوئی عزیز و قریب ضرور ہین لیکن اسے ملکہ سے ظاہر نہین کیا تھا اسلیے کہ خوشی مین اسکی فرق نہ آئے ایسا نہو کہ پھر دل ہول جائے جس طرح یہ سامان نذر و نیاز مین مصروف تھی اسکو اوس کے حال پر چھوڑ دیا تھا بلکہ جب **ملکہ** نے اصرار کیا تھا کہ تم کیسے رفیق ہو کہ شاہزادہ کی خبر بھی نہین لاتے ہو تو **بلقیس** سامنے سے ٹلگیا تھا اور یہ اس انتظار مین بیٹھے کہ اب شاہزادہ آتا ہوگا اب آتا ہوگا یکایک دروازہ باغ پر روشنی نمودار ہوئی اور صدائے بسم اللہ بلند ہوئی ملکہ خوشی مین پا برہنہ دوڑی لیکن ساتھ ہی حیا دامنگیر ہوئی کہ دیکھنے والے کیا کہینگے پھر پلٹ آئی اور ایک آہ کھینچی کہ شرم دنیا بھی انسان کی حسرتونکا خون کرتی ہے اتنے مین **آسمان شاہ** **سہراب ثانی** کو ساتھ لئے ہوئے قریب قصر **ملکہ** کے آیا ملکہ تو چاہتی تھی کہ جا کر لپٹ جاؤن اسواسطے کہ دل قابو سے باہر تھا خوشی مین کسی کا لحاظ نہ تھا بقول شاعر

شعر شرم اے دل دم اظہار وفا کون کرے ❊ جان ہی جاتی ہے الفت مین حیا کون کرے

لیکن جسوقت نظر اسکی آسمان شاہ پر پڑی کہ ساتہ ہی حیا سے تہرا ہین چہلی گردن جہکا کر الگ کہڑی
ہو رہی آسمان شاہ نے کہا سلام نہین کرتے ہو کہ یہ بڑے بہائی سکندر کے ہین اونکو ملکہ
دیکہکے ہو گئی کہ یہ کیا معاملہ ہے جلدی سے تسلیم کو جہکی سہراب ثانی نے سر سینہ سے
لگایا پشت پر دست شفقت رکہا اب سب ایک جگہ بیٹہے ہین لیکن ملکہ کی آنکہون سے آنسو
جاری ہوئے کہ افسوس سکندر تقدیر بہی کیا کیا دہوکے دیتی ہے گرگونہ تسکین ہوئی شاہزادہ سہراب
ثانی چونکہ حالت ملکہ کی آسمان شاہ کی زبانی سن چکی تہی بہت کچہ تشفی کی اور فرمایا
کہ تم پریشان نہو یہ خاندانی بات ہے کہ بچہ لیجاتے ہین اوس مین دوست دشمن سبہی
ہوتے ہین خداوند کریم ہر آفت سے بچاتا ہے اور مظفر و منصور کرتا ہے انشاء اللہ عنقریب اون
سکندر سے ملاقات ہوگی گہبراؤ نہین اور آنسو ملکہ کی اپنے رومال سے پونچہے سر سینہ سے
لگایا بہت دیر تک بیٹہے رہے اتنے مین عیار سکندر بہشتر بلقیس بہی آیا اور جہک کر
سلام کیا پوچہا تو کون ہے اسنے اپنی حقیقت بیان کی کہ غلام آپکے بہائی کا ہون فرمایا تونے
کوئی تجسس نکیا بلقیس نے عرض کی کہ ہر چند تلاش کی مگر کہین پتا نہ ملا فرمایا مجہے پہچانتا
ہے بلقیس نے عرض کی کہ اتنا ضرور جانتا ہون کہ آپ ہمارے شاہزادہ سے بہت مشابہ
ہین اور اولاد صاحبقران سے معلوم ہوتے ہین کیا عجب ہے فرزند شاہزادہ رستم ہون
اسواسطے کہ جیسون آپکے بالکل ویسے ہی ہین یہ سنکر آپ مسکرائے اور اوٹہہ کر معہ ملکہ کے ہمراہ
آسمان شاہ نے کہا کہ ملکہ شرم کے سبب سے پریشان ہے اب قلعہ مین چلئے آپ تشریف
پر وہ مانے اوٹہہ کر چلے تو ملکہ نے کنکہیون سے صورت دیکہی اور پہچانا کہ ہان وہ تہین ہین لیکن
ایک صانع کی بنائی ہوئی دونون تصویرین معلوم ہوتی ہین سہراب ثانی آسمان شاہ
کے ہمراہ قلعہ مین آئے مسہری اونکے واسطے بچہی ہوئی تہی اسباب راحت جمع تہے ابہی
آکر بیٹہے ہی تہے کہ لوگون نے عرض کی کہ دیوانے کے لشکری دروازہ قلعہ پر شور مچاتے
ہین کہ اپنے سردار کو ہم لے لینگے ورنہ تمہارے سردار کو قتل کر ڈالینگے یہ سنکر آسمان شاہ
نے سہراب ثانی سے عرض کی کہ ایک رفیق آپکے بہائی کا دیوانون مین پہنسا ہوا ہے یہ دیوانہ
پہلے اوسکے باندہ لے گیا تہا بعد کو آپکے ہاتہ سے اسیر ہوا اب ظالم ایسے کہتے ہین کہ ہمارے
سردار کو چہوڑدو ورنہ ہم تمہارے سردار کو مار ڈالینگے سہراب ثانی نے کہا واقع مین تم
دیوانے تو ہین اگر ایسا کرین تو کیا عجب ہے اونکو تسکین دو کہ صبح کو تمہارے سردار کو
چہوڑ دینگے جسوقت یہ کہا گیا دیوانون نے جواب دیا کہ اگر تم صبح تک اوسے مار ڈالو تو ہم
کیا کرینگے سہراب نے مجبوراً اوسیوقت قید دیلم آہن خوار کی طلب کی لوگ اسکو
سلسل کئے ہوئے سامنے لائے سہراب ثانی نے پوچہا کہ اے دیلم تونے مجہے کیونکر زیر
کیا اوسنے کہا کہ جس طرح بہادرون کو زیر کرتے ہین فرمایا اب شناخت پروردگار عالم
مین کیا کہتا ہے اسنے کہا جو زبردست اوسکا خدا بہی زبردست اگر اکوان سخری مین کچہ قدرت ہوتی
تو مجہے کیون نہ بچایا جبکہ تونے اپنے خدا کا نام لیکر زور کیا ہے تو مینے بہی اکوان کو پکارا تہا اور کہدیا تہا
کہ اب تیری آزمائش کی ہے وقت مدد کا ہے لیکن کچہ نہوا اوسیوقت مین زیر ہو گیا تو معلوم ہوا
کہ تمہارا خدا زبردست ہے کہ میرے خدا کا زور نہ چلنے دیا مینے لعنت کی اکوان پر ایسے کمزور

خدا کا بندہ بننا مجھے منظور نہیں ہے مجھے اپنا دین تعلیم فرمایئے سہراب ثانی نے جلاد سے اشارہ کیا کہ کاٹ دے قید اسکی جلاد نے تھوڑی سی قید کاٹی تھی کہ دیوانے نے گھبرا کر قید توڑ ڈالی پہلے تو سہراب ثانی کو خیال ہوا کہ یہ بگڑ کر مسلمان ہوا ہو لیکن دیوانے کا یہ فعل بھی اک مالیخولیا کا تھا قید توڑ کر قدموں سے لپٹ گیا سہراب ثانی نے کہا کہ اب اپنے لشکر میں جاؤ کہ ملازم تمہارے دروازہ پر شور کر رہے ہیں اور قران قزاق کو رہا کر کے لے آؤ دیلم اوسیوقت روانہ ہوا اور اپنے لشکر میں آیا جسوقت دیوانوں نے اپنے سردار کو دیکھا غلغلا لگانے لگے لیکن دیلم آہن خوار نے کہا کہ مینے تو مذہب اپنا ترک کیا اور مذہب اسلام اختیار کیا اگر تم لوگوں کو ساتھ میرا دینا ہو تو یہی مذہب تم بھی اختیار کرو اور اکوان تاجدار پر لعنت کرو ورنہ جس کا جدھر جی چاہے چلا جائے دیوانوں نے کہا کہ اس مذہب کے کچھ اوصاف بیان کیجے اور ہمیں سمجھا دیجئے کہ یہ مذہب مذہب اکوان پرستی سے کیونکر بہتر ہے تو ہم بھی تبدیل مذہب کریں ورنہ بے سمجھے دین کا بدلنا اچھی بات نہیں آپنے کس سبب سے اس مذہب کو اچھا جانا دیلم آہن خوار نے کہا کہ خدا مسلمانوں کا زبردست ہے اور اکوان کمزور ہے اسکا تجربہ یوں ہوا کہ جب مینے دیکھا کہ اب میں اس لڑکے پر غالب نہیں آسکتا تو مینے بار بار خداوند کو پکارا لیکن کچھ نہوا اوسنے اپنے خدا کا نام لیتے ہی مجھے اوٹھا لیا تو معلوم ہوا کہ خدا اونکا ہمارے خداوند پر غالب آیا لہذا ہم ایسے کمزور خداوند کو نہیں پسند کرتے دیوانے تالیاں بجانے لگے اور تصویر اکوان کی گلوں سے اوتار اوتار کر اوسپر موتا اور کہا کہ بیشک یہ اسی قابل ہے اور مذہب اسلام برحق ہے ہم تمام آپ کے ساتھ ہیں دیلم آہن خوار نے کہا کہ لاؤ اوس قیدی کو جسے باندھ کر ہم لائے تھے دیوانوں نے قران قزاق کو لا کر پیش کیا ایسا زنجیروں سے اسے باندھا تھا کہ تمام بدن میں نشان پڑ گئے تھے دیلم نے اپنے ہاتھ سے زنجیریں کھولیں اور قران قزاق کو رہا کیا اور عذر کیا کہ مجھ سے خطا ہوئی کہ تم زخمی تھے میں تمہیں باندھ لایا سبب اوسکا یہ تھا کہ اوسوقت تک میں اپنے اسلام کا پابند تھا اور مذہب اکوان پرستی کا پابند تھا مگر اب مینے اطاعت شاہزادہ سہراب ثانی کی اختیار کی اور مسلمان ہوا لہذا پابندی آئین اسلام کی واجب و لازم ہوئی اب میرے ہمراہ چلو کہ شاہزادہ نے تمکو طلب کیا ہے قران قزاق نے پوچھا کہ وہ کہاں ہیں کہا قلعہ آسمانیہ میں قران قزاق نے شکل و شمائل دریافت کی دیوانے نے بیان کیا کہ سن و سال یہ ایسی صورت ہے اب قران قزاق کو خیال ہوا کہ شاید میرا شہریار عالیوقار ہو اور اوسی نے اسکو زیر کیا ہو چلکر زیارت سے مشرف ہونا چاہئے اسواسطے کہ جو باتیں یہ دیوانہ بیان کرتا ہے یہ سب اوصاف اوسی کے ہیں غرضکہ دیوانہ اپنے لشکر کو مسلمان کرکے قران قزاق کو ایک ارابہ پر ڈالکر قلعہ میں لایا قران نے جو صورت دیکھی اسے بھی سکندر رستم خو کا دھوکا ہوا اور سلام کرکے ایسی باتیں کرنے لگا جن کے جواب میں سہراب ثانی نے کہا کہ میں سکندر نہیں ہوں اس جتانے پر جو قران قزاق نے غور کیا تو سمجھ میں آیا کہ کچھ فرق معلوم ہوتا ہے بیشک یہ وہ شہریار عالیوقار نہیں ہے آسمان شاہ نے قران قزاق سے قرابت شاہزادہ سہراب ثانی و سکندر رستم خو بیان کی اور

قران قزاق قدمبوس ہوا اور عرض کی کہ مین جیسے اونکا خادم ویسی آپکا غلام لیکن دیلم آہن خوار نے عرض کی کہ مجھسے اک قصور ہوا تہا اوسے آپ عفو فرمائین وہ یہ کہ پاؤن قران قزاق کا ٹوٹ گیا تہا مین اوسی حالت مین انکو باندہ لیگیا تہا فرمایا اوسوقت تم دین اسلام مین نہ آئے تہے اے دیلم آہن خوار جسقدر تیرے گناہ زمانہ کفر کے تہے سب خدا نے عفو کردیئے دیلم یہ سنکر نہایت خوش ہوا اور قران قزاق نے عرض کی اگر پاؤن میرا نہ بہی ٹوٹتا تب بہی یہ مجکو ضرور زیر کرلیتے اسواسطے کہ دم میرا آچکا تہا غرضکہ قران قزاق کا تو علاج ہونے لگا کنکرون نے آکر پاؤن کو بٹہالا بندش کی رات جو کم زیادہ آچکی تہی سہراب بن رستم نے خاصہ نوش فرماکر آرام کیا جسوقت نماز صبح کا وقت آیا خادم نے جگایا شاہزادہ نے فریضہ سحری کو ادا کیا اسکے بعد آسمان شاہ بڑے استقبال بصد وجد نامدروانہ ہوئے تہوڑی دور پہونچے ہونگے کہ تحقیق گرد و غبار بلند ہوا اور جسوقت گرد شق ہوئی تو دیکہا کہ اک دیوانہ بارگاہ لئے چلا آتا ہے دیوانے نے اپنے شہریار یعنے سہراب بن رستم نامدار کو پہچانکر سلام کیا اور پوچہا کہ یہ کون لوگ ہین اودہر دیلم آہن خوار نے دریافت کیا سہراب ثانی نے واقعہ بیان کرکے مصروف دیوانہ کو سب سے ملایا اور دیوانے سے آسمان شاہ ارژنگ شاہ دیلم آہن خوار وغیرہ کو آگاہ کیا کہ یہ میرا رفیق ہے اور سب تو جس طرح نئی ملاقات مین ایک دوسرے سے ملتے ہین اوسی طرح ملے لیکن دونون دیوانے خوب گلے ملے بقول شاعر شعر قیس جنگل مین اکیلا ہے مجہے جانیدو خوب گذرے گی جو مل بیٹہینگے دیوانے دو ٭ ان دونون کی باتون پر سب ہنستے تہے اتنے عرصہ مین اور گرد اوڑی اور تین نقابدار کئی لاکہ کی فوج سے آکر پہونچے سہراب ثانی نے استقبال کرکے سب کو سلام کیا دیکہنے والون نے قرینے سے سمجہ لیا کہ یہ سب درجہ بزرگی کا رکہتے ہین سہراب ثانی نے استقبال کرکے نقابدارونکو قلعہ مین لائے آسمان شاہ نے سامان ضیافت مہیا کیا فوج نے بیابان آسمانیہ مین ڈیرے ڈالدیے جنگل مین منگل ہوگیا وہان آسمان شاہ نے سہراب ثانی سے عرض کی کہ مین دیدار سے محروم رہا جاتا ہون سہراب نے اشارہ سے منع کیا اور چپکے کہا کہ ذکر ملکہ ہو لینے دو اور باغ مین چل لین تو نقابین اوٹہ جاینگے یہان اس کا موقع نہین ہے آسمان شاہ خاموش ہورہا لیکن اونمین سے اک نقابدار نے سہراب کیطرف دیکہکر فرمایا کہ جوکچہہ تمنے کہلا بہیجا تہا اوس مین صرف اشارہ ہی سمجہ مین آیا کہ یہان آنا ضرور ہے اور مفصل کیفیت نہ معلوم ہوئی کہ سبب کیا ہے سہراب ثانی نے ابتدا واقعہ پہلے بیان کیا کہ اس طرح شکار پر ارژنگ شاہ سے ملاقات ہوئی اور ارژنگ شاہ نے سکندر رستم خو کے بشبہ مین مجہسے باتین کین اور اس سلسلہ سے آسمان شاہ کا حال معلوم ہوا کہ دیوانہ چڑہائی کی ہے یہان آکر لڑائی کو مینے منع کیا اور دیلم آہن خوار مطیع ہوا اب سکندر کا مفصل حال آسمان شاہ سے سنئیے یہ فرماکر آسمان شاہ سے کہا کہ آجتک اے حال بیان کرو آسمان شاہ نے فقیری بہیس مین آنا سکندر کا اور اونکا زمانہ آب پرستی بہان کرنا شاہزادی کو شاہزادہ کا تلقین دین اسلام کرنا اور اپنی طبیعت کا اس مذہب کیطرف

مسلمان ہونا اور ملکہ ماہ پارہ سے ارتباط پاک پڑھنا اوسکا بھی دین اسلام پر راغب ہونا بعد اسکے جاکر دیو کا مارنا اور پنجہ کا لیجانا اور بعد چندروز کے سمو قران قزاق کا وارد ہونا اور ارژنگ زرہ پوش کو زیر کرکے مسلمان کرنا اور باغ میں ملکہ کی ملاقات کو جانا پھر پنجہ کا لیجانا اور ملکہ کی حالت خراب ہونا سب بیان کیا اور ارژنگ زرہ پوش و قران قزاق کو تبلا کر عرض کیا کہ یہ دونوں رفیق اوسی شاہزادہ کے ہیں نقابداروں نے افسوس کیا اور کہا کہ اتنے سے سن میں یہ فقیر بنکر گھر سے نکل آیا خیر پروردگار عالم معین و مددگار ہے لیکن ایک نقابدار بہت روئی اور آسمان شاہ سے پوچھا کہ عقد بھی کردیا ہے یا نہیں آسمان شاہ نے عرض کی کہ جب عقد کیواسطے اوسنے کہا گیا فرمایا کہ میں ایسا نہیں کرسکتا تاوقتیکہ کوئی بزرگ موجود نہو اب آسمان شاہ نے عرض کی کہ حضور کی زیارت نہوئی قدمبوسی تو حاصل ہوئی لیکن دیدار سے محروم رہے اور نہ یہی آپنے بیان فرمایا کہ آپ تینوں جناب اوس شاہزادہ سے کیا قرابت رکھتے ہیں نقابداروں نے کہا کہ گھبراؤ نہیں سب معلوم ہو جائیگا اسکے بعد فرمایا کہ ہمیں ملکہ کو بھی دکھادو کہ وہ امانت سکندر کی ہے آسمان شاہ نے نقابداروں کو اپنے ہمراہ لیا اور باغ ملکہ کیجانب روانہ ہوا جسوقت باغ میں پہونچا سب تو در باغ سے رخصت ہوگئے لیکن آسمان شاہ اور سہراب ثانی اور تینوں نقابدار باغ میں آئے قصر ملکہ ماہ پارہ میں داخل ہوئے جسوقت نظر ملکہ کی نقابداروں پر پڑی بہتر بلقیس سے حال تو معلوم ہی ہوچکا تھا کہ یہ سب بزرگ اوس شہریار عالیوقار کے ہیں برائے تعظیم اوٹھی سب کو سلام کیا نقابداروں نے دعائیں دیں دست شفقت سر و پشت پر رکھا سینے سے لگایا اور ایک نقابدار گلے لگا کر بہت روئی انکے رونے پر سب کا دل بھر آیا سب رونے لگے ملکہ سے بھی ضبط نہو سکا اسقدر روئی کہ ہچکیاں بندھ گئیں نقابدار نے آخرکار نقاب چہرہ سے اوٹھادی اس نقاب کے ہٹتے ہی اون دونوں نقابداروں نے بھی نقابیں اوٹھادیں یہ معلوم ہوا کہ تین آفتاب ابر سے نکل آئے اب سہراب ثانی نے آسمان شاہ سے بیان کیا کہ یہ شہریار عالیوقار پدر عالیمقدار سکندر رستم خو کے ہیں یہی ملکہ کو گلے سے لگا کر بہت روئی تھیں اور اوسکے بعد رستم ثانی کیطرف اشارہ کرکے فرمایا کہ یہ میرے والد ماجد چچا سکندر کے ہیں اور ایرج نوجوان کو تبلا کر بیان کیا کہ یہ دادا ہم دونوں بھائیوں کے اور والد بزرگوار ان دونوں چچا جونکے ہیں آسمان شاہ دوبارہ دست بوس ہوا اور عرض کی کہ یہ امانت آپکے فرزند کی ہیں اسکو میں آپ ہی کے سپرد کرتا ہوں اسواسطے کہ اب مجھسے حالت اسکی دیکھی نہیں جاتی شاہزادہ ایرج نوجوان نے بجنسہ زیور پوت بہو کو دیا اور رستم ثانی و شہریار عالیوقار نے بھی زیور عنایت کیا اور شہریار نے اپنے ہاتھ سے اوسکو پہنا کر تسلی دی کہ نہ گھبراؤ ہمارے خاندان میں اکثر ایسا ہوا کیا ہے جلد سکندر ملیگا اور نہایت عزت و شان سے بیاہ کرکے آئیگا ملکہ گردن نیچے کئے بیٹھی رہی لیکن کسیقدر اسکو تسلی ضرور ہوئی ہر دو چار روز ملکہ کی تسکین کیواسطے سب نے یہاں قیام کیا اوسکے بعد سہراب ثانی نے آسمان شاہ سے کہا کہ اب ہم زیادہ ٹھہر نہیں سکتے اسلئے کہ سنا ہے ہمنے کہ آفتاب پرستوں نے ہمارے ملک تباہ و برباد کئے ہیں لہذا ہمکو اپنے ملکوں کی خبر لینا ضرور ہے مگر انشاء اللہ جسوقت سکندر آئیگا اور شادی ملکہ کی کرینگے تو تمکو اطلاع دینگے آسمان شاہ مجبور ہو کر

خاموش ہو رہا اتنا تو عرض کیا کہ حال سے اس خادم کے بھی غافل نہ رہیے گا اور اس کنیز کو اپنے ہمراہ لیتے جایے شہریار عالی وقار نے جواب دیا کہ تم اطمینان رکھو اور حکم کوچ دیا لشکر تیار ہونے لگا شاہزادہ رستم ثانی نے دیلم آہن خوار کو بھی مصروف دیوانہ کیساتھ کیا کہ تم دونون حفاظت بارگاہ کرتے رہنا غرضکہ ان دونو دیوانون نے اٹھالہ بارگاہ کا اپنے ہمراہ لیا اور جانب ملک فرنگوشیہ کے روانہ اب آگے آگے تو یہ دونون جا رہے ہین اور عقب مین اور لشکر روانہ ہو جاتا ہے آخر مین شہریار عالی وقار اور رستم ثانی اور ایرج نوجوان نے نقابین چہرون ڈالین بلکہ یہین سے سہراب ثانی نے بھی نقاب پر ڈالے اور طرف ملک فرنگوشیہ کے روانہ ہوئے محافہ ملکہ کا انکے ہمراہ ہے ارژنگ شاہ رخصت ہو کر اپنے ملک کیطرف روانہ ہوا اب انکا حال پھر بیان کیا جایگا لیکن اب چند کلمہ داستان شاہزادہ سکندر رستم خو کے بیان کئے جاتے ہین۔ کہ ہمراہ نقابدار سفید پوش ملکہ یعنی ملکہ ماہ سیما داخل باغ ملکہ ہوئی دیکھا تو باغ نہایت آراستہ ہے درخت نہایت عمدہ عمدہ لگے ہوے ہین میوہ اونمین گوناگون پھلا ہوا ہے طائر نئی نئی وضع کے شاخہاے درخت پر چہچہ زن ہین ہر چیز نئی وضع کی اور نرالی ہے پھول نہایت خوشبودار مگر دنیا کے پھولون سے خوشبو اونکی الگ ہے وضع نئی ہے روشین بڑے سب درست وسط باغ مین اک قصر رفیع ہے کہ دیکھنے سے تعلق رکھتا ہے آگے اوس قصر کے اک نہر ہے کہ پانی اوسکا آب گوہر کو شرماتا ہے فوارے چھوٹ رہے ہین ملکہ نے باغ مین پہونچتے ہی نقاب چہرہ پر سے ہٹا دی اور سیر کرتی ہوئی داخل قصر ہوئی مرکب کو چھوڑ دیا اک پریزاد آئی اور وہ گھوڑونکو لیکر اصطبل کیجانب روانہ ہوئی ملکہ ماہ سیما نے سکندر رستم کو مسند پر بٹھالا آپ بھی لباس تبدیل کیا اور اک جوڑہ نہایت نفیس پہنکر بیٹھی دفتر شکایتون کے کھل گئے اپنے اپنے دونون کہہ رہے ہین اور داد دینے والا کوئی نہین ملکہ نے بیان کیا کہ یہی محبت آپکی تھی کہ پتا نہ لگا سکے ہم تک نہ آسکے آخر مین نے ڈھونڈہ نکالا ادھر سکندر نے جواب دیا کہ اے ملکہ انصاف تمہارے ہی ہاتھ ہے ملک غیر مین ہمارا قیام جنگل مین ایک مرتبہ صورت دیکھنے کے گنہگار ہین آج خدا نے یہ جمال جہان آرا دکھلایا نہ کس سے پوچھی امر کیا کہکر پوچھتی نہ نام معلوم نہ نشان سکندر رستم خو یہ کہہ رہے تھے کہ اک صدا دوسرے کمرہ کیطرف سے آئی کہ آپ سچ فرماتے ہین عورت کا کیونکر پوچھے کسطرح دریافت کرے مرد کا پتا ہر طرح لگ سکتا ہے اور ملکہ نے چپکی گوئیون مین نہ آئیے گا یہ بڑی بے مروت ہین نہ معلوم کیا ہے جو اس وقت یہ ایسی باتین کر رہی ہین ورنہ ان کو خیال بھی نہ تہا ہر وقت ہم نشینون کے ساتھ چہلین دل لگی ہوا کرتی تھی یہ سنکر سکندر نے پوچھا کہ یہ کون ہے ملکہ نے کچھ جواب نہ دیا اور اودھر کو اوس کمرے مین گئے دیکھا طناز کہڑی ہنس رہی ہے ملکہ اسکا ہاتھ پکڑ کر کھینچتی ہوئی لیچلی وہ مچل گئی کہ مین تو نامحرم کے سامنے نہ جاونگی آپ اپنے فعل کی مختار ہین مجھے کیون غیر مرد کے سامنے لیے جاتی ہین ملکہ نے ایک ساعت نہ کی اور کہا کہ چلے سامنے ہم ہون کیا تو اوس سے چھپے گی اور کھینچتی ہوئی لے آئی جب دیکھا طناز نے کہ سامنا ہو گیا تو دولہ ہوئی اور سلام کیا ملکہ نے کہا کہ اے شہریار یہی ہے

یہی مجکو منع کرتی تھی ہزار حیلہ سوجھاتی تھی کہ نام خاندان کا ڈبو دو گے مجنون نہین ہنسی کراؤ گے کہ پریزاد ہو کر آدمیزاد پر فریفتہ ہوئی اب تمہارا منہ دیکھکر ایسی ایسی باتین بنائی ہے شاہزادہ مسکرانے لگا کہا شاید یہی لقادار سفید پوش نہی ہوئی تمہارے ساتھ آئی تھی ملکہ نے کہا ہان یہی تھی سکندر رستم خو نے اک آہ سرد بھری اور کہا ملکہ کیا کہون میرا رفیق ملک آئینہ مین مجھسے چھوٹ گیا ورنہ ساری شرارت اسکی بتلا دیتا جیسی یہ چنچل ہے ویسا ہی وہ بھی شوخ ہے خیر اگر حیات نے وفا کی تو انشاء اللہ اوسکی باتین بھی دیکھنا ملکہ ان دونون کو لڑوا کر تماشا دیکھیے ملکہ نے کہا کہ خیر وہ وقت تو ابھی دور ہے مگر مین کیا کہون کہ اوسنے میرے زخم دل پر کیسی کیسی نمک پاشی کی ہے کہ میرا ہی کلیجا جانتا ہے سکندر رستم خو نے کہا ملکہ یہی حالت میرے رفیق کی میرے ساتھ ہے کہ اوسکی باتین دلمین چٹکیان لیتی ہین اور اوقات تو نہایت ناگوار گزرتی ہین ملکہ یاد رہی رکھنا کہ ایسے لوگ خیرخواہ ضرور ہوتے ہین جس بات مین نقصان دیکھتے ہین اوسکو جلا کر کہتے ہین بعد اسکے بہت سے شکوہ شکایتین رہین اب دن قریب ختم ہوا شام نزدیک ہوئی سکندر نے کہا کہ ملکہ ہرچند کہ جانے کو جی تو نہین چاہتا ہے مگر یہان رہنا بھی مناسب نہین معلوم ہوتا اسلیے کہ مین بادشاہ کا مہمان ہون اور بادشاہ میرے حال پر مہربانی کرتا ہے مین روز برائے شکار جایا کرتا تھا جو شکار ملتا تھا وہ بادشاہ کے واسطے بھیجا کرتا تھا لیکن جب سے تمہارے شہباز نظر کا صید ہوا خود مانند مرغ نیم بسمل کے پھڑکا کرتا تھا دربار مین بھی نہ جاتا سکندر حال علالت سنکر خود تشریف لایا اور طبیب شاہی کو میرے علاج کے واسطے مقرر کیا اب اگر مین یہان رہونگا تو وہان میری تلاش ہوگی ایسا نہو کہ راز کھلجائے ملکہ نے کہا کہ تفرقہ انداز کی طرح کسیوقت باز نہین آتی بقول حسن ؎ کسی کا اے عشق بہاتا نہین + یہ دو دل کو اکجا بٹھاتا نہین +
آپ ابھی آئے ابھی چلے نہ حال دل کہنے پائے نہ سننے پائے کچھ دیر تو اور بیٹھیے پھر چلے جائیگا شاہزادہ یا تو اوٹھا تھا بخاطر ملکہ پھر بیٹھ گیا اب شام ہوئی اور مرغ زرین فلک نے آشیانہ مغرب مین جاکر قیام کیا اور طائر نشیمنو نشینے ملتفت ہوئے بلبل نے الفراق کی صدا دی اور گل سے رخصت ہوئی پروانے تلاش شمع مین نکلے عاشقان ہجران نصیب نے شغل نالہ وزاری کو ترقی دی اور چشم منتظران جانب در متوجہ ہوئی کہ شاید کوئی وعدہ خلاف بہولکر چلا آوے لیکن جن لوگون کے نصیب جاگے ہوئے ہین معشوق بغل مین ہے اونہون نے شب ماہ کی تیاریان کی ہین سامان عشرت کیا ہی ؎

مے و معشوق و رنگینی و گلستان بہار
جمع سامان مسرت ہین سبھی خاطرخواہ

ملکہ صحن باغ کے چبوترہ پر ساتھ سکندر رستم خو کے مشغول ہے کوئی ہے آمین جلیسین گرد و پیش جمع ہین گائنین حاضر ہین ادہر تو جام چلرہا ہے ادہر طبلے پر تہاپ پڑ رہی ہے یہ مجمع ثریا کے فلک کو شرما رہا ہے چار طرف مثل ستارون کے جہرمٹ نازنینونکا بیچ مین ملکہ ماہ سیما اور سکندر رستم خو مثل ماہ چہاردہ شبی کے جلوہ افروز مسند عیش و عشرت ہین مطربہ خوش آواز کے صدائے دلکش کیف شراب کو زیادہ کرتی ہے عجیب طرح کا عالم ہے کہ دونون کو ادہر تو نشہ شباب نے مخمور کر دیا اودہر نشہ عشق ان سب پر طرہ نشہ شراب جس نے حجاب دور کر دیا ہے آغوش تمنا وا ہوا جاتا ہے مگر پاکبازی کا چلن پھر بھی سد راہ شوق ہے اور دست گستاخ ہوس کو اس مجبور رسے مین باندہے ہوئے ہے بقول شاعر شعر

دل رند مشرب تو کب بند ہے
مگر پاک باطن کا پابند ہے

اوسی عالم مین شاہزادہ نے ملکہ سے پوچھا کہ تم کس خاندان سے ہو ملکہ نے جواب دیا کہ مین دختر ہون ملک اخضران پریزاد کی یہ سنکر شاہزادہ تصویر سکوت بنگیا ملکہ نے کہا یہ تمہارے خوش ہونے کا مقام تھا یا جائے رنج سکندر رستم خو نے جواب دیا کہ اے ملکہ مقام مسرت اسوقت تھا کہ مجھ سے اور ملک

حضرات سے شناسائی نہ ہوچکی ہوتی اب خیال ہے کہ اگر یہ راز فاش ہوگیا تو زمانہ مجھے محسن کش کہے گا **ملکہ** نے کہا کہ میں ایسی تدبیر کرونگی کہ بادشاہ خود میری شادی تمہارے ساتھ کردے **سکندر** نے جواب دیا کہ پھر اسوقت تک جتنے عرصہ میں **بادشاہ** رضامند ہو اور شادی ہو میرا تمہارا ایک جا ہونا مناسب نہیں معلوم ہوتا اس لئے کہ اگر راز افشا ہوگیا تو سارا کھیل بگڑ جائیگا اور یہ عشق کمبخت ہے کہ چھپ نہیں سکتا **شعر**

ہوئے الفت کے ہیں یہ پرکالے
اڑ جاتے ہیں تاڑنے والے

اور اگر ہم تم علیحدہ ہی اختیار کریں تو یہ احاطہ اختیار سے باہر ہے دل ناصبور بھی اس ہجر کو اختیار نکریگا **شعر**

مرگئے ہم نجات کے غم میں + ایسے جنت پڑے جہنم میں +

تا تریاق از عراق آوردہ شود مار گزیدہ مردہ شود جبتک شادی ہو ہو اوسوقت تک زندگی کا ہے کو ہوگی **شعر**

جمال تونے دکھا کر بگاڑدی عادت
یہ آنکھیں اب نہیں انتظار کے قابل

ہاں اگر دیکھا نہوتا تجھپر پروانہ تھی اور پھر یہ بھی نہیں معلوم کہ تمہاری کوشش کا نتیجہ دلخواہ ہو یا خلاف تمنا ہو اوسوقت اور بھی مشکل ہو جائیگی غرضکہ ہر طرح مشکل ہے مگر اب تو جو ہوا وہ ہوا نہ یہ ممکن ہے کہ تجھسے دست بردار نہ اپنے کو رسوائے عالم کرنا منظور ہے حتی الامکان احتیاط سے کام لینگے پھر اگر تقدیر ہی میں رسوائی ہے تو ہو **غزل**

اپنے کئے کا رونا کیا ہے
آگے دیکھیں ہوتا کیا ہے
پھل نہیں اچھا عشق کا اے دل
تکیہ کیا ہے بچھونا کیا ہے

اب رونے سے ہوتا کیا ہے
جاگ کے کٹتی ہیں ہجر کی راتیں
ایسے شجر کا بونا کیا ہے
عشق سے کیوں باز آئیں ناصح

ہونے ہی الفت اپنی دل پر
آنکھ لگی تو سونا کیا ہے
سنگ در اوسکا خاک گلی کی
دل تو گیا اب کھونا کیا ہے

آرزو اپنے کئے کو بھگتو
پچھتائے سے ہونا کیا ہے

اے **ملکہ** واقع میں یہ سب شعر ہمارے حسب حال ہیں انہی باتوں میں آدھی رات گزر گئی اب جو آسمان پر نظر کی تو ستاروں کے شمار سے معلوم ہوا کہ آدھی رات گزر گئی ہے **ملکہ** سے کہا **سکندر** نے کہ اب میں جاتا ہوں **طناز** نے کہا کہ اب کون موقع جانیکا ہے صبح کو چلے جائیگا اس لئے کہ اگر یہ خیال ہے کہ ایسا نہو کوئی پوچھے کہ رات بھر کہاں رہے تو جو بہانہ نصف شب کے واسطے کیجئگا وہی شب بھر کے لئے بھی ہو سکتا ہے اس نے کچھ ایسی باتیں کیں کہ پھر رک رہے اب **ملکہ** نے پوچھا کہ آپکا نام نامی و اسم گرامی کیا ہے اور آپ کس خاندان سے ہیں **سکندر** نے اک آہ سرد دل پر درد سے کھینچی اور کہا **شعر**

سرگزشت بلاکشان نہ سنو
نہ سنو میری داستان نہ سنو

مختصر یہ ہے کہ نام اصلی میرا **سکندر رستم خو** ہے لیکن میں نے تمہارے باپ سے **صفدر شیر دل** نام ظاہر کیا ہے اور پوتا ہوں **رستم داستان شاہزادہ علم شاہ** نوجوان کا پروتا **حمزہ صاحبقران زلزلہ قاف ثانی سلیمان** کا ہوں جو کہ زوج **ملکہ آسمان پری** نواز داماد جناب **سلیمان** علیہ السلام کے ہیں اب تو باچھیں **ملکہ** کی تا بناگوش آگئیں اور دل میں تصور کیا کہ اگر یہ راز کسیوقت میں فاش بھی ہوجائیگا تو کچھ پروا نہیں اس لئے کہ مرتبہ میرا **آسمان پری** سے زیادہ نہیں جب اونھوں نے آدمزاد سے عقد کیا تو میں کیا ہوں اور یہ بھی پردے **آسمان پری** کے ہیں انہیں باتوں میں ابھی جو نظر جانب آسمان جاتی ہے تو سفیدہ سحری نمودار ہے

چہرہ ان دونون کے فق ہو گئے اور یہ شعر پڑھکر سکندر رخو خدا حافظ و ناصر کہکر اوٹھ کھڑے ہوئے

حیف در چشم زدن صحبت یار آخر شد
روے گل سیر ندیدم بہار آخر شد

یہ کہکر سکندر رستم خو نے تو قدم آگے بڑھایا اور ملکہ نے یہ شعر پڑھا شعر

لیچلا جان مری روٹھہ کے جانا تیرا
ایسے آنے سے تو بہتر تھا نہ آنا تیرا

لیکن اتنا تو بتا دیجئے کہ اب کب ملاقات ہوگی سکندر نے کہا کہ کل صبح کو پھر آملینگے لیکن ملکہ شام کو لیکن رخصت کر دیا کرو اس لئے کہ دنکا بہانہ تو سیر و شکار ہو سکتا ہے رات کا بہانہ کیا ہو ملکہ نے کہا ایسا ہی ہوگا ادہر تو ملکہ ماہ سیما شل طائر بسمل کے پھڑککر رہگئی اوسطرف سکندر رستم خو مرکب پر اپنے سوار ہوکر روانہ ہوا مگر یہ معلوم ہوتا تھا کہ کوئی شے بھول چلا ہون بار بار پیچھے سے پھر پھر کر باغ ملکہ کی طرف دیکھتے جاتے تھے جب مرکب تیزی کرکے چلتا تھا فرماتے تھے کہ یہ وقت تیز رفتاری کا نہین ہے اس لئے کہ دل آگے نہین بڑھتا ادہر ملکہ کہہ رہی تھی کہ شعر

اوڑا کے خاک یہ مشت غبار لیتا جا
مجھے رکاب مین او شہسوار لیتا جا

الحاصل جسوقت مرکب شاہزادہ کا نظرون سے پنہان ہو گیا ہے تو گرد کو دیکھا کی اسلئے کہ اس بیتابی مین دروازہ باغ تک چلی آئی تھی لیکن جب گرد بھی نہ معلوم ہوئی تو طناز سے کہا کہ میرا جی جاتا ہے باغ مین بجاؤن یا صحرا کو نکل جاؤن کہ اب میرے واسطے وہی مقام مناسب ہے یا در باغ پر بیٹھی رہون جسوقت وہ شہریار ہمایون وقار واپس آئیگا اوسکو ساتھ لیکر اندر باغ کے جاؤنگی اس لئے کہ بغیر اوس گل رعنا کے بہار باغ خزان سے بدتر ہے ایک ایک پھول نگاہون مین خار گزرتا ہے اس کے ہنسی ناگوار طبع ہوتی ہے کہ ہم تو روئین اور غنچہ مسکرائین انکو اپنی ہنسی سے مطلب ہے چاہے کوئی مرے یا جئے بقول شاعر شعر

نیش عقرب نہ از پے کینیست
مقتضائے طبیعتش اینست

جب صبح ہوگی ہم روتے ہوئے اوٹھینگے اور گل حسب عادت ہنسینگے طبیعت کھسیانی ہوگی طناز نے کہا اے بی ہوش مین آؤ حواس کی باتین کرو تمہاری محبت بھی نئی ہے جو بات ہے دنیا سے انوکھی ہے اگر ایسی ہی طبیعت ہے تو چند دن مین تھوکے کا بھی نہین نظرون سے گر جاؤ گی پھر روؤ گی آدمی کو ذرا بردباری چاہئے اپنا رکھ رکھاؤ بھی مقدم ہے دوسرے کے سہارے پڑا رہنا اچھا نہین ایسی باتین کین کہ ملکہ رونے لگی طناز قدمون سے لپٹ گئی اور عرض کی کہ جب آپنے منہ لگایا تو میری بھی اتنی جرات ہوئی کہ جی جلا کر کہا اور غرض یہ تھی کہ آپ معشوق کی نظرون مین حقیر نہون غرضکہ ملکہ کو سمجھا بجھا کر قصر مین لائی مسند پر بٹھالا ادہر اودہر کی باتون مین بہلایا لیکن وہان سکندر رستم خو جو اپنے مکان پر پہونچا ملازمون نے گھیر کر کہا کہ حضور کل دو بار چوبدار بلانے کو آیا تھا ہمنے کہدیا کہ دشمنون کے سر مین درد ہے آپ کہان تشریف رکھتے تھے کہ ساری رات نہ آئے یہ سنکر سکندر نے اونکو انعام عطا کیا اور ٹالدیا وہ لوگ خوش ہو گئے اور آپس مین ذکر کرنے لگے کہ ماشاءاللہ جوان ہین کسی رنڈی منڈی کے یہان ہون گے ابھی کوئی ہم صحبت پوچھے تو بیان کرین ہم لوگون سے کیا کہین غرضکہ سکندر نے پوشاک اوتاری کچھہ دیر آرام کیا بعد اوسکے دربار اخضران شاہ مین گئے اپنے دنگل پر بیٹھے بادشاہ نے مزاج پوچھا کہدیا کہ اقبال سے

حضور کے اب اچھا ہوں کل درد سر کی وجہ سے حاضر حضور نہو سکا آج تک اس ادب سے سکندر نے گفتگو نہ کی تھی لیکن آج تو بزرگی اخضران شاہ کی ماننا پڑی ہر چند کہ اخضران شاہ اس سبب سے تو آگاہ نہیں کہ کیوں خلق پیدا ہوا اور انداز گفتگو بدلا لیکن آج کی طرز تقریر سے بہت خوش ہوا کہا کہ اے صفدر شیر دل چاہے تم آؤ یا نہ آؤ اس سے تو مجھے بحث نہیں ہے لیکن اگر دو ایک روز میں نہیں دیکھتا ہوں تو دل لگا رہتا ہے نہیں معلوم مجھے اسقدر انس تمسے کیوں ہو گیا حالانکہ مجھے نہ چاہئے اس لئے کہ تم ایک مسافر ہو آج یہاں ہو کل نہ معلوم کہاں ہو گے تمسے الفت بڑھانے میں نادانی ہے مگر مجکو اپنی طبیعت سے سخت حیرانی ہے شعر مسافر سے کوئی بھی کرتا ہے پیت ❊ یہ جوگی ہوئے ہیں بھلا کس کے میت ❊ صفدر شیر دل نے گردن نیچی کر لی اور کہا کہ ہر چند میں بہت جلد گلستان ارم کیطرف جانا چاہتا تھا مگر یہاں کی زمین نے ایسے پاؤں پکڑے ہیں کہ آج ارادہ کرتا ہوں کل اوس قصد کو فسخ کر دیتا ہوں واقع میں یہ شہر اسم بامسمی ہے اگر اسکو شہر نقش و نگار کے بدلے نقش تسخیر کہنا چاہئے آپنے وہ مسافر نوازی فرمائی ہے کہ شکریہ اوسکا ادا نہیں ہو سکتا ہے بادشاہ نے کہا کہ دیکھو بھی آپ اکثر نہیں ملتے ہیں سیر و شکار کیطرف بہت توجہ ہے صفدر شیر دل نے کہا کہ مجکو ہمیشہ سے صحرا پسند ہے بلکہ جی یہ چاہتا ہے کہ شب و روز صحرا میں رہا کروں مگر آپکی دوری بھی منظور نہیں ہے اس سے دن کی آزادی اور رات کی پابندی اختیار کر لی ہے اخضران شاہ نے کہا کہ پابندی کی کوئی ضرورت نہیں ہے جسوقت آپکا جی چاہے یہاں رہئے اور جبتک مزاج میں آئے صحرا میں سیر و شکار کا لطف اوٹھائے بلکہ ہم بھی چلینگے یہ کہکر اوسیوقت حکم دیا کہ سامان شکار فراہم ہو اور صحرا میں جا کے عمدہ دیکھکر خیمہ نصب کئے جائیں قراول باز بحری کشکرا تمام شکاری جانوروں کو لیکر آج رات ہی کو روانہ صحرا ہو جائیں کل صبح کو ہم بھی آئینگے اوسیوقت تیاری ہوئی بارگاہیں خیمہ ڈیرے جھولداریاں بار ہو روانہ ہوئیں قراولوں نے جانوران شکاری ساتھ لئے اور صحرا کی جانب روانہ ہوئے جسوقت دربار برخاست ہوا اور سکندر رستم خو اپنے مقام پر آیا نہایت تردد ہوا کہ میں تو ملکہ سے وعدہ کر آیا تھا کہ کل صبح کو آؤنگا یہاں بادشاہ نے شکار کا سامان کر دیا اور وہ بھی میری خاطر سے اب نہ تو یہ ہو سکتا ہے کہ شکار پر نہ جاؤں اس لئے کہ میرے ہی شوق سے یہ سب ہوا ہے اور میں نہ جاؤں تو کیا بادشاہ کہے گا اسکے علاوہ بہانہ کیا کروں اودہر ملکہ اپنے دل میں کھنچیگی کہ پہلے ہی بسم اللہ غلط تو آگے بڑھکر کیا ہونا ایسے سے کیا امید کیجائے اور وزیرزادی اوس کی نہایت ہی چالاک اور زبان آور ہیں نہیں معلوم کیا کیا طعنے دیگی میری طرف سے اوسکو برخاستہ کرے گی رات بھر اسی اولجھن میں نیند نہ آئی صبح ہوتے ہی چوبدار حاضر ہوا اور کہا کہ سواری تیار ہے بادشاہ نے یاد فرمایا ہے سکندر رستم خو نے بھی جلدی سے لباس پہنا صرف تیروں کا ترکش اور کمان لے لی اور مرکب پر بیٹھکر اول در دولت اخضران شاہ پر آئے بادشاہ کو سلام کیا غرضکہ ساتھ بادشاہ کے شکار پر گئے بادشاہ کا صحرا میں ایسا دل لگ گیا کہ بعد آٹھ روز کے شہر میں واپس ہوا ہر چند کہ شام ہو گئی تھی لیکن سکندر رستم خو بادشاہ سے کیا علحدہ ہوئے کہ گویا قید سے چھوٹے اوسیوقت

جو باگ لی تو صحرا کی طرف روانہ ہوئے اور وہان سے راہ باغ ملکہ ماہ سیما کی اختیار کی وہان ملکہ کا یہ عالم تھا کہ جب سے سکندر کو رخصت کر کے قصر مین آئی گھڑیان گن گن کر اس نے دن کاٹا اور رات تو اختر شماری اور آہ و زاری مین بسر ہوئی کسی پہلو دلکو قرار نہ آتا تھا طناز پاس بیٹھی ہی ملکہ طناز سے کہہ رہی ہے کہ کل اگر صبح کو بھی شاہزادہ نہ آیا تو کیا ہوگا طناز نے جھلا کر کہدیا کہ پھر خود پتا پوچھتے ہوئی چلی جانا کیا بڑی دور تھوڑی ہے نقاب چہرہ پر ڈال لینا کسی کو کیا معلوم ہوگا کہ عورت ہے یا مرد اور ہے تو کون ہے ملکہ طناز کا منہ دیکھکر رہگئی اور کہا کہ کیا اچھی دل لگی تو کرتی ہے اے طناز یقین ہے کہ تیری باتین الگ دن میری جان لے لینگی کوفت کھاتے کھاتے مدقوق ہو جاؤنگی خیر اچھا اس روز روز کی ایذا سے تو نجات مل جائیگی طناز نے عرض کی کہ دشمن آپکے وقت بد دیکھین اور مجھے جو آپ مورد الزام کرتی ہین تو اتنا فرمائی کہ پھر اسکا اور کیا جواب ہے یا تو صبر کی سل چھاتی پر دھر لیجئے یا شرم کا پردہ ہٹا دیجئے دو باتون مین سے ایک اختیار کر لیجئے اسلئے کہ سوا ان دو باتون کے تیسری تو میری سمجھ مین نہین آتی ہے مین تو یہہ جانتی ہون کہ مرنے پر مرتے ہین راہ چلنے پر کوئی بھی نہین مرتا ہے اگر اوسے تمہارا خیال ہے تو ضرور آئیگا قلعہ آہن مین بھی ہوگا تو آئیگا اور اگر اوسکو تمہارا خیال نہین ہے تو تمہین بھی اسقدر بیتابی نہ کرنا چاہئے کہ اسکا کچھہ حاصل نہین غرض انہین باتون مین صبح ہو گئی شمعین کافوری جو روشن تھین ہوا کے تھپیڑون سے جھلا جھلا کر گل ہو گئین اور طائران باغ نے چہچہہ زنی شروع کی ملکہ بستر سے انگڑائی لیکر اوٹھی بال پریشان آنکھین سرخ نگاہین جانب در چشم انتظار مثل آغوش تمنا کے وا

شعر

سلائے نیند کے غفلت کرے کہ خواب اجل
نہ بند ہونگی وہ آنکھین جو انتظار مین ہین

خواصون نے آکر منہ دھلایا طناز نے اپنے ہاتھ سے کنگھی کی زلفین بنائین قسمین دیگر پوشاک بدلوائی کہ تھوڑا بہت وقت انہی مشغلون مین گذر جائے اسی حالت مین چار گھڑی دن چڑھ آیا اور کوئی نہ آیا اتو شاہزادی گھبرانے لگی طناز سے کہا کہ وہ نہ آئینگے ورنہ ابتک آ چکتے طناز نے کہا کہ واری خیال تو کرو کہ وہ کتنی دور سے تو آتا ہے آخر کچھہ دیر راستہ کے طے کرنے مین بھی گذرے گی یا نہین پھر انسان کے ساتھ ہزار طرح کے جھگڑے ہین اور پوشیدگی کی بات ہے جب سب طرح کے بندوبست کر لے گا تو آئیگا ملکہ خاموش ہو رہی یہان تک کہ دوپہر دن آ گیا اتو ملکہ کو طناز کے سمجھانے سے بھی تسکین نہین ہوتی ہے عجیب حالت ہے اسکی اوسی حالت اضطرار مین اس نے مرکب اپنا طلب کیا منہ پہ نقاب ڈالی اور پشت مرکب پر بیٹھ کر روانہ ہوئی عقب مین اسکے وزیرزادی بھی چلی جاتے جاتے کئی کوس نکل گئی اور کچھہ پتا نہ ملا دوپہر کا وقت آفتاب کی تیزی جانور تک بھی تو ایسے وقت صحرا مین نہین نکلتے ہین مزدور تک چھپنی کے واسطے چلے جاتے ہین اور یہ خسخانہ کے رہنے والے اوس چٹیل میدان مین پھر رہے تھے اور کوئی اثر گرم ہوا کا جسم کو محسوس نہین ہوتا مبہوت ہو رہی ہے شام تک اسی طرح صحرا مین ماری ماری پھری آخر کار شام کو اگر پڑ رہی اور تپ ہو آئی حالت خراب ہوئی اتو وزیرزادی نہایت گھبرائی اور کہا کہ اگر انکے والدین کو خبر کرتی ہون تو وہ آکر لیجائینگے وہان ملکہ اور بھی گھٹ گھٹ کر رہے گی ایسا نہو

دشمنون کی حالت سنبھل نہ سکی یہان رہنے مین الزام کا خوف ہے عتاب شاہی کا ڈر ہے کہ ایسا نہو بادشاہ کو خبر ہو جائے اور وہ کہے کہ تو نے ملکہ کے حال سے کیون نہ اطلاع دی وہ تو بیہوش تھی اوسوقت کیا جواب دونگی میری تو جان غضب مین ہے کیا کرون کیا نکرون لیکن مناسب وقت یہی معلوم ہوا کہ کسیکو خبر نہ کی اور آپ تیمار داری مین مصروف ہوئی تپ تو بسبب حرارت کے آگئی تھی صبح تک مین دور ہو گئی لیکن تپ فراق کا اس کے پاس کیا علاج تھا سوا اس کے کہ ملکہ کو سمجھاتے تھی رسوائی کے پہلو سمجھا سمجھا کر ڈراتی تھی مگر اس سے کیا ہوتا ہے یہہ جن سر سے نہین اوترتا ہے جو ذہن مین آگئی وہ آگئی بقول شاعر شعر

اب سمجھتا ہی نہین دل عشق کی اچھی بری
اون فریب آمیز نظرون نے یہہ کیا سمجھا دیا

بلکہ سمجھانے کا اور اولٹا اثر ہوتا ہے بیقراری ترقی کرتی ہے شعر

وصال یار سے دونا ہوا عشق
مرض بڑھتا گیا جو جو دوا کے

اسیطرح آٹھہ روز گزرے ہر روز ملکہ کا اضطراب مایوسی کے ساتھہ ترقی کرتا جاتا تھا ناامیدیون کے ہجوم نے چار طرف سے گھیر لیا تھا تمنائین سرشک حسرت مین بنکر آنکھون سے نکلی جاتی مین آخرکار روتے روتے آنسو بھی خشک ہو گئے توانائی لاغری سے بدل گئی چہرہ زرد دلمین درد لب پر آہ سرد نہ کھانا کھایا جاتا ہے نہ پانی پیا جاتا ہے شعر

ممنون جدائی قربت سے ہوئے غم کھانے لگے خون پینے بیٹھے
کھانا کیسا پینا کیسا پانی چھوٹا دانہ چھوٹا

ہان اگر غذا ہے تو لخت دل اور دوا ہے تو خون جگر مسیحا ہے تو قضا جس کے سوا کوئی اس درد کو دور نہین کر سکتا صرف پوست و استخوان باقی رہگئے آج وزیرزادی نے قصد کیا ہے کہ کل اگلے والدین سے ضرور اطلاع کر دینا چاہئے اب انجام اچھا نہین معلوم ہوتا ہے ہر چند کہ اسوقت بھی ضرور پوچھا جائیگا کہ ہمین ملکہ کے حال سے فوراً کیون نہ اطلاع کی اگر یہہ کہتی ہون کہ ملکہ نے منع کیا تھا تو ملکہ سے پوچھا جائیگا وہ کیا جواب دیگی اور پھر مجھسے بھی کہا جائیگا کہ ہمارے ہوتے تو نے ملکہ کے کہنے پر کیون عمل کیا پہلے سے اطلاع کر دی ہوتی تاہم اوسوقت سے بہتر ہے جو خدانخواستہ آنے والا ہے ملکہ کی اب یہہ نوبت ہے کہ بادل نگاہین پھرا کر جانب در دیکھتی ہین گردن ضعف کے مارے تکیہ سے نہین اوٹھتی مانند پیکر تصویر کے بستر پر بیحس پڑی ہے یہہ شعر ورد زبان ہے شعر

حسرتو نکلا اپنے عمر گنواتے ہین ہم
تم نہ آئے خیر اب جاتے ہین ہم

کبھی یہہ شعر زبان پر لاتی ہے شعر

نہ قاصدی نہ صبائے نہ مرغ نامہ برے
کسے ز بیکسی ما نمی برد خبرے

ملکہ کی یہہ حالت اب دیکھی نہین جاتی ہے جو اصیلین جلیسین پاس بیٹھتی ہین جسوقت کچھہ سمجھاتی ہین تو ملکہ یہہ شعر پڑھ دیتی ہے شعر

کوئی اوس سے نہین کہتا ترس کھاؤ
جسے دیکھو مجھے سمجھا رہا ہے

اب طناز کی بھی یہہ حالت ہے کہ جب دل اوس کا بھر آتا ہے تو کنارہ جا کر کسی گوشے مین روتی ہے کبھی ملکہ کے واسطے دعا کرتی ہی آنسو پونچھہ ڈالتی ہے ملکہ نے جو دیکھا کہ یہہ باربار چلی جاتی ہے

تھا اے طناز سچ ہے کہ مردہ سے کسیکو الفت نہین رہتی ہے اچھا ہے جیو سب مجھسے دور ہو خدا نکرے کہ کسی پر مجھہ نامراد کا رحیا نوان پڑے اور کوئی ناشاد و نامراد اسطرح دنیا سے جائے شعر

جہان سے حسرت دیدار یار لیکے چلے
چمن سے داغ فراق بہار لیکے چلے

طناز قدمون سے لپٹ گئی اور رونے لگی اور عرض کی کہ اے شاہزادی خدا آپکو سلامت رکھے ہم پرہیز نہین کرتے ہین اور آپ اسقدر کیون ہراسان ہین ایسی حالت آپکی نہین ہے جو لائق تردد ہو اگر ہم یہان سے اوٹھتے ہین تو کسی کام ہی کاج کو جانے پاتے ہین یہہ کہکر سات بار گرد پھری اور تصدق ہوئی ہر چند ملکہ نے منع کیا مگر نہ مانا جب قسمین دین تو ملکہ سے لپٹکر رونے لگی یہی حالت دیر تک رہی اس کے بعد ملکہ نے طناز سے کہا کہ اب اسکا موقع نہین ہے کہ تجکو سمجھاؤن مین خوب سمجھہ چکی ہون کہ ایسے بیمار بچ نہین سکتے ہین کوئی غمگساری و چارہ سازی کام نہ دیگی اے طناز وقت کو غنیمت جان جو مجھسے مانگنا ہو مانگ لے اور کچھہ وصیتین میری سن رکھہ طناز نے جو کلمہ وصیت سنا دل اولٹنے لگا چیخین مار مار کر رونے لگی کہ اوس دشمن موت کہ آپ مجھسے وصیت کرین اور مین اس ارادہ سے سنون کہ اگر وقت آیا تو بجالاؤنگی خدا اوس وقت کے لئے مجکو زندہ نہ رکھے ملکہ نے کہا کہ اچھا اگر تو سن نہین سکتی ہے تو کاغذ و قلم دوات لا کہ مین کچھہ لکھکر دیدون اوسے اپنے پاس رہنے دینا اور جب اوس بیوفا سے ملاقات ہو تو دیدینا طناز نے خواص سے اشارہ کیا اوس نے قلم دوات کاغذ لاکر رکھدیا اور ملکہ نے قصد کیا کہ اوٹھکر بیٹھون لیکن طاقت نے جواب دیا ضعف نے دبا دیا اوٹھہ نہ سکی لیٹے لیٹے لکھنا چاہا یہہ بھی ممکن نہوا کہا افسوس معلوم ہوتا ہے کہ ہماری حسرت بعد مرگ بھی نکلنا منظور فلک نہین ہے یہہ زمانہ غدار بھی نہین چاہتا کہ کوئی پیغام زبانی ہی اوس یار جانی تک پہونچے کہ ہمتو مسافر راہ عدم ہوتے ہین اور اُنکو خبر نہین اپنی مجبوری و بیکسی پر رونے لگی اور غش آگیا دانت بیٹھہ گئے طناز نے بازو باندھا پنکھے سے ہوا دینے لگی دل دھڑکنے لگا کہ دیکھئے خدا کیا دکھاتا ہے کہ ایک مرتبہ آواز سم مرکب کانمین آئی طناز کے کان کھڑے ہوئے کہ یہہ کیا معاملہ ہے کہین سکندر تو نہین آتا ہو یہہ تصور کرکے کسیسے کچھہ نہ کہا اور وہان سے اوٹھکر دروازہ باغ پر آئی دیکھا کہ سکندر نے گھوڑے سے اوترکر باغ مین جانیکا قصد کیا ہے کہ ملکہ نے ہاتھہ کے اشارہ سے منع کیا سکندر ٹھٹکا کہ کیون کیا ہے طناز نے کہا چلو مین علحدہ کسی گوشہ مین بٹھائے دیتی ہون وہان ملکہ کے والد ماجد عیادت کے لئے آئے ہین ملکہ کی طبیعت ناساز ہوگئی ہے یہہ سنتا تھا کہ سکندر کا دل بگڑ گیا حواس جاتے رہے کہ یہہ کیا غضب ہوا اوس نازک اندام سے غم فراق کی برداشت نہو سکی ساتھہ ہی یہہ خیال آیا کہ اعلحضرت شاہ کو تو ابھی محل شاہی مین چھوڑ آیا ہون سرپٹ گھوڑا دوڑاتا ہوا آیا ہون بھلا وہ مجھسے جلد یہان کیونکر آسکتا تھا پس تازیانہ پر ہاتھہ ڈالا اور کہا کہ تو شرارت سے اپنی باز نہین آتی ہے مجھے فقرہ دیتی ہے ابھی تو مین بادشاہ کو محل مین چھوڑکر آتا ہون اتنے جلد یہان بادشاہ کیونکر آسکتا ہے بس تجکو میرے سامنے سے ملکہ کا لحاظ ہے ورنہ اتنے کوڑے مارتا کہ کھال کھینچ کر پھینک دیتا طناز ڈر گئی کہا

اے شہریار ملکہ کا آپ کے غم مین برا حال ہے اور اوسکو غش آگیا ہے اگر غش سے آنکھین کھولکر صورت آپکی دیکھ لے گی تو شادی مرگ ہو جائیگی اسی سے مین روکتی تھی آگے آپکو اختیار ہے سکندر نے کہا تو صاف کیون نہ کہدیا ہم کیا ملکہ کے دشمن تھے یہ کہکر داخل ہوئے انیسون جلیسون نے جو آتے ہوئے دیکھا قصد کیا کہ خوشی مین ملکہ سے کہدین سکندر نے اشارہ سے منع کیا اور قریب پہونچکر سرہانے کھڑا ہو رہا ملکہ کی حالت دیکھکر دل پھٹنے لگا بے اختیار جی چاہا کہ خنجر ماریون لیکن ضبط و تحمل سے کام لیا کہ اسکا اثر ملکہ پر پڑا پر لگا اودہر طناز نے کیوڑہ گلاب وغیرہ چھڑک کر ملکہ کو ہوشیار کیا اور کہا کہ ابھی آدمی سکندر کا آیا تھا وہ کہہ گیا کہ شاہزادہ آج ضرور آئیگا ملکہ نے کہا کہ کیون مجھے بہلاتی ہو بہلا اوسے آدمی بھیجنے کی کیا ضرورت تھی آنے والا ہوتا آچکتا مین خوب جانتی ہون کہ وہ اس راز کو کسی پر ظاہر نہ کرینگے اونکے مزاج مین احتیاط بہت ہے اب طناز نے اک رومال جو سکندر کے ہاتھ سے لے لیا تھا ملکہ کو دیا اور کہا کہ اسے پہچانو ملکہ کو یاد آگیا کہ یہ وہی رومال ہے جو سکندر کے ہاتھ مین تھا اب تو یہ اوٹھ بیٹھی سکندر جلدی سے پاگے کی آڑ مین ہو رہا ملکہ نے کہا اے طناز تو بڑی شوخ ہے بہلا یہ کیا حرکت تھی کہ تو نے رومال اونکا چرا لیا اگر اونکو خیال آئیگا تو کیا کہین گے یہی سمجھین گے کہ ملکہ کے ملازمین عورتین نہایت خبیث ہین شاید ملکہ کے یہان سے انکو اتنا نہین ملتا ہے کہ جسپر اکتفا کرین مگر وہ رومال سینے سے لگایا آنکھون پر رکھا سونگھنے لگی جب کچھ تسکین ہوئی تو طناز نے اک کمان سامنے رکھی کہ یہ کمان کسکی ہے ملکہ نے کہا کہ تو کسیکی کمان اوٹھا لائی ہوگی اس لئے کہ ملکہ سے کہون گی یہ سکندر کی کمان ہے جس مین وہ خوش ہوا ہے مین نہ مانونگی طناز نے کہا کہ اپنا ہاتھ تو دیکھو اب جو ملکہ ماہ سیما نے دیکھا تو اک انگشتری ہاتھ مین بھی ہے جو سکندر ہر روز ملاقات پہنے ہوئے تھے اب تو ملکہ کو تحیر ہوا کہ یہ انگوٹھی اسکے پاس کہان سے آئی ہوگی ملکہ سے طناز نے کہا کہ وہ ایسی ایسی نشانیان اپنی چھوڑ گئے ہین پہر بھی بیتاب ہوئی جاتی ہو ان سے دلکو بہلاؤ ملکہ نے کہا اے طناز یہ وقت اس قابل نہین ہے کہ تو مجھے اوجھن مین ڈالے صاف صاف بیان کر طناز نے کہا کہ صاف صاف تو یہ ہے کہ جو شخص کسیکا کہنا نہ مانیگا انجام مین پچتائیگا تم تو بیہوش پڑی تھین وہ تشریف لائے تھے کچھ دیر بیٹھے جب تم کسطرح ہوشیار نہ ہوئین اونکا دل گھبرایا اوٹھکر جانے لگے ہملوگون نے روکا کہ خدا خدا کرکے تو آئے ہو اور پہر جاتے ہو اونھون نے کہا کہ مین تھوڑی سی دور جاؤنگا اور ابھی ابھی واپس آؤنگا ہملوگون نے کہا کہ ہمین کسطرح یقین ہو اونھون نے یہہ چیزین یہان چھوڑ دین جنھین تمنے دیکھا اب تو ملکہ کو عجب اوجھن بے چینی رنج بحالی سی آجاتی ہے کبھی پہر مایوسی بڑھ جاتی ہے طناز نے کہا کہ کس سوچ مین بیٹھی ہو ذرا اوٹھو اپنی حالت درست کرو مہمان کے واسطے سامان ضیافت کا حکم دو قصر سے اندر سے نکلو چمن باغ مین ٹہلنے کی تو طاقت نہین ہے کرسیان بچھوالو یا مسہری لگا دیجائے ملکہ نے کہا ان باتون کے واسطے مجھے پوچھنے کی کیا ضرورت ہے طناز نے اوٹھ کر

چبوترہ پر کرسیان بچھوائین ایک طرف مسہری بھی لگا دی گئی اور سکندر کو ایک درخت شمشاد کے پیچھے چھپا دیا اور ملکہ کو لا کر کرسی پر بٹھلایا اب انھی کی امید دلانے سے ملکہ کے چہرہ پر اگر رونق سی آ گئی طناز نے ایک پری زاد سے اشارہ کیا مرکب شاہزادہ سکندر کا ٹہلاتے ہوے سامنے سے گذرے ملکہ کی نظر جو اوس گھوڑے پر پڑی کرسی سے اوٹھ کھڑی ہوئی اور طناز سے کہا کہ تو نے کہین چھپا دیا ہے مین خود اوٹھ کر ڈھونڈھ لونگی یہہ کہکر چلی تھی کہ لڑکھڑا کر گرنے لگی طناز نے سنبھال لیا اور مسہری پر بٹھا دیا یہہ دیکھ سکندر کو تاب نہ رہی دوڑ کر ملکہ سے لپٹ گیا اور ملکہ سکندر سے لپٹی مگر ہاتھ پاؤن سنسنانے لگے اور قریب تھا کہ بسبب خوشی کے روح جسم سے پرواز کر جائے اگر طناز اپنی حکمت عملی سے رفتہ رفتہ غم کو کم نہ کر دیتی تو ملکہ شادیمرگ ہو جاتی بڑی دیر تک دونون رویا کیے کہ ہچکیان بندھ گئین آخر کار طناز نے باتون مین لگایا دھیان بٹایا اب ملکہ نے سکندر سے کہا آتے تو چھوٹتے ہی گال کاٹا پہلی ہی بسم اللہ غلط کی آیندہ کیا امید کیجاے اسوقت تو اسی شہر مین موجود تھے اور آٹھ روز تک خبر نہ لی جب کہین چلے جاؤ گے تو یقین ہی کہ برسون مین بھی خیال نہ ہوگا کہ ہم کسی سے وعدہ کر آئے ہین یا ہماری محبت مین کوئی پریشان ہوگا مگر اب مین تمکو کب جانے دیتی ہون اگر اوٹھنے کا قصد کروگے ہیرا چبا لونگی جان دیدونگی شاہزادہ نے کہا اے ملکہ مین مجبور ہو گیا تھا مجبور ہو گیا تمنے تو اپنی کہی لیکن میری بھی سنو کہ تمہارے باپ مجکو اپنے ہمراہ شکار پر لے گئے اور آٹھ روز بعد شکار سے واپس آئے مجھے قسم ہے جو بادشاہ سے رخصت ہونے کے بعد مینے ایک ساعت بھی کسی مقام پر قیام کیا ہو مین اگر ٹھرا ملکہ نے کہا خیر گذشتہ را صلواۃ آیندہ را احتیاط بس آپ اسی باغ مین رہو اگر جاؤ گے پھر کوئی جھگڑا نکل آئے گا آپ پھر نہ آئینگے ہم انتظار مین مر جائینگے ایسے دھڑکے مین کہان تک اوٹھاؤن گی کسیدن جان پر بنجائیگی

مصرع ہماری جان گئی آپکی ہنسی ٹھہری

ہاتھ ملوگے افسوس کروگے پھر کسی اور سے دل بہلاؤگے کبھی ہمارا خیال بھی نہ آئے گا ملکہ نے ایسی ایسی باتین جو کہین سکندر کا دل بھر آیا کہا اے ملکہ اب مین خود یہان سے نہ جاؤنگا چاہے بادشاہ سے بگڑے یا رہے مجھے کسیکی پروا نہین ہے زیادہ ہو مین نیست کرکے اڑا دونگا تو مین خوب دیکھ بھال چکا ہون تمہارے باپ کے یہان کوئی سردار اتنا نہین نظر آتا جو مجھسے مقابلہ کر سکے ہان اگر کچھ ہے تو سپہ سالار البتہ ہے وہ خیر کچھ لڑے گا جب اوسکو بھی مین سر کر دیا تو ہمکو کسی سے کیا ڈرنا اگر کوئی یہہ کہیگا کہ فلان شخص نے ایسا کیا تو اوسکا صاف جواب یہہ ہے اگر کچھ بھی شعور رکھتا ہوگا تو خود ہی سمجھ لے گا کہ بغیر دونو کے رضامندی کے کوئی امر نہین ہو سکتا ملکہ کو یہہ سنکر اک عید تو ہو گئی لیکن ساتھ ہی یہہ بھی خطرہ پیدا ہو گیا کہ اب یہہ لڑائی

ضرور ہو گا اور بہت جلد ہو گا ہر چند کہ یہہ سب کچھہ کہہ رہے ہین کہ مثل مشہور ہے ایک کے دو دو اور دو کی دو اتین سو رمان ہمارا نہین چھوڑا ہے اوسکا ملک ہے لشکر اوس کے پاس ہے یہہ اکیلے کس کس سے لڑین گے کس کس کا مقابلہ کرین گے انجام مین دشمن گرفتار ہو جائین گے یا قتل ہون گے افسوس کہ میری وجہ سے ان کی جان جائے گی ہائے تقدیر نے کس مصیبت مین پہنسا دیا کیا میری شامت تھی کہ مین یہان اوس روز شکار کو گئی تھی جو اس ظالم کا سامنا ہوا مجھے بٹھا لئے الگ درد مول لیا اس سے تو پھر وہی بہتر تھا کہ جس طور سے اس نے آنے کو کہا تھا دیر آید درست آید اوس صورت مین شاید کوئی پہلوان آفتون سے بچاؤ کا نکل آتا ایک تو ذرا سی دیر مین افشا ہوتا جب تک شاید کوئی تدبیر ہی بن آتی موقع پا کر اس کے ساتھہ نکل بھی چلتی یا اگر خدا نخواستہ کچھہ نہ بن پڑتی تو بھی کچھہ دنون دل کے حوصلے تو نکل جائین گے یہہ تو ہو گا کہ رات ہنس کر گذاری اور دم بھر رونے کا سامنا ہوا ایسی ایسی باتین سوچکر **سکندر** نے کہا کہ اے **شہریار عالی وقار** مین ہرگز نہین چاہتی کہ میری وجہ سے حضور کے دشمنون کو گزند پہونچے براہ مہربانی اس ارادہ سے باز رہئے مجبور ہو کر رہے گی جھیل لون گی یہہ تھوڑی سی مفارقت ہمیشہ کی جدائی سے بہتر ہے ایسا نہو بادشاہ کو خبر ہو جائے اور آپ کے دشمن میری وجہ سے کسی بلا مین مبتلا ہو جائین آپ نہین جانتے کہ باپ اوس شخص کا دو لاکھ سوار کے فوج جرار کا مالک ہے اسوقت اوس کے یہان **توحید** سربلند سا سردار موجود ہے یقین ہے کہ آپنے دیکھا ہو گا بھلا اوسکا کوئی کیا مقابلہ کر سکتا ہے اگر ایسا ہی ہے تو مجھکو لیکر یہان سے کسیطرف نکل چلئے یہہ سنکر فرمایا لاحول ولا قوۃ الا باللہ اے ملکہ وہ توحید سربلند کیا چیز ہے قسم ہے اوس خدائے عزوجل کی کہ جس نے میرے **جد امجد** کو وہ صاحبقرانی عطا کیا اگر توحید ایسے دو لاکھ مجھ سے مقابلہ کرین تو مجھکو ہراس نہین ہے خدا نے چاہا تو تمہارے سامنے اوسے باندھ لاؤنگا اور دو لاکھ فوج سے تو میرا کیا کرے گی مین پہلے ہی سردارون کو چن چن کر پکڑ لون گا اور عورت کو لیکر بھاگنا پہلوانون کا شیوہ نہین ہے اور اسکے تو تم جانتی ہو یا مین جانتا ہون یا خدا جانتا ہے جیسی محبت میرے تمہارے ہے لیکن اپنا پرایا زمانہ دل اپنے دوسرونکو بھی خیال کرتے ہین مین دو باتون کا منتظر ہون ایک تو یہہ باپ تمہارا یزدان پرست تو ضرور ہے احدیت پروردگار کا اقرار کرتا ہے لیکن رسالت محمدی کا قائل نہین ہے بس یا تو وہ پورا کلمہ پڑھے اور مسلمان ہو اور برضا و رغبت عقد میرا تمہارے ساتھہ منظور کرے یا دین اسلام سے انکار کرے تا کہ قتل ہو دوسرے یہہ کہ کوئی بزرگ میرا موجود ہو بغیر اسکے مین

شادی تمہارے ساتھ نہین کرسکتا اور بغیر عقد و نکاح میرے تمہارے درمیان بناہ کا کوئی اور امر نہین ہوسکتا شعر

وصل کا شوق نہین مجھسے دلا خوش ہے		پاکبازان محبت کو عجب مشکل ہے	

بس اے ملکہ اسوقت کی باتون کو خوب کان دھرکے سن رکھو کہ جو میرے منہ سے نکلجائے گا جب تک جسم پر سر ہے اوس قول سے نہ پھرونگا اور اپنے جادہ سے نہ ہٹونگا بس اب مجھے سمجھانا فضول ہے اور خبردار کوئی امر مجھسے نہ کہنا ورنہ تمکو ملال ہوگا کہ ہمارا کہنا نہ مانا اور مین اپنے ارادہ سے باز نہ رہونگا قول مردان جان دارد اب مجھے یہہ دیکھنا ہے کہ افرنگی سپاہ کیسی ہے اور پہلوان کیسے کیسے جمع کئے ہین جب ملکہ نے دیکھا کہ یہہ کسیطرح ماننے والے نہین ہین عاجز آکر خاموش ہورہی لیکن نہایت افسوس ہوا ساکت ہو گئی طناز نے سمجھایا کہ جیسے انجام ہو سو ہو اب فکر کرنے سے کیا ہوتا ہے بس اب اوسی خدا پر شاکر رہو جو بگڑے کامون کو بنا دیتا ہے سوچنے اور رنج کرنے سے کوئی فائدہ نہوگا جو منظور خدا ہوگا وہ ہوگا ان دو گھڑیون مین جو تھوڑا وقت خوشی کا ملا ہے اسے بھی گنواتی ہو آخر تو جو ہوگا وہ ہوگا اپنا عیش و عشرت و آرام کو کیون کہو دیتے ہو جو نکلے نکالو بقول شاعر شعر

	اب تو آرام سے گذرتی ہے	عاقبت کی خبر خدا جانے	

جو دکھ اوٹھاتا ہے اوسکو راحت بھی ملتی ہے اور جو آرام پاتا ہے وہی تکلیف اور رنج و الم و غم وغصہ بھی اوٹھاتا ہے بموجب شعر

وصل ہو گا گلہ ہجر بتان کون کرے		سے تجھے سینے لگائے ہین فغان کون کرے	

یہہ تو ایک طرح کے بیدرمان قیامت کی زبان اور یہ ایسی ایسی باتین لیکن کہ ملکہ اور سکندر دونون کو خیال ہوا کہ سچ کہتی ہے غرضکہ اوسیوقت دسترخوان بچھا سکندر و ملکہ نے کھانا ساتھ کھایا اور ایک جام شراب کے پیے بعد گانیکو حکم ملا اونہون نے ساز ملائے اول مبارکباد گائین جسپر بہت کچھ انعام ملکہ اور سکندر رستم خو نے دیا بلکہ ایک ایک خواص تک سنے ملکہ کے تالیف قلب اوسکے واسطے اپنی حیثیت کے موافق انعام دیا اسکے بعد اور عاشقانہ چیزین گانا شروع کین غزل

غزل

یاری تجھسے کیا کی پیدا ابراک سے یارانہ چھوٹا
احباب چھٹے اغیار چھٹے پر اپنا بیگانہ چھوٹا
غمنوش جدائی جبسے ہوئی غم کھاکے کے خون پیکے جیے
کھانا کیسا پینا کیسا پانی چھوٹا دانا چھوٹا
کس مست سے ساقی آنکھ لڑی بے مے کے یہ کیفیت ہوئی
اس ہاتھ سے بوتل چھوٹ پڑی اوس ہاتھ سے پیمانہ چھوٹا
مشرب نہ ہمارا رندی تھا نہ مذہب بادہ پرستی تھا

جب سے کہ چھوٹا اک متوالا اوس در سے پیمانہ چھوٹا
بیڑی جو تری منت کی پڑھی پہونچا اثر اسکا اوسما بھی
وہ قید جنون اوس نے توڑی وہ تیرا دیوانہ چھوٹا
کل لکھتے تھے ہم کچھ حال دلی اونپر بھی تھی محویت طاری
اس لطف مین یاد نہین کچھ بھی کسجا سے وہ افسانہ چھوٹا
اک جلوہ قیامت تھا تیرا ایمان اسکا اوسکا لیا
زاہد سے کعبہ چھوٹ گیا ہندو سے بتخانہ چھوٹا
تھا سوز جدائی تو جتنا تیرے بھی اثر کو دیکھہ لیا
کیون آگ مین اپنے جل نہ بجھا جب شمع سے پروانہ چھوٹا
اے آرزو اب کیا ذکر اوسکا الفت مین جو اوس دلسے ہوا
اک بت سے بڑھا کچھ ربط ایسا برسون کا یارانہ چھوٹا

یہہ غزل اس رنگ سے اک نازنین نے گائی کہ **سکندر** رستم خو اور ملکہ ماہ سیما کا تو کیا ذکر ہے اسکی انیسین جلیسین جسقدر بیٹھی تھین بے اختیار ہو گئین بے اختیار منہ سے واہ اور دل سے آہ نکل گئی آنکھون سے آنسو جاری ہو گئے اور ملکہ ماہ سیما اور سکندر رستم خو کی تو ہچکیان بندھ گئین بعد کچھ دیر کے مصلحتاً یہہ جلسہ برخاست کر دیا طناز اوسوقت مین نہایت ہوشیاری سے کام لے رہی ہے ورنہ خدا جانے ان دونون کی کیا حالت ہوتی اب یہان تو دن عید اور رات شب برات ہے ایک دوسرے کے باغ جمال کی گلچینی مین مصروف ہے نہ غم دنیا ہے نہ فکر عقبا انتہا یہہ ہے کہ ملکہ ماہ پارہ کا خیال بھی کم ہو گیا ہے لیکن جفاے چرخ دوار نے وہی سامان کر دیے کہ جنکا خوف دونونکو تھا یعنے جس روز بادشاہ شکار سے واپس آیا تھا محل مین جا کر آرام کیا دوسرے روز چوبدار کو بھیجا کہ **صفدر شیر دل** کو بلا لاے چوبدار نے جا کر عرض کی کہ وہ نہین ہین بلکہ ملازمین یہہ بیان کرتے ہین کہ جب سے ہمراہ حضور کے شکار پر گئے تھے یہان واپس ہی نہین آئے یہہ سنکر بادشاہ کو تردد ہوا کہ نہ معلوم یہہ کہان چلے گئے شاید فقیر کے پاس نہ گئے ہون لوگ براے دریافت حال شاہ قلندر کوہ نشین پاس بھی گئے تو انہون نے بھی کہہ دیا کہ بابا وہ جسدن سے یہان سے تشریف لے گئے پھر نہین آئے اب بادشاہ کو یہہ خیال گذرا کہ وہ **گلستان ارم** جانیوالے تھے کہین نہ چلے گئے ہون لیکن یہہ کیا حرکت کی کہ نہ اطلاع کی نہ ملے سچ ہے کہ آدمزاد نہایت بےمروت اور کج خلق ہوتے ہین انکی دوستی بندر کی آشنائی ہے ہر طرف تلاش کر کے خاموش رہا اب کوئی تلاش بھی نہین کرتا خیال بھی جاتا رہا ایک روز حسب الاتفاق نگار شاہ و پسر ملک اخضران پریزاد واسطے شکار کے گیا ہر طرف تلاش کی لیکن صید نہ ہاتھ آیا تھک کر اک درخت کے نیچے زین پوش بچھا کر بیٹھ رہا اور مصاحبین تو چھوٹ گئے ہین لیکن توحید سربلند اسکے ہمراہ ہے یکایک تشنگی نے غلبہ کیا اور ہر چہار طرف دیکھا کوئی چشمہ و چاہ نظر نہ آیا خیال مین گذرا کہ یہان سے باغ ملکہ ماہ سیما کا قریب ہے وہین چلکر

دم بھر آرام لینا چاہیے یہ سوچکر توحید سربلند سے کہا اوس نے کہا کہ بہت مناسب ہے غرضکہ دونوں پشت مرکب پر بیٹھا باغ ملکہ کی جانب روانہ ہوئے جسوقت نگار شاہ دروازہ باغ پر پہونچا دیکھا کہ دروازہ بند ہے اور آواز غنا آرہی ہے اسے خیال گذرا کہ آج نئی بات ہے اس صحرا میں آنے جانے والا کون ہے جس کے خیال سے دروازہ بند ہے اور اگر کوئی آئے بھی تو سب جانتے ہیں کہ یہ باغ دختر بادشاہ کا ہے اور وہ یہاں رہتی ہے اتنی مجال کسکی ہے جو اسطرف کا رخ بھی کر سکے نہ آجتک ایسا کبھی ہوا تھا کہ دروازہ بند رہتا اکثر میں اسطرف آیا ہوں تو دروازہ باغ کو کھلا پایا ہے نہ وقت شب کا ہے کہ یہ سمجھا جائے کہ احتیاطاً چوروں کے خوف سے دروازہ بند کر لیا ہے اس میں کچھ نہ کچھ بھید ضرور ہے اسے دریافت کرنا چاہیے اس لئے کہ آج میں نے والدہ ماجدہ سے سنا تھا کہ لڑکی پندرہ روز کے بعد سلام کو آئی تھی تو کچھ عجب حالت تھی اوسکی کہ رنگت زرد پڑ گئی ہے منہ سُت گیا ہے نقشہ بھی بگڑ گیا ہے اور طرہ اوسپر یہ کہ یا تو چوتھے دن صبح سے آتی تھی اور شام کو جاتی تھی اپنی ہمجولیوں سے کھیلتی رہتی تھیں یا آتے ہی جانیکا تقاضا شروع ہو گیا اور نہ وہ شان مزاج ہے نہ ہنسی نہ مذاق یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ وہ لڑکی ہی نہیں رہی چپ سی لگ گئی تو لے توحید سربلند اونکے منہ پر میں کیا کہتا لیکن یہ سب علامات تو ایسے ہیں کہ کہتے غیرت آتی ہے خیر منہ سے نکالنا تو فضول ہے اس لئے کہ اگر غلط اوسکے ظہور میں آیا تو اک بری بات کا منہ سے نکالنا کیا ضرور ہے اور صحیح ہوا تو جیسا کچھ ہوگا ابھی دیکھ لیا جائیگا توحید سربلند نے جو کہا کہ شاہزادہ کچھ کہتے کہتے پھر رک گیا اس نے بھی بات کو اولجھاوے میں ڈالدیا اور اک غیر مفید جواب دیکر ٹالدیا کہ جیسا مناسب جانئے ہمیں ان امور میں کیا دخل ہے سنتا ہوں شہریاروں کے جھگڑے وہی ان باتوں کو چاہے اولجھائیں چاہے سلجھائیں بقول شخصے ع رموز مملکت خویش خسرواں دانند ٭ کیا معلوم زبان سے ابھی نکلے بری نکلے نتیجہ اوسکا کیا پیدا ہو اس سے ایک خموشی ستر بلا ٹالتی ہے مصرع خموشی معنئی دارد کہ در گفتن نمی آید ٭ توحید تو بس اتنا ہی کہکر خاموش ہو رہا اور نگار شاہ نے کمند ماری اور دیوار باغ پر چڑھکے جھانککر دیکھا تو عجب تماشہ دیکھا کہ صفدر شیردل ملکہ ماہ سیما کے گلے میں ہاتھ ڈالے ہوئے سیر باغ کر رہا ہے پیچھے پیچھے انیسیں جلیسیں ساتھ ہیں بس یہ دیکھتے ہی آنکھوں میں نگار شاہ کی خون اوتر آیا اور آواز دی کہ او حرامزاد نمک حرام یہ کیا حرکت ہے نگار شاہ کی آواز سنتی ہی سب عورتیں تو بھاگیں انمیں ایک دوسرے سے کہتی تھی کہ اب ناک چوٹی کی خیر نہیں ہے ملکہ کو سکتا سا ہو گیا ہاتھ پاؤں کانپنے لگے طناز اک درخت کی آڑ میں ہو گئی لیکن صفدر شیردل نے کہا کہ اے نگار شاہ بس زبان سنبھالکر گفتگو کرنا اسلئے کہ میں تمہارا اسقدر لحاظ کرتا ہوں جیسا کچھ سمجھتے ہو ایسا نہیں ہے اندر آ کر اصل واقعہ سنو مجھسے زبان نہ لڑاؤ ایسا نہو کہ مجکو بھی غصہ آجائے تو پھر اوسوقت مجھے کسیکا خیال نہو گا میں قسم کھاتا ہوں پروردگار عالم کی کہ اسوقت تک مجھے اور ملکہ سے پاک محبت ہے اسکے دامن عفت کو ہاتھ بھی نہیں لگایا ہے اور بڑے شرم کی بات ہے کہ تم اپنی

بہن پر اتنی بڑی تہمت رکھتے ہو جو کسی غیر کے واسطے بھی زیبا نہیں یہہ سنا تھا کہ نگار شاہ نے دیوار پر سے کود کر دروازہ باغ کا کھولدیا اور توحید سربلند کو بھی اندر باغ نے بلا لیا اور کہا کہ جب یہہ نوبت ہم پہونچی کہ اک غیر جنس کے ہاتھ اس نے اپنی آبرو دی تو تم کوئی غیر ہو گئے کیا پردہ اور اب یہہ گیسو بریدہ کیا میرے ہاتھ سے زندہ بھی بچ کر جا سکیگی کہ یار کے ساتھ مزے کرے میں بغیر ان دونوں کو مارے نہ رہوں گا اور صفدر شیر دل کو آواز دی کہ مجھے باتیں بناتا ہے اور کہتا ہے کہ مجھے پاک محبت ہے اور تیرا لحاظ کرتا ہوں اگر میرا لحاظ کرتا تو کیا کوئی اور پریزاد تجھے نہیں ملتی تھی کہ میری بہن کو تو نے آوارہ کیا اور پاک محبت اسیکا نام ہے کہ گلے میں ہاتھ ڈالے پھر رہا تھا آٹھہ دس روز سے تو غائب تھا کہاں کہاں تیری تلاش نہیں ہوئی لیکن کہیں پتا نہ لگا او چور تو یہاں چھپا بیٹھا تھا اور اب تک پاک محبت کا دعوی ہے لیکن یہہ ممکن ہے کہ اک اور بار وہ ایک جگہہ رہیں اور فساد نہ برپا ہو یہہ کہتا ہوا صفدر شیر دل کیطرف چلا صفدر شیر دل نے جو اسکو بارادہ فساد اپنی طرف آتے دیکھا ملکہ کو تو ہاتھ سے ہٹا دیا اور خود آگے بڑھکر آواز دی کہ معلوم ہوتا ہے ذلت تیری تقدیر میں ہے اگر ہم بد تھے تو تیری بہن کیوں بد ہو گئی او بے نژاد گا نگار شاہ نے کہا دیکھہ تجھے قتل کروں تو اوسے بھی سزا دوں یہہ کہکر قریب پہونچتے ہی تلوار ماری صفدر شیر دل نے ہاتھ بند دست پر ڈالدیا اور اک جھٹکا مارا کہ نگار شاہ اوندھے منہ آرہا اس نے ہاتھ سے کمر زنجیر کا بند پکڑ کر زمین سے اوٹھا لیا اور آواز دی کہ کیا کہتا ہے یہہ دیکھتے ہی توحید سربلند جھپٹ پڑا اور کہا اے صفدر شیر دل یہہ شاہزادہ ہے بہو ترے کا پلا ہوا یہہ لڑائی بھڑائی کو کیا جانے بس اسکو چھوڑ دے اور مجھسے سامنا کر ہر چند کہ میں چاہتا تھا میرے تیرے مقابلہ نہو اس لئے کہ تو بھی اک مرد بہادر ہے اپنے جثہ سے زیادہ جرات وہمت رکھتا ہے اور مجھے تیرے ساتھہ اک قسم کی محبت ہو گئی تھی مگر تو نے تو غضب کیا کہ ایسے نالائق حرکت کی کہ کوئی نکرتا اپنے ولی نعمت کی لڑکی کو خراب کیا بس ہوشیار ہو جا کہ تو لائق سزا ضرور ہے اب تجھے باندھہ کر سامنے بادشاہ کے لیجاؤنگا ایک وقت وہ تھا کہ میرے ہی یہہ دلت تجھے بادشاہ نے کس عزت سے کہ خاص وزیر اعظم تجھے پیشوائی کر کے لایا آج ویسی ہی ذلت سے جائیگا یہہ سنکر قریب آیا صفدر شیر دل نے کلائی نگار شاہ کی مروڑ کر تلوار تو چھین لی اور نگار شاہ کو چھوڑ دیا سبب یہہ تھا کہ تلوار بھی صفدر شیر دل کے پاس نہ تھی اس لئے کہ سیر چمن کے وقت اسلحہ جنگ کا کیا کام ہے سبب دوم بھی تھا کہ یہانکا ایک ایک خار کاوش پیدا کریگا ایک ایک گل خار کہلائیگا نگار شاہ تو چھوٹتے ہی علیحدہ کھڑا ہو رہا اور توحید سربلند نے آواز دی کہ وار کر صفدر شیر دل نے جواب دیا کہ نہیں جانتا میں مسلمان ہوں اور اہل اسلام پیشدستی نہیں کرتے ہیں اگر حافظ حقیقی تیرے ضرب سے بچائیگا تو خیر دیکھا جائیگا توحید نے کہا معلوم ہوا کہ اجل تیری دامنگیر ہے لے اسے یہہ کہکر نیزہ مارا اسکندر رستم خو نے نیزہ اسکا تلوار سے ہاتھ خیار کے قلم کی توحید نے کہا تو بڑا تیز دست معلوم ہوتا ہے یہہ کہکر تلوار ماری صفدر شیر دل نے وار تیغہ آبدار کا پشت شمشیر پر روک کر اپنا وار کیا اسنے سپر پر روکا اسیطرح کئی

ضربون کی ردو بدل ہی آخر جھنجھلا کر توحید نے تلوار ہاتھ سے پھینکدی اور کہا کہ معلوم ہوتا ہے تو فن سپہگری
کو اچھی طرح جانتا ہے خیر اب تیرا اور علاج ہے تو یون نہ مانیگا مجھے کشتی لڑکر باندھونگا اور مجھے منظور
بھی یہی تھا کہ تجھے زندہ اسیر کرکے لیجاؤن تاکہ تو بھی ذات اپنی آنکھون سے تو دیکھے کہ حسن کشی کا کیا نتیجہ
ہوتا ہے یہہ کہکر تلوار ہاتھ سے پھینکدی اور صفدر شیردل سے لپٹ پڑا صفدر شیردل نے بھی تلوار پھینک دی
اور ہاتھ گریبانمین ڈال بازو در کشاکش کے ہونے لگے کبھی یہہ اوسے کھینچ لاتا ہے اور کبھی وہ اسے کھینچ لاتا ہے
جب دیکھا کہ زور بھی برابر ہے ہوئے اور کام نہ نکلا توحید سربلند نے داؤن پیچ کرنا شروع کئے لیکن صفدر شیردل نے
کوئی پیچ نہ چلنے دیا اور برابر کا لڑ نکلا جواب ملا اب نگار شاہ تو الگ تماشا دیکھ رہا ہے اور ملکہ علیحدہ کھڑی ہوئی
دلمین دعائین مانگ رہی ہے کہ خداوندا اس دیو سے سکندر کو بچا مین تجھے واسطہ دیتی ہون اپنے رسول مقبول کا
کہ تو سکندر کو فتحیاب کر نگار شاہ نے جو دیکھا کہ یہہ دونون تو مصروف جنگ ہین یہی موقع ہے ملکہ کا سر کاٹ
لینا چاہئے بس تلوار لیکر ملکہ کیطرف جھپٹا کہ او شوخ دیدہ کمبخت بے حیا تو بھی مزا دیکھ کہ تجھکو تیرے باپ کے سامنے قتل
کرون بس یہہ ارادہ ہو نگار شاہ کا سامنے خنجر دیکھا آواز دی کہ او نامرد کیا کرتا ہے عورت پر ہاتھ اوٹھاتا ہے اور
پھر سامنے نگار شاہ نے کہا کہ جا ہو تو روک لے اتنی سنتے ہی سکندر رستم خو کو غصہ آیا اور جوش شجاعت مین
کمربند توحید سربلند کا پکڑکر جسطرف نگار شاہ جا رہا تھا اوسیطرف ریل کر پہلا ادہر ملکہ نے جو دیکھا کہ یہہ ارادہ
قتل کا ہے یہان کہ سکندر و توحید سربلند کی آڑ مین چھپی اور توحید و سکندر بیچ مین آگئے یہان نگار شاہ جبتک
تلملے سکندر نے نعرۂ اللہ اکبر کا مارے جھکر جو زور کیا توحید کا ہاتھ بلند کر لیا اور کہا کہ اب تو سربلند
ہوا بس داہنے ہاتھ پر تو اسے تانے ہوئے تھے بایان ہاتھ کمر مین نگار شاہ کے ڈالکر اسکو بھی اوٹھا
لیا لیکن فوراً کمربند ٹوٹا اور نگار شاہ گرا بس یہہ زور دیکھکر اس کے جی چھوٹ گئے اور ادھر لشکر
کپڑے جھاڑتا ہوا بھاگا سکندر نے آواز دی کہ اچھا نہین اسکو قتل کرنا نگار شاہ ایسا
خفیف ہوا تھا کہ کچھ جواب نہ دیا اور پیٹھ پھیر کر مرکب پر روانہ ہوا چلتے وقت اتنی آواز دی
تھی کہ دیکھ پلٹ کر تیرے کیا حال کرتا ہون فرمایا جا جو تیرے بنائے بنے وہ کر لینا توحید سربلند
شاہزادہ کی یہہ جرات و طاقت دیکھکر ہزار جان سے شیدا ہو گیا عرض کی امان فرمایا بشرط ایمان
اس نے کہا کہ قبول سکندر رستم خو نے اسکو ہاتھ سے چھوڑ دیا توحید نے عرض کی کہ جو آپکے دین مین
اے وہ کیا ہے فرمایا میرے تمہارے دین مین کوئی فرق ایسا نہین ہے آدھے مسلمان تو ہو تم
یعنی کلمہ لا الہ الا اللہ کے تو قائل ہی ہو ایک کلمہ اور کہو کہ محمد رسول اللہ توحید سربلند اسیوقت
کلمہ پڑھکر اس سے توصدق دل سے مسلمان ہوا لیکن عرض کی کہ اے شہریار عالی یہ وقت
کو غنیمت جانئے اور شاہزادی کو ہمراہ لیکر یہان سے نکل چلئے سکندر یہہ سنکر ہنسنے لگے اور
اور فرمایا کہ اے توحید تمہارے دلمین یہہ خیال پیدا ہوا ہوگا کہ نگار شاہ زندہ بچ
گیا ہے جا کر باپ سے کہیگا اور وہ فوج لیکر آئیگا عرض کی کہ یہہ ضرور ہوگا فرمایا کہ پھر کیا
پروا ہے تم نہین جانتے کہ مین بیٹا کس شخص کا اور پوتا کس بہادر کا اور پروتا کسکا ہون
جسنے مرزوق فرنگی کو بارگاہ مین لشکر مع تخت اوٹھا لیا تھا اے توحید سربلند تو بھی
جو شخص ان شاہ کو بھی بیٹے مع تخت کے اوٹھا لیا ہو یہہ دلاوری دیکھکر توحید ہزار جان سے
نثار ہو گیا اور عرض کی کہ اے شہریار یہہ سب سچ اور درست ہے لیکن سوار ہو جانا بہتر ہے نہین
ہو جاتا ہی ایک کی دو دو اور اوسکے ساتھ پہلوان نامی و گرامی بھی ہین دولاکھ فوج کا مالک ہے

کس کس کو قتل کیجیگا اور بادشاہ تک بہونچیگا کسطرح سکندر رستم خو نے کہا کہ اگر تمکو اپنی جان عزیز ہے تو یہان سے چلے جاؤ مین سمجہہ لونگا جسکا بوجہہ ہوتا ہے وہی خوب اوٹہاتا ہے تم مجکو بے بزدل بنائے دیتے ہو توحید نے دیکہا کہ تیور بیڈہب ہین اب کچہہ کہونگا تو آئی گئی میرے ہی سر ہو جائیگی خاموش ہو رہا اور عرض کی کہ مجہے اپنی جان عزیز نہین ہے جیسا آپکے مزاج مبارک مین آئے وہ کیجئے جو خدمت مجھسے ہو سکیگی مین بہی بجا لاؤنگا یہہ کہکر خاموش ہو رہا ملکہ نے شکر خدا کیا اور سکندر کو ساتہہ لیے ہوئے قصر مین آئی طناز نے کہا کہ اے یہہ کوئی خوشی کا محل نہین ہے دیکہنا تہوڑی دیر مین کیا قیامت برپا ہوتی ہے بہائی تمہارا باپ کے سامنے جسوقت یہان کا واقعہ بیان کریگا اوسوقت اوسکی کیا حالت ہوگی مع فوج آکر محاصرہ کریگا اوسوقت یہہ اکیلے کیا کرینگے بس معلوم ہو گیا کہ تقدیر مین اتنے ہی دنون کی راحت تہی اب زمانہ خلاف آگیا خدا ہی اس بلا سے نجات دے مردوا تمہارا ایسا جہکی ہے کہ جو ذہن مین آجاتی ہے وہی کرتا ہے کسیکی کب سنتا ہے توحید سربلند نے اچہی صلاح دی تہی کہ ملکہ کو لیکر نکل چلئے اوسکا جواب سنا کر کیا دیا انتہا کی جہالت مزاج مین ہے ملکہ نے کہا جس خدا نے اب فتح یاب کیا وہی ظفر دینے والا ہے دل تو میرا بہی دہڑک رہا ہے اب یہہ لوگ تو یہان اس انتشار مین بیٹہے ہین اور وہان نگار شاہ کی سنئیے کہ اوسی طور سے گرد مین آلودہ لباس پارہ پارہ یا حال خراب چلے تو اپنے لشکر مین پہونچا لوگون نے ہر چند پوچہا کہ یہہ حالت آپکی کیونکر ہوئی بیان کیجئے کہ جاکر اوسے زندہ خاک مین توپ دین نگار شاہ نے کچہہ بیان نہین کیا اور سیدہا ملک خضران پریزاد کے پاس آیا خضران شاہ یہہ حالت دیکہتے ہی پریشان ہوا پوچہا یہہ کیا حالت ہے بیان کر نگار شاہ نے کہا کہ کیا عرض کرون گویم مشکل وگر نگویم مشکل ملکہ ماہ سیما نہایت خراب نکلی صفدر شیر دل اسکے باغ مین ہے اوسی نے میری حالت بنائی بس یہہ سننا تہا کہ بادشاہ کی آنکہون مین دنیا تیرہ و تار ہو گئی اسیوقت حکم دیا کہ کہان ہے توحید سربلند کہدو کہ لشکر ہمارا تیار ہو اور ایک لاکہہ سوار ہمراہ لیکر جائے اور سر صفدر شیر دل کا اوس گیسو بریدہ سمیت کاٹ لائے نگار شاہ نے عرض کی کہ حضور توحید میرے ہمراہ تہا اوسے بہی گہڑی بہر مین اوس آدمزاد نے زیر کر لیا یہان تک تو مینے اپنی آنکہہ سے دیکہا تہا لیکن اب نہین معلوم کہ وہ وہان قید ہے یا قتل ہوا یہہ سنکر بادشاہ اپنے جامہ سے اوٹہ کہڑا ہوا اور کہا کہ مجہے داہنے ہاتہہ کا کہانا حرام ہے جب تک قتل کرون صفدر شیر دل کو یہہ کہکر حکم دیا فوج کو تیاری ہونے لگی گہنٹہ بہر نہ گذرا تہا کہ دو لاکہہ سوار تیار ہو اور توحید سربلند کی جگہہ نگار شاہ کو سالار لشکر کرکے آپ تخت پر سوار ہو کر برائے محاصرہ باغ ملکہ ماہ سیما روانہ ہوا وہان توحید سربلند کو ملکہ نے بہائی کا خطاب عنایت فرمایا اور کہا کہ اب کچہہ تدبیر کرو اسلئے کہ لشکر آتا ہوگا توحید سربلند نے عرض کی کہ جبتک میرے دم مین دم ہے اوسوقت تک شاہزادے پر آنچ نہ آنے دونگا بشرطیکہ آپ دونون صاحب ایکہی مقام پر رہین

اور علیحدہ نہ ہون اس لیے کہ مین جدا جدا کیونکر حفاظت کر سکتا ہون اتنا ضرور ہے کہ فضل خالق لشکر بادشاہ مین کوئی ایسا نہین ہے جو مجھسے مقابلہ کر سکے لیکن اسے شاہزادے مین کہان تک قتل کرونگا یہ وقت مدد پروردگار کا ہے یہی باتین تھین کہ نزدیک گھوڑون کے سمون کی آواز پیدا ہوئی پس **ملکہ ماہ سیما** کا دل دہڑکنے لگا لیکن **سکندر رستم خو** جلدی سے تلوار کھینچکر اوٹھہ کھڑا ہوا اور **توحید سر بلند** سے کہا کہ تم ملکہ کی حفاظت کرو مین لشکر کا مقابلہ کرتا ہون **توحید** نے عرض کی کہ یہ نہین ہو سکتا ہے کہ مین آپ کو لڑنے دون اور خود نہ لڑون فرمایا کہ گھبراتے کیون ہو تم کو بھی لڑنا پڑے گا اگر ہم تم دونون لڑتے ہون گے تو ملکہ کی حفاظت نہ ہو سکیگی ایسا نہو کہ **نگار شاہ** اسکو قتل کر ڈالے کیا مین وہ وقت بھول گیا جبکہ تلوار کھینچکر وہ ملکہ کی طرف چلا تھا اور مین تجھسے لڑ رہا تھا اب اگر وہ پورا موقع پاوے گا تو کیا زندہ چھوڑ دے گا **توحید سر بلند** نے عرض کی کہ اچھا آپ ملکہ کی حفاظت فرمائین مین لشکر سے مقابلہ کرون فرمایا یہہ کام تم سے انجام کو نہ پہونچے گا اس لئے کہ تم اتنے نہین ہو کہ دو لاکھ کے فوج کے ریلے کو سنبھالو اور صفین توڑتے ہوئے **اخضران شاہ** تک پہونچکر بادشاہ کو قابو مین کرو فوج کو کہان تک قتل کروگے ایسی لڑائیان یون ہی سر ہوتی ہین کہ افسر کو قابو مین کر لیا فوج خود ہتھیار رکھدے گی اور اگر قتل کرے گی تو ہم پہلے ہی اوسکو مار ڈالین گے **توحید سر بلند** نے عرض کی کہ یہہ حوصلے تو نہ ہم نے دیکھے نہ سنے حقیقت حال یہ ہی کہ مین ایسا دعوی نہین کر سکتا ہان یہہ دعویٰ ضرور ہے کہ لڑ کر جان فدا کر دون کا مرتے مرتے قبضہ تلوار کا ہاتھ سے نہ چھوٹے گا قدم پیچھے نہ ہٹے گا غرضکہ ملکہ کو ایک حجرے مین بٹھا لالطناز اور جتنے انیسین جلیسین اوس کی تھین سب اوسی حجرے مین گرد و پیش ملکہ کے بیٹھی تھین اور **توحید سر بلند** مرکب پر سوار ہو کر دروازہ پر حجرے کے ٹہلنے لگا کہ جب یہان تک کوئی آئیگا تو دیکھا جائیگا لیکن شاہزادہ رستم خو نے مرکب پر سوار ہو کر دروازہ باغ کا رخ کیا ملکہ شہزادے کے دامن سے لپٹ گئی رکاب پکڑ لی اور کہا کہ جو کچھ ہو تم بھی اسی حجرے کے دروازہ پر رہو اسلیے کہ جو کچھ انجام ہوگا وہ پیش نگاہ ہوگا جس وقت تمہارے دشمنون کو زخمی دیکھونگی اپنی بھی جان دیدون گی جام زہر پی لونگی تا کہ مجھے کوئی زندہ نہ لیجا سکے دم آخر حسرت دیدار بھی نکلجائے شعر آرزو یہ ہے کہ نکلے دم تمہارے سامنے ۔ تم ہمارے سامنے ہو ہم تمہارے سامنے ۔ ملکہ نے اس طرح کے کلام کیے دل بھر آیا کر فرمایا کہ اے ملکہ ہراسان نہ ہو اوس خدا مین بڑی قدرت ہے تم جنگ کے معاملات نہین جانتی ہو پس اتنا کہدینا کافی ہے کہ یہان رہنے مین شکست ہے اور باہر نکل کر لڑنے مین فتح کی امید ہے اور میرے حال کی خبر تم کو ملتی رہے گی ہان جس وقت مین اور **توحید سر بلند** دونون قتل ہو جائین اوس وقت تم کو اپنے فعل کا اختیار رہے یہہ کہکر روانہ ہوئے **توحید** نے عرض کی اے شہریار فوج کو پھیل جانے دیجیے ابھی نہ نکلیے ورنہ سامنے کی لڑائی مین بادشاہ تک پہونچنا دشوار ہوگا اور جب فوج باغ کو گھیرے گی اور پھیل جائیگی تو بادشاہ تک پہونچنا آسان ہوگا شاہزادہ **سکندر رستم خو** نے رائے **توحید سر بلند** کی پسند کی اور تھوڑی دیر منتظر رہے اودہر **نگار شاہ** نے لشکر کو آواز دی کہ چہار طرف سے گھیر لو ایسا نہ ہو کہ نکل جائے سوار گھوڑے

کر کے ہر طرف گئے اور باغ کو محصور کر لیا جس وقت محاصرہ پورے طور سے ہو گیا اور ملک اخضران بہزاد کو بھی اطمینان کامل ہو گیا کہ اب کسی طرف سے نکل جانے کی راہ نہیں ہے تو آپ دروازہ باغ کیطرف متوجہ ہوا کوئی دس ہزار سوار اس کے تخت کو گھیرے ہوئے ہین اور ایک پہلوان قوی ہیکل آگے آگے ابھی تخت بادشاہ کا قریب دروازہ باغ نہ پہنچا تھا کہ ارشاد دیری نژاد نے دروازہ باغ پر گرز مار کر دروازے کو توڑا اور نہیب دی کہ او صفدر شیردل کہان ہے ارے کیا چوڑیان پہنکر بیٹھا ہے کہ اب باغ سے نہین نکلتا اگر وہین اگر تجکو نہ مارا تو نام اپنا ارشاد دیری نژاد نہ پایا بس یہ سننا تھا کہ اب سکندر رستم خو کو تاب کہان تھی کہا خبردار ہو ہوشیار ہو کر مین آپہونچا او ملعون چوڑیان تو ہین کر اینک یہ تو دو لاکھ سے جڑنا ہی کی ہے دیکھو مردمیدان ایسے ہوتے ہین جن کی تلوار لاکھو دو لاکھ ہی پر کھینچی الا ضرب بہادری بجے یہ کہتے ہوئے قریب ارشاد دیری نژاد کے پہونچے پس ارشاد نے جو دیکھا کہ صفدر شیردل مثل شیر گرسنہ کے جھپٹ کر سامنے آگیا ہی اس نے نیزہ سکندر کے حوالے کیا سکندر نے نیزہ اس کا تلوار سے قلم کیا اس نے آواز دی کہ بڑا زبردست معلوم ہوتا ہے بے ادب سے کہ یہ طمانچہ ہے اجل کا یہ کہکر گرز سر سکندر پر مارا سکندر نے ضرب گرز کو سپر پر روک کرکے جو ہاتھ تیغہ آبدار کا مارا ارشاد نے یوہین گرز بلند کر دیا بس تلوار جو پڑتی ہے سر عمود کو مانند خیار تر کے دو کرتی بیجانہ خود سے گزر کر کاسہ سر و صراحی گردن سے مثل قطرہ آب نکل کر صندوق سینہ کو کھولتے ہوئے اور شکم کو چاک کرتے ہوئے زین مرکب پر پہونچے اب جو سکندر نے جھٹکا مارا ایک مرکب دونون کے چار ٹکڑے ہو گئے اخضران شاہ تو یہ کاٹ تلوار کا دیکھکر گھبرا گیا بس اسے مار کر سکندر نے نعرہ کیا کہ ہر کہ داند داند وہر کہ نداند بشناسد منم سکندر رستم خو نبیرہ جناب امیر حمزہ صاحبقران اب تو اخضران شاہ کے کان کھڑے ہو گئے اور پکارا کہ تو تو اپنا نام صفدر شیردل بتلاتا تھا یہ نعرہ تو نے سکندر کا کیا سکندر نے جواب دیا کہ مردان عالم مین جتنے اوصاف ہوتے ہین وہ سب نام ہو جاتے ہین ابھی تو نے کیا سنا ہے اور بھی بہت سے نام ہین ایک نام ہمارا دشمن کش بھی ہے اور ایک نام کافر کش ہے اسی طرح بہت سے نام ہین تو اپنا مطلب کہہ ملک اخضران شاہ نے کہا کہ ایک نام تیرا آج سے محسن کش بھی ہوا سکندر نے جواب دیا کہ اگر میری زیادتی ہے تو مین محسن کش ہوا اور اگر تیری زیادتی ہے تو تو مہمان کش ہوا ملک اخضران نے کہا کہ تو باغ ملکہ مین بغیر میری اجازت کے کیون گیا سکندر رستم خو نے جواب دیا کہ کیا خوب بات ہے باغ ملکہ کا اور اجازت مین تجھسے لیتا ملکہ خود مجھے لے گئی جب مین گیا کہا کہ مالکہ کا مالک کون ہے مین ہون یا کوئی دوسرا شخص ہے کیا وہ تیری دختر نہین ہے جواب دیا کہ ملکہ جب تک نابالغہ تھی اوس وقت تک تمہارا اختیار تھا اب ملکہ اپنے دل کی آپ مختار ہے اور اے ملک اخضران مین قسم کھاتا ہون اوسی خدا برحق کی کہ جسنے مجکو زور صاحبقرانی ورثہ مین عنایت کیا اور عصمت مردانہ بخشی ہے کہ ابھی تک مین نے ملکہ کو نظر بد سے نہین دیکھا ہان اوس حالت دیکھکر البتہ مجھ سے

یہ نہ ہو سکا کہ اوسکو دیدہ و دانستہ جان دینے دون اور مین خبر نہ لون جو میرے واسطے جان دی مین اوسکے واسطے جان عزیز کرون اخضران شاہ نے کہا او دغا باز پر فریب بازبان کسی اور سے کر مین ایسا نادان نہین ہون کہ ایک لڑکی کی باتون مین آجاؤن کیا کبھی میرا یہ سن تھا مین نے ایسے حرکات نہین کیے تمام سرد و گرم عالم سے تو مین آگاہ ہون سکندر نے جواب دیا کہ جو جیسا ہوتا ہے ویسا ہی دوسرے کو بھی سمجھتا ہے اگر میرا سا ہوتا تو مجھ پر تہمت نہ رکھتا اور اگر حبیب تھا تو اب انشاء اللہ ملکہ سے عقد کرون گا بس یہ کہنا تھا کہ ملک اخضران پسینے مین غرق ہو گیا کہا ارے کیا دیکھتے ہو یہ مجھ سے زبان لڑاتا ہے اور ایسی ایسی بدزبانیان کرتا ہے مار لو اس کو جانے نہ پائے بس یہ سنتا تھا کہ چار جانب سے فوج نے نعرہ کیا اور سکندر پر تلوار برسنے لگی سکندر نے جو مرکب کو اشارہ کیا مانند بجلی کے کوند کر تخت ملک اخضران کی طرف چلا لوگ سد راہ ہوئے لیکن جس پر ہاتھ تیغہ آبدار کا پڑ گیا مع راکب و مرکب چار ٹکڑے ہوئے اخضران شاہ برابر فوج کو ترغیب دے رہا ہے اور فوج سکندر پر ہجوم کیے ہوئے ہے صدائے بگیر و بزن بلند ہے سکندر ہی ایسا بہادر ہے کہ اکیلا سب کو جواب دیتا ہے جو قریب آیا اک ہاتھ مارا کہ دو ٹکڑے ہوئے ایک کو گرایا اور دس کو ریلتا ہوا آگے بڑھ گیا یہان تک کہ قریب تخت اخضران شاہ کے پہونچکر نعرہ اللہ اکبر بلند کیا ملک اخضران کے للکارنے سے فوج یورش تو کر رہی ہے مگر کیا تاب ہے کسی کی کہ سکندر کو روک لے جو بڑھا ایک ہاتھ مین دو ہو گیا کہنی سے خون ٹپکتا جاتا ہے اور پوشاک سرخ ہو گئی ہے دروازہ باغ سے تا تخت اخضران پریزاد کی لاشون کی سڑک بنا دی ہے گھوڑے کوتل صحرا کی طرف بھاگے جاتے ہین دیکھنے والے کہہ رہے ہین کہ سبحان اللہ کیا بہادر ہے کہ اتنی بڑی فوج سے کس بشاشت کے ساتھ لڑ رہا ہے اگر اتفاقیہ کوئی زخم اوچھا سا پڑتا ہے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ پارہ کو آگ دکھا دی حوصلہ دونا ہو گیا کبھی ہمت کو نہین ہارتا بس جاتے جاتے یونہین زیر تخت پہونچکر بائین ہاتھ پر تخت کو لیا اور یا حیدر کرار کہکر جو زور کیا مع تخت اخضران پریزاد کو اوٹھا لیا اور سر پر چکر دیکر آواز دی کہ بتا کہان پھینکون اخضران شاہ جست کر کے تخت سے علیحدہ ہوا سکندر کے دل مین آئی کہ یہی تخت اس پر کھینچ مارون پھر کچھ خیال آ گیا اور تخت کو پھینک دیا قریب اخضران شاہ کے پڑا اخضران نے چاہا کہ مرکب کو سکندر کے زیر تیغ کر کے پے کر دون بس سکندر نے جو یہ ارادہ فاسد اس کا دیکھا فوراً زین خالی کیا اخضران شاہ نے تلوار ماری سکندر نے وہار پر نظر ڈالی اور آتی تلوار کو خالی خیال مین رکھکر جھپکی دی کہ تلوار ٹوٹ پڑی بس ایک ہاتھ سے کلائی پکڑی اور دوسرے ہاتھ سے بند کمر کو پکڑ کر یونہین اوٹھا لیا لوگ دوڑ پڑے کہ سردار کو اپنے چھین لین جس نے تلوار اوٹھائی سکندر نے اخضران شاہ کو بجائے سپر کے لیا اور کہا کہ لگاؤ ہاتھ اب اہل لشکر کیا کرین مجبور ہوئے ملک اخضران نے دیکھا کہ مین قابو مین اس کے آ گیا پکارا کہ امان فرماؤ

قبرما ایمان کہا قبول ہے سکندر رستم خو نے بادشاہ کو چلے سے زمین پر چھوڑ دیا اب اخفران شاہ نے فوج کو منع کیا اور سکندر کو ساتھ لیے ہوئے داخل باغ ہوا دیکھا اہل لشکر نے تمام باغ کو پامال کر ڈالا ہے اوس حجرے کی طرف بلوہ کر رہے ہیں جہان کہ سکندر ملکہ کو چھوڑ کر گیا تھا اور توحید سربلند سب کو روکے ہوئے ہے ہر چند کہ زخمی خود بھی ہوا ہے مگر برابر لڑ رہا ہے اور نگار شاہ فوج کو ترغیب دے رہا ہے اور دور کھڑا ہوا ہے توحید سربلند اگر حجرہ کے پاس سے ہٹتا ہے تو دشمنوں کا قابو ملکہ پر ہوا جاتا ہے اور اگر حجرے کی حفاظت کرتا ہے تو لڑائی کا فیصلہ دشوار ہے اسلیے کہ اکیلا کس کس کو قتل کرے کیسے پسپا کرے جان لڑا رہا ہے بس یہ حالت دیکھتے ہی سکندر نے ملک اخفران پریزاد سے کہا کہ روکیے اپنے فرزند کو ورنہ سب سے پہلے مجھے تلوار کھینچنا پڑے گی کہ ایک مرتبہ اخفران شاہ نے پکار کر آواز دی کہ اے نگار شاہ بس کر لڑائی کا فیصلہ ہوگیا نگار شاہ یہہ سمجھا کہ شاید صفدر شیر دل مارا گیا اودھر ملکہ کو بھی یہی گمان گذرا بس جیسے ہی اسے گمان اپنی گرفتاری کا ہوا جام زہر ہاتھ مین اوٹھا لیا چاہتی تھی پی لے کہ طناز نے ایک ہاتھ مارا جام دور جا گرا کہا کہ بڑی نادان ہو اگر دشمن اون کے قتل ہوتے تو حریف اپنی فوج کو لڑنے سے کیون منع کرتا یقین ہے کہ کچھ صورت معاملہ کی اچھی ہے ملکہ نے کہا دیکھو ایسا نہ ہو کہ مین گرفتار ہو جاؤن طناز نے کہا کہ وصل دلدار مبارک ہو گرفتار ہونا کیا معلوم ہوتا ہے کہ سکندر نے بادشاہ کو گرفتار کیا جبھی وہ منع ہوا اور سردار تمہارے وارث کا دروازہ پر برابر لڑ رہا ہے کہ یکایک صدائے چقاچاق خنجر موقوف ہوئی توحید نے ہاتھ روک لیا ہے مگر تلوار کھینچی ہوئی دروازے پر ٹہل رہا ہے کہ مبادا اس مین دھوکا ہو تو عہد کے خلاف ہو جائے گا جب تک امانت سکندر کی اوس کے حوالے نہ کر دون گا اوس وقت تک ملکہ کی حفاظت سے باز نہ آؤن گا لیکن اودھر وہان نگار شاہ اپنے باپ کے قریب جو آیا دیکھا کہ سکندر رستم خو ساتھ ساتھ ہے کہا کہ یہہ تو ابھی زندہ موجود ہے اور آپ نے لڑائی کو ختم کر دیا اخفران شاہ نے کہا اے نگار شاہ اب اطاعت اس کی تم پر واجب ہوئی اس لیے کہ اس نے تاج و تخت مجھ سے چھین لیا اب یہ حاکم ہے اور تم محکوم ہو اگر تم لڑے جاتے تو مین قتل ہو جاتا اس نے جان بخشی کی اب یہہ محسن ہو چکے ان پر تلوار اوٹھانا حرام ہے نگار شاہ یہہ سنکر خاموش ہو رہا اب سکندر نے کہا کہ پہلے لاشین باغ سے اوٹھوا لیجیے اور اہل لشکر کو یہان سے باہر کر دیجیے اخفران شاہ نے حکم دیا اوسی وقت لاشین اوٹھوا گئین کئی سو جوان توحید سربلند نے قتل کیے تھے بعد اس کے اہل لشکر نے بھی باغ کو خالی کیا سکندر بادشاہ اور پیر بادشاہ کو ساتھ لیے ہوئے قریب اوس حجرے کے آیا جہان کہ ملکہ تھی اور آواز دی کہ اے ملکہ تمہارے والد ماجد تشریف لائے ہین آو

اور تسلیم بجا لاؤ اخضران شاہ نے کہا کہ نامحرم موجود ہے یعنی توحید سر بلند اور اب ملکہ کو بلائے لیتے ہیں سکندر نے جواب دیا کہ جب ملکہ اسکو بھائی کہہ چکین اور یہ بہن کہہ چکا تو اب پردہ کیسا اور آپکے صاحبزادے سامنا کر چکے باغ میں آکر سامنے ملکہ کے خود مجھ سے لڑا اسنے توحید کو لڑوایا وہ زیر ہو کر سامنے ملکہ کے مطیع ہوا یہ خطا بھی اسی کی ہے جب سامنا ہو چکا تو ملکہ نے بھائی کیا اور اسنے بہن کیا اب پردہ فضول ہے رہی ملکہ بے جسے کہ وہ دیکھ چکا ہے یہ سنکر اخضران شاہ خاموش ہو رہا اور لنگار شاہ نے گردن نیچی کر لی لیکن ملکہ بسبب حجاب کے سامنے نہ آئی تھی کہ باپ کو کیا منہ دکھاؤں جب ملک اخضران شاہ خود بخود حجرے میں داخل ہوا اور دختر کا ہاتھ پکڑ کر اوٹھا لایا تو ساتھ آئی اب یہ سب لوگ یعنی سکندر رستم خو ملکہ ماہ سیما ملک اخضران شاہ لنگار شاہ توحید سر بلند طناز وزیرزادی جسوقت یہ سب آکر قصر میں بیٹھے تو سکندر رستم خو نے پھر ملک اخضران شاہ پر مزا دسے کہا کہ ہر چند آپنے سراسر غلطی کی اور بغیر سمجھے ہوئے اپنی دختر نیک اختر پر تہمت رکھی اور مجھے بدنام کیا لیکن اے بادشاہ ورنہ تو آپ ہی کے خیال کے موافق تھا لیکن ہر شخص کو بدکار نہ سمجھنا چاہیے نہ ہمارے بزرگوں میں سے کسی نے آجتک ایسا کیا نہ یہ ہمارے شیوے ہیں خداوند کریم نے دنیا میں سب طرح کے لوگ پیدا کیے ہیں کہ ان میں اچھے بھی ہیں برے بھی ہیں شعر نہ ہر زن زنست نہ ہر مرد مرد + خدا پنج انگشت یکسان نکرد + میں بھی قسم کہاتا ہوں اوسی پروردگار عالم کی کہ جسنے مجھے اور تیری دختر کو داغ معصیت سے بچایا ہے کہ اسوقت تک ہم دونوں ویسے ہی ہیں کہ جیسے قبل شناسائی تھے ملک اخضران نے کہا کہ بیشک آپ ایسے ہی ہیں اور اب یہ کنیز ہے اور تاج و تخت بھی حاضر ہے سکندر رستم خو نے کہا کہ ہم تاج بخش ہیں تاج گیر نہیں ہیں آپکا تاج و تخت آپ ہی کو مبارک رہے اخضران شاہ نے کہا کہ اس کنیز کے بارے میں کیا ارشاد ہوتا ہے سکندر نے جواب دیا کہ میں ضرور شادی اپنی ملکہ کے ساتھ کرونگا لیکن اوسوقت تک مجبور رہوں جبتک کوئی بزرگ نہ ملے اس لیے کہ ہمارے خاندان میں آجتک ایسا کسی نے کیا نہیں ہے کہ اپنی شادی آپ کر لی ہو ملک اخضران مجبور ہوا اور وہاں سے رخصت ہو کر شہر میں آیا ملکہ کی ماں سے سب واقعہ بیان کیا اوس نے کہا خوش نصیب تمہارے کہ تم کو ایسا داماد ملا لیکن اے بادشاہ یہ مناسب نہیں ہے کہ اپنی شادی ہوئی نہیں اور دونوں یکجا رہتے ہیں اس میں بڑی رسوائی ہے اخضران شاہ نے کہا پھر میں اسے کیا کروں وہ راضی نہیں ہوتا کہتا ہے کہ جسوقت تک کوئی ہمارا بزرگ نہوگا ہم شادی نہ کرینگے ملکہ نے کہا اوسے میرے پاس بلاؤ میں راضی کر لونگی اخضران شاہ نے ایک چوبدار سکندر رستم خو کے پاس روانہ کیا اور کہلا بھیجا کہ تمہاری ساس تمہیں دیکھنا چاہتی ہیں جسوقت چوبدار نے آکر سکندر رستم خو سے بیان کیا سکندر نے طناز سے مشورت کی اوسنے کہا کہ جائیے کیا مضائقہ ہے اسیوقت سکندر سوار ہو کر روانہ ہوا جسوقت در دولت پر پہونچا اور خبر ملکہ کو ہوئی اندر طلب کر لیا کہ اب تجھے کیا پردہ جب تم فرزند ہو گئے تو پردہ

پردہ کس بات کا رہ گیا غرضکہ سکندر رستم خو محل مین داخل ہوئے ساس کو سلام کیا ملکہ نے سر سے پاؤن تک بلائین لین پاس بٹھایا سکندر سر جھکا کر بیٹھ گئے اب ملکہ نے پوچھا کہ تمھین شادی کے بارے مین کیا عذر ہے اونھون نے وہی جواب دیا کہ جبتک میرا کوئی بزرگ موجود نہ ہو یہہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ مین اپنی شادی آپ کر لون ملکہ نے کہا کہ اس کے سوا تو اور کوئی عذر نہین ہے سکندر نے جواب دیا کہ اور کوئی عذر نہین ہے اب ملکہ نے کہا کہ مین کون ہون کہا آپ بھی بزرگ ہین کہا پس تو مین تمھاری شادی بھی ماہ سیما کے ساتھ کرتی ہون تم میرے فرزند ہو مین تمھاری مان ہون اور ماہ سیما بادشاہ کی دختر ہے وہ اوس کی شادی کا بندوبست کرے اور مین تمھاری شادی کا انجام کرتی ہون اب سکندر کو کوئی جواب نہ بن پڑا اس لیے کہ زبان ہار چکے ہین ملکہ نے اقرار پہلے ہی لے لیا ہے کہین تو کیا کہین بس اوسی وقت سے سامان ہونے لگا اب اخضران شاہ تو مع لشکر و سپاہ و ساز و سامان باغ ملکہ کے طرف روانہ ہوا اور ادہر سکندر رستم خو کو محل شاہی مین رہنے کا حکم ہوا تیاری شادی کی ہونے لگی تمام شہر آئینہ بند کیا گیا اور اول رسم مانجھے کی ادا کی گئی بعد اس کے ساچق مہندی تک کر برات کی شب آئی آج کی تیاری قابل دیکھنے کی تھی کہ شہر سے باغ ملکہ تک دو رستہ ٹٹر بندی ہوئی چراغان کی بہار نے بہار انجم کو شرما دیا بسبب کثرت روشنی کی رات دن معلوم ہوتی تھی بارگاہ نوشاہ ایسی سجی ہوئی تھی کہ تیاری اوس کی دیکھنے سے تعلق رکھتی تمام عزیز اخضران شاہ کے جمع تھے سکندر رستم کو دولھا بنا کر مسند پر بٹھایا ہے ناچ ہو رہا ہے ناچ بھی پرستان کا ناچ پریان جھرمٹ کر کے ناچ رہی ہین اک عجب سمان ہے لیکن اودھر تو سکندر کا دل پژمردہ ہو رہا ہے اس لیے کہ زبردستی کی شادی ہو رہی ہے سکندر نے بہانہ کر کے ٹالنا چاہا تھا مگر بات بگڑ گئی فقرہ نہ بن پڑا سبب یہ تھا کہ سکندر سے اور ملکہ ماہ پارہ دختر آسمان شاہ سے عہد ہو چکا تھا کہ مین شادی تمھاری ہی ساتھ کرونگا اسی خیال نے اس کو پریشان کر دیا تھا اگر وہ سنے گی تو کیا کہے گی پہلے اوس سے عقد ہو لیتا پھر کچھ پروا نہ تھی اس طرح کے خیالات دماغ مین جگر کھانے لگے ماہ پارہ کا تصور بندھ گیا دل بیچین ہو گیا کہ خدا جانے وہ کس حال مین ہو گی جدائی مین اوس کی کیا صورت ہو گئی ہو گی ناچ اچھا نہین معلوم ہوتا مگر ناچار ہین کیا کرین اوس طرف ملکہ ماہ سیما جب سے مانجھے بٹھائی گئی تھی شاہزادہ کے پاس جانے کا حکم نہ تھا کئی روز گزر گئے تھے کہ سکندر کو نہ دیکھا تھا مثل ماہی بے آب تڑپ رہی تھی ساعتین گنتے گذرتی تھین غرضکہ اب وہ وقت آیا کہ برات سکندر کی بڑی دھوم سے چلی وہ جلوس شاہانہ ماہی مراتب فیلان پرستانی پر ڈنکا بجتا ہوا کثرت جلوس سے یہ حالت تھی کہ پرستان خانہ عروس تک پہونچ گیا تھا اور یہان ابھی دولھا سوار بھی نہ ہوا تھا ہاتھیون کی کثرت سے تمام صحرا کالی بن معلوم ہوتا تھا اس کے بعد اونٹون کا تو شمار نہ تھا تخت پر پریان رقص کرتے ہوئے ہمراہ پریین نقرئی و طلائی ہوا سے اوڑتے ہوئے پرستان کے باجے بجتے ہوئے دولھا اک مرکب پری پیکر پر سوار

سحر افشش کا چہرہ بہ عجب حسن دیتا تھا دیکھنے والوں کو یہ معلوم ہوتا تھا کہ چہرۂ آفتاب پر خطوط شعاعی کے چلمن پڑی ہوئی ہے گھونگھٹ مثل عروس شب اول کے زیور سے آراستہ نوشاہ خلعت پہنے ہوئے مرکب پر بیٹھا ہوا کیا شائستہ مرکب ہے بن بن کر چل رہا ہے اہل شہر کا ہجوم ہے کہ بادشاہ کے داماد کو دیکھنا چاہیئے کیسی صورت کا انسان ہے کہ جس کی پری زاد شیفتہ ہوئی ہے جو لوگ اُن کو دیکھ چکے ہیں وہ تو بیان کرتے ہیں کہ انسان نہیں ہے بلکہ اوس کو ملک کہنا چاہیئے جنہوں نے نہیں دیکھا ہے اشتیاق میں دور دور سے چلے آتے ہیں جو دیکھ لیتا ہی سکتے میں رہجاتا ہے کہ خداوند کریم نے پردہ دنیا پر ابھی ایسے ایسے حسین پیدا کر دیئے ہیں کیونکر شاہزادی اس پر فریفتہ نہ ہو جاتے غرض کہ سواری نوشاہ کے باغ میں پہونچے یہاں سے مرد علیحدہ ہوئے خاص خاص لوگ ساتھ ہیں باقی عورتوں کا ہجوم ہے کوئی بلائیں لیتی ہے اور کوئی نثار ہوتی ہے کوئی پانی وار کر پیتی ہے یہ بڑے چھنگے چلے جاتے ہیں یہاں تک کہ اسی صورت سے حجلہ عروسی کے پاس پہونچے اور ملکہ کی ماں نے کہا کہ بیٹا آنکھیں بند کر لو کہ عروس تمکو دیکھ لے موافق رسم زمانہ کے سکندر نے آنکھیں بند کر لیں لیکن آنکھوں کا بند کرنا اوس وقت نہایت شاق گذرا اور مہر طناز وزیر زادی نے کہا کہ ملکہ یہہ رسم ہو لی ہے آنکھیں کھول کر صورت شوہر کی اپنے دیکھ لو ملکہ ماہ پارہ جب سے نہلا کر بٹھائی گئی آنکھیں بند کیے بیٹھی ہے بس اس نے آنکھوں کو نیم باز کر کے جو دیکھا تو قریب تھا بسبب خوشی کے بے ہوش ہو جائے اس لیے کہ آج تو سکندر رستم خو کے اور ہی شان ہے وہ شاہانہ جوڑا پہوتا نکلتا ہے جی نہ چاہتا تھا کہ آنکھ بند کیجئے مگر رسم دنیا سے مجبوری تھی ہنوز آنکھ ملکہ کی کھلی ہوئی تھی اور نظر چہرہ سکندر رستم خو پر جمی ہوئی تھی کہ کڑکڑ سے بجلی کڑکی اور کڑکر اب جو گرتی ہے سکندر کو لیکر روانہ ہو گئے چمک سے برق کی آنکھیں سب کی جھپک گئی تھیں اب جو دیکھا تو نوشاہ کو نہ پایا اک تلاطم ہو گیا کہ کوئی نوشاہ کو لے گیا دیکھتا کون تھا کدھر گیا پریاں عقب میں روانہ ہوئیں لیکن نتیجہ کا پتا بھی نہ لگا سب کو سکتے سا عالم ہو گیا وہ بزم شادی بزم غم ہو گئی اور صحبت عیش برہم ہو گئی ملکہ ماہ سیما نے تو اک چیخ ماری اور اس کو غش آگیا کہ یہہ کیا ہوا اور مادر ملکہ ماہ سیما اپنے کو پیٹنے لگے ملک اخضران شاہ بہت پریشان ہوا جنوں کو ہر طرف دوڑایا نہ پتا لگا کہ کون لے گیا اب ان سبکے اسی حالت پر ملال میں چھوڑا جاتا ہے لیکن یہاں سے

چند کلمہ داستان لشکر صاحبقران عالیشان کے بیان کیے جاتے ہیں

کہ یہاں طبل بج چکا ہے پہلی میدان داری میں طوفان بن سرکش جادو و داور گنجور شاہ مالک طلسم گنجورہ اسیر ہو چکے ہیں لشکر اسلام میں صرف شاہزادہ مریخ آفتاب علم باقی ہیں ان کے لشکر میں تیاریاں جنگ کی ہو رہی ہیں اور مریخ آفتاب علم نے لشکر سے بہت دور ہٹکر اک مارکی برپا کی ہے شب کو وہیں چلے گئے ہیں اور اپنا سحر جگانے میں مشغول ہیں یہاں تک کہ طبل بجتے بجتے صحبت انجم میں ابتری ہوئی افسون گر فلک نے رنگ انقلاب دکھایا کہ

سیاہی شب دور ہوئی اور سپیدۂ صبح کا نمودار ہوا اول اہل اسلام نے نمازون سے فرصت پا
(فریضہ سحری کو ادا کیا سردار دربارگاہ آکر جمع ہوئے سواری بادشاہ اسلام کی کس جاہ و تجمل سے
نمودار ہوئی نقیب بولتا ہوا ڈنکے پر چوب پڑتی ہوئی جلو مین تمام سرداران نامی وگرامی صاحبقران
پایہ تخت بادشاہ کو تھامے ہوئے آکر میدان کارزار مین پہونچے تمام لشکر جوق جوق گروہ گروہ دستہ
دستہ فشون فشون آکر صف آرا ہوا ادہر مہرخ آفتاب علم لیے اپنے لشکر کی صفین درست
کین اور خود بمرتبہ سرداری اک اژدر سحر پر سوار آگے بڑھکر کھڑے ہوئے لشکر کفار نے
بھی صفوف قتال وجدال کو آراستہ کیا ساحر جانوران سحر پر سوار کوئی باز کوئی بحری کوئی
قمری وغیرہ پر جھولیان سحر کی کاندھون پر پڑی ہوئی قشقہ پیشانیون پر کھینچی ہوئی ڈنکے
اور ڈبرو بجتے ہوئے سنکھ پھنکتے ہوئے ترسول پر سول چمکتے ہوئے بیرقین اوڑتی ہوئی
آوازین یا خداوندا لقان تاجدار کی بلند آگے آگے مہوت آسمان شگاف اور مواج گرد
باد مرکبان سحر پر سوار کہ منہ سے اون مرکبون کے شعلے نکلتے ہوئے جس وقت دونون
طرف صفین آراستہ ہوچکین قریب تھا کہ کوئی نہ کوئی عازم میدان کارزار ہو کہ دیکھا جانب
طلسم نطاق سے اک ابر سیماب رنگ گرجتا ہوا اوٹھا معاً نقتہ آمد ابر سے اک زلزلہ سا پیدا
تھا گرج اور چمک دل ہلائے دیتی تھی یہ معلوم ہوتا تھا کہ اک دریائے سیماب ہے کہ بالائے ہوا
جوش مارتا چلا آتا ہے یہ آمد دیکھکر معلوم ہوگیا کہ کوئی ساحر زبردست آتا ہے کہ یکایک قریب لشکر
کفار پہونچکر وہ ابر شق ہوا اور اک ساحرہ مہیب پلنگ سحر پر سوار پیدا ہوئی پشت پر اس کی
چالیس ہزار ساحران غدار بلائے بدآفت کے پرکالے جھولیان سحر کی کاندھون پر ڈالے ہوئے
نعرہ یا خداوندا لقان کے کرتے ہوئے پہونچے اور لشکر کفار سے ملحق ہو ہوگئی اس ساحرہ کا کفار
نے استقبال کیا یہان سے ہرکارے برای خبر روانہ ہوئے تھے دریافت حال کرکے عرض
کی کہ نام اس ساحرہ کا قہر نگاہ سر برہنہ ہے اس کے سحر کی پناہ نہین ہے بعد اس کے
اور اک ابر طاؤسی رنگ نمودار ہوا سب متحیر ہوئے کہ اب کون آتا ہے کہ یکایک وہ ابر
بھی قریب لشکر کفار پہونچکر شق ہوا اور اک نازنین ماہ جبین دُر در گوش مرصع پوش دریائے
جواہر مین غوطہ مارے ہوئے اک جھولی زربفت کی لگی ہوئی ماتھے پر تلک سیندور کا دیا ہوا
سن چودہ برس کا حسن قیامت کا دل فریب جادو نگاہ مین شوخی چتون مین فتنہ خیزی رفتار
مین انداز گفتار مین بانکپن طبیعت مین پشت پر سہیلیان ان کی بھی سن قریب قریب اسی کے
سب حسین اور نازنین صحرا روشن ہوگیا درحقیقت یہ معلوم ہوتا تھا کہ ابر سے اک چاند کچھ
ستارون کو ہمراہ لیے ہوئے نکل آیا جس کی نظر اسکی صورت پر پڑی ہاتھ پاؤن مین سنسنی
ہونے لگی صاحبقران نے بغور اس کی جانب دیکھا کیے سرداران لشکر اسلام کو سکتا سا
ہوگیا لیکن یہ پری جمال بھی آکر لشکر کفار سے ملحق ہوئی اور قہر نگاہ سر برہنہ سے دوڑ کر
لپٹ گئی اور کہا کہ خالہ جان آپ خوب دہوکا دیکر چلی آئین تھین لیکن مجھے معلوم ہوگیا دیکھیے
مین بھی آپہونچی قہر نگاہ سر برہنہ نے اسکی طرف بہ نگاہ قہر دیکھا اور کہا کہ تو بڑی خود مختار ہوگئی
ہے ہم نے تو منع کیا تھا پھر تو کیون یہان آئی اس نے آنکھون مین آنسو بھر کر کہا کہ آپ تو خفا ہوتی
ہین ہماری محبت دیکھیے کہ ہم زمرۂ خداوندی کی معتقین کرکے اور اتنی دور سے تو آپکے واسطے

یہان آئی اور آپ کی نگاہ ہم سے پھری ہوئی ہے بیٹے قہر نگاہ نے کہا تھا کر تو چلے جا لیکن جب
یہ آنکھون مین آنسو بھر لائی تو قہر نگاہ نے دست شفقت پشت پر رکھا اور کہا کہ بیٹا یہہ میدان
جنگ ہے یہان دشمنون سے ہر وقت اندیشہ ہے مین نے سنا ہے کہ عیاران لشکر اسلام بلائے
بد ہین اگر خدا نخواستہ چشم زخم تیرے دشمنون کو پہونچا تو مین عظمت جادو کو کیا جواب دون گی اگر
تو نہین مانتی ہے تو خیر تیرے کہنے سے خوشی لیکن خبردار کسی نئے آدمی کو اپنے قریب بھی نہ آنے دیجیو نہایت
ہشیار رہنا یہہ کہکر اس نے طبل بازگشت بجوا دیا اور میدان سے پھر کر داخل خیمہ ہوئے
ادہر سرداران لشکر اسلام اپنے خیمون کی طرف متوجہ ہوئے اوتنا دن تو گذر گیا جب شام
ہوئی بادشاہ اسلام نماز مغرب پڑھکر بارگاہ سلیمانی مین تخت پر جلوہ افروز ہوئے صاحبقران
وتکل ناز عنبر پر بیٹھے اور سرداران نامی وگرامی اپنے اپنے رتبہ کے موافق تحت وفوق پس وپیش
ونگلون کرسیون پر جلوہ فگن ہوئے عیاران لشکر اسلام اپنے خشت زرین پر آکر کھڑے
ہو گئے خفران بن عمر خواجہ ثالث کرسی پہ پر آکر شکن ہوئے صاحبقران نے جس
وقت سے حیات جادو کو دیکھا ہے عجب کیفیت ہے مریخ آفتاب علم سے فرمایا کہ آپ اس
ساحرہ کو جانتی ہین جو آخرین آئی ہے مریخ آفتاب علم نے عرض کی کہ مین خوب اس سے
واقف ہون یہہ بھانجی ہے قہر نگاہ مصر برمنہ کے اور بیٹی ہے عظمت جادو کے
سحر کے اس کی پناہ نہین ہے اس نے سات برس کے سن سے ایک سحر پر ریاض کیا ہے
دوسرا سحر نہین جانتی لیکن وہ ایک سحر اس کا اس قیامت کا ہے کہ جو رد نہین ہو سکتا طریقہ
اس کا یہہ ہے کہ جس وقت حریف کے مقابلے مین جاتی ہے جب تک خاموش ہے اوس وقت
تک تو کچھ نہین لیکن ادہر اس نے لب کھولے اور کوئی بات منہ سے کہی بس ایک شعلہ اس کی
دہن سے نکلتا ہے اور مانند تیر شہاب کے سینہ سے پار ہو جاتا ہے اے شہریار مین نے اپنی
آنکھون سے دیکھا کہ حریف نے سو سو سپرین سحر کی پیدا کی ہین کہ وار کو اس کے روکین مگر
کچھ نہ ہوا اور وہ شعلہ تیر شہاب کے مانند سپرون کو توڑتا ہوا سینے سے گزر جاتا ہے اسی دعوی پر
یہہ طلسم مین آئی ہے اور یہہ لوگ جو ہین جمشید رفعان جادو وزیر اکوان کو ناحق بھروسا ہے اور نازان ہے
کہ میرے ساحرون کا عالم مین جواب دینے والا نہین ہے اور یہہ گمان اوس کا بیجا بھی نہین ہے
صاحبقران نے فرمایا کہ جو سن اس کے چہرہ سے ظاہر ہوتا ہے یہہ اصلی ہے یا بزور سحر
بنی ہوئی ہے مریخ آفتاب علم نے کہا کہ اس کا یہی سن ہے اور حسن وجمال اس کا
تمام طلسم سرطاق مین مشہور ہے اور اس کی مان کے اور خالہ کے سحر کا تو جواب نہین ہے نہایت
زبردست ساحرہ ہین کہ ہر کس وناکس ان کے مقابلہ مین منہ نہین کھول سکتا آئینہ اندام جادو
جس کو اپنے زور سحر پر دعوائے خداوندی تھا جب آپ کے خوف سے بھاگ کر اس طلسم مین داخل
ہوا ہے تو یہان کے ساحر اوس پر ہنستے تھے اور کہتے تھے کہ تو نے ساحرون کا نام خراب کیا ہی اور کچھ تو
ہے سحر یاد کیا ہے جب اوس کو یہان تعلیم سحر ہوئی ہے تو اب یہ لوگ اوسے ساحرون مین شمار
کرنے لگے ہین ورنہ طفل مکتب سمجھتے تھے اور اے شہریار اس سحر پر حیات جادو کے ایسا اطمینان
ہے کہ اوس کی مان باوجود اس سن وسال کے اور باوصف اس حسن وجمال کے کچھ ہول عزیز کرتا ہے
جس کی اولاد ہے اوسے کسی قدر محبت چاہیے لیکن حریف کے مقابلہ مین بھیج دینے مین چاہے

چاہے دشمن کیسا ہی زبردست ساحر کیوں نہ ہو آج تک اس کا سحر کسی سے رد نہیں ہوا ہے
یہ کلام سنکر عیاران نے باہم اشارہ کیے اور منھ پھیر پھیر کر کہا کہ ابھی جا کر مارے ڈالتے ہیں کیا
حقیقت ہے ان جادوگروں کی لیکن کسی نے ان کے کہنے کو بالکل نہ سنا جس نے سنا بھی
تو اعتنا نہ کی صاحبقران نے فرمایا کہ اس کی خالہ کا کیا سحر ہے اور اس کو سرور سحر کیوں
کہتے ہیں شاہزادہ مریخ آفتاب علم نے عرض کی کہ بالوں سے اس کی ہزار ہا جگنو پیدا
ہوتے ہیں کہ جب یہ میدان میں آتی ہے اور حریف پر وار کرنا چاہتی ہے تو بال سر کے
کھول دیتی ہے اور جھٹکا دیتی ہے کہ بالوں سے اس کے ہزار ہا جگنو پیدا ہوتے ہیں اور وہ بن
ہو کر صورت انسانی پیدا کرتے ہیں تلواریں اون کے ہاتھ میں ہوتی ہیں وہی دشمن پر حملہ
کرتے ہیں جس پر تلوار پڑتی ہے دو ٹکڑے ہوتے ہیں یہ ایک جادوگرنی ایک لشکر سے
ساحروں کے تنہا مقابلہ کر سکتی ہے اس کا سحر نہیں ہے بلکہ اک فوج ساحران طلسم مند ہے
اور اس کے اختیار میں ہے یہ سنکر صاحبقران نے سکوت کیا شاہزادہ مریخ آفتاب علم
نے عرض کی کہ حضور نہ پریشان ہوں یہ غلام آپ کا ان میں کسی سے کم نہیں ہے سب فتح و شکست
خداوند کریم کے اختیار میں ہے لیکن دیکھیے گا کہ کیسا مقابلہ کرتا ہوں کہ وہ بھی یاد کرے گی لیکن
اگر مناسب ہو تو ایک نامہ شہنشاہ جادوان ملک قیصاف باطن کو بھی لکھ بھیجیے میرا جی
چاہتا ہے کہ وہ بھی میرے مقابلہ کا تماشا دیکھ لیتے اس واسطے کہ طلسم نہ طاق کے سحروں
سے مقابلہ کرتا ہر اک ساحر کا کام نہیں ہے اگرچہ مجھے بھی یہ دعوی نہیں ہے کہ میں فتح یاب
ہونگا لیکن اگر خدا نے چاہا تو ان ساحروں کو بھی معلوم ہو جائیگا کہ فقط ہمیں ہی ساحر نہیں ہیں بلکہ
اس علم کے جاننے والے اور بھی ہیں صاحبقران نے فرمایا تمہیں اختیار ہے میری جانب سے
نامہ لکھ بھیجو انھوں نے عرض کی کہ نامہ حضور تحریر کریں بھیجنا میرا کام ہے میں اون الفاظ کو جو آپ
تحریر فرمائینگے نہیں سمجھ سکتا اور آپ اس قدر جلد بھیجوا نہیں سکتے جتنی جلدی میں نامہ بھیج
دوں گا فرمایا بہتر ہے دبیر کو حکم ہوا کہ فلاں بادشاہ کے نام ایک نامہ لکھ کر لا
حسب الحکم دبیر نے مسودہ کر کے سنا دیا صاحبقران نے کسی مقام پر کوئی لفظ قلم زد کر دیا اور
کہیں کوئی لفظ تازہ لکھ دیا اصلاح فرما کر دبیر کو دیدیا دبیر نے نامہ صاف کیا اور حاضر کر دیا صاحبقران
نے نامہ مریخ آفتاب علم کو دیا مریخ آفتاب علم نے اک طائر سحر کے ذریعہ سے روانہ کر دیا اتنا میں چوکی سرکاروں
کی گرمیں آ کر وہ پسینے میں غرق حاضر ہوئے بعد دعا کے ثنائے بادشاہی بجا لاتے کے عرض کی کہ
لشکر کفار میں طبل جنگ بجا ہے فرمایا ہمارے یہاں بھی بفضل ایزدی و بتائید باری بھی طبل
جنگی یہاں بھی کوس حربی نوازش میں آیا تیاری جنگ ہونے لگی ساحرانے اپنے سحر جگانے لگے مریخ
آفتاب علم صاحبقران سے رخصت ہوا اپنے مارگی میں آیا اور سحر جگانے لگے لیکن
عیاران لشکر اسلام نے باہم چشمک کی کہ چیلے ہو سنا ہے کہ بزرگوں نے بڑے بڑے کام کئے
کیسے کیسے جادوگروں کو مارا ہے ہم تم بھی قسمت آزمائی کریں یہ اشارہ آپس میں کر کے
اور اپنے اپنے خشت سے کود کر روانہ ہوئے بارگاہ سے نکل کر سب متفرق ہوگئے
اور اپنی اپنی فکر میں روانہ ہوئے لیکن اول حال لشکر کفار کا سنئے کہ جیسے قہر نگاہ سحر برمہا
اور خیانت جادو وا آئے لشکر میں خوشی ہے بہوت آسمان شگاف اور مولج گرد باد

جادو نے سامان دعوت مہیا کیا ہے نقارۂ خوشی کا بج رہے ہین حیات جادو مسند عزت پر اپنی نانا کے پاس بیٹھی ہے مجولیان بیٹھی ہین بھوت آسمان شگاف فتواج گرز بادر جادو وغیرہ ٹہلتے پھرتے ہین اسباب راحت فراہم کر رہے ہین لیکن جس وقت کھانے سے فراغ حاصل ہو چکا اور محفل طرب کی تیاری ہونے لگی قہر نگاہ سر برہنہ نے بھوت آسمان شگاف سے کہا کہ یہ لڑکی ابھی الہڑ ہے نشیب و فراز دنیا سے آگاہ نہین ہے عیار لشکر اسلام ہم لوگون کے تاک مین ہین مجھے اتنی دیر کی اجازت دو کہ مین ایک حلقہ بنا کر اسے بٹھاؤن بھوت آسمان شگاف نے کہا کہ آپ کو اختیار ہے اوسی وقت قہر نگاہ سر برہنہ جانب دریا روانہ ہوئے اور چار سر کنڈے جھولی سے نکال کر زمین پر نصب کیے اور اون پر میلا سوت گرہین دیکر لپیٹ دیا اور کچھ اسم سحر پڑھکر دم کیا اب جو دیکھا تو ایک قلعہ فولادی قائم ہو گیا کہ تین طرف سے وہ بند تھا صرف دریا کی راہ کھلی ہوئی تھی کہ حیات جادو یہان تفریح سیر کرے گی شب بسر کرے گی جب صبح ہوگی تو میدان جنگ مین اگر مقابلہ کرے گی شب کو یہین رہا کرے گی جب قلعہ تیار ہو گیا تو حیات جادو کے پاس آئی اور کہا کہ بی بی ہم نے تمھارے لیے لشکر سے الگ دریا کے کنارے ایک قلعہ بنا دیا ہے اور سامان راحت فراہم کر دیا ہے اپنی خوشی جاری کرو کر رات وہین بسر کرو صبح کو میدان جنگ مین اگر چاہے مقابلہ کرنا چاہو تماشا دیکھنا ہو تمکو اختیار ہے حیات جادو نے کہا کہ پھر اتنا کہنا تو مین آپ کا کرتی ہون لیکن صبح کو مقابلہ مین ہی کرون گی قہر نگاہ نے کہا کہ ہان ہان یہ تو مین خود بھی کہتی ہون غرض کہ حیات جادو کو ساتھ لیا اور کچھ کشتیان لیکے اونپر کشتی پوش کارچوبی نہایت نفیس پڑے ہوئے شراب نہایت عمدہ عمدہ سبزی رنگ زعفرانی رنگ ارغوانی رنگ ہر قسم کے نہایت نفیس صراحیون پر بھیگے ہوئے کپڑے رکھے ہوئے معلوم ہوتا تھا کہ عروس بیٹھی ہے گویا دختر رز کی شادی ہوئی ہے **ملکہ حیات جادو** عجب نازوانداز سے **قہر نگاہ سر برہنہ** کے ہمراہ چلی جاتی ہے کہ جھٹ کر یہ پھول توڑ لیا اوس درخت کے شاخ جھکالی اور کہا کیسے اچھے درخت اس جنگل مین ہین کہین سے ان کا بیج ملے تو مین اپنے باغ مین لگاؤن مہندی ہاتھون مین رچی ہوئی پور پور چھلے آنکھون مین سرمہ دیا ہوا اس طرح سے اٹھلاتے ہوئے قلعہ مین پہونچے **قہر نگاہ سر برہنہ** جس وقت اس کو قلعہ مین پہونچا کر پھری ہے تو اس نے سحر کرکے قلعہ کو نظرون سے پوشیدہ کر دیا اب تو کوئی یہان تک نہ آسکے گا خود بہ اطمینان تمام اپنے لشکر مین آگئے اور مصروف مے نوشی ہوئی وہان **حیات جادو** نے جو قلعہ سے دریا کے سیر دیکھے عجب لطف ملا چاندنی کے عکس سے موجین زنجیر نقرئی معلوم ہوتی تھین شعر پڑھتی تھی مہتاب سے ہر موج ہے زنجیر سیم + چاندنی مین دیکھو تو آب رواں فوارون **ملکہ حیات جادو** نے اپنے ساتھ والون سے کہا کہ کیا یہ بہار یون ہی جائے گی اونھون نے کہا کہ نہین ابھی سب کچھ ہوا جاتا ہے غرض کہ آپس مین کسی نے طبلہ اٹھایا کسی نے سارنگی لی کوئی گانے لگی صحبت رقص و سرود گرم ہوئی جام چلنے لگے

غزل

یہ ہوش ہے کہان دل لیے بیٹھے ہین کچھ کوئی کچھ کہتے ہین
ہر بات پہ کھنچتا ہے خنجر دیکھا جب ادھر مار انگشتہ
ایک بت سے ہوئی کیا یاد اللہ کچھ روتے ہین وہ کہ رو رہے ہین
اون لوگون کے ہین خنجر کے جگر جو ایسی جفائین سہتے ہین

کیا جانے کوئی کیوں روتے ہیں ہم آتا ہی پسینا کیوں ہم
ناسور بہت سے ہیں دل میں کچھ رستے ہیں اور کچھ بہتے ہیں
خیر آ تو جو کچھ ہونا ہو وہ ہو لے یہ خبر کیا تھی ہم کو
کرتے ہیں تمنا وصل کی وہ ہجر کے دکھڑے ہی سہتے ہیں
تم کہتے ہو فریاد نہ کر صبر آئے ہمیں آخر کیوں کر
ہاں ملتی ہے چپ کی داد اگر تو ہم بھی نہیں کچھ کہتے ہیں
جب ضبط کروں چھلکیں آنسو روؤں تو نہ نکلے اشک کوئی
کیا دیدۂ تر کا حال کہوں بے حد یا روٹے بہتے ہیں
کب تک ای بت یہ سکوت ہم ہم محو وفا تو محو ستم
چپ رہ کے بہت تنگ آئے ہیں ہم کچھ منہ سے کہتے ہیں
اے آرزوی تفتیدہ جگر پیری میں جو جل بجھنے کا ڈر
دو غم کو تیری یاد رکھو وہ چراغ بھی روشن رہتے ہیں

اس طرح کی دو ایک غزلیں ملکہ نے سنی سناٹا ہو گیا ہجریوں سے کہا کہ نہ معلوم یہ کیا بات ہے کہ لوگ گانے بجانے کا شغل دل بہلنے کے واسطے کرتے ہیں مگر میری طبیعت کو تو پریشانی حاصل ہوتی ہے کچھ سمجھ میں نہیں آتا کہ یہ لفظیں کس قسم کا اثر رکھتی ہیں میرے نزدیک یہ شغل صحبت ماتم کے واسطے رکھا ہوتا اس لیے کہ جی چاہتا ہے چیخیں مار مار کر روؤں اون میں سے ایک آدھ جو کھیلی کھائی تھی اوس نے کہا ملکہ تم ابھی کیا جانو تم نے کسی سے دل لگایا ہوتا تو تمہیں مزا اوتا بقول شاعر شعر لطف مے کیا بتاؤں اے زاہد + ہائے کمبخت تو نے پی ہی نہیں خیر اب تو یہاں آئی ہو سنا ہے کہ لشکر اسلام میں بڑے بڑے حسین جوان ہیں کسی کی طرف تو طبیعت مائل ہو ہی جائے گی حیات جادو نے ہنس کے باتیں یوں چرچلائیں اور کہا کہ ہم ان لوگوں کو قتل کرنے آئے ہیں یا اون سے محبت کرنے آئے ہیں معلوم ہوتا ہے کہ تیرا دل کسی پر آیا ہے میرے دشمن اون لوگوں پر فریفتہ ہوں دور پار چھائیں پھوئیں جل سند راوس پار ایسا روگ تیری جان کو لگے مجھے مرد کے نام سے نفرت ہے اوس نے کہا کہ خیر دیکھا جائے گا جب ایسا ہوگا تو جھک کر میں تسلیم کروں گی یہی باتیں تھیں کہ دریا میں کچھ روشنی سی ہوئی حیات جادو اوس طرف دیکھنے لگی تحقیق کرنے سے یہ معلوم ہوا کہ وہ چراغ سے روشن ہیں اور روشنی اسی طرف بڑھتی چلی آتی ہے قیاس کرنے سے معلوم ہوا کہ کوئی کشتی چلی آتی ہے جب کچھ دیر گذری اور وہ روشنی قریب پہونچی تو دیکھا کہ ایک مور پنکھی دہارے پر چلی آتی ہے کیسی آراستہ ہے کہ سبحان اللہ سجاوٹ اوس کی مانند چشم معشوق کے ہے اور ایک نازنین ماہ جبین در در گوش مرصع پوش دریا کے جواہر میں غوطہ مارے ہوئے برس بارہ یا تیرہ کا سن انتہائے سن طفولیت اور آغاز شباب دونوں مل کر عجب قیامت عالم دکھا رہے ہیں شعر شباب تک نہیں پہونچا ہے عالم طفلی + ہنوز حسن جوانی یار باتے ہے + چہرۂ زیبا کے عکس سے اک آفتاب دریا میں روشن معلوم ہوتا ہے کانوں کے گوشوارے زمرد کے یہ معلوم ہوتا ہے کہ لو دے رہے ہیں عارضوں کے ضیا ماہ کو شرمندہ کرتی ہے ابروؤں کے کمانیں قتل پر کسی ہیں پلکوں کے تیر اپنی جگہ پر ہمارا کلیجے کے پار ہوئی جاتی ہیں ہنسی میں دانتوں کے چمک خرمن جان پر بجلی گراتی ہے سینہ کا ابھار اور نمایاں ہونا نمونے شباب کے دلیل ہے یہ معلوم ہوتا ہے کہ دو قمقمے نور میں کر روشن ہیں قمقمے بھی نور کے بنے ہوئے ہیں یا بلور کے طرح طلوعہ کا سرمہ لگا کر اوس کا سینا دمکتے + سراپا عشوہ و ناز اک ستارہ بھی کاندھے پر رکھے ہوئے کرسی

جواہر نگار پر بیٹھی ہوئی کس مزے کی گت بجاتی ہوئی چلی آتی ہے دو گیلاس سبز و سرخ جو روشن ہین اون کی روشنی آپس مین ملکر عجب لطف دیتی ہے کہ رنگ قوس قزح کا پیدا کرتی ہے صورت اوس نازنین کی دیکھکر **حیات زرین پوش** کے ہوش اوڑ گئے ساتھ والیون سے کہا کہ نگوڑیون تم مجھے حسین بتاتی تھین الیو دیکھو یہ کیسی حسین ہے اونھون نے عرض کی کہ ملکہ کیا کہہ سکتی تھی مگر آپ کی منصف مزاجی کے قائل ہو گئے جسکی صورت ذرا بھی اچھی ہو کی چاہیئے ناک نقشہ نہ درست ہو خالی نیلے چمڑے پر غرور مین وہ اغماض کرتی ہین کہ کسی کو اپنے سامنے موجود نہین جانتی ہین اور آپ تو در حقیقت ایسی حسین ہین کہ ہزارون مین ایک ہین قسم ہے خداوند اکوان کی کہ اس سے پہلے آپ سے زیادہ تو کیسی کہ اتنی اچھی صورت کے حسین بھی نہ دیکھی تھی بیشک اوس خداوند کی عجبی خدائی ہے کون سمجھ سکتا ہے ہم تو جانتے تھے کہ آپ سے بڑھکر حسین عورت خداوند نے پیدا ابھی نہ کی ہوگی حسن کا آپ پر خاتمہ ہے مگر نہین معلوم ہوا کہ اور اور حسین بھی طبقہ دنیا پر ہین ملکہ نے کہا کہ ہم سنتے آئے ہین کہ پانی مین بھی ایک مخلوق بصورت انسان ہے اوسمین لوگ نہایت حسین ہوتے ہین کہین یہ جل پری تو نہین ہے اونھون نے عرض کی کہ کیا کہین کچھ سمجھ مین نہین آتا کیا اسرار ہے یہ عورت ہے یا پری ہے یا حور ہے خدا معلوم کون چیز ہے اور کیا بھید ہے اگر جل پری ہوتی تو اوسکو کشتی کی ضرورت نہ تھی اس لیئے کہ وہ پانی کی رہنے والی ہے جسطرح ہم آپ زمین پر چلتے ہین اسیطرح وہ پانی پر چل سکتی ہین اسکے علاوہ وہ قوم برہنہ ہوتی ہے لباس و زیور کو جانتے ہی نہین کہ کیا چیز ہے نہین معلوم یہ کون انسان ہے اور کہان سے آئی ہے یہی باتین تھین کہ وہ مور پنکھی یوہین برابر سے نکلکر چلے یہ معلوم ہوتا ہی کہ روشنی ہو گئی چہرہ تابان کے جوت پڑتی جاتی تھی بس حیات زرین پوش نے جو قریب سے دیکھا دل بے چین ہو گیا آواز دی کہ بہن خدا کے واسطے اک ذرا دم بھر کو ٹھہرتی جاؤ سنتی ہی اوس نازنین نے جواب دیا کہ واہ واہ بی بی ذرا زبان سنبھالو اپنے پرائے کو دیکھکر بات کیا کرو مین کیا جانون کہ بہن تمھاری کون ہے اور کہان رہتی ہے مین تمھاری بہن ہون یہ وہی مثل ہوئی کہ جان نہ پہچان بڑی خالہ سلام **حیات زرین پوش** نے کہا کہ مین نے تمکو بہن کہا تو کیا برا کیا تم بھی انسان ہو مین بھی انسان ہون اس کے علاوہ میرا تمھارا سن بھی قریب ہی قریب ہے ہمجولیون کو سبھی آپس مین بہن کہتے ہین اوس **آشوب روزگار** نے جواب دیا کہ مین کیا کرون کہ تم انسان ہو یا پری ہو مین نے سنا ہے کہ دریا کنارے پریون کا بھی گزر ہوتا ہے اون سے حذر کرنا چاہیئے قوم پری جان نہایت ظالم قوم ہوتا ہے ان لوگون کے دل مین درد نہین ہوتا ہے جنون سے ملتی ہوئی ہوتی ہین نہ معلوم تم کس طرح پیش آؤ **حیات جادو** نے کہا کہ تم ہم سے قسم لے لو اگر ہم تمھارے ساتھ دغا کرین بس اتنی دیر کو ٹھہر جاؤ کہ ایک جام ہم تمھارے ہاتھ کا پئین اور ایک جام تم ہمارے ہاتھ کا پیو پھر چلی جانا اوس نے جواب دیا کہ بی بی مجھکو ڈر لگتا ہے ایسے نگوڑیون کہین تم بن ڈبیان تو نہین ہو مین نے یہ بھی اپنے دوا سے سنا تھا دریا مین بن ڈوبی ہوتی ہین

وہ آدمی کو ڈبو دیتے ہین اور اوسے بھی اپنی ساتھ لے لیتے ہین شاید ایسا ہی کچھ سبب
مین ہرگز نہ آؤن گی اگر تم نے مجکو ڈبو دیا تو مین اپنی لال سے جان کہان سے
پاؤن گی مان باپ میرے روتے روتے جان دیدین گے بس بی بی ملاقات دور کی
اچھی ہوتی ہے ہمارے تمھارے اتنی شناسائی ہو گئی ایک آدھ روز مین سمجھ بوجھکر
تم سے ملین گے اس لیئے کہ اس طرف سے روز آتے جاتے ہین زیادہ دل اس
سے کھٹکتا ہے کہ ابھی کل تک کنارہ دریا کا صاف تھا آج یہان اتنی بڑی عمارت
معلوم ہوتی ہے یہ کیا سبب ہے خدا کے واسطے مجھے نہ بلاؤ حیات زرین
پوش سے کہ بیتاب ہوئی جاتی ہے ہزارون قسمین کھا رہی ہے کہ ہم انسان ہین تم
خوف نہ کرو اک دم بھر کے واسطے میرے پاس ہو جاؤ تمھاری صورت اور آواز
نے دونون دل بیچین کر دیا کلیجا برما دیا نازنین نے جواب دیا کہ کیا خوب میری یہ
صورت اور آواز نہ ہوئی کوئی برما ہو گئی مجھ سے ایسی باتین نہ کرو مین نے تمھین
بیچین کر دیا تو چین سے بیٹھی رہو مجھ سے دور ہی اچھے پاس آؤن گی تو اور خدا جانے
کیا کیا باتین رکھو گی کہو گی تم نے حلال کر ڈالا خدا بچائے تم سے آدمی چین و آرام
ڈھونڈھتا ہے تم ایسے اکھڑی ہو کہ بیچین کرنے والی کو بلاتے ہو معلوم ہوتا ہے مجھے
عوض کرو گی تم مجھے بیچین کرو گی نا صاحب مجھے بیچینی اپنی پسند نہین حیات زرین
پوش دل مین کہتی ہے کہ ابھی مجھ سے بھی زیادہ اکھڑ ہے کچھ جاتی ہی نہین سے
کہا بی بی مطلب میرا نہین سمجھین مجھے تم سے عشق ہو گیا ہے نازنین نے جواب دیا
کہ عورت کو مرد سے عشق ہوتا ہے یا عورت عورت مین بھی عشق معلوم ہوتا ہے کہ
تم دوست باز ہو مجھے یہ شوق بھی نہین ہے مین بزرگون سے سنتی آئی ہون کہ
عورت عورت کی دوستی اچھی نہین ہوتی ہے وہ عورتین بھی خراب ہین کہ جو آپس
مین دوستی کرین حیات زرین پوش نے کہا کہ مجھے ویسی محبت نہین یا محبت
ہے مین تم سے اس قدر چاہتی ہون کہ مجھے بہنا پا کرو دوپٹہ بدلو اگر یہ خیال ہو کہ اس مین
بھی کچھ فریب ہے تو دیکھو تم سادہ دوپٹہ اوڑھے ہو میرا دوپٹہ تمھاری اوڑھنی سے بیش
قیمت ہے نازنین نے جواب دیا کہ تمھارا دوپٹہ بیش قیمت ہے تو تمکو مبارک ہے مجھے یہ
سادی اوڑھنی اچھی ہے حیات زرین پوش نے کہا کہ اچھا جو کہو گی وہی ہو گا مین
دوپٹہ بھی نہ بدلون گی لیکن تمھین قسم ہے اپنے دین مذہب کی اور قسم ہے اوسی کی کہ جسکو
چاہتی ہو اب انکار نہ کرنا بس چلی آؤ نازنین نے سر پکڑ لیا اور کہا تم تو بلا ہو کر میرے
سے مجھے لپٹ گئین یا میرے خدا مین ادھر کیون آئی تھی کہ اس بلا مین پھنسی یہ
تیری قسمین دیتی ہے اب مین انکار نہین کر سکتی مگر این موذیون سے تو ہی مجھے
بچانا یہ کہکر موربنکھی قریب لائی حیات زرین پوش اس کی باتون پر لوٹی جاتی
ہے اس کی بھی یہ صورت ہے کہ ہنسنے مین بجلی چمک جاتی ہے دانتون کا عکس
دریا مین در شاہوار کے لڑی معلوم ہوتا ہے جیسے ہی موربنکھی قریب لائی حیات
زرین پوش نے جلدی سے ہاتھ پکڑ کے لپک کر گود مین اوٹھا کر قصر مین لے آئی

اک عورت نے موہنی کو کسوی سے باندھ دیا اب یہ نازنین اگر بیٹھی حیات زرین پوش سے کہ کرتی تو اس طرح ہنستی ہو جس طرح دولہا دولہن کو اوڑھالاتا ہے اگر مرد ہوتین تو میرے آپ د تمہاری ہاتھ سے کاہیکو بچتی یہ کہو خدا نے دیکھکر جامہ پہونت دیا ہے حیات زرین پوش نے جلدی سے اپنا دوپٹہ اس کے سر پر ڈالا اور اس کی اوڑھنی کھسیٹ کر آپ اوڑھ لی کہا اب تو بہن ہوگئین نازنین بھی ہنسی اور کہا کہ کیا زبردستی ہے مگر مین جاتے وقت میری اوڑھنی مجھکو دیدینا اپنا دوپٹہ لینا نہین تو امی جان خفا ہونگی لوگ تہمت کرینگے کہ یہ کسی یار نے اوڑھایا ہوگا حیات زرین پوش نے کہا کہ تم ماں کی اپنی بہت ڈرتے ہو کہا کون ماں باپ سے نہین ڈرتا ہے معلوم ہوتا ہے کہ تم ماں باپ سے نہین ڈرتے ہو خدا تم سے بچائے غرض کہ بہت لطف کی باتین ان مین ہوتی رہین حیات زرین پوش نے کہا کہ ذرا وہی گت پھر بجادو جو تم کل اپنی دہنا مین بجاتی چلی جاتی تھین نازنین نے کہا کہ مجھے تو یاد بھی نہین ہے کہ مین کل کون سی گت بجا رہی تھی حیات زرین پوش نے کہا وہی کانی والی گت جس نے میرے بری گت کردی تھی بس وہی کافی ہے نازنین نے گت بجائے واقع مین سب کو بیچین کردیا اور ستارے ہاتھ سے رکھدیے حیات زرین پوش نے کہا کہ ایک گت اور اس نے پھر ایک گت بجادی اور ستار سے ہاتھ سے رکھدیے حیات زرین پوش نے پھر اصرار کیا کہا اب تو نازنین بگڑ گئی کہ تم نے مجھے کوئی ڈومنی کسبی سمجھا ہے اب تم گاؤ حیات زرین پوش نے کہ مین تمہارے سامنے گا سکتی ہون مگر خیر تمہاری خوشی کیے دیتی ہون کہ تم یہ نہ سمجھو کہ یہ دماغ کی لیتی ہے یہ کہکر اس نے اپنی ہمجولیون سے اشارہ کیا انہون نے جلدی سے طبلہ طنبورہ اوٹھالیا اور حیات زرین پوش گانے لگی

غزل

دم خندہ تری ظالم ہنسی کچھ اور کہتی ہے
نہ کیون ہر روز دن مین فتنہ پر کچھ اور کہتی ہے

تمناؤن کا مطلب اور ہی کچھ ہے سبب وصلت
جمالی پرجمالی یار کی کچھ اور کہتی ہے

بظاہر خوش ہو مرگ غیر مین میرے دکھانیکو
ولیکن گیسوؤن کی برہمی کچھ اور کہتی ہے

اڑا کر ہوش میرے دل کو بھی سینے سے لیتا جا
ارے بیدید چشم مست ابھی کچھ اور کہتی ہے

نگہ پہچاننے والون سے ظاہرداریان کیسی
کہ غیرون سے تمہاری دشمنی کچھ اور کہتی ہے

فراق یار مین صبر اور کچھ کہتا ہے آنکھون سے
مگر آفت یہ دل کی لگی کچھ اور کہتی ہے

مریضون پر بجز لطف چارہ گر نے مطمئن کیا ہو
روش بعضون کی وقت جانکنی کچھ اور کہتی ہے

دعائین مانگتے ہین دوست میرے اچھے ہو چلی
مگر تکلیف دل کی درد کی کچھ اور کہتی ہے

خداوندا بخیر انجام کرنا شام وعدہ کا
دل پر شوق کی بیحد خوشی کچھ اور کہتی ہے

بظاہر پارسائی کا بڑا دعوی ہے محشر کو
مگر رندون سے انکی دوستی کچھ اور کہتی ہے

یہ غزل حیات جادو نے بھی اس رنگ سے گائی کہ نازنین نے بے حد تعریف کی اور کہا کہ ابھی میرا دل سیر نہین ہوا ہے تم کیا مزے سے گائی ہو کہ گویون سے بھی تم نے کان کاٹے ہین یہ سنکے حیات زرین پوش نے کہا کہ کیا اچھی تعریف کی ہے ابھی ہم اسطرح کی تعریف کرتے

تو نہیں ہم تم بڑھ جاتیں لاکر دو ایک چیز میں حیات جادو ادا کر گائی اور اب کہا کہ ہماری جان کی قسم ستار تو تمھارا سنا اب ایک چیز بھی اپنی منھ کی سناؤ وا انکار نکرنا نازنین نے کہا تم تو بلا کی طرح پیچھے پڑ جاتی ہو یہ کہکر طنبورہ ہاتھ میں لیا اور اوسکو اپنے مزاج کے موافق درست کر کے جو چھیڑا ہر دل کی تو بندہ گئی اب اوس نے طبلے کو ملا کر حیات زرین پوش کو دیا کہ تم بجاؤ ہم گاتیں حیات زرین پوش نے طبلے پر تھاپ دی اور نازنین نے یہ غزل شروع کی

غزل

خود بھی وہ تڑپے گا جو تڑپائے گا
صبر کیا عاشق کا خالی جائے گا

اون کو لینے جو یہاں سے جائے گا
پھر پلٹ کر وہ بھلا کیا آئے گا

چین تجکو بھی نہ دم بھر آئے گا
دے کے دکھ او دل شکن پچھتائے گا

دل میں جب اوسکے غبار آ جائے گا
خاک امیدیں مری بر لائے گا

بات پر عاشق اگر آ جائے گا
پھر کبھی نالہ نہ لب تک آئے گا

نالے کرنے کا سبب ہمدم سے پوچھ
چپکا بیٹھوں گا تو جی گھبرائے گا

یاس ہو دل کو کہ امید وصال
صبر اس کمبخت کو کیا آئے گا

کیا ستاؤ گے دل بسمل کو تم
ہاتھ کانپیں گے جگر بھر آئے گا

تھرتھراتے ہیں یہ کیوں غصے سے ہونٹ
اب کبھی شکوہ نہ لب پر آئے گا

سخت جان میں نازک اوس قاتل کا ہاتھ
حوصلہ دونوں ہی کو رہ جائے گا

لطف ہمدردی اوٹھے گا ہجر میں
دل کو میں اور دل مجھے سمجھائے گا

اشک خون پوچھو نہ چشم غیر سے
دامن عفت میں داغ آ جائے گا

دیکھئے کب تک ہجر میں غمخوار ساتھ
جب اکیلا ہوں گا جی گھبرائے گا

تو جفا سیکھی وفا کی اوس نے ترک
اب جو دل دے گا بہت پچھتائے گا

مبتلائے عشق دیکھیں کب جئے
حال زار اپنا ہمیں یاد آئے گا

کیا مٹے گا جوش گریہ ضبط سے
اشک رکتے ہی پسینا آئے گا

خودکشی میں وجہ بیتابی نہ پوچھ
پھر تڑپنا مجھکو یاد آ جائے گا

کھل گیا اون پر چھپاتے تھے جو راز
اب نظر جھکے گی دل شرمائے گا

آہ کھینچیں گے اثر ہو یا نہ ہو
کچھ نتیجہ تو نکل ہی آئے گا

بدگمان ہو لیں ذرا دشمن سے وہ
پھر جو کہدونگا یقین آ جائے گا

بلبل تمہید آرزو اچھا نہیں
مطلب دل دیکھیو پھر رہ جائے گا

آ کرو اوس بے وفا کو دے کے دل
ہم کہے دیتے ہیں تو پچھتائے گا

یہ غزل نازنین اس طرح گائی کہ سب کے دل بھر آئے جو دلدادہ تھیں اونکو واقعات گذشتہ یاد آ گئے چونکہ طبیعت حسین اونکا دل بھی بھر آیا حیات زرین پوش تو بیخود ہو گئی اور زمین پر نازنین سے لپٹ جاتی تھی عجب رنگ کی صحبت رہی اب نازنین نے کہا ذرا رات زیادہ آ گئی اب میں جاتی ہوں حیات زرین پوش نے کہا کہ اب ایک جام ہمیں پلا دو اور ایک جام ہمارے ہاتھ سے پی لو یہ کہکر صراحی پری صافی اوٹھائی عجب رنگ کی شراب تھی کہ آنکھوں میں بھی حائل تھی جام بلوری بلوری لبریز کر کے نازنین کو دیا اور نازنین نے جام لبریز کر کے حیات زرین پوش کو دیا دونوں نے وہ ساغر پی لئے لیکن نازنین نے جام پی کر منھ بنایا اور کہا کہ یہ شراب تم کس کے ہاں سے منگاتی ہو نشہ کا خطر معلوم ہوتا ہے مگر ایسی خرابی کی دی ہے حیات زرین پوش نے کہکر پھر تم بڑا جام دل کیا کرنا

نازک مزاجی سے ڈرتی ہون نہین پوچھتی کہ تم کیسی شراب پیتی ہو نازنین نے کہا کہ تم میرے پینے کی شراب پیوگی حیات زرین پوش نے کہا کہ بغیر پیئے ہوئے کیونکر فرق معلوم ہوگا نازنین نے کہا کسی کو بھیجکر میری کشتی پر سے کشتی اوٹھوا منگاؤ مین ابھی بلا کر دکھا دون یہ سنکر حیات زرین پوش نے اک خواص سے کہا کہ جا کشتی پر سے کشتی شراب کی اوٹھا لا وہ اوسیوقت گئی اور کشتی اوٹھا لائی جسوقت نازنین نے کشتی پوش ہٹایا دیکھا تو حقیقت مین تین کنٹریان رکھی ہوئی ہین کہ ایک زعفرانی شراب سے مملو ہے اور دوسری ارغوانی ہے تیسری کیتکی رنگ کی ہے بس نازنین نے ایک کنٹری اوٹھا کر جام اپنے ہاتھ سے لبریز کیا اس نے اس نزاکت سے شراب اونڈیلی کہ معلوم ہوا کہ کلائی مین موچ آگئی مگر جسوقت حیات زرین پوش نے جام اسکے ہاتھ سے لیکر پیا تو بہت تعریف کی کہا اور پیوگی حیات زرین پوش نے کہا بس اب نہین اس ایک جام نے تمہارے ایسا جھکا دیا کہ ضرورت دوسرے جام کی نہین رہی اور بیشک دعوی تمہارا صحیح نکلا میری شراب ایسی خوشبودار اور معطر نہین ہے اب نازنین نے اون عورتون سے کہا کہ تو مفت خوریون تم بھی پیو کیا یاد کروگی کہ کسی نے شراب پلائی تھی یہ سنکر سب ٹوٹ پڑین اور ہر ایک نے جام بھر بھر کے بے اندیشہ انجام پینا شروع کر دیا تینون کنٹریان خالی ہوگئین حیات زرین پوش بہت خفا ہوئی کہ تھوڑی سی پی لی ہوتی اب بہن کیا بہکیگی وہ اسقدر عادی ہین کہ کشتی پر بھی شراب ساتھ تھی نازنین نے کہا نہین بہن مین کچھ ایسی عادی نہین ہون نہین تو کیا کوئی غیرت تھی تمہارے یہان سے شراب لے لیتی کہا ہان بہن اگرچہ تمہارے لائق تو نہین ہے مگر ہر روز اچھی پیتی ہو آج بُری ہی سہی پریشان تو نہوگی نازنین نے کہا کہ یون تمہاری خوشی ورنہ ضرورت نہین ہے اور اب مین جاتی ہون بہت دیر ہوگئی دیکھئے امی جان کیا کہتی ہین یقین ہے کہ بہت ناراض ہونگی اور عجب نہین جو کل آنا بھی نملے حیات زرین پوش نے کہا یہ تو تم نے بُری سنائی اگر ایسا ہے تو نہ جاؤ یہین رہو نازنین نے کہا کہ کیا خوب کیا تمہارے واسطے مان باپ کو چھوڑ دون یہ کہان ہوسکتا ہے حیات زرین پوش نے کہا تو مجھ سے قسم کھاؤ کہ کل مین ضرور آؤنگی نہین تو مین تمکو جانے نہ دونگی نازنین نے کہا واہ واہ یہ اچھی کہی مین تو ضرور جاؤنگی اور اب اگر اجازت ملیگی تو آؤنگی اور اگر اجازت نملی تو تمہین کو دعائین دونگی کہ تمہاری وجہ سے میری سیر چھوٹی حیات جادو نے کہا اچھا مجھے ہمراہ لیتی چلو مین تمہاری مان سے کہدونگی کہ بہن میرے یہان تھین اور مین نے روک رکھا تھا انکی خطا نہین میری خطا ہے مجھے جو چاہئے سزا دیجئے نازنین نے جواب دیا کہ اب تم نے پورا قید کا سامان کر دیا مجکو اجازت نہین ہے کہ کسی اجنبی عورت سے مین بات بھی کر دن نہ کہ تمہارے مکان مین آنا اور پھر تمہین ساتھ لیجانا اگر ایسا ہوا تو یقین ہے کہ زندگی مین نہ نکلنے پاؤنگی بس آپ یہین بیٹھئے زیادہ مہربانی نہ کیجئے حیات زرین پوش نے کہا تو ایسی فکر نکالو کہ سانپ مرے اور لاٹھی نہ ٹوٹے نازنین نے جواب دیا کہ اب جو فقرہ وقت پر بن پڑیگا اور جیسی سوجھے گی ویسا کرونگی بس اب زیادہ

نہ بالون مین لگا دے یہ کہکر اوٹھی ساتھ ہی حیات زرین پوش بھی اوٹھی کہ مین تمھین پہونچاد
بس اوٹھنا تھا کہ ہوا لگی بیہوشی نے طمانچہ مارا اتراق سے چھینک آئی اور بیہوش ہو کر
گری ہمجولیان دوڑین کہ یہ ہماری ملکہ کو کیا ہوا جو اوٹھی دھم سے گری جو اوٹھی دھم سے گری
یہانتک کہ سب چھینکین مار مار کر بیہوش ہوئین اتو نازنین نے نعرہ کیا کہ منم مہتر برق ثانی
کے گزایہ کہ از دست مین زندہ سلامت رہو یہ کہکر پہلے تو تمام لباس و زیور حیات زرین
پوش کا اوتارا اور خنجر کھینچکر آواز دی کہ او قحبہ تیری آمد نے لشکر اسلام مین تہلکہ ڈال دیا
تھا یہ کہکر اسے ذبح کر ڈالا بعد اس کے اور جتنی تھین سب کو مار کر زیور و لباس
اوتار لیا اور پشتارہ باندھا لیکن مرنا تھا اس ساحرہ کا کہ ایک تلاطم برپا ہوا آندھی چلی خاک
اوڑی تمام دریا متلاطم ہو گیا برون نے لینا پکڑنا جانے نہ پائے کا غل مچایا جب
کچھ قابو نہ چلا اور لاش پھڑکتے پھڑکتے ساکت ہوئی آواز دی کہ کشتی مرا نام من
حیات زرین پوش جادو بود حیف مردیم و جان دادیم و بمطلب خود نہ رسیدیم
پھر اسکے سر پیٹتے ہوئے روانہ ہو گئے جسوقت علامات سحر برطرف ہوئین اور روشنی
ہوئی برق ثانی نے سوچا کہ اگر اسکی خالہ کو خبر ہو گئی تو قیامت برپا کریگی اب یہان ٹھہرنا
مناسب نہین معلوم ہوتا یہ مشورہ دل سے کر کے پشتارہ پوشاک و زیور کا مورچلے پر رکھکر
روانہ ہوا اب یہ تو اسطرف جاتا ہے لیکن حال بیان کیا جاتا ہے قہر نگاہ سر برہنہ کا کہ یہ
اپنے خیمہ مین بیٹھی ہوئی شراب پی رہی تھی اور سحر جگا چکے تھے اب عیارون کے خوف سے یہ جاگ
رہی ہے کہ مبادا کوئی چور غافل پا کر اپنا کام کر جائے صبح کو جنگ ہے اتنی رات اور گزار دیا جا
یہ خیال کر کے سوئی نہین ہے کہ یکایک اسکا دل گھبرایا اور خیال آیا کہ چلکر اوس چھوکری کو دیکھ
آؤن لڑکیان سب ایک جگہ ہین ایسا نہو کہ قلعہ سے سیر کو ادھر ادھر نکل جائین تو
عیارون کے ہاتھ سے بچنا انکا دشوار ہوگا ابھی سب الھڑ ہین دھوکا ضرور کھا جائینگی یہ
خیال کر کے اوٹھی اور زیر پرواز پیدا کر کے قلعہ کی جانب روانہ ہوئی لیکن جسوقت
قلعہ مین پہونچی تو سناٹا دیکھا سمجھی کہ معلوم ہوتا ہے سب سو رہے ہین لیکن اندر قلعہ
کے کیا دیکھتی ہے کہ حیات زرین پوش برہنہ ذبح کی ہوئی پڑی ہے بلکہ ساتھ والیان
بھی ہمراہ ہین ایک زندہ نہین بس یہ دیکھتے ہی اس نے سر پیٹ لیا اور رونے لگی
بال اپنے نوچ ڈالے کہ مین عظمت سحر ساز جادو کو کیا منہ دکھاونگی ہائے یہ کیا غضب
ہوا کاش مین مر جاتی اور یہ زندہ رہتی یہ کہہ کہکر بہت روئی اور لاش کو حیات زرین
پوش کی آغوش مین لیا اور قلعہ کو مٹا دیا وہان سے اپنے خیمہ مین آئی کہ کل صاحبقران
کو سر میدان ذلیل کر کے عوض اسکے خون کا کرونگی لیکن اب حال خضران بن عمر خواجہ
ثالث کا سنیے کہ یہ بھی تلاش مین حیات زرین پوش کے روانہ ہوئے تھے اول لشکر
کفار مین گئے اور پتا لگایا کہ دریا کنارے قلعہ آہن مین پوشیدہ ہے وہانسے دریا کیطرف چلے
ہر چند ڈھونڈھا مگر پتا نہ پایا سبب یہ تھا کہ قہر نگاہ سر برہنہ نے احتیاطاً قلعہ کو نگاہون سے
پوشیدہ کر دیا تھا جب پتا قلعہ کا نہ ملا اور رات کم رہی تو دریا کنارے سیر کرتے
ہوئے اپنے لشکر کیطرف چلے جاتے ہین دیکھا کہ ایک نازنین مورنکھی پر سوار نہایت

تیزی سے دھارا کاٹتے چلی جاتی ہے صورت اوسکی دیکھکر دل بھر بھر آیا آواز دی کہ ارے تو کون ہے اور کہان جاتی ہے جواب دیا کہ مین دختر ہون گرداب شاہ کی سیر دریا کو آئی تھی اب اپنے گھر جاتی ہون **خضران** نے کہا کہ اک بات ہماری سنتی جاؤ اوسنے رکھائی کے ساتھ جواب دیا کہ ہمین کیا غرض ہے ہم ایسے ویسون کی نہین سنتے **خضران** نے کہا کہ تمہارے فائدہ کی بات ہے جواب دیا کہ مجھے فائدہ درکار نہین ہے یہ سنکر **خضران** نے کہا کہ اچھا پھر مین بھی آتا ہون کہا آپہنچیگا تو کیا کریگا بس یہ سنتے ہی آپ نے ایک ڈونگی زنبیل سے نکالکر دریا مین ڈالی اور بیٹھکر اوس ڈونگی پر مورپنکھی کا تعاقب کیا اور اسقدر تیز چلائی ڈونگی کہ قریب پہونچ گئی اب تو وہ نازنین مجبور ہوئی اور کہا کہ دیکھو میرا پیچھا نہ کرو یہ اچھی بات نہین ہے کہا جان جہان کہان جاتی ہو جب اسنے دیکھا کہ اب اس سے بھاگ کر نکلنا دشوار ہے تو نازنین نے کہا کہ مرشدزاد کیون میرے پیچھے آتے ہو مین اک بلا سے ڈر کر بھاگا ہون اب تو **خضران** نے غور سے دیکھا اور کہا کون **برق ثانی** جواب دیا کہ جی مین ہی ہون **خضران** نے کہا کہ تو کہان گیا تھا کہا کیا عرض کرون موت کے منھ مین گیا تھا مگر خدا نے بچایا لیکن ڈر لگا ہوا ہے کہ آفت آیا چاہتی ہی کہا ارے مفصل بیان کر **برق ثالث** نے تمام واقعہ **حیات زرین پوش** کے مارڈالنے کا بیان کیا کہ مین اس صورت سے پہونچا اور یون بیہوش کرکے مارڈالا **خضران** نے کہا کیا مارڈالا اسنے جواب دیا کہ جی ہان عجب نہین ہے جو اوسکی خالہ تعاقب مین آتی ہو بھاگیے **خضران** نے کہا کہ غضب کیا اور ڈونگی اپنی بھی بھگائی اور **برق ثانی** نے اپنی مورپنکھی اوڑائی دونون دریا کنارے پر نکلے **خضران** نے اپنی ڈونگی اور **برق** کی مورپنکھی دونون کو داخل زنبیل کیا اور کہا آ تو بھی چھپ رہ **برق ثانے** تو انکی فقرون سے خوب آگاہ ہے کہا مجھے رہنے دیجیے **خضران** نے دیکھا کہ ایک پشتارہ یہ لیے ہے سمجھ گئے کہ زیور وغیرہ اسکے پاس ضرور ہے مین نے دیکھا تھا کہ **حیات زرین پوش** گہنے مین لدی ہوئی تھی کہا ارے **برق** تو نے بڑا غضب کیا کہ **حیات زرین پوش** کو مارڈالا ارے کوئی ایسا غضب بھی کرتا ہے کہ ایسی نازنین کو یون ذبح کرتا کمبخت تیرا ہاتھ بھی نہ ٹھہرا **برق** نے کہا مین کافرہ سے محبت نہین رکھتا **خضران** نے کہا کہ اگر آیندہ وہ مسلمان ہوجاتی تجھے خیال نہین کہ **صاحبقران** کس رغبت کے ساتھ حال اوسکا شاہزادہ **مریخ آفتاب علم** سے پوچھ رہے تھے یہ کہ سمجھا کہ اونکی منظور نظر ہے اب جسوقت **صاحبقران** سنین گے تو نہین معلوم کیا قیامت ہوگی اتنا بتائے دیتا ہون کہ اب تو اپنے کو پوشیدہ کر اور بھاگ ورنہ یہ سمجھ لے کہ جسوقت یہ حال کھلا اور **قہرنگاہ** نے امیر سے شکوہ کیا تو وہ برابر تجکو گرفتار کراکے **قہرنگاہ** کے حوالے کردینگے تمہین یاد نہین اکثر یہ ذکر آیا ہے کہ جد بزرگوار نے **آس بن الوس** کی ناک کاٹ ڈالی تھی اس بنا پر کہ **آس** نے **سکندر غبار انگیز** کو تیر کا نشانہ کیا تو **حمزہ صاحبقران** نے **خواجہ خواجگان** کو پکڑ کر **آس بن الوس** کے سپرد کردیا تھا اور جسقدر محبت **عمرو** سے امیر کو تھی وہ مشہور ہے اور **عمرو** سا شخص جس نے ہزارہا مرتبہ صاحبقران پر احسان کیے سیکڑون جادوگرون کو مار اکس کس مصیبت مین **امیر** کے کام آئے مگر **حمزہ صاحبقران** نے کچھ مروت نہ کی یہ بھی اوسکا پوتا ہے اور تمہین وہ خصوصیت بھی نہین ہے جو **عمرو**

کو **صاحبقران** اول سے تھی اور طرہ اوس پر یہ کہ تم نے جان سے مار ڈالا ہے ارے کاش زندہ پکڑ لایا ہوتا تو یقین ہے کہ **صاحبقران** بہت کچھ انعام عطا فرماتے اور خوش ہوتے **برق ثانی** نے کہا کہ میرے پاس مثل آپکے کوئی زنبیل تو تھی نہین جسمین ڈال لیتا مجھے کھٹکا اوسکی خالہ کا بھی تھا کہ کہین آنہ جائے تو قیامت ہو ابتو جو کچھ ہوا وہ ہوا پچھتانے سے تو کچھ حاصل نہین ہے جو مقدر مین ہوگا وہ ہوگا **خضران** نے کہا کہ یہ مال تو میرے حوالہ کر دو اسے تم کہان رکھتے پھروگے **برق ثانی** نے کہا سبحان اللہ یہ وہی مثل ہوئی کہ دکھ سہین بی فاختہ کوے میوے کھائین **خضران** نے کہا ملعون مجھے کوا بناتا ہے بس خیریت اسی مین ہے کہ نصف مجھے دے نصف آپ لے لے ورنہ ابھی **صاحبقران** سے اطلاع کیئے دیتا ہون ساری قدر عافیت معلوم ہوئی جاتی ہے اور اگر دیدوگے تو جان تمہاری بچانے مین کوشش ضرور کرونگا آگے تمہاری قسمت ہے **برق** نے دیکھا کہ اب مال کے پیچھے جان جایا چاہتی ہے بیشک یہ جلے ہین **صاحبقران** سے کہدینگے پھر کچھ نہ بنیگی اور اسکا اشتعال دلانا قتل ہی کرادیگا مجبوراً نصف خواجہ کو دیا اور نصف مال اپنے قبضہ مین کرکے روانہ ہوا ادھر **خضران** چلے **برق ثانی** سے کہدیا تھا کہ تو پوشیدہ رہنا ظاہر نہ کرنا رات کم رہگئی تھی لشکر مین پہونچے پہونچتے صبح ہوئی **صاحبقران** نماز سحری سے فراغ حاصل کرکے دردولت شاہی پر حاضر ہوئے سرداران عالی مرتبت یکے بعد دیگرے آ آکر جمع ہوئے سواری **بادشاہ** اسلام کی بصد احتشام برآمد ہوئی اول **صاحبقران** کا سلام ہوا **بادشاہ** نے سینے پر ہاتھ رکھکر جواب دیا کہ تمہاری جگہ دلمین ہے بعد اور سردارون کے سلام ہوئے **بادشاہ** پلکون کے اشارون سے جواب دیتے ہوئے میدان کارزار کیطرف متوجہ ہوئے **صاحبقران** پایہ تخت تھامے ہوئے چلے جسوقت سواری عرصہ کارزار مین پہونچی تخت بادشاہ اسلام قلب لشکر مین قائم ہوا **صاحبقران** باقبال چالیس قدم مرکب اپنا بڑھا کر مرتبہ **صاحبقرانی** قائم ہوئی اور سردار دس دس قدم لشکر سے آگے بڑھکر کھڑے ہوئے اوسطرف **مبہوت آسمان شگاف مواج گرد باد** نے اپنے لشکر کے صفون کو درست کیا اور آپ لشکر سے آگے بڑھکر کھڑے ہوئے جسوقت صفین آراستہ ہوچکین ہنوز نقیب مصروف نقابت ہین کہ یکایک لشکر کفار سے **قہر نگاہ** سر برہنہ باحال پریشان گریبان چاک منھ پر خاک ملے ہوئے آنکھون سے آنسو جاری چہرہ پر رنج طاری اک لاش گود مین لیے ہوئے سینہ سے لپٹائے صف لشکر سے نکلکر میدان مین آئے اور لاش کو زمین پر رکھکر **صاحبقران** زمان کیطرف متوجہ ہوئے اور پکار کے کہ بس اسی منھ پر دعوا **صاحبقرانی** ہے کہ اس لڑکے کو عیار سے ذبح کرا ڈالا معلوم ہوا کہ تمہارے لشکر مین کوئی لائق مقابلہ نہ تھا جو خوف زدہ ہوکر یہ حرکت کی بس معلوم ہوگیا کہ تم نے **صاحبقرانی** یونہین لی ہے اور اسیطرح نام پیدا کیا ہے لطف تو یہ تھا کہ معرکہ جنگ مین مقابلہ کرکے اسے قتل کیا ہوتا عیارات کو دغا سے ذبح کرا ڈالا **صاحبقران** باقبال نے جو یہ کلمات سنے آپ خجالت مین غرق ہوگئے اور فرمایا کہ اے **قہر نگاہ** مجھے قسم ہے اپنے دین و مذہب کی جو مین اس واقعہ سے آگاہ بھی ہون اور مین نہین جانتا **قہر نگاہ** نے کہا کہ اگر آپکے حکم سے یہ قتل نہین ہوئی ہے تو قاتل اسکا لائق سزا ہے

یا نہین فرمایا بیشک کہا اب عدالت کیا چاہتی ہے اور انصاف کا کیا مقتضا ہی فرمایا تم نام بتاؤ مین ابھی قاتل کو گرفتار کرکے تمھارے سپرد کرتا ہون جسطرح چاہو اوس سے قصاص لو پھر نگاہ سحر برہنہ نے کہا کہ آپ کیسے حاکم ہین کہ پتا نہین لگا سکتے فرمایا مین تلاش کرتا ہون اوسیوقت خضران بن عمرو سے فرمایا کہ سچ بتا یہ کسکا فعل تھا خضران نے کہا مجھے کیا معلوم امیر ثالث نے فرمایا کہ ابھی قاتل کا پتا لگاؤ سوا عیار کے دوسرے کا یہ کام نہین ہے خضران نے عرض کیا کہ یہ بجا ہے لیکن جسکا فعل ہے وہ آپ قبولیگا ہنوز خضران کو برق ثانی کی سفارش کا موقع بھی نہ ملا تھا کہ یہان یہ رنگ ہوگیا اب کون کہہ سکتا ہے سوا اٹالنے کے کیا چارہ تھا پھر نگاہ سحر برہنہ نے یہ جو گفتگو سنی عرض کی کہ دیکھتے مین خود ابھی نام ونشان سبکے سامنے ظاہر کیے دیتی ہون یہ کہکر اپنے سر کو حیات زرین پوش کی گردن سے ملایا گلے مین ایک رومال باندھا اور کچھ دانے ماش کے پڑھکر مارے کہ حیات زرین پوش اوٹھ بیٹھی پھر نگاہ سحر برہنہ نے کہا کہ نام اپنے قاتل کا بیان کر اور سارا واقعہ صاحبقران سے اپنے قتل کا کہکر داد مانگ کہ وہ عادل مشہور ہین بس یہ سننا تھا کہ لاش حیات زرین پوش کی گویا ہوئی اور بدیع الملک کیطرف رخ کرکے کھڑی ہوئی اور پکاری یا صاحبقران مین اپنے قلعہ سحر مین بیٹھی ہوئی اپنی ہمجولیون کے ساتھ سیر دریا دیکھ رہی تھی کہ ایک مورنکھی بہتی ہوئی آئی اوسپر ایک نازنین سوار تھی مین نے ہزارون منتین کرکے اوسکو بلایا کہ میری ہمجولی معلوم ہوئی تھی وہ بمشکل میرے پاس آئی مین نے دوپٹہ بدلکر بہنا یا کیا اوسکے بعد مین نے اوسے شراب پلائی اوس نے مجھے شراب پلائی مگر نہ معلوم اوس شراب مین کیا شے ملی ہوئی تھی کہ مین بیہوش ہوگئی میری ساتھ والیون نے بھی پی تھی وہ بھی بیہوش ہوگئین اوسکے بعد اوس نے نعرہ کیا تو معلوم ہوا کہ برق ثانی عیار تھا نازنین نہ تھی اب آپ عادل ہین آپ سے اپنے خون ناحق کی داد چاہتی ہون صاحبقران نے فرمایا کہ بیہوش کرنے کے بعد تجھسے ہوشیار کرکے کچھ کہا بھی تھا یا نہین حیات زرین پوش نے کہا جسقدر واقعہ تھا سب مین نے بیان کیا مین بیہوش ہونے کے بعد اوسوقت ہوشیار ہوئی جبکہ روح نکلا چاہتی تھی اور روح جسم سے نکلنے کو گھبرا رہی تھی پیر سر پیٹ رہے تھی دست و پا کا ہو زان اختیار سے جاتی رہی تھی ورنہ کیا وہ میرے ہاتھ سے زندہ بچکر نکل بھی جا سکتا تھا بس یہ کہکر حیات زرین پوش پھر زمین پر گری اور معلوم ہوگیا کہ مرگئی اوسی ہیئت اصلی پر آگئی اس لاش سے نگاہ اوٹھکر خونبہا اپنا خود صاحبقران سے طلب کیا تمام لشکر اسلام و فوج کفار کا دل بھر آیا جو رحمدل تھے وہ تو چیخین مار مارکر رونے لگی مگر کوئی متنفس ایسا نہ تھا کہ جس کے دل پر اس واقعہ نے اثر نہ کیا ہو آپسمین ایک دوسرے سے کہتا تھا کہ ارے ایسی حسینہ یہ سن وسال ایسا جمال کہ اندھیرے گھر مین بیٹھے تو روشنی ہوجائے پھر اسوقت تک اوسکی ذات سے کسی کو ایذا بھی نہ پہونچی جسکا عوض سمجھا جائے ہائے کیا ظالم شخص تھا جس نے اسکو مارا عیارون کے جسم مین تو رعشہ پڑگیا کہ اب جان برق ثانی کی بچتی نہین معلوم ہوئی اور واقعہ خواجہ عمرو بن امیہ ضمری کا یاد آگیا امیر ثالث او شیفتہ حسن اسکے پہلے ہی سے ہوچکے تھے جسوقت لاش نے اسکی صاحبقران سے فریاد کی اور جو

جو حالت ہوئی وہ احاطہ تقریر سے باہر ہے دوسرے کا یہ ظرف نہ تھا کہ اسطرح خاموش کھڑا رہتا **صاحبقران** نے **مریخ آفتاب علم** کو طلب کیا جسوقت یہ قریب آئی فرمایا کہ بیان اس لاش کا اصلی ہے یا سحر کا نیرنگ ہے اس لیئے کہ بیہوشی کے حالت مین اسے کیا معلوم کہ کس نے ذبح کیا **مریخ آفتاب علم** نے عرض کی کہ حضور اس سے آگاہ نہین ہین یہ قاعدہ سحر کا ہے کہ جب ہمزاد کو مردے کے اوس کے جسم مین قوت سحر سے داخل کرتے ہین تو جو حالت اصلی ہوئی ہے وہ سب بیان کر دیتا ہے اس لیئے کہ انسان کی بیہوشی کے وقت ہمزاد نہین بیہوش ہوتا ہے **بس** یہ سنکر **صاحبقران** کی آنکھون کے تیچے اندھیرا آگیا اور **خضران** سے فرمایا کہ جہان ہو ابھی گرفتار کر کے لاؤ اب **خضران** کیا کہہ سکتا ہے فوراً روانہ ہوا عیارون کو حکم پہونچا ایک لاکھ نواسی ہزار پیک بچہ تلاش کرنے لگا آخرکار اوسی وقت **برق ثانی** گرفتار ہو کر پیش **صاحبقران** حاضر ہوا **صاحبقران** نے فرمایا کہ تو نے کیونکر **حیات زرین پوش** کو قتل کیا سچ سچ بیان کر **برق ثانی** نے سب واقعہ بیان کیا جسطرح لاش نے **حیات زرین پوش** کی بیان کیا تھا **صاحبقران** نے فرمایا کہ تو نے آئین اسلام کے موافق زبان پر کلمہ سوزنی کر کے مسلمان ہونے کو کہا تھا **برق ثانی** نے عرض کیا کہ جی نہین مین نے بسبب خوف **قہر نگاہ** کے قتل مین جلدی کی فرمایا کہ یہ سب کچھ تو نے اپنے قصد سے کیا یا مین نے تجھے حکم دیا تھا **برق ثانی** نے عرض کی کہ آپ یقین ہے کہ اسوقت آگاہ ہوئے ہونگے آپکا فرمانا کیسا کہ مین نے ظاہر بھی نہین کیا تھا کہ مین اس ارادہ سے جاتا ہون فرمایا کہ اگر ایسی ہی خود مختاریان عیار کرین گے اور آئین اسلام کے خلاف حرکتین اونسے سرزد ہونگی تو مین کیا بلکہ دین کی بدنامی ہوگی لہذا اوسکو سزا دیا جانا چاہیئے تاکہ اور لوگون کو عبرت ہو اور کوئی آئندہ ایسا حوصلہ نکرے فرمایا **قہر نگاہ سر برہنہ** سے کہ لو اسے یہ موجود ہے جسطرح چاہو اس سے قصاص اپنی بھانجی کے خون کا لو مجھے کوئی عذر نہین ہے یہ سنکر **قہر نگاہ** قریب آئے اور ہاتھ **برق ثانی** کا پکڑ کر اپنے لشکر کیطرف لے چلے **بس** یہ دیکھنا تھا کہ عیاران لشکر اسلام کے تن بدن مین رعشہ پڑ گیا اور خوف سے تھرانے لگے ایک دوسرے سے کہتا تھا کہ ان لوگون سے ہم لوگون کو کسیوقت اُمید رعایت نکرنا چاہیئے انکے پردادا نے **عمرو** کے ساتھ جو سلوک کیا تھا وہی آج انھون نے **برق ثانی** کے ساتھ کیا یہ لوگ بڑے ہی طوطا چشم اور بیمروت ہین زندگی بھر جانبازیان کین کن کن آفتون سے بچایا اگر ایک کافر کو اپنی طبیعت سے مار ڈالا تھا تو کیا قباحت تھی عیار کا کام ہی مکر و فریب ہے افسوس صد افسوس آج سے عورت کی عیاری کا خاتمہ ہو گیا لیکن **قہر نگاہ** سر برہنہ جو **برق ثانی** کو ہمراہ لیئے ہوئے قریب لاش **حیات زرین پوش** کے آئی دلمین سوچی کہ **صاحبقران** نے بڑی عدالت کی اور نہایت منصف مزاج ہین اب اس کے قتل کرنے سے **حیات زرین پوش** زندہ تو ہو نہ جائیگی قتل کرنا اسکا بیکار ہے پکار کر **صاحبقران** سے عرض کیا کہ یا **امیر** آپکو جیسا سنا تھا ویسا ہی پایا در حقیقت آپ منصف و عادل ہین ورنہ کوئی دشمن کے ساتھ عدالت کو دخل نہین دیتا ہے اور مجھے بھی آپکا امتحان منظور تھا کہ دیکھون آپ گرفتار کر کے میرے سپرد کرتے ہین یا نہین ورنہ جسوقت

مین قلعہ مین **حیات زرین پوش** کی خبر کو گئی ہون اور وہان یہ واقعہ جانگداز دیکھا ہے تو اوسوقت ایک نورنگیی کو بھاگتے ہوئے دیکھا تھا مین سمجھ گئی تھی کہ قاتل اسکا بھاگا جاتا ہے مگر یہی سمجھ کر خاموش ہو رہی تھی کہ پہلے **صاحبقران** کے عدل وانصاف کو دیکھ لون بعد اوسکے ہر وقت اسکو گرفتار کرکے قتل کر ڈالنا میرے اختیار مین ہے لہذا اگر آپنے میری داد دی اور انصاف گستری کی تو مین بھی اسے رہا کرتی ہون اس لیے کہ اسکے قتل کرنے سے **حیات زرین پوش** زندہ نہو جائیگی یہ کہکر **برق ثالث** کو چھوڑ دیا لیکن دوسری روایت یہ ہے کہ **قہر نگاہ** نے **برق ثانی** کو بھی قتل کیا اور پہلے لاش **حیات زرین پوش** کی دفن کی بعد اوسکے **برق ثانی** کو اک گڑھا **حیات زرین پوش** کے قبر کی پائنتی کھود کر توپ دیا متصل قبر **حیات زرین پوش** بیٹھکر بین جگر خراش کرنے لگی کہ اے **حیات** تو نے حیات کا مزا کھو دیا زندگی مجکو بھی تلخ و دشوار ہے مجھے جلدی بلانا اس لیے کہ اگر مین یہان سے زندہ پھر کر گئی تو تیری مان **عظمت سحر ساز** کو کیا منہ دکھاؤنگی اور افسوس کس بہار کے زمانہ مین تجھپر خزان آگئی ایسے ایسے بین اوسنے کیے کہ دیکھنے والے آنکھون مین آنسو بھر لائے اسی حالت مین ہنگام شام آگئی اور طبل بازگشت بجا **صاحبقران** عالیشان نہایت رنجیدہ وغمگین داخل بارگاہ فلک جاہ ہوئے سردار اپنے اپنے خیمہ مین آئے پوشاک رزم اوتاری لباس بزم پہنا کچھ دیر آرام کیا اوسکے بعد بخدمت بادشاہ اسلام حاضر ہوئے **مریخ آفتاب علم** بھی داخل بارگاہ ہوئی اپنی کرسی پر بیٹھی چونکہ **صاحبقران** کو نہایت ملول دیکھا تھا خاموش بیٹھی رہے بعد کچھ دیر کے خبر آئی کہ لشکر کفار مین پھر طبل جنگ بجا ہے یہان بھی حسب الارشاد فیض بنیاد **صاحبقران** کوس جزلی نوازش مین آیا دونون لشکرون مین تیاری جنگ ہونے لگی **مریخ آفتاب علم** نے عرض کی کہ اب مین رخصت ہوتا ہون اسلیے کہ طبل جنگ بج چکا ہے صبح کو مقابلہ ہے یقین ہے کہ **قہر نگاہ** غصہ مین بھری ہوئی ہے قیامت کے سحر کریگی مین بھی اپنا انتقام کرون اور کیا عرض کرون کہ **حیات زرین پوش** سے مقابلہ کی حسرت رہ گئی ورنہ یا تو وہ شعلہ جو زبان سے اوس کے نکلتا تھا میرے ہی سینہ کے پار ہو جاتا اور یا جس زبان سے وہ شعلہ نکلتا تھا مین اوسی کو پھونک دیتا مگر خیر اب انشاء اللہ تعالی کل اس خادم کی جانبازی کا تماشا دیکھیگا یہ کہکر رخصت ہوئے جسوقت دروازہ بارگاہ کے باہر آئی **خضران بن عمرو** بھی کسی بہانہ سے باہر چلا آیا اور **مریخ آفتاب** سے کہا کہ آپنے بھی کوئی فکر **برق ثانی** کے بچانے کی شاہزادہ **مریخ آفتاب علم** نے کہا اے **خواجہ** تم نے دیکھا کہ اسکا موقع ہی نہ ملا ورنہ مجھے خود خیال تھا ضرور **صاحبقران** سے سفارش کرتا مگر اسکا د **قہر نگاہ** نے طعنہ دیکر ایسا برہم کر دیا کہ پھر گفتگو نہ رہی **خواجہ** رونے لگے اور کہا کہ دیکھئے مردانی اس عرب کی افسوس کہ ہمارے بڑے کا ایک شخص ایسا کم ہو گیا کہ کمر ٹوٹ گئی مین بھی **حیات زرین پوش** کے فکر مین نکلا تھا کہ گرفتار کرکے **صاحبقران** کے نذر کرونگا لیکن مجکو راستہ نہ ملا اور یہ ظالم نہین معلوم کیونکر پہونچ گیا اور اوسکو قتل کر آیا یہ کیئے کہ اوسکے پاس تبرکات نہین ہین ورنہ کسی بات مین ہم سے پایہ کمی کا تھوڑے رکھتا تھا **برق اول** کا نام اسی سے روشن تھا افسوس کہ فرنگستان سے نام عیاری اور کار مکاری جاتا رہا جسوقت **مریخ آفتاب علم** نے **خواجہ**

کو لول دیکھا کہا کہ میرے ساتھ چلے آؤ عمر ثالث مریخ آفتاب علم کے ساتھ چلے جسوقت تمام لشکر کو طے کر کے اپنے لشکر مین آئے اور ہاتھ خواجہ کا پکڑے ہوئے ایک خیمہ مین داخل ہو دیکھا کہ ایک زن جمیلہ مسہری پر بیٹھی ہوئی ہے خواجہ ناموس شاہزادہ مریخ آفتاب علم سمجھ گئے تھے کہ مریخ آفتاب علم نے کہا کہ آپ پردہ کی ضرورت نہین ہے اور اوس نازنین نے کہا کہ دیکھو خواجہ سلامت کو تمہاری تلاش ہے اوسنے کہا ہان کیا تم مجکو ڈھونڈھ رہے تھے تم نے اپنے بہنوئی سے کیون نہ پوچھ لیا مین تو کئی روز سے اسی خیمہ مین ہون خضران نے کہا کہ بھائی تیرا کون اور بہنوئی میرا کون ہے دیکھئے اے شہزادہ مریخ آفتاب علم اسکو منع کیجئے مین آپکے خیال سے کچھ نہین کہتا ہون ورنہ سخت جواب دیتا نازنین نے کہا واہ بھیا واہ کیا دنیا کا لہو سپید ہے کہ بھائی بہن کو نہین پہچانتا تم نے خود میری شادی مریخ آفتاب علم کے ساتھ کی دو لاکھ روپیہ اوسنے لیا مان تمہاری راضی نہ تھین تم نے دنیا کی طمع مین ایک جادوگر کے ساتھ میری شادی کر دی اسی بنا پر مان تم سے ناراض ہو لیکن اسطرح یہ فرفر بیان کر رہی ہے اور خواجہ بگڑ رہے ہین کہ بڑی جعل ساز ہے مریخ آفتاب علم نے کہا کہ نکالیئے ایسی عورت کو رکھنا اچھا نہین ہے ورنہ یہ کسی روز آپ پر بھی کوئی تہمت لگا بیٹھے گی کہیگی کہ مہر میرا اتنا نہین بلکہ اس سے زائد تھا خدا اپنی پناہ مین رکھے ان عورتون سے مین تو اب جاتا ہون یہ کہکر آپ چلے تھے کہ عورت نے لپک کر ہاتھ پکڑ لیا کہ جاؤ گے کہان ذرا سنتے تو جاؤ وہ جو زیور میرا درست کرانے کو لے گئے تھے ابتک نہ لائے مین تو صاحبقران سے تمہاری فریاد کرونگی بلکہ یہ کہونگی کہ اس نے میرے ساتھ بجبر ایک فعل کیا ہے مین راضی نہ تھی اوسیدن جوتیان لگوا کر دربار سے نکلوا دونگی گلی گلی کی ٹھوکرین کھاتے پھرو گے نہین تو ابھی میرا زیور دو آپنے چاہا کہ بقوت تمام چھڑا لو ممکن نہوا ابتو آپ مریخ آفتاب علم کیطرف پھرے اور کہا کہ یہ طاقت عورت کی نہین ہوسکتی کہ اسطرح ہاتھ گرفت کرے اگر یکایک مرد نہ چھڑا سکے کیا یہ بھی ساحرہ ہے مریخ آفتاب علم ہنسنے لگے اور کہا کہ یہ وہی ہین جنکے واسطے آپ رو رہے تھے اور افسوس کر رہے تھے فرمایا کہ برق ہے ابتو برق ثانی ہنسنے لگی اور کہا کہ مرشد آپ کیون رنج فرماتے تھے خدا بھلا کرے اس شہریار کا جس نے اپنے خیمہ مین پوشیدہ کر لیا خواجہ نے کہا بھئی تمہارا رنج نہین زیادہ تر اسوجہ سے تھا کہ جو کچھ مال و دولت تم نے جمع کیا ہے وہ سب رائیگان ہوگا نہین معلوم کہان دفن ہوگا کس کے ہاتھ آئے اگر ہم سے تم کچھ کہہ جاتے تو اوسمین تمہارا تیجہ چالیسوان بہت اچھی طرح کر دیتے ورنہ یہ بوجھ ہمین پر پڑتا اور مال مفت مین ضایع ہوتا خیر شکر ہے خدا کا کہ تم زندہ ہو برق ثانی نے کہا کہ آپکو مال ہی کی فکر رہتی ہے پہلے تو آپ ایسے نہ تھے لیکن جس روز سے آپنے دریائے طمع کا پانی پیا اور وارث بانہائے عیاری ہوئے اوسی دن سے پوری پوری خصلتین خواجہ کی پیدا کر لین بلکہ اونسے بھی بڑھ گئے لیکن مریخ آفتاب علم نے کہا کہ خواجہ ابھی ضبط سے کام لینا بردباری کو دخل دینا خوشی مین آکر کسی سے بیان نہ کر دینا ورنہ یاد رکھو کہ اگر اوس لکاتہ کو خبر ہوگئی اور اوسنے صاحبقران کو سر میدان پھر طعنہ دیا تو یقین ہے کہ صاحبقران اسکے ساتھ مجھے بھی بلند کر

دید بیٹھے یہ کہکر وہ اپنے بھانجی کے غم مین بیحواس ہو رہی تھی کہ اوس نے پہچانا نہین اور مین نے اس کام مین نہایت عجلت کی کہ جسوقت برق کی تلاش ہونے لگی اور صاحبقران کو غیظ آیا مین نے دیکھا کہ یہ غیظ ٹالے نہ ٹلیگا تو اتنے جلد اس کارروائی کو کیا کہ برق کو اپنے خیمہ مین چھپا دیا اور **برق ثانی** کی صورت کا ایک دوسرا شخص بزور سحر بناکر چھوڑ دیا جسے گرفتار کرکے **صاحبقران** نے **قہر نگاہ** سر برہنہ کے حوالے کیا اور اوس نے قتل کر ڈالا یہ اوسی لکاتہ کے فوج کا ایک خدمتگار تھا جو سحر سے آگاہ نہ تھا اب انشاء اللہ **قہر نگاہ** کے قتل کے بعد خطا اسکی **صاحبقران** سے معاف کرادونگا ابھی انھین پوشیدہ رکھا ہے میرے خیمہ مین لوگ یہ نہین خیال کرسکتے کہ عیار ہے اگر کوئی دیکھیگا تو میرا ناموس سمجھکر خاموش ہو رہیگا **خواجہ خضران** نے کہا بہت مناسب ہے جبتک اسکی خطا معاف ہونیکا وقت آئے اوسوقت تک محنت تو اپنی وصول کر لیجیے خوب اسکی چمیان لیجیے حقیقت مین عورت کی عیاری مین کیا غضب کا روپ اسپر آتا ہے کہ بارہا مین نے دھوکا کھایا اور یہ عیاری اسکی خاندانی ہے باپ اسکے دادا انکے سب اسی عیاری کے بادشاہ گزرے ہین یہ کہکر **خواجہ** نے برق کو گلے سے لگایا اور رخصت ہوئے کہ اب زیادہ مین نہین ٹھہر سکتا ہون جو پریشانی تھی وہ **شاہزادہ مریخ** کے بدولت دفع ہوگئی یہ کہکر رخصت ہوئے اور خدمت **صاحبقران** مین حاضر ہوئے **امیر** نے پوچھا کہان گئے تھے کیا کہون تمہارے قانون دنیا سے الگ ہین یہان جسطرح پایا دشمن کو مار ڈالا اوسوقت **قہر نگاہ** کو دیکھکر آنکھون مین خون اوتر آیا جی چاہا ابھی جاکر مار ڈالون لیکن تمہارے ڈر کے مارے چپکا چلا آیا **برق ثانی** کی تصویر میرے آنکھون کے نیچے پھر رہی ہے اگر طبل بج نہ چکا ہوتا اور موقع نہ گذر گیا ہوتا تو آج ضرور مین اپنے نام پر طبل بجوا کر اس بیسوا سے خود مقابلہ کرتا خیر کل دیکھا جائیگا **صاحبقران** زمان نے فرمایا کہ بیشک اگر تم جاکر قہر نگاہ کو بھی اسیطرح قتل کر آتے جسطرح **حیات زرین** پوش کو برق نے مارا ہے تو تمکو مین اپنے ہاتھ سے قتل کرتا اگرچہ **برق** کا بھی مجھکو نہایت صدمہ ہے اور تمہارا رنج اوس سے زیادہ ہو تاہم مین خلاف عدل کبھی نہ کرتا **خضران** نے کہا کیا اے عرب بیمروتی کا خاتمہ ہے تو نے ساری جانبازیان **برق** کی بھلا دین اور ایک کافرہ کے قتل کرڈالنے پر اوسکو گرفتار کرکے کافرہ کے حوالہ کردیا یہ خون ناحق تیرے ہی گردن پر ہوا جسوقت پیش خدا پرسش ہوگی کہ کافرہ کے عوض مین مسلمان کو قتل کیون کرایا تو کیا جواب دوگے **صاحبقران** نے فرمایا کہ اپنی اپنی گور اپنی اپنی منزل ہے تم بچانے نہ آنا **خضران** نے کہا بچانا کیسا مین تو خود **برق** کیطرف سے گواہی دونگا کہ اس عرب نے مفت خدا اوس بیچارہ کو قتل کروایا اوسوقت وہ بیبس تھا آج اوسے انتقام لیا جائے اور کیون **امیر** یہ بتاؤ کہ جن جادوگرون اور عیارون نے اہل اسلام کو قتل کیا تھا اونکے بادشاہون اور حاکمون نے بھی مجرم کو تمہارے حوالہ کردیا فرمایا اگر وہ بادشاہ عادل ہوتے تو کافر نہوتے اور مین عادل نہوتا تو مسلمان کیون ہوتا **خضران** نے خاموشی اختیار کی کہ زیادہ منھ لگنا اچھا نہین ہوتا غرضکہ دربار برخاست ہوا امرا اپنے اپنے خیمون کیجانب چلے **صاحبقران** اپنے خیمہ مین آئے بادشاہ لشکر اسلام آرامگاہ مین تشریف لے گئے کہ

صبح کو معرکہ قتال و جدال ہے تھوڑی دیر آرام کر لینا چاہیے لیکن ساحرون نے تمام رات سحر جگائے تیاری جنگ مین بسر کی ہر طرف آوازین یا سامری یا جمشید یا خداوندا کو ان کی بلند تھین دمبرو بج رہے تھے سنکھ پھنک رہے تھے انگیاریان روشن تھین بخور گوگل لوبان کافور گندھک وغیرہ کا ہو رہا تھا کسی جگہ رال کا دھوان پھیلا ہوا تھا کسی جانب سرسون کی چراہند مچی ہوئی تھی کسیطرف مال کنگنی کے بھتے نکل رہے تھے کہین پر کالے آتش کے چمک رہی تھی کسی جا شعلہ لپک رہے تھے کوئی گھی کے چھینٹے آگ پر دے دے کر ہیرون کو اپنے ہوشیار کر رہا تھا کوئی تیل چھڑک چھڑک کر ہمزاد کو جو پکار رہا تھا ہر طرف مہیب صدائین بلند تھین کوئی میٹھے طبیعت کا حاضر حلوا کا بھینٹ دے رہا تھا کوئی خبیث مزاج خوک سے نہا کر جو کر دے رہا تھا کسی نے بکرا بھینٹ دیا تھا کسی نے بھینسے کو جھٹکا کیا تھا کوئی ماش کے آٹے کا پتلہ بنا کر اوسمین جادو پھوک رہا تھا خون انسان سے اوسکو نہلا کر دل کر دے اوسکو کھلائے تھے زرہ بکتر خود چار آئینہ وغیرہ پہنا کر تلوار ہاتھ مین دیکر پردہ سحر مین پوشیدہ کر دیا تھا کہ وقت پر اُس سے کام لین گے کسی نے اپنی سواری کے واسطے اژدر آتش فشان تیار کیا تھا کوئی دائرہ بجا رہا تھا کوئی خنجری بجا رہا تھا ہر ہر طریقہ سے ہیرون کو قابو مین کر رہے تھے کوئی خوشامد سے کوئی دعوت سے کہ وقت پر کام دین اور جنگ سے منھ نہ موڑین کسی نے انگشت چاک کرکے خون انسان کا مزا چکھا دیا تھا کہ دشمن پر حکم کے ساتھ جائین اور کوتاہی نہ کرین کسی نے زبان مین سوئین چبھو کر لہو زبان کا پتلہ سحر کے ہونٹون مین لگا کہ خدا پرستون کا خون دل سے اسی طرح پی لینا کوئی دوہتڑ زمین پر مارتا تھا اور کوئی کے بال کھولکر چیختا تھا کوئی کچھ بڑبڑا رہا تھا کوئی سر مار رہا تھا کوئی دستک دے دیکر اپنے سحر کو عادی کر رہا تھا کہ جسوقت تالی بجاؤن سحر کام کرے اور دشمن سے بچائے اوس پر حملہ کرکے اوسکو رد کرے مبہوت آسمان شگاف اپنے ہیرون کو جگا کر اونکو بھینٹ دے رہا تھا مواج گردباد اپنے سحر کو عجب عجب طریقون سے جگا رہا تھا تنتر منتر پڑھ رہا تھا جنتر زمین پر کھینچ کھینچ کر ہیرون کو سامنے طلب کرکے اونکی خوراک بھینٹ دے دے کر بڑھا رہا تھا کئی بیگناہ انسان اوسنے پکڑا کے لاکر ذبح کیے جو بیچارے مسافر تھے اور نہ معلوم کہان جا رہے تھے قہر نگاہ سحر بر ہنر نے اور سب سحر تو جگا لیے ہی تھے کہ جنکا اظہار بر وقت مقابلہ ہوگا لیکن اُس نے سحر حیات زرین پوش کو بھی اپنے تابع کیا ہے اور دلمین کہتی ہے کہ غیر ساحرون پر اسی سحر سے کام لونگی اور اسی کے سحر سے عوض اسکے خون کا لونگی دفن کرتے وقت زبان کی نوک اس کی قطع کر لی تھی اور اوسے امانت رہنے دیا تھا جسوقت اپنے سحر جگانے سے فرصت ہوئی اور اپنے سحر تیار کر چکے تو اوس نے ایک پتلی ماش کے آٹے کی بنائی اور ایک بیگناہ جسکو لشکر خدا پرستان سے پکڑ لے گئی تھی کہ وہ بیچارہ حد لشکر سے نکلکر دریا کی طرف جا رہا تھا ورنہ مریخ آفتاب علم کی وجہ سے لشکر کے اندر قہر نگاہ کچھ نہ کر سکتی تھی اور اگر ایسا قصد بھی کرتی تو حال کھل جاتا اور مقابلہ قبل از وقت

ہوجاتا یہ خیال کرکے گھات مین رہے جسوقت اس نے دیکھا کہ یہ اجل رسیدہ مسلمان حد لشکر سے نکل آیا ہے بس بقوت سحر ہاتھ اپنا دراز کرکے اوٹھالائی اور خون سے اس بیگناہ کے اوس پتلی کو نہلایا اور کچھ اسم سحر دم کرکے وہ نوک زبان جو حیات زرین پوش کے دفن کے وقت قلم کرلی تھی اس پتلی کے منھ مین دی اور خون اپنے بائین چھنگلیا کا اوسکے منھ مین ٹپکادیا کہ وہ پتلی گویا ہوئی اور کہا کہ کیا حکم ہوتا ہے کہا اے سحر حیات زرین پوش اپنے مالک کے خون کا بدلہ ان خدا پرستون کسے لے اور سحر ساحران کا جواب دے یہ کہکر اوسی پتلی کو ایک شیشہ مین بند کرکے جھولی مین ڈال لیا اور منتظر وقت کے ہوئے یہان لشکر اہل اسلام سے کچھ دور بر مریخ آفتاب علم نے اپنے لشکر کو اوتارا ہے یہان سحر جگائے جا رہے ہین عطر و گلاب وکافور و صندل سلگ رہا ہے کوئی کچھ لکیرین زمین پر کھینچ رہا ہے کوئی انگشت کے اشارے سے ہوا کو مسخر کر رہا ہے کسی نے زمین کو لیپ کر صندل کے چھاپے دیئے ہین کچھ پھول کیوڑے جوہی چنبیلی وغیرہ کے رکھے ہین منقلین روشن ہین مریخ آفتاب علم نے مشک و عنبر اگر کے بخور سلگا کر تمام صحرا کو معطر کردیا بیٹھے ہوئے کچھ پڑھ رہے ہین کبھی بجلی چمک کر نظرون سے پوشیدہ ہوجاتی ہے کبھی ایک شعلہ سا لپک کر رہجاتا ہے کبھی پریان ہاتھ جوڑے ہوئے سامنے آتی ہے کبھی دیو مہیب اپنی متابعت ظاہر کرکے نظرون سے پوشیدہ ہوجاتا ہے غرضکہ رات بھر مین جتنے سحر انکے تھے سبکو جگا کر تا نماز صبح تک فراغ حاصل کرلیا جسوقت سپاہ انجم میدان فلک سے شکست خوردہ گریزان ہوئے اور علم کہکشان سلامی ہوا بادشاہ شبستان یعنے ماہ درخشان کا چہرہ دہیم فلک کے قبضہ سے نکلا اسنے بیرونق و غمگین کردیا و دبیر فلک نے چہرہ مریخ و کیوان و مشتری زہرہ کو قلم زد کیا تمام کشور افلاک عمل شاہ خاور مین آئے سپاہ نور نے ہر ہر مقام پر اپنا قبضہ کیا اور سپاہ سیاہی کو شکست دیکر گوشہ مغرب مین قلعہ بند کردیا طبقہ ارض کے رہنے والے خواب غفلت سے بیدار ہوئے اپنے اپنی حال سے خبردار ہوئے ٹھہرے ہوئے قافلون نے کوچ کا سامان کیا صدائے کوس سفر نے لبس ماندون کو پریشان کیا غربا تلاش معاش مین چلے امرا عیش شب سے فراغ حاصل کرکے عشرت روز مین مصروف ہوئے پہرے والون نے پہرا بدلا یا جاگنے والون نے سونے والون کو جگایا اور نیند نے جاگے ہوؤنکو سلایا پرند اپنے اپنے آشیانے سے نکلکر کوئی شاخ درخت پر زمزمہ سنجی کرنے لگا اور کوئی زمین کیطرف فکر شکم پروری مین چلا چرند گیاہ سبز کیطرف متوجہ ہوئے درندے تلاش شکار مین چلے باغون مین نا شگفتہ غنچے نسیم سحری کے دست اندازی سے کھل کھلا کر ہنسے اور کھلے ہوئے پھول مرجھا کر شاخون سے زمین پر گرکر بے ثباتے عالم کی خبر دینے لگے بلبلین بیقرار ہوکر نشیمن سے نکلین اور روتے ہوئے عاشق کیطرح گلون سے لپٹنی لگین قمریان شمشاد و صنوبر پر اور ذکر ہو حق مین طوق محبت گلے مین ڈالے ہوئے عشق کے دم بھرنے لگین فاختہ سرو سہی کے عشق مین لباس فقیرانہ پہنے نعرۂ حق سرہ بلند کرنے لگی نسیم سحری نے سبزہ خوابیدہ کو جتنا جگایا اوسیقدر خواب اوسکا زیادہ ہوا لالۂ کوہی نے خون سر فرہاد یاد دلا کر عاشق مزاجون کی جان شیرین کو تلخی مرگ یاد دلادی دامن صحرا کو کوڑیالے نے پھولون سے بھر دیا۔

مشام جان کو ہر ذی روح کے نکہت گل نے معطر کر دیا خدا پرستون مین شور اذان بلند ہوا شوق عبادت دوچند ہوا کفار مین سنکھ کی صدا سے شان بت پرستی نمایان ہوئی صاحبقران عالیشان نے وضو کر کے نماز سحری کو ادا کیا اور صندوق اسلحہ و کشتی پوشاک رزم کو طلب فرمایا اول لباس رزم تن پر آراستہ کیا زرہ بکتر خود پہنا چار آئینہ لگایا دستانے ہاتھون مین پہنے موزے پاؤن مین چڑھائے اور اسلحہ مین سے صرف ایک سپر اور ایک تلوار لے لی اور مسجد کر پاس سے برآمد ہوئے ادھر اور سردارون نے بھی آلات حرب و ضرب کو تن پر سنوارا لیکن بیکار سمجھکر اس لیے کہ اگر کوئی پہلوان ہوتا اوس سے مقابلہ کرتے شان جانبازی دکھاتے داد مردی و مردانگی دیتے ساحرون کے مقابلہ مین جانا قبضے باندھکر کھڑے ہونا دوسرون کی لڑائی کا تماشا دیکھنا طبیعت پسند نہین کرتے لیکن کیا چارہ ہے شکست و فتح یون تو من جانب اللہ ہے لیکن بظاہر دوسرون کے اختیار مین اپنا کوئی قابو نہین شہنشاہ گوہر کلاہ آصف انجم طلعت عین الزمان نور الزمان اسد ثانی وغیرہ یہ سب عزیز صاحبقران باقبال حاضر در دولت شاہی ہوئے تو صاحبقران کو موجود پایا تسلیم و آداب بجا لائے ادھر رفیقون مین لندھور ثانی ہشام بن مالک فضیل بن کبیا ہوار خون آشام رستم خان بن کنجاب رستم خان بن گاؤ تنگی مکفی بن صنیم خون آشام قارن بلند کمان ورقا تے زنجیرہ خوار موت بن سارق قیصر عار بہرام عاد جالوس عاد سالوس عاد صمصام عاد مقام عاد یہ سب تارہ مسلمان ہنوز آفتاب نہین نکلنے پایا تھا کہ در دولت پر جمع ہو گئی وہان بادشاہ اسلام دارا بن داراب سیمین زرہ تاج شاہی بر سر و چہار قبہ شاہنشاہی در بر کئے ہوئے چتر پھرتا ہوا بصد جاہ و احتشام محل سے برآمد ہوئے سردارون نے ترتیب وار مجرا کیا نقیبون نے نگہ رو برو کی آواز دی کہاریون نے ہاتھون ہاتھ تخت باہر لا کر کہارون کے کاندھون پر رکھا اور سواری بادشاہ اسلام کے بصد جاہ و تجمل میدان کارزار کیطرف روانہ ہوئی آگے آگے نقیب بولتا ہوا ڈنکا بجتا ہوا صاحبقران باقبال گوشہ تخت پر ہاتھ رکھے ہوئے میدان کارزار تک آئے اُسکے بعد سردار اپنے اپنے لشکر کیطرف متوجہ ہوئے اور صفین آراستہ ہونے لگین میمنہ میسرہ ساقہ کمینگاہ قلب جناح اگلا ہر اول پچھلا چنداول ایک دم مین درست ہو گیا اب صاحبقران باقبال چالیس قدم لشکر سے آگے بڑھکر بمرتبہ صاحبقرانی کھڑے ہوئے کس شان سے کہ علم اژدہا پیکر کا پھریرا اوڑتا ہو آواز یا صاحبقران یا صاحبقران آئی ہوئی حضران بن عمرو رکاب سعادت انتساب مین تھا اور سرداران نامی و گرامی اپنے اپنے مرتبے کے موافق دس دس قدم لشکر سے آگے بڑھکر کھڑے ہو گئے ایک طرف مریخ آفتاب علم مع اپنے ساحرون کے آگے پہونچے اور صاحبقران عالیشان سے عرض کی کہ اگر اجازت ہو تو میرا لشکر آگے بڑھکر صف آرا ہو کر آج کی میدان داری مین حضور ان جان نثارون کی لڑائی کا تماشا دیکھین فرمایا صاحبقران نے کہ آپکو اختیار ہے جس مقام پر مناسب جانیے وہان کھڑے ہو کر تماشا جنگ کا دکھائیے لیکن اسکے بعد آبدیدہ ہو کر فرمایا کہ خدائے کریم آپکا حافظ و نگہبان ہے اس لیے کہ تین ساحران زبردست کا سامنا آپ تن تنہا سے ہوگا۔

ببینم کہ تا کردگار جہان
درین آشکارا چہ دارد نہان

دیکھا چاہیے کہ انجام اس لڑائی کا کیا ہوتا ہے شہزادہ مریخ آفتاب علم نے عرض کی کہ فضل پروردگار اور آپکا اقبال چاہیئے تو کیا حقیقت ہے ان ساحرون کی ایک ایک انکے ہے یہ سب ہین صاحبقران زمان نے فرمایا کہ وہی خالق ذوالمنن معین و مددگار ہے جسکے واسطے ہم جانین اپنی ہتیلی پر لیکے ہین یہ کہکر رخصت ہوتے اور اپنا لشکر سپاہ اسلام نے آگے بڑھاکر صفین قائم کین اور آپ بمرتبہ سرداری آگے بڑھکر کھڑے ہوے کہ دیکھا فوج کفار کے ساحر بھی میدان حرب مین آکر پہونچے ایک لاکھ بیس ہزار ساحر بلائے بدآفت کے پرکالے جھولیان منھولیان کاندھون پر ڈالے کوئی گرگ سحر پر سوار کوئی پلنگ پر بیٹھا ہوا کوئی فیل کو زیر ران کیے کوئی اژدر سحر پر سوار منھ سے اژدر کے شعلے نکلتے ہوتے اسیطرح مختلف جانوران سحر پر سوار ڈھلے ڈبرو بجاتے ہوتے سنکھ پھونکتے ترسول پر سول ہاتھون مین جھولیان اسباب سحر کی کاندھون پر لگاتے ہوتے اودھین ترسول ناریل ترنج کچھ سوئیون کا گولہ فولادی خاک قبر جمشیدی وغیرہ جابجو گاون مین پڑے ہوئے تلک ماتھون پر دیے ہوئے قشقے کھنچے ہوئے آوازین یا سامری یا جمشید یا خداوندا کو ان تاجدار کی بلند آگے آگے مبہوت آسمان شگاف مار فسون اسکے ہاتھون مین لیٹے ہوئے آنکھین سرخ رنگ سیاہ یہ معلوم ہوتا ہے کہ دو ساغر خون سے بھرے ہوئے پہاڑ پر رکھے ہین ایک طرف مواج گرد باد جادو خاکستری لباس پہنے ہوئے اژدر سحر پر سوار بات بات مین منہ سے دھوان نکلتا ہوا اسباب سحر سے آراستہ گلے مین بجائے زنار اک مار سیاہ لپٹا ہوا ایک جانب قہر نگاہ سر برہنہ غصہ مین بھری ہوئی اسباب سحر سنبھالے ہوئے سب سے آگے بڑھکر اک تخت سحر پر سوار میدان جنگ مین پہونچے صفین آراستہ ہوئین اب نقیبون نے نکل نکلکر نہیب دی کہ اے بہادران صف شکن و دلاوران تہمتن یہ روز نام و ننگ ہے دیکھا چاہیے آج کون کون میدان حرب و ضرب مین داد مردی و مردانگی دیکر اپنے باپ دادا کا نام روشن کرتا ہے اور کون کون با فتح و فیروزی واپس ہوتا ہے اور کون کون خاک ادبار و ذلت پر لیتا ہے ہان اے جوانو آج نام رستم و سہراب کو پردہ دنیا سے مثل حرف غلط کے صفحہ دنیا سے مٹا دو اور اپنے شمشیر آبدار کی ضرب سے سکہ اپنی دلاوری و بہادری کا جاری کردو اس لیے کہ مرنا ہر طرح ہے آج مرے تو کل مرے تو ایک روز سبکو فنا ہے اوسی کی ذات کو بقا ہے کیسے کیسے بادشاہان اولوالعزم اس دنیا سے اسطرح چلے گئے اور وہ حشم و جاہ اونکا ایسا خاک مین ملگیا کہ اب کسی کا پتہ بھی نہین ہے

نگور سکندر نہ ہے قبر دارا
مٹے نامیون کے نشان کیسے کیسے

جن بادشاہون کے رعب و داب سے فلک لرزتا تھا زمین جنبش مین آتی تھی آج استخوان و گوشت اونکے کیڑون نے کھا لیے ہین قبر کا نشان تک باقی نہین ہے

پاؤن ٹھکراتے تھے جنکے سامنے جاتے ہوئے
کاسۂ سر اونکے دیکھے ٹھوکرین کھاتے ہوئے

جنکے آغوش تمنا کے معشوق تمنا کرتے تھے آج وہی آغوش قبر مین اسطرح پڑے ہوئے ہین کہ حس و حرکت بھی نہین وہ خوش لباس جو ہمیشہ پوشاک نفیس و عمدہ پہنتے تھے آج دو گز کفن

مین لیٹے ہوئے پڑے ہین مسند نشینان حکومت کے واسطے بھی وہی بستر خاک ہے اور تخت نشینان کے لیئے تختۂ تابوت ہے ۔ ؎

اشعار عبرت آثار

آرام کے تھے ساتھی کیا کیا جب وقت پڑا تھا کوئی نہین
سب دوست ہین اپنے مطلب کے دنیا مین کسیکا کوئی نہین
آئینہ و ساغر بر بام حیرت مین ہے دل آنکھین پر نم
یاد آتی ہین اسکندر و جم اب محو تماشا کوئی نہین
جب بند ہوئین آنکھین تو کھلا دو روز کا تھا سارا جھگڑا
تخت اسکا نہ اب تاج اوسکا اسکندر رہا کوئی نہین
جو باغ تھا گل پھولون سے بھرا اٹکھیلیون سے چلتی تھی صبا
اب سنبل و گل کا ذکر تو کیا خاک اوڑتی ہی پُچھا کوئی نہین
بیٹھے ہین کہان اہل مسند آغاز وہ کچھ انجام یہ بد
یا بزم طرب یا کنج لحد یا وہ مجمع یا کوئی نہین
کل جنکو اندھیرے تھا حذر رہتا تھا چراغان پیش نظر
ایک شمع جلا دی تربت پر جز داغ اب تنہا کوئی نہین
قتال جہان معشوق جو تھے سوتے ہین زیر مرقد دیکھے
یا مرنے والے لاکھون تھے یا رونے والا کوئی نہین
اے آرزو اسکا فخر نہ کر گو شعر کا مضمون ہے نازک تر
اوس کام مین کیون کی عمر بسر جسکا کہ نتیجہ کوئی نہین

اے بہادر روئے تابانی عالم پوشیدہ نہین ہے اس لیئے کہ کبھی صبح ہے کبھی شام کبھی دن ہے کبھی رات کبھی سردی ہے کبھی گرمی کبھی آفتاب عالمتاب کے دور دورے ہین اور کبھی مہتاب جہانتاب کا عمل ہے اس زندگی مستعار کا کیا اعتبار ہے ایک نفس کی آمد و شد پر دارومدار زندگی ہے جسوقت یہ انتظام بگڑا ہستی عدم ہوگئی اور بقا فنا سے بدلگئی جب اعتبار زندگی نہین تو کس روز کے واسطے جان کو بچایئے بہادر کے واسطے تلوار کی موت سے بہتر موت نہین کیا معلوم اگر آج جان بچالی تو کل ایسی موت نصیب ہو یا نہو جسوقت نقیب نہیب دیکر ہٹ ہٹ گئے دونون لشکر دن مین ایک غریو ہوا باجے جنگی بجنے لگے علم جلوہ گری پر آئے رگون مین دلاورون کے خون شجاعت جوش زن ہوا اور قہر نگاد سر برہنہ کی آنکھون مین خون اوتر آیا دنیا نگاہون مین تاریک ہوگئی حیات زرین پوش کی تصویر آنکھون کے نیچے پھرنے لگی بس دلمین سوچی کہ اب زندگی بیکار ہے اس لئے کہ بہتر ہو اگر عظمت سحر ساز سے میرا سامنا ہو یہ تصور کرکے اپنے تخت سحر کو اشارہ کیا کہ وہ مانند لکہ ابر کے میدان جنگ مین آکر قائم ہوا اور آواز دی کہ اے گروہ خدا پرستان مین حیات زرین پوش کے خون کے بدلے اگر تمسبکو بھی مٹا دونگی تو بھی یہ داغ میرے دل سے نہ مٹیگا لیکن مین جہانتک قابو پاؤنگی کوتاہی نہ کرونگی جس نے میرا سحر روکنا ہو اور جواب دینا ہو وہ ہوشیار ہوجائے یا مقابلہ پر آئے اس لیئے کہ مین اپنا وار کرتی ہون مریخ آفتاب علم نے جواب دیا کہ مین موجود ہون اور پہلے سے ہوشیار ہون جو بات تیرے ذہن مین بعد کو آئی ہوگی مین نے اوسکا پہلے سے انتظام کر رکھا ہے تو کچھ ہرگز نہ کرنا یہ کہکر اپنا تخت فیروزہ اور آگے بڑھایا اور کہا کہ بس مقابلہ مین تیرے آنا بیکار ہے انشاء اللہ تیرے سحر کا جواب یہین سے دونگا یہ سنکر قہر نگاد سر برہنہ نے کہا کہ آپ سے مقابلہ کرنے مین میرے واسطے ہر طرح بہتری ہے اس لیئے کہ آپ وہ شخص ہین جنہون نے طلسم فیروزہ کو فتح کرایا قیصر صاف باطن کو مطیع اسلام کرایا اور بڑے بڑے ساحران نامی و گرامی کو زیر کر کے مطیع اسلام کرایا آئینہ اندام جادو آپ ہی کے ہاتھ سے شکست

کھا کر بھاگا اور یہان آکر پوشیدہ ہوا لہذا آپ ایسے عالی خاندان و بلند مرتبہ شخص سے مقابلہ کر کے اگر جان دی تو بھی باعث افتخار ہے کہ ایسے شخص کے ہاتھ سے ماری گئی اور اگر مارا اور فتح یاب ہوئی تو سحر سازی کے جھنڈے گڑ گئے تمام دنیا مین نام ہو گیا یہ کہکر اس نے وہی پتلی جھولی سے نکالی جسمین سحر حیات زرین پوش کو بند کیا تھا اور کہا کہ جا لشکر اسلام پر اور اپنے خون کا بدلا لے بس یہ کہنا تھا کہ وہ پتلی تڑپی اور تڑپکر قد مثل انسان کے دراز کیا اور لشکر اسلام کی جانب چلی ایک آدھ ساحر لشکر مریخ آفتاب علم نے جھپٹ کر روکنا چاہا لیکن پتلی نے آواز دی کہ کیا تو بھی میرے خون مین شریک تھا بس منھ کھلنا تھا کہ ایک شعلہ دہن سے نکلا اور جسپر گرا جلا کر خاک کر دیا اگر کسی نے سپر سحر چہرے پر روکے جب بھی رد نہو سکا اور سپر کو توڑ کر سینہ کے پار گزر گیا اب تو یہ حالت ہوئی کہ پتلی ادھر جا پڑی جس سے کہا تو میرے خون مین شریک تھا شعلہ نکلکر سینے سے پار گزر گیا اب تو ساحر ڈرے اور بلکہ جان بچانے لگے جسوقت ساحرون نے کنارہ کشی کی تو یہ پتلی لشکر صاحبقران عالیشان کیطرف چلی اور پکاری کہ مین تو آج بغیر اپنا خون بہا لیے نہ پھرونگی کیا حیات زرین پوش کا خون اوبہی اوپر جائیگا جبتک زمین شفق گون نہ کردونگی اوسوقت تک مجھے صبر نہ آئیگا جانبازون نے بڑھ بڑھکر اپنے سینون کو سپر کیا لیکن پتلی نے جس سے کلام کیا شعلہ نکلکر اوسکے سینے سے پار ہو گیا بہت سے لوگ مارے گئے اور اب ایک تلاطم ہو گیا مریخ آفتاب علم کچھ دیر تو خاموش کھڑے رہے اس لیے کہ رد سحر کی ترکیب ذہن مین نہ آئی تھی دل مین کہتے تھے کہ اس لکاتہ نے بڑی چالاکی کی کہ سحر کو قید کر رکھا تھا کوئی نتیجہ حیات زرین پوش کے مرنے سے اہل اسلام کے فائدہ کا نہ نکلا اس لیے کہ ہنوز سحر اوسکا اوسیطرح موجود ہے اگر وہ خود زندہ ہوتی تو اور کیا مقابلہ کرتی اور فکر یہ تھی کہ ایسا رد سحر ہو جو قہر نگاہ بھی ہو کہ ہم نے کسی پر حملہ کیا تھا تو اوسکا جواب پایا تھا اس سے عرصہ گزرا اور ادھر قہر نگاہ سر برہنہ سمجھی کہ میرا وار چل گیا بس اب یہی سحر سازی لشکر اسلام کے غارت کرنے کو کافی ہے اور ادھر لوگ کہہ رہے ہین کہ بادشاہ طلسم فیروز کو بڑے دعوے تھے اور اتنا بڑا نام تھا مگر اب کچھ بنائے نہین بنتی ایک سحر ابھی اونسے رد نہین ہوتا مفت مین سدھا جانین تلف ہو رہی ہین۔ ؎

بہت شور سنتے تھے پہلو مین دل کا
جو چیرا تو ایک قطرہ خون نہ نکلا

مریخ آفتاب علم تو اسی شعر کے مصداق ہو گئے اوسطرف پتلی جدھر بلا کیطرح منھ کھولے ہوئے جاتی ہے صفون پر صفین اور پرون پر پرے گرتے ہین کہ یکایک مریخ آفتاب علم نے آواز دی کہ او سحر حیات زرین پوش ادھر آ مین تجھے نام قاتل کا بتا دون کیون بگناہون کا خون کرتی ہے اور قاتلون کو چھوڑے دیتی ہے یہ سنکر پتلی اسطرف پلٹی کہ آپکا احسان ہوگا آپ ہی بتا دیجئے یہ کہتی ہوئی جو مریخ آفتاب علم کیطرف چلی شعلہ دہن سے نکلکر مانند تیر شہاب مریخ آفتاب علم کیطرف چلا بس جیسے ہی یہ شعلہ قریب

پہونچا مریخ آفتاب علم نے کچھ اسم سحر دم کرکے اوسے مٹھی مین بند کر لیا اور قہر نگاہ سر برہنہ کو آواز دی کہ بس اسی سحر پر ناز تھا قہر نگاہ کے ہوش باختہ ہو گئے لیکن مریخ آفتاب علم نے پھر کچھ اسم سحر پڑھا اور بائین ہاتھ کی چھنگلیا کا خون اس پتلی کے منھ مین دیکر اوسی اونگلی کے اشارہ سے قہر نگاہ سر برہنہ کو بتایا کہ قاتل تیرے مالک کی یہی ہے اور سارا لشکر اسکا شریک ہے نہ یہ اوسکو لاتی نہ وہ یہان آکر قتل ہوتی اب اسی سے خون کا بدلا لے اور وہ شعلہ جو مٹھی مین بند تھا اوسکو چھوڑ دیا بس یہ کہنا تھا کہ اوس پتلی نے کہا کہ آپ سچ کہتے ہین پہلے مین نہ سمجھی تھی حقیقت مین اگر یہ نہ آتی تو حیات زرین پوش بھی طلسم کے باہر قدم نہ رکھتی اسی نے اوسکو قتل کرایا ہے یہ کہکر وہ پتلی جھپٹ کر قہر نگاہ سر برہنہ کیطرف چلی قہر نگاہ نے جو دیکھا کہ میرا سحر میرے ہی طرف آتا ہے ہائین ہائین کرتی ہوئی پیچھے ہٹنے لگی اور پتلی نے کہا کہ کہانتک بچوگی مین تمہین زندہ تھوڑے چھوڑونگی سچ کہتے ہین شہزادہ مریخ آفتاب علم کو تمہین نے یہان لاکر اوسکو قتل کرایا اب یہ حالت ہے کہ پتلی آگے بڑھتی ہے اور قہر نگاہ پیچھے ہٹتے جاتی ہے یہانتک کہ صف لشکر کے پیچھے ہو گئی اور لشکریون نے بڑھکر روکنا چاہا پتلی نے کہا معلوم ہوتا ہے تم لوگ بھی اس قتل مین شریک تھے جب تو سامنے آئے ہو لو تم بھی لو بس یہ کہنا تھا کہ دہن سے شعلہ نکلا اور جس شیطان خصال پر مانند تیر شہاب کے گرا اوسکو جلا کر خاک سیاہ کر دیا جس نے روکنا چاہا سپر سحر چہرہ کی پناہ کی شعلہ سپر کو توڑ کر سینے کے پار گزر گیا اب تو لشکر کفار کی بھی وہی حالت ہوئی جو کہ لشکر اسلام کی ہوئی تھی صاحبقران نے مریخ آفتاب علم کی تعریف فرمائی کہ کیا خوب اوسی کے سحر کو اوسی کے طرف پلٹا یا ہے عمران بن عمرو نے کہا کہ میان کی جوتی اور میان کا سر یہ مثل سنتے تو بہت دنون سے ہین لیکن آنکھون سے آج دیکھا اب تو اہل اسلام ہنس رہے ہین اور فوج کفار مین تہلکہ مچا ہوا ہے پتلی جھپٹ کر یہ آتی اور وہ آتی جس نے روکا جلکر خاک ہوا ہر چند سحر کرتے ہین وہ پتھر زمین پر مارتے ہین لیکن پتلی نہین رکتی جلاتی پھونکتی قہر نگاہ کیطرف چلی جاتی ہے کہ یکایک قہر نگاہ کو غصہ آیا اور اس نے ایک اسم سحر پڑھکر آواز دی کہ اچھا مین تجکو تیرے مالک سے ملا دون پتلی نے کہا کہ اس سے بہتر کیا بات ہے قہر نگاہ کچھ اسم سحر پڑھتی ہوئی قبر حیات زرین پوش کیطرف چلی کہ پتلی حملہ کرنے سے باز آئی اور قہر نگاہ کے ہمراہ ہوئی قہر نگاہ قبر حیات زرین پوش کے اوپر آئی اور انگشت زر کا خون قبر پر ٹپکا کر آواز دی کہ لے یہ تیرے بھینٹ ہے اور اپنے مالک کو اس زمین مین ڈھونڈھ لے یہ سننا تھا کہ پتلی نے قبر پر گر کر پہلے تو وہ خون چاٹا ساتھ ہی ایک شعلہ جوالہ بنکر قبر پر گری اور نظرون سے غائب ہو گئی ساحران لشکر کفار نے قہر نگاہ سر برہنہ کی رد سحر کی تعریف کی لیکن مریخ آفتاب علم نے پکار کر کہا کہ تف ہے تیرے اس رد سحر پر کہ اپنی بلا مردے کے منھ کو لگی ارے تجھ سے رد سحر ہو سکتا تھا تو جان دیتی ہوتی یا مجھی سے کہا ہوتا

یہ کیا کیا

جیلیا گویا کہ مردے پر ظلم کیا اور لاش کو حیات زرین پوش کے پھونک دیا معلوم ہو گیا کہ تجھے اپنی بھانجی سے بڑی محبت تھی اگر وہ زندہ ہوتی اور اوسپر آنچ آتی تو بیشک تو سینہ سپر ہوتی مریخ آفتاب علم نے جواب دیا۔ باتین کہین قہر نگاہ برہنہ ساحران عالم کے آگے ذلیل ہوئی اور خیال پیدا ہوا کہ بعد جنگ جب ساحران طلسم نہ طاق داخل نہ طاق ہونگے اور گفتگو مریخ آفتاب عالم کی بیان کرینگے تو بڑی بدنامی ہوگی اور عظمت سحر ساز شکایت کریگی کہ ایک تو لڑکے کو لیجاکر مروا ڈالا طرہ اوسپر یہہ کہ رد سحر نہ کرسکے اور لاش اوسکی جلادی تف ہے اس صورت پر خیر اب تو جو ہونا تھا وہ ہوا تقدیر کی بدنامی مٹ نہین سکتی اب لڑ مرنا چاہیے اور زندہ پلٹ کر نہ طاق نہ جانا چاہیے بلکہ اگر فتح بھی حاصل ہو تو بھی کسی اور طرف نکل جانا بہتر ہے لیکن طلسم نہین جانا اچھا نہین یہہ خیال کرکے اسنے کچھ اسم سحر دم کیا اور زمین پر پا خداوندانہ کوان جدا کیکر ایک دوہتڑ مارا کہ سارا طبقہ ہل گیا زلزلہ پیدا ہوا جا بجا سے زمین شق ہونیلگی لوگ زندہ درگور ہونیلگے اک قیامت صغرائی برپا ہوگئی عمرتے اسکے ساحر وغیر ساحر سبکی ایک حالت کردی ہے گھوڑے بیقابو ہوگئے ہین سوارون کے سنبھالے نہین سنبھلے بارگاہین اسطرح حرکت مین ہین جیسے طوفان مین ناؤ ہوتی ہے اکثر خیمہ گر پڑے جو لوگ اچانک کھڑے تھے زمین پر گر پڑے کسیکا ہاتھ کسیکا منہ کسیکا گھٹنہ کسیکا سر ٹوٹ گیا جو گھوڑون پر تھے اونکی یہہ حالت ہوئی کہ تھوڑا بہت کا بعضون نے سنبھال لیا اور بعضون سے نہ سنبھل سکا آخر گرکے مرنا شروع ہوگئے بس یہہ حالت دیکھتے ہی مریخ آفتاب علم نے آواز دی کہ اے **قہر نگاہ** مینے تو تیرا بڑا نام سنا تھا لیکن اسوقت تو ایسے سحر کررہی ہے کہ ہر معمولی درجہ کا ساحر کرسکتا ہے یہہ اور بات ہے کہ تیرا سحر بہ نسبت اونکے زور دار زیادہ ہے اب دیکھ تماشہ یہہ کہکر کوئی اسم سحر پڑھا اور دستک دیکر آواز دی کہ اے حامل زمین سحر دو ساحری روک دے اگر اسکو بس یہہ کہنا تھا کہ اک مقام سے طبقہ شق ہوا اور ایک زنگی تیرہ رو پیدا ہوا اک میخ آہنی اور ہتھوڑا اوسکے ہاتھ مین تھا جسکو لشکر مین پہونچکر اوسنے وہ میخ آہنی زمین مین ٹھونک دی کہ زلزلہ موقوف ہوگیا اور ہتھوڑا دن مارکر غرق زمین ہوگیا قہر نگاہ نے جو یہہ معرکہ دیکھا اور مریخ آفتاب علم کا طعنہ سنا بس اسنے غیظ مین آکر سر برہنہ کردیا بال بکھرا دیے اور سر کو حرکت دی پیدا معلوم ہوا کہ روز روشن ظلمت شب مین گرفتار ہوگیا تمام صحراے نہ طاق پردہ ظلمت معلوم ہونے لگا ہاتھ کو ہاتھ نہ سوجھتا تھا دم گھٹنے لگے اور الجھن پیدا ہوئی نفس تنگی کرنے لگا ساحران شعلہ مزاج نے مشعل سحر روشن کی کچھ نہوا یہہ معلوم ہوا کہ شب تاریک مین جگنو چمک رہے ہین اور اس تاریکی سے ایسا دم گھٹا کہ لوگ ہلاک ہونے لگے یقین ہے کہ اگر وہ تاریکی پہر اوسی طرح چھائی رہتی تو ایک نفس نہ بچتا گھٹ گھٹ کر ہلاک ہوجاتے یہہ دیکھکر مریخ آفتاب علم نے اک ناریل نکالا اور کچھ اسم سحر دم کرکے زمین پر مارا کہ تڑاقے کی صدا بلند ہوئی اور ہزارہا پتلی مشعلین ہاتھون مین لیے ہوے پیدا ہوے اور ہر چہار طرف پھیل گئے کہ روشنی مشعلون کی اوس تاریکی پر غالب آگئی یہہ دیکھکر قہر نگاہ نے سر پر اک دوہتڑ مارا اور بال جھٹکے بالونکا جھٹکنا تھا کہ ہزارہا گنوا اسکے بالون سے پیدا ہوے پہلے تو مچھر کے برابر تھے پر اونکے جثے بڑے ہونے لگے

اب اونہون نے مثل کیوزون تاو دے لگانا شروع کیے اور بلند ہونے لگے تھوڑا عرصہ نہ گزرا تھا کہ قد اونکے بالشت بالشت بھر کے ہوگئے اب تمام لشکر دیکھ رہا ہے کہ یہ کیا کرتے ہین صاحبقران نے بھی ایسا سحر نہ دیکھا تھا غور سے ملاحظہ فرما رہے ہین اور دل مین کہہ رہے ہین کہ عجب سحر ہے تھوڑا عرصہ اور گزرا تھا کہ دیکھا وہ جگنو نہین ہین بلکہ ہاتھ بھر کے پتلے ہین اور خنجر اونکے ہاتھون مین چمک رہے ہین جسوقت سحر نے پوری ہیئت پیدا کی تو **قہر نگاہ** نے اشارہ کیا کہ لینا لشکر حریف کو کہ ان لوگون نے خداوند سے سرکشی کرنا شروع کی ہے بس یہ اشارہ کرنا تھا کہ وہ پتلے لشکر **صاحبقران** اور لشکر **مریخ آفتاب علم** کی طرف چلے اور خنجر تان لیئے سرداران لشکر اسلام نے تلوارین کھینچ لین لیکن پتلے آکے ہی لپٹ پڑے اسطرح آسکنے کہ یہ معلوم ہوا کہ تیر آیا جسنے پتلون پر تلوار ماری تلوار تو ٹوٹ گئی لیکن پتلے کے جسم پر چرکا بھی نہ آیا ساحرون نے سحر کیئے سحر بھی بیکار ہوئے اور کچھ نہ ہوسکا اودہر ساحران لشکر کفار ہنس رہے ہین اور **قہر نگاہ** کی تعریف کر رہے ہین اودہر جاودگران لشکر **مریخ آفتاب علم** مین اک غدر ہے پتلے جسکو لپٹ کر خنجر مارتے ہین وہ ہلاک ہوجاتا ہے پتلون پر کوئی سحر اثر نہین کرتا بلکہ سحر بھی پلٹ پڑتا ہے اک قیامت برپا ہے جسنے پتلے کو آتے دیکھا ترنج سحر مارا ترنج پتلے پر پڑتے ہی پلٹ پڑا اور اوسی کو ہلاک کیا اگر کسی نے گولا فولادی مارا اور پتلے کے سینہ پر پڑا اچٹا گر پڑا گولا ایک طرف نکلا چلا گیا اب جو پتلہ لپٹ کر خنجر مارتا ہے ساحر دم بھر مین پھڑک کر ہلاک ہوگیا ساحران لشکر کی تو یہ حالت ہے جو غیر ساحر ہین اونکا کیا ذکر ہے پتلے ہر ایک سے لپٹے ہوئے ہین جان بچانا دشوار ہے اگر ایک کو روکا کلائی پکڑلی تو دوسرا لپٹ پڑا تیسرے نے آکر خنجر ماردیا کوئی صورت مفر کی نظر نہین آتی ہے یہ دیکھکر **مبہوت آسمان شگاف** نے اک سحر کیا کہ آندہی چلی بڑے بڑے پتھر اور کنکر لشکر اسلام پر گرنے لگے لوگون کو ہلاک کرنے لگے اور جسقدر مشعلین سحر **مریخ آفتاب علم** سے روشن تھین سب گل ہوگئین پھر وہی تاریکی چھا گئی اودہر تو آندہی اس زور و شور سے چل رہی ہے کہ سوار گھوڑون پر سے گرے جاتے ہین مرکب قابو مین نہین ہین منہ پھرے جاتے ہین اودہر تاریکی مین دم گھٹا جاتا ہے اندھیرے مین کچھ نظر نہین آتا ہاتھ کو ہاتھ نہین سوجھتا پتلے اسطرح آتے ہین کہ اب دکھائی نہین دیتے جسکے لپٹ کر خنجر مارا وہ ہلاک ہوگیا تین آفتین ایک وقت مین آئی ہوئی ہین ادہر تو آندہی سے دم گھٹ رہا ہے سنگ برس رہے ہین خاک آنکھون مین بھر گئی ہے جو ساحر ہین وہ سحر پھونکے ہوئے ہین جسکے منہ مین تھوڑی سی خاک چلی گئی سحر فراموش ہوگیا زبان اختیار سے جاتی رہے اودہر پتلون نے لاشون پر لاشین گرا رکھی ہین اس تلاطم مین لوگ دست بدعا ہوئے کہ اے رب پاک ذات اس بلائے بد سے نجات دے تین آفتین ایک وقت مین آئی ہوئی ہین

کس کس سے چھپین اور کیا کرین مرنا تو ہر طرح ہے مگر اسطرح بیدست وپا ہوکر مرنا عجب بے کسی کی صورت ہے پروردگارا صدقہ اپنے رسول برحق کا جسکو تو نے غار مین بچایا اور سرِ چاہ مین حضرت یوسف کی مدد کی طوفان سے نوح کو امان دی آتش نمرود سے خلیل کو نجات بخشی بلکہ اوس آگ کو گلزار کردیا ہمکو بھی ان بلاؤن سے نجات دے اور اپنے دامن پناہ مین چھپالے ادہر تو یہ لوگ مضطرب الحال مصروف دعا ہین ادہر مریخ آفتاب علم نے ایک ترنج سحر جوڑے سے نکالکر اپنے نشان پر مارا کہ اک شعلہ بھڑکا اور تمام صحرا روشن ہوگیا اک بدر کامل اوس نشان سے نمودار ہوا اور وہ تاریکی برطرف ہوئی صحرا روشن ہوگیا مہوت آسمان شگاف جادو نے جو گھبرا کر اوس بدر کی طرف دیکھا تو عجب قیامت دیکھی کہ چاند کے اندر اک آفتاب حشر جلوہ گر ہے یعنے اک نازنین مہر جبین بصد عشوہ و ناز بیٹھی ہوئی ہے گوشوارے کانون کے چمک مین وہ برق ہے جو خرمن جان کو پھونکتی ہے سر سے پاؤن تک زیور مین لدی ہوئی بال وہ لانبے لانبے کہ جان عاشق وبال مین پڑجائے بلکہ طائر دل کے واسطے دام فریب ہین اور سیاہی اونکی شب فرقت و تاریکی مدفن کا نمونہ ہے ہر حلقہ زلف اک کڑی زنجیر کی ہے جسکی سختی اوٹھانا دشوار ہے یا اک ابر کالا ہے جو آفتاب پر سایہ افگن ہے مانگ غیرت کہکشان جادہ راہ ظلمات یا یون سمجھیے کہ اک لڑی موتیون کی کشتی حدید مین رکھی ہے ماتھا ساتوین تاریخ کا چاند جسکی صفائی سے چاند بھی ماند ہوتا ہے بینی محفل حسن و خوبی کے شمع گوش ایسے خوبصورت کہ تمام اعضا کی ناک ہین لوئین کان کے مانند شعلہ شمع سے تھے ضو دیرہی ہین عارضون کے صفائی سے آئینہ بے نور غبار و کدورت سے پاک یا یہ کہیے کہ دو چاند یا دو آفتاب ایک وقت مین پہلو بہ پہلو نمودار ہوئی ہین لب برگ گل سے زیادہ نازک تر دندان رشک اختر و گوہر جنکے چمک بجلیان گراتی ہے چاہ ذقن کی چاہ یوسف دل کو خود گر پڑنے پر آمادہ کرتی ہے سیب زنخدان کی تازگی روح افزائے دل پژمردہ ہے وہ صراحی دار گردن کہ جسپر ہزارون گلے کٹین دیکھکر مست شراب محبت ہوجائین بس یہ دیکھکر مہوت آسمان شگاف مبہوت ہوگیا عشق کا دم بھرنے لگا اوس نازنین نے اشارہ سے کہا کہ دور سے کیا دیکھ رہے ہو پاس کیون نہین چلے آتے یا کسی نے منع کیا ہے ارے مین تو اس میدان کارزار مین تمہاری تلاش کو آئی اور تم مجھے دور بھاگتے ہو بس یہ اشارہ کرنا تھا کہ مہوت دیوانہ وار اوسطرف چلا لیکن ساتھ ہی نظر مواج گرد باد جادو کی بھی اس نازنین پر پڑی یہ بھی اوسی طرح دیوانہ ہوگیا اور پکارا کہ اس سے تو صورت مین ہزار درجے اچھا ہون مگر کیا قدرشناس ہو کہ تم اس کالے ہیزم دوزخ کے کندے تمباکو کے پنڈے پر فریفتہ ہوتی ہو نازنین نے کہا کہ تم مین وہ بات کہان جو اسمین ہے دیکھو تو یہ زرد زرد آنکھین سیاہ رنگ مین کیا لطف دیتی ہین جیسے شب تاریک مین دو جگنو چمک رہے ہین مواج نے کہا کہ مین اسی مارے تو نگاہو

سے کہا پھر دیر کیوں کرتے ہو اگر تم اسکو مار ڈالو گے تو مین تمہارے ہی ساتھ شادی
کرونگی مواج گردباد جادو نے مبہوت آسمان شگاف کو ڈانٹا کہ ارے ادھر آ خبردار
آگے نہ بڑھنا تیرا منہ بھی اس قابل ہے کہ تو ایسی نازنین سے وصال کی خواہش کرے
مبہوت نے پلٹ کر دیکھا تو مواج گردباد عشق کے دم بھرتا ہوا چلا آتا ہے مبہوت
نے کہا کہ کیون شامت آئی ہے چلا جا ورنہ میرے ہاتھ سے مارا جائیگا مواج
نے کہا کہ تیری بھی یہ حقیقت ہوئی کہ تو مجھسے سخت کلامی کرتا ہے غرض کہ اسقدر قضیہ
کو طول ہوا کہ نازنین نے آواز دی کہ بس معلوم ہوگیا دونون زبان کے چلتے ہین ہونا
ہوا کسی سے کچھ نہین ہے بس یہ سنکر دونون کو تاؤ آگیا اور مواج گردباد نے گولا فولاد
جھولے سے نکالا اور اسم سحر دم کرکے مبہوت آسمان شگاف پر مارا جیسے ہی گولہ قریب
مبہوت کے پہونچا پس مبہوت نے دیکھا کہ یہ خالی جانیوالا حربہ نہین ہے پاؤن
مار کر غرق زمین ہوا اور وار اسکا خالی دیا لیکن گولا جو زمین پر گر کر شق ہوا تو اک بگولا اس
سے پیدا ہوا اور ہر طرف چرخ مارنے لگا جیسے کوئی کسیکی تلاش مین ہوتا ہے
مبہوت آسمان شگاف نے جیسے ہی سر زمین سے نکالا بگولے نے آکر محاصرہ کرلیا
اور مبہوت کو گھیر لیا مبہوت نے جلدی سے اک شیشی آب سحر کی نکالی اور
پانی اوسکا چھڑکا کہ گرد بیٹھ گئی اور بگولا غائب ہوگیا اب مبہوت نے ترنج
سحر مارا کہ ترنج سے شعلہ نکلا اور مواج پر چلا جیسے ہی قریب پہونچا اسنے کچھ اسم پڑھ
کر پھونک دیا کہ شعلہ بجھ کر رہگیا اب ان دونون مین ردوبدل ہونے لگی سحر چلنے لگے
ترنج نارنج گھما سو لیونکا ترسول پر سول ہر قسم کے حربے بھی کام مین آئے سب طلسم
کے سحر ختم ہوئے زخمی دونون ہوگئے مگر کوئی کسی پر غالب نہ آیا اسلیئے کہ دونون
ساحر زبردست ہین جو زرا غالب آتا ہے نازنین اوسکی تعریف کرکے کہتی ہے
کہ تجھ سے ہی ساتھ نکاح کرونگی یہ دونون جانین لڑائے ہوئے لڑ رہے ہین ادھر
مریخ آفتاب علم نے کچھ اسم کو پڑھکر دستک دی چار جوگی اک حوض طلائی کے
پیدا ہوئے کہ بیچ مین اوسکے شمع کافوری روشن تھی زبان شمع سے آواز پیدا ہوئی
کہ معشوق یون جلے اور عاشق مارے مارے پھرین ارے یہ تو اوسوقت ہوتا ہے
جبکہ کسیکا خوف ہو یا معشوق راضی نہو جب دونون طرف دل کی لگی کا اثر برابر ہے
اور کوئی مانع نہین تو مجھسے کیون دور بھاگتے ہو ارے ادھر آؤ بس اس آواز کے
سنتے ہی وہ جلے جو لشکر سے لپٹے ہوئے تھے اسطرف چلے اور جو قریب حوض کے
پہونچا زمین پر غلطک ماری اور پروانہ بنکر شمع پر گرا جل کر خاک ہوگیا ابتو ایک
ازدہام اور ہجوم لگے وہ جلے جلنے قہرنگاہ یا تو با اطمینان تمام مبہوت
آسمان شگاف اور مواج گردباد کی لڑائی دیکھ رہی تھی اور چلا رہی
تھی کہ ارے دیوانو اس فریب مین نہ آؤ آپس مین لڑ کر نہ جان دو
یہ سحر ہوا ہے اوسے رد کرو ورنہ مارے جاؤگے یہ کسکی سنتے ہین لڑ رہے تھے اور
یہان کہ بی قہرنگاہ معلوم ہوگیا کہ تم دوست باز ہو اور اس نازنین پر قبضہ کرنا چاہتی ہو یہ کیسے ہوگا تم ادھر ہو فرصت کرلیجیے

اور مر بھی سو جب ہولے تمکو اپنے ساحری پر بڑا ناز ہے قہر نگاہ نے کہا معلوم ہوتا ہے آج کی جنگ کا انجام اچھا نہین ہے اب جو دیکھتی ہے تو وہ چیلے یا تو لڑ رہے تھے لشکر اسلام کے سرداران اور سپاہیون سے مصروف جنگ۔ تھے یا پروانے بن بنکر جلے جاتے تھے مین اپنے مریخ آفتاب علم کو آواز دی کہ بڑا ہی تمنے بیزار کیا کہ جسکو اتنی عمر کے ریاض مین مینے تیار رکیا تھا اور جسقدر زور دیا تھا کہ تاب بھی کسیکی جو روک سکتا مریخ آفتاب نے قہر نگاہ کو بے دست و پا کر کے آواز دی کہ اور جو حوصلہ ہو اوسے بھی پورا کر لے اسنے جواب دیا کہ اب مین آپکے سحر کی مشتاق ہون اور رغم مین حیات زرین پوش کے جینے سے سیر ہون اب آپ وار کیجئے کہ کام میرا انجام ہو سحر بھی مٹا اور ذلیل بھی ہوئی کیا منہ لیکے طلسم نزطاق مین جاؤن مریخ آفتاب علم نے کہا کہ اگر ناامید ہوا وے یقین مرگ سے تو آکر مطیع اسلام ہو قہر نگاہ نے پر نگاہ غضب دیکھا اور کہا گستاخی معاف مین ایسی خام طبیعت کی نہین ہون کہ دین بدل ڈالون یہہ آپ ہی تھے کہ ایمان قدیم کو چھوڑ کر مذہب جدید اختیار کیا جسوقت دو لڑینگے ایک کی فتح دوسرے کی شکست ضرور ہو گی اس مین جان کے خوف سے ایمان بدلنا تو کچھ اچھا فعل نہین ہے بس اب آپ وار کیجئے یا تو مینے آپکا سحر بھی رد کیا اور یا جان دی لیکن جسوقت عظمت سحر ساز سے مقابلہ پڑیگا اوسوقت آپکو معلوم ہوگا ادہر تو یہہ گفتگو تھی ادہر مبہوت آسمان شگاف اور مواج گردباد مین جنگ ہو رہی تھی مواج فیل مست بنا ہوا تھا اور مبہوت آسمان شگاف پلنگ کی شکل ہو رہا تھا اسکا طمانچہ اوسکا بھسونڈا چل رہا تھا اہل لشکر اسلام ہنس رہے تھے عیار پکارتے تھے کہ بلی کا ہارے اور چیتی کا جیتے اس فقرہ نے دونون لشکرون کو پھڑکا دیا صاحبقران و بادشاہ اسلام نے منہ پر رومال رکھا اور مریخ آفتاب علم بے ساختہ کھل کھلا کر ہنس پڑے اور ادہر مبہوت نے جو کہ شیر بنا ہوا تھا جب طمانچہ مارا بوٹا گوشت کا نوچ لیگیا اور فیل چیخ اوٹھا دم کڑی کر کے بھاگا شیر اوسکے پیچھے جھپٹا اسنے دیکھا کہ اب بھی جان نہین بچی پلٹ کر سونڈ سے گھونسا بنا کر مارا کہ شیر بھی چیخ اوٹھا اور یہہ بھی تھوڑی دور بھاگا نازنین نے کہا ارے کہان بھاگا جاتا ہے پھر مین اوسکے ساتھ شادی کر لونگی تو یونہین رہجائیگا شیر پھر پلٹا اور طمانچہ دیا کہ ہاتھی اوس سے زیادہ چیخا اور پھر بھاگا چاہتا تھا کہ نازنین نے کہا دیکھ مین اوسکے ساتھ شادی کر لونگی تو رہ جائیگا پھر ہاتھی پلٹا دونون کی بزدلی تمام لشکر پر کھل گئی اور نازنین ترغیب دے دے کر لڑوا رہی ہے کہان تک بیان کرون کہ لڑتے لڑتے دونون زخمون سے چور ہو کر بیٹھ گئے نازنین نے آواز دی کہ جو پہلے مجھ تک آجائیگا اوسکے ساتھ شادی کرونگی یہ سنکر دونون اپنی جگہ سے اوٹھ کر دوڑے کبھی ہاتھی آگے اور شیر پیچھے اور کبھی شیر آگے اور ہاتھی پیچھے دونون کو یہہ کد کہ ہم پہلے پہونچین یہانتک کہ شیر پہلے پہونچ گیا بس جیسے ہی شیر سامنے پہونچا نازنین نے اف کی آواز دی بس ایک شعلہ زبان سے جھپک کر نکلا اور سر پر شیر کے گرا کہ شیر آتشبازی بنگیا اور دوڑ دہر جلنے لگا اب فیل جھجکا تھا کہ نازنین نے کہا او بیمروت تیرے واسطے تو

سے ملینے اوسکو جلا دیا تو بھاگتا ہے ادہر آ یہ سنکر مواج دلمین خوش ہوا کہ اسنے میرے ہی واسطے اوسکو پھونک دیا بس جیسے ہی قریب ہوا تھا اسنے انت کی شعلہ چمک کر چلا اور فیل بھاگا کہا کہ یہی آفت تو ادہر بھی آیا چاہتی ہے لیکن یہ ایسی آفت نہین ہے جو ٹالے سے ٹلے شعلہ جو گرتا ہے فیل بھی جلنے لگا ادہر تو شیر جلکر خاک ہوا اور ادہر فیل جلکر گرا ان دونون کا مرنا تھا کہ اک طوفان عظیم برپا ہوا زمین سے خاک اوڑی آسمان سے سانپ بچھو برسنے لگے شعلے لپکنے لگے آتشباری برف باری ہوئی یہ شور و غل مچانے لگے بڑی دیر تک اک حشر برپا رہا بعد کچھ دیر کے آوازین مہیب پیدا ہوئین کہ کشتنی مرا نام من مبہوت جادو و مواج جادو بود حیف مردیم و جاندادیم و بمطلب خود نرسیدیم اب جو علامات سحر برطرف ہو گئے اور میدان صاف ہوا دیکھا کہ دو لاشین پڑی ہوئی ہین کہ جا بجا سے گوشت نچا ہوا ہے منہ جھلسا ہوا ہے لشکر والے ان دونون کے سر اپنا پیٹنے لگے خاک اوڑانے لگے سرداران لشکر اسلام نے مریخ آفتاب علم کی بہت تعریف کی صاحبقران نے بھی نہایت تعریف کی لیکن قہر نگاہ سر برہنہ جلگئی اب مریخ آفتاب علم نے دستک دی کہ جانب آسمان سے اک پری شیشہ ہاتھ مین لئے ہوئے پیدا ہوئی مریخ آفتاب علم کے سامنے آکر عرض کی کہ کیا حکم ہے فرمایا کہ دیکھ سامنے ملکہ قہر نگاہ سر برہنہ کھڑی ہین انکو اپنے بھائی کا بہت غم ہے جاکر غم انکا غلط کر اور یہ عطر ملدے کہ انکو حیات زرین پوش سے ملنے کی عید ہے اب جہان وہ ہے وہین یہ بھی جایا چاہتی ہین یہ سنکر وہ پری پرواز کرکے قریب قہر نگاہ سر برہنہ کے پہونچی کہا اے ملکہ تم رنجیدہ کیون ہو قہر نگاہ نے کہا کہ تو مجھے فریب دیتی ہے خبردار میرے عطر کے ملنے کا قصد نہ کرنا مین جانتی ہون کہ شیشے مین عطر نہین ہے بلکہ آتش سحر ہے پری نے کہا واہ مین تو ضرور عطر ملونگی یہ کہکر قریب پہونچ گئی قہر نگاہ نے اف کی کہ منہ سے شعلہ نکلا اور پری پر گرنے کو تھا کہ پری نے ایسی ہوا پر سے دی کہ شعلہ گل ہو گیا اور جب آگے بڑہی قہر نگاہ نے کہا تو تھمانے لگی اور پیچھے ہٹی اب یہ اف اف کرکے شعلہ برسا رہی ہے اور پری پر سے ہوا دے کر شعلہ بجھاتی ہوئی چلی جاتی ہے کہ مریخ آفتاب علم نے آواز دی کہ تو برابر اوسکے نہ پہونچ سکیگی انتظار نکر اور جس سے کام اپنا کرکے روانہ ہو جا یہ سنتے ہی اوس پری نے آواز دی کہ او قہر نگاہ بھاگ کر کیا تو بچ جائیگی یہ اسنے یہ کہکر شیشے سر پر قہر نگاہ کے کھینچ مارے بس وہ شیشی جو سر پر پڑتی ہے اور ٹوٹتی ہے تو بجائے عطر کے ایک شعلہ گرا اور اوسنے قہر نگاہ کو چارون طرف سے گھیر لیا کپڑون مین اوسکے آگ لگ گئی اور قہر نگاہ مثل پتلہ آتشبازی کے جلنے لگی ہر چند سحر پڑھا دوہائیان کھینچین مگر کچھ نہوا آخرکار اوسی جا تین اک

شعلہ ہوا لشکر شعلے سے لپٹ پڑی دونون شعلون مین داؤن پیچ ہونے لگے اور دونون شعلے ملکر ایک ہو گئے مریخ آفتاب علم نے کہا کہ واقع مین یہہ بڑی لکاتہی کہ خود بھی شعلہ بن گئی کہ اب آگ کو آگ کیونکر جلا لیگی خیر سمجھا جائیگا یہہ جاتی کہان ہے اور انگشت سے اشارہ کیا لشکر کفار کی طرف بس اشارے کا کرنا تھا کہ وہی شعلہ لپک کر لشکر کفار پر گرا اور ہر ایک ساحر کو پہونکنے جلانے لگا پہلے تو اونہون نے رد سحر مین کوئی دقیقہ اوٹھا نہین رکھا کہ پانی برسایا جام آب مین اوس شعلہ کو گرایا مگر یہہ شعلہ دوہرے سحر کا بنا ہوا ہے اتنے اتنے بڑے دو ساحرون کے سحر مین انکا زور کس سے رکتا ہے یہہ شعلہ پانی مین آگ لگا دینے والا ہے کون اس سے بچ سکتا ہے انجام یہہ ہوا کہ صدہا ساحر جلے ہزارہا بھاگ کر طلسم نہ طاق کے جانب روانہ ہوئے جو دریا کی طرف بھاگا وہ بھی جانبر نہ ہوا اگر پانی مین جا کر چھپا تو شعلے نے پانی مین گر کر جلا دیا اور وہ اسیطرح صحیح و سالم پھرتا ہوا پھر نکلا یہانتک کہ آن واحد مین میدان صاف ہو گیا دو چار ہزار ساحرون کی لاشین توڑی ہوئی تھین اور خیمہ گرے ہوئے تھے مال و اسباب کو کون پوچھتا تھا جانین بچانا دشوار ہو گئی تھین شعلہ نے ہزارون کو جلا دیا تھا باقی لوگ فرار کر گئے تھے شعلہ ہر گوشہ صحرا مین ڈہونڈتا پہرتا تھا جب اسنے کسی کو نہ پایا تو بیچ میدان کو آکر ہوا پر ٹہرایا اور مثل تیر شہاب کے لشکر اسلام پر چلا صاحبقران نے مریخ آفتاب علم سے کہا کہ لو وہ آفت اب ادہر آتی ہے یہہ کیا ہوا مریخ آفتاب علم نے عرض کی کہ اے شہریار یہہ بڑی لکاتہی اسنے اپنے کو سحر مجسم بنا لیا ہے اور ہر انسان کی دشمن ہو گئی ہے خواہ وہ اپنا ہو یا بیگانہ جس مقام پر انسان دیکھے گی زندہ نہ چہوڑیگی دیکھئے مین اسکی تدبیر کرتا ہون یہہ کہکر اک خالی شیشی نکالی اور جو اسم سحر دم کرکے آواز دی کہ ارے ادہر کہان جاتی ہے ادہر آ یہہ سنتا تھا کہ وہ شعلہ مریخ آفتاب علم کی طرف پلٹا اور تیر شہاب سنسنانے سے ہاتھ اور پاؤن مین سنسنی پیدا ہوتی تھی بس جیسے ہی یہہ شعلہ قریب پہونچا مریخ آفتاب علم نے شیشی کا منہ شعلہ کی طرف کر دیا کہ شعلہ شیشی مین اوتر آیا بس فوراً اونہون نے جو اسم سحر دم کرکے کاگ لگا دیا کہ وہ شعلہ بند ہو گیا اور نقارہ شادمانی پر چوب پڑی لوگ آپس مین گلے ملنے لگے صاحبقران مریخ آفتاب علم کی طرف بڑہے مریخ آفتاب علم قریب صاحبقران کے آئے امیر ثالث نے تعریف کی اونہون نے سلام کیا اور عرض کیا کہ اقبال حضور سے خداوند کریم نے فتحیاب کیا ورنہ اسنے کوئی کمی نہین کی تھی اور مہوت نے تو غضب ہی کیا تھا کہ سحر مین اسکے اپنا سحر شریک کر دیا تھا ایک رد سونے پایا تھا کہ دوسرا سحر قیامت ڈہانے لگا یہہ کمینے کہ جینے اون دونون کو دیوانہ بنا کر آپس مین لڑوا دیا ورنہ تینتین سحرون کے رد کرنے مین دیر ہوتی اور لشکر کے بہت سے لوگ ضایع ہوتی بادشاہ اسلام کو سردارون نے مبارکباد دی مریخ آفتاب علم پر سے زر و جواہر نثار کرتے ہوئے سب

راہ مین خیال آیا کہ گنجور شاہ اور طوفان بن سرکش کا پتا نہ معلوم ہوا صاحبقران نے فرمایا کہ بیشک اونکی خبر لینا بھی ضرور ہے یہی باتین تھین کہ دیکھا جانب صحرا سے دونون تخت سحر پر سوار چلے آتے ہین مریخ آفتاب علم نے پوچھا کہ آپ لوگ کہان تھے اونھون نے بیان کیا کہ جسوقت مہوت قصر آسمان شگاف و مولاج گرد باد مارے گئے تو ہم قید سے چھوٹے چاہتے تھے کہ لشکر اسلام مین آکر شریک ہون کہ قہر نگاہ شعلہ جنگر لشکر پر گری ہمارا سحر بسبب نہ جگائے جانے کے سست ہو رہا تھا اس سبب سے صحرا مین نکل گئے تھے جب معلوم ہوا کہ لشکر اسلام نے فتح پائی تو حاضر خدمت ہوئے صاحبقران نے انکو بھی ساتھ لیا اور داخل بارگاہ آسمان جاہ ہوئے سب سردار اپنے اپنے دنگلون کرسیون پر بیٹھے صاحبقران نے مریخ آفتاب علم سے پوچھا کہ یہہ بلا جو آپنے شیشی مین بند کر رکھی ہے اسے کیا کیجئے گا عرض کی کہ جسوقت اسکی بہن عظمت سحر ساز سے سامنا ہوگا اوسوقت یہہ کام دیگا کہ وہ بھی ساحرہ زبردست ہے اب صاحبقران نے فرمایا کہ ہم آج کے آٹھوین روز طلسم نہ طاق کی طرف چلینگے لہذا اوس روز کوئی صاحب سیر و شکار کے واسطے نہ جائین اور بارگاہ مین جمع ہون یہہ کہکر دربار برخاست کیا سب سردار اپنے اپنے خیمہ کی طرف چلے اب یہہ داستان تو اسی مقام پر چھوڑی جاتی ہے

اور احوال شہر فرنگوشیہ کا آغاز کیا جاتا ہے

بربادی شہر فرنگوشیہ جسمین آفتاب پرست کے ہاتھ سے اور ارژنگ بن زمرد کے ستم سے یہہ داستان بسبب اختصار کے دفتر آفتاب شجاعت جلد سوم مین کم کر کے تحریر کی گئی تھی لہذا اس مقام پر بیان اوسکا ضرور ہے شعر بیا بشنو اے ہمدم رہستان ہوکہ باز آدم بسر داستان ٭ راویان جادو بیان و ناقلان مقعات دل افسردگان اس داستان مصیبت نشان کو یون تحریر کرتے ہین کہ جسوقت چارون نقابدار ملک آسمانیہ سے ملکہ ماہ پارہ کو لیکر ہوائے شہر فرنگوشیہ مین پہونچی عجب مصیبت دیکھی کہ جا بجا لاشین جلی ہوئی پڑی ہین کوئی غسل و کفن دینے والا نہین ہے خاک صحرا نے تھوڑی بہت پردہ پوشی کی ہے صحرا اسقدر ہیبت ناک ہو رہا ہے کہ دیکھنے سے خوف معلوم ہوتا ہے درخت جلے ہوئے ہین زمین پر گیاہ کا نام نہین دریاؤن مین پانی کم رہگیا ہے جانوران درندہ و چرندہ کوئی نظر نہین آتا ہوا سائین سائین کرکے چلتی ہے آگے بڑھکر قبرستان ملا دیکھا کہ نئی قبرین تعمیر ہین اور پرانی قبرین جلی ہوئی ہین بیداد کی شکل قبرستان کی ہو رہی ہے پتھر چٹک چٹک کر ریزہ ریزہ ہو گئے ہین یہہ نہین معلوم ہوتا کہ کونسی قبر کسکی ہے نام پتھر و نیز سے مٹ گئے ہین لیکن تازہ قبرون کے کتبے پڑھنا شروع کئے تو اپنے ملازمون و رفقا کے نام دیکھے ایرج نوجوان بہت رویا یہانتک کہ دو قبرین جو کسی قدر تزک و احتشام کی تھین قریب اونکے پہونچی دیکھا تو دو مجاور بیٹھے ہین قبرون کے پتھر پڑھے سے معلوم ہوا کہ ایک تربت خواجہ بازرگان کی ہے اور دوسری قبر مالک بن ملکوت شاہ کی ہے اب تو ایرج نے گریبان چاک کیا اور بہت رویا کیونکہ خواجہ بازرگان وہ شخص تھا جسنے ایرج کو زمانہ طفلی مین مثل بیٹون کے پرورش کیا تھا اور مالک بن ملکوت شاہ نے اپنے دو بیٹے اسکی محبت مین قتل کرائے

آخر مین سانحہ ایرج کے ملک فرعونیہ مین مسلمان ہوا تھا ایرج ان لوگون کیواسطے بت رویا تصویر ان لوگون کی نگاہون کے نیچے پھر رہی تھی وہ ملک جو کیسا آباد تھا آج ویران پڑا ہے عمارتین خراب ہو گئی ہین ہر گلی کوچہ مزبلہ سے مشابہ ہو رہا ہے کوڑا پڑا ہے مکان خالی ہین مکین زیر خاک آرام کر رہے ہین **مثنوی**

اونچے اونچے مکان تھے جنکے بڑے ٭ آج وہ تنگ گور مین ہین پڑے ٭ تاج مین جنکے ٹنکتے تھے گوہر ٭
ٹھوکرین کھاتے ہین وہ کاسہ سر ٭ عطر مٹی کا جو نہ ملتے تھے ٭ نہ کبھی دھوپ مین نکلتے تھے ٭
گردش چرخ سے ہلاک ہوئے ٭ استخوان تک بھی اونکے خاک ہوئے ٭ اب نہ رستم نہ سام باقی ہے ٭
اک فقط نامی نام باقی ہے ٭ نہ ہی شیرین وکوہکن کا پتا ٭ نہ کسی جا ہے نل دمن کا پتا ٭

ایرج نوجوان اپنے ملک کی یہ حالت دیکھکر بہت روئے اور داخل قلعہ ہوا قلعہ کو بھی جابجا سے منہدم دیکھا چندروز وہان قیام کرنا پڑا جو لوگ خوف سے برجلیس آفتاب پرست کے بھاگ بھاگ گئے تھے وہ خبر آمد ایرج نوجوان کی سنکر بہت خوش ہوئے اور حاضر ہوئے ایرج نے سب کو تسلی دی اور کہا کہ اب مین اوسی کے تعاقب مین جاتا ہون تم لوگ اطمینان رکھو اور پہلے جس طرح شہر مین رہتے تھے رہو غرضکہ پھر سے شہر فرنگوشیہ آباد ہوا اب ایرج نوجوان یہانسے کوچ کرکے طرف ملک خاور کے چلے کہ وہان والدہ انکی خورشید خاوری رہتی ہین انھین یہین چھوڑا جاتا ہے

اور احوال ملک خاور کی بربادی کا عرض کیا جاتا ہے

کہ بعد انتقال شاہزادہ لعل حصتان خونریز خاوری یعنی ملک قاسم کی ملکہ خورشید خاوری دن رات رویا کرتی ہین تصویر قاسم کی آنکھونکے نیچے پھرا کرتی ہے دنیا تنگ کر اسے صدمہ مین علیل ہوئین اور حالت خراب ہوئی اب انہون نے ایک نامہ بنام ملکہ رابعہ اطلس پوش کے تحریر کیا کہ یہان شاہزادہ علمشاہ کی اور ساس ملکہ خورشید خاوری کی ہوتی ہین مضمون نامہ یہ تھا کہ اے والدہ مہربان جبسے قاسم نے انتقال کیا مین دن رات پروردگار عالم سے موت کی خواستگار رہتی تھی اب زمانہ اجابت دعا کا قریب معلوم ہوتا ہے لہذا امیدوار ہون کہ آپ تشریف لائیے تاکہ مٹی میری خراب نہو اور علاج بھی اچھی طرح ہو جسوقت یہ خط رابعہ اطلس پوش کو پہونچا تو گیتی افروز انھین کے پاس تھین انہون نے بھی پڑھا اور بہت روئین اور عرض کی کہ مین بھی چلونگی غرضکہ یہ دونون شاہزادیان خاور مین آئین خورشید خاوری نے رابعہ اطلس پوش کو سلام کیا اور گیتی افروز کو پوشاک سفید پہنے دیکھکر اسقدر روئین کہ روح جسم سے مفارقت کر گئی رابعہ اطلس پوش اور گیتی افروز بہت روئین اور خورشید خاوری کو دفن کیا سب نے لباس سیاہ پہنا ہنوز انکی صف ماتم بچھی ہوئی تھی کہ خبر سنی ارژنگ بن زمرد برائے بربادی شہر خاور آتا ہے مظفر ہین ضیغم خون آشام بیابان نہ طاق سے واپس آچکے تھے انہون نے لشکر اپنا قلعہ سے نکالا اور وقت کے منتظر بیٹھے الماس خان خاوری مامون قاسم کے ابھی تک زندہ تھے لیکن انتہا کے ضعیف ہو گئے تھے یہ بھی معہ لشکر قلعہ سے باہر آ گئے لیکن رابعہ اطلس پوش صدمہ مین ہو کے خمیدہ ہو گئی ہین ہر وقت رویا کرتے ہین کبھی اپنے فرزند علمشاہ رومی کو یاد کر [illegible] مان باپ کا سہارا ہوتے ہین ایسے بدنصیب ہوان کو [illegible]

بہو مر گئی پوتے نے انتقال کیا خدا رکھے ایرج کو اوسکے ساتھ حمزہ ثانی نے ایسی بد خلقی کی کہ مع اپنی اولاد کے وہ نہین معلوم کہان چلا گیا کچھ اوسکی خبر نہین افسوس کہ ہماری خبر لینے والا اسوقت سوا پروردگار عالم کے کوئی نہین ہے شوہر جیسے خانۂ کعبہ تشریف لے گئے اونکی خبر ہی نہین کہ زندہ ہین یا نہین اب زغنہ کفار کا ہے دیکھئے کیا ہوتا ہے ہر طرح مٹی خراب ہے جو سردار اور ملازم ہین وہ لائق مقابلہ نہین ہین ہر چند کہ **الماس خان خاوری** اور **مظفر بن ضیغم خون آشام** نے بہت کچھ تسکین دی ہے کہ جب تک ہمارے دم مین دم ہے آپ پر آنچ نہ آنے پائیگی لیکن **رابعہ اطلس پوش** اک زن جہاندیدہ کہن سال ہین بڑے بڑے لڑائیون کے واقعات سنے ہوئی ہین خاموش رہین مگر **گیتی افروز** سے کہا کہ بیٹا بہتیجا تمہارا تمہارے ملک کے خراب کرنے کو آتا ہے تمہین اوسکی ذات سے کیا امید ہے ملکہ **گیتی افروز** نے عرض کی کہ جب وہ کافر ہے اور ابھی تک راہ راست پر نہین آیا ہے تو سوا دشمنی کے اور کیا امید کرنا چاہیے خدا جانے کیونکر پیش آئے اور کس بے جرتی کا سامنا ہو رابعہ **اطلس پوش** نے کہا ہان میرا بھی ایسا ہی کچھ خیال ہے اپنے اپنے سامان حفظ آبرو سے ہشیار رہنا چاہیے لیکن حال **مظفر بن ضیغم خون آشام** کا سنئے کہ انہون نے **قلعہ** سے دور آگے بڑھ کر خیمہ برپا کیا ہے اور **الماس خان خاوری** سے عرض کی ہے کہ آپ **قلعہ** کی حفاظت کا خیال رکھین صبح کا وقت ہے صحرا رشک گلشن ہو رہا ہے سبزہ کی دید سے روح تازہ ہوتی ہے کوہ لالے کی بہار قابل دید ہے اوسنے ہر برگ درخت پر عجیب لطف پیدا کیا ہے یہ معلوم ہوتا ہے کہ صدف مین گوہر آبدار چمک رہے ہین لیکن اک سناٹا سا ہے یہ معلوم ہوتا کہ کوئی لوٹ لے گیا ہے جسوقت سے **شاہزادہ ملک قاسم** کا انتقال ہوا ہے دشت و کوہ کوچہ و بازار سنسان معلوم ہوتے ہین کوئی گھڑی بہر دن چڑھا ہوگا کہ دیکھا **مظفر بن ضیغم خون آشام** نے کہ جانب مغرب سے تتق گرد و غبار بلند ہوا اور آمد لشکر معلوم ہوئی **مظفر بن خون آشام** نے ہرکارون کو واسطے خبر کے روانہ کیا یکایک آتے آتے دامنہ گرد کا شگافتہ ہوا اور قول گرد سے کئی سو علم نشانہ کئے لاکہہ سوار کا نمودار ہوئے کہ پھریرون پر علمون کی تعریف **ارژنگ بن زمرد ثانی** کی تحریر تھی آگے آگے **قرماسپ بن عزماسب بن طرماسب بن طہماس بن عنقول دیو پیکر** ساڑھے چھ سو من کا ساطور باندھے ہوئے بارگاہ کا اثاثہ لئے ہوئے آکر پہونچا اور جائے مناسب تجویز کر خیمہ زن ہوا اسکے بعد **دیلم بن توبخ** اور **اسلم بن تورج** دو دو لاکھ سوارون سے آکر پہونچے انکے بعد اور بہت سے سردار آئے از ہمہ آخرین **ارژنگ بن زمرد** تخت خداوندی پر بیٹھا ہوا تاج سر پر رکھے چتر پھرتا ہوا پشت پر بہی سپاہ بیکران آکر داخل بارگاہ ہوا اوس روز تو کوئی قصہ و فساد نہ برپا ہوا لیکن دوسرے روز **ارژنگ** نے اک سردار کو بہیجا کہ جاکر **مظفر بن ضیغم خون آشام** سے کہو کہ آپ اوس شخص کے دادا ہوتے ہین جیسے بڑے خداوند **زمرد شاہ باختری** کے خالق قدرت کے فرزند ہین تو خداوند کے بہائی ہوئے اور خداوند **زمرد ثانی** کے چچا ہوئے اور مجھے بھی دعوائے خداوندی ہے تو موجودہ خداوند کے دادا ہوئے بڑے حیف کی بات ہے کہ جسکا رشتہ تمین

خداوندون سے ہو وہ اک مجاور زادہ **ملکہ** کے پوتے کا رفیق ہے مجھ کو غیرت آتی ہے جس وقت لوگ آپ کا ذکر کرتے ہین لہذا آپ کو لازم ہے کہ خدا پرستوں سے کنارہ کیجئے اور میرے پاس چلے آیئے تو مین آپ کو **مشیر قدرت** معین کرون کیونکہ آپ حالات سے ان خدا پرستون کے خوب آگاہ ہین آپ کی راے سے جو تقدیر کی جائے گی وہ کبھی پٹ نہ پڑے گی اور اگر اس کے خلاف کیجئے گا تو مین قسم کہاتا ہون اپنے خداوندی کی کہ ایسی تقدیر بد کرونگا کہ پھر وہ تقدیر کبھی نہ بدلے گی **قیلوس رعد آواز** نے یہ پیغام **مظفر بن ضیغم خون آشام** کو پہونچایا **مظفر** نہایت برہم ہوئے اور کہو کہ جا کہہ دینا کہ تو بھی کافر ہے اور تیرا باپ بھی کافر تہا اور تیرا دادا بھی کافر تہا سب گمراہ تھے مین تجھے نصیحت کرتا ہون کہ دنیا کا جاہ وحشم عزت عقبیٰ کے آگے ہیچ ہے اسلیئے کہ یہ فانی ہے اور وہ جاودانی ہے علاوہ اس کے بادشاہی بھی خدائی سے کم نہین ہے صرف بادشاہت کر خداوندی دعوے سے باز آ کیا تو نے سنا نہ ہوگا کہ تیرے دادا کے کیسے سامان تھے کہ دیو اور ساحر اور پہلوانان زبردست اوس کے محکوم تھے اٹھارہ ہزار **ملک باختر** کا بادشاہ تہا بلکہ خداوند کہلاتا تہا اوسے **صاحبقران عالی شان** نے جس کو تو مجاور زادہ **ملکہ** کہتا ہے ساری خداوندی برباد کر دی اور کس ذلت و خواری سے مارا گیا کہ ماہیان دریا اور مرغان ہوا اوس کے حال پر گریہ کرتے تھے بس دیدہ غفلت سے پردہ ظلمت کو اوٹھا اور نور ایمان کو دیکھ اپنے افعال قبیحہ سے توبہ کر یقین ہے کہ پھر تو اوسی رتبہ اعلیٰ کو پہونچے جو تیرے دادا کو حاصل تہا اور تیرے باپ کو نصیب بھی نہوا اور مین مرنے سے نہین ڈرتا ہون اگر تو نہ مانے گا اور لڑے گا تو ضرور لڑون گا ہر چند کہ لشکر میرے ساتھ کم ہے اور فوج تیری بے شمار ہے اور مین ضعیف ہو چکا ہون اور پہلوانان زبردست سے مقابلہ کرنا پڑے گا مگر پروردگار عالم توانا ہے اگر اوس کو منظور ہوگا تو مین اون جوانون پر ضعیفی مین غالب آؤن گا اور اگر قضا اسی بہانہ ہے اور مقدر مین خلعت شہادت ہے تو سبحان اللہ خوشا نصیب اوس شخص کے جو راہ خدا مین مارا جائے جس وقت **قیلوس رعد آواز** یہ جواب پیغام لے کر **ارژنگ بن زمرد** پاس پہونچا اور سب باتین بیان کین **ارژنگ بن زمرد** کو نہایت غصہ آیا اور کہا کہ جب سے مذہب اسلام اختیار کیا عقل اوس کی زائل ہو گئی مصلحت وقت نہین دیکھتے بس خدا پر بھروسا کئے بیٹھے رہتے ہین کافر سے مسلمان بہت جلد ہو جاتا ہے لیکن مسلمان سے کافر نہین ہوتا یہ یون نہ آئینگے اب مین تقدیر قتل کرتا ہون بجے طبل جنگ اوسی وقت نقارہ رزمی پر چوٹ لگی اور آواز نقارہ کی گرجی ہرکارے خبر لیکر **مظفر بن ضیغم خون آشام** کے پاس آئے اور بیان کیا

کر لشکر کفار مین طبل جنگی بجا ہے مظفر نے کہا کہ ہمارے یہان بھی بفضل ایزدی و بتائید ربانی بجے طبل جنگی مجھے بھی اب اپنی زندگی ناگوار ہے چاہتا ہون کہ جلد خدمت مین شاہزادہ ملک قاسم کے پہونچون یہان بھی کوس حربی نوازش مین آیا تیاری جنگ ہونے لگی ان جوانون نے بھی کمر ہمت کو چست باندھا اور مرنے پر آمادہ ہوئے ایک ایک سے کہتا تھا کہ بھائیو اب اگر بہت جیتے تو دو چار برس اور جیتے انجام مین مرنا ضرور تھا شکر خدا کرو کہ اگر اس جنگ مین مارے گئے تو خلعت شہادت سے سرافراز ہوئے ایک ایک کے گلے ملتا ہے کسی نے کفن پہن لیا ہے کسی نے خضاب کیا ہے کہ کل روز مرگ ہے عروس موت سے جوان بنکر ملنا چاہیئے اور شاہزادہ ملک قاسم اس صورت سے شاید دیر مین پہچانے تو دولہا بنانا چاہیئے جس سے شاہزادہ جلد پہچان لے کیونکہ اوسکے سامنے ایسی مشقت نہ ہوتی تھی مظفر بن ضیغم خون آشام شب کو بخدمت ملکہ رابعہ اطلس پوش اور گیتی افروز حاضر ہوئے اور عرض کی کہ کل کا وہ روز ہے کہ یہ خادم دیرینہ حق نمک سے ادا ہوگا لہذا امیدوار ہون کہ میرے حق مین دعائے مغفرت فرمائیگا اسلیئے کہ دعا آپ لوگونکی مستجاب ہوگی اور جو کچھ حضور آج تک ہوا ہو اوسے عفو فرمادیجیے رابعہ اطلس پوش نے کہا کہ اے مظفر مین سن چکی ہون کہ تمنے بڑی بڑی جانبازیان کین ہین اور قاسم کا بہت ساتھ دیا ہے یہ تو بتلاؤ کہ بعد تمہارے ہم لوگون پر کیا گذرے گی مظفر نے عرض کی کہ آپ ہراسان ہنوز پروردگار عالم مدد کرنے والا ہے ہم ایسے بہت سے جانباز ابھی آ آکر جانین نثار کرینگے اور آپکو بچاینگے آپکی عزت کا نگہبان پروردگار خود ہے کہ آپ اوس کے بندگان خاص کے ناموس مین ہین بعد اوس کے گیتی افروز سے کہا کہ آپ میرے مالک وولی نعمت بھی ہین اور بجائے فرزند بھی ہین اسلیئے کہ حضرت والد آپکے میرے بھائی تھے لہذا امیدوار ہون کہ آپ بھی اگر کوئی قصور مجھسے ہوا ہو تو اوسے عفو فرمادین گیتی افروز رونے لگی اور کہا کہ ایسے الفاظ زبان پر نہ لائین کہ مین گنہگار ہون مین ابتک آپکو ہمیشہ سے اپنا بزرگ سمجھا کی ہون باپ کافر تھا اور دشمن خدا تھا میرا بھی عدو ہو گیا آپ ہی شفقت پدری فرماتے رہے اور مین آپکو پدر سمجھا کی ہان اگر مجھسے کوئی قصور ہوا ہو تو اوسے عفو فرمادیجیے اور اگر خدانخواستہ بنصیب اعدا آپ کو چشم زخم پہونچا تو بہت جلد مین بھی راہی ملک عدم ہونگی اور ساتھ آپکے شاہزادہ ملک قاسم کے پدر بزرگوار یعنے علمشاہ رومی سے ملونگی یہ کہکر اسقدر روئی کہ ہچکیان بندھ گئین اک کہرام قلعہ مین برپا تھا اتنے مین الماس خان خاوری آئے اور مظفر بن ضیغم رخصت ہوکر لشکر مین آئے الماس خان نے سب کو تسلی دی اور کہا کہ نہ گھبراؤ جس خدا نے بڑی بڑی بلاؤن سے نجات دی وہی اسوقت بھی بچانے والا ہے اسقدر ہراسان نہو اسی عالم مین طبل بجتے بجتے زمانہ شب کا برطرف ہوا اور مخانہ شب سے صبح برآمد ہوئی جھونکے نسیم بہار کے چلے طائران خوش الحان شاخ درخت پر مجوز مزمہ سرائی ہوئے اپنی اپنی زبان بیزبانی مین حمد الہی بجالارہے تھے نسیم بہار نے غنچون کو شگفتہ کیا فوج اسلام مین آواز اذان بلند ہوئی مسلمان بسترون سے اوٹھے اور فریضہ سحری کو ادا کرکے عازم میدان کارزار ہوئے مظفر

بن ضیغم خون آشام نے آلات جنگ تن پر آراستہ کئے اور اہل لشکر سے کہا کہ بھائیو عمر بہر تک شاہزادہ ملک قاسم کا کہا یا ہے اب سن بھی آچکا جوان سے بوڑھے ہوئے ہر وقت موت کا کھٹکا لگا ہوا ہے پیمانہ عمر لبریز ہو چکا ہے چھلکنے کی دیر ہے آج ان کفار سے ایسا جہاد کرو یہ بھی یاد کرین کہ کسی معرکہ مین بوڑھون سے سامنا پڑا تھا تو اونھون نے جوانون کی کیا حالت کردی تھی سب نے عرض کی کہ انشاء اللہ دیکھئے گا کہ یہ دست رعشہ دار کس کس سر پر عزور کو خاک مذلت پر گراتے ہین مظفر نے کہا کہ آبرو تمہین لوگون کے ہاتھ ہے یہ معاملہ نہایت نازک ہے کہ ناموس قلعہ مین ہین یہ کہتے ہوئے مرکب پر سوار ہوکر میدان کارزار مین آئے دیکھا تو تمام لشکر کفار قریب بیس بائیس لاکھ کے صف بستہ ہے بڑے بڑے سرداران نامی و گرامی مرکبون پر سوار آگے آگے لشکر کے پرا باندھے کھڑے ہین پیچھے تمام فوج صف آرا ہے قلب فوج مین تخت ہے ازرنگ بن زمرد کا بیلدارون نے نکل کر میدان کو ہموار کیا سقون نے آب پاشی کرکے گرد کو بٹھایا نقیب نقابت کرکے نکل گئے کڑکیتون نے کڑکا کہا جوانون کو جوش شجاعت ہوا تلوارین نیامون سے اوگلنے لگین اکاک مرتبہ **قرماسب بن غرماسب بن طرماسب بن طہماس بن عنقوطل دیو ورد** گینڈا اپنا بڑھا کر سامنے تخت **ازرنگ بن زمرد** کے آیا اور مرکب سے اوترکر سجدہ کیا اجازت میدان مانگی ازرنگ نے کہا کہ جام منگوا اپنے دست قدرت کے حوالے کیا اور جام شراب اپنے ہاتھ سے قرماسب کو دیا قرماسب نے جام ہونٹون سے لگا درکشید کیا اور مار کر مرکب پر بیٹھکر ٹچک ماری کہ گینڈا ابلبلا کر چلا اور مانند کوئے کے میدان مین اوترا پہلے اس نے سراپا میدان کا دیکھا یا نیزہ کے ہاتھ نکالے جسوقت پسینے مین عرق ہوگیا آواز دی کہ باغی اے گروہ خدا پرستان جس کو آرزوے مرگ و تمنائے قضا ہو وہ نکلے میرے مقابلہ کو بس یہ سننا تھا کہ مظفر بن ضیغم خون آشام نے باگ گھوڑے کی لی اور پاشنہ مار کر گھوڑا تڑپ کر چلا اور آگے ہی بیچ میدان مین لیجا چارون چلیان جہاڑین اودہر قرماسب بعزم تگاور ٹپنی چلاتا کہ اس بڈہے کو یونہین پامال کردون مظفر نے پھر سے باگ کے اشارہ پر مرکب کو پہیرا اور تگاور خالی دیکر آواز دی کہ او نامرد یہ کونسا طریقہ ہے ارے کہین گھوڑے اور گینڈے مین بھی تگاور چلی ہے قرماسب زور مین دوڑا کر لے چلا تھا کرکدن اس کا اپنے زور مین دور تک نکلا چلا گیا بمشکل قرماسب نے اس کو روکا اور پھیر کر سامنے لایا مظفر بن ضیغم خون آشام نے کہا کہ او قرماسب جائے حیف ہے کہ تیرا پردادا اور سکڑدادا دونون مسلمان ہوئے اور انجام اونکا بخیر ہوا اور تیرے باپ دادا نے خدائے باطل کی پرستش کرکے اپنی عقبی بگاڑی اور واصل جہنم ہوگیا ارے تونے بھی وہی طریقہ اختیار کیا کہ قتل خداپرستان پر کمر باندہی اور ایک کافر کی اطاعت مین انجام کو خراب کیا یہ ازرنگ اوسی کا بیٹا ہے جس کی خدائی کو حمزہ صاحبقران نے برباد کرکے اوس کو قتل کرڈالا اور اسکے باپ کو حمزہ ثانی نے واصل جہنم کیا یہ بھی ایک نہ ایک دن اوسی طرح اولاد صاحبقران کے ہاتھ سے مارا جائیگا

اور جاکر اپنے باپ دادا سے جہنم میں مل جائے گا اگر باپ دادا اس کے خدا ہوتے تو بندگان خدا کے ہاتھ سے قتل نہوتے قرماسب نے کہا کہ تو لاکہ مجھکو فریب دے میں تیری باتوں میں آنے والا نہیں ہوں میں سمجھ چکا ہوں کہ خدا پرستوں کی باتیں سحر کا اثر رکھتی ہیں انہیں لوگوں نے بہکا کر میرے پردادا اور سکڑ دادا عنقویل دیو پرور کی عاقبت بگاڑی میں ابھی سے سنونگا ہاں اگر تم اس طرف آنا چاہو اور نیک ہونا چاہو تو مضائقہ نہیں ہے اسلئے کہ عزیز کو خداوند ہو ورنہ میدان جنگ سے نصیحت وعظ و پند نہیں ہے کچھ جرأت دکھاؤ مظفر بن ضیغم خون آشام نے کہا کہ تو جانتا ہے کہ اہل اسلام پیشدستی نہیں کرتے ہیں اور پھر مجھے طالب حرب ہے وار کر اپنا اگر خداوند کریم تیرے حربے سے بچائے گا تو دیکھا جائے گا یہ سنکر قرماسب نے خبردار خبردار کہکر برچھا مارا مظفر نے برچھا اس کا اپنے نیزے پر روکا طعنیں چلنے لگیں بند بند ہنے لگے کوئی بیس بائیس طعنوں کے نوبت آئی ہوگی کہ اک مرتبہ مظفر نے نیزہ سے نیزہ کو گانٹھ کر جو کن دیا صاف نیزہ ہاتھ سے قرماسب کے نکل گیا بس یہ دیکھتے ہی زمانہ نگاہوں میں تیرہ و تار ہو گیا آواز دی کہ اے مظفر غضب کیا تو نے کہ نیزہ ہاتھ سے میرے نکال دیا مگر خیر کچھ پرواہ نہیں نیزہ بازی خلال بازی کے واسطے ہے یہ دل کوہ کو چاک کرتا ہے یہ کہکر آرا پرتے ساطور گران ساڑھے چھ من کے ضرب کو اوٹھایا اور خبردار خبردار کہکر مارا مظفر نے برابر سپر کو اوٹھا کر چہرہ کی پناہ کیا لیکن ساطور نہایت کاٹ دار ہے اور ہاتھ بھی قرماسب کا زبردست اب جو پھل اس کا سپر پر پڑا تو سپر کو مانند قرص پنیر کے دو ٹکڑے کیا خود کو کاٹا کاسہ سر و صراحی گردن قلم کرکے تا جگرگاہ اوتر آیا مظفر تڑپ کر گھوڑے سے زمین پر گرا اور روح جانب جنت پرواز کر گئی الماس خان خاوری دوڑ پڑے کہ او عادی غضب کیا تو نے کہ اتنے بڑے سردار کو مارا کہ جو شہرہ آفاق و رفیق قدیم ملک قاسم کا تھا جیسے ہی الماس خان قریب پہونچے وہی ساطور قرماسب نے انکے بھی حوالہ کیا الماس خان کا سر تو بچایا لیکن گردن گھوڑے کی قلم ہوئی الماس خان کود کر علیحدہ ہوئے اور جھپٹ کر گینڈے کو قرماسب کے بے سر کر دیا قرماسب بھی کود کر علیحدہ ہوا الماس خان نے تلوار ماری قرماسب نے تلوار انکی ساطور سے روک کر کے جو ہاتھ مارا یہ بھی شہید ہوئے لشکر اسلام سے آواز گریہ و زاری بلند ہوئی لوگ بھاگ بھاگ کر قلعہ بند ہوگئے ارژنگ بن زمرد باغ و فیروزی میدان سے پھرا اور دوسرے روز صبح کو طبل جنگ بجوا کر قلعہ پر دھاوا کیا اہل قلعہ نے نہایت ہوشیاری سے کام لیا قلعہ کو خوب مستحکم کر لیا تو تین چار دن جانے کا

متوالا کڑک کا بولا بارود کی ہنڈیا تیل کا کڑاہ سب چیزین درست کر رکھین خندقون مین آگ روغن کردی پل تختہ ہٹادیا قرماسب نے ارژنگ بن زمرد سے کہا کہ اور لوگون کو کیون بھیجئے مین ہی کافی ہون آپ دور سے تماشا دیکھئے ارژنگ نے کہا اب قلعہ پر دھاوا کرنے کی تو کوئی ضرورت نہ تھی اسلیے کہ قاسم کو اور اوسکے بھائی عمر بن رستم کو شکار پر قتل کیا یہان پہونچکر رفیقون کو اوس کے قتل کیا لیکن مین نے سنا ہے نور قدرت خداوند اول یعنی ملکہ گیتی افروز اس قلعہ مین ہین اونکا چھین لینا ضرور ہے اسلیے کہ ایسا متبرک خداپرستون مین نہ ہے یعنے سنا ہے کہ خداوند فرماتے تھے کہ ملکہ گیتی افروز نور خالص ہے اس کی مدارات و خاطر خداوند کو ہر طرح منظور ہے اگر یہ خداپرستون کے قبضہ مین نہ چلی جاتی تو خداپرستون کو اسقدر زور نہوتا لہذا اے قرماسب اس کو خداپرستون سے جدا کرکے اپنے مین شریک کرنا ضرور ہے اسلیے کہ زور خداپرستون کا گھٹے نگاہ ترحم خداوند کی ان لوگون کی جانب سے پھرے اور ہماری طرف مبذول ہو قرماسب نے کہا جو حکم ہوا ہے بجا ارشاد خداوند کی مصلحتین بندے کیا سمجھ سکتے ہین ارژنگ نے کہا تو بڑا مخلص بندہ ہے مین تجھے رفتہ رفتہ صاحبقران قدرت بناؤنگا یہ سنکر قرماسب پھول گیا اور کہا کہ اب جلد آستین مرحمت میری پشت پر جھاڑیے اور اجازت عنایت فرمایئے ارژنگ نے اسکی پشت پر ہاتھ رکھا اور کہا جا تجھے اپنے دست قدرت کے سپرد کیا بس یہ سنتے ہی قرماسب چاہتا تھا کہ گرگدن مست کو جولان کرے کہ دیلم بن تورج نے کہا اے ارژنگ یہ کام اسکا نہین ہے بلکہ ہمارا ہے اسلیے کہ اس قلعہ مین ہمارے عزیزون کی ناموس ہین اگرچہ ہم اونکے تشنہ خون ہین اور وہ ہمارے لہو کے پیاسے ہین لیکن عزت اونکی ہماری عزت ہے قرماسب کا جانا ٹھیک نہین ہے ارژنگ شاہ نے کہا کہ مینے تقدیر پلٹ دی اور اس قلعہ کی فتح تمہارے نام کی ہے یہ سنکر دیلم بن تورج نے دورا باگ کا لیا اور مرکب کو پاشنہ مار کر مانند برق جہندہ کے تیز ہوکر چلا کوئی دس ہزار سوار دیلم نے اپنے ساتھ لے لیے تھے جسوقت قلعہ کے مقابل پہونچے آواز دی دیلم نے کہا اے اہل قلعہ خبردار ہوشیار ہو رہو کہ منم دیلم بن تورج بن ایرج نوجوان ملکہ گیتی افروز سے بعد تسلیم کے میرا پیام دے دو کہ پرپوتا آپ کا آپکے لینے کو آتا ہے اس غرض سے کہ اب ساتھ خداپرستون کا چھوڑکر اپنے بھتیجے ارژنگ بن زمرد کے سرپرستی فرمائیے اور ہم دونون کے سر پر ہاتھ رکھیئے کیونکہ آپ ہمارے واسطے باعث برکت ہین ہمین کسی اور سے کچھ مطلب نہین ہے اہل قلعہ نے جواب دیا کہ تو کافر ہے اپنے کو اونکا پوتا نہ کہہ کہ اسمین بھی اونکی توہین ہے اور وہ کبھی تیرے عرض کو قبول نہ فرمائینگی دیلم نے کہا کہ تمہین ان جھگڑون سے کیا وہ قبول کرین یا نہ کرین تم پیام میرا کہدو جو وہ جواب دین وہ مجھ سے کہدینا مین چاہتا ہون کہ کشت و خون نہو کام باسانی نکل آئے ورنہ یاد ہی رکھنا تمام قلعہ خاور کو اولٹ پلٹ کر دونگا اسکے زیادہ اصرار سے لوگون نے جاکر ملکہ گیتی افروز سے عرض کیا کہ دیلم بن تورج اس طور سے

اظہار قرابت کرکے عرض کرتا ہے کہ ہمارے اور ارژنگ کے سرپرستی کیجئے کہ ہم بردے
ہیں اور ارژنگ نا بہیجا آپکا ہے اور ساتھ ان خدا پرستونکا چھوڑے ملکہ گیتی افروز
نے کہا اوس سے کہدو کہ اگر مذہب اسلام اختیار کرے تو وہ اور ارژنگ بن زمرد
دونوں فرزند ہیں اور اگر کافر ہے تو ہیں اونکی کوئی نہیں نہ وہ میرے کوئی ہیں اسلیئے
کہ شعر پسر نوح با بدان بنشست * خاندان نبوتش گم شد * انبیا کے فرزند گمراہ
ہونے کے سبب اونکی نسل سے علیحدہ کردیئے گئے اور غیر کشتی پر بٹھا کر بچا لئے گئے اور
مظفر بن ضیغم خون آشام سے رشتہ اسقدر قریب کا تھا جیسا تم دونوں سے
ہے مگر اوس نے نیک راہ اختیار کرکے ہمارا ساتھ دیا ہے تمنے اوسکا ساتھ دیا تونے اور
تیرے باپ نے بدچلنی سیکھی ہم سے علیحدگی رہی اور اگر تجھے یہ خیال ہو کہ میں بزور شمشیر
گیتی افروز کو لیجاؤنگا تو یہ خیال دل سے دور رکھ تو قلعہ میں نہ داخل ہونے پائیگا
کہ میں ملک قاسم کی خدمت میں پہونچ جاؤنگی یہاں آکر سوا اسکے کچھ نہ پائیگا
اہل قلعہ نے بھی سب باتیں دیلم سے بیان کیں اودہر گیتی افروز نے جام زہر تیار کرنے
کا حکم دیا لیکن رابعہ اطلس پوش نے منع کردیا اور گلے سے لگا لیا کہ اے فرزند جلدی
نہ کرو اب تم ہمیں رو لو اوسکے بعد اختیار ہے یہ داغ مجھسے نہ اوٹھیگا چاہیئے تجہکو تھا
کہ خورشید خاوری سے بھی پہلے میرا کوچ دنیا سے ہوتا اور تم دونوں ساتھ ہوکر میں
ملکر میرا مزار روشن کرتیں صف ماتم بچھاتیں مگر مصلحت خدا یوں ہی تھی کہ ہم خورشید
خاوری کو رو بیٹھیں اے گیتی افروز اب تمہارا داغ مجھسے نہ دیکھا جائیگا گیتی
افروز نے عرض کی کہ یہ شرارت ارژنگ کی ہے کہ دیلم کو اوبھارا ہے ورنہ اسے
یہ خیال ہی نہو گا کہ میں دادی کو لیجاؤں بہر طور یہ کفار اگر مجھکو لیجائینگے تو میرے
ساتھ کیا سلوک کرینگے نہیں معلوم ذبح کرکے کہاں پہینکیں مردہ بھی خراب ہوگا
یہاں تو یہ صحبت ہو رہی ہے اور وہاں دیلم نے گرز ہاتھ میں لیا اور سپر سنبھالی اور
مرکب کو پاشنہ کیا مرکب تڑپ کر مانند باد صرصر کے چلا جیسے ہی اہل قلعہ نے دیکھا کہ
دیلم زد پر آگیا ہے توپیں سرکیں اور گولے مارنا شروع کئے دیلم دس ہزار سواروں
سے اوبہا ڈاکر کے چلا ہے اور قلعہ پر سے گولے برسنا شروع ہوئے جسکے گولہ لگا وہ گر کے
گھوڑے پر سے اولٹ گیا برابر قلعہ پر سے باڑہ پڑ رہی ہے زمین ہل رہی ہے توپوں کی
آواز دن سے جو نئے گھوڑے لشکر میں ہیں وہ بھڑک بھڑک کر پلٹا رہے ہیں جگر زمین
ہول سے شق ہو رہا ہے توپ خانہ نے آواز رعد کو نظروں سے گرا دیا ہے لیکن دیلم مانند شیر
نر کے برابر مرکب کو دوڑائے ہوئے چلا جاتا ہے اگر سامنے سے گولا آتا ہے گرز سپر سے
رد کرتا ہے دہنے پر آتا ہے تو بائیں پر ہٹ کر خالی دیتا ہے اور اگر
دہنے پہرا آتا ہے تو بائیں رکاب پر آرہتا ہے کبھی اس پہلو کبھی
اوس پہلو تلوار سے برابر چلتا ہوا گولوں کو رد کرتا ہوا چلا جاتا ہے ساتھ والوں
[illegible] کہ دس یہاں گر گئے پندرہ وہاں گر گئے بارہ اودھر ٹوٹ گئے جسکے گولا لگا
[illegible] روح کیواسطے دوزخ سے پھرتے ہیں دم لینے کی فرصت

لینے کی فرصت نہین ملتی ہے یہان تک کہ دس ہزار سوارون مین سے جو ہلاک کرنیکے وہ تو بچے ورنہ سب مارے گئے گولہ اندازون نے اپنی قادر اندازی دکھا دی لیکن دیلم کے کوئی گولہ قضا کا نہ لگا اور لب خندق جا پہونچا اہل قلعہ نے مارنے کا ستوالا کرک کا بولا بارود کی ہنڈیا حربے کے حربے کئے لیکن سب دیلم نے رد کئے اس لیئے کہ قضا اسکی ابھی نہین ہے آواز دی دیلم نے کہ اے اہل قلعہ دیکھا تمنے کہ مین نے کیونکر حربے تمھارے رد کیئے بس اب خیریت اسی مین ہے کہ فقط گیتی افروز کو میرے سپرد کرو مین تم لوگون سے تعرض نہ کرونگا ورنہ یہ سمجھ لو کہ مین داخل قلعہ ہو چکا ہون ایک کو زندہ نہ چھوڑونگا لوگون نے جواب دیا کہ جب تک ہمارے دم مین دم ہے اُس وقت تک گیتی افروز کو نہ دینگے ہمین مرنا قبول ہے اور یہ ہمسے نہ ہوگا یہ سُن کر دیلم نے کہا کہ معلوم ہوا قضا تم لوگون کی سرپر ہاتھے سے ہے لے ہوشیار ہو جاؤ مین آتا ہون یہ کہکر جو مرکب کو ایڑ کی گھوڑا اسمٹ کر جو اُڑتا ہے چارون پٹلیان خندق کے کنارے پر جھاڑین اہل قلعہ نے دیلم کو تاک کر تیل کا کڑھاؤ اوپر سے پھینکا دیلم نے خالی دیا تیل کھولتا ہوا جو زمین پر گرا زمین سلگنے لگی اب اہل قلعہ مایوس ہو کر اور دعا کرنے لگے کہ اے کس بیکسان واے داد رس غریبان ہماری داد کو پہونچ اور اس ظالم کے پھندے سے بچا ہنوز سخن در دہان تھا کہ پردۂ بیابان سے تتق گرد و غبار بلند ہوا سب دیکھنے لگے کہ کون آتا ہے آتے آتے قریب پہونچکر دامن گرد کا شگافتہ ہوا اور دل گرد سے سو علم نشانہ ایک لاکھ سوار کا پیدا ہوئے کہ اُنپر تعریف الٰہی اور نعت رسالت پناہی مرقوم تھی آگے آگے سب کے ایک مرد ضعیف مرکب پر سوار لیکن پیر کُہن سال ہے جیسے ہی وہ مرد ضعیف قریب پہونچے اور اہل قلعہ نے پہچانا نقارہ خوشی بجایا یہ خبر ملکہ گیتی افروز اور رابعہ اطلس پوش کو ہوئی کہ شاہ سلیمان فارسی مع اپنے فرزندون کے ایک لاکھ سوار کی جمعیت سے کمک کو آئے ہین ملکہ گیتی افروز یا تو ارادہ خودکشی کر رہی تھی اور رابعہ اطلس پوش اسے روکے ہوئے تھی دل مین دعا مانگ رہی تھین یا خبر آمد سلیمان فارسی کی سُن کر خوش ہوئین ملکہ گیتی افروز نے بھی اپنا ارادہ ملتوی کیا اور رابعہ اطلس پوش نے سجدۂ شکر ادا کیا لیکن سلیمان شاہ فارسی نے مرکب جولان کرکے آواز دی کہ اے دیلم خبردار کہان جاتے ہو ہرچند کہ محرم ہو نامحرم نہین ہو مگر ایسے محرم کس کام کے جو قصد بے ادبی رکھتے ہون اور بزرگ داشت نہ کرین بس مناسب یہی ہے کہ اپنے ارادے سے باز رہو اور پلٹ جاؤ بڑے تعجب کی بات ہے کہ وارث ان عورتون کے موجود نہین ہین اور تم نے دست جفا دراز کیا ہے لطف یہ تھا کہ جب شاہزادہ ایرج نوجوان یا رستم ثانی موجود ہوتے تو سب کچھ مناسب تھا جس طرح چاہتے تم اُن سے وہ تم سے پیش آتے اس وقت مین ہم غلامون کو اُن شاہزادگان سے محجوب کرنیکا عبث ارادہ کیا یہ کہو پھر بھی خبر مجھے پہونچ گئی اور مین وقت پر آ گیا ورنہ اس سن مین سفیدی پر سیاہی چڑھتی اور یہ مشہور ہوتا کہ ملازمان شاہزادۂ خاور سپاہ موجود رہتے برائے کمک نہ آئے اور ناموس اُن کا برباد و تباہ ہو گیا بس بہتر و انسب یہی ہے کہ تم واپس جاؤ جس وقت شاہزادۂ ایرج نوجوان تشریف لائینگے اُس وقت سمجھ لینا دیلم نے آواز دی کہ او بڈھے جا پلٹ جا ورنہ مفت میرے ہاتھ سے مارا جائیگا مجھے یہی اتنا خیال ہے کہ تو دادا صاحب کے ملازمان قدیم سے ہے کیون میرے ہاتھ سے قتل ہوا چاہتا ہے اور ملکہ گیتی افروز خداوندزادہ باختر کی

پھوپھی اور میری دادی ہین ہم جس طرح چاہین اُن سے پیش آئین تجھے کیا حق حاصل ہے جو ہمین روکتا ہے سلیمان شاہ فارسی نے کہا کہ بڑے افسوس کا مقام ہے کہ جسکا جد رواج دین اسلام کرے اُسکا نبیرہ تاراج اسلام پر آمادہ ہوا ہے دیلم ساتھ ان کفار کا چھوڑ دو اور تمھین لازم ہے کہ خود ان لوگون کی حفاظت کرو ورنہ تمھارے لیے بھی بدنامی ضرور ہے دیلم نے کہا کہ تو بس مجھے نصیحت نہ کر جو میرا جی چاہتا ہے وہ کرتا ہون تجھے اگر روکنا ہے تو روک لے یہ کہہ کر برچھا سنبھالا سلیمان شاہ فارسی نے بھی نیزہ لیا دیلم نے آواز دی کہ وار کر اور حوصلہ اپنا نکال لے ایسا نہ ہو کہ دل کی دل ہی مین رہجاے اور انجام مین تو پچھتاے یہ سُن کر سلیمان فارسی نے جواب دیا کہ کیا تم اپنے بزرگون کے آئین سے نہین واقف ہو جنکا تتبع مجھپر فرض ہے تم وار کرو پھر مین بھی وار کرونگا پیشدستی کبھی نہ ہوگی دیلم نے خبردار خبردار کہکر آکے نیزہ مارا سلیمان شاہ فارسی نے نیزے کو دیلم کے اپنے نیزے پر لگایا تھا طعنین چلنے لگین بند بند چھٹنے اور ٹوٹنے لگے یہان تک کہ سنانین اور بانین نیزون کی بیکار ہو گئین چھڑ پر چھڑ پڑنے لگی آخر کو ڈانڈون کے بھی پھونسڑے اُڑ گئے مانند مسواک کے ہو گئین ہاتھون سے پھینک پھینک دین لیکن دیلم نے بہت تعریف کی کہ اس ضعیفی مین تمنے خوب نیزہ بازی کی لیکن یہ تلوار تمھارے واسطے پیغام اجل ہے یہ کہکر سن سے تلوار کمر سے کھینچلی سپر پشت سے لے کر خبردار خبردار کہکر تلوار ماری سلیمان شاہ نے بھی تلوار کھینچی رد و بدل ہونے لگی یہ معلوم ہوا کہ دو بجلیان کوندرہی ہین قضائے کار گھوڑے نے سلیمان شاہ کے ٹھوکر لی بوڑھے آدمی سنبھلنا دشوار ہو گیا جب تک سنبھلین سنبھلین تلوار دیلم کے سر پر پڑی نہ اُٹھ سکے جھونک مین خود بھی گر گیا تھا روکنے والی کوئی چیز نہ تھی تا کمر اُتری چلی گئی دیلم نے جھٹکا مارا کہ مرکب سمیت چار ٹکڑے ہوئے لاش زمین پر تھرتھرا کر رہ گئی یہ مرد مسلمان رفیق قدیم شاہزادہ خاور سیاہ ملک قاسم درجہ شہادت پر فائز ہوا اہل قلعہ نے شور گریہ بلند کیا بعد سلیمان شاہ فارسی کے ان کے فرزند بھی ہاتھ سے دیلم کے فرداً فرداً قتل ہوئے جنگ مغلوبہ ہو گئی کیونکہ کفار چاہتے تھے کہ سر ان مسلمانون کے کاٹ لین اہل لشکر سے یہ دیکھا نہ گیا دوڑ پڑے اور لاشین اپنے سردارون کی لے کر روانہ ہوئے لیکن جس وقت یہ خبر ملکہ گیتی افروز کو ہوئی بہت روئین اور کہا کہ معلوم ہوتا ہے قضا ہماری نزدیک آگئی ہے آنکھون کے سامنے کل سے آج تک کون کون لوگ قتل ہو گئے لیکن دیلم پھر طبل جنگ بجوا کر قلعہ پر چلا اُسی طرح پھر گولون کی مار ہونے لگی گولہ اندازون نے جانین لڑا دین لیکن کوئی گولہ قضا کا دیلم کے نہ لگا اور یہ خندق کو پھاند کر در قلعہ پر جا پہنچا یہ خبر ملکہ گیتی افروز اور رابعہ اطلس پوش کو ہوئی کہ قلعہ دشمنون کے قابو مین آگیا بس ملکہ گیتی افروز نے خیال کیا کہ آبرو مین فرق آیا چاہتا ہے بس یونہین اپنے کو صحن قلعہ مین گرا دیا کہ سر تختہ چٹان پر پڑا دو پارہ ہو گیا لاش پھڑکنے لگی دیلم اتنے عرصے مین قلعہ کا پھاٹک گرز سے توڑ کر داخل قلعہ ہوا اور در محل تک پہونچ گیا ہر چند کہ راستے مین لوگون نے بہت روکا اور جانین دین لیکن دیلم نے در قلعہ سے در دولت تک کشتون کے پشتے اور لاشون کے انبار لگا دیے اور دروازہ مین داخل ہوا تو اپنی آنکھ سے گیتی افروز کو زمین پر تڑپتے دیکھا اور گرد عورتون کا ہجوم پایا سمجھ گیا کہ ملکہ گیتی افروز نے جان دے دی بس وہین سے یہ پلٹا کہ اب کیا منھ لیکر سامنے

جاؤن اور جسکے واسطے یہان تک آیا تھا جب وہ ہی نہین تو پھر بیکار ہے یہ تو اس طرف پلٹا اور یہان بعد ملکہ گیتی افروز کے رابعہ اطلس پوش نے بھی قصد خودکشی کیا تھا کہ عورتون نے روک لیا کہ اگر آپ کے دشمن بھی ہلاک ہوگئے تو ہمارا کون ہے اور ملکہ گیتی افروز کی صف ماتم کون بچھائیگا رابعہ اطلس پوش نے ایک پچھاڑ کھائی اور غش آگیا یہ سبب اُن کے بچنے کا ہوا ورنہ آج ہی خاتمہ ہوگیا ہوتا مگر ابھی اُن کی حیات باقی ہے دیلم تو قلعہ سے نکل کر لشکر ارژنگ مین آیا اور سارا ماجرا ملکہ گیتی افروز کا اپنے کوٹھے پر سے گر کر جان دینے کا بیان کیا یہ سُن کر ارژنگ بن زمرد نے کہا کہ افسوس آج نور خالص خداوند باختر سے دنیا خالی ہوگئی لیکن یہ تمام فسادات قاسم کی ذات سے برپا ہوئے دریافت کرو کہ قبر قاسم کی کہان ہے لوگون نے بعد دریافت ارژنگ سے بیان کیا کہا کہ ابھی قبر قاسم کی کھُدوا ڈالو اور لاش کا سر کاٹ کر نیزے پر رکھوا اور کوچہ بکوچہ شہر بشہر تشہیر کراؤ یہ سُن کر دیلم و اسلم غصہ سے کانپنے لگے اور تلوارین پکڑ کر اُٹھ کھڑے ہوئے کہ اے ارژنگ احسان فراموش ہمنے تو اسقدر تیرا پاس و لحاظ کیا کہ تیری طرف سے اپنے عزیزون کو قتل کیا ملک اُن کے تاراج کئے ملکہ گیتی افروز اسی باعث سے ہلاک ہوئین اور تو ہمارے دادا کی قبر کھُدوانے کو کہتا ہے اگر وہ زندہ ہوتے تو ہم اُن سے لڑتے یا قتل کرتے یا مارے جاتے مردے کی توہین ہم سے نہ دیکھی جائیگی پس حکم اپنا منسوخ کر ورنہ مارے تلوارون کے بارگاہ کو خون سے لال کر دینگے ارژنگ بن زمرد اپنے دل مین قائل ہوا اور خاموش ہو رہا ایک روز یہان جشن کیا کہ عین جشن مین ایک سوداگر نے آکر تصویر ملکہ ثریاے سیمتن کی دکھائی اور ارژنگ اُس پر عاشق ہو کر برجیس آفتاب پرست سے مقابلہ کرنے کو روانہ ہوا یہ داستان مفصل لکھی جا چکی تھی اس وجہ سے اس مقام پر اختصار کیا گیا لیکن جس وقت ملکہ رابعہ اطلس پوش کو ہوش آیا اور خیالات مجتمع ہوئے تو لاش ملکہ گیتی افروز دیکھی اور کہا کہ یہ ابھی مجھ سے باتین کر رہی تھی ابھی بےحس و حرکت پڑی ہے زخم سر سے خون ہو کر منجمد ہو گیا ہے لاش سے لپٹ گئین اور اسقدر پیٹین کہ سر و زانو نیلے کر لیے بعد اس کے بہت بین جگر خراش کئے اور لاش کو پہلوئے مزار قاسم مین دفن کرایا اور خود لباس سیاہ پہنا دن رات روتے گذرتی تھی واقعی امر یہ ہے کہ جسکی آنکھون کے سامنے عالمشاہ سا فرزند قاسم سا پوتا دنیا سے کوچ کر جائے اور دونون بہوئین جہان سے گذر جائین اُس کی کیا حالت ہوگی در و دیوار پچھاڑے کھاتے تھے ہر ایک کی نشانیان سینے سے لگا لگا کر روتی تھین یہان تک کہ اسی صدمے مین انھون نے بھی انتقال کیا لوگ جنازہ ملکہ رابعہ اطلس پوش کا باجاہ و تجمل قبرستان کی طرف لئے جاتے تھے قبرستان شہر سے کسی قدر فاصلے پر تھا کہ جانب صحرا سے گرد اُڑی یہ لوگ ڈرے کہ ایسا نہ ہو کوئی دشمن آتا ہو جنازے کو لے کر بھاگنے کا قصد کیا تھا کہ گرد برطرف ہوئی اور چار نقابدار با لشکر بسیار آکر پہونچے نقابدارون نے جو دیکھا کہ ایک جنازہ باشوکت شاہانہ گورستان جا رہا ہے خیال گذرا کہ کسی امیر یا رئیس نے انتقال کیا ہوگا شرکت کرنا چاہیے کہ ہمدردی دین اسلام کا مقتضا یہی ہے اُدھر اُن لوگون کو جو ہمراہ جنازہ تھے یہ خبر ملی کہ یہ لوگ مسلمان ہین اور مشایعت کے لیے

آئے ہین دشمن نہین ہین اِن کے جان مین جان آئی اور دل مین کہا کہ ملکہ رابعہ اطلس پوش بڑی خوش نصیب تھین کہ غیب سے سامان ہو گیا اور اتنا بڑا لشکر اِن کی نماز جنازہ پڑھیگا غرضکہ چارون نقابدار قریب آئے اور پوچھا کہ یہ میت کسکی ہے اُنھون نے عرض کیا کہ ملکہ رابعہ اطلس پوش والدۂ رستم تہمتن شاہزادہ علمشاہ رومی کی یہ لاش ہے بس یہ سُنتے ہی نقابدارون نے نقابین اُٹھا دین گریبان چاک کئے سر برہنہ ہو کر خاک اُڑانے لگے اور کاندھون پر تابوت کو اُٹھا کر نزدیک قبر لائے نماز جنازہ پڑھی اور دفن کیا اس کے بعد قلعہ مین آئے وہان سناٹا دیکھا ایرج نوجوان نے اپنی دادی کو پوچھا یہ سُنکر لوگون نے کہا کہ وہ بھی انتقال کر گئین بلکہ اُنھین کی تیمارداری کو ملکہ رابعہ اطلس پوش بھی آگئی تھین اس کے بعد آنا ارزنگ بن زمرد کا اور اول شکار شہید ہونا عمرو بن حمزہ کا اور محبت مین بھائی کی دوڑ پڑنا شاہزادہ خاور سیاہ ملک قاسم کا اور ان کا بھی شہید ہونا اس کے بعد چڑھ آنا قلعہ پر ارزنگ بن زمرد کا فوج کثیر سے مقابلہ کرنا مظفر بن ضیغم خون آشام کا اور شہید ہونا ساطور قصاب سے اور الماس خان خاوری کا شہید ہونا چڑھائی کرنا دیلم کا قلعہ پر پہونچنا سلیمان شاہ فارسی کا اور اپنے فرزندون سمیت شہید ہونا اس کے بعد پھر آنا قلعہ کی جانب دیلم بن تورج کا اور پھاٹک توڑ کر داخل قلعہ ہونا اس ارادے سے کہ ملکہ گیتی افروز کو لے جا کر اُسکے بھتیجے کے سپرد کرون ملکہ گیتی افروز کا اپنے کو فصیل قلعہ پر سے نیچے گرا کر جان دے دینا اور اسی غم مین مرجانا رابعہ اطلس پوش کا سب بیان کیا اب تو نقابدارون کی یہ حالت ہوئی کہ دیوارون سے سر ٹکراتے تھے کہ ہائے افسوس ہمارے یہان نہ ہونے سے سارا گھر تاراج ہو گیا کوئی باقی نہ رہا ایک ہو تو اُس کا نام لے کر روئین استنے صدمے جو ایک مرتبہ ہوئے تو آنسو خشک ہو گئے سکتہ سا ہو کر رہ گیا از سرِ نو ایرج نوجوان نے اُن سب کا ماتم برپا کیا چالیس روز تک خوب سینہ زنی رہی ان سب کی قبرون پر گنبد تعمیر کرائے شہر کو آباد کیا اور سہراب ثانی نے قسم کھائی کہ اب بغیر دیلم و اسلم کو قتل کئے ہوئے مجھے چین و آرام نہ آئیگا اور ارزنگ بن زمرد کو بھی سزائے معقول دونگا کہ اس بے حیا نامعقول نے میدان خالی پا کر بڑی بڑی بدعتین کین اس کو نہایت اشتیاق شاہزادہ خاور سیاہ سے ملنے کا تھا اکثر واقعات اپنے پردادا ملک قاسم کے سُن سُن کر وجد کیا کرتا اسی باعث سے اس کو سب سے زیادہ صدمہ ہوا اور ماہ پارہ بھی ان لوگون کو روتے دیکھ کر بہت روئی کہ افسوس ہم کس وقت مین یہان آئے کہ عورتون مین کوئی بزرگ سر پر نہ رہا پہلے قصد یہ تھا کہ ماہ پارہ کو خورشید خاوری کے حوالے کر دینگے اب یہ خیال ہوا کہ اس کا چھوڑنا مناسب نہین ہے اس لیئے کہ زمانہ پر آشوب ہو رہا ہے اور یہ امانت ہے سکندر رستم خو کی اسے بہت حفاظت سے رکھنا چاہیئے ہنوز شادی بھی اِس کی نہین ہوئی ہے بن بیاہی ہے مگر اپنے خاندان کی محبت مین مبتلا ہے ماں باپ کا فراق گوارہ کر کے سسرالی بزرگون کے ساتھ ہوئی ہے غرضکہ ایرج نوجوان نے ہرکارون کو برائے

روانہ کر دیا تھا بعد چند روز کے معلوم ہوا کہ ارژنگ بن زمرد سمندریہ پر ساتھ برجیس آفتاب پرست کے ہے اور وہان سے نطاق کو جائیگا بس یہ سُن کر پھر ان سب نے نقابین چہرون پر ڈالین اور بیس لاکھ سوار و پیدل کی فوج سے سمندریہ کی جانب روانہ ہو کر اسکے بعد بیابان نطاق مین ہو کر بدیع الملک کو لوٹینگے اب تو یہ اس طرف چلتے ہین۔ لیکن چند کلمہ داستان عظمت سحر ساز مادر ملکہ حیات زرین پوش جادو بیان کئے جاتے ہین کہ یہ اپنے بستر خواب پر ایک روز سو رہی تھی کہ اس نے خواب مین دیکھا کہ حیات زرین پوش میلے کچیلے کپڑے پہنے ہوئے بال اس کے پریشان منھ اداس آنکھون مین آنسو بھرے ہوئے چلی آتی ہے آتے آتے جس وقت سامنے عظمت سحر ساز کے پہونچی ماں کو جھک کر سلام کیا عظمت سحر ساز نے کہا کہ کیون حیات خداوند اکوان تیری حیات کو طولانی کرے نخل زندگی سے تو بار پائے مزاج کیسا ہے اور یہ کیا اپنی حالت بنائی ہے یہ کہہ کر گلے لگانا چاہا تھا کہ حیات زرین پوش پیچھے ہٹ گئی اور کہا کہ مجھ سے علیحدہ رہیئے اب مین اور عالم مین ہون آپ اور مقام پر ہین آپ سے گلے نہین مل سکتی فقط اپنا حال بیان کرنے آئی ہون کہ یہان سے مین ہمراہ خالہ امان کے بیابان نطاق مین واسطے مقابلہ لشکر اسلام گئی تھی ہر چند کہ خالہ امان نے میری حفاظت کا بہت بڑا انتظام کیا تھا کہ ایک قلعہ آہن بزور سحر بنا کر تین راستے اس کے مسدود کر دیئے تھے صرف دریا کی راہ کھلی تھی گویا موت نے وہ راہ اپنی آمد و رفت کے واسطے کھلی رکھی تھی لیکن بموجب مصرعہ ؎ چون قضا آید طبیب ابلہ شود + اُسی راہ دریا سے ایک عیار لشکر اسلام کا کہ نام اُس کا برق ثانی ہے ایک نازنین کی صورت بنا ہوا مور پنکھی پر سوار نمودار ہوا مین اُسی لڑکی سمجھ کر بہت خوش ہوئی آپ تو جانتی ہین جیسا کہ مجھے اپنی ہمجولیون سے کھیلنے کا شوق تھا غرضکہ اُس کو بلا لیا اُس نے شراب بیہوشی آمیز پلا کر مجھ کو ذبح کر ڈالا مین اب مردہ ہون زندہ نہین ہون اور خالہ امان بھی میرے ہمراہ آئی ہوئی ہین لیکن الگ پوشیدہ کھڑی ہین مارے شرمندگی کے آپ کے سامنے نہین آتین کہ ہین میری بچی کیا کہتی عظمت سحر ساز نے کہا کیا وہ زندہ ہے حیات زرین پوش نے کہا کہ دوسرے روز لشکر اسلام سے مقابلہ کیا اور مریخ آفتاب علم بادشاہ طلسم فیروزہ کے ہاتھ سے وہ بھی قتل ہوئین بس یہ سُنتا تھا کہ اس نے ایک چیخ اُسی خواب مین ماری اور اُچھل پڑی آنکھ کھلی تو اپنے کو بستر پر پایا اور دل اس کا دھڑکنے لگا اپنے ملازمین سے بیان کیا اور کہا معلوم ہوتا ہے کہ چراغ خانہ میرا گل ہوا اور سرو باغ تمنا میرا قلم ہو گیا ابھی ابھی مین نے حیات زرین پوش کو خواب مین دیکھا کہ وہ اس اس طرح بیان کرتی ہے لوگون نے کہا کہ حضور یہ خواب و خیال کی باتین ہین بھلا کسکی مجال ہے کہ اُن سے مقابلہ کر سکے یا اُن کو کسی فریب سے قتل کر سکے اس لئے کہ اُن کی خالہ انکی مخبر ملکہ قہر نگاہ سر برہنہ اُن کے ہمراہ ہین وہ کیسی ہوشیار جہان دیدہ ہین بھلا ایسے مقام پر کب چھوڑینگی کہ جہان اندیشہ ہو اس لئے کہ ایک تو وہ حیات زرین پوش کو اپنا مایۂ حیات سمجھتی ہین علاوہ اس کے یہ بھی ضرور ہے کہ آپ کا خیال اُن کو ہوگا لہٰذا اگر

اس کے دشمنون کو چشم زخم پہونچا تو ہمن کو کیا منھ دکھاؤنگی وہ بھلا ملکہ سے غفلت کر سکتی ہین آپ اس قدر پریشان نہ ہون دل کو قابو مین رکھین اس کے علاوہ خواب کی تعبیر اُلٹی ہوا کرتی ہے اگر ایسا ہی آپ نے خواب مین دیکھا ہے تو ملکہ کی حیات طولانی ہوگی وہ پروان چڑھینگی عظمت سحر ساز نے کہا کہ یہ سب کچھ سچ ہے مگر مین کیا کرون کسیطرح دل نہین مانتا مین طلسم سے باہر ضرور نکلونگی نہین معلوم کہ میری بچی پر کیا گذری کہ اس حال خراب سے وہ میرے سامنے آئی جب سے مین نے اُس کی ایسی حالت دیکھی ہے عجب عجب طرح کے وسوسے دل مین آتے ہین دنیا نگاہون مین اندھیری ہے کچھ نہین معلوم ہوتا اُن لوگون نے عرض کی کہ اچھا مشکل ہی کیا ہے طلسم سے باہر جاکر اپنا اطمینان کر لیجئے بلکہ اُن کو ساتھ اپنے لیتی آئیے گا کیا دشمن اُن کے ایسے خالی ہین کہ لشکر اسلام سے لڑین اگر بادشاہ طلسم کو غارت کرنا مسلمانون کا منظور ہوگا کسی اور ساحر کو بھیجینگے اُن کے یہان ایک سے ایک بڑھ کر ساحر ہے بھلا لشکر اسلام مین کوئی جادو کرنا تو جانتا نہین کوئی اُن سے کیا مقابلہ کر سکتا ہے یقین ہے کہ ملکہ قہر نگاہ نے اب تک تمام لشکر اسلام کو برباد بھی کر دیا ہوگا اور با فتح و فیروزی آتی ہونگی آپ یہان سے چلنے بھی نہ پائیے گا کہ وہ پہونچ جائینگی خیر اچھا ہے سیر ہو جائیگی دل آپ کا بہل جائیگا عظمت سحر ساز نے اُسی وقت تیاری کا حکم دیا گھڑی بھر مین چالیس ہزار ساحران غدار بدکردار نے اپنی اپنی سواری کا بندوبست کیا اور جانوران سحر تیار کرکے اُن کے اوپر بیٹھے جھولیان اسباب سحر سے مملو کرکے کاندھون پر ڈالین خدمت مین ملکہ عظمت سحر ساز کی حاضر ہوئے اس کے بعد ملکہ عظمت سحر ساز نے اپنا تخت سحر باہر نکالا اور اسباب سحر ساتھ لیا جس مین ایک صندوقچہ بھی تھا اور ابر سحر بنا کر اپنے لشکر کو اُسمین پوشیدہ و محفوظ کر کے بیابان نہ طاق کی جانب روانہ ہوئی جس وقت سرحد طلسم سے باہر نکلی ہزارہا ساحرون کو تباہ حال فریاد کرتے ہوئے دیکھا کہ زیر دیوار طلسم نہ طاق شور کر رہے ہین کہ یا خداوندگاران تاجدار ہماری خبر لیجئے سردار ہمارے مارے گئے اور ہم شکست کھا کر بھاگے صدقہ اپنی قدرت کا ہمین بچا لے یہ حال دیکھ کر عظمت سحر ساز ابر سے نکل کر زمین پر آئی اور اُن لوگون سے پوچھا کہ تم کون لوگ ہو کسکی فوج کے ہو اور کہان سے آتے ہو کسکے ہاتھ سے تم سب نے شکست کھائی کچھ لوگون نے کہا کہ ہم ملازم ہین مہبوت آسمان شگاف کے اور بعض نے بیان کیا کہ ہم مواج گردباد جادو کے نوکر ہین کہا ہان مین جانتی ہون اچھا بیان کرو کہ یہ کسکے ہاتھ سے قتل ہوئے اُنھون نے رو رو کر تمام ماجرا بیان کیا اتنے مین کچھ اور لوگ ہائے ملکہ قہر نگاہ کہہ کہہ کر روتے ہوئے نظر آئے اب تو عظمت سحر ساز اُن لوگون کی طرف متوجہ ہوئے کہ ارے کیا ہوا کیون روتے ہو اور اپنی بہن کو ملازمون کو پہچانا اُن لوگون نے عرض کی کہ ملکہ قہر نگاہ نے انتقال کیا ہاتھ سے مریخ آفتاب علم کے ماری گئین انھون نے اپنے زور سحر سے لشکر اسلام مین تہلکہ ڈال دیا تھا قیامت برپا کر دی تھی صدہا مسلمانون کو پتلون نے ہلاک کیا مگر انجام کار قتل ہوئین عظمت سحر ساز

سر پیٹنے لگی کہ یہ تو کچھ آثار بڑے معلوم ہوتے ہین اُن لوگون سے کہا کہ حیات زرین پوش کہان گئی اُنھون نے جواب دیا کہ اے ملکہ حیات زرین پوش تو معرکۂ جنگ مین شریک بھی نہ ہو سکین پہلے ہی قتل ہو گئین بس یہ سُنتے ہی عظمت سحر ساز جادو نے ایک پچھاڑ کھائی اور ہائے میری بچی کہکر پیٹنے لگی آواز گریہ جو عظمت سحر ساز کی بلند ہوئی اور ساحرون نے اس کے ابر سحر سے حالت اسکی مشاہدہ کی جلدی سے زمین پر اُترے آکر عظمت سحر ساز کو گھیر لیا اور کہا کہ ملکہ خیر تو ہے کیا خبر وحشت اثر ان لوگون سے سُنی عظمت سحر ساز نے کہا کہ کیا پوچھتے ہو ہائے وہی ہو کہ جو خواب مین حیات زرین پوش نے آکر مجھ سے بیان کیا تھا یہ کہکر اس قدر پیٹی اس قدر پیٹی کہ تمام جسم نیلا ہو گیا ساتھ والون نے سمجھایا کہ اب اس رونے پیٹنے سے آپ کے حیات زرین پوش زندہ تو ہو نہ جائینگی اپنے کو ہلاک کرنے سے کیا فائدہ ہے اس سے تو دشمنون کو قتل کیجیے کہ دل کی بھڑاس نکلے کلیجے کی آگ بجھے عظمت سحر ساز نے کہا تو سہی جو اس ایک خون کی عوض مین ہزارہا کو نہ قتل کیا ہو اور سب سے پہلے اُس کے قاتل کو مارونگی ذرا قبر اپنی بچی کی دیکھ لون اور اُس سے مل لون کہ جیسے وہ مجھ سے رخصت ہو کر اپنی خالہ کے پاس گئی اسی طرف سے یہان چلی آئی ورنہ مین کاہے کو آنے دیتی کیا بُری ساعت تھی کہ پھر ملنا نصیب نہ ہوا خیر زندہ نہین تو مردہ ہی سہی یہ کہکر اُن لوگون سے کہا کہ اب جو ہونا تھا وہ تو ہو چکا اب مین آگئی ہون میرے سامنے کوئی تم کو قتل نہین کر سکتا ہے کسی کی مجال نہین ہے اطمینان رکھو اور ساتھ میرے چل کر مجھے پہلے تو قبر میری راحت جان کی دکھاؤ کہ مین جی بھر کے اُسکو رو لون اُس کے بعد لشکر اسلام سے مقابلہ کر کے قصاص اپنی نور نظر کے خون ناحق کا لون پھر تم جا ہے یہان ٹھہر کر تماشائے جنگ دیکھنا اور چاہے طلسم کو واپس جانا یہ سُن کر وہ لوگ اس کے ہمراہ ہوئے اور سیدھے جانب قبر حیات زرین پوش جادو روانہ ہوئے راہ مین بہت سی جلی ہوئی لاشین ملین کہ یہ سب سحر قہر نگاہ سے ہلاک ہوئے تھے جس کو آفتاب مریخ علم نے منقلب کر دیا تھا یہ ساحرہ ان سب کو بچشم غور دیکھتی ہوئی اور اپنے دل مین کہتی ہوئی کہ بڑا رن پڑا یہ خیال بھی نہ تھا کہ خدا پرستون کی طرف بھی بہت بڑے بڑے ساحر شریک ہین غرضکہ باحال پریشان افتان و خیزان خاک بسر دریدہ گریبان عظمت سحر ساز قریب قبر حیات زرین پوش جادو کے پہونچی اور لوگون نے اشارے سے بتایا کہ یہی تربت ہے اس ماہ جبین مہر طلعت ملکہ حیات زرین پوش کی بس یہ سُنتے ہی عظمت سحر ساز نے اپنے کو کھڑے قد سے قبر پر گرا دیا اور بہت روئی پیٹی بعد اس کے تھوڑی قبر کھود کر تختہ ہٹایا تو لاش کو جلا ہوا پایا یہ دیکھ کر اسے نہایت حیرت ہوئی کہ یہ کرشمۂ سحر تو تھی نہین اور عیارون نے خنجر سے ذبح کیا تھا پھر یہ جلی کس طرح لوگون نے کہا کہ یہ بات ہمین بھی نہین معلوم اتنا جانتے ہین کہ ایک شعلہ سحر دشمن کا اس قبر پر بھی آکر گرا تھا اُسی نے جلا دیا ہوگا یہ سنکر عظمت سحر ساز نے کہا کہ معلوم ہوا یہ خدا پرست بڑے ظالم ہین خیر دیکھا جائیگا بس

یہین خیمہ سیاہ برپا کرو فوج نے عظمت سحر ساز کی خیمہ سیاہ برپا کیا اور عظمت سحر ساز نے پوشاک ماتمی پہنی اب یہ ساحرہ داخل خیمہ ہوئی اور صندوقچہ اپنا کھول کر کاغذ قلم دوات نکالی اور پھر اسم سحر دم کر کے دستک دی دیکھا تو کوئی ادھر سے اور کوئی ادھر سے قریب چالیس پچاس جوگیون کے آکر جمع ہو گئے کہ یہ سب پیرو سحر عظمت سحر ساز کے تھے اور برابر سے پرا باندھ کر کھڑے ہوئے اور پکارے کہ ہمین آپ نے کیون یاد کیا ہے یہ سن کر عظمت سحر ساز نے کہا کہ تم سے کام لیا جائیگا لہذا بہت ہوشیار رہو اور ایک پیر سے کہا کہ بتا حیات زرین پوش کا کون قاتل ہے اور نام اس کا کیا ہے صورت کیسی ہے یہ سن کر اس نے بیان کیا کہ قاتل ملکہ حیات زرین پوش کا برق ثانی عیار ہے رہنے والا دہ فرنگستان کا ہے اور صورت اس کی ایسی ہے یہ کہکر اس نے ایک لوٹ لگائی اور لوٹ لگا کر جو سید ہوتا ہے تو صورت اس کی برق ثانی کی تھی حیات زرین پوش کے قاتل کی صورت دیکھ کر آنکھون مین عظمت سحر ساز کی خون اتر آیا قریب تھا کہ اسی غصے مین یہ سحر کو اپنے مٹا دے اور پیر کو پھونک دے لیکن ضبط کیا کہ یہ کیا حرکت ہے بعد اسکے کاغذ پر قلم سحر سے نقشہ برق ثانی کا اتارا اور اس پر کوئی جنتر لکھا اور پیرون کو رخصت کر دیا بعد اس کے ایک ساحر کو طلب کر کے وہ تصویر اس کو دی اور کہا کہ جا صحرا مین اور اس تصویر کو ایک پتھر کے نیچے دبا دینا تھوڑے عرصے مین ایک شخص تیرے پاس خود بخود چلا آئیگا اسکی یہی صورت ہوگی جو اس تصویر کی ہے بس اسے گرفتار کر لانا یہ سن کر وہ ساحر تصویر لے کر تلاش برق ثانی روانہ ہوا لیکن اول حال برق ثانی کا گزارش کیا جاتا ہے کہ بعد فتح جنگ ساحران و مرگ قہر نگاہ سر برہنہ صاحبقران مریخ آفتاب علم سے نہایت خوش ہوئے اور بہت تعریف فرماتے تھے جب انھون نے صاحبقران کو اپنی جانب زیادہ مخاطب دیکھا تو عرض کی کہ ایک قصور بھی خادم سے ہوا ہے امیدوار ہون کہ اب حضور اسے عفو فرمائین صاحبقران متحیر ہوئے کہ کیا خطا ان سے ہوئی مریخ آفتاب علم نے عرض کیا کہ اگر عفو فرمائیے تو اسے عرض کرون صاحبقران نے فرمایا کہ آپ ایسی باتین کر کے مجھے خجل نہ کیجئے وہ کیا بات ہے انھون نے عرض کی کہ حقیقت مین ایسا ہی ہے جیسا کہ مین عرض کرتا ہون یہ خطا نہین تو اور کیا ہے کہ آپ کے لشکر مین ہو کر بغیر اجازت حاصل کئے کوئی دخل اندازی کی تو کیا یہ قصور نہین ہے صاحبقران نے فرمایا کہ آپ نے کوئی تو مصلحت دیکھی ہوگی اور جو کچھ کیا ہوگا وہ ہمارے واسطے بہتر ہی ہوگا اور ایسے سردارون اور بادشاہون کے لیے جزو امور مین دریافت کی ضرورت نہین ہے مریخ آفتاب علم نے عرض کی کہ مین نے برق ثانی کو بچا لیا ہے اور وہ میرے خیمے مین ہے یہ سن کر صاحبقران حیرت مین آگئے اور دیکھا مریخ آفتاب علم کے چہرے پر آثار مسرت ظاہر ہوئے مریخ آفتاب علم سے کہا کہ اسے تو مین نے خود گرفتار کر کے دے دیا تھا اور سامنے دونون لشکرون کے قہر نگاہ کے ہاتھ سے قتل ہو گیا مریخ آفتاب علم نے

عرض کی کہ اے شہریار یہ فعل میرا آپ سے مخالفت کی نظر سے نہ تھا بلکہ مین یہ دیکھتا تھا کہ آیا قہر نگاہ کچھ پہچانتی بھی ہے اس کو اصلی و نقلی کا فرق بھی دکھائی دیتا ہے یا یونہین اٹکل کے سحر کرتی ہے وہ شخص جسے سب نے جانا کہ برق ثانی ہے وہ اُسی قہر نگاہ کا ایک ملازم تھا جس وقت برق ثانی کے واسطے حضور نے حکم گرفتاری جاری کیا ہے تو مجھے یہ خیال پیدا ہوا کہ اب تو صاحبقران زبان دے چکے ہین برق کو پکڑ کر ضرور دیدینگے ذرا اسکی آزمایش تو کرو کہ یہ کچھ پہچانتی بھی ہے یا نہین لیکن اُس نے کچھ نہ پہچانا اب اس کی ضرورت نہ تھی کہ مین خواہ مخواہ ایک مرد مسلمان کو قتل کرواتا صاحبقران یہ سُن کر نہایت خوش ہوئے اور فرمایا کہ برق ثانی کہان ہے بُلائیے اُس کو مریخ آفتاب علم نے عرض کی کہ میرے خیمے مین موجود ہے لیکن اتنا اور امیدوار ہون کہ اب اُس کی خطا بھی عفو ہو جائے فرمایا کہ مجھے ہر طرح خوشی آپ کی منظور ہے یہ سُن کر مریخ آفتاب علم نے ایک شخص کو بھیج کر برق ثانی کو بُلایا جس وقت برق حاضر ہوا تو مریخ آفتاب علم نے اپنے مقام پر سے اُٹھ کر برق ثانی کا ہاتھ پکڑ کر صاحبقران کے قدمون پر گرایا صاحبقران نے قصور اس کا عفو کیا تمام سردار اور عیار جن کو برق ثانی کے مرنے کا غم تھا نہایت خوش ہوئے اور عیار تو بغلگیر ہوئے صاحبقران نے خلعت بخشا مریخ آفتاب علم کو عیارون نے ہزارہا دعائین دین برق ثانی اپنے عہدہ پر بھی بحال ہوا اور اپنی خشت ہائے زرین پر جا کر کھڑا ہوا غرضکہ وقت سے دربار برخاست ہوا اور دوسرے روز موافق معمول پھر سردار مجتمع ہوئے اب انتظار اُس روز موعود کا ہے جو صاحبقران نے طلسم نہ طاق پر جانیکا معین فرمایا تھا کوئی سیر و شکار کو بھی نہین جاتا ہے کہ نہ معلوم کیا افتاد پڑے بروقت نہ پہونچ سکین تو مورد عتاب ہون روز دربار سردارون سے معمور رہتا ہے حسب الاتفاق فتح کے تیسرے روز بھی حسب دستور دربار مملو ہے سرداران عالیمقام اپنے اپنے دنگلون اور کرسیون پر جلوہ افروز ہین عیار خشت ہائے زرین پر کھڑے ہین تعریف مریخ آفتاب علم کے مقابلے کی ہو رہی ہے یہ گردن بسبب حجاب کے نیچی کئے ہوئے بیٹھے ہین کہ ایک مرتبہ برق ثانی کا کچھ دل گھبرایا اور اس نے اسی انجمن مین اپنے قریب کے عیارون سے کہا کہ اس وقت میرے دل کی اُلجھن بڑھتی جاتی ہے یہ جی چاہتا ہے کہ چیخین مار مار کر رووُن اُنھون نے سمجھایا کہ تم پھرنے چلنے کے عادی ہو کئی روز ایک ہی مقام پر ہیئت بدلے جو بیٹھے رہے ہو تو اختلاج قلب کا مرض ہو گیا ہے دو ایک روز دوا پیئو گے تو اچھے ہو جاؤ گے لیکن چہرہ برق ثانی کا دمبدم متغیر ہونے لگا اور اشعار عبرت آمیز زبان پر جاری کئے ناپائداری دنیا بیان کر کے رونے لگا آخر کار ایسی اُلجھن بڑھی کہ بارگاہ سے نکل کر روانہ ہوا چونکہ خضران بن عمرو حالت اس کی دیکھ رہے تھے اُنھین کچھ شک سا گذرا کہ کہین یہ مسحور بہ سحر تو نہین ہے کچھ نہ کچھ راز ضرور ہے ساتھ ہی یہ بھی بارگاہ سے نکل کر راہی ہوئے لیکن خضران بن عمرو جب تک آئین آئین برق ثانی لشکر سے نکل کر اُس ساحر کے قریب پہونچ گیا جو تصویر اس کے پتھر کے نیچے دبا کے بیٹھا تھا ساحر نے جو صورت اس کی دیکھی اور تصویر کو خیال کیا تو مطابق پایا کہا تو کون اس نے کہا کہ نام میرا

برق ثانی ہے اس نے کہا کیون آیا ہے اور کیا چاہتا ہے اس نے بیان کیا کہ کیا کہون جب سے مین نے ملکہ حیات زرین پوش کو قتل کیا دنیا سے نفرت ہو گئی جی چاہتا ہے کہ اپنی جان دے دون اور کسی طرح ملکہ تک پہونچ کر اپنی خطا معاف کراؤن یہ سن کر اُس نے کہا کہ آؤ ہم تم کو ملکہ کی والدہ کے پاس لے چلین وہ تم کو ملکہ حیات زرین پوش کے پاس لے چلینگی یہ سن کر برق ثانی نے کہا کہ اگر ایسا کرو گے تو مین تمھارا بہت ہی احسانمند ہونگا یہ سن کر اُس ساحر نے تصویر تھم کے نیچے سے نکالکر مٹھی مین دبالی اور ہاتھ برق ثانی کا پکڑ کر لے چلا تھوڑی دور بڑھا ہوگا کہ دیکھا سامنے سے ایک جوگی اکتارا بجاتا ہوا اور بھجن گاتا ہوا چلا آتا ہے اس جادوگر نے کہا کہ میان جوگی اس صحرا مین کون سُننے والا ہے جو تم گا رہے ہو جوگی نے کہا کہ تمھین لوگ سُننے والے ہو جو آدھ سیر آٹا دے کر پیٹ فقیر کا بھر دیتے ہو اس نے کہا کہ یہ تو سچ ہے مگر جو ہمارے ساتھ ہماری ملکہ کے پاس چلو تو وہ تم کو مالا مال کر دینگی جوگی نے کہا وہ کہان رہتی ہین ساحر نے جواب دیا کہ بالفعل تو اسی صحرا مین اُتری ہوئی ہین اور رنج مین ہین کہ مسلمانون نے اُن کی نور نظر ملکہ حیات زرین پوش جادو کو قتل کر ڈالا ہے وہ طلب خون کے ارادہ سے آئی ہین لیکن بعد مقابلہ لشکر اسلام یقین ہے کہ وہ بہت بڑا جشن کرینگی جس وقت یہ خبر سُننا تو ضرور ضرور آنا جوگی نے کہا کہ اب مین اسی صحرا مین رہونگا اور کہین نہ جاؤنگا یہ کہکر جوگی نے ایک خوشہ انگور کا جھولی سے نکالا اور کھانے لگا ساحر نے پوچھا کہ یہ انگور کیسے ہین جوگی نے کہا کہ میرے مرشد نے مجکو دیئے تھے آج بہت دنون بعد اس صحرا مین مل گیا تھا اور اُس نے کہا تھا کہ بابا اگر اسے دشمن کھائیگا تو مرجائیگا دوست کھائیگا تو عمر بڑھیگی ساحر نے کہا کہ مین آپ کا دوست ہون یا دشمن جوگی نے کہا کہ آپ سے بڑھ کر دوست کون ہوگا کہ جان نہ پہچان اور پھر میرے فائدے کی بات مجھ کو بتائی ساحر نے کہا کہ پھر اس مین سے ایک انگور مجھے بھی عنایت کیجیے کہ مین بھی کھاؤن اور عمر کو اپنی بڑھاؤن اس لیئے کہ ایسے مقام پر ہون جہان ہر وقت جان کا خطرہ لگا ہوا ہے اگر خداوند اکوان عمر بڑھا دینگے تو مین قتل ہونے سے بچ جاؤنگا مسلمانون کا قابو نہ چل سکیگا جوگی نے کہا لو بابا جو کچھ پاس موجود ہے اُس مین مجھے دینے مین عذر نہین ہے یہ کہکر خوشے مین سے دو ایک انگور اس کو دیئے ساحر نے انگور جوگی سے لے کر کھائے اب ساحر اُدھر چلا اور جوگی ادھر اپنی راہ آیا ابھی دو چار قدم بڑھا ہوگا کہ ہوا نے تمانچہ مارا چھینک آئی بیہوش ہو کر گرا بس اس کا گرنا تھا کہ جوگی نے پلٹ کر آواز دی کہ باش او بے حیا منم خضران بن عمرو کے گذاریم کہ از دست من زندہ و سلامت روی اور قریب پہونچ کر چاہتا تھا کہ اس کو قتل کردن کہ برق ثانی نے کہا بس مرشد الگ رہنا خبردار اسے قتل نہ کرنا کہ یہ میرا دوست ہے مجھے عظمت سحر ساز کے پاس لیئے جاتا ہے خواجہ خضران نے کہا او برق ثانی اپنے ہوش مین آ تو مسحور ہے جس وقت یہ قتل ہوگا تو تجھے ہوش آجائیگا برق ثانی نے جواب دیا کہ دیکھیے اب ایسا ارادہ نہ کیجیے گا ورنہ بہت پچھتائیگا مین آپ کا بہت لحاظ

کرتا ہون آپ کو ابھی مار ڈالونگا یہ کہکر خنجر عیاری کھینچ لیا اور خواجہ خضران بن عمرو پر برس پڑا کہ ان کو اپنی جان بچانا دشوار ہو گیا آخر کار جست کر کے علیحدہ ہوئے اور جلدی سے کمند آصفائے باصفا مار کر اس کو باندھا اور ناک مروڑ کر بیہوش کیا بیہوش کر کے داخل زنبیل کر لیا اور اس ساحر کو بصورت برق ثانی بنا کر گیند عیاری اس کے حلق مین اُتار دیا کہ سحر نہ کر سکے زبان سے نہ بول سکے اور خود رنگ و روغن عیاری کا مل کر صورت اپنی اُس ساحر کی بنائی اور برق نقلی کو پکڑ کر لے چلے اور جا کر سامنے عظمت سحر ساز کے رکھدیا اور کہا کہ یہ گنہگار آپ کا حاضر ہے عظمت سحر ساز نے جو صورت برق ثانی کی دیکھی آتش عناد سینے مین مشتعل ہوئی اور کہا کہ او بیدرد تجھے حسن وشباب پر حیات زرین پوش کے کچھ رحم نہ آیا اور اس بیدردی سے اُس کو ذبح کیا اس وقت کی تجھ کو خبر نہ تھی دیکھ تو تجھے بھی ملکہ کی پائینتی بھیجے دیتی ہون یہ کہکر ایک گولہ فولادی جھولی سے نکال کر کچھ اسم سحر اُس پر دم کر کے جو سینے پر مارتی ہے ایک تڑاقے کی صدا بلند ہوئی اور ایک شعلہ چمک کر گرا کہ یہ جل کر خاک ہو گیا بس اس کا مرنا تھا کہ علامات سحر ظاہر ہوئے آندھی چلی خاک اُڑی آتش باری و برف باری دیر تک ہوا کی عظمت سحر ساز اپنے دل مین کہتی ہے کہ کیا عیاران لشکر اسلام ساحر بھی ہین لیکن جس وقت آواز آئی کہ مارا جوان کُشتی یعنے نام من ظلمات جادو بود حیف مردیم و جان دادیم و بمطلب خود نہ رسیدیم بس اس آواز کے پیدا ہوتے ہی عظمت سحر ساز بہت گھبرائی کہ یہ تو وہی ساحر ہے کہ جسے مین نے گرفتاری برق ثانی کے واسطے بھیجدیا تھا یہ دوسرا کون شخص ہے شاید کوئی عیار ہوگا پلٹ کر آواز دی کہ تو کون ہے اُس نے جواب دیا کہ او بے حیا تو نے مجھے نہین پہچانا منم خضران بن عمرو کیا تاب طاقت ہے کسی کی جو میرے سامنے برق ثانی کو قتل کر سکے چاہتی تھی عظمت سحر ساز کہ گھیر کر پکڑ لے خضران کو خضران بن عمرو نے لبون کو متحرک ہوتے جو دیکھا فوراً گلیم اوڑھ لی اور غائب ہو گئے عظمت سحر ساز ہر چند تلاش کرتی ہے کہین پتا نہین ملتا اس نے دستک دی کہ ایک جوگی پیدا ہوا اُس سے پوچھا کہ بتا خضران بن عمرو کہان ہے اُس نے کہا کہ اے ملکہ عظمت سحر ساز اُس کی تلاش بیکار ہے اس لئے کہ وہ یہین موجود ہے مگر نظر نہین آتا یہ سُن کر عظمت سحر ساز نے پوچھا کیا وہ سحر جانتا ہے جوگی نے جواب دیا کہ ساحر تو نہین ہے لیکن ایسی چیز مین اپنے کو چھپائے ہوئے ہے جو نظر نہین آتی عظمت سحر ساز نے کہا کہ خیر سمجھا جائیگا کہدو ہمارے لشکر مین طبل جنگ بجے اُسی وقت نقارۂ رزمی پر چوب پڑی ہرکارے لشکر اسلام کے یہ خبر لے کر اپنے لشکر کی طرف روانہ ہوئے لیکن اول خضران بن عمرو آ کر بارگاہ مین پہونچا اور تمام ماجرا برق ثانی کا اور ساحر کو قتل کرنے کا بیان کیا یہ سُن کر مریخ آفتاب علم نے کہا کہ مجھے خیال ضرور تھا کہ یہ آئیگی مگر یہ نہ معلوم تھا کہ اس طرح پوشیدہ طور سے آئیگی کہ کسی کو معلوم بھی نہ ہوگا اس عرصے مین ہرکارے گرد مین آلودہ پسینے مین غرق آئے بعد دعا و ثنائے شاہی بجا لانے کے عرض کی کہ

عظمت سحر ساز نے طبل جنگ بجوایا ہے صاحبقران نے فرمایا کہ یہ کون ساحرہ ہے مریخ آفتاب علم نے عرض کی کہ یہ ماں ہے حیات زرین پوش کی اب اُس آتش کا تماشا دیکھیے گا جو مین نے شیشے مین بند کر رکھی ہے لہذا طبل جنگی میرے نام پر بجوا دیجیے صاحبقران نے فوراً طبل جنگ بجوا دیا تیاری جنگ ہونے لگی مریخ آفتاب علم صاحبقران سے رخصت ہو کر اپنے خیمے مین آئے اور سحر جگانے مین مصروف ہو بخور عود و مشک و عنبر و اگر کا دے کر بیرون کو ہوشیار کیا اُدھر عظمت سحر ساز نے اگیاری کی جو کہ دیا گوگل لوبان گندھک کافور سلگا کر بیرون کو بھینٹ دی غرضکہ تما رات تیاری جنگ مین بسر ہوئی صبح کو دونون لشکرون نے اپنے اپنے طور پر عبادت پروردگار عالم سے فراغت کی اور میدان حرب و ضرب مین آکر صف آرا ہوئے اد مریخ آفتاب علم نے اپنے لشکر کو لشکر صاحبقران سے چند قدم آگے بڑھا ک صفین جمائین پرے آراستہ کئے آج کی جنگ مین طوفان بن سرکش و گنجور شاد بھی شریک ہین مریخ آفتاب علم اپنے تخت سحر پر سوار ہیں ان کے چالیس ہز جادوگر بازو بحری قرقرا طاؤس و اژدر و پلنگ و فیل سحر وغیرہ پر حسب مراتب سوار پھرہرے علمون کے ہوا سے اڑتے ہوئے ایک جانب گنجور شاد بادشاہ طلس گنجوریہ مع سپاہ بیکران اور لشکر فراوان دوسری سمت طوفان بن سرکش چند ساحر سے جنگجو اپنے ہمراہ لیتے آئے تھے اُدھر عظمت سحر ساز ایک نہنگ سحر پر بیٹھی آگے اُس کے صندوقچہ سحر کا رکھا ہوا پشت پر پچاس ہزار ساحران غدار بلائے بد کے پرکالے جھولیان مجھولیان کاندھون پر ڈالے جانوران سحر پر سوار ڈیرو بجاتے ہوئے سنکھ پھونکتے ہوئے آوازین یا سامری یا جمشید یا خداوندا گوان تاجدار بلند بیرقین سیاہ کھلی ہوئین اور ہر بیرق پر تعریف الگوان تاجدار کی مرقوم عظمت سحر ساز غم مین حیات زرین پوش کے لباس سیاہ پہنے ہوئے اور سب لباس اس کا سیاہ بس جیسے ہی صفین بندھ چکین اور نقیب نقابت کر کے ہٹ گئے عظمت سحر ساز اپنا نہنگ سحر بڑھا کر میدان کارزار مین آئی اور آواز دی کہ کیون اے مریخ آفتاب علم تو بادشاہ طلسم فیروزہ ہو کر تمھین شرم نہ آئی کہ تم نے قرحیات زرین پوش کو آتش سحر سے جلا دیا کیا قتل کرانے کے بعد بھی عناد تمھارے دل سے نہین گیا تھا کہ مردے پر یہ ظلم کیا مریخ آفتاب علم نے کہا کہ اے عظمت سحر سا کیا تو نے واقعہ قتل حیات زرین پوش کا اور عدالت صاحبقران عالیشان کی سُنی نہ ہوگی جس وقت بہن نے تیری خون حیات زرین پوش کا دعویٰ کیا تو صاحبقران عالیشان نے اپنے کیسے قدیمی ملازم کو پکڑ کر قہر نگاہ کے حوالے ک اور کچھ اس کا خیال نہ کیا کہ تین پشتین اس کی نمک خواری مین گذری ہین اور تو یہ جو کہتی ہے کہ قبر کو پھونک دیا یہ تیری بہن کا فعل ہے بتا پہلے اُس نے یہ ظلم کیا کہ تیری دختر کی زبان قلم کر کے رکھ لی اور لاش کو بغیر زبان کے دفن کیا اُس کے بعد حیات کو زند کیا اور دوسرے روز میدان جنگ مین اُس سحر سے کام لیا مین نے رد سحر کر کے اُس

شعلے کو پلٹا دیا قہر نگاہ نے ہر چند کہ رد سحر مین کوئی بات اُٹھا نہین رکھی مگر سحر رد نہ ہو سکا انجام کار قہر نگاہ نے اپنی بھتیجی کو بھینٹ دے کر سحر کو رد کیا یہ سُن کر **عظمت سحر ساز** کو بہت ناگوار گذرا اور کہا کہ کیا کہون اب تو وہ زندہ بھی نہین ہے ورنہ چرخہ کو اس بات کی سزا دیتی اور مزاج پوچھتی کہ کیا اچھی محبت بھانجی کے ساتھ ختم کی ہے مگر خیر اب مجھے بھی زندگی اپنی تلخ و دشوار معلوم ہوتی ہے جب **حیات زرین پوش** دنیا مین نہ رہی تو لعنت ہے میری زندگی پر مگر ذرا مزا تو چکھا دون تم لوگون کو کہ اگر کسی کو ناحق قتل کرتے ہین تو اُس کا کیا انجام ہوتا ہے یہ کہہ کر صندوقچہ کھولا اور ایک پتلہ کاغذ کا کتر کچھ اسم سحر اُس پر دم کر کے اور کچھ لکیرین بنا کر زمین پر پھینک دیا کہ وہ گرتے ہی تڑپا اور تڑپ کر اُس نے ہیئت انسانی پیدا کی اور سیدھا صحرا کی طرف بھاگا چلا گیا بعد کچھ دیر کے دیکھا کہ جانب بیابان سے ایک بگولہ گرد کا پیدا ہوا سب نگران تھے کہ دیکھا اُس گرد مین سے ایک نقابدار سیہ پوش ابلق سوار پیدا ہوا اور سامنے **عظمت سحر ساز** کے آیا اور کہا کہ کیا حکم ہوتا ہے **عظمت سحر ساز** نے کہا جا اور خون **حیات زرین پوش** کا انتقام لے یہ سُن کر نقابدار میدان مین آیا اور آواز دی کہ باش اے گروہ خدا پرستان تم سے کوئی ایسا ہے کہ جو میرے مقابلے کو نکلے یہ سُنتے ہی **قارن بلند کمان** مرکب اپنا دوڑا کر سامنے تخت شاہی کے آیا اجازت میدان مین جانیکی مانگی بادشاہ اسلام نے فرمایا اے **قارن بلند کمان** یہ معاملہ سحر کا معلوم ہوتا ہے تم نے کیون اس قدر جلدی کی اُدھر **مریخ آفتاب علم** نے آواز دی کہ یا صاحبقران عالیشان کسی کو میدان مین نکلنے نہ دیجیے گا آپ ان معاملات کو نہین جانتے ہین کسی سردار کا کام نہین ہے جو اس سے مقابلہ کرے اور سربر ہو تماشا دیکھیے **قارن بلند کمان** نے بادشاہ سے عرض کی کہ اب تو مین نکل چکا اگر پلٹ جاؤنگا تو مردان عالم مجھ کو کیا کہین گے یہی چرچے جا بجا ہونگے کہ **قارن بلند کمان** ڈر گیا اور میدان مین نکل کر پھر سوچ سمجھ کر پلٹ گیا اے شہریار میرے ذمے داغ بدنامی رہجائیگا بدنام ہو کر جینے سے مرنا بہتر ہے یہی نا کہ ہاتھ سے اس بے حیا کے مارا جاؤنگا اور کیا ہوگا مرنا تو ہر طرح ہے بلکہ اب ہم لوگون کا مرنا ہی بہتر ہے یہ زندگی کس کام کی ہے کہ شاہزادہ بدیع الزمان تو نہ ہون اور ہم زندہ رہین یہ کہکر ڈاڑھین مار کر رونے لگا بادشاہ اسلام نے مجبوراً اجازت دی اور **مریخ آفتاب علم** سے پکار کر کہا کہ اب ان کو تو جانے دیجیے اس لیئے کہ یہ نکل چکے ہین اب پلٹ جانا شان مردی و مردانگی کے خلاف ہے **مریخ آفتاب علم** نے کہا بہتر ہے لیکن دل مین سوچے کہ یہ خون ناحق مفت مین ہوگا چپکے سے کوئی چیز جوڑے سے نکال کر زمین پر پھینک دی جن لوگون نے دیکھا اُن معلوم ہوا کہ ایک سوار ہاتھی دانت کا مع مرکب ہے بعد اس کے دیکھا کہ وہ سوار دوڑتا ہوا صحرا کی طرف نکل گیا یہان **قارن بلند کمان** نے قریب اُس سوار کے پہونچ کر آواز دی کہ او نقابدار سیاہ پوش آگاہ ہو کہ مین وہ شخص ہون کہ قبل مسلمان ہونے کے خداوند باختر میری عزت کرتا تھا اور بڑی بڑی لڑائیان مین نے سر کین میرے نام سے بڑے بڑے شجاعان زمانہ کانپتے تھے

ہر چند کہ اب زمانہ شباب نہین ہے اور پیرانہ سالی ہے لیکن تیرے واسطے بہت ہون
یہ سُن کر نقابدار بہت ہنسا اور پکار کر آواز دی کہ تو مجھے نہین جانتا کہ مین کون ہون
منم نقابدار ابلق سوار لاضرب بہادری کی قارن بلند کمان نے کہا کیا تو نہین
جانتا کہ یہ دستور ہم اہل اسلام کا نہین ہم پیشدستی نہین کرتے ہین جب خداوند کریم
دشمن کی ضرب سے بچاتا ہے تو اپنا وار کرتے ہین نقابدار نے کہا کہ اب مجھے معلوم ہو گیا
کہ قضا تیری آ گئی ہے اور جھپٹ کر تیغ آبدار کا وار سر قارن پر کیا قارن بلند کمان
نے سپر کو اُٹھا کر چہرے کی پناہ کی دیکھا تو تلوار سپر سے کوئی دو انگل اونچی رہی آگے نہ
بڑھ سکی قارن بلند کمان نے اس کے وار کو خالی جاتے دیکھ کر اپنا وار کیا کہ
سر پر نقابدار ابلق سوار کے پڑا اچھن سے تلوار ٹوٹ گئی بس نقابدار نے دوسرا
وار کیا قارن بلند کمان نے دیکھا کہ تلوار میری بیکار ہو چکی ہے اب وار اس کا
رد کرونگا تو جواب کاہے سے دونگا یہ تصور کرکے باڑھ بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈال دیا
نقابدار ابلق سوار نے اپنا ہاتھ کھینچا کہ قارن یال مرکب پر آ رہا پس دوسرا
ہاتھ کمربند مین قارن بلند کمان کی ڈال کر زین سے اُٹھا لیا اور لے کر عظمت سحر ساز
کی طرف چلا عظمت سحر ساز نے پکار کر کہا کہ کیون اے مریخ آفتاب علم دیکھا
تم نے اس سحر کو یہ اسی طرح سے تمام لشکر اسلام کو باندھ لائیگا اور تم نے سحر مخفی
کرکے ضرب تیغ سے تو بچا لیا لیکن زور نقابدار کا نہ روک سکے یہ کہہ کر قہقہہ مار کر ہنسی
کہ دیکھا سامنے بیابان سے تتق گرد بلند ہوا اور مثل بگولے کے چرخ مارتا ہوا آ کر میدان
مین پہونچا اب جو دیکھا تو ایک نقابدار سفید پوش ہے اس نقابدار نے جو دیکھا
کہ یہ قارن بلند کمان کو لیئے جاتا ہے للکارا کہ او نقابدار غضب کیا تو نے کہ اتنے
بڑے جوان زبردست کو اس طرح اُٹھا لایا اور لیے جاتا ہے بس پلٹ جلدی کہ
حریف تیرا مین موجود ہون پہلے مجھ سے مقابلہ کر لے پھر اس کو لے جانا ابھی اس کو
وہین چھوڑ دے اگر مین تجھے مارونگا تو مین اس کو لے جاؤنگا اور اگر تو مجھے قتل کرے
تو تو اسے لے جانا یہ سُن کر نقابدار سیاہ پوش نے قارن بلند کمان کو وہین
چھوڑا اور خود جھپٹ کر سامنے نقابدار سفید پوش کے آیا اُدھر عظمت سحر ساز
نے قصد کیا تھا کہ کسی ساحر کو بھیج کر اسے اُٹھوا لون کہ مریخ آفتاب علم نے پکار کر
کہا کہ اے عظمت سحر ساز اگر تم کسی ساحر کو بھیجو گی تو مین بھی کسی نہ کسی ساحر کو
بھیج سکتا ہون ہرگز ایسا ارادہ نہ کرنا ورنہ بُری ہو گی اب انھین دونون کا فیصلہ ہو جانے دو
بہتر و انسب یہی ہے جو زبردست ہوگا وہ قارن بلند کمان کو لے جائیگا یہ سُن کر
عظمت سحر ساز اپنے ارادے سے باز رہی لیکن یہان نقابدار سیاہ پوش نے
نقابدار سفید پوش پر وار کیا نقابدار سفید پوش نے سپر سے وار اس کا
رد کرکے جو تلوار ماری نقابدار سیاہ پوش کے مع مرکب چار ٹکڑے ہو گئے
بس اس کا قتل ہونا تھا کہ بجائے خون کے جسم سے ایک شعلہ نکل کر نقابدار
سفید پوش پر گرا اور جلا کر خاک کر دیا اب عظمت سحر ساز نے مریخ آفتاب علم

کو پکار کر آواز دی کہ بس اسی سحر پر دعوے تھا اور شعلہ کو للکارا کہ لے ان خدا پرستون کو یہ سنتا تھا کہ شعلہ بلبلا کر چلا لشکر اسلام کی طرف ساحرون نے اس کو رد کرنے کا ارادہ کیا مگر یہ بھلا کسکے رد کیے سے رکتا ہے جس پر گرا مثل بجلی کے گرا خرمن جان کو پھونک دیا کبھی ادھر چمک کر آیا کبھی اُدھر چمک کر گیا ایک قیامت برپا کر دی ساحر جل جل کر مرنے لگے علامات پیدا ہونے لگی ہر طرف یہ شور و غل کر رہے تھے کہ کشتی مرا نام من فلان جادوگر بود اُس آتش باری اور برف باری اور آندھی مین شعلہ چمک چمک کر گر رہا تھا اور کام اہل اسلام کا تمام کر رہا تھا مریخ آفتاب علم حیران ہین دل مین کہتے ہین کہ مین یہ نہ جانتا تھا کہ یہ ایسی ساحرہ ہے واقعی یہ اپنی بہن سے بہت زیادہ ہے اب لشکر مین دوہائی مچ گئی اور لوگ بھاگنے لگے ایک مرتبہ یہ شعلہ لپک کر قریب طوفان بن سرکش جادو کے پہونچا چاہتا تھا کہ جلا کر طوفان بن سرکش کو خاک سیاہ کر دون طوفان نے فوراً نوک زبان مین نشتر دے کر خون ہاتھ مین لیا اور شعلے پر چھینٹا مارا اور کہا کہ لے بھینٹ اپنی اور پلٹ جا اتنا تو ہوا کہ یہ شعلہ کچھ دیر ٹھرایا اور ان پر نہین گرا یہ اُس سے محفوظ رہے مگر پلٹا نہین پھر چمک کر لشکر اہل اسلام پر جا کر گرا ابکی مرتبہ جو یہ چمکتا ہے تو صاحبقران کی طرف چلا گنجور شاہ بڑھ کر سدراہ ہوا اور اپنے جسم کا خون بھینٹ دے کر انھون نے بھی کچھ دیر کے واسطے شعلے کو روک دیا مگر یہ فتنہ فرو کسی سے نہ ہو سکا جب چمکا لشکر اسلام پر گرا اب تو سب کے سب نہایت پریشان ہوئے صاحبقران عالیشان بھی دل مین اپنے کہتے ہین کہ یہ لگاتہ بہت بڑی ساحرہ ہے خداوند عالم اس کے شر سے بچائے اب آثار اچھے نہین معلوم ہوتے ہین کہ اتنے بڑے ساحرون سے یہ فرو نہ ہو سکا اہل اسلام تو اس تباہی مین ہین اُدھر عظمت سحر ساز ہنس رہی ہے اور پکار پکار کر کہہ رہی ہے کہ بس اسی منھ پر دعوی سحر و ساحری تھا اب یہ سحر کسی سے نہین رکتا یہ سن کر مریخ آفتاب علم نے جواب دیا کہ یہ ایسا سحر نہین جو نہ رک سکے کیا بیہودہ بکتی ہے او اجل رسیدہ وہ اور ہی شعلہ ہے جو تیری خرمن حیات کو پھونکیگا اور شمع حیات کو گل کر دیگا یہ کہکر ایک دستک دی دیکھا تو آسمان کی جانب سے ایک پری شیشہ ہاتھ مین لیے ہوئے پیدا ہوئی جیسے ہی قریب مریخ آفتاب علم کے پہونچی جلدی سے مریخ آفتاب علم نے وہ شیشہ اُس پری کے ہاتھ سے لے لیا وہ پری تو اڑ کے چلی گئی لیکن مریخ آفتاب علم نے وہ شیشہ لے کر عظمت سحر ساز کو دکھایا اور کہا کہ دیکھ اے عظمت سحر ساز اس مین تمھارا شعلہ قضا بند ہے یہ کہکر فوراً ڈاٹ اُس کی کھول دی ڈاٹ کا کھلنا تھا کہ مثل برق کے ایک شعلہ چمک کر نکلا اور ٹھرایا بس مریخ آفتاب علم نے اپنے بائین تلوے مین نشتر دے کر خون چلو مین لیا اور طرف شعلے کے پھینکا اور پکار کر کہا کہ لے بھینٹ اپنی اور اُس شعلے سے لپٹ کر عظمت سحر ساز پر گرا اور اُس کو جلا کر خاک کر دے بس خون کا چھینٹا مارتے ہی وہ شعلہ بھڑکا اور بھڑک کر اُس شعلے کی طرف چلا جو لشکر اسلام کو جلا کر خاک کر رہا تھا بس پہونچتے ہی

یہ شعلہ اُس شعلے سے لپٹ گیا اور کھینچ کر لے چلا صاحبقران عالیشان نے فرمایا آج نئی جنگ دیکھی شعلے سے شعلے کو بندھتے آج تک نہ دیکھا تھا لیکن شعلۂ سحر مریخ آفتاب علم آتشی سحر عظمت سحر ساز کو لپٹ کر لے چلا بس جیسے ہی قریب مریخ آفتاب علم کے پہونچا مریخ آفتاب علم نے اشارہ کیا کہ نے عظمت سحر ساز کو اور اُسکے لشکر کو بس یہ سنا تھا کہ شعلہ بھڑک کر عظمت سحر ساز پر چلا اور ساحرون نے اسے روکنے کا ارادہ کیا بھلا اب دونی قوت ہے یہ سحر کب رُکتا ہے جس پر گرا اُسکو جلا کر خاک کر دیا اب جو حالت لشکر اسلام کی تھی وہ ہی حالت لشکر کفار کی ہوئی شعلہ چمک چمک کر گرنے لگا ساحرون مین غدر پڑ گیا بد حواسی مین ایک پر ایک گرا پڑتا ہے عجب حالت ہے جدھر شعلہ چمک کر گرا اُس صف کو جلا کر خاک سیاہ کر دیا ایک قیامت کبریٰ بپا ہے مریخ آفتاب علم نے پکار کر آواز دی کہ اے عظمت سحر ساز لشکر کو جلوا رہی ہو اب روکتی نہین ایک شعلے کو یہ سُن کر عظمت سحر ساز کو غصہ آیا اور پھر اسم سحر پڑھ کر آواز دی کہ ادھر آ بس یہ کہنا تھا کہ شعلہ چمک کر عظمت سحر ساز کی طرف چلا عظمت سحر ساز نے جیسے ہی دیکھا کہ شعلہ قریب آیا ہے بس کچھ اسم سحر دم کر کے اور زبان مین نشتر دے کر خون چلو مین لیا اور شعلے پر مارا یہ معلوم ہوا کہ روغن چھڑک دیا شعلہ اور بھڑکا اب تو عظمت سحر ساز بہت گھبرائی کہ یہ کیا آفت ہے کچھ عقل کام نہین کرتی کیا مین نے گھبراہٹ مین کچھ غلطی تو نہین کی یہ دل مین سوچ کر سینے کی بوٹی کاٹ کر پھینکی اور پکار کر آواز دی کہ لے اپنی بھینٹ لے اور جا لشکر اسلام کی طرف اس سے بھی شعلہ نہ پلٹا اب بھاگتی جاتی ہے اور شعلہ ساتھ ساتھ لپکتا چلا آتا ہے جب اس نے دیکھا کہ کسی طرح مفر نہین ہے بس ایک مشکیزے مین کچھ خون اپنا دے کر آواز دی کہ آ اتر آ اس ترکیب نے اتنا اثر دکھایا کہ شعلہ خون کے لگاؤ سے مشک مین اُتر گیا بس جلدی سے عظمت سحر ساز نے منھ اُس مشکیزے کا باندھ دیا اور لے کر چلی کہ اسے سرحد طلسم مین پھینکدون اُدھر صاحبقران عالیشان نے مریخ آفتاب علم سے پوچھا کہ اب کیا ہوگا یہ سُن کر مریخ آفتاب علم نے عرض کی کہ تماشا دیکھے جائیے عظمت سحر ساز تھوڑی ہی دور پہونچی ہوگی کہ ایک مرتبہ وہ مشکیزہ پھولتے پھولتے تڑاق سے شق ہوا اور اب جو وہ شعلہ گرتا ہے تو عظمت سحر ساز کو جلا کر خاک کر دیا اور اب اس کی فوج پر جا کر گرا فوج بھاگی اور شعلے نے تعاقب کیا لیکن مرتے ہی عظمت سحر ساز کے ایک آندھی سیاہ چلی برقباری و آتشباری دیر تک رہی آخر کو آواز آئی کہ کشتی مرا نام من عظمت سحر ساز جادو بود اب جو روشنی ہوئی تو دیکھا میدان صاف ہے کچھ لاشین میدان مین پڑی ہین اور باقی ساحر بھاگ گئے ہین اب وہ شعلہ پلٹ کر پھر لشکر اسلام کیطرف چلا تھا کہ مریخ نے ایک نا ندے مین پانی بھر کر رکھا تھا اشارہ کیا کہ تیرا یہ مقام ہے ادھر آ اب جو شعلہ چمک کر اُس نا ندے مین گرا گُل ہو کر رہ گیا لشکر اسلام مین نقارۂ فتح بجا با فتح و ظفر مریخ آفتاب علم پر سے زر نثار کرتے پھرے انکو تو انبساط فتح و فیروزی مین یہان چھوڑا جاتا ہے اور اب چند کلمہ ز داستان نقابداران سُرخ پوش بیان کیے جاتے ہین

یہانتک یہ داستان تحریر ہو چکی ہے کہ نقابدارون نے یہ خبر سنکر کہ برجلیس آفتاب پرست مع ارژنگ بن زمرد کے سمندریہ پر پہنچے تو اونھون نے بھی سمندریہ کا قصد کیا تھا چنانچہ انکو راہ مین معلوم ہوا کہ برجلیس نے سمندریہ پر بڑا ہنگامہ برپا کیا ہے تمام فوج و لشکر اوسکا وہین مقیم ہے اور خدا پرست ظلم و بدعت سے نہایت پریشان ہین اور برجلیس آفتاب پرست نے تمام ملکون کو خداپرستون کے خواہ دست راستی سردارون کے ہون خواہ دست چپی والون کے ہینئے سب کو برباد و تباہ کیا ہے اور وہا کے ساکن کچھ تو بحالت تقیہ کے ہین اور کچھ قتل ہو گئے ہین یہ نقابدار نہایت غیض و غضب مین ہین کہ برجلیس کو جا کر قتل کرون یہ بہت جلد بجانب سمندریہ چلے جاتے ہین کہ وہی راہ نطاق کا ہی کہ ادھر سے ہوتے ہوئے بقصد مقابلہ بدیع الملک وارد نطاق ہون یہ تو سیر کرتے جاتے ہین کہ انکا ذکر پھر ہوگا

اب کچھ حال شہزادۂ بدیع الملک کا بیان کیا جاتا ہی کہ اُنھون نے جو آٹھ روز کا وعدہ کیا تھا کہ مین مع بارگاہ کے طلسم نطاق کو جاؤنگا سب اہل مشورہ جمع ہون پس وہ سب لوگ جمع ہوئے ہین اور صاحبقران ثالث یعنی شاہزادہ بدیع الملک نوجوان نے قصد روانگی نطاق کیا ہی و دیگر حالات متعلقہ داستان ہذا

نگارندۂ نقاش مانی فریب ۔ عروس سخن را چنین داد زیب
واقفان کہ در سخن فرداند ۔ شرح این داستان چنین کردند

اب یہانسے راویان شیرین کلام اس داستان جلالت عنوان کو اس نمک سے بیان کرتے ہین کہ جسوقت کل امرا و مشیران تدبیر بحضور بادشاہ جمجاہ حاضر دربار ہوئے اوسوقت آپنے مہرکشان شاہ کو طلب کیا اور فرمایا کہ تم کچھ اس حقیقت سے واقف ہو عرض کیا کہ ہان حضور غلام حالات نطاق سے واقف ہی اور بزرگون سے بھی سنتا آیا ہی بلکہ جو حقیقت حال غلام عرض کریگا کیا عجب ہی کہ وہ حالات اور لوگ جانتے ہون چنانچہ گنجور شاہ اور طوفان بن مہرکش باری باری حالات عرض کرنے لگے پہلے مہرکشان شاہ نے بیان کیا کہ حضور غلام کو یہان تک معلوم ہے کہ نطاق سے کیا مراد ہی یعنی وجہ تسمیہ نطاق یہ ہی کہ آٹھ قلعہ ہین متعلق اسکے اور نوان مقام کیوان و اکوان کا ہی اول ہی قلعہ کی کیفیت جو مین نے اپنے بزرگون سے سنی ہے آپسے مین عرض کرتا ہون اور گنجور شاہ کیطرف مخاطب ہوکر کہا کہ آپ بھی تو خوب واقف ہین کہ جو حالات میرے بیان کرنے سے رہجائین یا کوئی امر فروگذاشت ہوجائے تو آپ بتادین کیونکہ مقصود یہ ہی کہ شاہزادہ عالیمقدار جملہ حالات سے طلسم نطاق و حوالی نطاق کے واقف ہوجائے۔ فرمایا کہ کہو اسنے بیان کیا کہ ایک دریائے زخار بد مستان ہی کہ نام اسکا دریائے نسیان رکھا گیا ہی شہزادہ نے پوچھا کہ دریائے نسیان سے کیا مراد ہی عرض کیا اسنے کہ حضور اس دریا پر جو پل واقع ہوا ہی اس پل کو اوتر کے اس پار کی حد پر جب انسان جاتا ہی تو ایک کیفیت نسیانی اوسپر طاری ہوتی ہی اور خود فراموش سا ہوجاتا ہی مثلاً تلوار مارتا ہو تو نیزہ کا وار کرتا ہی بجائے ضرب گرز و گتکا کے زرہ سپر اوٹھائے لیتا ہی گرز کو بھولجاتا ہی یا جو چیز کہین رکھدی وہ بھول گئے جس سے جو وعدہ کیا فراموش ہوگیا چنانچہ یہ کیفیت نسیانی جسقدر لوگ کہ بقصد مقابلہ اس پار جاتے ہین اون سب پر یہ کیفیت طاری ہوتی ہی اور جو لوگ کہ بطریق سیر چلتے ہین یا عام راہگیر ہین اونسے کچھ واسطہ نہین غرضکہ

جو شخص بہ نیت مقابلہ پل کو عبور کرتا ہی اوسکو ایک خبط سا ہوجاتا ہی اور حواس اوسکے مختل ہوجاتی ہین اور نسیان غالب ہوتا ہی یہ تاثیر اُس دریائی ہی **صاحبقران** نے فرخ **آفتاب علم** کیجانب دیکھا اسنے عرض کیا کہ جو کچھ **سرکشان شاہ** نے کہا بجا و درست ہی جہانتک کہ انھون نے حالات بیان کئے ہین سب صحیح ہین گنجور شاہ نے عرض کیا کہ اب یہان سے غلام عرض کرتا ہی کہ ہرچند **سرکشان شاہ** نے جو بیان کیا بہت درست ہی مگر مین اُسکے اصلی کیفیت عرض کرتا ہون کہ یہ کردار کس شخص کا ہی اور کون اوسکا موجد و بانی ہی واضح حضور ہو کہ حکیم **فیلقوس ثانی** نے اپنی مدت العمر مین ایک دریا اس قسم کا بنایا اور ایک دیوانہ ہی کہ نام اسکا اژدر شیر چشم ہی اوسکو اوکھون نے بحکمت اپنی عملیات کی زور سے اور کچھ ادویات کھلا کر اوسکو روئین تن کیا ہی اور ایک گرز اوسکو ایسا بنا دیا ہی قریب تیرہ سو من کے اور باقی جو اسلحہ کہ دیوانہ کے لئے مناسبت رکھتے ہین وہ اُسکو بنا دیئے اور وہ دیوانہ خود بالذات بھی بہت بڑا بہادر اور صاحب زور و طاقت ہی اور اُس گرز مین یہ صفت رکھی ہی کہ وہ دیوانہ جب کسی سردار پر گرز کا وار کر کے ضرب لگاتا ہی اور نگاہ اُسکی چار ہوتی ہی وہ سردار یا تو ضرب گرز سے ہلاک ہوجاتا ہی یا ایسا بیہوش ہوجاتا ہی کہ کچھ خبر اوسکو اپنے تن بدن کی نہین رہتی بس وہ دیوانہ اُسکو اسیر کر لیتا ہی اور باندھ کر لیجاتا ہی اور چونکہ وہ دیوانہ روئین تن ہی اسپر کوئی حربہ اثر نہین کرتا ہی اب یہ معلوم نہین کہ نگاہ مین اوسکے کوئی تاثیر رکھی ہی یا گرز مین اور اسی دریا کے قرب مین ایک قلعہ ہی کہ وہان کی **بادشاہ** کا نام **ہزبر سر جوش** ہے وہ بھی نہایت جری اور بہادر ہی اور قلعہ سب یاقوت نگار معلوم ہوتا ہی اور قریب تین لاکھ فوج جرار کی اُس قلعہ مین مقیم رہتی ہی لیکن وہ حکیم یہ تدبیر کر کے جسمین یہ جملہ امور قائم کئے ہین اسنے اپنے جانب سے ایک شعبدہ باز کہ نام اسکا عازم شعبدہ باز ہی اسکا اپنی جگہ پر بادشاہ کے پاس قائم کیا ہی کہ بجائے میرے یہ حضور کی دربار مین حاضر رہیگا اور حکیم نے بادشاہ سے یہ عرض کیا ہی کہ جسوقت تک مین حریف کی ہاتھ نہ آؤنگا اوسوقت تک کسی شے کی ہیئت مین کسیطرح کا فرق نہ آنے پائیگا اُس **بادشاہ** نے حکیم سے پوچھا کہ اب ہی کوئی شخص ایسا کہ جو ان اشیاء آپکی بنی ہوئی کو مٹائیگا اور جسکا آپکو خوف و خیال ہے حکیم نے کہا کہ ہان بیشک مجھکو خیال ہی ایک شخص کا کہ جو **صاحبقران ثالث** کا عیار ہی **خواجہ خضران** نام کہ وہ بہت بڑا عیار زبردست ہی کہ اپنا مثل و نظیر نہین رکھتا ہی اور اوسیکی وجہ سے پوشیدہ ہوجاؤنگا اور مین ایسے مقام پر پوشیدہ ہونگا کہ کسی کو میرا سراغ نہ مل سکے اور آپکو بھی اُس مقام سے آگاہ نہ کرونگا بادشاہ نے اوسوقت دیکھکر کہا کہ ہم بھی جب اُس مقام سے ناواقف ہونگے اور کہ ہم سے بھی پردہ رہیگا تو ہم آپکی زیارت سے کیونکر مشرف ہونگے ورنہ محروم رہین گے اوسوقت حکیم صاحب نے دیکھکر کہا کہ سال بھر کے بعد عازم شعبدہ باز مجکو بھی دکھا دیگا اور عجائبات نہایت عمدہ و نادر آپکے پاس پیش کریگا جسکو دیکھکر آپ نہایت محظوظ ہونگے بلکہ کنارہ دریائے **نسیان** اگر مثل میلہ کی ازدحام رہیگی تو نہایت دلچسپی اسمین ہوگی بادشاہ نے منظور کیا گنجور شاہ نے اسقدر بیان کر کے عرض کیا کہ غلام ایک دفعہ کسی تقریب سے قریب دریائے **نسیان** کی پہونچا تو بادشاہ کو خبر معلوم ہوئی کہ یہ بھی بندہ خداوند کیوان یعنی کیوان پرست ہی بادشاہ نے غلام کو بلوا لیا چنانچہ مین باریاب خدمت شاہ ہوا زمانہ میلہ کا قریب تھا جب غلام دریا کے اوس پار گیا تو کل اپنا سحر بھول گیا اور پڑھا لکھا بھولا یہ حال تھا کہ اگر کسی پر سحر کرون تو بیکار ہو گویا بالکل خود فراموش ہوگیا تھا اور ایک کیفیت نسیانی طاری ہوگئی تھی **بادشاہ** سے ضرور مین نے عرض کیا کہ ایک سبب مین حضور سے دریافت کرنا چاہتا ہون۔ سہ یکے عرض دارم اگر گوش کن ٭ اگر خوش نیاید فراموش کن ٭ **بادشاہ** نے فرمایا کہ تمہارا

عرض سب قبول ہی تم شوق سے عرض کرو تم سے مین کسیطرح کا پردہ کسی امر مین نرکھونگا چنانچہ بادشاہ ہر پھر مین خوش تھے یہ ساری کیفیت حکیم فیلقوس ثانی اور انکی عجائبات کی بیان کی جو کہ مین نے حضور مین عرض کی اب یہ تابعد از اشتیاق میلہ کا ہوا بعد تھوڑے دنون کے زمانہ میلہ کا آیا تمام رعایائی شہر مین ایک غلغلہ ہوا کہ کل میلہ ہی اور غلام سے ملاقات عازم شعبدہ باز سے بھی ہوئی اب زمانہ ہی کہ کل میلہ ہوگا بادشاہ نے قصد کیا کہ مین خیمہ اور بارگاہ وغیرہ مقام میلہ مین روانہ کرون تاکہ وہان آراستگی انکی ہوجائے عازم نے عرض کیا کہ کوئی ضرورت یہان سے کسی شئے کی روانہ کرنیکی یا ہی سامان کے بھیجنے کی نہین ہی حضور اپنے ساتھ کوئی سامان جلوس شاہی وغیرہ نلیجائین جسقدر ملازم کہ حضور کے ہمراہ رکاب ہونگے وہ سب براحت جگہ پاوینگے اور میلہ دیکھینگے اور حضور کیلیے بھی جملہ سامان شاہی آراستہ و پیراستہ ہوگا بس بادشاہ نے منظور کیا الغرض حضور میلہ صبح سے ہونا شروع ہوا تمام رعایائی شہر صغیر و کبیر جوان و پیر میلہ مین جانا شروع ہوئے چہار طرف سے جوق جوق تماشائی میلہ مین آنے لگے اب جو دیکھا تو سامنے سے ایک بارہ دری یاقوت نگار حسین تین درجہ واقع ہوئی ہین اور تمام کار جواہر کیا ہوا ہی نمایان ہوئی عجب خوشنما بارہ دری ہی کہ شعاع آفتاب سے تمام مکانات گرد و پیش جو کہ وزیر و کوتوال و دیگر ارکین سلطنت کے لیئے بنے ہوئے ہین عجب سرخی اور عجب بہار دے رہے ہین اور چمن جو سامنے بارہ دری کے واقع ہوا تھا وہ لائق دید تھا کچھ درخت سرو کے جابجا اطراف چمن مین لگی ہوئی تھی جنپر قمریون کا ہجوم سنبل اپنی زلف عنبر افشان کھولی ہوئی تاریکی شب کا مزا دکھاتی تھی کہ جیسے کاکل محبوبون اور کل دیر ہی ہوئی ہی نرگس شہلا آنکھین پھاڑ پھاڑ سنبل کیجانب نگران تھی کہین بیلا اپنا البیلا پن دکھاتا تھا اپنی دہک سے تمام چمن کو بساتا تھا کہین جوہی کی پھبن نسیم و صبا کی جا ہی جو ہی ہین عجب لطف دکھاتی تھین کسی مقام پر تختہ گیندے کا کھلا ہوا یہ معلوم ہوتا تھا کہ فوج سبز پوشان کو دستار بسنتی ملی ہی کوئی گل پکارتا تھا کہ ؎ جنون پسند ہین چھاؤن سے تجھکو عجب بہار رہین زرد زرد پھولونکی ہی غرضکہ حال اس چمنستان کا کیا بیان ہوسکے کہ نمونہ گلزار خلد دروکش باغ شداد تھا الحاصل بادشاہ بھی میلہ مین نہایت تزک و احتشام سے تشریف لائے اور بارہ دری کے قصر اعلی مین داخل ہوئے ایک تخت یاقوت نگار پر جلوہ گر ہوئے اور گرد و پیش تمام کرسیان جواہر نگار ارکین دولت و روسا امیر و وزیران خوش تدبیر کے لیئے آراستہ تھین وہ بھی علی قدر مراتب اپنی اپنی مقامات پر متمکن ہو گئے سوا انکے اور جو مصاحبین و رفقا تھے اونکو بھی انکے رتبہ کے موافق خیمے وغیرہ ملے جنہین جملہ اسباب راحت مہیا تھا اب جو دیکھا تو کشتیان چنی ہوئی مے ارغوانی کی تو دوسری زرد و ہری انبر بھری ہوئی شیشون کے منہ پر گلون کے گندھے ہوئے اور سرخ شالباف لپٹا ہوا یہ معلوم ہوتا تھا کہ پری شیشہ مین بند ہے یا عروس حجلہ محافہ مین بیٹھی ہوئی ہی اور ایک ساقی بچہ لباس فاخرہ پہنے ہوئے مؤدب کھڑا ہی اور میلہ کی اب خوب گہما گہمی ہو رہی ہی دوکاندار سب اپنی اپنی دوکانین آراستہ کیے ہوئے ہین عجب عجب نفیس پاکیزہ دوکانون کے ٹھاٹھ ہین کسی مقام پر گھنی چھاؤن درختونکی پاکر کچھ افیونی بیٹھی ہین پیالیان سفید سفید رکھی ہوئی ہین افیون لالہ رنگ خون جگر گھل رہی ہی کوئی ڈبیا نکالکر گولی کھاتا ہی کوئی لونڈا اچھل رہا ہی کہتا جاتا ہی کہ یہ خاص فیض اللہ گنج ہی اسکی شیرینی کے آگے پستی لونڈا ابھی بات ہی آپ کھائینگے تو مزا اوٹھائینگے کہین چاء کا سامان ہو رہا ہی بسکٹ اور نان پاؤ لیئے حاضر ہین کوئی کھیر کی پیالی کھا رہا ہی غرضکہ یہ مجمع بھی عجب لطف خیز اور فرحت انگیز تھا کسی مقام پر کلوار کی دوکان کیسی آراستہ ہی مجمع اوسمقام پر میکشون کا ہو رہے ہین اور بیخود ہوتے ہین کوئی آہین بھرکر اٹھتا ہے ؎ کم مین زر ہی رند کی گھٹا اوٹھی ہوا ترسے دو یقین ہی آج ساقی تیرے میخانے مین پڑین برسے دو اور کوئی اشعار عاشقانہ پڑھتا ہی کہ ؎ کیا ہی ذبح مجکو جس گھڑی سفاک نے بدھ کے ہزارون حسرتین لپٹی رہین قاتل کے خنجر سے دو کسی نے دیکھکر کہا کہ تجھکو یار دو کمبخت یہ کاری کا رہے دھوم دھوان دھو کاری کل پھرا رہے دو طوطی فاختہ ہی جونکی دیت جو دکھاتی ہین ڈنڈے اور ریلی پھوریکے اور نارنجی سفید متھا بن آئی ہوئی برکھارت جورکام بھرے جو جیون اور رابری جو گیون سوکا کام جام کی جگائی ہے دو پکار اوٹھا کوئی متوالا کہ ؎

جھومتی آئی ہی متوالی گھٹا ؛ ہی سیہ مست اُٹھی کالی گھٹا ؎ کسطرح بے مے و معشوق مجھے کل آئی ؛ بوندیان پڑنے لگین جھوم کر بادل آئے ؛ غرضکہ ہر مقام بزم کا نین سب قسم کی آراستہ ہین اور میلہ خوب جمع ہی اب جو دیکھا تو سامنی سے ایک تخت پیدا ہوا اسپر نازنینان مرصع پوش در در گوش زیور و جواہر سے آراستہ پوشاکین نفیس پہنی ہوے مع اپنے ساز و سامان کے تخت پر بیٹھی ہین اور وہ تخت آگے آئے سامنے بارہ دری کے قائم ہوا اور وہ نازنینین جو کہ لائق حضوری بادشاہ تھین وہ اُس درجہ مین تھین اور جو لائق صحبت وزرا و امرا تھین وہ اُنکی درجہ مین گئین گنجور شاہ کہتا ہی کہ حضور او سوقت ایک محویت کا سا عالم سب پر طاری ہوا کہ یہ نازنینان حور صورت پری طلعت کہان سے پیدا ہوئین غرضکہ عازم شعبدہ باز ساقی کیطرف متوجہ ہوا اور اشارہ کیا کہ مشغول بزم میکشی ہو اب اُس نے تورہ پوش کشتی پر سے اٹھایا اور جام خاص جواہر نگار بادہ ارغوانی سے مملو کیا بادشاہ پکار اوٹھے کہ ؎ ساقیا کان جواہر کیا ترا میخانہ ہی ؛ خم ہین مروارید کی الماس کا پیمانہ ہی ؛ ساقی اُسی چال و حال سے آیا اور جام مے ارغوانی پیشکش کیا بادشاہ نے جام کو بے اندیشہ انجام نوش کیا آنکھوں پر ایک مقالہ ین ثابت ہوا اسی عالم بیخودی مین ساقی جام بکف اٹھا تھا اور چند قطرہ شراب کے اسنے بجانب زمین پھینکے تھے کہ بادشاہ نے فرمایا کہ ؎ ہمین تو زاہد ہی ساقی ہوا ابھائی ؛ کہ پہلے جام کی مے خاک پر چھڑکوائی ؛ جو مین نے پوچھا تو مجھسے کہا کہ سودائی ؛ چو باحبیب نشستی و بادہ پیمائی + بیاد آر حریفان بادہ پیما را + غرضکہ وہ بادہ کش کہ جنہون نے اسے ایجاد کیا تھا وہ یاد آگئے اور بادشاہ و رفیق یہ پکارے کہ ؎ ساقیا وہ شراب تو ڈھلکا دے کہ آگ ورثا ہو جسکی بوتل کا + غرضکہ وہ نازنینان مہجبین کہ جنکے بارہ مین شاعر کہتا ہی کہ ؎ شکلین ہین رنگ رنگ کی کیڑی بہار کے + انسان پھول ہین چمن روزگار کی + اونمین سے ایک نازنین کہ جو حاضر حضور بادشاہ تھی اوسنے غزلین اور ٹھمریان گانا شروع کین تمام محفل کو بیچین کر دیا حضور کچھ لوگون نے تو پوشیدہ ہو ہو کر اپنی گریبان چاک کئے ایسا رنگ مجلس کا جما کہ ہر ایک محو ہو گیا الحاصل اب وہ وقت آیا ہی کہ آفتاب تابان رخ آشیانہ کیجانب متوجہ ہوا ہی اور آمد آمد شب کا ظہور ہونے والا ہی بدر کامل اپنی فوج سیارگان ساتھ لیکر اسطرح سے آیا کہ جیسے کوئی حریف حریف کی فوج پر چڑھائی کرتا ہی بس یہ تھا کہ آفتاب کا اُس دریا مین شکست اپنی جانکر غروب ہونا اور فوج ستارگان کا ہجوم کرنا بدر کامل کا اپنی تخت نور پر جلوہ گر ہونا اب جو یہ آیا تو دریا کا دونا حسن پایا معلوم ہوتا تھا کہ شب تار کو کسی نے ستارہ نگار دوپٹہ آبروان کا اوڑھایا ہی اب دریا کا حسن اور ہی ہو گیا اور خود بخود ہزار ہا کنول دریا کی اندر روشن ہوئے اور سطح آب کا ایک غلغلہ پیدا ہوا کہ جیسے کسی کی آمد آمد کا شور ہوتا ہی حباب اپنی صفین باندھی ہوے اُسی جانب کو متوجہ ہوگئے کہ جدھر سے یہ آمد ہونے والی تھی اور چراغان تمام دریا مین ہو رہا تھا اور یہ آواز آتی تھی کہ ؎ عجب بہار ہے کہ صحن گلشن مین بہار آئی + بکر و فر سمند ناز پر ہو کر سوار آئی + نسیم صبحدم ہر باغمین جا کر پکار آئی + مبارک بلبلو تمکو کہ اب فصل بہار آئی + غرض یہ سب اُسی جانب متوجہ تھی اور دیکھ رہے تھے کہ تختہ حباب بیدل نگر روشن ہی کوئی کہتا تھا کہ کیا دل کھلا ہوا ہی دریا کا کہ حباب نہین معلوم ہوتی ہین دریا پر آبلہ ہے ہماری طرح وہ بھی داغ بر دل ہی جو جسکی سمجھ مین آتا تھا وہ کہتا تھا حضور اب جو دیکھا تو سامنے سے ایک تخت جواہر نگار اُسپر کرسی زمردی رکھی ہوئی حکیم صاحب اوسپر جلوہ گر ہین اور چالیس شاگرد ارسطو فطرت افلاطون مرتبت بقراط وقت جالینوس دہر چپ و راست دست بستہ حاضر ہین ہر ایک انمین ثانی لقمان و ارسطاطالیس ہین بادشاہ کی نگاہ جو اُس تخت پر پڑی حکیم صاحب نے سلام کیا اور تمام شاگرد مجرہ بجا لائے بادشاہ نے دیکھکے کہا کہ سال بھر کے بعد آپکی زیارت سے ہم مشرف ہوئے ہین اور وہ سامان آپکی بدولت ہمنے دیکھا اور اس سامان عیش و نشاط مین بیٹھا ہون کہ خداوند مجھے دوسرا سامان نہ دکھائین یہی سامان ہمیشہ میرے لئے مہیا ہے حکیم صاحب مسکرائے اور فرمایا کہ اے بادشاہ سلامت تمہین خیال کرنا چاہیے کہ دور یکسان کسی مین بھی باقی رہا ہی جو لطف آجکی شب مین ہی کل کی شب نہ معلوم کیونکر گذرے ؎ غنیمت جان لے صحبتین ایسکی اے دل دگرگون حال ہو جاتا ہی ایکدم مین زمانہ کا + کسیکی ایک طرح پر بسر ہوئی نہ انیس + عروج مہر بھی دیکھا تو دوپہر دیکھا

حکیم صاحب نے یہ فرماکر کہا کہ کیا عجب ہے کہ اب ملاقات نہو اور آپ مشغول صحبت ہون مین دریا کی سیر کرتا ہوا اوسیطرف سے چلا جاؤنگا اوسوقت تمام رعایا و برایا جو میلہ مین جمع تھے حکیم صاحب کو جو دیکھا تھا تو اپنی اپنی لیاقت کے موافق روپیہ اشرفی دریا مین پھینکنا شروع کیا یہانتک کہ بادشاہ نے بھی ایک بہت کچھ جواہر و روپیہ دریا مین پھینکا گویا گرین کیا اوسوقت صاحبقران خضران بن عمر شامی کیجانب جھککر ہنسے اور کہا کہ یقین ہے کہ آج جال الیاسی سے وہ روپیہ نکلیگا خواجہ نے دیکھکر کہا کہ بس مجھے ایسا فقرہ نہ دیجئے مین حال سب بانکا سنتا جاتا ہون اور میرے اندام مین رعشہ ہے رونگٹے کھڑے ہوے جاتے ہین ابھی کل حال نہین سنا ہے آیندہ دیکھئے کیا بیان ہوتا ہے ہان بھئی کنجور شاہ بیان کرو کنجور شاہ نے عرض کیا کہ بس حکیم صاحب تو سیر کرتے ہوی دریا کیطرف سے گذر گئے حکیم صاحب کے جانے سے سب صحبت کی صحبت آبدیدہ تھی حکیم صاحب کے اس لفظ پر جو انھون نے فرمایا تھا کہ اب ملاقات ہونا معلوم غرضکہ بعد جانے حکیم صاحب کے اوسیطرح جلسۂ عیش و عشرت برپا رہا اور رات بھر میلہ کا لطف نہایت عمدگی اور رونق پر رہا مگر بادشاہ بار بار آہ سرد بھرتا تھا اور یہ شعر پڑھتا تھا کہ ؎ ای درد یہ درد جی سے کھونا معلوم + ہون اللہ جگر سے داغ دھونا معلوم + گلزار جہان ہزار پھولا لیکن + اپنی دل کا شگفتہ ہونا معلوم + ہرچند رفقا و مصاحبین نے بادشاہ کے جی کو بہلایا اور ہر طرح کے لطف صحبت کیطرف مائل کیا لیکن انھین خیال حکیم صاحب کے اسی لفظ کا رہا کہ کیا عجب ہے کہ اب ملاقات نہو غرض وہ شب سیاہ تھے ہی ناچ و رنگ و عیش کی بسر ہوئی اب جو دیکھا تو وہ شب تمام ہونے لگی اور وقت صبح کا نمودار ہوا ستارہ پردۂ شب مین مع بدر کامل کے لگے منھ چھپانے شور آمد آمد آفتاب تابان کا ہوا اوسوقت دیکھا کہ ناگاہ فراش سپہر خبر آمد آمد مہر سنکے دو گھڑی پیشتر چادر نور بدستور لیکر فلک نیلوفری پر پہونچا اور سپیدۂ سحری بعد جلوہ گری قبہ چرخ اخضری چمکا کہ یکایک آفتاب عالمتاب نے دامن سحاب کو اپنے چہرہ سے بعد آب و تاب بند بند نقاب کے بیحجاب ہوکر دور کیا سبھون نے دیکھا کہ تاج زرین برسر مثل چار قب شہنشاہی در بر کرکے اس کر و فر سے در مشرقستان سے ظہور کیا تمام عالم ایجاد کو نور سے پر نور کیا از ضیائے حسن جبین پر نور رخسار سے مطلع انوار کیا از زمین تا سپہر برین مگر ماہ تابان آمد مہر درخشان سے بیکل حیران بے سر و سامان ان دوان ہوکر نہایت پریشان دامن کہکشان مین پنہان ہوا ؎ مہتاب ہوا گم فلک نیلوفری سے + پھولا گل خورشید نسیم سحری سے + اب ہی رنگ نظر آنے لگا عازم شعبدہ باز نے اب صحرا کیطرف دیکھا بس کیا دیکھتے ہین کہ ایک آندھی سیاہ سی پیدا ہوئی اور بڑھتی ہوئی چلی بادشاہ نہایت گھبرائے اور فرمایا کہ ای عازم شعبدہ باز یہ کیا آفت ہے عرض کیا کہ جو سامان کہ حضور نے دیکھا ہے معلوم ہوتا ہے کہ یہ خزان کیصورت آندھی آئی ہے حضور کسی کا شعر ہے کہ ؎ نازان شگفتگی پہ نہ ای گلعذار ہو + آئی خزان وہین جو جہان پر بہار ہو + ایسا نہو کہ یہ گلدستۂ عجائب کہ جو آپکے سامنے کھلا ہے گل ہوجائے وقت یہ ہے کہ وہ شمعونکا جھلما جھلما کر جلنا اور گل ہونا اسقدر تیرہ و تار آندھی آئی کہ سب عالم کو گھیر لیا اور آنکھین سبکی بند ہوگئین اب جو آندھی برطرف ہوئی تو دیکھا بادشاہ نے کہ کنارے دریا کے مین بیٹھا ہون اور ایک گھٹولی پرانے بالون کی بنی ہوئی بچھی ہے اسپر بیٹھا ہون نہ وہ عجائبات ہے نہ وہ نازنینون کا جلسہ ہے نہ وہ خیمے معلوم ہوتے ہین کہ جو رفیقون لئے برپا تھے جو کہ مسند پر بیٹھے تھے وہ کنارہ دریا کی خاک پر بیٹھے ہوئے نظر آئے دامن جھاڑ کے اوٹھ کھڑے ہوئے دو وقت میلہ کی بالکل جاتی رہی چند دوکانین جو پہلی تھین وہ باقی رہگئین بادشاہ نے پلٹ کر عازم سے کہا کہ بھئی مین کہان ہون یہ کہکر اپنی آنکھین بند کرلین عازم نے عرض کیا کہ اسے خواب نہ تصور فرمائیے بادشاہ نے کہا کہ یہ سامان کیا تھا اور کیا ہوگیا اسنے عرض کیا کہ نام میرا کیا ہے بادشاہ نے کہا کہ عازم شعبدہ باز بس اسنے عرض کیا کہ یہ ایک شعبدہ ہے اور دفعہ تو سرکار کو اور رنگ سے دکھایا اب اس رنگ سے حضور نے مشاہدہ کیا بادشاہ نے کہا کہ ہان یہانتک غنیمت تھا جو شعبدہ سابق مین تم نے دکھائے اور یہین گھر تک ایسے ہوگیا لیکن اس سامان سے تم نے کبھی نہین دکھایا تھا تمنے بڑی خطا کی اور مجھکو نہایت ذلت ہوئی اسنے یہ عرض کیا کہ حکیم صاحب جو شعر پڑھ گئے تھے تو مین نے حضور کو آخر کو

وہ بنگ رو کھا دیا کر خاک مذلت پر اپنے اپنی تیتین بیٹھا یا بالبس بادشاہ نے حکم دیا عقابی تیز رفتار عیار جو کہ حاضر تھا اسی
کہا کہ اسی گرفتار کر لو اوسیوقت عازم شعبدہ باز کو عیار نے گرفتار کر لیا اور مسلسل بہ قید کر کے بادشاہ نے سوالگا
طلب کی جس سواری پر آئے تھے غضنفر بادشاہ سوار ہو کر داخل قلعہ ہوئے اور عازم شعبدہ باز کو اوسیوقت
تیر کے سامنے زندانخانہ مین بھیجدیا آفتاب زرین علم نے کہا کہ پھر اسکے بعد کیا ہوا کہا کہ مین بادشاہ سے رخصت
ہوا اور راہی طلسم مین پہنچا اسقدر مجھے یاد تھا کہ جو مین نے حضور مین عرض کیا آگے مجھے اور حال نہین معلوم ہے پیر کے سامنے
جب گنجور شاہ یہ کیفیت بیان کر چکا تو صاحبقران عالیشان نے یہ سنکر فرمایا کہ کل ہمارا پیش خیمہ سب طیار ہو اور
ہم یہان سے کل کوچ کرینگے خضران بن عمر ثانی نے کہا کہ مین نے سب حال سنا آپ تو ادھر کوچ کرین اور غلام
کعبہ جاتا ہے کہ حال مجھے اپنے باپ دادا کا ثابت نہین ہوتا نہ کوئی خط آیا ہے نہ کسی نے کچھ حال بیان کیا ہے بس جی جاہتا ہے تو اپنے
کو جو کچھ لکھنا ہو وہ خط آپ لکھیے مین لیتا جاؤن اور زبانی جو کچھ آپکا حال ہے وہ بھی بیان کرونگا کہ آپ تو صاحبقران
بھی بڑھ گئے کہ کوئی ملک چھوڑتے ہی نہین آپ تو یہ چاہتے ہین کہ عازم شعبدہ باز کو بھی مارون اور ساحرون
بھی قتل کرون اور ملکون کو اونکے فتح کرون آپکی طمع تو مجھ سے بھی زیادہ بڑھ گئی ہے بس آپکی مہر و محبت ہاتھ اونکا
ع خدا گواہ کسی سے نہ دل لگاؤنگا + کیا ہے عہد یہی اب جو جب مین جاؤنگا + ضرور تربت مجنون پہ گل چڑھاؤنگا
اسکی خیر سے میری بہار مین گذری + خواجہ نے صاحبقران عالیشان کیطرف دیکھا اور کہا کہ میرا حق آپ سب صاحبون پر
بہت بڑا ہے جو کچھ جسے دینا ہو وہ مجھے دیدین پھر کا ہیکو مین لینے آؤنگا بادشاہ حجاج سے بھی عرض کیا کہ مجھے اب رخصت
شاہزادہ بدیع الملک نے بہت اصرار فرمایا اور کہا کہ اس دریائے نسیان تک تو ہمین پہنچادو آپنے کہا کہ مجھ کو
خلل فراغ نہین ہے جو مین وہان تک جاؤن اور ایسی بیرخی سے کہا کہ واقعی شاہزادے کو ایک رنج سا ہوا اگرچہ خواجہ
کام بہت مشکل مشکل انجام دیے ہین اس سبب سے کچھ جواب سخت نہین دیا فرمایا کہ تمہارا بل پر صاحبقرانی نہین کرتا ہو
خدا کی عنایت اور اسی کی اقبال سے میرے سب کام بنتے ہین اور بادشاہ سے عرض کیا کہ پروانہ رخصتی انکو عنایت
فرمائیے اور سردارون سے جو کچھ جسکو دینا ہو مین مانع نہین ہوتا ہون کہ یہ سبکا خدمتگزار ہے اور اسکے احسانات سب پر
بہت ہین بادشاہ نے پانچہزار روپیہ عنایت فرمائے اور سردارون نے علیقدر حیثیت کسی نے دو ہزار کسی نے چار ہزار خواجہ
دیے سب آپنے لیکر کہا کہ کوئی خط منظوط کوئی صاحب دینگے مین خانہ کعبہ جاتا ہون فرمایا شہزادہ نے کہ کوئی ضرورت
نہین ہے خدا ملائیگا تو مل ہی جائینگے آپکی جو جی چاہے تو زبانی کہدیجیگا ہم بھی جانتے ہین کہ سفر دور و دراز ہے ع ابھی آپ تشریف
جو گذریگی ہمپر گذر جائیگی + طبیعت یہ ہوگی قلق چند روز + سنبھلتے سنبھلتے سنبھل جائیگی + یہ کہکر آنسو آنکھون مین
خضران نے کہا کہ مین کیا عرض کرون ع ہم نے چاہا تھا نہ ہووین عمر بھر تم سے جدا + ہان مگر مجبور ہین جو کچھ خدا
کی رضا + کہنا سننا کبھی میرا معاف ہو بہر خدا + تو خدا حافظ و ناصر ہے دل مت جانا ذرا + ہم تو رخصت ہو چلے خوش رکھے اب
جان تمہارے پاس ہے اب تن سے فرمادو کہ جا + یہ کہکر عمر ثالث اوٹھ کھڑے ہوئے اور تمام عیارون سے بغلگیر ہو کر
ہمارا خیمہ یہ نشانی ہماری برپا رکھنا اور قران ثالث سے کہا کہ میرا خیمہ ضرور قائم رہے تا کہ یہ معلوم ہو کہ عمر ثالث بھی
ہے بس یہ کہکر آپ سب مال و زر اپنا داخل زنبیل کر کے چلے بادشاہ نے فرمایا کہ کل ہم لوگون کو تو رخصت کر لیجیے
دیکھا کہا کہ مجھے اور قلق زیادہ ہوگا بس یہ کہکر چل کھڑے ہوئے یہان یہ سب افسوس کنان بیٹھے رہے بعد جانے
خضران بن عمر ثانی کے شاہزادہ نے حکم دیا کہ بلا و جبرئیل بن حمادی کو کہ پیش خیمہ ہمارا طیار رہے اور کل ہم بھی
بیکطرف دریائے نسیان کی روانہ ہوا اور ہم بھی آتے ہین ابھی اسکے تم صف رخم طلعت سے ارشاد ہوا کہ مین چاہتا
آپ مع مال طلسمی کے یعنی جو اشیاء طلسمی تھے کہ آپ نے طلسم ہیبت الجمال سے حاصل کین ہین اس اسباب کو
آپ لیکر دریائے نسیان پر آئیگا آپکو مین رخصت کرتا ہون کہ آپ اپنا انتظام کر کے اسطرف کو تشریف لائیگا زندہ

وناصر دین آصف انجم طلعت اوٹھی بادشاہ کو مجرا کیا اور صاحبقران کو سلام کرکے اور اپنی دوستون سے رخصت ہوکر اب یہ جاتی ہین کہ انکا حال آگے بیان کیا جائیگا بعد اسکے صاحبقران بجانب سکندر فرخ لقا مخاطب ہوے اور فرمایا کہ آپکو بھی تکلیف مین وہین کی دیتا ہون کہ آپ بھی اشیاء طلسمی کو جو کہ آپنے طلسم رنگین فلک سے پائی ہین انکو ہمراہ لیکر دریائی نسیان پر ملاقات فرمائیگی انھون نے عرض کیا کہ بہت خوب یہ کہکر سبکو سلام و مجرا کرکے اوسیوقت رخصت ہوکر چلے اب صاحبقران طرف شاہزادہ امیر الزمان کے مخاطب ہوے اور ارشاد فرمایا کہ آپ بھی مع اشیاء طلسمی کے کہ جو آپ طلسم ہیبت الحزن سے اپنے ہمراہ لائے ہین ان اشیاء نادر کو لیکر آپ دریائی نسیان کیجانب روانہ ہوجیے اور ہم بھی انشاء اللہ تعالی وہان پہونچتے ہین ہماری آپکے وہین ملاقات ہوگی یہ بھی رخصت ہوے اور حسب ارشاد روانگی مین مصروف ہوے بعد انکے شہنشاہ گوہر کلاہ کیجانب متوجہ ہوے اور انسے ارشاد کیا کہ اے فرزند تم بھی ان اشیاء نادرہ طلسمی کو جو کہ طلسم ذوفنون کی فتاحی مین تمکو دستیاب ہوئے ہین تم انکو ہمراہ لیکر بجانب دریا نسیان روانہ ہو اور اسی مقام پر ہم تم سے خدا نے چاہا تو بہت جلد وہان پہونچتے ہین شہنشاہ گوہر کلاہ نے اوٹھ کے مجرا کیا اور عرض کیا کہ آرزو تو کمترین کی یہی تھی کہ ہمراہ رکاب سعادت انتساب مین بھی غاشیہ برداری کرتا ہوا چلتا مگر الامر فوق الادب جیسا حکم ہوا ہے مطابق اوسکے تعمیل کرونگا اور بسر و چشم اسیوقت رخصت ہوکر عازم منزل مقصود ہونگا یہ عرض کرکے یہ بھی رخصت ہوے کہ انکا حال بھی آئندہ حوالہ قلم سوانح رقم ہوگا بادشاہ اسلام مخاطب ہوکر کہا کہ یا صاحبقران اگر آپ کہین تو مین ایک بات کہون عرض کیا صاحبقران نے کہ اے ظل اللہ ایسا فرمانا مین بسر و چشم بجا لاؤنگا آپ ارشاد فرمائین بادشاہ نے فرمایا کہ ہان مین نے ان امور صاحبقرانی مین دخل دینا پسند نہ کیا مگر ہان میری رائے یہ ہے کہ اگر کہیے تو خواجہ زادون کو بلا کر دریافت کیا جائے کہ یہ دریائے نسیان کیا چیز ہے اور اودھر کا سفر ہمارے لیے کیسا ہے کیونکہ وہ مقام بہت سخت ہے اور خواجہ کا چلا جانا بھی مصلحت سے خالی نہین ہے وہ بڑا شخص جاننے والا اس علم کا بھی ہے اوسکے جانے سے لشکر مین ایک اوداسی اور سناٹا معلوم ہوتا ہے صاحبقران نے عرض کیا کہ بہت مناسب ہے آپ خواجہ زادون کو بلوائیے اور انسے استفسار حالات ضروری کیجیے اور علم نجوم کے بارہ مین میرا کیا اختیار تھا بہتیرا انسے کہتا رہا اور روکا کیا مگر انھون نے کچھ سماعت نکی بلکہ اگر خیال کیا جائے تو انھون نے ایک نوع کی بے مروتی کی بلکہ نمک حرامی کی حرکت انسے سرزد ہوئی خیر اب خواجہ زادون کو طلب کرتے ہین حکم ہوا کہ اسیوقت چوبدار جائے اور خواجہ زادون کو بعد دعائی ہماری طرف سے کہا جائے کہ آپکو طلب کیا ہے چنانچہ چوبدار روانہ ہوا خواجہ زادون کے پاس پہونچے اور جاکے عرض کیا کہ آپکو بادشاہ جمجاہ نے یاد فرمایا ہے آپ تشریف لے چلین خواجہ زادون نے کہا کہ ابھی رات باقی ہے گو حال سفر ہمین معلوم تھا اور اسی سبب سے نیند بھی ہمکو نہین آئی تھی کہ صبحکو لشکر کا کوچ ہوگا مگر حاضر ہوتے ہین یہ کہکر کہارون کو طلب کیا کہ میانہ ہمارے نکالو چنانچہ کہارون نے میانہ باہر نکالا انھون نے جامے نیچے پہنے صندلی عمامہ سر پر رکھا اور کتب رمل و نجوم ہمراہ لیکر شکلین اپنی مثل نجومی کے ایسی بناکر اور لباس درباری پہنکر اوسیوقت سوار ہوے اور راہ کو طے کرکے داخل بارگاہ ہوے تا لب فرش شاہزادہ بدیع الملک استقبال کرکے انکو لائے اور بادشاہ کیجانب سے انکی تعظیم کی چوکیان صندلی بچھوا دی گئین یہ آکر خواجہ جد الاکبر ثانی و خواجہ بزرگ امید ثانی و خواجہ سیاوش ثانی و خواجہ دریادل ثانی آکر بیٹھے اور بادشاہ کی جانب متوجہ ہوکر عرض کیا کہ حضور نے اسوقت کہ رات بہت باقی ہے یاد فرمایا ہے ہمکو کیا حکم ارشاد ہوتا ہے کیا کام ہے بادشاہ نے فرمایا کہ دریائے نسیان کیجانب صبحکو کوچ ہے اسکے بارہ مین کچھ دریافت کرنا ہے خواجہ زادون نے عرض کیا کہ حضور لفظ نسیان کو ذہن مبارک مین رکھین اور اسکا مفہوم بھی ملحوظ خاطر رہے بس یہ کہکر انھون نے قرعہ تقویم تختہ رمل پر پھینک کر عرض کیا کہ عقلہ و فرح و انکیس کی مطابقت اور عطارد و مریخ و زحل زہرہ و مشتری کی نظرات کواکب سے ثابت ہوتا ہے اور خانہ حیات پر نظر کرکے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس نسیان سے کسیقدر نقصان لشکر اسلام کا بھی ہونا چاہیے مگر ساتھ سلامتی جان کے لہذا آپکا سفر وہان جانا مناسب نہین معلوم ہوتا ہے اب پوچھا بادشاہ نے کہ جانا خضران کا لشکر سے جانب خانہ کعبہ کیسا ہے خواجہ زادون نے عرض کیا کہ جانا خواجہ خضران کا کعبہ کیجانب ثابت نہین ہوتا ہے یقین ہے

کسی مقام پر شاہزادہ سے بہت اچھی طرح ملاقات ہو اور کار نمایان اُنسے ظہور مین آئین کیونکہ خواجہ نہایت باوفا اور دوست صادق شاہزادہ بلند اقبال کے ہین اب وہ وقت آیا ہی کہ طائران خوش الحان شاخہای درخت پر چہچہہ زن ہونے لگے اور بزبان بی زبانی حمد و ثنای صانع حقیقی مین زمزمہ سنجی کر رہی ہین اور نہالان سبز پوش اُسکی وحدانیت مین ہواخواہی نسیم سحری سے متحرک ہو کر زبان برگ سے کہہ رہی ہین کہ ۔ برگ درختان سبز در نظر ہوشیار + ہر ورقی دفتریست معرفت کردگار + ہر گیاہی کہ بر زمین روید + وحدہ لا شریک لہ گوید + کوئی یہ کہہ رہا تھا کہ دیکھو وہ بولتا ہی مرغ سحر صبح صادق کی یہ نشانی ہی + کہ آواز مؤذن کانون آئی اور دیکھا فلک کیطرف وہ وقت تھا کہ ۔ لگی ہونے نظرون سے تارے نہان + چھپا جادۂ نور مین کہکشان + رخ شمع مائل بزردی ہوا + لباس فلک لاجوردی ہوا + مؤذن اذان سے ہوئے بہرہ مند + ہوئی بانگ اللہ اکبر بلند + مسیحا نفس تھی نسیم روان + او کھنے لوگ لیلکے انگڑائیان + شاہزادہ عالیمرتبت نے عرض کیا کہ اب نماز صبح آپ بھی یہین پڑھلین اور مین بھی آپکے سامنے رخصت ہولون بس تمام لوگ لشکر اسلام کی صفین باندھکر کھڑے ہوئے وہ جھونکے نسیم و صبا کے فرحت خیز چلنا اور غازیان دیندار و مجاہدان تہور شعار کا رو بقبلہ کھڑے ہونا عجب لطف دیتا تھا اور ایک سمان بندھا ہوا تھا حاصل کلام یہ کہ نماز صبح ادا کرکے بادشاہ کی خدمت مین عرض کیا کہ حضور تو یہی مقام پر تشریف رکھین اور مین آپسے رخصت ہوتا ہون آنکھون مین آنسو بھر لانا بادشاہ کا کہ مین بھی ہمراہ چلونگا عرض کرنا اُنکا کہ ابھی خواجہ زادے حکم لگا چکے ہین کہ حضور کا جانا سفر مین مناسب نہین ہی اسلیے قرین مصلحت یہ امر ہی کہ حضور یہین قیام فرمائین یہ باتین ہو رہی تھین کہ سامنے سے مریخ آفتاب علم مع اپنی سپاہ کامل کی سامان سفر بہم کیے ہوئے حاضر ہوا اور آکر عرض کیا کہ جنزیل بن عادی چند سردارون کے ساتھ بارگاہ کو لیکر کچھ رات رہے روانہ ہو چکی ہین مجھے کیا حکم ہوتا ہی مین بھی عقب بارگاہ مین جاؤن یا حضور کے ہمراہ چلون شاہزادہ نے فرمایا کہ ای مریخ آفتاب علم تمہارا یہین رہنا مناسب معلوم ہوتا ہی کہ بادشاہ یہان تنہا ہین معلوم نہین نہ طاق کیجانب سے کوئی سر آ نکلے اور خدانخواستہ کوئی امر خلاف ظہور مین آوے تو کوئی جواب دینے والا بھی یہان نہین ہی اُسنے عرض کیا کہ بجا ارشاد ہوا اگر غلام تو کبھی قدم مبارک سے جدا نہین ہوا کیونکر ہو سکتا ہی کہ حضور تشریف لیجاوین اور غلام ہمراہ رکاب فیض انتساب نہو یہ نہایت غلام کی کم نصیبی ہے اور حضور وہ مقام نہایت سخت ہی جہان کا حضور قصد فرما رہے ہین معلوم نہین کیسی کیسی بڑی بڑی مہمین پیش آوین اسوجہ سے جان نثار کا بھی ہونا انسب ہی آیندہ حضور کی جو مرضی ہو فرمایا کہ بھائی تمہارا یہین رہنا بہتر معلوم ہوتا ہی اور تمہارے رہنے سے مجکو اطمینان ہے گویا مین ہی بادشاہ کی خدمتمین حاضر ہون اسوجہ سے تم بادشاہ کی خدمت مین حاضر رہو کہ اسوقت تنہائی مین تمہین اُنکی محافظ ہوگے اپنے سر کو بجا زیادہ تقریر کرنا خلاف ادب سمجھا عرض کیا کہ الامر فوق الادب جو ارشاد حضور کا ہی اوسیکو خادم اپنا فخر سمجھکر تعمیل ارشاد بجا لائیگا یہ کہکر اپنے لوگون کو سامان سفر سے باز رکھا اور اپنے ارادہ کو فسخ کر دیا صاحبقران بادشاہ کیطرف متوجہ ہوے اور عرض کیا کہ حضور اب مجھے رخصت کرین حضور بھی شب بھر بیدار رہے ہین طبیعت عالی کسلمند ہوگی حضور آرام فرمائین اور مجھے اجازت دین مین عازم سفر ہون بادشاہ آبدیدہ ہوے اور فرمایا کہ آپ اصرار کرتے ہین اور مجھے ہمراہ نہین لیجاتے مجکو آپکی مفارقت و تنہائی کا خیال ہی خیر خدا حافظ و ناصر ہی بسم اللہ کیجیے ۔ سپردم بتو مایۂ خویش را + تو دانی حساب کم و بیش را + خادم نے مرکب باد پا لا کر حاضر کیا صاحبقران اُسپر سوار ہوئے گنجور شاہ نے عرض کیا کہ مین وہان کے حالات کچھ جانتا بھی ہون اور بعض مقامات جو مین نے پیشکش کیے تھے وہ میرے ہمراہ ہین اور طوفان بن سرکش کا بھی ہمراہ رکاب ہونا ضرور ہی شاہزادہ نے فرمایا کہ خیر تم بھی ساتھ ہمراہ چلیے اور چند عیار بھی ساتھ ہوے لیکن شاہزادہ کا سوار ہونا خانۂ زین کو منور کرنا گویا یہ معلوم ہوتا تھا کہ انگوٹھی پر نگینہ جڑ دیا ہی ۔ ہوا سوار جو وہ شہسوار گھوڑے پر + قدم قدم پہ صبا تھی نثار گھوڑے پر + کبھی مین کبھی جہان جستی پر گمان پری کا ہوا بار بار گھوڑے پر + وہ مرکب خوش خرام کیا تھا + پہنچا نہ صبا کا دست جوتا + برچھون اور تا تھا وہ

فلک سپہر + مہر منیر کر ذکر سے تھا اک ببر + جلد سی کی تھی صاف شمع فانوس + یا گھر کے گلون سے تھا وہ طاؤس + بادشاہ جاہ بھی بارگاہ سے شاہزادہ کا جانا دیکھ رہے تھے پردے بارگاہ کے اوٹھے تھے آخر اہل لشکر سے رخصت ہو کر سواری مثل باد بہاری کے منزل مقصود کیجانب روانہ ہوئی اور یہان آواز گریہ بکا مع بادشاہ کے بلند ہوئی ایک حشر کا سا سامان نظر آتا تھا کونسی چشم نہ تھی جو گریان نہو شاہزادی کے غم مفارقت مین غرضکہ سب روتے ہوے رخصت ہوے بادشاہ نے بھی وقت دربار برخاست کر دیا اب حال شہزادیکا آگے بیان کیا جائیگا کہ یہ منزلون کو طے کرتے چلے جاتے ہین۔

اب کچھ کلمہ داستان شوکت بیان اوس غمگین و حزین کے جو خانہ کعبہ چلا تھا یعنی خضران بن عمر ثانی کے بیان کیے جاتے ہین

کہ یہ رہروی کرتے ہوے چلے جاتے ہین کہ وقت قریب شام کی پہونچا جانوران صحرائی اپنے اپنے مقامونکو جانے لگے طیور اپنے آشیانون کیطرف رخ کیا آفتاب قریب غروب ہوا وہ آفتاب کا نقاب حجاب مین منہ چھپاتا ہوا کا زرد ذرد گیاہ سبز پر پڑتا عجیب کیفیت دے رہا تھا لیکن کاروانسرا کا کہین پتہ نہ معلوم ہوتا تھا ایکطرف کو شیر ڈکتے ہوے اپنے کچھار کیطرف جاتے تھے ایک سمت آہوؤن کا غول چلا جاتا تھا ایکدوسرے سے بیخبر نہوتا تھا خضران کہتے تھے کہ زلف کہتی ہے مسافر ٹھہر جا کچھ کام ہے + دل یہی کہتا ہے جانا دور ہے اور شام ہے + بس خدا خدا کر کے کہین بیٹھ جاتے تھے اور یہ شعر پڑھتے تھے کہ شعر حسرت یاس مسافر بیکس کی رویئے + جو تھک گیا ہو بیٹھ کے منزل کے سامنے + اب جو دیکھا تو سامنے سے ایک کاروانسرا نظر آیا شکر خدا کر کے یہ وہان پہنچے اور جا کر ایک مقام پر اپنا بستر لگایا بھٹیاری اپنے مقام سے اوٹھ حقہ لیے ہوے انکے پاس آئی اور کہا کہ میان مسافر بہت تھک گئے آپنے کچھ انگشتریان نکالین کہ دانہ یاقوت کی اور نہایت عمدہ عمدہ نگینے پکھراج و نیلم وغیرہ اونپر جڑے ہوے تھے دیکر کہا کہ مین انکی سوداگری کرتا ہون اسوقت کوئی بھی انکو مول لیلے تو مین کوڑیونکے مول بیچ ڈالون کھانا وغیرہ پکوا دینے کا بندوبست کرون بھٹیاری کہ نہایت نوجوان اور تراق پراق تھی انکی انگوٹھیون کو دیکھکر اور مسکرا کر کہا کہ گو یہ رقم زیادہ کی ہے مگر میرے پاس اسوقت سو روپیہ حاضر ہین جی چاہے تو مجھی کو عنایت کیجیے آپکی نشانی میرے پاس یادگار رہیگی اور کھانا تو آپکی دعوت مین کرونہی گی اور شب کو جسطرح جی چاہے مجھے تکلیف دیجیے مین حاضر ہون آپنے ہنس کے کہا کہ یہ تو مینے قبول کیا لیکن اگر شبکو کوئی تمہین تکلیف دیتا تو کیا دیتا اسنے کہا کہ پچاس روپیے کیا کم دیتا خواجہ نے کہا کہ وہ پچاس روپیہ مجھی کو دیدو اور رقم کسی اور کو تکلیف دو اور مین تو اس کام سے محروم ہون بس بھٹیاری نے اپنی کسی مردوانے سے پچاس روپیہ لیکر خواجہ کے پیشکش کیے وہ پوٹلی آپنے باندھکر داخل زنبیل کی اور کہا کہ خداوندا تیرا شکر ہے کہ کوڑی دو کوڑی کا روزگار تو ہوگیا دن بھر بھوکا پیاسا مین نے یہ سفر تمام کیا تو خالق ہے رزاق ہے صدا آئی مجھے یاد ہے کہ سے آسیا کہتی ہے ہر صبح باواز بلند + رزق سے بھرتا ہے رزاق دہن پتھر کے + یہ ذکر تھا کہ دیکھا چار گھڑی رات گئی بھٹیاری کھانا انکے لیے لائی بہت تکلف سے بھونے شکر خدا کر کے نوشجان کیا اور آب و طعام سے فراغت کر کے پلنگ اسنے بچھا دیا تھا اوسپر آپنے آرام کیا اور مسافر بھی وہان تھے سب انکی حقہ پانی سے تواضع کرتے رہے اب انکا نفیر خواب بلند ہوا اور بھی سب سو رہے اب انھون نے عالم رویا مین دیکھا کہ عمر ثانی عجب بے سر و سامانی سے گرد و غبار چہرہ پر پڑا ہوا کچھ کپڑے ملگجے سے پہنے ہوے خواب مین نظر آئے اور کہا کہ شاباش دم رحبا یہی وقت رخصت ہونیکا تھا کہ تو وہان سے رخصت ہوا اپنے جان شیرین کو عزیز رکھا اور شاہزادیکو تنہا چھوڑ دیا تیری وضع سے تیرے تمام بزرگون پر حرف آئیگا اور لوگ تجھکو نمک حرام کہینگے اور تیری وجہ سے ہماری بھی جو خدمتین کہ ہم نے اور والد حمزہ کے ساتھ کین تھین وہ محنتین ہماری بھی مٹین یہ سنکر آپنے [illegible] کیا کہ اے والد ماجد خدا جانتا ہے کہ دل سے مین شہزادہ کو تنہا نہین چھوڑ کر آیا ہون فقط اس خیال سے کہ چل کر زیارت کرون اپنی دادا صاحب کی اور جناب حمزہ صاحبقران کی اور پھر معروف کوشش ہون اور مین نہین جانتا

ہون کہ آپ لوگون پر کیا گذری اسوجہ سے دل میرا بہت بیتاب رہتا ہی آنکھون مین آنسو بھر کر عمر ثانی نے فرمایا ؎ قیس کا نام نہ لو ذکر جنون جانے دو + ٹل ہی جائیگا ذرا فصل بہار آنے دو + اگر تو یہ پوچھتا ہی کہ ہمپر کیا گذری اور ہم کسطرح ہین یہ اسرار خدا ہی اسکو ہم نہین بیان کر سکتے ہین تو اپنے کام مین مشغول ہو اور دہنی جانب کو تو قصد کر کہ شہر حرمانیہ ہی وہان پہونچکر جو کام کہ لایق تیرے ہین انکو بجالا یہ چاہتا تھا کہ کچھ اور کہے کہ اسکی آنکھ کھل گئی رات تھوڑی سی معلوم ہوئی نماز صبح کا وقت قریب تھا بس انھون نے نماز پڑھکر یہ خیال کیا کہ بھٹیاری صبح کو بلا ہو کر دیکھیے پڑیگی کہ سب انگوٹھیان مصری کی بنی ہوئی تھین بھاگو یہان سے یہ سمجھکر یہ تو دہنی جانب کو سرا کی دیوار پھاند کر لیے ہوئے اور یہان بھٹیاری صبحکو انگوٹھیان پہنے ہوئے خوشی خوشی جو اٹھی آپ جو اسنے ہاتھ دھونے کو دیکھا کہ پانی کچھ سرخ کچھ سبز کچھ کاسنی کچھ فیروزی ہر نگینہ کا رنگ بہنے لگا بھٹیاری پکاری کہ واہ کیا نگینے رنگین ہین کہ جنکا پانی بھی رنگین ہو جاتا ہے مسافر اور بھی تماشا دیکھنے لگے ایک بولا کہ بھٹیاری یہ صفت تو نگینون کی نہ دیکھی تھی بھلا ایک کو پانی مین تو ڈال کر دیکھیے اسنے انگوٹھی یاقوت نگار پانی مین ڈالی تو سب پانی سرخ ہو گیا بھٹیاری نے کہا دیکھو یہ عمدگی ہی یہ کہکے انگوٹھی کو جو ڈھونڈھا تو پانی مین پتہ ہی نہین ہی۔ اسنے کہا ہے ہے انگوٹھی گھل گئی ایک آدھ دل لگی باز بھی وہان تھے کہ انھون نے کہا کہ یہ خون دلہا سے بیلو تمہارے دل کا دھڑکنا جاتا رہیگا جانتا عاشقون کا خون پیا اب تو جو انگوٹھی ڈالی وہ گھل گئی اسنے آواز دی کہ دروازہ سرا کا نہ کھلنے پائے کوئی مسافر جانے نہ پائے اور یہ کہکر مسافر جہان سوتا تھا وہان جھپٹ کر آئی دیکھا کہ وہ دری جو بچھانے کو دی تھی اور وہ دولائی جو اوڑھنے کے واسطے دی تھی مع تکیون کے لیکر چلا گیا چار طرف ڈھونڈھا کہین نہ پایا بھٹیاری تو روتی رہگئی لیکن اب حال خواجہ کا سنیے کہ بھٹیاری کا روپیہ اور بستر لیکر جو بھاگے تھے لبیس رہروی کرتے ہوے چلے جاتے ہین منزل کو طے کرتے ہوے قریب شہر حرمانیہ کے پہونچے دیکھا کہ شہر ویران و پریشان رعایا مغموم و مضطر سرائے اجڑی ہوئی غرضکہ یہ شہر مین آئے اور ایک شخص کو نہایت معقول پاکر اُسنے کہا کہ بھائی مین مسافر ہون مجھے نہین معلوم تھا کہ اس شہر مین کوئی سامان استراحت کرنیکا اور بیٹھنے کا نہین ہی اگر جاو بیجا کہین پڑ رہتا ہون تو لوگ چور تصور کرکے پکڑ لینگے اس شخص نے دیکھکر کہا کہ اگر ایسا ہی تو خیر آپ چلیے آج ہمارے مہمان ہو جیے یہ کہکر لایا اور ایک برج مین چارپائی انکے لیے بچھا دی اور شام تو ہو ہی گئی تھی تھوڑی دیر کے بعد انکے لیے کھانا لایا اور کھانا کھلا کے یہ خیال کیا کہ تنہا اس مسافر کو چھوڑنا اچھا نہین ہی شاید کوئی چور بیکار ہو اور رات کو کسی کے مکان مین کود پڑے تو اچھا نہوگا اس سے بہتر ہی کہ تو بھی اس مقام پر سو رہے غرض یہ بھی لیٹا اسوقت خضران نے پوچھا کہ بھائی یہ شہر بیسر و سامان کیون ہی اسنے دیکھکر کہا کہ تمہین اس سے کیا کام انھون نے کہا اگر بتلا دو گے تو ہمین بھی اس شہر کی بیسر و سامانی معلوم ہو جائیگی اسنے دیکھکر کہا کہ ای شخص ہم لوگ قوم اجنہ مین سے ہین اور مالک ہمارا حرمان جنی ہی کہ وہ ہر کمال مین بہت بڑی لیاقت رکھتے تھے اکوان و کیوان دو بھائی ہین کہ انھون نے دعوی خداوندی کیا اور ہماری قوم کو بھی وہان سے نکالدیا اور یہ شہر حرمانیہ ہمارے بادشاہ نے آباد کیا تھا لیکن کیوان کو اسکی جانب سے ایسا کھٹکا تھا کہ اسنے آہوان جادو کو بھیجکر بادشاہ کو ہمارے قید کر کے ایک صحرا ہی کہ اسمین ایک گنبد یاقوت نگار بنا ہوا ہی اسمین قید کیا ہی اور نہ معلوم زمین مین دفن کر دیا اور اوس نے وہان ایک طلسم بنایا ہی اور آپ وہان رہتا ہی اور آہوان نے یہ انتظام کیا ہی کہ تین طرف تو دریا ہی کہ اگر کشتی پر کوئی بیٹھکر گنبد تک جانا چاہے کے نیچے تو ایک برق گرتی ہی اور وہ جھٹکے سے گرا دیتی ہی دریا ہی مین اور چوتھا راستہ ہی کہ اسمین بہت سے آہو ہین اور ایک آہوی کلان انکی ساتھ لیے پھرتا ہی جو شخص ادھر سے جانیکا قصد کرتا ہے وہ آہوے کلان اُسے مار ڈالتا ہی اور شیر کوئی حربہ اثر نہین کرتا ہی تو اب کیونکر انھین چھڑائین اور کیونکر خبر لائین عجب سخت مقام ہے کہ ہے قدم رکھ سکین جنکی کیا جان ہی + فرشتون کی وہان عقل حیران ہی + یہ حال پر ملال اس شخص سے سنکر خواجہ خضران نے دلمین خیال کیا کہ اگر اسکو چھڑا لیا تو کچھ احوال طلسم کا بھی معلوم ہوگا اسمین کوشش

ع شاید کہ ہمین بیضہ برآید چو بلبل ٭ بس خواجہ یہ تصور کرکے اور اُس شخص سے رخصت ہوکر اُس بیابان کا پتہ و نشان مفصل دریافت کرکے چلے تصور کرتے ہوئے اور یہ کہتے ہوئے کہ اپنی جان شیرین کو مین تصدق کرتا ہون جس حال کو دریافت کرنے اور وہان کی سب کیفیت معلوم ہونے کے لئے بمحبت شاہزادہ بدیع الملک کے پاس تک صاحبقران غرضکہ آتے آتے تو جب اُس بیابان حسرت افزا کو دیکھا کہ جہان ایک بحر بیکران سبزہ کی ہے کہ اُسکی اسجانب جب آدمی جاتا ہے تو وہ ہرن آگی مار دیتا ہے وقار اُسکا برابر فیل کی ہے بس وہان جاکر ہاتھ دیکھا اور ہاتھ کی پشت کو دیکھا اور یاد کرکے خواجہ عمر بن امیہ ضمری کے بس گلشن عیاری کی سیر کرنے لگے بہت دیر کے بعد نخل مراد اُس عیار بے اورنگ کے ہاتھ آیا سر کو اوٹھایا بشاش ہوکر زنبیل پر ہاتھ ڈالا ایک کھال آہوی قطع دار و خوبصورت کی نکالکر آپنے زیب بدن کی اور شکل ہرن کی بنائی گلے میں گھنٹیان بنی ہوئی سنگوٹیان طلائی و نقرئی چڑھی ہوئین نہایت خوبصورت آنکھین وہ کہ غزالان ختن جنکو دیکھکر چوکڑی بھولین اس قطع پر طیار ہوکر چوکڑیان بھرتے ہوئے جست و خیز کرتے اُسی سبزہ کی طرف کے پار آگے اُسی آہوون کی غول مین یہ بھی شریک ہوگئے اب یہان کا حال عرض کیا جاتا ہے کہ جب آہوان جادو کو یہان کی نگہبانی کا حکم ملا تھا تو اُسنے اپنی سحر سے وہ دریا بنائے تھے جنپر یقین کرکے جو کوئی شخص جاوے ہلاک ہو جاوے اور اُس دشت مین آہوان صحرائی کو لاکر جمع کیا تھا اور اپنی سحر سے مطیع کیا تھا کہ وہ سب حاضر رہتے تھے اور بھاگ نہ جاتے تھے لیکن کیوان و الوان نے خبر دی تھی کہ وہ عیار بیر اور بجز دوندہ بیدرنگ ضرور ایک وقت مین آئیگا اور بشکل آہوان متشکل ہوکر اونمین داخل ہوکر اپنا کام کریگا اُسنے عرض کیا کہ غلام ان آہوون کو روز بروز شمار کرکے جائزہ اُنکا لیتا رہیگا اگر بڑھتی پاؤنگا تو کل آہوونکو پھونک دونگا اُسمین وہ بھی جل جائیگا اُسنے اسیواسطے کل آہوان جمع کیا ہے چنانچہ خواجہ بھی بشکل ہرن تھوڑے سے دن رہے اُسی دشت مین آہوون کے جھرمٹ مین چرتے چگتے چلے جاتے تھے کہ پہر دن باقی رہا آہوان جادو سامنے سے پیدا ہوا وہ بھی بشکل آہوی کلان بنا ہوا ہرنون کی غول کیطرف متوجہ ہوا اور اپنی ترکیب سے بلا بلاکر شمار کرنے لگا ایک آہو کی بو سونگھی ہٹا دیا دوسرے آہو کو بلایا اسکی بو سونگھی ہٹا دیا غرضکہ اسی طرح ہرنیان خوش ہو ہوکر آتی تھین اور یہ بو سونگھ سونگھ کر ایکطرف کو جمع کرتا جاتا تھا جس ہرنی تازہ بھی بڑھی اب جو اس مادہ نے بجالانے اسکی خوشبو سونگھی تو معلوم ہوا کہ بیابان ختن مین ہون اور مشک تتار کی خوشبو سے دماغ اسکا بس گیا ایک چھینک اُسنے ماری کچھ ہونٹون کو دانتون سے بھینچکر زمین پر گر گیا اس ہرنی نے پنجون سے اوٹھا کر یون جو کیا تو یہ داخل زنبیل ہوا اور ہرنیان مارے ڈر کے بھاگ گئین کہ ایسا منھ ہمکو بھی کھا لیگا کیونکہ آپنے اس کھال پر وہ قاتل روغن بیہوشی مل لیا تھا اور اپنے نتھنون مین بتی دافع بیہوشی رکھلی تھی بس آپنے فرصت جو پائی چوکڑیان بھرتے ہوئے قریب گنبد پہونچ گئے وہان جاکے جو دیکھا تو معلوم ہوا کہ ایک گنبد وسیع ہے اور اُسکے اندر کوئی نقارہ سا بجا رہا ہے یہ حیران تھے اندر گنبد کے جو قدم رکھا تو دیکھا کہ ایک یومر جادو منھ پھاڑے پڑا سو رہا ہے نفیر خواب جسکے تھی اُسکے نتھنونکی یہ صدا ہے آپنے جلدی سے لباس اوتارا اور بابدو کفچہ عیاری کی نکالی اور بیاد خرمن مثقال بیہوشی رکھکر اُسکے نتھنون کے قریب لیگئے جب سانس کشی کی بیہوشی دماغ مین سرایت کر گئی یہ سوتا کا سوتا رہگیا آپنے جال الیاسی مارکر اسکو بھی داخل زنبیل کیا اور تمام گنبد مین حرمان جنی کو ڈھونڈا کہین نہ پایا چہار طرف دیکھا ایک دروازہ نظر آیا اور اُسمین ایک زینہ نمایان ہوا نشیب کیجانب جیسے کوئی تہخانہ ہوتا ہے اُنھون نے بسم اللہ الرحمن الرحیم کہکر زینہ پر قدم رکھا یہ کہکر کہ ٭ سر نمی پیچم ز شمشیر حبیب ٭ ہرچہ آید بر سر من یا نصیب ٭ جس وقت انھون نے اُس زینہ پر قدم رکھا یہ کہتے ہوئے کہ خداوندا تو گواہ رہیو کہ مین نے اِس راہ مین فقط صاحبقران کی محبت مین قدم رکھا ہے سواے ہمارے کون جان سکتا ہے اور یہ شعر پڑھتے ہوئے چلے کہ ٭ چڑھے جا منصور سولی پر پکارا عشق بان دن ٭ یہ اسکی بام کا زینہ ہے آئے جسکا جی چاہے ٭ شعر پڑھتے ہوئے چلے لیکن ایک جن بچہ ہے کہ نام اُسکا برخوردار جنی ہے اور کیا نایاب نہایت تحفہ بچہ تھا اسکو اُسکے مالک نے کہ جسکی نگہبانی مین یہ قفس ہے کہ جسمین حرمان جنی قید ہے نام اُس محافظ کا مشہور جادو ہے کھانیکا اسکو نہایت ذوق ہے اسواسطے کھانا پکانے کے لیے یہان مقرر کرلیا ہے کہ یہ کہین جا سکتا ہے نہ آسکتا ہے نہ باہر نکل سکتا ہے اور بادشاہ کی کھانا پکانے کو بھی

تشہیر نے برخوردار ہی کو تجویز کر لیا ہی غرضکہ بادشاہ کے لیئے بھی یہی کھانا طیار کرتا ہی اور لیجا کر خاصہ کھلاتا ہی لیکن جب خاصہ لیکر گیا تو بادشاہ نے اس سے کہا کہ ای برخوردار حبشی تو ہماری قوم مین ہی ای بھائی تو گھبرا نہین وہ شخص پیدا ہو چکا ہی کہ جو مجکو رہا کریگا تو اکثر زینہ کے وہان جا کر خیال رکھنا کہ تجھ سے ملاقات ہو بدی ہی بلکہ وہ تیرا مہمان ہوگا یہ عرض کرنے لگا کہ بھلا حضور یہان کیونکر کوئی آسکتا ہی اتنی مشکلات کو طی کرے تو یہانتک پہنچے دہشت آ ہو ان کے گلگر آتا اور دیو را بدار سی کا جب کہین زینہ تک رسائی ہو آپکو کیونکر معلوم ہوا مین تو حضور یہ خیال کرتا ہون کہ اس قید سے تا عمر رہائی غیر ممکن ہی دیکھیے کیونکر یہان سے نجات ملتی ہی اسوقت بادشاہ نے کہا کہ بھائی رو رو کر آنکھ میری بند ہو گئی تھی اپنی اس تنہائی اور بیکسی پر مجکو تاسف تھا اسی حالت رنج مین مجکو غنودگی سی ہو گئی تو دیکھا مین نے کہ ایک بزرگ تشریف لائے اور فرمایا کہ ای حق پرست باوصفیکہ تو نہایت بیکس ہی اکثر خاصان خدا پر اس قسم کی تکلیفین گذرتی ہین بقول نزدیکانرا بیش بود حیرانی لیکن اپنے معبود کو یاد کر جو تاریخ آج ہی اسی تاریخ کو فرمایا ہی کہ تیرا رہا کرنیوالا آئیگا اور برخوردار حبشی سے ملاقات ہوگی اسوجہ سے مین تم سے بیان کیا بھائی وہ دن آچکا ہی تو اسطرف کو پھیرا کرنا برخوردار حبشی اس خبر فرحت اثر کو سنکے نہایت خوش ہوا چونکہ یہ کھانا تشہیر جادو اور چالیس ساحرونکو جو محافظ گنبد تھے سکو کھلا چکا تھا بس یہ زینہ کیجانب کو روانہ ہوا اگرچہ اودھر ایک سنناٹا سا تھا لیکن یہ وہان گیا اور دیکھا تھا کہ ایک شخص زینہ پر سے اُترے اور اسکو دیکھکر کچھ سہما اور اُس شخص سے کہا کہ بھائی یہان آؤ تو مین ایک نامہ لیکر آیا ہون اسنے اپنے دلمین تعجب کیا کہ یہان نامہ بر کا آنا یا کسی غیر شخص کا کیونکر ممکن ہی وہم و گمان مین بھی نہین آسکتا ہی لہذا معلوم ہوتا ہی کہ کیا عجب ہی یہ وہی شخص ہو جسکو بادشاہ نے کہا ہی جب یہ قریب آیا تو دس اشرفیان اور ایک نامہ اسنے دیا اور یہ کہا کہ نامہ اپنے مالک کو دیدینا اور اس سیب کی نسبت حکم ہوا تھا کہ جو نامہ لیکر جائے اوسکو دیدینا کہ وہ کھالے یہ ہنسا اور اسنے دیکھکر کہا کہ مین نے پہچانا آپکو یہ کہنا تھا کہ جھٹ سے آپ گلیم اوڑھ کے غائب ہو گئے اسکو دیکھکر اور تعجب ہوا اسنے کہا کہ جناب آپ میرے ساتھ چلیئے اور کمالات نہ دکھلائیے مجھے سب حال آپکا معلوم ہی کہ آپ ہی بادشاہ کو چھڑائینگے جب برخوردار حبشی نے اسطرح کہا تو آپ گلیم اوڑھے ہوئے فقط سر اپنا کھلا کرکے ظاہر کیا اب جو اسنے دیکھا باوصفیکہ جن تھا اور جانتا تھا کہ ایک شخص آئیگا مگر اسپر بھی بوجہ خوف کے ایسا بولا یا کہ اسکا خطا ہو گیا اس حرکت پر خواجہ کو بھی ہنسی آگئی اور اُسکے قیافہ کو دیکھکر آپنے خیال کیا کہ ایسا نہو کہ دہشت کے مارے یہ شخص مرجائے یہ دوست معلوم ہوتا ہی بس آپنے گلیم اوتاری اور اپنی تئین ظاہر کیا اسنے کہا کہ آپ آدمی کا ہیکو ہین بلا ہین آپنے تو جنون کے بھی کان کاٹے ہین آئیے میرے مکان پر چلیئے آپ اُسکے ساتھ ساتھ چلے وہ جہان پر اترا ہوا تھا آپکو ہمراہ لیکر وہان آیا اور سارا حال اپنے تشہیر جادو کا اور اپنا کھانا پکانے کے لیئے معین ہونیکا اور گرفتار کرکے لانیکا اور بادشاہ کے قفس مین اسیر کرنیکا اور اپنا بادشاہ کے لیئے بھی کھانا لیجانیکا اور کھلانیکا بیان کیا انھون نے سب حال سُنا اور کہا کہ تو گھبرا نہین انشاء اللہ آج ہی اس ملعون کا فیصلہ کیے دیتا ہون اور بادشاہ کو رہا کرتا ہون تو جو وقت اُس محافظ تشہیر جادو کے پاس کھانا لیجانیکا ہو اسوقت مجکو بھی اپنے ساتھ لے چلنا مین خود کھانا طیار کرتا ہون محافظ زندانخانہ کے لیئے لے چلونگا جب وہ وقت آیا تو انھون نے برخوردار حبشی کو تو گھر مین چھوڑا اور خود اوسکی شکل بنکے کھانے چند اقسام کے طیار کیئے کچھ پلاؤ کچھ سفیدہ کچھ مطنجن دم عفر کچھ فیرنی برنج و کباب وغیرہ نہایت تحفہ طرح سے طیار کیے اور بیہوشی مین دم کیے بعد اسکے آکر برخوردار حبشی سے کہا کہ چل اپنی مہر لگا سب کھانے طیار ہین برخوردار حبشی نے کہا کہ آپ تو جامع الکمالات ہین مین آپکا شاگرد ہوا آپ ہنسے اور دیکھکر کہا کہ اچھا مین کچھ بتاؤنگا اور کچھ دو چار ہاتھ کمند وغیرہ کے اور پیچ کے نکالنے کے بتلا بھی دیئے بس برخوردار حبشی نے کھانا خوانون مین لگایا اور حسب قاعدہ کھنے کیسے تو پوش ڈالکے مہر لگائی اب یہ کھانا محافظان زندانخانہ کے لیئے لیکر چلا انھون نے برخوردار سے منع کر دیا تھا کہ تو درمیں کھانے میں سے کچھ نہ چکھنا نہ بادشاہ کو کھلانا یہ کھانے خاص محافظان زندانخانہ کے لیئے ہین بس خوانون کو اسنے آدمیون کے سرون پر

رکھوائی لیکر چلا آپنے بھی اُنھیں آدمیوں میں شامل ہوکر اور ایک خوان سر پر رکھ لیا آپ بھی چلے اور آگے داخل ہوئے تشہیر جادو کھانے کا منتظر بیٹھا ہوا تھا پس برخوردار حبشی نے خوانوں کی مہر توڑ کر خاصہ لاکر دسترخوان پر چن دیا تشہیر نے اُن چالیس ساحروں کو بھی طلب کیا یہ بھی ہاتھ دھو دھو کر بلکہ اپنی زندگی سے ہاتھ دھو کر دسترخوان پر جا بیٹھے چار خدمتگار کھانا کھلانے آب خاصہ وغیرہ پلانے کے لیے حاضر تھے وہ مصروف کار خدمت ہوئے غرضکہ تشہیر نے مع رفقا خاصہ نوش کرنا شروع کیا یہ کھانا کھاتا جاتا ہے اور تعریف کرتا جاتا ہے کہ واہ آج تو تم نے نہایت خوش ذائقہ کھانا طیار کیا ہے اور سب کے سب ساحر بھی تعریف کرتے جاتے تھے اب جو دیکھا خضران نے کہ رنگ انکا بیرنگ ہونے لگا کہ دسترخوان ہی پر سب ڈھیر ہوا چاہتے ہیں آپ بھی بشکل برخوردار حبشی کر سامنے دسترخوان کے کھڑے ہوگئے برخوردار کا تو دم نکل گیا کہ یہ کیا ہوا یہ دوسرا برخوردار کہاں سے پیدا ہوگیا اوسوقت تشہیر نے نگاہ جو کی کہ دو ایک صورت کے باورچی کھڑے ہوئے ہیں گھبرا کر اُسنے پوچھا کہ یہ دوسرا برخوردار کون ہے دیکھکر اُسنے کہا کہ او کیدی تو نے مجھے نہیں پہچانا کہ میں ملک الموت جان کاہ و سر برندہ ساحران ہوں اُسنے کہا کہ یہ الفاظ تو آپنے نئے بیان کیے آپنے کہا کہ تو کھانا کھاتا جاتا ہے اور تو دیکھ شکر یہ خداوند کا ادا کیا ہے خاص خلق و بخت تیرے لیے بھیجا ہے اُٹھ اور تعظیم بجا لا اور یہ کہکر ایک مورت ہاتھ بھر کی نکالی بس یہ سب کے سب دو موئی تڑاق بزمین اُفتاد یہ سب زمین پر گر پڑے گویا مورت پر ایسا سجدہ کیا کہ آپ ہی بسر سجدہ ہوگئے دنیا سے اُٹھ گئے بس انھوں نے جھپٹ کر خدمتگاروں کی پگڑیاں چھینیں اور انھیں پگڑیوں سے سبکی مشکیں باندھیں اور داخل زنبیل کرکے چلے جانا چاہتے تھے کہ اُڑ جاؤں مگر ایک جانب سے آواز آئی کہ شاباش و مرحبا اگر خیر چاہے ایسی حرکت نہ کرنا اور میرے پاس آؤ انھوں نے قریب قفس جاکر سلام کیا آواز آئی کہ مجھے آپکی خبر تھی مگر اسم مبارک اپنے آگاہ فرمائیے انھوں نے کہا کہ مجھکو خواجہ خضران بن عمر ثانی کہتے ہیں بادشاہ نے انکی بہت تعریف کی اور کہا کہ جسطرح آپنے ان دو بلاؤں کو زیر کرکے رکھا ہے اور کسی کو آپکے آنیکی خبر تک نہیں ہوئی جسطرح انکو تنگ رکھا ہے اوسیطرح انکو بھی رکھیے اور یہ تو بتائیے کہ آپنے پورا ہدایہ کو اور آہران جادو کو کہاں رکھا ہے آپنے کہا کہ زنبیل میں داخل کیا ہے بادشاہ نے کہا کہ بس ان چالیس ساحروں اور اس ملعون تشہیر کو بھی داخل زنبیل کیجیے کہ میں خوش ہوں اور مجکو اس قفس سے نکالیے بس انھوں نے ایسا ہی کیا کہ چالیسوں ساحروں کو مع تشہیر جادو اور چاروں خدمتگاروں کو داخل زنبیل کیا اور بادشاہ کو قفس سے رہا کیا اور پوچھا کہ آپکے کمالات کی صفت میں نے شہر حیرانیہ میں سنی تو میں بہت مشتاق ہوا آپ کچھ کمالات اپنے دکھلائیے بادشاہ نے کہا کہ مجھ میں جو کسب و کمال تھا بہت اور تاک جادو نے شیشہ میں اپنے بند کرکے رکھ لیا اور آپ مثل نیابت کے کیوان کی طرف سے اس مقام کا حاکم بنا اور وہ مقام وہ ہے کہ جدھر سے راستہ ہے نطاق کے جانیکا ایک راستہ تو وہ ہے کہ جدھر حازم شعبدہ باز نے دریاے نسیان کنارے بنا رکھا ہے کہ جو ادھر جاتا ہے وہ مسلوب الحواس ہو جاتا ہے اور ہوش و خرد اپنی طاق نسیان پر رکھدیتا ہے دوسرے مغربی سمت کی راہ ہے کہ جسمیں دریاے نسیان نہیں ملتا ہے وہ سیدھی راہ طلسم نطاق کی گئی ہے بس اوسنے اس مقام کو اپنے قبضہ میں کیا ہے اور میرے کسب و کمال کو شیشہ آہنی میں بند کرکے رکھا ہے جبتک وہ نہ مارا جائیگا اوسوقت تک میری وہ سب محنت و ریاضت بیکار ہے لہذا آپ اوسکو بھی قتل کیجیے اور وہ شیشہ مل جائے تو جو کچھ میں نے حاصل کیا ہے اوسکو ظاہر کرونگا اور آپکی مددگاری ہر طرح سے کرونگا بس اس مکان میں کچھ اسباب وغیرہ تھا وہ آپنے شکر خدا کرکے داخل زنبیل کیا اور باورچی خانہ تک کھانا پکانیکو نہ چھوڑا بس بادشاہ کو بھی زینہ کی راہ سے گنبد کے باہر نکالا اور وہ اپنے شہر حیرانیہ کو چلے لشکر ادا کرتے ہوئے خواجہ نے بادشاہ سے کہدیا تھا کہ ابھی اپنے تئیں ظاہر کیجیگا اور ان واقعات کی ہوا بھی کسیکو نہ لگنے پائے واضح ہو کہ ابھی حیثیت ان مکانوں اور گنبد وغیرہ کی برقرار ہے کیونکہ تشہیر جادو ابھی زندہ ہے جبتک مارا نہ جائیگا تب تک حیثیت ان مکانوں کی بدستور قائم رہیگی فقط برخوردار حبشی کو اپنے ساتھ لیا اور اوسی مکان تشہیر جادو کے راستہ لگا ہوا اقابت اور تاک جادو کے مقام کو سدھارے لیکر اور کچھ عیاری کے فن اوسکو سکھاتے ہوئے کہ یوں غوطہ عیاری لگاتے ہیں یعنی حباب کشتی مارتے ہیں یوں تبدیل ہیئت کرتے ہیں غرض سب باتیں اوسکو تعلیم کرتے ہوئے اوسی راستہ سے چلے بعد عرصہ تین روز کے اوس لق و دق ویرانہ و صحرا اور ریگستان کو طے کرکے شہر میں داخل ہوئے وہ شہر نہایت آباد و بارونق پایا یہ تو تھا کہ سب ساحران پُر دغا اور رعیت پُر جفا پایا اور ہر ایک مکان اچھا بنا ہوا تھا سیر کرتے ہوئے داخل ہوئے وہاں کے آدمیوں کو دیکھا عجب شکل ایسی شکلیں انھوں نے بھی کبھی نہیں دیکھی تھیں وہی وضع و لباس آج کا سا بھی تھا جیسے کہ اور ساکنین شہر کا تھا جب ان کو دیکھا تو برخوردار حبشی دیکھا کئی

مقام پر کچھ تدبیر سرائے وغیرہ کی کرنا چاہیے اُسنے عرض کیا کہ جو مسافر سراؤن مین ٹھہرتے ہین اُنکو بادشاہ کے پاس بھٹیاری لیجاتی ہی اور اُنکا امتحان کیا جاتا ہی اگر کوئی مخبر یا جاسوس یا عیار آتا ہی تو وہ گرفتار ہو جاتا ہی اور جو مسافر ہوا تو وہ بھی بغیر ضمانت کے نہین چھوٹتا ہی حوالات مین بھیجا جاتا ہی برخوردار جنی زہرت نے کہا تو آپنے کہا کہ اگر یہ حال ہی تو بیٹا چلو کہین کوہستان کیجانب شب بسر کرین صبحکو چلکر دربار کی سیر کرینگے یہ کہکے ایک صحرا مین گئے اور وہان کوہ مین جاکر ایک مقام مین شب بسر کی صبحکو برخوردار جنی کو تو وہین چھوڑا اور آپ شکل خدمتگارونکی بنکر دربار مین داخل ہوئے دیکھا ایک مہیب و شیطان صورت جادو پرست مسند حکومت پر بیٹھا ہوا ہی اور وہین سو ساحران نابکار جھولیان پھیلائے بیٹھے تھے تو حیرت کی کہ ایسی شکل خواب مین دیکھی ہوگی برنج تاریخ باتعین یہ بیٹھے ہین حضرت نے دیکھا لیکن اُسوقت وہ ہی کہ جواہر خانہ کا داروغہ ایک جواہر کی صندوقچی لاکر بادشاہ کو دکھا رہا ہی اور وہ اُسکو نظر ثانی کرکے اپنے سامنے رکھوا رہا ہی آپکی جواہر دیکھکر رال ٹپک پڑی یہ عرض کیا اے پروردگار شب اسی جگہ کو ہین مقام پر بسر کرنا چاہئی اور یہ مال جو میرے پاس آئے جا مین خیرات کرتا ہون سوا دولت کی بھی شیرینی تیرے نام پر نذر کرونگا کیونکہ وہان سے نکلے اور جواہر خانہ کو دیکھکر اور سب اُسکے مکانات دیکھکر اور کچھ کھانا لیکر برخوردار کے پاس پہنچے اُسی مقام مین جہان اُسکو چھوڑ گئے تھے غرضکہ وہان پہنچکر کھانا کھایا اور مین جو کچھ خیال آیا تو ایک آہ کا نعرہ مارا گھبرا کر برخوردار نے پوچھا کہ اُستاد خیر تو ہی آپنے جو بیقرار ہوکر آہ کا نعرہ مارا کیا کسی معشوق کا دھیان آگیا کہ دل آپکا بیچین ہو گیا آپنے کہا کہ بیٹا یہ بات نہین ہی اب یہ تو پوچھ کہ کیا صدمہ ہوتا ہی اُسنے کہا کہ کیا ارشاد ہوتا ہی کہا کہ جو جواہر خانہ شاہی دیکھا ہی کہ دل بیچین ہو گیا کیونکر یہ مال ہاتھ آئے اُسنے کہا کہ یہ مال پر یا حسین ابھی حضرت یہ مال پر کیونکر قبضہ ہو سکتا ہی آپنے کہا کہ یہ مال کیسا ہی حرام ہی کا مال ہی جو کچھ مال ہو سکے جا ہی تو بہتر ہی یہ کہکر ایک سمت کو روانہ ہوئے اُسنے ڈرکے مارے کچھ نہ بولا کہ ایسا نہو اُستاد کچھ کہہ بیٹھین یہ بات کہکر مارے ہوئے چلے شب کا تو وقت تھا اور اُسی جواہر خانہ کی پشت پر ایک غار رسا تھا کہ اُسمین سانپ بچھو کی چال چلکر غار مین بیٹھے ہی اور وہین سے نقب دینی شروع کی اور بہ ہیرات پچھلی باقی تھی کہ صحن جواہر خانہ مین طبقہ کو توڑ کر سر نکالا اور جسقدر کہ مال و صندوقچہ جواہرات کے تھے سب روشنی دیکھ دیکھکر داخل زنبیل کئے اور جو چیزین کہ بوتلون پر اکثر لگی رہتی ہین اور جہان جہان کہ رکھی ہوئی تھین سب چن چنکر زنبیل مین داخل کئے کل جواہر خانہ کی صفائی کردی اور صحیح و سلامت لیکر قریب صبح آپ اُسی نقب سے نکلکر اپنے مقام قیام پر آئے برخوردار نے کہا کہ اُستاد رات بھر کہان رہے کیا اُسی معشوق کو گلے لگائی رات بھر مزا لیتے پھرا اُسنے کہا کہ کچھ مال لایا ہون بیٹا اُسنے نہ پوچھا کہ کیا ہی غرضکہ صبحکو داروغہ جواہر خانہ جو آکر دیکھتا ہی تو ایک حبہ نہین ہی اور ایک سوراخ بڑا سا بنا ہی اُسی کی راہ سے کوئی مال نکال لیگیا ہی اور حضور لوگ کہتے ہین جنون اور بادشاہ فیش وغیرہ جو چیزین پہرہ پر تھے و تنک جہان دیکھ لیگیا ہی نقش بوریا کچھ نہ چھوڑا آخر کو یہ حرامزادہ جو اوٹا اور جھنجھلا کر اُسنے کوٹھی کو جو کھولا اور خود اندر جاکر جو دیکھا وہین سے پکارا کہ بلاؤ کوتوال کو چنانچہ فوراً کوتوال حاضر ہوا بادشاہ نے کہا کہ میرے گھر مین یہ چوری کونسا وزیر داکر یہان سے سب مال لیگیا ہی یہ کیسا انتظام ہی اور کیا تمہاری کارگذاری ہوشیاری ہی کہ سبکی آنکھون مین خاک ڈالکے یہان سے سب مال و جواہرات لیگیا اور کسی کو خبر بھی نہوئی کوتوال نے اُسیوقت مشتبہ اور بد وضع لوگونکو پکڑوا کے زد و کوب کرنا شروع کی اور کہا کہ بتاؤ حرامزادو یہ مال و اسباب کون لیگیا وہ دوہائی دیتے ہین اور روتے ہین کہ ہمارا فعل نہین ہی اور ہم مین کسینے یہ کام نہین کیا ہی آپ ظلم سے چاہی ہمکو پھانسی دیجیے مگر یہ کام ہمارا نہین ہی دیکھا سامنے سے ایک شخص چلا آتا ہی جیسے بہت چالاک ہی لیکن جتنی استخوان بدن مین ہین سب جدا معلوم ہوتی ہین اور رگین جسم کی مثل ریسمان کے نمایان ہین ہاتھ پاؤن اُسکے نلی جیسے ہین ہیت جیسے ٹوٹی ہین گالون مین جھریان پڑی ہوئی پشت خمیدہ پلکین تک سفید ریش دراز تا بناف سامنے کھڑا ہوا اور کہا کہ افسوس کرتا ہون کہ میرا لال بھی کل اسقدر چوری گیا ہی بھائی ہی کوتوال صاحب کی اور بت اور رنگ جادو بھی کرکے پر بیٹھا ہوا تماشہ دیکھ رہا تھا اتفاقاً بڈھے کا حال دیکھکر اُسنے کہا کہ بھائی ہم بھی تو اسی درد مین مبتلا ہین ہمارے یہان بھی چوری ہوگئی کل جواہر خانہ کے صندوقچے اُڑ گئے ایک چیز تک باقی نہ رہی باوجود اسقدر پہرہ چوکی اور سامان حفاظت و نگہبانی کے اپنے ہائے کہکے داڑھی اپنی نوچنے لگا اُسنے پوچھا کہ ای دہقانی یہ کیا سبب ہی اُسنے کہا کہ یہ جو بات کہنے کی نہ تھی لیکن اب مجبور کہنا پڑی ہی سنو جو میرا اُسکو مین نے دیکھا کہ ایک چراغ کی روشنی میرے مکان کے کچھ فاصلے سے معلوم ہوتی ہی مین بھی حیران ہوا کہ کبھی تو چراغ اس مقام پر روشن نہوا تھا غرضکہ مین تلاش مین دیکھتا ہوا چلا جب قریب اُس چراغ کی لَو پہنچا تو آواز میرے کان مین آئی کہ نفیر دہقانی آتا ہی دوسری آواز آئی کہ آنے دو اب جو مین اندر گیا تو دیکھا کہ خداوند سامری و جمشید و زمرد شاہ باختری اور تنگ مینک جسیتہ مع خداوند ومک چھونٹا و خداوند قرات سنگو و خداوند

ہزار شکل چرخ گردان غرضکہ یہ سب بیٹھے ہوئے ہیں اور آپس میں خداوند کی چہلیں ہو رہی ہیں کبھی خداوند سامری ہوتا کا منہ چومتے ہیں اور کبھی خداوند لقا جمشید کا منہ چومتے ہیں اسیطرح یہ سب خداوند آپس میں خوش فعلیاں کر رہی ہیں کہ میں نے سامنے جا کر سلام کیا اُس جان میں کیسے یہاں بھی چوری ہو گئی تھی تو ہنس کر خداوند نے کہا کہ اے پیر جھاتی تیرے یہاں جو چوری ہو گئی ہے تو اُسکی تلاش میں آیا ہے وہ ہمارے فرشتوں نے دل لگی کی تھی جا فلان مقام پر پڑے لیئے ہیں جو صبحکو تو مقام پر گیا تو اپنا مال بجنسہ پایا یا خداوند نے یہ بھی کہا تھا کہ ہم اس مکان صندلی میں مہینہ بھر کے بعد ایک صحبت یہاں ہوتی ہے اور ہم سب یہاں آتے ہیں پھر اکی بت اور رنگ نے اپنی رفقا اور کوتوال سے پوچھا کہ تم نے بھی کبھی اُس مکان کا حال سنا ہے انھوں نے عرض کیا کہ نہ کبھی دیکھا نہ حال سنا سوا اس جگہ کے لیکن حضور خداوندی کوئی اپنی قدرت سے مکان طیار کیا ہوگا خداوند کا کارخانہ قدرت بہت وسیع ہے کیا عجب ہے کہ وہاں تشریف لاتے ہوں یہ کیسے سب کو گوتھے ہو بچڑی جو بیٹھے تھے رہا کر دیا کہ یہ بے قصور ہیں انکو چھوڑ دو خلیفہ اوندی کا فعل ہے وہ لوگ چھوڑ دیئے گئے بت اور رنگ نے کہا ہمکو بھی اس مکان میں لیجاؤ اور خداوند کے حضور میں جا کر ہم بھی زیارت سے مشرف ہوں اور چوری کا حال بھی دریافت کریں بدھی سے کہا اسنے کہا کہ حضور آٹھ دن باقی ہیں میری بھی چوری اور آپکی بھی چوری کا حال کھل جائیگا میں آ کر حضور کو بھی لیجاؤنگا اور یہ کہکر اسنے اپنے مقام کی راہ لی لیکن برخوردار جی حیران تھا کہ یہ بدھا کہاں سے آیا یہ بھی ساتھ ساتھ روانہ ہوا اب دیکھا تو جس سمت کو جاتی ہیں اسنے دیکھکر کہا کہ پیر جھاتی آپ کہاں تشریف لیئے جاتی ہیں ہنسکر کہا کہ بھئی تمہارے استاد ہی تو ہیں اسنے تعریفیں کرنا شروع کیں کہ استاد کیا کہنا آپ بڑے جامع الکمالات ہیں آپ پر عیاری ختم ہے لیکن یہ تو فرمائیے کہ وہ مکان ہے کہاں اور کیونکر آپکو دکھلائیگا کہا کہ چلو تو سہی دیکھا جائیگا یہ لشکر اپنے مقام پر آگئے اور اپنی زنبیل سے ایک بڑی موٹی بیلدارو نکالا اور ایک ٹیکری گڑھی کی آگے تھی ان بیلدارونکو دی اور کہا کہ ایک جگہ یہاں پر کھودو وہ سب لگے کھودنے برخوردار حیران حیران لگا دیکھنے کہ یہ بیلدار کہاں سے پیدا ہو گئے غرضکہ ان بیلدارون نے گڑھے کو طیار کیا انھوں نے اُس گڑھے میں ایک نقب صحرا کی طرف لگا دی اور زنبیل سے بارود نکالکر تمام نقب میں بچھا دی یہ متحیر تھا کہ اسقدر کیونکر بارود کہاں سے آ گئی اور ایک توڑا یعنی فلیتہ باہر غار کے اور اسکے سرے پر لگا دیا اور ہر طرف چار چار بیچھ بارود کے رکھ دیئے اور بعد اسکے بند کر دیا اور زمین کو درست کرا کے ان سب بیلدارونکو داخل زنبیل کر کے اور آئینے کچھ چوبی بڑی صندل کی جسمیں پھر آئینے لگی ہوئی انکو لگا کر ایک مکان طیار کیا اور ایک تصویر سامری کی اور جتنے کہ خداوند بیان کیئے ہیں ان سبکی تصویریں لگا دیں بہت ہی مرتب کرا کے اُس مکان کو اور فرش وغیرہ سے آراستہ کرا کے دروازہ بھی معقول قایم کر کے لگا دیا گیا اور وہ جو مال لیا تھا خالی صندوقچے میں چھوٹا مال اسمیں بھر کے درخت کے نیچے گاڑ دیا اور برخوردار کو دکھا دیا کہ یہیں کا پتہ دینا اور اسکے واسطے زیر مکان ایک گڑھا کھود کے تیار رکھ دیا اور کہا کہ جسوقت ہم انھیں لائیں اور وہ بیٹھیں اور پوچھیں کہ خداوند ہم آپکو دیکھنا چاہتے ہیں تو آواز دینا کہ ہم ابھی اپنی صورت دکھانا نہیں چاہتے ہیں تم جسواسطے آئے ہو وہ بیان کرو کہیں چوری کی نسبت تم کہنا کہ فلان درخت کے نیچے گڑا ہوا ہے جا کر کھود لو جب مال آجائیگا تو وہ دیکھکر معتقد ہو جائیگی اور کہیگی کہ ہمکو زیارت بھی مشرف کرائیے تو تم یہ کہنا کہ ایک کام کرو تمہیں ہم یہ حکم دیتے ہیں کہ تم پاخانہ پھرو اور پیشاب کر دو اسی مقام پر اور زمین پر اور عیش کرو اور بول براز کو اپنے جسم میں اور بالونمیں اور منہ میں لگاؤ ہماری کرامات دیکھو کہ اسمیں کیسی خوشبو مشک و عنبر کی پیدا ہوتی ہے اسوقت ہم بھی ظاہر ہو جائینگے جب ایسی گفتگو کرنے لگیں تو اسوقت تم انکا فلیتہ دیکر لگا دینا یہ سب اُڑ جائینگے ملک خالی ہو جائیگا اسنے عرض کی اور تعریف کی کہ واقعی نہ سنگ لگی نہ پھٹکری نہ کسیکی نکسیر تک پھوٹی اور ملک آپ خالی کرا لیا واہ رے فطرت آپ سبحان اللہ الغرض کہ وہ آٹھوان دن آگیا پیر جھاتی بھی ساتھ لیئے بادشاہی پہونچ گئی یہاں یہ سب منتظر تھی لیجا کر انھوں نے سلام کیا اور سبکو اپنے ساتھ لیکر اُس صحرا میں آئے قریب شام ہو گئی کیسا چراغان کیا تھا اور نقلیں خورو نوش و خوشبو آئینہ سلگائی تھیں وہ نہایت خوشبو معطر ہو رہی تھیں غرضکہ یہ سب کے سب اُس مکان صندلی کی ہو گئے اور سجدہ کیئے گئے تصویر کو دیکھا لیکن آواز آئی کہ جا مال بنا فلان درخت کے نیچے سے منگالو کوتوال کے مژدہ خواہش سے آیا تھا یہ چھپا ہوا گیا اور وہاں بجنسہ پایا اور لاکے سامنے بت اور رنگ کے رکھدیا اسوقت صدقونکا نہایت ہی اعتقاد بڑھ گیا اور دگنے سجدے کر کے سنا و عرض کیا کہ اے خداوند حق تو ہے آپ بھی کرا اور خداوندی سے آج ظاہر ہوئی اب ہم چاہتی ہیں زیارت سے بھی آپکی مشرف ہوں آواز آئی کہ پہلے تم تین خوشبو سے بسا کو عرض کیا کہ جیسا ارشاد ہو آواز خوشبو کیسی ہے آواز آئی کہ تمہارے ہی پاس ہے عرض کیا کہ ہم نہیں سمجھی کہا کہ پاخانہ پھرو پیشاب کرو اور سب اپنے جسم پر ملو اور اپنے

کپڑوں میں لگاؤ دیکھو تو کیسی خوشبو مشک و عنبر کی آتی ہے اور اسی میں عمر بن بھی تمہاری زیادہ کردی جائیگی اور یہ جو کچھ کہ اسباب ہے اسکو دہقانی کو دیدو کہ اپنی یہاں گھر آئینگے بعد اس جلسے کے پھر تمکو لادیگا غرض پھر دہقانی اپنا جھوٹا اسباب بھی لیکر چلے آگے پھر جلکر تمکو بھی خجل کیا اور ان حرامزادوں نے واقعی اس مقام پر طشت خانہ پھر ایسا شاب آوا آنا کی کہ جو بندہ خاص ہونگے جنکے اعتقاد درست ہونگے انکو خوشبو مشک عنبر ہی کی معلوم ہوگی اور جنکے دل میں کچھ شک ہے انکو بدبو غلیظ کی معلوم ہوگی غرضکہ ان لوگوں نے کس مشکل و دقت سے کس ساتھ بول و براز کیا اور اپنی جسم لباس میں ملا اور خوف کے مارے کسی نے دم نہ مارا کہ بدبو آتی تھا کہ بداعتقادی ثابت ہو کہنے لگے کہ واقعی کیا خوشبو آتی ہے کہ مشک و عنبر کی خوشبو بھی شرماتی ہے برخوردار جنی بے اختیار ہنس پڑی کہ واقعی کیا عیاری کی ہے کہ گوہ کیڑا وغیرہ کو بھی مارا واہ استاد کیا کہنا عیاری اسی کا نام ہے آپکا مثل و نظیر نہیں آوا دا آئی کہ جسقدر خوش فعل کیا کروگے اوسیقدر ہم خوش ہونگے ہم تمہارا تماشا دیکھ رہے ہیں چنانچہ ایک دفعہ سب کے منہ میں چہار غلیظ کر لگا دیتے تھے اور قلقاریاں مارتا اور خوش ہوتی تھی خضران اپنی عیاری پر آپ بھی بہت ہنسا برخوردار جنی کو وہاں لیکر دہنہ نقب پر آیا اور اسنے آگے بڑی جب آگے بڑا بیس یار ڈگر پہونچی ایک سناٹا سا ہوا اور یہ سب دیو کی ہوا آسمان پر پہونچی تھی اور لگی یہ دونوں کو دونوں طرف حرمان جنی کے روانہ ہوئے یہاں جو صبح ہوئی تو لاشیں جلی ہوئی تین سے ساٹھ ساٹھ مع بادشاہ کی شہر میں گریں اور جا بجا پہونچیں اول تو لوگ سلطان شہر آواز ہی سے گھبرائے تھے کہ یہ کیا آفت نازل ہوئی اب جو لاشیں جلی ہوئی دیکھیں تو اور زیادہ گھبرائے اور بدحواس ہوئے اور کہنے لگے کہ یہ قہر خداوندی نازل ہوا نہ معلوم کونسی خطا ان لوگوں سے بے ادبی کی ہوئی تھی کہ بادشاہ خود بھی جلا اور اوسکے رفقا کا حال بھی جلی انکو تو اسی تشویش میں چھوڑئیے اور حال خضران اور برخوردار جنی کا ساعت فرمائیے کہ خضران مع برخوردار جنی کے پاس حرمان جنی کی پہونچے بادشاہ نے گلے سے لگایا اور کہا کہ ای عیار جہان کیا بات ہے سبحان اللہ عیاری آپ پر ختم ہے برخوردار جنی نے کل عیاری کا حال مفصل جو کہ گذرا تھا بیان کیا بادشاہ نہایت ہنسے اور فرمایا کہ جو جسکا نتیجہ اوس تھی ویسی ہی آپنے عیاری کرکے انکو غارت کیا واہ واہ زبان سے آپکی صفت و ثنا نہیں ہو سکتی اسکے بعد خواجہ خضران بن عمر ثانی نے اونہوں ان جادو و دیو راہدار کو زنبیل سے نکالا اور مذہب کے بارہ میں انسے استفسار کیا کہ حال و رشتہ حق پروردگار عالم سے میلکوئی یعنی انکو قبول اسلام کیا اور شرائط صاحبقرانی کی جو انکو ہدایت کی اونہوں نے نہ مانا کسیطرح زنگ کفر اسکے دل سے دور نہوا

گلیم بخت کسی راکہ بافتند سیاہ + با آب کوثر و زمزم سفید نتوان کرد +

ہر چند فہمائش کی اور خدا کی اسکے سامنے بیان کی مگر اسکے قلب پر پند و نصائح خواجہ نے کچھ تاثیر نہ کی آخر الامر لاچار ہو کر اس فرخاسر کو قتل کیا وہ گنبد اور دریا سب دور ہو گئی چشم زدن میں معلوم بھی ہوئی کہ کہاں تھی اس بومکار نے دیکھا کہ یونہی جان جائیگی تاو کرے جو یہ کہیں اوسکو قبول کریں تو اب عمر و ثالث نے اس سے پوچھا کہ تو کیا کہتا ہے مذہب کے بارہ میں یہی حال تیرا بھی ہوگا بتا کیا کہتا ہے کہا کہ کہتے آپ کیا کہتے ہیں کہیں تو آپکو سجدہ کروں فرمایا کہ معاذ اللہ مجھکو کیا سجدہ کریگا سجدہ معبود کرنا چاہئے تو کلمہ پڑھ اور از صدق مسلمان ہو اسنے قبول کیا مثل طوطے کے کلمہ زبان پر جاری کیا لیکن اسکی پیشانی پر شک دیکھکر بادشاہ سے چپکے سے عرض کیا کہ یہ مسلمان دل سے نہیں ہوا اسکی قیافہ سے مکر پایا جاتا ہے بادشاہ نے کہا کہ پھر تو چاہئے اسے قتل کیجئے جا ہے آپنے کہا کہ آئین صاحبقرانی کے خلاف ہے کہ شرع ظاہر پر اعتماد کرنا چاہئے ع حال بھی کس نمیداند بجز پروردگار + غرضکہ اسکو رہا کیا اب علیحدہ ہو کر سامنے کھڑا ہوا اور کہا کہ او انسان سفید دندان تو نے مجھکو ہمیں اسیر کیا اب تجھے کب چھوڑتا ہوں یہ کہکر بیساختہ یہ جھپٹا کہ آپنے جلد ہی سفید مہرہ نکالکر اور ملکر آپ اسکو بجائی اور غزل لے کی زبان میں آپ لگی گانے یہ نادہنا دہنا لگا ناچنے جب سے مست پایا حرمان جنی نے نہایت تعریف کی کہ جیسا آپنے فرمایا ویسا ہی اس ملعون نے کیا غرضکہ جب عالم مستی میں تو مست تھا ہی آپنے سفید مہرہ سے بیہوشی اوڑا کر گانا شروع کیا آخر کو بیہوشی نے تاثیر کی تاچیز ادھر سے گرا ایسن آپنے اسکی مشکیں باندھکر اور ہوشیار کرکے اسکی دفعہ اسے قتل کیا بادشاہ نے اور بھی تعریف کی اور کہا کہ سلطنت و تاج آپکی ہیں اور بادشاہت کون آپنے عذر کیا کہ بادشاہت آپکو مبارک ہو ایسی فکر مجھکو کہاں شعبدہ باز رنگ جلیں اور کچھ سیر لگے شعبدہ بازی ہی مقام پر جو لطف دیکھیے اور آپکو جسقدر راستے معلوم ہوں اور جو جو عنوان کہ اس طلسم نطاق کی فتح ہونے برخوردار وغیرہ کا حال جو معلوم ہو بیان فرمائیے انہوں نے کہا کہ آج تو نہیں کل بیان کیا جائیگا لہذا یہ سبب نیند معلوم ہوتی ہے انکا حال آئندہ بیان کیا جائیگا

خواجہ کو حرمان حبشی کے یہان چہوڑتا ہون اور حال خونخوار بن دجال کے خروج کا بیان کرتا ہون

اب بفرمان سرکار ابد قرار یہ حقیر سراپا تقصیر فصیح تصدق حسین داستان خروج خونخوار بن دجال کو تحریر کرتا ہے۔

بیرم سخن طوطی خوش نوا
بدین زمزمہ شد ترنم سرا

راویان اخبار واقعات درد و اندوہ و ناقلان آثار حقیقت فردہ اس داستان مصیبت کو یون آغاز کرتے ہین کہ درمیان پردۂ دنیا و پردۂ ظلمات کے ایک بیابان ہے کہ نام اسکا بیابان پر آشوب ہے اس صحرا مین ایک قزاق رہا کرتا تھا کہ نام اسکا خونخوار بن دجال کے تھا یہی حاکم یہان کا سمجھا جاتا تھا رفتہ رفتہ اپنے زور بازو کی بدولت پر اسکی جرات اسقدر بڑہی کہ اسنے خروج کیا چالیس ہزار سوارون سے جس ملک پر چڑہگیا اوسے فتح کرلیا اب ملک گیری کرتے کرتے اسکے پاس جمعیت سپاہ بھی بہت ہو گئی اور ساڑہے تین سو سرداران زبردست زبردست ہو کر مطیع ہوئے اب یہ بیابان پر آشوب شہر کے نام سے مشہور ہوا اور سلطنت خونخوار بن دجال کی قائم ہوئی بارگاہ اسکی ایسی وسیع ہے کہ جسمین تخت شاہی کے علاوہ ساڑہے تین سو دنگل بچھتے ہین اور سرداران نامی وگرامی حسب مراتب بیٹھتے ہین اب اسکے دور دورے ہین اور یہ تمام لوگ ابلیس پرست ہین ایک روز کا ذکر ہے کہ خونخوار بن دجال تخت شاہی پہ متمکن اور داہنے جانب طوفان زور آزما قمیدر زور آزما و جمہور رذیل سرار زنک ہیبت ناک فرسیل گرز زن ثعبان اژدر سوار تشہیر شتر سوار ثمقام شیر زور قزیل نیزہ باز تجیل شتر لب ایک سے دو سو سردار قوی ہیکل اپنے اپنے دنگلوں پر بیٹھے ہین اور بائین جانب افواج آہن کلاہ اجول عقرب چشم اجل کور باطن ہشام سیرگردان انعام سیرگردان عنبران فیل سوار ابہال کوہ ہیکل اجاگل فیل زور انقال گرازدندان کرشیب آہن کلاہ اعقاب نیزہ باز قرینہ ثمغران اسی صورت کے کوئی دو سو سردار دست چپ جانب بیٹھے ہین اور مملل زشت خو اوسکا وزیر درجہ وزارت پر بیٹھا ہے باتین ہو رہی ہین کہ اب کس ملک پر چلنا چاہیے ایک اوہ نے بیان کیا کہ بالفعل خدا پرستون کا بڑا زور ہے اور ہر چہار طرف یہی پہیلے ہین بقوت شمشیر گویا تمام دنیا پر اونہین کا قبضہ ہے جس قدر یہ لوگ قتل کیے جاینگے اوسی قدر خوشنودی خداوند کا باعث ہوگا یہی باتین ہوتی تہین کہ ایک مرتبہ دروازہ بارگاہ کیطرف سے ایک شخص عجیب الخلقت نمودار ہوا آواز دی اوسنے کہ ایہا الناس آگاہ ہو کہ مین فرستادہ خداوند بت زرین سنگو کا ہون اسلیے آیا ہون کہ خداوند کوہ اسود پر تشریف لائے ہین اونکی تشریف آوری سے آگاہ کردون خونخوار بن دجال نے کہا ہم سوا خداوند ابلیس کے کسی کو نہین جانتے اوس نے کہا کہ یہ نائب خداوند ابلیس کے ہین اگر نہ تم لوگ چلوگے تو یقین ہے کہ مورد عتاب ہوگے اس لیے کہ اونکو خداوند ابلیس نے اپنے لیے بھیجا ہے کہ مرتبہ تم لوگون کا بڑہائین جس طرح قزاق سے بادشاہ بنادیا اسی صورت شہنشاہ بنادینا منظور ہے اور اگر خلاف اسکے کرو گے تو پہر اوسی حالت اصلی کو پہونچ جاؤگے یہ سنکر خونخوار بن دجال ڈرا اور کہا کہ مجھے کیا معلوم تھا کہ نائب خداوند تشریف لائے ہین مین ابھی چلتا ہون یہ کہکر مع تمام ارکان سلطنت کے جانب کوہ اسود روانہ ہوئے لیکن اول حال اس بت

زرین سخنگو کا بیان کیا جاتا ہے کہ جس زمانہ مین **حمزہ صاحبقران** اول نے **دیوان قاف** کو مارا اور شکست دیکر بھگایا تھا تو اون شکست یافتہ **دیوون** نے مختلف مقامات پر قیام اختیار کیا بہت سے دفعتاً نوبت آخر لڑا کیے اکثر مسلمان ہو گئے بعض پوشیدہ ہو کر دور دور نکل گئے اونہین **دیوان قاف** مین سے اک **دیو** اس طرف بھی بھاگ کر نکل آیا تھا اور صحرا بصحرا پھرا کرتا تھا نام اس دیو کا **دیو بادبان** ہے ایک مدت مدید تک یہ تباہ رہا کوہ صحرا مین فکر کی اکثر **ابلیس** ملعون کو یاد کرکے اپنا مدعائے دلی بیان کیا کرتا تھا ایک **شیطان** اسکے سامنے آیا اور کہا کہ کیا چاہتا ہے **دیو بادیان** نے کہا کہ آپ کون ہین شیطان نے جواب دیا منم **خداوند ابلیس** **دیو بادبان** نے سجدہ کیا شیطان نے ہاتھ اوسکی پشت پر رکھا اور کہا کہ مطلب تیرا یہی ہوگا کہ **خداپرستون** کو زک ملے اور **حمزہ** کسی طرح قتل ہو **دیو بادیان** کا اعتقاد یہ سنکر اور بھی قوی ہو گیا کہ بیشک خداوند یہی ہین تب تو دل کی بات بتادی کہا کہ آپ تو خود ہی جانتے ہین میرے بیان کرنے کی اب کیا ضرورت رہی **شیطان** نے کہا اچھا ہم ایک **فرشتہ** تیرے ساتھ کرتے ہین اور تجکو **نائب** اپنا قرار دیتے ہین اور تدبیر بتاتے ہین کہ تو **خداپرستون** پر غالب آ **دیو بادبان** اُس کے پاؤن پر سر رگڑنے لگا اور کہا جلد ارشاد ہو کہ وہ کیا تدبیر ہے **شیطان** نے بیان کیا کہ تو اک **بت** سونے کا تیار کر اور خود اوس **بت** مین پوشیدہ ہو کر بیٹھ اور نام **بت** کا **بت زرین سخنگو** رکھ اور ہر شخص سے بت کے اندر سے کلام کیا کر کہ اعتقاد لوگون کے تیری طرف جمین اور مطیع تیرے ہوون اور اپنے کو **نائب خداوند ابلیس** ظاہر کرکے فرمان ہمارا یہ تھا کہ **خداوند** کا حکم کہ **خداپرستون** کو قتل کرو اور دین ہمارا پھیلاؤ لیکن خروج تیرا **کوہ اسود** سے مناسب معلوم ہوتا ہے اس لئے کہ وہان سے عملداری **خونخوار بن دجال** کی قریب ہے یہ **فرشتہ** جو ہم تیرے ساتھ کرتے ہین یہ تجکو ہر قسم کی مدد دے اور راستے بتلایا کرے گا اور لوگون کو گمراہ کرکے لاتے گا اور تیرا مطیع بنائے گا یہ کہکر آواز دی کہ اے **فرشتہ مدبر** ادھر آ یہ کہنا تھا کہ دیکھا اک **شخص عجیب الخلقت** سامنے سے نمودار ہوا کہ قد اوسکا مانند انسان کے ہے اور چہرہ بالکل مانند دیو کے مگر سر پر ایک ہی **شاخ** ہے یہ ہمزاد **دیو بادیان** کا تھا کہ جس کو **شیطان** نے **دیو بادیان** کے تابع کر دیا تھا کہو کہ جو کچھ پوچھو گے یہ حالات تمام دنیا کے تم سے بیان کیا کرے گا اور مشکلین آسان کیا کریگا یہ کہکر **شیطان** تو نظرون سے غائب ہو گیا اور **دیو بادیان** اپنے ہمزاد کو ساتھ لئے ہوئے **کوہ اسود** پر آیا اور **بت** سونے کا تیار کرکے خود اوسی **بت** کے اندر رہا یہ اسی کا فرستادہ تھا جو اول **خونخوار بن دجال** پاس پہونچا اور اوس کو بہکا کر اس طرف لایا اتفاق جس وقت **خونخوار بن دجال** درہ **کوہ اسود** مین داخل ہو تو دیکھا سامنے کہ اک **بت** طویل القامت سونے کا رکھا ہے انکھین دونون یاقوت سرخ کی ہین اور اسی صورت سے بنائی ہین کہ معلوم ہوتا ہے دو چراغ روشن ہین دانت مروارید آبدار کے ہین **بس** دیکھتے ہی **خونخوار بن دجال** نے **بت** کو

دیکھا سجدہ کیا بعد اسکے تمام سرداروں ذمعہ مہمل زشت خو وزیر خونخوار نے سجدہ کیا اور نہایت خوش ہوئے کہ ہم اس وقت اپنے خداوند کے سامنے ہیں جس وقت ان لوگوں نے سر اوٹھایا بت میں سے آواز پیدا ہوئی کہ کیوں خونخوار بن دجال ہم بڑے روز سے یہاں آئے ہوئے ہیں اور تو آج تک یہاں نہ آیا جب ہم نے طلب کیا تو حاضر ہوا خونخوار بن دجال نے ہاتھ باندھکر عرض کی کہ میں واقف نہ تھا کہ حضور تشریف لائے ہیں جیسی ہی خبر پائی اوسی وقت حاضر حضور ہوا کہا ہاں پہلے تم نے کہا تھا کہ ہم بت زرین سنگھ کو نہیں جانتے ہیں خونخوار بن دجال نے عرض کی کہ یہ قصور تو ضرور ہوا لیکن میں ناواقف تھا اس امر سے آگاہ نہ تھا کہ آپ نائب ہیں خداوند ابلیس کے چونکہ ہم لوگ ابلیس پرست ہیں اسوجہ کر کسی دوسرے خداوند کو سجدہ نہیں کرتے جس وقت ہمیں آپکے حال سے آگاہی ہوئی کہ آپ نائب خداوند ہیں اوسیوقت حاضر ہوئے اب ارشاد ہو بت کے اندر سے جواب آیا اے خونخوار بن دجال مجکو خداوند ابلیس نے اس لئے بہیجا ہے کہ میں اونکے خاص بندوں کو اونکی جانب کی ہدایت کروں اور جو عمل کرنے کا اقرار کریں اون سے فرمان خداوندی بیان کروں خونخوار بن دجال نے عرض کی کہ ہم بسرو چشم موجود ہیں جو کچھ ہوگا اوسے بجالائینگے یہ سنکر بت زرین سنگھ نے کہا کہ بہت دنوں سے خداپرستوں نے اپنا عمل جاری رکھا ہے اور ہزارہا بندگان ابلیس کو قتل کیا ہے پہلے گنہگار بندے ہمیں اس قدر پسند آئے کہ ہم نے اونکو زور دیا اپنے ماننے والوں کو انسے زک دلوائی مگر اب ظلم اون کے نہایت بڑھ گئے اور غرور اس قدر دماغوں میں سما گیا ہے کہ وہ ہم کو بھول گئے اور ایک جھوٹ موٹ کا اپنا خدا الگ بنا لیا ہے اور اوس کی پرستش کرتے ہیں اور یہ امر ہمارے ناگوار گذرا ہے لہذا تمکو اس قدر قوت عنایت کی گئی کہ تم ان لوگوں کا استیصال کرو اور نشان ان طبق ارض سے مٹا دو یہی وجہ ہے کہ پہلے تم قزاق تھے اب درجہ بادشاہت کو پہونچے اور اس قدر فوج و لشکر فراہم ہوا کہ ساڑہے تین سو سردار تجھسے زیر کر اگر تمہارے مطیع ہوئے اور اب اطاعت خداوند و حکم خداوند کے موافق جس سے لڑو گے اوس پر غالب آؤ گے سب سامان تمہیں اس لئے عنایت ہوئے ہیں کہ تم خروج کرو ہم تمہارے ساتھ رہیں گے اور اول خانہ کعبہ کو برباد کرو بعد اسکے حمزہ اور اولاد حمزہ کو قتل کرکے نام انکا صفحہ دنیا سے مٹا دو اور اگر خلاف اسکے کروگے تو اپنی اصلی حالت کو پہونچ جاؤ گے بلکہ اس سے بھی کمزور کر دیئے جاؤ گے کہ پیشہ قزاقی کے بھی لائق نہ ہوگے اب عمدہ پیشہ جس میں سوا حلال کے لینے کے حرام کا ذکر تک بھی نہیں ہو تمسے ترک ہو جائیگا اوس لقمہ پر بسر ہوگی جو کوئی بخوشی و رضا تمکو کچھ دیدے گا یہ سنکر خونخوار بن دجال کانپ اوٹھا اور عرض کی کہ خداوند مجھسے ناراض نہوں جو حکم میرے نام آیا ہے اوسپر عمل کروں گا یہ سنکر بت زرین سنگھ نے کہا کہ اول سامان خروج کا تیار کرو اوسکے بعد یہاں سے خانہ کعبہ کی طرف چلو خونخوار بن دجال نے کہا کہ وہ سامان بیان فرمایئے بت میں سے آواز آئی ایک تخت بہت بڑا نہایت مضبوط و مستحکم جواہر نگار بنواؤ اور ایک چترا سی

سامان کا تیار کرو اور ایک نوبتخانہ جو ہمارے تخت کے آگے آگے بجتا ہوا چلے اور چار فیل زبردست سدہاؤ کہ تخت اونپر کیا جائے گا اور وہ فیل تخت کو لیکر چلیں خیمے قیام کے واسطے سیاہ رنگ کے تیار ہوں اسلئے کہ یہ رنگ خداوند کو نہایت پسند ہے اور پھریرے بھی علموں کے سیاہ ہوں اونپر تعریف خداوند ابلیس اور نائب خداوند ابلیس کی تحریر ہو جس وقت یہ سب سامان درست ہو جائے تم ہم سے اطلاع کرنا اور بس اب جاؤ یہ سنکر خونخوار بن دجال کوہ اسود سے شہر پرآشوب میں آیا اور تیاری کا حکم دیا بعد چند روز کے جس وقت یہ سب سامان درست ہو گیا تو تخت و تاج و چتر وغیرہ سب اپنے ہمراہ لیکر کوہ اسود کے جانب روانہ ہوا اور بت زرین سخنگو کو اطلاع دی حکم ہوا کہ تم سب آنکھیں اپنی بند کرو سب نے آنکھیں بند کر لیں دیو بت میں سے نکلا قریب اوسی تخت جواہر نگار کے آیا کہ جسکی تیاری کا حکم دیا تھا اور بت کو اوٹھا کر تخت پر رکھا اور خود اوسی بت میں پوشیدہ ہو رہا اور وہ شیطان پشت کی طرف آکر کھڑا ہوا چنور ہاتھ میں لیکر مگس رانی کرنے لگا اب جو سب نے آنکھیں کھولیں بت کو تخت پر دیکھا سب نے سجدہ کیا نوبتخانہ بجنے لگا آواز سے اوسکی دیو خوش ہو کر قیں قیں کرنے لگا یہ لوگ سمجھے کہ خداوند خرد بت خوش ہوئے غرضکہ خونخوار بن دجال بھی اپنے خچر پر سوار ہو کر اکیس لاکھ سواروں کی جمعیت سے طرف خانہ کعبہ کے بارادہ قتل صاحبقران و بربادی خانہ کعبہ روانہ ہوا جاتے جاتے اول قریب شہر مرصع حصار کے پہونچا یہ خبر شہنشاہ مرصع حصاری و شہریار مرصع حصاری کو ہوئی کہ کوئی کافر ہے کہ نام اپنے بت زرین سخنگو رکھا ہے اور خونخوار بن دجال کو اپنا سپہ سالار کیا ہے ساڑھے تین سو پہلوانان زبردست اوسکے ہمراہ ہیں برائے استیصال ممالک خداپرستان و بقصد انہدام خانہ کعبہ آتا ہے اور راستہ اسی طرف سے ہے یقین ہے کہ یہاں بھی آکر یہ کفار فتنہ و فساد برپا کرینگے یہ سنکر شہنشاہ مرصع حصاری و شہریار مرصع حصاری نے وزرا و امرا سے مشورت کی کہ کیا کرنا چاہئے خیرخواہان دولت نے عرض کی کہ دشمن کی فوج زبردست ہے سرداران قوی ہیکل اوسکے ہمراہ ہیں یہ حالت ہے کہ صاحبقران اول و صاحبقران ثانی جب سے خانہ کعبہ کو تشریف لے گئے ہیں کوئی خبر نہیں معلوم ہوئی شاہزادہ گرد لشکر شکن کا انتقال ہو گیا شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان کا پتہ نہیں کہ کیا ہوئے صاحبقران ثالث یعنی شاہزادہ بدیع الملک تہ طاق کی طرف گئے ہوئے ہیں آپ کا لشکر اس لائق کہاں ہے کہ ان کفار نابکار سے مقاومت لا سکے لہذا مناسب وقت یہ معلوم ہوتا ہے کہ تقیہ سے کام لیجئے اول ملک و مال و جان آبرو کو بچائیے شہنشاہ مرصع حصاری و شہریار مرصع حصاری نے کہا

اب سن شباب گزر چکا زمانہ پیری آگیا بہت سی ساٹھ والے جانب ملک عدم راہی ہو گئے اس وقت ضعیفی مین سفیدی پر سیاہی چڑہانا اور تقیہ کر کے جان بچانا کی روز کی عمر کے واسطے بہتر یہی ہی کہ ان کفار سے لڑ کر مرین کہ غازی و شہید کے خطاب سے ممتاز ہون عاقبت بخیر ہو یہ کافر بہی جانین کہ غلامان **صاحبقران** ایسے تھے کہ جان دی مگر عزت و ایمان کو ہاتھ سے جانے نہ دیا یہ عزم بالجزم کر کے جو **بادشاہ** کہ یہان سے قریب تھے اونکو برائے مدد نامے تحریر کئے کہ اس طور سے کفار نے خروج کیا ہے اور ارادہ بربادی **دین اسلام** کا رکھتے ہین لہذا ہمین تمہین سبکو مناسب ہی کہ ایک ہی مقام پر اچھی طرح جمع کر لڑین ورنہ فوج **کفار** بہت ہے جس ملک پر آ پڑین گے بغیر لڑے بہڑے برباد کر دین گے جسوقت نامہ **شہنشاہ و شہریار** کے لوگون نے پہونچی سات **بادشاہ** مع **شاہزادہ آذر کوہ مرصع حصار** کی جانب روانہ ہو یہان **شہنشاہ مرصع حصاری و شہریار حصاری** نے اپنا لشکر قلعہ کے باہر نکالا بارگاہ برپا کی ہرکارے خبر کے واسطے روانہ کئے کہ اب لشکر کفار کہان تک آیا اور اب کس طرف کا رخ ہے پہلوان کیسے کیسے اوسکے ہمراہ ہین ہرکارے متواتر خبرین پہونچا رہے ہین کہ آج فلان مقام تک لشکر پہونچا اور آج فلان صحرا مین مقام کیا کل فلان مقام تک پہونچین گے اور سامان اس اس طرح کے ہین اور فوج بیشمار اون کی ہمراہ ہے یہان تک آٹھ روز کے بعد داخل ہو جائینگے اب انتظار ہے کہ جن **بادشاہون** کو برائے مدد طلب کیا ہے دیکھئے وہ کس وقت پہونچتے ہین الحاصل جب وہ روز آیا کہ جسکی خبر ہرکارون نے دی تہی **شہنشاہ مرصع حصاری** اور **شہریار مرصع حصاری** منتظر چشم براہ ہو کر بیٹھے صبح کا وقت ہے دہوپ ہلکی ہلکی درختون پر نمودار ہوئی ہے اور آہستہ آہستہ تیز ہو رہی ہے تارے غائب ہو چلے ہین طائران صحرائے غول کے غول اس درخت پر سے اوڑ کر اوس درخت کے طرف جاتے ہین اوس طرف سے اوڑ کر ادہر آتے ہین عجب طرح کا عالم ہے سبزہ لہلہا رہا ہے دریا لہرین مار رہا ہے شفق کا رنگ دہوپ مین اوڑا جاتا ہے برگ ہائے درخت شعاع مہر کے پرتو سے سنہرے معلوم ہوتے ہین اور جس وقت ہوا سے متحرک ہوتے ہین عجب جہلا جہلے پیدا کرتے ہین چشم تماشا مین بجلیان سی کوندہ جاتے ہین کو نرالا عجب بہار دے رہا ہے کہ یہ معلوم ہو رہا ہے کہ صحرا مین دور تک ایک فرش سفید بچھا ہوا ہے چرند مصروف چرنے مین پرند غول باندہ کر ادہر سے ادہر آتے جاتے ہین عجب لطف ہے کہ یکایک جانب صحرائے شفق گرد و غبار بلند ہوا یہ معلوم ہوا کہ آندہی آتی ہے سب نگران تھے کہ کون آتا ہے **شہنشاہ مرصع حصاری** نے **شہریار** سے کہا کہ یہ علامت تو آمد لشکر کی نہین ہے **شہریار** بہی حیرت زدہ تہے کہ واقعی اس طرح کبہی لشکر کو آتے نہین دیکہا لیکن جب آتے آتے وہ گرد قریب پہونچکر شق ہوئی تو گہوڑون کے ٹاپون سے زمین کو زلزلہ ہو رہا تہا یہ معلوم ہوا

گرد قریب ایک لاکھ سوار کے گھوڑے دوڑاتے ہوئے چلے آتے ہین آگے آگے اونکے شاہزادہ آذر کوہ مرکب پر سوار پشت پر ایک لاکھ سوار ہین شہنشاہ و شہریار نے بڑھکر استقبال کیا اور سبب اس طرف آنے کا دریافت کیا شاہزادہ آذر کوہ نے بیان کیا کہ نامہ آپ کا مجھے شکار میں ملا یہ خیال ہوا کہ مبادا فوج دشمن آجائے تو پیشتر سوچنا چاہیے اسی خیال سے مین اپنے لشکر سمیت گھوڑے سرپٹ دوڑاتا ہوا آتا ہون یہی سبب تھا کہ گرد اس قدر تیز آرہی تھی کہ آندھی ہی معلوم ہوتی تھی الحاصل بارگاہ شاہزادہ آذر کوہ کی جانب راست تجویز کر برپا کی اور لشکر اوترکر لشکر شہنشاہ و شہریار مین شامل ہوا اب یہ تینون بادشاہ ایک جا بیٹھے ہین باتین عبرت آمیز و دردانگیز ہونے لگین اوسکے بعد اور گرد اوڑی اور چار لاکھ سوار سے چار بادشاہ رفقای شاہزادہ نور الدہر سے آکر شہنشاہ و شہریار سے ملے انکی لشکر بھی لشکر شہنشاہ و شہریار مین شامل ہوئی اور بارگاہین انکی بھی برپا ہوئین یہ روز ان سردارون اور بادشاہون کی آمد مین تمام ہوا شام ہوتے طلایہ گشت کا پہرے لگا آوازین ہوشیار باش بیدار باش کی بلند ہوئین سب ان بادشاہون نے اپنے اپنے خیمہ مین راحت و آرام کے ساتھ بسر کی کہ کسل راہ دفع ہو جب دوسرا روز ہوا اب یہ سب ایک جگہ ہوئے باتین ادہر اودہر کی ہونے لگین شہنشاہ مرصع حصاری نے شاہزادہ آذر کوہ سے کہا کہ جس دن سے قدم مبارک صاحبقران یہان سے گئے ہین اوس روز سے برکت جاتی رہی ہر چہار طرف سے نرغہ ہے کفار کا خروج ہو رہا ہے ملک اہل اسلام کی غارت و برباد ہو رہے ہین نوبت بہ اینجا رسید کہ اب یہ ملک بھی ہاتھ سے ابلیس پرستون کے بچتا نہین معلوم ہوتا اور اسکے بعد دیکھیے کس کی نوبت آتی ہے جس وقت تک صاحبقران نے گوشہ نشینی نہین اختیار کی تھی اوس وقت تک اول تو کسی نے سر نہین اوٹھایا اور اگر کوئی ادہر آیا بھی تو وہین پست کر دیا گیا بڑے بڑے کفار مارے گئے صدہا خدائیان مٹا دیے افسوس آج کل زمانہ کی گردش اہل ایمان سے ایسے ناموافق ہو رہی ہے کہ سامان بربادی و تباہی کے ہر طرف نظر آتے ہین شاہزادہ بدیع الملک صاحبقران زمانہ فتح طلسم تہ طاق کے لیے گئے ہین سب سردار اوسکے ہمراہ ہین چند سردار امیر کے ساتھ گئے تھے اون کا پتا نہین کہ زندہ ہین یا راہی ملک عدم ہوئے ایک طرف ارژنگ بن زمرد نے خروج کیا ہے دوسری طرف چیتر تنگ اوس کا بھائی دعویدار خداوندی ہوا ہے سنا ہے کہ آپس مین جنگ ہوئی تھی پھر نہین معلوم کیا ٹھیری ایک جانب بھی مہر جیس آفتاب پرست ملکون کو ہموتکتا تاراج کرتا ہوا تہ طاق کی طرف جا رہا ہے اور ان ابلیس پرستون نے سر اوٹھایا ہے نہین معلوم کہ منظور الہی کیا ہے اور انجام کیا ہو

شعر
ببینیم تا کردگار جہان
درین آشکارا چہ دار نہان

یہی باتین تھین کہ یکایک از ہر دو بیابان گردے برخاست گرد تیرہ تیرہ و خیرہ خیرہ سر گرد بہ آسمان رسیدہ و پای گرد در زمین پیچیدہ • شعر

ز سم ستوران دران پہن دشت
زمین شش شد و آسمان گشت ہشت

سب دیکھنے لگے کہ کون آتا ہے کہ ہوا نے مارا گرد کو گرد نے مارا ہوا کو دامن گرد کا شگافتہ ہوا اول گرد سے سو علم نشانہ ایک لاکھ سوار کا آکر پہونچے پہریرون پر نشانون کے تعریف ابلیس پر تلبیس کے اور **بت زرین سخنگو** کی تحریر تھی اور رنگ پہریرونکا سیاہ تھا آگے آگے دو پہلوان قوی تن و قوی من کوہ پیکر دیو صورت کرگدن مست پر سوار طلایہ بارگاہ لئے ہوئے پشت پر ایک لاکھ سوار سیاہ وردی پہنے ہوئے بیابان پیکار سے روانہ ہوئے لیکن ان کافرون نے آتے ہی لشکر شہنشاہ و شہریار کے مقابل بارگاہ برپا کی خیمہ استادہ ہونے لگے فوج نے پڑاؤ کیا بعد کچھ دیر کے ہرکارون نے آکر **شہنشاہ مرصع حصاری و شہریار مرصع حصاری** کو اطلاع دی کہ پیشخیمہ **بت زرین سخن گو** کا آیا ہے اور یہ جو دونون سردار ہراول لشکر بنکر آئے ہین ایک کا نام **طوفان زور آزما** اور دوسرے کا نام **تمہید زور آزما** ہے یہ سنکر **شہنشاہ و شہریار مرصع حصاری** نے کہا کہ دیکھا چاہیے کہ کل فوج کس قدر ہے اور سردار کیسے کیسے ہین ہنوز سخن در دہان تھا کہ دوسری گرد اوڑی اور **مخمور فیل سر** چالیس ہزار سوار سے آکر پہونچا اور مقابل مین لشکر اسلام کے خیمہ زن ہوا ابھی یہ لوگ خیمہ نہین برپا کر چکے تھے کہ پھر گرد اوڑی اور **ارژنگ ہیبت ناک** پچاس ہزار سوار سے آکر پہونچا پھر گرد اوڑی اور **قرسیل مشت زن** دس ہزار سوار سے آکر پہونچا اوسکے بعد **فرسیل گرز زن** آیا اب تو تانتا بندھ گیا اور **ثعبان اژدر سوار قمقام خنجر زن فرسیل نیزہ باز سحمل شترلب** یکے بعد دیگرے آنا شروع ہو گئے کوئی چالیس ہزار کی سپاہ سے کوئی تیس ہزار کوئی بیس ہزار غرضکہ دس ہزار سپاہ سے کم اور ایک لاکھ سوار و پیادہ سے زیادہ کسی کے ہمراہ نہ تھے شام تک یہ سلسلہ یونہین جاری رہا آج جو **شہنشاہ مرصع حصاری و شہریار مرصع حصاری** پلٹ کر بارگاہ مین آئے تو نہایت متردد ہین کہ فوج دشمن ابھی نصف سے کم آئی ہے اور ہماری سپاہ اس موجودہ لشکر سے بھی کم اور کمزور ہے اسلئے کہ جو سردار ہین وہ ضعیف ہو گئے پوست و استخوان باقی ہین گوشت سب گل گیا ایک جوانی کیا گئی کہ اپنے ہمراہ بہت سے سامان لیتے گئی **شعر**

کیا جوانی کے ساتھ سب کچھ وہ گرمی عشق اب کہان مجھ مین
ابھی جو آگ تھی بجھ گئی بجھی ہوئی آگ کا دہوان ہین

اب یہ لوگ ان کفار سے کیا لڑسکین گے تعداد اونکی زیادہ قوت اونکی زیادہ جان مین آچکا ولولے جاتے رہے امنگین باقی نہین رہین وہان خاص زمانہ سرکشی و دل آزاری ہے مگر وہ پروردگار توانا ہے اگر چاہے تو مور کو فیل پر فتحیاب کردے مگر یہ سب آثار قواعد زمانہ کے خلاف معلوم ہوتے ہین اور اب یہ سمجھنا چاہیے کہ قضا ہماری آگئی غرضکہ شب بسر ہوئی اور صبح نمودار ہوئی اہل اسلام نمازین پڑھ پڑھ کر مصروف دعا ہوئے شہنشاہ و شہریار وظیفہ پڑھتے ہوئے بارگاہ مین بیٹھے کہ دیکھئے اب کیا نظر آتا ہے **شعر**

ہے ظلم تازہ ستم دیکھتے ہین
فلک جو دکھاتا ہے ہم دیکھتے ہین

یہ تمام فوجین ہماری بربادی کے واسطے جمع ہو رہی ہین خیر کچہ فکر نہین ہے ہم بہی قضا کے سیر ہین خوش قسمت اوسکی جو شہادت کی موت مرے اوسکو مردہ نہ سمجہنا چاہیئے بلکہ وہ زندہ جاوید ہے اس طرح کے خیالات ان بادشاہون کے دماغ مین چکر مار رہے تہے کہ جانب صحرا سے پہر کچہ گرد و غبار بلند ہوا سب نگران تہے کہ اب کون آتا ہے اور کسقدر سپاہ اوسکے ہمراہ ہے کہ یکایک دامن گرد کا شگافتہ ہوا اور دل گرد ی اقوای آہنین کلاہ چالیس ہزار سوار سے آکر پہونچا اسکے بعد پہر گرد اوڑی اور احول عقاب جنگ تیس ہزار سوارون سے آکر لشکر کفار مین شامل ہوا تیسری گرد اوڑی اجبل کوہ بالن بیس ہزار سوار سے آکر پہونچا اسکے بعد انعام سیر گردان اور ہشام سیر گردان تیس بیس ہزار سوار سے آکر پہونچے پہر شام ہو گئی اہل اسلام پریشان ہوکر پہر رہے تیسرا دن ہوا پہر صبح سے آمد لشکر شروع ہوئی اول اجمال کوہ پیکر تیس ہزار سوار سے آیا بعد اوسکے اجمال فیل زور اسی قدر فوج سے آکر شامل لشکر کفار ہوا اسکے بعد استقبال کر از دندان کرشنیب آہنین کلاہ عقاب تیز پرواز قرینہ تیغزن یہ سب سردار با فوج سپاہ بسیار آکر پہونچے اور فوج کفار مین شامل ہوکر بمقابلہ اہل اسلام خیمہ زن ہوئے پریشانی اہل اسلام کی ان فوجون کو دیکہ دیکہکر بڑہتی جاتی ہے اور زندگی سے مایوس ہوتے جاتے ہین عوض سامان حرب درست کرنے کے سامان موت و زاد آخرت کی فکرین ہو رہی ہین چوتہا دن ہوا آج بہی وہی حالت رہی کہ صبح سے شام تک برابر سردار آیا کئے اور سرداران کفار برائے استقبال جایا کئے یہی حالت گیارہ بارہ یوم تک برابر رہی ادہر اہل اسلام نے مرنے پر کمر کسی لی دل اپنا دنیا کیطرف سے ہٹا لیا اب تیرہوان روز ہے کہ ہر دن چڑہا ہوگا تمام صحرا فوجون سے بہر لیے ہر طرف سنانون کی چمک ہتیارون چنکار گہوڑون کے ہنہنانے کی آوازون سے سوا برگ گیاہ تک نظر نہین آتا ہے زمین پوشیدہ ہو گئی ہے آسمان کو بہی تتق گرد نے چہپا لیا ہے یہ کثرت لشکر ہے اور ابہی تک انتہا نہین ملی ہے بادشاہ کی سواری نہین آئی ہے کہ یکایک از جانب بیابان گردے برخاست مگر گرد تیرہ تیرہ و خیرہ خیرہ گرد بر آسمان رسیدہ و پائے گرد در زمین پیچیدہ آتے آتے ہوا نے مارا گرد کو گرد نے مارا ہوا کو دل گرد چاک ہوا اور تین سو علم نشان تین لاکہ سوار کا پیدا ہوئے کہ ہر ہر علمون پر تعریف ابلیس پرتلبیس کے مرقوم تہے اور صفت بت زرین سنگلو تحریر تہی نشان بردار فیلان مست پر سوار تہے اور تن و توش مین خود بہی مانند دیو کے تہے پہریرے نشانون کے سیاہ ہوا سے اوڑتے ہوئے فیل جہومتے ہوئے سوار لباس سیاہ پہنے ہوئے گہوڑے اک رنگ مشکی زیر ران تمام صحرا سیاہ ہو گیا یہ دیکہتے ہی جو سردار لشکر کفار تہے گہوڑے اوڑا اوڑا کر برائے استقبال روانہ ہوئے ادہر لشکر مین سلامی کی توپین سر ہونے لگین باجے بجنے لگے کفار خوشیان کرنے لگے کوئی گنتا بجا رہا تہا کوئی سنکہہ پہونکتا تہا عجب طرح کا ہنگامہ برپا تہا نعرے یا خداوند ابلیس کے بلند تہے ادس طرف لشکر نے دو رستہ

صف باندہی اور بیچ مین راہ خالی رکھی اب دیکھا تو آگے آگے ماہی مراتب اور ڈنکا بجتا ہوا بہت سا جلوس گذر کے سقے آب پاشی کرتے ہوئے گرد کو بٹھاتی ہوئے نظر آئے اوسکے بعد دیکھا تو آگے آگے اک گبر ناہنجار دراز قد کوتاہ گردن تنگ پیشانی زرد آنکھین کٹر بڑے بال اک خچری پر سوار آلات حرب ضرب جسم پر آراستہ کئے ہوئے پیچھے اک تخت چار ہاتہیون پر کسا ہوا گرد تخت کے ساڑہے تین سو سردار رستم وقت وسہراب زمانہ اور اوس تخت پر اک بت بہت بڑا سونے کا بصورت انسان بیٹھا ہوا پشت پر اک شخص عجیب الخلقت مگس رانی کرتا ہوا اس عظم وشان سے آکر پہونچا ہرکارون نے بیان کیا کہ **خونخوار بن دجال** سالار لشکر کفار یہی ہے جو خچر پر سوار ہے اسکے بار کا تحمل مرکب نہین کرسکتا ہے اور خچر اک مضبوط جانور ہے اسوجہ سے اوسکی لنگر کو اوٹھاتا ہے غرضکہ اب گروہ ان کفار کا پورا ہوا **خونخوار بن دجال** داخل بارگاہ ہوا تمام سردار اپنے اپنے خیمہ مین داخل ہوئے آج بسبب کسلمندی کی جنگ موقوف رہی جب دوسرا روز ہوا اور **خونخوار بن دجال** آکر بارگاہ مین بیٹھا سب سردار جمع ہوئے **خونخوار بن دجال** نے کہا کہ اول ان لوگون پر حجت ختم کرلینا چاہئے اگر یونہین یہ لوگ اطاعت قبول کرلین تو کیا ضرورت ہے کشت و خون ہو اک نامہ **خداپرستون** کو تحریر کیا جائے مضمون نامے کا یہ ہو کہ اے **فرقہ خداپرستان** آگاہ ہو کہ تمہاری گمراہی نے طول کھینچا اور مجبوراً **نائب خداوند ابلیس** کو خروج کرنا پڑا تاکہ اب بہی تم اپنے اعتقادات سے تو اور **خداوندی ابلیس** کے قائل ہو اور **نائب خداوند** کی دیدار سے آئینہ دل کو روشن کرو اور اگر اس پر بھی قلب تمہارے برگشتہ ہون تو جنگ منظور کرو جس وقت دبیر نے یہ نامہ لکھکر تیار کیا تو **خونخوار بن دجال** نے مہر ثبت کی اور **اجمل کور باطن** سے کہا کہ تم جاؤ اور جلد اس نامے کا جواب لیکر حاضر ہو **اجمل کور باطن** اپنے دنگل پر سوار ہوا اور نامہ ہاتھ سے **خونخوار بن دجال** کے لیکر سر سے باندہا اور دس ہزار سوار اپنے ہمراہ لیکر طرف لشکر سلطانان کے متوجہ ہوا جس وقت یہ خبر **شہنشاہ مرصع حصاری** وشہریار **مرصع حصاری** کو ہوئی کہا آنے دو جس وقت **اجمل کور باطن** سامنے بادشاہ لشکر اسلام کے پہونچا بطریق **ابلیس پرستون** کے سلام کیا کسی نے جواب سلام نہین دیا اور دنگل بیٹھنے کو عنایت کیا **اجمل کور باطن** دنگل پر بیٹھا ساقی نے جام دیا جس وقت دو چار جام پی چکا اور دماغ اسکا بادۂ ناب سے گرم ہوا پکارا منم نامہ دار **شہنشاہ مرصع حصاری** نے نامہ طلب کیا **اجمل کور باطن** نے نامہ **شہنشاہ مرصع حصاری** کو دیا **شہنشاہ** نے دبیر کو دیا دبیر نے باواز بلند پڑہا تحریر تھا کہ اے فرقہ **خداپرستان** آگاہ ہو کہ **خداوند بت زرین سیمتن** نے خروج کیا ہے اور دین **ابلیس** پرستی کو رواج دینا چاہتے ہین اگر تمکو یہ دین برحق اختیار کرنا ہو تو آکر **نائب خداوند** کو سجدہ کرو اور اپنے گناہان گذشتہ سے توبہ کرو کہ تمام عمر اپنی تمنے عبادت **خداے** نادیدہ مین بسر کی ہے اب بس تمہارا وہ ہو کہ جو دم ہے غنیمت ہے ہر وقت سامان سفر تیار ہے لہذا وقت کو غنیمت جانو

اور یہ خوش نصیبی تم لوگون کی تھی کہ تمہاری حیات مین **خداوندیت زرین سخنگو** نے
خروج فرمایا اور تمکو گھر بیٹھے ہدایت کی اب بھی نہ مانو تو یہ تمہاری بد نصیبی ہے
جس وقت مضمون نامے سے سب آگاہ ہوئے غیرت ایمانی نے جوش مارا
نامہ دبیر کے ہاتھ سے لیکر پشت پر جواب جنگ تحریر کر دیا ۔ **اجبل کور باطن**
جواب نامے کا لیکر **خونخوار بن دجال** کے پاس آیا اسکو یہ خیال تھا کہ خدا پرستون
نے دین **ابلیس** پرستی منظور کر لیا ہوگا خواہ خوشی خواہ جبر لیکن جس وقت پشت نامہ پر
جواب جنگ تحریر پایا تو نہایت برہم ہوا اور کہا معلوم ہوتا ہے قضا ان خدا پرستون کی
آگئی ہے اور یہ ایسے کور باطن ہین کہ کسی طرح اونکو حق نظر نہ آئیگا پس
اوسی وقت حکم دیا کہ بجے طبل جنگ حکم ہوتے ہی لشکر کفار مین نقارہ رزمی پر چوب لگی
اور آواز نقارے کی گرجی ہرکارے خبر لیکر لشکر اسلام کے جانب روانہ ہوئے

یہان **شہنشاہ صع حصاری و شہریار صع حصاری و شاہزادہ افرکود** باہم
باتین کر رہے تھے کہ ہم سب کو آمادہ مرگ دنیا کے قضا ہو جانا چاہیے اس لیے کہ انجام جنگ
موت کے سوا اور کچھ نظر نہین ہے کہ سامنے سے جوڑے ہرکارون کی گرد مین آلودہ پسینے مین
غرق آکر ہوئے دعا و ثنائے شاہی بجالانے کے بعد عرض کی کہ فوج کفار مین طبل جنگ
بجا ہے **شہنشاہ و شہریار** نے کہا کہ کچھ پروا نہین خدائے ما بزرگ است ہمارے یہان
بھی طبل جنگ بجے کل دیکھا جائیگا یہان بھی کوس حربی نوازش آیا تیاری جنگ
ہونے لگی اوس طرف انیس لاکھ کی فوج ہے ادھر کل ساڑھے چار لاکھ آدمی ہین
وہ بھی ضعیف و ناتوان ایک دوسرے سے رخصت ہو رہا ہے ایک سے خطائین
معاف کرا رہا ہے کوئی تلوار کو صیقل کر رہا ہے کوئی اسلحہ جنگ کو صاف کر رہا ہے
جو لوگ پیر دیرینہ ہین اونہون نے پٹکون سے کمر کو کس کر سیدہا کیا ہے عجب طرح کا
ہنگامہ ہے گشت طلایہ کا پہر رہا ہے آواز بھی ہوشیار باش بیدار باش کی
بلند ہے **اہل اسلام** پروردگار عالم کی طرف متوجہ ہین جناب باری مین عرض
کر رہے ہین کہ جو کچھ تو اپنے بندے کے حق مین کرتا ہے وہی بہتر ہے خوش
نصیب ہمارے کہ اس آخر زمانہ مین یہ سامان ہمارے واسطے مہیا ہے
کربلا اور موت مرین گے جامہ شہادت پہنینگے جوانی بھر خوب خوب لڑے
اور غازیون مین نام ہوا مرجانے مین شہید کہلائینگے **شعر**

رات بھر خوب سے پی صبح کو توبہ کر لی
رند کے رند رہے ہاتھ سے جنت نہ گئی

کیا شکر تیری بے نیازی کا ادا ہو اور جس قدر کافر ہمارے ہاتھ سے مارے جائین گے
یہ سعادت کمانے کی ہے اودہر فوج کفار مین نعرے یا **خداوند ابلیس** کے
بلند ہین آپس مین کفار باتین کر رہے ہین کہ کل **خدا پرستون** کے خون سے ہولیان کھیلین
اپنی تیغین رنگین گے اور سامنے **خداوندیت زرین سخنگو** کے سرخرو ہو کر آئین گے
یہی عمر بھر دعائین گے اسی عالم مین زمانہ شب کا بر طرف ہوا خانہ شب سے صبح
بر آمد ہوئی ستارے غروب ہونے لگے خیمہ نیلگون فلک بے رونق ہوا محفل

انجم برہم ہوئی عابد شب زندہ دار فلک کی گوشہ مغرب میں جا کر قرار لیا تمام عالم پرتو نیر اعظم سے پر نور ہوا شعر

علی الصباح چو مردم بکار و بار روند
بلاکشان محبت بکوئے یار روند

ہر چشم خواب آلودہ نیند سے ہوشیار ہوئی کوئی غریب تلاش معاش کو چلا کوئی امیر خواب گاہ سے اوٹھکر بارگاہ میں رونق افروز مسند ہوا عبادت گزار مسجدوں کی طرف روانہ ہوئے **بت پرستوں** نے مندروں کو آباد کیا ہر طرف یاد معبود یگانہ طرح طرح سے ہونے لگی سبزہ لہلہانے لگا لالہ کو بھی رنگ لانے لگا شفق نے کشت و خون کی خبر دی گویا جلاد فلک نے لباس قاتلانہ اختیار کیا شبنم نے گریہ کی کہ شام کو ہزار رہا کہ بے چراغ ہو جائینگے گلوں نے لباس اپنا پارہ پارہ کیا طالبان مرگ نے نماز صبح سے فراغت کر کے کفن پہنے اسلحہ جنگ کو تن پر آراستہ کیا آلات حرب و ضرب کو سنوار اپشت مرکب پر پہنچکر میدان جنگ کی راہ دیکھنے میں اوس طرف سے آمد لشکر کفار کی شروع ہوئی دستے کے دستے پرے کے پرے فوجوں کے فوجوں گروہ کے گروہ گھڑی بھر دن چڑھے تک تمام صحرا فوجوں سے مملو ہو گیا اس طرف **شہنشاہ صبح حصاری** و **شہریار صبح حصاری** و **شاہزادہ آذر کوہ** وغیرہ وغیرہ مرکبوں پر سوار آکر میدان میں پہونچے اور صفوں سے آگے بمرتبہ سرداری دس دس قدم آگے بڑھکر کھڑی ہوئی اوس طرف وسط لشکر میں تخت **بت زرین سخنگو** کا آکر قائم ہوا آگے آگے نوبتخانہ بجتا ہوا نقارے پر چوب پڑتی ہوئی اک شخص عجیب الخلقت ناکس بانی کرتا ہوا تخت چار فیلان مست پر کسا ہوا کہ وہ فیل جھومتے چلے آتے تھے آگے آگے فوج کے ساٹھ سے زمین سو سردار زبردست گینڈوں اور گھوڑوں پر سوار سب سے آگے **خونخوار بن دجال** اپنی خچری پر سوار بمرتبہ سالاری لشکر آکر مقابل ہوا صفیں بندھنے لگیں میمنہ و میسرہ قلب جناح ساقہ کمینگاہ اگلا ہراول پچھلا چنڈاول ساتوں صفیں آراستہ ہوئیں تبردار دونوں لشکروں کی جھاڑی جھنڈی کاٹ کر پھینک دی بیلداروں نے پستی و بلندی زمین کو ہموار کر کے میدان کو مثل آئینہ کے بنایا سقوں نے آب پاشی کر کے گرد کو بٹھایا اب نقیب صفوں سے نکلے اور اشعار عبرت آمیز پڑھکر ترغیب جنگ دینے لگے ادھر کے نقیب خوف خدا و ناپائداری دنیا بیان کر کے ثواب شہادت و اجر آخرت یاد دلا رہے تھے اور اوس طرف کے نقیب حصول دنیا کو امر واجبی کہکر جوش جنگ دلا رہے تھے غرضکہ جب دونوں طرف نقابت ہو چکی اور نقیب پلٹ پلٹ کر صفوں میں گئے بس لشکر کی علم جلوہ گری پر آئے **خونخوار بن دجال** نے گردن پھرا پھرا کر داہنے اور بائیں نظر کی بس اسکا دیکھنا تھا کہ **تجیل شتر لب** نے گینڈا اپنا صف سے نکالا اور سامنے تخت **بت زرین سخنگو** کے آکر گینڈے سے اوتر کر سجدہ کیا اجازت جنگ مانگی **بت** میں سے آواز پیدا ہوئی کہ جا تجھکو خداوند **ابلیس** کے سپرد کیا **تجیل شتر لب** بار دیگر مرکب پر سوار ہوا اور مانند **فیل مست** کے آکر میدان میں ٹہلنے لگا آواز دی کہ ہوشیار باش اے فرقہ **خدا پرستان** و گروہ مسلمانان منم **تجیل شتر لب** بندہ خاص خداوند ابلیس پرستش تم میں سے جسکو اطاعت خداوند بت زرین **سخنگو** کی منظور ہو وہ آکر اطاعت کرے اور جان دینا ہو تو وہ

مقابلہ کو نکلے بس یہ سننا تھا کہ لشکر اسلام سے **احرام یزدان پرست** نے مرکب اپنا صف سے نکالا اور **شہنشاہ شہریار** سے اجازت جنگ لیکر **تنجیل** کے سامنا کیا یہ ترک جوشن پوش المعروف **احرام یزدان پرست** اک مرد ضعیف تھے سن انکا قریب نوے سال کے ہوگا **تنجیل** نے جو احرام کو دیکھا کہا او بڈھے تو کیا لڑے گا پھر جا میدان سے تجھ سے مقابلہ کرتے ہیں ننگ و عار ہے **احرام** نے کہا او ملعون مصرع دشمن نتوان حقیر و بیچارہ شمرد۔ اگر مجھکو یہ گھمنڈ ہے کہ میں جوان ہوں ہاتھ پاؤن میرے توانا ہیں اور یہ ضعیف ہے تو وار کر دیکھ تماشا اس دست رعشہ دار کا **تنجیل** کو نہایت غصہ آیا اور کہا کہ معلوم ہوا تو جوانی میں خوب خوب لڑا ہے کسی زبردست کے سامنا نہیں پڑا ہے وہی غرور تیرے سر میں سمایا ہوا ہے میں پر سمجھاتا ہوں کہ پہلا اپنا وار کرکے حوصلہ نکال لے ورنہ میرے وار سے جانبری تیری محال ہے دل کی دل ہی میں رہجائیگی **احرام** نے جواب دیا کہ ابھی تو آئین **خدا پرستان** اور اہل اسلام سے آگاہ نہیں ہے ہم لوگ حریف پر پیشدستی نہیں کرتے ہیں ہاں اگر خداوند کریم تیرے حربہ سے بچائیگا تو دیکھا جائیگا یہ سنکر **تنجیل** نے نیزہ ہاتھ میں سنبھالا اور خبردار خبردار کہکر سینہ **احرام** پر وار کیا **احرام** نے نیزہ کو اوسکے نیزہ پر لگا تھا طعنین چلنے لگیں بڑی دیر تک نیزہ بازی رہی آخرکار اک مقام پر **احرام** نے نیزے سے بند باندہ کر جو ہاتھ سے کھینچ دیا نیزہ **تنجیل** سے نکل گیا بس نیزے کا نکلنا تھا کہ زمانہ نگاہوں کے نیچے تیرہ و تار ہو گیا اہل اسلام میں احسنت و مرحبا کی آوازیں بلند ہوئیں اور کفار شرمندہ ہوکر گردنیں نیچے کر لیں **تنجیل** نے غیظ و غضب میں آکر تلوار آپنے نیام سے کھینچ لی اور کہا کہ لے اسے کہ یہ پیغام اجل ہے یہ کہکر سر **احرام** پر وار کیا **احرام** نے وار اسکا رد کیا اور اپنا وار کیا **تنجیل** نے سپر کو اوٹھا کر چہرہ کی پنلو لیا لیکن تلوار **احرام** کی پڑتے ہی سپر کو قلم کرکے خود پر چلی تھی کہ **تنجیل** نے سر نیچے کو کھینچا خیر سر کر گردن پر پڑا گردن گیند سے کی قلم ہوئی **تنجیل** کود کر علیحدہ ہوا اور مرکب مرکب آتش بازی ہو گیا **تنجیل** چاہتا تھا کہ مرکب کو اوسکی بھی بے سر کردوں **احرام** ارادہ اوسکا فاسد دیکھکر گھوڑے سے کود پڑا **تنجیل** نے سپر و تلوار ہاتھ سے پھینک دی ادھر **احرام** سے لپٹ گیا ادھر **احرام** نے بھی تیغ و سپر پھینک دی اور **تنجیل** دست و گریبان ہوا کشتی ہونے لگی کوئی پہر بھر کامل کشتی رہی ہوگی کہ قضائے کار اتفاقات روزگار پاؤن **احرام** کا موشخانہ میں جا رہا لنگر نہ رک سکا حریف نے زور کیا تو گھٹنا ٹوٹ گیا **احرام** بے ہوش ہو گیا بس **تنجیل** نے غنیمت جانکر اوسکو باندہ لیا اور خوشی خوشی اپنے لشکر کی طرف روانہ ہوا اہل اسلام دردناک ہوئے کفار میں شور مسرت افزا بلند ہوا اسکے بعد **اقوای آہن کلاہ** **بت زرین تخت گر** سے اجازت حرب لیکر میدان کارزار میں آیا اور مبارز طلب کیا اب کی مرتبہ **حکیم یزدان پرست** بھائی **احرام یزدان پرست** لشکر اسلام سے نکلا اور **اقوای آہن کلاہ** سے سامنا کیا بعد گفت و گو

بیشمار کے نیزے بازی شروع ہوئی **حرمم** نے نیزہ ہاتھ سے **اقوائی آہن کلاہ** کے نکالدیا اوسنے غصہ مین آکر تلوار ماری **حرمم** نے وار اسکا رد کرکے اپنا وار کیا کہ سر **اقوائی** کا زخمی ہوا لوگ اوسکو لے گئے **حرمم** نے کئی سردار زخمی کئے کئی جان سے مارے آخر کار خلعت شہادت سے سرفراز ہوا شام ہو چلی تھی طبل بازگشت بجا اور دونون لشکر میدان سے پھرے آج کے میدان داری مین کئی سردار لشکر اسلام کے زخمی اور شہید ہوے اور کفار کی حالت بھی ایسی ہی کچھ ہوئی اب دوسرا روز ہوا پھر دونون لشکر باہمدیگر مقابلہ مین صفین باندہ کر کھڑے ہوے مین آج فوج کفار سے **عقربت خرس پیشانی** میدان مین آیا مبارز طلب کیا لشکر اسلام سے **توحید پاک باطن** اسکے مقابلہ کو نکلے نیزہ بازی ہوئی کام نہ نکلا نوبت شمشیر زنی آئی **توحید** بھی خلعت شہادت سے سرفراز ہوا ہوے بعد **توحید** کے **اکرام خداپرست** نکلا یہ مرد مومن بھی شہید ہوا شام تک گیارہ بارہ سردار ہاتھ سے **عقربت** کے مارے گئے شام کو طبل بازگشت بجا دونون لشکر میدان حرب سے اپنے اپنے فرودگاہ کی طرف متوجہ ہوا سردارون نے پوشاکین رزم اوتارین اور لباس بزم پہنا کفار نقارہ شادمانی بجاتے ہوئے **عقربت** پر سے زر نثار کرتے ہوئے پھرے اور پہونچتے ہی پھر طبل جنگ بجوادیا کہان تک بیان کیا جاوے کہ آٹھہ نوروز **خداپرستون** سے میدان روکا اور جانین راہ خدا مین نثار کین آخر کار نوبت بہ اینجا رسید کہ اب کوئی اس قابل نہ رہا جو سرداران کفار سے مقابلہ کرتا مجبور وناچار ہو بادشاہون نے کمر جنگ پر کسی اور یہ ساتون **تاجدار** سپاہی وضع ہو کر میدان مین آئے لشکر کفار سے **محلول ہلاہل** کہ بہت بڑا سردار ہے میدان مین آیا مبارز طلب کیا لشکر اسلام سے چھوٹے چھوٹے **افسرون** نے نکلنا شروع کیا لیکن جو گیا ہاتھ سے **محلول ہلاہل** کے مارا گیا اب **شہنشاہ مرصع حصاری** نے **شہریار** سے کہا کہ جب مرنا ہر طرح ہے تو ان غریبون کی جانین لینے سے کیا فائدہ خود مقابلہ کرنا چاہئے جو ہونا ہوگا وہ ہو جائیگا **شہریار** نے کہا پہلے مجھکو اجازت ہو کہ اس کافر سے لڑکر یا تو اسے جہنم مین بھیجدون یا آپ جان بحق تسلیم ہون **شہنشاہ مرصع حصاری** نے کہا کہ میرے ہوتے کیونکر ہوسکتا ہے کہ تم جنگ مین جاؤ جس وقت مین نہون گا اوس وقت اختیار ہے یہ باتین ان دونون کی دیکھکر **شاہزادہ آذر کوہ** و دیگر بادشاہان اسلام نے بھی ایک دوسرے سے اجازت طلب کی ہر ایک یہی کہتا ہے کہ پہلے ہم جائینگے انکار کیا **شہنشاہ مرصع حصاری** نے کہا کہ آپ سب لوگ مہمان ہین اور مین میزبان ہون کیونکر ہوسکتا ہے کہ پہلے آپ کو جانے دون اور یہ حجت و تکرار عبث ہے اسلئے کہ شام تک سب ایک ہی منزل پر پہونچ جاینگے کوئی پہلے کوئی بعد ہاتھ سے ان کفار کے بچنا دشوار ہے یہ کہکر بدقت تمام رخصت جنگ حاصل کی اور رخ میدان کارزار کا کیا عجب طرح کا ہنگامہ لشکر اسلام مین تھا

سپاہیوں کو اپنے ناز پروردہ بادشاہ کا میدان جنگ میں حریف کی مقابلہ کو جانا نہایت شاق تھا اور دیکھا نہ جاتا تھا یہ حالت تھی کہ منہ پھیر پھیر کر روتے تھے جس سر پر تاج شہنشاہی رہتا تھا آج اوسپر کلاہ آہن ہے مگر جس وقت شہنشاہ مرصع حصاری سامنے محلول ہلاہل کے پہونچے نعرہ کیا کہ او کافر ابلیس پرست تو شیطان کے بہکانے میں آگیا اور اپنے خدائے برحق کو بھول کر ابلیس پرستی اختیار کی ہوش میں آ اور غفلت کو دور کر محلول ہلاہل نے کہا کہ تم مجھکو سکھاتے ہو اگر تمہیں جان اپنی عزیز ہے تو خداوند بت زرین سنگو کو سجدہ کرکہ وہ عجب خداوند ہے جو چاہو کہو جو چاہیے سنو تمہارا خدا اک زبردستی کا خدا ہے کہ نہ کوئی اوسکو دیکھ سکتا ہے نہ اوس سے کلام کرکے جواب پاسکتا ہے یہ کیسا خدا ہے ہماری سمجھ میں نہیں آتا شہنشاہ نے کہا کہ او ملعون معلوم ہوا کہ قلب تیرا سیاہ ہے اور تو راہ راست پر نہ آئیگا شیطان کا تجپر تسلط ہوگیا ہے بس لا حرب بہادری سے محلول نے خبردار خبردار کہکر نیزہ مارا شہنشاہ نے نیزہ کو اوسکے نیزہ پر کاٹا تھا شعلے چلنے لگیں سنانوں سے چنگاریاں اوڑنے لگیں تھوڑا عرصہ گزرا ہوگا کہ شہنشاہ نے نیزہ ہاتھ سے محلول کے رہا کیا محلول نے گرز مارا شہنشاہ نے گرز کو تیغ سے قلم کیا اور ایک ہاتھ تیغہ آبدار کا مارا کہ محلول دو پرکالے ہوئے یہ دیکھکر لشکر اسلام سے صدائے **اللہ اکبر** بلند ہوئی اور فوج کفار میں اک غل ہوا جلیل بن محلول کو تاب نہ رہی مرکب کو چمکا کے سامنے شہنشاہ کے آیا اور پکارا کہ اے ہیچ غضب کیا تو نے کہ باپ کو اوس شخص کے مارا یہ کہکر تلوار ماری شہنشاہ نے وار اوسکا رد کرکے اپنا وار کیا کہ اوسکے بھی دو ٹکڑے ہوئے یہ دیکھکر خونخوار بن دجال نے خنجر اپنا آگے بڑھایا اور سامنے تخت بت زرین سنگو کے آکر اجازت مانگی آواز آئی کہ جا فتح تیرے ہی نام ہے خونخوار بن دجال نے باگ پھیری اور رخ میدان کارزار کا کیا دیکھا شہنشاہ مرصع حصاری نے کہ اک دیو ہے کہ چلا آتا ہے دل میں کہا کہ خدا ہی اسپر فتح دے لیکن خونخوار بن دجال نے سامنے آکر آواز دی کہ اے شہنشاہ مرصع حصاری کیوں ناحق اپنی جان و مال کو برباد کرتے ہو تم ایسے حیا ندیدہ ہو کر اور خداوند ابلیس کے خداوندی سے انکار کرتے ہو اور خدائے ناندیدہ کی پرستش کرتے ہو مصرع شنیدہ کے بود مانند دیدہ۔ اگر اب بھی تم توبہ کرو اور خداوند ابلیس کے قائل ہو کر بت زرین سنگو کو سجدہ کرو تو میں تمہارے ملک و مال سے تعرض نکروں اور اور طرف روانہ ہوں ورنہ مفت جان و مال برباد ہونگے سوائے افسوس کے کچھ ہاتھ نہ آئیگا شہنشاہ مرصع حصاری نے کہا تو مجھکو اولٹی نصیحت کرتا ہے کیا مجھکو تحقیق نہیں کہ ابلیس راندہ درگاہ ایزدی ہے جب اوس نے سجدہ آدم سے کراہت کی تو لعنت الٰہی مستحق ہوا اور یہ قوم بنی جان سے ہی دشمن بنی انسان کا حیف کی جا ہے کہ تم انسان ہو کر اوس کو خدا مانتے ہو اور یہ بت کوئی بلند

اس مین سمایا ہے اسرار شیطانی ہے جو کلام کرتا ہے اسکے بہکانے پر نجاؤ اور انجام کو اپنے خراب نکرو اگر خدا کو دیکھ لیا اور شامل دیگر ابنائے جنس ہے کے اوس نے باتین کر لیکن تو ہم مین اور خدا مین فرق کیا رہا **خونخوار بن دجال** نے کہا معلوم ہوگیا کہ تم لوگ راہ پر نہ آؤ گے خیر مینے ہر طرح سمجھا دیا اب وار کرو اور حوصلہ اپنے دل کا نکال لو اسلئے کہ بچنا مرے ہاتھ سے تم لوگون کا دشوار ہے اس دلیل سے کہ مجھے خداوند خود یہ خدمت سپرد کی ہے کہ اہل اسلام کو قتل کرو اور مذہب **ابلیس پرستی** کو رواج دو **شہنشاہ صمع حصاری** نے کہا کہ کیا تو نہین جانتا کہ اہل اسلام سبقت نہین کرتے ہین تو اپنا وار کر اگر خداوند کریم تیری ضرب سے بچائیگا تو دیکھا جائیگا یہ سنکر **خونخوار بن دجال** نے نیزہ سنبھالا اور سینہ کو تاک کر وار کیا **شہنشاہ** نے نیزہ کو اوسکے تلوار سے قلم کیا پس **خونخوار** غصہ مین آیا اور ارہ پشت نہنگ خبردار خبردار کہکر مارا **شہنشاہ** نے برابر سپر کو اوٹھاکر چہرہ کی پناہ لیا لیکن یہ حربہ سپر سے رکنے کی چیز نہین ہے برابر سپر کو چیرتا ہوا سر پر بیٹھا اور تا جگر گادا اوتر گیا **شہنشاہ** تڑپ کر زمین پر گری روح مقدس اونکی جانب جنان پرواز کر گئی اہل اسلام مین شور فریاد و زاری بلند ہوا کفار نے جوش مسرت کا اظہار کیا **خونخوار بن دجال** نے پہر مبارز طلب کیا اب **شہریار صمع حصاری** میدان مین آئے اور **خونخوار** کا سامنا کیا **خونخوار** نے کہا دیکھا تمنے کہ مین نے کس طرح تمہارے بھائی کو مارا اگر تمہین اپنی جان عزیز ہے تو اطاعت **بت زرین سنجنگو** کی اختیار کرو ورنہ یہی حال تمہارا بھی ہوگا **شہریار** نے لاش تو اوٹھوا دی اور **خونخوار** سے کہا کہ بس دماغ میرا تیری باتون کا متحمل نہین لاف بہادری کم **خونخوار** نے وہی ارہ مارا **شہریار** نے اپنے کو بچایا مگر گردن مرکب کی قلم ہوگئی **شہریار** کودکر علیحدہ ہوگئے چاہتے تھے کہ مرکب کو **خونخوار** نے گردن کردن کہ **خونخوار** گہوڑے سے کودکر علیحدہ ہوا **شہریار** نے پلٹکر خنجر مارا کہ پاؤن **خونخوار** کا فگار ہوا **خونخوار** نے بھی کٹار مارا کہ **شہریار** زخمی ہوئے اب دونون خنجر اور کٹار چلنے لگا یہ حالت دیکھکر دونون لشکر قریب قریب آگئے اور جنگ دیکھنے لگے کہ تڑپتے **شہریار** بسبب زخمہای کاری کے بیہوش ہوگئے **خونخوار** نے تلوار سے سر قلم کرنا چاہا تھا کہ **شاہزادہ آذر کوہ** نے آواز دی کہ او ملعون کیا کرتا ہے کہ بیہوش پر حملہ کرتا ہے حریف تیرا مین موجود ہون یہ کہکر سامنے ہوئے لیکن کفار نے جو دیکھا کہ **خونخوار** زخمی ہوا اودہر **خونخوار بن دجال** نے آواز دی کہ کیا دیکھتے ہو مار لو اسکو کہ یہ میرا مخالف بہی مجھسے جیتنا چاہتا ہے ساڑھے تین سو سردار تلوارین پکڑ پکڑ **شاہزادہ آذر کوہ** کیطرف چلے اودہر **شاہان اسلام** بے پودے باگون کے نئے تلوار چلنے لگی یہ رنگ جو دیکھا لشکرون نے کہ سردارون سے جنگ ہو رہی ہے دونون طرف سے لشکر ٹوٹ پڑے تلوار چلنے لگی ہنگامہ گیر و دار بلند ہوا

شعر

	چقاچاق خنجر بہ گردون رسید		زمین پر خون شد و خون بہ جیحون رسید	

اکتیس لاکہ کی فوج ایک طرف ساڑھے چار لاکہ سوار ایک طرف ہنگامہ

قیامت برپا ہوا شور بگیر بزن بلند ہوا لاش کا سر پا رکی پتا بھی نہ ملا کہ کیا ہوئی کفار خونخوار بن دجال کو اوٹھا کر لے گئے عین گرمی جنگ مین شاہزادہ آذر کوہ کو کے سردارون نے گھیر کر قتل کیا فوج کفار نے لشکر اسلام کو پامال کر دیا سارے چار لاکھ آدمی وہ بھی ضعیف و ناتوان ادہر اکیس لاکھ کا یورش ریلا فوج کا ترک سے سیکڑون پس پس کے مر گئے اہل اسلام نے وہ تلوار کی کہ زمین خون سے لال کر دی اتنا بڑا رن ہوا کہ کئی لاکھ آدمی مارے گئے سردارون کی لاشین بھی نہ ملین انجام کار تمام اہل اسلام کام آ گئے اور **شہر مرصع حصار** ہاتھ سے کفار نابکار کے تاراج ہو گیا بعض مسلمانون نے بخوف جان تقیہ کر لیا اکثر جلا وطن ہو گئے باقی مارے گئے اب ان کفار نے اپنی طرف سے یہان حاکم معین کر کے چند روز قیام کیا جب زخمیون کو صحت ہوئی تو جشن فتح کر کے قصد کوچ کا تھا کہ خبر ملی کہ کل مجمع **خداپرستون** کا بیابان **نہ طاق** مین ہے اور **سمندریہ** مین **مرجیس آفتاب پرست** ملک **خداپرستون** کو برباد کر رہا ہے اس خبر کو سنکر **خونخوار** نے کہا کہ **خانہ کعبہ** مین صرف **حمزہ اول و حمزہ ثانی** ہین جنکے ساتھ نہ لشکر ہے نہ فوج نہ سامان حرب اتنا بڑا لشکر لیکر **خانہ کعبہ** پر چڑھائی کرنا فضول معلوم ہوتا ہے لہذا تین سردار تین لاکھ سوار لیکر اوس طرف روانہ ہون اور مین کل فوج لیکر **سمندریہ** کی طرف جاتا ہون اور **مرجیس آفتاب پرست** کو اپنا شریک کر کے یا خود اوسکے شریک ہو کر **خداپرستون** کو برباد کر دون گا یہ کہکر اوسنے **شیسب آہن کلاہ** اور **عقاب نیزہ باز** اور **قرینہ تیغ زن** کو ایک ایک لاکھ سوار کا افسر کر کے براے بربادی **خانہ کعبہ** روانہ کیا اور آپ کل فوج اپنے ہمراہ لیکر طرف سمندریہ کے روانہ ہوا اب ان کو تو راہ مین چھوڑا جاتا ہے اور بیان سے

داستان رفیقان قدیم صاحبقران اول کی تحریر کیجاتی ہے

بیا بشنو اے ہمدم راستان
کہ باز آمدم بر سر داستان

پرچہ نویسان ممالک عالم و خبر دہندگان اخبار بنی آدم اس داستان حقیقت عنوان کو یون تحریر کرتے ہین کہ جب رفقائے قدیم **صاحبقران** عالیشان کو جو **صاحبقران** مین ایک زمانہ دراز ورسن اونکی درجہ آخر تک پہونچ گئے ہاتھون مین عوض قوت کے رعشہ پیدا ہو گیا گوشت گھل کر کھال و استخوان سے علیحدہ ہونے لگا آنکھونکا نور رخصت طلب ہوا انتظار مرگ مین نیند آنکھون سے اوڑ گئی اور پر آشوبی زمانہ نے عروج پکڑا ہر طرف سے کفار نے خروج کیا اور ممالک اہل اسلام کو تاراج کرنے لگے ہر شخص کے دل مین یہ خیال ہوا کہ بچپن بھی اچھا گزرا اور جوانی بھی خوب کٹی بڑھاپے کے بھی دن اب تک اچھی طرح بسر ہو گئے اب سوا مرنے کے کسی چیز کا انتظار نہین ہے پھر ایسا سامان کیون نہ ہو کہ عاقبت بخیر ہو اور وقت نزع اپنے آقا کے دیدار سے محروم نہ ہین اور اونکے ہاتھ سے کفن پائین اونکے سامنے دنیا سے کوچ کرین یہ سوچکر ہر شخص اپنے اپنے ملک سے لشکر قلیل ہمراہ لیکر اول بجانب ملک ایران روانہ ہوا کہ اس غرض کے

کہ پہلے چلکر بادشاہ اسلام کی قدمبوسی کا شرف حاصل کریں اوس کے بعد خانہ کعبہ میں حمزہ صاحبقران کی زیارت سے مشرف ہوں یہ سوچ کر اسد ابیدان اسد شیرگیر اسد دیوانہ اسد نخچیرگیر اسد مارگیر اسد اژدرگیر تت سپہرگردان سیف ذوالیدین خسرو نیستانی قیفل گرجستانی طوق قران گرد ابو المعدن گرد اسی طرح تین سو ساٹھ رفیقان قدیم جناب حمزہ صاحبقران کوچ بکوچ منزل بہ منزل یکے بعد دیگرے شہر ایران میں داخل ہوئے اور قدمبوسی شاہ قدم سعد بن قباد شہریار کی حاصل کی اور سلطان سعد بن عمرو بن حمزہ بادشاہ دوم و نیز چچاگان بن حمزہ و جمشید بن قباد سے شرف ملازمت حصول کیا اسوقت خبر انتقال ملکہ رابعہ اطلس پوش و ملکہ خورشید خاوری و ملکہ گیتی افروز کی معلوم ہوئی تین روز تک تمام ملک ایران میں ماتمداری رہی اس کے بعد اسدان وغیرہ نے بادشاہ اسلام سے اپنا ارادہ ظاہر کیا کہ اب ہمارا قصد خانہ کعبہ جانیکا ہے بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ میرا بھی جی چاہتا ہے زیارت خانہ کعبہ سے اور دیدار صاحبقران سے مشرف ہوں لیکن خیال یہ ہے کہ آجکل زمانہ پر آشوب ہو رہا ہے اور اکثر عالم ہمارا دشمن ہے اگر معہ فوج و سپاہ جاتے ہیں تو اسکی شہرت ہوگی اور کفار چڑھائی کرینگے خانہ کعبہ پر فتح و شکست کے اختیار کی چیز نہیں خدا جانے انجام جنگ کیا ہو اور حرمت خانہ کعبہ زائل ہو اس سے بہتر معلوم ہوتا ہے کہ یہاں سے پوشیدہ طور سے نکل چلیں اور کسی صحرا میں جاکر لباس و وضع تبدیل کرکے سوداگروں کے بھیس میں روانہ ہوں تاکہ کوئی شخص پہچان نہ سکے اس رائے کو سب نے پسند کیا اول یہ انتظام کیا کہ ناموس کو قلعہ دارالامان کیجانب روانہ کیا اور قافلہ سالار ملکہ گردیہ بانو کو کیا باقی تمام ناموس کو مثل ملکہ فیروزہ کمر تاجدار و ملکہ کبری بہادر و ملکہ زبیدہ شیرگیر و ناموس خواجہ عمران سب کو روانہ کرنیکے بعد بادشاہ اسلام نے تاج و تخت کو چھوڑا اور پچاس عیاران قدیم انتخاب کرکے ہمراہ لیا کہ انکو بھی اشتیاق زیارت خانہ کعبہ و قدمبوس صاحبقران و دیدار عمرو کا حد سے زیادہ تھا وہ عیار چالاک بن عمرو فرخ بن عمرو امیر بن عمرو عیار زادہ [illegible] سنگ مصری سعد ملکی [illegible] آتشی ابو شہاب حرقہ بحرین ابو جحید لنگری اسکلہ پیادہ رو دو گنبا دو کلبا وغیرہ تھے کل جمعیت چار سو دس آدمیو کی تھی اس تفصیل کیساتھ کہ تین سو ساٹھ سرداران رفیقان امیر تھے اور پچاس عیار تھے اول بادشاہ اسلام شہر سے نکلکر صحرا کیجانب روانہ ہوئے اور بوقت شب کوچ کیا صحرا میں عیاروں کے ذریعہ سے لباس تبدیل کرکے سوداگروں اور تاجروں کے بھیس میں خانہ کعبہ کی جانب روانہ ہوئے اس قافلہ میں دو چار گھوڑے بھی ہیں اور جس طرح برائے نام حفاظت جان کے لئے سوداگروں پاس ہتھیار ہوتے ہیں اسی طرح چند پیرمن زنگ آلودہ تلواریں ان لوگوں نے بھی اپنے ساتھ لے لی ہیں جس وقت خشکی کا سفر طے ہوا اور سمندر کے کنارے پہونچے جہاز طلب کئے اور ان جہازوں پر بیٹھکر خانہ کعبہ کی جانب روانہ ہوئے بعد چند روز کے دریا کا سفر طے ہوا اور پھر خشکی کا راستہ ملا لنگر جہازوں کا صبح کے وقت ہوا آفتاب نکل آیا تھا اور موسم گرما تھا دن بھر قیام کیا اور شب کو چلے وہ ریگستان کا سفر اور سخت منزلوں کی صعوبتیں کبھی اون نازپروردوں نے کاہیکو ایسی سختیاں اوٹھائی تھیں اور سن بھی ضعیفی کا

ہر قدم پر طاقت جواب دیے دیتی تھی ہر چند کہ ملازمان دولت ہاتھون ہاتھ بادشاہ کو لیے جاتے تاہم تکلیف و زحمت سے خالی نہ تھا اسلیے کہ وہ سامان شاہی کہان جسکی کہ طبیعت عادی ہو تھی اسی حال پر ملال سے منزل بمنزل چلے جاتے ہین اور فرماتے ہین کہ اس راہ کو سر سے طے کرنا چاہیے تیسرے روز قریب شام اک دامنہ کوہ مین پہونچے اور قیام کیا تھوڑی دیر گذری تھی کہ جانب صحرائے متصل گرد و غبار بلند ہوا خیال مین گذرا کہ کوئی قافلہ حجاج کا ہوگا لیکن آثار سے پایا جاتا ہے کہ کوئی بڑا قافلہ ہے لیکن جسوقت آتے آتے دامن گرد کا شگافتہ ہوا تو علامات لشکر کے معلوم ہوئے یہان سے ایک آدہ عیار صورت اپنی بنجارون کی بناکر واسطے تفحص کے روانہ ہوا اور بعد دریافت حال کے بادشاہ اسلام سے آکر عرض کی کہ تین سردار تین لاکھ سوارون سے بربادیٔ خانہ کعبہ کے ارادہ سے جاتے ہین اور اسی کوہ پر قیام کیا ہے جو سامنے معلوم ہوتا ہے یہ سنکر بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ معلوم ہوتا ہے اب تقدیر مین دیدار صاحبقران اور زیارت خانہ کعبہ نہین خیر کچہ پروا نہین جو مرضی معبود شعر سر نمی پیچم ز شمشیر حبیب ہرچہ آید بر سر من یا نصیب ❊ لوگون نے عرض کی کہ حضور ایسا خیال نہ فرمائین اگر یہ کفار یہان اوترے بھی ہین تو کیا فکر ہے اسلیے کہ ہم لوگ اوس ہیئت مین نہین ہین کہ کوئی پہچان سکے کہ یہ کون ہین وہ جس ارادہ آئے ہین اودہر چلے جائینگے بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ انجام ایک ہی ہے یہان جنگ ہوگی تو اور خانہ کعبہ مین جنگ ہوگی تو ہم لوگ بے وقت و بیکار کیا کر سکتے ہین خیر خواہان دولت نے عرض کی کہ یہ کافر کیا کر سکتے بہلا انکی بھی یہ لیاقت ہے کہ خانۂ کعبہ پر چڑہائی کرکے پیش ہو سکین وہان دو شیر بیشۂ شجاعت موجود ہین جناب حمزہ صاحبقران اول و امیر ثانی کہ جن کے رعب سے اک عالم تہراتا ہے بادشاہ اسلام تو یہ سنکر خاموش ہو رہے لیکن جس طرح یہان کے عیار وہان کی خبر لائے تھے اوسی طرح عیاران کفار ہیئتین بدلے ہوے یہان بھی موجود تھے یہ تمام باتین اونہون نے سنین اور اچھی طرح دریافت کیا کہ کون کون اس قافلہ مین ہے اور جاکر اپنے سردارون کو فوراً اطلاع دی کہ آپ بڑے خوش نصیب ہین اور خداوند ابلیس کا اقبال آپ کے شریک حال ہے جن لوگون کے ہاتھون صدہا خداوندیان برباد ہوئی ہین اور جو خاص مالک تخت و تاج تھے وہ بے سر و سامان دامن کوہ مین اوترے ہوے ہین اور خانہ کعبہ کی طرف جاتے ہین گو ہین کہ شیب آہن کلاہ وغیرہ سے پوچھا کہ نام اوس بادشاہ کا کیا ہے عیارون نے بیان کیا ایک سعد بن قباد شہریار نبیرۂ صاحبقران بادشاہ اول اور دوسرے سلطان سعدیہ بھی پوتے امیر اول کے اور بادشاہ دوم لشکر اسلام ہین باقی اور رفیقان قدیم جو ضعیف ہوچکے ہین لیکن بڑے بڑے شجاع و بہادر جنہون نے ہزارہا معرکے جیتے ہین اور اب تک زندہ و سالم

موجود ہین لیکن سب بے سر و سامانی کی حالت مین ہین نہ تو مرکب ہی اتنے ہین
کہ اون سب کی سواریون کے واسطے کافی ہین اور جو کچھ ہین وہ بھی ایسے ہین
کہ جن پر سوار ہو کر جنگ کرنا بہت دشوار معلوم ہوتا ہے ہتیارون کی بھی یہی
کیفیت ہے کہ سوا چند زنگ آلودہ تلوارون کے اور کچھ بھی نہین ہے اور جمعیت
بھی تین سو کے انداز معلوم ہوتی ہے یہ سنکر شیب آہن کلاہ واعقاب
نیزہ باز و فرینہ تیغ زن نہایت خوش ہوے اور کہا اس سے بہتر موقع ہاتھ نہ
آئیگا ان لوگون کو مار لینا چاہیے اگر یہان یہ لوگ قتل نہو جاینگے اور بتخانہ کعبہ
تک پہونچ جاینگے تو جمعیت انکی زیادہ ہو جاے گی اور قوت بڑھ جاینگی بس
اوسیوقت حکم دیا کہ بجے طبل جنگ یہ سنتے ہی نقارہ رزمی پر چوب لگی اور آواز
نقارہ کی گرجی جس وقت آواز کوس حربی کی سمع اقدس بادشاہ اسلام
مین پہونچی ملازمین سے فرمایا کہ دیکھا تم نے معلوم ہوتا ہے ان کفار کو بھی ہماری
خبر لگ گئی جو منظور رب ہے فرما کر آبدیدہ ہوئے خیال مین گذرا کہ کہان ہے
اسوقت بارگاہ سلیمانی کہان ہے اسامہ صاحبقرانی کہان ہے طبل
اسکندری کہان ہے علم اژدہا پیکر کہان ہین وہ جوانان صف شکن و تہمتن
جو رونق افروز بارگاہ سلیمانی رہا کرتے تھے افسوس کہ تفرقہ پردازی فلک
کجدار نے سب کو متفرق کر دیا اور اس مجمع کو پریشان کر دیا اور موت گریبان پکڑ کر کس
بے سر و سامانی کیساتھ اس صحرا مین لائی جبتک ہم پوشیدہ ہو کر چلے تھے اور تکلیفین گوارا
کی تھین اور جس خیال سے احتیاط کو دخل دیا تھا اوسی کا سامنا ہوا کہ دشمن موجود
ہو گئے شعر بچ کے کانٹون سے چلین کتنے ہی گو تدبیر پا ؛ گو کہرو تلوون مین نکلے وادی تقدیر
لیکن ان عاقبت بینون نے مطلق خوف نہ کیا اور یہ صلاح ہوئی کہ شب آخر معلوم
ہوتی ہے اس تھوڑے زمانہ کو غنیمت سمجھنا چاہیے اور زندگی یاد معبود مین گزارنا
چاہیے یہ تصور کر کے سب نے وضو کیے اور طاعت الٰہی مین معروف ہوے اوس طرف
آوازین ہوشیار باش و بیدار باش کی بلند تھین اس طرف وہ محویت خدا کی
جانب تھی کہ اپنے تن بدن کا بھی ہوش نہ تھا وہان فوج کفار تلوارون پر صیقل کر رہے
تھے زرہ چار آئینہ عرق چین زرہ بکتر خود و موجینہ و دستانے موزے وغیرہ
صاف درست کر کے جا رہے تھے یہان کسی نے کفن پہنا تھا کوئی کافور تلاش کر رہا
تھا کوئی غسل کر رہا تھا کوئی کسی سے وصیت کر رہا تھا عجب حالت تھی کہ ایک
دوسرے کے حال پر رو رہا تھا وہان تو طبل جنگی بج رہا تھا یہان سناٹا تھا
کوئی ایسا بھی نظر نہ آتا تھا جس سے یہ امید ہوتی کہ یہ لاشش پہ ماتم کریگا
غرضکہ اسی حالت مین وہ شب مہیب تمام ہوئی اور سفیدہ سحری گردون
پر نمودار ہوا شب زندہ دار فلک گوشہ مغرب مین عافیت پذیر ہوا اور
نیر عالم افروز افق مشرق سے نیزہ بکف تاج بر سر نمودار ہوا عبادت
گزارون نے مصلے اوٹھائے اور آمادہ مرگ دہیار قضا ہوے کفار نے علم

بدعت بلند کیا اور میدان جنگ مین آکر صف آرا ہوئے ادہر بادشاہان لشکر اسلام یعنے سعد بن قباد شہریار اور سلطان سعد اوشین معمولی گھوڑون پر سوار ہوئے سپر تلوار لے لی اور میدان جنگ مین پہونچے ادہر کفار نے صف بندی کی میمنہ میسرہ قلب جناح ساقہ کمینگاہ ہراول چپلا چنداول ساتون صفون کو درست کیا یہان صرف دونون بادشاہ تو مرکبون پر سوار آگے آگے ہین اور پیچھے تین سو سات سردار مثل اسد اسدان اسد شیر دل اسد دیوانہ اسد تحجر گیر اسد مارگیر اسد اژدر گیر قیمت ہیر گردان سیف الدین والیدین خسرو نیستانی فضل گرجستانی طوق حران کرد ابوالمعدن کرد کیسے کیسے منتخب روزگار ہین جنہون نے صفین باندہی اجلاس عرش پر صف بستہ ہین آج یہ شان لشکر اسلام کی ہے بادشاہ اسلام اپنے شوکت قدیم کو یاد کر کے جانب فلک دیکھتے ہین اور انکہون مین آنسو بھر آتے ہین تاہم ضبط سے کام لیتے ہین کہ دشمن مضحکہ نہ کرین طوق حران کرد ابوالمعدن کرد علم ارغوا پیکر کو یاد کر کے دلون سے علم آہ بلند کرتے ہین تمام سرداران قدیم جو اس وقت سپاہیون کی طرح ہین صفین باندہے کھڑے ہین اپنے مرتبہ سرداری کو خیال کر کے اس حالت پر نظر کرتے ہین تو کلیجا منہ کو آتا ہے لیکن سب کے سب کیسے استقلال کے ساتھ مرنے پر تلے ہوئے ہین اگرچہ سن وسال اس قابل نہین ہین کہ میدان جنگ کی تکلیف برداشت ہو سکے مگر ہمتین اب بھی وہی ہین کہ تمام سوار کیا چیز ہین مرنے والا اکیلا سو پر بہاری ہوتا ہے انشاء اللہ بقوت پروردگار انہین رنگ آکو وہ تلوارون کو خون کفار سے صیقل کرینگے خوش نصیب بہادران خانہ کعبہ مین پہونچ چکے ہین اور سامان سفر مہیا ہو گیا ہے یقین ہے کہ صاحبقران کو ضرور اس حالت کی خبر پہونچے گی اور وہ یہان تشریف لائینگے مٹی بھی خراب نہو گی یہان تو یہ رنگ ہے اور اوس طرف لشکر کفار مین باجے جنگی بج رہے ہین علم لہرا رہے ہین بیرقین اوڑ رہی ہین کلغیان خودون کی سنانین نیزون کی سربالا کر رہی ہین پھل تلوارون کے پہول ڈہالون کے دہوپ مین چمک رہے ہین کفار مین ایک دوسرے کو ترغیب جنگ دے رہا ہے کہ ہان اے جوانو دلاورو آج روز نام و ننگ ہے دیکھو شان خداوند ابلیس کی کہ آج اوس نے تم کو کیسے سامان عنایت کئے ہین اور ان لوگون کو کس حال خراب سے اس صحرا مین لاکر بیدست و پا کر دیا ہے کہ جس طرح چاہو مار لو اب یہ کہین جا نہین سکتے ہین ارے یہ وہی لوگ ہین جنہون نے سنکڑون خداوندیان برباد کر دین شہر کے شہر خراب و تاراج کر دیے سلطنتین بگاڑ دین اپنا سکہ تمام عالم مین بٹھایا جو ان لوگون کی خون سے ہاتھ بہریگا سامنے خداوند لات زرین سخن گو کے سرخرو جائیگا اور جو تامل کریگا بہت پچھتائیگا پہر ایسا وقت ہاتھ آئیگا یہان نہ نقیب ہین نہ کڑکیت آپس مین ایک دوسرے کو ترغیب جنگ دلا رہا ہے کہ اے بہادرو آج سے زیادہ کوئی بہتر وقت آزمائش کا نہوگا جو اس وقت مین استقلال کے ساتھ

راہ خدا مین شہید ہو وہ مرد ہے یہ جنگ ہی قیامت تک یاد رہیگی لوگ اس افسانہ کو سنینگے اور سمجھینگے کہ رفیقان صاحبقران کیا بہادر تھے کہ کس وقت مین اور کیسی بے سروسامانی مین کفار سے لڑے اور تقیہ نہ کیا اور اپنے حیات مین اپنے بادشاہ پر آنچ نہ آنے دی نہ اس لشکر مین تبردار بلیدار وغیرہ تھے کہ میدان جنگ کو درست کرتے لشکر کفار سے تبردار نکلے جھاڑیان جھنڈیان کاٹ کر ہٹادین اور بلیدارون نے پستی و بلندی زمین کو برابر کردیا سقون نے آب پاشی کرکے گرد کو بٹھلا ایک طرف میدان مثل آئینہ کے تھا اور ایک جانب وہی بیہڑ تھا جابجا کہین گڑھا کہین موشخانہ کہین ڈھیا کہین جھاڑی غرضکہ ہر حال اک تصویر عبرت تھا اب لشکر کفار سے **اعقاب نیزہ باز** نے باگ مرکب کی لی اور پاشنہ مارا کہ گھوڑا ترارہ بھر کر میدان مین آیا اس سپاہی نے پہلے خوب نیزہ کے ہاتھ نکالے سراپا میدان کا دکہایا جسوقت عرق مین غرق ہوگیا اک مقام پر نیزہ گاڑ کر ٹھہرا اور دم کو آراستہ کرکے آواز دی کہ باشش اے گروہ خدا پرستان و فرقہ مسلمانان منم **اعقاب نیزہ باز** بندہ خاص **خداوند ابلیس** و فرستادہ خداوند بت زرین سخن گو مین اسواسطے آیا ہون کہ اول تم لوگون کو ہدایت اور دین برحق کی کرون کہ جسکا مین پابند ہون اگر تم راضی ہو تو تمکو اپنے گروہ مین شامل کرون اور خانہ کعبہ کو برباد کرکے خدمت خداوند مین روانہ ہون اور گناہ تمہارے عفو کرادون اور اگر نہ رضامند ہو تو تم کو قتل کردون بس تم کو آگاہ ہونا چاہیے کہ **خداوند ابلیس** کیا خداوند ہے کہ جس نے سوا خدا پرستی کے کسی فعل کو گناہ قرار نہین دیا ہے چاہے چوری کرے یا ڈاکا مارے یا کسی کو قتل کرڈالے یا زنا کرے سب جائز اور مباح ہے اسلیے کہ ہر چیز خداوند نے راحت انسان کے واسطے پیدا کی ہے مال و دولت جس سے چاہے ممکن ہو اپنے صرف مین لائے جسے کمزور پائے اور اپنا فائدہ دیکھے اوس کو قتل کرڈالے کیونکہ تنگ گر وہی لوگ دین جنہون نے دنیا پر آنے مین جلدی کی اور خمیر اونکا خام رہگیا گویا نافرمانی کی اپنے خداوند کی وہ لائق اسی کے ہین کہ قتل کیے جاوین اور عورت پروردگار عالم نے مرد کے لئے پیدا کی ہے اوس مین اس تفریق کی کوئی ضرورت نہین ہے کہ ایک عورت حلال ہے اور دوسری عورت حرام ہے کوئی عورت کسی مرد پر حرام نہین ہے خواہ وہ مان ہو یا بہن یا بیٹی بلکہ جہانتک ایسی ایسی عورتین ممکن ہون غیر عورت پر توجہ کرنا مکروہ ہے اسلیے کہ نسل خالص رہتی ہے تم لوگون کو چاہیے کہ آئین اس مذہب کی اختیار کرو اور دین اپنا ترک کرو کہ طریقہ اسلام مین بڑی بڑی دقتین ہین سخت پریشانیان ہین لاحق رہتی ہین یہ شے پاک ہے وہ نجس اور یہ ناپاک یون نجس ہوجاتے ہین اس طرح نجس پاک ہوتی ہے یہان نہ کوئی شے نجس ہے نہ حرام ہے ہر چیز پاک ہے اور شے حلال ہے تمہارے خدا نے

تم پر کیسی کیسی سختیان ڈالی ہین اور ہمارے خداوند نے ہم کو کیسی کیسی نعمتین بخشی ہین آپ بھی اس دین عمدہ کو نہ اختیار کرو تو سوا ناانصافی اور بدنصیبی کے کیا کہنا چاہیے یہ کلام اس ملعون کے سن سنکر اہل اسلام لاحول پڑھ جائے اور کوئی بات اس قابل نہ سمجھے جسکا جواب دیجے لیکن ایک امر ضروری و واجبی جانکر چند کلمات نصیحت آمیز بادشاہ اسلام نے بھی بیان فرمائے اور تعریف پروردگار عالم مین بھی جو نکو جنیان کیا اور مذمت ابلیس پر تلبیس کی بیان کی جب سنکر اعقاب نہایت برہم ہوا اور پکارا کہ تم لوگ بڑے بے ادب ہو کہ شان خداوند مین ایسے ایسے کلمات کہتے ہو جس کا سننا اور اعادہ کرنا دونون گناہ سے خالی نہین ہین معلوم ہوا کہ قلب تمہارے سیاہ ہین اور تم کبھی براہ راست پر نہ آؤگے لہذا جس کو تمنائے مرگ و آرزوئے قضا ہو وہ نکلے میرے مقابلہ کو بس یہ سننا تھا کہ فوج اسلام سے کریت سیر گردان مرکب کو اپنے بڑھا کر سامنے بادشاہ اسلام کے آگئے اور ادبی قواعد قدیم کے موافق گھوڑے سے اوترکر اجازت میدان مانگی بادشاہ رونے لگے اور وہ سامان یاد آیا کہ جو سردار اجازت طلب کرتا تھا اوسے جام دیا جاتا تھا جہان انجام اچھا نہین معلوم ہوتا فرمایا کہ پروردگار کی حفظ و امان مین دیا ہے اور اے کریت سیر گردان کیون تم نے اسقدر جلدی کی اسواسطے کہ تم مجھسے زیادہ سن ہو پہلے مجھی کو جانا چاہیے تھا تمہارا زمانہ راحت اوٹھانے اور آرام سے بیٹھنے کا ہے عرض کی کہ اے شہریار عالی وقار خدا اقبال کو سب کے زیادہ کرے اور ان دشمنون پر بھی ظفر دے کیونکر یہ ہو سکتا ہے کہ ہم بیٹھے دیکھا کرین اور بادشاہ دشمنون سے لڑنے کو جائے وائے ہو ہماری زندگی پر کہ ہم یہ دیکھنے کو زندہ رہین کاش اور لوگون کی طرح کبھی اور جنگ مین مارے گئے ہوتے اور یہ حالت بے سر و سامانی حضور کی نہ دیکھتے یہ کہکر کریت سیر گردان بار دگر مرکب پر سوار ہوئے اور رخ میدان کارزار کا کیا جیسے ہی مرکب کو بڑھا کر سامنے اعقاب غزہ باز کے آئے اعقاب نے کہا کہ تو کون ہے کہ یہان اجل مین دیدہ و دانستہ چلا آتا ہے یہ سن تیرا کمر خمیدہ بال سفید تن بد جہریان پڑی ہوئی تو مجھسے کیا لڑے گا جا پلٹ جا اور کسی کو بھیج تو سنا تھا کہ رفیقان حمزہ کا مجمع ہے اور بڑے بڑے سرداران نامی و گرامی ہین کریت سیر گردان نے کہا کہ مین ایک ادنے خادم اونکا ہون اور بیشک سن کہنت ہے مگر تجھ ایسے ہزارون کافر چڑھکر آئے اور رفیقان امیر کشورگیر کے ہاتھ سے مارے گئے تیری کیا حقیقت ہے کہ تو اون سے لڑ سکتا ہے اسلئے اس دست عشوار کا وار تو روک لے اعقاب نے کہا کہ دیر کیا ہے اور تامل کیون کرتا ہے کریت سیر گردان نے

جواب دیا کہ پہلے تیری طاقت تو دیکھ لون کہ تو کیسا پہلوان زبردست ہے یہ سنکر **اعقاب نیزہ باز** نے کہا کہ معلوم ہوا اجل تیری دامن گیر ہے دل کی دل مین رہجائیگی نے اسے یہ کہکر نیزہ مارا **کربیت سپہر گردان** نے وار نیزہ کا خالی دیکر تلوار ماری اسکے پاس نیزہ کہان تھا نیزہ بازی کرتے **اعقاب** نے وار **کربیت سپہر گردان** سپر سے رد کرکے دوسرا وار کیا اسی طرح کئی وار کی رد و بدل مین یہ نوبت ہوئی کہ اب نہ تو گھوڑے مین **کربیت سپہر گردان** پھرنے اور چلنے کا دم رہا اور نہ سوار مین قوت رہی پسینہ بہنے لگا ہاتھ پاؤن کانپنے لگے آخر کار یہ مرد کوہ مین شہید ہوا بس یہ دیکھکر **سلطان سعد** نے گھوڑا دوڑایا اور سامنے **اعقاب نیزہ باز** کے پہونچکر نعرہ کیا کہ لا ضرب بہادری کے **اعقاب** نے جواب دیا کہ دیکھا تم نے کہ کیونکر مین نے اوس بدبخت کو مارا بیکار اپنی جانین دیتے ہو کیون اطاعت **خداوند بیت زرین سخن گو** کی اختیار کر لیتے ہو یہ سنکر **سلطان سعد** نے جواب دیا کہ تو نصیحت اپنی رہنے دے اگر تیرا قابو چلے تو ہم سب کو قتل کر ڈال یہ سنکر **اعقاب** نے خبردار خبردار کہکر نیزہ کا **سلطان سعد** پر وار کیا **سلطان سعد** نے ترچھے ہو کر نیزہ کو خالی دیکر ہاتھ نیزہ پر ڈالدیا اور اک جھٹکا مارا آگے **اعقاب** اوندھے منہ آرہا اس لعین بے مروت نے اک گھونسا مرکب **سلطان سعد** پر مارا کہ گھوڑا گھوم گیا اور سر پھٹ گیا **سلطان سعد** نے نیزہ تو ہاتھ سے **اعقاب** کے چھین لیا مگر مرکب آتشبازی ہو کر رہگیا بس کود کر گھوڑے سے مرکب **اعقاب** پر ایسا گھونسا مارا کہ وہی حالت مرکب **اعقاب** کی ہوئی بلکہ گئی چکر کھا کر زمین پر گرا اور تڑپ کر مرگیا **اعقاب** نے کہا تو بڑی شہزوری دکھاتا ہے یہ کہکر **سلطان سعد** سے لپٹ گیا **سلطان سعد** نے بھی نیزہ ہاتھ سے پھینک کر گریبان مین ہاتھ ڈالا اور کشمکش ہونے لگے دونون کے طرفدار قریب قریب آکر تماشا دیکھنے لگے تھوڑی دیر گذری ہوگی کہ **سلطان سعد** نے کمر **اعقاب** کا توڑا اور سر سے بلند کرکے زمین پر مارا کہ چارون شانے چت گرا پوچھا کیا کہتا ہے شناخت پروردگار کے بارے مین **اعقاب** نے جواب دیا کہ تیرے کا زوری سے مین دبنے والا نہین ہون اسلیے کہ **خداوند بیت زرین** نے میری موت ہی معین نہین کی ہے مین خود تجھے قتل کرونگا بس یہ سننا تھا کہ **سلطان سعد** تڑپ کر اس کے پیرون کی طرف آئے اور ایک پاؤن ہاتھ سے پکڑا اور دوسرا پاؤن لیکر پاؤن کے نیچے دبایا اور اللہ اکبر کا نعرہ کرکے جو جھٹکا مارا ساغری سے نرخری تک چیر کر پھینک دیا یہ قوت دیکھکر **سعد بن قباد و شہریار** نے آواز مرحبا بلند کی اور کہا کہ اسوقت تمنے زور اپنے والد ماجد **عمر بن حمزہ یکو نانی** کا دکھا دیا **سلطان سعد** نے عرض کی کہ یہ سب آپکا اقبال اور بزرگون کی دعا کا اثر تھا ورنہ من آنم کہ من دانم لیکن

افواے **آہن کلاہ** وفریبہ بیعزن نے جو یہ دیکھا کہ اتنا بڑا سردار اس بیدردی سے دیا کس ذلت و خواری سے مارا گیا صلاح کی کہ ان لوگوں سے یوں لڑنا ٹھیک نہیں ہے سب مل کے یورش کر کے قتل کر ڈالو ورنہ ایکدایک کر کے تو یہ سارے لشکر کا خاتمہ کر دینگے یہ مشورہ کر کے ان دونوں نے باگیں اوٹھا دیں اور لشکر کو آواز دی کہ مار لو اسکو جانے نپائے غضب کیا اس نے کہ اتنے بڑے جوان کو یوں مارا یہ سنتے ہی تین لاکھ سوار کے لشکر نے باگیں اوٹھا دیں لبس یہ دیکھکر **سعد بن قباد شہریار** نے بھی اپنے رفیقوں سے کہا کہ لینا ان کافروں کو اور خود بھی تلوار کھینچکر جا پڑے تلوار چلنے لگی ہنگامہ گیرو دار برپا ہوا خوب گھمسان کی تلوار چلنے لگی **سلطان سعد** نے اک سوار کو مار کر مرکب اوس کا چھین لیا اور بیٹھ کر گھوڑے پہ کفار کو قتل کرنا شروع کیا رفقائے **بادشاہ** کے پاس بھی تلواریں اور گھوڑے نہ تھے **اسد** اسد ان پر اک سوار نے نیزہ مارا اس مرد جہاندیدہ نے نیزہ خالی دیکر کلائی پکڑ کر جھٹکا مارا کہ وہ اوندھے منہ آ رہا مڑوڑ کر ہاتھ سے نیزہ چھین لیا اور اوس کافر کو گھوڑے سے گرا کر آپ اوسکے مرکب پر سوار ہو کر اور اوسکو قتل کر کے آگے بڑھے اسی طرح جن جن سرداروں کے پاس گھوڑے اور تلواریں نہ تھیں اپنیں کافروں سے چھین لیں اور لڑنا شروع کیا **طوق حران گرد و ابوالمعدن گردنے** علمدار لشکر کفار کو مار کر سر اوسکا نیزہ پر بلند کیا اور تلوار کھینچکر لڑنا شروع **اسد بچہ گیر** کے پاس مرکب تھا مگر تلوار نہ تھی جیسے ہی اک سوار لشکر کفار کا قریب انکے آیا اوسنے تلوار ماری اسد بچہ گیر نے وار اوسکا خالی دیکر کوڑا مارا کہ وہ سوار بلبلا گیا ساتھ ہی دوسرا کوڑا بقوت تمام مرکب کو اوسکے مارا کہ مرکب نے الف ہو کر سوار کو گرا دیا بس اپنا گھوڑا اوس سوار پر دوڑا دیا کہ استخوان اوسکے چور ہو گئے تلوار اوسکی قبضہ میں کی اور لڑنا شروع کیا **عیاروں** نے پیچھے پہنچے اور کفار پر گرے مارنا اور قتل کرنا شروع کیا جس سوار کو جست کر کے پیچھے مارا سر تن سے اوڑا دیا مرکب کو چابک مار دیا کہ وہ اوس لاش کو لے کر بے تحاشا بھاگا جس سوار پر گرا گھوڑا اوس کا بھی بھرتا بعض نے پتھر مارنا شروع کئے نہ تو اسکے پاس سامان عیاری ہے کہ کوئی کام کر سکیں آپس میں مشورت کی کہ کیا کرنا چاہیے **چالاک** نے رائے دی کہ کچھ عیار ان لوگوں کے ساتھ بھی ضرور ہونگے اگر اون پر قابو چلے تو کچھ کام نکل سکتا ہے سب نے اس رائے کو پسند کیا فوج کفار تو اس طرف مصروف جنگ تھی کسی کو یہ خیال بھی نہ تھا کہ کوئی خیموں کی طرف آئیگا اسلیئے کہ **اہل اسلام** کی اتنی جمعیت ہی کہاں تھی کہ وہ فوج جنگ آور علیحدہ کرتے اور فوج محفوظ جدا قائم کرتے لیکن یہ نہ معلوم تھا کہ عیار بلائے بیدرمان ہیں کفار کو اپنے پڑاؤ سے غافل دیکھکر اودھر متوجہ ہو گئے اور جا کر تمام خیموں چھولداریوں میں آگ لگا دی نقارہ پھاڑ ڈالے اور جسقدر سامان عیاری **عیاران کفار** کے خیموں میں

موجود پایا سب کو لوٹ لیا اور جو اپنے سے بیکار سمجھا دست برباد کر دیا اوس کے بعد بھی فوج کفار کی طرف متوجہ ہوئے لیکن پیچھے جو کافرون کے جلے اور شعلے بھڑکے تھوڑی سی فوج ادھر بھی دوڑ پڑی کہ یہ کس ظالم نے ستم کیا کہ بجھنے کا ٹھکانا نہ رکھا لیکن وہان جا کر دیکھا تو کسی کو نہ پایا ہر چند چاہا کہ خیمون کی آگ بجھائین لیکن اوس ریگستان مین اتنا پانی کہان تھا کہ سینکڑون خیمون کو آگ کے شعلون سے بچا سکتے لیکن غول عیارون کا اب جو وہان سے پلٹا اور فوج کفار کی طرف متوجہ ہوا کسی نے گوپھن مین پتھر رکھکر مارنا شروع کیا جس سوار کے سر پر پتھر پڑا سر پھٹ گیا گھوڑے سے چکرا کر گرا اور پامال ہو گیا کسی کے گھوڑے کے سر پر پڑا وہ تڑپ کر دوسرے پر جا رہا بعض نے حقہائے آتشبازی مارنا شروع کئے کوئی سوار جلا کسی کا مرکب جلا اور بھڑکا ایک دوسرے پر گرا غرضکہ جدھر سے **عیاران لشکر اسلام** متوجہ ہوئے آگ لگا دی اور تہلکہ ڈالدیا جب اپنی طرف سے کسی سردار کو دیکھا کہ گھر گیا ہے جھٹ گرد ایک حقہ آتشبازی کے دس بیس پتھر مار دیئے کہ وہ مجمع منتشر ہو گیا ایسی گرمی جنگ مین **قرینہ تیغزن** سامنے **سعد بن قباد** شہریار کے آیا اور نعرہ کر کے تیغ مارا **سعد بن قباد** کے مرکب کو دبا اور زیر بغل آ کر کلائی پکڑ لی اور کمربند پکڑ کر نعرہ اللہ اکبر جگر سے کھینچکر زور کیا کہ زین سے اوٹھا لیا پوچھا کیا کلمہ ہے شناخت پروردگار کے بارے مین اسنے انکار کیا بس **سعد بن قباد** نے اوس کو چورنگ ہوائی کیا لیکن **اقوائے آہن کلاہ** اور **چوگان بن حمزہ** سے سامنا ہوا اوس وقت کہ **چوگان** زخمون مین چور جھوم رہے تھے کہنی تک خون ٹپک رہا تھا قبضہ تلوار کا ہاتھ مین گڑ بیٹھا تھا آنکھین بند ہوئی جاتی تھین **اقوائے آہن کلاہ** نے نعرہ کیا کہ باش او خدا پرست تو کون ہے کہ حالت زخمداری مین اس طرح شیرانہ حملے کر رہا ہے معلوم ہوتا ہے کہ تو **حمزہ عرب** کا کوئی عزیز ہے کہ ایسی جرات سوا اوس کے خاندان کے دوسرے مین نہین دیکھی فرمایا نام میرا **چوگان بن حمزہ** ہے افسوس کہ کس وقت تو سامنے آیا ہے جبکہ مجھے خود سنبھلنا دشوار ہے مگر خیر تو وار کر اور حوصلہ اپنا نکال لے کہ اس سے بڑھکر تجھکو موقع نہ ہاتھ آئے گا **اقوائے آہن کلاہ** نے کہا کہ غرض ہماری اب بھی پوری ہے اسلئے کہ مطلب تم لوگون کے قتل کرنے سے ہے یہ کہکر تلوار ماری **چوگان بن حمزہ** نے وار اسکا پشت شمشیر پر روک کر جو ہاتھ تیغہ آبدار کا مارا اسنے بھی برابر سپر کو اوٹھا کر چہرے کے پناہ کیا لیکن تلوار جو سر پر پڑی ہے سپر کو مانند قرص پنیر کے کاٹ کر خود کو دو ٹکڑے کیا اور سر پر بیٹھی جھٹکا مارا کہ تا جگر نگاہ اوتر گئی **اقوائے آہن کلاہ** گھوڑے سے گرا ادھر **چوگان بن حمزہ** کو غش آ گیا کفار ہیرش کر کے آپڑے لاش اپنے سردار کی اوٹھالی اور **چوگان بن حمزہ** پر تلوار برسنے لگی یہ حالت دیکھکر **جمشید بن قباد** دوڑ پڑے لیکن جس وقت تک پہونچین پہونچین **چوگان بن حمزہ** کو کفار نے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا تھا کہان تک بیان کیا جائے تلوار چلتے چلتے تمام دن گذرا اب کوئی چار گھڑی دن باقی ہوگا کہ قریب

ایک لاکھ سوار دن کے فوج کفار کام آئے اور تین سو ساٹھ سرداران لشکر اسلام قتل ہوئے اور پچاس عیار مارے گئے آخرین سلطان سعد و سعد بن قباد شہریار و جمشید بن قباد بھی شہید ہوئے ایک ایک بہادر نے سو سو اور دو دو سو کو مارا لیکن کہانتک اکیلے کس کس کو قتل کرین لیکن چونکہ سردار لشکر کفار کے بھی مارے جا چکے تھے اس وجہ سے سران خدا پرستون کے بچ گئے فوج کفار لاشون کو چھوڑ کر علیحدہ ہو گئے اور اپنی بے سر و سامانی کی وجہ سے کہ خیمہ بھی جل چکے تھے بیٹھنے کا سہارا بھی خدا پرستون باقی نہ رکھا تھا اپنی طرف کی لاشین بھی نہ اوٹھائین اور چل کھڑے ہوئے کہا جاتے ہیں کہ اب یہ لوگ کس طرف جاتے ہین لیکن اب حال کچھ تھوڑا سا گلستان ارم کا تحریر کیا جاتا ہے کہ ملکہ آسمان پری نے دیو جندک کو روانہ کرنے کے بعد ایک روز عبدالرحمن جنی سے کہا کہ بہت روز سے خبر حمزہ صاحبقران کی نہین معلوم کہ اون پر کیا گذری ذرا اپنے علم کے ذریعہ سے دریافت تو کیجیے کہ صاحبقران اور اولاد صاحبقران کی کیا حالت ہے اور خانہ کعبہ مین کون کون اون کے ہمراہ ہے عبدالرحمن جنی نے زائچہ کے خانہ درست کر کے سوالیون شکلون کو رمل کی پیش آ کر جو غور کیا اور نظر تعمق سے دیکھا تو سر پیٹ لیا اور ملکہ آسمان پری سے کہا کہ غضب ہے بادشاہ اسلام سعد بن قباد شہریار اور سلطان سعد اور چوگان بن حمزہ ایک صحرا مین مع تین سو ساٹھ رفیقون کے ساتھ خون مین ڈوبے نظر آتے ہین اور فوج کفار انکو قتل کر کے روانہ ہوا چاہتی ہے یہ سنکر ملکہ آسمان پری نے راشد جنی اور ارشد جنی سے کہا کہ جلد جاؤ اور لاشین خدا پرستون کی اوٹھا لاؤ یہ سنکر دونون سردار فوج جنان ہمراہ لیکر روانہ ہوئے اوسوقت پہونچے جبکہ کفار مسلمانون قتل کر کے علیحدہ ہو چکے تھے راشد جنی نے یہ حال دیکھکر ارشد جنی سے کہا کہ یہان تو خاتمہ ہو چکا اب اہل اسلام قتل ہو چکے ہین اور کفار انھین قتل کر کے صاف نکلے جاتے ہین پہلے انسے انتقام کر لیجیے بعد کو لاشین اوٹھا کر لے چلیے گا ارشد جنی نے کہا کہ ایسا نہو یہ امر صاحبقران اعظم کے خلاف گذرے اونکی اجازت نہین ہے کہ دیو آدم زاد سے لڑین راشد مجبور ہو کر خاموش ہو رہا لیکن آنکھون سے جو سا خون جاری ہو گئے جس وقت لاشین اوٹھانا شروع کین اور قریب لاش سعد بن قباد شہریار کے پہنچے تو دیکھا کہ زخمون مین چور ہین مگر سانس برابر آ رہی ہے اور یہی حالت سلطان سعد کی بھی تھی غرضکہ دیوؤن نے تمام لاشون کو اوٹھایا اور گلستان ارم کی جانب روانہ ہوئے جس وقت خدمت مین ملکہ آسمان پری کی پہونچے اور تین سو ساٹھ لاشین سامنے رکھدین [illegible] آسمان پری و فریشتہ ثانی اسقدر پیٹین کہ منہ اور زانو نیلے ہو گئے اوسی شور و غل مین سعد بن قباد شہریار کو ہوش آیا اور اشارہ سے پانی طلب کیا ملکہ آسمان پری قریب آئین اور پانی منگوا کر سلطان سعد راستے مین مر گئے تھے صرف سعد بن قباد

شہر یار مین رمق جان باقی تھی اور سانس چل رہی تھی جس وقت اپنے گرد پریون کا مجمع دیکھا نہایت متعجب ہوا کہا کہ مین اس وقت کہان ہون ملکہ آسمان پری نے فرمایا کہ اے فرزند تم پرستان مین ہو مینے تمھین ادھر منگوایا مین تمہاری دادی ملکہ آسمان پری ہون سعد بن قباد شہر یار نے سلام کیا اور کہا کہ میرے ساتھ بہت سے رفیقان صاحبقران تھے اور سلطان سعد اور عمرو صاحب یعنے چوگان بن حمزہ و برادرم جمشید بن قباد تھے آسمان پری نے کہا مین نے سب کو ادھر منگوایا ہے سعد بن قباد نے کہا کہ رن بہت بڑا پڑا تھا اور قریب ڈیڑھ لاکھ کے کافر بھی مارے گئے تھے دیوون نے کیونکر لاشین مسلمانون کی پہچانی ہونگی آسمان پری نے کہا اے فرزند مجھے بھی یہ خیال گذرا تھا کہ دیوون نے کس طرح پہچانا ہوگا لیکن دریافت کرنے سے معلوم ہوا کہ نشان سجدہ سے پہچان کر لاشین مسلمانون کی اٹھائین اتنے مین سعد بن قباد نے پھر پانی طلب کیا اور ملکہ آسمان پری نے دو چار چمچہ حلق مین ٹپکائے ہونگے کہ اک ہچکی آئے اور روح جانب جنت پرواز کر گئی پریون مین اک تلاطم برپا ہوا تمام گلستان ارم مین اک کہرام برپا تھا جس وقت رونے اور پیٹنے سے فراغت ہوئی سامان لاشون کے اٹھانے کا ہوا جلوس پرستانی منگوایا گیا صندل کا تابوت کارچوبی شامیانہ آگے آگے دونون بادشاہون کے تابوت تھے کہ تاج اون پر رکھے ہوئے تھے اگر سلگتا ہوا منقلین عود و عنبر کی روشن پریزادان تابوتون کو بجز کاندھون پر اوٹھائے ہوئے ساتھ ساتھ پریان روتی اور پیٹتی آواز مین کلمہ طیب کی بلند کیے ہوئے اور سردارون کے جنازہ اونکے بعد عیارون کے صندوق عجب عبرت کا سامان تھا کہ تین سو ساٹھ تابوت آگے پیچھے چلے جاتے تھے دیکھنے والون کو بے سبب رونا آتا تھا یہانتک کہ اسی حال پر ملال سے تکیہ گلستان ارم مین پہونچین اور اون چاند سی صورتون کو زیر خاک چھپا دیا خیال کرنے کی بات ہے کہ مقدر سے انسان کا کچھ زور نہین چلتا جہان کی خاک ہوتی ہے وہین لیجاتی ہے رہنے والے کہان کے اور قتل کس مقام پر ہوئے اور دفن پرستان مین آکر ہوئے مگر کیا کیا رفیق جانثار بادشاہ اسلام کو میسر ہوئے تھے کہ مرکر بھی ساتھ نچھوڑا ایک ہی تکیہ مین دفن ہوئے پرستان مین چالیس روز تک ماتم انکا برپا رہا تمام پرستان سیاہ پوش تھا پریون کے بال چہرون پر بکھرے ہوئے کپڑے سیاہ پہنے ہوئے اسی زمانہ مین صاحبقران اعظم بھی آکر پہونچے کہ یہ اتفاقیہ شکار پر گئے ہوئے تھے ورنہ یہ ضرور جاکر لاشین ملک کے لاتے انکو جو یہ حالت معلوم ہوئی اور تمام شہر کو سیاہ پوش دیکھا بہت پریشان ہوئے محلسرا مین آکر مفصل حال معلوم ہوا تو یہ بھی بہت روئے اور نہایت صدمہ اس امر کا ہوا کہ مٹی مین بھی نہ شریک ہو سکا اب ان سب کو تو اسی حال پر ملال مین چھوڑا جاتا ہے اور اب یہاں سے

چند کلمہ داستان ضلالت نشان دیو ابلق کے بیان کئے جاتے ہین

شعر وفا کا لاکھہ طرح سے کرے قرار کوئی ÷ کرے کیکی نہ الفت کا اعتبار کوئی ÷ رباعی الفت پہ کسی کی نہین جانا اچھا ÷ ہر عہد وفا کا آزمانا اچھا ÷ اس رشتۂ خام کو ذرا کسکے بھی دیکھہ ÷ بودا ہے اگر تو ٹوٹ جانا اچھا ÷ راوی بیان کرتا ہے کہ دیو ابلق جو کہ شل طوطے کے کلمہ پڑھکر مسلمان ہوا تھا لیکن دل سے اس کے زنگ کفر برطرف نہوا تھا خوف بری چیز ہوتا ہے جبتک سہراب ابن رستم کے ساتھہ رہا کچھہ سرکشی نہ کی مگر جب شاہزادہ نے اس کو رخصت کیا اور یہ پردہ قاف کیجانب روانہ ہوا راستہ ہی سے یہ سوچتا چلا کہ کیا فکر کرون کہ ملک اخضر پریزاد کو قتل کرکے تاج و تخت پر قبضہ کرون سوچتے سوچتے یہ بات خیال مین آئی کہ جزیرہ نہنگان مین چلکر دیو تہمتن گرز زن کو اپنا شریک کرون کہ وہ دیو تمام دیوان قاف سے زبردست و بزرگ تر ہے اور کوئی مذہب نہین رکھتا ہے اگر وہ شریک ہو گیا تو یہ مشکل دم بھر مین آسان ہو جائیگی اور وہ آدم زاد بھی اگر کمک کو آئیگا تو اسکے ہاتھہ سے مارا جائیگا اسلیے کہ دیو تہمتن بائیس سو من کا گرز باندھتا ہے یہ تجویز کرکے سیدھا جزیرہ نہنگان کی جانب روانہ ہوا یہ جزیرہ سمندر قاف مین بصورت نہنگ واقع ہے اسی سے اسکو جزیرہ نہنگان کہتے ہین جس وقت دیو ابلق اپنے ہمراہیون سمیت جزیرہ نہنگان مین پہونچا اور خبر دیو تہمتن کو ہوئی اک دیو کو بھیجا کہ تو کون ہے اور کس غرض سے یہان آیا ہے دیو تہمتن کا لشکر نہایت قلیل ہے محض اپنے زور بازو پر اس جزیرہ کی بادشاہت کرتا ہے جس وقت فرستادہ دیو تہمتن گرز زن نے جاکر دیو ابلق سے پوچھا دیو ابلق نے لشکر کو وہین چھوڑا اور تنہا اوس دیو کیساتھہ پاس تہمتن گرز زن کے آیا اور بطور ابلیس پرستان سلام کیا دیو تہمتن ہنسنے لگا اور سبب اپنے خلق کے دیو ابلق سے یہ کہا پوچھا کہ کس غرض سے تم میرے پاس آئے ہو دیو ابلق نے اپنی ساری روداد سہراب نامی کے ہاتھہ سے زیر ہونے کے بیان کی اور کہا کہ مین بچکر مسلمان ہوا تھا جس وقت اوس آدم زاد نے مجھے رخصت کیا اور مین قاف مین آگیا تو پھر اپنے دین قدیم پر قائم ہو گیا اب مین یہ چاہتا ہون کہ آپ میری حمایت کرین تو مجھے بادشاہی ملک اخضر پریزاد کی حاصل ہو جاے دیو تہمتن نے کہا کہ مین نا انصاف نہین ہون کہ اک بے گناہ سے سلطنت اوسکی چھین کر تیرے حوالے کرون مجھکو دیکھہ کہ اس جزیرہ مین رہتا ہون اور جو کچھہ سامان یہان میسر ہے اوسی کو کافی سمجھتا ہون زیادہ ہوس نہین کرتا جو شخص ہوس کو ترقی دیتا ہے خراب ہوتا ہے اے دیو ابلق اس ارادہ سے باز آ ورنہ

خراب ہو گا اگر تجھے کہین رہنے کا ٹھکانا نہین ہے تو یہین رہ اجازت دیتا ہون اگر یہان کوئی تجھ پر چڑھ کر آئے گا تو مین تیری طرف سے بیشک لڑون گا دیو ابلق نے دیکھا کہ یہ دیو حق پسند ہے یون تیرا شریک ہو گا کہا کہ معلوم ہوا کہ تم دیکھنے ہی بھر کے ہو یہ گرز مقوی کا بنا ہوا ہے اتنے بڑے ہاتھ پاؤن ہو کر جب اسقدر احتیاط سے کام لیتے ہو تو ظاہر ہو گیا کہ نام جنگ سے ڈرتے ہو اب وہان وہ آدم زاد بھی نہین ہے جس نے مجھکو زیر کیا تھا دیو تہمتن کو یہ سنکر غصہ آیا اور کہا کہ او مکار مین تیرے فریب مین تو آنیوالا نہین ہون جب وہ آدم زاد ہو گا اوسی وقت چلونگا اور اوس سے لڑون گا بشرطیکہ وہ مجھ سے لڑے ورنہ مین دیو ہو کر اک آدم زاد بے بنیاد کو ہرگز نہ ڈھونڈونگا تو جا اور جس وقت وہ آدم زاد وہان آئے تو مجھے لے چلنا یہ سنکر دیو ابلق زار زار مثل ابر نوبہار کے رونے لگا اور کہا افسوس کیا حمیت دیوون کی قوم جاتی رہی کہ پریون کو آدمزادون سے منسوب کرتے ہین جو خوبصورت پری ہوتی ہے وہ تو آدم زادون کی نذر ہو جاتی ہے جو ایسی ویسی پریان ہوتی ہین وہ ہم لوگون کو نصیب ہوتی ہین اول حمزہ صاحبقران داخل پرستان ہوئے اور آسمان پری سے اونکی شادی ہوئی بہار پری اونکی رفیق لندھور کی نذر ہو گئی اب حال مین مضراب پری جو کہ منگیتر میری تھی اوسکو بھی اک آدم زاد آکر لے گیا اور ملک اخضر پریزاد نے جو کہ باپ مضراب پری کا تھا ہمارا خیال نہ کیا اور اوس آدم زاد بے بنیاد کے ساتھ شادی کر دی مین اوس سے لڑا تو زیر ہو گیا جب مذہب اوسکا اختیار کیا تو جان بچی ورنہ مارڈالا جاتا آپ پاس یہ سمجھکر اپنی داد مانگنے آیا تھا کہ آپ رستم دیوان قاف مین بیشک انصاف کیجئے گا مگر آپ نے بھی جواب صاف دیا یہ کہکر رونے لگا بس کہ مین اسکے دیو تہمتن گرز زن آ گیا اور ساتھ چلنے پر راضی ہوا کہ اگر ایسا ہے تو مین چلتا ہون اور اخضر پریزاد سے مضراب پری کو چھین کر تجھے دیدون گا بشرطیکہ جو کچھ تو کہتا ہے اوس کا اوس نے بھی اقرار کیا دیو ابلق نے کہا کہ اب بھلا وہ سچ کیا کہینگے وہ تو ضرور کرینگے اچھا چل مین تیرے ساتھ ہون لیکن دل مین یہ خیال کر لیا تھا کہ یہ مکار معلوم ہوتا ہے چل کر اول تحقیق کر لینا چاہیئے کہ یہ معرکہ کیسا ہے یہ سوچکر چالیس ہزار دیو اپنے ہمراہ لئے اور دیو ابلق کے ساتھ قلعہ اخضر کے جانب روانہ ہوا گویا چالیس ہزار دیو ابلق کے بھی ساتھ ہین اور چالیس ہزار دیو دیو تہمتن گرز زن کے ساتھ ہین جس وقت یہ دو جمعیت کرکے قریب قلعہ اخضر کے پہونچے اور خبر اخضر پریزاد کو نہایت پریشان ہوئی اور خیال کیا کہ اب رستم ثانی یا سہراب ابن رستم یا شہریار عالی وقار یا ایرج نوجوان تو موجود نہین ہین جو اسکے سرکوبی کرین میرے لشکر مین کوئی

دیو ایسا نہین جو دیو ابلق سے لڑ سکے اور طرہ اوس پر یہ کہ سنا ہے وہ ہمراہ اپنے دیو تہمتن کو بھی لایا ہے بھلا اوس سے کون لڑ سکتا ہے ایسی ایسی باتین سوچکر داخل قلعہ ہوا اور خندق مین آگ روشن کرادی پل تختہ کروادیا توپین بہر بہر چڑھوا دین ہاتہ کا مسالا رنگ کا پولا بارود کی ہانڈی تیل کا کڑاہ سب چیزین درست کر رکھین کہ اگر دشمن یہان تک پہونچ بھی جائے تو قلعہ پر قابو نہ پائے مضراب پری بھی حال دیو ابلق کے آنے کا سنکر نہایت پریشان ہوئین دعا درگاہ الٰہی مین کر رہی ہین کہ خداوندا عزت میری بچانا تمام اہل قلعہ متردد ہین کہ ایک مرتبہ جانب صحرا سے تتق گرد و غبار بلند ہوا جس وقت قریب پہونچکر وہ گرد شق ہوئی تو دیکھا آگے آگے دیو تہمتن کہ ایک کوہ جاندار معلوم ہوتا ہے گرز بہت بڑا ہاتہ مین لیے ہوئے کہ کلہ گرز مثل ایک گنبد دوار کے ہے اگرچہ دیو ابلق بھی بہت بڑا دیو ہے لیکن اس دیو کے سامنے بچہ معلوم ہوتا ہے اور دیو ابلق بھی اسکے ساتہ ساتہ ہے پشت پر چالیس پچاس ہزار آوارہ بہشت نہنگ چوب چماق چادرین فولادی چوبدست دار شمشاد در سہول طول باندہے ہوئے قلقارین لگاتے ہوئے شور کرتے ہوئے آکر پہونچے اور سامنے قلعہ کے توپون کی زد سے دور قیام کیا ملک اخضر پری زاد کے جسم مین بسبب خوف کے تھرتھری پڑ گئی اور کیون نہو دشمن قوی کا سنا اور کوئی مددگار موجود نہین لیکن دیو ابلق نے جو اخضر پری زاد کو قلعہ بند دیکھا دیو تہمتن سے کہا کہ دیکھیے اگر یہ خطاوار نہوتا تو قلعہ مین کیون چھپکر بیٹھتا دیو تہمتن گرز زن نے کہا کہ دیکھو مین نامہ لکھتا ہون یہ کہکر ایک خط اس مضمون کا تحریر کیا کہ اے اخضر پری زاد آگاہ ہو جاؤ کہ نام میرا تہمتن گرز زن ہے اور جزیرہ نہنگان میرا مسکن ہے اب غرض سے نہین آیا ہون کہ ملک تمہارا چھینون بلکہ مین چاہتا ہون کہ تمہین فہمائش کرون اگر بات میری قابل ماننے کے ہو تو مانو اور نہین تو مجھے معقول جواب دو وہ یہ ہے کہ دیو ابلق کے بیان کے موافق مجھے معلوم ہوا کہ تمہاری دختر نیک اختر ملکہ مضراب پری جو کہ منگیتر دیو ابلق کی تھی تم نے کسی آدم زاد کے سپرد کر دی ہے لہذا یہ حرکت بالکل خلاف شرافت و ریاست ہے اپنے کیے سے پشیمان ہو اور اوس کی منگیتر اس کے حوالے کر دو یا جواب شافی لکھو اور سبب اس کے ساتہ شادی نکرنے کا بیان کرو ورنہ یہ سمجھ لو کہ اگر تم کسی آدم زاد کے بہروسے پر بھولے ہو اور مجھ سے خلاف قاعدہ گفتگو کرو گے اور معقول نہوگی تو دم بھر مین قلعہ کو برباد کردون گا اور مضراب پری کو بجبر تم سے چھین کر اوس کو دیدون گا جس وقت نامہ تیار ہوا ایک دیو ضعیف کو دیا کہ جا کر جواب لے آ اور سخت کلامی نکرنا دیو نامہ تہمتن کا لیکر زیر قلعہ آیا اور اس نے آوازدی کہ

سے کہا ان قلعہ مجھ سے خوف نکرو کیونکہ مین ایلچی ہون صرف جواب نامہ لینے آیا ہون اخضر پریزاد نے دیو کو اندر قلعہ کے طلب کرلیا جس وقت دیو اندر قلعہ کے داخل ہوا نامہ بہمن گرزن کا اخضر پریزاد کو دیا اخضر پریزاد نے نامہ پڑھا مضمون سے آگاہی ہوئی دوسرا کاغذ اور قلم دوات طلب کرکے جواب اس مضمون کا تحریر کیا کہ اے بہمن جسقدر باتین کہ آپنے زبانی دیو ابلق کے کہین اور مجھکو تحریر کی ہین سب غلط ہین مضراب پری سے اور اس سے کیا نسبت تھی کہ وہ اس کی منگیتر ہوتے اس کی بھی یہ لیاقت تھی کہ شاہزادیون سے اس کی شادی قرار پاتی محض تہمت لیتا ہے علاوہ اس کے اگر ایسا بھی ہوتا تو جس وقت ہمارے اس کے اختلاف مذہب کا جھگڑا آپڑا یعنے وہ ابلیس پرست اور ہم خدا پرست اس صورت مین اگر شادی قرار بھی پاچکی ہوتی تو ترک کرنا پڑتی اور یہ تم یہ جو لکھتے ہو کہ آدم زاد بے بنیاد اسکا جواب تو وہ آدم زاد موجود ہوتا تو تمکو جواب دیتا مین تو حقیقت مین تجھ سے مقابلہ نہین کرسکتا جس وقت یہ جواب نامہ لکھا دیو نے لا کر بہمن گرزن کو دیا بہمن نے تو صاف انکار کیا اور دیو ابلق نے کہا کہ مین تیری الحاح وزاری کے سبب یہانتک چلا آیا تھا ورنہ تیرے کذب مین تو پہلے ہی سمجھ گیا تھا اب تجھے اپنے فعل کا اختیار ہے میرا قاعدہ نہین کہ جو اپنے سے بھاگے قلعہ مین چھپے مین اوس پر دھاوا کرون ہان اگر وہ آدم زاد یہان موجود ہوتا تو بیشک مین اوس سے لڑتا اور تمکو بھی غیرت ہو تو کبھی قلعہ اخضر کا رخ نکرو اور مضراب پری سے دست بردار ہو جب وہ دوسرے کے تصرف مین آچکی اور لڑکا اوس کا جوان موجود ہے تو اب تیرے کس کام کی رہی دیو ابلق نے کہا کہ یا مین اپنی جان دونگا اور یا مضراب پری کو اس سے لونگا اگر آپ نہین شریک ہوتے نہ سہی میرا تماشا دیکھیے مگر شاید وہ آدم زاد آجائے تو اوسے روکیے گا دیو بہمن نے کہا کہ ایسے وقت مین مین اوسے بھی نہ روکونگا کہ تو ناموس کو اوس کے چھینے جاتا ہے ہان اگر وہ طبل جنگ بجوا کر میرا سامنا کرے گا تو خیر لڑونگا ورنہ مین سبقت کبھی بجائے اپنے مین بھی نکرونگا دیو ابلق کو اگر خوف تھا تو سہراب ثانی وغیرہ کا تھا یہان قلعہ مین اب کوئی ایسا نہین ہے جس سے دیو ابلق کو خوف ہو بس اس نے فوراً طبل جنگ بجوا دیا اودھر اخضر پریزاد کو معلوم ہوا کہ دیو بہمن نے تو مدد دینے سے انکار کیا مگر دیو ابلق نے مجرد اپنے نام پر طبل بجوا دیا ہے اخضر پریزاد نے بھی نقارہ بجوا دیا جب صبح ہوئی تو دیو ابلق نے قلعہ پر دھاوا کیا جس وقت سامنے قلعہ کے پہونچا گولون کی بارہ ہونے لگی دیو ابلق نے گرز و سپر کو سنبھالا اور چلا قلعہ کی طرف جو گولہ سامنے آیا گرز سے روکا جو باین پہلو دب کر آیا سپر سے روک لیا پاؤن کی طرف آئے دیکھا تو جست کرکے خالی دیا سر پر آئے دیکھا تو بیٹھ گیا کہ گولہ سر سے نکلا چلا گیا اسے تہ والے تو

دیوا بلق کے بہت سے گر گئے مگر اسکی قضا نہ تھی کہ گولے روکتا ہوا برابر قلعے کے پہونچ گیا اور قلعہ پر سے نزدیک کے حربوں کی مار ہونے لگی سنگ کا متواتر گرنا گولا بارود کی ہانڈی تیل کا گرنا وہ سب حربوں کو رد کرکے اپنے جست کی کہ خندق کو پھاند کر برابر فصیل بند دروازے کے پہونچ گیا کہ جان الخضر پرنزاد بیٹھا ہوا اچھلنا چاہتا تھا کہ پھاٹک کو توڑ کر داخل قلعہ ہوں کہ اہل قلعہ نے دست مناجات بدرگاہ قاضی الحاجات بلند کیے اور عرض کرنے لگے کہ اے رب پاک ذات ہم تیرے بندے ہیں اور تجھے خدائے برحق جانتے ہیں بحق محمد و آل محمد ہمیں شر سے ابلیس پرست کے بچا ہنوز سخن در دہان تھا کہ تیر دعا کا ہدف اجابت پر بیٹھا کہ قضائے کار اتفاقات روزگار گذر دیو جندک بن بندک کا اس طرف سے ہوا اگر وہ شاہزادہ سکندر رستم خو کو شہر نقش و نگار سے پنجہ منکر سے نکالا لایا تھا اور گلستان ارم کی طرف لیے جاتا تھا چلے تو دیو سے اور سکندر سے خوب لڑ کر چلے مگر دیو تندک اسکو بھی عاجز کر دیا تھا آخرکار مجبور ہو کر اسنے ایک صحرا میں ان کو اوتار دیا اور ہاتھ باندھ کر عرض کی تھی کہ اے شہریار آپ کی وادی نے آپکو بلایا ہے چاہے چلیے چاہے نہ چلیے میری مجال نہیں ہے جو میں زبردستی آپکو لیجا سکوں یہ سنکر سکندر رستم خو نے کہا کہ زبردستی ہمیں کوئی بھی نہیں لیجا سکتا تو کیا ہے تیرے باپ کو بھی ہار کے لنگروں کے دیوانہ کر دیا تھا آخرکار اوس نے بھی اسی طرح مجھے کوہ پر اوتار دیا مگر افسوس کہ نہ معلوم کون دشمن اوسکا تھا کہ اوسے قتل کرکے چلا گیا مجھے بڑا صدمہ ہوا دیو جندک بن تندک نے کہا کہ غلام اسی واسطے ہوتے ہیں وہ حق نمک سے ادا ہو گیا خدا مجھکو بھی حضور کے حق نمک سے ادا کرے سکندر نے کہا کہ ہمنے سنا ہے دیو ہر چیز کی صورت بن سکتے ہیں جندک نے عرض کی کہ جیسا ارشاد ہو سکندر نے کہا تم گھوڑا بنو تاکہ ہم سیر صحرا بازوں کی دیکھتے ہوئے چلیں جندک نے غلطک مار کر ہیئت اپنی گھوڑے کی بنائی اور سکندر رستم خو کو سوار کرکے روانہ ہوا اوس وقت صحرائے اخضر میں پہونچا جبکہ دیوا بلق دروازہ قلعہ پر پہونچ چکا تھا اور اہل قلعہ مصروف دعا تھے کہ صحرائے سے گرد مثل گولے کے بلند ہوئی سب دیکھنے لگے دیوا بلق بھی ٹھہر گیا تھا کہ اب جلدی نکرنا چاہیے شاید وہی آدم زاد ہو کہ ایک مرتبہ گرد شق ہوئی دیکھا کہ ایک لڑکا تیرہ چودہ برس کا چہرہ مثل ماہتاب کے روشن مرکب پردار پر سوار چلا آتا ہے یہ معرکہ دیکھکر سکندر نے دیو سے پوچھا کہ یہ قلعہ کس کا اور کون مالک قلعہ ہے دیو جندک بن تندک نے عرض کی کہ اے شہریار غضب ہوا کہ دیوا بلق نے دغا کی اسکو آپکے بھائی سہراب بن رستم ثانی نے زیر کرکے مسلمان کیا تھا معلوم ہوتا ہے کہ مثل خطے کے کلمہ پڑھکر مسلمان ہوا تھا یہ قلعہ سہراب ثانی کے نانا اور رستم ثانی کے خسر کا ہے بلکہ والدہ ماجدہ سہراب ثانی کے گھر میں سکندر نے پوچھا کہ بھائی صاحب

لیا موجود نہین ہین نرچا صاحب ہین جنبدک نے عرض کی اونکا قصہ طولانی ہے بیان مین دیر ہوگی اور دیو دروازہ قلعہ پر ہو چکا ہے ایسا نہو اہل قلعہ کو زک دے سکندر رستم خو نے جواب دیا کہ کیا مجال ہے او کسکی اس سے اطمینان رکھو جب ہم آگئے تو اب دیو کی اتنی مجال نہین ہے یہہ کہکر اشارہ کیا کہ گھوڑا قلعہ کیطرف چلا ادہر دیو املق نے جو دیکھا کہ اک آدمزاد رکب پر سوار چلا آتا ہے قلعہ سے پہرا اور دم اسکا فنا ہونے لگا کہ کہین سہراب ثانی نہون اپنے فوج کو حکم دیا کہ مار لو اس آدمزاد نے بنیاد کو دیو سکندر رستم خو کیطرف متوجہ ہوے اس حرکت پر دیو بہمن نے دیو املق کیطرف سے منہ پھیر لیا کہ ایک طفل آدمزاد جو کہ پورا لقمہ دہن بہی نہین ہے اوس سے اسقدر خوف کہ فوج کو حکم دیا ہے اودہر اہل قلعہ نے جو دیکہا کہ ہمارے مددگار پریوش ہے اور وہ تنہا ہے دروازہ قلعہ کا کہولکر نکل پڑے اور لشکر دیو املق کو روکا مقابلہ ہونے لگا پہلے تو اخضر پریزاد اور دیو املق اور اُن دونون کے اہل لشکر کو بہی خیال ہوا تہا کہ معلوم ہوتا ہے سہراب ثانی آگئے کیونکہ صورت دونون کی بہت مشابہ ہے یہی دہوکا ملکہ آسمانیہ مین ہوا تہا کہ سہراب ثانی کو لوگون نے سکندر تصور کیا تہا اوسی طرح یہان سکندر پر سہراب کا گمان گذرا تہا اور دیو املق نے بہاگنے کا قصد کیا تہا لیکن جس وقت سکندر رستم خو نے نعرہ کیا کہ منم سکندر رستم خو باش اے گروہ کفار خبردار ہوشیار کہ مین اپہونچا یہہ نہ خیال کرنا کہ ہم اور عالیمقدار شاہزادہ سہراب ثانی موجود نہین ہین اونکا خادم تو موجود ہے اب دیو املق نے جانا کہ یہہ کوئی اور لڑکا ہے اس سے کیا خوف بس نعرہ کرکے چلا کہ او طفل تیری بہی یہہ حقیقت ہے کہ تو مجہسے مقابلہ کرے سکندر رستم خو نے نعرہ کیا کہ پھر کیون سامنے نہین آتا دیکہہ ہم کیسے طفل دیوکش ہین اگر سر تیرا دہڑ سے علحدہ نہ پہینک دیا تو نام اپنا سکندر نہ رکہا دیو بہمن دیکہہ رہا ہے کہ اوس فوج کے بادل مین اک چاند ہے کہ کبہی چہپ جاتا ہی اور کبہی پہر نظر آنے لگتا ہے جب سکندر فوج مین پوشیدہ ہو جاتے ہین تو دیو بہمن افسوس کرتا ہے کہ شاید کسی دیو نے کہا لیا اور جب نظر آنے لگتے ہین تو خوش ہو جاتا ہے جی تو اسکا چاہتا ہے کہ اگر اس لڑکے کو علحدہ کر لیجاؤن کیسا منچلا ہے کہ دیو پر مثل شیرون کے حملے کر رہا ہے اور بہت سے دیو مار بہی ڈالے ہین مگر اس خیال سے خاموش ہو رہتا تہا کہ آیا تو ہون دیو املق کے ساتہ اور شریک ہو جاؤن اوسکے دشمن کا یہہ کون سی بات ہے مگر وہان سکندر رستم خو مثل شیرون کے برابر حملے کر رہا ہے جس دیو کی شاخ پکڑ کر جہٹکا مارا اوندہے منہ آرہا کسی کی شاخ توڑ دی کسی کے سر پر گرز مارا یہہ معلوم ہوا کہ اک [illegible] ہو گیا جس دیو کے گردن پر تلوار ماری اسی طرح سر علحدہ ہو گیا کہ معلوم بہی نہوا کسی کے پاؤن پر تلوار ماری اور لنگا کرکے بٹہا دیا اودہر دیو املق دیوان قلعہ اخضر کو قتل کر رہا ہے ادہر سکندر رستم خو نے کشتون کے پشتے لاشون کے انبار لگا دئے ہین خوب گہمسان کی تلوار چل رہی ہے ترسول پنج سول ارہ پشت نہنگ چوبدست چوب چماق میل فولادی چقماق پادریان تو سر کہ جدال و قتال گرم ہے قضائے کار اتفاقات روزگار اس طرف سے ارسیون پریزاد کا گذر ہوا سابق مین ذکر انکا ہوچکا ہے کہ یہہ صاحبقران ثالث شاہزادہ بدیع الملک سے رخصت ہوکر اپنی والدہ کی مدد کو روانہ

ہوئے تھے پچاس سردار اسکے ہمراہ ہین یہان جو یہ معرکہ دیکھا اپنے دیو سے دریافت کیا کہ یہ کون مقام ہے اور لڑائی کیسی ہو رہی ہے دیوون نے نام و نشان قلعہ اخضر کا بتایا اور قرابت رستم ثانی کی بیان کی کہ اخضر پریزاد رستم ثانی کے سسرے ہین دیو ابلق سے جنگ ہو رہی ہے یہ دیو کافر ہے بس ارشیون نے فرہاد خان یک ضربی سے کہا کہ اب تو اس جنگ مین شریک ہونا بجملہ واجبات سے ہے فرہاد خان نے کہا کہ بیشک یہ نہین چاہیے کہ آنکھون سے دیکھکر ٹال جائین فرسنگ بن لندہور سے کہا کہ بس انتظار نہ کیجیے فوراً اپنے دیوون سے کہا کہ گھوڑے بنو دیو زمین پر اوترے اور غلطین لگا لگا کر مرکب بنکر تیار ہوے ارشیون پریزاد و فرسنگ بن لندہور و فرہاد خان یک ضربی سب کے سب اپنے پچاس جوانون سمیت نعرے کر کے لشکر دیو ابلق پر گرے اور دیوونکو قتل کرنا شروع کیا آواز نعرونکی سنکر اخضر پریزاد اور بھی خوش ہوے کہ سرداران لشکر امیر برائے مدد آئے اگرچہ دیکھا نہ تھا لیکن شاہزادہ رستم ثانی کی زبانی نام تو اکثر سنے تھے اسطرح سکندر رستم خو نے بھی نام ان لوگون کے سنے تھے پلٹ کر دیکھا ابتو خوب لڑائی ہونے لگی دیو تہمتن بھی ایک طرف کھڑا سیر دیکھ رہا تھا کہ آدمزاد دیوون سے کس ہماہمی کے ساتھ لڑ رہے ہین کہ اسطرح دیو بھی دیو کا مقابلہ نہین کر سکتا اسی اثنا مین دیو ابلق اور سکندر رستم خو کا سامنا ہوا دیو ابلق نے کہا کہ او طفل غضب کیا تو نے کہ سیکڑون دیو میرے لشکر کے قتل کیے تو کون ہے اور کیا طرفداری ہے تجھے اخضر پریزاد کی سکندر رستم خو نے جواب دیا کہ تجھے اس سے کیا مین کوئی ہون اک خدا پرست پر تو ظلم کرتا ہے مین بھی خدا پرست ہون اسوجہ سے تجھے کافر سمجھکر برائے مقابلہ آیا ہون تو دیکھ لے مین آدمزاد ہون لاضرب بہادرسی کی دیو ابلق نے کہا کہ سہراب ثانی تیرا کون ہے سکندر رستم نے کہا کہ وہ میرے برادر عالیقدر ہین او ملعون تو اونکا نام اس بے ادبی سے میرے سامنے لیتا ہے اب تیرے کلے پھاڑے بغیر مجکو قرار نہ آئیگا یہ سنکر دیو ابلق نے چوب چماق سر پر سکندر کے لگائی سکندر رستم خو نے کلائی پر ہاتھ ڈالدیا اور ایسا جھٹکا مارا کہ دیو ابلق اوندھے منہ آرہا یہ معلوم ہوا کہ ہاتھ شانہ سے جھول گیا دیو نے ایک چیخ ماری دیو تہمتن نے تعریف کی اور بے اختیار ہو گیا سکندر رستم خو نے جو ہاتھ کو مروڑ کر ذرا سا کھینچ دیا دیو ابلق چت ہو گیا بس کود کر مرکب سے چھاتی پر اسکی چڑھ کر خنجر کمر سے کھینچکر منہ مین دیو ابلق کے دیا دیو نے چاہا کہ خنجر کو چبا لون سکندر نے اسکے باجو پر رکھکر جو کھینچا تا بناگوش چاک کر ڈالا اسیطرح دونون کلے پھاڑ دیے اور کہا کہ یہ سزا اوس زبان درازی کی ہے یہ کہکر دیو ابلق کو چھوڑ دیا دیو ابلق اوٹھکر بھاگا تھا کہ تہمتن گرزن نے آواز دی کہ لعنت ہے تجھپر کہ اک طفل آدمزاد کے سامنے سے بھاگا جاتا ہے اور تیرے بنائے کچھ نہین بنتی دیو ابلق کو یہ سنکر غیرت آئی اور پھر پلٹ پڑا تہمتن نے سکندر رستم خو کو آواز دی کہ دیو پھر آتا ہے غفلت سے کام نہ لیجیگا سکندر رستم خو نے جو دیو ابلق کو اپنی طرف آتے ہوئے دیکھا آواز دی کہ او اجل رسیدہ مینے تو تجھے چھوڑ دیا تھا مگر تو خود موت کے منہ مین چلا آیا اب مین مجبور ہون دیو ابلق نے

اگلی مرتبہ اژدہ پشت نہنگ کا وار کیا سکندر رستم خو کو معلوم ہے کہ یہہ حربہ سپر سے نہین رکتا ہے بس جست کرکے تلوار ماری کہ آرہ قبضہ کے پاس سے الگ گرا اور خبر دار خبردار لیکر آپنے دیو کے پشت پر سے جست کرکے تلوار ماری تو سپر دیو ابلق کے پڑی ہر چند کہ اس نے سپر کو اوٹھایا چہرہ کے پناہ کیا تھا مگر تلوار جو پڑتی ہے سپر کو مانند قرص پنیر دو ٹکڑے کئے پیمانہ خود کا سر کو کاٹتی ہوئی صراحی گردن نے مثل قطرہ آب کے گذری اور صندوق سینہ کو کہولکر شکم و کمر کے دو دو حصہ کرتی ہوئی زمین تک پہونچی کہ دیو ابلق تو دو ٹکڑے ہوکر زمین پر گرا اور ستراگر رہگیا فوج اسکی بہاگی دیو ہمتن نے اواز دی کہ اے صاحبزادے کیا ہاتھہ مارا ہے کہ اتنے بڑے دیو کے برابر دو ٹکڑے ہوے اور یہہ دیو ہمتن اسیوقت سے عاشق ہوگیا دلمین کہا کہ کسیطرح یہہ لڑکا ہاتھہ آئے تو قابل ساتھہ رکہنے کے ہے ارشیون پریزاد و فرہاد خان یک ضربی و فرسنگ بن لندہور تو اوچہل پڑے اور کہا کہ اے شہریار عالی وقار سبحان اللہ آپ ہی وارث دور صاحبقرانی معلوم ہوتے ہین اگرچہ مجھے یہہ نہین معلوم کہ آپ فرزند کس بزرگ کے ہین لیکن اتنا سمجھہ لیا کہ نسل صاحبقرانی سے ضرور ہین یہہ کہکر قریب آئے اور ہاتھون کے بوسے لئے اور حال اپنا بیان کیا کہ باپ اوس شخص کا صاحبقران گذر جانشین جناب حمزہ صاحبقران کہلاتا تھا سکندر رستم خو کہا ہان ہان مین سمجھا جسکو رستم ہمتن شاہزادہ عالمشاہ رومی نے مع فیل اوٹھا لیا تھا ارشیون پریزاد نے سر جھکا لیا سکندر رستم خو نے ان لوگون کو گلے لگایا اور دست کرم پشت پر رکہا فرہاد خان یک ضربی نے عرض کی کہ غلام شاہزادون سے کہین مقابلہ کرسکتے ہین بیشک شاہزادہ عالمشاہ نے مع فیل اونکو اوٹھا لیا تھا اب میدان خالی ہوگیا دیو دیو ابلق بہاگ کر لشکر دیو ہمتن کے عقب مین چھپے اور شاہزادہ سکندر رستم خو نے دیکہا پکار کر آواز دی کہ اے دیو ہمتن گرد زن یہی گو ہے اور یہی میدان ہے اگر تجھے بھی کچھ دعوے ہے تو نکل آ میدان مین مین بھی ہاتھ آزماؤن اور دیکھون کہ تیرا بامس سوسن کا گرز کیسا ہے دیو ہمتن نے کہا کہ مجھے معلوم ہوا کہ تو بڑے حوصلے کا صاحبزادہ ہے مین تجھے مقابلہ کرنا پسند نہین کرتا اس لئے کہ اگر میرے ہاتھہ سے تو مارا گیا تو جب بھی مجھے صدمہ ہوگا بہتر یہہ ہے کہ میرے تیرے قوت کی آزمائش دوسرے طریقہ سے ہوجائے یہہ فیل آہنی میرا ہے کہ جسکو سوا میرے آجتک کسی دیو نے نہین اوٹھایا ہے جس آرابے پر یہہ رکہا ہوا ہے اسے کئی دیو ملکر کھینچتے ہین پس اگر اس فیل کو تو اوٹھالے تو مین اطاعت تیری اختیار کرتا ہون ورنہ تو میری اطاعت اختیار کرنا سکندر رستم خو نے منظور کیا اور مع ارشیون پریزاد و فرسنگ بن لندہور و فرہاد خان یک ضربی قریب اوس فیل کے آئے اول ارشیون پریزاد نے زیر فیل جاکر دونون پاؤن پکڑ کر پشت شکم فیل مین لگا کر زور کیا تو صرف ایک پاؤن فیل کا اپنی جگہہ سے اوٹھا اگی دوسرے پاؤن نے جگہہ بھی نچھوڑی اور منہ ارشیون پریزاد کا سرخ ہوگیا پیشانی پر پسینہ آگیا ارشیون فیل کو چھوڑ کر علحدہ

ہوئے دیو تہمتن نے ارشیون کی بھی تعریف کی اور کہا کہ اگر آدمزاد کے واسطے اتنا زور بھی بہت ہے کہ جب لنگر دیوان سے نہ اوٹھے اوسے تمنے تھوڑا سا اوٹھا لیا لیکن بعد ارشیون پریزاد کے **فرسنگ** بن لندہور نے زور کیا دو پاؤن فیل کے زمین سے اوٹھ گئے اس کے بعد فرسنگ مین بھی تحمل زور کرنے کا باقی نہ رہا دیو تہمتن نے فرسنگ کی بھی تعریف کی اسکے بعد **فرہاد خان** یک ضربی نے زور کیا تین پاؤن فیل کے زمین سے اوٹھ گئے لیکن چوتھا پاؤن زمین سے نہ اوٹھ سکا آخر کار مجبور ہو کر یہہ بھی الگ بیٹھ گئے لیکن دیو تہمتن اور **سکندر** رستم خو نے فرہاد کی تعریف کی اب شاہزادہ **سکندر** رستم خو نے دامن گردانے اور آستینین اولٹین اور زیر فیل جا کر دونون پاؤن فیل کے ہاتھون مین پکڑ کر سر شکم فیل سے ملا کر نعرہ اللہ اکبر جگر سے کھینچا اب جو زور کیا تو پہلے ہی زور مین چارون پاؤن فیل کے زمین سے اوٹھ گئے اب جو گھٹنا نکالا دوسرا زور کیا تو سر تلے بلند کر لیا چار پانچ قدم لئے ہوئے چلے آئے اور پیر سیدھا گھٹنا ٹیک کر فیل کو زمین پر رکھ دیا تب دیو تہمتن دوڑ کر قدمون پر گر پڑا اور عرض کی کہ تا زندہ ایم بندہ ایم واقع مین کہ یہہ قدرت مجھ مین بھی نہین کہ جسطرح اوٹھا لون اسیطرح پھر اسے رکھ بھی دون مین سر سے بلند کر کے پھینک دیا کرتا تھا ہر چند قصد کیا کرتے ہونے کے بعد اس لنگر کو سنبھالے ہوئے پھر بیٹھ جاؤن ممکن نہوا شاہزادہ سکندر رستم خو نے دست شفقت دیو تہمتن کی پشت پر رکھا اور فرمایا کہ تم بڑے نیک طبعیت ہو اور منصف مزاج ہو لیکن مذہب تمہارا کیا ہے دیو تہمتن نے عرض کی کہ اے شہریار عالیوقار مینے خوب غور کیا مذہب کا معاملہ میری سمجھ مین نہ آیا میرے باپ دادا سب **ابلیس** پرست تھے لیکن مین ابلیس پر لعنت کرتا ہون اور تلاش مین ہون کہ اگر کوئی مذہب حق مجھے تحقیق ہو تو اوسے اختیار کرون شاہزادہ نے چند ادلہ وجود ذات باری تعالے مین ایسے پیش کئے کہ دیو تہمتن احدیت ایزدی کا مقر ہوا اور عرض کی کہ جو آپکے مذہب مین آئے وہ کیا کیجے شاہزادہ نے کلمہ تلقین فرمایا دیو تہمتن کلمہ زبان سے بہ صدق مسلمان ہوا اب شاہزادہ سکندر رستم خو نے کہا کہ مین **گلستان ارم** کیطرف جانے والا ہون دیو تہمتن نے عرض کی کہ مین ہمراہ رکاب ہون مگر اخضر پریزاد نے کہا کہ اپنے میری مدد کی اور یہہ بھی معلوم ہوا کہ آپ اولاد صاحبقران سے ہین لہذا ایک روز قلعہ مین قیام کیجے کسل راہ رفع ہولے تو جدہر مزاج مین آئے اودھر چلے جائیگا اور اسم گرامی اپنے والد ماجد کا بیان کیجے شاہزادہ **سکندر** رستم خو نے بیان کیا کہ نام والد ماجد کا شہریار عالیوقار ہے اور اسم گرامی دادا صاحب کا ایرج نوجوان ہے مینے سنا ہے کہ آپ عمو صاحب یعنے شاہزادہ **رستم ثانی** کے خسر اور بھائی صاحب **سہراب ثانی** کے جد مادری ہین مجھے ایسی لفظون مین بات کیجیے جسطرح خردون سے کلام کرتے ہین یہہ سنکر **اخضر پریزاد** نے سکندر رستم خو گلے سے لگا لیا اور ساتھ اپنے لیئے ہوئے داخل قلعہ ہوا ساتھ سکندر کے **فرہاد خان** یک ضربی **فرسنگ** بن **لندہور** و **ارشیون پریزاد** اور تازہ رفیق **سکندر** کا **دیو تہمتن** بھی

قلعہ مین داخل ہوئے اب اخضر پریزاد نے اپنے دیوون سے سامان دعوت کا حکم دیا اور خود سکندر رستم خو کو ہمراہ اپنے لئے ہوئے محل مین داخل ہوا مضراب پری نے جو صورت سکندر کی دیکھی سہراب ثانی کے دہوکے دوڑ کر گلے سے لگایا اور کہا کہ فرزند اپنے باپ اور چچا اور دادا کو کہان چھوڑا اخضر پریزاد نے کہا کہ یہ وہ فرزند نہین ہے جسے تم سمجھی ہو یہ تمہارے دیور شہریار کا فرزند ہے تمہارے فرزند کا چچازاد بھائی ہے یہ سنکر مضراب پری نے سر سے پاؤن تک بلائین لین اور کہا کہ یہ اور خوشی کی بات ہے کہ پہلے ایک ہی آنکھ مین روشنی تھی اب دونون مین ہوئی مجھے دوہرا سہارا ہوا مگر یہ فرزند سہراب سے کسقدر مشابہ ہے اخضر پریزاد نے کہا کہ پھر تعجب اسکا کیا ہے آخر بھائی اوسکا ہے یا کوئی غیر ہے لیکن سکندر رستم خو کو جو مضراب پری نے جوڑا شہانا پہنے دیکھا اور خوشبوئے نوشاہی دماغ مین پہونچی کہا ارے فرزند یہ کیا معرکہ ہے تم تو اس ہیئت سے ہو جیسے کوئی دولھن کو بیاہنے جاتا ہے سکندر کی آنکھون مین آنسو بھر آئے اور تصویر ملکہ ماہ سیمائی نگاہون کے نیچے پھر گئی لیکن ضبط کیا اور شرم سے گردن نیچی کرلی اخضر پریزاد نے اشارہ سے منع کیا کہ لحاظ نہ توڑو وہ شرماتا ہے مین حال اسکا دریافت کرونگا اور وہان سے دیو جندک بن بندک کے پاس آکر پوچھا کہ تم اس شہریار کو کہان سے اوٹھا لائے جندک نے تمام واقعہ شہر نقش و نگار کا بیان کیا کہ اسطرح یہ شاہزادہ دولھن کو بیاہنے گیا تھا باغ مین پہونچ چکا تھا کہ مین اوٹھا لایا راہ مین یہ واردات دیکھکر حیران اور تڑپا اخضر پریزاد نے کہا کہ کوئی ایسا ظلم بھی کرتا ہے جندک بن بندک نے عرض کی کہ مین حکم ملکہ آسمان پری سے مجبور تھا کہ انہون نے فرمایا تھا کہ بغیر بزرگون کے شرکت کے شادی کیسی جلد تو جاکر اوٹھا لا اخضر پریزاد نے آکر مضراب پری سے سب کیفیت بیان کی اور سکندر رستم خو سے کہا کہ ہم ساتھ چلینگے اور تمہاری شادی کرینگے سکندر نے کہا کہ مجھے دادی صاحبہ ملکہ آسمان پری نے طلب کیا ہے سنا ہے کہ دیوون نے اونکے ملک پر چڑہائی کی ہے مجھے اونکی مدد کے لئے جانا ضرور ہے بعد اوس مرحلے کے دیکھا جائیگا اور مین آپکو بھی اطلاع دیکر تکلیف دونگا جتنے عرصہ مین اخضر پریزاد نے جندک سے حال سکندر کا دریافت کیا تھا اتنے عرصہ مین سکندر رستم خو نے مضراب پری سے اپنے بھائی اور باپ اور چچا اور دادا کا حال دریافت کیا کہا کہ وہ لقادار بنکر پردۂ دنیا کیطرف گئے ہین اور مقابلہ کرکے بدیع الملک سے صاحبقرانی چھینلینگے یہ سنکر سکندر کو بھی جوش شجاعت پیدا ہوا اور دلمین تہیہ کرلیا کہ بعد فراغ مرحلہ گلستان ارم کے جاکر اپنے بھائی کے شریک ہونگا اور بدیع الملک سے مقابلہ کرونگا الحاصل تین روز تک سکندر رستم خو قلعہ اخضر مین مقیم رہے اسکے بعد اخضر پریزاد سے کہا کہ اب مجھے اجازت ہو اسلئے کہ پہلے بہارستان قاف پر جاکر مجھے بہار پری کی خبر لینا ہے اور اوس کے بعد گلستان ارم کیطرف جاؤنگا ایسا نہو کہ دیوان کفار ان ممالک اسلام کو تباہ و برباد کردین اخضر پریزاد نے

مجبوری سکندر رستم خو کو رخصت کیا اور **سکندر رستم خو** مع **دیو تہمتن** قلعہ اخضر سے
نکلکر **بہارستان قاف** کیطرف متوجہ ہوئے **جندک بن بندک** نے کہا کہ اے شہریار ملک
آتشان پریکا پریشان ہونگی کہ کیا سبب ہوا جو اتنا عرصہ گذرا ایک واقعہ ہو چکا ہے علاوہ اسکے
ایسا نہو کہ **دیو** تفرقت اکیا ہو سنا ہے کہ اکی مرتبہ بڑی جمعیت اوسکے ساتھ ہے سکندر
رستم خو نے کہا کہ **ارسیون پریزاد** نے جنگ میں میرا ساتھ دیا ہے میں اسکے ساتھ
ضرور جاؤنگا اور اوکی ماں کا ملک دیوان زندانی کے ہاتھ سے بچاؤنگا بعد اسکے
گلستان ارم کیطرف جاؤنگا ہر چند **دیو جندک** نے اصرار کیا نہ مانا **ارسیون پریزاد** نے بھی
عرض کی کہ غلام آپ کے ان دیوون سے سمجھ لینگے فرمایا واہ یہ کب ہو سکتا ہے کہ میں تمہارے
ساتھ نہ چلون الحاصل یہ سب **بہارستان قاف** کی جانب روانہ ہوئے اب کچھ کم گیارہ
ہزار یہ دیو زاد و آدمزاد ہین دس ہزار **دیو تہمتن گرزن** کے ساتھ ہین اور پچاس سردار
ارسیون پریزاد کے ہمراہ ہین اور سکندر رستم خو اپنے دیو جندک کو گھوڑا بنائے ہوئے
سب سے آگے آگے دوڑاتے ہوئے چلے جاتے ہین ایک تو یہ دیو تیز رفتار ہے کہ کوئی
دیو اس کے برابر آ نہین سکتا دوسرے یہ کہ آپ رانون سے مسلتے جاتے ہین جسکے
مارے ڈر کے بھاگا چلا جاتا ہے اور دیو جو ساتھ ہین دوڑتے دوڑتے ہانپنے لگے
ہین اسیطرح سے مراحل و قطع منازل کرتے ہوئے قریب **بہارستان قاف** کے پہونچے
تو دیکھا کہ کچھ دیو بھاگے ہوئے چلے آتے ہین اون سے پوچھا کہ تم کون ہو اور کہان سے
آتے ہو دیوون نے بیان کیا کہ ہم **ملکہ بہار پری** کیطرف سے خزانہ **بہارستان قاف**
کے محافظ تھے جب سے **بہارستان قاف** تاراج ہوا اور دیوان **گلستان عدم** کے
قبضہ مین آیا تھا ہمنے خزانہ کو مخفی کیا اور کچھ نشانات ایسے بنا دیے کہ جنکو ہمین پہچان سکتے
ہین دوسرا نہین جان سکتا اوسکو روز دیکھہ آتے ہین کہ اوسی طرح خزانہ برقرار ہے
یا نہین **سکندر رستم خو** نے کہا کہ اب یہان کون حاکم ہے اور **بہار پری** کہان گئین
دیوون نے بیان کیا کہ ملکہ ہماری **ملک قمر پری** مین ہین اور یہان **دیو ارزال برق**
برلق کی طرف سے حاکم ہے اور دو لاکھ دیو اوسکے تابع ہین اور دو سردار دیو ان
کے بڑے بڑے زبردست ہین کہ اونکا مقابلہ ہر ایک دیو نہین کر سکتا پس شاہزادہ
نے اسی مقام پر قیام کیا اور **دیو تہمتن** سے کہا کہ تم جاؤ اور اوسکو سمجھاؤ کہ ملک خالی کر دے
اور یہان سے چلا جائے ورنہ بہت خراب ہو گا **دیو تہمتن گرزن** پیغام **سکندر رستم خو** کا
لیکر **دیو ارزال** کے طرف روانہ ہوا لیکن **دیو ارزال** کو جو خبر ہوئی کہ فرزند بہار پری
اولاد حمزہ سے کسی لڑکے کو ساتھ لیکر آیا ہے اور تھوڑی سی فوج بھی اوسکے ہمراہ ہے
پس اس نے اپنے دونون سپہ سالارون سے حکم دیا کہ لشکر قلعہ سے باہر نکالو اور
بارگاہ برپا کر حکم پاتے ہی **دیو فیل سر** اور **دیو شیر سر** نے لشکر قلعہ **بہارستان** سے
باہر نکالا اور بارگاہ برپا کی **سکندر رستم خو** نے لشکر کو باہر نکلتے دیکھکر اپنے دیوون کو
بھی سامنے لشکر دیوان **گلستان عدم** کے اوتارا اور خیمہ برپا کیا لیکن **دیو تہمتن** جو لشکر
حریف مین پہونچا یہ خبر **دیو ارزال** کو ہوئی کہ حریف کی طرف سے اک دیو زبردست

ایلچی بنکر آیا ہے دیو ارزال نے بلایا تہمتن نے آواز دی ہم نامہ دار دیو ارزال نے کہا کر لاؤ نامہ تہمتن نے کہا کہ نامہ میری زبان ہے صرف اتنا حکم اپنے شہریار کا لایا ہون کہ تو اس ملک کو خالی کر دے اور مع لشکر جہان جی چاہے یہان سے چلا جا ورنہ سزا پائیگا دیو ارزال یہ مضمون سنکر بہت ہنسا اور کہا کہ قدرت خدا کی کہ آدمزاد دیو کو دہمکی دین اور اے دیو تو اتنا بڑا قوی ہیکل ہو کر اک آدمزاد کا ایلچی بنکر آیا ہے اور اوسکا مطیع ہوا ہے تجھے شرم نہین آتی دیو تہمتن نے کہا کہ جسوقت آدمزاد سے سر میدان سامنا پڑیگا اسوقت حقیقت کھلے گی دیو ارزال نے کہا دیکھا جائیگا تم جاؤ ہم طبل جنگ بجواتے ہین دیو تہمتن وہان سے پلٹ کر خدمت شاہزادہ مین آیا اور عرض کی کہ وہ نہین مانتا لڑنے کو کہتا ہے فرمایا خیر دیکھا جائیگا وہان دیو ارزال نے طبل جنگ بجوا دیا خبر شاہزادہ سکندر رستم خو کو ہوئی یہان صرف دس ہزار دیو دیو تہمتن کے ساتھ ہین انہین کے ساتھ دو چار نقارے تھے وہ یہان بھی بجنے لگے تیاری جنگ ہونے لگی دیو تہمتن نے شاہزادہ سکندر رستم خو سے عرض کی کہ اب کل اس تازہ غلام کی جانبازی کا تماشا دیکھئے گا شاہزادہ سکندر رستم خو نے نماز سحری سے فراغت کر کے رخ میدان کارزار کا کیا ارشیون پریزاد و فرہاد خان یک ضربی مع فرسنگ بن لندہور ہمراہ رکاب ہوئے دیو تہمتن گرز زن نے اپنے دس ہزار دیو کا پرا جمایا کیسے کیسے دیو انتخاب روزگار دیو تہمتن کے لشکر مین بھی ہین کہ ہر ایک لائق سرداری معلوم ہوتا ہے اودہر دیو ارزال تخت پر سوار ہو کر میدان مین آیا دو لاکھ دیو پرے جما کر کھڑے ہوئے آگے اون کے دونون سردار یعنے دیو فیل سر اور دیو شیر سر تبر سرداری کھڑے ہوئے بعد آراستگی صفوف قتال و جدال نقیبون نے نقابت کی کڑکیتون نے کڑکا کہا دیو فیل سر سامنے دیو ارزال کے آیا اور رخصت چاہی جنگ طلب کی دیو ارزال نے کہا کہ جا تجھکو خداوند ابلیس کے نگہبانی مین دیا دیو فیل سر میدان مین آیا اور مبارز طلب کیا دیو تہمتن گرز زن نے شاہزادہ سکندر رستم خو سے کہا کہ اب مجکو بھی اجازت ملے شاہزادہ نے فرمایا کہ جاؤ حفاظت پروردگار مین دیا اور آستین مرحمت پشت پر جہاڑی دیو تہمتن نے گرز اپنا ہاتھ مین سنبھالا اور مثل فیل مست کے میدان مین آکر چنگھاڑا دیو فیل سر نے شمشاد کا وار کیا دیو تہمتن نے وار اس کے ہاتھ سے پکڑ لیا اور ایسا جھٹکا مارا کہ دیو فیل سر اوندھے موہنہ آرہا بس وہی دستہ چوب جو سر پر اسکے مارا سر پاش پاش ہو گیا اور دیو فیل سر پھڑک کر مر گیا یہہ دیکھتے ہی دیو شیر سر دوڑ پڑا کہ غضب کیا تو نے کہ بھائی کو اوس شخص کے مارا کہان جائیگا بچکر میرے ہاتھ سے اور آتے ہی دیو تہمتن گرز زن پر گرز مارا دیو تہمتن نے گرز اسکا اپنے گرز پر روکا اور خود گرز مارا کہ دیو شیر سر کو سنبھلنے بھی نہ دیا یہہ معلوم ہوا کہ پہاڑ پھٹ پڑا بائیس سو من کی ضرب جو سر پر پڑی سر سینے مین اور سینہ گردن مین سر و گردن و سینہ شکم مین زمین پر اکسا

کو شکست کا تہلکہ ہو کر رہا شاہزادہ نے اپنے رفیق کی بہت تعریف کی لیکن دیو ارزال نے لشکر کو حکم دیا کہ کیا دیکھتے ہو مار لو اس دیو کو یہہ سنتے ہی دو لاکھ دیو دوڑ پڑے اور ہمتن گرز زن کو گھیر لیا لڑائی لگا کر چلنے لگا اودھر دیو ہمتن کے دیو بھی آ پڑے شاہزادہ سکندر رستم خو بھی دیو جندل کو گھوڑا اٹھا کر دوڑ پڑا اور ارشیون پریزاد و فرہاد خان یکہ ضربی و فرسنگ بن لندہور سب آ پڑے تلوار چلنے لگی دیو ہمتن نے آواز دی تھی سکندر کو کہ اے شہریار آپ تکلیف نہ فرمائیں آج اس غلام کی لڑائی کا تماشا دیکھے جائیے کہ دو لاکھ میں اکیلا انکو شکست دیتا ہوں بس یہہ دس ہزار دیو میرے کافی ہیں سکندر رستم خو نے کہا کہ یہہ ہمارا شیوہ نہیں کہ رفیقوں کو قتل کروائیں اور اپنی جان بچائیں یہہ فرما کر تلوار کھینچی اور قتل کرنا شروع کیا اودھر ارشیون پریزاد دیو کو قتل کرتا ہے جس دیو نے حربہ کیا اوسے روک کے جو تلوار ماری سر الگ جا گرا ایکطرف فرسنگ بن لندہور گرز سنبھالے ہوئے جس دیو کے سر پر وار کیا ایک سے سو ٹکڑے ہوئے ایک جانب فرہاد خان یکہ ضربی اپنی چوب دست اوٹھائے ہوئے لڑ رہا ہے جس دیو پر چوب دست ماری اوسکو پست کر دیا ایک طرف دیو ہمتن تو لڑ کیا رہا ہے کہ کھیل رہا ہے جو دیو قریب آیا یوہیں جو گرز مارا پرانا ہو کر رہگیا اسطرح دیوونکو ٹھکتا ہوا چلا جاتا ہے سکندر رستم خو قریب دیو ارزال کے پہونچ گئے دیو ارزال نے چوب چماق کا وار کیا سکندر نے چوب اس کے ہاتھ سے چھین کر پھینک دی دیو ارزال نے چاہا کہ پست پڑے اون شاہزادہ نے پہلو کی طرف آکر بند کمر پکڑ کر جو زور کیا سر سے بلند کیا دیو ہمتن اس زور پر نثار ہو گیا اور کہا اے شہریار یہہ بات آپ ہی کے واسطے ہے دوسرے کی کیا طاقت ہے جو اتنے بڑے دیو کو اسطرح اوٹھائے شاہزادے نے فرمایا کیا کہتا ہے شناخت پروردگار کے بارہ میں اس نے تکبر منظور کیا جیسے ہی شاہزادے نے اسکو چھوڑا دیو ارزال اوٹھکر بھاگا اور پکارا او آدمزاد اب تو بچکر کیا پائیگا جاتا ہوں اور دیکھ کتنے دیو تیرے سرکوبی کے واسطے لاتا ہوں دیو ہمتن نے دیکھا کہ یہہ بھاگا جاتا ہے جھپٹ کر قریب آیا ارزال نے پلٹ کر گرز مارا دیو ہمتن نے گرز اسکا چھین لیا اور شاہزادہ سے عرض کی کہ کیا حکم ہوتا ہے یہہ احتیاط اسوجہ سے تھی کہ یہہ شکار انکا ہے ایسا نہو مار ڈالوں تو خلاف مزاج ہو لیکن جسوقت شاہزادے نے فرمایا کہ یہہ مردود ہے چیر کر پھینک دو اسکو بس اجازت پاتے ہی دیو ہمتن نے دونوں پاؤں اسکے دونوں ہاتھوں سے مضبوط پکڑ لیے یوہیں جو جھٹکا مارا ساغری سے زنخری تک چیر کر پھینک دیا بس اسکا مرنا تھا کہ فوج اسکی بھاگی دیو ہمتن نے تعاقب کیا اور کئی کوس تک انکو بھگا دیا شاہزادہ سکندر رستم خو نے فرمایا کہ بس بھاگتے کا پیچھا نہیں کرتے ہیں یہہ سنکر دیو ہمتن پلٹا اب شاہزادہ نے ارشیون پریزاد سے کہا کہ قلعہ کا بند و بست کرو ارشیون نے عرض کی کہ لشکر کے فراہم کرنے میں عرصہ ہوگا اور حضور کو ابھی گلستان ارم جانے کی جلدی ہے اسے ابھی یوہیں رہنے دیجیے جسوقت گلستان ارم سے پھر آئیگا تو دیکھا جائیگا غرضکہ وہاں سے ملک قمرزاد و شہرزاد کی طرف روانہ ہوئے جسوقت

خبر بہار پری کو ہوئی کہ فرزند تیرا آتا ہے اور ساتھ اوسکے ایرج نوجوان کا پوتا بھی ہے اوس نے خود شاہزادہ سکندر کا استقبال کیا اور جلاجل پری سلاسل پری وغیرہ سب ساتھ آئیں اور شاہزادہ سکندر کو استقبال کرکے قلعہ مین لائیں ملکہ قمر پری ولگر پری بلا گردان ہوئین اور حال قتل قمرزاد ولگرزاد کا بیان کیا سکندر رستم خو وہان سے قبر پر آیا اور فاتحہ خیر پڑھکر رویا پلٹے تو شور گریہ بلند رہا بعد اس کے بہار پری نے اپنے فرزند کو گلے لگایا پوتے کو پیار کیا ارشیون پریزاد نے بہار پری سے کہا کہ ملک آپکا بفضل خدا دشمن کے ہاتھ سے چھوٹا سب دیو مارے گئے اب مین تو شاہزادہ کے ہمراہ گلستان ارم کو جاتا ہون آپ قلعہ کی طرف تشریف لیجائیے اس لئے کہ شاہزادہ کی بدولت قلعہ فتح ہوا اور انہون نے میرا اسقدر خیال کیا کہ اپنی دادی ملکہ آسمان پری کی مدد کو جاتے تھے لیکن پہلے بہارستان قاف پر گئے اب یہ کیونکر ہو سکتا کہ مین اس شہریار عالیمقدار کا ساتھ نہ دون بہار پری نے کہا کہ نہایت مناسب ہے بلکہ مین بھی ساتھ چلونگی اور کسی دیو کو سردار کرکے فوج برائے حفاظت ملک بھیجے دیتی ہون یہ کہکر دیو نخوت بلند بالا کو سالار لشکر کرکے قلعہ کی جانب روانہ کیا اب شاہزادہ سکندر رستم خو نے ملکہ قمر پری ولگر پری سے کہا کہ آپ میرے ہمراہ گلستان ارم کیطرف چلئے اس لئے کہ آجکل قاف مین بڑی ابتری ہے اور زمانہ پر آشوب ہو رہا ہے ایسا نہو کہ کوئی دیو اسطرف بھی چڑھ آئے اور خدانخواستہ آبرو کے عوض جان دینا پڑے قمر پری اور بہار پری نے آپس مین کہا کہ ہے تو بچہ لیکن بات فہم کی کہتا ہے کہا اے فرزند جیسی تمہاری رائے ہو ہمین عذر نہین ہے غرضکہ سکندر رستم خو نے ملکہ قمر پری ولگر پری و بہار پری و سلاسل پری وجلاجل پری ان سب پریون کو ہمراہ لیا اور ارشیون پریزاد سے اصرار کیا کہ تم بہارستان قاف مین جاکر انتظام کرو مگر ارشیون نے نہ مانا اور عرض کی کہ مین ہمراہ رکاب سعادت انتساب ہون اور یہی فرہاد خان یک ضربی اور فرسنگ بن لندھور نے بھی جواب دیا آخر شاہزادہ سکندر رستم خو ان سب کو اپنے ہمراہ لیکر طرف گلستان ارم کے روانہ ہوا کہ اب حال اوسکا وقت پر تحریر ہوگا لیکن

اب یہاں سے کچھ حال گلستان ارم کا تحریر ہوتا ہے

بفضل خدائے زمین و زمان
ابتدا ست آغاز این داستان

مصوران معرکہ جدال وقتال ونقشہ نویسان صورت خیال اس داستان جرات نشان کو صفحہ قرطاس پر یون قلمبند کرتے ہین کہ بعد ماتمداری سعد بن قباد شہریار بادشاہ دوم لشکر اسلام و سلطان سعد بادشاہ سوم فوج مسلمانان وچوگان بن حمزہ انتظار مین سکندر رستم خو کے بیٹھے ہین کہ اک مرتبہ چند دیوون نے آکر عرض کی کہ دیو نفریت بن عقریب بڑی جاہ وحشم سے بارادہ جنگ پھر آتا ہے اگلی مرتبہ اوسکے ساتھ قریب اٹھائیس لاکھ دیوون کے ہین اور پچاس ساٹھ دیو نہایت زبردست ہمراہ ہین کہ جنمین ایک ایک دیو لاکھ لاکھ دیو کا افسر ہے صاحبقران اعظم نے فرمایا کہ پروا نہین

ہے کہو راشد جنی و ارشد جنی سے کہ لشکر ہمارا قلعہ سے باہر نکالیں اور بارگاہ برپا کرین حسب الحکم راشد جنی و ارشد جنی نے لشکر کو قلعہ گلستان ارم سے باہر نکالا اور بارگاہ برپا کی صاحبقران اعظم مع عبدالرحمن جنی آکر بارگاہ مین مقیم ہوئے اوسوقت ایک عجب سمان تھا کہ صحرا ابہار پر تھا سراچہ بارگاہ کے اوٹھے ہوئے تھے صاحبقران اعظم سیر صحرا کر رہے تھے صبح کا سہانا وقت تھا طائران بوستان مصروف زمزمہ سرائی تھے کوڑیالا پھولا ہوا تھا سبزہ ایسے خواب غفلت مین تھا کہ گویا اس نے بیداری کبھی خواب مین بھی نہ دیکھی تھی لالہ کوہی کا رنگ حنا کو شرمندہ کرتا تھا شفق کا رنگ اوبھار سے دیتا تھا خون سر فرہاد کے رنگ کو مٹاتا تھا اور داغ بیرنگی دیتا تھا دھوپ ہلکی ہلکی درختون کی چوٹیون پر آگئی تھی یہہ معلوم ہوتا تھا کہ ہر شجر تاج زر سر پر رکھے ہوئے ہے صاحبقران اعظم محو صنعت صناع عالم ہین کہ یکایک از پردہ بیابان گرد سے بہ خاست مگر گرد تیرہ و خیرہ کثیرہ سر کرد برآسمان رسیدہ و پائے گرد در زمین پیچیدہ شعر

از سم ستوران دران پہن دشت ۔ زمین شش شد و آسمان گشت ہشت

یہہ معلوم ہوتا تھا کہ ایک طبق آسمان کیطرف جا رہا ہے کہا تک بیان کیا جائے کہ آتے آتے ہوا نے مارا گرد کو اور گرد نے مارا ہوا کو دامن گرد کا شگافتہ ہوا۔ اول تین سو علم نشانہ تین لاکھ جوانون کا نمودار ہوئے کہ پھریرے پر ہر علم کے تعریف ابلیس پر تلبیس کی مرقوم تھی اور ایک دیو دراز قد بلند بالا ازرق چشم کور باطن سیاہ فام جسم پر چھیتے پڑی ہوئی شاخین بڑی بڑی وار شمشاد باندھے ہوئے گو دو دیو اوسکے دونون پہلوؤن مین پشت پر ہین لاکھ دیو مہیب صورت بد طینت کریہ منظر اتار بارگاہ کا بار کئے ہوئے آکر پہونچے اور جا کے مناسب تجویز کر خیمہ زن ہوئے بارگاہ وسط صحرا مین برپا کی صاحبقران اعظم نے اپنے دیوؤن سے دریافت کیا کہ یہ کون دیو ہے لوگون نے بعد دریافت حال آکر عرض کی کہ نام اسکا دیو اشقال ہے یہہ سات دیوؤنکا افسر ہے جنمین کا ہر دیو ایک ایک لاکھ دیوؤنکا افسر ہے اور یہہ دونون دیو جو اسکے ہمراہ ہین یہہ بھی اسکے تابع ہین اور ایک ایک لاکھ دیو کے افسر ہین نام ایک کا دیو کلکیزال اور دوسرے کا دیو تیزال ہے یہہ سب دیو پیش خیمہ دیو لعفریت بن عفریت کا لیکر آئے ہین یہہ سنکر صاحبقران اعظم نے فرمایا کہ اتنے جلد یہہ ملعون ایسے شوکت پیدا کرے ہے خیر دیکھا جائیگا کہ اتنے مین پھر جانب بیابان سے غبار گرد بلند ہوا اور دو دیو دو لاکھ دیوؤن سے آکر پہونچے اور فوج اشقال مین شامل ہو کر خیمہ زن ہوئے صاحبقران اعظم نے نام ان دونون کے بھی دریافت فرمائے دیوؤن نے بیان کیا کہ انمین ایک دیو کا نام دیو کرگلو اور دوسرے کا نام دیو تن تنا ہے یہہ دونون بھی اسی دیو کے ماتحت ہین اتنے مین پھر گرد اڑی اور جسوقت دامنہ گرد کا شگافتہ ہوا تو پھر دو سو علم سیاہ رنگ نظر آئے کہ جنپر تعریف ابلیس ملعون کی مرقوم تھی دو دیو اور نہایت زبردست کہ رنگ اسکے سرخ تھے اور بدن پر نیلے مٹھے گرائے ہوئے تھے شاخین ان کی کھائی ہوئی صاحبقران اعظم نے دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ انمین ایک دیو کا نام

ہاموں اور دوسرے کا نام ہومان ہے یہ دونوں بھی لشکر کفار میں شامل ہوئے ان دیوؤں کی آمد میں شام ہوگئی جب دوسرا روز ہوا اور صاحبقران اعظم بارگاہ میں آکر فروکش ہوئے تو دیکھا کہ پھر گرد اوڑی آتے آتے ہوا نے مارا گرد کو کوڑے مارا ہوا کو دامن گرد کا شگافتہ ہوا دیکھا تو پھر دل گردے دو سو علم زنگاری نمودار ہوئے انکے پھریرونپر بھی تعریف ابلیس لعین کی تحریر تھی آگے آگے دو دیو نہایت زبردست و قوی سر چہار منہ پہاڑ رنگ دونوں کے سیاہ گردنیں کوتاہ پیشانیاں تنگ بال سر کے بھیڑ کے ایسے دانت کبود آنکھیں مثل ساغر خون کے سرخ پشت پر دو دو لاکھ دیو ارہ پشت نہنگ چقماق چادر چوب چماق وار شمشاد میل فولادی ساطور گران گرز گاو سر فیل سر شیر سر تبر سول غول سول باندھے ہوئے آکر لشکر کفار سے ملحق ہوئے دریافت کرنے سے معلوم ہوا کہ نام ایک کا دیو مرید بن مردود اور دوسرے کا مردود بن مرید ہے یہ دونوں آپس میں عجب طرح سے قرابت رکھتے ہیں جو ظاہر ہے ہنوز یہ چرچے برپا کر رہے تھے کہ پھر گرد اوڑی جسوقت دامنہ گرد کا چاک ہوا اور نظر نے کام کیا تو دیکھا کہ پھر دو دیو سفید رنگ جسم پر اونکے سیاہ چھٹے پڑے ہوئے شاخیں کبود دانت سرخ آنکھیں زرد پتلی نیلی بال تمام جسم پر مثل خرس کے بڑے بڑے پشت پر دو لاکھ دیو نہایت بھیانک اونکی صورتیں صاحبقران اعظم نے نام دریافت کئے دیوون نے بعد تفحص عرض کیا کہ نام ایک کا اہتق بن سمندون ہزار دست اور دوسرے کا تبلق بن سمندون ہزار دست ہے یہ بھی آکر دیوان کفار کے شریک ہوئے پھر تیسرا دن ہوا اور صاحبقران اعظم بارگاہ میں آکر بیٹھے ہر روز یہ خیال ہوتا ہے کہ آج کفریت بن عفریت آجائیگا لیکن ہر دن پھر لشکر آیا کرتا ہے اور شام تک کفریت کا پتا بھی نہیں معلوم ہوتا جس سے دریافت کرتے ہیں وہ یہی جواب دیتا ہے کہ حضور ابھی فوج تو اونکی آئے اوس کے ساتھ انتیس لاکھ دیوونکا لشکر ہے کہاں تک گذارش کیا جائے کئی روز تک برابر لشکر دیو کفریت بن عفریت کا آیا کیا ساتوان روز تھا کہ صبح کو پھر صاحبقران اعظم منتظر ہوکر بیٹھے کہ دیکھا چاہئے آج کون کون آتا ہے کہ یکایک جانب صحرا سے نیلی گرد و غبار بلند ہوا اور آتے آتے وہ گرد شق ہوئی اور دل گردے تین دیو تین لاکھ دیوون سے آکر پہونچے عجب صورتیں اون دیوون کی ہیں جسامت میں اونکو کم کہنا مبالغہ ہوگا اور درازی میں قد اونکا اک منارہ بلند سمجھنا چاہئے سر مانند گنبد کے بال اس طرح بڑھے ہوئے جیسے ٹیلے پر گیاہ خودرو نکل آئی ہے پشت پر ان دیوون کے تین لاکھ دیو شور و غل مچاتے ہوئے قلقاریاں لگاتے ہوئے دریافت کرنے سے معلوم ہوا کہ ان میں ایک دیو مخنف بن خفیف اور دوسرا دیو شکیلا سے آہن کلاہ اور تیسرا دیو گراز بن گراز ہے یہ بھی ایک ایک لاکھ دیو کے افسر ہیں جسوقت یہ بھی لشکر دیوان کفار میں آکر شریک ہوئے تو تمام صحرا دیوون سے بھر گیا اور اب گنجائش آمد لشکر کی باقی نہ رہی ہر طرف سوا دیوون کے کچھ نظر نہ آتا تھا

صاحبقران اعظم متحیر تھے کہ اسقدر فوج اس کو کہان سے دستیاب ہوئی لطف راوی بیان کرتے ہین کہ تعداد اس فوج کی اکتالیس لاکھ کی تھی اب کچھہ دیر سکوت رہا اور دیوان انس مجتمع ہو کر صحرا کے جانب روانہ ہوئے کہ ایکا یک از پر دو بیابان گردی بر خاست ملکر د تیرہ تیرہ و خیرہ خیرہ و سر گرد بر آسمان رسیدہ و پائے گرد در زمین پیچیدہ اب جو دیکھا تو ہوا نے مارا گرد کو گرد نے مارا ہوا کو دامن گرد کا شگافتہ ہوا اور وہان گرد سے کئی سو علم سیاہ و زنگاری رنگ پیدا ہوئے آگے آگے کچھہ جلوس شاہانہ ڈنکا بجتا ہوا اوسکے بعد اک تخت زنگار پر **دیو نفریت** بن عفریت بیٹھا ہوا اسطرح کہ تاج سر پہ رکھے ہوئے چتر ہوتا ہوا اک شاخ جو اسکی ٹوٹ گئی تھی اب اسنے وہ شاخ سونے کی بنا کر لگائی ہے پشت پر اک دیو مگس برانی کرتا ہوا گوشہ تخت پر اک دیو بمرتبہ وزارت بیٹھا ہوا آگے تخت کے تمام دیو انتظام کرتے ہوئے ڈنکا ہوتا ہوا قریب لشکر ہو کر فوج تو دو رویہ کھڑی ہو گئی اور سرداران لشکر دیوان جو برائے استقبال روانہ ہوئے تھے تخت کو ہاتھون ہاتھ لئے ہوئے بارگاہ شاہی تک لائے **دیو نفریت بن عفریت** تخت پر سے اوتر کر مع دیو برق **برق** داخل بارگاہ ہوا باجے خوشی کے لشکر مین بجنے لگے لیکن آمد اسکی دیکھکر **عبد الرحمن جنی** کو نہایت انتشار ہوا اور **ملکہ آسمان پری** یہہ دیکھکر نہایت پریشان ہوئین **صاحبقران اعظم** نے بھی فرمایا افسوس اسوقت والد ماجد نہ ہوئے کہ دیکھتے اس یورش کو ایسا نہ کبھی اونکے زمانہ مین بھی **گلستان ارم** پر ہوا تھا دیکھا چاہئے کہ انجام اس لڑائی کا کیا ہوتا ہے لیکن **دیو نفریت بن عفریت** کی آمد مین شام ہو گئی تھی وہ رات تو خیریت سے گذری لیکن جب دوسرا روز ہوا تو **نفریت بن عفریت** تخت پر آکر بیٹھا اور تمام سرداران لشکر دیوان آ آکر اپنے اپنے دنگل آہنی پر بیٹھے ایک طرف **دیو لکنیرال دیو منیرال دیو کرکرا دیو تن تنا دیو مرید بن مردود دیو مردود بن مرید** شاکیلا کے آہن کلاہ دوسرے جانب **دیو ابلق بن سمندون** ہزار دست **دیو تلتق بن سمندون** ہزار دست **دیو ناموں دیو ہومان دیو حنیف بن خفیف دیو کراز بن کراز** وغیرہ کہان تک بیان کیا جائے کہ قریب اسی لاکھ کے دیوان افسر کے بارگاہ مین جمع تھے اور **رستم دیوان دیو اشتقال** سب سے بالا دست اک دنگل بلند پر بصد نخوت بیٹھا ہوا تھا دور جام شراب کا چل رہا تھا پریان محو رقص و غنا ہین جسوقت **دیو نفریت** نے تین چار جام پئے کہ ہر جام مثل اک کاسہ سر دیو کے تھا ایک ایک خم ایک ایک جام مین سماتا تھا دماغ **دیو نفریت بن عفریت** کا بادہ ناب سے گرم ہوا آنکھین سرخ ہو گئین غفلت کے پردے پڑے بیخودی طاری ہوئی شیطان مسلط ہو گیا کم ظرف تھا چھلک گیا حکم دیا کہ بجے طبل جنگ حکم ملتے ہی نقارہ رزمی پر چوب لگی اور آواز اکتالیس نقارون کی بلند ہوئی تمام صحرا گونج اوٹھا طائر ڈر کر آشیانون سے اوڑے چرندے اور درندے مارے خوف کے کھوون سے نکل بھاگے دیوان نقارہ نواز نے

نقارون کو زور زور پیٹنا شروع کیا بغیر اطلاع لشکر صاحبقران اعظم مین خبر ہوئی کہ لشکر مین طبل جنگی بجا ہے فرمایا کہ خداے ما بزرگ است کچھ پروا نہین کہدو ہمارے یہان بھی طبل جنگی بجے اوسیوقت حسب الارشاد صاحبقران اعظم یہان بھی کوس حربی نوازش مین آیا

شعر

از نقارہ آواز آمد برون	کہ دون ست دون است گردون دون

دونون طرف طبل جنگ بجنے لگا اور تیاری جنگ ہونے لگی طلایہ کا گشت پھرنے لگا آوازین بیدار باش وہشیار باش کی بلند ہوئین جوانان لشکر تیاری مین مصروف ہوے آلات حرب وضرب کو درست کیا کسی نے خود پر جلا کی کسی نے ارہ کو صاف کیا کسی نے ساطور کے پھل کو زہر مین بجھایا کسی نے اپنے گرز کو وزنی کرنے کی غرض سے اوسپر اور اک خول چڑہایا کسی نے ترسول کو صیقل کیا کسی نے پنج سول کے سرونکو ٹھیک کیا کوئی چقماق چادر کی سلون کو ہاتھونپر تول رہا تھا کوئی حلقے کمند کے کھول رہا تھا کسی نے تیغہ کو جلا دی تھی اسی طرح ہر شخص اپنے اپنے حربہ کو درست اور کمر ہمت کو چست کر رہا تھا دیوان کفار مین یہہ شب شب عید تھی یہہ خیال کیا بلکہ یقین تھا کہ کل گلستان ارم پر قبضہ ہو جائیگا اس لئے کہ صاحبقران اعظم اول تو آدمزاد بے بنیاد ہے اور بالفرض اگر وہ زبردست بھی ہے تو کس کس سے لڑیگا کس کس کو قتل کریگا ہمارے ساتھ اکتالیس لاکھ دیو ہین اور اتنی نونے دیو ایسے ہین جنمین ایک ایک دیو زبردستان قاف مین سے ہے مثل مشہور ہے کہ سوہان چنا بہاڑ نہین پہوڑتا ہے انجام مین صاحبقران اعظم ضرور مارا جائیگا اور فتح ہماری ہی ہوگی یہہ سوچ کر یہہ دیو نہایت خوش ہین قلقاریان لگاتے ہین آپسمین ایک دوسرے سے کہتا ہے کہ یہان فوج مین کون کون لڑیگا وہان دو چار لاکھ دیو ہین اودہر تو جنگ ہوگی اودہر قلعہ مین گھسکر ہم خوب مال لوٹینگے سنا ہے کہ آسمان پری بہت مالدار ہے نواسی ہے جناب سلیمان کی کہانتک نہو کا مثل مشہور ہے کہ لاکھ کا ہاتھی لٹیگا پھر بھی سوا لاکھ ٹکے کا ہے ان دیوون مین تو یہہ خیالی پلاؤ پک رہے ہین لیکن لشکر اسلام مین سخت انتشار ہے کہ ہونا کیا ہے اتنے دیوون سے یہہ چھوٹا سا لشکر کیونکر مقابلہ کریگا ایک ایک دیو اپنے اپنے عزیزون سے خطا بخشواتا ہے گلے مل ملکر رخصت ہوتا ہے کہ کیا معلوم کل پھر شب دیکھنا نصیب ہو یا نہو کوئی کسی سے وصیت کر رہا ہے کوئی اپنے اہل وعیال کو ملکہ آسمان پری کے سپرد کر رہا ہے کہ کل ہم تو اپنی جان نثار کرینگے انکے پرورش آپکے ہاتھ ہے آسمان پری رو رو کر دعا درگاہ خدا مین کر رہی ہے کہ اے رب بے نیاز میرا بچہ تنہا ہے مزاج اسکا چہلا ہے دشمن اسقدر قوی اور کثرت سے ہین تو ہی اسکے جان کا حافظ ہے اودہر عبدالرحمن جنی بار بار قرعہ پھینکتے ہین اور انجام جنگ پر نظر ڈالتے ہین لیکن دل کی پریشانی عقل کو جمنے نہین دیتی نتیجہ ذہن مین نہین آتا پھر خاموش ہو رہتے ہین ملکہ قریشہ سلطان و ملکہ قریشہ ثانی بال سر کے کھولے ہوے درگاہ الہی مین فتح و نصرت کی دعائین مانگ رہی ہین عجب طرحکا انتشار ہے لیکن

صاحبقران اعظم بے پروا کے ساتھ بارگاہ مین آرام فرما رہے ہین صندوق سلحہ کا کشتی ہتیارون کی سرہانے رکھی ہے کہ صبح کو آلات حرب و ضرب سے آراستہ کرنے مین دیر نہو کہانتک گذارش کیا جائے کہ طبل جنگ بیدرنگ بجتے بجتے زمانہ شب کا برطرف ہوا اور غار شب سے صبح برآمد ہوئی

شعر

گریزان گشت شب با فوج اختر
عیان گشتہ ز مشرق شاہ خاور

وہ عجب صبح تہی کہ شام دیکھنے کی دعائین مانگی جاتی ہین جس نے اوس دن کو اپنے حیات مین بخیر و عافیت تمام کیا گویا دوبارہ پیدا ہوا اہل اسلام مصروف عبادت خدائی دعائین مانگ رہے تھے پیشانیان خاک عجز پر رکھے ہوئے رو رہے تھے راشدجنی اور ارشدجنی صاحبقران اعظم پر سے بلاگردان ہو رہے تھے کہ ہم جانین اپنی نثار کرین مگر یہ عمر پایدار جاہ و وقار کشائی صاحبقران نامدار باقی رہے عرض کہ جب نمازون اور وظیفون سے فراغت ہوئے تو ہر ایک آلات حرب و ضرب سے اپنے کو آراستہ کیا اور میدان کارزار کی طرف متوجہ ہوا جوق جوق گروہ گروہ دستہ دستہ قشون قشون تمام لشکر دیوان سلیمان میدان کارزار مین آکر پہونچا ارشدجنی اور راشدجنی ہمراہ رکاب سعادت انتساب صاحبقران اعظم میدان مین آکر پہونچے اور صفین اپنے لشکر ظفر اثر کی درست کرنے لگے آن واحد مین میمنہ میسرہ قلب جناح ساقہ کمینگاہ اگلا ہراول پچھلا چنداول ساتون صفین درست ہوگئین اودسطرف دیکھا تو اکتالیس لاکھ دیو صفین باندہے ہوئے کھڑے ہین سر پر سے علمہائے سیاہ و زنگاری کے لہرا رہے ہین ترسول پنج سول چوب چماق ارہ پشت نہنگ و ار شمشاد میل فولادی ساطوران چقماق چادر ساریق زنجیر آہنی گرزگران پہر باندہے ہوئے سنانین نیزون کی چمک رہی ہین قلب لشکر مین تخت دیو کفریت بن عفریت کا ہے سولہ دیو اسکے تخت کو اوٹھائے ہوئے ہین گوشہ تخت پر دیو برق رنگ بیٹھا ہوا ہے آگے لشکر کے افسران فوج برتبہ سردار دس دس پانچ سات سات قدم آگے بڑہے ہوئے حسب مراتب برتبہ سرداری کھڑے ہوئے ہین اور دیو اشقال سب سے بیس قدم آگے بڑہا ہوا برتبہ سرداری کھڑا ہے غرض کہ بعد آراستگی صفوف قتال و جدال تبردار دونون لشکرون سے نکلے اور جہاڑ کرے جہنڈ سے کاٹ کر پہینک دیئے اس کے بعد بیلدار نکلے اونہون نے پستی و بلندی زمین کو ہموار کیا سقون نے نکلکر آب پاشی کرکے گرد کو بٹھالا اب میدان مثل آئینہ کے شفاف ہوگیا نقیبون نے صفون سے نکل نکلکر نقابت کرنا شروع کی اور بمذمت دہر ناپائدار مین یہہ چند اشعار پڑہے

نظم

ہان دلا کر نظر بدیدہ غور
دیکھ دنیائے بے ثبات کا طور
بھول مت دیکھ دیکھ آرائش
نہین دنیا مقام آسائش
کوئی بزم طرب کا بانی ہے
کہین ماتم ہے نوحہ خوانی ہے
کہین چوتھی ہے اور رچالا ہے
کہین افضال حق تعالے ہے
ہے کہین شادی حنابندان
اور کہین شور مرگ فرزندان

ہے یہ دنیاے دون کا سر رشتہ
نوش اسکا ہے نیش آغشتہ

گردش چرخ کج مدار اور انقلاب دہر ناپائدار سے کیسے کیسے نامی و نامور زیر خاک پنہاں ہوے جنکی شجاعت و جوانمردی آجتک صفحۂ دہر مین ضرب المثل ہے زمانہ کا یہی ردو بدل ہے رستم و اسفندیار باوصف زور و قوت دہر و ملک عدم ہوے کیسے دم نہ مارا کوچۂ فنا کا رستہ لیا جمشید و کیکاؤس و افراسیاب و فریدون نامدار و کیقباد ذوی الاقتدار و دارا و سکندر سے کیسے شاہان اولوالعزم تھے مگر پنجۂ موت سے کسیکو رستگاری نہ ہوئی بادشاہون کو جانے دو انبیا و رسل کو دیکھو جو خاص بندے مقبول بارگاہ کبریائی تھے انھون نے بھی ذائقۂ موت کا چکھا اور راہی برضاے خدا تعالیٰ ہوگئے اے دلاور و صف شکنو آج روز نام و ننگ ہے جسنے میدان جنگ سے منہ نہ موڑا چہرہ اوسکا بہادران عالم کے دفتر مین تحریر ہوگیا اور جسنے روگردانی کی نام اوسکا شجاعون کے دفتر سے نظری ہوگیا اور وہ نگاہون سے دلاوران عالم کے گرگیا لہذا اے بہادرو جنگ مین کوتاہی نکرنا اس لیئے کہ بنی ہوئی بات کا بگڑنا آسان ہے اور بگڑی ہوئی بات کا سنبھالنا دشوار ہے خیال کرو کہ کس مشکل سے دنیا مین نام پیدا ہوتا ہے اور کیا جلدی مٹ جاتا ہے اہل اسلام کے نقیب اشعار غیرت آثار یہ پڑھکر کہہ رہے ہین کہ دنیا مقام رہنے کا نہین ہے اس سے کنارہ بہتر ہے اور بہادر کے واسطے تلوار کی موت سے بہتر موت نہین ہے اے غازیو جہاد راہ خدا کا ہے اور رواج دین اسلام کے لیئے ہے اگر قتل کروگے غازی کہلاؤگے قتل ہوگے جنتی اور شہید کے نام سے موسوم ہوگے دنیا اور عقبا دونون تمہارے واسطے ہین جب ایک روز دنیا سے جانا ضرور ہے تو جیسے آج گئے ویسے کل گئے اگر آج نام کے ساتھ مرنا ہوا اور کل بدنامی کے ساتھ تو آج ہی کی موت کو فوق دینگے دیکھو مالک کی رفاقت سے دستبردار نہونا چاہیئے کہ کیسے کیسے اولوالعزم صاحب زور و قوت گوہر دریاے سطوت و صولت صفحۂ دہر مین نامی و نامور گذر گئے ہین کہ کارنامے انکی شجاعت و مردانگی کے تواریخ عالم مین اب تک یادگار ہین ہر چند پنجۂ مرگ سے اونکو بھی رستگاری نہین ہوئی مگر نام انکا بسبب شجاعت و مردانگی کے دنیا مین اب تک قائم ہے

شعر

رستم رہا زمین پہ نہ بہرام رہ گیا
مردون کا آسمان کے تلے نام رہ گیا

خیال کرو کہ اونکو مرے ہوے ہزارون برس گذر گئے لیکن ذکر اونکا ہر وقت مین زبان زد خاص و عام ہے اے بہادرو ان شاہان ماضی کا حال تمنے سنا ہوگا جیسا اس نظم سے ظاہر ہے

باحوال جم جانے عشرت نکوست
نشانے نہ از کاسۂ مغز اوست

سکندر کز ایک عمر آئینہ ساخت
ز آئینۂ مرگ چون رنگ باخت

نظر کن درین طاق بازیچہ رنگ
کہ بشکست چون فرق کسریٰ بسنگ

کجا رفت خسرو چہ شد کیقباد
نداری ز کاؤس و دارا بیاد

فریدون خداوند اکلیل و تخت
ز دنیا بناچار بربست رخت

جگر خون شد از دہر افراسیاب
اگر کشتی از زور زہر شیر آب

بخاک سیہ فرق رستم نگر
کہ در دیدہ از گرز او کوہ سر

بر آنکہ نام شجاعان عصر
بماند نکو تا بفرداے حشر
شجاعت خدا و رسل را پسند
شجاعان ز دنیا بجنت رسند
کدام ست آن کہ ارجمند
کہ آید بمیدان تیغ و کمند
دہد جلوہ نام جد و پدر
بہ پیش شجاعان شود جلوہ زر

نقیبون کی صدا سے ہر ایک بہادر کو مرنے کی آرزو جدالی لڑائی کی ہوس ہوئی غرضکہ جب نقیب نقابت کر کے ہٹ گئے اور نزدیک گرد کا ابر روانہ ہوئے تو دونون لشکرون مین ایک سناٹا سا ہو گیا بہادرون کے جسم مین خون شجاعت جوش مارنے لگا چہرے سرخ ہو گئے آنکھون مین خون اتر آیا تلوارین نیامون سے آدھی نکلنے لگین ہاتھ قبضون پر جا پڑے ہر بہادر یہی چاہتا تھا اور شوق جنگ مین یہی ارادہ رکھتا تھا کہ پہلے مین ہی جا کر حریف سے مقابلہ کرون اور زور جوہر کے عرصہ کارزار مین اپنا نام کر جاؤن کہ ناگاہ ایک لشکر کفار نابکار سے **دیو تخیف بن خفیف** اپنی صف سے نکلا اور سامنے تخت **لقریت بن عفریت** کے آ کر پایۂ تخت کو بوسہ دیا اور اجازت خواہ جنگ ہوا کہ مین جا کر حریف کو زار و زبون کرون اعدا کا نام صفحۂ دہر سے مثل حرف غلط کے مٹا دون راہ کو پر فنا دکھا دون **لقریت** نے کہا کہ جا تجھکو **خداوند** ابلیس کے حوالہ کیا جان خداپرستون کا کام تمام کر یہ سنکے **تخیف بن خفیف** میدان رزم مین آیا اور پہلے سراپا میدان کا دکھا کر وار شمشاد دکر کے آواز دی کہ اے گروہ خداپرستان و فرقہ مسلمانان ہر کہ داند داند و ہر کہ نداند بشناسد منم **دیو تخیف بن خفیف** جسکو آرزوے مرگ و تمناے قضا ہو وہ نکلے میرے مقابلہ کو اور آگاہ ہو کہ میرے حربہ کی پناہ نہین کوئی شجاع و بہادر **کوہ قاف** مین جنگ میرے خنجر سے بچا نہین اور کوئی زبردست مجھ سے لڑ کر زیر ہوا نہین تمہارے نقش ہستی کو دم بھر مین مٹا دونگا گور مین سبکو سلا دونگا **نظم**

نہ اپنے زور و شوکت پر ہو مغرور
کہ میرے سامنے ہے دیو بھی مور
نہین ہے کام اژدر جانے آرام
کہ شیشہ کا ہے خارا سے بد انجام
بہادر نامور تھے جو کہ سرہنگ
کیا دم بھر مین مینے انکو چور تنگ
سجاتے تھے وغا مین جو قدم کو
گئے وہ ضرب سے میرے عدم کو
بہادر جو مقابل میرے آئے
فنا کا راستہ اسکو دکھایا
میرے خنجر سے بچتا جو مرد دل گیر
مین اسکا دمی ہون مثل شمشیر
خراب تند تنگ سے نہ کیا جوش
خمار اسکا پشیمانی ہے بیہوش
اگر کچھ حوصلہ دل مین ہو آؤ
یہی گو اور یہی میدان ہے اب تو

غرضکہ بڑی لاف و گزاف کے بعد اس دیو مغرور و متکبر نے تہیب دی کہ جس بہادر کو اپنی جان فالتو ہو وہ آ کر مجھسے مقابلہ کرے یہ کلام سنکر لشکر اسلام سے **دیو میکلان** اپنے صف سے نکلا اور سامنے **صاحبقران اعظم** کے حاضر ہو کر میدان جنگ کی اجازت طلب کی صاحبقران اعظم نے فرمایا اے میکلان یہ کہنے کیا غضب کیا کہ اسقدر جلدی کر بیٹھے تمہاری ابھی عرصہ رزم مین جانے کی کیا ضرورت تھی کوئی اور بہادر چلا جاتا تم اس کے ہم نبرد نہین ہو یہ دیو

دیو نہایت زبردست ہے دیو ہیکلان نے عرض کی کہ اب تو مین نکل چکا ہون پلٹ جانا اچھا نہین اگر حیات مستعار باقی ہے تو بچ نکلونگا اسکے ہاتھ سے ورنہ جو مقدر کا لکھا ہوگا شعر سر بندۂ و تیغ و شمشیر حبیب + ہرچہ آید بر سر من یا نصیب + حق نمک سے ادا ہو جاؤنگا صاحبقران اعظم نے فرمایا اچھا جاؤ تمہارا حقیقی نگہبان ہے یہ فرمایا جام شراب عنایت فرمایا دیو ہیکلان نے ساغر ہونٹوں سے لگا کر جرعہ در کشید کیا اور سلام کرکے میدان جنگ مین سامنے دیو تخیف بن خفیف کے آیا اور نعرہ کیا کہ الضرب بہادری کے تخیف بن خفیف نے کہا کہ تیری بھی یہ لیاقت ہوئی کہ تو میرے مقابلہ کو نکلا ہے جا چلا جا کیون موت کے منہ مین آیا ہے میرا ہاتھ تجھپر نہین اٹھتا ہے کہ تو کمزور ہے دیو ہیکلان نے کہا بہک مارتا ہے اگر دست و بازو کمزور ہین تو دل کمزور نہین ہے لا ضرب بہادری کے ابھی حال کھلا جاتا ہے یہ سنکر دیو تخیف بن خفیف نے خبردار خبردار کہکر دار شمشاد کا وار کیا دیو ہیکلان نے وار کو خالی دیا اور پہلو کی طرف پھرتی سے آکر گرز مارا کہ شانہ دیو تخیف بن خفیف کا نشانہ ہوا اور ہاتھ شانہ سے جھول گیا بس یہ خفت جو دیو تخیف کو حاصل ہوئی اور اہل اسلام نے نعرہ تکبیر اللہ اکبر بلند کرکے دیو ہیکلان کو تحسین و مرحبا کی صدائین دین جلدی سے دیو تخیف نے بائین ہاتھ سے خنجر کمر سے نکالکر دیو ہیکلان پر مارا کہ بازو اوسکا بھی زخمی ہوا ہیکلان نے غصہ مین آکر دوسرا گرز مارا کہ تخیف بن خفیف کا دوسرا شانہ بھی ٹوٹا دونون ہاتھ بیکار رہ گئے چاہتا تھا دیو ہیکلان کہ ایک وار اور کرکے کام اس ابلیس کا تمام کرون کہ صاحبقران اعظم نے منع کیا کہ زخمی پر وار نہ کیا کرو جب یہ اچھا ہو کر آئیگا تو دیکھا جائیگا اور لشکر کفار کی طرف دیکھکر آواز دی کہ اپنے زخمی کو لیجاؤ یہ سنکر دیو غراب دوڑا اور تخیف بن خفیف کو میدان سے پھیر لایا ادھر صاحبقران اعظم نے دیو ہیکلان کو طلب کر لیا کہ یہ زخمی ہو چکا تھا اودھر دیو غراب نے مبارز طلب کیا یہ دیو نہایت جسیم ہے کہ طول عرض اسکا یکسان معلوم ہوتا ہے لشکر اسلام سے اسکے مقابلہ کو ایک دیو نکلا کہ نام اوسکا دیو دراز شاخ تھا بعد گفتگوئے بسیار دیو غراب نے چوب چاق کا وار کیا دیو دراز شاخ نے چوب کو اپنی سپر پر روکا اس تیزی سے آنے کی صدا بلند ہوئی کہ شعلہ فلک تک نکل گیا شق گرد اڑا کہ دیو دراز شاخ اوس گرد مین پوشیدہ ہو گیا دیو غراب نے نعرہ کیا زدم و پست کردم صاحبقران اعظم نے ایک دیو کو اسکے خبر کے روانہ کیا دیکھا تو دیو دراز شاخ کی ایک شاخ ٹوٹ گئی ہے خون بہ رہا ہے لیکن زندہ ہے دیو نے آواز دی کہ حریف لاف زنی کر رہا ہے یہ سنکر دیو دراز شاخ گرد سے نکلا تو معلوم ہوا کہ پاؤن بھی اسکا لنگڑے ہے ضرب غراب سے زخمی ہوا ہے دیو غراب نے جو دیکھا کہ یہ زخمی ہے اب مار لینا اسکا آسان ہے بس جھپٹ کر اسنے دوسرا وار کیا چاق جو سر پر پڑا اسے دیو دراز شاخ کا پاش پاش ہو گیا بس یہ دیکھنا تھا کہ زمانہ نگاہ مین صاحبقران

اعظم کے تیرہ و تار ہو گیا اور آواز دی کہ اے نامرد کیا کیا تو نے بیٹے کو تیرے زخمی کو خود بھگا کر میدان سے پھیر دیا اور تو نے زخمی کو مار ڈالا دیکھ تو کیسی سزا اسکی دیتا ہوں یہ فرما کر مرکب کو دوڑا دیا اور برابر دیو غراب کے پہنچ کر نعرہ کیا کہ لا ضرب اپنے پھر تماشہ دیکھ کہ کیا ہوتا ہے دیو غراب نے وہی چوب چماق سپر پر صاحبقران اعظم کے لگائے صاحبقران اعظم نے وار اسکا رد کر کے جو ہاتھ تیغہ آبدار کا گردن پر لگایا سر اوسکا دس قدم کے فاصلہ پر جا کر گرا اور لاش پھڑکنے لگی خون جو نرخرے سے اسکے نکلا صاحبقران اعظم لہو میں ڈوب گئے لیکن دیو خراب بن غراب نے جو دیکھا کہ باپ اوس شخص کا مارا گیا بغیر اجازت لیے دوڑ پڑا آکر او آدمزاد غضب کیا تو نے کہ باپ کو اوس شخص کے مارا دیکھ تو کیا حال کرتا ہوں تیرا یہ کہکر میل فولادی مارا صاحبقران اعظم نے میل اوسکا خالی دیکر پہلو پر آکر جو کمر کا وار کیا دیو خراب کے دو ٹکڑے ہو گئے صاحبقران اعظم نے نعرہ اللہ اکبر جگر سے کھینچا چاہا تھا کفار نے کہ دوڑیں لیکن دیو اشتقال نے منع کیا کہ شرم نہیں آتی اتنے ہو اور ایک آدمزاد کا یہ خوف ہے کل میں اس سے مقابلہ کرونگا یہ کہکر طبل بازگشت بجوا کر میدان سے پھر گیا اہل اسلام نقارہ شادمانی بجانے لگے صاحبقران اعظم بھی زر نثار کرتے ہوئے میدان جنگ سے پھرے ملکہ آسمان پری نے کمندے اوتارے بلاگردان ہوئیں لیکن جسوقت شام ہوئی تو دیو اشتقال نے اپنے نام پر طبل جنگ بجوا دیا خبر صاحبقران اعظم کو ہوئے یہاں بھی نقارہ رزمی نوازش میں آیا حسب دستور رات تیاری جنگ میں بسر ہوئی اور صبح کو دونوں لشکر معرکہ آرائی جدال و قتال ہوئے کہ لشکر کفار سے دیو اشتقال نکلا اور سامنے تخت نفریت میں عفریت کے آکر اجازت جنگ مانگی نفریت نے آستین مرحمت پشت پر جھاڑی اور کہا جاؤ اے کیا تجھکو خداوند ابلیس کے یہ سنکر دیو اشتقال دراز قامت میدان میں آیا یہ دیو تمام دیوان زندانی سے بلند قامت تھا قریب ڈھائی سو گز کے اسکا قد تھا اور حربہ اسکا چوب چماق تھی کہ وزن اوس چماق کا ساڑھے تیرہ سو من کا تھا میدان میں آکر پکارا کہ او آدمزاد سیاہ سر سفید دندان آ میرے مقابلہ کو واقع میں تو بہادر ہے لیکن پھر اک مشت استخوان ہے اگر میرے ہاتھ میں آجا تو تجھے چٹکی سے مسل کر پھینکدوں صاحبقران اعظم نے فرمایا کہ آتا ہوں دیکھوں تو تیرے ہاتھ میں کیسا زور ہے یہ فرما کر باگ مرکب کی لی یہ مرکب بھی ایک دیو دراز قامت ہے جو بصورت مرکب بنا ہوا ہے غرضکہ صاحبقران اعظم سامنے دیو اشتقال کے آئے اور فرمایا کہ کیا کہتا ہے لا ضرب بہادری کے دیو اشتقال ہنسا اور کہا کہ تو نے جو دو ایک لاشے باشی دیونکو قتل کیا تو اب تجھے غرور ہو گیا ہے میرے ضرب کا لنگر کیا رکیگا دل کی دل ہی میں رہجائے گی پہلے تو اپنا وار کر کے حوصلہ نکال لے صاحبقران اعظم نے فرمایا کہ قد تو تیرا بیشک بلند ہے لیکن

زور تیرا میں سمجھے ہوئے ہوں تو عفریت بن عفریت سے زیادہ زبردست ہے اوس سے پوچھ کئی مرتبہ زیر ہو کر اور شکستیں کھا کر بھاگا ہے دیو اشقال کو یہ سنکر غصہ آیا اور چوب گران سنگ آسمان رنگ پرچہ کوہ ساڑھے تیرہ سو من کے ضرب سر پر صاحبقران اعظم کے خبردار کہکر لگائی صاحبقران اعظم نے خیال کیا کہ اگر وار اسکا خالی دونگا تو یہ سمجھیگا کہ یہ لنگر سے ضرب کے دلمیں دبا وار اسکا روکنا چاہئے یہ خیال کرکے برابر سپر کو اوٹھا کر چہرہ کی پناہ کیا لیکن چوب چماق جو آکر سپر پہ بیٹھی ہو معاذ اللہ تڑاقے کی صدا بلند ہوئی شعلہ چمک کر نکل گیا تتق گرد بلند ہوا جگر زمین ہول سے شق ہوگیا اور مرکب صاحبقران اعظم کا سینہ تک غرق زمین ہوا دیو اشقال سمجھا کہ میں نے کام اس آدمزاد کا تمام کیا پکار اکر زدم و پست کردم بوخبر اس آدمزاد کی یقین ہے کہ لاش تک کا پتا نہ ملیگا یہ سنکر عیار صاحبقران اعظم کا قریب گرد کے آیا اور گرد گرد کے چرخ مار کر اندر گرد کے داخل ہوا دیکھا کہ صاحبقران اعظم صحیح وسالم موجود ہیں لیکن ہر سر موبن مو سے پسینہ جاری ہے لیکن پاتھر دونوں مانند ستون فولادی کے قائم ہیں عیار نے آواز دی کہ اے شہریار ہوشیار ہوجئے کہ حریف لاف زنی کر رہا ہے یہ سنکر ہوش میں آئے اور چاہا کہ مرکب کو زمین سے نکالوں دیکھا تو مرکب مرکب کلی ہوگیا ہے بس کود کر مرکب سے علیحدہ ہوئے اور دوسرا مرکب طلب کیا اور دیو اشقال کو آواز دی کہ پست کردی حریف تیرا میں موجود ہوں فوج کفار یا تو جوش پر تھی ہر ایک دیو کو یقین تھا کہ دیو اشقال نے کام حریف کا تمام کیا یا اب جو دیکھا کہ صاحبقران اعظم گرد سے صحیح وسالم نکلے اور دوسرے مرکب پر سوار ہو کر نعرے کر رہے ہیں کہیں چھینٹ بھی نہیں آئی ہے نہایت متعجب ہوئے کہ یہ انسان ہے یا کوئی بلا ہے کہ اتنے بڑے ضرب اوٹھائی اور پھر زندہ رہا اودہر دیو اشقال نے آواز دی کہ اے آدمزاد حقیقت میں تو بڑا سخت جان اور بڑا بہادر ہے اگر یہ ضرب میری کوہ پر پڑتی تو پارہ پارہ ہو جاتا اب لاضرب اپنی کہ میں بھی تیری ضرب کا مشتاق ہوں صاحبقران اعظم نے فرمایا کہ لے اسے ریہ گرز طمانچہ ہے ملک الموت کا شعر

تو ضربے زدی ضرب ما نوش کن
ہمہ شادی از دل فراموش کن

یہ فرما کر گرز گران سنگ آسمان رنگ ہشت پہلو پرچہ کوہ سر سے بلند کیا اور پندرہ سو من کی ضرب کو چرخ دیکر دیو اشقال پر وار کیا دیو اشقال نے برابر چوب چماق کو اوٹھا لیا چہرہ کی پناہ کیا لیکن گرز جو آکر چوب پر پڑتا ہے عیاذا باللہ یہ معلوم ہوا کہ آسمان پھٹ پڑا تڑاقے کی صدا بلند ہوئی شعلہ فلک تک نکل گیا جگر زمین ہول سے

شق ہوگیا ہاتھ دیو اشقال کے کانپنے اور قائم نہ رہ سکے گرز معہ چوب سر پر بیٹھا اور سر گردن میں آیا گردن سینے میں اور سینہ شکم میں شکم رانوں میں رانیں پاؤں میں زمین پر ایک چبوترہ بنکر رہگیا شق گرد بلند تھا صاحبقران اعظم نے نعرہ کیا کہ زدم لعین کردم لو خبر اسکی کہ کیا حال ہوا یہ دیکھکر کئی دیو جھپٹ کر آئے اور گرد کو پانی کے چھینٹے دے دے کر بٹھلایا اب جو دیکھتے تو اک دھبا سا بنا ہوا ہے اور دیو اشقال کا پتا بھی نہیں ہے یہ دیکھکر وہ دیو چیخ مار کر رونے لگے لیکن دیو لفریت بن عفریت نے جو دیکھا کہ سالار لشکر میرا اس طرح مارا گیا ہے پکارا او ٹھٹھا کرائے کیا دیکھتے ہو مار لو اس آدمزاد کو بس یہ سننا تھا کہ تمام دیو حربہ سنبھال سنبھال کر دوڑ پڑے ادھر ارشد جنی اور راشد جنی نے جو دیکھا کہ تمام لشکر کا ایک تن تنہا پر یورش ہے فوج سے کہا کہ لینا ان حرامزادوں کو بس فوج دلیران اسلام بھی دوڑ پڑے دونوں لشکر آکر گڈمڈ ہوگئے وار ہونے چلنے لگیں میل فولادی کے ضرب سے زمین میں زلزلہ سا پیدا اتفاد تھا دہم کی آوازیں آرہی تھیں سر دیوؤں کے پھٹ رہے تھے لاشیں زمین پر گر رہی تھیں ہنگامہ دار و گیر برپا تھا ہر طرف پر نالے خون کے گردنوں سے بہ رہے تھے جا بجا لاشیں پھڑک رہی تھیں رنگت زمین کی سرخ ہو رہی تھی صاحبقران اعظم گرز سنبھالے ہوئے جنگ کر رہے تھے جس دیو پر گرز مارا وہ پیوند خاک ہوگیا ادھر اکیلے صاحبقران اعظم لاشوں پر لاشیں گرا رہے تھے اور اوس طرف سترہ اسی دیو سرداران لشکر غدار سے مثل دیو کرکرا و دیو تن تنا و دیو تنومند و دیو گلیزال و دیو منیزال و دیو مرید بن مرود و دیو مرود بن مرید و شکیلاے آہن پیلا و دیو باموں و دیو ہومان و دیو ابلق بن سمندون ہزار دست و دیو ابلق بن سمندون ہزار دست اسی طرح سے بڑے بڑے دیو لشکر اسلام کے دیوؤں کو کس بیدردی سے قتل کر رہے تھے کہ اثنائے جنگ میں دیو تنومند سے اور صاحبقران اعظم سے سامنا ہوا اور دیو تنومند نہایت زبردست دیو ہے ایک لاکھ دیو و نکاف ہے اور کسی طرح دیو اشقال سے کم نہیں ہے آواز دی اسنے کہ او آدمزاد تو کون سی بلا ہے کہ تو نے اتنے بڑے دیو کو اس ذلت و خواری سے مارا لے میرے ضرب تو روک یہ کہکر وار سمتا دکھا وار کیا صاحبقران اعظم نے وار اوس کا خالی دیکر جو ہاتھ تیغ آبدار کا سر پر دیو تنومند کے مارا یہ معلوم ہوا کہ کوہ پر بجلی گری یا تیغ سر پر پڑا تھا یا دونوں ٹانگوں کے نیچے سے نکلگیا اک مینار بلند دو ٹکڑے ہوکر زمین پر گرا لرزہ زمین میں پڑ گئی دونوں ٹکڑے تھرتھرا کر رہ گئے صاحبقران اعظم نے نعرہ ضرب اکبر بلند کیا کہاں تک بیان کیا جائے کہ شام تک یہ جنگ قائم رہے اور قریب بیس ہزار کے دلیران لشکر اسلام کام آئے تھے اور بارہ ہزار

دیوان لشکر کفار مارے گئے اور کئی سردار دیوان لشکر کفار کے کام آئے شام کو **لفریت بن عفریت** نے طبل بازگشت بجوا دیا دونوں لشکر علیحدہ ہوئے اور اپنے اپنے فرودگاہوں پر آئے **ملکہ آسمان** نے فرزندوں کو گلے سے لگایا اور بلاگردان ہوئیں کہ اب یہی زندگی کا سہارا ہے **ملکہ قریشہ** نے سجدہ شکر ادا کیا کہ پروردگار عالم نے زندہ و سالم دکھلایا ہر روز یہ امید نہیں ہوتی ہے کہ **صاحبقران اعظم** میدان جنگ سے زندہ پھرینگے آج بسبب خستگی کے میدان داری موقوف رہی دوسرے روز **لفریت بن عفریت** نے پھر طبل جنگ بجوایا **صاحبقران اعظم** کو خبر ہوئی فرمایا کہ ہمارے یہاں بھی بفضل ایزدی و بہ تائید ربانی بھی طبل جنگی اسیوقت نقارہ رزمی پر چوب لگی اور آواز نقارہ کی گرجی دونوں لشکروں میں تیاری جنگ ہونے لگی دیوان ہر دو لشکر چوب چماق دار شمشاد و میل فولادی ارہ پشت نہنگ اور ساطور گران سار لیکر ترسول پچبول اپنے اپنے حربوں کو درست کرنے لگے یہانتک کہ طبل بجتے بجتے زمانہ شب کا برطرف ہوا اور خانہ شب سے صبح برآمد ہوئی جھونکے نسیم بہار کے چلے طائران خوش الحان مصروف زمزمہ سرائی ہوئے نمازیوں نے فریضہ سحری کو ادا کیا کفار نے آوازیں **یا خداوند ابلیس** کی بلند کیں جبکہ دونوں گروہ اپنے اپنے طریق مذہب کے موافق رسوم عبادت کو ادا کر چکے گروہ گروہ دستہ دستہ قشون قشون کر کے صف آرائی میدان جنگ ہوئے ساتوں صفیں آراستہ کر کے مقابل ہمدگر کھڑے ہو گئے بعد آراستگی صفوف قتال جدال نقیب نقابت کر کے نکل گئے تھے کہ فوج کفار سے **دیو مہیب** قوی تن نکلا اور سامنے تخت **لفریت بن عفریت** کے آکر اجازت خواہ ہوا **لفریت بن عفریت** نے کہا کہ جا تجھکو خداوند ابلیس کے سپرد کیا **دیو مہیب** قوی تن میدان میں آیا اور مبارز طلب کیا آج **راشد جنی اور ارشد جنی** نے **صاحبقران اعظم** سے عرض کی حضور کئی روز سے برابر لڑ رہے ہیں ایک روز نہ لڑے آخر جان نثار کس دن کے لئے ہیں یہی نا کہ مارے جائینگے حق نمک سے ادا ہو جائینگے اودھر **ملکہ آسمان پری** نے بھی سمجھا دیا تھا کہ اے فرزند میرے سر کی قسم آج تم نہ نکلنا فوج کو لڑنے دینا کئی روز سے برابر میدان داری کر رہے ہو تھک رہے ہو اگر خدانخواستہ دشمن بیمار ہو گئے تو کون ان ظالموں کا روکنے والا ہے اس سبب سے **صاحبقران اعظم** خاموش کھڑے ہیں نکلنے کا قصد نہیں کیا ہے اتنا تو چلتے وقت اونھوں نے ماں سے کہدیا تھا کہ اگر کوئی مجھکو ٹوکیگا تو ضرور لڑونگا ورنہ خود سے نہ نکلونگا بس جسوقت **دیو مہیب** نے مبارز طلب کیا ہے اور ارشد جنی نے سمجھا یا ہی تو **صاحبقران اعظم** خاموش ہو رہے اور فوج اسلام سے ایک آدھ دیو نے نکلکر **دیو مہیب** سے سامنا لیا لیکن جو گیا یا زخمی ہوا یا مارا گیا

دو پہر مین سات دیو زخمی ہوے اور چار مارے گئے بعد اسکے یہ دیو میدان سے پلٹ گیا اور شکیلا سے آہن کلاہ دیو لفریت بن عفریت سے اجازت لیکر میدان مین آیا اور مبارز طلب کیا اب ارشد جنی نے صاحبقران اعظم سے رخصت جنگ طلب کی فرمایا کہ جاؤ تمہین حفظ خدا مین دیا اور جام عنایت کیا ارشد جنی جام پیکر میدان جنگ مین آیا اور شکیلا سے آہن کلاہ سے سامنا کیا شکیلا سے آہن کلاہ نے ارہ نشیت نہنگ مارا کہ اگر ارشد جنی خالی نہ دیتا تو بچنا محال تھا بس وار اوسکا خالی دیکر ارشد جنی نے اپنا وار کیا کئی ضربون کے رد و بدل ہوے آخر کار ارشد جنی ہاتھ سے شکیلا ئی آہن کلاہ کے زخمی ہوا ارشد جنی نے نکلکر مقابلہ کیا یہ بھی زخمی ہوا یہانتک کہ اسنے بھی شام تک نو سردار زخمی کیے اور پانچ دیو جان سے مارے گئے شام کو طبل بازگشت بجا اور دونون اپنے اپنے فرودگاہ پر آئے دیو لفریت بن عفریت شکیلا سے آہن کلاہ پر سے زرنثار کرتا ہوا اور طبل شادمانی بجاتا ہوا میدان سے پھرا اور ادہر اہل اسلام نہایت پریشان و اداس اپنے فرودگاہ پر آئے لاشین دیون کے اوٹھالین اونکو دفن کیا زخمیون کو شفاخانہ مین بھیجا صاحبقران اعظم نے نہایت افسوس کیا کہ اگر مین خود نکلکر لڑتا دیو کیون مارے جاتے اور آسمان پری سے کہا کہ آج آپکے حکم کی تعمیل کا یہ نتیجہ ہوا کہ کئی دیو مارے گئے اب کل کے بارے مین کچھ نہ ارشاد فرمائیگا اسی اثنا مین پھر آواز طبل جنگ کے کان مین آئی اور یہان بھی کوس حربی نوازش مین آیا اوسی طرح رات تیاری جنگ مین بسر ہوئی صبح کو دونون لشکر میدان قتال مین آئے تیغے باندھ کر ایک دوسرے کے مقابل کھڑے ہوئے آج پہر دیو مہیب قوی تن لشکر کفار سے نکلا اور میدان مین آکر پکارا کہ اے آدمزاد یا تو مجھسے ڈر گیا جو میدان مین نہین نکلتا کبتک اپنی جان بچایا کریگا یہ سنکر صاحبقران اعظم نے مرکب کو جولان کیا اور سامنے دیو مہیب قوی تن کے آکر آواز دی کہ او ملعون تیرے سردار کو تو مین نے کس ذلت و خواری سے مارا تیرے بھی یہ حقیقت ہوئی کہ مین تجھسے ڈر جاؤنگا لا ضرب بہادری کے دیو مہیب نے وار شمشاد ماری صاحبقران اعظم نے وار اوسکے ہاتھ سے چھین کر وہی وار ماری دیو مہیب پیوند خاک ہو گیا دھمک سے ضرب کی زمین ہلگئی بس اسکا مرنا تھا فوج اسلام سے نعرہاے خوشی بلند ہوئے اور لشکر کفار مین غریو فریاد کا ہوا یہ دیکھکر شکیلا سے آہن کلاہ نے دیو لفریت بن عفریت سے اجازت جنگ لی اور سامنے صاحبقران اعظم کے آکر آواز دی کہ جسنے تو نے دیو اشتقال کو مارا ہے خون میری آنکھون مین اوترا ہوا ہے کل بھی مین اسی غرض سے نکلا تھا کہ اگر تو میرے مقابلہ کو نکلے تو تجھسے عوض خون دیو اشتقال کا لون مگر خیر کل تو مارے خوف کے سامنے نہ آیا آج تجکو میرے ہاتھ سے کہان جائیگا یاد رہے کہ یہ ضرب کوہ گران سے بھی نہین رکتی ہے یہ کہکر ارہ نشیت نہنگ کا وار کیا صاحبقران اعظم نے ہتہ کئی مارے کر دستہ سے کٹکر ارہ علحدہ ہوا

شکیلا سے آہن کلاہ نے قبضہ تیغ پر ہاتھ مارا صاحبقران اعظم سے خالی دیکر تیغہ آبدار کا وار کیا اور شکیلا سے آہن کلاہ کے دو ٹکڑے ہوگئے پس اسکا مرنا تھا کہ پھر فوج کفار سے اک دیو نکلا وہ بھی مارا گیا شام تک صاحبقران اعظم نے ستر دیو جان سے مارے شام کو طبل بازگشت بجا دونون لشکر میدان سے پھرے آج اہل اسلام تو نہایت شاد و خرم ہین اور کفار نہایت ملول اپنے فرودگاہ پر آئے اور طبل نہین بجوایا بارگاہ مین دیو لفریت کے آدھے سردار نظر آتے ہین اور آدھے دیو مارے گئے ہین صاحبقران اعظم نے ستہرا کر دیا ہے دیو لفریت بن عفریت نے دیو کراز بن کراز کو سپہ سالار کیا ہی کہ یہ دیو دیو اشقال سے بھی زبردست ہے اور اسنے اکثر یہ کہا تھا کہ مین دیو اشقال کا ماتحت کبھی نہین ہونگا لفریت بن عفریت نے اُس سے وعدہ کیا تھا کہ مین تجھی کو سپہ سالار کرونگا مگر وقت اوسکا آئے جب دیو اشقال مارا گیا تو دیو لفریت بن عفریت نے اسکو سالار لشکر کرکے دنگل دیو اشقال کراز بن کراز کو دیا لیکن بالفعل جنگ کو ملتوی کیا اور اس سوچ مین بیٹھا کہ یہ آدمزاد کسی دیو سے قتل نہ ہوگا اب کوئی ایسی تدبیر کرنا چاہیئے کہ بغیر لڑے بھڑے قابو مین آجائے یہ خیال کرکے بس اک پہر اسنے دل سے سوچا اور دربار برخاست کیا اپنے خیمہ مین آیا اور دیو قرسی کو طلب کیا کہ یہ دیو چالاک اور فن عیاری مین طاق و مشاق ہے جس وقت دیو قرسی حاضر ہوا عرض کیا کہ مجھے کیون یاد فرمایا ہے لفریت بن عفریت نے کہا کہ اے قرسی اگر تو صاحبقران اعظم کو کسی تدبیر سے گرفتار کر لائے تو جو تو کہیگا وہی مین تجھکو دونگا یہ سنکر دیو قرسی نے کہا کہ اے بادشاہ مین اک مدت سے تیری بہن پر شیفتہ ہون اگر تو اوسکے ساتھ میری شادی کر دینے کا عہد کرے اور خداوند ابلیس کو ضامن دے تو مین اس کام کو انجام دون اس لیئے کہ اگر اس کام کا تجکو گران بہا معلوم ہوتا ہے تو مجھے یہ کام بھی آسان نظر نہین آتا لشکر اسلام مین جاکر اوسکے سردار کو چرا لانا ذرا سہل کام نہین ہے اسمین جان جوکھم ہے دیو لفریت کو اگرچہ یہ امر شاق تھا مگر غرض بری شی ہوتی ہے دیو قرسی سے اقرار کر لیا اور لکھکر مہر کر دی یہ سنکر دیو قرسی جان پر کھیل کر طرف لشکر دیوان اسلام کے روانہ ہوا جس وقت قریب لشکر پہونچا دیکھا کہ گشت طلایہ کا پھر رہا ہے اور آوازین بیدار باش و ہشیار باش کی بلند ہین ہر چند اسنے کوشش کی کہ کسیطرح چھپ چھپا کر داخل لشکر ہون لیکن ایسا انتظام تھا کہ ممکن نہ ہوا آخرکار یہ صحرا کی طرف گیا اور وہان جاکر نقب لگانا شروع کی تمام رات نقب کھودی مگر اسقدر فاصلہ تھا کہ کام ناتمام رہا قریب صبح واپس چلا آیا اور دہانہ نقب کا اک سنگ سے چھپا دیا دوسرا دن گذر کر جب شام ہوئی تو پھر یہ دیو مکار پتھر ہٹا کر داخل نقب ہوا اور تمام رات پھر نقب کھودا کیا خلاصہ یہ کہ تین روز مین نقب صحرا سے خیمہ صاحبقران اعظم تک لے گیا اور طبقہ نقب کا پشت خیمہ مین توڑا یہ وہ وقت تھا کہ صبح قریب تھی پہرے والے بھی رات بھر جاگتے جاگتے سرد ہوا پاکر سو گئے تھے بیدار بھی غافل تھے شمعین بھی جھلملا رہی تھین بس

دیو قرشی نے بیہوشی **صاحبقران اعظم** کے دماغ مین پھونک دی اور پشتارہ باندھ کر اوسے نقب کے راستے سے لیکر روانہ ہوا اوسوقت پہونچا کہ صبح ہوگئی تھی وہان **دیو نفریت** اسکے انتظار ہی مین بیٹھا تھا کہ قرشی پہونچا اور پشتارہ صاحبقران اعظم کا سامنے رکھدیا **نفریت بن عفریت** نے کہا کہ جاکر اسکو چاہ پشتہ تاریک مین پھینک آ کہ وہ چاہ نہایت عمیق ہے اور جانوران گزندہ اوسمین بہت رہتے ہین یہ اوس چاہ مین گرتے ہی ہلاک ہوجائیگا اور اگر یہان مین اسکو قتل کرونگا تو قیامت کبری برپا ہوگی پردہ دنیا سے رسد بند ہوجائیگی اور ہزارہا اسکے عزیز اگر عوض خون لینے کو موجود ہوجائینگے اور **دیو مرید بن مردود** اور **مردود بن مرید** کو بلا کر دو لاکھ دیو ساتھ کر کے اراہ پر **صاحبقران اعظم** کو ڈالکر انکے حوالے کیا یہ دونون دیو خوشی خوشی **صاحبقران اعظم** کو لیکر طرف پشتہ تاریک کے روانہ ہوئے کہ اب انکا حال تو پھر عرض کیا جائیگا اور **دیو قرسی** نے کہا کہ مینے اپنا کام کر دیا تو اپنے وعدہ کو ابلور اکر **دیو نفریت بن عفریت** نے اک رقعہ اپنی مان کے نام لکھا کہ مین جس دیو کو یہ رقعہ دیکر بھیجتا ہون اس کے ساتھ شادی **حمالہ پری** کی کر دینا تامل نکرنا اس لیے کہ مین نے اس سے اقرار کیا تھا اور اسنے بہت بڑا کام کیا ہے **دیو قرسی** تو نامہ لیکر اودہر روانہ ہوا لیکن آپ خوش وخرم بیٹھا کہ اب جب جائینگے دیو دائر کے **گلستان ارم** پر قبضہ کرلینگے مگر اب حال پر ملال لشکر اسلام کا سنیئے کہ جب صبح ہوئی اور خادم داخل خیمہ **صاحبقران اعظم** ہوا کہ چل کر شہزادہ کو جگائین کہ وقت نماز کا تنگ ہوگیا ہے وہان جاکر عجیب حالت دیکھی کہ مسہری خالی ہے پشت خیمہ کے چاک سے باہر جاکر دیکھا تو دہنہ نقب کا کھلا ہوا ہے یہ خادم پیٹنے لگا کہ کوئی مکار **صاحبقران اعظم** کو چرا لے گیا بس یہ سنتے ہی لشکر مین تہلکہ پڑگیا دیو پری چھٹے دوڑے بعض دیو نقب مین بہا ند پڑے کہ شاید چور راستے مین ہو لیکن اب کون بیٹھا ہے جسے گرفتار کرین ادہر اودہر ڈھونڈ کر چلے آئے رفتہ رفتہ یہ خبر **ملکہ آسمان پری** اور **قرشیہ سلطان** اور **قرشیہ ثانی** کو ہوئی سب رونے پیٹنے لگین اور **ملکہ آسمان پری** اسقدر روئین اور پیٹین کہ بیہوش ہوگئین قرشیہ **سلطان** نے نیروزانو بغل کر لیے سب اپنے اپنے حال مین مبتلا تھے اور ملکہ آسمان پری بیہوش پڑی تھین یا کسی کو خبر کسی نے نہ لی ایک تو سن ضعیفی دوسرے جوان فرزند کا صدمہ یقین ہوگیا تھا کہ یہ کفار اب میرے فرزند کو زندہ کیا چھوڑینگے دشمن اوسکے قتل ہوگئے ہونگے اسی دھڑکے مین سانس اولٹ گئی اور مرغ روح آشیانہ تن سے پرواز کرگیا ابھی تک کسی کو خبر نہین ہے جب جوش گریہ کم ہوا اور لطف **قرشیہ سلطان** کی نان پر پڑی دیکھا کہ مطلق حس وحرکت نہین ہے کہا لوگون ہٹو ذرا دیکھو تو کہ والدہ مہربان کی حالت کیا ہے دیکھا تو راہ نفس بھی قطع ہوچکی ہے نبض ساقط ہے کوئی علامت زندگی نہین پائی جناب **عبد الرحمن جنی** نے جو دیکھا کہا ملکہ نے انتقال فرمایا اب پھر سے نیا کہرام برپا ہوا

سب بیٹھنے لگے دوپہر تک قیامت کبرے برپا رہی آخر کار میت اوٹھانے کا سامان کیا اور قریب گل بستان صاحبقرانی سعد بن قباد شہریار کے دفن کیا تین روز تک ماتم عظیم برپا رہا تمام شہر معہ فوج کے سیاہ پوش تہا ایسی حالت تھی کہ دیونفریت بن عفریت کو بھی زخم آگیا اور کہا کہ ذرا ہوش ان لوگوں کے ٹھکانے ہو لیں تو قلعہ پر دہاوا کرون

لیکن اب یہانسے حال سلیمان ثانی شوہر ملکہ قریشیہ سلطان کا بیان کیا جاتا ہے

کہ یہ بھی خبر لشکر کشی دیونفریت کی سنکر بقصد مدد چلے تھے طے مراحل و قطع منازل کرتے چلے آتے تھے راستے مین دیکھا کہ بہت سے دیو آرابہ کسی کے بندے کا لیے جاتے ہین اپنے دیوون سے کہا کہ ذرا دریافت تو کرو کہ یہ کیسے قید جاتی ہے دیوون نے دریافت کرکے عرض کی کہ غضب ہوا صاحبقران اعظم کو یہ دیو نہین معلوم کس طرح اسیر کر لائے ہین اور چاہ بستہ تاریک مین پھینکنے کو لیے جاتے ہین بس یہ سننا تھا کہ سلیمان ثانی نے کہا کہ مار لو ان حرامزادون کو اور چھین لو قید اسنے یہ کہکر مرکب کو جولان کیا اور مانند برق کے آکر لشکر دیوان پر گرے قتل کرنا شروع کیا یہ حالت دیکھکر دیو مرید نے کہا کہ مین تو اس آدم زاد کو روکتا ہون اسے دیو مردود تو قید کو لیکر بہاگ اور اسیطرح بستہ تاریک مین پھینکدے یہ کہکر دیو مرید تو سلیمان ثانی کے سدراہ ہوا اور دیو مردود آرابہ لیکر چاہ تاریک کی طرف بہاگا مگر نعرہ سلیمان ثانی کا ہوا اور آواز سلیمان ثانی کی کان مین صاحبقران اعظم کے پہونچی بس ہتکڑی بیڑی پکڑ دامن آرزو مین آکر اب جو جرخ مارا قید کو مانند تار عنکبوت کے پارہ پارہ کر ڈالا یہ کہکر دیو مردود بن مرید نے کہا کہ او آدمزاد غضب کیا تو نے کہ قید کو توڑ ڈالا جسکو دیو بھی نہین توڑ سکتے کب چھوڑتا ہون تجکو کہ پھر تو جاکر دیونفریت بن عفریت کو پریشان کرے یہ کہکر ساطور مارا صاحبقران اعظم نے بغلی میڑ کرکے ساطور کو خالی دیا اور میل ساطور پکڑ کر جو جھٹکا مارا قبضہ ہاتھ سے دیو کے نکل آیا اور دیو مردود سامنے اوندھے منھ آرہا بس اسکا سامنے آنا تھا کہ وہی ساطور جو مارا تو دیو مردود کے دو ٹکڑے ہوگئے ادھر سلیمان ثانی سے ادھر مرید سے سامنا ہوا دیو مرید پکارا کہ او آدمزاد تو اسکا کون ہے جو چھڑانے کو آیا ہے جا چلا جا ورنہ میرے ہاتھ سے مارا جائیگا سلیمان ثانی نے کہا او مردود لعین تیرے مارے مین کب جاتا ہون طول تقریر سے کچھ حاصل نہین ہے اگر کچھ دعوائے مردی و مردانگی ہے تو لا ضرب بہادری کے دیو مرید نے ساریق کا وار کیا سلیمان ثانی نے ساریق کو تیغ سے قلم کرکے جو ہاتھ تلوار کا مارا تیغہ بالا تو سر پہ چمکا تھا زمین پہ نظر آیا دیو مرید کے دو ٹکڑے ہوئے اب تو سلیمان ثانی اور صاحبقران اعظم نے دیوون کو تلوار کے تلے دہر لیا اور لاشون پر لاشین گرانا شروع کین کشتون کے پشتے اور لاشون کے انبار لگا دئے لیکن دو لاکھ دیو مین کہان تک قتل ہون دیو بھی برابر یورش

کیے چلے آتے ہین شور کر رہے ہین کہ مار لو ان آدم زادون کو جانے نپائین غضب کیا انھون نے سردارون کو ہمارے مار ڈالا بہت دیر تک یہ دیو لڑا کیے ہزار کا کھیت ہوا آخر کار فوج بے سردار کہان تک لڑتی سب بہاگ کھڑے ہوے یہان **سلیمان ثانی** اور **صاحبقران اعظم** سے ملاقات ہوئی **سلیمان ثانی** نے پوچھا کہ کیا حال ہے **گلستان ارم** کا اور تمکو کیونکر ان **دیوون** نے اسیر کیا **صاحبقران اعظم** نے سارا حال جنگ کا اور اپنی اسیر ہونے کی کیفیت بیان کی اور کہا کہ اب نہ معلوم وہان کیا کیفیت گزری ہوگی جلد چلنا چاہیے اسلیے کہ ابکی مرتبہ **دیو نفریت** کے ساتھ بہت بڑا لشکر ہے اگرچہ مینے تینتیس چالیس سردارون کو مارا مگر ابھی بڑے بڑے دیو باقی ہین **سلیمان ثانی** نے کہا کہ ہان اب جلد چلنا چاہیے اب یہ دونون ساتھ ہولیے **گلستان ارم** کی جانب روانہ ہوے دیکھیے کب پہونچتے ہین لیکن اب یہان سے

اول حال دیو نفریت بن عفریت کا بیان کیا جاتا ہے

کہ اوسنے بعد **انتقال** ملکہ آسمان پری تین روز تک تو سکوت اختیار کیا بعد تین روز کے طبل جنگ بجوا دیا کہ ایسا نہ ہو ان خدا پرستون کی کمک آجائے یہ خبر لشکر آسمان پری مین ہوئی **عبدالرحمن جنی** نے فوج کو قلعہ مین کر لیا خندق مین آگ روشن کرا دی پل تختہ اٹھوا دیا لیکن جسوقت یہ خبر ملکہ قریشیہ **سلطان** کو پہونچی **عبدالرحمن جنی** سے کہا کہ مین ان حرامزادون سے لڑونگی یہ فرما کر سلاح سنجوق سے آراستہ ہوئین تیغہ کمر سے لگا کر سپر پشت پر ڈالی خود سر پر رکھا موزے پاؤن مین پہنے دستانے ہاتھون مین پہنے اور آمادہ جنگ ہوکر بیٹھین لیکن **عبدالرحمن جنی** نے کہا کہ آپ متردد نہون اور خلاف حکم اپنے شوہر کے نکلیے یہ قاعدہ سے پایا جاتا ہے کہ ہر وقت کمک پہونچیگی اور انجام مین فتح آپ ہی کے نام ہوگی کہا خیر دیکھا چاہیے غرض تمام طبل بجتے بجتے زمانہ شب کا برطرف ہوا اور رخانہ شب سے صبح برآمد ہوئی جھونکے نسیم بہار کے چلے طایران خوش الحان مصروف نغمہ سرائی ہوے اہل اسلام نے نماز سحری سے فراغ حاصل کیا **نفریت بن عفریت** نے بائیس لاکھ دیوون کی فوج لیکر میدان جنگ مین آیا تو میدان کو خالی پایا پکار کر آواز دی کہ تمھین جس جس پر بھروسا تھا وہ ایسا گیا کہ قیامت تک ملاقات نہوگی بہتر ہے کہ حلقۂ اطاعت کان مین ڈالو تو جان تمھاری بچ جائیگی ورنہ ایک ایک کو چن چنکر مار ڈالونگا اہل قلعہ نے گالیان دین کہ او ملعون کیا جھک مارتا ہے ہم کبھی تیری اطاعت نہ کرینگے بس یہ سنکر اسنے **دیو کرکرا** اور **دیو تن تنا** کی طرف دیکھا اور کہا لے لو قلعہ ان خدا پرستون سے بس یہ سنتے ہی یہ دونون دیو دو لاکھ دیو اپنے ہمراہ لیکر قلعہ کی طرف چلے اہل قلعہ نے جو ان دونون دیونکو اپنیطرف آتے دیکھا تو دیون کے زد پر لاکر توپین سر کین اور گولے مارنا شروع کیے ان دونون دیوون نے گرز سپر کو سنبھالا دامن گردانے اور قلعہ کی طرف چلے قلعہ کیطرف سے لوگون کی مار ہونے لگی توپ خانہ رعد آواز گرجا تمام صحرا دہوان دھار ہوگیا ہزارہا دیو لشکر **دیو تن تنا** اور **دیو کرکرا** کے مارے گئے جس دیو کے گولہ لگا سینہ توڑ کر نکل گیا

تھا لیکن وہ بانگ لاشین زمین پر بچھی ہوئی ہین گولہ اندازون نے جسے تاکا اوسے مارا دیو تن تنا اور
دیو کرکرا پہ بھی گولون کے بوچھار ہوا کی لیکن ان دونون کے کوئی گولہ قضا کا نہ لگا اور یہ ہر ایک
ہر گولے کو گرز سپر سے رد کرتے رد ہوئے قریب خندق پہونچ گئے جسوقت وہان ہر طرف ہوا
دیکھا اہل قلعہ نے کہ دونون دیو زندہ و سالم موجود ہین بس ماننے کا منڈ الا کر گوک کا پہلا بارود کی
ہانڈی تیل کا کڑاہ یہ سب چیزین پھینکین مگر ان دونون نے ان حربون کو بھی روکا اور جست
کرکے دروازہ قلعہ پر جا پہونچے بس یہ دیکھکر قلعہ مین تہلکہ مچ گیا لوگ دست بدعا ہوے کہ
الٰہی کس بیکسان وانے داد رس غریبان اپنے بندے کو ان کافرون کے ہاتھ سے نجات
دے ادہر ملکہ **قریشیہ سلطان** نے سپر تلوار سنبھالی اور **عبدالرحمن جنی** سے کہا کہ تمھارے
باعث سے یہ نوبت بہم پہونچی ورنہ مین ان کو قلعہ کے قریب ہی نہ آنے دیتی خیر اب تو جو ہوا
ہوا بس دروازہ قلعہ کا کہولدو مین ان حرامزادون کو مزا سرکشی دیے دیتی ہون عبدالرحمن
جنی نے یہہ کہا کہ یون آپکو اختیار ہے مگر میری راے نہین ہوتی اگر شوہر آپ کے یہ سنینگے
کہ منع کیا تھا تم میدان جنگ مین کیون نکلین تو آپ کیا جواب دیجیے گا **قریشیہ
سلطان** نے کہا کہ یہ اوسوقت کے لیے ہے جب کوئی مددگار موجود ہوے اسوقت مین اپنی
حفاظت اور کسطرح ہو سکتی ہے یہ فرماکر مرکب طلب کیا اور چہرہ پر نقاب ڈالے اور دروازہ
قلعہ کی طرف چلین اور آواز دی کہ ای ابلیس پرستو خبردار دروازہ قلعہ کا نہ توڑنا مین آتی
ہون یہ فرماکر ادہر تو یہ چلین ادہر **دیو کرکرا** اور **دیو تن تنا** نے جو نعرہ کی آواز سنی
اکر بیلے سے کیا غفلت تھی جو نکل کر مقابلہ نہ کیا قریشیہ **سلطان** نے کہا کہ دیکھ تجھے سب
کچھ بتلائے دیتی ہین یہ فرماکر قلعہ کا پہاٹک کہلوا دیا اور چاہتی تھین کہ قلعہ سے نکلین کہ اکایک
از پردہ بیابان گردے بر خاست مگر گرد تیرہ تیرہ و خیرہ خیرہ بہر گرد بر آسمان رسید ڈبائے
گرد از زمین پیچیدہ سب دیکھنے لگے کہ کون آتا ہے **دیو لفرہیت** تو دل مین ڈرا کہ معلوم
ہوتا ہے کمک اہل اسلام کی آگئی اور دیو کرکرا اور **دیو تن تنا** بھی منتظر ہوے
اور قریشیہ سلطان بھی رکی کہ ایسا نہ ہو کہین وہی مرد وا آجاے تو مجھے طعنہ دے گا کہ اسی
اثنا مین دامن گرد کا شگافتہ ہوا اور دل گردے **سلیمان ثانی** اور **صاحبقران اعظم**
پیدا ہوئے پشت پر چالیس ہزار دیو **قریشیہ سلطان** تو صورت اپنے شوہر کی دیکھتے
ہی اولٹے پاؤن پھرین اور اہل قلعہ نے پاٹون پاٹ دروازہ کھولدیا اور قلعہ سے نکلنے لگے
دیو کرکرا اور دیو تن تنا قلعہ سے پھرے **دیو لفرہیت** نے جو صورت **صاحبقران
اعظم** کے دیکھی دم فنا ہوگیا کہ یہ کیونکر چھوٹا اتنے مین دیکھا تو فوج **دیو مرید** اور
دیو مردود کی لاشین لیے ہوئے اور خاک اڑاتے چلے آتی ہین **دیو لفرہیت**
نے پوچھا کہ ارے کیا ہوا یہ کیونکر چھوٹا اونھون نے تمام ماجرا **سلیمان ثانی** کے
آنے کا اور قید توڑنا **صاحبقران اعظم** کا اور مارے جانا اپنے
سردارون کا بیان کیا ادہر **صاحبقران اعظم** نے آتے ہی دیو
کرکرا کو ٹوکا کہ او ملعون تجھے غیرت نہ آئی کہ مجھکو دغا سے قید کرکے ادہر بھیجا اور آپ
ادہر میدان خالی پاکر قلعہ پر یورش کی کہ اب مین آگیا ہون اب تو قلعہ کی طرف قدم بڑھا پاؤن توڑ

ڈالو گا دیو کرکرا نے کہا کہ اے آدم زاد قسم ہے خداوند اہلیس کی کہ مین اس واقعہ سے آگاہ بھی نہین
کر چکے کس نے اسیر کیا اور کیونکر اسیر کر کے کس طرف بھیجا ان قلعہ پر بیشک مینے دھاوا کیا تھا
تو یہ فعل بھی بادشاہ کے حکم سے تھا میرا فعل نہ تھا اور مین تجھے ڈرتا نہین ہون اب بھی تیرے
مقابلے کو موجود ہون یہ سنکر صاحبقران اعظم نے فرمایا دیر کا ہے کی ہے لا ضرب
بہادری کے ادھر دیو تن تنا نے سلیمان ثانی کا سامنا کیا دیو کرکرا نے
صاحبقران اعظم پر چپاق چادر کا وار کیا یہ حربہ عجیب ظالم حربہ ہے کہ اس
سے بچنا دیوون کا دشوار ہے نہ کہ آدمزاد کا چند زنجیرون کے جال مین بڑی بڑی شیل
بندھی ہوتی ہے صاحبقران اعظم بھی ایسا بہادر تھا جسنے اس حربہ کو
بقفون سیاہ کرکے رد کیا اور ایک ایسا ہاتھ تلوار کا مارا کہ تلوار دہنے شانے پر دیو کرکرا کے
چلی اور بائین کر سے نکل چلی گئی ادھر کا دھڑ ایک طرف گرا اور نیچے کا دھڑ دوسری جانب
سے یہ معلوم ہوا کہ اک منارہ بلند دو ہو کر گر پڑا زمین ہل گئی دونون ٹکڑے اسطرح پر
پھڑکے کہ زمین کو زلزلہ آگیا ادھر دیو تن تنا نے شاہزادہ سلیمان ثانی پر وار شمشاد
کا وار کیا سلیمان ثانی نے زیر بغل بکا ایسا ہاتھ تیغہ آبدار کا مارا کہ بندارہ
کھل گیا آنتین باہر نکل آئین دیو تن تنا اوندھے منھ گرا لیکن ان دونون کا
مارے جانا تھا کہ اذدیت بن عفریت نے چالیس لاکھ کے لشکر کو آواز دی
کہ اے کیا دیکھتے ہو مار لو آدمزادون کو غضب کیا انھون نے کہ اتنے اتنے بڑے
سردارون کو مار ڈالا جانے نہ پائین آج اسے بغیر فیصلہ کئے نہ بیٹھنا بس
یہ سننا تھا کہ چالیس لاکھ دیو یورش کر کے چلے صاحبقران اعظم
نے سلیمان ثانی کی طرف دیکھکر کہا کہ بھائی صاحب آج سامنا موت
کا ہے بچنے کی تو کوئی صورت نظر نہین آتی ہے مگر اتنا خیال ہے کہ جہان تک ممکن ہو
چن چن کر سردارون کو قتل کیجیے یہ کہکر تلوار کھینچی اور لشکر دیوان پر گرے اور وہ سلیمان ثانی
اُس بادل مین ڈوبے اور قتل کرنا شروع کیا جس دیو کو تلوار ماری اوسکے
دو ٹکڑے ہوئے ادھر دیوان گلستان ارم اپنے مالک کے شریک ہو کر
مصروف جنگ ہوئے لیکن صاحبقران اعظم نے جو لشکر کو اپنے
سیاہ پوش دیکھا نہایت پریشان ہوئے کہ یہ کیا معرکہ ہے خدا کو خیر کرے مگر ایسی حالت مین
پوچھین کس طرح فرصت تو ملتی نہین ہے اگر ایک دیو قتل ہوتا ہے تو چار مقابلہ
پر نظر آتے ہین برابر لڑ رہے ہین صدائے تکبیر دہن بلند ہے لاشین
گر رہی ہین بازار موت گرم ہے جانون کی خریداری ہے گوشۂ امن نایاب
ہے بہادر ہٹ ہٹ کر گر رہے ہین جو دیو گرتا ہے زمین ہل جاتی ہے ہنگامہ
قیامت برپا ہے ڈھالون کا دھوان دھار ابر چھایا ہوا ہے کوندا برق شمشیر کا
چمک رہا ہے بارش سرون کی ہو رہی ہے دریائے خون مین سیلاب
پر سیلاب آرہے ہین جو دیو قتل ہوتا یہ معلوم ہوتا ہے کہ دہانہ مشکیزہ
پر خون کا کھل گیا زمین گلنار ہو رہی ہے لاشون پر لاشین گر رہی ہین ادھر تو

صاحبقران اعظم نے جدہر کا رخ کیا ستہراؤ کر دیا ادہر سلیمان ثانی نے کشتون کے پشتے لاشون کے انبار لگا دیے ہین یہ دونون شیر سرداران لشکر دیوان کی تلاش مین رہتے ہین جسے پایا لقمۂ دہان شمشیر آبدار کیا کئی سردار اور مارے گئے ادہر لشکر اسلام اور لشکر کفار کے دلیرون مین چقماق چار چوب چماق ساطور گران ارہ دست نہنگ وار شمشاد چہرہ ست گران میل فولادی ترسول بجہول سا برق گرز برابر چل رہے ہین قیامت کی لڑائی ہو رہی ہے اودہر تو دیوان کفار کو یہ خیال ہے کہ تعداد انکی ہمیشہ بہت کم ہے اگر ایک ایک مٹھی خاک ڈالین گے تو یہ تپ کے رہجا ینگے اودہر دلیران لشکر اسلام یہ سمجھ رہے ہین کہ مرنا تو ہر طرح پر ہے پھر دشمنون کو اچھی طرح مار کر کیون نہ مرین دونون فوجین لڑی ہوئی ہین مقاتلہ ہو رہا ہے کہان تک گزارش کیا جائے کہ دوپہر کامل تلوار چلی اب سلیمان ثانی اور صاحبقران اعظم کی یہ حالت ہے کہ خود بھی زخمی ہوئے ہین طاقت نے جواب دے دیا ہے کہان تک لڑین کس کس کو قتل کرین چالیس لاکھ دیو ہین اگرچہ اب تعداد کم ہوگئی ہے تاہم تیس چھتیس لاکھ ہین تو شک نہین ہے قریب ہے کہ لشکر اسلام شکست کہا جائے اور صاحبقران اعظم و سلیمان ثانی شہید ہو جائین ملکہ قریشیہ سلطان بام قلعہ پر سے ملاحظہ فرما رہے ہین اور بہائی اور شوہر کے واسطے بیتاب ہین بال سر کے کھولدیئے ہین مصروف دعا ہین کہ اے کس بیکسان واے دادرس غریبان مشکل کو ہماری آسان کر اور مدد کر اپنے بندون کی کہ تیری راہ مین کفار سے جہاد کر رہے ہین عبدالرحمن جنی نے پریشان ہو کر زائچہ کیا ہے اور احکام استخراج کر رہے ہین مگر کچھ سمجھ مین نہین آتا ہے ہر مرتبہ انتشار طبیعت کی وجہ سے دماغ پریشان ہے اودہر صاحبقران اعظم اور سلیمان ثانی گھوڑون پر جھوم رہے ہین اگر کوئی دیو خود قریب آجاتا ہے تو اوس سے لڑ لیتے ہین ورنہ آگے بڑھنے کی قوت نہین ہے بازو شل ہو گئے ہین قبضہ تلوار کا ہاتھ مین گہہ بیٹھا ہے کہنیون سے خون ٹپک رہا ہے قریشیہ سلطان اور قریشیہ ثانی دونون مان بیٹیون نے قصد کیا ہے کہ جلد شریک جنگ ہون سلح جنگ سے آراستہ ہونے لگی ہین کہ یکایک از پردہ بیابان گردی برخاست مگر گرد خفیف سب دیکھنے لگے کہ کون آتا ہے اہل اسلام دعا کرنے لگے کہ خداوندا ہماری کمک بھیج کہ ہم قوت بیجان ہین اودہر کفار یہہ خیال کیے ہوئے ہین کہ اگر اہل اسلام کی کمک بھی آئیگی تو ہمارا کیا کریگی انکو اپنی جمعیت پر خاطر جمع ہے مگر نگاہین سب کی اوسی طرف ہین کہ کون آتا ہے یکایک آگے آئی تو دیکھا گرد کا شگافتہ ہو اور دل گرد سے اک شہزادہ چاند کی تصویر مرقع صاحبقرانی چہرہ خال و خط ابراہیمی علامات اولاد صاحبقران کے ہویدا ہین بایک طرف فرہاد خان یک منزلی فرسنگ بن لندہور ثانی دوسرے جانب ارشیون بن فرزاد پشت پر اک دیو دراز قامت

قوی الجثہ بہت بڑا گرز ہاتھ مین لیے ہوئے عقب مین اوسکے دس ہزار دیو وہ بھی ایسے ہی زبردست ہر ایک اونمین کا قابل سردار لشکر ہے مگر اپنے افسر کے سامنے وہ مرتبہ اک سپاہی کا رکھتے ہین ملکہ قریشیہ سلطان وغیرہ نے **سکندر رستم خو** کو کبھی دیکھا تو تھا نہین جو پہچانتے دل سے کہا کہ غضب ہوا کہ یہ لڑکا کس وقت آیا ہے ایسا نہو کہ مبتلاے بلا ہو لیکن **سکندر رستم خو** نے یہ قیامت برپا دیکھی کہ لشکر اسلام شکست کھایا چاہتا ہی اور دو سردار نہایت زخمی ہین دیوونکا اونپر یورش ہے وہی ایسے بہادر ہین کہ اس حالت مین بھی برابر حملۂ شیرانہ کر رہے ہین بس یہ دیکھتے ہی سکندر نے آواز دی کہ ہان مار لینا ان حرامزادون کو کہ بڑی سرکشی انہون نے کر رکھی ہے یہ کہکر گھوڑا ڈالدیا ساتھ ہی ارشیون پریزاد فرہاد خان یک صنزلی فرسناک بن لندہور نعرے کر کرکے فوج کفار پر گرے اودہر تو **دیو تہمتن گرز زن** نے گرز سیدھا کیا اور آکر فوج کفار پر دس ہزار دیوون سے گرا اور اپنے گرز گران سے ان دیوونکو تھپکنا شروع کر دیا جسپر گرز مارا ایک چبوترہ بنا دیا اب یہ قتل کرتا ہوا **علمدار لشکر دیوان** کیطرف چلا اور **سکندر رستم خو** بیٹے **صاحبقران اعظم** کے پاس آئے سلام کیا اور کہا کہ آپ نہ تکلیف فرمائین مین ان مردودون سے سمجھے لیتا ہون یہ کہکر اپنے ساتھ کے دیوونسے کہا کہ حلقہ مین لے لو اوسکے بعد **سلیمان ثانی** کو حفاظت مین کیا اور اب **دیوان** کفار پر تلوار برسانا شروع کی یہ معلوم ہوا کہ بجلی چمک چمک کر گر رہی ہے خرمن جان برباد ہو رہا ہے اب یہ قوم **دیوان گلستان ارم** کی جمعی اور ادہر اونہون نے بھی لڑنا شروع کیا ایک طرف **فرہاد خان یک صنزلی** چوبدست گران سنگ سے دیوونکو پست کر رہا ہے دوسری جانب ارشیون پریزاد تلوار سے سر قلم کر رہا ہے ایک سمت **فرسناک بن لندہور** لاشون پر لاشین گرا رہا ہے ایک طرف شاہزادہ **سکندر رستم خو** مثل شیر گرسنہ کے حملے کر رہا ہے اور اسنے دیو **لفریت بن خفریت** کو تاک لیا ہے کہ تخت ہی اسکا الٹ دو کہ بکھیڑا پاک ہو ورنہ یہ انبوہ کہانتک قتل کروگے اوسطرف **دیو تہمتن گرز زن** اپنے گرز سے **دیوون** کو پست کرتا ہوا پیوند خاک بناتا ہوا چلا جاتا ہے جو گرز پڑتا ہے زمین ہل جاتی ہے جو دیو سامنے آجاتا ہے وار کرتا تو نظر آتا ہے لیکن وار رد کرنے کے بعد پتا بھی معلوم ہوتا کہ کیا ہوا زمین نگل گئی یا آسمان کہا گیا مگر **سردار دیوان** کفار برابر آگے ہوئے لڑ رہے ہین اور ابتک انکے یہی حوصلے ہین کہ ہم فتح یاب ہونگے اگر ایک لڑکا چند دیو ہمراہ لیکر آگیا ہے تو کیا کر لیگا برابر فوج کو ترغیب دیرہے ہین کہ ہان مار لو اس طفل کو جانے نپائے ایک طرف **دیو گلزال** ارہ پشت نہنگ بڑھے ہوئے **دیوان** لشکر اسلام کو قتل کر رہا ہے ایک جانب **دیو نیزال** لاشون پر لاشین گرا رہا ہے ایک سمت **دیو ابلق بن سمندون ہزار دست** ایک جانب **دیو تبلق بن سمندون ہزار دست** ایک طرف کو گراز بن گرز لیے لڑ رہا ہے اسیطرح اٹھارہ اونیس **دیوان** زبردست لشکر اسلام کا ستھراؤ کیے دیتے ہین **سکندر رستم خو**

یہ دیکھکر اپنے ساتھیون کو آواز دی کہ افسران فوج سے مقابلہ کرو اور مین بادشاہ لشکر کی طرف جاتا ہون یہ کہکر مرکب کو باشہ مارا اور تخت لفریت بن عفریت کی طرف چلا ادھر دیو تہمتن گرزن نے علمدار لشکر کی طرف رخ کیا اس دیو کی صورت دیکھکر بہرے دیوان کفار کے آب آب ہوئے جاتے ہین ادھر ارشیون پریزاد نے دیو گنزال کی طرف رخ کیا اور خرسنگ بن لندہور سے دیو منیزال کا سامنا کیا فرہاد خان یک ضربی نے دیو ابلق بن سمندون ہزار دست کو روکا اور بر سر راہ ہوا دیو تہمتن گرزن نے دیو تبلق کو روکا اور سکندر رستم خو نے دیو گراز بن گراز سے سامنا کیا اول حال ارشیون پریزاد کا بیان کیا جاتا ہے کہ جیسے ہی یہ سامنے دیو گنزال کے پہونچے دیو نے کہا کیا شب آدمزاد اب ایسے ہوگئے کہ دیوون سے مقابلہ کرین ارشیون نے کہا کہ دیکھ ابھی معلوم ہوا جاتا ہے لاضرب بہادری کے دیو گنزال نے ارد نیست تنگ مارا ارشیون نے وار اسکا خالی دیکر جوہر کا ہاتھ مارا دیو گنزال کے دو ٹکڑے ہو گئے ادھر خرسنگ بن لندہور پر دیو منیزال نے وار شمشاد مارا خرسنگ نے زیر بغل اڑا کے ہاتھ تیغہ آبدار کا مارا کہ بغل کے نیچے تلوار چلی اور ادس بغل سے نکل گئی اوپر کا منڈلا الگ اور نیچے کا جسم الگ جا کر گرا فرہاد خان یک ضربی سے اور دیو ابلق سے سامنا ہوا دیو ابلق نے گرز مارا فرہاد خان نے ضرب اسکی جو بدست پر روک کر جو وار کیا تو سر سے سینہ مین جا رہا اور دیو ابلق تڑپ کر مر گیا ادھر دیو تہمتن گرزن نے بہت سے افسران فوج کو مارا انجام کار دیو تبلق بن سمندون ہزار دست سے سامنا ہوا دیو تبلق نے چوب چماق کا وار کیا دیو تہمتن نے چوب اسکی گرز پر روک کر خبردار خبردار کہکر جو گرز مارا دیو تبلق پیوند خاک ہو گیا اک عالم تہ کر نیست ہو گیا تش گرد بلند ہوا شاہزادہ سکندر رستم خو نے تعریف کی اب اُسنے لڑائی کا ڈھنگ بدل دیا اور دیوون کو چیر چیر کر پھینکنا شروع کیا فوج کفار مین کھلبلی پڑ گئی کہ یہ بلا کہان سے آگئی لیکن سکندر رستم خو قریب تخت لفریت بن عفریت کے پہونچ گئے تھے کہ دیو گراز بن گراز ادھر سر راہ ہوا اور کہا کہ او طفل بڑی ہمت کی تو نے کہ تخت بادشاہ تک لڑتا ہوا آگیا پس اب اپنے ارادہ سے باز رہ اور اطاعت اختیار کر ورنہ دانت لگاونگا ڈاڑھ بلبلا بلبلا کر کہا جاؤنگا شاہزادہ سکندر رستم خو نے کہا کہ مین لقمہ سخت ہون گلے مین پھانسی بنجاؤنگا لاضرب بہادری کے بس یہ سنتا تھا کہ دیو گراز بن گراز نے وار شمشاد کا وار کیا شاہزادہ سکندر رستم خو نے دستہ پر ہاتھ ڈالدیا اور جھٹکا مارا کہ پیوند سے منہ آدھا بس چھین کر وار دستہ جو سر پر اسکے مارا دیو آتش بازی ہو گیا اور چیخ مار کر زمین پر گرا اور تڑپ کر مر گیا دیو تہمتن نے تعریف کی اے شہریار عالی وقار رہنے بات آپ ہی کے واسطے ہے سکندر رستم خو نے اسکو مار کر تخت

دیو لفریت کا رخ کیا سیکڑون دیوان زبردست نے راہ روکی سکندر رستم خو نے جسپر تلوار ماری دو ٹکڑے ہو گئے اسیطرح لڑتے ہوئے قریب **تخت دیو لفریت بن عفریت** کے پہونچ گئے **دیو لفریت** نے جو دیکھا کہ یہ لڑکا اس ہما ہمی کے ساتھ بیباکانہ آ پہونچا ہے پس اسنے آواز دی کہ اے طفل در واقع مین تو دلاور اور بہادر ہے اگر اطاعت میری قبول کرے تو تجھے سالار لشکر بناؤن فرمایا کیا جھک مارتا ہے پہلے اپنی جان تو میرے ہاتھ سے بچالے **دیو لفریت** نے کہا معلوم ہوا کہ قضا تیری دامنگیر ہے یہ کہکر دار شمشاد کا وار کیا **سکندر** نے وار اوسکی خالی دی کہ گرد اوڑی **لفریت بن عفریت** خوش ہوا کہ مین نے مار آواز دی کہ زدم و پست کردم **دیو تہمتن** نے پلٹ کر دیکھا تو گرد مین شاہزادہ پوشیدہ تھا سمجھا کہ وہ **شہریار عالی وقار** مارا گیا پس اسنے چاہا تھا کہ گریبان پارہ کرون اور خود اس **دیو** سے عوض خون کا لون کہ یکایک **سکندر** نے گرد سے نکل کر آواز دی کہ کراز دے وکر ایست کردی حریف تیرا مین موجود ہون یہ کہکر جو تلوار ماری **لفریت** نے جست کی اور تخت سے کود کر وار کو خالی دیا تلوار جو پڑی ہے تخت کے دو ٹکڑے ہوئے **لفریت** نے چاہا کہ ہاتھ بڑہا کر اوٹھا لون اور لقمہ کر جاؤن پس ہاتھ اوسکا قریب پہونچا تھا کہ **سکندر** نے کلائی ہاتھ سے پکڑ کر جھٹکا مارا اسلیے کہ کلائی اسکی ایک ہاتھ مین نہ آئی تھی جیسے ہی **دیو لفریت** جھکا پس شاخ اسکی پکڑ کر جو جھٹکا مارا شاخ بھی اسکی ٹوٹی **دیو** جان بچا کر بھاگا ادھر **دیو تہمتن** نے علم لشکر کفار کو سرنگون کیا علمدار کو مارا ادھر تو سردار مارے گئے **علم** سرنگون ہوا بادشاہ لشکر بھاگا پس تمام **دیون** کے پاؤن اوکھڑ گئے اور بھاگے **دیوان** زندانی دل مین کہتے تھے کہ اس سے تو وہی اچھے تھے کہ کھیتی کرتے تھے یہان تو نخل حیات قلم ہونیکا کھٹکا ہے خرمن جان پر بجلیان تلوارون کی کوندتی ہین ہم اس ملک گیری سے باز آئے یہ خیال کر گئے بھاگے آن واحد مین یہ بھی نہ معلوم ہوا کہ اس میدان مین کوئی تھا بھی یا نہین مگر ہان لاشین بہت سی پڑی ہوئی تھین اب اہل اسلام با فتح و فیروزی نقارہ شادمانی بجاتے ہوئے داخل قلعہ ہوئے **سکندر رستم خو** نے اپنا حسب نسب بیان کیا **صاحبقران اعظم** نے گلے سے لگایا **ملکہ قریشیہ سلطان و قریشیہ ثانی** بلاگردان ہوئین لیکن **سکندر رستم خو** نے سیہ پوشی کا سبب دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ **ملکہ آسمان پری** نے انتقال کیا بس یہ سننا تھا کہ **سکندر** نے اک چیخ ماری اور اسقدر رویا کہ بیہوش ہو گیا **صاحبقران اعظم** نے اپنی حالت تباہ کی اور **سلیمان ثانی** بہت روئے فتح کی جسقدر خوشی تھی وہ سب ماتم **آسمان پری** نے خاک کر دی تھی **گلستان ارم** مین پھر سے ماتم برپا ہوا اور **سکندر** نے بھی جوڑا شاہانہ دور کیا اور لباس ماتمی پہنا قبر **آسمان پری** پر جا کر بہت روئے کہ افسوس ای جدہ ماجدہ مجھے تو طلب کیا اور آپ راہی جنت ہوئین لیکن **بہار پری قمر پری گوہر پری** نے **قریشیہ سلطان** کو پرسا دیا اور حال مرگ **قمر آرا** و **گوہر زاد** کا بیان کیا غرضکہ بعد فاتحہ خوانی **ملکہ قریشیہ** نے **سکندر رستم خو** کو گلے سے لگایا اور

حال سلیمان کوہ چاک کا بیان کرنا شروع کیا کہ فرزند میرا طلسم نیرنگ قاف میں قید ہو گیا ہے اور تمہارے نام پر فتح اوس طلسم کی ہے اسواسطے مینے تمکو طلب کیا ہے کہ تم جاؤ اور اوسے رہا کر کے لاؤ شاہزادہ نے عرض کی کہ بہت بہتر ہے آپکی تعمیل ارشاد میں مجھے کیا عذر ہو سکتا ہے میں فی الفور روانہ ہونگا اور انشاء اللہ تعالی سلیمان کوہ چاک کو طلسم سے رہا کر کے آپکی خدمت میں حاضر ہونگا۔ ملکہ فرخ سلطان نے دیو طنطنہ کو تہمتن گرزن کا خطاب مرحمت کر کے اوسکو کل لشکر کا سپہ سالار مقرر کیا بعد اس انتظام کے شاہزادہ سکندر رستم خو مع صاحبقران اعظم سلیمان ثانی و راشد جنی و زنخی و ارشیون پریزاد و فریاد خان یکہ ضربی و فرسنگ بن لندھور ثانی اور کل لشکر کو ہمراہ لیکر بجانب قلعہ بلوریہ روانہ ہوئے منزلوں کو طے کرتے ہوئے چلے جاتے ہیں بعد قطع منازل و طے مراحل قریب قلعہ بلوریہ کے مع عبد الرحمن جنی کے جا پہنچے یہ خبر ساکنان قلعہ کو معلوم ہوئی یہ بھی اپنے لشکر کو مرتب کر کے سامان حرب و ضرب سے آراستہ و پیراستہ ہو کر بیرون قلعہ آئے اور آکر طبل جنگ بجوایا ہرکارے لشکر اسلام کے جو بامر جاسوسی یہاں مقرر تھے وہ یہ خبر لیکر اپنے لشکر میں آئے شہزادہ سے عرض کیا یہاں بھی بفضل خداوند کریم طبل جنگ نوازش میں آیا رات بھر دونوں لشکر میں سامان جنگ کی درستی ہوا کی جبکہ آفتاب عالمتاب دریچہ مشرق سے باہر آیا اور ماہتاب نے اپنا بستر خیمہ جانب مغرب روانہ کیا دونوں لشکر نکلکر میدان جنگ میں آئے صفوف جدال و قتال آراستہ ہوئیں لشکر دیوان کفار سے دیو ثقیل نکلا اور مبارز طلب کیا ادھر سے دیو طنطنہ یعنی تہمتن گرزن نکلا اور اجازت جنگ لیکر صف لشکر سے باہر آیا دیو ثقیل نے گرز کا وار کیا تہمتن نے گرز کو گرز پر روکا اب جو اوسنے اپنا گرز مارا تو دیکھا کہ لعین ثقیل گرز کے ایک چبوترہ ہڈیوں کا معلوم ہوتا ہے یہ معرکہ دیکھکر تہمتن گرزن پر سب دیو لشکر مخالف کے جھپٹ پڑے لگے وار پروار کرنے ادھر سے بھی لشکر دیوان کا مع صاحبقران اعظم سلیمان ثانی کے اور شاہزادہ سکندر رستم خو کے جا پڑے ایک جانب سے ارشیون پریزاد و فریاد خان یکہ ضربی و فرسنگ بن لندھور ٹوٹ کر کے لشکر دیوان سے ملحق ہو گئی وہ جنگ عظیم واقع ہوئی کہ سر فلک بھی یہ معرکہ دیکھکر تھرا گیا تا زوال آفتاب ہنگامہ جنگ و پیکار خوب گرم رہا غرضکہ دو پہر کی جنگ میں ڈیڑھ دو لاکھ دیو مارے گئے اور کوئی دس ہزار دیو دیوان لشکر اسلام سے جان بحق تسلیم ہوئے دیوان مخالف تاب مقابلہ نہ لاکے بھاگ کر طرف دیو نیرنگ روانہ ہوئی فرار کو قرار پر اختیار کیا سپہ جادو نیرنگ کیجانب رخ کیا یہاں قلعہ بلوریہ فتح ہو گیا قبضہ دیوان اسلام کا اوس پر ہو گیا تمام پریزادوں نے مژدہ فتح کی صاحبقران اعظم کو دی ہر طرف خوشی کے شادیانے بجنے لگے تمام لشکر نے ہفتہ بھر اسی مقام پر قیام کیا اب یہاں سے شہزادہ سکندر رستم خو نے پتہ طلسم نیرنگ قاف کا دریافت کر کے ایک دیو کو ہمراہ لیکر قصد روانگی طلسم نیرنگ قاف کیا صدائے خدا حافظ و ناصر و نصر من اللہ و فتح قریب ہر طرف سے بلند ہوئی اب یہ خود اوسجانب جاتے ہیں اور باقی سب فوج کو اور سرداروں کو اسی مقام پر چھوڑے جاتے ہیں کہ انکا حال آئندہ بیان ہوگا اب کچھ حال قلعہ بلوریہ کا بیان کیا جاتا ہے کہ یہاں زبانی ہرکاروں وغیرہ کی یہ خبر معلوم ہوئی کہ سب دیو جو یہاں سے فرار ہو گئے وہ نیرنگ کے پاس جمع ہوئے ہیں اور وہاں ہو کر ایک جمعیت کثیر فراہم کی ہے صاحبقران اعظم نے یہ خبر پاکر اپنی فوج تیار کر کے مع بارگاہ کوچ کیا یعنی جانب دیو نیرنگ روانہ ہوتے ہیں انکو بھی راہ میں چھوڑئیے اور

دو کلمہ داستان نابکار جنی کے سماعت فرمائیے

از ینقصہ یکدم فراموش کن + زجای دگر داستان گوش کن + راویان خوش تقریر اس داستان مصیبت عنوانکو صفحہ قرطاس پر یوں رقم کرتے ہیں کہ لشکر دیوان مکار جو قلعہ بلوریہ سے بھاگ کر نیرنگ شاہ کے پاس آیا اور تہمتن گرزن سے جو حرج ہوا وہ کر بیان کیا تو نیرنگ شاہ کو بھی نہایت تردد ہوا بادشاہ سے نابکار جنی نے جا کر عرض کیا کہ آپ کیوں متردد فرماتے ہیں میں نے ایک تالاب سحر تیار کیا ہے کہ اوسمیں لکڑیاں سلگوا دی ہیں شعلے اوس سے مشتعل ہوتے ہیں جس وقت

فوج حریف کی یہاں آ جائیگی میں ایک پر ایسا بھیجونگا کہ اوس میں سے جو بارش ہوگی اور جسپر ایک بوند بھی پڑ جائیگی خواہ دیو
خواہ انسان وہ مثل خلیل کو دان کے ٹکڑے ٹکڑے ہو کر اپنی تیغوں میں خود ہی جلا دینگے اور اوس تالاب میں گر کر ہلاک ہو جائینگے آپ بالکل کچھ اندیشہ
نہ فرمائیں اور اطمینان رکھیں میں نے سب بندوبست اپنا پختہ کر لیا ہے بادشاہ کو نابکار جنی نے اس کلام سے فی الجملہ تسلی دی
ہو اب اپنے بیان آکر ایک جام فراموشی علم تیار کیا ہے کہ کچھ پانی اسنے جام میں بھرا ہے اور کچھ نقوش نیرنجات اوسپر منقوش
کیے ہیں اور کل لوازمات اسکے درست و فراہم کرچکے اب اس مکار نے شکل اپنی تبدیل کی ہے اور ہیئت بدلکے برابر قلعہ
بلورینہ کے آیا ہے قضائے کار و اتفاقات روزگار سے مرسلہ بنت عمرو بائع تے آتی تھی کہ اس مکار نے اسکو فریب دیا
شکل تو یہ تبدیل کیے ہی ہوئے ہی بیانسے مرسلہ سے کہا کہ اگر میرا ایک کام تم کردو تو میں تمہارا نہایت ممنون و مشکور ہونگا
کیونکہ میں ایک مسافر ہوں میری حاجت روائی کردوگی تو میں تمہارا شکریہ مدت العمر ادا کرونگا ندانم بندہ ایم بس کہکے
اسنے ایک پرچہ نکالا اور اسکے ہاتھ میں دیا پرچہ دینے کے ساتھ ہی مرسلہ پر ایک بیخودی سی طاری ہوئی اسوجہ سے کہ پرچہ
قرطاس پر جو نقش تحریر تھا اوسکی یہی تاثیر تھی کہ جسکے ہاتھ میں دیا جائے وہ شخص بالکل بیخود ہو جائے غرضکہ جب بیخود ہو گئی
تو یہ مکار پہلو لگا کر ایک کنج کی طرف لایا کہ یہاں مقام تنہائی تھا اور یہ بیخود ہو چکی تھی بس اس ملعون نے اوس مقام
کو تنہا پا کے اس بیچاری کو شہید کیا افسوس ہے کہ یہ ایک نشانی مہر سپہر عیاری کی قاف میں باقی تھی اسکو بھی اس ملعون
نے مٹا دیا پس اس مکار نے اسی کنج میں صورت اپنی اسنے تبدیل کی اور اسیکی صورت بنکر اب عبدالرحمن جنی
کے پاس آیا حسب اتفاق انکو پانی کی خواہش ہوئی اسنے وہی جام پیش کیا ابھی پینے کے انجام یہ ہوا کہ وہ جو
در حقیقت تھالات یعنی حفاظت جان کے لیے پڑھ رہے تھے وہ فراموش ہو گئے عبدالرحمن نے پوچھا اے
مرسلہ یہ پانی تو کہاں سے لائی کہ تمام علم میرا مجھے فراموش ہوگیا اوسوقت اسنے دیکھکر کہا کہ ماموں جان تیری بلا
میں ہوں نابکار جنی کہ جو خطاب آپنے مجھکو نابکار جنی کا دیا ہے اب آپکا کام تمام کیا یہ کہکے دستک دی کہ دو زنگی
پیدا ہوئے ایک نے گلا دبایا اور ایک نے ہاتھ پکڑ لیئے انکا کام تمام ہوا قفس تن سے طائر روح نے پرواز کیا
یہ وہاں سے چل کھڑا ہوا اپنے لشکر میں پہنچا یہاں ساکنان قلعہ نے لاش مرسلہ کی پائی اور عبدالرحمن جنی
کی لاش گلستان ارم میں لائے ملکہ فریشیہ سلطان نے ان سے زیادہ انکا ماتم کیا اور نہایت صدمہ عظیم ملکہ کو ہوا لاشیں
ان دونوں کی بعد غسل و کفن نہایت تعظیم و توقیر سے دفن کرا دیں لیکن ملکہ کے خواب میں عبدالرحمن جنی آئے اور کہا کہ اے ملکہ خدا حافظ
میں نابکار جنی کے ہاتھ سے ہلاک ہوا اوسنے مجھکو جام فراموشی علم پلا کے شہید کیا اب آپ میرے بیٹے کو خبر کر دیجیے کہ میں
نابکار جنی کے ہاتھ سے شہید ہوا تم میرے خون کا عوض اس ملعون سے لینا کہ اوسنے بیگناہ مجھکو شہید کیا چنانچہ اسی
صبح کو ملکہ فریشیہ سلطان نے خط اسی مضمون ملالت خیز و مصیبت انگیز کا حکیم شمس جنی کو لکھا یہ اوسی وقت
خبر پاتے ہی مع اسباب کتاب عملیات کے آئے اور ملکہ سے ملاقات ہوئی ملکہ نے کل حال وفات عبدالرحمن کا بیان کرکے
نہایت رنج و افسوس کیا اور خلعت ماتم پرسی حکیم شمس جنی کو مرحمت فرمایا حکیم شمس جنی یہ حال اپنے والد بزرگوار
کا سنکے خوب روئے اور بعد گریہ و بکا کے انہوں نے حسب وصیت اپنے والد بزرگوار کے ایک عبادت خانہ میں بیٹھکر نہایت
نیرنجات پڑھنا شروع کیے چوتھے دن چار موکل دست بستہ حاضر ہوئے آپنے حکم دیا کہ جا کر اس نابکار جنی کی آنکھیں چیر
کر پھینک دو چنانچہ چاروں موکل بارگاہ نیرنگ شاہ میں پہنچے اور [illegible] بارے ان چاروں موکلوں نے نابکار
جنی کو پکڑ کر گلا دبایا ایک نے زبان کھینچ لی اور تینوں نے آنکھیں چیر کر دریا میں پھینک دیا اور آب غائب ہو گئی اور
تالاب سحر جسمیں آگ روشن تھی اسکو مرگئی وہ گل ہو گئی بادشاہ یہ حال دیکھکر نہایت گھبرایا اور اسکی مرنیکا بادشاہ نیرنگ شاہ
کو نہایت صدمہ ہوا یہ تو اسی رنج و تاسف میں بیٹھا ہے اب حال اندر سنیئے کہ موکلوں نے حکیم شمس جنی کے پاس آکر کل
حال اوسکے قتل کا بیان کیا انہوں نے شکر خدا کیا اور آج چار روز کے بعد کھانا کھایا جبکہ باپ کے قاتل سے عوض لے چکے اپنے والد کا

ہے لیا اب حکیم شمس جنی نے ملکہ سے کل کیفیت اس طلسم کے وصل جشم ہونیکی بیان کی ملکہ بہت خوش ہوئی اور کہا کہ آپ شفاح ملکہ کے پاس طلسم نیرنگ قاف مین تشریف لیجائیے اور مدد دیجیے اور انکو متعلق خلاصی طلسم کے بتلا دیجیے کیونکہ آپکا علم ماشاء اللہ بعنایت والد ماجد سے بڑھا ہوا ہے کیون نہو آخر کو لڑکا [illegible] عنقا حکیم شمس جنی صاحب نے دیا ملکہ عازم طلسم نیرنگ قاف ہوئے اور ملکہ سے رخصت ہو کر سکندر رستم خو کے پاس روانہ ہوئے احوال انکا بھی آگے

اب آئندہ بیان ہوگا

اب دو کلمہ داستان گل گلزار صاحبقرانی فرزند رابعی قوت بخش سپہر صولت اسد بن کرب دلاور کی عرض کیے جاتے ہین

نگارندۂ قصہ باستان + چہرہ نگار دلربای بیان + راویان اخبار وناقلان آثار رنگین داستان جلالت عنوان کو صفحہ قرطاس پر جیا اس پیغمبر کلک گہر سلک سے یون جلوہ گری کرتے ہین کہ شاہزادہ اسد بن کرب غازی بیابان مرجانیہ کی جانب امیر ثانی سے رخصت لیکر نکلا کیونکہ فرمایا تھا امیر ثانی ذی کرم تمہارا جانا میرے ساتھ اچھا نہین ہے کہ شاہزادہ بدیع الملک کو بھی صاحبقران کیا ہم آگئی بنا امداد کرتے رہنا اسد مجبور ہو کر شکار کو گئے اتفاق اس بیابان مین آہو وغیرہ صید کے آہو کا کیا اب لگ رہے تھے سب رفقا بیٹھے تھے کہ ایک پنجہ فلک پر سے گرا اور شاہزادہ کو اٹھا لیگیا بعد اس تشویش کے ایک روز انکا ذکر ہے کہ جب آٹھ دن گزر گئے اور پتہ شاہزادہ اسد بن کرب کا نہ معلوم ہوا تو فتاح بلقنیہ پوش نے ضرغام شیردل سے کہا کہ بڑی تعجب کی بات ہے کہ آج زمانہ آٹھ دن کا ہوا کہ شاہزادہ کا پتہ کہین معلوم نہین ہوتا اس وقت ایک زمان ہو سکے اور سب نے کہا یعنی ابراہیم بن مالک و علقمہ بن جمہور الشہ صادہ بن لندہور و عدیل بن عادی و مقبول بن مقبل و شرزیل بن فرامرز و معز الی و مرزناک بن مرزبان خراسانی و معروف غازی بن اسد غازی و غضنفر غازی ابن اسد غازی و شاہزادہ رستم خو بن کرب غازی وغیرہ ان سب سردارون نے کہا کہ بیشک تعجب ہے ای ضرغام شیردل کہ تم بھی بیٹھے رہے اور کچھ تلاش شاہزادہ کی نہین کی نہ کہین کچھ سراغ لگایا عرض کیا ضرغام نے کہ یہ کیا فرمایا بطور امین تلاش کیا مگر کہین پتہ نہ پایا اب اگر سب صاحب اسی مقام پر قیام فرمائین تا وقتیکہ مین نہ آؤن یہانسے کوئی صاحب کسی دوسرے مقام پر قصد جانیکا نہ کرین مین جاتا ہون اور حتی المقدور پتہ لگاتا ہون جہانتک ممکن ہوگا کوئی دقیقہ سراغ رسانی کا فروگذاشت نہ کرونگا اور خدا نے چاہا تو باقبال مرام واپس آؤنگا یہ کہکے اپنا سامان عیاری درست کرکے صدا خدا حافظ و ناصر کی بلند کی اور لا فتی الا علی اسد صحرا کہکے مرجانیہ کیجانب چلا کلا سا کٹ راہ کو طے کرکے جب قریب شہر مرجانیہ کے پہونچا اور دیکھا کہ یہانکا بادشاہ مرجان پنجہ کش بڑا آباد شاہ اولوالعزم ہے بڑی شوکت و شانی اور سکہ دار آراستہ ہوتا ہے ٹڈی کی طرح سردار اور پہلوان اسکی سرکار مین ہین اور ہر طرحکا سامان شاہی موجود ہے فی الحال ضرغام شیردل شہر مرجانیہ کی سیر کرتا ہوا صورت اپنی ایک جوگی کی سی بنائے ہوئے آتا تھا کہ دیکھا اسنے کہ ایک محافہ بہت زرق برق سامنے سے پیدا ہوا سپاہی اور قاصد بیدار چوبدار برچھی بردار وغیرہ جلوس شاہی سواری کے ہمراہ ہین کہاریان زربفت کے لہنگے پہنے زیور و پوشاک سے آراستہ عمدہ ہاتھون مین لئے محافہ کا پایہ پکڑے ہوئے چلی جاتی ہین ضرغام شیو بیکس کی آواز سنکے ایک مقام پر ٹھہر گیا اور بیساختہ ہو کر پکارا کہ رب ۵ دیکھ لیتے ہین اور ٹوٹ نہ جائے تیری ہاتھ سے لیلی تھا تو تھا پردہ محمل بجاری و قضائے کار صبا کے بیباک نے پنجہ دست درازی کو دراز کرکے پردہ کو الٹ دیا کہ جو بندی کسی نہ تھی کہ شیشہ تو نہین در پردہ بہت نازک ہے لیکن + سحر جین جو پردہ اوڑ جاتی ہو ہے + بس ہوا کے جھونکے سے پردہ محافہ کا جو اوڑا ضرغام کی نگاہ جو پڑی تو دیکھا اسنے کہ ایک آفتاب روشن ہے جلوہ سے اس شمع رو کے دل اسکا جلکر خاک ہوا اثر عاشق و شیدا سے تو نظر انہی کی آفت تھی + وہ نظر بھی طالع طاقت تھی + صبر جاتا رہا اک آہ کیساتھ + ہوش بھی جاتا رہا نگاہ کیساتھ [illegible] کیا پروانہ ملکہ کا جمال جہان آرا دیکھکر ضرغام کا تو یہ حال ہوا کہ آئینہ وار ششدر و حیران رہ گیا اور ادھر اس صاحب محافہ کی کہ نام اسکا ملکہ محبوب چنگ نواز ہے بھی نگاہ بی روش سادہ مزاج پر جو پڑی تو دیکھا کہ ایک تارہ ہاتھ مین لئے ہوئے اسطرح دیکھتا ہے کہ جیسے شاہ کو

گدا دیکھتا ہی اور صدا یہ کہہ رہا ہے کہ ؎ قیس جو دشت میں پھرتا تھا وہ دیوانہ تھا + آکے لیلی ہی کے دروازہ پہ مرجانا تھا
آرزو ہی کہ ؎ مرنا مقدم ہی ارمان نکل جائے + مرنا تو پہ تیرے ہو اور جان نکل جائے + اے شاہ حسن ابلا ہیں اپنے
گدا کو کسی دربار کے جانیکا محتاج نرکھیں دیوار ہی دیکھ کر محبوب جنگ نواز یہ شعر پڑھکے مسکرائی ایک آدہ خواص ہی خوش
بکاری کہ میں جو نہ ہی کاٹے شاہ جی کی شامت آئی ہی کہ ملکہ کی خدمت میں ایسے سخن لاطائل بکتا ہی ملکہ نے کہا کہ فقیروں کی کچھ
یہ لوگ بادشاہ ہیں دیکھے ہیں سامنے ایسے کلمے کہتے ہیں میری کیا حقیقت ہی گو میں شاہزادی ہوں لیکن یہ اللہ والے لوگ ہیں
انکو سب معاف ہے شاہزادی نے دیکھکر کہا کہ جی چاہتا ہی کہ شاہ صاحب سے اکتارہ پر کچھ سنوں کہ فن موسیقی میں بھی کامل معلوم
ہوتے ہیں ایک مصاحب بولا کہ لیجئے یک نشد دو شد معلوم ہوتا ہی کہ توجہ حضور کی انکے گانا سننے پر ہوئی آرزو دی یہ
کریلا آپ وہ حضور پہ تو آس کو لگائے ہوئے + شاہ جی یہ تمہارا کشکول گدائی زر و جواہر سے بھر دیا جائیگا کہ تمنائے گدائی باقی
نرہیگی غرضکہ یہ فقیر بھی ساتھ ساتھ سواری کے روانہ ہوا ملکہ قریب اپنے باغ کے پہنچکر فیل سے اتری ہوئی شاہ صاحب سے کہا کہ
چلے آؤ فقیروں سے کیا پردہ ہی فقیر نے تدبیر یہ شعر پڑھتا ہوا کہ ؎ نشان پا ہو کسی بیباک کا ہی تصدق جان ہی اور دل
نے + یہ انکھیلیوں نکاد ے رہا ہی + ابھی اس راہ سے کوئی گیا ہی دیکھے دیتی ہی شوخی نقش پا کی + داخل باغ ہوا آگے کچھ
دیکھا تو ملکہ اپنے مسند ناز پر جلوہ گر ہے مصاحبین گرد و پیش حلقہ باندھے ہوئے بیٹھی ہیں جیسے ماہتاب کے گرد ستاروں
کا ہجوم ہوتا ہی مغلانیاں پیش خدمتیں کہاریاں ہاتھ باندھے کھڑی ہیں کچھ سرگرم کار ہیں کہ یہ درویش کچھ ڈرتا ہوا اندیشہ
کرتا ہوا کہ ایسا نہ کوئی شخص سد راہ ہو اور منع کرے لیکن کسی نے کچھ نہ کہا جب یہ بارہ دری کے اندر پہنچا تو ملکہ
نے دیکھکر کہا کہ شاہ صاحب تم جو تشریف لائے ہو کچھ گاؤ ہم کو فقیر نے عرض کیا کہ گانا رونا تو بشر جانتا ہی لیکن حضور کی جنگ
نوازی کی شہرت سنکر اس شہر مرجانیہ میں میرے آنیکا باعث ہوا ملکہ نے کہا کہ جو کچھ برا بھلا آتا ہی میں سنتی ہوں
اور یہ کہکے کشتی جنگ کی طلب کی اور محبوب جنگ نواز نے بجانا شروع کیا واقعی در و دیوار کو مست کر دیا ہر
ایک پر عالم محویت طاری تھا سب کے سب نقش بدیوار ہو رہے تھے سکتے کے عالم میں جھوم رہے تھے کوئی مصاحب
بلائیں لیتی تھی کوئی ماشاءاللہ چشم بد دور کہتی تھی کوئی اٹھکے پاؤں کی خاک اٹھاکے ملکہ پر سے اتار رہی
تھی درویش نے دیکھا کہ اس شغف میں پسینہ جبین و رخسار دن پر آیا ہی وہ عجیب طرح کا لطف دے رہا ہی یہ معلوم
ہوتا ہی کہ ؎ قطرہ ہی نہیں عرق کے رخ لاجواب پر + گویا پڑی ہی اوس گل آفتاب پر + یہ کیفیت دیکھکر ہزار جان سے عاشق
تو تھا ہی اور بھی فریفتہ ہو گیا ملکہ نے مسکرا کر کہا کہ شاہ صاحب میں خوب جانتی ہوں کہ آپنے میری داد دی اور بہت
تعریف کی لیکن میرا جی چاہتا ہی کہ میں بھی کچھ آپکو سنوں میں تکلیف دینا چاہتی ہوں کہ آپ بھی کچھ فرمائیں عرض کیا کہ حضور
میں تعمیل ارشاد بسر و چشم کرتا ہوں مگر حضور لیسے کاملوں کے بعد گانا گویا منہ چڑھانا ہی حضور کا اس فن میں مثل نہیں
کیا مجال ہی کسی کی جو آپکے سامنے منہ کھول سکے گانا تو شے دیگر ہے لیکن الامر فوق الادب فرمانا حضور کا بجا لاتا ہوں
اور فقیر کو جو کچھ برا بھلا آتا ہی حضور کو سناتا ہوں یہ کہکے اپنے اکتارہ کو اٹھا کر قائم کرکے شاہ جی نے یہ غزل شروع کی
؎ انتہا ہوں جوش جنون ہی تیرے دیوانہ کو + لوگ ہر سو سے چلے آتے ہیں سمجھانیکو + منع کرتا ہی مجھے یار کے گھر جانیکو +
ناصحا آگ لگے اس تیرے سمجھانیکو + شہر میں اپنے یہ لیلی نے منادی کر دی + کوئی پتھر سے نہ مارے میرے دیوانہ کو +
ساقیا بہر خدا از رہ الطاف و کرم + بادۂ وصل سے بھر دے میرے پیمانہ کو + خون دل پینے کو اور لخت جگر کھانیکو + یہ غذا ملتی ہے [illegible]
تیرے دیوانہ کو + اس غزل کو ایسا گائے کہ ملکہ بھی آنکھوں میں آنسو بھر لائی اور یہ کہا کہ شاہ صاحب واہ وا آپ بڑے
کامل و سحر بیان ہیں آپکا مثل نہیں مگر ہمارا دل ابھی سیر نہیں ہوا ہی کچھ اور بھی گائے معلوم ہوا کہ آپ بھی کسی پر عاشق ہیں
اسوقت آپکے گانے سے یہ ثابت ہوا کہ آپکی آواز سے بوئے درد پیدا ہی فقیر نے کہا کہ فقیر کو عشق خدا ہی یہ کہکر دوسری
غزل شروع کی کہ ؎ کیا فائدہ جو غیر سے وہ ہمکنار ہی + ہمسے تو ایک دن بھی دل [illegible] ہاں آنکھوں میں [illegible]

یہ سبزہ نودمیدہ مین نوک خار ہے + ایکدن گیا جو گورِ غریبان کی سیر کو + دیکھے جہان زر نگونکا اکثر مزار ہے + دیکھا تو ایک قبر پہ نرگس ہے سرنگون + پوچھا جو مینے اُس سے تو کیون شرمسار ہے + کہنے لگے عزیز تو نرگس مجھے نہ جان + آنکھین ہو مین اسکی یہ جسکا مزار ہے + سودالقفین مجکو اسی روز سے ہوا + عاشق کو بعد مرگ کے بھی انتظار ہے + اِس غزل عبرت آمیز کو سنکر ملکہ نے بہت تعریف کی اور اِس صحبت کو موقوف کیا اور اشارہ کیا کہ ہان صحبت میخوشی آراستہ کیجائے کہ شاہ صاحب کو بھی اسکا ذوق ہے اور عرصہ ہوا کہ اسکا چرچا نہین ہوا غرضکہ بزم میخوشی بہ پا ہوئی بادۂ ارغوانی کا دور شروع ہوا جام مے لالہ فام بے اندیشۂ انجام چلنے لگا ساقیان مہ جبین ساق اپنے دست نازک سے شراب ناب کنٹر و شیشے سے انڈیل انڈیل کر جام کو لبریز کرکے دیتے جاتے تھے جام مے ارغوانی گردش مین تھا عجب لطف کی صحبت میخوشی تھی کہ بزم جمشید کا نمونہ دکھلا رہی تھی کوئی مصاحب کہتی تھی کہ ۔ ساقیا یان لگ رہا ہی چل چلاؤ + جبتک بس چلسکے ساغر چلے + کوئی رفیق رنگین ادا عجب نازو ادا سے یہ شعر پڑھتی تھی کہ ۔ غنیمت جان لے یہ صحبتین آپس کی ای دانا دگرگون حال ہوجاتا ہی ایکدم مین زمانہ کا + بس عین گرمی صحبت مین دیکھا تو ایک ستارہ فلک بہت سے ٹوٹا اور باغ مین گرا گرنے کے ساتھ ہی ہیئت انسانی پیدا کی دیکھا تو ایک عورت حسین مہر جبین نورانی مثل ستارۂ سحری کے چمکتی ہوئی بارہ تیرہ برس کا سن وسال نہایت صاحب جمال سامنے سے نمایان ہوئی مگر زلفین اُلجھی اُلجھی آرایش مین فرق لباس ملگجا پہنے ہوئے کچھ بدحواس دیوانہ وار اسکی صورت نظر آتی تھی کبھی گل کو نگاہ حسرت سے دیکھا کبھی عندلیبان چمن کو منقار رکھے گل پر دیکھا کبھی آہ کھینچتی تھی اور کہتی تھی افسوس سے ۔ کسینے قدر نجانی دل شکستہ کی + کوئی خریدکے ٹوٹا پیالہ کیا کرتا کبھی یہ کہنا کہ ای فلک مین تیری ممنون ہون حال آن کہ تونے میرے ساتھ جو دراندازی کی اُسکو مین کیا بیان کرون ۔ خدا دراز کرے عمر چرخ نیلی کو + کہ ہم غریبونکی تربت پہ شامیانہ ہوا + یہ کبھی ہوئی قریب صحبت آئی ملکہ تو اُسکو دیکھکر چونک کر کھڑی ہوگئی کہ ہاتھ سے جام چھوٹ گیا درویش یا مرشد یا مرشد کہکر اُٹھ کھڑے ہوئے کوئی مصاحب پکاری کہ حضور یہ کوئی ساحرہ معلوم ہوتی ہے کسینے کہا معلوم ہوتا ہی کہ بھیرون شرن ہوکے آگئی ہے کسینے کہا کہ بہوت کی نکہو کوئی پکاری یہ تو پریچہ معلوم ہوتی ہے شاہ جی پکارے کہ مین تو پردیس مین ہون مگر معلوم ہوتا ہی کہ یہ مین کلیان رام کلی کی ہمشیرہ بھیرون کی چاہنے والی آگئی اُسوقت اس عورت نے ایک آہ سرد دل پُر درد سے کھینچی اور کہا شاہزادی سچ ہی جو کچھ چاہو چھپیان کہو مین وہ ہون کہ چاہون تو ابھی شہر مرجانیہ مثل دیپک راگ کے اُسکر کے جلا دون میرا نام شعلہ افروز جادو ہے اُسوقت کی تمہاری بزم صحبت مین دیکھ رہی تھی اور نغمہ گانا شاہ صاحب کا سن رہی تھی اور رو رہی تھی مشتاق ہوکر آئی ہون ای ملکہ ۔ معلوم تمکو بھی ہو کسی پر جو آئے دل ناحق ستایا کرتے ہو صاحب برائے دل + ای عندلیب مت کرین دل کے زاریان + تو ہائے گل پکارے مین چلاؤن ہائے دل + جب یہ شعر پڑھ چکی تو ملکہ اُٹھ کھڑی ہوئی اور دیکھکر کہا کہ حضور مین امیدوار ہون کہ آپ تشریف لائیے ۔ رواق منظر چشم من آشیانۂ تست + کرم نما و فرود آ کہ خانہ خانۂ تست + اور میری بے ادبی کو معاف فرمائیگا آپ شوق سے تشریف لائیے یہ نازنین آئی اور آکر بیٹھی شاہ صاحب نے ہاتھ باندھکر عرض کیا کہ ایسی شعلہ رو دلآویز صورت پر ایسے بُرے کہ دل اُن رُوش کا بھی دکھ گیا کون ایسا محبوب بیوفا ہی نا قدر کہ آپ ایسی مہر جبین پر تمکین کو نہین چاہتا دیکھکر اِس ساحرہ نے کہا کہ سچ ہی اپنی مقدر کی خوبی ہے درویش نے کہا کہ کچھ فرمائیے تو مین سنون کیا عجب کہ کچھ علاج درد دل مجھسے ممکن ہو سکے شاید کہ ہمین منظیر بر آرد ہر دو بال + ساحرہ نے دیکھا کہ شاہ جی صاحب کمال معلوم ہوتے ہین کیا عجب ہی کہ نخل تمنا شاہ جی کی آبیاری عنایت سے سرسبز ہو جائے بس مفصل بیان کرنا شروع کیا کہ چند روز کا عرصہ ہوا کہ ایک مقام پر عجب رنگ مین ایک شاہزادہ بیٹھا ہوا تھا سیر الگذر جو اسطرف ہوا تو مین اُس صنم دلربا کو اُٹھا لائی اور لاکر ہر چند اُسکو باغ سبز دکھا اور حال اپنی طبیعت کی آمیزش کا بیان کیا اور اظہار وصل کے کلمے زبان پر آئے مگر یہ نازنین کہنے لگی کہ کیا کہون ۔ سوال وصل کیا تھا

جواب صاف ملا۔ غضب ہوا نری جائے گفتگو باقی ہے۔ بس اے ظالم بدخو نے وصل کس طرح منظور کیا اور اسکو مین نے قید کیا ہی اوسکے فراق مین ماری ماری پھرتی ہون آج وہ اسکو تیرا قبضہ ہے اور مینے بھی قسم سامری و جمشید کی کہ نہین کھایا ہی۔ یہ سنکر ملکہ نے کہا فرغام نے کہ کچھ شبہ کرتے شاہزادہ کو معلوم ہوا اب یہ لکا تہ میرے ہاتھ سے جاتی کہان ہے۔ اوسوقت فرغام نے شعلہ افروز سے وہین کہا کہ آخر اس شہریار باوقار کے پاس مین کیونکر جاؤن کہ جسپر آپ عاشق ہین کیا عجب ہو کہ چندا تجویز آپکی جانب سے ایسے بیان کرون کہ وہ شربت وصل سے آپکا جام تمنا بے اندیشۂ انجام بھر دے۔ اس فقرہ پر یہ ساحرہ ہنسی اور یہ دیکھکر کہا کہ آج کئی دن کے بعد تمہاسکرائی ہون اور ولیکن تیرے اس ظرافت آمیز فقرہ نے تو غنچۂ دل کو شگفتہ کر دیا ۵ غنچۂ دل کو بس نسیم ہے تو ۔ ہم مرض عشق کا حکیم ہے تو ۔ دلمین شاہ جی نے کہا کہ ہنسی اور ہنسی اب جاتی کہان ہے مار سے لیتا ہون یہ خیال کر کے خاموش ہو رہے اور ایک آفتابہ جام بھر کے اسکے سامنے پیشکش کیا اور کہا ۵ بنوش بادہ کہ ایام غم نخواہد ماند ۔ چنان نماند چنین نیز ہم نخواہد ماند ۔ آپ شوق فرمائین اور دل مضطر کو ذرا تسکین دین اور یہ کہا کہ مجھکو پہلے مین آپکا علاج دوا کرون اور اسکو سمجھاؤن۔ ساحرہ نے فوراً اس امر کو منظور کیا اسوجہ سے کہ اسکی عین تمنا تھی۔ بس اسنے فی الفور ایک جوگی سحر سے طیار کی اور اسپر آپ بیٹھی اور شاہ جی کو ہمراہ لیا۔ ملکہ محجوب چنگ نواز نے جو یہ کیفیت دیکھی آنکھون مین آنسو بھر لائی اور بہت اوداس ہوئی اور دیکھکر کہا کہ شاہ صاحب تجھے بھی کچھ عرض کرنا ہے۔ شاہ جی نے کہا کہ حاضر۔ ملکہ یہ کہکر شاہ صاحب کو علحدہ لیگئی اور کہا کہ افسوس کہ مین آپکی محبت و اخلاق سے سیر ہونے پائی تھی کہ ۵ حیف در چشم زدن صحبت یار آخر شد ۔ روئے گل سیر ندیدیم و بہار آخر شد ۔ مگر افسوس ہے کہ بعد آپکے جانیکے کیا عجب ہے کہ ہم مر کر اگر آپکے مر جائین کیونکہ آپکو محبوب خوش وضع ملگیا اب ہمین کاہیکو آپ یاد کرینگے۔ ہائے افسوس کہ ان آنکھون نے کیون شکل آپکی دکھائی معلوم ہوتا ہے کہ ہماری تقدیر مین آپکی اشتیاق مین رونا اور رقیب سخت کا اٹھانا ہی بدا تھا۔ کاشکے وہ سواری نہ آتی کیون آپکو دیکھا اور کیون مجھکو محبت نے آپکو بلایا۔ ہائے جوانی مین روگ لگایا یہ شعلہ افروز کیا آئی کہ میرے سینہ مین آتش فراق کو بھڑکا گئی۔ اب جو دیکھا تو واقعی اسکی چشم پرآب مین آنسو بھرے ہوئے ہین معلوم ہوتا ہے کہ مردم آبی گل رخسار کو تر کیا چاہتے ہین اور اشکباری کرکے چاہ زنخدان مین آب پونہچایا چاہتے ہین۔ بس یہ دیکھکر شاہ جی کا دل بیچین ہو گیا اور یہ کہا کہ ملکہ اگر حوران بہشتی بھی میرے سامنے آئین تو میری آنکھون مین سب خاک ہین لیکن ملکہ اسوقت یہ بات راز کی ہے جو مین تجھسے کہتا ہون ایسا نہ ہو کہ کسیکے سامنے اس راز کو بیان کرو مبادا کوئی دراندازی کرے اور یہ فلک ناہنجار نیا رنگ لائے۔ بس یہ بہتر ہے کہ زبانی نہ نکالا جاوے صندوق سینہ مین مثل امانت کے محفوظ رہے اس راز سربستہ کا اظہار کسیکے سامنے نہ کرو دیوار ہم گوش دارد ۵ نہان کے ماند آن رازے کزو سازند محفلہا ۔ وہ یعنی میرا اسفرار میرا الملک امکاتبہ ایک عرصہ سے نہ معلوم ہوتا تھا۔ اس ساحرہ کی باتون سے معلوم ہوتا ہے کہ کیا عجب ہے کہ یہی اوٹھا لیگئی ہو اسوجہ سے مین اسکے ساتھ جاتا ہون اور اے ملکہ بصورت زیبا اسکی اصلی تھوڑی ہے سحر سے اسنے یہ اس طلعت زیبا کو آراستہ کیا ہے اور تجھسا محبوب دلنواز ہزار طلوؤن کی برابری بھی یہ ساحرہ نہین کرسکتی ہے۔ مین تیری اس محبت پر خود جان و دل سے نثار اور قربان ہون ملکہ تم اپنے دل مین رنج و صدمہ نکرنا استقلال کو کام فرمانا قالب خاکی میرا ادہر جاتا ہے روح میری تیرے رہیگی اور اے ملکہ خدا نے چاہا تو مین بہت جلد پلٹ کر آؤنگا اور اپنے دیدۂ دیدار طلب کو تمہارے جمال جہان آرا کی دید سے روشن و منور کرونگا اور تم کسی طرح کا گمان نکرنا مین بہت جلد لے خدا حافظ اب کوئی بات ایسی نہ نکالو جو میرے دل کو ملال ہو۔ ملکہ چشم پرنم ہوئی کہ ۵ ڈبڈبائی آنکھ آنسو تھم رہے ۔ کاسۂ نرگس مین جون شبنم رہے ۔ ملکہ نے آنسو تھامے نہایت اشکبار ہی ہو کہا کہ ۵ اوڑا کے خاک یہ منت غبار لیتا جا ۔ مجھے رکاب مین اے شہسوار لیتا جا ۔ بس یہ دیکھ کے کہا شاہ جی نے کہ اب ہمین زیادہ دیر نہ لگاؤ خدا حافظ و ناصر کہتا ہوا ادہر کچھ آبدیدہ

سا لگا کر روتا ہوا چوکی پر ہمراہ شعلہ افروز کے سوار ہوا ملکہ تھوڑے عرصہ تک تو چوکی کی جانب بنگاہ حسرت دیکھتی رہی جب کہ چوکی نظروں سے اوجھل ہو گئی تو ملکہ غمگین و دل حزین باغ میں چلی گئیں اور بارہ دری میں جا کر منہ لپیٹ کے پڑ رہی یہاں شاہ صاحب و شعلہ افروز کی چوکی جو مسافت راہ کو طے کر کے ایک مقام پر پہونچی چوکی کو شعلہ افروز نے اتارا آپ جو دیکھا تو ایک باغ ہے نمونہ بہشت عنبر سرشت نہریں و آبشار جاری ہیں کثرت گلہائے خوشبو سے سارا باغ مہک رہا ہے اشجار میوہ دار کثرت اثمار سے سر بسجود طائران خوش الحان زمزمہ سنج حمد و ثنائے رب ودود ؏ برگ درختان سبز در نظر ہوشیار + ہر ورقے دفتریست معرفت کردگار + ہر گیاہے کہ بر زمیں روید + وحدہ لا شریک لہ گوید + سبزۂ نو دمیدہ جو لہلہا رہا ہے عجب شان دکھاتا ہے گویا فرش زمردی صحن چمن میں گسترده ہے عنادل شاخ گل پر نغمہ سرا ہیں قمریاں فرہ حق سرہ سنج خوش ادا ہیں غرض کہ تمام باغ نہایت آراستہ و پیراستہ درمیان میں ایک بارہ دری بہت خوش نما شیشہ آلات و فرش فروش سے مزیب و مزین مکان عالیشان کی خوبصورتی اور زیبائش کا کیا بیان کیا جائے زبان قاصر ہے کیا پاکیزہ قصر دلکش ہے کہ ؏ زہے صفائے عمارت کہ در تماشایش + بدیدہ باز نگردد نگاہ از دیوار + قد آدم آئینہ لگے ہوئے جھاڑ سقفی و فرشی قرینے سے لگے میز و کرسی و تمام سامان آرایش ساری کوٹھی مثل عروس شب اول کے آراستہ غرض کہ یہ دونوں بارہ دری کے ایک قصر میں فرو کش ہوئے شاہ جی نے دیکھا کہ باغ تو ایسا نادر نمونہ بہشت بریں بارہ دری ویسی ہی آراستہ و پیراستہ مگر اسباب عیش و طرب سب درہم و برہم شیشہ کہیں جام کہیں ساقی گلفام کہیں ایک ویرانگی سی صورت پیدا دیکھ کر شاہ صاحب نے کہا کہ کیوں ملکہ شعلہ افروز کہ مکان ایسا نزہت سرشت اور سامان پراگندگی یہ سنتے ایک آہ سرد بھر کے کہا کہ شاہ صاحب میں اپنی ویرانگی اور مکان کی پراگندگی کا کیا حال بیان کروں کہ وہ محبوب بیوفا مجھ سے ملتفت نہیں ہوتا نہیں معلوم کسقدر فاقے گذر گئے کھانا پینا کیسا خون دل پیتے ہیں اور لخت جگر کھاتے ہیں + یہ غذا ملتی ہے ہمارے ترے دیوانہ کو + سب سامان عیش و طرب بیکار ہے جب خانہ دل ہی ویران پڑا ہے تو پھر شگفتگی کہاں ؏ نہیں ہے بزم میں ساقی تو میکشی ہے خراب + نمک خراب میں ڈالو کباب کے بدلے + شاہ صاحب نے یہ کلمات حسرت و یاس سنکے فرمایا کہ آپ پوشاک بدلیے زیور و جواہر سے اپنے تئیں آراستہ کیجئے سامان عیش و راحت درست فرمانے کا حکم دیجئے میں آپکے محبوب کو آپ سے شگفتہ کرائے دیتا ہوں آپ اپنی غنچہ خاطر کو منقبض نہ کیجئے ایسا جلد بہ شوق کہ وہ خود آپکے وصل کی خواہش کرے آپ مجھکو اُس کی گرفتاری کا مقام بتلائیے مجھے وہاں پہنچا دیجئے تاکہ میں اُس غزال رمیدہ دشت محبت کو رام کروں آپکو اُسکے وصل سے شاد کام کروں یہ سنکے اسی دم ملکہ نے ملازموں کو کہا سامان آرایش بارہ دری از سر نو آراستہ و پیراستہ کرو کشتیاں لئے لالہ فام کی اور جام دھر آجی جلد سامان عیش مہیا کرو ساقیان پریرو و مغنیان کمان ابرو کو بزم نشاط میں حاضر کرو کہ آج مژدہ وصل ہے شاہ صاحب کی بدولت کامیابی کی امید ہے کیا عجب ہے کہ یہ دل پژمردہ شگفتہ ہو ملازموں نے چشمک سے اپنے دل میں کہا اور متعجب ہوئے کہ کون ایسا شخص آیا کہ جو اسقدر خوش ہے معلوم نہیں کہ اب کسکو لگا کے لائی ہے چنانچہ حسب الحکم ملکہ فوراً بزم سامان عیش و راحت مہیا ہو گیا اور ملکہ نے حجرہ شاہ صاحب کو دکھلایا اور بتلایا کہ اسی حجرہ میں وہ شخص ہے

اور شاہ صاحب کیجانب مخاطب ہوکر اسنے کہا کہ ؎ غنچۂ دلکو بس نسیم ہی تو + مرض عشق کا طبیب ہی تو + ای شاہ صاحب میرے دلکی شگفتگی آپکے اختیار میں ہی میرے بلبل دلکو جو اس تن میں بیقرار رہا ہی اوس گل رعنا کے مژدۂ وصل سے نغمہ سنج کیجئے پس شاہ صاحب مسکراتے ہوئے حجرہ میں آئے اور وہ تالا نام حق تعالی لیکر کھولا کنجی کو حجرے سے گرایا دروازہ کو جھٹ پٹ کھولکے اندر گئی تو دیکھا کہ شاہزادہ کے چہرہ پر ایک کاہیدگی اور پژمردگی اسقدر ہی کہ پہچان نہیں پڑتا یہ دیکھکر آنکھوں میں آنسو بھر لایا تھا اور یہ شعر پڑھا ؎ گرچہ ماہ کو ایک شب کمال رہتا ہے + یہ آدمی ہی کہ برسوں جمال رہتا ہی + بس یہ شعر پڑھکے اسنے کہا ای در دریائے فتوت ای انجم سپہر صولت ای شیر مردان عالم آپکا کیا حال ہی اوس وقت دیکھکے آپنے کہا ای غمخوار عالم اسوقت تری آواز سے افسوس کرتا ہون کہ تری آواز سے ایک دوست صادق یار وفادار غمگسار یاد آگیا اور دیکھکر کہا کہ افسوس کرتا ہون ای بھائی ؎ آپکی بات تو نکارتا ہی مجھے ہر دم خیال + جو کوئی بولا صدا کانوں میں آپکی + اور ایک آہ سرد دل پر درد سے کھینچی درویش نے پوچھا کہ مجھے تو پردہ نفرمائیے میں تو دو دل باہم کرنے آیا ہون آپنے کسکو یاد کیا اور آہ سرد کسکے واسطے کھینچ کیا حضور کی طبیعت کسی پر آئی ہی جو ایسے معشوق سے آپ کنارہ کر گئے ہیں ہاتھوں میں جکڑ میان پانوؤں میں بیڑیان ایسی کڑی جھیلنا آپ ہی کا کام ہے اوس وقت اسد غازی نے دیکھکر کہا کہ آپ میرے ناصح نہیں ہین بس زیادہ مجھے نہ سمجھائیے اپنا مطلب بیان کیجئے بس یہ کہنا تھا کہ اسکو بھی تاب نرہی اسنے کہا کہ ای شہریار میں آپکا غلام ہون مجھے آپنے یاد کیا تھا وہ بردہ بھی غلام آپکا عمر غلام شیر دل ہون بس یہ سننا تھا کہ شہزادہ نے گلے سے لگا لیا اور چاہا کہ روئین اسنے منع کیا اور عرض کیا کہ یہ محل عیاری ہی نہ موقع آہ و زاری ایسے ہم عیار دہم سردار ہوکے دھوکا کھا گئے اس حرامزادی کے پھندے میں پھنسے رہے اب میں جاتا ہوں اور آپ کو بلواتا ہون آج ہی تو اس قصہ کا فیصلہ کئے دیتا ہون ابھی کچھ زیادہ کیفیت دریافت کرنی اور بات چیت کرنیکی ضرورت نہیں ہی بس وہ آویگی اور آپکو لیجائیگی اور میں فریب دیکے ابھی مارے لیتا ہون یہ کہکر باہر آیا اور کہا ای ملکہ شعلہ افروز مبارک ہو محبوب کا رضامند ہونا جاؤ جا کے لے آؤ کہ وہ تمہارے مشتاق ہیں اونکے ناز اٹھاؤ انکو بعزت تمام و اشتیاق مالا کلام لاؤ یہ کہکر آپ کونہ پر مسند کے بیٹھ گیا ملکہ بھی عجب انداز سے ایک ناز معشوقانہ کرتی ہوئی اور بشاش ہوکر اٹھلاتی چال مستانہ چلتی ہوئی قریب حجرہ کے آئی اور آگے دیکھکر کہا کہ او بیوفا آجتک ہمکو بھی ہلاکت میں ڈالا اور آپ بھی ہلاک رہے ہر طرح کی سختیان اٹھائیں کڑی جھیلیں مگر قرار وصل نکیا شاہزادہ نے مسکراکے سر کو جھکایا اور دیکھکر کہا کہ عشق بازی سہل تھوڑی ہی ؎ نہیں آسان کسی معشوق پر آنا دلکا + جان لیتا ہی مری جان لگانا دلکا + یہ عشق وہ ہی کہ پتھر کو دم میں آب کرے + لگائے دل وہی جسکو خدا خراب کرے + عشق و عاشقی کچھ آسان کام نہیں ہی کہ جلدی سے ہمیں اٹھا لائیں اور طالب وصل ہو لیکن اتنا جلدی تم چاہتی تھیں کہ ہمیں وصل سے شاد کام کریں ارے میں اسیطرح ترسانا اور تجھے ہلاک کرتا میں بھی ہلاک ہوتا ؎ عمر سب انتظار میں دیکھا + نہ کبھی وصل یار میں دیکھا + بس اسنے دیکھکر کہا کہ میری خطا کو معاف فرمائیے اور یہ کہکے اسنے سحر دفع کیا اور آپ شہزادہ کا ہاتھ پکڑکے اٹھلاتی ہوئی بل کھاتی ہوئی شہزادہ کے ہاتھ میں ہاتھ لاکر مسند پر بٹھایا درویش ہنسے اور کہا کیوں ملکہ آج کیا خوشی کا دن ہی اور یہ کہکر کچھ میوہ خشک جو منگوا رکھا تھا آپ بھی کھایا اور کچھ شہزادہ کو کھلایا اور ساحرہ کو بھی کھلایا کسقدر قلب کو فرحت حاصل ہوئی اب دیکھکر شاہ جی نے کہا کہ آؤ ملکہ ہم تمہیں دلھن بناویں کیونکہ تمہارے ماں باپ یہاں نہیں ہیں تو ہمیں تمکو زیور و لباس سے درست کریں یہ سنکے ملکہ نے سر کو جھکا لیا شرمائی اور لجائی عرق شرم سے پسینہ پسینہ ہوگئی شاہ جی نے کہا خدا نکرے کہ کسی کے ماں باپ ایسی کم سنی میں مرجائیں

ملکہ سچ کہئے کیا عمر آپکی ہوگی سر جھکا کے کہا کہ کوئی ہوئے تیرہ سو برس کی درویش نے اسد کیجانب دیکھکر کہا کہ یا اسد غازی ایسی نازنین کہین میسر آتی ہے آپ بھی اپنی زلفون مین شانہ کیجئے دل کو شگفتہ کیجئے مین انہین دولھن بناتا ہون کیا سادہ مزاج ملکہ تھی کہ اسد کو بھر بھر دیکھتی ہوئی درویش کے ساتھ حجرے مین آئی شاہ جی نے وہ ریگ بیابانی چمکتی ہوئی بجائے افشان کے اسکی پیشانی پر لگائی جھولی سے نکالکر کچھ توے کی سی سیاہی شل مسی کے اسکے دانتون پر لگائی ایک پوٹلی کاجل کی نکال اسکی آنکھون مین لگائی اور آئینہ نکال کر دیا کہ دیکھئے کیا عجب ہی کہ آپ ہی اپنے مردم دیدہ کی نیلی تحریر کو جو سد راہ ہوئی ہی اپنی تیرہ بختی کی دلیل سمجھکر پسند فرمائین دیکھئے کیا کیفیت دیتی ہی ملکہ آئینہ دیکھکر بہت مسکرائی شاہ جی نے کہا اسکے استخوان صدمون سے پس کے سرمہ ہوجائین اگر + تیری نظرون مین کسی صورت سمایا چاہئے + جی چاہتا ہی کہ اس ظالم کے پاس تمہین دلھن بنا کے نہ بھیجون پہلے اپنے ہی دلکو شاد کرون اسنے دیکھکر کہا کہ کسنے منع کیا ہی جب وہان جاؤنگی جب جاؤنگی گو وہ میرا معشوق ہے مگر کیا مضائقہ ہی لیکن پہلے جسکی نیت آچکی ہے اسکے پاس ہو آنے دیجئے پھر آپکو اختیار ہے دلمین اسنے کہا لعنت ہے اس مردار پر کہ کسی پر بند ہی نہین اور یہ کہکر عطر سہاگ نکالا اور دیکھکر کہا کہ ملکہ اس عطر کو اپنے تمام جسم پر ملوا اسنے خوشی خوشی وہ عطر لیکر اب جو ملا تو دل اسکا کچھ نڈھال سا ہوگیا اور شاہ صاحب کی طرف دیکھکر اسنے کہا کہ شاہ جی کچھ نیند سی آئی جاتی ہے بوے عطر نے خبر دی کہ اب ایسا سووگی کہ پھر نہ جاگوگی اور یہ کہکر کچھ آنکھین جھپکانیلگی درویش صاحب نے ہنس کے کہا کہ ~ نسیم غفلت کی چل رہی ہی منڈلا رہی ہین قضائین + کچھ ایسے سوئے ہین سونے والے کہ جاگنا حشر تک قسم ہے دیکھو ملکہ اب اور ہی حسن ہی ذرا اپنی قد و قامت کو کھڑی ہوکر دیکھیں اب جو اٹھی اور چند قدم چلی کہ فورا دم سے گری اسکو حجرے مین چھوڑ کے کہا کہ آئیے عروس بلاتی ہی اسد درویش کے ساتھ ہنستے ہوئے چلے اور کہا کہ تونے کیا کیا اسنے عرض کیا کہ مینے اس خفتہ بخت کو سلا دیا اب حشر کو اٹھیگی ~ تصور مین تمھارے ہوکے زیر خاک سوتے ہین + نہ جاگینگے سو تیرے جاگتے جیسا جی چاہی + اسد آگے اور بیساختہ یہ شعر زبان پر جاری کیا کہ ~ یہ کیسی نیند آگئی الٰہی مسافران رہ عدم کو + کچھ ایسا سوئے کہ پھر نہ جاگے تھکے ہم انکو جگا جگا کر + اسد نے کہا کہ اب تو ہی اسے مار ڈال مجھے ترس آتا ہی عرض کیا کہ [illegible] مجھے بھی ترس آتا ہی مگر بغیر اسکے مارے رہائی غیر ممکن ہی یہ کہکر کسوت عیاری سے پیسے کی گولی نکالی اور جلدی سے کرچھے مین گرم کرکے اسکے دہن مین ڈال دی کہ دل و جگر اسکا چرچرا گیا اور تڑپ کر روح اسکی واصل جہنم ہوئی آواز آئی کہ مارا جوان کشتی نام شعلہ افروز جادو بود افسوس مردیم و جان دادیم و مطلب خود نرسیدیم ابھی کوئی گل ~ اپنے باغ جوانی کا نہ کھلا تھا کہ اجل گریبان گیر ہوئی کہ ~ نخل سرسبز ہوئے پھول کھلے پھل آئے + ہم بھی اس جوش جنون مین سوے جنگل آئے + اسکے اٹھتے ہی یہ صدا آئی تھی ~ اس گلشن ہستی مین عجب دید ہی لیکن + جب آنکھ کھلی گل کی تو موسم ہی خزان تھا + اب جو دیکھا تو ایک شور و قیامت برپا ہی ہر قل مچا رہی ہین آندھی سیاہ چل رہی چارون طرف تاریکی پھیلی ہوئی ہے کہ سارا باغ و مکان سب تیرہ و تار ہو رہا ہے بعد تھوڑی دیر کے یہ ہنگامہ برطرف ہوا اب جو دیکھتے ہین تو نہ وہ باغ ہی نہ وہ عندلیبان چمن کے چہچہے ہین نہ بارہ دری ایک کچی سی سہ دری معلوم ہوتی ہی اور ایک ٹکڑا ٹاٹ کا بچھا ہوا ہی کہ جسپر لاش اسکی پڑی ہے نہ وہ نازنینان گل پیرہن ہین نہ انیسین نہ جلیسین نہ خادم نہ خدمتگار نہ زنگی نہ چیلے سحر کے سب جلکے خاک سیاہ ہوگئے لاش کے قریب آئے اور اسکی ہیئت کو دیکھا عجب رنگ تھا کہ ~ بھوت بنی ہوئی اور بجاسی ڈراونی چولھے کی سی لاونی مانو نیل مین رنگائی ہی + کوئی ایسی سیاہ تین شام چڑھے یہ رنگ کہان پائی ہے + اسکی لاش کو دیکھکر اسد نے نہایت نفرت کی اور ضرغام کی بہت تعریف فرمائی گلے سے لگایا اور کہا کہ بھائی ~ اے پیک رہستان خبر یار ما بگو + احوال گل بہ بلبل بستان سرا بگو + آپکو حال ہمارے لشکر کا معلوم ہی کہ کیا ہے

اور کس مقام پر سب کو چھوڑا ہے عرض کیا کہ سب بیابان مرجانیہ مین مقیم ہین اور مین آپکی تلاش مین نکلا الحمد للہ کہ آپکو پایا اب تشریف لے چلیے چنانچہ شہزادہ اسد غازی مع ضرغام شیر دل وہان سے روانہ ہوئے مسافت راہ کو طے کرتے ہوئے جب قریب شہر مرجانیہ کے پہونچے تو ضرغام نے بنگاہ حسرت شہر مرجانیہ کو دیکھا اور ایک آہ سرد کھینچکر آنسو بہانے لگا شہزادہ نے پوچھا کہ یہ آہ جگر سوز تو نے کیون کھینچی اس شہر کیطرف دیکھکر سچ بتا مجھسے نہ چھپا اوسنے عرض کیا کہ حضور میرا حال کچھ نہ پوچھیے یہ ایک داستان عظیم ہے ملکہ محبوب جہان نوازیہ ابنکے بادشاہ کی دختر اسی باغ مین تھی اُسی کی وجہ سے مین آپ تک پہونچا اور فقیر بنا ہوا مین تھا تو مجھسے ملکہ نے بوقت چلنے کے کہا تھا کہ مجھسے ملنا لیکن اب خوشی یہ ہی کہ آپ اپنے سردارون سے ملیں لشکر کے لوگ سب حضور کے انتظار مین چشم در راہ ہونگے کا ہیکو آپ منزل کھوٹی کرین اور کیون پھیر کھاتے مین اس طرف کو آپ جائیں شہزادہ نے فرمایا کہ خوب تمنے مجھے سمجھایا اب مین بغیر تمہارا عہد کیے یہان سے کب جانیوالا ہون اس باغ کی سمت چلو غرضکہ یہ تو جانب باغ روانہ ہوئے حال یہان کا بیان کیا جاتا ہی کہ جب اس حال کی خبر مرجان نیزہ کش بادشاہ کو ہوئی کہ یہ شوخ دیدہ ایک شاہ جی کو لگا لائی اپنے باغ مین بلایا اور صحبت آرا ہوئی تھی اُسوقت اُسنے حکم دیا ابرہا سے شتر سوار کو کہ ملکہ کو گرفتار کر لا ابرہا یہ حکم پاتے ہی اپنے مقام سے چلا اور آکے ملکہ کو گرفتار کیا لیکن بروقت گرفتار ہونے کے ملکہ نے ایک خواص نیک اطوار سے کہ نہایت اُسکی رفیق تھی اُس سے کہا کہ شاید بعد میرے درویش صاحب آئیں تو میرے حال کی انکو خبر دینا اتنا احسان تم میرے اوپر کرو یہ کہکر ملکہ تو اسیر شتر سوار ہوئین اور گرفتار ہوکر چلیں باپ کے پاس پہونچیں مرجان نیزہ کش نے ملکہ پر بہت تغیر و غصہ ظاہر کرکے ایک قفس مین بند کیا اور رکھا کہ آواز گریہ نہ نکلے ۔ نہ پھڑکنے کی اجازت ہی نہ فریاد کی ہی وہ کہتی کہ مر جاؤن یہ مرضی مرے صیاد کی ہی ۰ غرضکہ ملکہ کو نہایت بیکسی و لاچاری سے اسیر کیا اور ادھر تو ملکہ اسیر ہو کے جاتی ہین اور ادھر اسد غازی مع ضرغام شیر دل کے ملکہ کے باغ مین پہونچے دیکھا تو باغ پر عجب ویرانی کا عالم ہی نہ در و دیوار سے سراسیمگی و پریشانی پائی جاتی ہی بروے سر تکرار ہے ہین بارہ دری کے سامان پر عجب عالم یاس ہی ہر شے سے ویرانگی ظاہر ہی صبا فریب گل پیام خزان لیکر جاتی ہی عندلیبان چمن گلوں سے رخصت ہوتے ہین بے مروتی گلون سے ظاہر ہے ۔ نہ گلچین ہے نہ سنبل ہی تمام ہی باغ ویرانہ ۰ نہ غنچہ ہے نہ سبزہ ہے نہ ساغر ہے نہ پیمانہ ۰ نرگس آنکھوں مین آنسو بھر لائے کھڑی ہی سنبل بال کھولے ہوئے پریشانی کے عالم مین مبتلا ہی لالہ داغ بدل دست خزان سے پژمردہ تھا سوسن سوزبان سے اپنی پریشانی کا اظہار کر رہی تھی بیلا البیلا پن بھول گیا تھا جوہی مرجھی کی شکل پژمردہ تھے گیندے کے چہرے پر عجیب زردی چھائی تھی گل اشرفی پر یرقان کا عالم تھا جو گل تھا گویا گل ماتم تھا ۔ ضرغام باغ کو دیکھکر بے اختیار بولا اے شہزادے اس چمن کے تخت پر جسم خستہ گل کا تحمل تھا ۰ ہزارون بلبلون کی فوج تھی اور شور تھا غل تھا ۰ خزان کے دن جو جا دیکھا نہ تھا جز خار گلشن مین ۰ بتاتا باغبان رو رو یہان غنچہ یہان گل تھا ۰ باغ کی یہ حالت دیکھکر ضرغام کی آنکھون مین اوسوقت کا سمان پھر گیا باغکو حسرت زدہ دیکھ ہی رہا تھا کہ وہ خواص آئی اور ضرغام سے کہنے لگی کہ آپ اس باغ کو کیا دیکھتے ہین جس تن سے روح نکل جائے تو وہ تن کیونکر قائم رہسکتا ہے والی اس باغ کی نہین ہے کل تک اس باغ کا تجمل ور ہی کچھ تھا ضرغام نے اسد غازی کی طرف دیکھکر کہا کہ یہ خواص سچ کہتی ہی بیشک چشم خود اس باغ کی شان و شوکت دیکھی ہے ۔

کل چمن مین جو طرف تھا آشیان عندلیب ۰ آج جو ڈھونڈھا نہ پایا کچھ نشان عندلیب
باغبان بیحسد سے رو رو کے یہ کہتا ہی ۰ کچھ پتہ گل کا بتا اور دے نشان عندلیب ۰
سنتے ہی چمن چمن سے ڈھونڈھ لایا دم کے بعد ۰ ڈالیان سوکھی ہوئی اور استخوان عندلیب ۰

دیکھکر خواص نے کہا کہ بقراق شاہ صاحب میری ملکہ بہ محنت کامل کر کے بادشاہ نے اسیر قفس کیا ہے اور یقین ہے کہ دو ایک دن میں ملکہ کا سر تن سے جدا ہو جائے اور ناشاد و نامراد ہجران کشیدہ روی راحت نرسیدہ دنیا سے گذر جائے ہائے یہ اسکی جوانی کہ اپنے باغ حسن کی کچھ سیر نہ کرنے پائی تھی کہ صرصر اجل نے پامال کر دیا ملکہ نے اپنے باپ سے بھی اظہار عشق کر دیا اور کہا کہ درویش کا عشق تھا تو اب ہے اور درویش صاحب کی یاد میں ملکہ نے قفس میں کچھ شعر حسرت آمیز پڑھے تھے کہ ؎ کہیو اے باد صبا مرتا ہے عاشق تیرا ٭ کوچۂ یار میں گر ہو کبھی جانا تیرا ٭ اور ہے کون یہاں جو یار کی لا دے خبر مجھے ٭ ای سیل اشک تو ہی بہا دے اودھر مجھے ٭ اور کوی اس تغافل شعار سے یہ کہہ سکے بر وقت قتل کے اور دفن کے وقت ضرور آ جانا اور اپنے عاشق کے بھی کشتہ کا تماشہ دیکھنا ؎ بجرم عشق توام میکشند غوغائیست ٭ تو نیز بر سر بام آ کہ خوش تماشائیست ٭ اور کبھی یہ کہنا کہ ؎ تمہیں لحد میں اوتارو تمہیں پڑھو تلقین ٭ کبھی تو صحبت راز و نیاز ہو جائے ٭ اور گاہ آہ سرد دل پر درد سے کھینچکر بچشم اشک آلودہ یہ پڑھتی تھی کہ ارے ؎ ہوا وہ محو تیرا دیکھکر کے حسن ای یار یکہ تن بدن کا نہ مطلق رہا کچھ ہوش اکبار ٭ قسم خدا کی نہیں دلکو ایک آن قرار ٭ یہ تجھ سے کرتی ہوں لاچار ہو کے یہ اظہار ٭ درون سینۂ من زخم بے نشان زدہ ٭ بحیرتم کہ عجب تیر بے کمان زدہ ٭ ارے ہوا تری چاہت میں میرا حال بڑی تڑپتی ہوں ویران صورت بسمل ٭ جگر میں دل تر سے تیغ ادا کا ہے گھائل ٭ غضب یہ اور کیا اوسپہ تو نے ای قاتل ٭ درون سینۂ من زخم بے نشان زدہ ٭ بحیرتم کہ عجب تیر بے کمان زدہ ٭ یہ شعر ہر طرح پڑھتی ہیں اور روتی ہیں وہ درویش باکمال ابتک نہیں آیا کہ جو اسکو پیام دوں جو میری ملکہ کو مبتلائے غم کر گیا اب دشمنوں کی جان کے لالے پڑے ہیں ہائے یہ اسکی جوانی اور یہ اسیری یہ غم ٭ ستم ہی ستم ہے ستم ہے ستم ٭ مجھے حق محبت ملکہ ابتک ادا نہیں ہوا ضرغام شیر دل یہ کلام مفارقت انجام سنکے آہ کر کے بیٹھ گیا اور دیکھکر خواص کیطرف کہا کہ وہ درویش میں ہی تھا اپنے آقا کو چھڑا کر لایا یہاں ملکہ سے چھوٹا یہ سنکے اسد نے کہا کہ بھائی اب تو اپنی شکل مسخرہ ہی قائم کر تاکہ تجھے سب پہچانیں اور میں بایمان خود ابھی جاتا ہوں اگر وہ لاکھوں ہیں تو کیا غم ہے تیری محبت میں اپنے سر کو تصدق کرتا ہوں اور انشاء اللہ الرحمن ملکہ کو مع قفس ابھی لاتا ہوں یہ کہکے یہ شیر بیشۂ شجاعت مردانہ وار ایک تیغۂ آبدار بکف لیکے طرف بارگاہ مرجان پنجہ کش کے روانہ ہوا جبکہ قریب دربار بارگاہ پہونچے دربان نے روکا عقب میں ضرغام شیر دل صورت درویش کی بنا ہوا ہو دربان کو اسد نے طمانچہ مارا کہ بیتاب ہو کر زمین پر گر پڑا اسد نے اندر بارگاہ کے پہونچکر یہ آواز دی کہ ؎ اسد شہسوارم کہ در روز جنگ ٭ بدرم دل شیر و چرم پلنگ ٭ بس جیسے ہی اس نعرہ کی صدا بادشاہ کے کانمیں پہنچی ساتھ ہی بادشاہ مرجان پنجہ کش نے ابرہا سے شمشیر سوار کو حکم دیا کہ دیکھو تو یہ نعرۂ خدا پرست کی صدا اس صحن بارگاہ میں آئی یہ حکم پاتے ہی جھپٹا تھا کہ سامنے سے اسد کو آتے دیکھا یہ سمجھا کہ سپاہی شکار ہے بس جھپٹ کے تلوار اسنے ماری شہزادہ نے وار کو بچا کر زبردست پر ہاتھ ڈال دیا اور جھٹکا مار کر تلوار کو اسکے قبضہ سے باہر کر دیا اور کمر زنجیر کا بند پکڑ کے اٹھا لیا جسطرح بہت دنوں کا بھوکا شیر اپنے شکار پر جاتا ہے اسیطرح اس شہریار جلیل تبار نے اسکو ہاتھ پر بلند کر لیا اور بائیں ہاتھ میں کر کے آگے بڑھے لوگ ٹوٹ ٹوٹ پڑے انہوں نے اسکو اپنا سپر کر لیا جو شخص تلوار مارتا تھا یہ اسکو سامنے کر دیتے تھے وہ منع کرتا تھا کہ یارو مجکو نہ مارو شاہزادہ فرماتا تھا کہ ہماری سپر خود بولتی ہے حریف کو منع کرتی ہے بس یہ معرکہ دیکھکر مرجان پنجہ کش خود جھپٹا اور ایک ہاتھ شاہزادہ پر مارا انہوں نے اسی سپر کو سامنے کر دیا اپنے بادشاہ سے گھبرا کر کہا کہ کیا مجھے مار ڈالیے گا ادھر تو بادشاہ کا ہاتھ رکا اودھر اس شہریار کا ہاتھ کمر زنجیر پر تھا اسد نے اللہ اکبر کہکے اسکو بھی تھام

اُٹھالیا اور دونوں کو سر سے بلند کیا اور فرمایا کہ جلال اور شناختن پروردگار عالم چہ میگوئی عرض کیا مرجان پنجہ کش نے کہ تا زندہ ایم بندہ ایم میں نے دین آپکا قبول کیا آپ جسکو سر سے بلند کرتے ہیں اوسکو خاک مذلت پر نہیں ڈالتے ہیں اسد نے آہستہ سے مرجان کو زمین پر اُتار دیا مرجان قدمون پر گر پڑا اور کہا جو آپکے مذہب میں آئے وہ کیا کہے شہزادہ نے اپنی زبان معجز بیان سے کلمہ تلقین فرمایا یہ کلمہ پڑھکے از سر صدق مسلمان ہوا چالیس ہزار فوج سے مع ابرہا نے شتر سوار کے اوسوقت شہزادہ نے فرمایا کہ مجھے آپ سے ایک کام اور بھی ضروری ہے کہ جس بلبل ہزار داستان کو آپنے قفس آہنی میں بند کیا ہے کہ جسکی یہ صدائے دردناک آرہی ہے کہ سہ اس بہر لئے یہ میرے تو نہ خفا ہو صیاد + قفس تنگ ہو اور تازہ گرفتاری ہے + اُس آزار رسیدہ کے پاس ان درویش کو لیکر چلو کہ جسکے فراق میں اسنے اسقدر ایذا اُٹھائی ہے اور یہ درویش میرا بھائی ہے کہ نام اسکا ضرغام شیر دل ہے مرجان پنجہ کش نے عرض کیا کہ زہے فخر و سعادت میری کہ یہ حضور کے زمرۂ کنیزان میں داخل ہو وہی پھول جو مہیسر چڑھے یہ کہکے ساتھ ساتھ شاہزادہ کو لایا اور دیکھا کہ بال ملکہ کے کھلے ہوئے پشت پر پڑے ہیں زلفیں ویران و پریشان اُس عارض جانانہ پر لوٹتی تھیں چہرہ اوداس عالم کا وہ پھول سے رخسار ملکہ کے قفس تنگ کے صدمہ سے کمھلا گئے ہیں گل عارض مرجھا گئے ہیں آنکھیں نرگس بیمار کیطرح زار و نزار ہیں فراق شاہ صاحب میں اشکبار ہیں ضرغام نے عرض کیا کہ حضور خیال فرمائیں سہ قدرے بڑے جو بال ہیں اوسمیں یہ راز ہے + دن وصل کا ہے کم شب ہجران دراز ہے + اور حضور سہ زلف کو عارض جانان پہ جو چھٹتے دیکھا + صبح اور شام کو کس پیار سے ملتے دیکھا + اسد نے بڑھکر ملکہ کے حال زار کو دیکھا اور کہا سہ کسکے غم میں ہوئی اے شخص یہ حالت تیری + رونا آتا ہے مجھے دیکھکے صورت تیری + ملکہ آنکھوں میں آنسو بھر لائی کہ سہ ڈبڈبائی آنکھ آنسو تھم رہے + کاسۂ نرگس پہ جوں شبنم رہے + اور ایک آہ سرد دل پر درد سے کھینچکر عرض کیا کہ وہ سامنے میرا رولانے والا کھڑا ہے اسیکی بدولت میں نے یہ سب زیور پہنا ہے اور یہ سختی و کڑی سب اسی کی وجہ سے جھیلی ہے سہ عالم کا ترے جان بیان ہے + بینائی دل جہان جہان ہے + زنجیر جنون کڑی نہ پڑ جو + دیوانہ کا پاؤن درمیان ہے + ذرے کا بھی چمکے گا ستارہ + قائم جو زمین و آسمان ہے + حضور سرور کے اس شب ہجر کو میں نے جسطرح کاٹا ہے میرا ہی دل اسکے خوب مزے اٹھاتا ہے قفس تنگ و تاریک کی گرفتاری رات بھر کی گریہ و زاری و اختر شماری دل کی بیقراری و اشکباری تڑپ تڑپ کے شب ہجر کو کاٹنا رو رو کے صبح کرنا کیا حال اپنا عرض کروں یہ کہکے ایک جوئے اشک چشم خونبار سے جاری کی اور رو کے کہنے لگی کہ سہ کہوں کیا جو گذرتے ہیں مجھپہ الم غم دل کی کسیکو خبر ہی نہیں + میرا ہجر میں جسکے یہ حال ہوا میرے حال پہ اسکو نظر ہی نہیں + نہ تو آتی ہے نیند کہ سو ہی رہوں نہ انیس ہے کوئی کہ باتیں کروں + شب ہجر کی کیسی دراز ہوئی کہوں یہ وہ شب ہی کہ جسکی سحر ہی نہیں + کہاں بخت جو جائیں کہیں کو اُڑ انہیں اپنے نصیبوں میں رہائی ہوا + جو اسیر قفس سے چھٹے ہی تو کیا اُسے طاقت جنبش پر ہی نہیں + میں جہان کی چمن کی جو سیر کیا نہیں ایک طرح بہار کی ہوا + جہان گل گل و سرو سہی تھے میاد ہان دیکھا تو آج شجر ہی نہیں + بے الم سے ہوس ترا حال زبون سے عبث تجھے دعوی عشق و جنون + شب ہجر میں کیسا تو رویا تھا خون ترا دامن و جیب تو تر ہی نہیں اور حضور سہ اپنی تو یہ حالت ہے کہ جوں بلبل تصویر + پرواز کی طاقت نہیں اور پاس چمن ہے + شاہزادہ نے یہ حال پر ملال ملکہ کی زبانی سنکے ارشاد فرمایا کہ اے ملکہ گھبراؤ نہیں اب زمانہ مفارقت کا برطرف ہوا انشاء اللہ اب ہنگام عیش و نشاط آیا دل کو اپنے بشاش کرو

بہت صدمہ ہجر اُٹھا چکین اب براحت و آرام بسر ہوگی عشرت سے شب وصل کی سحر ہوگی یہ کہکر ملکہ کو قفس سے باہر نکالا و محمل محل کیا اور ضرغام سے کہا کہ ہمارے لشکر مین جاکر خبر کرو ہمارے آئینگی بس ضرغام شیر دل گیا اور اسنے جاکر لشکر مین اطلاع کی کہ شاہزادہ عالیوقار بخیر و سعادت تشریف لائے اہل لشکر اس مژدہ جانفزا اور خوشخبری فرحت افزا کو سنکے نہایت درجہ شاد و خرم ہوئے انکے تن بیجان مین جان آئی ہر طرف لشکر مین خوشی کے شادیانے بجنے لگے اب لشکر مین اور ہی گہما گہمی ہوگئی ہر شخص کے چہرہ پر آثار خوشی و خرمی کے ظاہر ہوئے مثل برگ خزان رسیدہ کے جو شہزادہ کی عدم موجودگی مین پامال رنج و الم ہو رہے تھے وہ مژدہ تشریف آوری سنکے مثل گل کے شگفتہ ہوگئے آنکھون کو انکی نور قلب کو سرور حاصل ہوا پس کل اہل لشکر و سرداران معز جو اشتیاق قدمبوسی شہزادہ مین ہمہ تن چشم انتظار تھے وہ بہت جلد شہر مرجانیہ مین داخل ہوئے خیمے و بارگاہین سرداروں کی برپا ہوگئین اہل لشکر نے شہر مرجانیہ مین قیام کیا اب اور ہی رونق لشکر مین ہوگئی اسد نے ضرغام شیر دل کا عقد ملکہ کے ساتھ کیا اب یہ دونون طالب و مطلوب ایک دوسرے کے وصل سے شادکام ہوئے تمنائے دلی بر آئی جام تمنا انکا بادہ مراد سے لبریز ہوا بخت رسا کی مددگاری سے شہزادہ عالیجاہ کی بدولت دولت وصل معشوق حاصل ہوئی غنچہ دل طرفین کا نسیم وصل سے شگفتہ ہوا سب رنج و الم برطرف ہوگئے زمانہ کلفت عیش و راحت سے مبدل ہوگیا گلے شکوے سب جاتے رہے ؎ شب وصل شکوہ ہا مکنید + شب کوتاہ و قصہ بسیار است + بس یہ دونون عاشق دلدادہ وصل سے ایک دوسرے کے شادکام ہوئے شب ہائے وصل بعیش و آرام بسر ہونیلگی لیکن ملکہ محبوب چنگنواز کو حمل رہتا ہے اور اسکے بطن سے ایک لڑکا پیدا ہوگا کہ نام اوسکا بجیل شیر دل ہوگا اور یہہ بھی نہ طاق پر ہوکر کچھ کام کریگا اور باپکی مدد کریگا غرضکہ شاہزادہ نے کچھ حال لشکر اسلام کا بیان کرنا شروع کیا اور مرجان پنجہ کش سے کچھ کیفیت اپنی ارشاد کی کہ مین ایک شہر اگرچہ مشہور تھا کہ نام میرا اسد ہے اور یہ سب میرے مہربان اور میرے رفیق جان نثار ہین مرجان پنجہ کش نے عرض کیا کہ مین چاہتا ہون کہ اسی زمرہ مین مین بھی داخل کیا جاؤن اور آپکی رفاقت کا فخر حاصل کرون یہ بانا مجکو بھی عنایت ہو اسد غازی نے پہلے تو اسکی دقتین بیان کین کہ بھائی اسمین بڑی بڑی سختیان جھیلنا پڑتی ہین کہ بے آب و دانہ رہنا اور جنگلون مین پھرنا لباس سخت پہننا غرضکہ بہت تکلیفین برداشت کرنا پڑتی ہین اسنے عرض کیا کہ مجھے سب گوارا ہین اُن تکلیفون کو مین راحت سے بڑھکر سمجھونگا اور حضور کی رفاقت ترک کرونگا پھر شہزادہ نے فرمایا کہ مین تو قید ساحرہ مین تھا معلوم نہین کہ آجکل زمانہ کا کیا رنگ ہے عرض کیا کہ آجکل زمانہ نہایت پر آشوب ہے کہ خونخوار بن دجال ایک بندہ ابلیس آہرمن پرست ہے کہ اُسنے ایک عالم کو ہلا دیا ہے ہزارہا خدا پرستون کو اُسنے قتل کیا ہے بالفعل اُسنے خانہ کعبہ پر قصد کیا ہے کہ ناموس صاحبقران و عزیزان صاحبقران کو قتل کرے کہ اوسکے یہان انکا قتل کرنا موجب ثواب ہے اوس سفاک نے اس ظلم پر کمر باندہی ہے ؎ کمر باندہی ہے ظلمیون نے غارت پر گلستان کے + اجارہ بلبلون کے خون کا صیاد کرتے ہین + اور حضور دوسرا شخص ہے کہ نام اُسکا برجیس آفتاب پرست ہے اور اُسکے ساتھ اورنگ بن زمرد مع فوج فراوان اور چترنگ بن زمرد اُسکا بھائی مع لشکر گران اسکا شریک ہوا ہے اور کئی لاکھ فوج لیکر بجانب نہ طاق کہ جہان فی الحال شاہزادہ بدیع الملک ہین وہان چلا ہے اور راہ مین جو ملک خدا پرستون کے اسکو ملے ہین سب کو

برباد کرتا ہوا اور پھونکتا ہوا چلا آتا ہے۔ یہ سنکے اسد نے کہا کہ ہو نکنا کیسا کیا رفیقان و جان نثاران مر گئے ہین جو کہ یہ کفار اسقدر ظلم و ستم کر رہے ہین مرجان نے عرض کیا کہ حضور اسکا سحر ایسا ہی کہ جو ہم جنس کی شکل دیکھتا ہے وہ سجدہ کرتا ہے دوسرے اسکا سحر یہ ہے کہ جہان سنے آسمان کی جانب دیکھا ایک آفتاب فلک پر سے گرا اور صاحب مقابلہ کو جلا کر خاک کر دیا اور اگر ظلم کیا تو لشکر بھر بلکہ ملک بھر کو پھونک دیا اسد نے کہا کہ ایسے مکار سے شب کو مقابلہ کرے کہ دورہ آفتاب ہی نہ باقی رہے اور یہ کہکر اسد نے اپنی طیاری کی مع اپنے رفیقون کے مرجان نے عرض کیا کہ میری تمنا یہی ہے کہ حضور کے قدمون سے جدا نہ ہون لیکن شہزادہ نے کہا کہ تم اپنے ملک کا بندوبست کرو اور رسالہ محبوب جنگ نواز کی تیاری مین مصروف ہو پھر کسی وقت پر مین تمکو طلب کرونگا مرجان نے عرض کیا کہ حضور ابھی اور چندے قیام فرمائین کہ ہم لوگ حضور کے دولت دیدار سے سیر بھی نہین ہوئے ہین ؎ حیف در چشم زدن صحبت یار آخر شد ؛ روئے گل سیر ندیدم و بہار آخر شد ؛ یہ باتین ہو رہی تھین کہ خواجہ امان ظلماتی تاجر شہر مرجانیہ مین آیا بادشاہ نے اسکو طلب کیا تاجر نے حاضر ہو کر مال تجارت و اشیائے نادر ہر ملکون کے پیش کیے اسد غازی نے خواجہ امان ظلماتی سے پوچھا کہ تمہارا آنا کہان سے ہوا عرض کیا کہ شہر مرصع حصار کیطرف مین گیا تھا اُس ملک کو مینے نہایت تباہ اور تاراج پایا۔ دریافت جو کیا تو معلوم ہوا کہ خونخوار بن دجال نے شہر مرصع حصار کو خراب کیا ہے اور قرلوس خرس پیشانی کو وہان کا حاکم کر کے آپ قلعہ زرین حصار کیجانب روانہ ہوا ہے چنانچہ قرلوس خرس پیشانی یہان کا حاکم ہے اور وہ ابلیس پرستی ہے یہ کافر جہان جسکو کسی خدا پرست کا پاتا ہے اُسے قتل کرتا ہے یا بجبر تصویر ابلیس کو سجدہ کراتا ہے مین نے دیکھا کہ خدا پرست اسکے دست ظلم سے تنگ آکر جنگلون مین چھپے ہوئے پڑے تھے اور اپنے تئین پوشیدہ کر رکھا ہے بخوف جان و ایمان حضور یہ حال پر ملال دیکھکر مجھے نہایت صدمہ ہوا اور رفتہ رفتہ شہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان بن صاحبقران کا یاد آیا مین اُس زمانہ کو یاد کر کے بہت رویا اور افسوس کیا غرض کہ تاجر کے اس بیان تاسف خیز سے اسد غازی اور فتاح پلنگینہ پوش بھی نہایت رنجیدہ ہوئے سب سردار خاموش بیٹھے رہے خواجہ امان تاجر نے عرض کیا کہ حضور سننے مین آیا ہے کہ وہ ایرج کا رفاقت اُس کافر کا ہے اسد نے یہ سنکے اسیوقت آواز دی کہ یا ایہا الناس خیال کرنا چاہیے کہ ؎ رستم رہا زمین پہ نہ بہرام رہگیا ؛ مردونکا آسمان تلک نام رہگیا ؛ ہم لوگونکو خیال کرنا چاہیے کہ سوائے ذات خدا کی اور کوئی نہ رہا ہے نہ رہیگا ؎ رنگینی غنچہ میں نکہت نہ گلین بو باقی ؛ یہ سب مٹینگے بچی پر رہیگا تو باقی ؛ شہزادہ نے یہ شعر پڑھکر اور ہاتھ اٹھاکر بوق کو دم کیا کہ رفقائے جان نثار سب کے سب تیسری آواز بوق مین آکر حاضر ہوئے چنانچہ یہ سب غازیان و سیدارو مجاہدان تہور شعار اور شہزادہ اسد غازی اسیوقت سوار ہو کر طرف شہر مرصع حصار کے روانہ ہوئے مرجان پنجہ گستش نے اپنے وزیر کو انتظام ملکی سپرد کر کے اور ملکہ کی حفاظت و پاسداری کا حکم دیکر یہ بھی ہمرکاب شاہزادہ عالیجاہ روانہ ہوا۔ منزلون کو طے کر کے یہ شہریار صحرائے مرصع حصار مین پہنچا وہان مقام کیا جہانپر زمرد شاہ باختری کو شاہزادہ نور الدہر ایک ہاتھ پر بلند کیے ہوئے ۱۲ کوس تک لیگئے تھے اُسی مقام پر ان شہزادۂ عالیوقار نے بھی قیام فرمایا اور سب کے سب انکی ہمراہی اور رفیق بھی وہان فروکش ہو گئے۔ مرجان پنجہ نے ایک خیمہ برپا کرایا اور سامان عیش وہان فراہم کر دیا اسد غازی مع اپنے رفقا کے کرسیون پر بیٹھے وہ لوگ جو کہ قرلوس خرس پیشانی کے خوف سے مانند طائر بے بال و پر کے مارے مارے پھرتے تھے انہون نے جو خیمہ برپا دیکھا اور دریافت کیا تو معلوم کیا کہ دردریائے فتوت انجم سپہر صولت اسد بن کرب دلاور تشریف رکھتے ہین اسوقت یہ لوگ جمع ہو

اور خبر دی یاقوت مرصع حصاری کو کہ عمر اسکی کوئی بارہ برس کی ہوگی یہ بھی شہزادہ اسد غازی کے پاس حاضر ہوا اور حال اپنے باپ اور چچا کے مرنیکا عرض کیا اور جو امین اپنا چھپنا مع اپنی ناموس کے اور سب حال اپنی تباہی اور بربادی کا بیان کیا کہ مین اور میری مان اپنے حال زار پر روتے تھے کہ ایک بزرگوار خواب مین تشریف لائے اور عالم رویا مین انہون نے ارشاد فرمایا کہ اب رنج مت کر کہ شیر بیشۂ صاحبقرانی یعنے اسد غازی تشریف لائیگا اور تیری امداد کریگا اور اس ابر کفر و ضلالت کو جو چھایا ہوا ہے اپنی تیغ صاعقہ بار سے اُسکو برطرف کریگا اُسدن سے حضور پر تقویت ہوئی اور انتظار حضور کا ہم کر رہے تھے پوچھا اسد غازی نے کہ شہنشاہ مرصع حصاری کی قبرین کہان بنائی ہین عرض کیا کہ قبرین کہان نصیب ہوئین مثل گنج شہیدان کے ایک مقام پر دفن کر دیا اور بھی خدا پرستون کو وہان دفن کیا اسد اسکے ساتھ چلے دیکھا تو یہ آواز آتی تھی ؎ کیا کہین عالم مین ہم انسان یا حیوان تھے + غرض جو کچھ کہ تھے ایک آن کے مہمان تھے + ایکدن ایک استخوان اوپر پڑا میرا جو پامال + کیا کہون اُسدم مجھے غفلت مین کیا کیا دھیان تھے + پاؤن پڑتے ہی میرے اُس استخوان نے آہ کی + اور کہا غافل کبھی ہم بھی تو صاحب جان تھے + رات کے سونے کے خاطر نرم و نازک تھے پلنگ + بیٹھنے کو رنگ کے اعلی طاق اور ایوان تھے + مچ رہے تھے چہچہے اور اڑ رہے تھے قہقہے + ساقی و ساغر صراحی عطر و پھول و پان تھے + لگ رہا تھا دل کبھی چنچل پریزادون کے ساتھ کچھ کسی سے عہد تھے اور کہین پیمان تھے + گلبدن اور گلعذارون کے کنار و بوس تھے + کچھ نکالی تھی ہوس اور کچھ ابھی ارمان تھے + ایک ہی جھونکا اجل نے آنکر ایسا دیا + پھر نہ وہ ہم تھے نہ کچھ عیش کے سامان تھے + ایسی بیدردی سے پھر پاؤن مت رکھ او میان + او میان تیری طرح ہم بھی تو صاحب جان تھے + اے شخص دیکھ ؎ پاؤن تھراتے تھے جنکے سامنے جاتے ہوئے + کاسۂ سر دیکھے اُنکے ٹھوکرین کھاتے ہوئے + شہزادہ اسد اس حال پر ملال کو دیکھکر بہت رویا اور فاتحہ اُن سب کی قبرون پر پڑھی جبکہ وہان سے واپس آکر خیمہ مین داخل ہوا آواز دی کہ مین چاہتا ہون کہ نامہ لیکر اس ملعون قربوس خرس پیشانی کے پاس جاؤن عرض کیا فتاح پلنگینہ پوش نے کہ حضور کا جانا مناسب نہین ہے کسواسطے کہ یہ جان نثار خانہ زاد بھی شہادت چکھنے کے مشتاق ہین فرمایا کہ اچھا ایک جام منگواکر آگے رکھدیا اور فرمایا کہ مین چاہتا ہون تم مین سے کوئی صاحب اس قاعدہ نامہ داری کو ادا کرین فتاح پلنگینہ پوش اپنے مقام سے اُٹھے اور یہ کہکر کہا کہ اے شہریار تمہارے باپ کی رفاقت کی اور اب مین تمہارے پاس ہون چاہتا یہ ہون کہ مین بھی راہی عدم ہون کہ وہ جہان قدیم سامنے سے میرے اُٹھ گئے ایک مین تنہا باقی رہگیا۔ اسد غازی کی آنکھون مین آنسو بھر لایا اور فرمایا کہ چچا مین آپکو مثل والد ماجد کے جانتا ہون عرض کیا کہ اب تو مین اپنی جگہ سے اُٹھ چکا یہ کہکر جام کو لب سے لگایا اور آواز دی کہ ؎ لگا منہ سے پیالا یہی بات ٹھانی + کہ اللہ باقی ومن کل فانی + اور یہ کہکر اُس نامہ کو اپنے سر سے باندھا اور تمام اسباب جنگ اپنے تن پر آراستہ کیا اور اپنے چالیس ہزار رفقائے قدیم اپنے ساتھ لیکر شہزادہ کو مجرا کرکے چلے جب قریب بارگاہ قربوس خرس پیشانی پہونچے تو چوبدارون نے عرض کیا کہ ایک نامہ دار آتا ہے حکم دیا کہ ہمارے یہان نامہ دار کے آنے کی کوئی ضرورت نہین ہے پہرہ پر جو جملہ سرکش کھڑے ہین اُنکو حکم دو کہ وہ آنے نہ دے جب یہ قریب دربارگاہ پہونچے تو اس نے روکا انہون نے نعرہ کیا اور نعرہ کرکے مرکب کو قریب مرکب ملاکر ایک طمانچہ اسکے مارا کہ منہ اسکا پھر گیا اور چرخ کھا کے گھوڑے پر سے گر پڑا یہ مع مرکب درانہ صحن بارگاہ مین آئے یہان قربوس نے ایک وزیر اپنا مقرر کیا ہے کہ وہ بھی مرصع حصاری ہے اور نعمان

مرصع حصاری اوسکا نام ہے۔ قربوس چاہتا ہے کہ حکم دون کہ اسکو مارا او سوقت اپنے ہاتھ باندھ کر عرض کی کہ اے شہریار یہ نامہ دار کی توقیر نہین ہوتی ہے کہ اسکو آپ قتل کرین ایلچی ران والے نیت کسی مذہب اور ملت مین ایلچی کو نہین مارتے ہین مجھے خوب معلوم ہے کہ خداوند زمرد شاہ باختری بھی توقیر نامہ دار کی فرماتے تھے + وزیر کے اس طرح سمجھانے سے کچھ غصہ اسکا فرو ہوا اور کہا کہ بلالو اور ایک دنگل بچھوا دیا۔ انہون نے آکر کہا السلام علیکم جو خدا کو برحق جانتا ہو میرا اسلام اوسپر ہے اور یہ کہکر اُس دنگل پر بیٹھ گئے اسنے وزیر سے پوچھا کہ اسکی کیا توقیر ہونا چاہیے اسنے تو جو کچھ کہنا تھا کہہ کیا وزیر نے عرض کیا کہ جام مے سیراب کرائیے جیسا کہ بتا ہون اور شہریارون کے دربار کا دستور ہوتا ہے تاکہ آپ کے خلق و اخلاق کی مدح و ثنا کرے اور خلعت سے بھی خلع کرائیے گا اس نے کہا کہ بہتر بس قربوس نے حکم دیا کہ ساقیان شوخ چشم حاضر ہون حکم دیتے ہی ساقیان مہر طلعت جام و صراحی لیکر حاضر ہوے اور جام بھر کے نامہ دار کے سامنے پیش کیا انہون نے کہا کہ او بد انجام لعین کافر کے یہان کا جام نہ پیونگا بس تو نامہ کو دیکھ اور جو لکھنا ہو وہ لکھہ دے اور اگر کسی طرح نامہ کے ساتھ بے ادبی کی تو جان لینا کہ مثل لفافہ کے مین بھی ٹکڑے اُڑا دونگا پرزے پرزے کر ڈالونگا۔ یہ ہنسا اور کہا کہ سب ساتھ لے دے کے اپنے یارون کو بیٹھکی بھی بھلی مارنون کو + یہ خوش نامہ دار جو یہ سخت زبانی کرتا ہے اور مین برداشت کرتا ہون تو فقط وزیر کے سمجھانے سے جیسے اسکے کلام درشت کا تحمل کیا تو اسنے شاید یہ خیال کیا کہ مین دب گیا یہ اسکا خیال خام اور تصور ناتمام ہے خیر لاؤ نامہ۔ انہون نے نامہ دیا اور کہا کہ اُٹھکر نامہ ادب سے لے اسنے وزیر کیطرف دیکھا وزیر نے عرض کیا کیا مضائقہ ہے نامہ کو تعظیم سے لینا چاہیے بس قربوس نے نیم قد استادہ ہوکر نامہ لیا۔ نامہ کو کھولکر پڑھا۔ بعد تعریف پروردگار عالم کے لکھا تھا کہ او ظالم اظلم جیسی تو نے بیدادگری پر کمر باندھی ہے اور غزا با بندگان خدا کا بیگناہ کشت و خون کیا ہے اسکی سزا انشاء اللہ تجکو دینے آیا ہون اگر تو سجدہ ابلیس پرستی سے باز آ تو مین تیری اس بیدادگری کو معاف کرتا ہون اور یہجان پروردگار عالم کو تو بہتر ہے اور نہین تو اس حال خراب سے تجھکو قتل کرونگا کہ مرغان ہوا اور ماہیان دریا تیرے حال زار پر گریہ و زاری کرینگے اور صدا تیری لاش سے یہ آئیگی کہ ہے ہماری لاش جو رہی ہے کہ نادفن لیجا کر چراغ صدقہ رکھدیا کوئی گور غریبان پر + یہ سنتے اسے کچھ غصہ سا آگیا ساتھہ ہی وزیر نے سمجھایا کہ حضور یہ محل غصے کا نہین ہے ع ہر سخن موقع و ہر نکتہ مقامے دارد + آپ جواب جنگ نامہ پر تحریر فرمائیے چنانچہ قربوس خرس پیشانی نے جواب جنگ نامہ مین تحریر کر دیا خلعت جو فتاح یلنگینہ نوش کے واسطے رکھا تھا اسکو یہ ٹھوکر مار کر اُٹھے اور کہا کہ اگر کسی کو حوصلہ جنگ ہو تو مین حاضر ہون لیجیے جواب نامہ یہ اُسی دم و خم سے چل کھڑے ہوے ساتھ ہی ساتھ چھپا ہوا ضرغام شیر دل بھی آیا تھا اسنے اپنی بارگاہ مین پہنچکر سارا حال اسد غازی سے فتاح یلنگینہ نوش کی جرات و مردانگی کا بیان کیا۔ اسد نے کہا کہ اے ضرغام فی الواقع وہ بوڑھے فقیر ہین اونکی جرات و دلاوری کا کیا مذکور ہے یہ کہکر اسد نے اپنے بیٹون سے آنکا استقبال کرایا اور وہ استقبال کرکے بکمال اعزاز و اکرام بارگاہ مین لائے لیکن اب حال وہان کا سنیے کہ **قربوس** خرس پیشانی

نے حکم دیا کہ فوج ہماری طیار ہو کر اسد کے مقابلہ مین روانہ ہو ہم بھی آتے ہین اصلی فوج یہان قریب ساٹھ ہزار کے ہے ہر ایک ابلیس پرست جنگ کو ولولہ مین آگئے تھے کہ یہ قزاق ہمارا کیا کر سکتا ہے چنانچہ چار گھڑی دن باقی تھا کہ قرلوس بھی آیا اور داخل بارگاہ ہوا صحبت مے نوشی کی آراستہ ہوئی دو چار جام جب مینو اثر چلے اور دماغ اسکا بادۂ ناب سے گرم ہوا اسوقت اسنے آواز دی کہ ہان طبل جنگ بجے چنانچہ طبل جنگ بے درنگ بجنے لگا جب خبر نواخت طبل جنگ شہزادۂ عالیوقار کو معلوم ہوئی تو آپنے بھی حکم دیا کہ پروردگار عالم کے عنایت پر نظر کر کے ہمارے یہان بھی طبل جنگ بجے حکم دینا تھا انکے لشکر مین بھی طبل رزمی پر چوب پڑی ۔ بجا اسطرف فوج مین طبل جنگ + اڑا پیر گردون کے چہرہ سے رنگ + رات بھر دونون لشکرونمین طیاری سامان جنگ ہوا کی آلات حرب و ضرب صیقل و صیقل ہونے لگے طلایہ دار دونون لشکرون کے طلایہ پھرنے لگے آواز حاضر باش و ناظر باش ہر طرف بلند تھی غرضکہ اسی امید و بیم مین زمانہ شب کا برطرف ہوا اور خانہ شب سے صبح برآمد ہوئی ۔ لگی ہونے نظرون سے تارے نہان + چھپا نور مین جادۂ کہکشان + موذن اذان سے ہوئے بہرہ مند + ہوئی بانگ اللہ اکبر بلند + رخ شمع مائل بہ زردی ہوا + لباس فلک لاجوردی ہوا + مسیحا نفس تھی نسیم روان + اٹھی رگ سے لیکے انگڑائیان + یہ بہادر سب کے سب نماز صبح پڑھ پڑھ کے اپنے اپنے مرکبون پر سوار ہو کر میدان کارزار کیطرف عازم ہوے اور صفین باندھین ادھر لشکر کفار بھی داخل میدان رزم ہوا انھون نے بھی اپنی صفین آراستہ کین نقیب نقابت کیواسطے آگے مردمستانہ چھڑ چھڑ کے یہ سب بھی بڑھنے لگے راوی کہتا ہے کہ نقیب نامورون کے قریب قریب آکر نقابت کرنے لگے جرارون کے سینہ مین شجاعت نے جوش مارا حباب آسا سینے تان تان کے ابھرنے لگے نقیب للکار کر یہ کہنے لگے کہ دلیرو

سے لڑائی بھڑائی کا بس دن ہے آج
جو مر جاؤ لڑ بھڑ کے تو نام ہے
فریدون نہ وہ گنج قارون رہا
وہی بات کرنا کہ ہو جس سے نام

یہان سلک تیغ کا ہے رواج
سکندر نہ دارا نہ جمشید ہے
نہ تخت شہی پر ہمایون رہا
نہ مر کر چھٹے قبضۂ ذوالفقار

سلیمان کی حشمت سے کیا کام ہے
کسے زندگانی کی امید ہے
تمھین بھی مناسب ہے اے خاص و عام
زمانہ مین کچھ تو رہے یادگار

یہ سنکر سردار جوش سے تلوارون کے قبضے چومتے تھے غرضکہ ایک سردار کہ نام اسکا تجمل تیغ زن تھا اسنے نکلکر سلحشوری دکھائی اور آواز دی کہ اے گروہ خدا پرستان وای زبردستان جسے کہ آرزوی مرگ ہو آئے میرے سامنے بس یہ سنتا تھا کہ فتاح پلنگینہ پوش یا تو خاموش کھڑے تھے یا مرکب کو صف سے نکالا اور عرض کیا شہزادے سے کہ خداحافظ ہے کافر سے مین مقابلہ کرونگا اسد نے سر جھکا لیا اور یہ کہا کہ سپردم بہ پروردگار عالم یہ اڑا کر مرکب کو سامنے اس شیطان پرست کے ہو پہنچے اور کہا کہ لاضرب بہادری کی اسنے کہا کہ پہلے اپنا وار کرو آرزو اپنی نکال لو انھون نے کہا کہ جانتا ہے کہ ہم خدا پرستون کا دستور پیش قدمی کا نہین ہے پھر تقریر کرتا ہے برچھا ترچھے ہو کر مارا انھون نے اوسکے برچھے کو خالی دیکر دوبارہ سنان کو سنان پر گانٹھ کر ستائیس طعنون کے بعد نیزہ اسکے ہاتھ سے نکال دیا اسنے جھنجھلا کر تیغ آبدار کا وار کیا انھون نے اسکی تیغ کو سپر پر گانٹھ کر ہاتھ جو مارا تا جگر گاہ تیغ انکی اتر کر گھوڑے پر سے گر پڑا اسیطرح سے پانچ سردار اس بہادر نے واصل جہنم کیے اب جھنجھلا کر قرلوس خرس پیشانی اپنے گینڈے کو جھپٹا کر نکلا اور کہا اسد رکے خدا پرست تو نے بہت سے بندگان ابلیس کو سیر بہشت مین متوجہ کیا لیکن مین تجھکو ایسے

چھوڑتا ہون یہ کہکر گرز اٹھائے بڑھے ہان ہان کہکر جھپٹ کر مارا انہون نے سپر کو اٹھاکر چہرہ کی پناہ کیا لیکن بیچ کجا ضرب گرز کجا وہ گرز سپر کو شق کر پار ہوا اور سر تک آیا یہ گھوڑے پر سے پھڑک کر گرے جھپٹ کر لوگون نے انکو اٹھایا اسد نے نعرہ آہ کا مارا اور کہا کہ چچا آج ہمارا ساتھ آپنے چھوڑا افسوس کوئی ہمارا چاہنے والا اب نہ رہا والد ماجد یعنی کرب خانہ کعبہ گئے اور بھائی صاحب نورالدہر کا حال نہین معلوم اور یہ کہکر آبدیدہ ہوکر بمقابلہ قوس لوس طرس پیشانی ہوئے اس ملعون نے وہی گرز خون چکان انکے بھی سر پر مارا انہون نے خالی دیا اسکی جھونک مین جھکا ہوا تھا کہ انہون نے تلوار جو ماری تو اسکے کرگدن کے سر پر پڑی یہ کود کر الگ ہوگیا اور چاہا کہ انکے مرکب کو بیکار کرے یہ گھوڑے پر سے کود کے اسکے گریبان گیر ہوئے لگی کشتی ہونے دوپہر کی کشتی مین شہزادہ اسد نے اسکا لنگر اوکھیڑ کر زمین پر مارا اور فرمایا کیا کہتا ہے شناخت پروردگار عالم کے باب مین اسنے کہا کہ ہزار جانین خداوند ابلیس پر صدقہ کیجیے مذہب ابلیس پرستی کو ہاتھ سے نہ دیجیے اسد نے بڑھاکر پاؤن اسکی ران پر رکھا اور ٹانگ پکڑ کر جو جھٹکا مارا تو مثل کرپاس کہنہ کے چیر کر پھینکدیا فوج اسکی ٹوٹ پڑی ادھر سے یہ لوگ بھی مرکبون کو بڑھاکر جا پہونچے ننگی تلوار گھمسان کی چلنے لگی یہ تو اس عالم مین تھے کہ وہ لوگ جو خانہ کعبہ سے پھرے ہوئے ڈیڑھ لاکھ کی فوج آتی تھی انکو معلوم ہوا کہ قلعہ مرصع حصار پر خونخوار بن دجال حاکم کر گیا تھا وہ مارا گیا بس یہ لوگ بھی آکر اسد پر گرے اب شہزادہ اسد پر وقت تنگ ہوا لیکن راوی بیان کرتا ہے کہ اتفاقات وقت سے اسد ثانی جو اجازت لیکر سمندر سیر پر گئے تھے وہ حسب اتفاق رستہ بھول کر مرصع حصار کیطرف آنکلے انہون نے جو یہ صدائے گیر و دار کشتی اور نعرہ کی آواز جو انکے کان مین پہونچی کہ ؎ اسد شہسوارم کہ در روز جنگ ٭ بدرم دل شیر چرم پلنگ ٭ یہ آواز اپنے باپ کی سنکر بیتاب ہوگئے اور بعجلت تمام لشکر کفار پر آکر گرے انکے آنیسے اسد مین جان آگئی وہ اضطراب برطرف ہوا اسد ثانی جو تازہ دم آکر لشکر کفار پر گرے تو سب کو درہم و برہم کردیا غرضکہ فوج کفار بدشعار روان دوان ہوکر چارون طرف منتشر ہوکر بھاگے قریب شام فتح ہوگئی شہزادہ اسد نے بیٹے کو گلے سے لگایا اور خیمہ کیطرف سب حال دریافت کرنے کے لیے گئے اور لاش فتاح پلنگینہ پوش کی میدان جنگ سے اٹھواکر لائے اور قریب شہنشاہ مرصع حصاری و شہریار مرصع حصاری کے فتاح پلنگینہ پوش کو دفن کیا اور نہایت افسوس کے ساتھ اس گوہر دریائے شجاعت کو زیر زمین رکھا۔ بعد اس غم و الم کے انکے ہمراہیون کی لاشین اٹھواکر انکو بھی دفن کیا اور بکمال رنج و افسوس فاتحہ خیر پڑھکر اپنے خیمہ مین آکر بیٹے سے حال بات کیا کہ تم تو ہمراہ صاحبقران ثانی کے گئے تھے اُنسے کسطرح جدا ہوئے اسد ثانی نے آنکھون مین آنسو بھر کر کل واقعہ میدان کاج باج کا باپ کے سامنے بیان کیا اسد غازی نے پوچھا کہ پھر وہ کہان گئے کہا کہ مجھے کیا معلوم وہ بھی آگ مین تھے اسد نے بہت افسوس کیا اور کہا کہ دیکھیے ابھی حال کسی کا مفصل معلوم نہین ہوا۔ اب شہزادہ اسد غازی انتظام مرصع حصار کی جانب متوجہ ہوئے اور یاقوت مرصع حصاری فرزند شہنشاہ مرصع حصاری کو بادشاہ کرکے دین اسلام سے اس ملک کو آباد کیا اور اس انتظام سے فارغ ہوکر بیٹھے تھے کہ انکا حال بیان ہوگا

اب دو کلمے داستان خونخوار بن دجال کے بیان ہوتے ہین

جب خونخوار بن دجال قلعہ زرین حصار پر پہونچا تو گلبن زرین حصاری و گلباش زرین حصار کے

کو اطلاع ہوئی۔ نہایت پریشان ہوکر اپنے رفقا کو جمع کیا اور کہا کیا صلاح ہے۔ عرض کیا رفیقون نے کہ جو حضور کی صلاح ہو وہی مناسب ہے ؎ صلاح ما ہمہ آنست کو صلاح شماست ٭ بادشاہ نے ارشاد فرمایا کہ وہ زمانہ جوانی کا اور زور و قوت و امنگ کا گذر گیا بقول شاعر ؎ زمان طفلی کو رو مین کیا ہم فریب آیا ہے وقت پیری ٭ جوانی رخصت سنا رہی ہے گذر چکا ہے شباب آدھا ٭ یہ شعر پڑھکر رفیقون سے کہا کہ میری لڑائی تو یہی ہے کہ قلعہ بند ہوکر بیٹھو لڑکا میرا چھوٹا ہے۔ **خفقا بن گلبن زندین** حصاری کو جنگل کیطرف روانہ کردیا اور آپ قلعہ کو آلات حرب و ضرب سے آراستہ کر کے گولہ اندازون ناوک اندازون خشت اندازون کو مہیا کر کے مثل اژدرہ آتش فشان طیار کیا اور مہیا قضا و قدر ہو کر بیٹھے اور خندقہای قلعہ کو پر آب کر کے پل تختہ اٹھوا دیئے۔ اسی اثنا مین **خونخوار بن دجال** کو بھی خبرداروں نے خبر پہنچائی کہ وہ لوگ قلعہ بند ہو گئے ہین تاب مقابلہ حضور نہین لاسکتے ہین اسوقت دجال نے اپنی فوج مین سے **حرمان آدمخوار** کو حکم دیا کہ اس قلعہ کو توہی فتح کر جو تیرے ہاتھ لگے اسکو کھائے اور تجھی کو اس قلعہ کا حاکم کیا۔ یہ ملعون یہ حکم سنکے بہت خوش ہوا اور دجال کی صفت و ثنا کرتا ہوا سامنے قلعہ کے آیا اور طبل جنگ بجوا کر صبح کو دھاوا کیا جب توپ کی زد پر آیا تو توپ اسپر پڑنے لگی تو تمام آسمان دھوان دھار کر دیا اہل قلعہ نے وہ آتش باری کی کہ زمانہ کو تیرہ و تار کر دیا مگر کوئی گولہ قضا کا اسپر نہ پڑا یہانتک کہ قریب خندق آگیا اسوقت ناوک اندازون و خشت اندازون نے اپنا حربہ کیا اور وہ آتا تھا اگر کوئی گولا بارود کی ہانڈیان اسپر مارین لیکن یہ کسی حربہ سے نہ رکا اور آتے ہی خندق کے پار آگیا اسوقت ساکنان قلعہ مجبور ہوکر تلوارین پکڑ کے غٹ پٹ ہو گئے چار گھڑی کی تیغ زنی مین بادشاہ بھی مارے گئے اور انکے رفقا بھی قتل ہو گئے اور بعد قتل یہ اور مزید ظلم ہوا کہ لاشے بھی خاکستر طعمہ نہنگ اجل ہو گئے یعنے آدمخوار سبکو کھا گیا قلعہ مین اسکی عملداری ہو گئی تمام لوگ بھاگ کر صحرا مین چلے گئے بھگدر پڑ گئی اسقدر خوف اس ظالم کا رعایا اور اہل فوج پر غالب ہوا کہ جسکا جدھر سینگ سمایا وہ ادھر کو روانہ ہوا کسی کی کسیکو خبر نہ تھی ایک غدر مچا ہوا تھا اور تہلکہ عظیم برپا تھا غرضکہ **خونخوار بن دجال** نے **حرمان آدمخوار** کو حسب وعدہ یہ ملک دیدیا اور یہی کو بادشاہ وہان کا کر کے کل انتظام ملکی و مالی کا اسکے اختیار مین دیدیا اور خود مع فوج و لشکر کے دیدہ **خونریز** کیطرف روانہ ہوا بعد قطع منازل و طی مراحل کے قریب درہ خونریز کے پہونچا۔ **حارب خونریز** و **ضارب خونریز** کو معلوم ہوا کہ قاتل ہمارا آپہونچا اپنے رفقا اور اہلکارون سے مشورہ کیا کہ اب کیا تدبیر کیجائے سبنے عرض کیا کہ حضور موت کی کوئی تدبیر ممکن نہین قضا و قدر کسیکے ٹالے ٹل نہین سکتی کیونکہ ؎ کچھ کام نہین کرتی سپر تیر کے آگے ٭ تدبیر کے پر جلتے ہین تقدیر کے آگے ٭ **حارب خونریز** نے **ضارب خونریز** سے کہا کہ دروازہ قلعہ کا بند کرنا ہمارے نزدیک بڑے عیب کی بات ہے اور کمال نامردی اور بزدلی ہے اسلیے مثل مشہور ہے کہ قلعہ بغیر ٹوٹے نہین رہتا اور قیدی بغیر چھوٹے پس یہ تدبیر مناسب معلوم ہوتی ہے کہ ناموس کو تو مع تمام اہل و عیال کے جانب صحرا روانہ کر دینا چاہیے اور یہان سے ہم تم چلکر اسکا استقبال کر کے قلعہ مین لائین اور دعوت مین عداوت کر کے زہر کھلا کر مار ڈالین بس دونون باہم یہ مشورہ کر کے ساٹھ آدمیون سے استقبال کے لیے روانہ ہوئے۔ لیکن جستر جاسوس عیار خونخوار بن دجال کا اہتمام بر حسب اتفاق بہ تبدیل ہیئت ایک خدمتگار کی شکل

بنا ہوا موجود تھا اور سب حال کھڑا ہوا سن رہا تھا اسنے جلد اپنے تئین خونخوار کے پاس پہونچایا اور کل حال مشورہ کا اور دعوت کرنے کا عرض کیا خونخوار بن دجال سب کیفیت سنکے خاموش ہو رہا کہ اس اثنا مین عرض بیگی نے آکر عرض کیا کہ حضور حارب خونریز و ضارب خونریز دونون آپکی خدمت مین حاضر ہوئے ہین کیا اجازت ہے اسنے کہا کہ بلالو چنانچہ حارب و ضارب دونون اسکے حضور مین حاضر ہوئے دیکھا کہ تمام سردارون کا مجمع بکثرت ہے اوسوقت ان دونون نے آکر سلام کیا اور یہ عرض کیا کہ حمزہ اور اولاد حمزہ نے ہم لوگون پر بڑا ظلم کیا کیونکہ حضور ہم لوگ پہلے زہرہ پرست تھے پھر انہون نے یہ جبر کیا کہ اپنے مذہب مین ہمکو لائے چونکہ وہ زبردست تھے ہم انکا کچھ نہ کرسکے بحالت مجبوری ظاہر مین ہمنے انکا مذہب اختیار کر لیا تھا حضور جیسے لقا ویسے خداوند ابلیس ہم پھر اپنا مذہب قدیم قبول کرتے ہین اور چاہتے ہین کہ حضور قدم رنجہ فرمائین قلعہ مین اپنے ہمراہ لیچلین مع تصویر خداوند ابلیس کے تاکہ تمام ساکنان قلعہ بھی تصویر خداوند کی مشرف ہون اور مذہب ابلیس پرستی پر عود کرین اور حضور کی دعوت ہے جو نان و نمک ہم لوگون کو میسر ہے حضور اسکو قبول فرمائین ہم سب حضور کی تابعداری و جان نثاری مین حاضر ہین۔ یہ سنکر خونخوار بن دجال ہنسا اور دیکھکر کہا کہ او حرامزادون تم مجھے فقرہ دیتے ہو مجھے پہلے ہی خبر تمہاری اس عنوان دغابازی کی پہونچ گئی ہے مین اب تمہارے مکر مین کب آتا ہون یہ کہکر اسنے حکم دیا کہ انہین مار لو بس لوگ ان پر تلوارین کھینچکر دوڑ پڑے انہون نے بھی تلوارین میان سے نکالین ساٹھ آدمی دو سو آدمیون کو مار کر بدرجہ شہادت فائز ہوئے کجا اسقدر کفار کا مجمع کہان یہ قلیل ساٹھ آدمی کیا کر سکتے تھے مگر بیسیکرون کو مار کر مرے اور خوب شمشیر زنی کرکے اپنے جوہر شجاعت کو دکھا دئیے اور زمرۂ شہدا مین داخل ہوگئے بس بعد ان دونون کے شہید ہونے کے خونخوار نے جاکر قلعہ کو تاخت و تاراج کیا اور تمام قلعہ کو مسخر کرکے اپنے قبضہ مین کیا رعایا و برایا وہان کی جو باقی تھی وہ صحرا کیطرف روانہ ہوگئے اور تمام مخلوق بھاگ کھڑی ہوئی اسنے قلعہ کو فتح کر لیا اور یہان کی حکومت اگواز بلند آوازہ کے سپرد کر کے اور اسکو یہان کا حاکم معین کر کے آپ شہر عنطلی آباد کیطرف روانہ ہوا منزلون کو طے کرتا ہوا جاتا ہے کہین کوچ در کوچ مقام در مقام کرتے صحرائے حنظلی آباد مین جا پہونچا۔ یہ خبر ناموس عمرو کو پہونچی جمتر برق فرنگی لجانسوز بن قران دل سمک لیطاقی جواہر بن عمرو فیروز بن عمرو و نشان خنجر گذار بن عمرو عمران خطائی برک خطائی یہ سب کے سب واسطے اپنی استانی یعنی ملکہ جادو کے دیدار کو آئے تھے اور کہ رہے تھے کہ افسوس کیون ملکہ وہ زمانہ شہر عنطلی آباد مین ہمارے استاد کے اور ہمارے آنیکا یاد ہے اب پیری نے ایسا ہمکو ضعیف و ناتوان کر دیا کہ کسی عیاری و مکاری کے قابل نہ رہے بس یہ ذکر ہو ہی رہا تھا کہ خبردارون نے آکر خبر دی کہ شہر حنظلی آباد مین اس کافر خونخوار بن دجال کا لشکر آپہونچا ہے ملکون کو اجاڑتا ہوا ظالم جفا شعار چلا آتا ہے تم نے یہ خبر پائی ہے کہ یہان ناموس عمرو و ملکہ جادو رہتی ہین تو وہ اس ملک کو برباد کرنے آیا ہے جمتر برق فرنگی نے کہا کہ حضور گو سحر سے توبہ کر چکے ہین اگر اس توبہ کو توڑ کر اور پھر سحر کر کے اسکو مٹا دیجئے تو کیا بات ہے کچھ بعید نہین ہے کہ ملک بربادی سے بچ جائے اور ہزارہا بندگان خدا کی جانین بچ جائین ملکہ آنکھون مین آنسو بھر لائی اور دیکھکر کہا کہ اے برق فرنگی کہین ثابت قدمون کی توبہ ٹوٹ سکتی ہے مین اپنی قسم مین ہون کہ

ے کی تو سو بار پر اگر دم نہ بناہی تو بہ نہ مین بھی وہ توبہ شکن ہون کر اٹھی توبہ پس اگر میرا وارث مہر سپہر عیار ہوتا تو یقین تھا کہ اس ملعون کو اسی بیابان مین قتل کرتا اور آگے نہ بڑھنے دیتا اسکی حسرت دلی دل ہی مین رہجاتی ہر ارمان روانہ ملک عدم ہوتا بس یہ سنکر **برق فرنگی** نے کہا کہ استانی ابھی اتنے غلام آپکے حاضر ہین ہم تو کٹ جاتے ہین اور عیاری بن پڑی تو اس ملعون کو وہین ذبح کرینگے اور اسکے لشکر کا کام تمام کرینگے یہ کہکر سب عیار ملکہ کے پاس سے خدا حافظ کہکر اٹھے اور گوشہ مین آکر مشورہ کیا کہ اے **برق فرنگی** کہ تجھ سے بہتر کوئی عورت کی عیاری نہین کر سکتا پس اپنی اگلی عیاری کرو اور اس ملعون کو جلکر مار دو **برق فرنگی** نے سنکر کہا کہ لوٹ جا چونچلا جنازہ کے ساتھ اب وہ عیاری کیا کام دیگی یہ کہکر کھولکر کسوت عیاری اپنی شکل اٹھارہ انیس برس کی نازنین کی بنائی اور یہ کہا کہ یہ عیاری بھی آخر ہی اور ہم تم بھی آخر ہین یہ کہکر ایک رتھ نہایت خوشنما منگوائی اور ایک دو آدمیون سے سازندے بنے اور ایک طبلچی بنا اور ایک مجیرا اور ایک انہین سے کاڑھی بان بنا اس رتھ کے اوپر **برق فرنگی** بیٹھکر اور ان سب کو اپنے ہمراہ لیکر اس صحرا کیطرف چلا بیل ایسے خوشنما تھے کہ پانون پر انکے گھنگرو بندھے ہوئے اور سینگون پر انکے نقش و نگار کیا ہوا رتھ کیسی خوشنما مثل ہوا کے اڑتی ہوئی چلی جاتی ہی باقی یہ تین عیار **عمران خطائی تعبان خنجر گزار جانسوز بن قران** ایک صورت بیراگی کی بنکر کہ جسکو کنٹھک کہتے ہین دربان دونون کو کنٹھک کی صورت بناکر اپنے ساتھ لیکر یہ بھی چل کھڑا ہوا ادھر کا حال سنیئے کہ **خونخوار بن دجال** نے اس صحرا مین اپنی بارگاہ کو برپا کیا مع اپنے رفیقون اور مصاحبون کے بیٹھا ہی کہ اسکی دربار گاہ پر ایک رتھ آیا اسپر ایک عورت نہایت حسین و جمیل بیٹھی ہوئی سازندے نے آکر دربان سے عرض کیا کہ بی جی **برق قہر نگار** ایک طوائف ہین آپکا نام سنکر آئی ہے دربان نے جاکر عرض کیا حکم ہوا کہ بلالو مین صحبت مینوشی کی ہوا چاہتی تھی کہ اسکا آنا بھی ضرور تھا طلب ہوئی مع اپنے سازندون کے دیکھا تو ایک نسیم بہار کے مانند ہوا سے اپنی زلفون کو کان کے پیچھے کرتی ہوئی چال مستانہ وار چلتی ہوئی یہ شعر برجستہ پڑھتی ہوئی ؎ چال ہے مجھ ناتوان کی مرغ بسمل کی تڑپ ❊ ہر قدم پر ہے یقین یان رہگیا وان رہگیا ❊ خدا بچا کرے اس ہوائے تیز کا کہ مجھے گرائے دیتی ہی۔ یہ سازندے ہوا سے بجاتے ہوئے سامنے **خونخوار** کے لائے **خونخوار** اس ادا و وضع کو دیکھکر ہزار جان سے عاشق ہوگیا کہ سامنے ہی آدمی نے آکر عرض کیا کہ تین کنٹھک دو لڑکے اور ایک بوڑھا سا کنٹھک بھی چاہتے ہین کہ وہ آکر اپنے کمال سے بادشاہ کو آگاہ کرین انعام مین مال و زر پائین از بسکہ اسکو دونون شوق تھے یعنی دونون جانب ملتفت ہی عورت سے بھی اور کم سن لڑکون سے بھی کہا کہ بلالو۔ اب جو دیکھا کہ یہ دو لڑکے کیسے خوش قطع سارا بان باندھے ہوئے کچھ زیور تن پر آراستہ کیے ہوئے۔ جوڑے سنہلے نیلے منہ چوڑا ہوئے ۔ آنکھ وہ آنکھ کہ اگر نرگس شہلا دیکھ لے انکے دیدار مین عمر اپنی ساتھ غم کے بسر کرے بقول شاعر ؎ چشم تو جادو دست یا آہو ست یا صیاد خلق ❊ یا دو بادام سیہ یا نرگس شہلا ست این ❊ معلوم ہوتا ہے کہ لالہ داغ بدل انہین صورتون کا ہی سنبل آج تک باحال پریشان انہین کے خیال مین ہی۔ **سوسن** نے ہزار زبان دراز بان لیکن نگرا کے مسی مالیدہ لب کا مقابلہ نکرسکی خاموش ہو رہی غنچے ان غنچہ لبون کو دیکھکر چٹکنا بھول گئے ایسے دل بستہ ہوئے کہ رشک کے مارے پھول گئے غرضکہ ان دونون مجنون نے بھی آکر مجرا کیا **خونخوار بن دجال** بہت ہنسا اور کہا کیا خوب بات ہے ؎ غم صیاد و فکر باغبان ہر دو دلی مین ہمارا آشیان ہے پنجرہ پھر مسکرا کے انکو بھی بیٹھنے کا اشارہ کیا۔ **بی قہر نگار** طوائف نے ان لڑکون کو دیکھکر **خونخوار** کیجانب

آنسو بھر کر کہا کہ خدا غارت کرے ہماری کوئی کاہیکو قدر کریگا ان کم سن لڑکون کو لگے - اسنے کہا کہ کچھ قباحت کی بات نہین ایک صراحی کا پانی سب مرد و زن بستی مین تم کاہیکو ڈراتی ہو یہ کہکر اوسکی جانب دیکھکر کہا کہ کچھ گاؤ آنکھون مین آنسو بھری تھی سازندون نے ساز ملا لیے اور اسنے یہ غزل میر کی شروع کی ۔ غزل

جو یون شور سے میر روتا رہے گا
جسے ابر ہر سال روتا رہے گا
اس غزل کے جو چند شعر گائے
ہے سیہ مست آج کی کالی گھٹا
شند و پر شور و سیہ مست ز کہسار آمد

تو کاہیکو ہمسایہ سوتا رہے گا
تو نے شوق سے غیر کو گا لیا ن
خونخوار نہایت محظوظ ہوا اور کہا کہ دیکھو
اسطرح بن کے معشوق مجھ کو آئے
ہیلشان مژدہ کہ ابر آمد و بسیار آمد

مین وہ رونے والا ادھا ہون جہان کی
جو ہمکو کیگا وہ ہوتا رہے گا
۵ جھومتی آئی ہے متوالی گھٹا
بوندیان برسنے لگین جھوم کر بادل آئے
ارگاد ساقی کہان ہے جو مے رندون کی دور مین

کیون نہین تا پس دیکھا ساقیان شوخ چشم مع صراحی گلرخ نگار و جام زرنگار ہیچ کشتیان پر لالہ فام کر کر ہوئے حاضر ہوئے اور توکی پوتین کشتیون کو الٹ کر دکھائے معلوم ہوتا تھا کہ ہر کشتی مین ایک دلہن لباس سرخ پہنے ہوئے بیٹھی ہے کیونکہ وہ گلگون سرگلو صراحی بندھی ہوئے تھے جب اس نگار کا عالم کچھ ہو گیا بس دیکھکر بیساختہ اس نازنین نے ایک جماہی لی خونخوار دیکھکر کہنے لگا کہ کیا کچھ تم بھی پیوگی سازندون نے بڑھکر کہا کہ حضور آپکی عادت اپنے ہاتھ پینے اور پلانیکی ہے اور معشوق کے ہوتے ساقی کی کیا ضرورت ہے خونخوار نے یہ سنکر کہا کہ مین منظور کرتا ہون اسطرف کو یہ دونون کہتک پلائین اور ادھر طرف سے ہم تم لگاؤ کہ میرے سردار محرم زمین گھٹا آئی ہوئی تھی عجب سمان بندھا تھا عجب وقت تھا ۔ ۵ ابر چھایا ہوا ہلکی سی بہار مین گرتی مین ۔ شیشہ چھلکا ہوا ساقی بھی پری پیدا ۔ بس دونون نے آدھی آدھی کشتیان اپنے قبضہ مین کر کے اور گھنگرو اپنے پانون مین باندھکر اور جام لبریز کر کے دونون نے لگا لگا پلا جام ہوش ستا ہیر اس نازنین نے خونخوار بن دجال کو پلایا جھٹ کر کہتک نے بھی ایک ساغر بیہوشی آمیز اسکو پلایا تیسرے نے بھی ایک جام بیہوشی آمیز خونخوار کو پلایا اب دماغ سب کا یادگار سے گرم ہونے لگا اور باقی دورہ کیا کہ غضنفر رفیق اسکے بیٹھے تھے سب کو سیر کر دیا یعنی خدمتگار تک کو پلایا اور کہتک کہتا تھا کہ میری بیچون نے آج پہلے پہل میخواری کی ہے لو جو نشہ ہر کی چاہتی ہین وہ پی لین ۔ یہ کہکر سبکو خوب پلائی کل حاضرین جلسہ کو سیر و سیراب کر دیا اب انکی آنکھون مین سرسون پھولی ایک ایک کو کہنے لگا کہ بھئی تمہاری مونچھ پر کوا بیٹھا ہے وہ بولا کچھ دیوانہ ہو گیا ہے اسکو وہ مسا کو معلوم ہونے لگا اسنے کہا کچھ سودا ہے اسنے کہا دکھائی دیتا ہون سودا اور یہ کہکر اسنے اسکی مونچھ پر ہاتھ مارا اور مونچھ کو نوچ لیا اور کہا کہ کوا تو اڑ گیا پر ہاتھ مین رہگیا یہ حرکت دیکھکر اسنے کہا کہ او بے ایمان تو نے میری مونچھ نوچلی - اسنے بھی اسکی مونچھ نوچلی آپسمین لگی دھینگا مشتی ہونے یہ لوگ بچا لیکے دشمن اٹھے خونخوار یہ حال دیکھکر آپ بھی جھپٹا - وہ ایک قدم چلا تھا کہ سب کے سب سر تلے ٹانگین اوپر کر کے گرنے لگے ایک دم مین سبکو کچھ نہ نظر آنے لگا سب کے سب بیہوش ہو گئے بقول شاعر ۔ ۵ ایسا ایک جام دیا ساقی مہوش مجھے ۔ دونون عالم نظر آنے لگین بیہوش مجھے ۔ بس طبلی اور سارنگیان چھنک مع گاڑیان ان سب نے تلوارین ان سیہ مستون کی کمرون سے نکال کر کھینچکر قصد انکے قتل کرنیکا کیا ۔ لیکن اس مقام پر عرض کیا جاتا ہے کہ ۵ نقوش کلک قدرت سے ہر اندیشہ کو حیرانی ۔ پڑھا جاتا نہین ہرگز کسی سے خط پیشانی ۔ عقل ہر فرد بشر کی بسکہ حیرانی مین ہے ۔ پیش آتا ہے وہی جو کچھ کہ پیشانی مین ہے ۔ بس یہ چاہتی ہین کہ تلوارین ماریں کہ زمین شق ہوئی اور نامراد جادو کہ ہکو اوبیا نیک عرصہ سے عاشق تھی بے سبب اتفاق زمین سے پیدا ہوئی اور اسنے یہ معرکہ دیکھا کہ آٹھ آدمی قتل کیا چاہتی ہین ان لوگون کو مع خونخوار کے اسنے آواز گیر دی یہ آٹھون کمر کمر زمین مین گڑ گئی اور تلوارین ہاتھون سے چھوٹ گئین تو باز در گور ہو گئی حسرت و یاس فلک کی جانب دیکھنے لگے ۔ معاملات قضا و قدر بھی عجیب نرالے ہین کہ جانبے

دم زدن مشکل ہے ۔ قسمت کو دیکھو کہ کمان ٹوٹی جا کمند ؛ دو چار ہاتھ جب لب بام لگا یا تھا اسمین کمند لگائی بھائیو اب نجات دشوار ہوا کلمہ آخری پڑھ لو اور تصور خدا کی جانب کرو ۔ یہ کہکر ہر ایک عیار نے دعائے توبہ پڑھی اور درگاہ خالق بے نیاز مین استغفار کرنے لگے اسی اثنا مین **نامراد جادو** نے ان سیہ مستان بادہ غفلت کو ہوشیار کیا اور یہ رنگ بارگاہ کا دکھایا ۔ کہا ۔ عیار سامنے سے اب آیا **خونخوار** اسپر بہت خفا ہوا اور کہا کاش سر ان سب کے پس یہ آٹھون عیار ہاتھ اس نابکار کے قتل ہونگے حق جان نثاری اپنے مالک کا ادا کر گئے مرتے مرتے تدبیر سے غافل نہ رہے مگر قضا و قدر سے مجبور تھے کہ بنی بنائی بات بگڑ گئی اجل آکر گریبان گیر ہوئی قابض الارواح نے مہلت دم زدن نہ دی بفحوائے اذا جاء اجلہم لا یستاخرون ساعۃ ولا یستقدمون سب کے سب تیر اجل کے نشانہ ہوگئے نمک حلالی مین ضرب المثل جان نثاری مین شہرۂ زمانہ ہوئے تھے جو امنگین دل مین تھین سب خاک مین مل گئین قضا کے سامنے کوئی تدبیر پیش رفت نہ ہوئی کوئی منصوبہ کارگر نہوا اگر تھوڑی دیر اور کمبخت **نامراد جادو** نہ آتی تو ان عیارون نے قیامت بپا کر دی ہوتی ایک کافر کو بھی زندہ نہ چھوڑتے سب کے سر کاٹ کر جہنم رسید کر دیتے ۔ یہ وہ عیار تھے کہ جنکا فن عیاری مین مثل و نظیر نہ تھا آٹھون بڑے چالاک و زیرک کام مین ہوشیار تمام عیارون مین منتخب اور معزز تھے ۔ **خواجہ عمرو** جو کہ شہنشاہ عیاران مشہور تھے اور اپنے زمانہ مین عدیل و نظیر اپنا نہ رکھتے تھے وہ بھی ان عیارون کے معترف و مداح تھے اور اکثر کہا کرتے تھے کہ یہ سب شاگرد ہمارے نہایت لائق و فائق ہین اور انکی وجہ سے مجھکو بہت مدد ملتی ہے اور اکثر مقامات پر انکی امداد و اعانت سے کامیابی ہوئی واہ کیا عیاری کی تھی کہ تسمہ لگا نہ رکھا تھا سب کا صفایا کر دیتے مگر ان لوگون کے ہاتھ سے ان نابکارون کی قضا نہ تھی بچ گئے اور عین وقت پر **نامراد جادو** پہونچ گئی اسنے سب کھیل بگاڑ دیا کل معاملہ درہم و برہم ہو گیا پیمانہ عمر ان بادہ نوشان خمخانہ عیاری کا لبریز ہو چکا تھا کیونکر جان بر ہوتے سب محنت و مشقت رائگان ہوئی اور بے نیل مرام اس جہان فانی سے عالم جاودانی کیطرف جا پڑے ۔ یہ وہ عیار تھے کہ جنہون نے اپنے عہد شباب مین بڑے بڑے کارہائے نمایان کئے تھے اور ایسے ایسے سخت اور دشوار گذار مقامات پر عیاریان کی تھین کہ جہان آدمی کا گذر بہت مشکل تھا اکثر ساحران پر دغا و کافران سیہ دل کو عیاری سے جہنم واصل کئے بڑے بڑے بادشاہونکی بارگاہون مین اور سردارونکے خیمون مین جاکر عیاریان کین اور انکو بیہوش کرکے اپنا کام کیا اور صاف نکل چلے گئے کسی نے بھی انکی گرد کبھی نہ پایا **صاحبقران** انکی کارگذاریون سے بہت خوش تھے اور اکثر تعریف کیا کرتے تھے اور عزت و آبرو کی نظر سے انکو دیکھتے تھے انعام و اکرام سے ہر ایک کو مالا مال کر دیتے تھے جب کہ انکے مارے جانیکی خبر اور حال انکی عیاری کا اور ہونیکا **خونخوار ابن دجال** جفا کار کے ہاتھ سے اسی عیاری کے ذریعہ سے اور عالم بیکسی و بیچارگی مین قتل ہونا سبکا **صاحبقران** ذیشان کو معلوم ہو گا تو نہایت افسوس کرینگے اور ان کامل و کارآزمودہ عیارونکے قتل ہو جانیکا اور گرفتار ہو کر مر جانیکا بہت رنج و ملال ہو گا اور کل درباریان و شاہزادے انکے حالات سنکر افسوس کرینگے ہر ایک عیار ان مین سے مخصوص یک ایک عیاری مین کامل تھا مثلاً **مہتر برق فرنگی** عورت کی عیاری نہایت عمدہ کرتا تھا اور ایسی شکل تبدیل کرتا تھا اور اس طرز پر اپنے کو نازنین مہرجبین مہر لقین بناتا تھا اور پوشاک و زیور وغیرہ سے آراستہ و پیراستہ ہوتا تھا کہ عابد و زاہد بھی دیکھنے سے تو ہزار جان سے عاشق فریفتہ ہو جائے علی ہذا القیاس کوئی درویش کی شکل بشکل بناتا تھا اور فقیرانہ لباس مین اسطرح آراستہ کرتا تھا کہ کیا مجال ہے کہ کوئی پہچان سکے بڑے بڑے ساحر دھوکے کھا گئے اور یہ عیاری کر کے صاف نکلے چلے گئے اسیطرح کوئی نقب زنی مین عدیل و بے نظیر تھا کوئی فن موسیقی کا ماہر کوئی فنون سپہ گری مین کامل خلاصہ یہ کہ ہر ایک ایک ایک صفت خاص مین متصف تھا اور فن عیاری اسپر ختم تھی کہ یون تو سبھی فن عیاری مین مشہور و معروف تھے کہ اپنا عدیل و نظیر نہ رکھتے تھے ہر ایک اپنے موقعہ ہر ایک ملک کی وضع و طرح کا چربہ اتارنے مین کامل طرز رفتار و گفتار سب اسیطرح کی کہ اگر کیسا ہی دلاک

ہوشیار دیکھے تو وہ بھی ایک مرتبہ دھوکا کھا جائے اور پہچان نہ سکے۔ فن عیاری بھی نہایت مشکل فن ہے کہ کل علوم و فنون کی تھوڑا تھوڑا جاننے کی ضرورت ہوتی ہے جیسا جہان موقع و محل ہو ویسا وہان رنگ جمایا جائے مثلاً کہین مولوی بنے کہین شاعر کہین حکیم کہین درویش کہین عابد و زاہد کہین رند و اوباش کہین عورت کہین مرد کہین رنڈی کہین بھڑوے کہین جوگی بیراگی کے بھیس مین اپنے کو ظاہر کیا کہین پنڈت بن گئے کہین نجومی و رمال کہین گوئیے کہین کلاونت قوال غرضکہ ہر ایک رنگ و ہر ایک وضع پر اپنے تئین بنانا پڑتا ہے تو جب تک کہ کسیقدر بھی اس طرز روش و محاورات سے واقف نہو گا تو وہ کیا عیاری کر سکتا ہے اور کیونکر اسکا رنگ جم سکتا ہے اور کسطرح وہ دھوکا دے سکتا ہے غرضکہ فن عیاری بہت مشکل فن ہے ان لوگون نے بڑی محنت و مشقت سے اسکو حاصل کیا تھا اور عمر ایسے کامل فن کی شاگردی کی اور بہت دن انکی صحبت مین رہے اور انکی خدمت کی جب اس درجہ پر پہونچے مگر افسوس کہ اس چرخ جفاکار اور گردون غدار کی جفاکاری و بےمہری سے اپنی مراد کو نہ پہونچے اور سب کسب کمال اپنے ہمراہ لئے ہوئے بحسرت و یاس عازم ملک بقا ہوئے۔ افسوس کا مقام ہے کہ بقول شاعر

نہ گور سکندر نہ ہے قبر دارا ۔ مٹے نامیون کے نشان کیسے کیسے

کون ذی حیات ہے کہ جسنے اس دہر ناپائدار مین چاشنی مرگ نہ چکھی ہو کل نفس ذائقۃ الموت کا مصداق ہوا ہو

ہر انکہ زاد بناچار بایدش نوشید ۔ ز جام دہر مے کل من علیہا فان

الحاصل **خونخوار بن دجال** نے بعد قتل و قمع ان عیارون کے اپنی بارگاہ مین داخلہ کیا اور آج کی شب **نامراد جادو** سے ہم بستری کی رات بھر عیش و نشاط مین مصروف رہا اُس زانیہ سیہ کار کے ساتھ اپنا منہ کالا کیا۔ صبح کو ہنگام رخصت **نامراد** سے اسنے کہا کہ اب تو جا مین شہر عنطلی آباد کی طرف جاؤنگا پھر ملاقات ہوگی اسکو رخصت کرکے **خونخوار** نے اپنے سردارون کو بلا کے حکم دیا کہ لشکر ہمارا طیار رہے اب بدولت شہر عنطلی آباد کیطرف جائین گے اور کہا کہ اب ہم شہر عنطلی آباد کو تباہ و برباد کرکے اسکو خاک مین ملا دینگے اینٹ سے اینٹ بجا دین گے نام و نشان کی تک مثل حرف غلط کے مٹا دین گے اور یہہ کہکے فوج و لشکر کو اپنے ہمراہ لیکر جانب عنطلی آباد روانہ ہوا اسکا ارادہ یہہ ہے کہ جاتے ہی ایکبارگی دھاوا کرکے سبکو نیست و نابود کر دے چنانچہ اس ظالم اظلم نے یہی قصد اپنا کرکے عنطلی آباد کا رخ اور کوچ و مقام کرتا ہوا چلا جاتا ہے کہ اسکا حال آئندہ بیان کیا

اب شمہ حال پر ملال مقیمان شہر عنطلی آباد معرض بیان مین آتا ہے

شعر ازین قصہ یکدم فراموش کن ۔ ز جائے دگر داستان گوش کن

راویان صداقت شعار و ناکہان صدق گفتار اس داستان مصیبت عنوان کو بطرز بائستہ و آئین شائستہ یون زیب رقم فرماتے ہین اور اشہب کلک ظفر سلک کو میدان مدعا مین یون جولان کرتے ہین اور سوانحات رنج و الم متعلق تباہی و بربادی مقیمان شہر عنطلی آباد اس طرح سے تحریر و تسطیر کرتے ہین

واقفان کہ در سخن فرداند ۔ پیش ازین داستان چنین کردند

جبکہ یہ تینون عیار **نامراد جادو** کے دفعتاً آجانے سے گرفتار اور **خونخوار** کے خونخواری سے قتل ہوئے اور نامراد جادو اپنے مقام پر واپس گئی تو تمام لشکر **خونخوار** اور اوسکے کل سردار اس امر سے مطمئن ہوگئے کہ اب ان عیارون کی طرف سے کوئی خلش باقی نہین رہی مگر اوسنے جانب قلعہ عنطلی آباد رخ کیا۔ یہان قلعہ کے پاس آئے اس افسوسناک واقعہ کو دیکھکر واپس گئے اور جبکہ

ملکہ جادو کو ان عیارون کے مرنے کی خبر پہونچی تو وہ بہت بیقرار ہوئی اور ان بیچارون کے حال زار پر بہت روئی۔ اوسکی اس بے بسی اور بیکسی سے قتل ہونے پر کف افسوس ملتی تھی مگر مجبور و ناچار تھی کیا کر سکتی تھی اس حادثہ جانکاہ کا اثر دل غمگین سے کم نہوا تھا کہ ایک اور بلا آسمان سے اوترتی ہوئی معلوم ہوئی کیا دیکھتی ہے کہ دامن کوہ سے ایک گرد اوٹھی ہے اور وہ آندھی کیطرح بڑھتی چلی آتی ہے یہ دیکھکر ملکہ کو اور زیادہ فکر ہوئی اپنے ملازمون سے کہا کہ جلد خبر لاؤ یہ کہیں کا لشکر دھاوا کیے ہوئے چلا آرہا ہے آیا کسی دوست کی فوج ہے یا دشمن نے چڑھائی کی ہے ایک جاسوس گیا اور بہت جلد گھبرایا ہوا واپس ہوا اوسنے عرض کی کہ خونخوار بن دجال نے آپکے قلعہ پر حملہ کرنے کا ارادہ کر لیا ہے اور اوسکا قصد ہے کہ آپکے دشمنون کو قتل و غارت کرے اور کسی کو زندہ نہ چھوڑے ملکہ یہ سنکر بہت ہراسان ہوئی اور مایوسی سے آسمان کیطرف دیکھنے لگی اور دست دعا بلند کر کے اپنے خدا سے دعا مانگنے لگی کہ اے میرے پروردگار مین بالکل بے یار و مددگار اور ناچیز و خاکسار ہون اور میرا دشمن زبردست اور خونخوار ہے بس تو ہی مدد کرنے والا ہے اور تیرا ہی بھروسا ہے اب سوائے تیرے تیرے بندون کی جان بچانے والا کوئی نہین ہے تو ہی ہم لوگون کی غیب سے اعانت کر اور ہماری جان بچالے لیکن اگر تیری یہی مرضی ہے اور تیری مصلحت اسی مین ہے کہ ہم سب مسلمان اوس کافر کے ہاتھ سے شہید ہون اور تیری آغوش رحمت مین جگہ پائین تو ہم جان و دل سے حاضر ہین اور استقلال و ثابت قدمی سے اپنا سر تیری راہ مین قلم کرانیکو موجود ہین۔ یہ دعا کر کے ملکہ زار زار روئی۔ تیر دعا ہدف اجابت پر پہونچا اور دریائے رحمت الٰہی جوش مین آیا کیا دیکھتی ہے کہ آسمان پر ایک لکہ ابر نمودار ہوا اور ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا چلنے لگی۔ صحرا سرسبز و شاداب نظر آنے لگا۔ منھ بند کلیان سب یکبارگی کھل گئین اور شاخین مستانہ وار جھومنے لگین آسمان سے ترشح ہونے لگا اور آمد خونخوار کی گرد جما کر گویا خاک مین ملادی۔ دفعتہً قریب قلعہ آکر وہ ابر شق ہوا دیکھا کہ ایک تخت مرصع پر ایک ساحرہ نورانی بیٹھی ہوئی اوڑی چلی آتی ہے اوسکا چہرہ چاند کیطرح روشن ہے اور تمام جسم ایک نور کا بکا معلوم ہوتا ہے ملکہ جادو تعظیم کو سروقد کھڑی ہوگئی وہ ساحرہ مسکراتی ہوئی تخت پر سے اوتری ملکہ کو گلے سے لگایا اور کہا کہ بیٹی تو نے مجھے پہچانا میرا نام نور جادو ہے تیرا باپ زردشت میرا بھانجا تھا ایک عرصے سے میرا خیال یہ تھا کہ ہم ساحرون کا خدا بالکل ذلیل اور ناچیز ہے وہ لوگ بھی ذلیل و حقیر ہو کر مرے اور ہم سب ساحر بھی مسلمانون کے ہاتھ سے کتے کی موت مارے جاتے ہین مسلمانون کا خدا البتہ سب پر غالب اور بڑا زبردست ہے وہ جسکی مدد کرتا ہے اوسکو غلبہ ہوتا ہے اور پھر کوئی اوس سے مقابلہ نہین کر سکتا۔ جب مین نے یہ سنا کہ تو مسلمان ہوگئی ہے تو مجھے بہت خوشی ہوئی اور یہ ارادہ تھا کہ مین تجھے دیکھنے کو آؤن مگر دنیاوی امور نے اتنی فرصت بھی نہ دی کہ مین یہانتک پہونچتی آج مین اسی خیال مین لیٹی ہوئی تھی کہ دفعتاً آنکھ لگ گئی کیا دیکھتی ہون کہ قلعہ غنطلی آباد پر خونخوار بن دجال نے چڑھائی کی ہے اور وہ قتل و غارت پر آمادہ ہے اور سب مسلمان بہت پریشان ہین کوئی دریا مین کود پڑا ہے کوئی قلعہ سے پھاند پڑا ہے

یہ حادثہ دیکھکر مین خواب مین گھبرا گئی اور فوراً مین نے آنکھ کھولدی اوسیوقت تخت سحر تیار کرکے اور چند آدمیون کو ہمراہ لیکر تمہارے پاس آئی یہان آکر دیکھا تو درحقیقت خونخوار بدکردار تمہارے قلعہ کیطرف آرہا ہے۔ ملکہ جادو نے کہا کہ ہمارے خدا نے آپکو خواب مین مطلع کیا اور مین نے دعا کی تھی کہ پروردگار غیب سے میری مدد کر تو بس اوسنے آپکو اسطرح بھیجا یا اب تامل نہ کیجئے جلد اسکے لشکر کو غارت کر دیجئے نور جادو نے کہا کہ اچھا دیکھو مین ایک ایسا سحر کرتی ہون کہ کسی سے رد نہ ہو سکے یہ کہکے اوسنے ایک اسم سحر پڑھا اور پڑھکر دستک دی۔ دستک کی آواز سے ایک شعلہ پیدا ہوا اور وہ شعلہ ایک نور کا پتلا بنکر سامنے آموجود ہوا نور جادو نے اوسکو آواز دی کہ اے موکل نورانی تو اسیوقت غرق زمین ہو کر لشکر خونخوار مین جا اور اوس طبقہ زمین کو جسپر اوسکا لشکر ہے متزلزل کر دے تاکہ خونخوار بدکردار کی تمام فوج زمین مین دفن ہو جائے وہ نور کا پتلا پھر شعلہ بنا اور رکاب مارتے ہی زمین کے اندر اوتر گیا جاتے ہی اوسنے اوس طبقہ زمین کو نرم کر دیا جسپر خونخوار کا لشکر قدم اوٹھائے قلعہ کیطرف آرہا تھا زمین کے نرم ہوتے ہی ساری فوج کمر کمر تک زمین مین دھنس گئی گھوڑے بالکل غرق زمین ہوگئے اور سوار گھوڑون میسے کود کود کر الگ ہوئے مگر جس نے زمین پر پاؤن رکھا وہ کمر تک اوتر گیا ہر ایک پہلوان جو رستم ثانی اپنے کو سمجھتا تھا زمین مین دھنسنے لگا اور ہر ایک بہادر جو اپنے کو بہرام فلک سے بڑھکر سمجھتا تھا زندہ درگور ہوا کسی کو جیتے جی عذاب فشار کا مزہ چکھنا پڑا کمر اور کولے کی ہڈیان ٹوٹی جاتی تھین اور زمین اوسکو رہ رہکے دباتی تھی اور کوئی اپنے ظلم و بدعت کی سزا بھگتنے کے لیئے کھڑے قد سے گویا تیر باری کے لیئے برج دیا گیا تھا سپاہیون کے ہتھیار بیکار کل بہادران فوج کی دم بےمصرف کسی کا کچھ زور نہ چلا کوئی داؤ پیچ کام نہ آیا زمین نے زنجیر کمر مین ایسا ہاتھ ڈالا تھا کہ دہڑ نہ لگ سکا ایک ساتھی اپنے دوسرے ہمراہی کی اوکھڑ لگاتا تھا مگر لنگر ایسا قائم تھا کہ جنبش نہ تھی پہلوانون کی دستی اور زبردستی زبردست ہو گئی چرخے کی عقل چکر مین تھی کیلی کو جیسے کسی نے کیل دیا تھا قلعہ جنگ اور دھوبی پاٹ قلعہ بازیان کھانے لگا ٹانگ بیکار ہوئی بغلی بغلین جھانکنے لگی ہتھہ کوڑا بیدست و پا ہو گیا ہفتون پر سینچ سوار ہوا انداز بند سلام کرکے فرار ہوا پھنسا پھنسایا حلقون نے آپ اپنا گلا دبایا بال سنگہڑا جان کا وبال ہوا آگو کھبیل کیطرح ڈھیل ہوا رومڈ ڈوبا غرق زمین ہوا غرضکہ سب پہلوان اپنے اپنے پیچ بھولے سب کے ہاتھ پاؤن پھولے تلوار نے تلوار تو نیام سے نکال لی مگر خود میان مین اوترے جاتے تھے تیر انداز ترکش مین گھسے جاتے تھے نیزہ بازون کو جانکنی تھی اونکی جان پر آن بنی تھی کوئی تیر کام نہ آیا لاکھ ہاتھ پاؤن مارے مگر یہ وہ دریا تھا جسمین کوئی پیراک نہ آیا ہر ایک ذر کیطرح تہ نشین ہوا جاتا تھا شرم کے مارے زمین مین گڑا جاتا تھا۔ خونخوار کا یہ حال تھا کہ کاٹو تو لہو نہین ساری خونخواری بھول گیا غصہ کے مارے مرے ہوئے چوہے کیطرح پھول گیا ادھر ادھر دیکھتا تھا مگر سوائے قضا کے اور کوئی بلا بھی اوسکے سر پر نہ تھی جسکو دیکھتا تھا اپنے جامے سے باہر پاتا تھا گویا ایک حمام مین سب ننگے تھے فنا کے حوض مین تا کمر اوترے ہوئے

تھے لشکر بھر مین ایک غل تو بلند ہوا ہر ایک سپاہی اور پہلوان درد مند ہوا چارون طرف سے ہائے واویلا کی آوازین آنے لگین جسم تو شکنجے مین تھے تڑپ نہ سکتے تھے مگر جانین نکلی جاتی تھین اور زمین اژدہا بنکر سب کو نگلی جاتی تھی خونخوار کا نام لے لیکر سب پکارتے ہین کوئی اوسکو رو رو کے بلاتا تھا کوئی غصہ مین گالیان سناتا تھا ہر ایک کو اپنی اپنی پڑی تھی قیامت کا سناٹا تھا نفسی نفسی تھی خونخوار زلیل نہ ہوا جاتا تھا کہتا تھا ارے یارو مجکو ہاتھ پکڑ کے گھسیٹ لو تو پھر مین تمکو نکال لون زمین مین گرنے سے سنبھال لون قضا اوس پر ہنستی تھی دیوانگی آوازے کستی تھی غرضکہ یہ حال دیکھکر نور جادو نے بارہ سو آدمیون کو حکم دیا کہ جاؤ ان حرامزادون کے سر کاٹ لاؤ میری بیٹی کو اکیلا سمجھکر دھاوا کرنے چلے تھے دیکھو اب کیا دھاوا ہو گیا۔ خبردار سب سے پہلے خونخوار نابکار کا سر کاٹنا اور اوسکو زندہ نہ چھوڑنا۔ بارہ سو سپاہی تلوارین پکڑ پکڑ کے دوڑے کسی نے بھالے سے نیزہ تانا کسی نے خونخوار پر پہلے سے تیر کا نشانہ تانا کا بارہ سو آدمی ایکدم سے ریلا کرکے جو بڑھے تو یہ معلوم ہوا کہ ایک سیلاب چلا ہے اور ایکدم سے سبکو ڈبو دیگا کسی کو زندہ نہ چھوڑیگا یہان تو یہ سامان ہوا اور اودھر یہ آفتاد پڑی کہ ایک ساحرہ نامراد جادو خونخوار پر عاشق تھی مگر اسکو اوس سے ذرا بھی محبت نہ تھی وہ ہمیشہ اسکی خبر گیری کرتی رہتی تھی بڑی بڑی لڑائیون مین اسکی مدد کو عین وقت پر آئی خفیہ سحر کرکے اسکے دشمن کو زیر کیا اور چلی گئی اسی وجہ سے کوئی پہلوان اور کوئی بہادر آجتک اسپر غالب آسکا جو مقابل پر آیا اوسکو نامراد جادو اگر سحر سے کمزور اور بالکل بیکار کر دیتی تھی اسوقت بھی اوسکے بیرون نے اوسے اطلاع دی کہ نور جادو نے خونخوار پر سحر کیا ہی اور وہ کوئی دم مین مع تمام فوج کے قتل ہونے کو ہے نامراد جادو تیر کیطرح پر پرواز پیدا کرکے وہان سے اوڑی تو عین وقت پر یہان آپہونچی خونخوار کا حال دیکھا تو آنکھون مین خون اوتر آیا پوچھا یہ کیا ہوا کہا زندہ درگور ہین جان بچاؤ اوسنے کہا کہ پھر پہلے ہمارے آغوش مین کیون نہ آئے جو زمین نے ہمارا بدلہ لیا آخر ہمارا صبر اوپر ہی اوپر نہ گیا مگر اب کیا ہوتا ہے وقت گذر گیا ہی بات رہگئی خونخوار نے کہا کہ باتین نہ بناؤ میرا دم نکلا جاتا ہی اور وہ دیکھو جلاد سر پر آپہونچے آج اپنی محبت کا کمال دکھاؤ نامراد جادو نے کہا کہ اس سحر کو مین بآسانی رد نہین کر سکتی یہ نور کا جادو ہے اسمین میری جان جائیگی جب تمہاری جان بچیگی۔ خونخوار نے تیوری پر بل ڈالکے کہا کہ ہمیشہ تم میری محبت کا دم بھرتی تھین جان دینے پر مرتی تھین اب معلوم ہوا کہ یہ سب دم دیتی تھین اصلیت کچھ نہ تھی فقط بہانہ تھا خیر اب جاؤ مجکو اپنی صورت نہ دکھاؤ جان دینے مین جھجکتی ہو اور پھر مرنے پر مری جاتی ہو نامراد جادو نے ہنسکر کہا کہ خیر میرا تو نام ہی کاہنون نے یہی سوچکے رکھا تھا کہ ناکام و نامراد رہونگی اور یونہی اپنی جان فدا کردونگی خیر تم بھی کیا نہ کہوگے تو آج مین اپنی محبت کے ساتھ اپنا بھی خاتمہ کرتی ہون یہ کہکر نامراد جادو نے اوسی زمین مجرود تزلزل مین سے ایک چٹکی خاک اوٹھاکر اپنے گریبان مین ڈالی اور کچھ پڑھنے بیٹھی نور جادو بھی سامنے آکر موجود ہوئی تھی اس نے اوس سے آنکھ ملاکے کہا کہ اے آتش محبت مجکو اور میرے ساتھ میرے دشمن نور جادو کو بھی جلا کے خاک کر ہمیشہ کے لیے قصہ پاک کر یہ کہنا تھا کہ اودھر تو نامراد جادو ہمہ تن شعلہ بن گئی اور اودھر

نورجادو شمع کیطرح روشن ہوگئی دونون ایکدم ساتھ جلکر خاک ہوگئین زمین نے خونخوار کے پاؤن چھوڑ دیئے سبنے اپنے کو نکال لیا اور یکبارگی قلعہ کیطرف دوڑے بارہ سو آدمیون نے مقابلہ کیا مگر خونخوار کی فوج بے شمار تھی معلوم بھی نہ ہوا کہ وہ بارہ سو سپاہی کدھر گئے کچھ قتل ہوے کچھ کچلکر مرگئے بزن اور بکش کے نعرے آسمان تک جاتے تھے حرب و ضرب کے صدمون سے پہاڑ تھراتے تھے خون کا دریا بہنے لگا مقتولون کے سر حباب کیطرح تیرنے لگے تلوارون کی موجین بلند ہو ہو کر اوٹھتی تھین اور بسمل مچھلیون کیطرح تڑپتے تھے۔ نورجادو کے ملازم دوڑ کی لاش اوٹھا کر قلعہ مین لیگئے اون بارہ سو آدمیون تو ایک بھی نہ بچا سبکے سب قتل اور پامال ہوے مگر ملکہ جادو نے قلعہ کے دروازون کو بند کر لیا اور حتی الامکان حفاظت کا بندوبست کر لیا۔ لیکن جب خونخوار در قلعہ پر پہونچا تو اوس بدکردار کو تاب نہ رہی غصہ سے چہرہ لال ہو گیا حکم دیا کہ دروازہ توڑ ڈالو کئی سو پہلوان دروازہ مین چمٹ گئے اور اپنے زور بازو سے دروازہ توڑ ڈالا یکبار کی زغہ کر کے جو قلعہ کے اندر گھسے تو قیامت برپا ہوگئی محافظ اور تمام اہل قلعہ کیا رعایا کیا سپاہی بلکہ دوکاندار تک سینہ سپر ہوئے مگر خونخوار کا لشکر ایک طوفان تھا کہ سمندر کیطرح موج مارتا ہوا جو قلعہ مین گھسا تو پناہ پانی مشکل ہوگئی ہر طرف سے فریاد و فغان کی آوازین آنے لگین در و دیوار سے حسرت ٹپکتی تھی زمین و آسمان ان بیکسون پر روتا تھا کوئی مددگار اور غمگسار نہ تھا ایک کی ایک کو خبر نہ تھی باپ کو بیٹے سے بیٹے کو باپ سے مدد نہ ملسکی جو جہان تھا وہین قتل ہو گیا مکانات منہدم ہوگئے ہزارون گھر جلا دیئے گئے دوکانین لٹ گئین سارا قلعہ قلعہ آتشبازی بنگیا کوئی کسی کا پرسان حال نہ تھا ملکہ جادو کو کچھ بن نہ پڑا فصیل قلعہ کے نیچے ایک دریا بہتا تھا اوسمین کود پڑی اور اوسکے ہمراہ سو سوا سو مصاحب تھے اونھون نے بھی اپنی جان دریا کو سپرد کر دی تمام قلعہ اور اوسکی کل آبادی تحس نحس ہوگئین مال و اسباب لوٹ لیا گیا مکانات خاک مین مل گئے اور سب آدمی کام آئے اسوقت خونخوار نے دم لیا جو لوگ دل سے مسلمان نہ ہوئے تھے اونھون نے امان مانگی اور پھر مرتد ہوگئے اونھین مین مل گئے خونخوار نے پھر سے قلعہ کی درستی کرائی اور اوس ویرانہ کو آباد کیا۔ خوب خوب جشن ہوئے دو ایک روز ناچ رنگ مین مصروف رہا لشکر مین خوشی کے شادیانے بجے کوئی دن رات شراب پیتا رہتا کوئی ہر وقت نیند کے نشہ مین بیہوش رہتا غرضکہ جب خونخوار اور اوسکی فوج سستا چکی تو اوسنے انترگرانہ دندان کو وہانکا حاکم بنایا جو کہ اوسکے تمام سردارون مین ظالم اظلم مشہور تھا اور بلا کا بد دماغ اور مغرور تھا تمام لوگ اوس سے تھراتے تھے اور غریب زیادہ تر تھراتے تھے اسکی ہیبت سب پر طاری تھی اور اسکی طینت مین مکاری اور خصلت مین خونخواری تھی انتہا کا بدکردار اور بدمست تھا اسکا مذہب شیطانی اور یہ ابلیس پرست تھا جب خونخوار اس کام سے فراغت کر چکا تو خود جانب ہفت منظر روانہ ہوا اور یہان انترگرانہ دندان کو مع فوج کافی و لشکر وافی چھوڑ گیا اب غنطلی آباد مین کوئی مسلمان اور اسلام کا نام لینے والا نہ رہا۔

لیکن اب یہان سے چند کلمہ داستان اسد بن کرب غازی کو بیان کیے جاتے ہین

کہ وہ قلعہ مرصع حصار کو تسخیر کرکے مطمئن ہوئے تھے کہ وہان کوئی کافر باقی نہ رہا تھا تمام کفار کو قتل وغارت کرکے اسلام آباد بنایا تھا اور اسلام کا سکہ خوب جمایا تھا ایک روز دربار آراستہ تھا خود تخت زرین پر جلوہ افروز تھے اور چپ وراست سرداران نامی وگرامی متمکن تھے درمیان مین رقص وسرود ہو رہا تھا اور چہار جانب بہادران فوج تماشائی بنے ہوئے جشن کا لطف اٹھارہے تھے ضرغام عیار نے اسد بن کرب غازی کے قریب آکر یہ عرض کی کہ حضور آج لشکر مین کچھ لوگ فقیرون کا بھیس بدلے ہوئے پھر رہے ہین اور لوگون کا بھید لیتے پھرتے ہین۔ چہرون سے تو باغی اور کافر نہین معلوم ہوتے مگر اونکی حالت ظاہری ضرور مشتبہ ہے اگر حکم ہو تو گرفتار کرکے حاضر دربار کرون اونسے دریافت کیا جائے کہ تم کون ہو اور کہان سے آئے ہو اسد بن کرب غازی نے اجازت دی مگر تاکید کردی کہ زیادہ سختی اونپر نہ کرنا شاید مسلمان ہون یا فقیر ہون غریب الوطن اور سائل پر ظلم وبدعت نہ کرنا چاہیے ضرغام بہت خوب کہکر واپس گیا ادھر جلسہ رقص وسرود موقوف کیا گیا اور سوائے سرداران خاص کے باقی سب لوگ اپنے اپنے قیامگاہ پر چلے گئے اتنے مین ضرغام شیر دل چند فقیرون کو ہمراہ لیے ہوئے حاضر دربار ہوا اونھون نے دربار مین آکر ڈرتے ڈرتے سلام بقاعدہ اسلام کیا اور مؤدب اسد بن کرب غازی کے سامنے آکر کھڑے ہوگئے اسد بن کرب غازی نے بیٹھنے کو کہا اور پھر حال پوچھا کہ تم لوگ کہان کے رہنے والے ہو اور کیا مذہب رکھتے ہو یہان کیون آئے اور کیسے ہمارے لشکر مین پھرتے ہو اونمین سے ایکنے دست بستہ گذارش کی کہ ہم لوگ قلعہ زرین حصار کے رہنے والے ہین وہین رہتے تھے اور ہمارا مذہب اسلام اور دین محمدی ہے خونخوار ابن دجال نے آکر ہمارے شہر کو تباہ وبرباد کردیا تمام مسلمانون کو قتل کرڈالا اب وہان سوائے کفر کے اسلام کا نام ونشان نہین ہے اسقدر ظلم اوس نے ہم لوگون پر کیا کہ ہم مین بیان کرنے کی طاقت نہین ہم چار پانچ آدمی اتفاق سے زندہ بچکر نکل آئے اور سنا تھا کہ حضور نے قلعہ مرصع حصار کے کفار کو خاک مین ملادیا ہے اور قربلوس خرس پیشانی کو قتل کرکے مسلمانون سے بسادیا ہے اس لیے یہان آگئے تھے کہ حضور سے فریاد کرین اور داد کو پہونچین۔ اب قلعہ زرین حصار کو خونخوار بدکردار نے اکوان بلند آواز کے قبضہ مین دیا ہے اور ظلم وبدعت کے ساتھ وہان حکومت کرتا ہے چالیس ہزار فوج اوسکی حفاظت کے لیے چھوڑ گیا ہے اور خود نہین معلوم کسطرف کوچ کرگیا ہے یہ کہکر ادھر تو فقیر خاموش ہوگئے اور ادھر اسد بن کرب غازی کو ایک جوش ہوا غصہ مین قبضہ پر ہاتھ ڈالا ہونٹ چبانے لگے طیش مین آکر قسم کھائی کہ منتقم حقیقی کی قسم جبتک خونخوار کو قتل نہ کرونگا دہنے ہاتھ سے کھانا کھانا مجھکو حرام ہے یہ کہکر حکم دیا کہ ہمارے لشکر مین سفر کی تیاری ہو ہم صبح کو قلعہ زرین حصار کیطرف روانہ ہونگے

فوراً تمام لشکر مین یہ حکم شایع ہوگیا اور تیاریان ہونے لگین سپاہیون نے اپنی تلوارین اور تیر و خنجر صاف کیئے اور سوارون نے ساز و یراق درست کیے پہلوانون نے کثرت و ورزش سے اپنے ہاتھ پاؤن چست کیئے ساری رات تمام لشکر مین تیاری سفر اور سامان جنگ کا غلغلہ رہا علی الصباح **اسد بن کرب غازی** نماز سے فارغ ہوکر بارگاہ کے باہر آئے **ضرغام شیر دل** کو بلایا اور پوچھا کہ فوج کوچ کے لیئے تیار ہے ضرغام نے کہا کہ حضور سب کے سب مستعد و آمادہ ہین کہ ہمراہ رکاب ہون مگر کچھ لوگ اس قلعہ کی حفاظت کے لیئے بھی رہنا چاہیئے۔ یہ سنکر اسد بن کرب غازی نے اپنے چند معتبر سردارون کو مع فوج ظفر موج اسی قلعہ مین رہنے کا حکم دیا اور باقی تمام لشکر کے دو حصے کیئے ایک کو اپنے ہمراہ رکھا اور دوسرے حصہ کو جسمین **ابراہیم بن مالک اژدہ** **جمہور بن منصور** اور **عدلان قباد بن فضلان شاہ** ایسے نامی و گرامی سردار تھے قلعہ **زرین حصار** پر دھاوا کرنے کا حکم دیا اس لشکر کا افسر **معروف بن اسد بن کرب غازی** کو بنایا ادھر تو وہ روانہ ہوئے ادھر دوسری راہ سے خود **اسد بن کرب غازی** اپنی آزمودہ اور جرار فوج کو اپنے ہمراہ لیئے ہوئے مرغزارون اور سر سبز و شاداب صحراؤن کیطرف سے ہوتے ہوئے سیر و شکار کرتے ہوئے چلے۔ ان کے ہمراہ بھی بڑے بڑے سرداران نامی و پہلوانان گرامی موجود ہین چنانچہ اسد ثانی بھی ہمراہ رکاب ہے۔ یہ ادھر سیر و شکار کرتے ہوئے اور پر بہار صحراؤن کی ہوا کھاتے ہوئے پہاڑون کے دامنون مین جا رہے ہین کہ یکبیک دامن کوہ مین ایک جمعیت نظر آئی **اسد بن کرب غازی** نے پلٹ کر کہا کہ دیکھنا یہ کسکا لشکر ہے ایک جاسوس فوراً گھوڑے کو تیز کرکے آگے بڑھا اور ہوا ہوگیا دم کے دم مین پلٹ کر آیا اور عرض کی کہ **اکوان بلند آواز** حاکم قلعہ **زرین حصار** یہان مصروف شکار ہے اور دس ہزار سوار اوسکے ساتھ ہین اسد بن کرب کو یہ سنتے ہی تاب نہ رہی گھوڑے کو ایڑ دی وہ بجلی بنکر چمکا اور اڑا اور اسد ثانی نے اپنے سردارون سے یہ کہا کہ مین بھی ہمراہ جاتا ہون جسوقت بوق بجاؤن تم ان دس ہزار سوارون کو چارون طرف سے آکر گھیر لینا اور میرے پیچھے چلے آؤ یہ کہکر اسد ثانی نے بھی گھوڑا دوڑایا اب دونون بہادر اکوان بلند آواز کے لشکر مین در آئے اور جاتے ہی نعرہ کیا۔

(نعرہ اسد)

اسد شاہسوارم کہ در روز جنگ ۔ بدرم دل شیر و چرم پلنگ

ادھر اسد نے للکارا کہ باش او قرمساق مین آپہونچا **اکوان** یہ رعد کی سی گرج سنکر گھبرایا اپنی بلند آوازی بھولا لشکر مین ہر طرف سے ایک غریو بلند ہوا ہلچل مچ گئی یہ معلوم ہوا کہ دو شیر بکریون کے گلے مین گھس آئے ہین اور سب کو کھائے جاتے ہین **اکوان بلند آواز** چلایا کہ یارو ان دو آدمیون سے اسقدر گھبرائے ہوکہ ہوش و حواس درست نہین تیر و خنجر سنبھالو ان دو آدمیون کو گھیر لو کب

سوارون نے اپنے گھوڑے سنبھالے تیغ وخنجر نیام سے نکالے ادھر **اسد ثانی** نے بوق بجایا تمام لشکر نے چارون طرف سے ان دس ہزار سوارون کو آگھیر لیا یہ معلوم ہوتا تھا کہ چند آدمی پہاڑون کے سلسلہ مین آکر قید ہوگئے ہین اور پامال ہوتے جاتے ہین ایک ایک کا فشار ہوا جاتا ہے اب تلوارون کا ابر چارون طرف سے گھر آیا اور سرونکا مینھ برسنے لگا تیغون کی جھنکار اور بہادرون کے نعرے پہاڑون مین گونجنے لگی بگیر وبکش کی آوزین بلند ہونے لگین خون کا دریا بہنے لگا اور لاشین موجون کیطرح اوس دریائے خون مین نظر آنے لگین لشکر کفار مین دوہائی مچگئی حرب وضرب کے اصول وقواعد بھولے خوف جان سے سب کے ہاتھ پاؤن پھولے ملک الموت جلد جلد روحین قبض کرنے لگا موت کا بازار گرم ہوا سرفروشی ہونے لگی ہر ایک پر خود فراموشی طاری ہوئی۔ اودھر **معروف بن اسد** نے جاتے ہی ایک دم سے قلعہ **زرین حصار** پر دھاوا کردیا قتل وغارت کرتے ہوئے قلعہ مین گھسے یہ معلوم ہوتا تھا کہ ایک سمندر جوش مارتا ہوا آندھی کی طرح بڑھتا ہوا چلا آتا ہے۔ قلعہ کی فوج کا کوئی سردار نہ تھا **اکوان** بلند آواز تو یہان معروف شکار ہوکر خود شکار بنا ہوا تھا وہ بیچارے کیا لڑتے کچھ مارے گئے کچھ قید ہوئے مگر ہر کس وناکس بدحواس تھا ہر طرف موت ہی موت نظر آتی تھی جو تھا وہ بے حواس تھا دوکاندار اور مکاندار اپنے اپنے دوکانون اور مکانون کو چھوڑ کر بھاگے جو مسلمان چھپے ہوئے اونکے بخت جاگے آکر جہاد مین شریک ہوئے کافرون سے اپنا بدلہ لینے لگے اور داد شجاعت دینے لگے چالیس ہزار فوج مین سے جو تیس ہزار یہان **اکوان** چھوڑ گیا تھا اکدم مین غارت ہوگئی پتہ بھی نہ لگا کہ کہان گئی کیا ہوئی تین ہزار گرفتار اور باقی قتل ہوکر فی النار ہوئے رعایا نے امان مانگی **معروف بن اسد** نے اب ہاتھ روکا تلوار نیام مین کی سب کو امان دی اونکی فوج نے بھی قتل وغارت سے ہاتھ اوٹھایا اور قلعہ مین پھر سے اسلام کا سکہ بٹھایا ادھر **اسد غازی** اور **اسد ثانی** ایک ایک وار مین صفین کی صفین اولٹ رہے ہین کفار بدکردار بھی حتی الامکان ان شیرون پر جھپٹ رہے ہین مگر کوئی آگے بڑھنے نہین پاتا تلوار کا منھ چڑھنے نہین پاتا جو جہان تھا وہین کام کسی کا ہاتھ مع تلوار کے اوڑ گیا کسی کا سر دھڑ سے ندارد ہوگیا کسی کے کمر کے دو ٹکڑے ہوئے کوئی تیر کھا کے گرا ادھر **اکوان** بلند آواز **اسد ثانی** کیطرف بڑھتا ہوا چلا آرہا ہے چاہتا ہے کہ کسیطرح اس سردار کو مارون عین غفلت مین وار کرون اودھر اسد ثانی بھی اسی تاک مین ہے **اسد بن کرب غازی** بھی اسی فکر مین ہی تھا کہ اوسنے دیکھا **اکوان** لڑتا بھڑتا **اسد ثانی** کیطرف جارہا ہے اور وہ کفار کو قتل کرنے مین مصروف ہے یہ دیکھتے ہی **اسد بن کرب غازی** نے للکار کر آواز دی کہ اے فرزند **اکوان** بے ایمان تمہارے قریب آگیا ہے لینا اسکو یہ شکار ہاتھ سے جانے نہ پائے یہ سنتے ہی **اسد ثانی** اسکی طرف متوجہ ہوا **اکوان** نے سنبھل کر تیغہ کو تولا اور **اسد ثانی** کے سر پر وار کیا جیون ہی کہ تیغہ خار اشگاف بلند ہوا

اسد نے بوق بجادیا بوق کی وحشت خیز آواز سنتے ہی اوسکا گھوڑا جھکا اور الف ہوگیا الف ہوکر اودھر وہ تڑپا ادھر اسد نے صفائی سے ایک ہاتھ جو تلوار کا نکالا تو چارون سم ندارد ہوگئے اور گھوڑا اسکندری کھاکر زمین پر گرا اور اوسکے ساتھ **اکوانہ** بھی منہ کے بل گرے اوٹھا اور اوٹھکے اوسنے بھی چاہا کہ اسد کے گھوڑے کو مارے اور حریف کو پیادہ کردے مگر وہ سنبھلنے بھی نہ پایا تھا کہ اسد کا منجا ہوا ہاتھ اسطرح اوسکی کمر سے نکل گیا جس طرح صابون سے تار یا چینک سے نگاہ اکوانہ کے دو ٹکڑے ہوئے **اسد بن کرب غازی** کے منہ سے واہ نکلی اور اکوانہ کے لشکر سے صدائے آہ اب کیا تھا ساری فوج ایک تو یونہی بیکار ہورہی تھی اب بے سردار ہوگئی تلاطم برپا ہوگیا آنکھین بند کرکے سر کٹوانے لگے ایک دم سے سبکا صفایا ہونے لگا نہ بھاگنے کی راہ ملتی تھی نہ جان کی مفر تھی نہ ایک کو دوسرے کی خبر تھی کفار گرفتار ہونے لگے اور سیکڑون کے خواستگار ہونے لگے امان امان کی پکار نکلی **اسد ثانی** اور **اسد بن کرب غازی** نے ہاتھ روکا علم امان بلند کیا حساب لگایا تو چند سو آدمی گرفتار اور مطیع ہوئے باقی سب قتل ہوگئے پہاڑ کے درون مین خون بہہ بہکر جارہا ہے یہ معلوم ہوتا ہے کہ آسمان سے برفباری کے بجائے خون جاری ہوا ہے اور کوہ و بیابان رنگین ہوکر زعفران زار اور گل لالہ کا رنگ دکھا رہا ہے لہلہاتا ہوا سبزہ مہندی کیطرح رنگ لایا خود رو اشجار کے نیچے سرون کے پھل گرے پڑے ہین اور تیغ و سنان کی شاخین ٹوٹی پڑی ہین شکارگاہ کو شاخین لوٹی پڑی ہین شکارگاہ کو قتل گاہ بنادیا تھا زمین نے آسمان کا رنگ دکھایا تھا غرضکہ گھڑی بھر مین کیا سے کیا ہوگیا دس ہزار کا نام و نشان تک نہ رہا ہر ایک فنا ہوگیا اسد نے قلعہ کی خبر کو دو مخبر روانہ کیے اور خود وہان سے ہٹکر ایک پہاڑ کے دامن مین قیام کیا سپاہیون نے اپنی تلوارون سے خون صاف کیا اور زخمیون نے مرہم پٹی کی لباس کو درست کیا اور چاق چوبند ہوکر اب قلعہ کے اندر کی لڑائی کے آرزومند ہوئے مگر مخبر واپس آئے اور اونھون نے عرض کی کہ قلعہ فتح ہوگیا **معروف بن اسد** نے تمام کفار کو جہنم واصل کیا اور بتیس ہزار سپاہی قتل و قید کر دیئے یہ سنکر **اسد بن کرب غازی** کو بہت خوشی ہوئی اور ارادہ کیا کہ قلعہ ہی مین جاکر قیام کرنا بہتر ہوگا اب یہان ٹھہرنے کی کچھ ضرورت نہین تمام لشکر پھر سے تیار ہوا اور قلعہ کیطرف روانہ ہوا راستے مین کوئی اتفاق درپیش نہین ہوا جب اسد قلعہ مین پہونچے تو نقارہ فتح و ظفر پر چوب پڑی اور تمام فوج ظفر موج مین غلغلۂ شادمانی بلند ہوا ہر طرف سے خوشی کے نعرے بلند ہوئے صدائے مبارکباد آسمان تک پہونچی دربار منعقد ہوا تمام سرداران اسلام اپنی اپنی جگہ پلنگ دنگلون اور کرسیون پہ متمکن ہوئے جلسۂ رقص و سرود شروع ہوا تمام رات عیش و عشرت مین بسر ہوئی صبح ہوتے ہی **اسد بن کرب غازی** نے قلعہ کی منہدم اور سوختہ عمارتون کی تعمیر و مرمت شروع کی بتخانون کو گرایا اور انکے بجائے مساجد کو تعمیر کرایا رعایائے اسلام پھر سے آباد ہوئی بتلائے کفر بیخ و بنیاد سے

برباد ہوئی جب اس کام سے فراغت ہوئی تو تحقیق کی گئی کہ اس قلعہ کے حاکم سابق کی نسل مین سے کوئی باقی ہے یا نہین معلوم ہوا کہ **عنقا بن گلبن** شاہزادہ زرین حصار موجود ہے اسد نے اوس شہزادہ کو بلایا اور خلعت سے سرفراز کرکے اس قلعہ کا حاکم بنایا اصول حکمرانی سکھائے اور کچھ نصایح وہدایات کرکے تمام اہل قلعہ کو مطیع کیا کہ عنقا بن گلبن اس قلعہ کا حاکم بنایا گیا ہے تمام رعایا اور ملازمین پر اونکی اطاعت لازم و واجب ہے ہر ایک نے بدل وجان عنقا کی حکومت تسلیم کی اور امن وامان کا دور دورا ہوا جبکہ اسد نے اس کام کو بھی انجام دے لیا تو قیدیون کو بلاکر سمجھایا کہ دیکھو ابلیس پرستی اور بت پرستی جہنمیون کا کام ہے اور اسکا برا انجام ہے مذہب حق درحقیقت اسلام ہے کفر والحاد سے منھ موڑو کافران بدانجام کا ساتھ چھوڑو ورنہ دنیا مین کتے کی موت مارے جاؤگے اور عاقبت مین عذاب الہی اوٹھاؤگے انمین سے بعض تو دین حق اسلام کو سمجھے مسلمان ہوئے اور بعض اپنے انجام کو نہ سمجھے روگردان رہے **اسد** نے اونکو بہت بری طرح قتل کرایا اور فوراً جہنم مین پہونچایا یہ قصہ بھی پاک ہوا اہتمام قلعہ پھر سے شادکام وفرحناک ہوا اب اسد **بن کرب غازی** نے چند مخبرون کو خونخوار کی خبرگیری کے لیئے روانہ کیا تاکہ اوسکا حال معلوم ہو کہ وہ ملعون کدھر گیا ہے زندہ ہے یا مر گیا ہے مخبرون کو روانہ کرکے **اسد بن کرب غازی** اونکا منتظر رہکر قلعہ مین مقیم رہا۔ **اب کچھ حال خونخوار بن دجال کا بیان کیا جاتا ہے** کہ وہ بدکردار قلعہ عنطلی آباد کو تاخت وتاراج کرکے جانب قلعہ **ہفت منظر** جا رہا ہے راستہ مین سیروشکار کرتا ہوا باطمینان تمام قطع مسافت وطے منازل کر رہا ہے اوسکا مصمم قصد ہے کہ خدا پرستون کے ممالک کو تباہ وبرباد کرتا پھرے اور ابلیس پرستی کو رواج دے چنانچہ اب ارادہ کرچکا ہے کہ **ہفت منظر** کے مسلمانون کو خاک مین ملائے اور اپنی خونخواری ودجالی اون غریبون کو دکھائے یہان یہ حال ہے کہ ملکہ قمر چہرہ شہزادہ نور الدہر کے فراق مین غمگین وبیقرار ہوئی ہے اور شب وروز گریہ وزاری مین بسر ہوتی ہے کبھی روتی روتے بیہوش ہوتی ہے اور کبھی ہوش مین آکے پھر روتی جو کوئی مسافر اوس شہر مین وارد ہوتا ہے اوس سے **شہزادہ** کا حال دریافت کرتی اگر کچھ پتہ لگتا ہے تو وہان قاصد روانہ کرتی ہے اور اوسکے واپسی کے انتظار مین ہر وقت دیدہ دل سے منتظر رہتی ہے اور اگر کچھ خبر نہ ملتی تو پھر دلگیر وبیقرار ہوتی ہے کبھی یاد نور الدہر مین آہ سرد بھرتی کبھی اپنے فرزند **بدیع الملک** کے غم مین نالہ وفغان کرتی بھوک وپیاس جاتی رہی تھی اور خواب راحت آنکھ سے نہ دیکھ سکتی تھی آخرکار اسی غم مین گرفتار ہوکر بیمار ہوئی اور صاحب فراموش ہوگئی ملکہ کا باپ **کیوان فلک رفعت** اگرچہ ضعیف وناتوان تھا مگر شاہزادی کے حال پرملال کو دیکھکر بہت پریشان تھا جہانتک ہوسکا تیمارداری مین مصروف رہا اور تسکین وتسلی کے کلمات سے ڈھارس دیتا رہا مگر شہزادی کا غم روز بروز زیادہ ہونے لگا اور ضعف ونقاہت کی ترقی ہوتی رہی کوئی دوا کوئی علاج کارگر نہوا کسی حکمت وتدبیر کا کچھ اثر نہوا آخرکار بقول میر تقی میر ؎

اولٹی ہوگئین سب تدبیرین کچھ نہ دوا نے کام کیا دیکھا اس بیماری دل نے آخر کام تمام کیا

یعنے شاہزادی قمر چہرہ کا انتقال ہوا ہر کس ناکس کو سخت ملال ہوا اور باپ کا تو عجب ہی حال ہوا تمام قلعہ مین ماتم برپا ہوگیا رعایا اور ملازم سبھی تو روتے تھے اور اس شہزادی کے غم مین اپنی جان کھوتے تھے در و دیوار اور کوہ بیابان سے گریہ وزاری کی آوازین آتی تھین لوگون کے کلیجے شق ہوتے تھے کسی کو غش آگیا تھا اور کوئی پچھاڑین کھاتا تھا شجر و حجر روتے تھے اور دوست دشمن سبکا حال یکسان تھا کوئی ایسا نہ تھا جسکو اس غمی کا غم نہو۔ کیوان فلک رفعت کے صدمہ کی انتہا نہ تھی اس پیری مین یہ داغ کہ جوان بیٹی نور چشم لخت جگر آنکھ سے اوجھل ہوگئی موت سے بدتر تھا لوگون کو شاہزادی کا تو غم کم تھا مگر اس ضعیف و ناتوان بادشاہ کی حالت زار دیکھکر ہر شخص کی حالت عجیب طرح کی پریشان تھی بادشاہ کے ہوش وحواس بجا نہ رہے قلب اولٹ گیا چلا چلا کر نور الدہر اور بدیع الملک کو پکارتے تھے اور کہتے تھے کہ اے شاہزادہ نور الدہر اور اے شاہزادہ بدیع الملک آؤ اس غم مین تو ہمارے شریک ہو تم کہان ہو کیون ہماری بات کا جواب نہین دیتے مصاحبین خالی بادشاہ کو سمجھاتے تھے مگر سمجھاتے کیا تھے خود ان کے کلیجے پھٹے جاتے تھے کبھی کیوان فلک رفعت کو غش سے چونکاتے کبھی تسکین دہ کلمات سے تسلی دیتے اور صبر وجبر کیطرف اشارہ کرتے مگر ہر شخص پر ایک دلگداز کیفیت طاری تھی اور ہر ایک کی جان ناتوان جسم مین تنگ اور عاری تھی۔ جب بادشاہ کو ہوش آتا تھا تو وہ اپنے مصاحبون سے کہتے تھے کہ ایہا الناس تمکو وہ زمانہ یاد ہے کہ ملکہ قمر چہرہ اس مقام پر شاہزادہ نور الدہر کے غم مین آکر گوشہ نشین ہوئی تھی اور فقیرانہ زندگی اختیار کر لی تھی پھر ایرج نوجوان کا حمید زنگی کے ہمراہ آنا اور ملکہ کے عاشق کو کوڑے مارنا اور شہزادہ بدیع الزمان کا آنا اور طہماس بن عنقویل دیو پرور کا آنا اور حمزہ صاحبقران کی تشریف آوری اور اس قلعہ ہفت منظر پر چارون طرف سے کفار اور سرداران اسلام کا نرغہ کرنا اور لاکھون آدمیون کا جمع ہونا اور شاہزادہ نور الدہر کو آقا قلیاس کا دریا مین پھینکدینا اور آقا قلیاس کا ملکہ کو اوٹھا لیجانا اور پھر شاہزادہ نور الدہر کی شادی ملکہ قمر چہر کے ساتھ ہونا اور عمرو کا اما بلبل بننا اور وہ مجمع داراب کشورکشا اور خورشید ستارہ پرست اور نورج ماہ پرست تم لوگون کو یاد ہے افسوس ہزار افسوس کہ جس کے لئے یہان اس سرزمین پر ایسے ایسے مجمع ہوئے تھے آج ہم اوسکو اوسی زمین مین دفن کئے جاتے ہین یہ کہکر بادشاہ اسقدر روئے کہ غش آگیا اور مصاحبین و ارا کین نے سنبھالا مگر سب کے سب اسی حال مین تھے بہزار خرابی بادشاہ معہ سرداران و مصاحبین داخل قلعہ ہوئے اور صف ماتم درست کی گئی تمام اہل قلعہ رعایا و ملازمین شاہی سیاہ پوش ہوئے اور چہلم تک رسوم ماتم داری کا ارادہ کر لیا مگر اسی غم سے ابھی جی نہ بھر اٹھا اور آنسو بھی خشک نہ ہو چکے تھے کہ یکایک جاسوسون نے خونخوار بن دجال کی خبر سنائی کہ وہ بدکردار ہفت منظر پر حملہ کرنے کی غرض سے آرہا ہے اور قریب قلعہ پہونچ گیا ہے یہ خبر سنکر

بادشاہ نے آیہ اِنّا لِلّٰہ وَ اِنّا اِلیہِ رَاجِعُون پڑھی اور اوسی وقت سے یقین کامل ہوگیا کہ اب وقت پورا ہوگیا اسی بہانہ سے درجہ شہادت نصیب ہوگا خیر بعد شاہزادی کے جینے کا لطف بھی نہ رہا تھا بحمد اللہ کہ اوس نے اپنے پاس بلانیکا سامان کردیا ہے یہ کہکر بادشاہ نے نعمان ہفت منظری کیجانب دیکھا اوس نے دست بستہ عرض کی کہ جبتک یہ غلام حاضر ہے حضور کو کچھ فکر و اندیشہ نہ کرنا چاہیئے ہم بسر و چشم پہلے اپنی جانین نثار کرلین گے اوس کے بعد خدا کو اختیار ہے جو چاہے وہ کرے یہ کہہ کے نعمان ہفت منظری اپنی فوج مین آیا اور آراستگی کا حکم لشکر کو دیا تمام فوج لڑنے مرنے پر تیار اور برسر پیکار ہوئی برجہائی قلعہ درست کیئے گئے فصیل اور خندق پھر سے درست ہوئے اور نعمان ہفت منظری نے قلعہ کو خوب اچھی طرح حتی الامکان مستحکم و مضبوط کرلیا اور منتظر موت ہوکر مستعد کارزار و مشتاق حرب و ضرب ہوا خونخوار نا ہنجار نے قلعہ کے دو کوس کے فاصلہ پر ایک دامن کوہ مین لشکر کو روک لیا بادشاہ اور نعمان ہفت منظری نے برج قلعہ پر سے دیکھا کہ سات سَو علم کے پھریرے ہواؤن لہرا رہے ہین اور اونپر ابلیس کی تعریف لکھی ہوئی ہے نعمان ہفت منظری نے کہا کہ حضور سات لاکھ کا لشکر ہے مگر خدا کے ہاتھ مین فتح و ظفر ہے اگر اوس نے امانت کی تو آپ ملاحظہ فرمائیگا کہ مین چند آدمیون سے کیونکر ان سات لاکھ ابلیس پرستون کا حملہ روکتا اور مقابلہ کرتا ہون اور اگر انھین کفار کے ہاتھ سے خدا یتعالی نے میری موت موقوف رکھی ہے تو بھی مین شکر ادا کرتا ہون کہ وہ مجھے درجۂ شہادت پر پہونچائیگا۔ نعمان ہفت منظری نے دیکھا کہ وہ سات لاکھ کا لشکر سایہ کوہ مین فروکش ہوا اور خونخوار نے وہین خیمہ اور بارگاہین نصب کرائین اور باطمینان تمام ایک نامہ لکھکر طوفان زور آزما کو دیا کہ بادشاہ کیوان فلک رفعت کے پاس لائے وہ بڑی شان و شوکت سے نامہ لیئے ہوئے در قلعہ پر آکر رکا ہرکارون نے بادشاہ کو خبر دی کہ خونخوار کا نامہ دار حاضر ہے بادشاہ نے حکم دیا کہ بلالو طوفان زور آزما حاضر دربار ہوا اور بقاعدہ ابلیس پرستان سلام کرکے باآواز بلند مطلع کیا کہ منم طوفان زور آزما نامہ دار خونخوار بن دجال یہ کہکر اوسنے نامہ خونخوار پیش کیا تعریف ابلیس علیہ اللعنت کے بعد لکھا تھا کہ اے بادشاہ قلعہ ہفت منظر آگاہ ہو کہ ہم ابلیس پرست ہین اور تم سب مسلمانون سے زبردست ہین تم بھی ہمارے مذہب مین داخل ہو جاؤ یہ مذہب سب سے زیادہ آسان ہے جا ہو شراب پیو چاہو سور کھاؤ جو عورتین تمہارے یہان حرام ہین اونکو ہمارے خداوند نے حلال کردیا ہے اور انھون نے ہمکو دنیا مین مالا مال اور خوشحال کردیا ہے بہتر ہے کہ ہمارا مذہب اختیار کرو ورنہ ہمارے مقابلہ پر تیار رہو اور ہوشیار ہو جاؤ کہ ہمارا لشکر سات لاکھ جوانان پیلتن اور بہادران صف شکن سے آراستہ ہے یہ تمہارے قلعہ کو ایک دم مین تباہ و برباد کردینگے اور مسلمانون کو قتل کرکے ابلیس پرستون سے بھر دینگے تم نے سنا ہوگا کہ مین نے کیسے کیسے قلعون کو تسخیر کیا ہے اور

کس بہادری سے اپنے دین کو مشتہر کیا ہے ہر ایک بادشاہ میرے مقابلہ مین کچھ مال نہین اور کسی پہلوان مین میرے مقابلہ کی مجال نہین نہ زرین حصار اور عنطلی آباد کے واقعات تمکو معلوم ہوتے ہونگے کہ میرے سامنے ساحر و غیر ساحر سب یکسان ہین اور میری تلوار سے جن اور دیو حیران و پریشان ہین لہذا میری اطاعت اور ابلیس کا دین قبول کرو ورنہ ملک الموت کے مقابلہ کے لئے تیار ہو رہو۔ یہ خط جو کہ واہیات خرافات اور لاف و گزاف سے بھرا ہوا تھا دیکھکر بادشاہ کو غصہ آیا اور فوراً چاک کرا کے زمین پر پھنکوا دیا۔ طوفان کو یہ دیکھکر جوش آیا اور تلوار نیام سے کھینچکر بادشاہ کیجانب بڑھا نعمان ہفت منظری نے للکارا کہ او گستاخ کدھر جاتا ہے مردان عالم کو بیٹھے دکھاتا ہے طوفان غصہ مین آکر پلٹا اور تیغہ خار اشگاف کا وار نعمان ہفت منظری کے سر پر کیا نعمان ہفت منظری نے بڑھکر کلائی پر ہاتھ ڈالدیا اور تلوار چھین کے پھینکدی طوفان زور آزما پہلوان زبردست تھا اپنے زور کے غرے پر لپٹ گیا نعمان ہفت منظری جوان شجاع نے کلائی چھوڑ کر ایک طمانچہ ایسا مارا کہ منہ اوسکا پھر گیا طوفان زور آزما نے جھلا کے خنجر کھینچا اور چاہا کہ سینہ بے کینہ کے پار کردے نعمان ہفت منظری بکیت اور پھکیت تھا خالی دے کے ایک ادھیڑ ایسی ماری کہ دو گز زمین سے بلند کر لیا آواز دی کہ او مسخرے دربار شاہی مین یہ بے ادبی اگر قاصد کو مارنا خلاف قاعدہ و اصول شہنشاہی نہ ہوتا تو اب تک کبکا جہنم واصل ہو چکا تھا یہ کہکر نعمان ہفت منظری نے ایک چرخ دیا اور گھما کے جو پھینکتا ہے تو دربار کے باہر زمین مین گرد برد ہو گیا ساری طوفانی خاک مین ملگئی شرم سے عرق عرق ہو گیا اسی چلو بھر پانی مین ڈوب مرا گرد جھاڑتا ہوا اوٹھا اور للکار کر اپنے ہمراہیون کو آواز دی کہ یارو جلدی میری خبر لو مجھے ان خدا پرستون نے گھیر لیا ہے اوسکے ہمراہ دس ہزار جوان در قلعہ پر موجود تھے سب کے سب الدم سے گھس پڑے یہان بھی ساری فوج تلوارین گھسیٹ لین دست بدست تلوار چلنے لگی بادشاہ بھی اوٹھ کھڑے ہوئے ولایتی کمر سے نکال کے صفایا کرنا شروع کیا وہ منجے ہوئے اور تلے ہوئے ہاتھ اس مشاقی سے نکلتے تھے کہ تلوار کا آنا جانا معلوم نہ ہوتا تھا اور صرف دشمن کی لاشیں پھڑکتی ہوئی نظر آتی تھی نعمان ہفت منظری کی جب تیغ بیدریغ بلند ہوتی ہے دس پانچ کو نیچا دکھا کے دم لیتی ہے صفین کی صفین کاٹ چھانٹ کے رکھدین اسی اثناء مین طوفان زور آزما کا مقابلہ ہو گیا نعمان ہفت منظری نے پھر للکارا اور چاہا کہ ٹوک کے مارے طوفان زور آزما سنبھلا مگر سنبھلنے نہ پایا تھا کہ قضا کا وار سر پر آپہونچا طوفان زور آزما نے سپر کو پناہ کے لئے بلند کیا تلوار سپر پر پڑی اور اوسکو خیار ترکیطرح کاٹتی ہوئی سر مین در آئی طوفان زور آزما نے داستانہ مارا تلوار اوچٹ کر پیٹ ہوئی نعمان ہفت منظری جھپٹ کر لپٹ گیا نہ نچر کمر مین دست زبردست ڈالکر سر سے بلند کیا اور اوچھال کے جو زنگ ہوائی کھلایا یہ خبر خونخوار ابن دجال کو پہونچی

که طوفان زور آزما مع اپنے سات ہزار ہمراہیون کے گستاخی اور بے ادبی کی باعث مارا گیا یه لشکر اوسکی آنکھون مین خون اوتر آیا سات لاکھ کا لشکر لیکر چڑھ دوڑا آتے ہی قلعه کا دروازه توڑ ڈالا اور قلعه کے اندر گھس آیا خونخوار بن دجال کے لشکر مین سب سے بڑا سردار تمہید زور آزما علمدار فوج تھا قلعه کے اندر آتے ہی بہادرون کو للکارنے اور نام لے لیکر پکارنے لگا نعمان ہفت منظری نے فوج کفار مین غوطه مارا جب اوبھرتا سو سو پچاس پچاس سپاہیون کو فی النار کرتا اسیطرح دریاے خون مین شناوری کرتا ہوا تمہید زور آزما کے مقابل آیا تمہید زور آزما تو اسی اشتیاق مین تھا که نعمان ہفت منظری ایسے جوان سے مقابله ہو نتیجا بدل کے سامنے آیا اور آتے ہی خبردار خبردار کہه کے تلوار کا ہاتھ مارا النعمان ہفت منظری نے تلوار کو تلوار پر لگا نظا او بچا وادیکر جو ایک ہاتھ جنبو کا مارا دو او نگل تلوار اوتار دی تمہید زور آزما اس پھرتی پر حیران ہوا حریف کو سست سمجھا تھا یه چستی وچالاکی دیکھکر سخت پریشان ہوا تیور پر بل ڈال کے دوسرا وار کیا اکی مرتبه نعمان نے چاہا که سپر پہ روکے اور پھر فوراً ہی اسکا جواب دے یه خیال کرکے بائین ہاتھ سے سر پر سپر کی آڑ کی اور سیدھے ہاتھ سے دوسرا ہاتھ طمانچه کا مارا یہان تلوار سپر کو کاٹکے صرف زخمی کر گئی وہان تیغ بیدریغ گردن مین اوتر گئی نیرکٹ کے جھول گیا اور ساری زور آزمائی دوسرے ہی وار مین بھول گیا گر کے فوراً تڑپا اور ایکدم مین تڑپ کے ٹھنڈا ہو گیا خونخوار بن دجال کے آنکھون کے نیچے اندھیرا آگیا اتنا بڑا سردار مارا گیا جسکا مثل ونظیر اوسکے لشکر مین نه تھا کلیجه پکڑ کے رہگیا اس سوختی مین نعمان ہفت منظری کیطرف راسته کو صاف کرتا ہوا چلا کر اسنے دو بڑے نامی وگرامی سردارون کو مارا تھا اور سر میدان للکارا تھا النعمان ہفت منظری خود بھی جرأت وہمت رکھتا تھا که خونخوار بن دجال کو مارے تو لڑائی کا مزا ہے ورنه ہر کس وناکس کا قتل کرنا کیا ہے اسی دھن مین نشه شجاعت سے جھومتا ہوا کفار کا ستھراؤ کرتا چلا ہے که خونخوار نے آواز دی که او نعمان ان دو پہلوانون کو مارکر تو بہت شیر ہوا ہی ایسے ایسے سپاہی میرے لشکر مین لاکھون ہین آ میرے سامنے دیکھون تو کیسا بہادر ہے کیا ہنر رکھتا ہے نعمان نے جواب ترکی به ترکی دیا اور یه کہا که او شیطان ملعون اگر خدا نے چاہا تو تجھے اونھین دونون کے پاس جہنم مین بھیجتا ہون یه کہتے ہی کہتے نعمان ہفت منظری قریب آگیا خونخوار نے نیزه مارا النعمان نے نیزه کو نیزه پر روکا اور خود بھی ایک انی کی چوٹ تاکی اوسنے خالی دی چند طعن ردوبدل ہوئے ایک مقام پر خونخوار نے جو نیزه مارا تو نعمان نے چوٹ بچا کر اوسے بغل مین لے لیا اور دبا کے پتیرا جو بدلتا ہے تو نیزه خونخوار کے ہاتھ سے نکل گیا خونخوار غصه مین تلوار کھینچ کر دوڑا خبردار خبردار کہه کے کمر کا ہاتھ مارا النعمان ان ضربون کو کب مانتا تھا تیغ زنی مین اپنا مثل ونظیر نه رکھتا تھا کمر کا ہاتھ خالی دیکر کلائی پر ہاتھ ڈالدیا چاہا که تلوار چھین لے خونخوار بن دجال نے خود تلوار چھوڑ دی اور لپٹ گیا دونون مین کشتی ہونے لگی

خوب خوب زور آزمائیان ہوئین داؤ پیچ کی مشق دونون نے دکھائی خونخوار بن دجال مین کس زیادہ تو نعمان مین دم بہت وہ پہلوان تھا تو یہ نوجوان تھا اوسکی قوت بے پناہ اوسکی پھرتی بے انتہا ایک مقام پر جرأت کرکے کمر مین ہاتھ ڈالدیا جھک کے ایک ہکہ مارا تو پہلے زور مین تا بہ زانو دوسرے زور مین تا بہ کمر تیسرے زور مین سر سے بلند کیا نہ دونون لشکر مین ایک غلغلہ بلند ہوگیا نعمان کی فوج کی صدائے واہ اور خونخوار کے لشکر مین صدائے آہ بلند ہوئی نعمان کی اس جرأت وطاقت پر بادشاہ کلیجہ ہاتھ بھر کا ہوگیا اس قوت وہمت کو تائید غیبی سمجھا مگر امر شدنی ہوکے رہتا ہے آئی ہوئی کبھی ٹلتی نہین جنگ ایک حال پر قائم نہین رہتی یہ تو سمندر کا مد وجزر ہے طوفانی ہوا کا کیا اعتبار کبھی ادھر کی کبھی ادھر کی ہے کبھی مشرق مین جوش کبھی مغرب مین خروش مگر نعمان ہفت منظری نے جو کہا تھا وہ کرکے دکھا دیا کہ جان نثار اور بہادر یون لڑتے ہین اور خدا نے بھی خونخوار بدکردار کے غرور کا سر نیچا کردیا پھر قسمت مین جو لکھا تھا وہ ہوکر رہا ایک سردار خونخوار نے دھوکے مین آکر جبکہ نعمان ہفت منظری اوسے سر سے بلند کرچکا تھا اوسکی کمر مین آکر خنجر بھونکدیا اس زخم کو نعمان برداشت نہ کرسکا خونخوار ہاتھ سے چھوٹا اور اوسکے ساتھ ہی خود بھی زمین پر گرکے واصل بحق ہوا اب خونخوار کی بن آئی تلوار پکڑ کے قتل عام کرنے لگا کفار سات لاکھ اور اہل اسلام چند ہزار یہ نعمان ہی کا دم تھا کہ اوسنے تیور پر بل نہ آنے دیا اور اوسیطرح لڑتا رہا اور ایسے ایسے نامی سردارون کو مارا اور زیر کیا اب اوسکی جگہ پر کون تھا جو فوج کے ٹوٹے ہوئے دل کو جوڑتا اور اونھین سنبھالتا بادشاہ کا وقت قریب ہی اوسے معلوم تھا خونخوار بدکردار نے اس ضعیف وناتوان بزرگ کو بھی قتل کیا تمام فوج اسلام مین اس حادثہ سے قیامت برپا ہوگئی مگر ہفت منظر کا ایک ایک سپاہی گویا ہزار ہزار جانین رکھتا ہے بادشاہ اور سردار دونون قتل ہوئے مگر جو سپاہی یہان کھڑا تھا گویا پہاڑ تھا کہ نہ کاٹے کٹتا تھا اور نہ مارے مرتا تھا پیچھے ہٹنے کی قسم جس کے جسم مین جبتک جان رہی ثابت قدم رہا نہ کوئی اپنی جگہ سے ہٹا اور نہ اپنے مذہب سے منحرف ہوا خونخوار بد اطوار چن چن کے مسلمانون کو مارا چوبیس گھنٹے موت کا بازار گرم رہا سب مسلمان شہید ہوئے ہفت منظر مین اسلام کا نام نہ رہا کچھ رعایا اور چند دوکاندارون نے ہجرت اختیار کی باقی وہ بھی جہاد مین شریک ہوکر راہی جنت ہوئے سارا اسباب رعایا اور دوکاندارون کا اور کل مال ومتاع بازارونکا فوج ابلیس نے آپسمین تقسیم کرلیا اور شاہی خزانہ خونخوار بن دجال نے اپنے قبضہ مین کیا جواہرات اور موتیون کا انبار اشرفیون اور سونے چاندی کا ڈھیر لگ گیا ہفت منظر کا قلعہ مال ودولت مین تمام قرب وجوار کے قلعون سے اور آبادی مین زیادہ تھا خونخوار بن دجال اس فتح پر جامہ مین پھولا نہ سماتا

تھا آپ ہی آپ قہقہے لگاتا تھا شراب پی کے کبھی ناچتا کبھی گاتا تھا کبھی غصہ مین آکر اپنے ہی سپاہیون سے لڑتا تھا خود بخود رجز خوانی کرتا تھا بے موقع بے محل شجاعت کا دم بھرتا تھا دن بھر مسجدون کو گرواکے ابلیس خانے بنواتا اور رات بھر ناچ گانے اور شراب و کباب مین مصروف رہتا یہان تو یہ رات دن عیش و عشرت کر رہا ہے اب ایک نیا جملہ سنئے کہ کچھ روز سے قلعہ ہفت منظر کے چند سردار نامی گرامی بادشاہ سے اجازت لیکر سیر و شکار کو گئے ہوئے تھے منجملہ اونکے کیوان انجم سیاہ اور دراج درد گوش زریاب خان و بجین خان و سہیل ستارہ پیشانی اور ایرج تاج بخش وغیرہ تھے اور اونکے ہمراہ فتاح بن عمرو بھی تھا جب یہ لوگ مع اپنی فوجون کے شکارگاہ سے واپس ہوئے تو انھون نے اس حادثہ جانکاہ کو سنا کہ اودھر تو ملکہ قمر چہر کا انتقال ہوا اور ادھر خونخوار بن دجال نے قلعہ پر سات لاکھ جوانون سے ایسا حملہ کیا کہ ایک مسلمان بھی نہ بچا یہ سنکر سب کے ہوش اوڑ گئے تمام سردارون نے اپنے گریبان چاک کر ڈالے ملکہ اور بادشاہ اور نعمان ہفت منظری کے غم مین دیوانے ہو گئے لیکن سب کے سب منچلے اور بہادر تھے یون کب اپنی جان دینے والے تھے سب نے یہی صلاح کی کہ لڑ بھڑ کر جان دیدینا چاہیے جہان شاہ کیوان فلک رفعت گئے ہین ہم بھی اونھین کے عقب مین چلے جائین دس ہزار سپاہیون سے یہ شکار کو روانہ ہوئے تھے انھین کو ہمراہ لیکر قلعہ کے دروازے پر آ ڈٹے خونخوار نے اسد کے خوف سے دروازہ قلعہ کا بند کر لیا اور فصیل قلعہ کے اوپر چڑھکر ایک لاکھ تیر اندازون نے تیر باری شروع کی اب لشکر اسلام زخمی ہونے لگا اودھر سے بھی تیر اندازی کی جاتی تھی مگر اکثر تیر ہوائی ہو جاتے تھے اور یا انہین زیادہ توڑ نہ رہتا تھا ایرج تاج بخش نے دروازہ قلعہ پر دہلیز کے نیچے ہاتھ ڈالا اور یا شاہ خیبر کہہ کے جو جھٹکا مارا تو پہلے ہی زور مین دروازہ کے بازو پاکھون سے الگ ہو گئے اب جو پیچھے ہٹ کے ایک لات مارتے ہین تو دونون پٹ اڑا اڑا کر دھم دھم کر کے جا رہے سیکڑون ابلیس پرست جو اوسطرف پھاٹک کے کھڑے تھے کچل کر مر گئے اور دیوار کا بھی کچھ حصہ گر پڑا بہت سے زخمی ہو کر بھاگے اب کیا تھا بجین خان زریاب خان اور کیوان انجم سیاہ اور دراج سہیل ستارہ پیشانی بھی تھے دسون ہزار جوان تلوارین گھسیٹ گھسیٹ کے دوڑے پھر تو بزن اور بکش کی ٹھہر گئی ہر طرف سے دار و گیر کی آوازین آنے لگین قلعہ مین قیامت کبری برپا ہو گئی خونخوار بن دجال برج قلعہ پر جاکر چھپ رہا ان شیرون کے نعرون اور تیغ زنی کو دیکھکر آنکھین بند کر لیتا تھا مگر اوس ملعون نے زہر مین بجھے ہوئے تیر لیکر جھروکے سے ان نامی سردارون کو مارنا شروع کیئے پہلا تیر اوسنے ایرج تاج بخش کے سینہ پر مارا تیر آ کے سینہ مین گڑ گیا مگر ایرج وہ دلاور تھا کہ اوسنے اسطرح تیر نکال کے پھینکدیا کہ جیسے ایک پھانس چبھ گئی تھی وہ نکال ڈالی سینہ سے خون کا فوارہ جاری ہوا ایرج کو غش آنے لگا مگر وہ غش کو روکتا تھا اور سنبھل سنبھل کر کافرون کی صفون پر آ پڑتا تھا جب اوسکی تلوار بلند ہو کر جھکتی تھی تو سو

بچاس بچاس کے خون مین ڈوبکر نکلتی تھی اب خونخوار اسی تاک مین وہان بیٹھا ہوا ہے کہ جو سردار کفار کے نرغے مین سے اونکو قتل کرکے اوبھرتا ہے اوسکو یہ تیر مار دیتا ہے اودھر دس ہزار سات لاکھ سے مقابلہ کر رہے ہین اودھر تمام زخمی ہو ہو کر بیہوش ہونے لگے ستارہ سہیل پیشانی کے حلق مین ایک تیر ایسا لگا کہ وہ پہلوان کھڑا نہ رہسکا اور فرش زمین پر آیا دراج دُر در گوش ایک ایک وار مین صفین اولٹتا تھا مگر جب اوسکے بھی تیر لگا وہ بھی جانبر نہو سکا یہی حال زرہاب خان اور بہمن خان کا بھی ہوا انہین سے ہرایک سردار نے کئی کئی ہزار ابلیس پرست مارے انکی تلوارین بجلی کیطرح گر کے ایک ایک حملہ مین سوسو دو دو سو کو جہنم واصل کرتی تھی آخرکار دسون ہزار جو ان کام آئے اور ڈھائی لاکھ ابلیس پرست مارے اور کل سردار جان بحق تسلیم کر گئے قریب ایک لاکھ کافردن کے قلعے بھاگ گئے تھے فتاح بن عمرو نے یہ کیفیت جو دیکھی کہ ہرایک سردار تیر کھا کے گرا ہے تو اوسنے خیال کیا کہ کدھر سے تیر آتے ہین معلوم ہوا کہ برج قلعہ پر سے کبھی کبھی کوئی تیر آجاتا ہے یہ فوراً برج قلعہ پر پہونچا اوسکا دروازہ خونخوار بند کرکے بیٹھا تھا مگر فتاح بن عمرو نے ایک دوسرا راستہ پیدا کیا اور ٹوٹی ہوئی فصیل کیطرف سے چڑھ گیا دیکھا تو خونخوار بیٹھا ہوا تیرون کا نشانہ تاک رہا ہے اور جھروکے مین سے جھانک رہا ہے فتاح نے للکارا کہ او نامرد ازلی یہ کیا مردانگی نہ دکھاتا ہے کہ عورتون کیطرح چھپا ہوا تیر لگا رہا ہے لے تیری قضا سر پر آپہونچی خونخوار نے وہین سے ایک تیر مارا فتاح نے تیر کو تلوار سے کاٹ دیا اور جھپٹ کے سر پر پہونچا خبردار کہہ کے تلوار کا ہاتھ مارا خونخوار جبتک اپنی جگہ سے پیترا بدل کے ہٹے تب تک تلوار سر تک پہونچ گئی اور دو دو انگل اوتر گئی خونخوار نے اب داستانہ مارا فتاح کی تلوار اوچٹ کے اوچھی ہوئی اوسنے چاہا کہ اب سنبھلنے نہ دے دوسرا وار پھر کرے کہ عقب سے خونخوار کا ایک سردار آپہونچا اور اوسنے آتے ہی فتاح کے کمر مین خنجر بھونکدیا فتاح جگر کھا کے گرا اور وہ بھی اپنے ہمراہیون کے ساتھ ملک عدم کو چلا گیا خونخوار کو پھر فتح حاصل ہوئی اور برج سے نیچے اوترا تو دیکھا کہ قلعہ کے اندر خون کا نالا ابلیا ہے اور مردون اور لاشون کا اسقدر انبار ہے کہ جہانتک نظر کام کرتی ہے لاشون پر لاشین دکھائی دیتی ہین کہین پاؤن دھرنے کی جگہ نہین ہے اب خونخوار نے جو حساب لگایا تو سات لاکھ مین صرف تین لاکھ آدمی رہگئے تھے تھوڑے سے بھاگ گئے تھے اور باقی سب کے سب قتل ہوگئے تھے ان باقیماندہ سپاہیون کے بھی حواس درست نہ تھے اور اسقدر گھبرائے ہوئے تھے کہ آپس ہی مین لڑ رہے تھے اور آنکھین بند کیے ہوئے تلوارین چلا رہے تھے خونخوار نے علم بلند کیا اور نقارہ بازگشت بجوایا اب سب کے ہاتھ رک گئے اور کئی ہزار آدمی بیہوش ہوکر گر گئے لاکھون آدمی انمین زخمی بھی تھے خونخوار بن دجال کی اس لڑائی مین دانت کھٹے ہوگئے تھے اوسنے دروازہ قلعہ کا پھر سے بنوایا اور ابکی مرتبہ بہت مضبوط و مستحکم تعمیر ہوا کیونکہ ایرج تاج بخش نے اوسے اوکھاڑ کے پھینکدیا تھا اور برجون اور کنگرون کی بھی از سر نو مرمت کرائی اور اونپر جھنڈے گاڑ دیے اور پھر برجون پر ابلیس علیہ اللعنت کا نام

اور اوسکی تعریف لکھی فصیل کو پھر سے درست کیا خندق زیادہ گہری کھودوادی اور اوسکا راستہ سرنگ لگا کے بنوایا غرضکہ از سر نو تمام قلعہ کی درستی ہوئی تجمل زور آزما بر اور تہمید زور آزما کو وہان کی حکومت دی اور پچاس ہزار جوانون کو اوسکی حفاظت کے لیئے مقرر کیا جب ان تمام کامون سے فراغت ہو گئی تو اب اپنے اپنے مصاحبین سے مشورہ کرنا شروع کیا کہ اب کسطرف کا رخ کرنا چاہیئے کون کون سے ممالک مسلمانون کے یہان سے قریب ہین ہر ایک نے اپنی اپنی واقفیت اور معلومات کے موافق رائین دین کسی نے قلعہ ذو الامان کیطرف توجہ دلائی کہ وہان مال و اسباب بہت ہے اور وہ ہین ناموس صاحبقران بھی قیام پذیر ہین کسی نے ملک اندلس کا حال بیان کیا اور اوسکی رونق و عظمت مٹوانے کی درخواست کی مگر خونخوار بن دجال کی یہ رائے ہوئی کہ قلعہ اندلس کو پہلے فتح کرنا چاہیئے اوسکے بعد قلعہ ذو الامان کی جانب روانہ ہونا مناسب ہوگا اس مشورہ کے بعد اوسنے حکم دیدیا کہ ہماری فوج کل کی روانگی کے لیئے تیار ہو جائے ۔ تمام رات آلات حرب و ضرب اور ساز و یراق کی درستی کے لیئے تمام فوج مین انتظام و اہتمام ہوتا رہا علی الصباح خونخوار بن دجال مع اپنے سرداران نامی و گرامی کے پہلے اپنے بت زرین سنگو کے پاس آیا اوسنے اوس بت کے آگے دست بستہ مؤدب ہو کر عرض کی کہ اے نائب خداوند مین نے جو کچھ کارہائے نمایان کیئے ہین اور مسلمانون کے تمام قلعون کو تاخت و تاراج کر کے اپنا سکہ بٹھایا اور بجائے دین اسلام کے ابلیس کا نام چلایا ہے اور تمام اہل اسلام کو قتل و غارت کیا ہے تو آیا مجھ سے خوشنودی آپکی ہوئی یا نہین بت زرین سنگو نے جواب دیا کہ ہان اے بندۂ نیک تو نے بہت بڑا کام کیا اور ما بدولت اور خود خداوند ابلیس تجھ سے بہت خوش ہوئے بہشت مین تیرے لیئے جگہ تجویز ہو چکی ہے خونخوار نے گھبرا کے کہا کہ کیا اے نائب خداوند مین اب بہت جلد ابلیس کی خدمت مین بھیجدیا جاؤنگا ابھی تو مجھے بہت سے مہمون پر جانا ہے اور کئی قلعے فتح کرنا ہے یہ کہکے وہ گڑگڑانے لگا بت نے آواز دی کہ نہین ابھی تو نہین بلایا جائے گا ابھی بہت دیر ہے خداوند ابلیس سے کہکے ہم تیری عمر بڑھوا دینگے اب ہمارے واسطے حلوا اور شراب و کباب جلد لا خونخوار نے فوراً اپنے آدمیون کو حکم دیا وہ کئی من حلوا اور کباب اور دو سو مٹکے شراب کے مہیا کر کے لائے وہ سارا سامان اس بت کے کھلے پیٹ مین جھونکا گیا وہ سب کھا پی گیا اور ڈکار کی آواز تک نہ آئی تمام شیاطین جو انسانون کے قالب مین وہان بیٹھے تھے کہنے لگے کہ یہ نائب خداوندی کی کرامت ہے کہ اسقدر حلوا اور اتنے پیپے شراب کے چڑھا گئے اور معلوم بھی نہوا کہ کیا ہوا کہان گئی کسی اور بت مین یہ طاقت نہین کہ ایسا معجزہ دکھا سکے خونخوار بھی بہت خوش تھا کہ اوسکا تحفہ قبول ہوا اور نائب صاحب سبکا سب ہضم کر گئے غرضکہ خونخوار بن دجال نے اس خوشنودی اور قبولیت کے شکریہ مین بہت کچھ زیورات طلائی و نقرئی اور جواہر بیش بہا جو قلعون مین لوٹ مار کر کے خصوصاً قلعہ ہفت منظر سے لائے تھے نائب خداوند کے نذر کیئے اسنے اچکے پھر زیادہ خوشنودی ظاہر کی اور مصاحبین اوسکے خونخوار کی تعریف متفرق کرنے لگے کوئی شیطان تو کہتا تھا کہ اے نائب خداوند اوسکو

کوئی عمدہ پیغمبری شیطانی کا دلا دیجئے کوئی کہتا تھا کہ نہین آپ خود اسکو منتی کر لیجئے غرضکہ خوب آؤ بھگت ہوئی۔ پھر یہان سے رخصت ہوکر اپنے قیامگاہ پر آیا اور لشکر کو حکم دیا کہ کل ہم قلعہ اندلس کیطرف کوچ کرینگے تمام لشکر مین تیاریان ہونے لگین زنگ آلود اسلحہ صاف اور مصیقل ہونے لگے نیزون کی درستی اور نیامون کی چستی گھوڑون کے ساز و یراق درست کیئے گئے تیر زہر مین بجھائے گئے کمانون مین لوچ دیا گیا اور خنجرون پر باڑھ رکھی گئی تمام شب سارا لشکر تیاری مین مصروف رہا جب شاہ خاور میدان مشرق مین بر آمد ہوا اور سپاہ انجم نے روشنی کا گھونگھٹ منھ پر لیا تو خونخوار بن دجال کی فوج تہمار نے جانب ملک اندلس قدم اوٹھا دیئے اور تیغ ولوہے ذرہ ہائے گرد فلک تک پہونچا دیئے دو منزل سہ منزل کرتا ہوا چلا جا رہا ہے اور دماغ مین خیال تباہی اندلس بکا رہا ہے اوسکے سر مین جنگ وجدال کا ایک سودا ہے کہ سما گیا ہے اور بار بار اپنے سردارون سے کہتا ہے کہ دیکھو اب ملک اندلس قریب آگیا ہے جاتے ہی قلعہ پر چڑھ دوڑونگا اور ذرا بھی توقف نہ کرونگا اکدم مین تو قلعہ فتح ہوجائیگا کونسا ایسا بہادر وہان ہے جو میرا مقابلہ کریگا کسی کی کیا مجال ہے کہ مجھے روک لے اور سر میدان ٹوک دے یعقوب شاہ بادشاہ اندلس مجھ سے مقابلہ کرنے کی طاقت نہین رکھتا ہے وہ میرے نام سے لرزتا ہے اور اوسپر کیا موقوف ہے ہر ایک پہلوان اور بہادر مجھ سے اسیطرح ڈرتا ہے غرضکہ یہ لاف وگزاف کرتا ہوا چلا جا رہا ہے وہان اندلس مین یعقوب شاہ کو خبر پہونچی کہ خونخوار بن دجال نے قلعہ پر حملہ کرنیکا عزم کیا ہے اور بہت قریب پہونچ گیا ہے یعقوب شاہ نے وزیرونکو بلایا اور مشورہ کیا کہ اس موقع پر کیا انتظام کرنا چاہیئے وزیر خوش تدبیر نے مہتر ادریس بن اندلس کو بھی اس مشورہ مین شریک کیا کیونکہ وہ بڑا ہی عاقل و فرزانہ تھا اور اوسکی ہوشیاری وعیاری کے آگے بھی ہر ایک اہم سے اہم معاملہ اور مشکل سے مشکل کام ہیچ تھا اوسنے عرض کی کہ حضور پر نور سپاہی کے چھتیس فن ہین اونمین اور بقول الحرب خدعۃ ہمکو اسوقت تھوڑا اور زیادہ دلیری سے کام نہ لینا چاہیئے کیونکہ فوج خونخوار سات لاکھ کے قریب ہے اور ہماری فوج چند ہزار گویا اوسکے لشکر کے مقابلہ مین کچھ نہین لہذا میدان جنگ مین مقابلہ کرنا بہتر نہین ہے ع

نہ ہر جائے مرکب توان تاختن
زجاہا سپر باید انداختن

بہتر یہ ہے کہ قلعہ کو خالی کر دینا چاہیئے اور بیس ہزار فوج ہمراہ لیکر اوس وادی کوہ مین جاکر چھپ رہنا چاہیئے جدھر سے اوسکا راستہ ہے اگر موقع ملے تو ایک لڑائی وہان لڑنا چاہیئے اور پھر دو موقع ملیگا کیونکہ وہ راستہ ایسا تنگ ہے کہ دو سوارون سے زیادہ اوسطرف گذر نہین سکتے بس دو دو سوارون کو دو دو تیر کافی ہونگے درہ کوہ مین وہ اکدم سے کسیطرح نہین آسکتے پھر غالب آئین اسکے بعد اگر ہم دیکھین گے کہ اب یہان موقع ٹھہرنیکا نہین ہے تو وہان سے دوسرے کوہ پر شکوہ کے درے مین چلے آئین گے وہ سر ٹپک کے مر جائیگا اور کبھی ہمارا پتہ نہ پائیگا پھر جب وہ قلعہ مین آئیگا تو اوسے یہ خیال ہوگا کہ اہل قلعہ بھاگ گئے اور پھر وہ اطمینان سے آرام کریگا جسوقت ہم دیکھین گے کہ اب وہ غافل ہے تو پھر شبخون مارین گے

اس حکمت سے امید ہے کہ اوسپر غالب آسکین گے ورنہ برسر میدان مقابلہ کرنا مضر ہوگا یعقوب شاہ مرد شجاع تھا اوسنے کہا کہ شبخون مارنا تو ہماری مردانگی سے بعید ہے ادریس نے گذارش کی کہ سرکار بڑے بڑے بہادرون نے شبخون مارے ہین کرب غازی ایسے بہادر وجری نامور نے میرے باپ اندلس کو ہمراہ لیکر حاکم سومنات مغرب سکندر دل ہیکلان کی فوج ظفر موج پر صدہا شبخون مارے ہین غرضکہ سپاہیون کا یہ کام ہے کہ جیسا موقع ہو ویسا کرین کچھ ضرور نہین سرتکو مقابلہ کرکے اپنی فوج کو کٹوادین اسمین بدنامی اور ذلت کی بات نہین ان کفار کے مقابلہ مین جسطرح ہوسکے غلبہ حاصل کرنا چاہیئے اگر دو چار شبخون ہمنے مار لیئے تو بس پھر کیا ہے خونخوار کی ساری خونخواری کرکری ہوجائیگی شاہ و وزیر نے آخر کار بصد رد و قدح کے اس مشورہ کو منظور کیا اور بیس ہزار فوج کو فوراً ہمراہ لیکر ایک وادی کوہ مین آکر جاگزین ہوئے وہان تک ابھی خونخوار بن دجال نہ پہونچا تھا لیکن جب اوس مقام پر آیا تو دیکھا کہ کوہ کے اندر بالکل تاریکی ہے اور راستہ اسقدر تنگ ہے کہ زیادہ آدمی ایک ساتھ نہین چل سکتے دو سوارون اور تین پیدلون سے زائد ایک ساتھ نہین چل سکتے مجبوری دو دو سوار آگے بڑھنے لگے تیر اندازون نے تیر کمان سے درست ہوکر یہ قصد کر لیا کہ جو دہانہ کوہ پر آئے فوراً اوسکے سینہ پر نشانہ پڑے چنانچہ ایسا ہی ہوا سب سے پہلے جو مقدمۃ الجیش کے دو سوار آگے بڑھے دونون کے سینون سے دو تیر زہر مین بجھے ہوئے پار ہوگئے گھوڑے تو آگے بڑھ آئے اور اونکی جگہ پر دو سوار اور آگے آگئے وہ بھی نشانہ تیر قضا نے اور آگے بڑھے کہ گر پڑے اب تو جو سامنے آیا اوسنے فوراً تیر کھایا یہانتک کہ وادی تنگ تھی آگے بڑھنے کی جگہ نہ رہی پس ماندہ فوج مین تشویش پیدا ہوئی کہ یہ کیا بات لاشون سے وادی کوہ پٹ گئی ساری فوج وہین آکر ڈٹ گئی خونخوار کو یہ حال معلوم ہوا تو وہ دہانہ کے قریب آیا مگر خود تو خوف جان سے اندر نہ گھسا ایک عیار جاروس کو حکم دیا کہ اس حادثہ کو تحقیقات کرے وہ لیٹے لیٹے پیٹ کے بل چلتا ہوا اندر گھسا اور لاشون کو ٹٹولا تو معلوم ہوا کہ تیر خوردہ ہین اوسیطرح واپس آیا اور خونخوار سے بیان کیا کہ جو سوار یا پیدل اندر جائیگا وہ ضرور تیر کھائیگا کیونکہ وادی کے اندر قزاق معلوم ہوتے ہین۔ خونخوار کو بہت ہی غصہ آیا کہ قزاقون کے چند نفر اتنی بڑی فوج کو روک لین یہ خیال کرکے اوسکا قہر و غضب اور بھی بڑھ گیا اوسنے جاروس سے کہا کہ بڑی افسوس کی بات ہے کہ ہماری ایسی فوج کے سد راہ چند اشخاص قزاق ہو جائین ضرور تمکو اسوقت کوئی تدبیر کرنا چاہیئے جاروس حکم خونخوار سے مجبور و ناچار ہوا مگر سوچتا تھا کہ اس اندھیری کوٹھری مین کیونکر گھسون اور کدھر جاؤن جس قزاق کے سامنے جاؤنگا وہ میری گردن توڑ ڈالیگا تاہم حکم حاکم مرگ مفاجات یہ خیال کرکے وہ فوراً اوندھا ہوکے پیٹ کے بل غار مین گھسا اور بہت سارا راستہ اسیطرح طے کرتا ہوا چلا گیا یہانتک کہ وادی کے اوس پار ہوگیا تو دیکھا کہ سامنے قلۂ کوہ پر قلعۂ اندلس نظر آ رہا ہے چارون طرف نظر دوڑائی تو کسی کا نام و نشان نہین قلعہ کیطرف روانہ ہوا دیکھا کہ دروازہ پاٹون پاٹ کھلا ہے اب بے خوف و خطر

اندر داخل ہوا رعایاے اندلس سے صاحب سلامت بھی بقاعدہ اسلام کیا اور کچھ حالات دریافت کیے معلوم ہوا کہ یعقوب شاہ حاکم قلعہ اور اوسکی فوج قلعہ کو خالی کر گئی ہے اس نے چند واقفکار مزدوروں کو بلایا اور اونسے کہا کہ ہم سوداگر ہین ہمارا کچھ اسباب دہانہ کوہ کے باہر رکھا ہوا ہے مگر وہ اسباب گھاٹی کے اندر آ نہین سکتا اگر کوئی اور راستہ ہو تو ادھر سے ہمارے ساتھ چلکر لے آؤ ہم تمھین بہت خوش کر دینگے مزدور نے کہا کہ سب راستہ تو ہے مگر کئی کوس کا پھیر پڑیگا سارے پہاڑ کا چکر کاٹنا جاروس نے کہا کہ کچھ پروا نہین ہم تمکو اجرت پوری جو کہوگے وہ دیدینگے مزدور راضی ہوے اور جاروس کو ہمراہ لیکر چلے درحقیقت دو تین کوس کا چکر پڑ گیا جاروس کو راستہ معلوم ہو گیا جب اوسنے دیکھا کہ اب لشکر قریب ہے تو اوس مزدوروں سے کہا کہ اب یہ بتاؤ تمہاری اجرت کیا ہوئی اونھون نے کچھ رقم مانگی او جاروس نے فوراً حوالے کر کے رخصت کیا اور اپنے لشکر مین آ کر خونخوار سے ملا خونخوار کو یہ یقین ہو گیا تھا کہ جاروس کام آیا اسلیے وہ برابر گھاٹی کے اندر آدمیون کو بھیج بھیج کے نشانہ تیر اجل بنوا رہا تھا صدہا بیگناہ مارے گئے یہانتک کہ اب گھاٹی کے اندر گنجایش نہ رہی تھی کہ کوئی قدم رکھے جاروس نے جاتے ہی خونخوار بن دجال کو دوسرا راستہ بتایا اور قلعہ کا سب حال سنایا کہ یعقوب شاہ آپکے خوف سے قلعہ چھوڑ کر بھاگ گیا ہے اور اوسکی فوج بھی تتر بتر ہو گئی ہے دوسرے راستے سے چلکر فوراً قلعہ پر قبضہ کر لیجیے خونخوار جاروس کے اس کارگذاری سے بہت خوش ہوا اور فوج کو واپسی کا حکم دیا ایک میل پیچھے ہٹ کر پہاڑ کی پشت کیجانب جو راستہ مڑا تھا ادھر روانہ ہوئے اور بہت ہی سرعت کے ساتھ چلکر قلعہ مین پہونچ گئے کسی نے مقابلہ نہ کیا اور نہ کوئی مقابلہ کرنے والا وہان تھا قلعہ کا تمام انتظام واہتمام اپنے ہاتھ مین لیا اور سرگروہون کو بلوا کر اپنی اطاعت کا عہد لیا رعایا اور بقیہ فوج کو احکام حکومت جدید سنائے سبنے طوعاً و کرہاً موقع دیکھ سے اقرار وعہد کیا گویا خونخوار نے قلعہ کو تسخیر کر لیا خوشی کے شادیانے بجنے لگے ہر طرف سے مبارکباد کی آوازین آنے لگین ناچ رنگ شروع ہو شراب کباب کا دور چلنے لگا نصف رات تک یہی شور وشغل برپا رہا اوسکے بعد تھکے ماندے منزلین طے کیے ہوئے چلے آ رہے تھے سب کے سب اپنے بستروں پر آ کے سو رہے خونخوار بھی شراب پی کے بدمست ہوا اور بالکل بیہوش ہو گیا یہان کا حال سنیے کہ جب مہتر افزنیس نے دیکھا کہ شام قریب آئی اور اب وادی مین کوئی قدم بھی نہین رکھتا تو وہ قلعہ کیطرف تبدیل ہیئت کر کے روانہ ہوا یہان قلعہ مین خونخوار کی گرماگرمی دیکھی نصف شب تک شریک جلسہ رہا جب دیکھا کہ اب سب کے سب خود فراموش اور مست ومدہوش ہو گئے ہین تو واپس آیا اور یعقوب شاہ سے عرض کی کہ حضور اب یہی موقع ہے فوراً لشکر کو ہمراہ لیکر قلعہ مین گھس چلیے اور قتل عام ایک سرے سے شروع کر دیجیے پھر جب موقع دیکھیگا کہ اب یہان ٹھہرنا

ضرور نہین اور دست بدست مقابلہ ہونے لگا تو فوراً واپس آگئے دوسرے دن اسکی کسر نکلوائیگا یہ سوچکر یعقوب شاہ نے بیس ہزار سوار آزمودہ کار ہمراہ لیئے اور بہت ہی خاموشی کے قلعہ مین داخل ہوئے جس مقام پر لشکر خونخوار اوترا ہوا تھا اوسکے کنارہ آکر بیس ہزار سوار صف باندھ کے نیزے ہاتھون مین لیئے ہوئے اور تلوارین میان سے نکالے ہوئے کھڑے ہوگئے یعقوب شاہ کا اشارہ پاتے ہی پہلے ہی ہاتھ مین بیس ہزار کفار جہنم واصل ہوئے پھر دوسرا اور تیسرا اسیطرح پے درپے چند حملے ایسے ہوئے کہ پچاس ساٹھ ہزار سونے والون کو خواب عدم مین پہونچا دیا اب تو سارا لشکر چلا اوٹھا یک بیک سوتے سوتے جو آنکھ کھول کے اجل کو سر پر سوار دیکھا تو مخبوط الحواس ہوگئے کوئی کسی کی ٹانگ لاٹھی سمجھکر گھسیٹنے لگا کسی نے اپنے دشمن کو پتھر کھینچ مارنے کے لیئے اپنے ہمراہی کی کھوپڑی دونون ہاتھون سے مضبوط پکڑ لی کوئی اپنے دوستون سے دشمن سمجھکر لپٹ گیا بعضے غافل بدمست اس غل غپاڑے اور مار دھاڑ کو خواب سمجھ کے پھر آنکھین بند کرکے لیٹ رہے غرضکہ سارے لشکر مین قیامت برپا ہوگئی ہر شخص کا حال دگرگون تھا خونخوار بیدار ہو ہوش مین آیا تو اور بھی بدحواس ہو اچلا چلا کے لوگون کو پکارنے لگا اور اپنے بستر ہی پر سے پکار کے للکارنے لگا کہ ہان لینا جانے نہ پائین یہ قزاق ہین بدمعاشی مین شہرۂ آفاق ہین انکو فوراً گرفتار کر لینا رفتہ رفتہ قتل ہوتے ہوتے لوگ ہوشیار ہوکر جنگ وجدال کے لیئے خوب تیار ہوئے سوار گھوڑون پر سوار ہوئے پیدلون نے تیر وخنجر سنبھالے سوارون نے نیزے نکالے مہتر ادریس موجود تھا اونے یعقوب شاہ سے کہا کہ اب یہان ٹھہرنیکا موقع نہین ہے نکل چلیئے جنگ دو سردارہ ممکن ہے کہ گرفتار ہوجائین یا کوئی پہچان لے پھر موقع غفلت کا نہ ملیگا یعقوب شاہ نے اپنے سوارون کو روکا اور مہتر نے جو علامت واپسی مقرر کی تھی اوسکے ذریعہ سے سب کو اطلاع دی اور خود قلعہ سے باہر نکل آئے جسکو جسوقت موقع ملا فوراً نکل بھاگا تھوڑی دیر مین بیسون ہزار سوار وادی کوہ مین آکے جمع ہوگئے مہتر ادریس نے انکی کارگذاری کا اندازہ کیا تو قریب ایک لاکھ آدمی کے انکے ہاتھ سے مارے گئے تھے مگر یہ لوگ یہان چلے آئے وہان آنکھین بند کیئے ہوئے وار پر وار کیئے جارہے ہین خوب گھمسان کی لڑائی ہورہی تھی باپ بیٹے کو بیٹا باپ کو ماررہا تھا بلکہ جو جہان کھڑا تھا وہ اپنے آس پاس والون کو اپنا دشمن سمجھ کے قتل کرنے کے لیئے برچھیون اور تلوارون کو جنبش دے رہا تھا صبح تک خوب مزے کی لڑائی رہی خونخوار بھی دور ہی سے ڈانٹ ڈپٹ کر رہا تھا اور بہت اچھی طرح اپنی فوج کو لڑوا رہا تھا جب سپر آفتاب سے سپاہ انجم نے اپنے چہرے کی پناہ کی اور نور صبح نے سیاہ رویون کو آئینہ دکھایا تو کیا دیکھتے ہین کہ ہر ایک اپنے ساتھی پر حملہ آور ہے کوئی غیر سارے میدان مین نظر نہین آتا اسوقت ہر ایک نے نادم وخجل ہوکر سر جھکا لیا تلوارین شرم کے مارے ہاتھون سے گرگئین ڈھالون مین منہ چھپایا خونخوار بہت جھلایا ایک ایک سے کہتا تھا کہ یارو یہ کیا ماجرا ہے آپس مین ساری رات لڑتے رہے مفت مین اپنی

ہی فوج کو پکڑتے رہے کوئی دشمن نہ تھا عجیب معاملہ ہے غرضکہ لاشین اٹھوائی گئین ۔ زخمیون کی مرہم پٹی ہونے لگی قیدی چھوڑے گئے خونخوار کو بہت قلق تھا جاروس عیار کو بلوایا اوس سے کہا کہ تو بڑا غافل رہتا ہے تجھے خبر رکھنا تھی یہ تیرا منصب تھا کہ تو ہوشیاری رکھے اور فوج کو مغالطہ نہ ہونے دے اب تحقیقات کر کہ یہ کیا معاملہ تھا آیا قزاق تھے یا اس قلعہ کی فوج نے شبخون مارا تھا - جاروس یہ سنکر بہت محجوب ہوا اور بہت خوب کہکر وہان سے روانہ ہوا یہان مہتر ادریس اسوقت بہ تبدیل ہیئت و لباس موجود تھا خونخوار بن دجال اور جاروس کی گفتگو سن کے اوسکے پیچھے ہولیا جاروس در قلعہ سے نکلکر نشانہائے سم اسپ دیکھتا ہوا قریب کوہ پر شکوہ پہونچا ایک فقیر کی شکل بنکر اندر داخل ہوا تمام فوج کو وادی مین پوشیدہ دیکھکر واپس ہوا لیکن مہتر ادریس نے جب یہ معلوم کر لیا کہ جاروس تمام حالات سے واقف ہوکر کامیاب جائیگا اور ہمارا سب کام خراب جائیگا تو اوس نے ایک عورت کا بھیس بدلا اور بہت خوبصورت اور خوش وضع بنکر اپنے جسم پر مصنوعی زخم لگا اور کپڑون کو خون سے رنگا یہ تمام ہیئت اختیار کرکے جاروس کے راستہ مین ایک کوہ کے غار مین لیٹ رہے اور آہ و فریاد کرنا شروع کی جاروس جب اودھر سے واپس ہوا تو رونے پیٹنے کی آواز سنکر متوحش ہوا ادھر اودھر دیکھنے لگا کہ کدھر سے یہ دردناک آواز آرہی ہے معلوم کیا کہ غار مین سے یہ صدائے فریاد و فغان آرہی ہے فوراً اوسطرف دوڑا تو دیکھا کہ ایک حسین نوجوان عورت زخم خوردہ پڑی ہوئی چلا رہی ہے کہ اوسکی افسوسناک آواز سے کلیجہ شق ہوتا ہے اوس کیطرف متوجہ ہوکے پوچھنے لگا کہ اے نیکبخت یہ تیرا کیا حال ہے کیون زخمی ہوئی ہے کس نے تجھپر یہ ظلم کیا تھے اوسنے روکر کہا کہ ہائے مین کیا کہون مجھپر ادریس عیار نے یہ ظلم کیا کہ مجھکو دیکھا اپنے ساتھ لگا لایا اور ہمصحبت ہوکر مجھے تلوارون سے بلاوجہ کر گیا لے بھلا مین نے اوسکا کیا قصور کیا تھا ہان یہ خطا البتہ کی تھی کہ اوسکے ہمراہ یہانتک چلی آئی اور جو اوسنے کہا وہ کیا جاروس بہت رنجیدہ ہوا اور اوسکو ادریس پر کمال غصہ آیا کہنے لگا کہ اچھا تو اوس عیار مکار پر لعنت بھیج اور میرے ساتھ چل اوسنے کہا کہین تم بھی میرے ساتھ وہی کام نہ کرنا جو اوس موئے نے کیا اور مجھ زخمی بھی کر گیا مین تمہارے ساتھ نہ جاؤنگی مجھے تم سے ڈر معلوم ہوتا ہے جاروس نے کہا کہ نہین ہم تیرا ظلم نہ کرینگے تیرا علاج کرکے تجھے بہت آرام سے رکھینگے چل جلدی اوٹھ مجھے اور بہت سے ضروری کام ہین اوسنے جواب دیا کہ کچھ خیر ہے مین اگر چلنے کے قابل ہوتی تو یہان کیون پڑی رہتی مجھ سے اوٹھا نہین جاتا اسقدر یاس تو نے مارا ہے جاروس نے کہا کہ اچھا میری پشت پر سوار ہو جا مین تجھے لیچلونگا غرضکہ بہزار خرابی و دقت مہتر ادریس نے اوسپر سواری گانٹھی اور وہ لے چلا جیونہی کہ وہ کھلے میدان مین آیا ادریس نے پیرون سے تو تسمہ پا کیطرح اوسکی پسلیون کی بڑی زبردست گرفت کر لی اور ہاتھون سے حلقہائے کمند اوسکے گلے مین لٹکا دیئے اب جاروس نے یہ چاہا کہ تڑپ کے نکل جاتے مگر قفس

سر پر سوار ہو چکی تھی نکل سکے کہان جا سکتا تھا فوراً حلقہائے کمند پیچی ہو گئے اور سواری مضبوط گٹھ گئی جاروس نے بہت کچھ ہاتھ پاؤن مارے لیکن اوس نے جنبش نہ کرنے دی اور کمر سے حباب بیہوشی نکال کے منھ پر مارا آواز دی منم مہتر ادریس بن اندلس او جاروس کیا عیار ہے تو کہ مجکو نہ پہچان سکا دیکھ تو اب تیرا حال کیا ہوتا ہے تو نے سب حالات ہم لوگون کے دریافت کئے تھے غضب ہی ہوا تھا یہ کہہ کے پشت پر سے سامنے آیا اور وہ بیہوش ہو کے گرا ادریس نے اوسکا پشتارہ باندھا اور اوپر ڈیرہ گرہ عیاری کی لگا کے پہلا وادی کوہ مین پہونچکے یعقوب شاہ کے سامنے رکھدیا یعقوب شاہ نے پوچھا کہ یہ کون ہے کس کو باندھ لائے ہو عرض کیا کہ حضور بڑا غضب ہوا تھا یہ جاروس عیار خونخوار بدکردار ہے قلعہ مین خونخوار نے اسکو لعنت ملامت کی کہ تیری غفلت سے شب کو یہ حادثہ ہوا اور اب تک تو نے خبر نہ لی کہ کیا معاملہ تھا قزاق آگئے یا دشمن نے شبخون مارا تھا پطلیش مین وہان سے آکر روانہ ہوا مین بھی موجود تھا پیچھے ہو لیا یہ صاحب یہان تشریف لائے اور آپ لوگون کا قیامگاہ اور کل حال دریافت کر کے واپس ہوئے تھے راستہ مین مین نے ایک عورت کی شکل بنکر عیاری کی اور اسطرح اوسکو گرفتار کر لیا یعقوب شاہ نے اوسے ہوشیار کیا اور پوچھا کہ تو کون ہے اوس نے کہا مین جاروس عیار خونخوار ہون بیشک مین نے اپنے مالک کی خیرخواہی کی تھی مگر چلی یہ عیار زبردست ہے مین نے نہین پہچانا اب جو چاہئے سزا دیجئے یعقوب شاہ نے چاہا کہ اوسے گرفتار کر رکھے مگر دیگر سرداران ہوشیار و عاقبت اندیش کی یہ رائے ہوئی کہ اسکا قتل کرنا بہتر ہے قید رکھنے کا یہان کوئی موقع نہین ہے قلعہ ہوتا تو مضائقہ نہ تھا ادریس کی بھی یہی رائے ہوئی یعقوب شاہ نے اوسے قتل کر ڈالا اور مہتر ادریس کو خلعت عطا ہوا اور بادشاہ بہت خوش ہوئے ادریس نے آہ کی اور آنکھون مین اشک بھر لایا اور عرض کی کہ حضور! ہم لوگ اک دریائے مصیبت مین غوطے کھا رہے ہین دیکھئے انجام کیا ہوتا ہے ساحل تک پہونچتے ہین یا نہین اس خلعت کی مجھے کیا خوشی ہو گی جبکہ مین یہ جانتا ہون کہ یہ آخری خلعت ہے ہان اگر خونخوار ملعون مارا جائے اور وہ پھر سے قلعہ ہمارے قبضہ مین آئے تو بیشک مین خلعت اور انعام خوشی سے لون بادشاہ نے اوسکو تسکین و تشفی دی اور کہا کہ اگر خدا کو یہی منظور ہے کہ ہم ان کفار کے ہاتھ سے ناشان برباد اور شہید ہون تو ہم راضی ہین اور ہماری بھی یہی خوشی ہے جو چاہے وہ کرے مالک و مختار ہے کسی کا کیا اختیار ہے اور اگر خونخوار کی قضا اوسے اس قلعہ مین لائی ہے تو دیکھنا کہ کس بری طرح سے مارا جاتا ہے تاہم تم لوگون کو مایوس نہ ہونا چاہئے اور جہان تک ممکن ہو کوشش کرتے رہو یہ سنکر ادریس دوڑا اور اوس نے جاروس کی پوشاک پہنی اور رنگ و روغن لگا کے اوسکی شکل بنکر قلعہ کیجانب روانہ ہوا یہان جاروس کا سخت انتظار ہو رہا تھا جب جاروس نقلی پہونچا تو خونخوار بہت خوش ہوا اور سمجھا کہ جاروس کامیاب واپس آیا پوچھا کہ کیون اے مہتر جاروس کچھ پتہ بھی لگا اسنے کہا کہ خداوند بہت اچھی طرح مین

جا کے بچشم خود دیکھ آیا یعقوب شاہ چند ہزار سوارون کو لیے ہوئے ایک کوہ کے اندر پوشیدہ ہے رات کو اوسی نے شبخون مارا تھا اور کلہ تیرباری بھی اوسی کی فوج نے کی تھی جسکی وجہ سے ہمکو جگر کھا کے قلعہ مین داخل ہونا پڑا تھا خونخوار اس پتہ کے معلوم ہونے سے بہت خوش ہوا اور کہا کہ اب اونکا قلع قمع کرنا چاہئے جاروس نقلی نے کہا کہ ہان یہ تو ضروری امر ہے اور اسی واسطے مین نے عرض کیا ہے مگر ترکیب یہ کرنا چاہئے کہ پانچہزار پیدلون کو ارزنگ ہیبت ناک اور مہل زشت خو کے ہمراہ بھیجدیجئے مین بھی ساتھ جاؤنگا اور وہ مقام بتا دونگا جہان یہ لوگ پوشیدہ ہین بس یہ فوج ظفر موج جاکر مین غفلت مین اونکا کام تمام کردیگی خونخوار نے کہا تو پانچہزار پیدل کافی ہونگے جاروس نقلی نے کہا کہ حضور ساری فوج تو یعقوب شاہ کی بھاگ گئی کچھ لوگ اوسکے ہوا خواہ اوسکے ساتھ رہگئے ہین اونمین وزیر اعظم اور اوسکا عیار مہتر اورنیس بن اندیس بھی ہے خونخوار بہت خوشی سے اس تدبیر پر راضی ہوا اور اوسنے ارزنگ ہیبت ناک اور مہل زشت خو کو حکم دیدیا کہ پانچہزار جرار سپاہی اپنے ہمراہی کے لیئے انتخاب کرکے لے جاؤ اور دشمنون کو قتل وغارت کرکے جلد واپس ہو جبتک یہان تیاری ہوتی رہی اوسوقت تک جاروس وادی کوہ مین اپنے بادشاہ یعقوب شاہ کے پاس گیا اور اونسے سب حال کہہ کے فوج کو ایسے مقام پر معین کرادیا کہ جب ارزنگ اپنے سپاہیون کو لیکر آئے تو زد مین رہے یہ انتقام کرکے فوراً واپس گیا اور خونخوار سے جاکر عرض کی کہ حضور اب مین سبکو لیکر جاتا ہون صبح سے دوڑ رہا ہون میرا عجب حال ہو گیا ہے خدا جانے کتنی مرتبہ مین یعقوب شاہ کے لشکر مین گیا اور قلعہ مین آیا خونخوار نے پوچھا کہ آپ کیون گئے تھے جاروس نقلی نے کہا کہ مجھے اطمینان نہ تھا اور مین نے یہ خیال کیا اگر یعقوب شاہ بھاگ گیا تو مفت مین ہمارے پانچہزار جوان ہلکان ہونگے اور کوئی نتیجہ نہ نکلیگا مگر آپکے اقبال سے ابھی تک سب موجود ہین بس یہی موقع ہے اس سے بہتر موقع پھر نہ ملیگا خونخوار بن دجال یہ سنکے بہت خوش ہوا اور خلعت نیکنامی اور ایک مالائے مروارید انعامی عطا کیا یہ خوشی خوشی اوسے لیکر ارزنگ کے پاس آیا اور کہا کہ جناب آپ تیار ہوگئے اور آپکی فوج بھی تیار ہے ارزنگ نے کہا کہ ہان سب تیار ہین جاروس نقلی ان سب کو پیدل ہمراہ لیکر چلا پہاڑون اور خندقون کی ٹھوکرین کھلواتا ہوا اوسطرف لے جا رہا ہے کوئی منہہ کے بل گر کے چلا اوٹھتا ہے کوئی ٹھوکرین کھا کے گر پڑتا ہے یہ سب سوار تھے اور منتخب وآزمودہ کار تھے انکو پیدل چلنے کی مشق نہ تھی اور پھر ایسے مقام پر کہ جہان دو گز زمین بھی برابر اور ہموار نہ تھی ہر جگہ پتھرون کے انبار اور پہاڑون کے نشیب و فراز خندقون اور نالون اور گھاٹیون کا عبور کرنا اوسکے علاوہ ایک مصیبت تھی اور اوسپر طرہ یہ کہ جاروس نقلی خاصکر ان لوگون کو ایسے راستے سے لیگیا تھا کہ جو بہت ہی خراب اور ناہموار تھا اسوجہ سے اور بھی وہ سب کے سب ہلکان ہوئے خصوصاً افسرون کی تو بہت ہی

بری گت ہوگئی اور ارزنگ اور مہمل زشت خو۔ خونخوار بر دانت پیستے تھے
رہ گئے تھے کیا ہمین کو بھیجنا تھا لاکھون آدمیون مین کوئی اس مصیبت کا اوٹھانے والا
نہ تھا۔ ان کے پیرون مین بڑے بڑے آبلے پڑ گئے اور بہت سے گر گر کے زخمی
ہوگئے کسی کا منھ ٹوٹ گیا کسی کا کولا اوتر گیا کوئی لنگڑاتا ہوا دوڑا چلا جا رہا ہے
کوئی کولے پر ہاتھ رکھ کے منھ بنانے لگتا ہے غرضکہ عجیب وغریب چالون اور مختلف
حالتون سے یہ پانچ ہزار اوس کوہ تک پہونچے جس کے اندر اونکے ملک الموت
منتظر تھے جیون ہی کہ پانچون ہزار آدمی اوس تاریک اور تنگ وادی مین پہونچ
گئے تو چاردس نقلی غائب ہوگیا اور فوراً پہاڑ کے دونون بالون سے دو
فوجون نے گر کے قتل کرنا شروع کیا اب انکو بھاگنا تو درکنار ایک طرف
جنبش کرنیکا بھی موقع نہ تھا اور اتنی گنجائش بھی نہ تھی کہ اپنی جگہ سے ہٹ جائین
بعضے تو ایسے گھبرائے کہ دیوار کوہ سے سر ٹکرا کے مر گئے اور باقیماندہ کو ان لوگون نے
قتل کیا ارزنگ اور مہمل دونون معمولی حشرات الارض کیطرح مارے گئے کوئی لطف
اونکی لڑائی کا دیکھنے مین نہ آیا چند ساعت مین سبکا خاتمہ ہوگیا ایک بھی بچکر نکل نہ سکا
اونکی لاشین گھسیٹ کے کھائی مین ڈالدی گئین اور راستہ صاف کر دیا گیا اب
ادریس بادشاہ کی خدمت مین حاضر ہوا بادشاہ نے اس کارگزاری کی بہت
تعریف کی اور گلے سے لگا لیا ادریس نے عرض کی کہ حضور جو دم ہے غنیمت ہے
سمجھئے اب خدا تعالی آگے کیا دکھاتا ہے ان پانچ ہزار سپاہیون کے قتل ہونے
سے ہمکو اطمینان نہین ہو سکتا اب ادریس نے بھی قلعہ کا رخ کیا اور خونخوار
بن دجال کے لشکر مین پہونچا تو یہان خونخوار ارزنگ اور مہمل کے لئے
بہت پریشان تھا کیونکہ دیر بہت ہوگئی اور شاہ خاور ندامت کے پردہ افق
غربی مین روپوش ہو چکا تھا شب نے اپنی سیاہ چادر زمانہ پر ڈالدی تھی اور
خونخوار بن دجال نے کئی آدمی اونکی خبرگیری کے لئے روانہ کئے مگر جب وہ
واپس آئے تو اونھون نے سوائے اسکے اور کچھ نہ کہا کہ ہمین کوئی نہین ملا تمام
پہاڑون اور گھاٹیون کو دیکھ آئے خونخوار بن دجال اب اور زیادہ پریشان
ہوا آخرکار یہ امر طے پایا کہ بت زرین سخنگو سے اس معاملہ کو پوچھنا چاہئے یہ
بت ہمیشہ خونخوار بن دجال کے ہمراہ رہتا تھا اور بہت بڑی حفاظت اور تعظیم
کے ساتھ ہمسفر رہتا تھا چنانچہ جب خونخوار بن دجال اس قلعہ مین داخل
ہوا تو یہان بھی اوس نے اس کے لئے ایک خیمہ علیحدہ نصب کرا دیا تھا اور وہ
اوسی مین مع اپنے مجاورون کے موجود تھا اب خونخوار بن دجال اور چند سردار
اس خیمہ مین آئے خونخوار بن دجال نے پہلے تو سجدہ کیا پھر کچھ جواہرات
اور زر و گوہر اوس پر سے نثار کئے اوسکے بعد دست بستہ عرض کی کہ اے ناتھ
خداوند مین اس معاملہ مین بہت پریشان ہون کہ چاردس عیار ارزنگ
اور مہمل زشت خو کو مع پانچ ہزار جوانون کے گیا تھا تاکہ مسلمانون کو قتل

کرائے مگر اب تک اونمین سے ایک شخص بھی واپس نہین آیا خدا جانے یہ سب کے سب کیا ہوئے اور کدھر چلے گئے مین نے بہت سے جاسوس اور مخبر روانہ کیے تھے لیکن کسی کو اونمین سے ایک نفر بھی نہین ملا لہذا مین امیدوار ہون کہ اس امر مین کچھ ارشاد ہو تاکہ مین اونکے حالات سے واقف ہو جاؤن **بت زرین سخنگو** ایک مرتبہ جنبش مین آیا اور آواز دی کہ اے **خونخوار بن دجال** تو نہین جانتا ہے کہ مسلمان بہت بڑے ہوشیار اور سخت جان ہوتے ہین سُن پہلے تیرا عیار **جاروس** **ادریس** کی عیاری سے گرفتار ہوا اور اوسے **یعقوب شاہ** نے قتل کیا پھر **ادریس** اوسکی شکل بنکر تیرے دربار مین آیا اور تجھے یہ مشورہ دیا کہ **ارژنگ** اور **مہل زشت خو** کو پانچ ہزار پیدلون کے ہمراہ میرے ساتھ کر دے تاکہ مسلمانون کو قتل کرا دون اس بہانہ سے وہ ان سبکو لے گیا اور ایک وادی مین لیجا کر **یعقوب شاہ** کی فوج سے پامال کرا دیا او **خونخوار** تو بڑا ہی غافل اور بیخبر ہے **خونخوار بن دجال** یہ سنکر بڑا ہی نادم ہوا اور گڑگڑا کے پوچھنے لگا کہ اے نائب خداوند اب جلد کوئی تدبیر بتائیے کیونکر ان خدا پرستون پر فتح حاصل کیجائے ہرچند کہ **بت زرین سخنگو** اوسکا نائب خداوند اوس سے بہت ہی ناراض تھا مگر جب **خونخوار بن دجال** نے بہت منت سماجت کی تو اوسنے کہا کہ ان مسلمانون کے تباہ کرنے کی سہل تدبیر یہ ہے کہ قریب بیابان پوشیدہ جو کوہ ہے اوسکی وادی مین **یعقوب شاہ** مع بیس ہزار سپاہ کے چھپا بیٹھا ہے تم اپنی فوج کو روانہ کر دو کہ دونون جانب سے آگ لگا دے سب کے سب جلکر خاک ہو جائین گے یہ سنکر **خونخوار** بہت خوش اور مطمئن ہوا اور چند ہزار آدمیون کو مع ایک سردار کے منتخب کر کے اس کام پر مستعد کیا یہ تمام لوگ روانہ ہوئے **ادریس** عیار کو یہان خبر گیری مین اسقدر دیر ہوئی کہ جب یہ لوگ طیار ہو چلے تو وہ آکے پہونچا اوسکی سمجھ مین نہ آیا کہ یہ لوگ کیون اور کس لیئے قلعہ سے باہر جا رہے ہین مگر تبدیل ہیئت کیئے ہوئے یہ بھی ساتھ ساتھ روانہ ہوا راستہ مین بھی اسکو کوئی پتہ نہ لگا اور نہ آخر تک اونکے ہمراہ رہ سکا کیونکہ وہ سوار تھے اور یہ پیدل تھا ان سوارون نے جاتے ہی پہاڑ کے دونون جانب آگ لگا دی جب ادریس وہان پہونچا تو دیکھکر کف افسوس ملنے لگا اس نے بہت کوشش کی کہ اندر چلا جائے مگر راستہ نہ ملا اور نہ **یعقوب شاہ** کا کوئی سپاہی باہر نکل سکا وہان یہ حالت ہوئی کہ چارون طرف سے آگ کے شعلے بلند ہوتے اور لوگ جلنے لگے پہاڑون مین جو آگ لگی تو چٹخنے لگا اور پتھر کے ٹکڑے اوڑ اوڑ کے لوگون کو زخمی کرنے لگے چشمہ کا پانی کھولنے لگا اور ایکدم سے اوبلنے لگا بیابان پوشیدہ کے تمام اشجار انار آتشبازی بن گئے اور ہر طرف سے قلنا یا نار کونی بردا و سلاما علی ابراہیم کی آوازین آنے لگین آگ کے شعلے اک لحظہ مین اسقدر بلند ہوئے کہ قلعہ کوہ سے گذر گئے اور اس آتش کے مقابلہ مین آتشخانہ نمرود شرمندہ تھا **یعقوب شاہ** کی تمام فوج خدا سے فریاد کرنے لگی

اور یہ مناجات پڑھنے لگی ؎

مناجات

اے خداوند کارساز و کریم
مالک و صانع و قدیم و حکیم
خیمہ برپا کن سپہر بلند
آسمان ساز اور زمین پیوند
نقش پرداز کارگار جہان
کاتب نسخۂ زمین و زمان
تونے برپا کیے ہین یہ افلاک
خاک کو تونے دی یہ صورت پاک
تیری صناعی کا ہے سب یہ اثر
نخل مین شاخ شاخ مین ہے ثمر
تجھ سے گوہر نے یہ چمک پائی
تونے انسان مین دی یہ رعنائی
سب کو تجھ سے ملی وجود کی راہ
تیری قدرت پہ تیری صنع گواہ
تو انیس دل غریبان ہے
مرہم زخم سینہ ریشان ہے
رحم پر ہی تیری سب کو ناز
اے کریمے کارساز بندہ نواز
عرض مطلب مین ہون بہت حیران
شرم سے بند ہو رہی ہے زبان
روسیہ شرمسار و پرتقصیر
روز و شب بند معصیت مین اسیر
مبتلائے بلائے حرص و ہوا
پائے بند جفا و جرم و خطا
ہے عیان تجھپہ حال دل مولا
تیرے آگے بھلا کہین ہم کیا
ہم سزاوار نار تو ہے نور
ہم گنہگار تو خدائے غفور
اپنے ہر حال سے ہے تجکو خبر
تجھپہ روشن ہے اپنا خیر و شر
تو رحیم اور گناہگار ہین ہم
مغفرت کے امیدوار ہین ہم

مگر خدا کی مصلحت اسی مین ہے کہ اس دعا و مناجات کا نتیجہ عاقبت مین ملے لہذا اوسکو یہی منظور تھا کہ یہ لوگ اسیطرح درجہ شہادت کو پہونچین چند ساعت مین بیسون ہزار جوان جلکر خاک سیاہ ہوگئے اور لوگ کفن کے بھی قابل نہ رہے اور ریس کا یہ حال ہوا کہ اگرچہ وہ اس آگ مین نہ جلا تھا مگر بغیر آگ کے اوسکے تمام جسم مین آگ لگ گئی تھی وہ روتے روتے بیہوش ہوگیا اور جب ہوش مین آیا تو اوسنے دیکھا کہ صدہا کوس تک چنگاریان اور پہاڑون کے پتھر چٹخ چٹخ کے جارہے ہین اب یہ وہان سے اوٹھا اور یعقوب شاہ اور دیگر اشخاص کے نام پر فاتحہ پڑھکر سوچا کہ اب یہان پہاڑون مین سر ٹکرا کے مرجانے سے بہتر تو یہ ہے کہ آسد کی خدمت مین چلا جاؤن اور اونسے کہون کہ یعقوب شاہ کی یہ کیفیت ہوئی اور اسطرح بے گور و کفن رہگئے عجب نہین کہ وہ اچھی طرح عوض لین گے صاحب اقبال و شجاع اور صاحب غیرت ہین بغیر بدلے لیے ہوئے چین نہ لین گے یہ سوچکر ادریس تو اودھر روانہ ہوئے ادھر فولتخوار بن دجال کا حال سنئیے کہ جب اوسکی فوج یعقوب شاہ وغیرہ کو جلا کر واپس گئی تو وہ بہت خوش ہوا اور بت زرین سخنگو کی خدمت مین آکر شکریہ ادا کیا اور بہت کچھ جواہرات اور نقرہ و طلا نثار کیے اور سیکڑون من حلوا اور صدہا خم شراب کے منگا کے اوسکے پیٹ مین جھونکے اوسکا پیٹ مثل جہنم تھا کہ جو چیز اوسمین پڑتی

تھی وہ غائب ہوجاتی تھی جب وہ سب ڈھیر مار کر چکا تو خونخوار نے اوسکے خیمہ سے باہر آکر اپنے تمام مشیران سلطنت کو بلایا اور مشورہ کیا کہ اب یہان سے کسطرف روانہ ہونا چاہئے اور یہان کی حکومت کسکو دینا مناسب ہوگا۔ تمام سردارون کی یہ راے ہوئی کہ قرسیل مشت زن کو قلعہ کا حاکم مقرر کرنا چاہیئے خونخوار بن دجال نے اوسکو بلاکر خلعت حکومت سے سرفراز کیا اور تمام قلعہ مین احکام جاری کیئے کہ قرسیل مشت زن کا حاکم قرار دیا گیا ہے تمام رعایا اور ملازمین کو لازم ہے کہ اوسکی حکومت اور احکام کو تسلیم کرین اور دائرہ اطاعت سے قدم باہر نہ رکھین۔ تمام آبادی قلعہ کے سرگروہون اور معززین شہر کو بلاکر اونسے عہدنامہ لیئے اقرار اطاعت کرایا اور پچاس ہزار فوج جرار اور آزمودہ کار اوسکی ماتحتی مین چھوڑدی جب اس کام سے فراغت ہو گئی تو فوج کو فراہم کرنا شروع کیا۔ ان لڑائیون مین جسقدر نقصان اوسکے لشکر کا ہوا تھا وہ چند روز مین پورا ہوگیا اور سات لاکھ فوج جمع کی۔ اور دو سو جہازون کو طیاری کا حکم دیا۔ دریاے اندلس مین بیڑہ جہازات لنگر زن ہوا۔ اور فوج مین تیاری ہونے لگی۔ واقف کاران منازل نے بیان کیا کہ ملک زنگبار کو دریائی راستے سے روانہ ہونا چاہئے طویل شاہ زنگی اور ثریا ے زنگی حکومت کرتا ہے۔ خونخوار بن دجال نے پہلے بت زرین سنخلو کو ایک جہاز پر سوار کیا اور اوسکے ساتھ اوسکے خادمون کو بھی ب اپنی تمام فوج کو جہازون پر سوار کرکے اور خود سب جہازونکے درمیان مین ایک اعلیٰ درجہ کے جہاز پر بیٹھ کے روانگی کا حکم دیا۔ بیڑہ جہازات چندروز تک مناسب رفتار سے روانہ رہا مگر ایک تند ہواے مخالف ایسی چلی کہ اپنے سیدھے راستہ پر قائم نہ رہ سکا اور جدھر ہوا لے گئی اوسطرف روانہ ہوتے خونخوار اور اوسکی تمام فوج بہت پریشان ہوئی ہر شخص خداوند ابلیس کو یاد کرنے لگا اور نائب خداوند کو پکارنے لگا جہاز اوسی تباہی مین تھا اور کوئی اپنی اختیار سے وہانتک نہ پہونچ سکتا تھا خونخوار نے بہت کچھ کوشش کی کہ اپنے جہاز کو اوسکے جہاز سے ملادے اور اپنی تباہی پر مطلع ہوکے امداد طلب کرے مگر یہ ممکن نہوا۔ ہر ایک شخص کے پاس جو کچھ تھا اپنے سمندر کو بھینٹ دیا اور ابلیس کے نام پر لاکھون روپیہ کی اشیاء دریا مین ڈالدی گئین۔ کئی روز تک ہواے مخالف یکسان حالت سے چلتی رہی اور ساحل بیڑا نہ لگا مگر آخر کار ان تمام جہازون کا سلسلہ اپنی اختیاری رفتار سے روان دوان ہوتا ہوا ایک ساحل کے قریب آکر رک گیا خونخوار اسکو غنیمت سمجھا کہ تمام جہازات دریا مین غرق ہونے سے بچے اور خشکی کا منظر آیا اوس نے فوراً جہازون کو لنگر انداز کیا اور کشتیون کے ذریعے سے معہ چند سردارون کے ساحل پر اوترا۔ کیا دیکھتا ہے کہ ایک صحراے لق و دق ہے اور کف دست میدان جہانتک نظر کام کرتی ہے ریت اور بالو کے ذرون کے سوای کوئی شئے نظر نہین آتی نہ پہاڑون کی بلندی ہے نہ دریا کی روانی ہے نہ درختون کی سبزی اور نہ مرغزارون کی بہار۔ سواے بالو کے اور کوئی چیز نظر نہین آتی سردارون کی یہ راے ہوئی کہ اگرچہ یہ مقام سخت تکلیف دہ ہے مگر جبتک راستے معلوم نہو اور ان ممالک

سے پوری واقفیت نہو جاوے اور جبتک کہ ہوا موافق چلنے نہ لگے اسی میدان مین قیام کرنا چاہیئے - خونخوار کی بھی یہی تجویز ہوئی اور خیمہ نصب ہونے لگے - تمام میدان خیمون اور بارگاہون سے بھر دیا گیا اور سات لاکھ فوج جہازون سے اوترکر اوسمین قیام پذیر ہوئی بڑی تلاش اور جستجو کے بعد دریافت حال کے لیئے ایک شخص میسر ہوا اوسکو خونخوار نے اپنے پاس بلاکر بٹھایا اور پوچھا کہ آیا یہ کوئی ملک ہے یا جزیرہ یہان آبادی ہے یا نہین اگر ہے تو کون حکومت کرتا ہے اور یہان کا زمیندار کیا مذہب رکھتا ہے اوسنے ہنسکر جواب دیا کہ آقا بڑا بسیہ عظیم الشان ملک ہے جیسا کہ تم نے کبھی اپنی آنکھ سے نہ دیکھا ہوگا کئی کروڑ باشندے اس سرزمین پر آباد ہین اور یہان کی حکومت جوت آئینہ پرست کے قبضہ مین ہے - وہ خود اور اوسکی تمام رعایا ملازمین مذہب آئینہ پرستی رکھتے ہین یہ سب لوگ پہلوان اور سپاہی ہین مگر جوت آئینہ پرست کی بیوی مبہوت جادو ساحرہ زبردست ہے اور صلصال بن دائل بن دلیہ بن شمامہ جادو اور اوسکا بیٹا ہیکل بن صلصال بھی موجود ہین ایک زنادین زمیم جادو اور حرتم جادو ان دونو کو تو کھا لائی تھین اسکا ذکر دفتر لعل نامہ مین ہے - وہ دونون جادوگرنیان بھی یہان موجود ہین اور ارجال دیو سگ اور قارن کوہ پیکر اوسکے سپہ سالار ہین ان دونون کی ماتحتی مین سات لاکھ فوج جرار و آزمودہ کار ہر وقت تیار رہتی ہے - اس ملک کے بادشاہ کی ایک دختر بھی جسکا نام طوفان سبز پوش ہے - ہم لوگون کی پرستش کا یہ قاعدہ ہے کہ صبح اوٹھتے ہی آئینہ سامنے رکھکر اوسکو سجدہ کرتے ہین اور ہم لوگون کا عقیدہ یہ ہے کہ ہمارا خداوند ہماری شکل مین ہمکو جلوہ دکھاتا ہے خونخوار بن دجال اور اوسکے ہمراہی بہت ہنسے اور کہا کہ اے خود پرستو آئینہ مین تو اپنی آپ ہی صورت نظر آئیگی یہ تو خود پرستی ہوئی خدا پرستی کیسی غرضکہ اسی قسم کی گفتگو کرکے خونخوار بن دجال نے تسخیر ہرزہ گو کو بلایا اور اوسنے دبیر سے نامہ لکھوا کر تسخیر کو دیا نامہ کا مضمون یہ تھا کہ اے گروہ خود پرستان و سادہ لوحان تم بہت بڑے خوش نصیب ہو اتفاقات روزگار و گردش لیل و نہار سے ہم اس مقام پر آکر فروکش ہوئے ہین خونخوار بن دجال ہمارا نام ہے اور فتح ممالک ہمارا کام ہے تمہارا مذہب خود پرستی ایک دین مہمل ہے ہر شخص اپنا آپ خداوند ہے آئینہ پرستی کا بہانہ مقصود ہے اپنی صورت آپ دکھاتا ہے آگاہ ہو کہ ہم ابلیس پرست اپنے عبودیت اور دین حق مین مست ہین بہتر ہے کہ اس مذہب کو اختیار کرو اور ہماری اطاعت کا اقرار کرو - نائب خداوند میرے ہمراہ ہے جو کہ ہر ایک حال موجودہ اور گذشتہ سے آگاہ ہے اور تمام حالات ظاہری و باطنی سے ماہر ہے اوسکی قوت و عظمت بیان سے باہر

ہے ورنہ تمہارا ملک و فوج برباد ہوگی اور رعایا مفت مین ناشاد ہوگی یہہ نامہ لکھکر **خونخوار** نے **تسخیر** کو دیا اور کہا کہ اس شخص کے ساتھ چلا جا تجھکو دربار شاہی کا پتہ بتادیگا وہان جاکر یہ خط ہمارا **جوت آئینہ پرست** کے سامنے پیش کرنا اور فوراً جواب لیکر واپس ہونا **خونخوار بن دجال** نے کچھ انعام اوس مرد آئینہ پرست کو دیکر تسخیر کے ساتھ کردیا۔ وہان **جوت آئینہ پرست** کو یہ خبر معلوم ہوئی کہ کچھ لوگ طوفان سے تباہ ہوکر ساحل پر اوترے ہین اور اونکے ہمراہ کچھ آدمی ہین مفصل حال دریافت کرنے کے لیے چند عیار جاسوسون کو روانہ کیا اتنے مین **تسخیر** مرزہ کو کی اطلاع ہوئی کہ ایک نامہ دار اون مسافران تباہی زدہ نے خدمت شاہنشاہی مین بھیجا ہے۔ **جوت جادو** نے اوسکے اندر بلانے کا حکم دیا جب وہ بارگاہ مین پہونچا تو دربان نے کہا کہ یہان کا یہ قاعدہ ہے کہ جو کوئی دربار مین جاتے پہلے آئینہ کو سجدہ کرلے اور ایک بہت بڑا آئینہ پھاٹک پر لگا ہوا تھا۔ **تسخیر** سوچا کہ یہان کا قاعدہ یہی ہے حجت و تکرار کرنا فضول ہے اور بغیر اس رسم کی پابندی کے اندر جانا محال ہے جب ایسا ہی ہے پھر اسکو اختیار کرنا چاہیے اور اپنی صورت کو آپ سجدہ کرنا کوئی بیعزتی کی بات نہین ہے یہ سوچکر یہ راضی ہوا۔ دربان نے آئینہ کا پردہ اوٹھایا **تسخیر** سجدہ کرکے اندر آیا دیکھا کہ ایک تخت عظیم الشان پر **جوت آئینہ پرست** نشہ شجاعت مین مست بیٹھا ہوا ہے اور اوسکے قریب ملکہ **مبہوت جادو** ساحرہ بدخو بصد غرور و ناز بیٹھی ہوئی ہے چپ و راست **ارجال** اور **قارن کوہ پیکر** سپہ سالار دنگل زرین پر بیٹھے ہوئے ہین۔ ایک جانب **صاصال بن دال** اور **ہیکل بن صلصال** آہنی دنگلون پر موجود ہین۔ اور بڑے بڑے سرداران نامی فرداً فرداً اپنی اپنی کرسیون اور دنگلون پر متمکن ہین۔ ہر ایک نشہ شجاعت سے جھوم رہا ہے قبضہ شمشیر کو چوم رہا ہے۔ قہر و غضب سے ہر ایک کے چہرہ پر چشم و ابرو کا اوتار چڑھاؤ ہے۔ بار بار قبضہ پر ہاتھ اور مونچھون پر تاؤ ہے **تسخیر** یہ شان دربار دیکھکر ششدر آگیا جس کے چہرہ پر نظر ڈالی خوف سے چکر آگیا۔ **جوت آئینہ پرست** نے چوبدار کو اشارہ کیا کہ اوس نے اسکو ایک کرسی پر بٹھا دیا جب ذرا دل ٹھکانے ہوا خط نکالکر باادب پیش کیا۔ چوبدار نے اوسکے ہاتھ سے خط لیکر وزیر کو دیا۔ ادھر **صلصال** نے جس کے قریب **تسخیر** بٹھایا گیا تھا کہا کہ تجھے کچھ حال خدا پرستون کا بھی معلوم ہے اوس نے دست بستہ عرض کی کہ صاحبقران [illegible] جب خانہ کعبہ کیطرف روانہ ہوتے بیابان **کاج باج** مین آگ لگ گئی تو پھر یہ نہین معلوم ہوا کہ وہ جل گئے یا زندہ بچکے نکل گئے۔ ادھر **بدیع الملک** کوئی جوان اولاد صاحبقران ان مین سے ہے اوس نے خروج کیا ہے۔ اور طلسم **نطاق** کے فتح کرنے کا بیڑا اوٹھایا ہے آجکل اوسکا زور بندھا ہے اور ہر طرف اوسکی شجاعت و بہادری کا شہرہ ہے لیکن ہمارے حاکم

خونخوار بن دجال نے صدہا قلعہ مسلمانون سے خالی کرا لئے چنانچہ اب اسوقت قلعہ اندلس کو فتح کرکے آرہے ہین اور جانب زنگبار جارہے تھے کہ راہ مین ہواے مخالف نے ادھر پہونچایا اور آپکا ملک دکھایا۔ ہمارے ہمراہ خداوندبت زرین سخنگو بھی ہین جنکو ابلیس نے اپنی نیابت دی ہے اونھون نے ہمارے ساتھ اقرار کیا ہے کہ ہم تمکو مسلمانون پر فتح دینگے تین لاکھ فوج خانۂ کعبہ کیطرف بھی روانہ کی گئی ہے لیکن اوسکا حال نہین معلوم ابتک اوس نے کیا کارہاے نمایان کیے۔ صلصال نے امیر حمزہ اور بدیع الملک کے ذکر پر ایک سرد آہ کھینچی تسخیر کو یہ معلوم ہوا کہ گویا اژدہے نے سانس گھسیٹی ہے اگر یہ جگر نہ بیٹھ جاتا تو اوسکے منہ مین چلا جاتا صلصال نے غمگین ہوکر کہا کہ اے ابلیس پرست اسوقت تو نے میرے دلپر برچھا مارا مین وہ بادشاہ تھا جس کے دامن مین نوشیروان نے آکر پناہ لی تھی روی زمین پر میری صولت و عظمت کا مدمقابل نہ تھا میرے چار سردار والاتبار ایسے زبردست تھے کہ روے زمین پر اونکا مثل ونظیر نہ تھا ایک طہماس خان ترک خجندی دوسرا یزک خطائی تیسرا اتمغاج خان ترک اور چوتھا قیماس خان خاوری تھا میرے ساڑھے تین سو بیٹے اور دو سو داماد تھے انمین سے ہرایک رستم اور روئین تن تھا۔ ترک فلک میرے ایک ایک بہادر سے تھراتا تھا لیکن کمبخت عمرو عیار نے ایک دم سے ان سبکو پھونک دیا اور حمزہ صاحبقران نے میرے تمام ممالک تباہ و برباد کر دیئے کوئی میرا نام لینے والا باقی نہ رہا ساری دنیا کے کانون مین نعرۂ امیر حمزہ گونج کر رہ گیا تھا اور اوسکی ضرب شمشیر کا آوازہ زمین سے آسمان تک پہونچ گیا تھا ادھر تو حمزہ کی صولت و شجاعت اور ادھر خواجہ عمرو کی عیاری اور جرأت بس ان دونون نے مجھے خاک مین ملایا اب صرف مین اور میرا ایک بیٹا ہیکل زندہ ہے اور وہ بھی اس وجہ سے کہ دونون جادوگرنیان جو اسوقت میرے قریب بیٹھی ہوئی ہین بزور سحر مجکو یہان اوڑا لائی ہین ذرہ خان میرا وزیر حمزہ سے ملگیا اور میرا ایک عیار یزک خطائی عمرو کا ایک شاگرد ہو گیا لیکن میرا ارادہ ہے کہ اپنے عزیزون اور بچون کا بدلہ صاحبقران اور خواجہ عمرو سے یا اونکی ذریات سے لون خوت آئینہ پرست بادشاہ جلیل القدر ہے اور اس کے یہان بھی ایسے ایسے سرداران نامی وگرامی ہین کہ اولاد حمزہ اور شاگردان خواجہ عمرو دیکھکر بدحواس ہو جائینگے یہ بادشاہ میرے ساتھ چلیگا اور مجکو قوی امید ہے کہ میرا ساتھ دیگا تسخیر خاموش سنتا رہا ادھر خونخوار بن دجال کا نامہ پڑھا گیا تو خوت آئینہ پرست قہقہہ مار کر ہنسا اور ایک عرصہ تک لاف و گزاف کرتا رہا

پھر منشی کو بلا کر جواب لکھوایا کہ اے خونخوار بن دجال تجکو اپنی شیطنت پر غلو ہے تجھے بھی سزا دینا ضرور ہے میرے کاہنون اور نجومیون نے مجھے پہلے ہی اطلاع دی تھی کہ خونخوار بن دجال ہوائے مخالفت سے بدحال ہو کر اس طرف سے گذریگا وہ پیشین گوئی آج پوری ہوئی اور اب تجھے تیرے حالات سے مطلع کردینا ضرور ہی ہے آگاہ ہو کہ بت زرین سخنگو جو تیرا نائب خداوند ہے ایسے ایسے میرے سیکڑون غلام ہین کیونکہ تیرا یہ نائب خداوند دراصل کوہ قاف کا ایک دیو ہے جو کہ اپنے ملک سے خوف زدہ ہو کر بھاگ آیا ہے اسکا نام دیو بادبان ہے میرے یہان ایسے ایسے پہلوان از قسم انسان و اجنا و دیوزاد موجود ہین جو تیرے دیو بادبان کو کان پکڑ کے لے آوینگے بہتر ہے کہ تو اوسکی بندگی سے باز آ اور ہمارے مذہب کو قبول کر مین نے جو کہا وہ کرکے دکھا دونگا اور تیری ساری خونخواری خاک مین ملا دونگا یہ خط لکھکر نسیخ کے ہاتھ مین دیا اور اسکو خلعت و انعام دیکر رخصت کیا۔ یہان دیو بادبان کا ہمزاد موجود تھا وہ تمام سردارون کو دیکھکر اور خط کا مضمون معلوم کرکے اوس دیو کے پاس واپس گیا اور کل حال بیان کیا اور بہت ہی پریشان ہوا کیونکہ حوت آئینہ پرست نے جو کچھ کہا تھا وہ بالکل ٹھیک ہے حوت آئینہ پرست ایسا زبردست ہے اوسکی قوت خونخوار سے دس حصے زیادہ تھی اس دیو کے ہمزاد نے یہ بھی یقین کرلیا تھا کہ حوت آئینہ پرست کا سپہ سالار اوس دیو سے قوی تر ہے جسکو خونخوار نے بت زرین کے نام سے مشہور کیا تھا اور نائب خداوند شیطان سمجھکر اوسے سجدہ کرتا تھا اس دیو نے خط کا مضمون اپنے ہمزاد کے ذریعہ سے معلوم کرکے سوچنا شروع کیا اب کیا تدبیر کرنا چاہئے مگر اوسنے اوسوقت تک خونخوار بن دجال پر ظاہر نہین کیا جبتک کہ نسیخ نامہ لیکر واپس نہین آگیا۔ اب جو نامہ خونخوار بن دجال کے پاس آیا تو یہ بہت ہی برہم ہوا اور اپنی عادت کے موافق اوس نے حوت آئینہ پرست کو سیکڑون باتین سنائین یہان ایک مخبر تبدیل ہیئت کئے ہوئے نسیخ کے ساتھ چلا آیا تھا وہ خونخوار بن دجال کی برہمی دیکھکر اپنے دربار مین فوراً واپس گیا اور کل حال اپنے بادشاہ سے بیان کیا اوسکو جو غصہ آیا تو اوس نے ارجال دیو سنگ کو سامنے بلایا جب وہ دست بستہ حاضر ہوا تو اوسکو حکم دیا کہ تو اسی وقت خونخوار بن دجال کے لشکر مین گھس جا اور اوسکے بت زرین سخنگو کو جو کہ دیو بادبان ہے اپنے آہنی گرز گران سے ہلاک کر یہ حکم سنتے ہی ارجال دیو سنگ ایک لاکھ فوج ہمراہ لیکر فی الفور لشکر خونخوار بن دجال بدخصال کیطرف روانہ ہوا۔ خونخوار بن دجال کو جو اس ہنگامہ کی خبر ہوئی تو وہ بہت گھبرایا اور بت زرین کے پاس

یہان بت زرین خود پریشان تھا ساری شیطنت بھولے ڈر کے مارے ہاتھ پاؤن پھولے خونخوار سے عرض کی کہ ارجال سپہ سالار حوت مقابلے کے لیئے آیا ہے بت زرین بت بنا رہا بڑی دیر تک چپکا بیٹھا رہا جب خونخوار بہت رویا اور چلایا تو آواز آئی او بندۂ خود سر تیرا غرور حد سے گزر گیا تو یہ نہ سمجھا کہ خداوند ابلیس اور خود این جانب نے تجھ کو صرف خدا پرستون سے مقابلہ کرنے کے لیئے مقرر کیا ہے اور تیری مدد کا اقرار کیا ہے نہ کہ تمام دنیا سے تو مقابلہ کرتا پھرے اور ہر ایک کے سامنے حکومت اور شجاعت کے دعوے کرے تو نے یہ نہ خیال کیا کہ آئینہ پرستی بھی ابلیس پرستی کی ایک شاخ ہے اور گو وہ ہماری نیابت کو نہین قبول کرتا ہے مگر ہماری ہی بنائے اور بڑھائے ہوئے بندے ہین اب ہم ان کو تباہ و برباد کرنا نہین چاہتے اب خداوند ابلیس تجھ سے ناراض ہو جائینگے اور ہم اُن کے پاس چلے جائین گے کیونکہ اگر ہم تیرے پاس رہین گے تو تیری اعانت کرنا ضرور لازم و واجب ہوگی ابلیس کو اس معاملے مین تیرا ساتھ دینا منظور نہین ہے لہذا اب یہان ہمارا ٹھہرنا کچھ ضرور نہین یہ کہہ کے بت زرین خاموش ہوا اور دھوان بن کر نکلنے لگا تھوڑے ہی دیر مین تمام دھوان خیمے سے نکل کر آسمان کی طرف بلند ہو کر غائب ہو گیا خونخوار اور زیادہ پریشان ہوا اُسے کوئی تدبیر نہ پڑتی تھی اپنے سردارون کو بلایا دل مضبوط کر کے حکم دیا کہ جاؤ اس ارجال کو راستہ ہی مین روک لو خبردار یہ آگے بڑھنے نہ پائے سردارون نے کہا کہ حضور کس کی طاقت ہے کہ اُسے روک لے آپ دیکھئے تو سہی کہ اُس کا قد کتنا بڑا ہے ساٹھ گز کا لانبا اور بیس گز کا چوڑا ہے تیرہ سو من کا گرز اُس کے ہاتھ مین ہے ہم مین اتنی طاقت و قوت نہین ہے کہ ارجال کو روکین اور سر میدان ٹوکین اُدھر ارجال آندھی کی طرح بڑھتا ہوا چلا آ رہا تھا یکایک سامنے سے آکر اُس نے قدم جمایا اور للکار کر آواز دی کہ او خونخوار ابلیس پرست بھیج اپنے بت زرین سخنگو کو میرے مقابلے مین تاکہ مین اپنے بادشاہ کے حکم کی تعمیل کرون اور اپنے اس گرز گران سے اُس کا بھیجا نکالون خونخوار ابلیس پرست جرات کر کے سامنے آیا اور کہا کہ اے ارجال تم کو مجھ سے مقابلہ کرنا منظور ہے یا میرے نائب خداوند بت زرین سخنگو سے اُس نے کہا کہ اس وقت تو مجھکو بھی حکم ہے کہ مین اُس دیو بادبان کا سر کچلون اور تو بھی اُس کے پھندے سے نجات پائے درحقیقت وہ ایک بھاگا ہوا دیو ہے جو کہ قاف سے بھاگ کر یہان روپوش ہوا اور تجھ کو گمراہ کرتا ہے خونخوار ابلیس پرست نے کہا کہ اب وہ یہان نہین ہے کسی طرف چلا گیا اور یہ کہہ کے گیا ہے کہ مین خداوند ابلیس کے پاس جاتا ہون اگر اعتبار نہ ہو تو تم خود آ کے دیکھ لو اُسکا بت خالی پڑا ہوا ہے اور قالب مین کچھ نہین ہے ادھر خونخوار سے یہ گفتگو ہو رہی تھی اُدھر ارجال کے پہلو سے ایک نعرہ ہوا کہ منم سوار قدرت سب نے دیکھا کہ ایک نقابدار سوار لبادہ پوش ارجال کے روبرو آکر کھڑا ہو گیا ہے اور للکار رہا ہے کہ او دیوزاد و بندگان ابلیس کو بہکاتا ہے اور اپنی بیدینی کی طرف بلاتا ہے آگاہ ہو کہ مجھ کو ابلیس نے تیری سرکوبی کے لیئے بھیجا ہے اور میرا یہ گرز گران ہے اور تیرا بھیجا ہے اسقدر بلند آواز

سے اُس نے یہ گفتگو کی کہ دونون فوجین تھرا اُٹھین اب اُس نقابدار نے خبردار خبردار کہکر اپنے گرز گران کا ارجال کے سر پر وار کیا ارجال فن سپہ گری مین ایک کامل تھا ضرب حریف زبردست دیکھ کر اپنی جگہ سے ہٹ گیا گرز کا وار خالی گیا اور زمین پر اس زور سے دھماکا ہوا کہ گویا طبقۂ ارض پھٹ گیا غبار اس قدر بلند ہوا کہ ارجال اُس مین چھپ گیا نقابدار سمجھا کہ مین نے حریف کو مار لیا ہے اور پیوند زمین کر دیا ہے مگر دامن گرد شگافتہ ہوا ارجال نے نعرہ کیا کہ باش او باد بان ؎ تو ضرب بے زدی ضرب بانوش کن ٭ ہمہ شادی از دل فراموش کن ٭ یہ کہکر ارجال نے تیرہ سو من کا گرز اٹھا کر جو اُس کے گلے پر مارا تو اُس کا سر اس طرح پاش پاش ہو کر دھڑ سے اُڑ گیا کہ گویا تھا ہی نہین دیو نقابدار کی لاش زمین پر گر کر تڑپنے لگی ارجال نے طیش مین آکر اسکو چیر کر پھینک دیا اور بڑی زور سے لشکر خونخوار کی طرف چلایا کہ اے خونخوار لو سردار تمھارا نائب خداوند مارا گیا اب ابلیس کو بلاؤ تاکہ اُس کو بھی مین اسی طرح چیر کر پھینکدون اب اپنے مذہب باطل سے باز آؤ ورنہ تمھاری بھی سرکوبی اسی طرح کیجائیگی اگر مجھے اسی وقت حکم آتا تو مین تم سب کو اسی وقت چل کر مار ڈالتا خونخوار ابلیس پرست مین اب دم کہان تھا جو وہ بدو گفتگو کرتا سمجھ گیا کہ درحقیقت بت زرین سخن گو دیو بادبان تھا جو کہ نقابدار بن کر آیا اور ارجال کے ہاتھ سے مارا گیا یہ خیال کر کے اُس نے ارجال سے کہا کہ اے سپہ سالار مین اپنے اس خیال خام سے باز آیا ہون تم جوت آئینہ پرست سے میری سفارش کرو مین تم سے مقابلہ کسی طرح سے نہین کر سکتا تمھارے بادشاہ نے جو کچھ کہا تھا وہ ٹھیک تھا اگر تمھارے بادشاہ مجھے بلائینگے تو مین خود حاضر ہو کر اظہار اطاعت کرونگا اور اپنی خطا اُن سے معاف کراؤنگا۔ ارجال دیو بادبان کی لاش کو ہاتھیون پر لدوا کر مع اپنی فوج کے واپس گیا۔ اور تمام معاملہ اور نقابدار کا مقابلہ از ابتدا تا انتہا بیان کیا آخر مین خونخوار کی سفارش کی اور کہا کہ وہ اپنی خطا پر نادم ہے اگر اُس کی خطا معاف کیجئے اور بلا بھیجئے تو وہ دست بستہ حاضر ہوگا ہر وزیر و مشیر کی بھی یہی رائے ہوئی کہ خونخوار کی خطا معاف کر دینا چاہئے کیونکہ خدا پرستون کی دشمنی مین ہمارا ہم خیال ہے اُس نے بیسیون قلعہ مسلمانون کے قبضے سے نکال لیے ہین اگرچہ ہم کو اُس کی شرکت ضرورت نہین لیکن اُس کو ہماری مدد کی ضرور احتیاج ہے اور جو شخص اپنا دوست ہے اُس پر ظلم کرنا شاہون کی شان کے خلاف ہے غرضکہ یہان یہ مشورہ طے پا گیا کہ خونخوار دربار مین بلا لیا جائے اور ایک چوبدار کو روانہ کیا وہ چوبدار خونخوار کے خیمے مین حاضر ہوا اور اُس نے بادشاہ کا پیغام کہا کہ جوت آئینہ پرست نے آپ کو یاد فرمایا ہے خونخوار یہ سُن کر بہت ہی خوش ہوا اور پانچہزار سردارون کو منتخب کر کے اپنے ساتھ لیا پوشاک جواہر کار سے مرصع اور اسلحہ جوہر دار سے مسلح ہو کر دربار شاہی مین داخل ہوا وزرا و امرا نے اُس کا استقبال کیا اور بادشاہ نے تعظیم دی بڑی عزت و حرمت کے ساتھ جوت آئینہ پرست نے اپنے جو خدا تخت پر خونخوار کو جگہ دی باہم کلام دوستانہ

درحق مجتنانہ ہو رہا ہے خونخوار کل احوال اپنی تمام لڑائیون کا بیان کر رہا ہے اور حوت آئینہ پرست بہت ذوق وشوق سے اُس کو سُنتا رہا جس قدر حالات خونخوار بیان کرتا جاتا تھا حوت آئینہ پرست کے دل مین قوت پیدا ہوتی جاتی تھی کہ مسلمانون سے مقابلہ کرنا کچھ مشکل نہین پھر اُس نے صلصال سے کہا کہ جب خونخوار نے خداپرستون کو اس طرح تباہ وبرباد کیا کہ اُن مین مقابلہ کرنے کا دم نہ رہا اور جس قلعے پر چڑھائی کی اُس مین کا ایک بھی متنفس نہ بچا تو تم کو بھی اپنی آل واولاد کے خون کا بدلہ لینا کیا مشکل ہے صلصال نے کہا کہ خونخوار کی لڑائی خداپرستون سے ابھی نہین ہوئی البتہ مین خداپرستون سے لڑا ہون صاحبقران کی فوج کا ایک شخص خونخوار کی ایک لاکھ فوج پر بھاری ہے امیر حمزہ صاحبقران وہ شخص ہے کہ جس نے بڑے بڑے عفریتون کی ٹانگین چیر کے پھینکدین اور اُس کی نسل مین جس قدر ہین سب کے سب ایسے ہی ہین اور ایک لاکھ چوراسی ہزار عیار طرار اُس کے ساتھ ہین اُنھین سے ایک عیار اگر خونخوار کی سات لاکھ فوج مین آجاوے تو سب کو جلا کر خاک کر دے حوت آئینہ پرست نے کہا کہ تم خداپرستون کے رعب مین آگئے ہو اگر ایسا ہوتا تو خونخوار کی کیون نہ خبر لیجاتی غرضکہ آپس مین یہی گفتگو ایک عرصے تک ہوتی رہی بادشاہ نے خونخوار کی بڑی دھوم سے دعوت کی اور کئی روز تک جلسہ رقص وسرود وشغل شراب وکباب ہوتا رہا پھر خونخوار نے رخصت کی اجازت طلب کی صلصال اور حوت آئینہ پرست نے کہا کہ اچھا تم زنگبار کی طرف روانہ ہو ہم لوگ بھی عقب مین آتے ہین

اب یہان سے چند کلمے داستان اسد غازی کے بیان ہوتے ہین

کہ اسد غازی نے قلعۂ زرین حصار سے جو ہرکارے خونخوار بدکردار کی خبر لانے کو روانہ کئے تھے وہ واپس آئے اور اُنھون نے عرض کیا کہ برق فرنگی اور جانسوز بن قران اول وسماک یلطانی وجواہر بن عمرو وفیروزہ بن عمرو اور نعمان خنجر گزار بن عمرو وعمران خطائی وبیرک خطائی یہ آٹھون عیار خونخوار بن دجال کے مقابلے مین بڑی بڑی عیاریان کر کے شہید ہوگئے اور ملکہ جادو کو ان کا بہت بڑا غم ہوا آخرکار خونخوار نے اُس کے قلعہ پر حملہ کیا ملکہ جادو سواسو مصاحبین کے ساتھ دریا مین غرق ہوگئی اور تمام قلعہ تباہ وبرباد ہو گیا ہزارون لاکھون مسلمان رعایا شہید ہوگئی ایک متنفس بھی اسلام کا نام لینے والا نہ بچا اب خونخوار نے قلعۂ عنطلی آباد کی حکومت انترک اژدندان کی سپرد کی اور خود جانب اندلس روانہ ہوا یہ سُنکر اسد غازی کو ان آٹھون عیارون اور ملکہ جادو کے قتل وغرق ہونے کا کمال درجہ صدمہ ہوا اور بڑی دیر تک روتا رہا اپنے سردارون سے کہا کہ اب جانب عنطلی آباد روانہ ہو کل صبح کو ہم یہان سے چل کھڑے ہونگے تمام لشکر مین تیاری کوچ کی ہونے لگی آلات حرب وضرب زنگ وخون سے صاف ہونے لگے سپاہیون

نے خود و زرہ درست و چست کئے سوارون نے ساز و یراق آراستہ کئے ساری رات انتظام و اہتمام مین بسر ہوئی جب شاہ خاوری نے قلعۂ مشرقی سے برآمد ہو کر لشکر سیارگان کو پسپا کیا تو اسد غازی اپنے خیمے سے نکل کر جانب عنطلی آباد روانہ ہوا پہلو مین ضرغام شیر دل مشورہ کنان ہم رکاب تھا اُس نے عرض کیا کہ قلعۂ عنطلی آباد ایسے موقع پر واقع ہے کہ اگر قلعہ مین ہزار آدمی ہون تو غنیم ایک لاکھ فوج سے اُس مین داخل نہین ہو سکتا لہذا کوئی ایسی تدبیر کرنا چاہیئے کہ انتر گرز دندان قلعے سے نیچے اُتر آئے اسد غازی نے اسد ثانی سے اس معاملے مین مشورہ کیا سب کی یہ رائے ہوئی کہ عدلان شاہ اور فضلان شاہ اول مقابلے کے لیئے روانہ کئے جاوین جب مقابلہ ہو تو یہ پسپا ہو جاوین تا وہ اِن کا تعاقب کرے جب وہ تعاقب کرتا ہوا قلعے سے بہت دور نکل آئے اور پہاڑون کے تنگ و تاریک راستے ختم کر کے میدان مین آ جاوے تو اُس وقت یہ پلٹ پڑین اور ابراہیم بن مالک قلعے پر حملہ کر دین اس ترکیب سے بہت جلد فتح حاصل ہو گی یہ مشورہ آپس مین طے ہو کر اسد غازی کو اطمینان ہوا اور منزل بمنزل طے کرتے ہوئے جاتے ہین جب قریب عنطلی آباد پہونچے تو فوج کے تین حصے کئے دس ہزار سوارون کی افسری عدلان شاہ اور فضلان شاہ کو مرحمت کی اور حکم دیا کہ تم درِ قلعہ کے مقابلے مین جا کر میرے نام کا نعرہ کرنا تاکہ وہ سب تم سے مقابلہ کرنے کے لیئے تیار ہون اور بارہ ہزار جو اُن قلعے پر حملہ کرنے کے لیئے منتخب کئے گئے ان کے سردار ابراہیم بن مالک مقرر تھے ان کو حکم ہوا کہ قلعہ کی بائین جانب وادی کوہ مین پوشیدہ رہین جس وقت انتر عدلان شاہ کا تعاقب کرے اور قلعے سے کسی قدر فاصلے پر آ جائے تو تم اُس وقت قلعے پر دھاوا کرنا اور فوراً قلعے کے اندر داخل ہو جانا تیسرا حصہ فوج کا اسد غازی نے اپنے پاس رکھا اور ایک جنگل مین پوشیدہ ہو کر منتظر اس امر کے رہے کہ ان دونون فوجون مین سے کسکو مدد کی ضرورت ہوتی ہے اسد غازی نے مالک بن ابراہیم اور عدلان شاہ و فضلان شاہ کو اپنے اپنے موقع پر روانہ کر دیا اور کہا کہ تم مین سے جس کو اعانت کی ضرورت ہو گی مین فوراً پہونچ جاؤنگا کیونکہ ہم ایسے موقع پر قیام پذیر ہونگے جہان سے دونون مقام صاف نظر آتے ہین ادھر ضرغام شیر دل تبدیل ہیئت قلعے کے اندر داخل ہوا اور وہان کے کل حالات ضروری دریافت کر کے واپس آیا اسد غازی سے تمام حالات بیان کیئے کہ قلعہ بہت مضبوط اور مستحکم ہے اگر وہ قلعہ بند ہو کر بیٹھ رہا تو بڑی دقت ہو گی ادھر عدلان شاہ اور فضلان شاہ مع دس ہزار سوارون کے روبروے قلعہ آ کر مقیم ہوئے اور للکار کر آواز دی کہ باش او قرم ساق نعرۂ اسد ۔۔ اسد شہسوارم کہ در روز جنگ + بدرم دل شیر و چرم پلنگ + انتر گراز دندان کو پہلے ہی خبر ہو چکی تھی کہ اسد غازی دس ہزار سوارون سے قلعے پر حملہ کرنے لیئے آ گیا ہے وہ مقابلے کے لیئے بیٹھا تھا اسد کے نام کا نعرہ سنتے ہی قلعہ سے باہر نکل آیا اور اپنے پچیس

سوارون کو للکار دیا کہ خبردار یہ جانے نہ پائین انھین گھیر کر مار لو تمام فوج ایک دم سے حملہ آور ہوئی دست بدست تلوار چلنے لگی **عدلان شاہ** اور **فضلان شاہ** نے تھوڑے ہی عرصے مین کئی سو کفار جہنم واصل کر دیئے مگر ایک دم سے رُخ بدل دیا اور پیچھے ہٹ کر گھوڑون کو اڑا دی دس ہزار سوار جو ایک دم سے مفرور ہوئے اور **انتر گراز دندان** نے للکارا تو سب نے بڑے زور و شور سے تعاقب کیا اسی زور مین قلعے سے بہت دور تک نکل آئے اُدھر مالک بن ابراہیم نے موقع پا کر قلعے پر حملہ کر دیا اور ادھر **عدلان شاہ** اور **فضلان شاہ** نے جگہ دیکھ کر رُخ بدل دیا اب پھر نہایت زور و شور سے تلوار چلنے لگی اور لاش پر لاش دھڑا دھڑ گرنے لگی نیزے کلیجے کے پار ہوئے ملک الموت نے جلد جلد روح قبض کرنا شروع کی اُدھر **اسد غازی** نے دیکھا کہ **ابراہیم بن مالک** تو قلعے مین داخل ہو گئے ہین اب کیا ہے غالباً اب بہت جلد فتح کر لین گے اس لیئے دوسری جانب سے **انتر گراز دندان** کی فوج پر حملہ کر دیا اب جو **اسد غازی** نے اپنے نام کا نعرہ کیا تو **انتر گراز دندان** بہت گھبرایا کہ یہ کیا معاملہ ہوا مین نے تو **اسد** کا مقابلہ کیا اور اُس کا تعاقب کرتا ہوا یہان تک آیا اب جنگ مغلوبہ ہو رہی ہے لیکن پھر عقب سے اسد کے نعرے کی آواز کیونکر سے آئی پلٹ کر جو دیکھتا ہے تو اپنی فوج کو چارون طرف سے گھرا ہوا پایا سمجھ گیا کہ قضا نے گھیر لیا اب جان بچا کر نکلنا دشوار ہے دل مین سوچا کہ اب اسد کو ڈھونڈنا چاہیئے اگر اُس کو مار لیا تو لڑائی فتح کی ورنہ قضا تو آ ہی چکی ہے کیا چارہ ہے دل مین یہ خیال کر کے وہ **اسد غازی** کی آواز پر دریائے فوج مین شناوری کرتا ہوا آ رہا ہے ادھر **اسد غازی** بھی اسی فکر مین ہین کہ کسی نہ کسی طرح **انتر گراز دندان** سے مقابلہ ہو جاوے تو بہتر ہے تاکہ جلد وارا نیارا ہو جاوے آخر کار دونون ایک دوسرے کے سامنے آ گئے **اسد غازی** نے للکارا کہ باش او قرم ساق کدھر جاتا ہے میرے سامنے آ یہ سنکر **انتر گراز دندان** نے جھپٹ کر ایک ہاتھ تلوار کا مارا اسد نے خالی دے کر ایک تھپڑ ایسا مارا کہ اُس کا منھ چرخا ہو گیا وہ فوراً گھوڑے پر سے کودا اور چاہا کہ اسد غازی سے لپٹ جاوے **اسد غازی** نے زنجیر کمر مین ہاتھ ڈال کر اُٹھا لیا ایک جھونک دے کر بلند کیا اور اُچھال کر آتے آتے چور رنگ ہوائی کیا اب **انتر گراز دندان** کی فوج نے گھونٹ کھایا ایک تو یونہین چارون طرف سے پامال ہو رہی تھی اب بے سردار ہو گئی کیونکر لڑتی بھڑتی بھاگ کھڑی ہوئی مگر بھاگنے کا راستہ کہان تھا سب نے اپنے ہتھیار ڈال دیئے اور علم امان بلند کیا اب اسد غازی نے ہاتھ روکا اور **عدلان شاہ** اور **فضلان شاہ** نے بھی اپنی تلوار نیام مین کی لڑائی کا خاتمہ ہوا قلعے کی خبر منگائی تو معلوم ہوا کہ ایک معمولی لڑائی کے بعد **ابراہیم بن مالک** نے قلعے پر قبضہ کر لیا **اسد غازی** بجانب قلعہ روانہ ہوئے داخل قلعہ ہو کر **ابراہیم بن مالک** سے ملے ہر جانب سے صدا

بہار کہا دلبند ہوئی لیکن اسد غازی کو ملکہ جادو اور عیارون کا اس قدر غم تھا کہ اس رنج کی کچھ خوشی حاصل نہ ہوئی قلعے مین پھر سے مسلمانون کی آبادی ہوئی اور کفر کا نام مٹا دیا گیا تمام خونخوار کی تابع فوج مطیع اسلام ہوئی اور سب نے کلمۂ طیبہ پڑھ کر اسلام قبول کیا اب چند ملازمان ابتر گر از زندان سے جو خونخوار کا حال دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ قلعۂ ہفت منظر کی جانب روانہ ہوا ہے اب اسد غازی نے عدلان شاہ کو اس قلعے کی حفاظت کے لیے یہین چھوڑا اور فرمایا بہت ہی ہوشیاری سے رہنا اور ہر امر کی ہم کو اطلاع کرتے رہنا اور خود تیاری کوچ کر کے جانب ہفت منظر روانہ ہوئے ان کو تو اسی حال پر چھوڑا جاتا ہے ان کا حال وقت پر بیان ہوگا لیکن اب کچھ حال خونخوار بن دجال کا بیان ہوتا ہے کہ خونخوار بن دجال جانب زنگبار منزل بمنزل براستہ تری و خشکی کا طے کرتا ہوا جا رہا تھا جب قریب زنگبار پہونچا تو طویل شاہ زنگی کو یہ خبر پہونچی کہ خونخوار بن دجال مع فوج بے شمار مقابلے کے لیے آیا ہے طویل شاہ زنگی نے ثریا بے زنگی کو بلا کر مشورہ کیا کہ اے فرزند اس وقت کیا مصلحت ہے سننے مین آیا ہے کہ سات لاکھ فوج جرار خونخوار بن دجال اپنے ہمراہ لایا ہے یہ سن کر ثریا بے زنگی نے دست بستہ جواب دیا کہ سوائے جنگ کے اور کوئی چارہ نہین معلوم ہوتا اور یہ تو سراسر ظاہر ہے کہ ہم کو اس کے مقابلے کا یارا نہین طویل شاہ نے کہا اپنے تمام اعزا و احباب و خراج گزارون کو اس مضمون کے نامے لکھ کر روانہ کر دو کہ خونخوار بن دجال نے ہمارے ملک پر چڑھائی کی ہے ہم سے کچھ بن نہین پڑتا یہی وقت اعانت و مددگاری ہے لہذا تم سب کو بہتر و مناسب ہے کہ جس قدر فوج فراہم ہوسکے اپنے ساتھ لے کر جلد آؤ یہ نامے لکھوا کر طویل شاہ نے چارون طرف روانہ کیے تین چار روز مین قریب تین لاکھ کے فوج جمع ہوگئی اب طویل شاہ نے حسین مغربی کو جسکی عمر قریب بارہ سال کے تھی تمام عورتون کے ہمراہ بیابان سومنات مغرب مین روانہ کر دیا تاکہ وقت شکست ناموس کی بے حرمتی نہ ہو اور سلطان زرین اور فاخر سلطان بن زرین کو قلعے سے دو کوس کے فاصلے پر صف آرا ہونے کا حکم دیا اس کے یہان ایک عیار ہشام تیز پران تھا جس کو فوج خونخوار بن دجال کی خبرگیری کے لیے روانہ کیا تھا اس نے ایک فقیر کا بھیس بدل کر لشکر خونخوار بن دجال کا رخ کیا اور وہان کے کل حالات دریافت کرنا شروع کیے رفتہ رفتہ بارگاہ خونخوار مین داخل ہوا عرض بیگی نے خونخوار سے آکر عرض کی کہ ایک فقیر در بارگاہ پر کھڑا ہے خونخوار تو اس فکر مین تھا ہی کہ کوئی شخص زنگی دستیاب ہو تو اس سے کچھ حالات دریافت کرے چنانچہ اس نے حکم دیا کہ اس فقیر کو اندر بھیج دو فقیر اندر آیا خونخوار بن دجال نے دریافت کیا کہ تو کون ہے اور اسی ملک کا باشندہ ہے یا اور کہین کا اس نے عرض کی کہ مین اسی ملک کا رہنے والا ہون اور بھیک مانگ کر اپنی بسر

اوقات کرتا ہون آپ کا جو لشکر یہان آیا تو مین نے خیال کیا کہ سپاہی و بہادر بہت سخی ہوتے ہین مجھے میری حالت دیکھ کر خوشحال کر دینگے لیکن یہان آکر جو دیکھا تو سپاہی ہونے مین اِن سب کے شک نہین ہر ایک پہلوان نامی رستم ثانی ہے اور ہر ایک سردار گرامی اسفندیار وقت ہے لیکن دیا کسی نے بھی کچھ نہین ان سات لاکھ آدمیون سے تو وہ تین لاکھ فوج بدرجہا اچھی ہے اگرچہ کچھ دور سے گئی ہین بہت کچھ دیا مالامال کر دیا خونخوار بن دجال کو فقیر کی یہ آزادانہ گفتگو پسند آئی اس نے کہا شاہ صاحب اگر آپ میری ملازمت کرین تو بہت مناسب ہے مین بہت خوشی سے آپ کو نوکر رکھ لونگا یہ سُن کر فقیر نے کہا کہ بابا اگر تیری یہی خوشی ہے تو یہی سہی کچھ دنون یونہین گذار دونگا لیکن مذہب کے بارے مین بھی کسی طرح کی گفتگو نہ کیجاوے مجھے اپنے فعل کا اختیار رہے جو مذہب چاہون اختیار کرون یہ سُن کر خونخوار بن دجال نے جواب دیا اس سے آپ مطمئن رہین اس کا کبھی درمیان مین ہمارے آپ کے ذکر بھی نہ آویگا مذہب سے ہمین کیا مطلب ہے عیسے بدین خود موسے بدین خود کل باتین طے کر کے فقیر یہان رہنے لگا اور دربار خونخوار بن دجال کے یہان اس درجہ اس نے اپنا اعتبار بڑھایا کہ اُس کو اور کسی کا اُس کے مقابلے مین اعتبار نہ رہا جب شام ہوئی اور خونخوار بن دجال کے سونے کا وقت آیا تو ہشام تیز پران نے بارگاہ کے دربانون کو شربت کے ذریعے سے بیہوشی پلادی سب پی کر بیہوش ہوئے اُس کے بعد اندر بارگاہ کے داخل ہو کر خونخوار بن دجال کے پاؤن دبانے لگا جب دیکھا کہ وہ غافل سو گیا ہے تو لخلخۂ عیاری مین بیہوشی رکھ کر اُس کی ناک کے نتھنون کے پاس لے گیا سانس لیتے ہی خونخوار بن دجال بیہوش ہوا ہشام تیز پران فوراً اُسکا پشتارہ باندھ کے اور ڈیڑھ گرہ عیاری کی لگا کر لے چلا دربان تو بیہوش ہی تھے لیکن اور لوگون نے پوچھا کہ شاہ جی صاحب یہ کیا آپ لیے جا رہے ہین تو اس نے جواب دیا کہ بھائی ہمارے سردار کے خیمے مین کتا گھس آیا تھا ہمین حکم ہوا ہے کہ اسے لے جا کر دریا مین چھوڑ دو یہ کہتا ہوا لشکر سے نکل کر سومنات شہر کی طرف روانہ ہوا جب قریب فوج زنگبار پہونچا اور اپنی فوج مین داخل ہوا تو ثریا سے زنگی سے ملاقات ہوئی تو اُس نے کہا کہ اے ہشام تو اس وقت ایسا فقیر بنا ہوا ہے کہ مین نے بمشکل تجھے پہچانا مجھے بخوبی یاد ہے کہ جب آباجرہ یہان امیر حمزہ صاحبقران کا لشکر قیام پذیر تھا اور ہرمز و فرامرز کی فوج بھی وہان تھی تو تو نے شرط بد کر لندھور بن سعدان اور کرب غازی پر عید کی تھی اب یہ کسکا پشتارہ لایا ہے ہشام نے دست بستہ عرض کی حضور یہ سات لاکھ فوج کا سردار ہے دجال کا بیٹا خونخوار ہے تو یہ بہت خوش ہوا اور فوراً حکم دیا کہ آہنگر کو بلاؤ اُسی وقت آہنگر حاضر ہوا خونخوار کو پابزنجیر کرنے کا حکم دیا آہنگر نے پابندی حکم کی جب خونخوار بن دجال کو ہوش آیا تو اپنے کو مقید پایا

اور دیکھا کہ غیر آدمیون مین قید آہن سے مسلسل پڑا ہون لوگون سے الجھ کر آگے پوچھنے لگا کہ مین کہان پڑا ہون بیدار ہون یا خواب دیکھ رہا ہون ہشام نے کہا کہ مین کیا سمجھ کے آپ کو یہان اُٹھا لایا تھا یہان پر آکر ہم اور آپ دونون قید ہوگئے یہ لشکر سلطان زنگی کا ہے افسوس ہے کہ آپ اتنے دور و دراز ملک تو طے کرکے یہان آئے اور کچھ ہاتھ نہ آیا آہنگرون نے آپ کو زنجیر و طوق سے مسلسل و مطوق کردیا ہے ثریائے زنگی نے حکم دیا کہ اس بے حیا کو دربار مین لاؤ اور شہنشاہ طویل زنگی کے حضور مین پیش کرو خونخوار بن دجال پابزنجیر دربار مین پہونچایا گیا ثریائے زنگی اپنے دنگل پر آکر بیٹھے اور ہشام پہلو مین آکے کھڑا ہوگیا طویل زنگی نے پوچھا کہ یہ کونسا قیدی ہے اسے اس وقت یہان کیون لائے ہو ثریائے زنگی نے دست بستہ عرض کی کہ اے شہریار یہ خونخوار بن دجال ہے ہشام تیز پران اسے عیاری کرکے باندھ لایا ہے یہ سُنکر طویل زنگی بہت خوش ہوا اور ثریائے زنگی سے اشارہ کیا کہ اس کو ہدایت کرو شاید راہ راست پر آجاوے ثریائے زنگی نے بفصاحت و بلاغت یہ تقریر کی کہ اے خونخوار بن دجال مین نے سُنا ہے کہ تو ابلیس پرست ہے کیا یہ سچ ہے اگر درحقیقت تو شیطان کی پرستش کرتا ہے تو مین تجھ سے پوچھتا ہون کہ کیا تجھ کو شیطان کے حالات سے آگاہی نہین ہے کیا تو نے کبھی یہ نہین سُنا ہے کہ شیطان سب کو گمراہ کرتا ہے بڑے تعجب کی بات ہے کہ جس نے لوگون کو بہکانے کا بیڑا اُٹھا لیا ہے تو نے اُس ملعون کو اپنا خدا بنا لیا ہے میرا خیال ہے کہ تیرے مذہب سے زیادہ کوئی مذہب بدتر نہین اور تیرا یہ طریقہ دین و دنیا مین تیرے واسطے بہتر نہین مین نے یہ بھی سُنا ہے کہ کوئی شیطان بت زرین سخنگو کے نام سے تیرے ہمراہ رہتا ہے اور وہ تجھ سے سب حال آئندہ و موجودہ کہتا ہے خونخوار بن دجال نے جواب دیا کہ درحقیقت پہلے مین ابلیس پرست تھا مگر اب آئینہ پرست ہون اور وہ بت زرین سخنگو دراصل دیو بادبان تھا وہ ارجال کے ہاتھ سے مارا گیا جب آئینہ پرستی مین نے اطاعت قبول کی ثریائے زنگی نے کہا کہ آئینہ پرستی اُس سے زیادہ بدتر ہے گویا اپنا خدا آپ ہی بنایا یہ مذہب اُس سے بھی زیادہ واہیات ہے اپنی صورت کو آپ سجدہ کرنا ہنسی کی بات ہے بہتر ہے کہ خداوند حقیقی کو مان اور اُسی کو پہچان کہ اُس کے سوا کوئی قابل سجدہ نہین اور سوا اُس کے کوئی کسی کا بندہ نہین یہ سُنکر خونخوار بن دجال نے چین بجبین ہوکر جواب دیا کہ مجکو قید کرکے جو چاہتے ہو کہتے ہو اور تم یہ سمجھتے ہو کہ مین مجبور و بیکس و بے بس ہون اس واسطے میرے مذہب پر حملہ کرتے ہو اور ایک عیار کی عیاری کے بھروسے پر اپنے مذہب کی دعوت دیتے ہو ثریائے زنگی نے جواب دیا اگر زیر ہوگا پھر تو ہمارا مذہب قبول کریگا ہم بھی یہ نہین چاہتے کہ تجھ کو مجبور اور بے بس کرکے تجھ سے زبردستی کوئی اقرار لین بہتر ہے کہ ہم سے مقابلہ کر اگر زیر ہوا تو

ہمارے خدا پر ایمان لانا اور اگر غالب آنا تو اپنے لشکر مین چلے جانا طویل نے یہ تقریر سُن کر آہنگرون کو حکم دیا کہ اس کی زنجیر و بیڑی کاٹ دو خونخوار بن دجال درحقیقت بڑا زبردست وطاقت ور پہلوان تھا اپنے ممالک مین اپنا مثل ونظیر نہ رکھتا تھا یہی وجہ تھی کہ لاکھون آدمی مطیع ہو کر اس کی فوج مین داخل ہوئے اور ہزارون سردارون کو مار کر یہ خونخوار کہلایا جب اس نے بادشاہ کا حکم قید سے رہا کرنیکا سُنا تو مثل تار عنکبوت کے ایک ہی جھٹکے مین زنجیرون کو توڑ کر پھینک دیا اور طوق و بیڑی کے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالے طویل زنگی نے اس کو ایک دنگل کے اوپر بیٹھنے کا اشارہ کیا یہ اُس پر آکر بیٹھا ادھر تو یہ یہان بیٹھا ہوا ہے اور وہان اس کے لشکر مین جو دربان بارگاہ ہوشیار ہوئے تو کچھ شبہہ ہوا اندر بارگاہ کے جا کر دیکھا تو دیکھا کہ خونخوار بن دجال مع فقیر کے غائب ہے اب سارے لشکر مین ہلڑ ہو گیا کہ خونخوار مع فقیر کے غائب ہو گیا سب کی یہ رائے ہوئی کہ وہ فقیر کوئی عیار تھا خونخوار کو بیہوش کر کے لے گیا بہتر ہے کہ سلطان زنگبار کے لشکر مین جا کر جستجو کرین یہان ثریائے زنگی نے دو گھوڑے ساز و یراق سے آراستہ و پیراستہ کر کے اسلحہ منگوائے اور خونخوار بن دجال کے سامنے پیش کیے اور کہا کہ یہ سب چیزین دو دو ہین ان مین سے ایک ایک اپنے واسطے منتخب کر لو خونخوار بن دجال نے نیزہ و خود و زرہ و تلوار اور تمام سامان جنگ مین سے ایک ایک چیز اپنے لیے پسند کی اور دریائے آہن مین غرق ہو کے گھوڑے پر سوار ہوا ثریائے زنگی بھی مسلح و مکمل ہو کر مقابلے کے لیے تیار ہوا سلطان زنگی نے ثریائے زنگی سے کہا کہ اے برادر اول مین اس سے مقابلہ کرونگا کیونکہ میرے ہوتے ہوئے آپ کا مقابلہ کرنا مناسب نہین ہے یہ سُن کر ثریائے زنگی نے کہا کہ گفتگو مجھ سے ہوئی ہے مجھی کو مقابلہ کرنا مناسب ہے کہ مین اس کا مقابلہ کرون مگر سلطان زنگی کو انتہا کا جوش تھا ثریائے زنگی نے بہت کچھ منع کیا مگر سلطان زنگی نے ایک نہ سُنی آخر ثریائے زنگی مجبور ہو کر خاموش ہو رہا اور سلطان زنگی خونخوار بن دجال کے مقابلے مین آیا دونون باہم تگاور زن ہوئے کوئی تین قدم مرکب خونخوار کا پیچھے ہٹا اور اس سے کچھ کم سلطان کا دونون نے نیزے سنبھالے خونخوار بن دجال نے نیزہ تان کر مارا سلطان نے سنان کو نوک سنان پر روکا نیزون سے چنگاریان نکلنے لگین اور دونون شہسوار اس خوبصورتی سے نیزہ بازی کرنے لگے کہ ہر دوست دشمن کے منہ سے صدائے احسنت و آفرین نکلی قریب سو طعن کے آپس مین رد و بدل ہوئی ایک مقام پر جو خونخوار بن دجال نے نیزے کا وار کیا تو سلطان نے اس کے نیزے کو اپنے نیزے مین الجھا کے ایک ایسی جھٹکی دی کہ نیزہ خونخوار کا ہوائی ہو گیا چہار جانب سے تحسین و آفرین بلند ہوئی خونخوار نے نادم ہو کر میان سے تلوار نکالی اور پکار کر کہا کہ نیزہ بازی کمال بازی کوئی چیز نہین ہے

مردان عالم ہر ایک لڑائی کا تصفیہ تلوار سے کرتے ہین یہ کہکر اور جھپٹ کر ایک ہاتھ تلوار کا مارا سلطان زنگی نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا مگر تیغ جوہر دار اور دست زبردست خونخوار سے سپر خیار تر کی طرح کٹ گئی اور تلوار سر مین اُتر گئی جلاد نے چاہا کہ دستانہ مارے مگر تلوار بجلی کی طرح گلو تک پہونچ کے کھینچتی ہوئی نکل آئی فاخر بن سلطان بے اختیار ہو گیا اور شاہ طویل زنگی بھی بیتاب ہو گیا اسی بے اختیاری مین ان دونون کے مُنھ سے نکل گیا کہ مارلو اس قرمساق کو ہر چند ثریائے زنگی ہان ہان کرتا رہا اور اُس نے چاہا کہ مین تنہا مقابلہ کرونگا مگر بادشاہ اور سپہ سالار کا حکم پاتے ہی سب سردارون نے اُس پر ایکدم سے حملہ کر دیا خونخوار بن دجال الگ نہنگانہ لڑنے لگا اور ثریائے زنگی خاموش ہو کر الگ کھڑا ہو گیا دل مین کہتا تھا کہ یہ سردار کیا کہیگا کہ اکیلے آدمی پر اتنے ٹوٹ پڑے اور تنہا کوئی اُس سے مقابلہ نہ کر سکا اُدھر سرداران خونخوار بن دجال قریب لشکر زنگیان پہونچ چکے تھے اپنے مالک کے نعرے کی جو ان سب نے آواز سُنی تو اُنھون نے بھی وہین سے للکارا اور تلوارین اپنی اپنی کھینچ کھینچ کر دریائے فوج مین کود پڑے اور شناوری کرنے لگے اُنکے پیچھے باقی کل فوج بھی خونخوار کی آگئی اور ادھر یہ تین لاکھ فوج بھی تیار ہو گئی بات کرتے مین دونون لشکر غٹ پٹ ہو گئے اور گھمسان کی تلوار چلنے لگی تلوارون کی بجلیان گرتی تھین نامرد خوف سے سہمے جاتے تھے اور بہادر سینہ سپر کئے ہوئے رستمانہ و دلیرانہ لڑ رہے تھے ہر جانب سے نعرون کی گرج کلیجے ہلاتی تھی اور ہر سو سرون کا مینھ برس رہا تھا خون کا دریا نہایت زور و شور سے بہنے لگا اور لاشین تیرنے لگین موت کا بازار گرم ہوا سرفروشیان ہونے لگین یہ معلوم ہوتا تھا کہ دو بحر زخار بڑے ہی جوش و خروش مین آکر مل گئے ہین دونون فوجون کے نقیبون نے بڑھ کے خوش آیند آوازون سے دار فانی کی مذمت مین کچھ اشعار گانا شروع کئے اور اپنی فوجون کو جوش جرأت دلانے لگے اشعار

اے جوانان صف شکن دیکھو — نہین رہنا ہمیشہ یان تمکو
آخر اک روز سب کو مرنا ہے — سب کو دن زندگی کے بھرنا ہے
پھر کسی کیون رہے کوئی باقی — زندگی کسکی رہگئی باقی
ہے نہ رستم جہان مین نے سہراب — نہ ہے دارا جہان مین نے دارا
نہ سکندر رہا نہ ہے جمشید — نہ فریدون رہا نہ ہے خورشید
گو نہین انمین ہے کوئی باقی — نام ہین اُنکے پر ابھی باقی
ہان یہی وقت ہے شجاعت کا — ہان یہی وقت تو ہے جرأت کا
پیچھے ہٹنے نہ پائین پاؤن کہین — آگے بڑھنے کی بھی جگہ تو نہین
رستم اس وقت مین اگر ہوتا — وہ بھی جان اس لڑائی مین کھوتا
روح اُسکی تمھارے ساتھ ہی ہے — آبرو بس تمھارے ہاتھ ہی ہے

دیکھو دشمن کی فوج گھٹتی ہے جتنا بڑھتے ہو تم وہ ہٹتی ہے
ایک حملے کی ہے کسر باقی تھوڑے سے رہ گئے ہیں سر باقی

اشعار پڑھ کر جانبین کے نقیبوں نے اس قدر جوش دلایا کہ ہر ایک نامرد مرد ہو گیا اس لڑائی میں رستم و اسفندیار کا نام گرد ہو گیا ہر ایک سپاہی یہ چاہتا ہے کہ اپنے غنیم کی کل فوج کو ایک دم سے قتل کر ڈالے ایک کو زندہ نہ چھوڑے اور اپنے نام پر نقارۂ فتح وظفر بجوا دے ادھر تو یہ جنگ مغلوبہ بڑے زور و شور سے ہو رہی ہے ادھر طرفین کے سرداران نامی و گرامی اپنے اپنے مقابل کے سرداران کو ٹوک ٹوک کے لڑ رہے ہیں خونخوار بن دجال کے ایک سردار فرسیل شتر زن نامے نے ثریائے زنگی کو ٹوکا آگے بڑھنے سے روکا خبردار خبردار کہہ کے تلوار کا وار کیا ثریائے زنگی نے خالی دے کر جو ایک ہاتھ جنیون کا مارا گردن سے قلب تک تلوار اتر گئی اور ایک دم میں اس کی لاش تڑپ تڑپ کر ٹھنڈی ہو گئی فاخر بن سلطان بھی لڑتا ہوا جا رہا تھا اور یہ ہاتھ جو ثریائے زنگی نے بڑی صفائی سے نکالا تھا اس نے بھی دیکھ لیا تھا بے اختیار واہ واہ کرنے لگا یہ تو ادھر محو چشم تھا ادھر پشت پر سے خونخوار بن دجال کے ایک سردار فرزیل گرز زن نامے نے ایک گرز جو آ کر مارا تو فاخر بن سلطان کے ہٹتے ہٹتے وار کارگر ہو چکا تھا ایک ہاتھ تلوار کا اس صفائی سے نکال کر گھوڑے سے گرا کر ادھر اس کی لاش تڑپ رہی تھی ادھر دشمن کا دم نکل رہا تھا اب ثریائے زنگی کو آ کر زرہاد فیل زور نے للکارا ثریائے زنگی اس کی آواز پر پہونچا پہلو سے خونخوار بن دجال کے نعرے کی آواز آئی اب ادھر مخاطب ہوا اور یہ تھا ہی اسی فکر میں کہ خونخوار سے تنہا مقابلہ ہو خونخوار نے دوڑ کے تیغے کا ہاتھ مارا ثریا گھوڑے سے کود کے خالی دے گیا کیونکہ اس کا وار بلائے بے درمان تھا روکنا عین حماقت تھا خونخوار بن دجال بھی گھوڑے پر سے کودا پھر دوسرا ہاتھ مارا پھر ثریائے زنگی نے خالی دیا اور جھپٹ کے کلائی پر ہاتھ ڈال دیا چاہا کہ تلوار چھین لے خونخوار کے ہاتھ سے پھینک دے خونخوار پہلوان زبردست تھا تلوار اس نے نہ چھوڑی ثریائے زنگی نے دوسرا ہاتھ بھی اس کی کلائی پر ڈال دیا خونخوار نے مجبور ہو کر ہاتھ سے تلوار کو گرا دیا اور لپٹ گیا ثریائے زنگی نے چاہا کہ خونخوار بن دجال کو اپنا زور دکھائے ایک ہی حملے میں چاہا کہ سر سے بلند کرے قضائے کار زرہاد فیل زور لڑتا ہوا یہاں پہونچ گیا اس نے جو یہ معرکہ دیکھا ایک برچھا لپک کے ثریائے زنگی کی پشت پر زور سے مارا سینے کے اس پار سے اس پار نکل آیا اب ثریا میں کیا تھا تڑپ کے زمین پر گرا یہ حادثہ دیکھ کر طویل زنگی کی آنکھوں کے نیچے اندھیرا آ گیا جھپٹ کر زرہاد فیل زور کے سر پر تلوار ماری اس نے سپر بلند کی تلوار جوہردار سپر کو کاٹتی ہوئی سر میں زرہاد کے در آئی زرہاد فیل زور نے دستانہ مارا طویل زنگی کی تلوار اچٹ کے پٹ پڑی

اُدھر پہلو سے خونخوار بن دجال نے تیغ مارا طویل زنگی کے جڑے پار ہو گیا اور تڑپ تڑپ کر یہ بھی ٹھنڈا ہوا سلیم تیر انداز نے ہشام تیز پر ان کو تاکا کہ وہ بھی بفنون عیاری لڑ رہا تھا سلیم تیر انداز نے ایک تیر ایسا تاک کر ہشام کے سینے پر مارا کہ پشت سے نکل گیا وہ بھی جان بحق تسلیم ہوا فشہیر شیر سوار نے للکار کر آواز دی کہ اے بہادران خونخوار اب بقیہ فوج کو بھی گھیر کے مار لو سردار تو اُن کے مارے گئے اب یہ سب بے سردار کے ہین ان کا مار لینا کتنی بڑی بات ہے کیونکہ شاہ زنگبار اور سپہ سالار تک کام آچکا ہے یہ سن کر فوج زنگیان کے دل ٹوٹ گئے اور سب کے جی چھوٹ گئے ایک تو یون ہی شمار مین کم تھے اب بے سردار ہو گئے بالکل مجبور و ناچار ہو گئے اور فوج حریف شیر ہو گئی پہلے سے زیادہ دلیر ہو گئی چند ساعت مقابلہ کر کے فوج زنگبار نے شکست کھائی ڈیڑھ لاکھ آدمی قتل اور زخمی ہوئے باقی ماندہ قید ہوئے اور کچھ آزاد ہو کر جدھر سینگ سمایا اُدھر چلے گئے خونخوار بن دجال نے طبل امان بجوایا فتح پائی اور قلعہ کا کل سامان ہاتھ آیا سبھون نے کمرین کھولین ہاتھ سے ہتھیار رکھے کوئی اپنی جگہ پر آ کے بیہوش ہو گیا کسی کا لڑائی مین دم اٹکا ہوا تھا خاتے پر خود بھی ختم ہو گیا لاشین اُن کی اُٹھوا کر دریائے زنگبار مین ڈالی گئین زخمیون کی مرہم پٹی کی گئی قلعے پر آ کے خونخوار نے قبضہ کیا مذہب آئینہ پرستی کا اعلان کیا اہل اسلام کو بلوا کے جلا وطن یا قید کیا خونخوار مردار خونخوار تھا اس طرح بھی اپنا صید کیا جہان تک ہو سکا اسلام کا نام مٹایا آئینہ پرستی کا سکہ جمایا مسجدین اور خانقاہین کھدوا کے آئینہ خانے بنائے گئے کل عمارات اسلامی گرائے گئے ہر طرح سے مسلمانون کی خبر لی جہان تک ہو سکا اچھی طرح کسری کی تخت شاہی پر بیٹھ کے لاف و گزاف کرنے لگا ہمچنین دیگرے نیست کا دم بھرنے لگا تمام سرداران و مشیران خونخوار بن دجال آ کے اپنی اپنی جگہ پر کرسیون اور دنگلون پر متمکن ہوئے ایک سردار نے پوچھا کہ حضور آپ غنیم کے لشکر مین کیونکر آئے تھے ہم لوگون کو سخت پریشانی تھی کہ یہ کیا حادثہ ہوا جو دفعتاً آپ گم ہو گئے تھے خونخوار بن دجال نے جواب دیا کہ وہ فقیر نمک حرام جس کو نوکر رکھ لیا تھا در اصل عیار تھا بڑا ہی مکار تھا مجھے سوتے مین بیہوش کر کے اُٹھا لے گیا یہان لا کر زنجیر و طوق مین خوب اچھی طرح سے مسلسل و مطوق کر کے دربار مین لایا ثریا کے زنگی نے مجھ کو نصیحت کرنا شروع کی مین نے کہا کہ یہ تو بڑی ہی نامردی ہے کہ قید کر کے ایسی باتین سناتے ہو یہ امر مردانگی اور شجاعت کے خلاف ہے یہ میدان مصاف ہے اگر ایک سے ایک آدمی مقابلہ کرے گا تو معلوم ہو کہ کون کیسا ہے اور یون تو جو کہو وہ بجا درست ہے یہ سن کر ثریا کے زنگی نے کہا کہ اچھا ہم تمہاری قید دور کئے دیتے ہین مجھ سے مقابلہ کرو اگر زیر ہو نا تو ہمارا مذہب اختیار کرنا ورنہ اپنے لشکر مین سیدھے چلے جانا مین نے اس شرط کو منظور کیا اُنھون نے چاہا کہ آہن گر بلا کر

قید کو تڑوا ڈالین مین کسی کا محتاج نہ تھا مین نے خود ہی ایک جھٹکے مین زنجیرون اور بیڑیون کو توڑ ڈالا اُس وقت مین مسلح و مکمل ہو کے گھوڑے پر سوار ہوا سلطان زنگی نے مجھ سے مقابلہ کیا فوراً میرے ہاتھ سے مارا گیا ایسی تلوار مین نے ماری تھی کہ مع سپر کے سر کے دو حصے ہو گئے بادشاہ نے گھبرا کے سب سردارون سے کہا کہ اُس کو گھیر کے مار لو مین اب چارون طرف لڑنے لگا مجھ کو یہ لوگ حلوا سمجھے تھے مجھ اکیلے نے جس طرف کو رُخ کیا صفر کر دیا لاش پر لاش گرا دی دوہائی بلوا دی اتنے مین تم سب لوگ آگئے حالانکہ تم لوگون کی کچھ ضرورت نہ تھی ان سب کے لیئے مین اکیلا ہی کافی تھا جب مین چاہتا سب کو مار کر نکل آتا غرضکہ اسی طرح کے کلمات غرور و تکبر کے خونخوار بن دجال ایک عرصے تک بکتا رہا اور سب سردار سر جھکائے ہوئے سنتے رہے اور ہان مین ہان ملاتے رہے اس کے بعد مشورہ ہوا کہ یہ خوشخبری حوت آئینہ پرست کو بھی پہونچانا چاہیئے یقیناً وہ اس خبر کو سُن کر بہت خوش ہو گا خونخوار بن دجال نے اِس تجویز کو قرار دیکر ایک منشی کو بلایا اور اس سے حکم کیا کہ شاہ حوت آئینہ پرست کی خدمت مین ایک نامہ اس مضمون کا لکھو جسکا مضمون یہ تھا کہ اے شہنشاہ گیتی پناہ مین بعد قطع مسافت و طے مراحل ملک زنگبار مین پہونچا اور قلعے کے روبرو کچھ فاصلے پر صف آرا ہوا کہ اتفاق سے ایک عیار کی عیاری مجھپر چل گئی اور وہ مکار مجھے بیہوش کر کے اُٹھا لے گیا وہان سے جاکر آہنی قید کا بندوبست کیا اور اپنے نزدیک ہر طرح سے مجبور و ناچار کر دیا اور سپہ سالار اور بادشاہ زنگبار نے یہ ہدایت و نصیحت کی کہ تم مسلمان ہو جاؤ اور مذہب آئینہ پرستی چھوڑ دو کیونکہ یہ مذہب بالکل خراب و واہیات ہے یہ سُن کر مجھ کو اس قدر غصہ آیا کہ مین نے زنجیرون اور تمام قید کو مثل تار عنکبوت توڑ ڈالا اُس وقت سب سے پہلے میرا مقابلہ سلطان زنگی سے ہوا یہ پہلوان اور سب سے بڑا زبردست و توانا اور نامی سردار تھا گویا سارے لشکر کی جان تھا مین نے جو اُس پر تلوار کا وار کیا تو پہلے ہی وار مین مع سپر و خود و زرہ اور راکب و مرکب دو ٹکڑے کر دیئے بس اُس کے مرتے ہی اُس کی فوج نے مجھپر چارون طرف سے حملہ کر دیا مین نے باقبال شاہی دریائے فوج مین غوطہ مارا اور تن تنہا تین لاکھ فوج سے لڑنے لگا کئی گھنٹے اکیلا لڑتا رہا ہزارون سردارون کو جان سے مارا یہان تک کہ طویل زنگی شاہ زنگبار و ثریا کے زخمی و سپہ سالار سلطان زنگی و فاخر بن سلطان وزیر ہا ذلیل زور اور تمام سرداران زنگبار مارے گئے اُس کے بعد میرے سردار بھی سات لاکھ فوج کو ہمراہ لیکر چڑھ دوڑے اب تو جنگ مغلوبہ ہو گئی ایک گھڑی بھر مین سبکو قتل اور قلع و قمع کر ڈالا ہر طرف سے آواز الامان الامان بلند ہوئی ڈیڑھ لاکھ آدمی

جان سے ہارے باقی لوگ قید و مطیع ہوئے تعداد سے چند نکل بھاگے ہونگے ورنہ کسی کو بھاگنے کا موقع حتے الامکان نہین دیا گیا قلعے پر آپ کے اقبال سے قبضہ کر لیا ہے اور اب آپ کے حکم کا منتظر ہون اور راہ دیکھ رہا ہون کیونکہ آپ نے تشریف لانے کا وعدہ کیا تھا اگر آپ کو ابھی تشریف آوری مین دیر ہو تو مجھے اطلاع دیجیے تاکہ مین دیگر ممالک اسلام کا قصد کرون۔ خونخوار بن دجال نے اس مضمون کا نامہ لکھوا کر تسخیر ہرزہ گو کو دیا کہ یہ بہت عقیل و سنجیدہ ہے اور آداب شاہی اور قواعد نامہ بری کے سے واقف ہے یہ نامہ لے کر مع چند جوانان جرار کے قطع منازل و طے مراحل کرتا ہوا شہر حوتیہ مین داخل ہوا در بارگاہ پر پہونچ کر اطلاع کرائی کہ نامہ بر خونخوار بن دجال کا حاضر ہے امیدوار باریابی ہے تسخیر ہرزہ گو کے آنے کی خبر حوت آئینہ پرست کو ہوئی اسی وقت حکم باریابی ہوا یہ حکم باریابی پا کر داخل بارگاہ ہوا حوت آئینہ پرست تخت پر بیٹھا ہوا تھا گرد سرداران نامی اپنے اپنے دنگلون اور کرسیون پر بیٹھے تھے تسخیر پہلے تو آداب شاہی بجا لایا بعد اس کے نامہ خونخوار کا دونون ہاتھون پر رکھ کر پیش کیا حوت آئینہ پرست نے میر منشی کو پڑھنے کا اشارہ کیا بموجب حکم اس نے پڑھنا شروع کیا حوت آئینہ پرست مضمون نامہ سن کر بہت خوش ہوا اور جواب نامہ اس مضمون کا لکھوایا کہ اے دوست وفادار و اے خیرخواہ ما بدولت تمھاری اس لڑائی کے فتح ہونے سے ہمارا دل بہت خوش ہوا کیا کہنا تمھارا روے زمین پر کوئی مثل و نظیر نہین اگر رستم و اسفندیار و تہمتن ہوتے تو وہ داد تمھاری بہادری کی دیتے اور حلقۂ اطاعت اپنے کان مین ڈالتے اور صلصال بن دیو بن شمامہ بھی تمھاری شجاعت اور مردانگی کی تعریف مین رطب اللسان ہین لیکن اب این جانب کا قصد جانب ملک زنجبار روانہ ہونے کا نہین ہے کیونکہ اب تم اس کو فتح ہی کر چکے ہو اس طرف جانا تحصیل حاصل ہے لہذا میرا قصد ہے کہ مع صلصال بن دیو بن شمامہ و دیگر سرداران نامی دگرامی قلعہ ذو الامان کی طرف روانہ ہون راہ مین چند مرحلے طے کرنا پڑین گے ان کے بھی حالات سے تم کو اطلاع دینا خالی از فائدہ نہین اول طولابہ ستم قندی کو قتل کرنا پڑیگا پھر وزیر رزہ خان اور بلج کو لیتے ہوئے براہ بخارا قلعہ ذو الامان کے اوپر چڑھائی کرین گے وہان پر پیر فرخاری اور ملک قہرش بن جوقیہ طوفانی اور القاش خون آشام اور مکلل خان اور دیگر سرداران و ملازمان حمزہ صاحبقران سے مقابلہ سخت ہوگا بڑے بڑے معرکے پڑینگے بہتر و مناسب ہے کہ تم بھی قلعہ ذو الامان کی طرف جلدی روانہ ہو دیر نہ ہونے کیونکہ جس وقت پر آنے کو وہان پہونچاؤ اور جو راستہ کہ مین نے تم کو بتا دیا ہے اسی طرف کے ممالک تسخیر کرتے ہوئے آؤ مین بھی عنقریب روانہ ہوتا ہون

یہ نامہ لکھ کر رعونت آئینہ پرست نے تسخیر ہرزہ گو کو دیا اور دو روز اُس کو آرام دے کر روانہ کر دیا وہ تمام مسافت راہ کی طے کرتا ہوا مع اپنے ہمراہیون کے صحیح و سالم ملک زنگبار مین پہونچ گیا اور اپنے سردار کی خدمت مین حاضر ہوا خونخوار بن دجال نے جواب نامہ جو پڑھا تو خوشی اور کبر و نخوت سے گدھے کی طرح سے اور بھی پھول گیا جو کچھ الفاظ تکبرانہ باقی رہے تھے وہ بھی بک ڈالے دو ایک روز خوب جشن ہوتے شبانہ روز ناچ گانا ہوتا رہا اور رات دن شراب و کباب کا شغل جاری رہا آخر کار روانگی کا انتظام ہونے لگا فرزیل گرزن کو اُس قلعہ کی حکومت دی اور ساٹھ ہزار جوانان تہمتن اور دلیران صف شکن کو اُس کی اور قلعے کی حفاظت کے لیئے مقرر کیا اور سب سے اقرار و عہد اطاعت فرزیل گرزن نے کر قلعے کو خوب مضبوط و مستحکم کرا دیا اُس کے بعد جہازات کی تیاری کا حکم دیا کئی سو جہاز تیار ہوئے اور دریاے زنگ مین لنگر زن ہوئے خونخوار بن دجال اپنی نقصان فوج کو پورا کر کے اُن جہازون کے اوپر سوار ہوا مال و اسباب قلعہ از قسم جواہر قیمتی ہمراہ لے لیا اور جانب ہندوستان روانہ ہوا اب یہان سے کچھ حال اسد غازی بن کرب غازی کا لکھا جاتا ہے کہ وہ قلعہ عنظل آباد سے جانب قلعہ ہفت منظر روانہ ہوئے تھے تاکہ خونخوار بن دجال کی خون آشامی کا بدلہ لیا جاوے اور کفار کا خون اچھی طرح سے بہایا جاوے یہان یہ حادثہ ہوا کہ دُر در گوش عظیم بن دراج دُر در گوش نے قلعہ ہفت منظر سے الگ مع اپنے والد کے ایک صحرا مین پوشیدہ طور پر بود و باش اختیار کی تھی لیکن مخبرون نے تمہید زور آور برادر تمہید زور آزما کو آکر یہ خبر دی کہ ایک عزیزدار بادشاہ کیوان فلک رفعت کا ایک صحرا مین چھپا ہوا ہے تمہید زور آزما نے چند سوارون کو حکم دیا کہ اُس شہزادے کو جا کر گرفتار کر لاؤ وہ بمجرد حکم پانے کے فوراً اُس صحرا مین آ کر موجود ہوئے بتلاش بسیار آ کر دُر در گوش کو گرفتار کیا اور گرفتار کر کے تمہید کے پاس لائے تمہید زور آزما نے اُس غریب سے کہا کہ تمھاری جان کی خیر اس امر مین ہے کہ تم مذہب ابلیس پرستی اختیار کر دو یہ سُن کر دُر در گوش نے تمہید کو جواب دیا کہ اے تمہید کیا بیہودہ بکتا ہے جو مذہب ہمارے بزرگون کا تھا وہی مذہب ہمارا اچھی ہے ہم جان و مال کی کوئی حقیقت نہین سمجھتے ہین کہ اُس کے خوف سے اپنے قدیم مذہب کو بدل دین اور ہمارے نزدیک مذہب اسلام کے سوا کوئی دوسرا مذہب حق نہین ہے اس مذہب کے آگے سب مذہب باطل ہین اگرچہ ایک زمانہ ہمارا وہ تھا کہ بادشاہ کیوان فلک رفعت نے مجھکو اپنا بیٹا بنایا تھا اور اس قدر مجھ سے محبت کرتے تھے کہ میری تکلیف سے اُنکو تکلیف ہوتی تھی مگر اب فلک نے یہ زمانہ دکھایا کہ نہ وہ خود رہے اور نہ میرا باپ ہی زندہ

ہے اور نہ سواے خدا کے کوئی اور ہے جو کہ ایسی مصیبت اور خوف آبرو کے وقت مین ہماری مدد کرے اب جو تیرے اختیار مین ہو تو اس سے دریغ نہ کر اگر ہمارا خدا چاہیگا تو ہماری اعانت کریگا اور اگر اُس کو یہی منظور ہے کہ ہم بھی اپنے بزرگون کے پاس جائین تو بہت ہی مناسب و انسب ہے تمہید پلید نے کہا کہ اگر تمہارا خدا ایسا قادر ہوتا تو تمہارے بزرگون ہی کو کیون قتل ہونے دیتا ضرور اُن کی مدد کرتا یہ بات دُردر گوش کو اس قدر ناگوار ہوئی کہ وہ رونے لگا اور اپنے دل سے دعا کی کہ اے پروردگار اگر تیری یہی مصلحت ہے کہ تو مجھے میرے بزرگون کی خدمت مین پہونچا دے تو خیر مجھے اسکی بہت ہی خوشی ہے مگر مین یہ دعا کرتا ہون کہ تو بہت جلد اس مردود کو اس گستاخی کی سزا دے تاکہ اسے بھی معلوم ہو جائے کہ ہمارا خدا کیسا قادر و زبردست اور منتقم حقیقی ہے ادھر تمہید نے جلاد کو حکم دیا کہ سر میدان اس لڑکے کو قتل کر دو اور فوراً لیجاؤ ادھر اسکی مان نے جو اسکے ساتھ گرفتار ہو کر آئی تھی بیتاب ہو کر یہ دعا کی کہ اے پروردگار یہ معصوم بیگناہ ہے اسکو کفار بلا وجہ قتل کرتے ہین اور اسکے بعد مجھے اپنی آبرو کا خوف ہے میرے پروردگار تو مجھے اس ذلت سے بچانا اور اسکی گستاخی کا مزا چکھانا ادھر اسکی مان یہ دعا کر رہی اُدھر دو حکم قتل کے جلاد کو پہونچ چکے تھے تیسرا حکم ہونیوالا تھا کہ جانب مشرق سے ایک غبار نمودار ہوا لوگون کی نظر اُس طرف لگی کیا دیکھتے ہین کہ ایک شیر دلیر سامنے سے للکارتا ہوا قضاے مبرم کی طرح بڑھا چلا آرہا ہے اُس شیر نے پوچھا کہ میدان مین یہ کسکو قتل کرنے لائے ہین لوگون نے عرض کی کہ حضور عظیم دُردر گوش بن دراج دُردر گوش کو تمہید نے قتل کا حکم دیا ہے وہین سے جلاد کو روکا اور ایک ڈانٹ ایسی بتائی کہ اُس کے ہاتھ سے تیغہ چھوٹ پڑا جلاد سہم کر پیچھے ہٹ گیا اُس جوان نے اپنے ایک آدمی کو کہ جسکا نام طلحہ بن حنظلہ تھا تمہید کے پاس روانہ کیا اور کہلا بھیجا کہ یہ لڑکا کمسن ہے قتل کے قابل نہین ہے بہتر ہے کہ اسکو چھوڑ دے تمہید یہ سُنکر بہت ہی چراغ پا ہوا اور کہنے لگا کہ مسافرون کو امور مملکت و سیاست مین کیا دخل ہے مین جہانتک پاؤنگا نام خدا پرستان مٹاؤنگا تم اپنے جوان پہلوان سے کہدینا کہ تم اس معاملے مین دخل نہ دو ہم جانین اور ہمارا کام جانے طلحہ یہ کہنے اُٹھا کہ ہمارا جوان ایسا ویسا نہین ہے جو اپنی بات کو ٹل جانے دے بات تو ذرا سی ہے مگر اسی مین خون کے دریا بہ جائینگے اور کیا مجال ہے کسی کی جو اس نوعمر لڑکے کو قتل کر سکے طلحہ یہ کہکر اپنے لشکر مین آیا واپس آکر کل کیفیت بیان کی جوان کو جو غصہ آیا تو جلاد اور سپاہیون کو کہ جنکی حراست مین عظیم دُردر گوش بن دراج دُردر گوش تھا پٹوا کے نکلوا دیا اور عظیم دُردر گوش کو اپنی حفاظت مین لے لیا تمہید زورآزما اس واقعہ سے مطلع ہو کر بہت غضبناک ہوا اور اپنے چند سرداران کو ہمراہ لیکر سوار ہوا اور قلعہ سے باہر آکر میدان مین روبرو کے فوج آیا اور للکارا کہ اے نوواردان و مسافران آوارہ گرد تم کون ہو اور کیا مذہب رکھتے ہو اور تمہین کیا حق تھا کہ ہمارے معاملات مین دست اندازی

اوس جوان نے جواب دیا کہ اے خودسر و مغرور آگاہ ہو کہ ہم لوگ آئینہ پرست ہین اور حوت آئینہ حرمت کی خدمت مین جا رہے ہین یہان ہم نے ماجرائے عجیب دیکھا کہ کمسن بچے کو جلاد ناشاد قتل کر رہا ہے دریافت کرنے سے معلوم ہوا کہ تمہارے حکم سے یہ بیگناہ قتل کیا جا رہا ہے بڑا افسوس معلوم ہوا کہ ایسے کم عمر معصومون کو اپنی تیغ ظلم سے ذبح کرتا ہے یہ تقریر سنکر تمہید کو سخت غصہ آیا مغلوب الغضب ہو کر تلوار کھینچ لی اور اپنے سپاہیون کو بھی للکار دیا ادھر سے بھی جواب ترکی بہ ترکی دیا جوان بڑی آن بان سے لڑنے لگا اور نعرۂ شیرانہ کیا کہ آگاہ ہو منم طلحہ بن حنظلہ تمہید لڑتا بھڑتا ہوا قریب طلحہ آ رہا ہے اور طلحہ بھی اپنے زور بازو سے صفون کو درہم برہم کرتا ہوا چاہتا ہے کہ تمہید کے نزدیک اپنے کو پہونچائے اور اس ظالم کو ظلم کا مزا چکھلائے آخر کار مقابلہ ہو ہی گیا تمہید نے جھپٹ کر تلوار کا وار کیا طلحہ نے دیکھا کہ ہاتھ اوٹھاوادے کے بہت پھرتی سے نکالا ہے سپر کام نہ دیگی یہ ضرب روکنے سے توڑدیگی فوراً گھوڑے پر سے کود پڑا اوسکے وار کو برق کیطرح آنکھ سے اوجھل ہو کے خالی دے گیا اور خود ایک ہاتھ مارا الو مرکب تمہید کی گردن قلم ہوئی وہ بھی گھوڑے سے کودا دونون پہلے سوار تھے اب پیادہ ہوتے حرب و ضرب پر آمادہ ہوئے تمہید نے ایک وار وار انیارا کر دینے والا کیا طلحہ نے تیغ کو تیغ پر کاٹا اور اوٹھاوادے کے ایک ہاتھ جو مارا تیغ بیدریغ سر پر چڑھ کے گردن تک کاٹتی ہوئی کھنچکر نکل آئی اور تمہید گر کر تڑپنے لگا تھوڑی ہی دیر مین تڑپ کر ٹھنڈا ہو گیا تمہید کی بے سردار فوج بیقرار ہوئی کچھ لوگ نکل جانیکا موقع دیکھنے لگے کچھ خون کا بدلہ لینے کے لئے رہے کہ دفعۃً دامن صحرا سے غبار بلند ہوا اور یہ معلوم ہوا کہ ایک آندھی بڑی زور و شور سے آ رہی ہے ایک لاکھ اسی ہزار کا لشکر جرار نمودار ہوا ایک دم سے سب نے بوقون کو دم دیا صحرا مین آواز گونجتی ہوئی پھیل گئی لڑنے والون کے ہوش پران ہوئے گھوڑے الف ہو کر پریشان ہوئے متواتر طرارے بھرنے لگے بدلگامی کرنے لگے دفعۃً اس فوج ظفر موج نے دونون فوجون کو گھیر لیا اور اسد نے نعرہ کیا ؎

اسد شاہسوارم کہ در روز جنگ　　بدرم دل شیر و چرم پلنگ

اس آواز سے سب کی رہی سہی جان بھی نکل گئی آسمان تک آوازہ پہونچا زمین دہل گئی اسد نے گرشاسپ دیلی کو للکارا اور بجوش و خروش پکارا ؎

ایا نامہ داری زمردی نشان　　الستان کیانی و گرز گران

طلحہ بن حنظلہ یہ معاملہ دیکھکر بہت گھبرایا دوڑکر اسد کے قریب آیا اور کہنے لگا کہ یہ تو وہ مثل ہوئی نیکی برباد گناہ لازم ہمنے تو ایک بیکس کی جان بچائی جسکی وجہ سے ہم پر یہ آفت آئی تمہید کو مارا اوسکی تمام سردارون کو للکارا وہ مسلمان تھا جسکو مین نے اپنی حفاظت مین لے لیا آپ بھی اوسی مذہب کے معلوم ہوتے ہین پھر کیا وجہ ہے کہ مجھ سے تنگ ہین اور آمادہ جنگ ہین اگر یہی ارادہ ہے تو بندہ بھی آمادہ ہے لیکن اوسکی بقیہ فوج کا قلع و قمع کر لون تو پھر آپ سے بھی فیصلہ کر لون اسد نے جواب دیا کہ ہم تم اوسی سے لڑنے کو آتے تھے تم سے کچھ مطلب نہین بلکہ اگر تم نے کسی مسلمان پر احسان کیا ہو تو

گویا ہمپر بڑا احسان کیا یہ کہکر اسد نے ابراہیم بن مالک کیطرف رخ کیا انھون نے بوق بجایا اور اپنے زبانین سبکو سمجھایا کہ گرشاسپ رودابیلی کی فوج کو چھوڑو اور رمتہید کے لشکر کیطرف منہ موڑو دوسرا بوق عدیل بن عادی کو سنایا گیا اور اونکو یہ سمجھایا گیا کہ دس ہزار سوار ہمراہ لیکر آگے بڑھ جائین اور قلعہ پر چڑھ جائین اودھر ابراہیم نے چن چن کے فوج تمہید کو قتل و گرفتار کرنا شروع کیا اودھر عدیل بن عادی نے قلعہ ہفت منظر کیطرف رجوع کیا یہان انتظام ہوا کہ لشکر ابراہیم بن مالک نے تین صفین اسطرح جمادین کہ گویا حصار کی تین دیوارین اوٹھا دین طلیہ کے سوارون کو نکل جانیکا موقع دیا اور رمتہید کے سپاہیون کو پہچان پہچان کر مار لیا ایک دم مین سبکا فیصلہ ہوگیا کوئی قید کوئی قتل ہوگیا گرشاسپ اور طلیہ آپسمین انگشت بدندان اور حیران و پریشان تھے کہ ایسی قواعد دان فوج دیکھنے مین نہین آئی یہ چالاکی اور یہ پھرتی اور یہ ہاتھون کی صفائی یہ نہین معلوم کہ یہ کون شخص کون صاحب جرأت و ہمت ہے کوئی شاہزادہ عالی تبار معلوم ہوتا ہے چہرے سے وقار اور شان و شوکت آشکارا ہے نہین معلوم کس آسمان خسروی کا ستارہ ہے حساب لگایا گیا تو ایک ہزار آدمی قید ہوا اور بقیہ لشکر گرگ اجل کا صید ہوا ہے اب اسکو طلیہ نے لاکر بارگاہ مین باعزاز و اکرام صدر مقام پر بٹھایا بہت کچھ تعریف شجاعت و لیاقت کرکے اپنا حال سنایا کہ ہم لوگ آئینہ پرست ہین جوت کے پاس جاتے تھے اثنائے راہ مین یہ اتفاق ہوا کہ ایک بیگنا اور کمسن لڑکے کو زیر تیغ جلاد دیکھا آنکھون مین خون اوتر آیا اوسکو اپنی حفاظت مین لیکر تمہید سے مقابلہ کیا شکر ہے کہ فتح پائی اور پھر آپکی دولت دیدار ہاتھ آئی اسد نے علم ردرگوش سے ملاقات کی تمام حالات پوچھے اور بہت افسوس کیا جوان فلک رفعت کو یاد کرکے آنکھون مین آنسو بھر لائے اور بہت رنج ہوا اوسکے بعد قلعہ کی خبر منگائی معلوم ہوا کہ عدیل بن عادی نے بہت آسانی سے قبضہ کرلیا ہے اور تمام فوج کفار کا قلع قمع کردیا ہے اسد نے گرشاسپ اور طلیہ سے کہا کہ قلعہ خالی کرالیا گیا ہے اب وہین چلکر قیام کرنا مناسب ہوگا گرشاسپ کو اور بھی حیرت ہوئی کہ اسقدر جلد قلعہ کو کیونکر مسخر کرلیا بڑے ہی بہادر اور کارگذار لوگ ہین غرضکہ تمام لوگ داخل قلعہ ہوتے صدائے مبارکباد بلند ہوئی سرداران اسد وغیرہ دنگلون اور کرسیون پر جلوہ افروز ہوا اسد سے گرشاسپ نے عظیم ردرگوش کی بہت تعریف کی اور کہا کہ یہ اگرچہ نوعمر ہے مگر اپنے مذہب کا اس قدر پابند ہے کہ جلاد کی تلوار کے نیچے بھی اسنے اپنی زبان اور دلکو قابو مین رکھا یہ نہ کہا کہ مین اپنے مذہب سے دست بردار ہوتا ہون اسد نے کہا کہ ہان ہم لوگون مین یہ بات تو کچھ ایسی اہم نہین ہے بالکل معمولی اور ایک ایسا فرض منصبی ہے جو کسی وقت اور کسی حالت مین نہین بدل سکتا ہم مین سے کسی نے سخت سخت مصائب اور تکلیف کے حالت مین یہ خیال بھی نہین کیا کہ دشمن سے ملجائین اور اوسکی ہان مین ہان ملائین یہ سنکر گرشاسپ اہل اسلام کی تعریف کرنے لگا اور کہا کہ اس سے بہتر اور کوئی بات قابل ستائش نہین ہوسکتی اب گرشاسپ رودینلی نے اسد کا نام و نشان

وخاندان پوچھا اسد نے کہا کہ میرا نام اسد بن کرب غازی ہے اور مین صاحبقران اول کا نواسا ہون میرے بزرگ تو خانہ کعبہ کو تشریف لے گئے ہین اور یہان کفار ناہنجار نے قلعون مین شور و غل مچا رکھا ہے جہانتک پاتے ہین مسلمانون کو قتل کرتے ہین مین ایک اکیلا قلعہ بہ قلعہ شہر بہ شہر اونکی سرکوبی کو جاتا ہون اور اپنی جان کھپاتا ہون اب آجکل **خونخوار بن دجال** بدخصال ہمارے قلعہ تباہ کرتا پھرتا ہی مین اوسکا پیچھا کر رہا ہون دیکھئے کب مقابلہ ہوتا ہے اور میرے دل کا حوصلہ نکلتا ہے **گرشاسپ** نے کہا کہ مین نے آپکا اور آپ کے بزرگون کا نام واقعہ نگارونکی تحریرون مین دیکھا ہے اور آپ کی شجاعت و بہادری اور جنگ آزمائی بمقابلہ شہزادہ **ایرج** نوجوان تاریخون مین دیکھی ہے درحقیقت آپ نے جو کارنمایان کیے ہین وہ کسی سے آج تک نہین ہوئے اور تمام سرداران **صاحبقران** آپکا نام بڑی عزت سے لیتے ہین اور ایرج تو آپ سے بہت دبے حالانکہ دعوے صاحبقرانی رکھتے تھے **اسد بن کرب غازی** اوسکی خوش بیانی اور کلمات تحسین و تعریف سنکر بہت خوش ہوا اوسکے بعد باری تعالی کی حقیقت و معرفت کے باب مین ایک عالمانہ مدلل تقریر کی جسکا اختصار یہ تھا کہ اے **گرشاسپ** ہمارا پروردگار اور مالک حقیقی خدائے عزوجل ہے جسکو تم لوگ خدا کہتے ہو وہ خدا نہین اور ہمارا خدا وہ خدا ہے جو سب پر حاکم اور قادر ہے اور اوسکو کسیطرح کا زوال نہین ہوا اور نہوگا وہ ہمیشہ ہے اور ہمیشہ رہیگا تمام مخلوق اوسی نے پیدا کی ہے اور سوائے اوسکے کوئی پرستش کے قابل نہین ہے تم لوگون کے جسقدر خدا تھے وہ سب مثل ہمارے تمہارے ایک مخلوق تھے کہ پیدا ہوکر فنا ہو گئے نہ وہ ہمیشہ سے تھے اور نہ ہمیشہ رہسکے ان مخلوقات مین سے بعض کسیقدر صاحب کمال یا بہادر و شجاع تھے اس لیے انھون نے گمراہ ہوکر دعوی خدائی کیا بیوقوف اور جاہل لوگون نے اونسے ڈر کر یا کسی طمع اور غرض سے تسلیم کر لیا مگر تم نے دیکھا ہوگا کہ آخرکار فنا ہو گئے تو جسطرح سب لوگ خدا کی مخلوقات مین شامل تھے اوسیطرح وہ بھی خدا ایسا ہونا چاہیئے کہ جسکو زوال نہو اور اوس نے سب کو پیدا کیا ہو کوئی اوس سے وصف مین زیادہ نہو۔ بقول شاعر ؎

جس نے ہے پیدا کیا افلاک کو
نور ایمان جس نے بخشا خاک کو
خاک کو پر نور سرتاپا کیا
قطرۂ ناچیز کو دریا کیا
لائق حمد خالق اکبر وہ ہے
خالق اشیائے بحر و بر وہ ہے
ہی یہ ادنی وصف اس خلاق کا
باغبان ہے گلشن آفاق کا
ہے عجب وہ صانع رنگین نگار
جس نے پیدا کین بہارین بیشمار
یہ نگارستان عالم کا چمن
ہے نسیم لطف حق سے خندہ زن
اسنے دکھلائین بہارین بیشمار
گل کھلائے سیکڑون لاکھون ہزار
ہے وہی بس قابل حمد و ثنا
جسکی ہے نی ابتدا نی انتہا

وہم اس رہ مین قدم فرسودہ ہے اور پائے فہم خواب آلودہ ہے
درک و عقل و فہم ہین یان نارسا ادعا عرفان کا ہے محض افترا
سخن کیا لکھون طبیعت دنگ ہے خامہ میدان ثنا مین لنگ ہے
کس سے اسکی قدرتون کا ہو حساب جس کے دریا کا فلک ہو اک حباب
کس زبان سے ہو ادا اوسکی ثنا ہوسکے کیا بندے کی عقل نارسا
وہ نہین محتاج توصیف جہان ہم سے کیا ہو اوسکی قدرت کا بیان
ذات اوسکی بے عدیل و بے مثال پاک ہے ہمتا قدیر و ذو الجلال
اوس سے روشن ہے زمین و آسمان اوسکی قدرت کی ہین سب نیرنگیان
کن کے کہنے سے کیا عالم بپا اور جب چاہے اوسے کردی فنا
خاک کے پتلے کو وہ گویا کرے قطرۂ ناچیز کو دریا کرے
نار کو دم مین گلستان وہ کرے مور کو دم مین سلیمان وہ کرے
باش رعنا روک تو اپنا قلم مرسلون نے بھی نہین مارا ہے دم

لہذا ہمارے مذہب کے سوا باقی جسقدر مذاہب ہین وہ سب باطل ہین اور ہمارے سوائے کوئی حق پر نہین ہے تمہارا خاص مذہب آئینہ پرستی ہے آئینہ کو سجدہ کرنا کسقدر سادگی اور سادہ لوحی کی بات ہے یا تو وہ شیشہ ہے یا اوسمین اپنی صورت نظر آتی ہے شیشہ عام کاریگرون نے بنایا ہے اور ہم جب چاہتے ہین اوسمین صورت نظر آتی ہی تو اگر اوس شیشہ کو خدا کہتے ہو تو وہ ایک بہت معمولی دھات ہے جو کہ ڈھال کے تختون اور سلون کی شکل بنا کر چوکھٹون مین جڑ دی جاتی ہے تاکہ انسان اوسکے ذریعہ سے اپنی صورت کے عارضی عیوب دیکھکر دفع کردے اگر بال پریشان ہون تو انہین درست کرے اگر کہین خاک یا تنکا لگا ہوا ہو تو اوس سے اپنے چہرے کو صاف کردے بس آئینہ اسی لیئے بنایا گیا ہے اور وہ بہت جلد ٹوٹ سکتا ہے جب ہم چاہین اوسے توڑ پھوڑ کے برابر کردین تو وہ شیشہ کسیطرح ہمارا تمہارا خدا نہین ہوسکتا ہے جسپر ہمکو اختیار حاصل ہے اوسکو ہمپر کوئی غلبہ اور اختیار نہین اب رہا عکس تو یہ ایسی عارضی اور فانی شے ہے کہ ہمارے روبرو ہونے سے وہ موجود ہو جاتی ہے اور ہمارے علیحدہ ہونے سے وہ معدوم ہو جاتی ہے تو جو چیز ہمارے قبضہ قدرت اور اختیار مین ہو بلکہ یون کہنا چاہیئے کہ جو شے ہمارے تابع ہو ہم اوسکے بندے اور پرستار کبھی نہین ہوسکتے کیونکہ ہم سے وہ ذلیل اور ہمارا محکوم و تابع ہے تیسری شے اوسمین ہماری صورت ظاہری ہے تو گویا خود پرستی یہ بھی عقل کے خلاف ہے کہ ہم اپنے خدا بنین کیونکہ خدا اور بندہ دونون چیزین علیحدہ علیحدہ ہین نہ کہ ایک اور ان دونونکو ایک کردینا بالکل عقل و قیاس کے خلاف ہے کوئی شے اپنی خالق نہین ہوسکتی اور نہ اپنی مخلوق ہوسکتی ہے چنانچہ تم اگر غور کروگے تو معلوم ہوگا ہر ایک چیز کو کسی نہ کسی نے بنایا ضرور ہے خود بخود کوئی شے نہین بنتی جب کبھی کسی شے کی تحقیقات کروگے تو معلوم ہوجائیگا کہ اسکا موجد اور صانع فلان شخص ہے اسیطرح ہم سب آدمی اگرچہ بظاہر اپنے والدین کے بنائے ہوئے ہین مگر درحقیقت ہم سبکا خالق

حقیقی

حقیقی وہی خدائے برحق ہے اور اوس نے سب سے پہلے ایک آدمی بنایا تھا اپنے دست قدرت سے اوسکی جسم کو تیار کرایا اور اوسکے اندر روح پھونکی اور پھر ایک عورت بھی اوسکے پہلو سے پیدا کی اوسکے بعد اون دونون کے ذریعہ سے اور انسان ہوئے پھر یہ خلقت بڑھتی گئی یہانتک کہ ساری دنیا آباد ہو گئی خدا نے یہ دنیا اور آسمان وغیرہ ہماری خلقت سے پہلے پیدا کر دیئے تھے غرضکہ وہ ایک اکیلا خدا ہے اور اوسکے سوا کوئی قابل پرستش نہین اگرچہ وہ ہمکو ان آنکھون سے نظر نہین آتا مگر اتنی عقل خدا نے ضروری دی ہے کہ ہم یہ سمجھین اور غور کرین کہ ہم سب مخلوقات خود بخود نہین پیدا ہوئے بلکہ ہم سب کو اور ان تمام آسمانون اور زمینون اور تارون اور سمندرون کو کسی نے ضرور بنایا ہے پس جس نے بنایا ہے وہی ہمارا خدا ہے اور وہ ہمکو کیونکر نظر آسکتا ہے جبکہ ہم مین اتنی قابلیت ہی نہین کہ ہم معمولی درجہ کی لطیف چیزون کو بھی دیکھ سکین مثل عقل اور روح کے کہ اوسکا دیکھنا ہماری قوت سے باہر ہے بلکہ صاف ہوا کو بھی ہم نہین دیکھ سکتے چہ جائیکہ خداتعالی کہ محض نور اور غیر مجسم ہے اوسکو تم دیکھ سکین اوسکو ہم مین سے صرف وہ لوگ دیکھ سکتے ہین جو دل کی آنکھون کو کام مین لاتے ہین اور جو اوسکے عاشق صادق ہین اونمین یہ مادہ پیدا ہوجاتا ہے کہ وہ اوسے دیکھ سکتے ہین اور وہ وہی خدا ہے جسے آپ لوگ خدائے آسمانی اور خدائے نادیدہ کہتے ہین الغرض خوشبیانی کے ساتھ توحید خالق ارض و سما بیان کی کہ جو زنگ کفر گرشاسپ رودیلی اور طلحہ بن عنظلہ کے آئینہ دل پر چھایا ہوا تھا وہ اس بیان فیض آثار سے بالکل دور ہو گیا اور دل اونکا مانند آئینہ کے صاف و شفاف ہو کر منور اسلام ہو گیا اسد بن کرب غازی سے کہا کہ جو شخص آپکے مذہب مین داخل ہونا چاہے وہ کیا کرے اسد غازی نے اوسکو کلمہ طیبہ تلقین فرمایا یہ مرد حق پسند از سر صدق مسلمان ہوا اور بعد اوسکے اپنے لشکر سے کہا کہ مین نے تو دین اسلام اختیار کیا تم مین سے جسے میرا ساتھ دینا ہو وہ اس مذہب برحق کو اختیار کرے اور جسے نہ منظور ہو وہ چلا جائے سبنے کہا کہ ہم آپ کے تابع ہین جو مذہب بادشاہ کا وہ ہمارا مذہب اب اسد غازی کو جسقدر قلعہ ہفت منظر کے بربادی کا رنج تھا اوسیقدر بلکہ اوس سے زیادہ ان لوگون کے مسلمان ہونے کی خوشی ہوئی کیونکہ یہ دونون سردار نہایت قوی دل اور بہادر تھے انکی جرأت کا حال آئندہ داستانون مین اپنے موقع اور محل پر ظاہر ہوگا۔ اسد غازی نے گرشاسپ گرد سے کہا کہ آپ یہان کی حکومت اپنے اختیار مین لیں اس لیے کہ اعظم دُر دُز گوش ابھی بچہ ہے اور آپ اسکے محسن و جان بخش ہین گرشاسپ رودیلی نے عرض کیا کہ مین قدم مبارک آپکے چھوڑنا اچھا نہین سمجھتا اگر بادشاہی ہفت کشور بھی ہاتھ آئے تو آپ کے قدمون سے دور نہون اسد غازی نے فرمایا کہ اے برادر من مین خانہ بدوشون کی طرح ہون مجھے ایک مقام پر رہنا پسند نہین تم میرے ساتھ کہان تک تباہ پھروگے ؎

اوارہ و سرگشتہ نہ دیوار نہ در کے
سایہ کیطرح ہم نہ ادھر کے نہ اودھر کے

آپ ان تکلیفون کو کیونکر برداشت کرسکین گے کیونکہ یہ بات عادت پر موقوف ہے

میں بچپن سے عادی اسیدکا ہون میرے واسطے دامن صحرا آغوش مادر ہے آپ اپنے عیش کو نہ ترک کرین مین بطیب خاطر کہتا ہون کہ آپ حکومت یہان کی اختیار کرین گرشاسپ نے کہا کہ غلام تو عرض کرچکا کہ آپ ہی کے دامن دولت کے سایہ مین رہونگا اور انشاء اللہ مرتے دم تک یہ قدم نہ چھوڑونگا اب اسد بن کرب غازی نے اپنے فرزند دلبند یعنے معروف بن اسد کو بلایا اور گرشاسپ رودیلی کیطرف اشارہ کرکے فرمایا کہ انکی فوج کا لباس مثل ہماری فوج کے کرو اور طلحہ بن عنطلہ کو تم اپنے گروہ کے ساتھ رکھو حسب الحکم اسد دلاور معروف نے سب انتظام کردیا اب اسد غازی نے عظیم دردر گوش کو تخت پر بیٹھالا اور فنون سپہ گری سکھانے والے اُستاد اس بچہ پر معین کئے ہنوز کوچ نہین کیا تھا کہ دیکھا ایک نوجوان آنکھون مین آنسو بھرے ہوئے چلا آتا ہے اسنے آکر اسد کو مجرا کیا اسد نے پوچھا کہ تو کون ہے اوسنے عرض کیا کہ حال میرا قابل بیان نہین ہے اگر آپ سنین گے تو بہت رنج فرمائین گے مین نے آپکی آمد کا حال جو سُنا تو اپنا ماجرا بیان کرنے چلا آیا اسد نے فرمایا کہ پھر کیون نہین بیان کرتا اسنے کہا کہ خیر میرا حال تو جو ہے وہ ہے آپ کے والد ماجد کے پرنانا یعقوب شاہ اندلسی کو مع لشکر خونخوار بن دجال نے بیابان پوشیدہ مین پھونک دیا یہ سنکر اسد دلاور بہت روئے اور کہا کہ اب وہ حرامزادہ کہان گیا ہے اوس نے عرض کیا کہ ملک زنگبار کی طرف گیا ہے وہان جاکر دیکھیے کیا آفتین برپا کرتا ہے پوچھا کہ حاکم اندلس کسنے مقرر کیا ہے کہا اسنے ایک سردار کو کہ نام اوسکا فرنیل مشت زن ہے مین خبر آپکی سنکر اسطرف آیا تھا الحمد للہ کہ آپکے قدمبوسی حاصل ہوگئی اسد نے نام اوسکا پوچھا کہا غلام کو نہین پہچانا مین خانہ زاد ہون ادریس بن اندلس میرا نام ہے اسد غازی نے اوسکو گلے سے لگایا اور عیار ہوشیار جانکر اسد ثانی سے کہا کہ اے فرزند یہ اوسکا بیٹا ہے جو ہمارے والد ماجد کرب غازی کا عیار تھا تم اسے بھائی اپنا سمجھکر اپنا عیار مقرر کرو اور اپنے ساتھ رکھو پھر یہ بانہائے عیاری اوسکو منگوا دئے لباس بدلوا دیا ادریس بن اندلس اسد ثانی کے ساتھ ہولیا اب شاہزادہ اسد غازی نے معروف بن اسد طلحہ بن عنطلہ اور گرشاسپ گرد کو پہلے مقدمۃ الجیش بناکر روانہ کیا اور معروف کو سمجھا دیا کہ جسوقت تم قریب اندلس کی پہنچنا تو طلحہ بن عنطلہ اور گرشاسپ کے مسلمان ہونے کا حال ظاہر نہ کرنا بعد اسکے خود بھی مع کل لشکر کوچ کرکے طرف شہر اندلس کے روانہ ہوئے اب اول منزلون کو طے کرتے ہوئے گرشاسپ رودیلی اور طلحہ بن عنطلہ اور معروف بن اسد قریب شہر اندلس کے پہونچے اوس طرف اہل قلعہ نے جو گرد آمد لشکر کی دیکھی چار سوار برائے دریافت حال روانہ کئے یہ سوار گھوڑے دوڑا کر قریب لشکر معروف بن اسد کے آئے دیکھا کہ ایک بادشاہ ساٹھ ہزار سوار سے چلا آتا ہے انھون نے مؤدب ہوکر سلام کیا گرشاسپ نے پوچھا کہ تم کون لوگ ہو اور کسواسطے آئے ہو ان سوارون نے عرض کیا کہ ہمارے

بادشاہ نے ہمکو دریافت حال کے واسطے بھیجا ہے کہ آپ کہان سے آتے ہین اور کیا ارادہ رکھتے ہین اور مذہب آپکا کیا ہے گرشاسپ رودیلی نے اپنا نام بتایا اور کہا کہ مین اس ارادہ پر چلا ہون کہ جہان خداپرستون کو پاؤن اونھین قتل کرون مین نے سنا کہ بادشاہ تمہارا ہمارا ہم مذہب اور کشندہ خداپرستان ہے مجھے شوق ملاقات پیدا ہوا اسی غرض سے اسطرف آنکلا ہون سوارون نے کہا کہ یقین تو ہے کہ بادشاہ ہمارا آپ سے بہت خوشی کے ساتھ ملے ہم جاکر اطلاع کرتے ہین گرشاسپ تو اسے مقام پر ٹھہرے اور سوار گھوڑے اوٹھائے ہوئے فرسیل مشت زن کے پاس آئے اور تمام ماجرا بیان کیا یہ سنکر فرسیل بہت خوش ہوا اور برائے استقبال آیا اور کہا کہ آپ قلعہ کے اندر تشریف لے چلئے گرشاسپ رودیلی نے کہا کہ جب ہم اور آپ ایک ہین تو تکلف کس بات کا ہے چلئے فرسیل گرشاسپ کو لیے ہوئے داخل قلعہ ہوا اور نہایت اعزاز سے مہمان کیا گرشاسپ رودیلی نے کہا کہ آپ کچھ متفکر سے معلوم ہوتے ہین فرسیل نے کہا کہ جی ہان اوسکا ایک سبب ہے وہ یہ ہے کہ مین نے سنا ہے کہ اسد نامی کوئی شخص پیدا ہوا ہے کہ وہ مذہب اسلام رکھتا ہے اونے تمام مفتوحہ قلعے خونخوار بن دجال کے اپنے قبضہ مین کر لیئے اور سردارون کو خونخوار بن دجال کے قتل کر ڈالا وہ ایسا زبردست ہے کہ کوئی اوس سے عہدہ برآ نہین ہو سکتا مجھے یہ خوف ہے کہ کہین وہ اسطرف بھی نہ آئے اسی خیال سے مین نے قلعون پر توپین چڑھوا دی ہین گرشاسپ ہنسا اور کہا کہ مین تو دعا مانگتا ہون کہ وہ جلد آجائے تو میرے اوس کے مقابلہ ہو دیکھنا تمہارے سامنے کیا حالت کرتا ہون کیون بھئی طلیحہ تمہارا کیا خیال ہے طلیحہ نے کہا حضور بھلا آپ سے وہ کیا مقابلہ کریگا عالم مین کوئی بھی آپ سے عہدہ برآ نہین ہونے کا اب فرسیل کے دل کو تقویت ہوئی کہ یکایک از پردہ بیابان گردے برخاست مگر گرد تیرہ و تیرہ خیرہ سر گرد بر آسمان رسیدہ پائے گرد در زمین محدہ یہ معلوم ہوتا ہے کہ بیابان پوشیدہ کی جانب سے ایک آندھی اٹھی ہی فرسیل نے گھبرا کر ہرکارے برائے دریافت حال روانہ کئے ہرکارے گئے اور کچھ دیر کے بعد آکر عرض کی کہ حضور وہی بلا آتی ہے جسکا آپکو خوف تھا یعنے اسد کا لشکر چلا آتا ہے یہ سنکر فرسیل کا رنگ فق ہو گیا گرشاسپ نے کہا کہ آپ پہلوان ہو کر ڈرے جاتے ہین جب ابھی سے آپ کی یہ حالت ہے تو بروقت مقابلہ کیا ہوگا بڑے تعجب کی بات ہے کہ سنی سنائی بات کو آپ مان لیتے ہین ع شنیدہ کے بود مانند دیدہ جس وقت مقابلہ ہو رزم گرم کا حال کھلے اور یون تو لوگ ہر ایک نئے شخص کی ہوا باندھ دیتے ہین اسکا کچھ اعتبار نہین آپ لشکر اپنا قلعہ سے نکالئے ہم آپ کے ساتھ ہین پہلے ہم لوگ مقابلہ کرین گے اگر آپکا برا دیکھیگا

قلعہ مین آکر پھاٹک بند کر لیجئے گا ایسا اسکو ورغلاتا کہ فرسیل مشت زن راضی ہوا اور لشکر کو لیکر قلعہ سے نکلا معروف بن اسد تو دس ہزار سوار سے قلعہ مین رہا کہ اگر یہ پلٹ کر قلعہ کا رخ کرے تو پھاٹک بند کر دین اور گرشاسپ رودیلی نے آگے طلحہ بن عنظلہ اور فرسیل مشت زن کو کیا اور تھوڑے سے فوج بھی طلحہ کے ساتھ کر دی اور بعد اسکے فرسیل کی فوج ہوئی اور پیچھے اس فوج کے اپنے فوج کے بھی صف بندی کی اور قلعہ سے نکل کر باہر آئے اب یہ لوگ اپنے اپنے کام سے ہوشیار ہوکر کھڑے ہوئے کہ یکایک دامنہ گرد کا شگافتہ ہوا اور دل گرد سے نعرہ شیرانہ کی صدا آئی اور اسد دلاور مع فوج ظاہر ہوا فرسیل مشت زن نے طلحہ بن عنظلہ سے کہا کہ آپ دیکھتے ہین کہ یہ کیسا دلیر و بہادر ہے کہ فوج قلیل سے کسطرح چلا آتا ہے کہ اسے کوئی بھی خوف نہین ہے یہ سنکر طلحہ بن عنظلہ نے کہا کہ اوسکا تو کیا ذکر تیرے لیئے تو اوسکے ملازم و خادم بھی بہت ہین فرسیل نے کہا یہ کیسا طلحہ بن عنظلہ نے ہاتھ کمر مین ڈالدیا اور کہا کہ زور کرکے آزمائش کرلے فرسیل نے کہا آزمائش کی ضرورت نہین جلد خبردار ہو جاؤ کہ دشمن قریب آگیا ہے اوسکی خبر لو طلحہ بن عنظلہ نے کہا دشمن تو بغل مین ہے اور تجھے خبر نہین یہ کہکر جو زور کیا تو فرسیل مشت زن کو قاش زمین سے اوٹھا لیا اور ہاتھ پر بلند کر لیا فرسیل پکارا کہ یہ کیا حرکت ہے ہم تو کہتے تھے کہ ہم تمہاری طرف سے لڑین گے طلحہ بن عنظلہ نے کہا بیوقوف کافر کیطرف سے مسلمان مسلمان سے لڑے گا تو بکتا کیا ہے منم طلحہ بن عنظلہ غلام اسد غازی فوج نے جو یہ رنگ دیکھا کہ سردار گرفتار ہوگیا بھاگنے کا قصد کیا لیکن آگے فوج طلحہ بن عنظلہ کے تھے ان لوگون نے روکا اب چاہا کہ پلٹ کر داخل قلعہ ہو جائین اسطرف فوج گرشاسپ سد راہ ہوئے اودھر اسد دلاور نے قریب پہونچکر جو بوق پھونکے فوج نے گھوڑے اوٹھا دیئے اور چارون طرف سے آکر گھیر لیا اور راہ گریز ہر طرف سے مسدود کر دی ابتو سب کے سب گھبرائے گرشاسپ نے کہا کہ ہتھیار رکھدو تو جان بچیگی ورنہ سب قتل ہو جاؤ گے اور یہی آواز اسد بن کرب غازی نے بھی دی اس کشمکش مین سوا ہتیار ڈالدینے کے اور کچھ نہ بن پڑی ایک ایک قزاق نے ایک ایک سوار کو باطمینان تمام باندھ لیا طلحہ بن عنظلہ فرسیل مشت زن کو ہاتھ پر بلند کیئے ہوئے تھے فرسیل مشت زن نے کہا کہ کونسی دوستی تھی کہ تم نے میری فوج کو گرفتار کرادیا اور مجھے اپنے قابو مین کرلیا طلحہ بن عنظلہ نے جواب دیا کہ او ملعون تو اسی قابل تھا جو تیرے ساتھ کیا گیا بلکہ اس سے زیادہ ہونا چاہیئے اسد بن کرب غازی نے جسوقت گرفتاری لشکر سے فراغت پائی تو اسد بن کرب غازی نے حکم دیا کہ جنگل کاٹ کاٹ کر لکڑیان ڈھیر کردو اور جسقدر روغن ممکن ہو وہ لاکر چھڑک دو تاکہ ان ملعونون کو مین بھی اوسی طرح پھونک دون جسطرح ان ظالمون کے ہاتھ سے

اہل اسلام پھونکے ہین یہ حکم پاتے ہی قزاق روانہ ہوئے اور جسقدر لکڑی قلعہ سے ممکن ہوئی وہ لاکر ڈھیر کی اور باقی جنگل کٹواکر انبار کرادیئے اور اون لکڑیون کا ایک قلعہ سا بناکر تیار کیا اور فرسیل مشت زن کو مع لشکر اوس قلعہ ہیزم مین بند کرکے لکڑیون پر تیل ڈال کر آگ لگادی اور شعلے بھڑک کر جلے یہ دیکھ کے کفار فریاد کرنے لگے کہ ہمین پناہ دو مگر اسد بن کرب غازی دلدوز رونے ایک نہ سنی اور یہ جواب دیا کہ تم وہی ظالم ہو جنہون نے اہل اسلام کو پھونکا ہے اب مجھے بغیر خونخوار بن دجال کو مارے قرار نہ آئیگا کیونکہ تمہاری طرف سے دل جلا ہوا ہے کلیجے مین آبلے پڑے ہوئے ہین غرضکہ یہ سب کافر جلکر خاک ہوگئے اب اسد بن کرب غازی اوس مقام پر آئے جہان خونخوار بن دجال نے خدا پرستون کو پھونکا تھا اسد بن کرب غازی نے بسوا خاک اور کچھ نہ پایا پہلے تو اسد بن کرب غازی ان سب کے حال پر ملال پر بہت روئے اوسکے بعد ایک گڑھا کھودوا کر تمام خاک جمع کراکر اوس گڑھے مین دفن کرکے نشان قبر کا بنادیا اور اوسپر ایک پتھر نصب کرادیا جسپر کچھ اشعار عبرت آمیز حال مین ان سوختہ بختون کے تھے بعد اسکے گنج شہیدان پر فاتحہ خیر پڑھا اور وہان سے پلٹ کر داخل قلعہ ہوئے اور طلحہ بن حنظلہ کی نہایت تعریف کی کہ تم نے کیا اشارون پر کام کیا ہے فضلان شاہ کو یہان انتظام کے واسطے چھوڑا اور فرمایا کہ ہم قلعہ زنگبار کیطرف چلتے ہین تم جلد یہان کا انتظام کرکے ہمارے پاس آؤ اور صرف ایک ہزار آدمی فضلان شاہ کے حوالے کیا اور کل لشکر کو اپنے ہمراہ لے کر قلعہ زنگبار کیجانب روانہ ہوئے فضلان شاہ نے [illegible] تعمیر کرنا شروع کیا شہر کا انتظام کیا اودھر اسد بن کرب غازی نے رہبری کرنا شروع کی کہ کسیطرح جلد قلعہ زنگبار تک پہونچون ایسا نہو کہ زنگبار بھی مثل اندلس کے برباد ہو جائے اگلی

تو اسی مقام پر چھوڑا جاتا ہے اور یہان سے

چند کلمہ داستان خونخوار بن دجال کے بیان کیئے جاتے ہین۔

راوی بیان کرتا ہے کہ خونخوار بن دجال نے جسوقت بربادی شہر زنگبار سے فراغت پائی تو دست تعدی اسکا ہندوستان کیطرف دراز ہوا اور مع لشکر جہازون پر سوار ہو کر جانب ہندوستان روانہ ہوا جسوقت راہ دریا طے ہوئی اور جہازون نے لنگر کیا اہل ہند سمجھے کہ جہاز زنگبار سے آتے ہین اکثر لوگ دیکھنے کو آئے تو یہان اس گبر ناہنجار یعنے خونخوار بن دجال کو دیکھا ان لوگون مین ہرکارے بادشاہ ہندوستان شہپال ہندی کے بھی تھے یہ خبر دریافت کرکے گئے اور جاکر بیان کیا کہ کوئی کافر ہے کہ نام اوسکا

خونخوار بن دجال ہے وہ فوج بیشمار سے آیا ہے شہپال ہندی نے عادل شیر دل اور فاضل شیر دل اور طلحہ بن لندھور سے کہا کہ تم جاؤ اور حال اس کافر بدکیش کا دریافت کرو کہ کس قصد سے آیا ہے یہ سنکر یہ تینون دلیر تھوڑی سی فوج اپنے ہمراہ لیکر جانب سرحد روانہ ہوئے جسوقت قریب لشکر خونخوار بن دجال پہونچے دیکھا کہ فوج بے شمار اس کے ہمراہ ہے اور سرحد ہند میں لشکر اوترا ہوا ہے یہ دیکھکر انکو بہت غصہ آیا اور اوسطرف خونخوار بن دجال کو خبر ہوئی کہ بادشاہ ہندوستان کی جانب سے تین سردار آئے ہوئے ہین خونخوار بن دجال نے کہا کہ بلالو اونکو اور تین کرسیان منگوا کر بچھوا دین اور آپ دنگلی پر بیٹھا جسوقت عادل شیر دل اور طلحہ بن لندھور اور فاضل شیر دل داخل بارگاہ خونخوار بن دجال ہوئے بطریق اہل اسلام سلام کیا اور آواز دی کہ جو شخص خدا کو برحق جانتا ہو اور تمام ادیان کو سوائے مذہب اسلام باطل سمجھتا ہو اوس پر میرا اسلام ہو یہ سنکر تمام سرداران لشکر خونخوار بن دجال جو رستم وقت تھے اور دربار مین موجود تھے نہایت برہم ہوئے اور کہا کہ ہرچند ایسے دریدہ دہنون کا قتل کرنا جملہ واجبات سے ہے لیکن مجبوری یہ ہے کہ یہ اپنے گھر پر آئے ہوئے ہین قتل انکا باعث بدنامی ہے سکوت اختیار کیا کہ بروقت مقابلہ سمجھا جائیگا لیکن جسوقت سرداران اسلام کرسیون پر بیٹھے خونخوار بن دجال نے کہا کہ لندھور نے انتقال کیا عادل شیر دل نے جواب دیا کہ اے خونخوار بن دجال بحمد للہ ہمارے خاندان مین سب تلوار کی موت مرے اور بستر خواب پر کوئی ہلاک نہین ہوا ہم پریشان تھے کہ ہمارا کیا انجام ہوگا مگر تیرے آجانے سے وہ پریشانی دفع ہو گئی اور معلوم ہو گیا کہ ہم تلوار کی موت مرین گے اور مثل ابا ہجون کے بستر پر ہلاک نہونگے اب تو اپنا ارادہ ظاہر کر کہ تیرا کیا قصد ہے اوسنے کہا کہ مین خداوندان گذشتہ کا بندہ ہون اور دشمن خدا پرستان ہون کیونکہ تونے دو سو خداوند مانند خداوند ابلیس و تینک ہینک و دم ہمیشہ لونک بونک لونا چماری و خداوند جمشید و سام کی تمرات مختلفہ نمرود شاہ مکاکی خداوشاہ ہامان شاہ فرعون شاہ نزبرجار شاہ زمرد شاہ باختری وغیرہ ان خدا پرستون کے ہاتھ سے پریشان ہو کر جانب آسمان چلے گئے اور انکی برکت اس زمین سے اوٹھالی مین نے اس لیے خروج کیا ہے کہ مین تمام خدا پرستون کو اس صفحہ ہستی سے مٹا دون اور اوسی مذہب قدیم کو رواج دون یہانتک آتے مین جسقدر ملک خدا پرستون کے راستے مین ملے اون سب کو مین نے جلا دیا اور ایسا تباہ کیا کہ کوئی خدا پرست باقی نہ رہا اور اب جسقدر ملک باقی ہین اونکو ویران کرتا ہوا قلعہ ذوالامان پر جاؤنگا اور حاتم فنفنہ کو قتل کرکے اوس قلعہ کو بھی برباد کرونگا کیونکہ جڑ فساد

کے وہی مقام ہے وہین حمزہ کے ناموس ہین تمہارے ساتھ اتنی رعایت کرتا ہون کہ خیر اب تک جو بے ادبیان تم سے ہوئین وہ ہوئین اونھین مین نے معاف کیا لیکن آئندہ سے تم دین جدا پرستی کو ترک کرو اور پرستش خداوند آئینہ کی اختیار کرو کہ وہ عجب خداوند ہے ہر بندے کے سامنے اوسی کی صورت بنکر آتا ہے تاکہ وہ خوش ہو اور اپنی پرستش پر رحم رکھتا میرا مانو اس لیے کہ اب بھی دور ہے مجھ سے زیادہ جاہ وحشم کے ساتھ حوت آئینہ پرست خروج کیا چاہتے ہین اونکے ساتھ خان اعظم یعنے صلصال بن زال بن دیو بن شمامہ جادو بھی ہین اور چند ساحر بلائے بد آفت روزگار ہین بلکہ مبہوت جادو کہ ساحری وقت ہین اونکا جواب دینے والا نہین ہے یہ سنکر عادل شیردل نے فاضل شیردل کیطرف دیکھکر کہا کہ انا للہ وانا الیہ راجعون جو کچھ ماموں صاحب یعنے لندھور بن سعدان گرد خواب مین ارشاد فرماگئے تھے وہ سب درست ہے اور اوسکا ظہور ہوا ہی چاہتا ہے خیر جو مرضی پروردگار یہ کہکر خونخوار بن دجال کی طرف مخاطب ہوئے اور فرمایا کہ اے خونخوار بن دجال ہم تو کہہ چکے کہ ہمین مرنے کا خوف نہین بلکہ حسرت یہی ہے کہ تلوار کی موت مرین تم اپنی فوج میدان ہندوستان مین اوتارو ہم بھی لشکر اپنا قلعہ سے نکالتے ہین ہمارے تمہارے مقابلہ ہوگا جسوقت تک ہم زندہ ہین پرستش اوس معبود حقیقی اور رب تحقیقی کی ترک نہ کرین گے یہ کہکر تینون سردار اوٹھ کھڑے ہوئے اور خدمت مین شہپال ہندی کے روانہ ہوئے جسوقت قلعہ مین پہونچے شہپال ہندی سے سارا ماجرا بیان کیا اور کہا کہ آپ تو قلعہ کو آراستہ کرین اور ہم لشکر لیکر خونخوار بن دجال کے مقابلہ کو جاتے ہین اور حاکمان ہندوستان کو نامے لکھتے ہین اگر خدا نے فتح دی فہو المراد ورنہ آپ توپون سے ان کافرون کو اوڑا دیجیگا یہ کہکر نامے تحریر کیے مضمون سبکا یہ تھا کہ اے بھائیون اگر ملک اپنا اور ایمان اور عزت بچانا ہے تو دیکھتے ہی اس نامے کے جلد اپنے کو مع لشکر کے پہنچاؤ شاید یکدل ہوکر مقابلہ کرین تو فتح پائین اسواسطے کہ فوج حریف کے ساتھ بیشمار ہے اور بڑے بڑے پہلوانان زبردست اوس کے ہمراہ ہین جس وقت یہ نامے تیار ہوئے ایک نامہ بنام عبدالعزیز ہندی روانہ کیا اور ایک فرمان بختیار شاہ کو بھیجا ایک دولت شاہ کو اور ایک فرخ شاہ کو اور ایک مخمور شاہ کو اور ایک راجہ دلیپ کو روانہ کیا اور زبانی بھی کہلا بھیجا کہ اب صرف تمہارے آنے کا انتظار ہے کہ تم بھی آلو تو ہم فوج قلعہ سے نکالین اور لشکر حریف کے مقابل بارگاہ برپا کرین اسطرح ہو جلد پہونچو اور اس ملک کو بچاؤ کہ یہ ملک جناب شیث ؑ پیغمبر کا بسایا ہوا ہے

ہم سب اونھین کی اولاد مین سے ہین اور جن لوگون سے کہ قوت تھی یعنے صاحبقران اور اولاد صاحبقران اونسے تو زمانہ خالی معلوم ہوتا ہے اب اس ملک پر بھی تباہی آئی سب یکدل ہو جاؤ ؎

دو دل یک شود بشکند کوہ را
پراگندگی آرد انبوہ را

جسوقت یہ نامے روانہ ہو چلے تو گوجر ملک اور بلند خان قندھاری اور خضر شاہ کشمیری کو حکم دیا کہ تم جا کے مناسب تجویز کرکے بارگاہ برپا کرواور لشکر کو اوتارو ہم بھی آتے ہین یہ حکم پاکر یہ تینون سردار قلعہ سے نکل کر اپنے کام مین مشغول ہوئے اور اہل قلعہ انتظار مین اپنے مددگارون کے بیٹھے ہین لیکن جسوقت یہ نامے ہر چہار جانب ہندوستان مین پہونچے اور خبر آمد خونخوار بن دجال کی مشتہر ہوئی تو تمام ہندوستان مین ایک تہلکہ مچ گیا ہزارہا آدمی اہل و عیال کو لے کر غیر ممالک کی طرف پناہ لیتے روانہ ہو گئے اور جو لوگ کہ مستقل مزاج تھے اونھون نے کمر مرگ پر کسی اور کہا کہ ہم اپنا گھر نہ چھوڑینگے جو مرضی خدا ہوگی وہ ہر طرح ہوگا ع

جو کہ بینائی کی ہے بات وہ پیش آئی ہے

الحاصل تیسرا دن تھا کہ صحرا سے گرد اوڑتی اہل قلعہ دیکھنے لگے جسوقت دامن گرد کا شگافتہ ہوا تو عبد العزیز ہندی چالیس ہزار سوار سے نمودار ہوا اہل قلعہ استقبال کرکے اوسکو لائے کہ دوسری گرد اوڑی اور بختیار شاہ ہندی پچاس ہزار سوار سے پہونچا اسی طرح دولت شاہ اور فرخ شاہ اور محمود شاہ اور رائے دلیپ وغیرہ دس دس بیس بیس ہزار سوار و پیادہ کی جمعیت سے دو چار روز مین یکے بعد دیگرے آگئے اب قریب مین لاکھ کے فوج ہندوستان تیار ہو گئی مگر یہ سب سردار ضعیف ہو چکے ہین نہ وہ زور انمین ہے نہ کثرت ہے نہ قضا پر اختیار اب طلحہ بن لندھور اور عادل شیر دل اور فاضل شیر دل ان سب سردارون کو لیکر میدان مین آئے اور بارگاہین برپا ہو گئین سب لشکر ایک ہو گئے قلب لشکر مین خیمہ طلحہ بن لندھور کا برپا ہوا کہ یکایک ادھر دہ بیابان گردے برخاست مگر گرد تیرہ و خیرہ سر گرد بر آسمان رسیدہ و پائے گرد در زمین پیچیدہ زیر آسمان ایک آسمان خاکی نمودار تھا یکایک ہوا نے مارا گرد کو گرد نے مارا ہوا کو دامن گرد کا شگافتہ ہوا اور دل گرد سے ساڑھے سات سو علم نشانہ سات لاکھ پچاس ہزار سوار کا نمودار ہوئے کہ پھریرون پر اونکے صفت و ثنا خداوند آتش کی مرقوم تھی اور آگے آگے ایک سردار زبردست ایک خچر پر سوار گرد بہت سے سرداران زبردست یہ آکر پہونچے عقب مین انکے غول کے غول پرے کے پرے تیپے کے تیپے اور دستے کے دستے سوارون اور پیدلون کے آنے لگے یہانتک کہ تمام میدان فوجون سے ملو ہو گیا اور خونخوار بن دجال نے مقابل

لشکر اسلام خیمہ برپا کیا اور لشکر اوترا سردار مرکبون سے اوتر اوتر کر داخل بارگاہ ہوئے آمد لشکر بین شام ہوگئی تھی اہل اسلام آپس مین کہتے تھے کہ یہ کافر کہان سے اسقدر جمع ہوگئے ادھر خونخوار بن دجال داخل خیمہ ہوا اور سردار آآکر کرسیون دنگلون پر بیٹھے جام شراب ناب کو گردش ہوئی دور چلنے لگا آوازین ہوشا ہوش ونوشا نوش کی بلند ہوئین طائفے حاضر ہوئے مجرا ہونے لگا یہان تو یہ صحبت عیش ونشاط برپا ہے اور اوسطرف لشکر اسلام مین بہادران دیندار نے نمازون سے فراغ حاصل کیا ہے سب ایک جگہ آکر بیٹھے ہین باتین ہو رہی ہین ایک دوسرے سے کہہ رہا ہے کہ بھائیو بچپن سے جوانی آئی جوانی سے بڑھاپا اسکے بعد سوا موت کے اور کیا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ قضا ہم لوگون کی آگئی ہے جو یہ کافر بدکیش اتنے بڑی فوج سے چڑھکر آیا ہے خیر کچھ پروا نہین اگر بستر پر مرجاتے تو کیا حاصل ہوتا تلوار کی موت مرنے مین دین ودنیا دونون بنتے ہین اگر زندہ بچے تو غازی کہلائے اور مرگئے تو شہیدون مین داخل ہوئے مرنا تو ہر طرح ہے کل وہ تلوار کرو کہ یہ کافر بھی یاد کرین کہ کسی سے سامنا پڑا تھا اور لشکر اسلام کے بڈھے بھی جوانون پر فوق رکھتے ہین یہان یہی چرچے تھے خونخوار بن دجال نے طبل جنگ بیدرنگ بجوادیا نقارہ رزمی کی صدا نے اہل اسلام کو بھی آمادہ جنگ کیا یہان بھی کوس حربی نوازش مین آیا تیاری جنگ ہونے لگی دلاوران اسلام باوجود ضعیف ہونے کے جھکی ہوئی کمرون کو پٹکون سے سیدھا کر رہے تھے اور مصروف اہتمام جنگ تھے ایک ایک کے گلے ملکر کہتا تھا کہ کل اس دار فانی سے جانب ملک جاودانی کوچ ہے اسی عالم مین وہ رات بسر ہوئی اور وہ سحر نمودار ہوئی جس کے شفق خونریز نے اہل اسلام کی گواہی دے رہی تھی غازیان دیندار و غیور شعار نے نمازین پڑھین اور آلات حرب تن پر آراستہ کرکے رخ میدان کارزار کا کیا گھڑی بھر دن چڑھتے چڑھتے تمام میدان دورویہ فوجون سے مملو ہوگیا اسطرف اہل اسلام نے صفین باندھین میمنہ میسرہ قلب جناح ساقہ وکمینگاہ اگلا ہراول پچھلا چنڈاول آٹھون صفین درست کین اور سردار اپنے اپنے مرتبون کے موافق صفون سے آگے بڑھ بڑھ کر کھڑے ہوئے اوسطرف خونخوار بن دجال نے سامنے لشکر اسلام کے اپنی فوج کو صف آرا کیا اوسوقت دونون لشکرون سے بیلدار برق رفتار نکلے اور پستی و بلندی زمین کی درستی وتیز دستی کرکے نکل گئے سقون نے آب پاشی کرکے گرد کو بٹھایا نقیبون نے باواز بلند کہا کہ ؎

رومی مصری کھاورے کرلی سب جگ آن
جو تلوار کے منہ چڑھے وہ شہید کہلائے
آج ذکر رن بیچ خوب کرو گھمسان
جو جگ مین جیتا بچے وہ گاجی کہلائی

شعر

بیاہ لیجا کر عروس موت کو
دو طلاق اس زندگی سے سوت کو

جسوقت نقیب یہ آواز دیکر پرون سے ہٹے بہادرون کی رگون مین خون شجاعت نے جوشش مارا مرکبون پر جھومنے لگے ہاتھ قبضہ شمشیر کیطرف بڑھ گئے کہ یکایک لشکر خونخوار بن دجال سے تاریک خرس رو میدان مین آیا اور نعرہ مارا کہ باشس اے گروہ خداپرستان و فرقہ مسلمانان جسکو تمنائے مرگ و آرزوئے قضا ہو وہ سامنے میرے آئے یہ سنتے ہی لشکر اسلام سے گوجبر ملک اسکے مقابلہ کو گیا تاریک خرس رو نے نیزہ مارا گوجبر ملک نے نیزہ اسکا نیزہ پہ گانٹھا طعنین چلنے لگین ستر ہوین طعن کے بعد گوجبر ملک نے نیزہ ہاتھ سے تاریک کے ہوائی کیا بس اس نے غصہ مین تلوار کھینچ لی اور گوجبر ملک پر وار کیا انھون نے بھی تلوار کھینچی رد و بدل ہونے لگی ایک مقام پر گھوڑے نے ٹھوکر کھائی کہ گوجبر ملک جھٹکے مین اپال مرکب پر جھک پڑے خود سر سے گر گیا تلوار جو سر پر پڑی کاسہ سر مین در آئی تاریک نے جھٹکا مارا کہ تلوار جگر تک اوتر آئی اور یہ مرد مسلمان شہید ہوا یہ دیکھکر عبد العزیز ہندی دوڑ پڑے اور تاریک سے سامنا کیا بعد رد و بدل کے عبد العزیز ہندی نے بھی تیغ قضا کو پر تقاضائی اور یہ بھی شہید ہوئے اب عادل شیر دل نے باگ مرکب کی لی اور سامنے تاریک کے پہونچکر مقابلہ کیا اور ایسا ہاتھ مارا کہ اسکے دو ٹکڑے ہوئے لشکر اسلام سے صدائے مرحبا بلند ہوئی لیکن خونخوار بن دجال نے ثعبان اژدر سوار کیطرف دیکھا ثعبان اپنا مرکب بڑھا کر میدان مین آیا اور عادل شیر دل سے سامنا کیا نیزہ بازی ہوئی کام نہ نکلا نوبت شمشیر زنی کی پہونچی عادل شیر دل نے اسکو بھی مارا شام تک تین چار سردار جان سے مارے اور دو ایک کو زخمی کیا شام کو طبل باز گشت بجا دونون لشکر میدان سے پھرے مسلمانون نے اپنے کشتون کو دفن کیا کفار نے اپنی لاشین اوٹھواکر دریا مین بہادین خونخوار بن دجال نے پھر طبل جنگ بجوادیا تمام رات پھر تیاری ہوئی کی صبحکو دونون لشکر میدان مین آئے اور مقابل یکدگر صفین باندھ کر کھڑے ہوئے کہ لشکر کفار سے الماس شتر غب میدان مین آیا اور نعرہ کیا کہ اے خدا پرستو بہتر یہ ہے کہ اطاعت خداوند آئینہ کی قبول کرو ورنہ تباہ ہو جاؤ گے یہ سنکر طلحہ بن لشدھور اسکے مقابلہ کو آئے اور کہا کہ لا ضرب بہادری کی الماس شتر غب نے کہا کہ پہلے تو وار کر کے اپنا حوصلہ پورا کر لے اس لیئے کہ پھر میری ضرب سے بچنا دشوار ہوگا طلحہ نے کہا کہ او ملعون ہم مسلمان ہین شیوہ ہمارا سبقت نہین ہے جس وقت خدا تیرے حربہ سے بچا لیگا تو دیکھا جائیگا یہ سنکر الماس نے نیزہ مارا طلحہ نے بغل کشادہ کر دی جسوقت نصف نیزہ بغل سے ہوکر گزرا طلحہ نے برچھا بغل مین دبا کر جھٹکا مارا کہ ڈانٹ اوسکی ٹوٹ گئی الماس نے ڈانڈ کھینچ ماری طلحہ نے خالی دی الماس نے غصہ مین آکر تلوار کھینچ لی اور سر طلحہ پر وار کیا طلحہ نے ہاتھ کمانی پر ڈال دیا

اور تلوار اسکے ہاتھ سے چھین کر اوسی تلوار سے الماس کو قتل کیا بس یہ دیکھتے ہی بھائی اسکا بلیناس تو ہی تن دوڑ پڑا اور گرز مارا طلحہ نے وار اسکا رد کرکے جو ہاتھ تیغہ آبدار کا مارا تو اوسکے بھی دو ٹکڑے ہو گئے یہ حال دیکھکر اغلب بن مغلوب یک چشمی میدان مین آیا اور طلحہ کا سامنا کیا طلحہ نے اسکو بھی واصل جہنم کیا بعد اسکے مردود زنگی نکلا اور پکارا کہ او ہندی غضب کیا تونے کہ تین سردارون کو مارا اب کب چھوڑتا ہون تجکو یہ کہکر تلوار ماری طلحہ نے آتی ہوئی تلوار خیال مین رکھکر گردہ سپر کا ہاتھ سے چھوڑ دیا کہ سپر پشت پر جا کر جھولی اور بجلی مین دراز کرکے جھپکی دی کہ تلوار ریت پر پڑی کلائی پر ہاتھ ڈال دیا اور بایان ہاتھ کمر زنجیر مین ڈالکر قاش زین سے اوٹھا لیا اور سر پر پھرا کر بروئے زمین مارا کہ پیکر اسکی چورا ہو گئی مگر یہ سخت جان زندہ رہا اسنے طلحہ بن لندھور کو دشنام دیئے اور چاہا کہ اوٹھکر بھاگون طلحہ بن لندھور نے گھوڑے سے کود کر سر اسکا دھڑ سے کھینچکر پھینکدیا اہل اسلام نے تحسین و مرحبا کی صدا بلند کی اور عادل شیر دل نے کہا کہ بھائی صاحب سبحان اللہ اسوقت آپ نے ماموں صاحب کی شوکت یاد دلائی طلحہ نے کہا کہ سب فیض تعلیم و تلقین بزرگون کا ہے لیکن خونخوار بن دجال ملعون نے خیال کیا کہ یہ جوان نہایت منچلا ہے اسکا یون قتل ہونا بہت دشوار معلوم ہوتا ہے بس اس نے خچر کی باگ لی لوگ سمجھے کہ برائے مقابلہ آتا ہے اور مردانہ وار مقابلہ کرے گا لیکن اس ملعون نے اور ہی کچھ سوچ لیا تھا جلدی سے قریب طلحہ بن لندھور پہونچا آواز دی کہ کیا خوب آپ نے اس زنگی کو مارا ہی لاجگا ہاتھ کہ مین جھوم ہون یہ کہتا ہوا قریب پہونچ گیا طلحہ بن لندھور اسکی باتون سے حیرت مین رہے کہ یہ کہتا کیا ہے کہ یہ کافر بدکیش قریب پہونچگیا اور سر طلحہ پر گرز مارا اس جوان کو بچنے کی فرصت نہ ملی گرز سر پر پڑا کہ کاسئہ سر چورا چورا ہو گیا یہ دیکھکر عادل شیر دل نے باگ مرکب کی لی اور آواز دی کہ او دغا باز بے ایمان یہ کیا حرکت تھی لیکن یہ جو گھوڑا دوڑا کر چلے تو قضائے کار تنگ مرکب کا ٹوٹا اور عادل شیر دل گھوڑے سے گرے خونخوار بن دجال نے جھپٹ کر انپر بھی گرز مارا اور مہلت سنبھلنے کی نہ دی یہ بھی شہید ہو گئے یہ دیکھکر فاضل شیر دل نے ہائے بھائی کا نعرہ مارا گریبان چاک کیا اور دوڑ پڑے خونخوار بن دجال نے دیکھا کہ اب کوئی سردار لشکر اسلام مین مثل طلحہ بن لندھور اور عادل شیر دل کے نہین ہے بس اس نے آواز دی اپنے لشکر کو کہ ہان مارلو ان خدا پرستون کو یہ سنکر تمام لشکر کفار نے باگین لین اور گھوڑے اوٹھا دیئے اہل اسلام بھی چلے وسط میدان مین دونون لشکر مل گئے اور تلوار چلنے لگی اودھر فاضل شیر دل قریب خونخوار بن دجال کے پہونچے خونخوار بن دجال نے گرز انپر

بھی مارا انھون نے گرز کو خالی دیا کلہ گرز کا سر مرکب پر پڑا مرکب مرکب آتشبازی سی ہوگیا اور پھر مار افاضل شیر دل گھوڑے کو سنبھالنے لگے خونخوار بن دجال نے دوسرا گرز مار کر انکا بھی کام تمام کیا ادھر دونون لشکرون مین تلوار چلنے لگی سردار دونون فوجون کے فوج کو لڑانے لگے اور خود بھی تلوارین کھینچ کھینچ کر گرے ایکطرف بلند خان قندھاری نے تلوار برسانا شروع کی اور کفار کو قتل کرنے لگے ایک جانب دولت شاہ اور مخمور شاہ اور فرخ شاہ لڑ رہے تھے لاشون پر لاشین گرا رہے تھے پیری مین زور جوانی دکھا رہے تھے ایک سمت خضران شاہ کشمیری اور بختیار شاہ اور راے دلیپ وغیرہ قتل کفار پر تلے ہوئے تھے ایک ایک کافر کو دو دو کرکے جانب دوزخ روانہ کر رہے تھے

چلے غول کے غول اور غٹ کے غٹ
گئے سارے گبر اور برہمن لپٹ
پیادون کے ایک سمت پٹے ہوئے
سوار اونکے کلہ بکلہ ہوئے
لگے پیٹنے سر دمامے و ڈھول
دیئے سر کے بال اپنے علمون نے کھول

الغرض بازار موت گرم ہوا جانون کی ارزانی ہوئی جنس امن نایاب تھی خریدارون کو نقد جان دیکر بھی نجات نہین ملتی تھی ہر طرف لاش پر لاش گر رہی تھی دریاے خون روان تھا سم مرکبون کے خون سے حنائی ہو رہے تھے کوندا برق شمشیر کا لپک رہا تھا بارش سرون کی ہو رہی تھی جو سوار مارے گئے گھوڑے اونکے دوڑتے پھرتے تھے لاشون کو کچل رہے تھے ہر طرف صداے بگیر و بزن بلند تھی کہانتک بیان کیا جاے کہ ہندیون نے ایسی تیغزنی کی کہ کفار کے جی چھوٹ گئے مگر اسطرف کثرت تھی فوجون پر فوجین چلی آتی تھین اور اسطرف فوج قلیل زور گھٹتا ہی چلا گیا سردارون کے مرنے سے دل پہلے ہی ٹوٹ رہا تھا کہ اب خونخوار سے کون مقابلہ کریگا جو اسکے جواب دینے والے تھے وہ پہلے ہی نشانہ تیر قضا ہوگئے اسی حالت مین بختیار شاہ لڑتے ہوے قریب خونخوار کے پہونچے تلوار ماری خونخوار نے وار انکا گرز پر روکا تلوار انکی ٹوٹ گئی اسنے گرز مار کے کام انکا بھی تمام ہوا ادھر راے دلیپ زخمون مین چور ہو کر جھوم رہے تھے کہ ایک کافر نے پشت پر نیزہ مارا کہ سینہ کو توڑ کر پار ہو گیا یہ بھی شہید ہوئے فرخ شاہ یہ معرکہ دیکھکر دوڑ پڑے ایک پیادے نے تلوار پائی مرکب پر لگائی مرکب زخمی ہو کر گرا فرخ شاہ بھی گرے ہر طرف سے تلوارین پڑنے لگین یہ بھی شہید ہوگئے اسیطرح مخمور شاہ و خضران شاہ کشمیری بھی شہید ہوئے اب کوئی سردار لشکر اسلام کا باقی نہ رہا فوج بے سردار کہانتک لڑتے اور کس امید پر لڑتے قریب ایک لاکھ آدمیون کے مارے گئے باقی بھاگ کھڑے ہوئے کچھ تو صحرا کیطرف روانہ ہوئے کچھ قلعہ کی جانب بھاگے جو گھرے ہوئے تھے وہ قتل ہوگئے مگر ان لوگون نے اطاعت اور فرمانبرداری ان

کافرون کے نہ اختیار کی خونخوار ملعون بے عون نے خیمہ و بارگاہ طبل و علم اپنے قبضے مین کیے لاشین اپنے لشکریون کے اُٹھوا کر دفن کین اور ان خدا پرستون کو اُسی طرح میدان مین چھوڑا اور کوچ کر کے طرف قلعے کے روانہ ہوا یہان ان کشتگان تیغ قضا پر عجب حسرت و یاس برس رہی تھی کہ کوئی دفن کرنے والا بھی نہ تھا لاشین ہزارہا آدمی کی پڑی ہوئی تھین خاک بجائے کفن و تربت ہے اُدھر خونخوار بن دجال جس وقت سامنے قلعۂ ہندوستان کے پہونچا خیمہ برپا کیا اور شہپال ہندی سے کہلا بھیجا کہ تم مرد سن رسیدہ و جہان دیدہ ہو تمھین چاہیے کہ اپنی جان نہ دو اور ملک کو تاراج نہ کراؤ مذہب قدیم اختیار کرو یا خداوند آئینہ کی پرستش مین باقی عمر کو صرف کرو وہ خداوند ایسا رحم دل ہے کہ گناہان گذشتہ تمھارے معاف کر دیگا اور تمھاری بخشش ہو جائیگی جس وقت یہ پیام خونخوار بن دجال کا شہپال ہندی کو پہونچا اُنھون نے جواب مین کہلا بھیجا کہ جان تو اے خونخوار وائے برحال اُس کے اوپر جو تمام عمر اپنی عبادت خدا مین گذارے اور زمانۂ ضعیفی مین مرتے وقت کفر کو اختیار کرے اور ہمیشہ کے واسطے جہنم مول لے مرتے وقت اگر انسان کافر بھی ہوتا ہے تو افعال بد سے توبہ کرتا ہے کہ سامنے خدا کے جانا ہے اب وہ خدا چاہیے جسے سمجھا ہو نہ کہ مین مسلمان ہو کر پھر کافر ہون مین تجھ سے نصیحت کرتا ہون کہ دین آئینہ پرستی گویا خود پرستی ہے تو اِس مذہب خودساز کو ترک کر اور اپنے پیدا کرنے کو پہچان ورنہ ہمیشہ کے واسطے دوزخ مین جلیگا اور مین تو آمادۂ مرگ بیٹھا ہوا ہون اگر تلوار کی موت نہ مرونگا تو یون ہی دو چار روز مین مر جاؤنگا تو کثرت فوج سے مجھ کو نہ ڈرا یہ جواب سُن کر خونخوار بن دجال نہایت برہم ہوا اور اس نے حکم طبل جنگ دیا آواز نقارے کی قلعے مین پہونچی یہان بھی نقارۂ رزمی بجا اور تیاری حرب و پیکار ہونے لگی لوگون نے کمر مرنے پر کسی اور آپس مین گلے ملے کفن پہنے غسل میت پیشتر سے کر لیا جس وقت صبح ہوئی تو شہپال ہندی فیل دروازے پر آکر بیٹھا گولہ انداز توپون پر آکے ہتا مین روشن کر کے بیٹھے خندق مین آگ روشن کرا دی تھی پل تختہ ہٹوا دیا تھا اُس طرف خونخوار بن دجال نے ایک لاکھ سوار اپنے ہمراہ لیے اور سردارون سے کہا کہ یہ قلعہ نہایت مستحکم و مضبوط معلوم ہوتا ہے اسے مین خود فتح کرونگا اور اس نے ایک ہاتھ مین گرز لیا اور ایک ہاتھ مین سپر سنبھالی اور مرکب تیز رفتار پر سوار ہو کر جانب قلعۂ ہند روانہ ہوا جس وقت سامنے قلعے کے پہونچا گولہ اندازون نے تاک تاک کر اور شست باندھ باندھ کر گولے مارنا شروع کر دیے توپخانہ رعد آواز نوازش مین آیا بارش آتش ہونے لگی تمام میدان دھوئین سے بھر گیا ہر طرف سواد دھوئین کے کچھ نظر نہ آتا تھا دن شب تار ہو رہا تھا اور گولے تو یون مانند تیر شہاب کے اُس گروہ شیاطین پر گر رہے تھے ہزارہا آدمی داخل جہنم ہوا آخر کار سب کا رُخ میدان سے پھر گیا اور بھاگ گئے لیکن کوئی گولہ

قضا کا خونخوار بن دجال کے نہ لگا اور یہ ملعون گولون کو رد کرتا ہوا برلب خندق جا پہونچا قلعہ پر سے مانٹے کا متوالا کڑک کا بولا بارود کی ہنڈیان تیل کا کڑھاؤ پھینکا گیا مگر اس کی قضا نہ تھی کہ بچ گیا اور لب خندق جا پہونچا مرکب کو اشارہ کیا کہ یہ خندق کو پھاند کر قلعے کے پھاٹک پر پہونچا اور تیسرے گرز مین پھاٹک قلعے کا توڑا اور داخل قلعہ ہوا جس وقت دھوان برطرف ہوا اور لشکر نے خونخوار بن دجال کے دیکھا کہ سردار ہمارا داخل قلعہ ہو گیا پھر فوج نے یورش کیا اور قریب پہونچ گئی وہان قلعے کے دروازے پر خونخوار بن دجال سے تلوار چلنے لگی اب اس کی فوج بھی کمک کے واسطے آ گئی اہل قلعہ بھی آمادۂ مرگ ہو گئے خوب گھمسان سے لڑنے لگے اہل اسلام تو مرنے پر تلے ہوئے تھے ایک ایک نے دو دو تین تین کو مارا پر تانون سے بچا سے اب خون بہ رہا تھا زمین کا رنگ سرخ ہو گیا تھا بازار موت گرم تھا جانون کی ارزانی تھی ملک الموت کو قبض ارواح سے مہلت نہ تھی روحین وادی السلام اور وادی البرکات کو برابر قافلے کے قافلے چلے جاتے تھے یہان تک کہ تمام اہل اسلام درجۂ شہادت پر فائز ہوئے ایک روایت یہ ہے کہ جس وقت شہپال ہندی نے رنگ لڑائی کا دگرگون دیکھا تو اندر جا کر تمام زنان قلعہ کو قتل کر ڈالا اور اس کے بعد آپ بھی لڑ کر جان دے دی کہ بعد ہماری بےحرمتی نہ ہو اور دوسرا راوی بیان کرتا ہے کہ ان عورتون نے جام بھر بھر کر سامنے رکھ لیے تھے جس وقت کفار قلعہ مین داخل ہوئے تو ان خاتونان باعصمت نے خود زہر پی لیا اور جانین دے دین کہ حرمت ہمارے خاندان کی برباد نہ ہو الحاصل ان کفار نے شہپال ہندی کو بھی شہید کیا بچون کو ذبح کیا تمام قلعہ کا مال و اسباب زر و زیور و جواہر لوٹ کر اپنے قبضے مین کیا اب اس بےرحم نے قتل عام کا حکم دیا اس کو یہ غصہ تھا کہ ہندیون نے سخت مقابلہ کیا اور بہت لشکر کام آ گیا ہر طرف ہندی قتل ہو رہے تھے ایک قیامت برپا تھی ہر طرف سے آواز الامان بلند تھی مگر یہ بےرحم امان نہ دیتے تھے سمجھے کہ تمام ہندی قتل ہو گئے سوا فوج خونخوار بن دجال کے کوئی ہندی نظر نہ آتا تھا لاشین گلیون اور مکانون مین پڑی ہوئی تھین کوئی ان کو دفن کرنے والا بھی نہ تھا جب خونخوار بن دجال کو یہ معلوم ہوا کہ اب ہندوستان بالکل تباہ و برباد ہو گیا نام کو بھی کوئی ہندی زندہ نہین آخر کو اس ملعون نے بارگاہ اپنی اندر قلعے کے برپا کی اور لاشین اہل اسلام کی اٹھوا کر جلوا دین اور اپنے کشتہائے نجس کو دفن کیا شمار کرنے سے معلوم ہوا کہ تین لاکھ آدمی مارے گئے اسے اپنی فوج کا نہایت افسوس ہوا اب خونخوار بن دجال نے قلعے مین قیام کیا کہ کسل برطرف ہو تو آگے کو روانہ ہون تیسرا روز تھا اور خونخوار بن دجال کھڑا قلعے پر سے شہر کی بربادی دیکھ دیکھ کر خوش ہو رہا تھا کہ یکایک ازپردۂ بیابان گردے برخاست مگر گرد تیرہ و خیرہ خیرہ سر گرد بر آسمان رسیدہ دیائی گرد

درز مین پیچیدہ خونخوار بن دجال نہایت پریشان ہوا کہ اب کون آتا ہے اس لیے کہ میرا کوئی سردار پیچھے رہ گیا تھا جسے سمجھوں نہ ملک ہند کا کوئی وارث باقی ہے یہ اسی سوچ مین تھا کہ دامنہ گرد کا شگافتہ ہوا اور دل گرد سے چار سو علم نشانہ چار لاکھ سوار کا نمودار ہوئے پھریرون پر علمون کے تعریف لقائے بے لقا زمرد شاہ باختری کی مرقوم تھی سردار آگے آگے اور پشت پر چار لاکھ جوان اسلحہ جنگ سے آراستہ خیمہ و بارگاہ وغیرہ سب ہمراہ اور دو سردار نہایت زبردست اپنے تحت مین اس فوج کو لئے ہوئے آکر سامنے قلعے کے پہنچے اور بارگاہ برپا کی لشکر کو اُتارا ہرکارے لشکر خونخوار بن دجال کے روانہ ہو گئے تھے اُنھون نے خبر حاصل کی اور آکر خونخوار سے بیان کیا کہ زیر باد ہند سے دو سو کوس پر ایک مقام ہے کہ نام اُس کا شہر مخمور ہے مالک وہان کا مخمور منارہ گردن ہے وہ ایک مدت سے لندھور کے ملک کی تاک مین تھا اور فوجین فراہم کر رہا تھا جس وقت لشکر اُس کا اُس کے ارادے کے موافق پورا ہو لیا تو وہ فوج لے کر چڑھ آیا اُسے یہ معلوم نہ تھا کہ اس ملک کو آپ نے فتح کر لیا اُدھر مخمور منارہ گردن کے ہرکارون نے اُسے اطلاع دی کہ اب حکومت اس قلعہ کی ہندیون کے ہاتھ مین نہین ہے خونخوار بن دجال کوئی شخص ہے اُس نے آکر تمام ہندیون کو قتل کیا اور کسی وارث سلطنت کو زندہ نہین چھوڑا اب وہ ہی اس قلعے مین مقیم ہے مخمور منارہ گردن نے یہ سن کر برجین تیغزن کی طرف دیکھا اور کہا کہ اب کیا رائے ہے برجین تیغزن نے کہا کہ ہمین تو اس ملک کے لینے سے مطلب ہے جو یہان کا حاکم ہوگا وہ ہی بجائے لندھور اور اولاد لندھور ہے آپ حملہ کی تیاری کرین یہان تیاری جنگ ہونے لگی یہ خبر خونخوار بن دجال کو پہنچی کہ لشکر حریف مین حملے کی تیاری ہو رہی ہے یہ ایک ہی فطرتی اور مکار ہے دیکھا اس نے کہ اب مقابلہ برابر کا ہے سات لاکھ مین تین لاکھ آدمی میرے مارے جا چکے ہین اب چار لاکھ آدمی میرے ساتھ بھی ہین اور چار لاکھ اُس کے پاس بھی ہین جنگ دو سرا معلوم کیا ہو کیا نہ ہو اس اس طرح کی باتین دل مین سوچ کر کہا کہ دیکھو مین اسکا ابھی ابھی انتظام کرتا ہون اور چند سردار اپنے ساتھ لے کر قلعے سے نکل کر جانب لشکر مخمور منارہ گردن روانہ ہوا خبر مخمور شاہ کو ہوئی کہ افسر فوج اور بادشاہ ہندوستان یعنے خونخوار بن دجال آتا ہے مخمور شاہ نے برجین تیغزن کو برائے استقبال روانہ کیا برجین تیغزن روانہ ہوا راہ مین ملاقات ہوئی برجین تیغزن خونخوار بن دجال کو اپنے ہمراہ لیے ہوئے داخل بارگاہ ہوا ابن مخمور منارہ گردن خود بھی تا در بارگاہ استقبال کے واسطے آیا اور خونخوار بن دجال کو لاکر دنگل پر بٹھایا یہان تیاری حملے کی ہو رہی تھی لیکن خونخوار بن دجال کے آجانے سے وہ ارادہ تھوڑی دیر کے واسطے ملتوی

ہو گیا کہ مبادا باہم کوئی صورت صلح کی پیدا ہو جائے وہ ہی ہوا کہ خونخوار بن دجال نے مخمور منارہ گردن کی طرف مخاطب ہو کر کہا کہ اے برادر تمہارا کیا مذہب ہے مخمور منارہ گردن نے یہ سن کر جواب دیا کہ میں لقا پرست ہوں خونخوار بن دجال نے مخمور منارہ گردن کی طرف پھر مخاطب ہو کر کہا کہ اے برادر اس ملک پر آنے کا اتفاق کیونکر ہوا مخمور منارہ گردن نے بیان کیا کہ میں ایک مدت سے اس فکر میں تھا کہ کسی طرح ہندوستان پر قبضہ حاصل ہو لیکن چونکہ بادشاہ یہاں کا یعنے لندھور بن سعدان گرد پہلوان زبردست تھا اور فوج بھی اسکے پاس بے شمار تھی اس وجہ سے میرا حوصلہ نہ پڑتا تھا اس زمانے میں میں نے سنا ہے کہ لندھور سے ہندوستان اس طرح خالی ہوا ہے کہ اب شاید لندھور پلٹ کر بھی اس طرف کبھی نہ آئے میں نے اس موقع کو غنیمت جانا اور لشکر فراہم کر کے چڑھ آیا یہاں پہونچ کر آپ کو قابض پایا اب آپ بھی ارشاد کریں کہ آپ کیا دین رکھتے ہیں خونخوار بن دجال نے کہا کہ میں پہلے ابلیس پرست تھا بلکہ پونے دو سو خداوندوں کو مانتا تھا جن میں سے ایک زمردشاہ باختری بھی ہیں جنکے تم بندے ہو لیکن بالفعل ہدایت حوت آئینہ پرست سے میں نے خداوند آئینہ کو پہچانا اور اس کی پرستش بھی شروع کر دی میری رائے یہ ہے کہ خداوندان قدیم تو ان خداپرستوں کے ہاتھ سے نہایت حیران و پریشان ہو کر بہشت کو چلے گئے کیونکہ ان لوگوں نے بڑا زور پکڑا تھا اور خداوندوں کی توقیر نہ کی لہذا مناسب یہ ہے کہ اب تم بھی پرستش خداوند آئینہ کی اختیار کرو ہر چند کہ اس میں صورت اپنی ہی نظر آتی ہے مگر اس میں بھی جلوہ خداوندی نظر آتا ہے اس لئے کہ تمام عالم میں ایک صورت کے دو نہیں ہیں یہ خداوند آئینہ ہی کی قدرت نمائی ہے کہ وہ ہر شخص کو اس کی صورت کا دوسرا دکھا دیتا ہے کہ اب بھی قدرت نمائی خداوند آئینہ کے قائل ہو اور اس کو سجدہ کرو بعد اس کے ہم تم ایک ہو کر خداپرستوں کا استیصال کریں اور دنیا کو ان لوگوں سے پاک کریں بعد اس کے ایک ہندوستان پر کیا موقوف ہے اور بھی بہت سے ممالک قبضے میں آجائیں گے جس قدر ملک تمہارا جی چاہے اپنے قبضۂ اقتدار میں رکھنا اور بے خوف و خطر حکومت کیا کرنا یہ سن کر مخمور منارہ گردن بہت خوش ہوا اور کہا کہ اس رائے کو میں دل سے پسند کرتا ہوں مگر ایک بات میری آپ کو ضرور ماننا پڑیگی وہ یہ ہے کہ کوئی کسی کے مذہب سے سروکار نہ رکھے میں اپنے مذہب پر قائم رہوں آپ اپنے مذہب پر تو بدل میں آپ کا شریک ہوں اس بات کو خونخوار بن دجال نے منظور کیا اب یہ دونوں کافر گلے ملے اور دونوں لشکروں میں اس کی اطلاع ہوئی طبل شادمانی بجا دونوں لشکر ایک ہوئے اور افسران فوج باہم گلے ملے خونخوار بن دجال نے اپنی طرف سے تشہیر شتر سوار کو بیس ہزار سوار دے کر یہاں کا حاکم کیا

اور انتظام ملک کے واسطے چھوڑا اور دریافت کیا کہ یہان سے آگے کونسا ملک خدا پرستون سے معلوم ہوا کہ گیلان مین بھی خدا پرستون کا قبضہ ہے اور وہ ہندوستان سے قریب ہے عالیجاہ گیلانی اور والاجاہ گیلانی وہان کے حکمران ہین خونخوار بن دجال نے گیلان کی طرف کوچ کیا اب اسے تو رہبر دی راہ گیلان مین چھوڑا جاتا ہے وقت پر تحریر کیا جائیگا

دو کلمہ داستان ضلالت نشان خروج حوت آئینہ پرست کے گزارش کیے جاتے ہین

شعر پلا ساقیا وہ مے خوشگوار ٭ کہ بیتاب دل کو ہو میرے قرار ٭ مخمس

جسے کہ یاد نہو اپنا آشیان صیاد
بھلا وہ خاک کرے حال بوستان صیاد
عبث عبث نہ ہو تو مجھ سے بدگمان صیاد
مین ماجراے چمن کیا کرون بیان صیاد
کھلی ہے کنج قفس مین مری زبان صیاد

بیان کر نہین سکتا جو میری حالت ہے
حواس باختہ ہون مجھ پہ یہ مصیبت ہے
ابھی ہون تازہ گرفتار زور وحشت ہے
عجیب قصۂ دلچسپ یہ حکایت ہے
سناؤنگا گل و بلبل کی داستان صیاد

کلام کرتا ہے وہ دلکو جو خوش آتا ہے
حکایت گل و بلبل مجھے سناتا ہے
ہر ایک بات مین سو سو طرح لبھاتا ہے
اداس دیکھ کے سیر چمن دکھاتا ہے
بہت دنون مین ہوا ہے مزاجدان صیاد

مزاج نازک صیاد سے مجھے تھی یاس
کہ جی نہ لگتا تھا رہتا تھا رات دن مین اداس
جو پوچھے تو کیا انتہا کا یہ مرا پاس
قفس کو شام سے لٹکا کے فرش خواب کے پاس
سنا کیا مری تا صبح داستان صیاد ٭

عزیز رکھتے ہین میخوار ساغر مل کو
بغیر گل نہین آرام و چین بلبل کو ٭
صد آفرین ہے مرے صبر اور تحمل کو
کہ جھانکتا نہین چاک قفس سے بھی گل کو
نہ ہوسکے گا مری جانب سے بدگمان صیاد

راویان شیرین کلام وحاکیان نیک انجام اس داستان حیرت بیان کو یون آغاز کرتے ہین کہ اسی زمانۂ پر آشوب مین جبکہ تباہی اہل اسلام پر آئی ہوئی تھی خواجہ کمیل ایرانی وارد ملک حوتیہ ہوئے اور بادشاہ سے عرض کرا بھیجی کہ ایک سوداگر ایران کچھ اسباب تجارت اور اشیاء نادرہ لے کر حاضر ہوا ہے اور امیدوار باریابی ہے حوت آئینہ پرست نے خواجہ کمیل کو طلب کرلیا خواجہ کمیل حاضر ہوئے اور تحفہ جات پیش کئے بادشاہ نے سب قبول کئے اور اُس کا معاوضہ بہت کچھ کیا اُس کے بعد پوچھا کہ تم سوداگر ہو اکثر ممالک مین تمھارا جانا ہوا کرتا ہے ہر مقام کے حالات معلوم ہوتے رہتے ہین بالفعل خدا پرستون کے ملکون کی کیا کیفیت ہے خواجہ کمیل نے عرض کیا حضور وہ دفتر گاؤ خورد ہو گیا صاحبقران خانہ کعبہ تشریف لے گئے بہت سے سرداران نامی وگرامی اُن کے ہمراہ چلے گئے جو کہ

نوعمر اور جوان باقی رہے وہ بدیع الملک کے ساتھ نہ طاق پر سے گئے ہوئے ہین میدان خالی پڑا ہے لیکن چار تصویرین اب بھی صفحۂ ہستی پر ایسی ہین جو ممالک اسلام کی نگرانی اور حفاظت کرتے رہتی ہین وہ چارون تصویرین میرے پاس موجود ہین اگر حکم ہو تو پیش کرون جوت آئینہ پرست نے کہا کہ مین ضرور دیکھونگا یہ سنکر خواجہ کمیل نے چارون تصویرین پیش کین ان مین ایک تصویر دُرِّ دریائے فتوت و نجم سپہر صولت یعنے اسد بن کرب دلاور کی تھی اور تین تصویرین ان کے تینون فرزندون کی تھین اور ہر تصویر پر نام تحریر تھا جس وقت جوت آئینہ پرست نے نام پڑھے تو صلصال کانپ اٹھا اور رنگ رو اُس کا متغیر ہو گیا جوت آئینہ پرست کی نظر جو چہرۂ صلصاق پر پڑی کہا اے خان اعظم تم تو اس قدر ڈرے کہ جیسے کوئی شیر کے نام سے ڈرتا ہے صلصال نے کہا کہ حضور یہ شیر سے کم نہین ہین بلکہ شیر کش ہین ان کا زندہ رہنا حمزہ کے زندہ رہنے سے کم نہین ہے اگر یہ مر جاتے تو پھر کوئی سرپرست خداپرستون کا نہ تھا اور جو ملک تباہ و برباد ہوئے وہ پھر نہ آباد ہو گئے یہ سنکر جوت آئینہ پرست خاموش ہو رہا اور کہا کہ خیر دیکھا جائیگا تصویرین سوداگر سے لیکر رکھ لین اور خواجہ کمیل کو پچاس ہزار روپیہ دیکر رخصت کیا حسب اتفاق اُس وقت مہتر ہمائے تیز رفتار کو کہ طوفان سبز پوش کا دربار مین حاضر تھا اُس نے بھی ان تصویرون کو دیکھا تھا جس وقت یہ خدمت مین ملکہ طوفان سبز پوش کی گیا اور ملکہ طوفان سبز پوش نے اس سے حالات پوچھے کہ سوداگر کیا کیا چیزین لایا تھا کوئی شے ہمارے واسطے بھی والد بزرگوار نے خریدی ہے یہ سنکر ہمائے تیز رفتار نے عرض کی کہ اے ملکۂ عالم یون تو بہت سی چیزین عمدہ عمدہ از قسم زیور و جواہر بادشاہ نے خریدی ہین کہ اُن کا ذکر ہی کیا خود ہی ملاحظہ فرما لیجیے گا لیکن چار تصویرین وہ سوداگر لایا تھا وہ درحقیقت ایسی ہین کہ دیکھنے کے لائق ہین بلکہ آپ کے قصر مین لگانے کے لائق ہین کہ ایسے حسین و جمیل مرد بھی کم دیکھنے مین آتے ہین یہ سنکر ملکہ طوفان سبز پوش کو اشتیاق حد سے زیادہ پیدا ہوا کہا کہ مین ایک عرضی والد ماجد کو تحریر کرتی ہون تم اُسے لیجاؤ اور وہ تصویرین اُن سے لے آؤ یہ کہکر اس نے ایک تحریر اُسے دی اور کہا کہ جلد اس کا جواب یا تصویرین لاؤ ہمائے تیز رفتار وہ نوشتہ لیکر روانہ ہوا اور وہ تحریر ملکہ طوفان سبز پوش کی جوت آئینہ پرست کو دی جوت آئینہ پرست نے پڑھا لکھا ہوا تھا کہ مین نے سنا ہے کچھ تصویرین آپنے دشمنان خداوند کی خریدی ہین مین چاہتی ہون کہ وہ تصویرین آپ مجھے دکھا دیجیے کہ مین بھی دشمنان خداوند کو پہچان لون جوت آئینہ پرست یہ پڑھکر مسکرایا اور ان سب کی جانب مخاطب ہو کر بیان کیا کہ اس شخص کی دختر کو بھی خداپرستون سے ایسا عناد ہے کہ تصویرون کا حال سنکر اُس نے طلب کی ہین

اور لکھا ہے کہ مین چاہتی ہون دشمنان خداوند کو پہچان لون حکیم زرباد ختر لب کہ وزیر حوت آئینہ پرست کا ہے بول اُٹھا کہ اے بادشاہ میری رائے نہین ہے کہ آپ ملکہ کو تصویرین دکھائیے کوئی نہ کوئی بہانہ کرکے ٹال دیجئے کہ ان تصویرون کا دیکھنا بھی گناہ ہے یہ سُن کر حوت آئینہ پرست نے جواب دیا کہ وہ اس کا یہ جواب دیگی کہ پھر آپ نے وہ تصویرین کیون دیکھین اگر ایک گناہ آپ نے کیا تو ہم بھی کرینگے اور تصویرون کے دکھانے مین مضائقہ کیا ہے زرباد ختر لب نے کہا کہ اے بادشاہ تو ناعاقبت اندیش ہے اور مین دور تک سوچ لیتا ہون اس لیئے کہ مین نے تواریخ سے معلوم کیا ہے کہ زمرد شاہ باختری نے جس وقت خروج حمزۂ صاحبقران کا حال سُنا تو مہتر گردمرد کو اور مہتر ارم زاد نقش بین کو روانہ کیا اور کہدیا کہ تصویرین سب خدا پرستون کی لے کر جلد حاضر ہو تاکہ مین اُن بندگان خوابی کو دیکھون جنھین مین پیدا کر کے بھول گیا ہون دونون عیار زمرد شاہ باختری کے جس وقت داخل لشکر اسلام ہوئے تو عمرو نے ایک روز مین پانچ ہزار پانچ سو پچپن لوریون کی تصویرین کھینچ کر دے دین گردمرد اُن تصویرون کو لے کر پلٹا اول ملک سنجان مین پہونچا کہ یہ ملک راہ باختر مین واقع تھا اور مالک وہان کا کنجاب بن کنجوب بن ملک حرمان دیو کش تھا اور یہ کنجاب پیغمبر زمرد شاہ باختری کہلاتا تھا جس وقت کنجاب کو خبر ہوئی گرد مرد تصویرین خدا پرستون کی لایا ہے اور خدمت خداوند مین لیئے جاتا ہے تو کنجاب کو بھی ان تصویرون کے دیکھنے کا اشتیاق ہوا اور مہتر گردمرد کو طلب کیا اور تصویرین مانگین گردمرد نے وہ تصویرین دے دین کنجاب ایک عجیب وغریب چیز سمجھ کر اور اُن تصویرون کو لیئے ہوئے محل مین چلا گیا اور اپنے اہل و عیال کو دکھائین کہ یہ بندگان خوابی ہین جن کو خداوند نے خواب مین پیدا کیا ہے یہ تو اُن لوگون سے بھی اچھے ہین جن کو بیداری مین پیدا کیا ہے کاش خداوند خواب ہی مین رہا کرین کہ اُن کا خواب بیداری سے بہتر ہے اب عورتون نے ان تصویرون کو دیکھنا شروع کیا جس وقت نظر گوہر ملک کی تصویر بدیع الزمان پر پڑی ہزار جان سے عاشق وشیفتہ ہو گئی اور پھر گوہر ملک کی ذات سے جو جو فسادات ظہور مین آئے اُس کا خلاصہ یہ ہے کہ ملک سنجان تباہ وبرباد ہو گیا اور گوہر ملک بدیع الزمان کے ساتھ نکل گئی اور نہجہ خاتون زوجۂ کنجاب لندھور بن سعدان پر عاشق ہوئی اور کنجاب کے مرنے کے بعد لندھور سے نکاح کیا اور مسلمان ہو گئی بعد اسکے عیار تصویرین لے کر لقا کے پاس آئے لقا نے اُن تصویرون کو دیکھ کر بختیارک سے کہا کہ مین نے ان بندون کو جیسا زور دیا ویسی ہی صورت بھی دی مگر افسوس کہ ان کو اس قدر خودسر بنا دیا کہ یہ کسی سے نہین دبتے

خیر جس وقت یہان آئین گے اور اپنے خداوند کو دیکھین گے تو پہچان لین گے بعد اس کے ان تصویرون کو لے کر محل کی جانب چلا بختیارک مرد دانا تھا اُس نے منع کیا کہ یا خداوند یہ اچھا نہین ہے مگر لقا نے اُس کا کہنا نہ مانا اور تمام اہل وعیال کو تصویرین دکھائین کہ ہم نے ایسے ایسے بندے پیدا کیے ہین مگر یہ ہم سے منحرف ہو گئے ہین اور اپنے دل سے ایک خدا فرض کر لیا ہے اُس کو سجدہ کرتے ہین ملکہ گیتی افروز انتہا کی حسینہ وجمیلہ تھی کہ لقا اُس کو نور چکیدہ قدرت اور نور خالص کہتا تھا جس وقت ملکہ گیتی افروز نے تصویر شاہزادہ خاور سیاہ لعل ختان خونریز خاوری ملک قاسم کی دیکھی اُس پر عاشق ہو گئی اور تصویر کی نقل کر کے گلے مین پہنی اور جہان افروز جو گیتی افروز سے بڑی تھی وہ بدیع الزمان پر عاشق ہوئی اور اُن کی تصویر نقل کر کے اپنے گلے مین پہنی آخر کار وہ ہی ہوا کہ گھر کا بھیدی لنکا ڈھاوے ساری سلطنت تباہ و برباد ہو گئی لہذا میرے نزدیک ان تصویرون کا گھر مین لے جانا مناسب نہین ہے آیندہ آپ کو اختیار ہے یہ کلمہ جوت آئینہ پرست کو بہت ناگوار گذرا اور کہا کہ اے زرہاد شترلب کیا کہون کہ تم وزیر ہو اگر کوئی دوسرا شخص ایسی بدگمانی کرتا تو اُس کی زبان گدی سے کھنچوا لیتا کیا لقا کی بیٹیان چھنال نکلین تو سب بادشاہون کی اولاد آوارہ ہوتی ہے یہ کہہ کر تصویرین لیے ہوئے داخل محل ہوا اور طوفان سبز پوش کو بلایا اور اول تصویر اسد بن کرب غازی کی پیش کی ان کا سن وسال تو درحقیقت اس قابل نہ تھا کہ کوئی دیکھے تو تعریف کرے ملکہ طوفان سبز پوش نے بہت مذمت کی اور پھبتیان کہین بعد اس کے تصویر غضنفر بن اسد کی دکھائی اسے بھی دیکھ کر ملکہ نے ناک بھون چڑھائی بعد اس کے تصویر معروف بن اسد کی دکھائی گئی ملکہ طوفان سبز پوش نے ظاہر اس تصویر کو بھی برا بھلا کہا لیکن جس وقت سے تصویر معروف بن اسد کی دیکھی رنگ رو بدل گیا لب پر مہر سکوت لگ گئی آنکھون مین تری حواس مین ابتری پیدا ہوئی دل دھڑکنے لگا یہ تصویر ہمہ تن دل پر نقش ہو گئی جوت آئینہ پرست اس تصویر کو دے کر چلا گیا تھا ملکہ نے خوب اطمینان کے ساتھ تصویر اسد ثانی کا چربہ اُتارا اور اپنے گلے مین پہن لیا کہ مبادا بادشاہ تصویر کو طلب کرے تو پھر مین کیا کرونگی نشانی بھی پاس نہ رہیگی باقی تصویرین خود بھجوا دین اور کہلا بھیجا کہ ابا جان ان تصویرون کو پھنکوا دیجئے کہ یہ منحوس صورتین کوئی نہ دیکھے یہ مغضوب خداوند ہین ان کی صورتون پر شقاوت برستی ہے یہ سُن کر جوت آئینہ پرست دختر سے بہت خوش ہوا اور زرہاد شترلب سے کہا کہ سنا آپ نے کہ میری دختر نے کیا کہلا بھیجا ہے وہ مانند اور شاہزادیون کے نہین ہے زرہاد شترلب یہ سُن کر خاموش ہو رہا اور کہا خیر خداوند ایسا ہی کرین جیسا کہ اس نے کہا ہے لیکن اب ان تصویرون کو چاک کر ڈالیے کہ ان کو دیکھ کر مجھے خوف آتا ہے معلوم

ہوتا ہے کہ یہ دربار شاہی کو لوٹ رہے ہین جوت آئینہ پرست نے اُن سب تصویرون کو چاک کر ڈالا باوجودیکہ ہزار ہا روپیہ تصویرون کے معاوضہ مین سوداگر کو دیا گیا تھا لیکن اس کا کوئی خیال نہین کیا گیا ادھر ملکہ طوفان سبز پوش دختر جوت آئینہ پرست تیر عشق کھا چکی تھی اور تصویر شاہزادہ اسد ثانی زیب گلو فرما چکی تھی اُس کی حالت آناً فاناً مین ترقی کرنے لگی اور رنگ رو متغیر ہونے لگا ہر وقت کی خوش مزاجی سکوت سے بدل گئی اِس کو خیال ہوا کہ ابھی تازہ بات ہے ایسا نہو کہ کوئی شبہہ کرے اب ماں باپ کے ساتھ رہنا درست نہین ہے بہتر یہ ہے کہ کسی بہانے سے کنارہ کشی کر دیہ سوچ کر ہمائے تیز رفتار کو حکم دیا کہ ہمارا جی چاہتا ہے کہ ہم باغ فیروزہ نگار کو جائین اور وہان جلسہ رقص کرین لہذا تم اُس کی تیاری کر دو یہ سُن کر ہمائے تیز رفتار اُسی وقت روانہ باغ ہوئی اور سب سامان درست کر دیا گائین حاضر کر دین اور وہان سے سواری حاضر کی ملکہ جلوس شاہانہ کے ساتھ جانب باغ فیروزہ نگار روانہ ہوئی اور وہان صحبت عیش برپا کی یہان جوت آئینہ پرست نے ایک نامہ حاکم ملک ویرانیہ کو لکھا کہ نام اُس کا حرمان آدمخوار ہے مضمون نامہ یہ تھا کہ بالفعل ہمارا قصد ہے کہ ہم خروج کرین اور خدا پرستون کا استیصال کرین لہذا تم دیکھتے ہی اِس نامہ کے سرداران وعیاران ذیل کو ہمراہ لیکر حاضر ہو وہ سردار یہ ہین بہمن دیو ساک طوماس شیر سر قبوس خرس پیشانی ومہتر ذوفنون ومہتر قیاس جہان تک ممکن ہو اپنے کو ہم تک جلد پہونچاؤ جس وقت یہ نامہ حرمان آدمخوار کو پہونچا حرمان آدمخوار اسی ہزار آدمخوارون سے سرداران مذکور وعیاران مسطور کو ہمراہ لیکر کل چار لاکھ کی فوج سے جانب شہر جوتیہ روانہ ہوا یہان جوت آئینہ پرست انتظار مین تھا کہ خبر آمد حرمان آدمخوار کی پہونچی جوت آئینہ پرست نے حکیم زرہا دشتر لب دار جبال دیو ساک وقارن کوہ پیکر کو اسی ہزار سوار سے برائے استقبال روانہ کیا یہ لوگ گئے اور حرمان سے ملے اور نہایت اعزاز سے اس کو اپنے ہمراہ لیکر داخل ملک جوتیہ ہوئے ملک جوتیہ فوجون سے مملو ہو گیا اور دونون لشکر گلے مل کر ایک ہوئے جوت آئینہ پرست نے ذنگل سردارون کے واسطے بچھوا رکھے تھے جس وقت حرمان آدمخوار داخل دربار جوت ہوا جوت آئینہ پرست کو سلام کیا جوت آئینہ پرست نے اشارہ بیٹھنے کو کیا حرمان آدمخوار ایک ذنگل زرین پر بیٹھا اور صحبت میخواری شروع ہو گئی دور جام چلنے لگا عین گرمی صحبت مین حرمان آدمخوار نے جوت آئینہ پرست سے پوچھا کہ آپ کا کیا ارادہ ہے مفصل بیان کیجئے اب جوت آئینہ پرست نے صلصال کی طرف اشارہ کیا اور کہا کہ یہ مالک ترکستان کے بھتیجے ہین خان اعظم یعنی صلصال انھین کا نام ہے خدا پرستون نے ملک اِن کا انسے چھین لیا ہے

یہ میرے پاس فریادی آئے ہین تو میرا قصد ہے کہ خروج کرکے ملک ان کا ان کو واپس دلاؤن وزیر ان کا ان سے منحرف ہو کر خدا پرستون سے مل گیا تھا اور فرزند بھی ان کے سرداران حمزہ سے زیر ہو کر مطیع ہو گئے تھے مین اُن کو سزائے معقول دونگا کہ اب وہ ہی وہانکے حاکم ہین اور راہ مین جس قدر ممالک اہل اسلام کے ملین گے اُن پر اپنا قبضہ کرونگا اول شہر سمرقند ہے حاکم وہان کا طولابہ سمرقندی ہے پہلے اِس ملک پر قبضہ کرونگا بعد اس کے بلخ ملیگا ہوشیار بلخی اور گوشیار بلخی وہانکے حاکم ہین اُن کو سزا دونگا اُس کے بعد ختن ہے ختن کے بعد ترکستان ہے جو ملک خان اعظم کا ہے وہان کئی سردار ہین ایک توزرہ خان وزیر ان کا ہے دوسرے مالک ترک سفید جامہ ہے اور تین بیٹے اِن کے اژدر خان اور صعب خان اور ملب خان ہین سب کو مطیع یا قتل کرکے اِن کا ملک اِن کو دلادونگا اور وہان سے جانب قلعۂ ذوالامان جا کر اُس قلعہ کو تاراج و برباد کرونگا کہ وہان کل ناموس حمزہ مقیم ہے بعد اُس کے سُنا ہے کہ بدیع الملک نبیرۂ حمزہ دعوی صاحبقرانی رکھتا ہے اور طلسم نہ طاق کی طرف گیا ہوا ہے وہان جاکر اُسے قتل کرونگا اُس کے بعد برجیس آفتاب پرست کو سزا دونگا سُنا ہے کہ وہ آفتاب کو سجدہ کراتا ہے بعد اُس کے نقابداران قاف کو قتل کرتا ہوا اُس لٹیرے کو مارونگا جس کا نام اسد بن کرب غازی ہے کہ وہ خدا پرستون کا زور بازو ہے اُس کا قتل سب سے اول ہے یہان تک کہ تمام عالم پر قبضہ کرکے پھر اپنے ملک کو واپس آکر آپ دعوی خداوندی کرونگا اور تم کو نائب خداوند کرونگا اور تمکو اور تمھارے لشکر کو ہمیشہ گوشت آدمزادون کا کھلاؤنگا یہ سُن کر حرمان آدمخوار نہایت خوش ہوا کہا چلئے مین آپ کے ساتھ ہون اور جانبازی کو موجود ہون اب حوت آئینہ پرست نے سامان دعوت کا حکم دیا اور تیاری جشن ہونے لگی غرضکہ نہایت دھوم دھام سے دعوت حرمان آدمخوار کی ہوئی کہ تمام آدمخوارون کو کباب انسانون کے کھلائے گئے جہان تک واجب القتل اور مجرم دستیاب ہوئے اُن کو ذبح کیا جب وہ کافی نہ ہوئے کہ اسی ہزار کھانے والے موجود تھے تو بے گناہ اور لاوارث گرفتار کئے جانے لگے شہر مین ایک غوغا تھا لوگ گرفتار ہو رہے تھے رعایا کہتی تھی کہ ایسا ظالم بادشاہ ہمارے اوپر حاکم ہے خدا جلد اِس کو غارت کرے اگر اس کی حکومت مین ترقی ہوئی تو نہ معلوم کیا کیا ظلم کریگا لیکن فوج حوت آئینہ پرست کی ظالم کسی کی فریاد نہ سنتی تھی لوگ برابر گرفتار ہو کر ذبح کئے جارہے تھے جس وقت شام ہوئی حوت آئینہ پرست نے حرمان آدمخوار کی دعوت کی بعد دعوت کے جلسۂ رقص و سرود شروع ہوا اب یہ تو اِدھر محو عیش و عشرت ہین اور اُس طرف ملکہ طوفان سبزپوش کی سواری باغ مین اُتری ملکہ طوفان سبزپوش سیر باغ کرتی ہوئی داخل قصر معلے ہوئی عجب طرح کا یہ قصر تھا کہ تمام قصر مین فیروزے جڑے ہوئے تھے

شیشہ آلات جس قدر تھا وہ بھی فیروزہ نگار تھا مسند بھی فیروزہ نگار تھی غرضکہ ملکہ طوفان **سبز پوش** آکر مسند پر جلوہ افروز ہوئی گائنین حاضر تھین اُنھون نے ساز چھیڑا اور گانا شروع کیا

غزل

تم سنو جسکی وہ چپ رہکے پریشان کیون ہو
یا خموشی سے بنے بات تو نالان کیون ہو
ر کے ٹکرانے کو سنگ درِ جانان کیون ہو
جب ہوا خاک اُڑانا تو بیابان کیون ہو
ر کے ہو جاتی ہے درد و غم و ایذا سے نجات
ہے وہ دشمن تو مری جان کا خواہان کیون ہو
کے دعوائے وفا ہے گلۂ ظلم عبث +
جو خرابی کی ہے بنیاد وہ عنوان کیون ہو
کیا کرین وصل پر اصرار جب اُنکو ہے یہ ضد
کہ نہین مُنھ سے نکلجائے تو پھر ہان کیون ہو
ناتوان ہون مددائے کاوش جوشِ وحشت
ہاتھ قابو مین نہین ہین تو گریبان کیون ہو
تیری باتون کو ہم اے عہد شکن جلتے ہین
جسکا انجام ہو بے سود وہ سامان کیون ہو
اٹھے ہوک تو کیون راز محبت ہو عیان
نہ اُڑے رنگ تو ظاہر غم پنہان کیون ہو
ماجب چشم تصور نہ کبھی ہو گی نقاب
جسکو چھپنا نہین آتا ہے وہ پنہان کیون ہو
دل سے عاشق کے جو نکلی تو بہت ہو گی تباہ
صدر مین جسکی ہے جا وہ کہین مہمان کیون ہو
جان ستان ناز ہین جنکے کوئی اُنسے کہہ آئے
مہربان آپ جو ہون موت کا احسان کیون ہو
بدگمان کرتی ہے رہ رہ کے اسے غیرتِ عشق
دلمین رہکر نگہ شوق سے پنہان کیون ہو
ہم تو پہلے ہی سے سمجھے ہین محبت کا مآل
جان پر آپ جو کھیلا وہ پشیمان کیون ہو
طالب داد ستم حشر مین آتے ہین تو آئین
تم کسی کے نہین قاتل تو پریشان کیون ہو
خواہش عیش ہی دنیا مین ہے ایذا کا سبب
گر نہو وصل تو اندیشۂ ہجران کیون ہو
اے اجل شام سے بیٹھا ہون آمادۂ مرگ
کہ یہ ہونا ہے تو صبح شب ہجران کیون ہو
طول ایذا سے جدائی مین اگر طول حیات
جز اجل خواہش صبح شب ہجران کیون ہو
کوئی مجرم نہین اے سوز جگر عاشق زلف
رہنے والا ہے اندھیرے کا چراغان کیون ہو
رہ سکین گے نہ کبھی آپ وفا کے پابند
جسکا نبھنا نہین آسان وہ پیمان کیون ہو
امتحان گاہ محبت مین نہ جانا تھا ہمین +
آپ ڈالی ہے جو مشکل وہ اب آسان کیون ہو
اسے نکلے بسہولت بخوشی تو کھینچون +
میری حسرت ہی نہ وہ ہو ترا پیکان کیون ہو
حالت شمع پہ ہنستے تھے بہت تم کل تک
آج اک سوختہ جان کے لیے گریان کیون ہو
کلمات مین اپنے اُدھر وہ ہین یہ سوچ اِدھر
ٹوٹنا جسکا ہے آسان وہ پیمان کیون ہو +
پردہ در راز محبت کا نہین دست ہوس
نہ کشیدہ ہو تو پُرزے ترا دامان کیون ہو
آرزو جسکے لیے ہو گئے برباد اُس سے
کبھی یہ بھی تو نہ پوچھا کہ پریشان کیون ہو

اس غزل کے اکثر اشعار کے مضامین جو ملکہ طوفان سبز پوش کے دل پر درد کی یاد دلاتے رہتے تھے طوفان سبز پوش کی آنکھون سے طوفان اشک جاری ہوا چشمہائے چشم اُبل پڑے سیلاب اشک نے اُس تصویر تصور کو غرق کر دیا جو ہر وقت ملکہ کے روبرو رہتے تھے بیساختہ یہ دوہا زبان پر جاری ہوا **دوہا** روتے روتے بھونٹے پیا نہ آئے پاس + نین بیچے گنگا بہی ڈوبن لاگے آس + جسقدر

ملکہ ضبط کر رہی تھی اُسی قدر جوش رقت زیادہ ہوتا تھا بموجب شعر + شعر جب ضبط کرون پلکین آنسو روکون تو نہ نکلے اشک کوئی + کیا کہون اِن آنکھون کا یہ دریا لئے بہتے ہین + آخرکار راز دل چھپانے کے واسطے ملکہ طوفان سبز پوش اُٹھ کر حجرے مین چلی آئی صحبت رقص وغنا برخاست کر دی اکیلی مسہری پر لیٹ رہی اور بخار دل کا رو رو کر نکالنے لگی یہ حکم پہلے سے دے دیا تھا کہ سوا ہمارے تیز رفتار کے اور کوئی میرے پاس نہ آئے اس لئے کہ شدت سے دھڑکن ہو رہی ہے وہ آئے تو مین اُس کو حکیم صاحب کے یہان بھیجون اور حال اپنا کہلا بھیجون سب انیسین جلیسین پریشان ہین کہ یہ دفعتاً ملکہ کو کیا ہوا اِس باغ مین آنا تو آج اُلٹا اثر دکھا رہا ہے تفریح کے بدلے اختلاج نہین معلوم کس بُری گھڑی سے آج اِس باغ مین قدم رکھا کوئی کہتی تھی کہ اِن پر سایہ کسی پری کا ہو گیا ہے یا جن عاشق ہو گیا ہے اِن لوگون کی یہی خاصیت ہوتی ہے کہ جس شخص پر عاشق ہوتے ہین اُس کو پریشان کرتے ہین لو گویہ بھی نیا عشق ہے کہ جس سے محبت کرین اُسی کو پریشان کرین باز آئے مثل ہے کہ بھٹ پڑے وہ سونا کہ جس سے ٹوٹین کان یہان تو یہ حالت ہے اور اُدھر ملکہ کی عجب کیفیت ہے کبھی تصویر کو اُٹھا کر دیکھتی ہے کبھی گلے سے لگا لیتی ہے کبھی کہتی ہے اے پیکر بیحس تو جس کی شبیہ ہے تجھے اُسی کی قسم کہ مجھے اتنا تو جواب دے کہ وہ رہنے والا کس دیس کا ہے کہ مین خاک چھانتی ہوئی خود وہان جاؤن یا اپنا آدمی بھیج کر اُس کو بلاؤن ہائے مجھے تو یہ بھی نہین معلوم کہ وہ کہان ہے طرہ اُس پر یہ کہ اُسے مجھ بدنصیب کے حال کی خبر بھی نہین کہ ایک زخمی تیغ ادا ہمارا مانند مرغ بسمل کے پھڑک رہا ہے اور ایک بلبل زار ہمارے گل سے چہرہ کے شیفتہ ہو کر بیمار ہو گئی ہے نرگس وار ہر طرف نگران ہے سنبل کے مانند پریشان ہے لیکن ہوائے باغ اُس کے واسطے ناساز ہے اُن خارون مین گھری ہوئی ہے کہ نکلنا دشوار ہے ہر وقت گلچین کا خوف صیاد کا کھٹکا آشیانے سے نکلنے کو مانع ہے فریاد کو روکتا ہے کہ ایسا نہ ہو حال ظاہر ہو جائے شعر غم صیاد و فکر باغبان ہے + دو علے مین ہمارا آشیان ہے + یہ اس اس طرح کی باتین دل سے کر رہی تھی کہ ہمارے تیز رفتار باغ مین آیا صحبت کو برہم دیکھ کر نہایت حیران و پریشان ہوا عورتون سے پوچھا کہ ملکہ طوفان سبز پوش کہان ہین اُنھون نے بیان کیا کہ فلان حجرے مین آرام فرما رہی ہین ہم لوگون کے جانے کی ممانعت ہے لیکن تمھارے لئے اجازت دیدی ہے ہمارے تیز رفتار جلدی سے حجرے مین آیا تو ملکہ کی عجب حالت دیکھی پوچھا کہ مزاج کیسا ہے ملکہ طوفان سبز پوش نے بہانہ درد سر اور اختلاج قلب کا کیا ہمارے تیز رفتار سمجھ گیا کہ جب چوتھی تصویر کو اُنھون نے دیکھا تھا تو رنگ چہرے کا بدل گیا تھا کچھ طبیعت اُس صاحب تصویر

کی طرف مائل ہوئی ہے کہا اے ملکۂ عالم مین نے تمھین ابھی گودیون مین کھلایا ہے اور پالا ہے مین نادان نہین ہون کہ تمھاری باتین نہ سمجھ سکون صاف صاف بیان کرو مجھ سے نہ چھپاؤ لیکن ملکہ طوفان سبز پوش کی غیرت کب گوارہ کرتی تھی کہ وہ صاف صاف بیان کر سکتی ہمائے تیز رفتار نے وہ ہی تصویر یعنے اسد ثانی کی سامنے کی اور کہا اے ملکہ یہ چیز بڑی کوشش سے تمھارے لئے لایا ہون یہ دیکھتے ہی ملکہ طوفان سبز پوش یا تو بیٹھی ہوئی تھی یا اٹھ کھڑی ہوئی اور کہا کہ تم کیونکر اسے لائے ہمائے تیز رفتار نے کہا کہ جس وقت سواری مین نے آپ کی باغ مین پہونچا دے تو مجھے خیال ہوا کہ ایسا نہ ہو وہ تصویرین تلف ہو جائین اور حکیم زر ہاد ان تصویرون سے بغض اپنا نکالے مین نے یہ انتظام کیا کہ خود دربار بادشاہ مین چلا اور حاضر رہا جبکہ حکیم زر ہاد نے ان تصویرون کے چاک کر ڈالنے کی رائے دی بادشاہ نے تصویرین مجھے دین مین نے اُس مین سے تین تصویرین چاک کر ڈالین اور یہ تصویر آپ کے خیال سے چھپالی اور لیتا آیا مین سمجھ گیا تھا کہ یہ تصویر آپ کو پسند آئی ملکہ نے کہا کہ مین نے بھی ایک نقل اِس تصویر کی بنائی تھی یہ کہکر گلے سے تصویر اُتار کر دکھائی ہمائے تیز رفتار نے ملکہ طوفان سبز پوش کے صناعی کی نہایت تعریف کی کچھ دیر تو ملکہ طوفان سبز پوش اُس تصویر کو غور سے دیکھا کی بعد اُسکے پھر رونے لگی ہمائے تیز رفتار نے بہت سی تسلی اور تشفی کی اور کہا کہ والد ماجد آپ کے سفر کرنے والے ہین آپ بھی ساتھ ہی چلئے گا مین اُس صاحب تصویر کو آپ سے ملا دونگا آپ اطمینان رکھئے اور اگر یہان رہیے گا تو مین وعدہ نہین کرتا ملکہ طوفان سبز پوش نے کہا کہ اے ہمائے تیز رفتار تم جہان کہوگے مین وہان چلونگی اب ملکہ کو کچھ تسلی ہوئی ہمائے تیز رفتار نے سمجھا بجھا کر اور صاحب تصویر کی تسکین دے کر ملکہ طوفان سبز پوش کا منھ دھلوایا کھانا کھلایا لیکن ملکہ کو حرارت ہو آئی تھی یہ ناز پروردہ نازک اندام اِس تعب کو برداشت نہ کر سکی اور باغ مین جی بھی نہ لگا آخر صبح کو سوار ہو کر محل شاہی مین چلی آئی ملکہ طوفان سبز پوش کی ماں نے جو یہ حالت دیکھی کہ بیٹی کا منھ اُترا ہوا ہے آنکھون مین حلقے پڑے ہوئے ہین رنگ چہرے کا زرد ہے کہا واری مزاج کیسا ہے ملکہ طوفان سبز پوش نے دست بستہ عرض کیا کہ امان جان کیا عرض کرون کل ایسا دورہ اختلاج کا ہوا کہ جسنے دفعتاً میری یہ حالت کردی اس لیے باغ گئی تھی کہ شاید سیر گل و ریاحین سے دل بہل جائے لیکن کچھ نہ ہوا آخر کو چلی آئی اِس وقت بھی دھڑکن ہو رہی ہے ابھی دیکھیے یہ دل ہاتھون اُچھل رہا ہے اور حرارت بھی ہو آئی ہے طوفان سبز پوش کی حالت اُس کی ماں نے جو دیکھی بیتاب ہو گئی حکیم زر ہاد شتر لب کو طلب کیا نبض دکھائی یہ حکیم تو پہلے ہی سے سمجھے ہوئے تھا کہ یہ تپ عشق ہے ایک

نسخہ لکھ دیا کہ جس مین کچھ مفرحات سے تھے اور کچھ دوا مثل کاہو و صندل وغیرہ کے زبانی بھی بتلادی کہ اگر درد سر ہو تو یہ پیس کر ماتھے پر لگا دینا اور آپ وہان سے خدمت حوت آئینہ پرست مین آیا بادشاہ نے پوچھا کہ آج دیر ہونے کا کیا سبب ہے زرہاد شتر لب نے بیان کیا کہ طبیعت شاہزادی کی کچھ ناساز ہو گئی تھی میری طلبی ہوئی تھی تو وہان گیا ہوا تھا نسخہ لکھ آیا ہون یہ سُن کر حوت آئینہ پرست نہایت حیران و پریشان ہوا اور حکیم زرہاد شتر لب سے کہا کہ مین آمادۂ سفر ہون اور دختر کی یہ حالت ہے نہ اُسے ساتھ رکھ سکتا ہون اور نہ یہان چھوڑ سکتا ہون حکیم زرہاد شتر لب نے کہا کہ آپ کچھ تردد و فکر نہ فرمائین ملکہ طوفان سبزپوش بہت جلد اچھی ہو جائینگی مگر اُن کو اپنے ہمراہ لیتے چلیے یہان اُن کو چھوڑنا بہتر و مناسب نہین اس لیئے کہ وہ آپ سے مانوس زیادہ ہین ایسا نہ ہو کہ دل نازک پر اُن کے کچھ صدمہ پہونچے راہ مین تبدیل آب و ہوا سے مرض جلد زائل ہو جائیگا اور صحت حاصل ہو گی ظاہر تو یہ تھا اور باطناً مقصود اُس حکیم کا یہ تھا کہ ایسا نہ ہو اِس حالت کی خبر اُس جوان کو پہونچ جائے کہ جسکی تصویر پر ملکہ طوفان سبزپوش عاشق و شیفتہ ہے اور وہ میدان خالی پاکر یہان آئے اور ملکہ کے اوپر قبضہ کرے اور لے جاوے اگر ملکہ طوفان سبزپوش ساتھ رہیگی تو پھر اُس کی حفاظت آسان ہو گی الحاصل حوت آئینہ پرست حکیم زرہاد شتر لب سے حال دختر کا سُن کر محل مین آیا اور ماتھے پر ملکہ طوفان کے ہاتھ رکھا گرم پایا کہا اے فرزند اب میرا تو ارادہ سفر کرنے کا ہے اور تمھاری طبیعت کی یہ حالت ہے پہلے میرا قصد تھا کہ تمھین اپنے ساتھ لے چلون مگر اب میری رائے نہین ایسا نہ ہو کہ زحمت سفر سے مرض مین طول ہو لہذا تم اپنی مان کے پاس رہو ملکہ طوفان سبزپوش یہ سُن کر زار زار مثل ابر نوبہار کے رونے لگین اور کہا کہ مین نے کسی وقت آپ کی فرقت گوارا نہین کی ہے اور ہمیشہ آپ ہی کے ساتھ رہی ہون مین ضرور آپ کی ہمراہی مین چلونگی اور اگر یہان مجھے چھوڑیئے گا تو بیشک مرض میرا طول کھینچے گا اور انجام خراب ہو گا پھر شاید آپ آنے بھی نہ پائین گے کہ ہم اِس جہان سے رخصت ہو جائین گے یہ کلام سُن کر حوت آئینہ پرست کا دل ہل گیا کہا اے فرزند ایسی باتین نہ کرو مین تمھین اپنے ساتھ لیتا چلونگا یہ کہہ کر دو جادوگرنیون کو بلایا اور اُن سے کہا کہ ہم آگے چلتے ہین تم تخت ملکہ کے واسطے تیار کرو اور اُس کو اُس کی خواصون سمیت اور خدمتیون سمیت ساتھ لے کر میرے لشکر کے پیچھے پیچھے آؤ یہ کہہ کر باہر آیا اور حکم کوچ دیا قارن کوہ پیکر پیش خیمہ لے کر آگے روانہ ہوا بعد اِس کے خود حوت آئینہ پرست مع صلصال و حرمان آدمخوار و مبہوت جادو وغیرہ لشکر گران ہمراہ لے کر جانب سمرقند روانہ ہوا اس کے بعد ملکہ نے ہما سے تیز رفتار عیار اور دیگر کنیزون کو ہمراہ لیا اور جانب سمرقند روانہ ہوئے

اب ان سب کو راہ مین چھوڑا جاتا ہے وقت پر تحریر ہو گا

چند کلمے داستان اسد دلاور کے بیان ہوتے ہین

بزم سخن طوطی خوش نوا + بدین زمزمہ شد ترنم سرا + راویان اخبار و حاکیان خوش گفتار اس داستان ظفر نشان کو اس طرح معرض بیان مین لاتے ہین کہ جب وقت اسد غازی مع فوج جرار داخل سرحد زنگبار ہوئے صحرا مین ایک آدھ آدمی کو بھاگتے ہوئے دیکھا سوارون کو حکم دیا کہ پکڑ لاؤ ان کو ان سے حالات زنگبار کے دریافت کرین سوارون نے گھوڑے دوڑائے وہ بیچارے اور بھاگے لیکن کہان بھاگ سکتے تھے سوار آن واحد مین گھوڑے دوڑا کر سرون پر پہونچ گئے جب انھون نے دیکھا کہ بھاگ نہین سکتے ان لوگون سے بمنت کہا کہ اچھا اتنی مہلت دو کہ ہم اپنے اہل وعیال کو جا کر ایک نظر دیکھ آئین پھر قتل کر ڈالنا سوارون نے کہا کہ ہم تمھین قتل کرنے نہین آتے ہین چلو ہمارے مالک نے تمھین طلب کیا ہے وہ تم سے کچھ حالات شہر زنگبار کے دریافت کرین گے اور تمھین انعام دین گے اب ان لوگون نے جو دیکھا کہ سوار مسلمان وضع ہین کہا تمھارے مالک کا کیا نام ہے انھون نے بتلایا کہ اسد غازی یہ سن کر وہ نہایت خوش ہوئے اور سوارون کے ساتھ خدمت مین اسد دلاور کی حاضر ہوئے فرمایا کہ افسوس اب تم لوگ ایسے منحرف ہو گئے کہ ہم بلاتے ہین اور تم دور بھاگتے ہو ان ستم رسیدون نے عرض کیا کہ کیا مجال ہے جو ہم آپ سے منحرف ہون لیکن سبب ہمارے بھاگنے کا یہ ہے کہ جو تخوار بن دجال کی طرف سے جو حاکم ہے اس کا حکم یہ ہے کہ جس زنگی کو پاؤ اسے قتل کر ڈالو ہم لوگ سب کے سب بھاگ کر صحرا مین پناہ گزین ہوئے اگر سوار اس کے یہان آئے اور جس کو پایا اسے قتل کر ڈالا وہ کافر یہ چاہتے ہین کہ کوئی مسلمان باقی نہ رہے ہم ان سوارون کو آپ کا فرستادہ نہ سمجھے تھے اسد غازی کو یہ سنکر نہایت صدمہ عظیم ہوا اور فرمایا کہ افسوس کیا کیا تباہیان اہل اسلام پر پڑ گئی ہین خیر دیکھا جائیگا اچھا حال حاکم قلعے کا بیان کرو ان لوگون نے عرض کی کہ فرنیل کرزن ایک گبر ہے وہ ہی اس قلعے کا حکمران ہے اور قلعہ نہایت آراستہ و پیراستہ ہے توپین ہر وقت چڑھی رہتی ہین نگہبان پھرا کرتے ہین عجب نہین جو حضور کے تشریف لانے کی خبر اہل قلعہ کو ہو گئی ہو اور وہ آگاہ ہو گئے ہون یہ سن کر اسد غازی نے ان پریشان حالون کو کچھ روپے اور کچھ اشرفیان عنایت کین اور فرمایا کہ اسے لے جاؤ اور اپنے اہل وعیال کی پرورش مین صرف کرو ہم قلعے پر جاتے ہین جس وقت قلعہ فتح ہو جائے تو پھر ہمارے پاس آنا ہم ہر ایک کی دادرسی کرین گے اور

جسکا مال و اسباب و جائداد جسقدر تلف ہوا ہوگا اُسے اُسی قدر اور دینگے وہ لوگ تو خوشی خوشی دعائین دیتے ہوئے روانہ ہوئے ادھر اسد دلاور نے فرمایا کہ اب کیا کرنا چاہیئے سب نے عرض کی کہ ہماری رائے آپ کی رائے سے بہتر نہین ہے اسد غازی نے ضرغام شیردل اور ادریس بن اندلس سے فرمایا کہ تم جاؤ اور خبر لاؤ کہ قلعے کی کیا حالت ہے اب اسد غازی تو تیاری لشکر مین مصروف ہوئے اور یہ دونون عیار طرار جانب قلعۂ زنگبار روانہ ہوئے راستے مین انھون نے ہیئت اپنی تبدیل کی اور فقیر بنکر چلے جس وقت قریب قلعے کے پہونچے نگہبانون نے آواز دی کہ اے فقیر و کسبی اور مقام پر جاؤ خبردار اس طرف بڑھنے کا قصد نہ کرنا ورنہ عوض نفع کے نقصان جان کا ہوگا اور نشانۂ تیر قضا ہوگے یہ کہتے ہی اُنھون نے تیر چلۂ کمان مین پیوست کرلیئے یہ رنگ دیکھ کر دونون عیار خوف جان سے آگے نہ بڑھے مجبور و ناچار ہوکر وہان سے واپس آئے اور سارا ماجرا روبرو دیئے اسد غازی حرف بحرف بیان کیا کہ اہل قلعہ آپ کی آمد سے باخبر ہوگئے ہین قلعہ آلات حرب و ضرب سے آراستہ و پیراستہ ہے پرندہ پر بھی نہین مار سکتا اور کسی کی کیا مجال ہے کہ وہان تک جائے بڑے بڑے انتظام ہین حتے کہ فقیر بھی نہین جانے پاتے ہر وقت دروازہ قلعے کا بند رہتا ہے ہم دونون عیارون نے ہرچند بڑی کوشش اور جانفشانی کی لیکن کسی طرح اندر قلعے کے نہ جا سکے وہ لوگ بہت ہوشیاری سے قلعہ بند ہین یہانتک کہ ہوا سے بھی بدگمان ہین کہ مبادا اس مین بھی بیہوشی شامل نہ ہو یہ سُنکر اسد غازی نے سردارون کی طرف دیکھ کر فرمایا کہ کیا کرنا چاہیئے اس لیئے کہ قلعہ کی تین طرف پانی ہے صرف ایک جانب راستہ خشکی کا ہے اُس کی یہ حالت ہے کہ راستہ بہت تنگ ہے اور زد قلعہ کی مار کی ایسی ہے کہ کوئی شخص گولے سے بچ کر جا نہین سکتا سب نے متفق اللفظ عرض کیا کہ آپ ہم سے بہتر سمجھتے ہین اسد غازی ابھی فکر و تردد مین تھے کہ مہتر ادریس بن اندلس نے عرض کی کہ اے شہریار میرے ذہن مین ایک ترکیب ہے بشرطیکہ آپ بھی اُس ترکیب کو پسند فرمائین یہ سُنکر اسد غازی نے فرمایا کہ اے ادریس بیان کر ادریس نے عرض کی کہ ہم تاجر بنکر سفر دریا سے قلعے کی طرف جاؤن اور صندوقون مین بجائے مال سردارون کو بند کر کے رکھا جائے اور ایک نامہ فرضی خونخوار کی طرف سے قلعہ دار زنگبار کو لکھا جائے جس وقت نامہ خونخوار کے نام سے پہونچیگا تو جو تحریر ہوگی اُس پر عمل درآمد ہوگا اور ہم داخل قلعہ ہو جائینگے داخل قلعہ ہوکر بس جس وقت ہم صندوقون کو کھولینگے ادھر آپ لشکر لیئے تیار رہیئے گا جس وقت سردار اندرون قلعہ جنگ شروع کر دین تو اُس وقت آپ دھاوا کر کے آجائیے گا اور قلعے پر قبضہ کر کے کفار کو گھیر کر قتل

دیگا اسد دلاور نے راے ادریس کی پسند کی اور سردار صندوقون مین بند کرنے کے واسطے منتخب ہوئے گرشاسپ رودیلی ایک طلحہ بن عنظلہ دو معروف بن اسد تین غضنفر بن اسد عیار یہ چار سردار تو صندوقون مین بند ہوئے اور بارہ بندرہ قزاق سوداگر کے ملازمین بنے اور ادریس بن اندلس سوداگر بنا اب صندوق جہاز پر لادے گئے اور ادریس بن اندلس فرزندون کو لے کر سوار ہوا چلتے وقت اسنے کہدیا تھا کہ جس وقت قلعہ مین شور و غوغا بلند ہو فوراً آپ دہاوا کر دیجیگا ہم توپون کو بند کر دینگے یہ کہکر روانہ ہوا پہلے جہازون کو دور لے گیا اور راہ ہندوستان کی سیدھی دیکھکر اب قلعہ کیطرف چلا اہل قلعہ نے جو دوربین لگا کر دیکھا معلوم ہوا کہ جہاز اسطرف چلا آتا ہے بس فوراً جسقدر ناوک انداز تھے سب لیس ہو گئے کہ مبادا کوئی حریف راہ دریا سے نہ آتا ہو جسوقت یہ جہاز تیر کے زد پر آگیا ادریس بن اندلس نے چادر ہلائی تیرانداز رکے کہ شاید کوئی تاجر ہے حریف نہین ہے اور اجازت آنے کی دی جسوقت یہ جہاز قریب قلعہ پہونچکر لنگر انداز ہوا اہل قلعہ نے پوچھا کہ تم کہان سے آتے ہو جواب دیا کہ ہم ہندوستان کے تاجر ہین اور ایک نامہ **خونخوار بن دجال** کا حاکم قلعہ کے نام لائے ہین اہل قلعہ نے جواب دیا کہ بالفعل یہان زمانہ پر آشوب ہو رہا ہے حریف مقابلہ پر آچکا ہے قلعہ کے اندر کسی کے آنے کی اجازت نہین ہے اونھون نے جواب دیا کہ یہ نامہ **خونخوار بن دجال** کا لیجا کر اپنے مالک کو دو جیسا وہ کہے ویسا عمل کرو اور بغیر جواب نامہ لئے ہم نہ جائینگے اسواسطے کہ **خونخوار بن دجال** کو یہ شبہ گذریگا کہ معلوم ہوتا ہے اس تاجر نے بہانہ کیا اور قلعہ تک نہین گیا اون لوگون نے آپسمین مشورت کی اور کہا کہ یہ سچ کہتا ہے نہین معلوم کیا ہو کیا نہو ایسا نہو کوئی ضروری بات ہو تو اوسکا الزام ہمارے سر آئیگا لہذا ہم اپنے سر الزام کیون لین **فرزیل گرزن** جیسا مناسب جانے گا وہ کریگا یہ سوچکر نامہ سوداگر نقلی کے ہاتھ سے لیا اور خدمت مین **فرزیل گرزن** کے آئے اور سارا ماجرا سوداگر کے آنے کا بیان کیا **فرزیل** نے لفافہ کو چاک کر کے نامہ نکالا اور پڑھا۔ لکھا تھا کہ اے **فرزیل گرزن** خداوند آئینہ کی مدد سے ہم نے **ہندوستان** کو بھی فتح کیا اور اب ہم گیلان کیطرف جاتے ہین یہان جو بیش بہا اور نادر چیزین دستیاب ہوئین وہ ان چارون صندوقون مین بند کر کے بدست **غنقائے ظلمانی** تمہارے پاس بھیجے جاتے ہین تمہین لازم ہے کہ ان صندوقون کو لیکر اپنے قبضہ مین رکھو اور سوداگر کی مہمانی کرنا کہ یہ لائق مہمانی ہے اور جو کچھ

پیغام زبانی یا خط وغیرہ بھیجنا ہو اسکے ہاتھ بھیجنا کہ یہ مرد معتبر ہے اب ہم قلعہ گیلان مین ہین وہین نامہ مجھکو ملجائیگا یہ مضمون دیکھکر فرزیل دریا کیجانب آیا اور سوداگر سے کہا کہ آیئے تشریف لایئے ادریس بن اندلس پہلے آپ قلعہ مین داخل ہوا بعد اوسکے چارون صندوق رسون مین باندھکر اوپر کھینچ لئے اسکے بعد اور ہمراہیان سوداگر داخل قلعہ ہوئے اب سوداگر صندوقون کو اوٹھوا کر صحن مین لایا اور جلدی جلدی قفل صندوقون کے کھولدیئے کہ آپ دیکھ لین اور فردون سے مقابلہ کر لین فرزیل نے کہا کہ فردین لاؤ ادریس بن اندلس نے فردین ہاتھ مین دین فرزیل گرزن نے داروغہ کو طلب کیا اور فردین اوسکی سپرد کردین کہ جانچ اسکی کرو داروغہ نے دیکھا کہ صندوق بہت بڑے بڑے ہین مال بھی زیادہ ہوگا جا کر بیس پچیس آدمی اپنے ساتھ لایا جتنے عرصہ مین وہ پلٹ کر آئے آئے یہان ادریس نے سبکو ہوشیار کردیا اور کہا کہ جسوقت مین نفیر عیاری پھونکون اوسوقت تم سب پٹارے اولٹ اولٹ کے باہر نکل آنا اور جنگ شروع کر دینا جسوقت داروغہ قریب آیا فرد کو اوٹھا کر پڑھا اوسمین تحریر تھا کہ یاقوت رمانی ایک نفر یہ حیران ہوا کہ یاقوت کے ساتھ نفر کا لفظ آج تک کسی فہرست مین نہین دیکھا یہ کیا ماجرا ہے ادریس بن اندلس نے کہا کہ اہل ہندوستان یونہین تحریر کرتے ہین اوسکے بعد لکھا تھا کہ اژدر الماس ایک نفر یہ اسی حیرت مین تھا کہ ادریس نے نفیر عیاری پھونکی اور سردار پٹارے اولٹ اولٹ کے اور نعرے کر کرکے نکلے تلوارین کھینچ کھینچ کر آپڑے داروغہ نے پوچھا کہ یہ کیسا مال ہے ادریس نے کہا کہ فرد سے بھلت لیجئے ان سردارون نے تلوارین مارنا شروع کین ان تیس آدمیون کا تو دم بھر مین خاتمہ کر دیا اور اب نعرہ کر کرکے توپون کیطرف چلے فرزیل گرزن نے جو یہ معرکہ دیکھا نہایت پریشان ہوا کہا یارو ان لوگون کو کہ یہ چند کس ہین کیا کرین گے لوگ ہجوم کر کے چلے لیکن انھون نے جا کر ایک ایک ہاتھ مین گوسفندازون کا کام تمام کر دیا اور توپون پر قبضہ کر لیا اب جو شور و غوغا بلند ہوتا ہے کہ مسلمان آگئے مارو انکو جانے نہ پایئن بس اسد غازی نے بھی کل فوج سے دھاوا کر دیا توپون پر تو پہلے ہی قبضہ ہوگیا تھا کفار کچھ نہ کرسکے اور اسد غازی معہ فوج داخل قلعہ ہوا اور فوج کو پہلے سے بتا دیا تھا کہ محاصرہ کر لینا تا کہ کوئی کافر نکلکر نہ جانے پائے اب کچھ فوج تو باہر قلعہ کے ٹھہری باقی فوج نے اندر قلعہ کے داخل کیا اور تمام پھاٹکون اور دروازون پر پہرے قائم کر لیئے اور تلوار برسانا شروع کر دی لاشون پر لاشین گرا دین ایک جانب کشتا سب رود نیلی کے کشتون کے پشتے لاشون کے انبار لگا دیئے ایک طرف

طلی بن غنطلہ نے قتل شروع کیا ایک طرف اسد ثانی شجاعت اسد دلاور کا نمونہ دکھا رہا تھا ایک جانب خود اسد دلاور مانند شیر غضبناک کے حملہ آور تھا ایک سمت غضنفر بن اسد لڑتا ہوا چلا جاتا تھا عین گرمی جنگ مین غضنفر کا اور فرزیل گرز زن کا سامنا ہوا فرزیل گرز زن نے تلوار ماری غضنفر نے وار اسکا خالی دیکر جو ہاتھ تیغہ آبدار کا مارا کمر پر پڑا فرزیل کے دو ٹکڑے ہو گئے لشکر بے سردار بد دل ہو کر بھاگے گو تھا کہ راہ مسدود پائی ہر طرف خدا پرستون کو راہ روکے ہوئے دیکھا غرضکہ دوپہر کی جنگ مین اسد غازی کے لشکر نے تمام کفار کو تہہ تیغ کیا جسوقت جنگ سے فراغت پائی تو شمار لاشون کا ہوا معلوم ہوا کہ پانچسو آدمی اسد غازی کے شہید ہوئے اور بیس ہزار آدمی کفار کے مارے گئے اب لاشین علیحدہ کر کے مسلمانون کو دفن کیا اور کفار کو دریا برد کر دیا کہ نہنگ وغیرہ کے پیٹ بھرے بعد اس کے رعایا کو طلب کر کے آبادی شہر کا حکم دیا اور جسقدر مال غنیمت ہاتھ آیا تھا وہ رعایا پر حسب حیثیت تقسیم کر دیا بعد اسکے خیمہ برپا ہو گئے دوسرے روز اسد غازی نے اونھین لوگون مین سے ایک شخص کو انتخاب کیا کہ یہ خاندان شاہی سے سلسلہ قرابت رکھتا تھا نام اوسکا طوفان زنگباری تھا اسے حاکم قلعہ کیا اور فرمایا کہ کشتیان اور جہاز فراہم کئے جائین کیونکہ اب ہندوستان جائین گے دیکھین وہان کی کیا حالت ہے حسب الحکم کشتیان تیار کی جانے لگین اور جسقدر جہاز ممکن ہوئے وہ فراہم کر لئے گئے جبتک یہ سامان باہم کیا جائے ان لوگون کو مجبوراً اس مقام پر قیام کرنا پڑا ایک روز معروف بن اسد نے غضنفر دلاور سے پوچھا کہ کیون بھائی تمھارے پاس مرکب بادخور اور انگشتری مہر و ماہ اور تیغہ سحر کش تھا جسے تیغہ زود شگاف بھی کہتے ہین یہ چیزین کیا ہوئین غضنفر نے کہا کہ بھائی یہ چیزین ساحر مستمش نے بنائی تھین جو خداوند ساحران عالم کہلاتا تھا جب وہ ساحر جہنم واصل ہوا تو بہت زمانے تک اون چیزون نے کام دیا بعد اوس کے رفتہ رفتہ اوسکی تاثیر باطل ہونے لگی گھوڑے کی رفتار مین کمی ہونے لگی اور تیغہ کے کاٹنے مین کمی پائی انگشتری کی تاثیر کم ہوتے ہوتے بالکل تاثیرین باطل ہو گئین آخرکار مین والد ماجد کی خدمت مین چلا آیا معروف بن اسد نے یہ سنکر بہت رنج کیا اور کہا کہ ایسے چیزون کے اثر نہ ہونے سے بڑے بڑے کامون مین خلل واقع ہو گیا اگر وہ اشیاء نادرہ موجود ہوتین تو آجکل کسقدر کام دیتین الغرض یہ سب سردار انتظار جہازات مین ہین اب تیسرا روز ہے شبکا وقت ہے ہر سردار اپنے اپنے خیمہ مین آرام سے سو رہا ہے کہ تفر خواب اسد ثانی کی بلند ہوئی اسد نے خواب مین دیکھا کہ ایک باغ جنت

نظر ہے کہ گلہائے بوقلمون شگفتہ ہین میوے گونا گون لگے ہوئے ہین نہر جاری ہے جانوران خوش الحان مصروف زمزمہ سرائی ہین گویا بزبان بے زبانی صفت ثنا باغبان قضا و قدر کی کر رہے ہین سامنے ایک قصر فلک رفعت ہے کہ سراپا فیروزہ نگار ہے اندر قصر کے نازنینون کا ہجوم ہے صحبت رقص و سرود آراستہ ہے جام بادہ ناب کو گردش ہے اور ایک نازنین ماہ جبین دُر در گوش مرصع پوش دریائے جواہر مین غوطہ مارے تن نازک پر زیور سنوارے بیٹھے ہوئے ہین مسند بھی فیروزہ نگار ہے اور تمام زیور مین فیروزے جڑے ہوئے ہین لباس اوس آفت ہوش کا سبز ہے لیکن نگاہین اوسکی بتا رہی ہین کہ یہ کسی کے انتظار مین بیٹھی ہے نگاہ اسد ثانی کی جو اوس ماہ جبین پر پڑی دل نے داغ محبت کھایا عشق نے رنگ اپنا جمایا ہزار جان سے والہ و شیدا ہوگیا اور بیخودی کے جوش مین اوس نازنین کیطرف چلا نظر اوس نازک اندام کی جو چہرۂ اسد ثانی پر پڑی بیساختہ کھڑی ہوگئی چہرہ پر بحالی آگئی پکاری کہ اے شہریار عالیوقار یہ مشتاق دیدار تڑپ رہی تھی لیکن یہ امید نہ تھی کہ آپکا دیدار فیض آثار میسر ہوگا مگر الحمد للہ کہ آپ کے فیض جمال نے اس سیہ خانہ دل کو روشن و منور کیا ہے

رواق منظر چشم من آشیانۂ تست
کرم نما و فرود آ کہ خانہ خانۂ تست

یہ کہتی ہوئی وہ نازنین اوسطرف سے چلی اور اسد ثانی اس طرف سے بڑھے ہر قدم پر کمر کی لچک خرمن جان پر بجلی گراتی تھی یکایک صراحی مین پانچا اُلجھا وہ اوجھک کر گری اسد ثانی سنبھالنے دوڑے اسی عالم مین آنکھ کھل گئی اب دیکھتے ہین تو نہ وہ باغ ہے نہ قصر نہ ملکہ نہ اوسکے مصاحبین اپنے بستر خواب پر لیٹا ہوا ہون اسد ثانی نے پھر آنکھین بند کین مگر اب وہ سمان کہان ایک جلوہ برق تھا کہ چمک کر نگاہون سے پنہان ہوگیا گھبرا کر پھر آنکھین کھولدین اب تو اسد ثانی کی بری حالت ہوئی تڑپنے لگے آہین بھرنے لگے یہ شعر زبان پر جاری ہوا ہے

یہ تصور کے کرشمے تھے سب اے حضرت دل
ادھر آیا بھی وہ کب تھا کہ جو مہمان ترا

الحاصل تمام رات اسیطرح تڑپ تڑپ کر گذاری صبح کو جو اوٹھتے ہین تو تپ کی شدت سر مین درد اسد غازی نے جو یہ حالت اپنے فرزند دلبند کی دیکھی نہایت پریشان ہوئے فرمایا کہ اے فرزند مین اپنا سفر نہین ملتوی کرسکتا اس لئے کہ جسقدر میرے جانے مین عرصہ ہوگا اوسیقدر بندگان خدا زیادہ قتل ہونگے نہین معلوم وہ ملعون خونخوار بن دجال کیا کیا بدعتین کر رہا ہوگا تمہین حافظ حقیقی کے حوالہ کیا اور اب مین ہندوستان جاتا ہون جسوقت تمہین صحت ہو جائے تو میرے پاس چلے آنا مین عقب خونخوار

بن دجال مین جاتا ہون یہ فرماکر بازو پر دعائے صحت پڑھی اور خود معہ لشکر جہازون اور کشتیون پر سوار ہوکر جانب ہندوستان روانہ ہوئے یہان اسد ثانی کے جنون عشق نے ترقی کرنا شروع کی اور حالت انکی دن بدن زیادہ خراب ہونے لگی ہر وقت تصویر خیالی اوس یار جانی اور محبوب جاودانی کی پیش نگاہ تھی اور نعرے آہ کے مارا کرتے تھے غزل

یاری تجھ سے کیا کی پیدا ایسا کہ یارانہ چھوٹا
احباب چھٹے اغیار چھٹے ہر اپنا بیگانہ چھوٹا
غمنوش جدائی جیسے ہوئی غم کھا کے پیے خون جگر جیسے
کھانا کیسا پینا کیسا۔ پانی چھوٹا دانہ چھوٹا
مشرب نہ ہمارا رندی تھا۔ نہ مذہب بادہ پرستی تھا
جیسے کہ چھٹا اک متوالا۔ اوسدن سے میخانہ چھوٹا
پس مست سے ساقی آنکھ لڑی۔ پی مئے بیخودی کیفیت ہوگئی
اس ہاتھ سے بوتل چھوٹ پڑی۔ اس ہاتھ سے پیمانہ چھوٹا
کل کہتے تھے ہم کچھ حال دلی۔ اوس پر بھی تھی محویت طاری
اوس لطف مین یاد نہین یہ بھی کیسا تھا وہ افسانہ چھوٹا
بیڑی جو تری منت کی پڑی۔ پہونچا اثر اسکا ہنجا بھی
وہ قید جنون اوسنے توڑی وہ تیرا دیوانہ چھوٹا
اک جلوہ قیامت تھا تیرا۔ ایمان سبکا دین اسکا لیا
زاہد سے کعبہ چھوٹ گیا۔ ہندو سے بتخانہ چھوٹا
تھا سوز جدائی تو جلتا۔ تیرے بھی اثر کو دیکھ لیا
کیون آگ مین اپنی جل نہ بجھا جب شمع سے پروانہ چھوٹا
اے آرزو اب کیا ذکر اوسکا۔ الفت مین جو کل تھے مر مرا
اک بت سے بڑھایا ربط ایسا ہر سو کا یارانہ چھوٹا

اب اسد ثانی کو تو اس حال پر ملال مین چھوڑا جاتا ہے اور یہان سے حال اسد غازی کے بیان ہوتا ہے کہ یہ اپنے فرزند دلبند کو مبتلائے تپ ہجران چھوڑ کر روانہ ہندوستان ہوئے ہین اسطرف تو یہ براہ دریا کو جلدی جلدی طے کرتے ہوئے چلے جاتے ہین اور وہان کشہیر ستر سوار جو خونخوار بن دجال کیطرف سے حاکم قلعہ ہندوستان ہوا ہے اوسنے یہ انتظام کیا کہ کنارہ دریا پر نگہبان مقرر کیے کیونکہ اسے یہ خیال تھا کہ اسد دلاور اسطرف ضرور آئیگا جسوقت کشتیان اور جہاز قریب ہندوستان پہونچے یہ خبر کشہیر ستر سوار کو ہوئی اس نے بلبل غوطہ خور کو طلب کیا کہ اس ملعون کو بہت بڑی مشق پیرنے کی ہے جسوقت یہ حاضر ہوا اوسے حکم دیا کہ اپنے سات سو شاگردون کو ہمراہ لیکر جاؤ اور سرداران لشکر کو گرفتار کر لاؤ کہ وہ سب کشتیون مین سوار چلے آتے ہین یہ سنکر بلبل غوطہ خور نے سات سو غوطہ خورون کو ہمراہ لیا اور جانب دربار روانہ ہوا بعد اس کے کشہیر ستر سوار بھی پندرہ ہزار سوار ساتھ لے کر چلا اور کنارہ دریا پر صفین باندھین اور غوطہ خور لنگوٹ باندھ باندھ کر دریا مین کود پڑے قضائے کار اتفاقات روزگار سے آگے آگے کشتی گرشاسپ رودنیلی کی چلی آتی تھی اور یہ لوگ غوطہ خورون کیطرف سے بالکل غافل تھے کیونکہ خیال انکا اسطرف تھا کہ کنارہ دریا پر فوج جمع ہے اور ناوک غدار تیر جوڑے کھڑے ہین مبادا زد پر پہونچ جائین اور باڑھ تیرون کی چلی ان لوگون نے سپرین سنبھال لین اور خبر نہین کہ جسوقت تیر چلین گے تو اونکو کاٹین گے اور روکین گے غوطہ خورون نے آکر کشتی کا پیندا توڑا اور کشتی مین پانی بھرنے لگا یہ دیکھتے ہی گرشاسپ

رود نیلی گھبرایا کہ یہ کیا معرکہ ہوا جبتک یہ کوئی فکر کرے اوسوقت تک کشتی چکر مارکر غرق ہوگئی اور گرشاسب اپنے چالیس مصاحبون سمیت غرق ہوا غوطہ خور لوگ گھات مین لگے ہوئے تھے انھون نے کمندین مار مار کر انکو باندھا اور لیکر خدمت مین تشہیر شتر سوار کے روانہ ہوئے سو آدمی تو انکو لیکر تشہیر شتر سوار کے پاس آگئے تشہیر شتر سوار نے اسیر غل و زنجیر کرکے زندانخانہ بھجوادیا اور یہ لوگ پھر پلٹے اور دریا مین کودے اودھر لکبیل غوطہ خور طلحہ بن عنطلہ کی کشتی کے پاس پہونچا جسوقت سے کشتی گرشاسب رود نیلی کی غرق ہوئی تھی طلحہ بن عنطلہ نہایت پریشان تھا کہ یہ کیا غضب ہوا افسوس کہ کیسی بیکسی سے گرشاسب نے جان دی اگر تلوار کی لڑائی ہوتی دشمن سے سامنا ہوتا مقابلہ کرتے جان لڑاتے دوچار کو مارتے خود بھی مرتے تو افسوس نہ تھا مگر جو منظور الٰہی چارہ کیا ہے ؎

درین دریائے بے پایان درین طوفان شورافزا
دل افگندیم بسم اللہ مجریہا و مرسٰہا

یہ اسی رنج و تردد مین تھا اور تکیہ پروردگار عالم پر کیے بیٹھا تھا کہ لکبیل غوطہ خور نے اسکی کشتی کا پیندا بھی کاٹا اور یہ کشتی چکر مارنے لگی اور غرق ہوگئی اور غرق ہوتی ہوتی طلحہ بن عنطلہ نے اسد دلاور کو آواز دی کہ اے شہریار خدا حافظ ہماری تو طلب ہوگئی اب آپکو حوالہ پروردگار عالم کیا یہ کہتے ہوئے یہ بھی غرق دریا ہوئے اور غوطہ خورون نے انکو بھی باندھا اور لیکر خدمت تشہیر شتر سوار مین روانہ ہوئے تشہیر شتر سوار نے مرحبا کہی اور کہا کہ جس وقت سب کو گرفتار کر لاؤ گے تو بہت کچھ انعام دونگا کہ ایسا کسی نے غوطہ خورون کو نہ دیا ہوگا اور طلحہ بن عنطلہ کو بھی انکے ہمراہیون سمیت گرفتار کرکے زندانخانہ مین بھجوادیا لیکن اسد غازی نے جو یہ معرکہ دیکھا کہا کہ ہم سمجھ گئے آج وہی مصیبت ہمارے لشکر پر آئی ہے جو نانا صاحب پر جزیرہ ناروند مین پڑے تھے اوس مین دادا صاحب یعنے خواجہ عمرو سے اور امیر صاحبقران سے ملال تھا تو خواجہ عمرو بھاگ کر جزیرہ ناروند مین آئے تھے مالک وہان کا لکنت بن لکنات زنگی تھا خواجہ عمرو نے لکنت بن لکنات زنگی کیصورت بنکر دریا مین کودے تھے اور تمام لشکر کو پکڑلے گئے میرے خیال مین یہان بھی غوطہ خور آتے ہین اور پیندا کشتی کا کاٹ کر سوارون کو گرفتار کرلے جاتے ہین مین ہمیشہ سفر دریا مین ہوشیار رہتا ہون اور اوسی دن سے اسکا انتظام کر لیا ہے یہ فرماکر مقبول بن مقبل سے کہا کہ اپنی کشتی قریب لاؤ جسوقت کشتی مقبول بن مقبل کی قریب آئی فرمایا تمہارے ساتھ کشتی پر کسقدر آدمی ہین عرض کیا سات سو فرمایا کہ تم ان سب کو ساتھ لو اور لنگوٹ باندھکر دریا مین کودو اور ان غوطہ خورون کا بند و بست کرو مقبول بن مقبل نے یہ سنتے ہی جلدی سے کپڑے اوتارے لنگوٹ باندھا سب انکے ساتھ ہی تیار ہوئے اور جھم جھم کرکے دریا مین

لو دے اودھر بلبل غوطہ خور چالیس غوطہ خورون سے زیر کشتی اسد غازی آچکا تھا اور پیندا کشتی کا کاٹ رہا تھا کہ مقبول بن مقبل سات سو آدمیون سے پہونچ گیا وہ لوگ سمجھے یہ سب بھی ہمارے ہمراہیون مین سے ہین انھون نے باکھمیان تمام قریب جاکر ملقھا سے کمند مار مار کر سب کو پکڑ لیا یہ معلوم ہوتا تھا کہ بڑی بڑی مچھلیان جال مین پھنسی ہوئی ہین اور اونکو باندھکر اوپر لائے کشتی مین ڈالا اسد غازی نے ہنسکر فرمایا کہ ہم سے کوئی کیا فریب کر سکتا ہے تمام زمانہ کا نشیب و فراز تو ہم خود ہی دیکھے ہوئے ہین اودھر کشتی جو اسد غازی کی آگے بڑھی ایک غول چالیس پچاس کا اور چلا اور زیر کشتی پہونچتے ہی یہ بھی اسیر ہوا الغرض اسیطرح سب اسیر ہو گئے جو دو چار بھاگے اونکو تعاقب کرکے گرفتار کر لیا اب کشتیان کنارے پہونچ گئین اور اسد دلاور نے نعرہ کیا ؎

اسد شہسوارم کہ در روز جنگ
بدرم دل شیر و چرم پلنگ

ساتھ ہی نعرہ غضنفر و معروف بن اسد نے بھی کیا لشکر کفار نے تیر و تفنگ مارنا شروع کیے اور چاہا کہ انکو روک لین کشتیون سے نہ اوترنے دین مگر یہ شیران بیشہ شجاعت کب کسی کے رکتے ہین تیرون کو سپر پر روکتے ہوئے اور تلوار سے قلم کرتے ہوئے کنارے اوتر گئے اور اب لشکر پر خود بھی حملہ کیا آگے آگے کشتیان سردارون کی تھین اور بھی لوگ پہلے سمجھے یہہ بھی نعرہ کر کرکے جو گرے لشکر کو درہم و برہم کر دیا بعد اسکے لشکر بھی اوترا اور شریک جنگ ہوا مقبول بن مقبل کو فادار کہ بالکل برہنہ تھے اپنی کشتی پیچھے سب کشتیون کے لائے اور کنارہ پر اوترے قیدیون کی کشتی کا پیندا کاٹ کر غرق کر دیا کہ تمہارے لیئے یہی سزا ہے سات سو غوطہ خور معہ بلبل غرق دریا ہوئے اور اب یہ لوگ بھی اسلحہ لگا کر اور مرکبون پر سوار ہو ہو کر شریک جنگ ہوئے تلوار چلنے لگی شور دار و گیر بلند ہوا اسد غازی نے ہر چند کوشش کی کہ انکو گھیر کر مار لون مگر ممکن نہو اس لیئے کہ یہ کفار بھاگتے جاتے ہین اور لڑتے جاتے تھے تاہم اسد غازی نے کنارہ دریا سے لیکر قلعہ تک زمین لاشون سے پاٹ دی پندرہ ہزار مین دس ہزار بچ کر داخل قلعہ ہوئے اور پانچ ہزار آدمی مارے گئے شہتر سوار نے دروازہ قلعہ کا بند کرا دیا خندق مین آگ روشن کرا دی اور خود فصیل دروازے پر آکر بیٹھا اسد غازی نے جو دیکھا کہ کفار داخل قلعہ ہوئی اور شام ہو گئی ہے خیمہ اوسی جگہ برپا کیا اور لشکر کو اوتارا کہ صبح کو سمجھا جائیگا وہان اہل قلعہ نے خوب قلعہ کو آراستہ کیا دو پہر تک دو پہری تو چین سے کٹی یہان اسد غازی نے طبل جنگ بجوا دیا یہ خبر اہل قلعہ کو ملی تو ہلچل مچی

نقارہ بجا تیاری جنگ ہونے لگی اب انکو تو سامان جنگ مین چھوڑا جاتا ہے۔

لیکن اول حال خونخوار بن دجال کا گذارش کیا جاتا ہے

کہ اس نے کئی منزلین طے کین قریب شہر گیلان کے پہونچا خیمہ برپا کیا ساتھ ہی یہ خیال پیدا ہوا کہ ایسا نہو کوئی مدعی سلطنت آجانے کیونکہ ہندوستان مشہور اور زرخیز ملک ہے ہر ایک اس ملک کی ہوس رکھتا ہے اور فوج تشہیر کے پاس کافی نہین ہے پس اس نے ایک سردار کو چالیس ہزار سوار ہمراہ کرکے برائے مدد تشہیر شتر سوار روانہ کیا کہ تم جاکر عہدہ سپہ سالاری اختیار کرو اور ملک کی حفاظت کرو اور اس ہدایت کو خود بھی یاد رکھو اور تشہیر شتر سوار سے بھی کہدینا کہ اگر کسی خدا پرست پر کبھی قابو پاجانا تو اسیر نہ رکھنا بلکہ فوراً قتل کر ڈالنا یہ سنکر مسخوق قوی بازو چالیس ہزار سوار اپنے ہمراہ لیکر جانب ہندوستان روانہ ہوا یہان طبل بجتے بجتے زمانہ شب کا برطرف ہوا اور خانہ شب سے صبح برآمد ہوئی جھونکے نسیم بہار کے چلے طائران خوش الحان آشیانون سے نکل نکل کر شاخ درخت پر مصروف نغمہ سرائی ہوئے بہادران اسلام نے مانند شیرون کے انگڑائیان لین اور بسترون سے اوٹھ اوٹھ کر وضو کرکے نماز سحری کو ادا کیا اور اسلحہ جنگ تن پر سنوارنے لگے لیکن اسد غازی کی نگاہون مین بہار صبح خزان سے بدتر معلوم ہوتے تھے کیونکہ ہندوستان کی تباہی دیکھ کر آنکھون مین آنسو بھرے آتے تھے قطرات شبنم دیکھکر اشک برساتے تھے گلون کے گریبان چاک پر لباس ماتمی کا شبہ ہوتا تھا سنبل بال پریشان کیئے تھا کہ اب اس ملک مین وہ سواد نرہا نرگس چشم حیران اون تصویرون کو دیکھتے تھے جو ہر وقت پیش نظر رہتی تھین مگر اب نظرون سے پنہان ہوگئین۔

سب کہان کچھ لالہ و گل مین نمایان ہوگئین
خاک مین کیا صورتین ہونگی کہ پنہان ہوگئین

اسی حالت رنج و افسوس مین آلات حرب وضرب تن پر آراستہ کرکے ہمہ تن انتقام مجسم ہوکر سامنے قلعہ کے آئے اور لوڈا باگ کا لیا ساتھ ہی سب قزاقون نے گھوڑے ڈالے اہل قلعہ نے دوربینون سے دیکھا اور شست باندھ کر گولی مارنا شروع کیے تمام میدان دھوان دھار ہوگیا اور اسد غازی گولون کو رد کرتا ہوا چلا جو گولہ سامنے سے آیا اوسے گرز سے رد کیا جو دہنے جانب آیا بائین رکاب پر آکر اوسے خالی دیا بائین طرف آیا تو دہنے جانب آکر خالی دیا اسی صورت سے رد کرتے چلے جاتے ہین قزاقون کی بھی یہہ حالت ہے کہ ساتھ ہی ساتھ لپٹے چلے آتے ہین اور قلعہ پر سے گولون کی بوچھار ہو رہی ہے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ایک ابر سیاہ چھایا ہوا ہے اور اوسے

برس رہے ہین اسپین سوار گرتے ہین لیکن کوئی پلٹ کر بھی نہین دیکھتا جانین ہتھیلی پر لیئے ہوئے چلے جاتے ہین یہانتک کہ یہ سب خندق پر جا پہونچے اب اہل قلعہ نے دیکھا کہ ڈیڑھ سو قزاق مارے گئے باقی سب زیر قلعہ پہونچ گئے اور اسد دلاور نے پھاٹک قلعہ کا توڑنا چاہا لب خندق کھڑا ہوا نعرے مار رہا ہی کہ یکایک از پردہ بیابان گردے برخاست مگر گرد تیرہ تیرہ خیرہ خیرہ سر گرد بر آسمان رسیدہ و پائے گرد در زمین پیچیدہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ زیر آسمان ایک گنبد خاکی نمودار ہے سب دیکھنے لگے کہ کون آتا ہے تھوڑی دیر کے واسطے اسد دلاور نے بھی اپنا ارادہ ملتوی کیا کہ یکایک ہوا نے مارا گرد کو گرد نے مارا ہوا کو دامن گرد شگافتہ ہوا اور دل گرد سے ایک گبر ناہنجار چالیس ہزار سوار سے پیدا ہوا ہرکارے برائے خبر روانہ ہو گئے تھے کہ اہل قلعہ نے نشان اپنا پہچان کر طبل شادمانی بجایا ادھر ہرکارون نے اسد غازی کو اطلاع دی کہ مسحوق قوی بازو خونخوار بن دجال کیجانب سے برائے انتظام قلعہ و مدد اہل قلعہ آیا ہے ادھر مسحوق قوی بازو کو معلوم ہوا کہ اسد دلاور قلعہ پر قبضہ کیا چاہتا ہے پس مسحوق قوی بازو گھوڑا دوڑا کر سامنے آیا اور کہا کہ او خدا پرست کہان جاتا ہے خبردار ہو جا کہ مین آپہونچا منم مسحوق قوی بازو اسد نے فرمایا کہ تو ہی آ شیرون کو شکار سے بحث ہے چاہے آہو ہو چاہے فیل لاضرب بہادری کی فرما کر باگ گھوڑے کی پھیر کر سامنے مسحوق قوی بازو کے آئے مسحوق قوی بازو نے کہا کہ تو تشہیر شتر سوار کو اپنے دل مین تنہا سمجھا تھا یہ خبر نہ تھی کہ مددگار اوسکا آتا ہے اسد غازی نے فرمایا کہ تو اکیلا آیا ہے تو کیا کرے گا وہ حرامزادہ قرمساق یعنے خونخوار بن دجال ملعون کہان ہے مجکو تو اوسکی تلاش ہے کہ وہ ملے تو جھگڑا پاک ہو کیونکہ اوسنے بہت سے ملک اہل اسلام کے تاخت و تاراج کر ڈالے ہین جبتک اوس ملعون کو نہ مارونگا قرار نہ آئیگا یہ سنکر مسحوق قوی بازو کو نہایت غصہ آیا اور کہا کہ او خدا پرست زبان دراز تو میرے سامنے میرے مالک کو برا کہتا ہے کب چھوڑتا ہون تجکو یہ کہکر اسنے نیزہ اسد غازی کے حوالے کیا اسد غازی نے ترچھے ہو کر نیزہ اسکا خالی دیا اور پہلو پر آ کر ہاتھ تیغہ آبدار کا مارا کہ ہاتھ مسحوق قوی بازو کا قلم ہوا نیزہ بھی سمیت زمین پر گرا مسحوق قوی بازو نے بائین ہاتھ سے تلوار ماری اسد نے یہ بھی وار اسکا خالی دیکر جو ہاتھ مارا یہ بازو بھی اسکا قلم ہوا فرمایا کہ اب کیا کہتا ہے اب تو مسحوق بے دست ہو کر پریشان ہوا کہ کیونکر بھاگ جاؤن گھوڑے کو اسنے پاشنہ مارا اور مرکب اسکو لیکر خندق کی طرف بھاگا اسد دلاور نے گھوڑا دوڑا کر ایک تازیانہ اور رسید کیا

گھوڑا بلبلا کر معہ سوار خندق مین پھاند پڑا اسپ و مرکب دونون جل کر مر گئے لیکن فوج نے اسکی جو یہ معرکہ دیکھا تلوارین کھینچ کھینچ کر **اسد غازی** پر چڑھے اسد نے بھی تلوار کھینچی **قزاق اسد** دلاور کے دوڑ پڑے تلوار چلنے لگی جنگ قتال و جدال برپا ہوا ہر طرف سوار تلوارون کی چمک اور ڈھالون کی تیرگی کے کچھ نظر نہ آتا تھا لاشون پر لاشین گر رہی تھین آوازین بگیر و بزن کی بلند تھین اسی دار و گیر کے عالم مین **قزاقون** نے چار جانب سے ان چالیس ہزار سوارون کو گھیر لیا اور آواز دی کہ اگر خیریت چاہتے ہو تو تلوارین رکھ دو فوج نے دیکھا کہ اب مفر مشکل ہے چارون جانب سے گھر گئے بھاگ بھی نہین سکتے اب بغیر اسکے چارا نہین ہے کہ ہتھیار رکھدین سب نے ہتھیار رکھدیئے **اسد غازی** نے حکم دیا کہ باندھلو مشکلین انکی دلاورون نے انکی مشکین کس لین **اسد غازی** نے ان لوگون پر پہرہ دو ہزار قزاقون کا قائم کیا اور آپ پھر قلعہ کیطرف متوجہ ہوا قلعہ پر سے پھر گولہ باری ہونے لگی میدان جنگ کرہ نار ہوگیا ہر طرف سوائے دھوئین کے کچھ نظر نہ آتا تھا ابکی اہل قلعہ نے ایسی گولہ باری کی تھی کہ انکو یقین تھا کہ حریف باز آگیا اور اب ہم تک نہ پہونچ سکیگا۔

لیکن جس وقت بعد چند ساعت کے ہوا نے دھوئین کو منتشر کیا اور میدان جنگ مثل آئینہ کے نظر آیا **اسد غازی** کو دیکھا کہ بر لب خندق کھڑا نعرے کر رہا ہے ابتو اہل قلعہ نہایت پریشان ہوئے لیکن تشہیر شتر سوار ایک ہی مکار ہے اس نے کہا لاؤ قیدیون کو اوسی وقت داروغہ زندانخانہ قید **گرشاسپ رود نیلی** اور **طلحہ بن عنظلہ** کے لایا تشہیر شتر سوار نے ان لوگون کو سامنے **اسد غازی** کے زیر تیغ بٹھایا اور **اسد غازی** کو آواز دی کہ بس بہتر اسی مین ہے کہ پلٹ جاؤ ورنہ اگر تم آگے بڑھے تو ہم ان ہمراہیون کو تمہارے ابھی قتل کرڈالینگے یہ معرکہ دیکھکر **اسد غازی** نہایت پریشان ہوئے اور غضنفر سے کہا کہ اب کیا فکر کیجائے **غضنفر** نے کہا کہ سوا پلٹ چلنے کے کوئی چارہ نہین اس لیئے کہ دیدہ و دانستہ تو اپنے سردارون کو قتل نہین کرایا جائیگا لیکن **طلحہ بن عنظلہ** نے جو دیکھا کہ **اسد غازی** رک گئے اس نے آواز دی کہ اے اسد دلاور آپ کچھ خیال نہ فرمایئے اگر ہم قتل ہوجائینگے تو مرتبہ شہادت پائینگے آپ اپنے ارادہ کو ملتوی نہ کیجئے ورنہ یہ کفار روز ہمکو زیر تیغ بٹھا کر آپکو پھیر دیا کرینگے ہم ایسے غلام آپ کو بہت ملجائینگے اپنی محنت رائگان نہ فرمایئے بہتر یہی ہے کہ جو ہونا ہو وہ آج ہی ہو جائے **اسد دلاور** نے فرمایا کہ اے بہادر شاباش و مرحبا جری و بہادر ایسے ہی ہوتے ہین مگر مین روز اسی طرح پلٹ جاؤنگا اور آگے نہ بڑھونگا جبتک ہم لوگون کو نجات ان کافرون سے نہوگی

طلحہ بن عنظلہ نے کہا آپ کو قسم ہے پروردگار عالم کی کہ پلٹنے کا قصد نہ فرمائیگا اسد غازی نے فرمایا کہ اے طلحہ بن عنظلہ مجھے قسمین دیدیکر مجبور نہ کرو مین کفارہ بھی دیدونگا مگر اب آگے نہ بڑھونگا یہ کونسا انصاف ہے کہ مین تمہین قتل کرادون طلحہ بن عنظلہ نے کہا کہ اگر آپنے قدم پیچھے ہٹایا تو مین اپنے کو قلعہ سے نیچے گرادونگا اب اسد غازی نہایت پریشان ہوا ادھر نگہبان نے جو دیکھا کہ یہ اپنے کو قلعہ سے گرادینے پر آمادہ ہے جھنجھلا کر تلوار ماری کہ ایسا جان سے عاجز ہے تو لے ہم تجھے قتل ہی نہ کرڈالین تو اپنی جان آپ کیون دے خدا کی قدرت کہ کیات طلحہ بن عنظلہ کی طولانی تھی تلوار کی چمک دیکھتے ہی طلحہ بن عنظلہ نے ہاتھ بلند کر دیئے تلوار ہتکڑی پر پڑی اور کاٹ کر ہتکڑی کو دونون ہاتھون کے درمیان سے نکل گئی طلحہ بن عنظلہ کے ہاتھ کھل گئے بس اسنے اور قید کو بھی مثل تار عنکبوت کے پارہ پارہ کرڈالا اور تلوار نگہبان کی چھین کر ایک ہاتھ مارا کہ اسکے دو ٹکڑے ہوئے یہ دیکھکر وہ جلاد جو گرشاسپ رودیلی کیطرف کھڑا تھا جھپٹا اور طلحہ بن عنظلہ پر تلوار ماری طلحہ بن عنظلہ نے خالی دیکر جو ہاتھ مارا اسکے بھی دو ٹکڑے ہوگئے ادھر گرشاسپ رودیلی نے مہلت پائی اسنے بھی اپنی ہتکڑی بیڑی کو پکڑ کر اس آرزو مین آکر جو چرخ مارا قید کو مانند تار عنکبوت کے توڑ کر پھینک دیا یہ دیکھکر اہل قلعہ ٹوٹ پڑے اور ان دونون نے لڑنا شروع کیا ادھر اسد غازی نے مرکب کو اشارہ کیا مرکب سمٹ کر جو اڑتا ہے خندق کو پھاند گیا چاردن پلکیان اس نے قلعہ کے پھاٹک پاس پہونچکر جھاڑ بن اسد نے گرز مارا کہ پھاٹک قلعہ کا اڑاڑا کر گرا اسد غازی نے اسی پھاٹک کے تختون کو خندق پر بچھا کر پل بنادیا اور آپ داخل قلعہ ہوا فوج اس پل پر آنے لگی یہانتک کہ ساری فوج اسد غازی کی داخل ہوئی اور ہر دروازے پر پہرے قائم کر دیئے کہ کوئی کافر بچکر نہ جانے پائے اور چارون طرف سے لشکر تشتہیر شتر سوار کو گھیر کر تلوار برسانا شروع کردی دریائے خون بہادیا عین گرمی جنگ مین گرشاسپ رودیلی کا اور تشتہیر شتر سوار کا سامنا ہوا تشتہیر شتر سوار نے تلوار ماری گرشاسپ رودیلی نے ہاتھ کلائی پر ڈالدیا اور دوسرے ہاتھ سے کمر زنجیر کا بند پکڑ کر قاش زین سے اوٹھا لیا یہ جنگ فصیل قلعہ پر واقع ہوئی تھی تشتہیر شتر سوار کو گرشاسپ رودیلی نے فصیل قلعہ سے خندق مین پھینک دیا کہ اول تو گرکر اس ملعون کے چور ہوگئے اور بعد اوسکے جلکر خاک ہوگیا یہانتک کہ پہر بھرکی جنگ مین

اسد غازی نے تمام کافرون کو واصل جہنم کیا اور لاشین ان سبکی خندق مین پھنکوا دین کہ یہ سب کے سب جلکر خاک ہوگئے اب اسد غازی نے دو تین دن رہکر ڈھنڈھوا بھجوایا جو لوگ بھاگ گئے ہین وہ اپنے اپنے مکانون مین آنکر آباد ہون وہ کہ تمام رعایا جو تباہ ہوگئی تھی اور شہر کو چھوڑ کر جنگلون کو نکل گئے تھے کہ اگر جان بچیگی تو صحرا مین بھی بسر ہوجائیگی اونے جسوقت یہ خبر مشتہرہ ہوئی کہ اسد غازی نے قلعہ کو فتح کیا اور کفار کو مارا لوگ خوشی خوشی داخل شہر ہوئے اور اپنے اپنے اوجڑے مکانون کو پھر سے آباد کیا اب اسد غازی نے کہا تلاش کرو کہ خاندان لندھور مین کوئی بھی زندہ ہے بعد دریافت کرنے کے معلوم ہوا کہ صرف ایک شخص ہے کہ نام اوسکا کلیم ہندی ہے اسد غازی نے کلیم ہندی کو تخت پر ابٹھلا اور یہان کا بادشاہ کیا بتخانون کو منہدم کرایا کہ ان کافرون نے یہان آتے ہی مسجدون کو خراب کیا تھا اور بہت سے بتخانے بنائے تھے کہ ہر ہر جانب ایکن آئینہ تھے بعد اسکے مسحوق کی فوج کو طلب کیا یہ سب مسلسل و مطوق حاضر ہوئے اسد غازی نے ایک دیوار قلعہ کے سامنے تعمیر کرائی اور اوسمین ان سب کو چنوا دیا بعد اوسکے گولندازون کو حکم دیا کہ بارڑھین توپون کی مار کر ان دیوارونکو منہدم کردو ابھی تک بعض کافر زندہ تھے جسوقت گولے پڑنا شروع ہوئے تو یہ سب چیتھڑے ہو کر اوڑ گئے اور دیوار مسمار ہوگئی جب یہان کے کامون سے فرصت ہوئی تو اسد غازی نے پوچھا کہ اب وہ ملعون یعنے **خونخوار بن دجال** کہان گیا ہے لوگون نے عرض کی کہ جانب گیلان گیا ہے اسد غازی نے **معروف و غضنفر** سے کہا کہ جلد کوچ کی تیاری کرو ایسا نہو کہ وہ گیلان کو بھی خراب کرے اور اہل اسلام کو تباہ و برباد کرے **غضنفر و معروف** نے تیاری لشکر کا حکم جاری کیا اور دوسرے روز وہان سے کوچ کر کے جانب گیلان روانہ ہوئے اب انکو تو رہروی گیلان مین چھوڑا جاتا ہے اور

یہان سے چند کلمہ داستان مصیبت نشان شہر گیلان کی تباہی کے عرض کیئے جاتے ہین

راوی بیان کرتا ہے کہ جب **خونخوار بن دجال** **مسحوق قوی بازو** کو جانب ہندوستان روانہ کرچکا تو اسنے بارگاہ برپا کی لشکر اسکا اوترا تمام صحرا فوجون سے مملو ہوگیا ہر طرف خیمہ ہائے سیاہ و زنگاری

نصب ہو گئے بازار لشکر کے کھل گئے بارگاہین برپا ہوئین **خونخوار بن دجال** داخل بارگاہ ہوا دنگل شاہی پر متمکن ہوا **سردار** گرد و پیش آکر جمع ہوئے **خونخوار بن دجال** نے دبیر کو طلب کیا وہ حاضر ہوا کہا کہ ایک نامہ ہمارے جانب سے شاہان **گیلان** کو لکھو مضمون اوسکا یہ ہو کہ اے **شاہ گیلان** آگاہ ہو کہ مین وہ شخص ہون جس نے صدہا ملک خدا پرستون کے تاراج کر دیئے عورت مرد بچہ بوڑھا کسی کو زندہ نہین چھوڑا اب مین تمہارے ملک پر آیا ہون تمکو لازم ہے کہ دین خدا پرستی ترک کرو اور مذہب آئینہ پرستی اختیار کرو اور ہاتھ باندھکر حاضر خدمت ہو تو ملک تمہارا واپس دیا جائیگا ورنہ قسم ہے خداوند آئینہ کی کہ ایک دن مین یہ بھی نہ معلوم ہو گا کہ کوئی مسلمان کبھی اس مقام پر تھا بھی یا نہین دبیر نے نامہ تیار کیا **خونخوار بن دجال** نے نامہ **عفریت زحل پیشانی** کو دیا اور کہا کہ جاؤ اور جواب اسکا **عالیجاہ گیلانی** اور **والاجاہ گیلانی** سے لاؤ یہ سنکر **عفریت زحل پیشانی** نے نامہ **خونخوار بن دجال** کا لیکر سر سے باندھا اور بارہ ہزار سوار اپنے ہمراہ لیکر جانب قلعہ **گیلان** روانہ ہوا وہان حاکمان قلعہ کو خبر وحشت اثر آمد **خونخوار بن دجال** کی پہونچی ان دونون بھائیون نے آپسمین مشورہ کیا کہ اب کیا کرنا چاہئے یہی رائے قرار پائی کہ ہم اوسکا کیا کر سکتے ہین اس لیئے کہ اوسکے ہمراہ فوج فراوان ہے اور سرداران زبردست ہین لہذا قلعہ بند ہونا چاہیے ان لوگون نے اوسیوقت سے تیاری قلعہ کا حکم جاری کیا خندق کو پانی سے بھروا دیا پل تختہ ہٹوا دیا توپین برجونپر چڑھا دین گئین گولنداز توپون پر معین ہو گئے اتنے مین خبر پہونچی کہ نامہ دار **خونخوار بن دجال** آتا ہے **عالیجاہ و والاجاہ گیلانی** نے باہم مشورت کی کہ کم سے کم اس کافر کو تو زندہ پلٹ کر نہ جانے دو اس لیئے کہ خود بھی بچ نہین سکتے پھر مرنے مین تو حتی الامکان کفار کو مار کر مرینگے یون تو جان اپنی نہ دین گے یہی مشورے تھے کہ سامنے سے **عفریت زحل پیشانی** بھی بارہ ہزار سوارون سے آکر پہونچا اور کہا کہ اہل قلعہ مین نامہ اوس شخص کا لایا ہون جس کے نام سے تمام عالم کانپتا ہے لہذا تمکو لائق و لازم یہ ہے کہ اس نامہ کی تعظیم کرو اور بعزات تمام مجکو پیشوائی کر کے لیجاؤ اور جو کچھ لکھا ہو اوسپر عمل کرو ورنہ جسطرح اور ممالک اسلام برباد ہوتے ہین اوسیطرح یہ ملک بھی خراب ہو گا اہل قلعہ نے اسکا کوئی جواب نہ دیا اور خاموش بیٹھے رہے اب یہ ملعون اور آگے بڑھا اور برلب خندق آپہونچا اور پھر پکار کر اسنے کہا کہ ابھی تک خیریت ہے ورنہ اسیوقت قلعہ مین گھسکر متاع قلعہ کو تاراج کر دونگا پھر اہل قلعہ نے کوئی جواب

نہ دیا اب اس نے مرکب کو اشارہ کیا گھوڑا اسکا خندق کو پھاند کر زیر دیوار قلعہ پہونچا اور چاہتا تھا **عفریت زحل پیشانی** گرز مار کر پھاٹک کو توڑوں کہ اہل قلعہ نے اوپر سے تیل کا کڑاہ باطمینان تمام **عفریت زحل پیشانی** پر اونڈیل دیا کہ یہ کافر اکفر و اضل جہنم ہوا کچھ تیل مرکب پر بھی پڑا تھا وہ جو تڑپتا ہے تو سوار کو لیکر خندق مین گرا دونون جل کر خاک ہو گئے ہمراہیان **عفریت زحل پیشانی** روتے اور پیٹتے لگے تھے کہ **عالیجاہ گیلانی** نے کہا مارلو ان ملعونون کو جانے نہ پائین یہ سنکر گولندازون نے توپون پر بتی دی توپخانہ رعد آواز گرجا اور باڑھ گولون کی چلی پہلے ہی باڑھ مین صف کی صف لیٹ گئی دوسرے صف کا بھی خاتمہ ہوا یہانتک کہ بارہ ہزار مین سے شاید سو دو سو آدمی بچکر نکل گیا ہو باقی سب مارے گئے سامنے قلعہ کے سوا لاشون کے کچھ نظر نہ آتا تھا وہ لوگ جو بھاگ کر بچ نکلے تھے روتے پیٹتے سامنے **خونخوار بن دجال** کے پہونچے اور ساری سرگذشت بیان کی کہ اہل قلعہ نے پہلے تو خاموشی اختیار کی بعد اوسکے جب مالک ہمارا زیر قلعہ پہونچا تو کڑاہ تیل کا اونڈیل دیا **خونخوار بن دجال** کو یہ سنکر نہایت طیش آیا اور اسنے کہا کہ تو سہی جو گیلان کو **ہندوستان** سے زیادہ نہ برباد کیا ہو کہدو کہ بجے طبل جنگ اوسیوقت نقارہ رزمی پر چوب لگی اور آواز نقارہ کی گرجی خبر اہل قلعہ کو ہوئی اونھون نے بھی طبل جنگ کا حکم دیا دونون جانب نقارہ بجنے لگے تیاری جنگ و جدال ہونے لگی لیکن **عالیجاہ گیلانی** نے شہر مین منادی کرا دی کہ جسکو اپنی جان بچانا ہو وہ آج رات ہی کو اپنے اہل و عیال سمیت نکل جائے کل اس کافر کے ہاتھ سے کوئی نہ بچیگا جسوقت یہ منادی ہوئی ہزارہا آدمی گھر بار چھوڑ کر صبح ایکطرف نکل گیا تمام شہر گیلان خالی ہو گیا صرف تھوڑی سی فوج اور افسران فوج باقی رہگئے اب یہ سب آمادہ مرگ و مہیائے قضا ہو کے ایک ایک سے بغلگیر ہوتا تھا ایک ایک سے اپنا کہا سنا بخشوانا تھا عجیب طرح کا ہنگامہ برپا تھا عورتون کو ایک محل مین بند کر دیا تھا اور کہدیا تھا کہ جسوقت ہم لوگ مارے جائین اور تم سامان اپنی خونریزی کا دیکھنا تو تمہین اختیار ہے جسطرح ہو عزت اپنے خاندان کی بچانا ان بیچاریون نے بھی جا بجا سے زہر تیار کر کے رکھ لیے ہین پھاٹک بند کر لیا ہے کوٹھون پر چڑھی ہوئی بال کھولے ہوئے زار زار رو رہی ہین اور نہایت عجز و انکسار سے کہہ رہی ہین کہ اے رب بے نیاز ہمارے حرمت رکھ لینا اسوقت ہمین اپنی جان کا خوف نہین ہے لیکن آبرو کا پاس ہے اور **عالیجاہ گیلانی** نے جا بجا خم شراب کے زہر آلودہ رکھوا دیئے پانی کھانا جسقدر رہا سب مین زہر ملا دیا کہ بعد ہمارے جو لوگ اسے کام مین

اونکا کام بھی تمام ہوا الحاصل طبل بجتے بجتے زمانہ شب کا برطرف ہوا اور نور صبح کا ظہور ہر طرف ہوا طائران خوش الحان بزبان بیزبانی کُلُّ مَنْ عَلَیْہَا فَانٍ کی آواز دینے لگے شاہ خاور افق سے نمودار ہوا فوج انجم نے شکست کھائی ماہ تابان مانند بادشاہ بد اقبال کے شکست کھاکر گوشۂ مغرب مین پنہان ہوا فوج شعاع شمس نے اپنا عمل بڑھایا شمعین جھلملا جھلملا کر خاموش ہو گئین جوانان اسلام نے نماز آخری پڑھی اور آمادۂ مرگ ہو کر فصیل قلعہ پر آکر بیٹھے گولندازون توپون پر مسلط ہوئے اور **عالیجاہ و والاجاہ گیلانی** نے فیل بند دروازے پر آنکر معاینہ کیا پھر دوربین ہاتھ مین لی اور آمد حریف کے منتظر ہو کر بیٹھے کہ یکایک سامنے سے **خونخوار بن دجال** خچر پر سوار آٹھ لاکھ فوج اپنے ہمراہ لیئے ہوئے نمودار ہوا ہر طرف سوا ڈھالون کے سیاہی اور تیغون کی چمک کے کچھ نظر نہ آتا تھا **عالیجاہ** نے یہ کثرت لشکر کی دیکھکر بھائی کیطرف دیکھا اور کہا کہ اِنّا لِلّٰہ وَاِنّا اِلَیہِ رَاجِعُوْن اور دونون بھائی آپسمین گلے ملے اور کہا کہ افسوس جب سے قدم صاحبقران سے جدا ہوئے عجب عجب تباہیان پڑین اسنے مین **خونخوار بن دجال** نے سامنے قلعہ کے پہونچکر آواز دی کہ اے اہل قلعہ کیا تم میرے جاہ و جلال سے آگاہ نہ تھے جو تم نے میرے پیامبر کو مارا دیکھو کہ اب تمہارا کیا حال کرتا ہون کہ ماہیان دریا اور مرغان ہوا حال پر تمہارے گریہ و زاری کرین گے اہل قلعہ نے بہت سی گالیان دین اور کہا کہ او ملعون ہم تو قبر مین پاؤن لٹکائے بیٹھے ہین کیا مرنے سے ڈرتے ہین تو بکتا کیا ہے اگر آج تلوار کی موت نہ مرے تو چند دن مین یون بھی اس دار فانی سے طرف ملک جاودانی کے کوچ ضرور ہونا ہے الحمد للہ کہ تیرے باعث سے مرتبہ شہادت حاصل ہوگا تیرے ہی سر ہو رہین گے یہ سنکر **خونخوار بن دجال** نے گھوڑا ڈالا اور سپر و گرز کو سنبھالا عقب **خونخوار** مین آٹھ لاکھ سوار و پیدل یورش کرکے چلے جیسے ہی دیکھا کہ یہ کافر زیر آگیا ہے پس **عالیجاہ گیلانی** نے ہوائی اوڑائی اس سے یہ اشارہ تھا کہ گولے مارو حریف زد پر ہے پس ادھر تو ہوائی جانب آسمان روانہ ہوئے اور ایک سناٹا پیدا ہوا ادھر گولندازون نے توپون پر بتی دی اور باڑھ گولون کی فنا فنا کی صدا دیتی ہوئی چلی ادھر **خونخوار بن دجال** نے گرز کو سنبھالا اور گولون کو رد کرتا ہوا چلا ساتھ ساتھ اسکے اور بھی کئی سردار ہین مثل **تمور منارہ گردن** اور **برجین تیغزن** کے یہ بھی برابر مرکب سے مرکب ملائے ہوئے اور گرز و سپر سے گولون کو رد کرتے چلے جاتے ہین قلعہ پر سے برابر مار ہو رہی ہے لشکر **خونخوار بن دجال** کے کئی سو سوار گر گئے تمام میدان دھوئین سے تاریک ہوگیا اب جو روشنی ہوتی ہے تو دیکھا کہ **خونخوار بن دجال** خندق کے کنارے کھڑا ہوا ہے

اودھر اہل قلعہ نے توپون کو تو بند کر دیا اور قریب کے حربون کا اہتمام کیا کہ مارنے کا متوالا کڑک گا پولا بارود کی ہانڈی تیل کا کڑاہ یہ سب چیزین خونخوار بن دجال پر پھینکین مگر رسی اسکی دراز ہے وقت اسکی اجل کا ابھی نہین آیا ہے اور مدت عمر اہل قلعہ کی لبریز ہو چکی ہے سب حربون سے یہ ملعون بچا اور مرکب کو اشارہ کر کے خندق کو پھاند کر قریب پھاٹک کے پہونچا اور کئی گرز مار کر پھاٹک کو توڑا اور معہ لشکر داخل قلعہ گیلان ہوا اہل قلعہ نے بھی تلوارین کھینچین اور خونخوار بن دجال پر آ پڑے صدائے بگیر و بزن بلند ہوئی مگر کہان تک آٹھ لاکھ آدمیون نے چند ہزار کو کاٹ کر ڈال دیا عالیجاہ گیلانی اور والاجاہ گیلانی بھی اوس دریائے مواج مین شناوری کرتے کرتے تھکے آخر کار غرق ہوئے کشتی حیات طوفانی ہوئی اودھر یہ ہنگامہ دیکھکر عورتون نے زہر کے جام پی لئے اور سب نے جانین دیدین جسوقت خونخوار بن دجال محل شاہی مین داخل ہوا تو عورتون کو بھی مردہ پایا اور صرف بچون کو زندہ دیکھا اِس شقی نے بچون کو بھی ذبح کر کے عورتون سمیت سب اہل اسلام کو خندق مین ڈالدیا اور جلا کر خاک کیا کوئی مسلمان گیلان مین باقی نرہا خونخوار بن دجال نقارہ فتح بجاتا ہوا داخل شہر ہوا لیکن جسوقت اپنی فوج کا جائزہ لیا تو معلوم ہوا کہ ایک لاکھ آدمی توپون سے اوڑ گئے اسکو نہایت صدمہ ہوا اسنے ان لاشون کو بھی نہایت تکلف سے دفن کیا اور جو لوگ قلعہ کی جنگ مین مارے گئے پچاس ہزار تھے انکو بھی دفن کر کے مال و اسباب و خزانہ وغیرہ اپنے ہمراہ لیا اور جسقدر شراب دستیاب ہوئی اوسکو منگوایا اور اہل لشکر پر تقسیم کر دیا اور جشن مقرر کیا یہ وہی شراب تھی جسمین عالیجاہ گیلانی نے زہر ملا دیا تھا مگر رسی ان کافرون کی دراز تھی کہ افسران فوج نے یہ شراب نہین پی تھی لشکر کے سپاہیون نے تھکن مٹانے کی غرض سے شراب پی اوسی وقت کلیجا کٹ گیا اور تڑپ تڑپ کر مر گئے یہ خبر خونخوار بن دجال کو ہوئی اوسنے سب شراب پھنکوا دی بعد اسکے جشن کیا اور اپنی جانب سے تمقام ستیز زور کو حاکم قلعہ گیلان مقرر کر کے اور تھوڑی سی فوج اسے دیکر جانب اردبیل کے روانہ ہوا

اب یہان سے چند کلمات مصیبت آیات زیب اورنگ جہانبانی شاہزادہ اسعد ثانی کے بیان ہوتے ہین

بیا بشنو اے ہمدم راستان
کہ باز آمدم بر سر داستان

دشت پیمایان عشق و محبت و سرگشتگان کوچۂ الفت و اسیران رسن گیسو و مسخران نرگس جادو و مریضان لب جان بخش جانان و دردمندان تمام ہجران اس داستان محبت نشان کو اسطرح معرض بیان مین لاتے ہین کہ بعد جانے اسعد غازی کے

شاہزادہ اسد ثانی کا جنون عشق ترقی کرنے لگا اور ملکہ طوفان سبز پوش کی یاد نے رگ جان پر اسقدر نشتر زنی کی کہ قرار نہ لینے دیا اور مرغ بسمل بنا دیا ؎

قیس جنگل مین اکیلا ہی مجھے جانے دو
خوب گذریگی جو مل بیٹھین گی دیوانی دو

ایک لنگوٹ شنجرفی باندھے اور لباس فقیرانہ مانند قمری کے اوس شمشاد قد کی جدائی مین اختیار کیا اور طوق محبت گلے مین ڈالا سر و پا برہنہ جانب صحرا روانہ ہوا وہ بہار کا زمانہ آمد فصل گرما تر شادی کا پھولنا پپیہے کی صدا کوئل کی کوک قیامت کا اثر رکھتی تھی کہ ہر دل زخم خوردہ کی ایذا کو زیادہ کیئے دیتی تھی کہ وہ دل جو ہجران کشیدہ ہو کسطرح قابو مین رہسکتا ہے شاہزادہ اسد ثانی خاک صحرا کی چھانتا ہوا بادیہ پیمائی کرتا ہوا چلا جاتا ہی نہ یہ معلوم کہ کسطرف جاتے ہین نہ یہ ارادہ کہ فلان مقام پر جائینگے ؎

جسطرف لیجائے اذ خود رفتگی
بے ارادون کی کوئی منزل نہین

جس جگہ ٹھہر گئے وہین منزل ہو گئی نہ کوئی یار ہی نہ غمگسار ہی نہ ہمسفر ہے نہ رہبر ہے بیکسی رفیق تنہائی بے کسی باعث شکیبائی ہے کبھی دن کو قیام شام کو سفر کبھی شام کو قیام دن کو رہروی ہے دل قابو مین نہین ہوش درست نہین جانوران سے انس آدمیون سے بیزاری اگر کسی مقام پر کوئی راہگیر نظر آتا تھا تو دل گھبراتا تھا بموجب شعر ؎

پسند آئی ہی کچھ وحشت مین تنہائی ایسی
کہ اپنے سایہ سے بھی لڑتا ترا دیوانہ آتا ہی

نہ کھانا ہی نہ پینا ہے نہ بستر ہے نہ فرش جسوقت میسر ہے جو کچھ وقت زیادہ بھوک معلوم ہوئی کچھ پھل درختون کے کھالیئے پانی کسی چشمہ سے پی لیا یا یہ شعر پڑھکر خاموش ہو رہے ؎

خون دل پینے کو اور لخت جگر کھانیکو
یہ غذا ملتی ہو جانان ترے دیوانے کو

رات دن یہی طرح گزر رہے ہین دل سے باتین ہوتی ہین نالے ہمدم ہین آہین محرم ہین ہر وقت ایک تصویر خیالی ملکہ طوفان سبز پوش کی پیش نظر ہے کبھی بے اختیاری مین اوس تصویر خیالی کو محبوب اصل تصور کرکے دوڑ پڑتے ہین کہ لپٹ جاؤن لیکن جب آغوش تمنا کو خالی از شاہد مدعا پاتے ہین تو بے اختیار یہ شعر زبان پر لاتے ہین ؎

سب تصور کے کرشمے تھے یہ اے حضرت دل
ادھر آیا ہی وہ کب تھا کہ جو مہمان نہ رہا

کبھی کسی ادا کو یاد کرکے متاثر ہوتے ہین اور آپ ہی آپ سوالات فرضی کا جواب دیتے ہین بموجب شعر ؎

قاصد فراق یار مین خوش دل کو کر لیا
کچھ خود ہی لکھ کے اپنے خطون کے جواب مین

کبھی کسی درخت سے لپٹ جاتے ہین کبھی خاک پر بیٹھ جاتے ہین کبھی یہ کہہ اوٹھتے ہین مطلع ؎

آنکھین پھر گئین نظرون مین ادائین کسکی
بیٹھے بیٹھے ابھی لین یہ بلائین کسکی

کبھی یون فرماتے تھے ؎

نہ قاصدے نہ صبائے نہ مرغ نامہ برے
کسے ز بیکسی ما نمی برد خبرے

کبھی مانند ابر نو بہار کے زار زار روتے تھے اور فرماتے تھے ؎

باتو نہ رغبت پہلے نفرت جنسے تھی
عشق ہوتے ہی خدا جانے مجھے کیا ہو گیا

ہر چند بہ نسبت گھر کے یہان زیادہ دل لگتا ہی مگر جسوقت بزم جانان کا خیال آتا ہی تو لطف صحرا بھی وبال ہوتا ہے بقول شاعر ؎

گھر سے اچھی سیر دشت اور دشت سے بستان بھلا | دلگی گر پوچھو تو سب سے کوچۂ جانان بھلا

اسی دشت نوردی و بیابان گردی مین ایک روز تھک کر ایک درخت کے نیچے بیٹھ گئے مہینون کے جاگے ہوئے منزلون کے تھکے ہوئے ہوائے سرد جو چلتی ہے تو اوسی فرش خاک پر ہاتھ کو تکیہ کرکے سو گئے قضائے کار اسطرف سے ایک سوداگر کا گذر ہوا کہ نام اسکا قیصر شامی تھا اسنے بھی اسی صحرا مین قیام کیا لوگ اسکے تلاش آب نکلے تھے جسوقت کنارے ایک چشمہ کے پہونچے دیکھا کہ ایک جوان حسین بہ لباس فقیری لیکن چہرے سے شان امیری ہویدا از زیر سر ہاتھ رکھے ہوئے فرش خاک پر سو رہا ہے بلکہ یہ معلوم ہوتا ہی کہ تعب سفر سے بیہوش ہوگیا ہی پاؤن پر ورم ہی رنگت چہرہ کی زرد ہوگئی ہے چہرہ پر ہوائیان چھوٹ رہی ہین چشم نیم باز مرض انتظار کا پتا دے رہی ہی علامات سے بیمار محبت معلوم ہوتا ہی ان لوگون نے جو یہ حالت اسد ثانی کی مشاہدہ کی اپنے مالک سے بیان کیا کہ عجب طرحکا معاملہ ہے کچھ سمجھ مین نہین آتا کہ اس صحرائے پرہول مین کہ جہان سے قافلون کا گذرنا دشوار ہوتا ہی بستی یہان سے منزلون دور ایک تن تنہا اسطرف کیونکر نکل آیا اور اس مقام پر کیونکر قیام اختیار کیا اگر یہ کہیئے کہ بھولکر نکل آیا تو بھولا ہوا یہانتک آکر راستے کی کھکھیڑون سے بچ بھی نہین سکتا اگر یہ خیال کیا جائے کہ یہین کا رہنے والا ہی اور بارہا تنہا چلا آیا ہی تو یہ اور بھی عقل کے خلاف ہی اسلیئے کہ اس مقام پر رہکر تنہا کوئی شیر بھی زندہ نہین رہ سکتا نہین معلوم کیا ساحر ہے کوئی ملک ہی یا آسیب ہی یا جن ہے نہین معلوم کیا ہی قیصر شامی ہمراہ اون لوگون کے جو کہ اسد ثانی کو سوتا ہوا دیکھ گئے تھے قریب اسد ثانی آکر کھڑے ہوئے یہ سوداگر نہایت مرد معقول اور مسلمان ہی ملک شام مین انکا مکان ہی اولاد صاحبقران سے بخوبی واقف ہے انکی نظر جو صورت زیبائے اسد ثانی پر پڑی اُٹھین فوراً خیال اسد دلاور کا آیا کہ ہو نہو یہ کوئی پودا اوسی باغ کا ہوگا چہرے سے خال و خط ابراہیمی نمودار تھے لیکن رگ ہاشمی صرف امیر کی اولاد نرینہ کے واسطے ہی اور یہ نواسہ ہے اس بنا پر رگ ہاشمی نہین ہے بھورے بھورے بال اسکے چہرہ پر اوڑتے ہین قیصر شامی نے خود شانہ پکڑ کر ہوشیار کیا گھبرا کر آنکھ کھولدی اور پوچھا کہ تم کون ہو قیصر شامی نے بیان کیا کہ مین ایک مرد سوداگر ہون حضور اپنی نام نامی و اسم گرامی سے آگاہ فرمائین جواب دیا کہ تم مرد سوداگر ہو مین مرد فقیر ہون میرا اسم بھی ایسا ہوا کہ جسکو اسم گرامی کہا جائے بس زیادہ کوئی نہ کیجئے اور مجھ غریب کو نہ بنائیے اس لیئے کہ مین خود آزار رسیدہ ہون قیصر شامی نے عرض کی کہ اے شہریار باوفا آپکو شہزادہ اسد غازی سے کچھ قرابت ہے اسد ثانی نے فرمایا کہ کیا تم اونسے واقف ہو قیصر شامی نے عرض کیا کہ مین اکثر امیر عالیوقار کی خدمت مین جایا کرتا تھا تو سب عزیزان و فرزندان صاحبقران سے آگاہ ہون اوسوقت اسد ثانی نے نام بتایا اور آگاہ کیا قیصر شامی نے عرض کی کہ اس صحرا مین تن تنہا کیونکر تشریف لانا ہوا فرمایا

سرگذشت بلاکشان نہ سنو | نہ سنو میری داستان نہ سنو

بس اتنی ہی ہمدردی تمہاری بہت ہے کہ تم نے نام پوچھ لیا مکان دریافت کر لیا قیصر شامی نے عرض کی کہ اتنا تو بتا دیجئے کہ اب کہان کا ارادہ ہی اسد ثانی نے کہا کہ جہان کو تم کہو ہمارا کوئی قصد نہین جسطرف ذہن مین آگئی اودھر چلے گئے قیصر شامی نے عرض کی کہ ہمراہ خادم کے تشریف لے چلئے تاکہ راہ مین زحمت سے محفوظ رہیئے اسد ثانی نے کہا کہ ایک شرط سے مین تمہارے ہمراہ چلتا ہون وہ یہ کہ اگر میرا جی گھبراے اور مین کہین کو چلا جاؤن تو مجھے تعرض نہ کرنا اور یہ نہ پوچھنا کہ کہان گئے تھے قیصر شامی نے جواب دیا کہ مجھے اسکی کیا ضرورت ہی کہ جو بات آپکے خلاف ہو وہ کرون لیکن اتنا ضرور ہے کہ بغیر مجھسے اطلاع کئے ہوئے ایسا نہ کیجیگا کہ آپ تشریف لیجائین اور مجھے خبر بھی نہو مین انتظار مین رہون اور آپ پلٹ کر تشریف نہ لائین اسد ثانی نے کہا کہ نہین ایسا نہو گا تم اطمینان رکھو الغرض جسوقت باہم یہ عہد و پیمان ہو گئے تو اسد ثانی قیصر شامی کے ہمراہ ہو لیئے قیصر شامی اپنے خیمہ مین لایا اسباب آسایش مہیا کیا شاہزادہ بسبب تعب راہ کے بیمار ہو گیا تھا جو طبیب سوداگر کے ہمراہ تھا اوسنے نبض دیکھکر نسخہ لکھدیا جو مرض صعوبت سفر کی وجہ سے تھا وہ تو دور ہو گیا لیکن جو بخار عشق کا تھا وہ بغیر وصل یار جانی کے کیونکر دفع ہو سکتا تھا تھوڑی تھوڑی حرارت رہی ابتک قیصر شامی نے سفر معطل رکھا تھا جسوقت اسد ثانی کو تخفیف ہوئی شہزادہ نے فرمایا کہ اے قیصر شامی اب تم میری وجہ سے منزل نہ کھوٹی کرو اسلیئے کہ یہ حرارت جو باقی رہگئی ہے اسکا دفع ہونا ابھی محال ہے جبتک اسکا وقت نہین آتا ہے یہ دفع نہ ہوگی قیصر شامی نے عرض کی کہ حضور ایسا نہو تعب سفر سے پھر دشمن علیل ہو جائین اور وہ کونسا ایسا مرض ہے جسکی دوا خداوند عالم نے نہین خلق کی شاہزادہ نے فرمایا کہ ہان دوا تو ہر چیز کی ہے اور اس مرض کی بھی ہے لیکن وہ دوا ملنا ممکن ہے جسوقت دوا ملجائیگی مرض دفع ہو جائیگا یہ وہ مرض ہے جسکی تشخیص اطبا نہین کر سکتے ؎

مرا سوزیست اندر دل اگر گویم زبان سوزد
وگر دم در کشم ترسم کہ مغز استخوان سوزد

بس اب مجکو میرے حال پر چھوڑدو زیادہ نہ کہو ؎

لطف مے کیا بتاؤن اے زاہد
ہائے کمبخت تو نے پی ہی نہین

تم جس بات کو نہین جانتے اوسمین بحث بیکار ہے قیصر شامی نے دیکھا کہ تیور بد ہوئے خاموش رہا اور حسب الارشاد اسد ثانی حکم کوچ دیا تیاری سفر ہونے لگی دوسرے روز کوچ کیا اور طے مراحل و قطع منازل کرتے ہوئے چلے جاتے ہین اسد ثانی کی یہ حالت ہے کہ یا تو خیمے مین تنہا پڑے رہتے ہین یا جانب صحرا نکل جاتے ہین نہ درندون کا خوف نہ گزندون کی پروا جان ہتھیلی پر ہر وقت رکھے ہوئے چلا جاتا ہی کبھی کسی کوہ کی دامن مین بیٹھکر گذار دی کبھی کسی درخت کے اوس نونہال گلشن خوبی کو یاد کرکے اپنی پژمردگی خاطر پر رو لیئے جبتک بستر خواب پر پڑے رہتے ہین کروٹین لیا کرتے ہین نیند نہین آتی ہے ؎

شب بھر نہ آئی نیند مجھے اضطراب مین
اتنا وہ کہہ گئے تھے کہ آؤنگا خواب مین

دیگر

یاد جسکو کسی کی رہتی ہو
کب اون آنکھون مین نیند آتی ہی

اسی حال پر ملال مین طے مراحل و قطع منازل کرتے ہوئے چلے جاتے ہین تیسرے روز ایک صحرا مین پہونچکر شام ہوگئی قیصر شامی نے اپنے لوگون سے کہا کہ دریافت کرو یہان سے آبادی کتنی دور ہے اونھون نے ہرچند تفحص کیا کوئی فرد بشر نظر نہ آیا جس سے حال دریافت کرتے اور آبادی کا پتا لگاتے آخرکار مجبور ہوکر واپس آیے اور اپنے مالک سے کہا کہ دور دور تک کوئی قصبہ قریہ گاؤن کہین بھی نظر نہین آتا **قیصر شامی** نے مجبوری سے اسی مقام پر قیام کیا خیمہ برپا ہوگئے قافلہ اوتر پڑا جا بجا کھانے پکنے لگے روشنی ہوگئی کوئی گا رہا تھا کوئی بجا رہا تھا عجیب طرح کا ہنگامہ تھا جنگل مین منگل ہو رہا تھا ہرچہار جانب درندون کے خوف سے آگ روشن کردی تھی پہرے ڈاکوون کے خوف سے معین ہوگئے تھے لیکن چونکہ وہ شب ماہ تھی عجیب طرح کی کیفیت تھی تمام صحرا منور تھا درخت جھوم رہے تھے ہوائے سرد چل رہی تھی آٹھ نو بجے تک تو سب جاگ رہے تھے آخرکار دن بھر کے تھکے ماندے سب سوگئے ہر طرف نفیر خواب بلند تھی ایک سناٹا سا ہو رہا تھا پہرے والون نے بھی خیال کیا کہ اس صحرا مین کوسون تو بوئے انسان نہین ہے چور یہان کہان سے آجائیگا جاگنا بے سود ہے یہ بھی سو رہے لیکن اسعد ثانی کو بستر پر تڑپتے تڑپتے بارہ بج گئے نصف شب گذر گئی اور نیند انکو نہ آئی آخرکار خیمہ سے باہر آگئے دیکھا تو سناٹا ہے ہوا سائین سائین چل رہی ہے تمام جنگل ہُو مار رہا ہے درختون کے ہلنے مین عجیب کیفیت پیدا ہوتی ہے عکس مہتاب جو برگہاے سبز سونے کے ورق معلوم ہوتے ہین جانوران صحرائی آشیانون سے نکلے نہین مگر صبح کے شبہ مین بول رہے ہین ڈالیان درختون کی مستانہ وار جھوم رہی ہین جنگلی پھولون کی خوشبو اسقدر تیز ہے کہ دماغ کے پار ہوئی جاتی ہے **شاہزادہ** کا جنون ترقی پر ہوگیا اور تن تنہا پشت مرکب پر بیٹھکر ایک جانب روانہ ہوا ہر وقت تصور ملکہ **طوفان سبزپوش** کی نگاہون کے نیچے پھر رہی ہے خواب کا سمان بندھا ہوا ہے دل سے کہتا ہے کہ اس بیداری سے وہ غفلت ہی اچھی تھی کہ دلدار جانی پہلو مین تھا ہماری تو وہی حالت ہے کہ آنکھ کھلی تو کچھ بھی نہ تھا اے پروردگار وہ کوئی حور تھی یا پری تھی یہ کیا اسرار تھا کچھ سمجھ مین نہ آیا زندگی بھر دیدار اوس محبوب جانی کا نصیب ہوگا یا نہین اگر نام اور پتا معلوم ہوتا اوسکے ملک مین جاتے التجا کرتے پھر آگے تقدیر تھی یہ کیا قیامت ہے کہ ہم مرتے ہین دم نکلتا ہے اور اسکو خبر بھی نہین ہے

نہ قاصد ہے نہ صبا ہے نہ مرغ نامہ بر ہے
کیسے کہین کسی سے مافی الضمیر ہے

کیا کرون اور کسطرف جاؤن یون تو اکثر واقعات عشق سنتے ہین لیکن وہ لوگ خوش نصیب تھے کہ اونکو اپنے اپنے معشوق کے مکان معلوم تھے کسی نے اوسی در پر سر پھوڑ پھوڑ کے جان دیدی کوئی وصل سے کامیاب ہوا ہم ایسے بدنصیب ہین کہ یہ بھی نہین معلوم کہ وہ محبوب دلفروز کس آسمان حسن کا تارا ہے اور کس باغ شاداب کا غنچہ ناشگفتہ ہے قیس برسون لیلی کے ساتھ ایک مقام پر پلا پرورش پائی مکتب مین دونون ایک ساتھ پڑھتے تھے

لطف دید ہر وقت حاصل تھا امیدین ترقی پر تھین لیکن مقدر کی بدی نے وصل نہونے دیا راز افشا ہوگیا اور والدین کے ظلم نے تفرقہ ڈالدیا آخر کار وہ دیوانہ ہوکر صحرائے نجد مین مارا مارا پھرتا تھا مجنون کا خطاب سرکار عشق سے عنایت ہوا لیکن اوسکی تسکین خاطر کے واسطے کبھی کبھی لیلیٰ ناقہ پر سوار ہوکر صحرائے نجد کیطرف آہی نکلتے تھے ہرچند کہ وہ محمل مین سوار ہوتے تھے پردے پڑے ہوتے تھے لیکن قیس کو کتنی بڑی تسکین تھی کہ جس کے واسطے یہ حالت بنائی ہے وہ آکر دیکھ جاتا ہے داد ملجاتی ہے ہم ایک مرتبہ دیکھنے کی گنہگار رہین اگر ہم قیس کے مانند اپنے یار جانی سے ہم صحبت رہے ہوتے تو کبھی اوس سے علیحدہ نہوتے زیادہ برین نیست کوئی قتل کرڈالتا شہید محبت کہلاتے مریض فرقت تو نہوتے یا اوس محبوب کو ترس آجاتا تو سارا غم عمر بھر کے لیئے غلط ہوجاتا ؎

قیس جنگل مین جو پھرتا تھا تو دیوانہ تھا
اوسی لیلیٰ ہی کے جور و ادا سے مرجاتا تھا

ہماری بیابان گردی بیجا نہین ہے اس لیئے کہ حبیب کو کوچۂ جانان کا رستہ نہین معلوم اور بزم یار جانی کے حال سے بیخبر ہین تو کہان جائین گھر مین بیٹھے بیٹھے کچھ حاصل نہین بقول شاعر ؎

گھر سے اچھی سیر دشت اور دشت سے بستان بھلا
دل کی گر پوچھو تو سب سے کوچۂ جانان بھلا

یہ تو اسی حال مین دیوانہ وار مارے مارے پھر رہے ہین کبھی کسی درخت کے لپٹ کر یہ شعر پڑھتے ہین ؎

ترا بوٹا سا قد اے رشک گل ہم یاد کرتے ہین
نہالون سے گلے مل مل کے ہم فریاد کرتے ہین

کبھی تصور معشوق مین کوسون نکل جاتے ہین انکو تو اسی صحرانوردی کی حالت مین رہنے دیجئے لیکن حال سنیئے قیصر شامی کے قافلے کا کہ جسوقت یہ قافلہ وارد صحرا ہوا ہے تو مخبر لہراسپ قزاق کے پوشیدہ طور سے آگئے تھے جسوقت اونھون نے دیکھا کہ قافلے نے مقام کیا اور بستی یہان سے دور ہے اب کہین جا نہین سکتے مال و اسباب انکے ہمراہ بہت ہے بس اوسی وقت یہ سب خوشی خوشی اپنے مالک کے پاس پہونچے اور سارا حال بیان کیا لہراسپ قزاق نہایت خوش ہوا اور اسنے حکم دیا کہ ہمارے ہمراہی تیار رہین ہم ایک بجے شب کو چلین گے یہ سنکر اسکے ایک ہزار آدمیون سے دو سو آدمی تیار ہوئے لہراسپ قزاق نے دریافت کرلیا تھا کہ کسقدر لوگ ہین خبردارون نے بیان کیا تھا کہ پانچسو آدمیون کا قافلہ ہے تبھی لہراسپ قزاق نے دوسو آدمیون کے تیار ہونے کا حکم دیا اس لیئے یہ قزاق نہایت مرد بہادر اور زبردست ہے ہمیشہ تھوڑی جمعیت سے بڑے بڑے قافلے اسنے لوٹے ہین زیادہ آدمی اپنے ہمراہ نہین رکھتا اکثر جنگلون مین تن تنہا پھرا کرتا ہے اور دو چار کی خیر منالیتا ہے الحاصل جسوقت بارہ پر ایک بجا اور وقت پورے سناٹے کا ہوا تو یہ کوہ پر سے اوترا اور وہی دوسو آدمی اپنے ہمراہ لیکر روانہ ہوا یہ کوہ قیصر شامی کے قافلے سے دو کوس کے فاصلہ پر واقع ہے یہ بھی اتفاق کہ قیصر شامی کا آدمی اسطرف نہ آیا ورنہ اوسیوقت آبادی کے دھوکے مین قافلہ اسطرف

اگر اوترتا اور شام ہی کو لوٹ لیا جاتا الحاصل **لہراسپ قزاق** دو سو قزاقون سے ایک لحظے کے عرصے مین **قیصر شامی** کے قافلے تک پہونچگیا یہ لوگ ایسے گھوڑے بیچکر سو رہے تھے کہ انھین ہوش نہ تھا **لہراسپ قزاق** نے یہ حالت دیکھکر ساتھ والون سے کہا کہ کسی کو قتل نہ کرنا اول تو ہتھیار سب لے لو اور بعد اسکے محاصرہ کرکے کھڑے ہو رہو قزاقون نے ایسا ہی کیا اب **لہراسپ قزاق** چند آدمیون کو اپنے ہمراہ لیکر خیمہ **قیصر شامی** مین داخل ہوا اور اسکے ہتیار بھی اپنے قبضہ مین کرکے اسباب تلاش کرنا شروع کیا جو کچھ یون ملا اوسکو تو اپنے قبضہ مین کرکے روانہ کیا بعد اسکے تلوار کھینچکر سرہانے **قیصر شامی** کے کھڑا ہو رہا اور سوداگر کو ہوشیار کیا **قیصر شامی** کی آنکھ جو کھلی بالین پر ملک الموت کو پایا دیکھا کہ ایک شخص قوی ہیکل تلوار کھینچے کھڑا ہے **قیصر شامی** کی گھگھی بندھ گئی اور کہا کہ آپ کون ہین مجھ سے کیا قصور ہوا ہے جو سزائے موت میرے واسطے تجویز کی گئی ہے **لہراسپ** نے کہا کہ تیرا مال و اسباب کہان ہے جلد بتا ورنہ ابھی ایک ہاتھ مین فیصلہ ہے اب **قیصر شامی** سمجھا کہ یہ ڈاکو معلوم ہوتا ہے دم فنا ہو گیا کہ مال بھی گیا او رجان بھی گئی سوچتا ہے کہ بتاؤن یا نہ بتاؤن اگر بتاتا ہون تو جب بھی یہ لوگ مار ڈالین گے نہ بتاؤنگا جب بھی جان نہ بچیگی پھر بتانے سے کیا فایدہ **لہراسپ قزاق** نے کہا اگر مال بتا دے تو تیری جان نہ لین گے تجکو زندہ چھوڑ جائینگے ورنہ ابھی قتل کرینگے **قیصر شامی** نے ہر ہر خیمہ کا بتا دینا شروع کیا اس لیئے کہ جان بچی لاکھون پائے اگر جیتے رہے تو پھر پیدا کر لین گے کسیطرح زندگی بسر ہی ہو جائیگی اور جان گئی تو کیا فائدہ ہوگا مثل مشہور ہے کہ جان کا صدقہ مال ہوتا ہے یہ سمجھ کر سب اسباب بتا دیا اب **لہراسپ قزاق** سب مال و اسباب روانہ کرکے آپ کچھ دیر ٹھہرا رہا جب اسے یقین ہو گیا کہ ساتھ والے مال لیکر دور پہونچ گئے ہونگے اوسوقت یہ بھی خیمہ سے نکلا اور راہ فرار اختیار کی **قیصر شامی** کے اتنی بڑی جماعت قافلے مین کسی کی یہ جرأت نہوئی کہ یہ اکیلا جاتا ہے اسی کو گرفتار کر لین تو ابھی سب مال ملا جاتا ہے ہر ایک نے آنکھین بند کر لین غفلت مین ڈالدیا جو دور تھے اونھون نے شور و غل کرنا شروع کیا تھا کہ **لہراسپ** نے تلوار چمکائی وہ بھی ڈر کر خاموش ہو رہے کہ میان آپ زندہ جہان زندہ آپ مردہ جہان مردہ جب کوئی لوٹتا نہین تو ہمین کیا ضرورت ہے کیا ہمین ایک تنخوار ہین اور یہ سب شیرخوار ہین جانے بھی دو الزام آئیگا تو سبھی کے سر آئیگا تم اکیلے کیا کر لو گے ایک تو ہتیار پاس نہین اور اگر ہوتے بھی تو سورمان چنا بھاڑ کو نہین پھوڑتا ہے جانے بھی دو الحاصل **لہراسپ قزاق** مال و اسباب لے کر صاف نکلا ہوا چلا گیا جب یہ دور پہونچ گیا اوسوقت لوگون نے شور کیا کہ لینا پکڑنا جانے نہ پائے **قیصر شامی** بھی خیمہ سے روتا ہوا نکلا کہ مین تو کہین کا نہ رہا لٹ گیا لوگ بھی ادھر ادھر دوڑنے لگے مگر اب کیا ہوتا ہے سانپ نکل گیا لکیر کو پیٹا کرو یہان قزاق بہ اطمینان تمام کوہ پر پہونچ گئے اور تمام مال و اسباب رکھا **لہراسپ قزاق** نے سب اسباب دیکھا نہایت خوش ہوا

لیکن اب حال شاہزادہ اسد ثانی کا سنئیے کہ انکو اوسی عالم محویت مین صبح ہو گئی جس چاند سے آنکھین لڑائے ہوئے تھے اوس سے باتین کر رہے تھے کہ تجھے کس بات پر غرور ہے اور کسواسطے دماغ تیرا آسمان پر ہے کیا تو حسن وخوبی مین ملکہ طوفان سبز پوش سے بہتر ہے شاید تونے آئینہ کبھی نہین دیکھا ہے جو تجھے اس ہمایون وار چہرہ کے اوپر صفائی کا گمان ہے میرا قمر منزل حسن وخوبی اور مہر برج خوبی کا اگر تو دیکھ لے تو صورت تیری نگاہون سے گر جائے اور خود بینی وخود پسندی کا دعویٰ غلط ہو جائے اسی حالت مین دیکھا کہ نور قمر زائل ہونے لگا ستارے جھلا جھلا کر غروب ہونے لگے چرخ نیلی فام پر زردی چھا گئی عارض ماہ مانند تابہ نقرہ کے جسپر جلا نہو بیرونق ہو گیا ہے مرغان باغ کے چہکنے کی صدا کانون مین آنے لگی ابتو اسد ثانی نے خوش ہو کر کہا کہ شاید وہ برق تجلائے حسن وخوبی کسی جانب پرتو فگن ہے جو ایک عالم کو اوسنے بیرونق کر دیا مگر نہین معلوم کہ کہان ہے اور کسطرف ہے خوشا نصیب اونکے جو لطف دیدار اوٹھاتے ہونگے ہماری آنکھین تو رونے کیواسطے خلق ہوئی ہین اپنی تو وہ حالت ہے جو شاعر نظم کر گیا ہے ؎

جو سمجھے جاتے نہین دیدار یار کے قابل   وہ آنکھین ہو گئین اب انتظار کے قابل
جمال تونے دکھا کر بگاڑ دی عادت   یہ آنکھین اب نہ رہین انتظار کے قابل

یکایک طائر دن کی زمزمہ سنجی نے اسد دلاور کو اس خواب سے چونکا دیا اور آگاہ کر دیا کہ وقت شب کا گذر گیا اب صبح ہے رنگ عالم دگرگون ہے ایکمرتبہ جو اسد ثانی کو کچھ خیال آ گیا لاحول پڑھکر اپنے مقام سے اوٹھے اور ادھر ادھر دیکھا تو کہین چاہ یا چشمہ قریب نہ معلوم ہوا اور وقت نماز صبح کا کم رہگیا تھا بس جلدی سے اوسی مقام پر تیمم کر کے فریضہ سحری کو ادا کیا اور پشت مرکب پر بیٹھکر قافلہ کی جانب روانہ ہوئے جسوقت قریب پہونچے تو عجیب رنگ دیکھا کہ لوگ رو رہے ہین قیصر شامی فریاد کر رہا ہے کہ مجھے لوٹ لیا اب مین کیا کرون یہ حالت دیکھکر شہزادہ جلدی سے قریب آیا اور پوچھا کہ کیا حال ہے لوگون نے بیان کیا کہ شب کو قزاق آئے اور تمام مال واسباب لوٹ کر لے گئے اسد ثانی نے پوچھا کہ کسقدر لوگ ہونگے اہل قافلہ نے عرض کیا کہ ہم سے اونکی جمعیت بہت کم تھی شہزادہ نے فرمایا کہ واے ہو تمپر کہ وہ کم تھے تم سے اور تمہین لوٹ لے گئے تم سے کچھ نہو سکا اونھون نے عرض کیا کہ ہم سب سرد ہوا پاکر سو گئے اوسی حالت مین قزاقون نے آکر محاصرہ کر لیا ہتیار اپنے قبضہ مین کر لیئے ہم کیا کرتے فرمایا بلاؤ قیصر شامی کو جسوقت لوگ قیصر شامی کو لائے فرمایا کہ کدھر کو قزاق گئے قیصر شامی نے عرض کی کہ انھین لوگون سے دریافت کیجئے اسواسطے کہ مین تو اپنے حال مین نہ تھا شہزادہ نے اون لوگون سے کہا کہ دریافت کرو لوگون نے عرض کی کہ وہ کوہ جو یہان سے جانب مشرق معلوم ہوتا ہے وہ قزاق اوسیطرف گئے ہین یہ سنکر شاہزادہ اسد ثانی تن تنہا جانب کوہ روانہ ہوا ہر چند کہ چلتے وقت قیصر شامی نے منع کیا کہ اے شہریار عالیوقار آپ تن تنہا جانے کا قصد نہ فرمائیے اس لیئے کہ قزاق

نہایت زبردست ہے اور اوسکے ساتھ بہت لوگ ہین لیکن یہ شیر بیشۂ شجاعت اپنے سامنے کب
کسی کو موجود جانتا ہی فرمایا کہ تم مجھ سے ابھی آگاہ نہین ہو قسم ہی والد ماجد کے سر اقدس کی کہ ضرور
جاؤنگا اور تنہا جاؤنگا اگر کوئی شخص میرے ساتھ چلنے کا قصد کریگا تو وہ میرا دشمن ہی اب جو دیکھا
قیصر شامی نے کہ تیور پر بل پڑ گئے زلفین گرد چہرہ کے بل کھانے لگین بس اپنے تو ڈر کر گردن
نیچی کر لی اور اسد ثانی مرکب کو اوڑا کر جانب کوہ روانہ ہوئے جسوقت قریب پہونچے
اور نظر قزاقون کی پڑی اونھون نے اپنے سردار سے کہا کہ ایک سوار اسطرف آتا ہے
لہراسپ قزاق نے کہا کہ جاؤ دریافت کرو کہ ادھر کیون آتا ہی یہ سنکر ایک قزاق کوہ سے
اوترا ادھر شہزادہ زیر کوہ پہونچا اور آواز دی کہ او دزد مکار ادھر آ یہ سنتے ہی وہ قزاق
جو کوہ سے اوتر رہا تھا اور دریافت حال کے واسطے چلا تھا پکارا کہ تو کسی پکارتا ہے اسد
ثانی نے جواب دیا کہ تیرے افسر کو اوسنے کہا کہ اس بے ادبی کی ساتھ پکارتا ہے ٹھہر کہ زبان تیری
کھینچ لون یہ کہتا ہوا کوہ سے اوتر کر سامنے آیا اودھر اور قزاق جو کوہ پر یہ تماشا دیکھ رہے تھے
اونھون نے لہراسپ دزد سے خبر کی کہ وہ یکہ تنہا سوار جو آیا ہے نہایت سرکش
اور بد زبان ہے ہمین فسادی ہوتے معلوم ہوتا ہی لہراسپ نے کہا کہ اگر فساد کریگا تو کیا
پائیگا جان دیکر جائیگا ہم سے کیا بچ جائیگا اکیلا کیا کر سکتا ہی لوگون نے کہا کہ جو آمادہ فساد ہوگا
اوسنے اپنا انتظام نہ کر رکھا ہوگا ممکن ہی کہ کچھ فوج و سپاہ پوشیدہ طور پر اوسکے ہمراہ ہو لہراسپ
نے کہا کہ اگر ایسا ہی تو تم لوگ بھی مسلح و مکمل ہو جاؤ اور یہ خود بھی ہتیار لگا کر بالا سے کوہ آ کر کھڑا ادھر تو
یہان جو فرستادہ لہراسپ قریب اسد ثانی کے پہونچا شہزادہ نے فرمایا کیا ارادہ رکھتا ہے
اوسنے کہا کہ تجھے سزا سخت کلامی کی دونگا فرمایا کہ پھر دیر کا ہے کی ہے قزاق نے کمند ماری اسد
ثانی نے تلوار سے حلقے کمند کے کاٹ دیئے بس قزاق نے منجنیق مین پتھر رکھکر گردش دیئے
اسد ثانی نے پھرتی سے ایک ایسا ہاتھ تلوار کا مارا کہ ہاتھ اسکا مع منجنیق کٹ کر بالائے کوہ
سامنے لہراسپ قزاق کے گرا اور یہ قزاق بھاگا ادھر اسد ثانی نے آواز دی کہ کہان
ہے وہ دزد مکار جو افسر ہے تم سبکا کہ مین اوسکی فکر مین آیا ہون یہ کلمہ جو لہراسپ کے
گوشزد ہوا کہا کہ کیا تو مجھے ڈھونڈھتا ہے لے مین آتا ہون ادھر تو لہراسپ نے ہاتھ اوس
فرستادہ کا اپنے قلم دیکھا اودھر اسد ثانی نے اسکو للکارا بس یہ پیچ کھاتا ہوا کوہ سے
اوترا ساتھ اسکے اور بھی قزاق اوتر آئے کہ مبادا اسکے ساتھ مین لشکر ہو اور موقع
پاکر ہمارے سردار کو گھیر نہ لے یہ لوگ بھی کود کے نیچے آ گئے لیکن ان سبکو حیرت ہے
اور دل مین کہتے ہین کہ یہ کون شخص ہے جو ہم لوگون کے سر چڑھتا ہے اسکو خبط ہوا ہے
یا جان سے بیزار ہے جو تنہا اسطرف آیا ہے کبھی کوئی بادشاہ تو ہم سے بھڑنیکا
قصد نہین کرتا ہے فوجین تو اسطرف آتی ہوئی تھراتی ہین لیکن یہ نہین معلوم کس
دل گردے کا شخص ہے جو اسنے یہ جرأت کی الحاصل لہراسپ دزد نے سامنے
پہونچکر آواز دی کہ لے مین آ گیا تو کیا ہے اسد ثانی نے فرمایا کہ شب کو جو مال و اسباب
تو قافلہ قیصر شامی سے لوٹ کر لایا ہے وہ واپس کر لہراسپ ہنسا اور کہا کہ او
نادان ہم لوگ مال اسلیے لیتے ہین کہ پھر واپس کر دین لا جو کچھ تیرے پاس ہے وہ

کی دنیا

وہ بھی دیتا جا اسد ثانی نے کہا کہ اگر نہ دیگا تو سزا پائیگا لہراسپ قزاق نے کہا تو اپنی جان کو نہین ڈرتا کہ تنہا کھڑا ہوا اسطرح کی بدزبانی کر رہا ہے اسد ثانی نے کہا کہ اگر ہم ایسی ویسی باتون سے ڈرجایئن تو پہلوانون اور لشکرون سے مقابلہ کیا کرینگے بس بہتر اسمین ہے کہ مال قیصر شامی کا واپس کردے اور آیندہ سے عہد کر کہ اب کسی قافلہ کو نہ لوٹینگے اور معاش کا کوئی اور طریقہ اختیار کر یہ بدمعاشی ترک کر لہراسپ قزاق نے کہا واقع مین تو بہادر ضرور ہے کہ اپنی جان کو نہین ڈرتا اور اسطرح کی باتین کر رہا ہے لیکن اب اس جہالت کو دور کر ٹھنڈا ٹھنڈا یہان سے چلا جا مجھے تیری جوانی پر رحم آتا ہے یا میرے لشکر مین آکر شریک ہوجا مین تیری بہت عزت کرونگا اس لیئے کہ تو مرد بہادر ہے ورنہ میرے ہاتھ سے مارا جائیگا اسد دلاور نے کہا کہ بس زیادہ گوئی موقوف کر اگر یون مال نہ دیگا تو مین تجھ سے بزور شمشیر لونگا لہراسپ نے کہا اگر تو محتاج ہے اور بسبب تنگ دستی کے اپنی جان سے بیزار ہے تو مجھ سے لے لے لیکن اپنی سخت کلامی سے باز آ اور معذرت کر اسد دلاور نے تلوار کے بدلے کوڑا سنبھالا اور فرمایا کہ مجھے کیا فقیر سمجھا ہے بس خبردار اب بیہودہ نہ بکنا ورنہ کھال کرا دونگا یہ دیکھکر لہراسپ قزاق کو بھی طیش آیا اور نیزہ اسنے سنبھالا آواز دی کہ جہانتک مین ٹالے جاتا ہون تو سر پر چڑھا آتا ہے تو یون نہ مانیگا بس یہ کہکر اسنے نیزہ کا وار کیا اسد ثانی نے ترچھے ہوکر نیزہ کو خالی دیا اور ہاتھ چوب نیزہ پر ڈالدیا قصد کیا کہ نیزہ اس سے چھین لون لیکن لہراسپ قزاق بھی مرد جہاندیدہ ہے اور پہلوان زبردست ہے اسنے نیزہ ہاتھ سے نہ چھوڑا زور ہونے لگے یہ اپنی طرف کھینچتے تھے اور لہراسپ اپنی جانب کھینچتا تھا اسی کشمکش مین نیزہ کی کیا بساط تھی جو زور اسطرح کے روک سکتا ڈانڈا بیچ سے دو ٹکڑے ہوگئے جب یہ دیکھا لہراسپ نے کہ نیزہ بیکار ہوگیا تلوار کمر سے کھینچ لی اور سر اسد کا وار کیا اسد نے مرکب کو رانون مین مسل کر جو اشارہ باگ کا کیا گھوڑا اشارہ کے ساتھ زیر بغل آگیا شاہزادہ نے کلائی اسکی پکڑ لی اسنے تلوار پھینک کر دوسرا ہاتھ گریبان مین ڈالدیا اور دل مین خوش ہوا کہ اب یہ اور بھی جلدی زیر ہوجائیگا کہ قوی اسکے کم ہین اور زندہ ہاتھ آجائیگا زیر ہوکر ضرور اطاعت قبول کریگا ورنہ اگر تلوار کی جنگ رہتی تو نہ معلوم کیا ہوتا تیغ کی برش کے آگے قوی اور ناتوان سب برابر ہین ماسوا اسکے کیا معلوم ہے قتل ہوتا یا مین مارا جاتا خر رسیدہ بود بلائے ولے بخیر گزشت + اب ہاتھ چلنے لگے زور ہونے لگے مرکب نہ سنبھال سکے چارون پاؤن ٹیک کر بیٹھ بیٹھ گئے اسد و لہراسپ گھوڑون سے نیچے کود پڑے کشتی ہونے لگی قزاق چہار طرف سے گھیرے ہوئے تماشا دیکھ رہے تھے کہ یہ بھی کس غضب کا شخص ہے آدمی ہوکر دیو سے لڑ رہا ہے اور کسی مقام پر دبتا نہین دیکھئے مآل اس کشتی کا کیا ہوتا ہے ادھر قیصر شامی نے جن لوگون کو پوشیدہ طور پر واسطے خبر کے بھیجا تھا وہ قریب درختون کے آڑ مین چھپے ہوئے تماشا دیکھ رہے تھے انھون نے جا کر قیصر شامی سے بیان کیا قیصر شامی اپنے لوگون کو لیئے ہوئے کوہ سے آدھ کوس کے فاصلہ پر ایک باغ تھا کہ اوسمین درخت گنجان تھے

تھے وہان چھپا کھڑا تھا جیسے خبر کشتی کی پہونچی سبکو ساتھ لیکر دوڑ پڑا اور خیال کیا کہ ایسا نہو اسد ثانی تنہا نے قزاق ملکر لپٹ پڑین اور اوس شیر بیشہ شجاعت کو گرفتار کر لین خدا نکردہ کوئی اونچ نیچ پڑے تو مین اسد دلاور بیٹے اوسکے والد ماجد کو کیا جواب دونگا ہرچند کہ مین نے منع کیا کہ آپ تنہا نہ جائین لیکن سننے والے یہ تھوڑے کہین گے کہ منع کیا ہوگا بلکہ یہ الزام دیا جائیگا کہ اسنے اپنے مال کے لالچ مین ترغیب دلائی ہوگی اب تو کچھ ہی ہو مگر شرکت کرنا ضرور ہے یہ کہتا ہوا اپنے ہمراہیون سمیت زیر کوہ آکر پہونچا اور اسد ثانی کی کشتی کا تماشا دیکھنے لگا اودھر قزاق بھی تھے اور اونھون نے جگہ دیدی اب دونون گروہ تماشائے کشتی کا دیکھ رہے ہین اور اسد ثانی و لہراسپ دزد مصروف تلاش ہین دوپہر کامل کشتی رہی آخرکار لہراسپ کا دم پھولنے لگا سانس پیٹ مین نہ سماتی تھی لیکن اسد ثانی کے پسینا بھی نہ آیا تھا لہراسپ قزاق نے کہا اے شخص تو جن ہے یا کوئی آسیب ہی کہ مجھ ایسے زبردست سے دو پہر لڑا اور اسوقت تک تازہ دم معلوم ہوتا ہی اگر آپ شہید مرد ہین تو یہ فرمائیے کہ کس مقام پر قبر ہے وہان حاضر ہوا کرون اور کچھ پھول ریوڑیان وغیرہ چڑھا جایا کرون میری جان چھوڑیئے اسد ثانی نے فرمایا کہ ہم زندہ مرد ہین اور انسان ہین او بیوقوف جب تو دبا تو آسیب بتانے لگا تجھے یہ نہین معلوم کہ انسان سے زبردست کوئی قسم آسیب کی ہے خداوند کریم نے انسان کو اشرف مخلوقات قرار دیا ہے پھر انسان کسے کون لڑ سکتا ہی مین بھی ایک شیر ہون اور بندۂ ضعیف ہون اوس توانائی کا جس نے بڑے بڑے بہادر اور زبردست دنیا مین پیدا کیے ہین۔

لہراسپ قزاق نے عاجز ہوکر آواز دی کہ اچھا اگلی مرتبہ وہ زور کرتا ہون جس سے زیادہ کبھی کسی پر زور نہین کیا اگر تو نے اس زور کو روک لیا تو گویا دیو کو مارا اور پہاڑ کو اوٹھا لیا یہ کہکر دونون بازو اسد ثانی کے لہراسپ نے پکڑے اور سر سینے سے ملاکر پوری قوت سے ریل کر لے چلا دیکھا اسد ثانی نے کہ لہراسپ پوری قوت سے لے چلا ہے بس تین قدم تو پیچھے ہٹے اور بعد اوسکے یونہین داہنے جانب جو ذرا سا کن دیا تو دیکھا کہ لہراسپ اپنے زور مین اوندھے منھہ جا رہا اور اسد پینترا بدل کر اسکے پہلو مین آرہے لہراسپ کا اوندھے منھہ گرنا تھا کہ دم اسکا لوٹ گیا پیٹھ پھول گئی سانس مانند دھونکنی کے چلنے لگی بس اسد ثانی نے کہا کہ اے ہوشیار ہو کہ مین بھی یہ زور آخر کرتا ہون اگر تو اس زور مین مجھ سے زیر نہو سکا تو مین بھی پھر تجھ سے متعرض نہونگا اور یہ خیال کرونگا کہ مجکو لہراسپ نے زیر کر لیا یہ فرماکر کمر زنجیر کا بند پکڑا اودھر لہراسپ بھی ہوشیار ہوگیا اور اوسنے بھی زمین پکڑی لنگر اپنا قائم کیا ہرچند کہ سانس اسکی پھولی ہوئی ہے لیکن ابھی تک اسے یہ گھمنڈ ہے کہ تن و توش کا میرے لنگر کیا کم ہے اگر یہ اوٹھا نہ سکا تو مرد بہادر ہے اور بات کا دھنی معلوم ہوتا ہے پھر مجھ سے متعرض نہوگا اور چپکا چلا جائیگا لیکن اسد ثانی نے کمر زنجیر کا بند پکڑکر آواز دی کہ ہوشیار رہنا اور نعرہ اللہ اکبر جگر سے کھینچکر اب جو زور کرتا ہے لہراسپ کو سر بلند کر لیا وہ قزاق جو لہراسپ کے گروہ کے تھے جا بجا اونھون نے

کہ سردار کو اپنے اسد ثانی سے چھین لین اور تلوارین پکڑ پکڑ کر اسد ثانی پر چلی اسد دلاور نے جو انکے یہ ارادے دیکھے لہراسپ کو بجائے سپر ہاتھ پہ لے لیا جس نے تلوار دکھائی اسد نے لہراسپ کو پیش کر دیا کہ تمہارا وار تمہارے ہی مالک پر پڑیگا ادھر لہراسپ نے اپنے ساتھ والون کو منع کیا کہ خبردار کوئی اسپر ہاتھ نہ اوٹھانے اور شاہزادہ سے امان مانگی فرمایا بشرط ایمان اسنے کہا کہ قبول ہے شاہزادہ نے لہراسپ کو زمین پر چھوڑ دیا لہراسپ جرأت اسد ثانی کی دیکھکر از سر صدق مسلمان ہوا اور اپنے ساتھ والون سے کہا کہ مین نے تو اطاعت اس شہریار عالیوقار کی اختیار کی جسکو میرا ساتھ دینا ہو وہ مسلمان ہو ورنہ میرے گروہ سے علیحدہ ہو جائے یہ سنکر تمام قزاق مسلمان ہوئے اور کہا کہ جب آپنے اطاعت اختیار کی تو ہم کس شمار مین ہین اب شاہزادہ نے فرمایا کہ اے لہراسپ قبل مقابلہ جو باتین مین نے کہین تھین اونکا بھی خیال ہے یا نہین لہراسپ نے عرض کی کہ خوب خیال ہے مین نے صرف مذہب اسلام ہی نہین قبول کیا بلکہ کل افعال ناجائز سے اجتناب کرونگا اور اسکے بعد اونے اپنے قزاقون سے کہا کہ جاؤ اور وہ سب مال لے آؤ جو کل لوٹ کر لائے تھے یہ سنکر لوگ اسکے کوہ پر گئے اور تمام مال و اسباب لاکر پیش کیا اور شاہزادہ سے عرض کیا کہ وہ مال حاضر ہے جانچ لیجئے شاہزادہ نے قیصر شامی کیطرف دیکھکر فرمایا کہ مال کی اپنے جانچ کرکے اپنے قبضہ مین کرو قیصر شامی نے جو آکر جانچ کی تو سر مو فرق نہ پایا سب کچھ سب اشیاء بدستور تھین اب اسد ثانی نے فرمایا کہ اے لہراسپ جس خدا نے پیدا کیا ہے اوسنے رزق بھی پیدا کیا ہے اب یہ اپنا فعل ہے کہ خواہ اوس رزق کو اپنے سعی سے حرام کر دے یا حلال یہ تو طریقہ حصول پر موقوف ہے لہذا اب اس لوٹ مار کو ترک کیجئے توبہ کرو وہ غفور الرحیم ہے خطائین تمہاری بخش دیگا لہراسپ نے قسم کھائی کہ اے شہریار آج سے سوا کافرون کے مسلمانون کو نہ لوٹونگا الحاصل لہراسپ نے عرض کی کہ امیدوار ہون کہ اب جسوقت تک یہان رہنے کا قصد ہو اوسوقت تک مہمانی میری قبول فرمائیے اور جب یہان سے تشریف لیجانا منظور ہو تو مجھے ارشاد کیجئگا مین بھی ہمراہ رکاب سعادت انتساب ہونگا شاہزادہ نے فرمایا کہ بہتر ہے جو تمہاری خوشی لہراسپ قزاق نے قیصر شامی کیطرف ہنسکر دیکھا اور فرمایا کہ اب اس مال کو انھین چورون کی حفاظت مین دیجئے اور آپ آرام سے رہئے بلکہ چاہے اسی صحرا مین چھوڑ دیجئے کیا مجال ہے کسی کی جو اسے چھو سکے اور کیا ممکن ہے جو کوئی شے بھی اسمین کی جاتی رہی قیصر شامی نے کہا کہ جب ہمارے سردار نے مہمانی قبول فرمالی تو ہم کیا چیز ہین لہراسپ قزاق ان سبکو اپنے ہمراہ لیے ہوئے بالائے کوہ آیا اور سامان دعوت مہیا کر دیا شام تک خیمہ ڈیرے برپا ہو گئے یہی قزاق نہین معلوم کہان سے جاکر کچھ طائفے بھی پکڑ لائے کھانے انواع و اقسام کے تیار ہوئے جسوقت شام ہوئی قزاقون نے تمام صحرا مین چراغان کیا بالائے قلعہ روشنی کی بڑی دھوم سے شہزادہ اسد ثانی کی

دعوت کے دوسرے روز شاہزادہ نے فرمایا کہ بس اب ہم جائینگے لہراسپ نے عرض کی مین بھی ہمراہ رکاب ہون شاہزادہ نے فرمایا کہ تم ابھی یہین رہو جسوقت ہم نامہ بھیجکر طلب کرین اور جس مقام سے طلب کرین وہان آجانا لہراسپ رنجیدہ ہوکر خاموش ہو رہا اتنا تو عرض کیا کہ اس غلام کو فراموش نہ کر جائیگا اور تمام مال واسباب قیصر شامی کا پھر انکے حوالے کیا اور خود بھی اپنی جانب سے کچھ جواہرات شاہزادہ اسد ثانی کے نذر گذرانا چاہا مگر شاہزادہ نے واپس دیا اور کچھ نہین لیا اب قیصر شامی یہان سے کوچ کرکے جانب شہر سجابیہ روانہ ہوا جسوقت قافلہ چلا ہے تو لہراسپ دور تک پہونچانے آیا آخر شاہزادہ اسد ثانی نے قسمین دیکر رخصت کیا شام کو یہ قافلہ قریب شہر سجابیہ کے پہونچا اور صحرا مین مقام کیا اس لیئے کہ شہر یہان سے تھوڑے ہی فاصلہ پر تھا سرا کوئی نہ تھی قیصر شامی نے یہ خیال کیا کہ اسوقت شہر کے اندر لائق قیام مقام مشکل ملیگا رات یہین بسر کرنا چاہیئے صبح کو دیکھا جائیگا شب کے وقت شاہزادہ اسد ثانی کو ملکہ طوفان سبزپوش کی یاد نے پریشان کیا اور جوش شوق اتنا بڑھا کہ جنون کے حد تک پہونچ گیا آخرکار یہ شہریار عالیوقار گریبان چاک کرکے صحرا صحرا ایکجانب یہ شعر پڑھتا ہوا روانہ ہوا ــ

قیس جنگل مین اکیلا ہے مجھے جانے دو
خوب گزریگی جو مل بیٹھین گے دیوانے دو

یہان قیصر شامی نے پوچھا کہ دیکھو شاہزادہ تشریف رکھتا ہو تو میرے حاضر ہونے کی اطلاع کردو لوگون نے آکر دیکھا تو خیمہ خالی قیصر شامی نے کہا اگر وہ تشریف فرما ہوتے تو مین اونکو شہر مین لے چلتا ذرا دل بہلتا نہین معلوم کہان نکل گئے لیکن اسد ثانی اوسی حالت اضطراب و بیقراری مین پھرتے پھرتے قریب ایک کوہ کے پہونچے اور کچھ اشعار عشق انگیز پڑھکر رونا شروع کیا انکی آواز دردناک جو بلند ہوئی تو ایک عابد شب زندہ دار کے گوشزد ہوئے یہ عابد اسی پہاڑ کی گھاٹی مین رہتا ہے نہایت مرد متبرک ہے دن رات اسکو عبادت سے کام ہے اہل دنیا سے کنارہ کشی کیئے ہوئے رہتا ہے اور اسقدر چلہ کشی کرکے نفس کو پاک کیا ہے کہ روشنضمیر ہی نام ہے جسوقت آواز گریہ اسد ثانی کا نین عابد روشنضمیر کے پہونچی بیتاب ہوگیا اور اپنے مقام سے اوٹھا اور گھاٹی سے نکل کر اوس آواز کی طرف متوجہ ہوا جو اسکے کان مین پہونچی تھی دیکھا کہ زیر کوہ ایک جوان حسین سر برہنہ گریبان چاک آنکھون پر وحشت برس رہی ہے کبھی آپ ہی آپ رونے لگتا ہے کبھی خودبخود ہنسنے لگتا ہے اشعار عشق آمیز زبان پر جاری ہین یہ حالت دیکھکر عابد کو نہایت رحم آیا اور قریب آکر سلام علیک کی آواز دی اسد ثانی جھجک گئے کہ یہ کون آگیا کوئی شناسا ہوگا راز اوسپر فاش ہوجائے اور پھر مشکل ہو یہ جھجک اسد ثانی کی بخوف افشائے راز تھی کہ اچانک عابد روشنضمیر سامنے آگیا ورنہ اس شیر بیشہ شجاعت کو خوف کسیطرحکا نہ تھا جواب سلام دیا اور نظر کو اوٹھا کر دیکھا تو ایک مرد متبرک بارنیش دراز وسفید صورت اونکی نورانی پیشانی چمکتی ہوئی رخ سے نور اسلام ظاہر ماتھے پر سجدہ کا گھٹا سر پر عمامہ باندھے ہوئے جریب تلخ بادام

کے ہاتھ مین سفید پوشاک پہنے کھڑی ہین اسد ثانی کی ساری وحشت جاتی رہی گھبرا کر تعظیم کو اوٹھ کھڑے ہوئے اور کہا کہ آپ کہان سے تشریف لاتے ہین اور اسم گرامی آپکا کیا ہی عابد روشن ضمیر نے کہا کہ میرا تو مسکن یہی کوہ ہی اور نام میرا روشن ذوالکمال ہی آپ یہ فرمایئے کہ اسد غازی کی فرزند نبیرہ صاحبقران اول ہو کر یہان کیونکر تشریف لائے ابتو اسد کے کان اور بھی کھڑے ہوئے اور کہا کہ کیا آپ مجھے جانتے ہین عابد نے کہا کہ اگر نہ جانتا تھا تو اب جان گیا اسد نے کہا اب آپنے کیا جانا اس لئے کہ مین نے اپنی زبان سے کچھ بھی نہین کہا آپنے تمام حسب ونسب میرا بیان کر دیا آپ ضرور صاحب کمال ہین اب یہ بھی معلوم ہوگا کہ کس حیلہ سے میرا اسطرف آنا ہوا درویش نے کہا بابا سارے کمال اللہ کے خاص بندون کے واسطے ہین مین ایک بندہ گنہگار ہون مان باپ نے جینے کے واسطے ذوالکمال نام رکھدیا لوگ بھی کہنے لگے اور سبب تمہاری پریشانی و سرگردانی کا وہی ہی جسکا انجام ہمیشہ خراب ہوا کیا ہے تمکو طوفان سبز پوش دختر تبوت آئینہ پرست کی محبت نے تباہ کیا ہے دیکھو اب بھی اس ارادہ سے باز آؤ تمکو یہ امور شایان نہین ہین تم کس شیر کے فرزند اور کیسے شیر ہو کر ایک عورت کی محبت مین ایسے دیوانے ہوئے کہ نہ شرم ہے نہ غیرت بشر کو چاہیئے کہ سوا عشق خدا کے عشق مجازی کے پھیر مین نہ پڑے ورنہ بہت خراب ہوگا بقول شاعر ؎

یہ عشق ہے آفت ساوے اسی کے سختی سے تنگ ہو کر
ہوئے ہزارون ہے دل شکستہ گرا ہے شیشون پہ سنگ ہو کر
ہزارون چراغ اسنے گل کر دیئے سیکڑون بستیان اوجاڑ دین شہر سنسان کر دیئے ؎
کیئے سیکڑون گھر محبت نے خالی   سنو جس محلہ مین رونا پڑا ہے

اسد ثانی دلمین پریشان ہے زبان سے کچھ نہین کہتا شرم و غصہ دونون نے آکر ایک عجیب سکوت کی حالت پیدا کردی ہے کہ نہ کہتے بنتا ہی نہ خاموش رہتے بنتا ہے دلمین کہتا ہے کیا شامت میری تھی کہ مین اسطرف آیا اگر مجھکو معلوم ہوتا کہ یہان یہی ایک حضرت موجود ہین تو کیون اسطرف آتا اور آیا بھی تھا تو اتنا کیون ٹھہرتا کہ یہ آکر پریشان کرتے اور نہ یہ معلوم تھا کہ یہ بک بک کے جان کھائینگے اولٹی سنائینگے ورنہ صورت انکی دیکھتے ہی ٹل جاتا ؎

حضرت ناصح جو آئین دیدہ و دل فرش راہ   کوئی مجھکو یہ تو سمجھا دو کہ سمجھائینگے کیا

انکو تو اپنے بڑے بحث سے یہ کیا جانین کہ دردرسیدہ دل کیسا ہوتا ہے نہ وہ جین باقی ہے کہ کسی پر دل آئے نہ اپنے جوانی کا زمانہ یاد ہوگا جو سوچکر پشیمان ہون علاوہ اسکے بعض لوگون کی عادت ہوتی ہے مثل خود را فضیحت و دیگرے را نصیحت + اپنا عیب معشوق ہوتا ہی اور دوسرے پر نکتہ چینی کو سب موجود ہو جاتے ہین ہرچند عابد نے سمجھایا کہ انجام اس محبت کا خراب ہوگا مگر جتنے دیر عابد سمجھایا اور بکا کیئے یہ ظاہر مین تو گردن جھکا سب کچھ سنا کیئے اور در حقیقت یہ اپنے دل سے باتین کیا کیئے خاموش بیٹھے رہے آخر مین کہا کہ شاہ صاحب ؎

عشق ہم اب نہ کرینگے جو ٹھہری ناصح   چوٹ جو کھا چکے ہین اسکی دوا کون کرے

اور دوسرا شاعر تو مجھکو بالکل ہی اس جرم سے بری کیئے دیتا ہی وہ کہتا ہے ؎

یہ کام تو خود مطلبی سے نہین ہوتا — نادان ہو تم عشق کیے سے نہین ہوتا

پھر جو فعل اپنے ارادہ سے نہین ہے اوسمین ہم مجرم کیونکر ہو سکتے ہین جو بلائے آسمانی اور آفت ناگہانی آنے والی تھی وہ آچکی اب اوسے ہر طرح انگیز کرینگے یہ بھی ہمت مردانہ کے خلاف ہے کہ جب سختی پڑے تو کنارہ کش ہو جائین۔ غزل۔

جو دلبر چوٹ کھا بیٹھے تو گھبرانے سے کیا حاصل — کیا ہی جو اوسے بھلکین گے پچھتانے سے کیا حاصل
ندامت تمکو دونی ہوگی میرا غم سوا ہوگا — جسے تم سن چکے وہ حال دُہرانے سے کیا حاصل
ذرا اتنا تو مڑ کر دیکھ ہم کیونکر تڑپتے ہین — جھلک دکھلا کے منھ پھیرے چلے جانیسے کیا حاصل

بس یہ شعر زبان پر آتے ہی آنکھون سے آنسو جاری ہو گئے نہ یہ لحاظ رہا کہ ایک اجنبی شخص جو اس حالت کا پورے طور سے اندازہ نہین کر سکتا وہ ہنسے گا نہ یہ شرم آئی کہ یہ راز چھپانے کا ہی جسوقت درویش نے یہ حالت اسد ثانی کی دیکھی دلمین سمجھ گیا کہ یہ عشق سچا ہے اسکا اثر دل سے مٹنا دشوار ہے کوئی نصیحت کارگر نہوگی بلکہ جتنا منع کرینگے اوتنا غم بڑھتا جائیگا ولولہ زورون پر آئیگا اب اس ذکر کا قطع کرنا مناسب ہے درویش نے کہا بہتر ہے آپ ترک محبت نہ کرین جہانتک دلمین گنجائش ہو یاد معشوق کو جگہ دیجیے لیکن ایک وقت سخت آپ پر ایسا آنے والا ہی کہ یقین ہے اوسوقت آپکو میری ضرورت ہوگی وہ ایک راز سربستہ ہے جسے مین بیان نہین کر سکتا انشاء اللہ بر وقت کہونگا شہزادہ نے فرمایا کہ اوسوقت آپ مجھ تک کیونکر پہونچیے گا اور مین کس ذریعہ سے آپکو خبر کرونگا درویش نے جواب کہا کہ مجھے اطلاع ہو جائیگی سہل طریقہ یہ ہی کہ ایک چیز آپ اپنے پاس رکھین وہ یہ ہی یہ کہکر جیب سے ایک تعویذ نکالکر شہزادہ کو دیا اور فرمایا کہ جسوقت کوئی سخت مصیبت آپ پر پڑے اور ایسا مرحلہ سخت و دشوار ہو کہ آپسے طے نہو سکے اوسوقت اس تعویذ کو منھ کی بھاپ دیجیگا مین فوراً حاضر ہونگا اور حال راز سربستہ کا بیان کرونگا شاہزادہ نے وہ تعویذ عابد روشن ضمیر سے لیکر بازو پر باندھ لیا اور عابد نے سلام رخصت کیا شاہزادہ اسد ثانی برائے تعظیم اوٹھ کھڑا ہوا اور درویش جانب صحرا روانہ ہو گئے شاہزادہ نے دیکھا کہ وہ ایک پہاڑ کی گھاٹی مین جاکر غائب ہو گئے اسد ثانی انکے جانے کے بعد نہایت شرمندہ ہوا کہ ایسے مرد متبرک سے مین نے اسطرح کی گفتگو کی اور اونسے ترک محبت طوفان سبز پوش سے صاف صاف انکار کر دیا کاش مین اونکے منھ پر یون نہ کہتا اور اقرار کر لیتا کہ مین ترک عشق کی کوشش ضرور کرونگا آیندہ مقدر ہے تو اونکو ملال نہوتا اور اسطرح صاف صاف اونسے مخالفت کرنے مین یقینی مجھ سے ناراض ہو گئے ہونگے مگر مین کیا کرون کہ میری عادت جھوٹ بولنے کی نہین ہر چند کہ بقول سعدی دروغ مصلحت آمیز بہ از راستی فتنہ انگیز مگر وہ شخص مجبور رہے جسے عادت نہو اسطرح کی دل سے باتین کرتے ہوئے اور لاحول پڑھتے ہوئے اپنی جگہ سے اوٹھے اور جانب خیمہ روانہ ہوئے جسوقت قافلہ مین پہونچے ہین تو وقت نماز صبح کا تھا چراغ جھلملا رہے تھے ہوائے سرد چل رہی تھی طائر چہچہا رہے تھے گویا اپنی زبان بے زبانی مین حمد الٰہی بجا لا رہے تھے آواز اذان بلند تھی اہل قافلہ وضو کر رہے تھے

اسد ثانی نے جلدی سے وضو کیا نماز پڑھی حالانکہ انکو ایسا عشق تھا کہ کسی وقت یاد ملکہ طوفان سبزپوش کی نہ بھولتی تھی لیکن یہی ایسے مرد باخدا تھے جو اس حالت مین بھی بندگی رب بے نیاز کی بجا لاتے تھے اور تھوڑی دیر کے واسطے دل سے یاد ملکہ کی دور کرکے یاد خدا انکو جگہ دیتے تھے بعد نماز کے اگر کوئی دعا تھی تو یہی تھی کہ پروردگار وہ کونسا دن ہوگا جو دیدار اوس یار جانی کا نصیب ہوگا وظیفہ مین سوا یا جامع المتفرقین کے اور کوئی نام پروردگار عالم کا زیادہ دلچسپ تھا الحاصل جسوقت نماز صبح سے فرصت ہوئی تو قیصر شامی حاضر ہوا اور عرض کی کہ اب چلکر ملک کی سیر کیجئے کہ دل بہلے شاہزادہ نے بخاطر قیصر شامی منظور کیا حالانکہ دل تو سوا تنہائی کے کسی سیر و تماشے کو نہ پسند کرتا تھا۔ ع

دل چاہتا تھا پھر وہی فرصت کہ روز و شب
بیٹھا رہوں تصور جانان کیے ہوئے

لیکن زمانہ کی گردش کس کو ایک پر رہنے دیتی ہے مرتا قیصر شامی کے ساتھ ملک سحابیہ مین داخل ہوئے ساتھ ساتھ قیصر شامی کے چلے جاتے تھے لیکن سمجھ مین نہ آتا تھا کہ ہم کہان جاتے ہین چہرہ کی زردی دل کے درد کی خبر دیتی تھی لوگ صورت دیکھکر اپنے اپنے مذاق کی موافق رائے زنی کرتے تھے کوئی کہتا تھا کہ یہ مدقوق ہے کوئی کہتا تھا مصیبت زدہ ہے کوئی کچھ کہتا تھا کوئی کچھ کہتا تھا لیکن جو اس آفت مین پھنس چکے تھے اس درد سے آگاہ تھے مذاق عشق رکھتے تھے وہ کہتے تھے کہ ہو نہو کسی کا شیدا ہے حسرت اسکی نگاہون سے پیدا ہے۔ ع

ہوتے آفت کے ہین یہ پرکالے
تاڑ جاتے ہین تاڑنے والے

مگر انکو کچھ خبر نہ تھی قیصر شامی نے مکان قابل قیام تلاش کیا اور اسد ثانی سے کہا کہ آپ اپنے رہنے کے قابل درجہ پسند فرمالین جواب دیا کہ ہمارے بسنے کی جگہ تو قبر ہے وہ کا ہیکو ملے گی اس لیے کہ جان ایسے سخت ہوگئی ہے کہ تن سے نہین نکلتی جبتک کہ زندگی باقی ہے یہ کوہ و صحرا مین بسر ہو جائیگی تمہارے ساتھ ہونے کی وجہ سے برائے نام ایک جگہ ہونا ضرور ہے اوسمین صرف تنہائی اور علیحدگی کی شرط ہے بس اس سے زیادہ کوئی خواہش نہین ہے قیصر شامی نے مرضی کے موافق ایک کمرہ جو سب سے علیحدہ تھا دروازے اوسکے پائین باغ کے جانب تھے تجویز کرکے مسہری بچھوا دی سامان آسایش مہیا کردیا اور کہا کہ اب مین بادشاہ کی خدمت مین جاتا ہون امیدوار ہون کہ یہ ملک پرایا ہے یہان ادھر اودھر بے سمجھے نہ چلے جائیگا نہین معلوم لوگ یہان کے کیسے ہین برتاؤ اونکا مسافرون سے کس قسم کا ہے شاہزادہ نے فرمایا کہ جب ہم کسی کو آزار نہ دینگے تو ہمین کوئی کیون ستانے لگا اور قید ہوکر ہم سے نہ رہا جائیگا جہانتک ہم سے ہوسکیگا یہان سے نہ نکلینگے اور اگر زیادہ جی گھبرایا تو سوا صحرا کے ہمین آبادی سے خود نفرت ہے جنگل مین کون آکر فساد کریگا نہ مین برائے شکار جاتا ہون کہ کسی سے صید پر جھگڑا ہو مین خود آہوے تیر خوردہ ہون تم اطمینان رکھو اور اگر ایسے ہی زبردستی ہے تو سمجھا جائیگا

قیصر شامی خاموش ہو رہا اور کچھ اشیاء لائق بادشاہ اپنے ہمراہ لیکر جانب دربار ملک سحاب لنگر گیر روانہ ہوا جسوقت سحاب لنگر گیر بادشاہ ملک سحابیہ کو اطلاع ہوئی کہ ملک شام سے ایک سوداگر آیا ہے اور امیدوار باریابی ہے اسنے بلوا لیا اور کچھ اشیاء پسند کر کے خرید لین اور چند ایسی چیزون کی فرمایش کی جو قیصر شامی کے پاس تھین ضرور مگر وہان موجود نہ تھین اسنے عرض کیا کہ کل یہ چیزین بھی لے کر حاضر ضرور ہونگا یہ کہکر سوداگر رخصت ہوا اور مکان مسکونہ پر آیا اور آتے ہی اسد غازی کو پوچھا لوگون نے بیان کیا کہ آپ کے جانے کے بعد وحشت نے زور کیا اور کچھ اشعار جنون آمیز پڑھتے ہوئے کہین چلے گئے قیصر شامی کو اطمینان تھا کہ اکثر یہ صحرا مین نکل جاتے ہین اور جسوقت مزاج مین آتا ہے پلٹ آتے ہین یہ کوئی نئی بات نہ تھی جس سے قیصر شامی پریشان ہوتا لیکن شاہزادہ اسد ثانی جو بعد قیصر شامی کے جانے کے یہان سے نکلکر چلے تو بستی سے علیحدگی اختیار کی اور جانب صحرا روانہ ہوئے ادھر اودھر پھرتے پھرتے ایک درخت سایہ دار کے نیچے بیٹھکر اپنے حسب حال مختلف اشعار پڑھنے لگے۔ ؎

ہین نئے سامان جنون فتنہ سامان کے لیئے — بڑھ رہے ہین ہاتھ کے ناخن گریبان کے لیئے

دیگر

آئے دنیا مین ہم اندوہ و مصیبت کے لیئے — دل بنے زخم بلا زخم اذیت کے لیے
نالے کرتا ہون بیکار نہین ہے شب ہجر — مشق کرتا ہون غم دل کی شکایت کے لیئے

دیگر

یہ نہ تھی ہماری قسمت کہ وصال یار ہوتا — اگر اور جیتے رہتے یہی انتظار ہوتا

دیگر

جہان سے حسرت دیدار یار لیکے چلے — چمن سے داغ فراق بہار لے کے چلے

افسوس کہ ہمین نہین امید کہ زندگی مین ہماری حسرت نکلی اور پھر دیدار اوس محبوب دلفریب کا نصیب ہو کیونکہ خواب کی بات تھی نہ معلوم وہ خواب صادق تھا یا محض طلسم خیال تھا جسکو بیداری کی لوح نے شکستہ کر دیا ہائے الٰہی اگر وہ صورت زیبا دراصل نہین ہے تو میرے دماغ مین پھر وہی حالت پیدا کر دی جس سے وہ دلکش پھر پیش نظر ہو جائے مجھے اس بیداری سے وہ خواب بدرجہا پسند ہے اور یہ تو میرے دل سے نہین ہو سکتا کہ اگر وہ ایک خیالی تصویر ہے سمجھ لون تو اوسکے دیدار کی حسرت کو دل سے دور کر دون یہ تو اسی جنون عشق کے لطف اوٹھا رہے ہین اور خاک پر بے تکلف بیٹھے ہوئے ہین قضائے کار اتفاقات روزگار ملکہ سحابیہ بانو دختر ملک سحاب لنگر گیر برائے شکار ایک مرکب پر سوار نیزہ ہاتھ مین لباس مردانہ پہنے ہوئے مرکب پر سوار کمان دوش پر ترکش کمر مین لگا ہوا سیر کرتے ہوئے ادھر آنکلے نقاب اسکے چہرہ پر پڑے ہوئے تھے لیکن حسن عالم افروز اسکا پردۂ نقاب سے باہر آ رہا تھا یہ معلوم ہوتا تھا کہ شعاع شمع فانوس کو توڑ کر باہر نکلی آتی ہے جسوقت یہ گھوڑا اوڑاتے ہوئے اسطرف سے نکلی تو نظر اسکی اسد ثانی پر پڑی اُنکی

حالت بھی

حالت ایسی نہ تھی جسکو دیکھکر انسان کو فکر نہ پیدا ہو جائے کہ یہ کس رنگ مین ہین۔ سہ

آداب عاشقی کا رہے پاس اے جنون
حالت نہ وہ بنا کہ تماشا کہین جسے

انکو تو انکے جنون محبت نے ایسا تماشا بنا دیا تھا کہ جو دیکھتا تھا وہ ایسا محو ہوتا تھا کہ خود بھی قابل تماشا ہو جاتا تھا۔ سہ

ہوے بیخود کچھ ایسے اوسکا جلوہ دیکھنے والے
تماشا بن گئے خود ہی تماشا دیکھنے والے

ملکہ غور سے اسد ثانی کو دیکھا کی اور ایسی متاثر ہوئی کہ جی چاہا پاس جا کر حالات اسکے دریافت کرون مگر حیا مانع ہوئی اور یہ خیال پیدا ہوا کہ بادشاہ کی تو بیٹی ہو کر ایک معمولی آدمی سے ایسے مقام پر باتین کرے مجھے شایان نہین یہ سوچکر پلٹ گئی لیکن جسوقت اپنے باغ مین پہونچی تو یہ خیال آیا کہ نہ معلوم یہ کون شخص تھا اور کہان سے اس صحرا مین نکل آیا کس حالت مین بیٹھا تھا اوسکو بلوا کر دریافت کرنا چاہیے اسکا حال سننا بھی دلچسپی سے خالی نہو گا یہ سوچکر وہان سے پھری اور اپنے مین باغ مین آکر مہتر صمد کو طلب کیا یہ عیار اسکا کوکا بھی تھا جسوقت مہتر صمد حاضر ہوا ملکہ نے کہا کہ حوالی باغ مین ایک درخت کے نیچے ایک وحشی مزاج آدمی بیٹھا ہے اوسکو کسی ترکیب سے یہان لے آ یہ سنکر مہتر صمد باغ سے نکلکر روانہ ہوا ادھر اودھر دیکھتا ہوا قریب اسد ثانی کے پہونچا قطع وضع سے سمجھا کہ یہ کسی کا عاشق ہے سلام کیا اسد ثانی نے کہا کہ تمکو میرے نام و مکان سے کیا کام ہے ایک مرد مسافر ہون تمہارے ملک مین آیا ہوا ہون صحرا سے میری طبیعت زیادہ مانوس ہے اکثر جنگلون کی سیر کیا کرتا ہون مہتر صمد نے کہا کہ اس دریافت سے ایک غرض ہے شاید آپکا بھی کوئی مطلب نکلے اسد ثانی نے کہا کہ میرا مدعا ایسا نہین ہے جو میری زندگی مین نکلے ہان تمہارا کوئی مطلب ہو تو مجھے نام بتانے مین عذر نہین مہتر صمد نے کہا کہ اچھا میرا ہی مطلب سہی آپ اپنے اسم گرامی سے آگاہ تو فرمایئے شاہزادہ نے کہا کہ مجکو اسد ثانی کہتے ہین صاحبقران اول میرے جد امجد اور میرے والد کے جد مادری ہین مہتر صمد نے کہا آپ ایسے نامی و نامور صاحب جاہ و حشم یہان اس حال پر ملال سے کیونکر تشریف لائے دشمنون پر ایسی کیا بنی کہ نہ لشکر نہ فوج اتنا بھی کہ کوئی خادم تک ساتھ نہین اسد ثانی نے کہا کہ اسکا سبب نہ پوچھو اپنا مطلب بیان کرو مہتر صمد نے کہا کہ ہماری شاہزادی نے آپکو بلایا ہے اونکا یہ معمول ہے کہ جو مسافر اس ملک مین آئے اور اس صحرا مین اوسکا گذر ہو جائے تو وہ دعوت و ضیافت کرتی ہین جیسے مرتبہ کا ہو ویسا ہی سامان اوسکے لیے مہیا کرتے ہین اونھون نے آپ کو بلایا ہے اور کہا ہے۔ سہ

رواق منظر چشم من آشیانہ تست
کرم نما و فرود آ کہ خانہ خانہ تست

اگر آپکے مذہب مین رد دعوت جائز ہو تو مین زیادہ نہین عرض کر سکتا ورنہ چلنا ضروری امر ہے یہ سنکر شاہزادہ اسد ثانی نے ایک آہ کھینچی اور فرمایا کہ بہتر ہے مہتر صمد شاہزادہ اسد ثانی کو اپنے ہمراہ لیچلا راہ مین اسد ثانی نے مہتر صمد سے کہا کہ تم ملکہ کو میرے نام و نشان سے نہ آگاہ کرنا اسواسطے کہ مجھ اظہار اپنا منظور نہین ہے مہتر صمد نے کہا کہ اگر اظہار حسب و نسب نہ کیا جائیگا تو ملکہ ایک معمولی

آدمی بھیجکر اوسی سامان سے دعوت کرینگی وہ آپ کے خلاف مزاج ہوگا اسد ثانی نے کہا کہ کچھ اسکی پروا نہین ہے انھین باتون مین راستہ طے ہوگیا کیونکہ باغ ملکہ کا وہان سے قریب تھا اسد ثانی دروازہ پہ ٹھہرے اور مہتر صمد نے ملکہ سے اطلاع کی ملکہ نے کہا کہ بلالو اوس سے پردہ کیا وہ اپنے ہوش مین کب ہی لیکن مہتر صمد نے ملکہ سے یہ کہدیا تھا کہ مین دعوت کے بہانہ سے لایا ہون ملکہ نے سامان دعوت کا حکم دیدیا تھا مہتر صمد آکر اسد ثانی کو باغ مین لے گیا اسد ثانی کی نظر جو ملکہ سجابیہ پر پڑی دیکھا کہ ایک زن حسینہ ہے چہرہ پر آثار راستبازی ہین ملکہ نے قریب اپنے بیٹھنے کو کہا اوسکے بعد مزاج پرسی کے اسد ثانی نے کہا کہ شکر ہے خدا کا ہر حالمین بعد تواضع و تعظیم کی ملکہ نے پوچھا کہ آپکا اسم گرامی کیا ہے فرمایا کہ سرگشتہ صحرائے محبت و آوارہ کوئے الفت ملکہ نے کہا کہ یہ تو آپکی صورت سے ظاہر ہے لیکن نام اصلی کیا ہے شاہزادہ کو تردد ہوا فرمایا کہ تمہین میرے نام سے کیا کام ہے تم نے مسافر نوازی کی مین سادہ مزاجی سے چلا آیا ملکہ نے کہا آپکی سادہ مزاجی میری سادہ لوحی سے زیادہ نہین ہے اس لیئے کہ مین اس ملک کی شاہزادی اور عورت ہوکر ایک نامحرم مرد سے اسطرح بیجابانہ ملی اور آپکو نام تک بتانے مین تامل ہے کیا آپ مجکو دشمن سمجھتے ہین مین قسم کھاتی ہون اپنے دین و مذہب کی کہ اگر نام معلوم ہونے کے بعد مجھپر یہ بھی ظاہر ہوگا کہ آپ میرے دشمن ہین تو بھی مین آپ سے بہ لطف و مدارا پیش آؤنگی اور اگر آپ نام نہ بتائینگے تو مجھے رنج ہوگا شاہزادہ نے گردن جھکالی بعد کچھ دیر کے فرمایا کہ اے ملکہ اگر مین یہ جانتا کہ تم دشمن ہو اور نام دعوت مجھ سے لیا جاتا تو بھی مین رد دعوت نہ کرتا مجھے یہان آنے مین کوئی تکلف ہوتا نہ مجھے کسی وقت مین دشمن سے خوف ہے ہر چند کہ میرا جی نہین چاہتا کہ مین زمانہ عسرت مین حال تونگری بیان کرون مگر تمہاری خلق و اصرار نے مجبور کردیا یہ فرماکر یہ شعر ورد زبان فرمایا ع

دل میرود ز دستم صاحبدلان خدارا
دردا کہ راز پنہان خواہد شد آشکارا

مجکو اسد ثانی کہتے ہین ملکہ نے کہا کہ اس ملک تک اس حال خراب سے کیونکر آنا ہوا اسد ثانی نے کہا بس اب آگے نہ پوچھو ملکہ نے کہا اگر غیر لوگون کی شرم ہے تو مین سب کو ہٹائے دیتی ہون اتنا اشارہ پاتے ہی سب انیسین جلیسین چلی گئین مہتر بھی ہٹ گیا ملکہ نے ہاتھ جوڑے کہ برائے خدا ابھی بتلا دیجیئے شاہزادہ نے فرمایا کہ اے ملکہ اب زیادہ مجکو پریشان نہ کرو تمہاری عنایت نے تھوڑی دیر کے واسطے میرے حواس درست کردیئے اب تم پھر وہی ذکر لاتی ہو کہ جس سے ہوش و حواس مین فرق آجائیگا اور دماغ مین بات اٹھا سکنے کی کچھ کا کچھ جواب دونگا ملکہ کی طبیعت اسد کی حالت سے ایسی متاثر ہوتی جاتی ہے کہ شوق اسکا بڑھتا جاتا ہے جب ملکہ نے دیکھا کہ کسی طرح نہین بیان کرتا ملکہ نے کہا تمکو اوسی نازنین کی جان کی قسم ہے کہ جسپر تم فریفتہ ہو اور جس کے عشق نے تمہین اس حد کو پہونچایا ہے مجھ سے نہ چھپاؤ شاہزادہ نے مجبور ہوکر گردن جھکالی اور سارا خواب اپنا ملکہ طوفان سبز قوش کے عشق کا بیان کیا

آنکھون سے آنسو جاری ہوگئے ملکہ پر ایسا اثر ہوا کہ وہ بھی رونے لگی اب ایک مرتبہ اسد ثانی کا دم بھر آیا اور طبیعت پریشان ہوئی بس اوٹھ کھڑا ہوا ملکہ سحابیہ نے کہا کہ کہان اسد ثانی نے کوئی جواب نہ دیا ملکہ نے دامن پکڑ لیا اور کہا کہ اے بیمروت و بیوفا اپنا ہی سا دل دوسرے کا بھی سمجھ تعجب کی بات ہے کہ صاحب درد ہوکر دوسرے کے درد کی پروا نہین کرتا یہ کہکر شعر پڑھا ؎

جو طبیب اپنا ہے دل اوسکا کسی پر زار ہی
مژدہ باد اے مرگ عیسی آپ ہی بیمار ہے

اسد دلاور نے پلٹ کر دیکھا اور کہا کہ اے ملکہ مین اس رمز کو اچھی طرح نہین سمجھا ملکہ سحابیہ نے کہا کہ اے شخص جسوقت سے مین نے تجکو دیکھا تھا اوسوقت سے مین نے اپنی قسمت کا مالک تجکو سمجھ لیا تھا مگر مین یہ نہ جانتی کہ میری تقدیر مجھ سے برگشتہ ہوگئی ہی کیسے کیسے شاہزادے اور شہریار زادے میرے باپ سے میرے خواہشمند ہوئے لیکن صرف میرے انکار پر اونکو مایوسی نصیب ہوئی اب میرا اول پھیر آیا تو نے مجھ سے روگردانی کی یہ سزا ہے اوسی کی جو مین نے اورون کے حق مین کیا ہر چند کہ یہ رشک اسطرح کا ہے جسے کوئی بھی نہین گوارا کرسکتا اور یہ زہر ایسا ہے کہ کام انسان کا تمام کردیتا ہے مگر مین تجھ سے وعدہ کرتی ہون کہ درد تیرا مٹا دونگی اور جہان سے ممکن ہوگا تیرے معشوق کو پیدا کرکے تجھ سے ملا دونگی لیکن صلہ اسکا میرے واسطے کیا ہوگا اسد ثانی نے کہا کہ گویا تم نے مجھے مول لے لیا سحابیہ بانو نے کہا کہ نہین بلکہ صلہ اسکا اسیقدر چاہتی ہون کہ جیسی خوشی مین تجکو دون تو ویسی ہی خوشی مجھے بھی دے یعنے اگر شادی تیری ملکہ طوفان سبز پوش کے ساتھ ہوجائے تو مجھے بھی اپنی کنیزی مین قبول کر یہ سنکر اسد ثانی نے فرمایا کہ مجھے بسر وچشم منظور ہے اب جو ملکہ نے دلکی بات کہی تو وہ ساری وحشت تشریف لیگئی اور بیٹھ گئے ملکہ سے نہایت توجہ کے ساتھ باتین کرنے لگے کہ کیا تم اوسکو جانتی ہو وہ کہان رہتی ہے تمہین اوسپر کیا اختیار ہے ملکہ سحابیہ نے کہا کہ اگرچہ اسوقت مجھے یہ یاد نہین آتا کہ وہ کہان کی شاہزادی ہے مگر مین تم سے یہ کہے دیتی ہون کہ بہت جلد پتا لگجائیگا یہ نام مینے کسی سے سنا ضرور ہے اور اپنے کوکا مہتر صمد کو آواز دی مہتر صمد حاضر ہوا ملکہ نے کہا کہ تم ملکہ طوفان سبز پوش سے آگاہ ہو کہ وہ کسکی دختر ہے کہان رہتی ہے مہتر صمد نے کہا کہ جی ہان مین اوسکو جانتا تو ہون مگر اتنا ہی جانتا ہون کہ وہ حوت آئینہ پرست کی دختر ہے یہ نہین معلوم کہ حوت آئینہ پرست کہان کا حاکم ہے ملکہ سحابیہ نے کہا کہ اے مہتر صمد اگر تو پتہ اوس شاہزادی کا لگا دے تو مین کچھ انعام دونگی مہتر صمد نے کہا کہ مین حتی الامکان کمی نہین کرونگا ملکہ سحابیہ نے کہا کہ بس جاؤ دیر نہ کرو اور بہت جلد پتا لگا کر واپس آؤ یہ سنکر مہتر صمد اوسیوقت روانہ ہوا بعد جانے مہتر صمد کے ملکہ سحابیہ نے اسد کے واسطے کھانا منگایا دونون نے ساتھ کھانا کھایا ایک مرتبہ اسد ثانی کو یہ خیال پیدا ہوا کہ یہ عورتون کے قریب مین بھلا یہ اوس محبوب کو کیا جانے جسکا پتہ ہم نہ لگا سکے یہ کیا لگائیگی بس ان خیالات نے ایسا پریشان

کہا کہ فوراً اوٹھ کھڑا ہوا ملکہ سحابیہ نے پھر روکنا چاہا لیکن اسد ثانی نے کہا کہ اے ملکہ اب مجھے نہ روکو اس لئے کہ میرا جی گھبرا گیا ہے اور وحشت دل زور پر آچلی ہے ایسا نہو کہ کوئی بات تمہارے خلاف مجھ سے سرزد ہو اور تمہیں ملال گزرے ملکہ سحابیہ نے کہا تم کیسے ہی کج خلقی کرو گے مگر میرے خلاف نہوگا کیونکہ مین تمہارے حال سے واقف ہوگئی ہون اسد ثانی نے کہا کہ اگر تمہارے خلاف نہ ہوگا تو اب مجھے یہان کا بیٹھنا جبر ہے ملکہ سحابیہ نے کہا کہ اچھا مجھ سے اقرار کرتے جاؤ کہ پھر آنا اسد ثانی نے وعدہ کیا کہ مین ضرور آؤنگا اوسکے بعد باغ سے نکلکر جانب صحرا روانہ ہوا اور یہ شعر پڑھتا تھا ؎

جھٹپٹا وقت ہے بہتا ہوا دریا ٹھہرا
صبح سے شام ہوئی دل نہ ہمارا ٹھہرا

اسی کے حسب حال اشعار پڑھتے چلے جائیں جناب انکو تو اسی حال مین چھوڑا جاتا ہے لیکن اول

چند کلمہ داستان مہتر صمد عیار کے بیان کئے جاتے ہین

کہ جسوقت ملکہ سحابیہ نے مہتر صمد کو برائے تلاش طوفان سبز پوش روانہ کیا تو یہ باغ سے نکلکر چلا اور شہر کے ناکے پر پہونچکر آیندہ و روندہ سے غیر ممالک کا حال دریافت کرنا شروع کیا اتفاقاً کچھ سوداگرون سے ملاقات ہوئی اونسے پوچھا کہ آپ لوگ کہان سے آتے ہین انھون نے بیان کیا کہ ہم شہر سمرقند سے آتے ہین جو اس ملک سے بہت قریب ہے مہتر صمد نے پوچھا کہ حال شہر سمرقند کا کیا ہے سوداگرون نے بیان کیا کہ شہر پر آشوب ہو رہا ہے بادشاہ نہایت پریشان ہے ملک پر حوت آئینہ پرست چڑھ آیا ہے اوسکے ساتھ فوج بیشمار ہے اور ساحر بھی ہین بس یہ سنتے ہی مہتر صمد جانب شہر سمرقند روانہ ہوا جسوقت قریب شہر پہونچا دیکھا کہ لشکر اوترا ہوا ہے صورت اپنی ایک فقیر کی بنائی اور داخل لشکر ہوا اور دریافت کیا کہ یہ کسکی فوج ہے لوگون نے بیان کیا کہ حوت آئینہ پرست کا یہ لشکر ہے اب مہتر صمد سوچا کہ یہ کیونکر دریافت ہو کہ دختر اسکی کس مقام پر ہے اسی فکر مین لشکر سے علیحدہ ہوا اور صحرا مین ایک درخت کے نیچے سوچ مین بیٹھا ہوا تھا کہ کیا تدبیر کرون کیونکر دریافت کرون کہ شام ہوگئی طائر اپنے اپنے آشیانون مین بیٹھے مسافرون نے منزل کی تمام صحرا مین تاریکی چھا گئی ایک ہو کا عالم نظر آتا تھا مہتر صمد گرد و باد درندون کے خوف سے ایک درخت پر چڑھ گیا کہ رات یہین بسر کرنا چاہئے صبح کو دیکھا جائیگا جسوقت یہ درخت کے ایک بلند شاخ پر پہونچا تو نظر اسکی جانب شمال گئی دیکھا اسنے کہ کچھ روشنی ہو رہی ہے مہتر صمد نے غور کیا کہ یہ کیسی روشنی ہے کوئی گاؤن یہان آباد ہے یا کسی قافلے نے قیام کیا ہے فاصلہ زیادہ تھا اچھی طرح محسوس نہوا آخر درخت سے اوتر آیا اور جان پر کھیل کر اوسی جانب روانہ ہوا جہان ذرا سا کھٹکا ہوتا تھا تو درندون کے خوف سے یہ حقہ آتشبازی کھینچ مارتا تھا جب روشنی ہوتی تھی اور معلوم ہوجاتا تھا کہ راستہ ہے پھر آگے بڑھتا تھا اوسی روشنی کے سیدھ پر چلا جاتا تھا یہانتک کہ جاتے جاتے قریب پہونچا دیکھا اسنے کہ ایک بارگاہ بپا ہے سراپردے اوسکے اوٹھے ہوئے ہین اور اندر بارگاہ کے محفل عیش آراستہ ہے شغل سرود و ستار بھی ہو رہا ہے مہتر صمد سوچا کہ کیا تدبیر کرنا چاہئے اور کیونکر اس محفل مین داخل ہونا چاہئے بس ویسے ہی ایک

مگر تغیر کرکے صورت اپنی ایک عورت کی بنائی اور قریب بارگاہ ایک درخت کے نیچے بیٹھ کر رونا شروع کیا اسقدر واویلا مچائی کہ آواز اسکی اون لوگون نے سنی جو اوس محفل مین شریک تھے لوگون سے کہا کہ خاموش ہو رہو دیکھو تو یہ شوروغل کیسا ہے اس محفل مین سوا عورتون کے مرد کا نام نہ تھا دو چار عورتون سے اونکی مالک نے کہا کہ دیکھو تو یہ کون رو رہی ہے اور اوسپر کیا مصیبت پڑی ہے وہ عورتین آئین اور پوچھا کہ اے نیک بخت تو کیون رو رہی ہے تجھپر کیا مصیبت پڑی اوسنے کہا کہ بی بی تم سے کیا بیان کرون مین جس حال مین ہون مجھے رہنے دو اونھون نے کہا کہ اگر ہم سے دوا تیرے درد کی ہو سکے گی تو تامل نکرینگے اوسنے کہا کہ ہمین اپنی ملکہ کے پاس لے چلو تو اونکے سامنے بیان کرین گے وہ عورتین اسکو اپنے ہمراہ لے گئین ملکہ کی خدمت مین آئین اسنے ادب سے ملکہ کو سلام کیا ملکہ نے جواب سلام دیا اور دیکھا ایک کمسن عورت ہے نہایت قبول صورت ہے پوچھا کہ تو اس صحرا مین کیونکر آئی اوسنے کہا کہ اک شرم کی بات ہے اوسے کیا بیان کرون ملکہ نے فرمایا کہ شرم مردون سے کی جاتی ہے عورتین عورتون سے شرم نہین کرتی ہین اسنے کہا کہ یہ صحیح ہے مگر درد صاحب درد سے بیان کرتے ہین۔ سہ

ایذا سہے ہی بیکس کا مزا جانے
جسکو ایذا نہو وہ کیا جانے

ملکہ بھی ایسی ہی عاشق ہے کچھ دیر سکوت کرنے کے بعد فرمایا کہ بس اب برخاست کرو مجھے نیند آتی ہے یہ فرما کر اوٹھ کھڑی ہوئی اور اوس عورت کو اپنے ہمراہ لیے ہوئے خوابگاہ مین آئی باریدارون کو بھی منع کر دیا کہ آج ضرورت اسکی نہین ہے اور تخلیہ کر دیا اب اس عورت سے کہا کہ اے نیک بخت اب تو حال اپنا بیان کر مین بھی تیری طرح دردمند ہون عجب نہین ہے کہ میرا تیرا درد ایک ہی سبب سے ہو اسی باعث سے مین نے تخلیہ کر دیا اور ان لوگون کو ہٹا دیا جو قابل سنے درد نہین ہین یہ سنکر اوس عورت نے بیان کیا کہ اے ملکہ آفاق اول تو اپنے نام نامی و اسم گرامی سے آگاہ فرمائیے کہ آپ کس ملک کی رہنے والی ہین اور یہان اس صحرا مین کیون قیام پذیر ہین ملکہ نے فرمایا کہ مین تجھ سے پوچھتی تھی تو مجھ سے پوچھنے لگی مجھے تیری طرح چھپانے کی ضرورت نہین ہے اس لیے کہ مین نے صحرا مین رہنا اسی غرض سے اختیار کیا ہے کہ آیندہ و روند سے دوا اپنے درد کی پوچھون سخن پہلے ہی مین بیان کیے دیتی ہون مگر اول یہ بتا کہ تو شاہون اور شہریارون کے حالات سے واقف ہے اسنے کہا کہ خوب جانتی ہون مجھے برس دن گزرا ہے اسی تباہی کو ملکون ملکون مین پھرتی یہانتک پہونچی ہون ملکہ نے کہا کہ مین تجھ سے سب حال اپنا بیان کیے دیتی ہون نام میرا طوفان سبزپوش ہے دختر ہون ملک حوت آئینہ پرست کی باپ نے میرے ملک سمرقند پر چڑھائی کی ہے اور ملک گیری کرتا ہوا یہانتک پہونچا ہے لیکن مین بسبب ایک مصلحت کے اوسکے ہمراہ آئی ہون اور اوس سے علیحدہ صحرا مین رہا کرتی ہون اب اسلیے کہ مین نے ایک خواب دیکھا تھا چاہتی ہون کہ اوسکی تعبیر عالم بیداری مین نظر آئے اوس عورت یعنے مہتر صمد گردباد نے کہا کہ وہ خواب بیان کیجیے ملکہ نے کہا کہ ایک روز

شب کے وقت مین اپنے بالاخانہ پر سو رہی تھی مین نے دیکھا کہ میرے باغ مین محفل رقص و
سرود گرم ہے دور بادۂ ناب کا چل رہا ہے کہ ایک شہریار عالیوقار اچانک میرے
باغ مین چلا آیا پہلے تو مجھے نہایت غصہ آیا کہ یہ کون مرد اجنبی نامحرم میرے باغ مین
چلا آیا لیکن جسوقت نظر میری اوسکے جمال جہانفروز پر پڑی تو سارا غصہ فرو ہوگیا اور
مین نے اوسکی تواضع کی وہ صحبت عیش مین شریک ہوا اوسی عالم مین میری آنکھ
کھل گئی اوسوقت سے مین نہایت پریشان ہون کہ کیونکر پتا اوس شہریار عالیوقار
کا لگاؤن اوس عورت نے پوچھا کہ نام اوس شہریار کا کیا تھا ملکہ نے کہا کہ نام اوسنے
اپنا اسد ثانی بتایا تھا مگر یہ مین نے نہ پوچھا تھا کہ وہ رہنے والا کس مقام کا ہے
اب اگر تو آگاہ ہو کہ یہ شہریار کس ملک کا رہنے والا ہے تو بیان کر مہتر صمد دل مین
نہایت خوش ہوا اور کہا کہ مین اوسنے واقف ہون ابتو ملکہ اوٹھ بیٹھی چہرہ پر بحالی
آگئی اور کہا کہ اگر تم پتا اوسکا لگا دو تو جو مانگو گی مین دونگی مہتر صمد نے کہا کہ مین
بہت جلد اوسکو آپسے ملا دونگی مگر ہائے اپنے درد کا علاج کس سے پوچھون ملکہ نے
کہا کہ اب اپنا درد بیان کر مہتر صمد جو بصورت عورت بنا ہوا تھا کہا کہ مین اوسی شہریار
کے دوسرے بھائی پر عاشق ہون جسکا نام غضنفر بن اسد ہے ملکہ نے
کہا کہ اگر تم اسد ثانی کو مجھ سے ملا دوگی تو مین اوسنے کہ سنکر غضنفر کے ساتھ
تیرا عقد کرا دونگی غرضکہ اس عہد و پیمان کے بعد اوس عورت نے کہا کہ اب مجھے
جانے دیجیے تاکہ مین اوس شہریار کو راضی کرکے آپسے ملاؤن ملکہ نے کہا
ایسا نہ کرنا کہ تم نہ آؤ تمہین سے مجھکو ایک تسکین ہوئی اگر تم بھی نہ ہوگی تو اور میرا جی
گھبرائیگا مہتر صمد نے کہا آپ یہ کیا فرماتی ہین آپ ہی کی سبب تو میری بھی غرض اوسکی
ہوئی ہے غرضکہ چلتے وقت اپنے ملکہ سے کہا کہ کوئی نشانی دیجیے تاکہ وہ
شہریار عالیوقار آپکی محبت کا یقین تو کرے ملکہ نے اپنی ایک تصویر اسکو دی اسی
حال پر ملال کی تھی کہ بال پریشان چہرہ زرد لب پر آہ سرد آنسو فکر پر سر اور کہا کہ کہدینا کہ
تمہاری محبت نے ہماری یہ حالت بنا رکھی ہے مہتر صمد تصویر ملکہ کی لیکر رخصت
ہوا اب دیکھیے یہ باغمین کسوقت پہونچتا ہے اور کب ملکہ سحابیہ سے حال طوفان
سبز پوش کا بیان کرتا ہے لیکن اول چند

کلمہ داستان سرگشتہ راہ الفت و آوارہ کوئی محبت شاہزادہ اسد ثانی کے گزارش کیے جاتے ہین

کہ یہ ملکہ سحابیہ سے دامن چھوڑا کر اور پھر آنے کا اقرار کرکے چلے تھے کہ چند کوتوالی کے
آدمیون نے آکر انکو پکڑ لیا کہ تم کون ہو اور ملکہ کے باغ مین کس لیے گئے تھے
یہ اپنے ہوش مین کب تھے کہ مصلحت وقت کے موافق اوسنے بہانہ کرتے یا کسیطرح
اپنی جان بچاتے اپنے اولٹے سیدھے جواب دیتے کہ وہ لوگ انکو گرفتار کرکے کوتوال
شہر کے پاس لے گئے اور تمام حال بیان کیا کوتوال شہر نے پوچھا کہ تم کیا جواب رکھتے ہو

اسد ثانی نے فرمایا کہ مین غلطی سے راہ بھولکر باغ مین چلا گیا تھا کوتوال ہنسا اور کہا کہ ایسا بھونڈا فقرہ مثل مشہور ہے کہ دروغگو را حافظہ نباشد کیا باغ مین دروازہ نہ تھا یا چہار دیواری نہ تھی خیر تمہاری اطلاع بادشاہ سے کیجائیگی فرمایا کچھ پروا نہین مین خود جانے سے عاجز ہون کوتوال شہر نے پرچہ بادشاہ کے نام تحریر کیا کہ ظل اللہ کو ایک ایسے امر کی اطلاع دی جاتی ہے جس کے بیان مین ہاتھ کو رعشہ اور قلم کو لرزہ ہوتا ہے لیکن المامور معذور پر خیال کرکے عرض حال کیا جاتا ہے کہ ملکہ آفاق کے باغ سے ایک شخص نکلا تھا اوسے گرفتار کیا ہے اب اوسکی نسبت کیا حکم ہوتا ہے جسوقت یہ عرضی کوتوال کی بادشاہ کو پہونچی اور بادشاہ نے اوسے پڑھا نہایت برہم ہوا چہرہ غصہ سے سرخ ہو گیا پسینا ماتھے پر آ گیا غیرت دامنگیر ہوئی پروانہ کوتوال کے نام تحریر کیا کہ ابھی اوس مجرم کو لیکر حاضر ہو چوبدار پروانہ شاہی لیکر روانہ ہوا اسوقت قیصر شامی سوداگر بھی دربار مین موجود تھا اور کچھ جواہر بیش بہا بادشاہ کو دکھا رہا تھا ابھی رخصت نہونے پایا تھا جو یہ گزرا اور بادشاہ غصہ مین خاموش بیٹھا ہی نہ سوداگر کو جانے کا حکم دیا اور نہ جواہر خریدا لیکن جسوقت حکمنامہ کوتوال کے نام پہونچا وہ اسد ثانی کو لیکر حاضر دربار ہوا راہ مین لوگ اسد ثانی کو دیکھکر آپسمین کہتے تھے کہ نہین معلوم یہ بیچارہ کہان سے آکر اس آفت مین مبتلا ہوا اور کیا جرم اسنے کیا ہے جو اسکو اسطرح قید کیے ہوئے لیے جاتے ہین چہرہ سے اسکے آثار شاہی و شہریاری ہویدا ہین دیکھئے انجام اسکا کیا ہوتا ہے غرضکہ جسوقت اسد ثانی سامنے بادشاہ کے پہونچا بادشاہ کی نظر صورت زیبا پر پڑی پکارا کہ او اجل رسیدہ تو کہان سے آیا ہے اور کیون باغ مین گیا تھا اسد ثانی کو ایسے کلمات کے سننے کی کب تاب تھی غصہ مین آکر جواب دیا کہ او بادشاہ زبان سنبھال شریفون سے اسطرح کی گفتگو کرتے ہین اگر مین باغ مین ملکہ کے گیا تھا تو اپنی خوشی سے نہین گیا تھا تیری دختر نے جب مجکو طلب کیا تو گیا بس یہ سنکر بادشاہ کو اور غصہ آیا کہ یہ میری دختر پر تہمت رکھتا ہے اگر وہ کسی بدنیت سے طلب کرتی تو یہ ایسے حال خراب سے کیونکر نکل سکتا جو گرفتار ہوتا یقینی یہ چھپ کر گیا تھا اور یا تو وہا سے نکالا گیا یا خود بسبب خوف جان کے بھاگا ہوگا بس فوراً حکم دیا کہ قتل کردو اسد ثانی نے اتنا تو کہا کہ الحمد للہ کہ آج دنیا کے جھگڑون سے نجات ملجائیگی لیکن قیصر شامی نے جو یہ معرکہ دیکھا بیتاب ہو گیا اور کہا کہ اے شاہ یہ شخص مجنون ہے جنگل سے یہ میرے ساتھ ہوا تھا اور یہانتک میرے ساتھ آیا بستی سے اسکو نفرت ہے آدمی کے سایہ سے بھاگتا ہی نہین معلوم کیا اتفاق ہوا ہے اور کیونکر یہ ملکہ کے باغ تک پہونچگیا دریافت حال اسکا کسی دوسرے ذریعہ سے کرلینا چاہیئے کیونکہ کوتوالی کے لوگ جیسے ہوتے ہین ظاہر ہے یہ لوگ اپنی نیکنامی کے لیے ہزارون بیگناہون کو پھنسا دیتے ہین بادشاہ نے کچھ سماعت نہ کی اور دوسرا حکم دیا کہ قتل کرو اسکو لیکن یہ خبر ملکہ سحابیہ کو بھی پہونچ گئی بس فوراً یہ وہان سے سوار ہو کر خدمت بادشاہ مین حاضر ہوئی اور کہا کہ قبل اس مجرم کو قتل کرنے کے کچھ میری عرض بھی سن لیجئے بادشاہ نے دختر کے پاس آکر فرمایا کہ او شوخ دیدہ تو بھی اوسپر فریفتہ ہے جو سفاد

آئی ہے اب تجھے بھی اوسی کے ساتھ قتل کرونگا سحابیہ بانو نے کہا کہ یونتو ہر وقت آپ جان و مال
کے مالک ہین لیکن یہ شخص بالکل بے قصور ہے واقعہ اسکا یہ ہے کہ یہ باغ کے نزدیک
صحرا مین ایک درخت کے نیچے بیٹھا ہوا رو رہا تھا اور مجنونانہ حرکتین کر رہا تھا مین واسطے
شکار کے نکلی تھی مجھے اسکی حالت پر رحم آیا اور مین نے بطور مہمانی اسکو باغ مین
بلایا اور اسکی دعوت کی مسافر سمجھکر اوسکے بعد اسکو رخصت کر دیا جب یہ میرے
باغ سے نکلکر چلا تو کوتوالی کے سپاہیون نے اسکو گرفتار کر لیا اور اگر حضور کو کسی
نوع کا مجھپر شبہ ہے تو یا قسم مجھ سے لیجیے یا مجھے قتل کیجیے اس لیئے کہ اسمین
قصور سب میرا ہے یہ بالکل بے خطا ہے حضور کی بدنامی ہوگی اور بادشاہ عادل
مشہور ہوکر ظالم کے نام سے مشہور ہوجیگا ابتو بادشاہ کو ایک فکر پیدا ہوئی کہ کیونکر
اسکا حال دریافت کرون بس فوراً ایک قابلہ کو طلب کیا اور اوس سے کہا کہ دیکھ تو کہ
اسکی لڑکی کی عصمت باقی ہے یا نہین اور اگر تو نے کسی طرح کا ساز کیا یا رشوت
لیکر خلاف بیان کیا تو تجھے بھی قتل کرونگا قابلہ نے عرض کیا کہ کیا مجال ہے میری اور علیحدہ
ملکہ کو دیکھکر بادشاہ سے بیان کیا کہ بالکل غلط ہے اور ابھی تک ملکہ پاک دامن ہے
اگر اسمین فرق نکلے تو شاہ کو اختیار ہے کہ جیسی چاہے مجکو سزا دین مینے خون ناحق کیا
یہ سنکر بادشاہ نے دختر کو گلے سے لگایا اور اسد ثانی کو رہا کیا اور فرمایا کہ جہان چاہے
رہے کوئی اس سے تعرض نکرے اور اب جو حالات اسد ثانی کے دریافت کیے تو اسکی وحشیانہ
حرکتون پر بادشاہ نہایت خوش ہوا اور قیصر شامی نے بھی شکر خدا کیا کہ جان اسد ثانی
کی بچ گئی اور اسد ثانی کو اپنے ہمراہ لیکر اپنے جائے قیام پر آیا وہان ملکہ اپنے باغ کی جانب
روانہ ہوئی اور اس نے عہد کیا کہ اب زندگی مین ایسے باپ سے سامنا نہ کرونگی جسکی میری
طرف اسقدر بدگمانی ہوئی دوسرے روز پھر اسد ثانی جانب صحرا روانہ ہوے اور ملکہ
اپنے باغ سے تلاش اسد ثانی مین چلی لیکن اول اسد ثانی کا حال بیان کیا جاتا ہے کہ وہ
صحرا مین ایک چشمہ کے قریب بیٹھے ہوے اشعار عاشقانہ پڑھ رہے تھے کہ سامنے سے مہتر
صمد نمودار ہوا اور اسد کو دیکھکر سلام کیا اسد ثانی نے مہتر صمد کو پہچانا اور پوچھا کہ کیا
خبر لائے مہتر صمد نے کہا کہ مین نے پتا لگا لیا مگر آپکو نہ بتاؤنگا اسد ثانی نے کہا کہ آخر اسکا
کیا سبب اوس نے کہا کہ وہ ایسے مقام پر ہے جہان پہونچنا آپکا ممکن نہین ہے یہی باتین تھین
کہ سامنے سے ملکہ سحابیہ مرکب پر سوار نقاب چہرہ پر ڈالے نمودار ہوئی اور اپنے
عیار کو دیکھکر اشارہ سے منع کیا کہ اس سے مفصل حال نہ بیان کرنا ورنہ یہ ابھی وہان جائیگا اور
ابھی ہوش مین ہے نہین ایسا ہو کہ کوئی افتاد پڑے اور اسد ثانی سے کہا کہ میری
باغ مین چلیے یہان بیٹھنا آپکا مناسب نہین ہی اور اسد کو ہمراہ لیکر باغ مین آئی اسد
ثانی سے کہا کہ اب تم اطمینان رکھو اب کسیکی اتنی مجال نہین ہے جو تمہین گرفتار کرے
اسد ثانی نے فرمایا کہ اے ملکہ اگر مجھے تمہاری رسوائی کا خیال نہوتا تو مین
کیسا حقیقت تھی کوتوالی کے سپاہیون کی جو مجھے لیجاتے اور تمہارا لحاظ
نہوتا تو تمہارا باپ مجھ سے سخت کلامی کرتا اور مین خاموش رہتا

سی وقت زبان گدی سے کھینچ لیتا ملکہ نے کہا کہ میرے منھ پر میرے باپ کو تم اس طرح کہتے ہو یہ کہکر مسکرائی اسد ثانی کو پھر ملکہ طوفان سبز پوش کا خیال آیا اور مہتر صمد سے کہا کہ قصہ بنانہ بنایا مہتر صمد نے تصویر ملکہ طوفان سبز پوش کی بغل کی بس تصویر دیکھتے ہی اسد کو شادی رگ کا عالم ہو گیا گویا بیہوش ہوا ملکہ سحابیہ نے کہا کہ غضب کیا تم نے جو تصویر تم نے اسکو دیدی اور تصویر اسد ثانی کے ہاتھ سے لیکر آپ دیکھی صورت ملکہ طوفان سبز پوش ایسی دلچسپ تھی کہ ملکہ سحابیہ سکتے میں آ گئی اور دلمیں قائل ہوئی کہ اگر اسد ثانی کی اسکے فراق میں یہ حالت ہو بیجا نہیں ہے بقول شاعر شعر ترا دیدہ و یوسف را شنیدہ + شنیدہ کے بود مانند دیدہ + اسکے معشوقوں کے افسانہ ہی سنتے ہیں مگر ایک زمانے میں اسکے حسن کا فسانہ بھی شہرۂ آفاق ہو جائیگا بھلا جو ایسی نازنین کا شیدا ہو چکا ہو وہ کسی دوسرے کو کیا خیال میں لائے ملکہ نے اس تصویر کو چھپا لیا اور صمد سے حالات دریافت کیے اور کہا کہ تم کیونکر اسکی محفل میں پہونچے اور کسطرح یہ تصویر دستیاب ہوئی مہتر صمد نے سارا واقعہ اپنے پہونچنے کا عورت بنکر بیان کیا اور کہا کہ اے ملکہ جیسا خواب انھوں نے بیان کیا تھا ویسا ہی وہ بھی بیان کرتی ہے اور عشق ظاہر کرتی ہے میں نے عورت بنکر اسکے دل کا سارا بھید دریافت کر لیا ملکہ یہ سنکر خوش ہوئی اور کہا کہ اب شاہزادے کو اس سے ملانا زیادہ دشوار نہیں ہے لیکن اب کیا فکر کرنا چاہیے مہتر صمد نے کہا کہ فکر کیا بتا دیجیے یہ آپ جا کر اس سے مل لیجئے ملکہ نے کہا کہ یہ تو آسان ہے مگر اے بھائی صمد اس میں میرا مطلب رہجائیگا جب وہ خود جا کر اپنی معشوق سے ملیگا تو میرا احسان کیوں ماننے لگا اور وہ شاہزادی میری حقیقت کیا سمجھے گی مناسب یہ معلوم ہوتا ہے کہ میں خود جا کر اس کو لاؤں اور اسی باغ میں ان دونوں کو یکجا کروں کہ دونوں میرے احسانمند ہوں اور میرا بھی خیال رکھیں یہ فرما کر اسد ثانی کو ہوشیار کیا اسد ثانی نے کہا وہ تصویر کہاں ہے ملکہ نے کہا کہ تصویر موجود ہے مگر میں اب ملکہ کو لیتی جاتی ہوں آپ اس تصویر سے اپنا دل بہلائیے جب تک میں واپس نہ آؤں اس باغ سے باہر جانیکا قصد نہ کیجئے گا شاہزادے نے فرمایا کہ ہم بھی تمھارے ساتھ چلتے ہیں ملکہ نے کہا کہ تمھارا چلنا مناسب نہیں ہے سارا کھیل بگڑ جائیگا اسد خاموش ہو رہا اور ملکہ سحابیہ بانو اپنے عیار مہتر صمد کو ہمراہ لے کر باغ سے نکلی اور دونوں مرکبوں پر بیٹھ کر جانب صحرائے سمرقند روانہ ہوئے انکو تو راہ میں چھوڑا جاتا ہے لیکن اب کچھ حال **جوت آئینہ پرست** کا گزارش کیا جاتا ہے جس وقت اس کا لشکر صحرائے سمرقند میں آکر اترا اسنے ایک نامہ **طولابہ سمرقندی** کے نام لکھا کہ بہتر یہ ہے کہ حاضر ہو کر مذہب آئینہ پرستی اختیار کرو ورنہ تمام ملک کو تاراج کر دونگا جس وقت ایلچی یہ نامہ لیکر طولابہ سمرقندی کے پاس پہونچا اور نامہ حاکم سمرقند کو دیا طولابہ سمرقندی مضمون نامے سے آگاہ ہوا اس نے بہت کلمات سخت جوت آئینہ پرست کو لکھے اور پشت پر جواب جنگ تحریر کر دیا جوت آئینہ پرست کو یہ خیال تھا کہ میرے خوف سے اطاعت اختیار کریگا جس وقت جواب نامہ پہونچا اور مضمون سے آگاہ ہوا بس اپنے برہم ہو کر

حکم دیا کہ بجے طبل جنگ اسی وقت نقارہ رزمی پر چوب لگی اور آواز نقارہ کی گرجی ہرکا
خبر لے کر طولابہ سمرقندی کے پاس آئے اور بعد دعا و ثنا بجالانے کے عرض کی کہ
لشکر دشمن میں طبل جنگ بجا ہے طولابہ سمرقندی نے بھی نقارہ بجوایا اور فوج سے
قلعے سے باہر نکلا رات تیاری جنگ میں بسر ہوئی صبح کو دونوں لشکر میدان جنگ
میں آکر ایک دوسرے کے مقابل صفیں باندھ کر کھڑے ہوئے اول تبردارون
نکل کر جھاڑی جھنڈی کو کاٹ کر میدان صاف کیا بیلدارون نے پستی و بلندی زمین
ہموار کیا سقون نے آبپاشی کرکے گرد کو بٹھلا گھڑی بھر میں میدان کو مثل آئینے کے
روشن کر دیا نقیبون نے باواز بلند اشعار عبرت آمیز پڑھ کر لشکر کا دل بڑھایا کوکیتا
نے کڑکا کہا باجے جنگی بجنے لگے بہادرون کے خون شجاعت نے جوش مارا بہمن دیو
سنگ اپنا گردن بڑھا کر سامنے تخت جوت آئینہ پرست کے آیا اور اجازت
میدان چاہی جوت آئینہ پرست نے کہا کہ جا تیرا خداوند تیرا حافظ و نگہبان
ہے یہ سنکر بہمن دیو سنگ میدان مین آیا مبارز طلب کیا فوج سمرقندی سے
محراب سمرقندی نکلا بعد گفتگو کے بسیار نیزہ بازی ہوئی بہمن دیو سنگ نے
محراب سمرقندی کے مرکب کو مارا محراب سمرقندی نے تلوار کھینچ کر بہمن کے
مرکب کو پے کیا بہمن دیو سنگ جست کرکے مرکب سے علیحدہ ہوا دونون مین بیاد
تلوار چلنے لگی آخرکار محراب سمرقندی ہاتھ سے بہمن دیو سنگ کے قتل ہوا اس
بعد سہراب سمرقندی نکلا وہ بھی ہاتھ سے بہمن دیو سنگ کے مارا گیا یہانتک کہ شام
بہت سے سردار طولابہ سمرقندی کے قتل اور زخمی ہوئے شام کو طبل بازگشت بجا دونون لشکر
میدان سے پلٹکر اپنی اپنی فرودگاہ پر آئے وزرا نے طولابہ سمرقندی کو یہ صلاح دی کہ اب
قلعہ بند ہو بیٹھئے اسلیئے کہ آثار اچھے نہین ہین طولابہ سمرقندی قلعہ بند ہوا یہ خبر جوت آئینہ پرست
کو پہونچی کہ طولابہ سمرقندی قلعہ مین چلا گیا بس یہ سنکر مبہوت جادو کہ معشوقہ ہے
جوت آئینہ پرست کی اسنے کہا کہ آپ طبل جنگ بجوائیے مین کل شہر سمرقند
پھونکدونگی جوت آئینہ پرست نے طبل جنگ بجوا دیا یہ خبر اہل قلعہ کو ہوئی نہایت پریشان
ہوئے مگر کیا کر سکتے تھے ناچار و مجبور ہوکر انھون نے بھی طبل جنگ بجوا دیا دونون طرف
تمام رات نقارہ رزمی بجا کیئے صبح کو جوت آئینہ پرست لشکر لیکر قلعے کے سامنے آیا مبہوت
جادو میدان مین آئی مبارز طلب کیا جب قلعے سے کوئی نہ نکلا تو اسنے کچھ اسم سحر پڑھ کر
آسمان کی طرف اشارہ کیا بس اشارہ کرنا تھا کہ گڑگڑاہٹ کی صدا پیدا ہوئی اور ایک
ابر سرخ جانب شمال سے نمودار ہوا اور قلعۂ سمرقند کی طرف متوجہ ہوا ابر مین چمک بجلی
کوندا لپک رہا تھا رعد کے گرجنے کی صدا دل ہلائے دیتی تھی اہل سمرقند دست بدعا تھے او
پریشان تھے کہ دیکھیے کیا ہوتا ہے مگر وہ ابر آکر پھیلنے لگا اور قلعہ پر مثل سائبان سرخ کے
چھا گیا اور بارش آتش ہونے لگی ہر طرف آگ برس رہی تھی شعلے لپک رہے تھے اہل قلعہ اضطر
کی حالت مین ادھر سے ادھر دوڑتے پھرتے تھے اور فریاد کرتے تھے مگر جسپر شعلہ گرا اسے جلا کر خا
کر دیا ہر چہار جانب سوا آگ کے کچھ نظر نہ آتا تھا برابر شعلے برس رہے تھے اور انسان کو جلا رہے

تمام قلعہ کرۂ نار ہو رہا تھا نمونۂ دوزخ نظر آتا تھا یہانتک میگزین مین آگ لگ گئی دروازے جلنے لگے لوگ اضطراب کی حالت مین نہر مین کود پڑے وہان بھی مفر نہ ہوئی شعلون نے پانی کے اندر جاکر جلا کر خاک کر دیا یہانتک کہ تمام قلعے کے لوگ مع طولابہ سمرقندی جلگئے اور اہل شہر نے آکر حوت آئینہ پرست سے فریاد کی حوت آئینہ پرست نے مبہوت جادو سے کہا کہ اب ان لوگون کو امان دو اگر یہ میری اطاعت نہ کرینگے تو انکو بھی پھونکدینا مبہوت جادو نے دوسرا اسم سحر پڑھ کر دم کیا اور انگشت سے اشارہ کیا کہ وہ ابر جسکو اسنے اٹھایا تھا اسی طرف جاکر نظرون سے غائب ہو گیا حوت آئینہ پرست نے ایک منادی کو بھیجا کہ جاکر ندا کرے کہ اے اہل سمرقند اگر تم کو جانین اپنی عزیز ہون تو اطاعت ملک حوت آئینہ پرست کی اختیار کرو اور مذہب آئینہ پرستی کو قبول کرو ورنہ سب کی یہی حالت ہوگی جو اہل قلعہ کی ہوئی ہے یہ سنکر تھرانے لگے سیکڑون نے ترک وطن کیا بہتون نے تقیہ کرلیا اور اکثر ایسے تھے جنھون نے بدل وجان مذہب آئینہ پرستی کو اختیار کر لیا امرار شہر حوت آئینہ پرست کے پاس آئے اور نذرین دین حوت آئینہ پرست نے انکو خلعت دیئے اور عہدے سپرد کیے بہمن دیو ساک کو شہر سمرقند کا حاکم کرکے آبادی شہر کا حکم دیا اور آپ داخل شہر ہوا اور ایک عیار کو روانہ کیا کہ جاکر ملکہ طوفان سبزپوش کو لے آئے اب عیار تو ملکہ کی طرف جاتا ہے اور حوت آئینہ پرست شہر سمرقند مین مقیم ہوتا ہے اسکو تو اسی حال مین چھوڑیئے لیکن چند کلمے داستان حیرت بیان سحابیہ دردرگوش کے عرض کیئے جاتے ہین کہ یہ ساتھ اپنے قہر صمد گردباد کو لیکر برائے تلاش محل طوفان سبزپوش روانہ ہوئی تھی جب طے مراحل و قطع منازل کے بعد سرحد سمرقند مین پہونچی تو اسنے گھوڑے کو تو وہین چھوڑا اور قہر صمد کے حوالے کیا آپ منہ پر بھبوت ملا برائی ہاتھ مین لے لٹین بالون کی منہ پر چھوڑین اور انڈوا سر پر رکھکر گیروے کپڑے پہنکر جوگن کا لباس اختیار کیا اور گاتی ہوئی چلی قہر صمد سے کہدیا تھا کہ اگر تمھارے آنے کی ضرورت ہوگی تو مین کوئی نشانی اپنی تمھین بھیجدونگی تم اسی نشانی پر چلے آنا یہ تو یہان ٹھہر گیا اور ملکہ سحابیہ دردرگوش بتلاش محل ملکہ طوفان سبزپوش روانہ ہوئی اسطرف سے تو یہ جاتی ہے اور ادھر حال ملکہ طوفان سبزپوش کا بیان کیا جاتا ہے کہ جب سے وہ عورت اسد ثانی سے ملنے کی تسلی دیکر گئی ہوئی ہے ملکہ کی عجب حالت ہے کہ شوق مین بیتاب ہے اکثر انیسون جلیسون کو لیکر صحرا مین نکلتی ہے اور انتظار اس عورت کا کیا کرتی ہے آج صبح کا وقت ہے ہوائے سرد چل رہی ہے طائران باغ مصروف نغمہ سرائی ہین گلون پر بہار ہے کوڑیالا تمام صحرا مین پھولا ہوا ہے درختون کے پتون پر جو پڑی ہے تو عجب لطف دکھا رہی ہے ہر شجر رشک نخل طور معلوم ہوتا ہے جلوہ قدرت معبود کا نظر آتا ہے پپیہے کی صدا دل کے پار ہوئی جاتی ہے ملکہ اپنے قاصد کے انتظار مین سیر صحرا کرتی چلی آتی ہے جھرمٹ عورتون کا اسکے ساتھ ہے جسمین ایک ایک پری جمال آفت ہوش ہے ملکہ کی زبان پر یہ شعر ہے شعر یارب تو خیر کرنا قاصد نے دیر کی ہے + یا راستہ ہی بھولا یا راہ پھیر کی ہے + نہین معلوم ہمارے پیغامبر نے اور اس یار جانی سے ملاقات بھی ہوئی یا نہین اور ہمارا پیام اگر سنا تو کیا جواب دیا امید تو ہے کہ اسے بھی ہماری تلاش بیحد ہو گئی ہو گی

کیونکہ مثل مشہور ہے شعر دل را بدل راہیست درین گنبد سپہر + از روے کینہ کینہ و از روے مہر مہر + مگر دیکھیے وہ کون سا دن ہوتا ہے جو اُسکا دیدار پھر نصیب ہوتا ہے حالانکہ اس فلک کجرفتار کی رفتار سے تو یہ امید نہین ہے کہ ہماری زندگی مین وہ دن کبھی آسکے جسے مسرت کہتے ہین کیونکہ ہمیشہ سے اسکا شیوہ دل آزاری و جفاکاری ہے بقول شاعر شعر ؎ دو دل کو یکجا بٹھاتا نہین + کسی کا اسے عیش بھاتا نہین + ہمیشہ اسنے اہل دل پر ظلم ہی کیے ہین وہ کون ہے جو اِسکے ظلم کا شاکی نہین ہے مگر ہان اپنے جذب دل پر اتنا بھروسا ضرور ہے کہ عجب نہین جو یہ اُسکو کھینچ لائے اسی طرح کی باتین دلسے کرتی ہوئی چلی جاتی ہے کہ ایک مرتبہ کان مین تونبی کی آواز آئی ملکہ نے گھبرا کر داہنی جانب دیکھا تو ایک جوگن نظر آئی کہ سن و سال اُسکا پندرہ سولہ برس سے زیادہ کا نہ ہوگا بھولی بھولی صورت دھونی رمائے ہوئے یہ معلوم ہوتا تھا کہ ایک چاند ہے جسپر ہلکا ہلکا ابر آیا ہوا ہے **ملکہ طوفان سبز پوش** کا دل بے اور اس درد سے تونبی بجا رہی تھی کہ ملکہ بے اختیار رونے لگی اُدھر اُس جوگن نے جو ملکہ **طوفان سبز پوش** کو دیکھا کہ ایک آفتاب حشر ستارون کو ساتھ لیے ہوئے زمین کی سیر مین مصروف ہے اندام مین اسکے رعشہ پڑگیا قریب تھا کہ تونبی چھوٹ پڑے اور اسے غش آجائے لیکن اپنے کو سنبھالا اور اسطرح جھوم جھوم کر تونبی بجانے لگی جیسے اسنے کسیکو دیکھا ہی نہین ملکہ خود قریب اسکے آئی اور تونبی سننے لگی ادھر تو **ملکہ طوفان سبز پوش** کی آنکھون سے آنسو جاری تھے اور اُدھر جوگن کی یہ حالت تھی کہ دونون رخسارون پر ایک سیلاب آیا ہوا تھا ملکہ کے ساتھ جسقدر عورتین تھین وہ بھی مبہوت ہو رہی تھین آخرکار ایک آدھ مصاحب نے ملکہ سے کہا کہ دن زیادہ چڑھ آیا ہے آمد و روند کا خوف ہے اگر حضور کو گانا اس جوگن کا پسند ہے تو اسکو خیمے مین لیچلیے وہان اطمینان سے سُنیے یہان صحرا کا معاملہ ہے ملکہ نے کہا کہ اچھا ذرا مجھے حال تو اسکا دریافت کر لینے دو دیکھون تو میرے مکان پر چلنا قبول بھی کرتی ہے یا نہین ان عورتون نے کہا کہ مجال ہے جو قبول نہ کریگی اور اگر یہ نہ بھی مانیگی تو ہم زبردستی اسکو لے چلینگے یہ سُنکر ملکہ نے دانتون مین اُنگلی دبائی اور کہا کہ مین اسے نہین روا رکھتی کہ کسی کو بلواؤن اُسکا جی چاہے چلے نہ جی چاہے نہ جائے اُس جوگن سے خود ملکہ نے کہا کہ بی جوگن اگر کچھ مضائقہ نہ ہو تو ایک آدھ روز ہماری مہمانی کو قبول کرو جوگن نے عرض کی کہ آپ شاہزادی ہین ایک فقیرنی انکار تو نہین کر سکتی مگر حضور کو میری ذات سے پریشانی ہوگی مین مبتلاے درد آفت کی ماری ہر وقت سوا گانے اور رونے کے اور کسی بات سے مجھے غرض نہین ہے اگر کسی وقت ایسا ضعف ہو گیا کہ اُٹھنا اور بیٹھنا دشوار ہوا تو کچھ کھا پی لیا کہ سہارا ہو جائے ایک تو درد اصل اسکی یہی حالت تھی دوسرے جوگن نے اور زیادہ زور سے بیان کیا اور اپنے اوپر حالت طاری کر کے کہا کہ ملکہ کی طبیعت نہایت متاثر ہوئی اور فرمایا کہ مین بھی دردمند ہون جو تم اپنا شغل بتلاتی ہو یہی میرا بھی شغل ہے میرے تمھارے خوب میزان ملیگی بقول شخصے مصرع قیس جنگل مین اکیلا ہے مجھے جانے دو + خوب گزریگی جو مل بیٹھینگے دیوانے دو + مین تو ایسے ہی لوگون کی صحبت پسند کرتی ہون جوگن بولی کہ یہ آپ فقیر نوازی کرتے ہین ورنہ مجھ سے آپ کا جی کیا بہلیگا غرضکہ

جوگن اٹھ کر ملکہ کے ساتھ ہوئی ملکہ اپنی بارگاہ مین آئی جوگن کو اپنے ساتھ کھانا کھلایا جسوقت ہاتھ منھ دھونے سے فراغت ہوئی ملکہ آکر مسند پر جلوہ افروز ہوئی ہمنشین جلیسین بھی آکر بیٹھین ملکہ نے گائنون کو طلب کیا گائنین آکر دیر تک گایا کین لیکن ملکہ کو کوئی حظ نہ حاصل ہوا اور جوگن سے کہا کہ اگر تمھارے خلاف مزاج نہ ہو تو کچھ تم بھی گاؤ اسلیئے کہ ان کمبختون کا گانا تو مجھے خاک بھلا نہیں معلوم ہوتا سراسر انکے گانے مین بناوٹ ہے اور تمھارے گانے مین اثر ہے جوگن نے کہا کہ یہ تو آپ کی قدردانی ہے مجھ سے یہ لوگ اچھا گاتی ہین مگر آپ کا فرمانا نہیں ٹال سکتی اور جو کچھ مجھے آتا ہے سنائے دیتی ہون یہ کہکر اسنے وینی ہاتھ سے رکھدی اور کن کنا کر یہ غزل شروع کی غزل

نہ وفا پسند ہرگز وہ جفا خصال ہوتا
نہ مین اپنی جان دیتا نہ اسے خیال ہوتا
وہ جوان حور طلعت جو پری جمال ہوتا
مری طرح دل جو دیتا وہ خراب حال ہوتا
جو امید وصل ہوتی تو برا مآل ہوتا
کہ جو اب ہے اس سے بدتر مرے دلکا حال ہوتا
وہ وفا کا سنکے دعوی ہوئے امتحان کے طالب
ہم اگر خموش رہتے تو یہ کیون سوال ہوتا
جو بچارے نکلتے مرے دل کا میرے نالے
تو نہ تن بدن کو لرزہ دم عرض حال ہوتا
وہ خوشی تو میری کرتے انھین ہوتی کچھ مسرت
نہ قدم بھی اٹھنے پاتا کہ مین پائمال ہوتا
جو کچھ اُنسے مانگتے ہم تو اُنھین کو مانگتے ہم
جو کوئی سوال ہوتا تو یہی سوال ہوتا
جو بلائے جان تھا یہ دل تو ہمارے واسطے تھا
اُنھین اس سے کیا تھی زحمت انھین کیون ملال ہوتا
کہ جفا کیا تو ہوئے خود ہی عمر بھر پشیمان
وہ اگر جواب دیتے تو نہ انفعال ہوتا
مری طرح تم بھی ہوتے جو کسی حسین کے شیدا
کہو کیا گذرتی دل پر کہو کیسا حال ہوتا
یہ ہمارا ہی جگر ہے کہ وہی نظر ہے اب بھی
کوئی کیا نباہ سکتا جو ذرا ملال ہوتا
یہ کہو کہ جام بھر کر نہ دیا کسی نے واعظ
جو حرام بھی تھا بادہ تو ابھی حلال ہوتا
ہوئی خیریت کہ چھوٹا دل مضطرب وگرنہ
ہم اسے سمجھتے دو بھر وہ ہمین وبال ہوتا
نہ اٹھی میان محفل وہ نظر حیا سے ورنہ
یہ چھری کسی پہ چلتی تو ہمین حلال ہوتا
شب وعدہ آپ ہی مین نہ خوشی کے مارے ہم تھے
جو نہ آپ عذر کرتے تو نہ کچھ خیال ہوتا
یہ کہو ہوا غنیمت کہ وہ زلف لے گئی دل
جو یہ بال بال بچتا تو ہمین وبال ہوتا
نہ سنا یہ کہکے اُسنے کہ اثر ہے ذکر غم مین
اُسے ایسی کیا پڑی تھی جو شریک حال ہوتا
جو نہ دیکھ لیتا جلوہ تو خیال کیون بدلتا
وہی حسن ظن کسیکا رخ پر جمال ہوتا
کچھ اسی مین بہتری تھی کہ ہوا نہ اُسنے وعدہ
نہین دو گھڑی کا عرصہ مجھے ایک سال ہوتا
مرے عرض مدعا پر ہوئے دوست بھی نہ ساعی
کوئی ہان مین ہان ملاتا تو نہ رد سوال ہوتا
یہ خدا کی مصلحت تھی کہ وفا انھین نہ آئی
نہین اور بڑھتی الفت جو ذرا خیال ہوتا
کبھی پہلوئے جفا بھی نکل آتا ہے وفا سے
وہ جسے بچانے چلتے وہی پائمال ہوتا
ہمین مرگ غیر سے بھی نہ خوشی حصول ہوتی
جو غم اپنا دور کرتے تو انھین ملال ہوتا
جو نہ خواب مین تم آتے تو فضول عذر بھی تھا
جسے نیند ہی نہ آئے اُسے کیا خیال ہوتا
وہ حسینون ہی کا دل ہی نہین جسمین رحم اصلا
کبھی ہم تو دیکھ سکتے جو یہ تیرا حال ہوتا

اس غزل کے جو اکثر اشعار ملکہ کے حال زار کے مطابق تھے تو دل بھر آیا اور آنکھون سے آنسو جاری ہوگئے یہ معلوم ہوتا تھا کہ ورق طلا پر موتی ڈھلک رہے ہین یا عارض گل پر شبنم برہی ہے اُن سرمہ آگین آنکھونسے آنسوؤنکا نکلنا اور نوک مژہ پر ٹھہرنا عجب لطف دکھاتا تھا بقول شاعر شعر در ابلق کسے کر دیدہ موجود + مگر اشک بتان سرمہ آلود + اُدھر جوگن کی بھی حالت ملکہ کے قریب قریب ہوگئی کہ بے دیر تک سناٹا رہا بعد اسکے جوگن نے ملکہ کی طرف دیکھ کر بین ہاتھ سے رکھدی ملکہ نے کہا خدا کے لیئے کوئی چیز ایسی ہی اور سُنا دے تو نے تمام زخم میرے دل کے تازے کر دیئے جوگن نے عرض کی کہ یہ کیا اچھا کام کیا اسکے عوض مین مجکو سزا ملنا چاہیئے نہ کہ آپ پھر اسی چیز کی فرمایش کرتی ہین جس سے طبیعت متاذی ہوتی ہے ملکہ نے کہا ایسے اذیت دینے والونکو انعام دیا جاتا ہے اور اس ایذا مین ایسی لذت ہے جسکو ہر شخص خوشی سے گوارا کرتا ہے ہم تو تجسے کہتے ہین تمھین اسمین کیون عذر ہے جوگن نے عرض کی کہ بہت خوب اور گنگنا کر یہ دوسری غزل گانا شروع کردی

غزل

رنگ فق منھ پر اداسی جو دی چھائی ہوئی +
غم رہیگا یہ کہ ترک اُنسے خود آرائی ہوئی
خوف رسوائی مین آنسو بھی بہلسکے نہین
کھلگیا رندونپہ ساقی درد گردن کا سبب +
حضرت واعظ بھی ہین اک مہربان مجھ رند کے
عاشقونکے موت دشمن اُنکی آرایش کی ہے
ترک اے ناصح کرین نظارہ بازی کسطرح
صبح کو دیتی ہے یاد لذت شب کا پتا +
نامہ و پیغام برسون اور نتیجہ کچھ نہین
فیصلہ کو رنجش باہم کے برسون چاہیئے
کب بنائے سے بنے کب کوششونسے رہ سکے
مجمع احباب مین ضبط بکا مشکل ہوا +
رازپوشی بھی ہے واجب نیز خودداری ہے فرض
جوش رحمت تا نہ خوف گنہ ہی آرزو

آج ہر صورت سے اس محفل مین رسوائی ہوئی
کاش آجاتی ابھی کو غیر کی آئی ہوئی +
بجھتی ہے کب آسمان کی آگ برسائی ہوئی
بال ساغر مین تھا مے زاہد کی ٹھکرائی ہوئی
یہ نہ پوچھو کس جگہ ان سے شناسائی ہوئی
جان دیدی پھر کسی نے جب خود آرائی ہوئی
میری آنکھین اور دل شیدا کی سمجھائی ہوئی
چھپی چھپی مسکراہٹ آنکھ شرمائی ہوئی
منھ تھکے بیکار بیجا خامہ فرسائی ہوئی +
جب ہر اک شکوہ کے خاطر محفل آرائی ہوئی
بے نشانونکی لحد اور اُنکی ٹھکرائی ہوئی
خشک آنسو ہوگئے جسوقت تنہائی ہوئی
ایک بھی جو کا اگر دونون کی رسوائی ہوئی
تو یہ تڑوانی ہے پھر کالی گھٹا چھائی ہوئی

جوگن نے ایسی درد انگیز آواز سے یہ غزل سُنائی کہ ملکہ طوفان سبزپوش کا جوش عشق اور زیادہ ہوگیا اور چشمہائے چشم اسقدر بہے کہ صحرائے دامن تک سیلاب اشکون کا پہونچ گیا دریائے شوق مین طغیانی ہوئی دل کی کشتی گرداب بلا مین پھنس گئی ساحل مراد نظرون سے پنہان ہوگیا آہون کی باد مخالف نے جہاز دل کو تباہی مین ڈالدیا اور امیدون نے منصب ناخدائی سے کنارہ اختیار کیا تلاطم بحر غم مین کشتی امید طوفانی نظر آنے لگی آخرکار ملکہ سے ضبط نہ ہوسکا اور جوگن کا ہاتھ پکڑکر تخلیے مین لائی اور کہا کہ تجھپر کیا مصیبت پڑی ہے جو اس سن مین یہ فقیری اختیار کی افسوس کہ یہ تیرا حسن و جمال اور یہ سن و سال خاک مین ملنے کے واسطے پیدا ہوا تھا جوگن نے عرض کی کہ جب شاہزادیان

اور شہریار زادیان مبتلا ہے درد والم ہون تو میری کیا حقیقت ہے طوفان سبز پوش نے کہا کہ دل کی موج سب کو ڈبوتی ہے چاہے غریب ہو چاہے امیر عشق کے ظلم مین اتنی ہی تو عدالت ہے کہ اُسے اس سے غرض نہین ہے کہ یہ کون ہے جوگن نے عرض کی کہ کہان ان معنون سے تو حضرت عشق عادل ہین مگر دراصل انسے بڑھکر ظالم اور قابو پرست کوئی نہو گا جسکو دبا پایا اُسے اور پیس ڈالا اور جو خود بے پروا ہوا اُس سے یہ خود نہین بولنے اُسنے کیا اُن لوگون کے دل پر بیتی ہے ہزارون نے جانین دے دین اور اُنھین پروا بھی نہین ملکہ طوفان سبز پوش کے رونگٹے کھڑے ہو گئے اور دل مین کہا کہ اسکی باتین تو زہر مین بجھے ہوئے نشتر سے کم نہین ہین جوگن سے پھر اصرار کیا کہ حال اپنا بیان کر جوگن نے کہا کہ ایک شرط ہے مین بیان کرتی ہون ملکہ نے کہا کہ وہ کیا جوگن نے عرض کی کہ اپنا حال بھی مجھ سے نہ چھپایئے گا ملکہ طوفان سبز پوش نے تیور بدل کر کہا کہ کیا مین کسی کی عاشق یا عاجز ہون جو اپنا حال بیان کرون میرا حال یہی ہے کہ ہزارہا شاہزادے میرے حسن کا شہرہ سنکر آئے اور تصویر میری تلاش کرکے منگائے لیکن میرا دیدار اُنکو میسر نہ ہوا جوگن نے کہا کہ خدا اُن لوگون کے صبر سے بچائے آپ نے تو مجھے ڈرا دیا ایسے بیدرد ہونے کا ہے کو ہین بس آپ سے داد مل چکی مین تو جاتی ہون یہ کہکر اُٹھی ہی تھی کہ ملکہ نے دامن پکڑ لیا اور کہا بی بی بیٹھو پہلے مغز سخن تو پوچھ لو پھر مجھے بھاگنا یہ کام بیسواؤن کا ہے کہ ہر ایک کو صورت دکھائین کسی کو ناخوش نہ رکھین اسمین بیدردی کیا ہے کیا مین اپنی عزت اُن لوگون کے واسطے ڈبو دیتی معلوم ہوتا ہے کہ تم ایسی مذاق کی ہو جوگن نے کہا کہ میرے دشمن کیون ایسے ہونے لگے ملکہ نے کہا کہ کیا خوب پھر دوسرے کو کیون کہتی ہوے اب اپنا حال بیان کرو جوگن نے کہا کہ مین ایک شہریار عالیوقار پر عاشق ہون کہ وہ اور کسی کے عشق مین مبتلا ہے مجھ سے ملتفت نہین ہوتا ملکہ نے حیرت مین آکر کہا کہ کیا وہ جس عورت پر عاشق ہے وہ تجھ سے بہتر ہے تو خود ہزار دو ہزار عورتون مین ایک ہے جوگن نے عرض کی کہ کیا کہون اُس عورت کو مین اُسکے تلوے کی برابری بھی نہین کر سکتی ملکہ طوفان سبز پوش نے گھبرا کر کہا کہ پھر کیا ہو گا جس وقت وہ عورت جسپر وہ عاشق ہے اُسے مل جائیگی تو وہ تجھ سے اور بھی کنارہ کشی کریگا جوگن نے کہا کہ نہین ایسا نہین ہے بلکہ اُسکی حالت اپنی معشوقہ کے لیئے ایسی خراب ہے کہ میری حالت اُسکے واسطے اسقدر پریشان نہین ہے شاید اُسکا سبب ہو کہ اُسکا دیکھنا مجھے ممکن ہے اور وہ اپنی محبوبہ کے دیدار سے بھی محروم ہے ملکہ نے کہا کیا تم اُسے جس وقت جی چاہے دیکھ سکتی ہو جوگن نے عرض کی جی ہان ملکہ نے کہا کہ پھر تمنے صحرا نوردی کیون اختیار کی اور قربت اُس یار جانی کی ترک کی معلوم ہوتا ہے کہ تم مین رشک کا مادہ زیادہ ہے اور اسکے جلکر دست برداری کی اور دل اپنا اُسکی طرف سے ہٹا لیا جوگن نے عرض کی کہ جی نہین ایسا نہین ہے بلکہ اسوقت مین اُسکی عاشق نہین بلکہ چارہ ساز غمخوار بنکر نکلی ہون کہ جہان کی خاک چھانون مگر اُسکی محبوب کو اُس سے ملاؤن ملکہ طوفان سبز پوش نے کہا کہ مرحبا یہ بھی تیرا ہی کلیجہ ہے خدا تیری مراد جلد دے

اب جوگن نے ملکہ سے پوچھا کہ آپ بھی اپنا حال نہ چھپائین اسلیے کہ یہ تو مین جان چکی کہ آپ صاحب درد ہین ملکہ نے اپنا خواب جسطرح مہر صمد گردیا سے بیان کیا تھا اسی طرح جوگن سے بھی کہا جوگن نے کہا کہ اگر کوئی شخص آپ کے معشوق کو آپ سے ملادے تو اسکے صلہ مین سے کیا دیجیے گا ملکہ نے کہا کہ مین زبان دیتی ہون کہ جو مانگیگا وہ مین دونگی جوگن نے کہا کہ اس قول کو بھول نہ جائیے گا ملکہ نے کہا کہ مین اپنا قول زندگی مین نہین بھولتی مگر مجھے امید ہی نہین کہ میری زندگی مین میری حسرت دل بر آئے اور تمنا میری نکلے جوگن نے کہا کہ صورت اُس شہریار کی بیان کیجیے ملکہ نے خواب کی یاد کے موافق سراپا اسد ثانی کا بیان کیا بس یہ سُنتے ہی جوگن نے تصویر اسد ثانی کی جھولی سے نکال کر پیش کردی بس جیسے ہی نظر ملکہ طوفان سبزپوش کی اُس تصویر پر پڑی تصویر حیرت ہوگئی اور دیر تک سکوت مین بیٹھی رہی بعد اسکے جوگن سے کہا کہ ہان وہ شخص یہی ہے اے جوگن جلد بتا کہ یہ شخص کہان ہے جوگن نے کہا کہ میرے باغ مین مقیم ہے اور آپ کے غم مین بیمار ہوگیا ہے طوفان سبزپوش نے کہا کہ اُسنے مجھ کو کہان دیکھا ہوگا جوگن نے کہا کہ وہ بھی اسی طرح کا خواب بیان کرتی ہین جس طرح آپ نے بیان کیا یہ سُنکر ملکہ کو نہایت تعجب ہوا اور کہا کہ تمھارا باغ کہان ہے اور اُس باغ تک وہ کیونکر پہونچا اب سب حال مفصل بیان کر جوگن نے کہا کہ مین دراصل جوگن نہین ہون بلکہ مین دختر ہون **ملک سحاب لنگرگیر** کی جو کہ بادشاہ ملک سحابیہ ہے وہ شہریار یعنی اسد ثانی میرے ملک مین ایک سوداگر کے ساتھ وارد ہوا اور مین نے اُسے صحرا مین باحال خراب دیکھ کر اپنے باغ مین بلوالیا اُس سے حالات اُسکے دریافت کیے تو معلوم ہوا کہ آپ کی محبت نے اُسکو تباہ و برباد کردیا ہے اور صحرا کی خاک چھنوا کر یہانتک پہونچایا ہرچند کہ میرا دل بھی اُس کی طرف مائل تھا لیکن مین نے اُس سے وعدہ کیا کہ مین تمھاری محبوبہ کو تمسے ملادونگی اسی حیلے سے اُس کو روکا پہلے اپنے عیار کو اُسنے براے تلاش بھیجا تھا جب وہ عورت بنکر حالت آپ کی دریافت کرگیا اور تصویر لیجا کر دی تو اب مین جوگن بنکر یہانتک پہونچی اور وہ بھی معہ تھا جسے مین اول کے بیان مین اور اپنے حالات مین کہہ گئی ہون مین جسکی عاشق ہون وہ آپ کا عاشق ہے یہ سُنکر ملکہ طوفان سبزپوش نے جوگن کو گلے سے لگایا اور جوش محبت مین پیشانی اور رخسارون پر بوسے دیے اور فرمایا کہ مجھے تجھسے آنکھ چار کرتے حجاب معلوم ہوتا ہے تو بڑے ظرف کی عورت ہے جو اس امر کو تو نے اپنی خواہش سے گوارا کیا کوئی عورت سوت کا نام سُننا پسند نہین کرتی تجھ سے کیونکر ہوا جو تو خود اپنی سوت کی تلاش مین اس ہیئت سے سرگردان نکلی اور اس طرح کہ پروردہ ناز و نعمت ہو کر بیابان گردی و صحرا نوردی کی مصیبتین برداشت کین اور یہان تک اپنے کو پہونچا بس اب مجھ کو مفصل معلوم ہوگیا کہ تم جس غرض سے نکلی تھین وہ مطلب تمھارا پورا ہوگیا اب تمھین مناسب یہ ہے کہ اس لباس کو جسم سے دور کرو مجھ سے تمھاری یہ حالت دیکھی نہین جاتی دیکھ کر افسوس آتا ہے جب تک مجھے اس واقعہ کی خبر نہ تھی اُس وقت تک تو مجبوری و ناچاری تھی لیکن اب دیکھا نہین جاتا مین پھر بھی تم سے عذر و معذرت کرتی ہون کہ تم کو تمھارے رتبے کے لائق مین نے جگہ نہ دی میری خطا برائے خدا معاف کرنا ملکہ سحابیہ وہ درگوش نے عرض کی کہ مین اسوقت بھی

واہے کنیز ہی رکھتی ہون اور آیندہ بھی آپکی خدمت سے باہر نہین ہون ملکہ طوفان سبز پوش نے کہا کہ نہین مین تمکو بہن کے برابر سمجھتی ہون اور سمجھونگی اور اوسیوقت ملکہ سحابیہ دُر در گوش کو نہلواکر پوشاک شاہانہ پہنائی لباس فقیرانہ بدلوایا اور اپنے پہلو مین بٹھایا اب ملکہ سحابیہ دُر در گوش نے کہا کہ اے ملکہ زیادہ عرصہ کرنا مناسب نہین ہے اب میرے باغ مین چلکر اوس شہریار عالیوقار سے ملئے نہین معلوم آپ کے فراق مین اوسکی کیا حالت ہوئی ہوگی اوس بیمار محبت مین اب اتنی طاقت نہین ہے کہ زیادہ زمانہ فراق کا جھیل سکے

ہوا ہے حال یہ اب تو ترے بیمار ہجران کا
کہ جس نے کھولکر منہ اوسکا دیکھا بس وہین ڈبکا

یہ سنکر ملکہ طوفان سبز پوش پریشان ہوگئی اور کہنے لگی کہ ہائے مین کسطرح چلون تم ابھی میرے حالات سے آگاہ نہین ہو ورنہ اسطرح نہ کہہ بیٹھتین مجکو آزاد نہ سمجھو مین بڑی مصیبت مین مبتلا ہون میرے سوا دو جادوگرنیان ہین جو دامن کوہ مین مقیم ہین اگر مین کسی جگہ جاؤنگی تو اونکو ضرور خبر ہوجائیگی اور راز افشا ہوجائیگا میرے باپ کو اگر خبر ہوگئی تو خدا جانے وہ میری اوسکی کیا حالت کرے

رہی یہ کہکر مری بلبل قفس مین
نہ ہو بندہ کسی بندہ کے بس مین

اے ملکہ سحابیہ دُر در گوش اسوقت جو میرے دل کی حالت ہے اوسے میرا ہی دل جانتا ہے کہ عجیب بے بسی کی حالت ہے ملکہ سحابیہ دُر در گوش نے کہا کہ اچھا پھر اونکو یہین لے آؤ طوفان سبز پوش نے کہا ایسا غضب بھی نہ کرنا یہ اوس سے بدتر ہے وہ جادوگرنیان روز آتی ہین اور خیریت دریافت کرکے چلے جاتی ہین میرے ملازمین میرے دوست نہین ہین مجھے ہر وقت انسے خوف ہے اگر اون جادوگرنیون کو کسی نے خبر کردی تو اور بھی مشکل پڑجائیگی ایسا کوئی انتظام ہوتا کہ انکے ہاتھ سے نجات ملتی ان کمبختون کی موت بھی خدا نے نہین خلق کی تین تین سو برس کی عمرین ہین اور ابھی تک سحر کے زور سے جوان معلوم ہوتی ہین ملکہ سحابیہ دُر در گوش نے کہا کہ اچھا بی کی ہمت مردان مدد خدا الو مثل ہے لیکن یہان تو عورتون کی ہمت ہے ہم بھی اوسی خدا کی بندیون مین ہین کیا ہماری مدد وہ نہ کریگا مین اسکی تدبیر کرتی ہون کوئی کنیز آپ کی معتبر بھی ہے طوفان سبز پوش نے کہا مجھے کسی کا اعتبار نہین جو کام ہو اوسے مین خود کر سکتی ہون یا تم تکلیف اوٹھاؤ ملکہ سحابیہ دُر در گوش نے کہا کہ میرا عیار میرے ساتھ ہے جس کے ذریعہ سے مین نے آپکا پتا لگایا اور جو مجھ سے پہلے یہان عورت بنکر آیا تھا وہ یہان سے کچھ دور پر گھوڑے لیئے موجود ہوگا مین جاکر اوسکو پتا اون جادوگرنیون کے رہنے کا بتاتی ہون وہ جاکر اونکو قتل کر آئیگا اوسکے بعد آپ میرے ساتھ یہان سے نکل چلیئے گا طوفان سبز پوش کو بھی یہ رائے پسند آئی اور ملکہ سحابیہ دُر در گوش سے کہا کہ پھر بہن تمھین تکلیف کرو ہر چند کہ فرض میرا یہ تھا کہ مین تمھین راحت پہونچاتی نہ کہ خود ہی تکلیف دون مگر کیا کرون کہ

وقت ہی ایسا آپڑا ہے موقع ہی ایسا ہے یہ کہہ کے رونے لگی ملکہ سحابیہ دردرگوش گلے سے لپٹ گئی اور کہا کہ بہن وہ آدمی کاہے کو ہے جانور ہے جو دوستی کے کام نہ آئے اور اوسکے اچھے برے کا شریک نہو اور تمہارا کام تو دراصل میرا ہی کام ہے لے خداحافظ مین اب جاتی ہون کیونکہ دیر مناسب نہین ہے طوفان سبزپوش نے کہا کہ بہن ایسا نہ کرنا کہ جاکر پھر نہ آؤ اور ہمین امیدوار بناکر تو ہین تڑپتا ہوا چھوڑ جاؤ تو مین زندہ درگور ہو جاؤنگی یہ کہکر لپٹ گئی اور رونے لگی سحابیہ دردرگوش کا دل بھر آیا اور رونے لگی کہا تم نہ گھبراؤ اگر زندہ ہون تو بہت جلد تم سے آکر ملونگی یہ کہکر ملکہ طوفان سبزپوش سے رخصت ہوکر جانب صحرا روانہ ہوئی یہان دوسرا حال تھا اور مہتر صمد گردیا گھبرا رہا تھا کہ نہ معلوم ملکہ کس آفت مین پھنس گئی جو ابھی تک نہین آئی اگر مین خود برائے تلاش جاتا ہون تو یہان گھوڑون کی نگہبانی کون کرے شاید بیٹھے وقت مرکبون کی ضرورت ہو اور ضرور ہوگی کیونکہ یہان اور سواری کہان ممکن ہے کہ یکایک سامنے سے ملکہ سحابیہ دردرگوش بہیئت اصلی نمودار ہوئی مہتر صمد گردیا اپنے مالک کو دیکھکر بہت خوش ہوا اور کہا اے ملکہ مین بسبب دیر ہونے کے نہایت پریشان تھا کہئیے کیا کیفیت گذری ملکہ سحابیہ بانو نے سارا واقعہ بیان کیا اور کہا کہ ملکہ طوفان سبزپوش دو ساحراؤن کے پھندے مین ہے اگر وہ دونون قتل ہون تو کام چلے مہتر صمد نے کہا کہ وہ کس مقام پر ہین سحابیہ دردرگوش نے کہا کہ فلان کوہ جو سامنے نظر آتا ہے لیکن یہان سے کئی کوس پر واقع ہے وہین مقیم ہین مہتر صمد نے کہا کہ اچھا مین چلتا ہون مگر آپکو یہان تنہا کیونکر چھوڑدون سحابیہ دردرگوش نے کہا کہ تم میرا خیال نہ کرو اگر تمہین دیر ہوگی تو مین طوفان سبزپوش کی پاس چلی جاؤنگی مہتر صمد نے کہا کہ بہت مناسب ہے اور ملکہ سے رخصت ہوکر جانب کوہ روانہ ہوا جب یہ دور نکل گیا تو ملکہ نے گھوڑون کو وہین چھوڑا کہ یہ ایک درخت سے بندھے ہوئے تھے اور خود بھی پیچھے پیچھے اپنے عیار کے روانہ ہوئی یہانتک کہ جب عیار کوہ پر چڑھنے لگا تو ملکہ بھی ایک گپھائی مین چھپ کر بیٹھ رہی لیکن اون جادوگرنیون کا حال سنئیے کہ یہ دونون بہنین ہین نام ایک کا قرات جادو اور دوسری کا عمرات جادو ہے یہ بالائے کوہ بیٹھی ہوئی مصروف مے خواری ہین دن ڈہل چکا تھا شام قریب تھی کہ ایک نے دوسری سے کہا کہ جنگل موا ایسا سنسان ہے کہ جہان بوئے انسان بھی نہین کیا کہین اب تو بہت جی گھبراتا ہے کس سے دل بہلائین اوسنے جواب دیا کہ بہن مجھ سے سنو مین تو یہان سے جاتی ہون اور تم اسی جگہ قیام کرو ایک آدمزاد ادھر اودھر مسافر کہین کا آتا جاتا ہوگا اوسے اوٹھا لاؤنگی اپنا اپنا دل خوش کرکے یا چھوڑ دینگے یا ذبح کرکے بھون کھائینگے کل پھر دیکھا جائیگا تم نے تو خود اپنے کو قیدی بنا رکھا ہے بھلا دو دو آدمیون کا کیا کام ہے ہم مین تم مین سے ایک ملکہ کی حفاظت کرسکتا ہے اوسنے کہا کہ بہن تم قول مبہوت جادو کا بھول

کہین کہ اوسنے کہدیا تھا کہ تم دونون کبھی وقت علیحدہ ہونا ورنہ زک اٹھاؤ گی اوسنے جواب دیا کہ یہ اوسنے اسوجہ سے کہدیا تھا کہ ہم لوگ ملکہ کیطرف سے غفلت نہ کرین ہمکو ہوا اور کوئی بات نہین ہے غرضکہ ثمرات جادو نے پرواز پیدا کیئے اور اوڑکر ایک جانب روانہ ہوئی یہ تمام باتین مہتر صمد گردپا نے سنین کہ یہ ایک پیڑ کے آڑ مین بیٹھا ہوا تھا پس اپنے رنگ و روغن عیاری چہرہ پر لگایا اور ایک خوبصورت نوجوان کی شکل بنکر گھبرایا ہوا بالائے کوہ پہونچا اور ثمرات جادو سے پوچھنے لگا کہ آپ نے ہمارے بھائی کو تو نہین دیکھا وہ میرے ساتھ تھا ابھی ابھی کہین غائب ہوگیا ثمرات جادو نے جو اوسکو گھبرایا ہوا دیکھا اور نظر اسکے حسن و جمال پر پڑی کہا یہان آؤ ہم تمہارے بھائی کا پتا لگا دینگے تمہارا نام کیا ہے اور کہان کے رہنے والے ہو مہتر صمد قریب اوسکے گیا اور کہا کہ مین رہنے والا ایک گاؤنکا ہون جو یہان سے قریب ہے جنگل کی سیر کو نکلا تھا بھائی بھی میرا میرے ساتھ تھا دونون راستہ بھولکر ادھر نکل آئے اور پریشان ہوئے کہ اب شام ہوگئی ہے گھر تک پہونچنا دشوار ہے رات کو یہین کوئی درندہ آکر کھا لیگا آخر یہ صلاح ٹھہری کہ اس کوہ پر چلو اور کسی گھائی مین چھپ رہو یہ سوچکر کوہ پر چلے ایک بجلی چمکی کہ آنکھ جھپک گئی پھر جو آنکھ کھولکر دیکھا تو مین نے اپنے بھائی کو نہ پایا یہ کہکر بسورنے لگا اوس ساحرہ کو یہ شبہ ہوا کہ اوسے میری بہن اوٹھا لے گئی ہوگی کہا تم نہ گھبراؤ مجھے پتا معلوم ہوگیا تمہارا بھائی آتا ہوگا تم جبتک یہان بیٹھو یہ نوجوان پاس اوس ساحرہ کے مسکرا کے بیٹھ گیا ثمرات جادو اسکی بھولی بھولی باتون پر عاشق ہوگئی پوچھا تم شراب پیتے ہو اسنے کہا جی مین شراب پیتا تو نہین ہون مگر پلاتا خوب ہون مجھے ساقی گری آتی ہے یہ سنکر وہ اور بھی خوش ہوئی اور کہا کہ یہ کشتی مے کی رکھی ہے دیکھین تو تم کیسی ساقی گری کرتے ہو اسنے کہا بہت خوب یہ کہہ کے اوٹھا اور کشتی پوش ہٹا کر شراب جام مین انڈیلی اور ناخنون سے بیہوشی ملا کر جام پیش کیا ثمرات جادو نے دلمین کہا کہ اس سے بہتر موقع نہوگا وہ اپنے یار کو لے کر کہین اور چلی گئی ہوگی تو اسکے ساتھ عیش کرین بے اندیشہ انجام جام ہونٹون سے لگا لیا اور یہ شعر پڑھا ؎

گر یار مے پلائے تو پھر کیون نہ پیجئے
زاہد نہین مین شیخ نہین کچھ ولی نہین

اسنے دوسرا جام دیا ثمرات جادو وہ بھی پی گئی مہتر صمد گردپا نے دونون جام اسکو ایسے دیئے کہ جنمین بہت سی بیہوشی ملی ہوئی تھی اب آنکھین اسکی سرخ ہوگئین نشہ چھا گیا پکاری جان جہان لاؤ اب ہم تمہین پلائین یہ کہکر کشتی اپنے سامنے کھینچکر جام لبریز کیے اس نوجوان کے آگے بڑھا دیا اسنے بھولے پن کے ساتھ کہا کہ ہم تو نہین پیتے ہمکو ہمارے ابا جان نے منع کردیا تھا کہ تم خود کبھی نہ پینا ثمرات جادو نے کہا کہ کیا وہ دیکھتے ہین اوسنے کہا کہنے کو دوڑے جائینگے اسنے پھر انکار کیا ثمرات جادو اوٹھی کہ اگر تو یون نہ پیئے گا تو مین تجھے پچھاڑ کر پلاؤنگی یہ داؤ اس نوجوان نے دیکھا اوٹھکے بھاگا ثمرات

اسکے پیچھے چلی بس اوٹھنا تھا کہ بیہوشی نے طمانچہ مارا سر تلے ٹانگیں اوپر دھڑام سے گری بس اسکا گرنا تھا کہ مہتر صمد نے پلٹ کر زبان کھینچ کے گلہ سوزن کر دیا اور آپ اسکی صورت بنکر بیٹھا ثمرات جادو کو ایک مرد کی صورت بنا کر سامنے اپنے بٹھا لیا اور منتظر عمرات جادو کا ہوا تھوڑی دیر گذری ہوگی کہ ہوا چلی اور عمرات جادو مثل پرند کے اوڑتی ہوئی آئی اور ایک انسان کے کمر میں پنجہ ڈالے ہوئے وہ بیچارہ لٹکتا ہوا بالا سے کو وہ پہونچی کہا لو بہن میں تو ایک مونڈی کاٹے کو پکڑ لائی ثمرات نقلی نے کہا بہن نے بھی ایک مردوے کو گرفتار کیا دیکھیں کسکا اچھا ہے عمرات جادو قریب آئی اور دلمیں خوش ہوئی کہ اب مطلب دل اچھی طرح سے پورا ہو جائیگا ورنہ ایک انار اور دو بیمار کا مضمون تھا نہ میرا دل بھرتا نہ اسکی طبیعت سیر ہوتی وہی مثل ہو جاتی کہ مرغی اپنی جان گئی کھانے والوں کو سواد نہ ملا جلدی سے قریب آئی پوچھا کہ یہ یہاں کیونکر آگیا ثمرات جادو نے کہا خداوند سامری نے اسکو یہاں بھیجدیا ثمرات جادو نے کہا دیکھو یہ صورت میں اچھا ہے عمرات جادو نے کہا ہاتھ پاؤں میرے والے کے زبردست ہیں پلنگ کے کام کا یہی سچا ہے ثمرات جادو نے کہا چلو اپنے اپنے پسند کا ہے آپس میں جھگڑے کی کوئی ضرورت نہیں یہ موا جب سے آیا ہے پڑا سو رہا ہے اودھر عمرات جادو جسے لائی تھی وہ بیچارہ ایک دہقانی تھا کھیت جوت کر اپنے گھر جاتا تھا کہ یہ لگا تا گرفتار کر لائی پنجہ بیٹھکر اوٹھا لائی چونکہ یہ بھی متوحش ہوا سے بیہوش ہوگیا تھا تو مثل مردہ کے پڑا ہوا تھا ثمرات نقلی نے کہا کہ تم تھکے ہوئے آئی ہو ایک آدھ جام شراب کا پیو کہ کسل دور ہو اور جام لبریز کر کے عمرات جادو کو دیا اسنے جام پیا اور مانگا ثمرات جادو نے کہا کہ بس اب نہیں دونگی شراب اب کم رہگئی ہے اور ساری رات گزارنا ہے عمرات نے کہا کیا تم سب پی گئیں اب تمہیں جا کر کہیں سے لاؤ اسنے کہا میں تو نجاؤنگی نہ یہ شراب تجھے دونگی عمرات جادو نے کہا میں ابھی تھکی چلی آتی ہوں ذرا تمہیں جا کر لے آؤ ثمرات نے کہا مجھے کیا غرض ہے تو تھکی تو اپنے یار کے لیے تھکی کچھ میرے واسطے تھکی ہے جو میں تیرے واسطے شراب لاؤں یا تیری نوکر ہوں عمرات جادو نے کہا میں تو ضرور آدھی شراب اور لونگی یہاں تک تھنک ہوا کہ ثمرات جادو نے کہا یہ میری غلطی ہے اور لو دل کی بس شیشہ شراب کا ہاتھ میں لیکر بھاگی اور عمرات جادو اوٹھکر دوڑی بس اوٹھنا تھا کہ تڑاق سے چھینک ماری اور بیہوش ہو کر دھم سے گری مہتر صمد نے پلٹ کر نعرہ کیا اور دونوں کو پہاڑ پر سے ڈھکیل دیا کہ یہ ٹکراتی ہوئی زمین تک پہونچیں سر پھٹ گئے پیکر دونوں کے چور ہو گئے انکا مرنا تھا کہ آندھی چلی خاک اوڑی بیرون نے شور کیا کہ کشتی مرا نام من عمرات جادو و ثمرات جادو بود حیف مردیم و جان دادیم و بمطلب خود نرسیدیم جب بیراک دونوں کے خاک اوڑا کر چلے گئے اور روشنی ہوئی تو مہتر صمد نے اوس دہقانی کو ہوشیار کیا وہ گھبرایا کہ یہ میں کہاں آگیا مہتر صمد نے کہا کہ تجھے ساحرہ اوٹھا لائی تھی اوسے میں نے مار ڈالا اور تجھے

اوسکے پنجہ سے نجات دی یہ بیچارہ قدمون پر گر پڑا کہ تم کسان ہو مہتر صمد نے کہا کہ ہم کسان نہین ہین بندہ خدا ہین چل تجھے لاشین اونکی دکھادین یہ کہکر اوسے ساتھ لیے ہوئے کوہ سے اوترا اور لاشین اون جادوگرنیون کے دکھادین ایسی مہیب صورتین تھین کہ وہ ڈر گیا کہ یہ کیسی بلائین تھین رنگ سیاہ دانت منھ مین نہین چھریان تمام جسم پر پڑی ہوئین دیونکون معلوم ہوتی تھین اب اوس دہقانی کو ساتھ لیے ہوئے ملکہ کی تلاش مین چلے دیکھا کہ ملکہ ایک درخت کے نیچے بیٹھی ہوئی رو رہی ہے مہتر صمد نے پوچھا کہ آپ کیون روتی ہین سحابیہ زردرگوش نے کہا کہ مین سمجھی تم کشتہ ہوگئے وہ جادوگرنیان تمکو پہچان لیتین مہتر صمد نے کہا کہ حضور کے اقبال سے مین نے دونون کو مار ڈالا ہی اور لاشین اونکی پہاڑ کے نیچے پڑی ہوئی ہین اب ملکہ نے کہا کہ طوفان سبز پوش کو لانا چاہیے مہتر صمد نے کہا کہ پھر مین جاؤن کہا نہین تم چلکر ایک گھوڑے کی اور فکر کرو مین اوسکو خود لاتی ہون مہتر صمد نے کہا کہ گھوڑا ملنا تو اس صحرا مین دشوار ہے مگر خیر دیکھا جائیگا کوئی تدبیر ہو جائیگی یہ کہکے مہتر صمد تو اسطرف چلا اور ملکہ بارگاہ طوفان سبز پوش کی جانب روانہ ہوئی جسوقت قریب بارگاہ پہونچی پشت قنات ذرا سی چاک کرکے جھانکا دیکھا تو ملکہ طوفان پوش تنہا بیٹھی رو رہی ہے اور دعائین مانگ رہی ہے کہ خداوندا ملکہ سحابیہ زردرگوش کی حفاظت کرنا اور جلد اوس سے ملانا کہ وہ بڑی بے نفس عورت ہے یہ دیکھکر سحابیہ زردرگوش نے خنجر سے اتنی قنات چاک کردی کہ ایک آدمی نکل جا سکے اور اندر خیمہ کے داخل ہوئی پہلے تو طوفان سبز پوش جھجک گئی بعد اوسکے سحابیہ زردرگوش کو پہچان کر کہا کہ بہن تم نے تو ڈرا دیا سحابیہ زردرگوش نے کہا کہ لے بس نکل چلو ایسے مین سناٹا ہے شام قریب ہے طوفان سبز پوش نے کہا کہ ابھی موقع نہین ہے جب مین سونے کے واسطے یہان سے اپنے خوابگاہ مین چلونگی اوسوقت سب مطمئن ہو جائینگی علاوہ اسکے ان جادوگرنیون کے آنیکا بھی وقت ہے ملکہ سحابیہ زردرگوش نے کہا کہ اطمینان رکھو اب کوئی نہین آئیگا وہ دونون مار ڈالی گئین میرے عیار نے کام اون دونون کا تمام کیا یہ سنکر طوفان سبز پوش بہت خوش ہوئی اور سحابیہ بانو سے مفصل حال سنا اور کہا بہن خدا تمکو جزاے خیر دے کہ تم نے بڑی تکلیفین اوٹھائین بس اب مین چلتی ہون یہ کہکر خیمہ سے باہر نکلے اور کہا کہ مین آج شب کو تنہا بیٹھکر کچھ پڑھونگی خبردار میرے خیمہ مین کوئی نہ آئے کنیزون نے عرض کی کہ کیا مجال ہے ہماری جو قریب بھی خیمہ کے آئین طوفان سبز پوش وہان سے پلٹ کر اندر خیمہ کے آئی اور سحابیہ زردرگوش سے کہا کہ لے چلو مین تمہارے ساتھ ہون سحابیہ بانو نے طوفان پوش کو ہمراہ لیا اور اوسے چاک ہوئی قنات سے نکلکر جانب صحرا روانہ ہوئین یہہ شاہزادیان کبھی پیدل اور تنہا کاہے کو چلی تھین صحرا کے ہوا کا سناٹا کلیجے کے پار ہوا جاتا تھا دل بھر بھرا ایا جاتا تھا پاؤن ڈالے کہین نہین پڑتا کسی جگہ تنہا کسی مقام پر اوجھک کر پڑتی تھین اور پلٹ پلٹ کر دیکھتے جاتی تھین کہ کوئی آتا تو نہین ہے ہر چند کہ جسوقت شام ہوگئی تھی تو مہتر صمد گھوڑے لیے کر خیمہ

طوفان سبزپوش بہت قریب آگیا تھا لیکن ان دونون شاہزادیون کو اوتنا راستہ طے کرنا بھی دشوار ہوگیا تھا علی الخصوص ملکہ طوفان سبزپوش کو پیدل چلنے کی عادت بھی نہ تھی اور ایک نازک اندام عورت تھی خدا خدا کرکے وہ راہ طے ہوئی اور ایک درخت کے نیچے مہتر صمد گرد یا گھوڑے لیئے دکھائی دیا یہان صمد گرد نے اوس دہقانی سے کہا تھا کہ اگر کوئی مرکب کہین سے مل سکے تو لادو اوسنے اس احسان کے عوض مین کہ اسکی بدولت جان بچی اور رہائی ہوئی ہے ایک گاؤن مین جاکر ایک مرکب چرا کر لادیا تھا کہ یہ دہقان بہت بڑا زبردست دزد تھا اوسکے بعد دہقان تو رخصت ہوکر اپنے مکان کو روانہ ہوگیا مہتر صمد نے اوس گھوڑے کو اپنی سواری کے لیئے تجویز کیا تھا کہ یہ گھوڑا معمولی ہے مین اس سے کام نکال لونگا غرضکہ جیسے ہی اپنے اپنی شاہزادی کو دیکھا گھوڑے لیکر آگے بڑھا اور سحابیہ دردرگوش و ملکہ طوفان سبزگوش کو مرکبون پر سوار کیا اور آپ اوس ٹٹو پر بیٹھکر کہا کہ بس اب چلیئے چونکہ اوس زمانے کی شاہزادیان اکثر گھوڑون پر سوار ہوتی تھین اور سواری جانتی تھین اس سبب سے چلنا طوفان سبزپوش کا آسان ہوا ورنہ سخت دشواری ہوتی الحاصل ان سبنے گھوڑونکی باگ لی اور جانب ملک سحابیہ روانہ ہوئے ان شاہزادیون نے لباس مردانہ پہلے سے پہن لیئے تھے اور نقابین چہرون پر ڈال لی تھین اب انکو تو راہ مین چھوڑیئے لیکن کچھ حال اسد ثانی کا سنیئے کہ یہ بیمار درد فرقت بستر غم پر انتظار یار جانی مین تڑپ رہا تھا تصویر ملکہ طوفان سبزپوش کے پیش نظر ہے اور زبان پر یہ الفاظ جاری ہین کہ کیا تو بھی ہم سے کشیدہ ہے جو کلام نہین کرتی اگر تو نے خاموشی اختیار کی ہے تو ہم تجھے اسطرح ستائین گے کہ تجھے بول اوٹھنا پڑیگا ۔ ؎

کچھ بول اوٹھ تجھے بھی اگر ناگوار ہو
کہتا ہون بوسے لیکے مین تصویر یار کے

لیکن اسکا جواب تو کچھ ملکہ طوفان سبزپوش سے بھی زیادہ ہے کہ نہ لبونکو جنبش ہے نہ اعضا کو حرکت ہے اسد شل دیوانون کے اس تصویر سے باتین کرکرکے اپنے دلکو بہلا رہا ہے ورنہ اسکا جنون محبت ایک جگہ قرار نہ لینے دیتا دوسرے امید ایسی چیز ہے جو ہر طرح انسان کو مجبور کردیتی ہے ۔ ؎

تار رشتہ وفا مین تری اکھوائی ہین کیا کیا
دیدے کے تسلی ہمین امید وفا نے

جب اسی حالت مین اسکو بہت روز گذر گئے اور ملکہ سحابیہ دردر گوش پلٹ کر نہ آئی کنیزین آتی تھین مزاج پوچھ جاتی تھین کھانا حاضر کرتی تھین تو اسد ثانی یہ شعر پڑھکر آنسو بہانے لگتے تھے ۔ ؎

غمنوشتس جدائی جب سے ہوئے غم کھاکے پلے خون پی کے جیئے
کھانا کیسا پینا کیسا پانی چھوٹا دانا چھوٹا

وہ مجبور ہوکر دسترخوان بڑھا دیتی تھین اور آپسمین کہتی تھین کہ بس دو چار روز کا یہ اور مہمان ہے ہمین امید نہین کہ ملکہ کے آنے تک یہ زندہ رہے

اگر اسنے اپنی جان دیدی تو کیا ہوگا یہ مانا کہ اوسکو کسی جگہ گاڑ تو دینگے لیکن ملکہ کو کیا جواب دینگے کیونکہ وہ اسکی عشق مین ایسی مبہوت ہو رہی ہے نہ جان کو ڈرتی ہے نہ آبرو کا پاس ہے جسوقت یہ معلوم ہو جائیگا کہ معشوق اوسکا مر گیا نہ معلوم دیوانی ہو جائے یا خودکشی کر بیٹھے دیکھئے کیا انجام ہوتا ہے ابتو ہمین ملکہ کی فکر ہے کہ خدا اوسکی جان بچائے کہ اوسکے دم سے ہزارہا آدم وابستہ ہین وہی اسوقت چراغ سلطنت ملک سحابیہ ہے اگر اوسنے خودکشی کی تو سبب ضرور دریافت کیا جائیگا آخرکار بھید کھلیگا کیسی رسوائی ہوگی اور ہماری بھی ناک چوٹی کی خیر نہین معلوم ہوتی کونسی گھڑی تھی کہ یہ سبز قدم اس باغ مین آیا تھا نہ آتا نہ اس طرح کے اندیشونکا سامنا ہوتا لیکن اسد ثانی کو جب چوتھا روز ہوا تو اسنے تصویر تو ملکہ طوفان سبز پوش کی گلے مین حمائل کی اور باغ سے نکلکر جانب صحرا چلا تھا کہ سامنے تین گھوڑے آتے ہوئے دیکھے لیکن بسبب چہرون پر نقابین ہونے کے اسد ثانی نے نہ پہچانا اور یہ اوسی مجنونانہ حالت سے اشعار عاشقانہ پڑھتا ہوا چلا ؎

جہان سے حسرت دیدار یار لے کے چلے
چمن سے داغ فراق بہار لے کے چلے

ملکہ سحابیہ دردر گوش نے جو دیکھا کہ اسد ثانی باغ سے نکلکر صحرا کو جاتا ہے اور آواز ا کی پہچانی اور مضمون شعر سے آگاہ ہوئی اسنے دوسرا شعر پڑھا ؎

درخانہ و ما گرد جہان میگردم
آب در کوزہ و ما تشنہ لبان میگردم

یہ آواز سنکر اسد نقابدارون کی طرف متوجہ ہوا اور یہ آواز تو کچھ پہچانی ہوئی ہے اور گوش گزار ہو چکی ہے اور مضمون شعر پر بھی غور کرنے لگا کہ یہ شعر اسنے کیون پڑھا شاید اسنے محبوب کو اپنے مکان مین چھوڑا ہوگا ہم وہ فرقت نصیب ہین کہ ہماری یار جانی اور محبوب جاودانی سے ہم نے اسقدر دوری ہے کہ معلوم بھی نہین اگر اسنے اپنے حسب حال شعر پڑھا تو ہمین کیا بقول شاعر ؎

مبارک ہو اونھین بوسونکی جو لذت اوٹھاتے ہین
ہم اپنی سخت جانی کے سبب سے زہر کھاتے ہین

یہ شعر پڑھکر آگے بڑھنے کا قصد کیا تھا کہ دوسرے نقابدار نے آواز دی ؎

وہ مذاق عشق ہی کیا کہ جو ایک ہی طرف ہو
مزہ جان مزا تو جب ہے کہ تمہین بھی کل نہ آئے

اس آواز اور اس شعر نے ایسا اثر کیا کہ پھر اسد دلاور ان نقابدارون کیطرف پلٹ پڑا اور اب نقابدار بھی قطع راہ طے کر کے قریب آ گئے یہ شعر ملکہ طوفان سبز پوش کی زبان پر جاری ہوا تھا یہ دونون شاہزادیان آگے آگے گھوڑون پر تھین اور پیچھے پیچھے اسکے مہتر صمد گرد پا تھا جسوقت یہ سب قریب اسد ثانی پہونچکر گھوڑون سے اوترے اور نظر اسد کی مہتر صمد گرد پا پر پڑی تو سمجھا کہ نقابدار ملکہ سحابیہ دردر گوش ہے اودھر سحابیہ بانو نے نقاب اپنے چہرہ سے اوٹھائی اور طوفان سبز پوش سے اشارہ کیا کہ تم ابھی نقاب نہ اوٹھانا کہ خلاف مصلحت ہے اسد ثانی نے سحابیہ دردر گوش کو دیکھکر فرمایا کہ اے ملکہ مین تمہارا شکر گذار اتنا تو ضرور ہون کہ تمہاری بدولت تصویر اوس بت مغرور کی ملگئی ہرچند کہ یہ بھی بات کا جواب نہین دیتی اور مراد کوئے دوست نہین بتلاتی مگر پھر بھی مونس تنہائی تو ہے ع گر پاس تو نہین تری تصویر ہی سہی * مگر مجھ سے تم نے اس امر کی

شکایت ضرور ہے کہ تم مجھے دھوکا دیکر چلی گئین تمہارا انتظار کرتے آخر کار عاجز ہوکر اسوقت مین باغ سے نکلا تھا کہو کیا خبر لائین ملکہ سحابیہ نے کہا کہ باغ مین چلو تمہارے منہ سے جو ہو خدا تمنا تمہاری پوری کریگا اسد ثانی نے کہا اب مین باغ مین نہ جاؤنگا تم یونہین جھوٹی تسلیان مین مجھکو رکھو گی حال تمہارا معلوم ہوگیا اب سحابیہ دردر گوش تو یہ چاہتی تھی کہ یہ باغ مین چل لے تو مین طوفان سبز پوش کو دکھاؤن ایسا نہو کہ یہ دونون وارفتگان محبت بے اختیار وبیہوش ہوجائین اور یہ آیندہ وروندہ دیکھکر تماشا مقرر کرلین تو باعث رسوائی وبدنامی دونون کے واسطے ہے بقول شاعر ؎

آداب عاشقی کا رہے پاس آجنون
حالت نہ وہ بناکر تماشا کہین سب جسے

یایون کہیئے کہ ؎

راز پوشی مجھپہ واجب اور یہ خودداری ہی فرض
ایک بھی ہوگا اگر دونون کی رسوائی ہوئی

لیکن اسد ثانی کو یقین نہین آتا ہر چند دیکھ رہا ہے کہ ایک اور ہی نقابدار سامنے ہے مگر اسکے دلکو ناامیدیون نے ایسا پژمردہ کردیا ہی کہ خیال اسطرف نہین جاتا کہ یہ دوسرا نقابدار کیون نقاب چہرہ کی نہین اوٹھاتا شاید یہ طوفان سبز پوش ہو جب دیکھا سحابیہ دردر گوش نے کہ یہ کسیطرح باغ مین نہین چلتا تو سحابیہ دردر گوش نے طوفان سبز پوش سے اشارہ کیا کہ نقاب اوٹھادو مگر یہان نہ ٹھہرنا اور باغ ہی کے اندر جاکر دم لینا طوفان سبز پوش سحابیہ بانو کو اپنا محسن سمجھکر اسی کے کہنے کی پابندی کرتی ہی بس اسنے بند نقاب کھولا اور نقاب چہرہ سے اوٹھائے نقاب کا اوٹھنا تھا کہ آفتاب حسن زیر ابر سے نمودار ہوگیا کہ جوت اسکے چہرہ کی زمین پر پڑی اور ذرون کو چمکادیا نظر جو اسد ثانی کی اسکے چہرۂ زیبا و منور پر پڑی بے اختیار چاہا کہ دوڑکر لپٹ جاؤن مگر رعب حسن نے آگے نہ بڑھنے دیا اودھر طوفان سبز پوش نے جسوقت سے اسد کو دیکھا ہے اسکی بیتابی بھی افزون ہوگئی ہے بموجب شعر ؎

شرم اے دل دم اظہار وفا کون کرے
جان ہی جاتی ہے الفت مین حیا کون کرے

ہر چند کہ صبر وشکیبائی رخصت طلب ہین اور ضبط بھی ساتھ دینے کا وعدہ نہین کرتا مگر حجاب وناز معشوقانہ بیحجاب ہونیکی اجازت بھی نہین دیتا یہ عجیب کشمکش کی حالت مین ہے مگر اسکو سنبھالنے والی تو ملکہ سحابیہ دردر گوش موجود تھی اوسکے اشارہ کے ساتھ ہی ملکہ طوفان سبز پوش جانب باغ روانہ ہوئے اور اسد ثانی بیتاب ہوکر یہ اشعار پڑھتا ہوا پیچھے چلا ؎

ذرا اتنا تو مڑکر دیکھ ہم کیونکر تڑپتے ہین
جھلک دکھلا کے منہ پھیرے چلے جانیکی چال

دیگر

کلیجا کوئی تھام کر رہگیا ہے
اودھر جانے والے ادھر دیکھ لینا

اب آگے آگے تو ملکہ طوفان سبز پوش اور سحابیہ دردر گوش ہے اور پیچھے پیچھے اسد ثانی مثل ماہی بیتاب بیقرار چلا جاتا ہے یہانتک کہ ملکہ باغ مین پہونچگئی اور اسد ثانی بھی داخل باغ ہوا کنیزون کی نظر جو ملکہ پر پڑی دوڑین کہ مالک

جاری آگئی لیکن دیکھا کہ ملکہ کے ساتھ اور ایک ماہ سپہر حسن وجمال ہے کہ حسن عالم افروز ملکہ سحابیہ کے حسن کو شرمندہ کرتا ہے ملکہ نے ہاتھ کے اشارہ سے کہا کہ تم سب چلی جاؤ جب مین طلب کرون اوسوقت آنا سب کی سب چلی گئین ملکہ طوفان سبز پوش کو لئے ہوے داخل قصر ہوئی یہان سب سامان عیش و راحت مہیا تھا مسند جواہر نگار بچھی ہوئی تھی ملکہ طوفان سبز پوش کو سحابیہ بانو نے مسند پر بٹھایا اور کہا کہ مین تھوڑی دیر مین آتی ہون یہ کہکر آپ تو دوسرے مقام پر جاکر اپنی کنیزون سمیت مقیم ہوئی اور ایک آدھ خواص کو برائے خدمت ملکہ طوفان سبز پوش یہان چھوڑ دیا اور سمجھا دیا کہ جبتک تمھین کوئی بلائے نہ سامنے نہ جانا پوشیدہ طور پر موجود رہنا یہان ملکہ طوفان سبز پوش مسند پر بیٹھی تھی کہ اسد ثانی مثل پروانے کے اوس شمع بزم خوبی کے پاس آکر پہونچا اور کہا کہ بس اب نقاب چہرہ زیبا سے ہٹاؤ زیادہ نہ ترساؤ ملکہ طوفان سبز پوش سے بھی تاب نہو سکی نقاب چہرہ سے دور کردی اسد ثانی ملکہ سے لپٹ گیا اور دونون عاشق و معشوق اسقدر روئے کہ بیہوش ہوگئے جب بعد کچھ دیر کے ہوش آیا تو اپنی اپنی سرگذشت بیان کی جسوقت یہ بیہوش ہوئے تھے تو ملکہ سحابیہ دردر گوش کو اوسکی کنیزون نے اطلاع کی تھی اوسنے آکر ہوشیار کیا تھا اب یہ بھی موجود تھی اسد ثانی نے کہا کہ مین خوبی قسمت سے اس ملک مین پہونچا اور اس شاہزادی نے میرے حال پر رحم کیا کہ میری جان بچالی اور تم سے ملا دیا ورنہ چراغ سحری ہورہا تھا تپ فرقت نے ہڈیان سوختہ کردی تھین ملکہ طوفان سبز پوش نے کہا کہ اصل یہ ہے کہ ہمارے تمھارے دونون کی محسن ہین ورنہ یہ امر دوسری عورت سے ناممکن تھا کہ جس سے خود محبت ہو اوسکے واسطے دوسری عورت کو تلاش کرکے اوس سے ملائے تمھین معلوم ہے کس دل گردہ کی آدمی ہین اب ہمارا تمھارا فرض بھی ہے کہ انکے احسان کو فراموش نہ کرین تمھین چاہئے کہ پہلے انسے عقد کرو اسکے بعد مجھسے سحابیہ بانو نے کہا یہ ہرگز نہوگا مین آپ دونون کی شادی کا انتظام کردونگی اسد ثانی خاموش بیٹھے ہین اب انکو تو اسی حال مین چھوڑا جاتا ہے اور

چند کلمہ داستان حوت آئینہ پرست کے بیان کئے جاتے ہین

کہ جس وقت اسنے انتظام ملک سمرقند سے فراغت پائی تو انتظار مین بیٹھا تھا کہ ملکہ بھی آلے تو آگے روانہ ہون اور کسی اور ملک کو قبضہ مین لاؤن جو لوگ ملکہ کو اطلاع کرنے چلے تھے وہ راہ ہی مین تھے کہ دیکھا کچھ عورتین روتی پیٹتی چلی آتی ہین اوس پیامبر نے اونسے پوچھا کہ تمپر کیا گذری جو اسطرح رو رہی ہو اونھون نے بیان کیا کہ شبکو ملکہ خیمہ مین سے غائب ہوگئین اور دو جادوگرنیان جو اونکی حفاظت کیواسطے معین تھین وہ دونون کوہ کے نیچے مری پڑی ہین اب یہ فرستادہ حوت آئینہ پرست اون سب کو اپنے ہمراہ لیئے ہوئے حوت آئینہ پرست کے پاس آیا اور سارا حال بیان کیا حوت آئینہ پرست نے مبہوت جادو کیطرف دیکھا اور کہا کہ یہ کیا ہوا مبہوت جادو نے کہا کہ

تمہاری لڑکی کچھ دنون سے اِسی حالت مین تھی کہ اگر سخت حفاظت اوسکی نہ کی گئی ہوتی تو وہ کب کی نکل جاتی معلوم ہوتا ہے کوئی ذات شریف اوس تک پہونچ گئے جنہون نے جادوگرنیون کو بھی مارا اور وہ انہین کے ساتھ نکل گئی اوسکے چہرہ سے آثار عشق و محبت ظاہر تھے یہ سنکر حوت آئینہ پرست کو نہایت غصہ آیا اور کہا کہ اے مبہوت جادو جلد اوسے گرفتار کر لاؤ ورنہ مین اپنی جان دیدونگا مبہوت جادو نے کہا کہ مین ابھی گرفتار کیئے لاتی ہون یہ کہکر اپنے سحر غائب کیا اور نظرون سے پوشیدہ ہوکر روانہ ہوئی پہلے ایک صحرا مین بیٹھکر اسم سحر پڑھکر دستک دی کہ ایک پتلی پیدا ہوئی اوس سے پوچھا کہ طوفان سبز پوش کہان گئی اور اب کس مقام پر ہے اوسنے بیان کیا کہ وہ ایک خدا پرست پر عاشق ہے اور ملک سحابیہ مین سحابیہ دُر در گوش کے باغ مین اپنے شوہر کے ساتھ پلنگ پر لیٹی ہوئی ہے بلکہ سو رہی ہے یہ سنتا تھا کہ فوراً مبہوت جادو وہان سے جانب باغ سحابیہ روانہ ہوئی یہان شب کا وقت تھا دونون عاشق و معشوق لذت شربت دیدار اوٹھاتے اوٹھاتے سو گئے تھے نفیر خواب بلند تھی کہ ایک مرتبہ مبہوت جادو آ پہونچی اور ان دونون کو ایک جا دیکھکر اپنے اسم سحر پڑھا کہ یہ دونون اور غافل ہو جائین بعد اوسکے دستک دی کہ چار پتلیان ہاتھ باندھے ہوئے سامنے آئین اونسے کہا کہ اس پلنگ کو اوٹھاکر جانب شہر سمرقند لے چلو اور مین تمہارے ساتھ ہون اون پتلیون نے اوس مسہری کو کاندھون پر کیا جسطرح جنازہ اوٹھاتے ہین اور اوڑکر بالائے ہوا جانب شہر سمرقند روانہ ہوئین اور ملکہ مبہوت جادو ساتھ ساتھ تھی چشم زدن مین تمام راہ کو طے کرکے شہر سمرقند مین پہونچ گئی حوت آئینہ پرست نے دربار ابھی تک برخاست نہین کیا اور انتظار ملکہ مبہوت جادو مین بیٹھا تھا کہ ایک مرتبہ بجلی چمکی کہ آنکھین سبکی جھپک گئین اور مبہوت جادو مع مسہری پہونچ گئی اب جو بند ہوکر آنکھ کھلتی ہے تو دیکھا حوت آئینہ پرست نے کہ مبہوت جادو پاس میرے بیٹھی ہے اور سامنے ایک مسہری رکھی ہے کہ طوفان سبز پوش ایک جوان حسین کے گلے مین باہین ڈالے ہوئے بیخبر سو رہی ہے غرضکہ یہ دیکھتے ہی اسکو اسقدر غیرت آئی کہ اوسنے قصد خودکشی کیا خنجر زہراب نکالا نشتر لب برابر اوسکے بیٹھا ہوا تھا اوسنے ہاتھ حوت آئینہ پرست کا پکڑ لیا اور کہا کہ اپنی جان دینے سے کیا فائدہ اس سے داغ بدنامی نہین دور ہو سکتا بہتر ہے کہ ان گنہگارون کو سزائے موت دیجئے کہ یہ نہ زندہ رہین گے نہ کوئی جھگڑا باقی رہیگا اگر آپنے اپنی جان دیدی تو اونکا کیا نقصان ہوگا وہ زندگی عیش سے بسر کرینگے زمانہ آپ پر ہنسیگا کہ آپنے اپنی جان دیدی اور اسی دختر شوخ دیدہ گیسو بریدہ کو زندہ رہنے دیا یہ سنکر حوت آئینہ پرست نے کہا کہ مین اس دختر کو بہت دوست رکھتا تھا مگر یہ نہ جانتا تھا کہ یہ مجھ سے دشمنی کریگی نام خاندان کا ڈبوئیگی مگر مین تمہاری رائے پسند کرتا ہون اسکے بعد مبہوت جادو کیطرف خطاب کرکے حکم دیا کہ مجھسے تو قتل اسکا نہ دیکھا جائیگا دوسرے اگر قتل ہوئی تو لاش کسی مقام پر دفن ضرور کیجائیگی

قبر بنے گی جو کوئی دیکھے گا اور اوسکو معلوم ہوگا کہ یہ قبر طوفان سبز پوش کی ہو اوسے یہ بھی بخوبی
ضرور معلوم ہو گی کہ یہ جرم بدکاری پر قتل کی گئی تھی داغ بدنامی سے یون بھی ہم نیک [illegible]
ہوئے مرکے ہم جو رسوا ہوئے کیون نہ غرق دریا نہ کبھی جنازہ اوٹھتا نہ کہین مزار ہوتا
لہذا مناسب یہ معلوم ہوتا ہے کہ ہم ان دونونکو کسی مقام پر لیجا کر اسطرح بند کر دیں کہ اونکا
باقی نہ رہے یہ معلوم ہو جائے کہ کبھی یہ دونون پیدا ہی نہین ہوئے تھے بھوت
جادو نے کہا یہی ٹھیک ہے اور اوسیوقت وہ مسہری اوسکو اوٹھا کر ساتھ لی اور
جانب صحرا روانہ ہوئی جس مقام پر ملکہ سحابیہ در در گوش کے ساتھ جبکی گئی تھی وہان
جا ایک غار عمیق کھدوایا اور اوسمین آتش سحر روشن کی کہ کبھی فرو نہو ہمیشہ شعلے نکلتے
رہین اسلیے کہ اسکو یہی بسبب اسکے کہ یہ بھوت کی لڑکی ہے طوفان سبز پوش سے
کاوش تھی پس جسوقت اوس غار سے شعلے نکلنے لگے تو اسنے اوس مسہری کو جسپر
اسد و طوفان سو رہے تھے اوسی غار مین پھنکوا دیا اور آپ وہان سے بھوت
آئینہ پرست کی خدمت مین آئی بھوت آئینہ پرست نے پوچھا کہ دونون کو جلا دیا
بھوتنی نے کہا ہان جلا دیا پس یہ سنتے ہی بھوت آئینہ پرست کا رنگ زرد
ہو گیا دل محبت پدری کے وجہ سے پھڑکنے لگا بے اختیار آنکھون سے آنسو جاری ہو گئے
کہ افسوس اسے طوفان سبز پوش تونے اپنی جوانی اور ہماری ضعیفی دونون کو ڈبویا
آخر کار لباس ماتمی پہنکر چند روز اس مقام پر رہا اور پھر اوسکے بعد کہین کے ملک کی
جانب روانہ ہوا کہ اب اسکا حال پھر بیان کیا جائیگا۔ لیکن اب حال ملکہ سحابیہ
در در گوش کا عرض کیا جاتا ہے کہ بوقت شب ان دونون کو باغ مین چھوڑ کر
اپنی مان کے سلام کو چلی گئی تھی کہ اب مین صبح کو آؤنگی ملکہ طوفان سبز پوش
نے بمشکل اسکو جانے دیا تھا جسوقت صبح کو باغ مین آئی کہ چلکر دیکھین کہ اب کیا [illegible]
یہان سب کنیزون کو روتے ہوئے پایا کہا ارے مردارو مین تو جیتی بیٹھی ہون پھر کیون
روتی ہو معلوم ہوتا ہے کچھ گستاخی کی ہے پھر پائی گئی ہو مین نے منع کر دیا تھا
کہ مین رعایت کر چکی ہون دوسرا رعایت نہ کرونگی شرارت نہ کرنا تم نے چھپ چھپا کر اون
دونون کو خلوت کی حالت مین دیکھا ہوگا جیسا کیا ویسی سزا پائی اب رونا کاہیکا ہے
اونھون نے عرض کی کہ ملکہ یہ بات نہین ہے شب کو بارہ بجے تک ہم حاضر رہے بعد
بارہ بجے کے ہم اپنے اپنے رہنے کے مقام پر چلے آئے ملکہ اور شہزادہ دونون ایک ہی
پلنگ پر سو رہے تھے صبح کو دیکھا تو کوئی نہین نہ مسہری ہے نہ ملکہ اور
شہزادہ یہ سنکر سحابیہ در در گوش کا رنگ فق ہو گیا دلی آواز سے کہا کہ تم نے
ڈھونڈھا بھی تھا وہ یہین کہین باغ مین کسی طرف سیر کرتے ہونگے اونھون نے کہا
کہ ہم نے ایک ایک گوشہ ڈھونڈھ مارا اب آپ ہی چلکر ڈھونڈھ لیجیے سحابیہ
در در گوش ہر طرف ڈھونڈھنے لگی چہار جانب تلاش کیا کہین نشان پا بھی نہ پایا آخر
کنیزون نے کہا کہ وہ اپنے مطلب کے تھے اونکی معشوقہ اونکو ملگئی اوسکو لیکر نکل گئے
یہان رہکر کیا کرتے اونھین آپکا ساتھ دینا تو دراصل منظور نہ تھا جو یہ پیدا ہوئی

کر جاری جاہنے والی پریشان ہوگی یہ مرد کی ذات ہے اسمین وفا کہان اور عورت بھی ہر ایک کی سادہ مزاج نہین ہے کہ اپنا معشوق دوسرے کے حوالے کر دے وہ کیون سوت اپنے سر پر رکھتی اگر آپ ہی کی وجہ سے وہ اوس شہریار سے نہ ملی ہوتی تو اتنا بھی آپکا لحاظ نہ کرتی کہ آپ اوس سے بات بھی کیجیے آپنے جیسا کیا ویسا پایا یہ نیکی کا زمانہ نہین ہے مثل مشہور ہے کہ نیکی کا ثمرہ بدی اوسی عورت نے صلاح دی ہوگی کہ بس اب چلے چلو وہ اپنے شہر چلے گئے ہونگے یا اوسی کے ساتھ اوسکے ملک کو روانہ ہوگئے ہونگے سحابیہ بانو کو یہ سنکر اور بھی غصہ آیا اور کہا کہ حرامزادیو تمہارے شہر مین لگام نہین ہے جو چاہتی ہوگی ہو یہان اونکو تکلیف کیا تھی جو وہ اسطرح بھاگ کر جاتے صحرا اون کے ٹھوکرین کھاتے خدا معلوم کیا اُفتاد پڑی تعجب تو یہ ہے کہ مسہری بھی نہین ہے اگر وہ چلے بھی جاتے تو کیا مسہری بھی سر پر اوٹھالے جاتے مجھے یقین نہین کہ وہ از خود چلے گئے ہونگے الغرض سحابیہ بانو کئی دن تک پریشان رہی گھوڑے پر سوار ہو کر دو دو تین کوس نکل جاتی تھی آخر کار اسی صدمہ مین اسنے بھی تبدیلی لباس کر کے سلطنت سے ہاتھ اوٹھایا عیش و آرام کو بالائے طاق رکھا اور فراق اسد ثانی و ملکہ طوفان سبز پوش مین جوگی بنکر نکل کھڑی ہوئی اور سیدھی اوسی مقام پر پہونچی کہ جہان سے ملکہ کو نکالکر لائی تھی جسوقت اوس صحرائے پر ہول مین پہونچی تو سناٹا دیکھا ایک ایک درخت کے نیچے بیٹھکر روتی تھی اور عبرت آمیز اشعار پڑھ پڑھکر آہین کھینچتی تھی اسیطرح پھرتے پھرتے ایک مقام پر دیکھا کہ کچھ عورتین ہین اور بیٹھی ہوئی رو رہی ہے سحابیہ بانو کو خیال ہوا کہ یہ معلوم کس غم مین ہین چلکر ہمدردی کرنا چاہیئے اور دریافت کرنا چاہیئے کہ انپر کیا مصیبت پڑی ہے جو اس درد سے رو رہی ہین کہ کلیجا شق ہوا جاتا ہے جسوقت قریب پہونچی تو دیکھا بیچ مین ایک گڑھا ہے کہ وہ آگ سے مملو ہے شعلے نکل رہے ہین اور ہر چہار طرف کچھ عورتین بیٹھی ہوئین بین کر کرکے رو رہی ہین کہہ رہی ہین کہ ہائے ملکہ طوفان سبز پوش تو کس ظالم اور جلاد باپ کے یہان پیدا ہوئی جس نے اتنے سے جرم پر تجھے اس بیدردی سے جلاکر خاک کر دیا اب ہم تجھے کہان سے لائین بس یہ سننا تھا کہ سحابیہ بانو کا رنگ فق ہو گیا جلدی سے قریب آئی دیکھا تو وہی عورتین ہین جو ملکہ کے پاس رہتی تھین جو کن قریب اونکے گئی اور پوچھا کہ کیا ہوا جو تم سب رو رہی ہو اور جان کھو رہی ہو اون عورتون نے تمام کیفیت بیان کی کہ اسطرح مہوت جادو جاکر اوٹھا لائے اور اس صحرا مین لاکر دونون کو اسی تنور مین جلادیا بس یہ سنتے ہی ایک شعلہ بھڑکا جسنے ملکہ سحابیہ کی دل کو پھونک دیا اور آمادہ مرگ کر دیا کہ بعد ایسے شہریار کے زندگی ہیچ ہے بس کنارے اوس غار کے آکر کہا کہ افسوس آپ دونون صاحب تو راہی جنت ہوے اور ہمکو یہان تنہا چھوڑ دیا اپنے جانے سے آگاہ بھی نہ کیا کیون اے ملکہ طوفان سبز پوش شرط وفا یہی تھی کہ تم

کہتی تھین کہ اب ہمارا تمہارا قیامت تک ساتھ ہے مگر دو چار دن بھی ساتھ نہ دیا خیر کیا یاد کروگی لو ہم بھی تمہارے ہی پاس آتے ہین بعد تمہارے ہمکو بھی اس دنیا فانی مین رہنا منظور نہین ہے یہان بھی تمہاری خدمتی تھے وہان بھی کنیزی کرینگے مگر ساتھ نہ چھوڑین گے یہ کہہ کے کچھ اشعار عبرت آمیز زبان پر جاری کیئے اشعار

جائے عبرت سرائے فانی ہے
مورد مرگ ناگہانی ہے
مسجد مرطائران خوش الحان
پڑھتے ہین کل من علیہا فان
عطر مٹی کا جو نہ ملتے تھے
نہ کبھی دھوپ مین نکلتے تھے
گردش چرخ سے ہلاک ہوئے
استخوان تک بھی اونکے خاک ہوئے
ہے نہ شیرین نہ کوہکن کا پتا
نہ کسی جا ہے نل دمن کا پتا
بوئے الفت تمام پھیلی ہے
باقی اب قیس ہے نہ لیلی ہے
تاج مین جنکے ٹکتے تھے گوہر
ٹھوکرین کھاتے ہین وہ کاسہ سر
اب نہ رستم نہ سام باقی ہے
ایک فقط نامی نام باقی ہے

یہ اشعار اسطرح سحابیہ دردر گوش پڑھ رہی تھی کہ تصویر موت پیش نظر تھی اب رقت سلب ہوگئی تھی ہوش وحواس جاتے رہے تھے دیوانون کی سی کیفیت اسکی ہوگئی تھی وہ عورتین جو پہلے رو رہی تھین سحابیہ بانو کی حالت دیکھکر رونا اپنا بھول گئین کہ یہ کونسی دردرسیدہ ملکہ کی جاننے والی آگئی اسکو تو کبھی دیکھا بھی نہ تھا چاہتی تھین وہ سب کہ کچھ حال سحابیہ دردر گوش کا بیان کرین کہ اسنے اپنے کو بھی اوسی غار مین گرادیا اور رسطلے اسکے جسم سے لپٹ گئے اس واقعہ جانگزا پر وہ عورتین نہایت پریشان ہوئین اور رو پیٹ کر جسطرف سے آئی تھین اوسی جانب چلی گئین اب یہ داستان اسی مقام پر چھوڑ کر

چندکلمہ داستان شوکت نشان دردریای فتوت وانجم سپہر صولت اسد بن کرب دلاور کے بیان کیئے جاتے ہین ۔

کہ یہ شیر بیشہ شجاعت یعنے اسد دلاور ملک ہندوستان سے بطرف گیلان روانہ ہوا تھا کوچ بکوچ منزل بمنزل آتے آتے ایک صحرا مین ہوئے کہ یہان سے گیلان ایک منزل ورباقی رہگیا تھا یہان پہونچکر شام ہوگئی تھی اسد غازی نے قیام کیا قزاقون نے کمل تان تان کر خیمون کا کام لیا اور اسد غازی کیواسطے ایک چھوٹا سا خیمہ برپا کردیا شب بسر ہوئی صبح کو نماز صبح سے فراغ حاصل کرنے کے بعد اسد غازی نے قصد کوچ کیا تھا کہ گرشاسپ اردوئیلی نے آکر عرض کی کہ حضور یک لخت راہروی کرنے مین ہلاکت کا خوف ہے اسلیئے کہ اب نہ وہ سن ہے جو ایسی تکلیفین برداشت ہوسکین نہ کوئی شدید ضرورت پائی جاتی ہے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ایک آدھ روز اسی مقام پر قیام کیجیے جسوقت کسل راہ برطرف ہوئے تو گیلان کیجانب کوچ فرمایئے اسد غازی نے کہا کہ بحمد للہ مجھے تو اسوقت تک وہی ولولہ باقی ہے جو اوس سن مین تھا باقی اگر تمہارا جی چاہتا ہے تو ٹھہر جاؤ دو ایک روز مین کسل برطرف کرکے چلنا مین تو تکلیف کو ہمیشہ راحت سمجھا کیا ہون لشکر صاحبقران مین بہت کم رہا ہمیشہ جنگلون اور

بیابانون مین بسر کی اسوقت بہی انتہا یہ ہے کہ کیسے کیسے بادشاہ دنیا سے اوٹھ گئے اور اونکا بہی چالیسوان تک ایسی عجلت رہبری کی وجہ سے نہین کیا مگر خیر ایک آدہ روز مین زیادہ نقصان نہین ہے اب ارادہ سفر ملتوی ہوا اور سب ایک جگہ جمع ہوے دور چلنے لگا جو آہو صید کئے تھے اوسکے کباب لگائے گئے صحبت گرم ہوئی باتین ادہر اودہر کی ہونے لگین کہ اسی اثنا مین **معروف بن اسد** نے عیاری **ادریس بن اندلس** کی حد سے زیادہ تعریف کی اور کہا کہ شاید ایسے عیار پیدا ہوا اور نہ ہونگے دوسرے کیا سنتے ہی ہنسی **ادریس بن اندلس** نے کہا کہ اگر زندہ ہون تو دیکھئے گا کہ کیسی کیسی عیاریان کرتا ہون جو باتین میرے دلمین ہین اونکے اظہار کا ابہی موقع نہین ہے جسوقت محل اونکا آئیگا تو دیکھا جائیگا یہ کلمات **ضرغام شیردل** کو ناگوار گذرے اور کہا کہ صاحبزادے خدا نہ کرے کہ کوئی **سخت وقت** آجائے آپکی **عقل** گم ہوجاتی ہے اور بڑے بڑون کے حواس باختہ رہتے ہین ان خیالات کو دفع کرو اور یہی غنیمت سمجھو کہ ابتک خدا نے بات بنائی اور یہ دعا کرو کہ آگے بہی خدا محفوظ رکہے زمانۂ خروج ایرج مین جیسی جیسی سختیان پڑی ہین اور اونکو ہم نے اوٹھایا ہے اگر دوسرا ہوتا تو زہرہ آب ہوجاتا اور گرفتار ہوکر ایرج کے ہاتھون ابتک قید مین سڑ رہا ہوتا **ادریس بن اندلس** نے کہا کہ یہ سب صدقہ عمو کا ہے جب تم شاگرد ہوکر ایسے ایسے کام کر گذرے ہم تو اولاد مین سے ہین اور جو بات کہ پیدائی ہوتی ہے وہ انسان کو بغیر سیکہے اسقدر آجاتی ہے کہ دوسرے کو سیکہے سے نہین آتی اسکا بڑا امتحان کار ہے **ضرغام شیردل** نے کہا کہ جو محنت کریگا وہ اوسکا ثمر پائیگا ہنر کے واسطے خاندان کی ضرورت نہین ہے جیسی **عقل** ہو اور جسقدر محنت کریگا اسقدر اوسکا لطف اوٹہائیگا اکثر اوستاد کو نہین سوجہتی اور شاگرد کر گذرتے ہین اگرچہ ضرغام نے یہ اپنے اوستاد کی نسبت نہین کہا تھا لیکن **ادریس بن اندلس** کو ناگوار گذرا اور کہا کہ اوستاد نے تمہارے سیکڑون قلعے فتح کئے یہانتک کہ قلعہ گیر سے جنگ مشہور ہوے تم نے ابتک کونسا قلعہ فتح کیا یہ سنکر **ضرغام شیردل** اوٹھ کھڑا ہوا اور اسد دلاور سے عرض کی کہ قلعہ **گیلان** کیسا ہے اسد نے کہا نہایت مستحکم ہے کہا آپ مجہکو اجازت دین تو مین اس قلعہ کو فتح کرون اسد غازی نے اجازت دی **ضرغام شیردل** نے ادریس بن اندلس کیطرف دیکہکر کہا کہ صاحبزادے آجسے تیسرے روز قلعہ فتح ہوجائیگا یہ کہکر قطورہ در بغلی اور پاتابہ سفر لائق سے آراستہ ہوکر جانب **گیلان** روانہ ہوا جاتے جاتے قریب شام شہر مین پہونچا اور کسی مقام پر جاکر شکل و شمائل تبدیل کرکے داخل لشکر ہوا اب عیار والے دیکھ رہے ہین کہ ایک شخص غریب مفلوک روزگار عجب حال پریشان سے چلا آتا ہے کہ مارکین کا انگرکہا نہایت میلا جابجا دہبے دامنون مین پڑے ہوے انگرکہا شانے پر سے پہٹا ہوا پاجامہ کی لپیٹ مین اوڑسی ہوئی کمر سے ایک میلی پٹی بندہی ہوئی ایک جہولا کاندہے پر لٹکتا ہوا حلقہ ہاتھ مین پاؤن مین ایک لاہوری جوتا اوسکے تلے جابجا سے نکلے ہوے اس ہیئت کذائی سے سٹر سٹر کرتا چلا جاتا ہے حسن اتفاق اوسطرف سے داروغہ بہنڈی خانہ آتا تہا جلدی سے آگے بڑہکر سلام کیا اوسنے نیا آدمی دیکہکر پوچہا کہ تو کون ہے اور کہان کا رہنے والا ہے جواب دیا کہ

آپکے مطلب کا ہون اوس نے پوچھا کہ میرے کس مطلب کا ہے کہا کہ مین ایک نامی حقہ بردار کا بیٹا ہون اور خود بھی اس کام کو خوب جانتا ہون داروغہ بھنڈی خانہ کو اسطرف توجہ کمی کے ساتھ ہوئی کہا کہ اگر تو اس کام کو خوب جانتا ہے تو اس حال خراب سے کیون ہے کہا کہ تیرے شہر مین کوئی تیرا قدردان نہین ہے اسنے جواب دیا کہ قدردان تو بہت ہین لیکن اسکا ایک طولانی قصہ ہے آپکا دماغ پریشان ہوگا اہل کمال ہمیشہ پریشان رہتے ہین اور زمانے نے اونکو پیسا ہے اگر آپ کو یقین نہین ہے مین ایک چلم بھر کر پلاتا ہون آپ نوش کرین معلوم ہو جائیگا کہ مین کیسا ہون قابل خدمت ذوکرسا کے ہون یا نہین ہون داروغہ نے اوسکو اپنے ساتھ لیا اور اپنے جائے قیام پر آیا کہا بھر حقہ دیکھون تو کیسا کامل ہے اس مرد غریب صورت نے ایک حقہ اوٹھا لیا اور اوسے تازہ کیا چلم بھرتے وقت اپنی جھولی سے تنباکو نکالکر اوسمین رکھا اور آگ رکھکر تھوڑی دیر دم دیا اوسکے بعد سامنے داروغہ کے حقہ لگا دیا اور داروغہ حقہ پینے لگا اب ہلکا ہلکا دھوان نکلنے لگا مگر دھوان بھی ٹھنڈا اور خوشبو بھی۔ اسنے اپنی عمر مین ایسا حقہ نہ پیا تھا نہایت خوش ہوا پوچھا کہ تیرا نام کیا ہے عرض کیا کہ غلام کو نسیم حقہ بردار کہتے ہین اور باپ میرا قسیم حقہ بردار تھا یقین تو ہے کہ حضور نے نام سنا ہوگا داروغہ نے سیخی مین آکر کہدیا کہ ہان وہ بہت مشہور آدمی تھا اور نہایت عمدہ ساقی تھا مگر تو بھی کامل ہے اوس سے کم نہین ہے یہ سنکر نسیم حقہ بردار نے منہ پر طمانچے لگائے اور کہا کہ مین بھلا اونکا کیا مقابلہ کرسکتا ہون یہ جو کچھ تھوڑا بہت حقہ بھر لیتا ہون اونھین کا تصدق ہے وہ عجب کمال کے آدمی تھے اونکی جو جو نقلین سنی ہین وہ قیاس سے باہر ہین ایک روز حاکم قلعہ زنگبار نے فرمایش کی کہ ایسا حقہ پلاؤ کہ فوراً بھوک معلوم ہونے لگے اونھون نے کہا بہت خوب اور حقہ بھر کر پیش کیا اونھین ایسی بھوک معلوم ہوئی کہ سیر بھر کی جگہ ڈیرھ سیر کھا گئے اور پھر پیٹ خالی تھوڑی دیر کے بعد پھر کلیجا کٹنے لگا دن بھر مین من بھر کھا گئے اور پھر بھوک سے پیٹ مین اک آگ لگی ہوئی تھی کھانا ادھر پیٹ مین گیا اور چورن ہو گیا آخر کار اونھون نے کہا کہ ہم اس بھوک سے باز آئے اب ایسا حقہ پلاؤ کہ بھوک جاتی رہے بس خداوند اونھون نے دوسرا حقہ جو پلایا تو ایسی بھوک غائب ہوئی کہ اونھون نے تین دن کھانا نہ کھایا آخر کار اونھون نے کہا کہ بیشک تم اپنے فن مین کامل ہو مگر اب ایسا حقہ پلاؤ کہ طبیعت اعتدال پر آجائے پھر والد ماجد نے تیسرا حقہ جو پلایا تو جو معمولی وقت غذا کا تھا اوسیوقت بھوک لگی اور جسقدر کھانا کھاتے تھے اوسیقدر کھایا والد کو بہت کچھ انعام دیا خلعت عطا فرمایا مگر افسوس کہ زمانے کی گردش نے مصیبت مین پھنسا کر اس نوبت کو پہونچا دیا کہ ہم ٹھوکرین کھاتے ہوئے یہانتک آئے اور اس حال سے مین کہ ہمارے نوکر بھی ہم سے اچھے ہونگے یہ کہکر بسورنے لگا داروغہ نے کہا کہ جب بادشاہ بھی مہربان تھا یہ تباہی کیون پڑی اوسنے کہا حضور بادشاہون کی مہربانی بھی بری ہوتی ہے جو چیز حد سے بڑھ جاتی ہے اوسمین خرابی پڑتی ہے چونکہ اور ہم پیشہ جلنے لگے تھے اونھون نے بادشاہ

سے کہدیا کہ آپ کافر کے ہاتھ کا حقہ پیتے ہین بادشاہ نے حال مذہب کا دریافت کر کے والد ماجد سے پوچھا کہ کیا تم لقاپرست ہو اونھون نے کہا کہ حضور ہان جو باپ دادا کا مذہب تھا وہی ہے ہم ایسے لوگ تو ہین نہین کہ جیسا زمانہ دیکھین ویسا مذہب اختیار کرلین بادشاہ خدا پرست تھا اوسنے پہلے بہت سمجھایا کہ تم مسلمان ہو جاؤ جب اوس شخص کے باپ نے نہ مانا تو بادشاہ نے اوسکو قتل کیا گھر لوٹ لیا مان میری چھپ کر بھاگ کھڑی ہوئی میرا سن کم تھا اوسنے یہان دیرہ توہ مین آکر بود و باش اختیار کی اور مجھے پرورش کر کے میرا آبائی کام مجھے تعلیم کیا جو کچھ اساسہ ساتھ لیکر نکل آئی تھی وہ اِتنے دنون مین صرف ہوگیا اور فلاکت بڑھنے لگی کہین صورت روزگار ہی نہ نکلی آخرکار مین نکل کھڑا ہوا اور یہانتک پہونچا اب یہ فلاکت بغیر کسی رئیس تک رسائی ہوئی دور نہین ہوسکتی اور رسائی رئیس تک بغیر حالت درست ہوئے محال ہے تو بس معلوم ہوگیا کہ تقدیر برگشتہ ہے اور اب اسی حال مین بسر ہوگی مین نے یہ بھی ایک ڈھٹائی اور بے غیرتی کی جو حضور کو سلام کیا لیکن حضور بھی ایسے رحم دل تھے کہ میرے حال پر مہربانی فرمائیے اور مجکو اپنے ہمراہ لے آئے ورنہ اکثر لوگون نے تو میری حالت دیکھکر مجھسے کراہت کی اور دتکار دیا بھلا حال کون پوچھتا داروغہ کو اسکے حال پر رحم آیا اور کہا کہ تم اس صحنچی مین رہو ہم سب انتظام کئے دیتے ہین اور تمکو اپنے بادشاہ کی خدمت مین لے چلین گے اوسکو حقہ کا نہایت شوق ہے ہر وقت حقہ منہہ سے لگا رہتا ہے یہانتک کہ سونے سے جو نکلتا ہے تو حقہ مانگتا ہے یہان کسی کو ایسا عمدہ حقہ بھرنا نہین آتا وہ یقینی تمکو خلعت سرفرازی دیگا مگر ایسا ہی حقہ اوسکو بھی پلانا جیسا مجھے پلایا تھا اسنے عرض کیا حضور اوس حقہ کی کیا حقیقت تھی ایسا حقہ بھرون کہ تخلخے بند ہوجائین اسکے بعد داروغہ نے اپنے آدمی سے کہا کہ اِسے نہلا دھلا کر اُجلے کپڑے پہناؤ اور ایک تھیلہ شالباف کا توے وغیرہ رکھنے کے لئے اسکو دیدو جب یہ سب سامان درست ہوگیا تو ایک بھاری دوشالہ اُسکی کمر سے بندھوایا اور ایک کلاہ درباری سر پر پہنائی اور ایک اشرفی ہاتھہ مین دی کہ یہ نذر دینا بعد اسکے اپنے ہمراہ لیکر داخل قلعہ ہوا اور اس حقہ بردار کو قمقام شیرزور کی خدمت مین پیش کیا اسنے سلام کر کے نذر دی قمقام نے پوچھا کہ یہ کون ہے داروغہ نے عرض کی یہ ایسا شخص ہے کہ اپنا نظیر نہین رکھتا حضور کا اقبال تھا کہ ایسا شخص آپکے شہر مین آگیا آپکو حقہ کا نہایت شوق ہے اور یہ حقہ ایسا بھرتا ہے کہ اسکا مثل نہین ہے حضور ایک حقہ اسکے ہاتھ کا بھرا ہوا نوش کرین تو یقین ہے کہ پھر کسی کے ہاتھہ کا حقہ مزا نہ دے قمقام کو اشتیاق ہوا کہا کہ اچھا اس سے کہو کہ چھوان کی چلم بھرے اسنے تسلیم کر کے چلم ہاتھہ مین لی اور عرض کی کہ حضور کس خوشبو کا حقہ پسند کرتے ہین قمقام نے کہا کہ حقہ کے خوشبو کا تو کوئی خاص نام نہین ہے جسے مین بتاؤن اسنے کہا کہ خوشبو تو ہر حقے مین ہوتی ہے یہ کوئی کمال نہین ہوا اگر حکم ہو تو حقہ سے گلاب کی خوشبو

آئے کتنے بیلے کی مہک نکلے کیتے خس کی نکہت سے دماغ مین خنکی ہو چکے اور اگر ارشاد ہو تو مشک و عنبر کی خوشبو پیدا ہو جس خوشبو کی فرمایش ہو ویسا حقہ بھر دون مقام شیر زور کو نہایت تعجب ہوا کہ حقہ مین اور پھولون کی خوشبو یہ اسی سے سنا ورنہ ایسا دعوی کوئی آجتک کسی نے نہ کیا مقام شیر زور نے کہا اچھا یہ جوان تو موتیے کی خوشبو کا بھر دو اسکے بعد اور کسی پھول کے خوشبو کا حقہ بھرنا نسیم حقہ بردار نے کہا کہ بہت خوب اوسی وقت چلم تیار کی صرف تو اپنی جھولی سے نکالکر جما دیا تھا اور آگ عجیب انداز سے رکھی تھی کہ نہ حقہ گھس رہے اور نہ بھڑکنے پائے جسوقت یہ چلم درست کر کے مقام کے سامنے لگا چکا تو اور چلمین تیار کین جن لوگون کو مقام شیر زور کے سامنے حقہ ملتا تھا اونکے سامنے پیش کر دین حقون نے دم کھایا اور اب تھوڑی دیر کے بعد طرح طرح کی خوشبوئین آنے لگین اب ایک دو دو کش سب نے حقہ پیا سب چلمین مختلف خوشبو کی تھین اب جو دھوان ملتا ہے تو عجیب مجموعہ بنا تھا کہ سب مست ہو گئے اور تعریف کی مقام شیر زور نے بہت بھاری خلعت دیا اور کہا کہ ہم نے تمکو بھنڈی خانہ کا داروغہ مقرر کیا نسیم حقہ بردار نے خلعت تو لے لیا مگر داروغہ صاحب اپنے دل مین نہایت پشیمان ہوئے کہ مین ناحق اسکو لایا خود گردہ را علاجے نیست اپنے ہاتھ سے اپنے پاؤن مین کلہاڑی ماری کہ میرا عہدہ چھین کر اسکو مل گیا لیکن نسیم حقہ بردار نے دست بستہ عرض کی کہ غلام محسن کش اور نمک حرام نہین ہے یہ داروغہ صاحب جو کھڑے ہین یہ میرے محسن ہین انھین کی بدولت مین حضور تک پہونچا لہذا مجھکو انکا ماتحت رکھیئے اور یہ میرے افسر رہین مقام شیر زور نے کہ مجھے اختیار ہے مین جسے چاہون جو مرتبہ دون تجھے اسمین کیا دخل ہے نسیم حقہ بردار نے کہا کہ غلام کی شرافت مین داغ لگے گا مین ایسی نوکری سے باز آیا چاہے حضور قتل کرین یا خلعت مجھ سے محسن کشی کبھی نہو گی یہ سنکر داروغہ صاحب تو اس سے نہایت خوش ہوئے اور بادشاہ نے بھی بہت تعریف کی اور کہا کہ دوبارہ میرا اصرار تیرے صرف کے امتحان کے لیئے تھا شاباش و مرحبا اچھا تو اسی کے ماتحتی مین کام کر لیکن تنخواہ ہم نے اوس سے زیادہ مقرر کی کہا اسکا مضائقہ نہین ہے اور بسکہ گرما تھا اور پنکھے جھلے جا رہے تھے نسیم حقہ بردار ہنسا اور دست بستہ عرض کی کہ اگر ارشاد ہو تو یہ چلمین بدل دون اور اور چلمین بھر کر حقون پر لگا دون پھر دیکھیئے کیا لطف آتا ہے بادشاہ قلعہ نے اجازت دی اس نے چلمین پلٹ دین اور توے بدلکر حقے بھرے اور سامنے لگا دیئے اب جو ان حقون کو سب نے پیا تو عجیب طرح کی خنکی محسوس ہوئی کہ پنکھے موقوف کرا دینا پڑے بلکہ کچھ اوڑھنے لپیٹنے کی ضرورت ہوئی یہ معلوم ہوا کہ فصل ہی بدل گئی جن لوگون کو حقہ نہین ملا تھا وہ تو اوسی طرح پسینے مین غرق تھے پنکھا موقوف ہونا اونکے خلاف گزرتا تھا اور پریشان ہو رہے تھے سب نے نہایت تعریف کی

اور کہا کہ تو اپنے فن مین کامل ہے نسیم حقہ بردار نے عرض کیا کہ اگر ارشاد ہو تو پھر چلمین بدل دون **تمقام شیر سوار** نے کہا کہ بہتر نسیم حقہ بردار نے پھر چلمون کو بدلا ہر مرتبہ یہ تو اچلم کا بدل دیتا تھا اب جو ان حقون کو پیا تو عجیب طرح کی خوشبو نکلی دماغ معطر ہوگیا اور نہ گرمی معلوم ہوئی نہ سردی محسوس ہوئی ایک اعتدال کی حالت تھی **تمقام شیر زور** نے اسے دوسرا خلعت عنایت کیا اسنے عرض کیا کہ حضور اگر اجازت ہو تو مین یہ خلعت اور روپیہ اپنی والدہ کو دے آؤن کہ فلاکت دور ہو اور وہ بھی جانے کہ بیٹا میرا کیسی شاہ و شہریار کے دربار مین پہونچا اور جس وقت واپس آؤن تو کوئی مجھے روکے ٹوکے نہ کیونکہ میرے ہم پیشہ یقینی مجھ سے جل گئے ہونگے اونکے دلون سے دھوئین اوٹھ رہے ہونگے ایسا نہو وہ مجھے نہ آنے دین اور یہ مجھ سے ضامن طلب کرین اور رسائی میری حضور تک محال ہو جائے **تمقام شیر زور** نے دو سو روپیہ اور دیئے کہ یہ ہماری جانب سے اپنی مان کو دینا اور حکم دیدیا کہ خبردار کوئی اسے روکنے ٹوکنے کا قصد نہ کرے ورنہ سزائے سخت ملیگی اور اسے **نسیم** حقہ بردار اگر تجکو کسی کیطرف بدگمانی ہو کہ یہ شخص مجھ سے کاوش رکھتا ہے اور یہ بدی سے پیش آئیگا تو مین اسیوقت اوسکو نکالدون **نسیم** حقہ بردار نے عرض کیا کہ نہین حضور اسکی ضرورت نہین ہے جب مالک مہربان و قدردان ہے تو کوئی دشمنی کر کے میرا کیا بنا لیگا کچھ اپنا ہی بگاڑیگا مین یہ بھی نہین چاہتا ہون کہ میری ذات سے کسی کی روزی مین خلل واقع ہو یہ سنکر **تمقام شیر زور** اور بھی خوش ہوا اور کہا کہ اب جاؤ اور اپنی مان کو روپیہ دیکر جلد واپس آؤ کیونکہ مجھے حقہ کی تکلیف ہوگی اور اب سوا تمہارے کسی کے ہاتھ کا بھرا ہوا حقہ مزا نہ دیگا **نسیم** حقہ بردار سلام کر کے رخصت ہوا اور باہر آ کر داروغہ کے سامنے وہ خلعت اور روپیہ رکھدیا کہ یہ آپ ہی کے بدولت ملا ہے آپ ہی اسکے مالک ہین داروغہ نے اسکو گلے سے لگایا اور کہا کہ مین تجھ سے بہت خوش ہون کہ تو نے میرے مالک کو خوش کیا یہ مال و دولت تجھے مبارک مجھے اسکی خواہش نہین یہ کہکر پچاس اشرفیان اپنے پاس سے دین **نسیم** حقہ بردار رخصت ہو کر صحرا مین آیا اور کسی مقام محفوظ پر وہ خلعت و زر دفن کر دیا اور آپ پھر آ کر اپنے منصب کے موافق کام کرنے لگا **تمقام شیر زور** نے پوچھا کہ بیٹے ہو آئے تم تو بہت جلد آ گئے اچھا حقہ لاؤ مین نے اوسوقت سے حقہ بھی نہین پیا جس وقت سے تم گئے **نسیم** حقہ بردار نے دست بستہ عرض کی کہ غلام بھی ابھی خیال سے وہان

ایک دم نہین ٹھہرا کہ مالک میرا حقہ کیواسطے بیچین ہوگا حالانکہ مین انتظام کر گیا تھا کہ چلمین لگا کر رکھ گیا تھا اگر دو روز نہ آتا تو بھی حضور کو تکلیف نہوتی مگر مجھکو تو خود ہی بغیر حضور کے قرار نہین ہے جی یہ چاہتا ہے کہ ہر وقت پاس بیٹھا ہوا حقہ پلایا کرون قمقام شیرزور اسکی باتون سے نہایت خوش ہوتا ہے اب اسنے دو روز اسطور سے گذارے کہ یہ ہر وقت حاضر رہتا ہے جب سونے کا وقت آتا ہے تو وہین کہین پڑ رہتا ہے اور وہ حقہ بردار جو اسکے پیشدست ہین وہ جاگا کرتے ہین چلمین بھری رکھتے رہتے ہین جسوقت قمقام شیرزور حقہ طلب کرتا ہے وہی لوگ حقہ پلا دیتے ہین اب اس عرصہ مین اسنے یہ انتظام کیا کہ رات کو ایک بجے دو بجے جسوقت دھن مین آئی پھاٹک کھلوایا رات بھر مین دس دس بارہ بارہ مرتبہ پکار کر اندر سے باہر جاتا ہے اور باہر سے اندر آتا ہے کبھی کوئی شئے اندر سے باہر لیجاتا ہی کبھی کچھ باہر سے اندر لے آتا ہے اور اندازہ کر رہا ہے کہ دیکھون کوئی مجکو روکتا ٹوکتا تو نہین جب دو ایک روز مین اسے اچھی طرح سے اطمینان ہوگیا تو ایک شب کو اسنے ایک گٹھری لا کر کونے مین رکھدی اور وقت کا منتظر ہوا اور دل مین سوچا کہ اب مار لیا جاتا کہان ہے قمقام شیرزور حسب دستور و معمول آج بھی دربار برخاست کرکے خوابگاہ مین آیا اور حقہ طلب کیا نسیم حقہ بردار نے حقہ بھر کر سامنے لگا دیا قمقام شیرزور حقہ پیتے پیتے سوگیا معمول یہان کا یہ ہے کہ چار سردار پلنگ کی حفاظت کرتے ہین اور پہرہ دیتے ہین جب نسیم حقہ بردار نے دیکھا کہ قمقام سوگیا ہے تو اسنے ایک اور چلم جلد رکھی اور وقت کا منتظر ہوا حسب عادت بعد تھوڑی دیر کے قمقام شیرزور کی آنکھ کھلی اور اسنے حقہ مانگا نسیم حقہ بردار نے وہی چلم پر آگ رکھکر پیچوان پر لگا دی قمقام شیرزور نے دو ایک گھونٹ لیئے ہونگے کہ سوگیا اور بغیر خواب بیہوشی بلند ہوئی جب نسیم حقہ بردار نے سمجھ لیا کہ اب بغیر صبح کے ہوشیار نہین ہوسکتا تو حقہ اوٹھا کر اون سردارون کے سامنے لایا جو پہرہ پلنگ کا دے رہے تھے اون لوگون نے حقہ پینے مین تامل کیا اور کہا کہ اے نسیم حقہ بردار اگر مالک ہمارا اوٹھیگا تو ہمین بے تہذیب بتائیگا اور تجھپر تو خاطر خواہ عقاب آئیگا ایسی بات نہ کر کہ ہماری وجہ سے تو معتوب ہو نسیم حقہ بردار نے کہا کہ خداوند یہ تو آپ جانتے ہین کہ میرا حقہ کیسی کیسی تاثیر رکھتا ہے سب نے کہا کہ چشم دیدہ بات سے کیونکر قائل نہون بیشک تیرے حقہ مین ہر قسم کی تاثیر پیدا ہوئی ہے نسیم حقہ بردار نے کہا کہ بس اطمینان رکھیین آج مین نے ایسا حقہ بھرا ہے کہ جو پی لیگا وہ اسقدر غافل ہوکر سوے گا کہ بغیر جونکائے ہوئے پھر نہ جاگے گا مجھے بیٹھے بیٹھے

خیال آیا کہ آپ لوگ جاگ رہے ہین اور پریشان ہین اس خوف سے سو نہین سکتے کہ ایسا نہو مالک جاگ اوٹھے اور ہمین سوتا ہوا دیکھکر ہم سے ناراض ہوجائے ورنہ پہرے کی ضرورت کیا ہے کون ہے جس کے خوف سے پہرہ چوکی قائم کیا جائے پرندہ پر تو مار نہین سکتا ہے فقط قاعدہ اور دستور کی پابندی ہے اون لوگون نے کہا کہ ہان اور رکھا کیا ہے یہان کون دشمن بیٹھا ہوا ہے جسکا خوف ہے لیکن تابعداری بڑی شے ہوتی ہے **نسیم حقہ بردار** نے عرض کیا کہ بس مین نے اسی خیال سے یہ نیند لانے والا حقہ بھر کر پلایا کہ بادشاہ بھی چین سے سو سکے گا اور آپ لوگ بھی اطمینان سے سو رہین پہلے آپکو جگا لونگا تو اوسکے بعد بادشاہ کو جگاؤنگا یہ سنکر وہ لوگ **نسیم حقہ بردار** سے بہت خوش ہوئے اور ایک ایک روپیہ چارون سردارون نے انعام کا دیا اور کہا کہ یہ کیا شخص ہے جسکو ہر ایک کی راحت رسانی کا خیال ہے اور سب نے حقہ پیا یہانتک کہ یہ چارون بیہوش ہوگئے اب **نسیم حقہ بردار نقلی** یعنی **ضرغام شیر دل** نے وہی چلم ایک مدارئے حقہ پر رکھکر خدمتگارون کو بھی پلائی یہ سب بھی بیہوش ہوگئے دھوان جو اسکا مہکا پہرے والے بھی اندر سے چلے آئے اور خوب حقہ پیا یہانتک کہ جس نے حقہ پیا وہ بیہوش ہوا جب **ضرغام شیر دل** نے دیکھا کہ اب سب کے سب بیہوش ہین گویا سانپ سونگھ گیا ہے بس اس نے خنجر کمر سے نکال کر اون چارون سردارون کو تو قتل کیا جو پہرہ پلنگ کا دیتے تھے اس کے بعد پشتارہ **قمقام شیر زور** کا باندھ کر پشت پر لگایا اور باہر نکلا دیکھا کہ ہر طرف سناٹا ہے ہر خیمہ ڈیرے سے نفیر خواب بلند ہے یہ راہ کو طے کرتا ہوا دروازہ قلعہ پہ آیا اور دربانون سے کہا کہ دروازہ کھولدو مجھے ایک ضرورت ہے مین باہر جاؤنگا دربانون نے دروازہ قلعہ کا کھولدیا اور پشتارہ کو دیکھکر کہا کہ یہ وہی گٹھری ہے نا جو دن کو تم لائے تھے **ضرغام شیر دل** نے کہا ہان یہ بھرم کی گٹھری ہے حال اسکا تمپر کھل جائیگا اور بہت جلد ظاہر ہوجائیگا ابھی دروازہ نہ بند کرنا مین گٹھری رکھکر ابھی آتا ہون دربانون نے کہا اچھا اور یہ سمجھے کہ معلوم ہوتا ہے کچھ پوشاک وغیرہ اسے خلعت ہین عنایت ہوئے ہین وہی یہ لئے جاتا ہے اپنے مکان پر رکھکر پھر واپس آجائیگا کیونکہ اسکو اکثر خلعت ملے ہین اور یہ اسی طرح گیا ہے اور خلعت اپنے گھر مین دے کر واپس آیا ہے ہم لوگون سے اس غرض سے چھپاتا ہے کہ کچھ دینا نہ پڑے تو اوسکی ہمین

پروا نہیں ہے جانے بھی دو یہ لوگ تو خاموش ہو رہے اور دروازہ کھولے ہوئے انتظار میں بیٹھے ہیں اور ضرغام شیر دل جو پشتارہ لیکر قلعہ سے باہر نکلا سیدھا اپنے لشکر کی جانب روانہ ہوا جلد ہی جلد ہی رہروی کرتا ہوا اور پاے شاطری مارتا ہوا چلا جاتا ہے کہ صبح تک اپنے لشکر میں پہونچ جاؤں ایسا نہو اہل قلعہ آگاہ ہو جائیں اور تعاقب کریں یہاں اسد دلاور بیدار ہوئے نماز صبح سے فراغت کی اور وظیفہ پڑھتے ہوئے خیمہ سے نکلکر ٹہلنے لگے معروف بن اسد اور غضنفر بن اسد اور ادریس بن اندلس بھی آگئے ذکر ضرغام شیر دل کا ہونے لگا معروف بن اسد نے کہا کہ آج تیسرا روز ہے اور ضرغام شیر دل ابھی تک واپس نہیں آئے خدا نکردہ گرفتار تو نہیں ہو گئے اسد غازی نے فرمایا کہ ضرغام ایسا نہیں ہے اگر حال کھل بھی جائیگا تو لڑ بھڑ کر نکل آئیگا اسواسطے کہ میری طرح وہ بھی نظر کردہ ہے ادریس بن اندلس نے کہا کہ چچا صاحب کو غصہ آگیا اور اپنے خیمے میں نکل گئے ایسا ہو کوئی آفت پڑی ہو اگر اجازت ہو تو میں جاؤں اسد غازی نے کہا کہ آج اور انتظار کرلو اگر ضرغام شیر دل آج اور نہ آیا تو کل میں خود چلونگا یہی باتیں تھیں کہ سامنے سے مہتر ضرغام شیر دل پشتارہ بدوش پیدا ہوا اور سامنے اسد کے پشتارہ رکھدیا اسد غازی نے مسکراکر فرمایا کہ کہو شیر یا بھیڑ ضرغام شیر دل نے عرض کی غلام آپکا ہمیشہ شیر رہتا ہے بھیڑ کبھی بھی ہوا ہے جو آج ہی ہوتا اسد غازی نے فرمایا کہ اس پشتارہ میں کون ہے ضرغام شیر دل نے عرض کیا کہ قمقام شیر زور حاکم قلعہ۔ اسد دلاور نے کہا کہ ستون بارگاہ سے اسکو باندھکر ہوشیار کرو جسوقت ضرغام شیر دل نے پشتارہ کھولا اور نظر ادریس بن اندلس کی پڑی دل میں قائل ہوا اور کہا کہ عمو جان سبحان اللہ بیشک فن عیاری آپ کے واسطے خلق ہوا ہے میں ایسا نہ سمجھتا تھا آج آپ نے دادا صاحب کی عیاری کا مزا دکھا دیا میری گستاخی معاف فرمایئے گا ضرغام دل نے کہا بابا یہ سب تمہارے ہی بزرگوں کا صدقہ ہے یہ میری تعریف بھی اونہیں لوگوں کی تعریف ہے جنکے فیض تعلیم سے میں اس قابل ہوا تم میرے مرشد زادے ہو میں تمہارا مقابلہ نہیں کرسکتا تم اس سے بہتر عیاری کرسکتے ہو مگر چونکہ تمہارے منہ سے تمہارے سن کے خلاف بات نکلی تھی اس سے مجھے بھی ناگوار ہوا کہ اگر غیر سنیگا تو ہنسے گا گویا یہ بھی تمکو ایک تعلیم ہو گئی تاکہ آئندہ کسی کے سامنے ایسی گفتگو زبان پر نہ لاؤ ادریس بن اندلس کو یہ خیال آیا کہ افسوس آقا ترا نہیں معلوم کس حالت میں ہے چلکر اونکی خبر لینا چاہیئے یہ سوچکر خیمہ سے باہر نکلا اور جانب زنگبار روانہ ہوا کہ وہیں اس نے

اسد ثانی کو چھوڑ اے مہتاب اے تو اوسطرف جانے دیجئے اول حال قمقام شیر زور کا سنیئے کہ جسوقت ضرغام شیر دل نے اسکو ستون بارگاہ سے باندھکر ہوشیار کیا تو اس نے چونکنے مین آواز دی کہ نسیم حقہ لاؤ ضرغام شیر دل نے آواز دی کہ او گبر ناہنجار ہوشیار ہو کہ منم مہلک ضرغام شیر دل عیار اسد غازی آنکھ کھول اور پردے غفلت کے ہٹا کر دیکھ او وہ سامنے شہریار عالیوقار میر التشریف فرما ہے سلام کر قمقام شیر زور نے گھبرا کر آنکھین کھولدین تو مکان غیر کو دیکھا اور اپنے کو ستون بارگاہ سے بندھا ہوا پایا سامنے اسد غازی کو دنگل شوکت پر متمکن دیکھا بس قمقام شیر زور نے کہا اے اسد دلاور تیری جرات و بہادری سے یہ امر بعید ہے کہ تو نے عیار کے ذریعہ سے گرفتار کیا خود مقابلہ سے باز رہا یہ کونسی شان جرات و ہمت ہے اور اسطرح کسی سردار کی حرمت لینا کس مذہب مین روا ہے یہ سنتے ہی اسد غازی نے فرمایا کہ قید اسکی کاٹ دو اور ستون سے کھولکر رہا کر دو اب اسکو اسی کے قلعہ کے سامنے سر میدان باندھکر لاؤنگا یہ سنتے ہی ضرغام شیر دل نے جلدی جلدی قید اسکی کاٹ دی اور ستون بارگاہ سے کھولکر رہا کردیا قمقام شیر زور کو حیرت ہو گئی کہ اسد بڑا بہادر ہے جو دشمن کو قابو مین کر کے پھر چھوڑ دیا یقینی یہ میدان جنگ مین بھی مجھکو زیر کرلے گا اور اگر ایسا نہوتا تو ان سردارونکا حاکم کیونکر ہوتا پہلو مین اس کے کیسے کیسے بہادر شہرہ آفاق بیٹھے ہوئے ہین کہ روئے زمین پر جسکا مثل مشکل سے دستیاب ہوگا بس یہ خیال کر کے قدمون پر اسد غازی کے گر پڑا اور کہا کہ کیا مجال ہے میری جو آپ سے سامنا کر سکون یہ دیکھکر اسد غازی نے سر اسکا سینے سے لگایا اور فرمایا کہ اے برادر پہلے مقابلہ کر لو پھر اطاعت اختیار کرنا بغیر امتحان کے گردن جھکانا تو ٹھیک نہین اسوقت نہ سہی دوسرے وقت تمکو یہ خیال گزرے گا کہ شاید مین اسد کو زیر کرلیتا تو حوصلہ تمہارا باقی نہ رہجائے اور علاوہ اسکے ایک اس سے زیادہ سخت و اہم مسئلہ ہے وہ یہ کہ تمکو مین تلقین دین اسلام نہین کر سکتا اور تم کیونکر منظور کرنے لگے قمقام شیر زور نے کہا کہ سپاہی کو سپاہی خوب پہچانتا ہے اگر مین مقابلہ کرونگا تو ضرور ہی آپ مجھکو زیر کرلین گے اور مذہب بھی آپکا برحق ہے اس لیئے کہ مین نے واقعات آپ کے اول سے سنے ہین کہ پہلے آپ کمزور تھے مگر جب سے نظر کردہ ہوئے ہین اوسوقت سے آپکے زور کی انتہا نہین ہے اگر مجھ ایسے سو بھی آپ سے مقابلہ کرین گے تو آپکا کچھ نہین کر سکتے آپکا دین متین برحق ہے اب جلد کلمہ طیبہ تلقین فرمائیے مین خوف خونخوار بن دجال سے کافر بنا ہوا تھا

ورنہ در اصل مین مذہب بت پرستی کو برا جانتا تھا یہ سنکر اسد غازی نے کلمہ تلقین فرمایا اور مقام شیر زور از سر صدق مسلمان ہوا اسد غازی نے اسکو غسل کرایا ذیل بیٹھنے کو عنایت فرمایا ایک روز اسکی دعوت وضیافت مین صرف ہوا اب مقام شیر زور نے عرض کیا کہ امیدوار ہون کہ قلعہ مین تشریف لے چلئے اسد دلاور نے منظور کیا اور ہمراہ مقام شیر زور کے جانب قلعہ روانہ ہوے وہان اہل قلعہ اپنے سردار کے واسطے نہایت پریشان تھے پہرے والون نے نسیم حقہ بردار کا تمام رات انتظار کیا یہانتک کہ صبح ہوگئی اور نسیم حقہ بردار پلٹ کر نہ آیا آخرکار اہل قلعہ بھی بیدار ہوئے جو خدمتگار کہ خوابگاہ مقام شیر زور مین بے روک ٹوک آتے جاتے تھے اونھون نے جو آکر دیکھا تو عجب قیامت دیکھی کہ سردار ندارد ہین اور جو لوگ پلنگ کے پہرے پر تھے وہ ذبح کیے ہوے پڑے ہین ان لوگون نے ہائے واویلا مچائی قلعہ مین ہلڑ ہوگیا کہ مالک قلعہ کو کوئی لے گیا اور چار سردارون کو قتل کرگیا جسوقت یہ خبر داروغہ بھنڈی خانہ کو ہوئی یہ بھی نہایت پریشان ہوا اور نسیم حقہ بردار کو ڈھونڈھنے لگا پہرے والے بھی پریشان تھے کہ معلوم ہوتا ہے اسی نسیم حقہ بردار کی کوئی کارروائی تھی وہ گٹھری جو لیکر صاف نکل گیا اوسمین کچھ بھید تھا مگر اب مارے خوف کے منہ سے نہین نکال سکتے کہ ساری بدنامی ہمارے ہی سر آجائیگی اب تو جو ہوا وہ ہوا دیکھئے انجام کیا ہوتا ہے اودھر داروغہ بھنڈی خانہ نسیم حقہ بردار کے نہ ملنے سے پریشان ہوا اور لوگون نے کہنا شروع کردیا کہ تمہاری بدولت یہ روز سیاہ دیکھنا پڑا کہ مالک ہمارے ہم سے چھوٹ کر نہین معلوم کس بلا مین مبتلا ہوگئے داروغہ بھی پشیمان ہے لیکن کہہ رہا ہے کہ اگر ہم سے نادانی ہوگئی تو تم سب کیون اندھے ہوگئے تھے اور سمجھ نہ لیا کہ یہ عیار ہے یہان یہی جھگڑا ہے اور برا تلاش ہر طرف دوڑتے پھرتے ہین کہ یکایک سامنے سے مقام شیر زور مع اسد غازی وغیرہ نمودار ہوا لوگ اپنے مالک کو دیکھکر دوڑے اور استقبال کرکے قلعہ مین لائے مقام شیر زور نے دربار کیا امرا و روساے شہر حاضر ہوئے اب مقام شیر زور نے پہلے کچھ کلمات تعریف پروردگار عالم بیان کیے اور کہا کہ مین نے تو اطاعت اسد غازی کی اختیار کی اور رفاقت خونخوار بن دجال سے ہاتھ اوٹھایا مذہب باطل کو چھوڑ کر دین خدا پرستی کہ جو مذہب برحق ہے اختیار کیا جسکو ساتھ میرا دینا ہو وہ بھی ان دونون باتون کو اختیار کرے ورنہ قلعہ سے نکل جائے یہ سنکر سبنے عرض کی کہ جو بادشاہ کا مذہب وہ ہمارا مذہب آپ نے کچھ تو سمجھا

جو اس مذہب برحق کو اختیار کیا تمقام شیر زور نے مرحبا کہی اور کلمہ پڑھا کر سبکو مسلمان کیا اوسیوقت حکم دے دیا کہ بتخانے منہدم کرا دیئے جائین اور مسجدون کی بنا ڈالی جائے سکہ بنام بادشاہ اسلام یعنے دارا ابن داراب ہمین زرہ جاری ہوا تمقام شیر زور نے نہایت اہتمام سے اسد دلاور کی دعوت کی اور بعد اپنے مصاحبون سے اصلیت نسیم حقہ بردار کی بیان کی کہ یہ مہتر ضرغام شیر دل تھے اور اب اسد غازی نے حال خونخوار بن دجایل کا تمقام شیر زور سے پوچھا اور کہا کہ کسطرف گیا ہے تمقام شیر زور نے بیان کیا کہ اب وہ بربادی شہر اردبیل کے واسطے گیا ہوا ہے اس ملعون نے ایسے ایسے ظلم کیئے ہین کہ قابل بیان کے نہین ہین اسد غازی نے فرمایا کہ افسوس کسی مقام پر اوس سے سامنا ہی نہین ہوتا بس اب مجھے رخصت کرو کہ مین اردبیل جاکر اوس سے مقابلہ کرون اور اگر منظور خدا ہے تو اوسے قتل کرکے بندگان خدا کو اوسکے دست تعدی سے محفوظ رکھون ایسا نہو وہ شہر اردبیل پر پہونچ جائے اور مین نہ پہونچ سکون تو بڑا غضب ہوجائیگا شہر میرا ہی ہے اوس قلعہ مین میری جدۂ ماجدہ ملکہ گردیہ بالو اور میری والدہ معظمہ ملکہ زبیدہ شیر گیر مقیم ہین بس اب مین ایکدم یہان نہین ٹھہر سکتا یہ فرما اوٹھ کھڑے ہوئے تمقام شیر زور نے عرض کیا کہ مجکو بھی اپنے ہمراہ رکاب لیتے چلیئے اسد غازی نے فرمایا کہ میرے ساتھ سختیان بہت ہین کیونکہ مین دو دو تین تین منزل کی ایک ایک منزل کرتا ہوا جاؤنگا تم اپنی جانب سے کسی کو حاکم کرکے چلے آنا تمقام شیر زور نے عرض کیا کہ جسکو حضور ارشاد فرمائین اوسیکو حاکم قلعہ کیا جائے اسد غازی نے فرمایا کہ اسمین میرے کہنے کی کچھ ضرورت نہین ہے جسپر تمکو اطمینان اور بھروسا ہو اوسکو نائب کرکے برائے انتظام ملک چھوڑو اور آپ باطمینان تمام چلے آنا ایسا نہو کہ تم اوسطرف جاؤ اور یہان میدان خالی پاکر کفار جفا کین شروع کردین تمقام شیر زور نے عرض کی کہ بہت خوب جیسا حکم عالی ہے ویسا ہی کیا جائیگا اب تمقام شیر زور تو انتظام قلعہ مین مصروف ہے اور اسد دلاور نے تیاری لشکر ظفر اثر کا حکم دیا فوج مین کمر بندیان ہونے لگین جب دوسرے روز لشکر طیار ہوا تو تمقام شیر زور سے رخصت ہوے اور جانب قلعہ اردبیل روانہ ہوئے تمقام شیر زور دور تک پہونچانے آیا اسد غازی نے قسمین دیکر اوسکو رخصت کیا اب کچھ حال اودنیس بن اندلس کا آیا ضرغام شیر دل

پوچھا کہ جب سے مین قلعہ گیلان مین آیا مین نے ادریس بن اندلیس کو نہین دیکھا فرغام خیر دل نے عرض کی کہ وہ زنگبار چلا گیا کہتا تھا کہ مجھے اپنے آقا اسد ثانی کی فرقت نہایت شاق ہی اسد غازی نے فرمایا کہ خدا حافظ اور آپ راہی اردبیل ہوئے اب انکو تو رہروی اردبیل مین چھوڑا جاتا ہی اور یہان سے پھر داستان ضلالت نشان **حوت آئینہ پرست** آغاز کیجاتی ہی ع بیا بشنو ای ہمدم راستان * کہ باز آمدم بر سر داستان * راویان اخبار و ناقلان آثار اسطرح بیان کرتے ہین کہ جسوقت اسنے شہر سمرقند کی بربادی سے فرصت پائی اور اپنی دختر بلند اختر یعنے ملکہ طوفان سبز پوش کو مع اسد ثانی و صاحبہ دردگوش کے جلا کر خاک کیا اور **بہمن دیو سنگ** کو حاکم شہر سمرقند کر چکا تو اب ارکین دولت سے صلاح کی کہ کون سا ملک خداپرستون کا یہان سے قریب ہی لوگون نے عرض کیا کہ اب شہر بلخ یہان سے بہت نزدیک ہی حاکم وہان کے ہوشیار بلخی اور گوشیار بلخی ہین حوت آئینہ پرست نے حکم دیا کہ لشکر ہمارا تیار ہو کر شہر بلخ کی جانب روانہ ہو کیونکہ مجھے فرقت اپنے دختر کی نہایت شاق ہی اگر اسد ثانی اسکو اپنے تصرف مین نہ لاتا تو مین کیون اسکو قتل کرتا اب جسوقت تک تمام خداپرستونکو پردہ دنیا سے نشانہ نہ لونگا اسوقت تک یہ داغ دل سے نہ مٹیگا حسب الحکم حوت آئینہ پرست فوج مین کمربندیان ہونے لگین اور دوسرے روز کوچ کرکے طرف شہر بلخ کے روانہ ہوا طی مراحل و قطع منازل کرتا ہوا قریب شہر بلخ کے پہونچا یہ خبر ہوشیار بلخی اور گوشیار بلخی کو ہوئی کہ کوئی کافر مرتد حوت آئینہ پرست پیدا ہوا ہی وہ آپ کے ملک پر آیا ہی اور سنتا ہی کہ اسنے شہر سمرقند کو غارت و برباد کر دیا تمام شہر کو مع دولاہ سمرقندی پھونک دیا بڑے بڑے ساحر زبردست اسکے ہمراہ ہین اور ایک ساحرہ کہ نام اسکا **مبہوت جادو** ہی وہ معشوقہ حوت آئینہ پرست کی ہی اسکے سحر کی ہا نہین ہی تمام شہر سمرقند کو اسنے پھونک دیا اب اسطرف آیا ہی اور کہتا ہی کہ نام خداپرستون کا صفحۂ ہستی سے مٹاؤنگا ان دونون بھائیون نے آپس مین صلاح کی کہ کیا کرنا چاہیے کوئی راے مستقل نہ قایم ہوئی اور کہا کہ ہم خوب جانتے ہین کہ ستارہ خداپرستون کا گردش مین ہی اور زمانہ تباہی و بربادی اہل اسلام کا آگیا ہی مگر کیا چارہ ہی جو مرضی پروردگار عالم کی اسوقت سعید بلخی عیار انکا سامنے موجود تھا ہوشیار بلخی کی نظر جو سعید پر پڑی کہا کہ ای سعید تو مرد سعید ہی اور شاگرد خواجہ عمر بن امیہ ضمری کا ہی جو شاہزادہ ولایت اول تھے اور رئیس تراشندہ کافران و سر برندہ جادوگران انکا لقب تھا تمہین کوئی فکر کرو کہ اس بلاے بد سے نجات ہو اور بندگان خدا شر سے حوت آئینہ پرست کے محفوظ رہین سعید بلخی نے گردن جھکائی اور عرض کی کہ غلام نوازی کرے گا آیندہ مقدر ہی یہ کہکر اسیوقت قلعہ سے نکلکر جانب لشکر حوت آئینہ پرست روانہ ہوا وہان حوت آئینہ پرست جسوقت سامنے قلعہ بلخ کے پہونچا لشکر کو اتارا بارگاہین برپا ہوئین تمام صحرا فوجون سے مملو تھا ہر طرف خیمے اور ڈیرے چھولداریان نظر آتی تھین بازار لشکر کے کھل گئے گھوڑہ کھلنے لگا جسوقت حوت داخل بارگاہ ہوا اور تخت پر بیٹھا ارکین دولت حاضر ہوے ایک دنگل پر صلصال بن زوال دیو بن شمامہ جادو بھی بیٹھا ہوا تھا **حوت آئینہ پرست** نے دبیر کو حکم دیا کہ نامہ بنام ہوشیار بلخی و گوشیار بلخی لکھا گیا جو مضمون اوسکا بتلادیا تھا جسوقت دبیر نے نامہ لکھکر تیار کیا اور حاضر خدمت کیا حوت آئینہ پرست نے نامہ کو اوس [illegible] مہر کر دیا اور کہا

کہ جواب اس نامہ کا لاؤ طوماس نے نامہ لیکر سر سے باندھا اور بارگاہ سے نکلکر بارہ ہزار سوار اپنے ہمراہ لیکر جانب قلعہ بلخ روانہ ہوا خبر ہوشیار بلخی وگوشیار بلخی کو ہوئی باہم مشورہ کیا کہ کیا کرنا چاہیے آخر یہ رائے قرار پائی کہ ایلچی کو استقبال کرکے بلا لیا جائے اور دیکھنا چاہیے کہ اسنے لکھا کیا ہے بعد اسکے جو مناسب سمجھا جائے وہ کیا جائے جسوقت یہ رائے قرار پاگئی تو چند افسر ذیکو اپنی فوج کے برائے استقبال روانہ کیا ایلچی نے جو لوگوں کو اپنی طرف آتے ہوئے دیکھا اسی مقام پر ٹھہرا کہ نہ معلوم یہ کس قصد سے آتے ہیں ادھر ان لوگوں نے باگیں مرکبوں کی روکیں اور ایک شخص صف سے علیحدہ ہوکر پاس طوماس شیر سر کے آیا اور کہا کہ تشریف لائیے ہم لوگ برائے استقبال آئے ہیں جنگ و جدال کے ارادہ سے نہیں آئے ہیں طوماس شیر سر ان لوگوں کے ساتھ داخل قلعہ ہوا ہوشیار بلخی وگوشیار بلخی نے پیشتر سے اسکے واسطے دنگل بچھوا دیا تھا طوماس دنگل پر بیٹھا ہوشیار بلخی نے ساقی کو اشارہ کیا اسنے دو چار جام شراب کے پیئے جسوقت دماغ طوماس شیر سر کو نشہ بادہ سے گرم ہوا لکارا کہ سن نامہ دار سن نامہ دار شاہان قلعہ نے نامہ طلب کیا طوماس شیر سر نے نامہ پگڑی سے نکال کر پیش کیا اور کہا کہ اس نامہ سے بغض و حسد نہ نکالیے گا کیونکہ کلمات سخت و سست اسمیں تحریر ہیں ہوشیار بلخی نے کہا کہ یہ ہمارا دستور نہیں کہ کاغذ پر غصہ نکالیں اسکے بعد لفافہ چاک کرکے نامہ کو پڑھا لکھا ہوا تھا کہ ای ہوشیار بلخی وگوشیار بلخی آگاہ ہو کہ خداوند آئینہ عجب خداوند حیرت نما ہے تمکو چاہیے کہ اسے سجدہ کرو اور اطاعت خدا پرستوں کی اور دین خدا پرستی کو ترک کرو کیونکہ اب وقت حمزہ صاحبقران اول کا نہیں ہے اور ہمارے ساتھ ہمارا مالک قدیم صلصال بن دال بن دیوین شمامہ جادو بھی ہے تمکو چاہیے کہ حاضر ہوکر روبرو کلام کرو تمھارا آنا جلد واجبات سے ہے یہ مضمون دیکھکر ان دونوں بھائیوں نے جواب تحریر کردیا کہ ہم کل صبح کو حاضر دربار ہونگے اور نامہ دار کو خلعت دیکر رخصت کردیا طوماس شیر سر خوشی خوشی نامہ لیے ہوئے بارگاہ حوت آئینہ پرست میں آیا اور جواب نامہ کا دیکر زبانی بھی بیان کردیا کہ کل صبح کو دونوں بادشاہ بلخ آئینگے اور خلق کی ہوشیار بلخی وگوشیار بلخی کی نہایت تعریف کی حوت آئینہ پرست یہ سنکر خاموش ہوئی اور جلسہ عیش و نشاط برپا کیا اب یہ تو مصروف جشن ہے دور بادہ ناب کا چل رہا ہے ساقیان نمکین ساق حاضر ہیں آوازیں نوشا نوش و نوشا نوش کی بلند ہیں طائفہ حاضر ہیں ناچ ہو رہا ہے اور شاہان قلعہ اس فکر میں ہیں کہ دیکھیے کل کیا گفتگو پیش آتی ہے لیکن اول حال مہتر سعید بلخی عیار طرار کا بیان کیا جاتا ہے کہ یہ قلعہ سے نکلکر داخل لشکر حوت آئینہ پرست ہوا ہے اسی فکر میں ہے کہ کیا کروں کیونکر آئینہ جلوہ گر کو کو ماروں جسپر حوت آئینہ پرست کو دعوے اور بعد ویسا ہی فکر کرتے کرتے صورت اپنی ایک زن جمیلہ کی بنائی اور قریب ایک خیمہ کے بیٹھکر رونا شروع کیا وہ خیمہ آئینہ دار کا تھا جسکے پاس پرستش حوت آئینہ پرست کے آئینے رہتے تھے اسنے جو آواز دردناک سنی خیمہ سے باہر نکل آیا دیکھا کہ ایک خوبصورت عورت بیٹھی رو رہی ہے آنسو جو نرگسی آنکھوں سے بہہ بہہ کر عارض پر آتے ہیں تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ شبنم کے قطرہ برگ گل پر پڑے ہوئے ہیں آئینہ دار نے پوچھا کہ ای نیک بخت کیوں روتی ہے تجھ پر کیا مصیبت پڑی ہے اسنے کہا کہ حال میرا بیان کے قابل نہیں ہے میری مثل ہے کہ اگر گویم مشکل وگرنہ گویم ہم یہ کیا کہوں کہ کون ہوں اور یہانتک کیونکر آئی ہوں ہو بلبل چمن گل [illegible]

مین موسم بہار مین شاخ بریدہ ہون ٭ اصل واقعہ میرا یہ ہی کہ مین ہمراہ اپنے شوہر کے اُسکے مکان جاتی تھی راہ مین قزاق ملے اُنھون نے شوہر کو میرے مار ڈالا اور تمام زیور و زر چھین لیا مین تباہ و برباد یہان تک آکر پہونچی اور اپنے حال زار پر رونے لگی کہ اب کہان جاؤن اور کیونکر اپنی زندگی بسر کرون اوّل تو راستہ اپنے مکان کا یاد نہین دوسرے اگر پہونچی بھی تو لوگ مجھکو بدنصیب اور سبز قدم کہین گے اگر نہین جاتی ہون تو زندگی کسکے ساتھ بسر کرون مجھے کون پوچھے گا ٭ صورت ٭ دولت آئینہ دار تو اسیر شیفتہ ہی ہوچکا تھا کہا اے جان جہان صورت تو تمھاری ایسی ہو کہ پریان بھی صدقے کی ہین تم جسکا ہاتھ پکڑوگی وہی تمھارا ساتھ دیگا اور خوشی سے تمکو رکھیگا یہ سنکر اُس عورت نے آنسو پونچھے اور کہا کہ جب کوئی ایسا ملے تو جانین زبان سے سب کہتے ہین مگر نباہتا کوئی بھی نہین چارون کے سب ساتھی ہوتے ہین ہمیشہ وہی ساتھ دیتا ہی ماں باپ جسکے ہاتھ مین ہاتھ دیدیتے ہین مثل مشہور ہی کہ چارون کی چاندنی پھر اندھیرا پاکھ ہی دوہا جوبن تھے جب روپ تھے گاہک تھے سب کوے ٭ جوبن رتن گنوائے کے بات نہ پوچھے کوے ٭ یون تو بہت سے ہین لیکن مین تو ایسا چاہتی ہون جو زندگی بھر نباہے آئینہ دار نے کہا اگر تم بھی منظور کرو تو مین تمھارا ساتھ دینے کو موجود ہون کہو تو شادی کرلون اور جلوس کے ساتھ تمھین اپنے گھر لیجاؤن مگر ان ابھی سفر کی حالت مین ہون بادشاہ میرا اس ملک پر آیا ہوا ہی مین اُسکا آئینہ دار ہون جب جنگ سے فرصت ہوگی اور قلعہ پر قبضہ ہو جائے گا تو مین اسی قلعہ مین تمھارے ساتھ شادی کرون گا اُس عورت نے یہ سُنکر گردن جھکالی آئینہ دار نے خاموشی نیم رضا سمجھکر ہاتھ پکڑلیا یہ عورت بھی اُٹھ کھڑی ہوئی اور ساتھ آئینہ دار کے خیمہ مین آئی آئینہ دار نے سامان دعوت مہیا کیا اور تمام اسباب آسایش درست کرادیا اُسکے بعد کہا کہ اب مین اپنے مالک کی خدمت مین جاتا ہون مگر تمھارے سپرد یہ کہکر صندوق کھولا اور ایک آئینہ قد آدم نکال کر باہر رکھا اُس عورت نے پوچھا یہ کیا چیز ہو آئینہ دار نے کہا اس آئینہ مین تصویر خداوند آئینہ کا ہو جسکی ہم لوگ پرستش کرتے ہین عورت نے کہا ذرا ہمین بھی دکھادو ہم بھی دیدار خداوند سے مشرف ہووین اُسنے کہا کہ دیکھو اور غلاف اُس آئینہ کا دور کیا اور یہ کہا مین خدمت مین بادشاہ کے جاتا ہون جسوقت کوئی چوبدار آئے تو یہ آئینہ اسکو دیدینا یہ کہکر اسطرف روانہ ہوا یہان سعید بلخی نے میدان خالی دیکھکر اُس آئینہ کو درست کیا صرف شیشہ علحدہ کرکے پشت پر اُسکے تصویر سگ کی لگادی اور تصویر حوت آئینہ پرست کی جلا ڈالی اور آئینہ پر غلاف چڑھا کر رکھدیا اور آپ پشت خیمہ کی طرف اپنے نکل جانیکا راستہ بناکر خاموش بیٹھ رہا کہ جسوقت چوبدار آئے اور آئینہ مانگے تو مین آئینہ اسکے حوالہ کرکے چلدون وہان آئینہ دار جاکر خدمت حوت آئینہ پرست مین پہونچا تمام رات شریک جلسہ رہا جسوقت صبح ہوئی تو حوت آئینہ پرست کو خبر ملی کہ ہوشیار بلخی و گوشیار بلخی چالیس آدمیون سے آتے ہین یہ سنکر حوت آئینہ پرست بہت خوش ہوا اور زرہاج شترلب اور طوماس شیر سر و مہترزد فتون و مہتر قپاس عیار کو بارہ سو سوار دیکے برائے استقبال روانہ کیا یہ سب گئے اور راستے مین حاکمان قلعہ بلخ سے ملے اور اپنے ساتھ لیکر داخل لشکر

ہوئے حوت آئینہ پرست نے انکے واسطے بیشتر سے دنگل بچھوا دیئے تھے اور چالیس کرسیان قرینے سے بچھوا دی تھین جب لوگ آکر بیٹھے حوت آئینہ پرست نے ساقی کو اشارہ جام دینے کا کیا ہوشیار بلخی مرد ہوشیار ہے یہ اس اشارہ کو سمجھ گیا اور کہا کہ مجھے شراب سے تو معاف رکھیے حوت آئینہ پرست نے سبب پوچھا ہوشیار بلخی نے کہا کہ ہم لوگ غیر مذہب کے ہاتھ سے شراب نہین پیتے ہین حوت آئینہ پرست نے کہا تم آسمانی خداے نادیدہ کو مانتے ہو تمنے کبھی کوئی کلام بھی کیا ہے اور جواب تمکو اس سے ملا ہے ہوشیار بلخی نے کہا کہ معاذ اللہ کہین خدا بھی بندون سے اسطرح کلام کرتا ہے جسطرح ہم لوگ آپسمین جو چاہتے ہین گفتگو کرتے ہین حوت آئینہ پرست نے کہا جب تم اپنے خداسے کلام نہین کرسکتے تو خدا تمھارا تمھارے مقصد کیونکر پورے کرسکتا ہے ہوشیار بلخی نے کہا وہ خدا کیا جو بندون کے حال سے بغیر واقف کیے ہوئے خود ہی آگاہ ہے ہمارا پروردگار عالم ہمارے ہر حال سے خوب واقف ہے اور وقت مصیبت مین ادھر بندہ اپنے دل مین اسکو یاد کیا ادھر اُسے معلوم ہوگیا بلکہ ہم چاہین اسکو بھول بھی جائین وہ ہمین کسیوقت مین نہین بھولتا اور ہر وقت مشکل مین ہماری مدد کرتا ہے یہ سنکر حوت آئینہ پرست نے کہا کہ اگر تم ہمارے کہنے پر نہ چلے اور جنگ کی ٹھہری تو کیا تمھارا خدا تمکو بچا لیگا ہوشیار بلخی نے کہا کہ اگر قضا ہماری ابھی نہین ہے اور خداوند کریم کو زندگی ہماری منظور ہے تو تم کیا ہو اگر تمام عالم ایک مرد ضعیف کو مار ڈالنا چاہئے تو بھی ممکن نہین اور اگر قضا ہماری آچکی ہے تو کوئی چارہ نہین ہے جو مرضی خدا کی بندے کو کیا عذر ہے حوت آئینہ پرست نے یہ سنکر آئینہ پرستش اپنا طلب کیا آئینہ دار نے لاکر آئینہ پیش کیا اور غلاف اُسکا اتار کر سامنے حوت کے لگا دیا حوت آئینہ پرست نے جو آئینہ پر نظر کی تو صورت حوت آئینہ پرست کی سور کے مانند معلوم ہوئی صلصال قریب بیٹھا تھا اسکی نظر بھی آئینہ پر پڑی بیساختہ ہنس پڑا اور جھک کر سلام کیا اور کہا کہ آج صورت اصلی خداوند کی دکھائی دی حوت آئینہ پرست نے کہا یہ کیا صلصال نے کہا خطا معاف آپ تو آئینہ مین یہی معلوم ہوتے بلکہ سور دکھائی دیتا ہے حوت آئینہ پرست نہایت خفیف ہوا اور پردہ آئینہ پر ڈالدیا اور آئینہ دار سے کہا کہ لیجاؤ آئینہ دار نے سامنے سے آئینہ اٹھا لیا حضرت سعید بلخی اپنے کام کو انجام دیکر یہان آگیا تھا پاس ہوشیار بلخی کے کھڑا ہوا تھا کہا کہ آپنے اپنے خداوند کی اچھی طرح زیارت کر لی حوت آئینہ پرست نے کہا ہان اب اسنے جھک کر کان مین ہوشیار بلخی کے خلاصہ اپنی عیاری کا بیان کیا اور کہا کہ اس آئینہ مین مین نے تصویر سور کی بنا دی ہے اسی سے یہ کفار آئینہ نہین دکھاتے کہ خفت ہوگی ہوشیار بلخی نے حوت آئینہ پرست سے کہا کہ ہم جانتے ہین کہ ہم بھی آپکے خداوند کو دیکھنے صلصال نے دیکھا کہ سامنے ان خداپرستون کے ذلت ہوگی کہا اسوقت خداوند یہ ہم مین کچھ اور ہی صورت دکھاتے ہین اور اپنی ہیئت اصلی کو چھپاتے ہین یہ موقع تمھارے دکھانے کا نہین ہے یہ سنکر ہوشیار بلخی کو تاب ضبط نہ رہی اور پکارا کہ حیف ہے تمھارے دین و مذہب پر کہ خدای پاک کی پرستش سے روگردانی کرتے ہو اور ایک جانور نجس جس سے بدتر کوئی جانور نہین اسکو سجدہ کرتے ہو یہ کہکر اٹھ کھڑا ہوا حوت آئینہ پرست نے کہا کہ اے ہوشیار بلخی تم مجھسے بگڑ کر جاتے تو ہو مگر اتنا خیال رہے کہ کل تمام قلعہ کو پھونک دونگا ہوشیار بلخی نے کہا کہ تجھے قسم ہے اپنے دین و مذہب کی کہ کوئی دقیقہ ہماری ایذا رسانی مین فروگذاشت نکرنا یہ کہکر بارگاہ کے باہر آیا اور پلٹ

مرکب پر بیٹھکر اپنے ہمراہیون سمیت روانہ ہوا اہل قلعہ نے جو دیکھا کہ مالک ہمارا بخیر و عافیت آتا ہی بہت خوش ہوئے نقارہ خوشی بجایا اور استقبال کرکے لیگئے اب یہ تو منتظر مرگ و آمادہ قضا ہوکر قلعہ مین بیٹھے ہین اور حوت آئینہ پرست ہوشیار و گوشیار کے جانے کے بعد نہایت شرمندہ ہوا کہ یہ اپنے دل مین کیا تفریح کرتے ہونگے اور منہ پر بھی بہت کچھ کہہ گئے آئینہ دار سے پھر آئینہ طلب کیا جسوقت اُسنے لاکر پیش کیا حوت آئینہ پرست نے اک لات ماری کہ آئینہ ٹوٹ گیا اور کہا یا خداوند آپ نے ہمکو ذلیل کیا مجھے اسکو ذلت وہی عیارون نے جو مگرشے اُس آئینہ کے اٹھا کر دیکھے کہا یا خداوند یہ وہ آئینہ نہین ہی یہ بدلا ہوا معلوم ہوتا ہے اور یہ کام سوا عیار کے دوسرے کا نہین ہی یہ کہکر اب دوسرا آئینہ پیش کیا اور کہا کہ اسمین اپنی صورت زیبا کو ملاحظہ فرمایئے حوت آئینہ پرست نے دوسرے آئینہ مین جو صورت اپنی دیکھی اصلی پائی اُسی غیظ و غضب مین آکر حکم دیا کہ بجے طبل جنگ کل ان سب کو پھونک دونگا حسب الحکم نقارہ زری پر چوب لگی اور آواز نقارہ کی گرجتی سعید بلخی لشکر مین آیا ہوا تھا کہ قابو چلے تو بھبوت جادو کو مارون یہان نقارہ زری بج گیا یہ جلدی سے خبر لیکر قلعہ مین آیا اور ہوشیار بلخی کو آوازہ کفار سے ہوشیار کیا ہوشیار بلخی نے بھی ناچار ہوکر طبل بجوا دیا دونون طرف تیاری جنگ ہونے لگی اہل قلعہ نے حسب دستور انتظام قلعہ کا درست کرلیا لیکن مایوس ہین اسلئے کہ معلوم ہوچکا ہی کہ مقابلہ ساحرون کا ہم لوگ کیا کرسکتے ہین جسوقت طبل بجتے بجتے زمانہ شب کا برطرف ہوا اور وقت صبح کا ہوا تو اہل قلعہ نماز مین پڑھ پڑھ کر آمادہ مرگ ہوگئے اور حوت آئینہ پرست لشکر لیکر سامنے قلعہ کے آیا کہ تماشا ان لوگون کے جلنے کا دیکھون نہ یہ بھبوت جادو اپنا تخت سحر اُڑاتی ہوئی نمودار ہوئی جھولی سحر کی پاس اسکے رکھی ہوئی ہی جسوقت یہ صف لشکر مین شامل ہوئی تو ایک شیشہ اسمین سے نکالا اور کچھ اسم سحر پڑھکر ڈاٹ اُسکی کھولی اُس شیشہ مین دھوان بند تھا ڈاٹ کھلتے ہی دھوان شیشہ سے نکلا بھبوت جادو نے ہاتھ سے اشارہ کیا وہ دھوان ابر بنکر قلعہ بلخ کی جانب روانہ ہوا اہل قلعہ نے جو آمد اُس ابر کی دیکھی سمجھ گئے کہ اب مینہ بارش بلا ان قضا ہوا چاہتی ہی اب وہ ابر ہر طرف پھیلنے لگا اور محیط ہونے لگا یہان تک کہ تمام قلعہ کو گھیر لیا یہ دیکھکر ہوشیار بلخی و گوشیار بلخی نے دست مناجات بدرگاہ قاضی الحاجات بلند کیے اور عرض کرنے لگے کہ ای خدای بیکسان و ای دادرس غریبان اس وقت مصیبت مین ہماری مدد کر کہ سوا تیرے اس وقت مشکل مین کوئی بچانے والا نہین ہی شعر یونس کو تو نے بطن سے ماہی کی دی نجات ؎ ہو سہل تجکو حل مہمات و مشکلات ؎ ہماری بھی مشکل کو حل کر تمام اہل قلعہ مین شور فریاد و فغان بلند تھا کہ ننھے ننھے بچے تک بلک بلک کر رو رہے تھے اور چھوٹے چھوٹے ہاتھ اٹھائے ہوئے دعا مین مانگ رہے تھے عورتین بال بکھرے ہوئے صحن خانہ مین کھڑی ہوئی فریاد کررہی تھین لیکایک تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا اور جانب آسمان سے ایک اور ابر سرخ رنگ نمودار ہوا کہ برق اُس ابر مین چمکی بجلی شکستے ہوئے گرج رعد کی اک مرتبہ اک برق چمک کر اوس ابر سرخ رنگ سے اُس ابر سیاہ پر گری کہ ابر شق ہوا اہل قلعہ نے دیکھا کہ ایک عورت ساحرہ ضعیفہ نہایت حسین گلباس سفید پہنے ہوئے جو رانقدون کا دستور ہی نمودار ہوئی ایک شیشہ اُسکے ہاتھ مین تھا جلدی سے ڈاٹ شیشہ کی

پھر لکر کچھ اسم سحر پڑھکر آواز دی کہ اے ابر اپنی ہیئت اصلی پر آجا پس یہ کہنا تھا کہ وہ تمام ابر سیاہ وہ مرجان پیکر اُس شیشہ مین اُتر آیا اب اُس عورت نے نعرہ کیا کہ سنو ملکہ محروق جادو ہوشیار بلخی نے گوشیار سے کہا کہ آپ نے انکو پہچانا یہ معشوقہ ہین شاہزادہ اسشیرویہ عالیمقام کی انہون نے عشق شیرویہ مین اپنی جوانی کو برباد کیا اور حسن وجوانی کو خاک مین ملادیا اہل قلعہ نے آواز دی کہ اے ملکہ آیئے تشریف لایئے شعر رواق منظر چشم من آشیانۂ تست ٭ کرم نما و فرود آکہ خانہ خانۂ تست ٭ یہ سنکر محروق جادو بالاے قلعہ تشریف لائین ساتھہی دوسرا ابر طاوسی رنگ پیدا ہوا اور آتے آتے بالاے قلعہ ہوکے شق ہوا اس ابر سے توسن جادو اور طاوس جادو طلسم جان بن جان کی شاہزادیان پیدا ہوئین محروق جادو نے انکو پہچانا اور کہا کہ او بہن ایک مدت کے بعد تمکو دیکھا الحمد للہ کہ جب امیر کشورگیر ملک فرعونیہ گئے تھے اور مقابلہ زلزلہ جادو سپہ سالار ساحر تمش سے ہوا تھا تو ہم بھی براے مدد آئی تھین وہان تمکو دیکھا تھا یا آج دیکھا کہ اسوقت ہم تم دونون جوان تھے اب بوڑھے ہوگئے توسن جادو اور طاوس جادو محروق جادو سے ملین اور بہت روئین کہا کہ او بہن جو مصیبت فلک نے ہمپر ڈالی ہے خدا دشمن پر بھی نہ ڈالے کہ کس سن سے ہم رانڈ ہوئین جس سن کی لڑکیان بیاہی کو بیٹھی ہین اور اسوقت تک ہمنے لباس ماتمی نہ اُتارا اور نام پر شیرویہ عالی وقار کے زندگی تمام کردی محروق جادو کا غم تازہ ہوگیا اور آنکھون سے آنسو یاد شیرویہ مین جاری ہوگئے جسوقت جوش گریہ کم ہوا محروق جادو نے کہا بہن اب یہ دعا کرو کہ خدا ہمکو بھی دنیا سے اُٹھالے اور پاس شیرویہ عالی وقار کے پہونچ جائین بعد اسکے لشکر ان لوگون نے قلعہ سے باہر نکالا اور خیمہ برپا کیا ہوشیار بلخی اور گوشیار بلخی بھی فوج لیکر قلعہ کے باہر نکلے اور بارگاہ مین بیٹھ گئین جسوقت محروق جادو آئی ہے اور سحر مبہوت جادو کا قید کیا ہے تو مبہوت جادو یہ سوچکر خاموش ہورہی کہ یہ بھابجی ہے میری اگر سمجھانے سے کہنا مان لے تو کیون اسے قتل کرون اور روح کو اپنی بہن کی تڑپاؤن اب اُسنے ایک نامہ محروق جادو کے نام تحریر کیا اور ایک تیلی پیتل کی چھوٹی سی نکالکر اُسکو دی اور اسم سحر دم کرکے آواز دی کہ جا اور جواب نامہ کا لیکر آ وہ نامہ محروق جادو کا اسکو دیا فوراً وہ تیلی پر پرواز پیدا کرکے اُڑی اور جانب محروق جادو روانہ ہوئی یہان محروق جادو خیمے مین بیٹھی ہوئی تھی توسن جادو اور طاوس جادو پاس بیٹھی ہین شکوے شکایت آپسمین ہورہے ہین ایک دوسرے سے کہتی تھی کہ بہن تم بیمروت ہو وہ کہتی تھی کہ تم بیمروت ہو اور کبھی آئی بھی نہین اور بلایا بھی نہین کہ یکایک بجلی چمکی اور تیلی سامنے آکر ٹھہرائی محروق جادو نے کہا کہان سے آئی ہے اور کیا پیغام لائی ہے تیلی نے چھوٹا سا ہاتھ بڑھاکر رقعہ ہاتھ مین محروق جادو کے دیا اور جواب کے منتظر کھڑی ہوئی محروق جادو نے رقعہ ہاتھ سے اُس تیلی کے لیا اور دیکھا اُسمین لکھا ہوا تھا کہ اے محروق جادو تو میری بھابجی ہوکر مجھسے لڑنے کا قصد کرتی ہے تجھے شرم نہین آتی تیری مان تو ہمیشہ مجھسے سحر یا اصلاح لیا کرتی تھی تو اُس قابل ہوئی کہ مقابلہ کرنے آئی ہے اور ایک ساحرہ میرا اسیر کرکے بہت نازان ہے پس بہتر و مناسب یہ ہے کہ ان خدا پرستون سے علیحدگی اختیار کر اور مدد دے انکے نہ رہ میرے پاس چلی آ جیسے بہن کی بیٹی ویسی میری ہے تجھے اُسی طرح سمجھونگی جسطرح بہن تجھے سمجھتی ہین اور کسی شہزادہ

کے ساتھ شادی بھی تیری کر دون گی یون لطف زندگی کھوتی ہو اور ایک شخص کے نام پر بیٹھی ہوئی ہو جس سے ملنے کی اب زندگی مین امید ہی نہین یہ دیکھکر محروق جادو آگ ہو گئی اور پشت نامہ پر جواب لکھا کہ خاک اڑا مان تم ایسی عورتون نے خاندان کا نام ڈبویا ہے بہو بیٹیان ایک کے نام پر بیٹھی ہین تو کیسا آئے دن یار کیا کرتی ہین پس یہ تمھین کو مبارک ہے مین تم سے صاف صاف کہے دیتی ہون اگر تم ان خداپرستون کے قتل سے باز رہو اور جسطرف سے آئی ہو اسیطرف چلی جاؤ تو خیر ہے ورنہ ممکن نہین کہ میری موجودگی مین شہر بلخ کے مور و ملخ کو بھی تم ایذا پہونچا سکو اور جہان تک ممکن ہو گا مین تمھارے قتل مین کوئی دقیقہ فروگذاشت نکرون گی اور تمکو بھی قسم ہو اپنے دین و مذہب کی کہ تم میرے قتل مین بھی کوئی کمی نکرنا اسلیے کہ مین خود جینے سے عاجز ہون اور زندگی سے تنگ ہون یہ لکھکر اسی تیلی کے حوالہ کیا تیلی جواب نامہ لیکر مبہوت جادو کے پاس آئی اور نامہ دیا مبہوت جادو نے نامہ اس تیلی کے ہاتھ سے لیکر پڑھا اور مضمون نامہ دیکھکر نہایت غیض و غضب مین آئی کہ اس چھوکری کی شامتین آئی ہین لو اور سنو چھوٹا منہ اور بڑی بات اسنے حکم دیا کہ بجے طبل جنگی اسی وقت نقارہ رزمی پر چوب لگی اور آواز نقارہ کے گرجنے کی خبر اہل اسلام کو ہوئی یہان بھی کوس حربی نوازش مین آیا شعر ز نقارہ آواز آمد برون کہ دو نشست و قسمت گردون دون ۞ دونون لشکرون مین تیاری جنگ ہونے لگی ہوشیار بلخی نے محروق جادو سے کہا کہ مجھے ایک بات کا تعجب ہے وہ یہ کہ دستور لشکر ساحران کا یہ ہے کہ جب انکو کسی سے مقابلہ کرنا ہوتا ہے تو وہ سحر اپنے جگاتے ہین بیرون کو قوت دیتے ہین آپ آج خاموش بیٹھی ہین کہ لبون کو جنبش تک نہین محروق جادو نے کہا اے ہوشیار مین نے ایک مدت سے سحر ترک کر دیا ہے مگر تو بہ نہین کی تھی اسی دن کے واسطے کہ مبادا لشکر اسلام پر کوئی وقت نازک آپڑا تو مین جانبازی کرونگی اور انکو بچاؤنگی وہی ہوا کہ وہ دن پیش آگیا اب جو خدا کرے گا وہ میدان جنگ مین ہو گا اب ہوشیار بلخی نے توسن جادو و طاوس جادو کی طرف دیکھا انھون نے بھی یہی جواب دیا ہوشیار بلخی خاموش ہو رہا ادھر مبہوت جادو نے لشکر سے علیحدہ خیمہ اپنا برپا کیا اور ساحرون کو اپنے گرد خیمہ کے جمع کرکے سحر جگانا شروع کیا راوی بیان کرتا ہے کہ اسطرف گروہ گروہ نابکار کافران غدار رات بھر جوگ روگ مین سرگرم رہے حلوا کیا پکاتے وہ خام عقل یہی وضع کہ دل انکے زم تھے نہایت ہی بے شرم تھے آگ کے شعلہ کی سربلندی سے خودپسندی صاف روشن تھی اہل اسلام کے نام سے دو ناری جلتے تھے سب آتش پرست تھے نشہ جرات ان روباہ خصالون کے آگے شیر بیشہ شجاعت کی پست تھے کوئی کچھ بڑبڑاتا یہ کلمہ زبان پر لاتا کہ یا بھوانی مہارانی کرشمہ تازہ دکھاؤ تو دھرم بچے اور جیوٹے اور کوئی کہتا تھا کہ یا گنگا مائی ہر جانی تیری دوہائی ہمارے سر پر آفت آئی اور کوئی تلک دھاری اپنی باری یون بڑبڑاتا تھا کہ مرے سحر کا کبوتر تیز پر ہو تمام خداپرستون کو جلا آئے غرض یہ بد ذات ایسے کلمات لوح و لچر بکتے رہے اور آپس مین خیالی پلاؤ پکاتے رہے ناگہان دیکھا کہ فراش سپہر خرامد مہر سنگر و دیگری پیشتر چادر نور لیکر بدستور فلک نیلوفری پر پہونچا اور یکایک آفتاب عالمتاب نے دامن سحاب شب کو چہرہ سے دور کیا اور تمام عالم ایجاد کو نور سے معمور کیا از زمین تا سپہر برین ضیا حسن جبین پر تو نور رخسار سے تطلع

انوار کیا مگر ماہ تابان آمد مہر درخشان سے بشکل حیران بے سروسامان روان ہو کر دامن کہکشان میں پنہان ہوا شور مہتاب ہوا گم فلک نیلوفری سے پھولا گل خورشید نسیم سحر لائے ۔ صبح شام خدا پرستوں نے فریضہ سحری کو ادا کرکے رخ میدان کارزار کا کیا اسطرف ملکہ محروق جادو و توسن جادو و طاؤس جادو آکے میدان میں قائم ہوئیں ادھر سے بھوت جادو فوج ساحران غدار اپنے ہمراہ لیے ہوئے میدان میں آکر صف آرا ہوئی بعد آراستگی صفوف قتال وجدال نقیب منصب دیگر نکل گئے تھے کہ بھوت جادو کے لشکر میں دفلے اور ڈیرو بجنے لگے سنکھ پھنکنے لگے ہر طرف ترسول پنسول چمک رہے تھے ساحر جانوران سحر پر سوار ماتھوں پر قشقے کھینچے ہوئے ٹیکے سیندور کے دیے ہوئے زنار گلوں میں پڑے ہوئے جھولیاں سحر کی کاندھوں پر لٹکتی ہوئی نعرہ یا سامری یا جمشید کے بلند کرنے لگے بھوت جادو ایک بندریا کا بچہ اپنے کاندھے پر بٹھائے ہوئے تھی کہ ایک مرتبہ ایک ساحر لشکر بھوت جادو سے نکلا اور میدان جنگ کی طرف اشارہ کرکے کچھ اسم سحر دم کیا اور ایک ٹکڑا ابر کا جھولی سے نکالکر پھینکدیا دیکھا کہ وہ ٹکڑا چمک کر چلا اور تمام میدان کی جھاڑی جھنڈی کاٹ کر میدان کو صاف کر دیا اب اس ساحر نے پھر کچھ اسم پڑھا اور دستک دی دیکھا کہ ایک جانب سے جھونکا ہوا کا پیدا ہوا اور تمام خس و خاشاک کو سمیٹ کر ایک طرف کرتا ہوا نکلا چلا گیا پھر اسنے کچھ اسم سحر پڑھکر زمین پر ایک دو ہتڑ مارا کہ زلزلہ سا پیدا ہوا اور تمام پستی و بلندی زمین برابر ہو گئی جسوقت میدان مثل آئینہ کے ہموار ہو گیا تو یہ ساحر پلٹ کر صف لشکر میں شامل ہو گیا اب بھوت جادو نے آواز دی کہ کون مقابلہ کو آئیگا محروق جادو نے جواب دیا کہ جسکو نکلنا ہوگا وہ بروقت نکلے گا آپ پہلے سے کیوں پوچھتی ہیں جسوقت کوئی میدان میں آئیگا یا کوئی علامت سحر ظاہر ہوگی اسوقت جس سے جو ہو سکے گا وہ کرے گا یہ سنکر بھوت جادو نے شام جادو کی طرف دیکھا شام جادو اپنا مرکب چمکا کر میدان میں آیا اور مبارز طلب کیا لشکر اسلام سے توسن جادو نکلی اور سامنے شام جادو کے پہونچی اور آواز دی کہ او کافر کیا کہتا ہے شام جادو نے کچھ اسم سحر پڑھا اور ایک دو گز زلزلہ سا پیدا ہوا اسنے آواز دی کہ اے زمین نگل لے توسن جادو کو بس اسکا آواز دینا تھا کہ زمین شق ہوئی اور توسن جادو مع توسن سحر غرق زمین ہونے لگی بس توسن جادو نے زمین میں غرق ہوتے ہوتے کچھ اسم سحر شروع کیا اسم تمام ہونے اسوقت تک تو یہ زمین میں دھنستی چلی گئی جیسے اسم سحر ختم ہوا اب توسن جادو تڑپی اور برابر شام جادو کے نکلی دونوں پاؤں شام جادو کے پکڑ کر کچھ اسم سحر پڑھکر جو اشارہ کیا چیر کر پھینکدیا بس اسکا مرنا تھا کہ صدائے گیر ودار بلند ہوئی آتشبازی و برف باری دیر تک ہوا کی بعد کچھ دیر کے آواز پیدا ہوئی کہ کشتی مرا نام من شام جادو بود حیف مردیم و جان دادیم و بمطلب خود نرسیدیم جسوقت لاش اسکی تلاش جہنم میں پھڑک پھڑک کر سرد ہوئی اور پھر اسکی خاک اڑ کر کھلی گئی تو وہ تاریکی سحر برطرف ہوئی توسن جادو پلٹ کر لشکر اسلام میں آئی محروق جادو نے نہایت تعریف کی اور کہا کہ آج تمنے نیک رکھ لی اور نام طلسم جان بن جان کا روشن کر دیا توسن جادو نے سلام کیا اور کہا کہ میں ایک مدت سے سحر ترک کر دیا تھا اب وہ بات تو کہاں مگر خیر تم لوگوں کی دعا سے اتنا ہو کہ ایسے ایسے ساحروں کے لیے یہ چھوٹا موٹا سحر بھی بہت ہے محروق نے کہا کیوں نہ ہو یہ پہلے کے . ریاضتوں کا پھل ہے؟

بہوت جادو نے جو دیکھا کہ ایک ساحر میرا مارا گیا دوسرے ساحر کو حکم دیا نام اسکا خیام جادو تھا میدان میں آیا اور مبارز طلب کیا اسطرف سے ملکۂ طاؤس جادو بانند طاؤس طنازی کے اپنا طاؤس سحر اڑا کر میدان میں آئی اور سامنے خیام جادو کے پہونچکر آواز دی کہ او خیام جادو تیری بھی یہ حقیقت ہوئی کہ آج تو ہمارے سامنے آیا ہی اور ری بہوت جادو اب تمکو اسقدر غرور ہوا کہ خود مقابلہ کو نہیں نکلتی اپنے سرداروں کو ہمارے مقابلہ کے لیے بھیجتی ہو یہ ہمارا کیا کرلیں گے ہر چند کہ جتنے اب اس کام کو ترک کردیا ہی اور لائق مقابلہ نہیں رہے مگر ہمارا چھوٹا ہوا سحر بھی ایسے ایسے ساحروں کو کافی ہی بہوت جادو نے کہا کہ جتنے خداوند ساحری کو ذلیل سمجھا تم انکو ذلیل سمجھتے ہیں جس سحر کو برا سمجھکر ترک کیا ہی آج اچھی طرح اسکا مزا چکھو تاکہ تمکو بھی معلوم ہوجائے کہ جو ساحر ہمارے مقابلہ کے لائق نہ تھے اب ہم خود انکے مقابلہ کے قابل نہیں رہے ہیں خیام جادو کا نی ہی یہ سنکر طاؤس جادو کو نہایت غصہ آیا اور خیام جادو کا دماغ آسمان پر پہونچگیا پکارا کہ ملکہ ہماری سچ کہتی ہیں بھلا دیکھو تو اس سحر کو یہ کہکر اسنے کچھ بال اپنے سر کے توڑے اور کچھ سحر دم کرکے طاؤس جادو کی طرف پھینکے کہ وہ زمین پر گرتے ہی بشکل مار سیاہ ہو کر پیچ و تاب کھاتے ہوئے چلے یہ دیکھتے ہی طاؤس جادو نے اپنے طاؤس سحر پرے کو دیکھا اور اشارہ کیا کہ کھالو انکو کہ یہ تیری خوراک ہی بس اشارہ کرتے ہی وہ طاؤس جا پڑا اور سانپوں کو نگلنے لگا ہر چند خیام جادو نے سحر کیا مگر کچھ نہوا طاؤس ان تمام سانپوں کو نگل گیا اب طاؤس جادو نے اشارہ کیا کہ جا اور خیام جادو کو بھی کھالو کہ گوشت اسکا بھی مثل گوشت انہی کے ہی یہ اشارہ پاتے ہی طاؤس سحر خیام جادو کی طرف چلا خیام جادو نے ایک ناریل جھولی سے نکالا اور کچھ اسم سحر دم کرکے اس طاؤس پر مارا کہ وہ ناریل پھٹا اور دھواں پیدا ہوا اہل لشکر نے دیکھا کہ دھوئیں کے اندر ایک پنجرا معلوم ہوتا ہی اور طاؤس اس قفس میں بند ہی یہ دیکھتے ہی طاؤس جادو نے ایک ترنج سحر جھولی سے نکال کر کچھ اسم سحر پڑھکر دم کیا اور آواز دی کہ توڑ دے قفس کو اور رہا کردے اس طاؤس کو وہ ترنج سحر جو گر پڑتا ہی تیلیاں قفس کی ٹوٹ گئیں اور قفس جلکر خاک ہوا مخروق جادو نے تعریف کی کہ کیا خوب سحر کیا ہی کہ قفس جل گیا اور طاؤس کے پروں پر بھی داغ نہ لگا اب وہ طاؤس خیام جادو کی طرف پھر چلا خیام جادو نے جلدی سے کچھ اسم سحر پڑھکر اپنے گرد حصار کھینچا اور دستک دی دیکھا کہ چار تیلیاں ایک چھوٹا سا خیمہ لیے ہوئے آئیں اور وہ خیمہ برپا کر دیا خیام جادو اس خیمہ میں داخل ہوا طاؤس چاہتا تھا کہ اندر خیمہ کے خیام جادو کا کام تمام کردے دیکھا چاروں تیلیاں جال ہاتھوں میں لیے ہوئے آئیں اور طاؤس پر جال مارا طاؤس جادو نے کہا کہ خدا کی قدرت ہی کہ آج یہ ساحر ہمارے سحر کے جواب دے رہا ہی کہ جسکو ایک سحر کا روکنا دشوار تھا پس جیسے ہی وہ تیلیاں طاؤس کو جال میں پھانسکر کھینچیں بہوت جادو نے آواز دی کہ کیوں اے طاؤس جادو بس اسی سحر پر ختم بادشاہی طلسم جان بن جان کرتی تھیں اب بھی بہتر یہ ہی کہ اطاعت میری اختیار کرو اور دوستی خداپرستان سے ہاتھ اٹھاؤ میں تمکو پھر اسی درجہ پر پہونچا دونگی ورنہ آج ہی نام طلسم جان بن جان کا دنیا سے مٹ جائے گا اور تم زندہ پلٹ کر یہاں سے نہ جا سکوگی یہ سنکر طاؤس جادو نے کہا کہ اے بہوت جادو خدا کی قدرت ہی کہ آج تم اس طرح کے کلمات زبان سے

نکال رہی ہو کبھی اسکے پہلے تمنے مقابلہ نہ کیا جبکہ ہمارے سحر تیار تھے کیا اُس وقت تمھین معلوم نہ تھا کہ ہم مطیع اسلام ہین مگر اُس وقت تم کیا سمجھکر سامنے آئین جانتی تھین کہ مقابلہ ان لوگون سے آسان نہین ہو اور یہ حرامزادہ خیام جادو میرا کیا کرسکتا ہو یہ کہکر دستک دی کہ ایک پتلا سحر کا پیدا ہوا اور آواز دی کہ کیا حکم ہوتا ہو طاؤس جادو نے کہا کہ جا اور ان چارون پتلیون کو پھونک دے اور آپ بھی لجا بس یہ سنتا تھا کہ وہ پتلا تڑپ کر چلا اور پتلیان اس پتلے کو آتے ہوئے دیکھکر بھاگین پتلا مانند بلاے ناگہانی کے قریب پہونچ گیا اور ایک ڈبیا اسکے ہاتھ مین تھی وہ کھولی شعلہ آتش ڈبیا سے نکلا اور ان پتلیون پر گرا اور چارون کو جلا دیا طاؤس بھی جلنے لگا خیام جادو نے کچھ پڑھکر ایک ترنج کھینچ مارا کہ وہ پتلا بھی جلا اب یہ چھوٹون شعلے ایک ہو کر طاؤس جادو کی طرف چلے طاؤس جادو نے جلدی سے زبان مین نشتر دیا اور خون چلوؤن مین لیکر اُس شعلہ پر مارا کہ وہ تھرتھرایا کہا لیتا مین خیام جادو بس یہ سنتے ہی وہ شعلہ بھڑک کر چلا اور خیام جادو نے جھول سے ترنج نارنج کھینچ کھینچ کر مارنا شروع کیا لیکن وہ شعلہ کو کسیطرح دریا آخرکار یہ ملعون بھاگا اور شعلے نے اسکا تعاقب کیا یہان تک کہ یہ اپنے لشکر مین چلا گیا اور ایک ساحر کے پیچھے چھپا شعلہ جو گرتا ہو دونون کو جلا کر خاک کیا ایک آندھی چلی اور خاک اڑی دیر تک آتشباری و برف باری ہوئی تاریکی چھائی رہی شعلہ سحر نے اسی تاریکی مین اپنا کام کیا کہ جابجا چمک چمک کر گرنے لگا اور ساحرون کو پھونکنے لگا اور آوازین پیدا ہونے لگین کہ کشتی مرا نام فلان بود و فلان بود یہ رنگ دیکھکر مبہوت جادو بد حواس ہو گئی اور جلدی سے اسنے کچھ اسم پڑھکر دستک دی دیکھا کہ ایک زنگی شیشہ لیئے ہوئے پیدا ہوا کہا کہ ارے اس شعلے کو یہ سنتے ہی وہ زنگی قریب شعلہ کے آیا اور شیشہ سامنے کرکے آواز دی کہ بس او ظالم بہتون کو تونے مارا اب ادھر آ شعلہ جھلا کر اس شیشہ مین اُتر آیا اور ڈاٹ لگا کر زنگی مبہوت جادو کے پاس آیا مبہوت جادو نے شیشہ اسکے ہاتھ سے لیلیا اور کہا کہ بس اب تو جا یہان ٹھہرنا تیرا مناسب نہین ہو اسلئے ابھی ایک مرتبہ تجھے اور آنا ہوگا یہ سنکر وہ زنگی تو جانب صحرا روانہ ہوا یہان مبہوت جادو نے نشتر اپنی چھنگلیا مین دیا اور خون اسکا اس شیشہ مین ٹپکایا اور کہا کہ اے شعلہ بس اب کام طاؤس جادو کا تمام کر اور بعد اسکے تمام لشکر اسلام کو غارت کر کہ اب یہ سب تیرے دشمن ہین یہ سنتا تھا کہ وہ شعلہ طاؤس جادو کی طرف چلا یہان طاؤس جادو نے جلدی سے ایک اسم سحر پڑھکر ٹکڑا روئی کا پھینکا اور چھینٹا پانی کا دیا کہ وہ ابر بنکر اُس شعلہ کی طرف چلا شعلہ ابر کو دیکھکر بلند ہوا اور دامن ابر سے لپٹ گیا دیکھا سب نے کہ ابر مین آگ لگ گئی اور مانند پنبہ جلکر خاک ہوا اور اب جو شعلہ چمک کر طاؤس جادو پر گرتا ہو تو جسم مین اُسکے آگ لگ گئی طاؤس جادو جلنے لگی تو سن جادو نے جھپٹ کر ایک شیشہ پانی کا بھرا ہوا طاؤس جادو پر کھینچ مارا کہ وہ شعلہ تو فرو ہو گیا مگر طاؤس جادو بیہوش ہو گئی چھالے تمام جسم مین پڑ گئے تھے محروق جادو جلدی سے قریب طاؤس جادو کے آئی اور ایک ڈبیا جھولی سے نکال کر مرہم جمشیدی زخمون پر طاؤس جادو کے لگایا کہ یہ فوراً اچھی ہو گئی تمام زخمون سے انگور بندھ گئے یہ دیکھکر مبہوت جادو کو نہایت غصہ آیا اور پکاری کہ او چھوکری معلوم ہوا کہ اب بغیر میرے نکلے ہوئے کام نہ چلے گا اور یہ

لڑائی فتح ہو گی یہ کہتی ہی اپنا تخت سحر اڑا کر میدان میں آئی اور کہا کہ اب جسے نکلنا ہو وہ نکلے محروق جادو نے کہا کہ تمھارے واسطے میں موجود ہوں یہ کہکر اپنی صف سے نکلکر سامنے مبہوت جادو کے آئی مبہوت جادو نے کچھ اسم سحر پڑھکر دستک دی کہ جانب آسمان سے ایک ابر پیدا ہوا اور اس ابر سے ایک برق چمک کر محروق جادو پر چلی محروق جادو پاؤن مارکر غرق زمین ہو گئی برق جو خالی پھری کڑک کر مبہوت جادو کی طرف چلی محروق جادو زمین سے شعلہ بنکر نکلی اور وہ اس ابر پر جا کر گری اور ابر میں آگ لگ گئی اور وہ ابر شعلہ ہو کر مبہوت جادو کی طرف چلا اب محروق جادو اپنے مقام پر آکر کھڑی ہوئی اور سحر پڑھ پڑھ کر اس شعلے پر دم دے رہی ہے اور شعلہ مانند تیر شہاب کے تیز ہوتا ہوا چلا جاتا ہے مبہوت جادو نے جو دیکھا کہ محروق نے تیرے سحر کو مجھ پر پلٹا دیا ادھر تو برق چمک کر آئی ادھر شعلے دونوں برابر آگے پیچھے آتے ہیں پس اسنے جلدی سے بذربا کے بچہ کو ایک گھونسا مارا کہ اسنے منہ کھول دیا اور برق چمک کر اسکے دہن میں گری اور غائب ہو گئی اور اب یہ جھپٹی اور شعلہ کو بھی پکڑ کر کھا گئی محروق جادو نے جو دیکھا کہ مبہوت جادو نے اپنے سحر کو مٹا دیا پس جلدی سے کچھ اسم سحر پڑھکر آواز دی کہ کہاں ہے جار لشکر اے سپہ سالار فوج افسون لینا موت آئینہ پرست کو کہ بار افساد اسی ملعون کی ذات کا ہے یہ آواز ہوتے ہی جانب صحرا سے تیرہ گرد غلیظ بلند ہوا سب دیکھنے لگے کہ کون آتا ہے معلوم ہوتا تھا کہ زیر آسمان اک آسمان خاکی پیدا ہو گیا ہے یہاں تک کہ اڑتے اڑتے وہ ابر گرد کا شگافتہ ہوا اور دل گرد سے ڈیڑھ لاکھ سوار پیدا ہوئے آگے آگے انکے ایک پہلوان تلوار کھینچے ہوئے یہ سب کے سب لشکر موت آئینہ پرست پر گرے اور قتل کرنا شروع کیا اور افسر فوج نے نعرہ کیا کہ منم جاموشش تیغزن باشش او قرسان موت آئینہ پرست کہاں جاتا ہے میرے ہاتھ سے یہ کہتا ہوا اور تلواریں مارتا ہوا چلا جو سامنے آیا دو ٹکڑے کیے صفوں کو توڑتا اور پروں کو پسپا کرتا ہوا چلا ہی جاتا ہے ہرچند کہ موت آئینہ پرست کے ساتھ بڑا لشکر ہے اور نہایت زبردست پہلوان ہمراہ ہیں مگر جاموشش تیغزن کسی سے نہیں رکتا اور قتل کرتا چلا جاتا ہے اب جو خیال کر کے دیکھا تو تلواریں برس رہی ہیں مگر یہ کسی کے وار سے نہیں رکتا بلکہ برابر اسکے جسم پر تلواریں پڑ رہی ہیں مگر خط بھی نہیں پڑتا اور یہ جسکو ہاتھ مارتا ہے سپر کو قلم کر کے خود دولختہ فرق جین زرہ کوپ وغیرہ کو کاٹ کر چار آئینہ جوشن زنجیر کمر زین فرس وغیرہ فرس کو کاٹکر تلوار زمین پر رکھتی ہے یہ دیکھکر مبہوت جادو سمجھی کہ شاید یہ فوج سحر ہے پہلے بگمان نہ تھا پس اسنے اپنے ساحروں سے کہا کہ لینا انکو جانے نہ پائیں ساحر ترنج نارنج گولے فلاخنیں کی سوئیونکا سے لیکر جھپٹے اور سحر کرنا شروع کیے آگ برسائی برقیں گرائیں تیر برسائے دریائے سحر بہایا مگر یہ فوج کسی سے نہ رکی اور کوئی حربہ اسپر کارگر نہ ہو سکا اب تو موت آئینہ پرست چلائی کہ اے مبہوت جادو اب میں کیا کروں کہ مبہوت جادو نے کہا کہ گھبرا کیوں جاتا ہے اور اپنے ساحروں سے کہا کہ پلٹ آؤ معلوم ہو گیا کہ یہ فوج ساحران ہی نہیں ہے بلکہ لشکر سحر ہے ساحر پلٹ آئے اور وہ لشکر بسیار قتل کرتا ہوا چلا ہی جاتا ہے اب مبہوت جادو نے محروق جادو کی طرف دیکھکر بہت تعریف کی اور کہا کہ واقع میں کیا اچھا دھوکا رکھا ہے کہ مجھے بھی یہ شبہ ہوا کہ یہ فوج سحر نہیں ہے پس اسنے بھی کچھ اسم سحر پڑھکر دستک دی اور پکاری کہ اے اہل لشکر افسون تبر دار کہاں ہو آؤ اور اپنے ہم نبرد سے سامنا کر دکھاؤ اوسی طرح

دوسری گرد اوڑی اور اُس گرد سے بھی ڈیڑھ لاکھ سوار پیدا ہوئے اور آکر لشکر جاموش پر گرنے لگا تیر اُنکی تلوار چلنے لگی اور افسر فوج یعنی افسون تبردار سامنے جاموش تیغ زن کے پہونچا اور پکارا کہ او جاموش کہا کمزور پاکر تو نے قتل و تیغ کرنا شروع کیا برابر والے سے لڑ تجکو جواب ملے یہ سنکر جاموش تیغ زن اسکی طرف لپکا اور کہا کہ آ تو ہی آ افسون تبردار نے جھپٹ کر تیر مارا جاموش تیغ زن نے اپنا سر آگے بڑھا دیا تیر پڑتے ہی سر اسکا شق ہوا اور دو دھارہ خون کا نکلکر سر پہ جاموش تبردار کے پڑا اُس خون نے شعلے کا کام کیا کہ افسون جلاکر خاک کردیا دونوں سپہ سالار جلکر خاک ہوئے اور یہی صورت فوج کی بھی ہوئی کہ جس تبردار نے تیغ زن کو مارا اور خون جسم سے نکلا وہ شعلہ بنکر گرا اور دونوں کو جلاکر خاک کردیا اور جس تیغ زن نے تبردار کو قتل کیا تبردار کا خون بھی شعلہ بنکر دامنگیر ہوا اور قصاص لیا اب دونوں لشکر تماشا لشکر سحر جنگ کا دیکھ رہے ہیں اہل اسلام تعریف محروق جادو کی کر رہے ہیں اور کفا مبہوت جادو کی تعریف کر رہے ہیں جس وقت یہ دونوں لشکر جلکر خاک ہوگئے تو صرف دو شعلے قائم رہ گئے باقی سب شعلے فرو ہوگئے بس جلدی سے محروق جادو نے کچھ اسم سحر پڑھا اور ان شعلوں کی طرف پھونک کر آواز دی کہ بس دشمنی کا وقت گیا اب دوستی کا زمانہ ہے تم دونوں ایک ہو جاؤ اور جو کام ملکر کروگے وہ خوب ہوگا شعر دو دل یک شود بشکند کوہ را ۔ پراگندگی آرد انبوہ را ۔ بس یہ سننا تھا کہ وہ دونوں شعلے لپک لپک کر ایک ہوگئے اب آواز دی محروق جادو نے کہ لینا مبہوت جادو کو دیکھا کہ شعلہ مانند برق چمک کر مبہوت جادو کی طرف چلا مبہوت جادو نے دیکھا کہ یہ سحر رد نہ ہوگا بس جلدی سے کچھ اسم سحر پڑھکر آواز دی کہ اے زنگار جادو آ کہ وقت تیرا ہی ہے بس یہ کلمہ زبان سے ختم ہوتے ہی زمین شق ہوئی اور ایک زنگی شیشہ خالی ہاتھ میں لیے ہوئے پیدا ہوا اور اُس شعلہ کی طرف دیکھکر آواز دی کہ ادھر کہاں جاتا ہے ادھر آ تھوڑی دیر دم لے شعلے سے آواز آئی کہ تو مجھے کیوں بلاتا ہے میں جسطرف جاؤنگا اپنا کام کرونگا آپ میں کسیکا دوست نہیں ہوں یہ کہکر زنگار جادو کی طرف چلا مبہوت جادو نے جلدی سے ٹانگیں بندریا کے بچہ کی چیر کر اُس شعلہ پہ کھینچ ماری بندریا تو جلکر خاک ہوئی اور شعلہ قائم ہوکر ٹھہرا مبہوت جادو نے آواز دی کہ لے محروق جادو کو شعلہ چمک کر محروق جادو کیطرف چلا اور زنگار جادو شیشہ لیے ہوئے شعلہ کے ساتھ ساتھ چلا جیسے ہی شعلہ قریب محروق جادو کے پہونچا محروق جادو نے رگ دست میں نشتر دیکر خون نکالا اور چلو میں لیکر کچھ اسم سحر دم کرکے شعلہ پہ کھینچ مارا اور آواز دی کہ بس تھم اسی جگہ شعلہ اسی مقام پہ قائم ہوگیا یہ معلوم ہوتا تھا کہ ایک ستارہ درخشاں ہے زنگار جادو نے سحر کیا کہ شعلہ شیشے میں آسکے ممکن نہ ہوا اب یہ حیران حیران مبہوت جادو کیطرف دیکھنے لگا مبہوت جادو نے کہا اے محروق اس سے کیا فائدہ کہ تو نے سحر کو بند کردیا کہ اب نہ یہ تیرا کچھ کریگا نہ میرا محروق جادو نے کہا اب جسکی قضا ہے یہ اسکا کام تمام کریگا آج شہر بلخ کا خاتمہ ہے اور دریا حوت کا خاتمہ ہے یہ کہکر اپنے جھولی سے ایک پتلی چیل کی نکالی ہاتھ میں اسکے ایک مشعل تھی محروق جادو نے چند پھول گلاب کے لیکر کچھ اسم سحر پڑھکر اُس پتلی پہ کھینچ مارا اور کہا کہ اے مشعل دار جا اور مشعل اپنی دشمن مبہوت کے پاؤں میں آگ لگا دے بس یہ سنتے ہی وہ پتلی تڑپ کر

اُٹھی اور مشعل ابھی اُسی شعلہ کے قریب لائی شعلہ اپنی جگہ پر قائم رہا اور مشعل جلنے لگی تیلی چمک کر مبہوت جادو کی طرف چلی مبہوت جادو نے جو دیکھا کہ یہ بلا کی طرح چلی آتی ہے دل میں سوچی کہ غضب ہوا اسکا رُکنا دشوار ہے جلدی سے پاؤں مار کر غرق زمین ہو گئی تیلی نے اسکے تخت سحر میں آگ لگا دی اور آپ پلٹ کر محروق جادو کی طرف چلی محروق جادو نے کہا کہ ای طاؤس جادو غضب ہوا اب یہ سحر میرے روکے رکنے والا نہیں ہے کیونکہ اسکا رد ہونا ممکن ہی نہیں مگر میں نے بڑی غلطی کی کہ زمین سخت کر دی کہ مبہوت بھاگ نہ سکتی تھی اور ترک عادت کی وجہ سے ہوا طاؤس جادو نے کہا کہ پھر آپ ہی غرق زمین ہو جائیے محروق نے کہا کہ یہ تو غیر ممکن ہے اگر یہ شعلہ مجھکو نہ پاویگا تو لشکر اسلام کو غارت کریگا بڑے افسوس کی بات ہے کہ لشکر اسلام میرے سحر سے میری زندگی میں برباد نہ ہو یہ کہہ رہی تھی کہ اُس تیلی نے آتے ہی مشعل محروق جادو پر کھینچ ماری تمام جسم میں آگ لگ گئی اور محروق جادو جلنے لگی توسن جادو اور طاؤس جادو نے ہر چند سحر کیے مگر کچھ نہ ہو سکا محروق جلکر خاک ہو گئی اب اُس تیلی نے وہی مشعل پھر اُٹھالی اور توسن جادو کی طرف چلی توسن جادو اور طاؤس جادو نے چاہا کہ زمین میں غرق ہو جائیں لیکن زمین سخت ہو گئی یہ سحر مبہوت جادو کا تھا جب تک یہ دونوں رد سحر کرتے زمین کو نرم کرنے میں رہیں یہ تیلی قریب آ گئی اور مشعل کھینچ ماری توسن جادو و طاؤس جادو بھی جلنے لگیں یہاں تک کہ یہ بھی جلکر خاک ہو گئیں اب وہ تیلی پلٹ کر مبہوت جادو کی طرف چلی مبہوت جادو جھپٹ کر قریب اُس شعلہ کے آئی جو الاسے ہوا قائم تھا اور اسنے اپنی زبان میں نشتر دیکر خون نکالا اور اُس شعلہ پر مارا اور کہا کہ اس تیلی کو شعلہ چاٹ کر اُس تیلی پر گرا تیلی مع مشعل جلکر خاک ہو گئی بس تیلی کا مرنا تھا کہ مبہوت جادو نے شعلہ سے اشارہ کیا کہ لشکر اسلام کو بس یہ سننا تھا کہ وہ شعلہ لشکر اسلام کی طرف چلا اور ایک ابر سرخ رنگ ہو کر محیط ہو گیا انواع کا تلاطم مچ گیا اور لوگ بھاگنے لگے لیکن اس شعلہ نے انکو پہلے جلایا جو لشکر سے الگ ہوا لیکن جو بیچ میں تھے وہ اسیطرح کھڑے رہے اور جلا کیے عجب طرح کا ہنگامہ لشکر اسلام میں برپا تھا کہ لوگ جل رہے تھے ہر طرف سے صدائے اشہد ان لا الہ الا اللہ و محمد رسول اللہ بلند تھی ایک دوسرے کو اپنے اسلام کا شاہد کر رہا تھا اور کہہ رہا تھا کہ ہم مرتے مرتے اس دین مبین پر قائم رہے کہاں تک بیان کیا جائے کہ تمام لشکر مع ہوشیار بلخی وگشتیار بلخی جلکر خاک ہو گیا اور کوئی جانور تک نہ بچا تمام قلعہ و شہر ویران ہو گیا یہ معلوم ہوتا تھا کہ ہزار ہا برس سے یہاں کوئی ذی روح نہیں رہتا ہے جس وقت تک یہ شعلہ شہر بلخ کی بربادی میں مصروف رہا اتنے عرصہ میں مبہوت جادو نے ایک اسم سحر زنگار جادو کو تعلیم کیا اور کہا کہ زمین پر شیشہ رکھکر یہ اسم پڑھنا شعلہ اسمیں سے اُتر کرے گا اور تمہارا تابع رہیگا اور جس وقت تعین نہ پائیگا یا اگر کوئی شخص تجھسے یہ شیشہ کسیطرح چھین لیگا تو اسکے تابع ہو جائیگا تمکو چاہیے کہ اسکو تم بڑی ہوشیاری سے اپنے پاس رکھو زنگار جادو نے اسیطرح شیشہ زمین پر رکھکر اسم سحر پڑھنا شروع کیا وہاں شعلہ شہر بلخ کو جلا کر حوت آئینہ پرست کیطرف پلٹا کہ اسے پھونک دے یہی علامت شہر بلخ کے بربادی پر دال تھی لیکن زنگار جادو جو پہلے سے اسم پڑھ رہا تھا شعلہ کو دیکھکر اشارہ کیا کہ آ اور اس شیشہ میں قیام کر بس شعلہ سمٹ کر اس شیشہ میں اُتر آیا زنگار جادو نے ڈاٹ شیشے میں لگائی اور پاس مبہوت جادو کے آیا مبہوت جادو نے شیشہ ہاتھ سے زنگار جادو کے لیا اور سامنے حوت آئینہ پرست کے آئی فوج کفار میں نقارہ فتح کا

لوگ خوشی کرنے لگے اور مبہوت جادو نے وہ شیشۂ سحر آگین جوت آئینہ پرست کو دکھایا اور کہا کہ یہ سحر نہایت زبردست تیار ہو گیا ہے اب یہ تمام ممالک اسلام پھونک دینے کو کافی ہے اب یہ کفار تو مصروف جشن ہوئے ہین لیکن کچھ حال اجروس جنی کا بیان کیا جاتا ہے کہ اتفاق سے یہ اسطرف آنکلا تو اسوقت پہونچا جبکہ تمام شہر بلخ برباد ہو چکا تھا ہر جگہ راکھ کا ڈھیر تھا اجروس جنی روتا ہوا زمین پر اترا اور آنکھین راکھ کے تودون کو مزار عزیزان سمجھکر فاتحہ پڑھا اور اب ہیئت اپنی تبدیل کر کے داخل لشکر کفار ہوا اور حالات دریافت کر کے روتا پیٹتا خدمت مین اپنے باپ مکلل خان جادو کے روانہ ہوا جسوقت نظر مکلل خان کی اجروس جنی پر پڑی سے کہا اے فرزند کیا ہے تو اسقدر کیون پریشان ہے اجروس نے بیان کیا کہ عجب تباہی خدا پرستون پر آئی ہوئی ہے جسقدر ممالک اسلام تھے انہین سے آدھے بھی نہین رہے اور بعض تو ایسے تباہ ہوئے ہین کہ اب آبادی آنکی ناممکن ہے ایک متنفس بھی نہین بچا ہے بلکہ عمارتین تک نیست و نابود ہو گئی ہین اور جو شہر کہ آباد ہین وہ بھی چراغ سحری ہو رہے ہین آنکے بچنے کی بھی کوئی امید نہین اسلیے کہ ابھی ابھی میرا گذر شہر بلخ کی جانب ہوا تو مین نے دیکھا لشکر جوت آئینہ پرست کا صحراے بلخ مین اترا ہوا ہے کفار مصروف جشن ہین اور شہر بلخ تمام پھنکا ہوا پڑا ہے کوئی ذی حیات نہین بچا مبہوت جادو نے سبکو پھونک دیا دریافت کرنے سے معلوم ہوا کہ اس سے پہلے مبہوت جادو سمرقند کو برباد کر کے آئی تھی دوسری جانب خونخوار بن دجال شہر مرصع حصار سے قلعہ گیلان تک خدا پرستون کا استیصال کرتا ہوا پہونچا ہے اور وہان سے شہر اردبیل کو روانہ ہوا ہے تمام رفیقان حمزہ صاحبقران قتل ہو گئے اور ملک برباد ہو گئے اور ان سبکا ارادہ ہے کہ اب چلکر قلعہ ذو الامان کو بھی برباد کرین جہان ناموس حمزہ صاحبقران کے پناہ گزین ہین یہ سنکر مکلل خان جادو بہت روئے اور کہا کہ معلوم ہوتا ہے کہ پیمانہ عمر ہمارا بھی لبریز ہوا بعد اسکے فوج کو تیاری کا حکم دیا کہ بندیان ہونے لگین دوسرے روز مکلل خان جادو مع لشکر کوچ کر کے جانب قلعہ ذو الامان روانہ ہوا کہ اسکا حال بر وقت پہونچنے کے بیان کیا جائیگا آمدم بر سر مطلب کہ بیان جوت آئینہ پرست جشن سے فرصت کر کے جانب شہر ختن روانہ ہوا بعد طے مراحل و قطع منازل جسوقت قریب شہر ختن کے پہونچا تو فوج کو اتارا خیمہ برپا کیا خبر یعقوب شاہ ختنی کو ہوئی یعقوب شاہ نے کہا کہ کچھ پروا نہین ہے الحمد اللہ کہ مرتبہ شہادت حاصل ہوگا اگر بستر خواب پر ہلاک ہوتے تو کیا ملتا اور مرنا ہر طرح ہے کیونکہ اب سوا مرنے کے اور کیا باقی ہے شعر گذری جوانی پیری ہوئی آشکار ہے ٭ اب جیت پچھلی رات کا کیا اعتبار ہے ٭ لیکن جوت آئینہ پرست نے شب تو براحت و آرام بسر کی اور صبح کو بارگاہ مین آکر بیٹھا اور رزباد وشتر لب کو نامہ دیا کہ جا کر جواب اسکا لاؤ رزباد وشتر لب نے نامہ سر سے باندھا اور تھوڑی سی فوج ہمراہ لیکر جانب قلعہ ختن روانہ ہوا اہل قلعہ نے جو رزباد کو اسطرف آتے ہوئے دیکھا یعقوب شاہ ختنی سے بیان کیا کہ ایک سردار تھوڑی سی فوج ہمراہ لیے ہوئے اسطرف آتا ہے یعقوب شاہ نے کہا دروازہ قلعہ کا کھول دو اور لاؤ مگر میرا معلوم ہوتا ہے کہ یہ کفار اپنے دل مین مجھکو

ضعیف و ناتوان سمجھکر اس ارادہ سے آتے ہین کہ قلعہ چھین لین تو مین ابھی ایسا نہین ہون
کہ کوئی سردار تھوڑی سی فوج لیکر قلعہ میرا لے لین اُن سے مقابلہ کرون گا اگر اندیشہ
تھا تو سحر کا تھا ان لوگون سے مجھے خوف نہین ہے ابھی جاکر اس ملعون کو مزا چاشنی مرگ
کا چکھاتا ہون یہ فرماکر مرکب پر سوار ہوئے اور قلعہ سے نکلے جسوقت یہ بیرون قلعہ آئے
اور ایک سوار نے آکر یعقوب شاہ ختنی سے بیان کیا کہ نامہ دار حوت آئینہ پرست کا
آیا ہے یعقوب شاہ ختنی نے کہا بلا لو جسوقت رزہاد شترلب سامنے آیا نامہ پیش کیا
یعقوب شاہ ختنی نے لفافہ چاک کیا اور نامہ پڑھا مضمون نامہ یہ تھا کہ اے یعقوب شاہ ختنی
بہتر یہ ہے کہ یا اطاعت میری اختیار کرو اور مذہب خداپرستی کو ترک کرو اور یا جنگ پر آمادہ ہو
مین نے شہر بلخ اور سمرقند دونون کو اب جلا دیا ہے کہ بلخ کا تو نشان تک باقی نہین رہا
اگر خلاف ورزی ہی ایسے اور کوئی امر ایسے ظہور مین آیا کہ تمنے اسلام کو نہ ترک کیا اور نہ
اطاعت میری اختیار کی تو یاد رکھنا کہ ایک ہی دن مین ختن کو بھی مثل بلخ کے پھونک
دونگا یعقوب شاہ نے دوات قلم طلب کرکے جواب پشت پر تحریر کردیا کہ او نامرد
تیرے ساتھ بڑے بڑے جوان ہین اور سرداران نامی ہین طبل بجوا اور میری انکی لڑائی کا تماشا دیکھ وہ لیا
کرتے ہین بار صفیکہ جوان ہین اور مین بدھا کس کس کو تیغ کرکے خاک مین ملاتا ہون اگر تو نے غیر ساحر
سے سحر کا مقابلہ کیا تو کیا لطف اور تبدیل مذہب وہ کرے جسکا مذہب باطل ہو ہم دین برحق رکھتے ہین
ترک کرین تو اختیار کسے کرین دیدہ و دانستہ راہ جنت کو نہ ترک کرینگے اور اپنے پاؤن سے جہنم مین جائینگے
جسوقت جواب نامہ تحریر کر چکے تو رزہاد شترلب کو دیا رزہاد نامہ لیکر پاس حوت آئینہ پرست کے آیا اور
نامہ پیش کیا یہان یعقوب شاہ ختنی پھر قلعہ مین واپس آئے اور تیاری لشکر کا حکم دیا کیونکہ
انکو یقین تھا کہ مین نے ایسے کلمات لکھے ہین کہ غیرت مین آکر یہ ملعون ضرور سردارون کو
برائے مقابلہ بھیجیگا جب مرنا ہر طرح ہے تو ہم بھی دل کا حوصلہ نکال لین اور دشمنون کو مارکر
مرین جو کافر کم ہوئے وہی سہی لیکن وہان نامہ حوت آئینہ پرست نے جو پڑھا اسکو نہایت
غصہ آیا کہا اے بھبوت جادو اہل ختن بہت ہی کج خلق سرکش معلوم ہوتے ہین کل ہم
اُس ملک کو بھی پھونک دو یہ سنکر سوماق تیز سر وغیرہ نے کہا کہ اے بادشاہ ہم لوگ
کس دن کے واسطے ہین جو آپ سحر سے کام لیکر اپنے کو بدنام کرتے ہین طبل جنگ بجوائیے
کہ ہم نکلکر مقابلہ کرین کیا ہم اس قلعہ ختن کو خالی نہین کرا سکتے ہین یہ سنکر حوت آئینہ پرست نے
جواب دیا کہ تم لوگون کے لڑنے مین زمانہ بہت گذرے گا اور مجھے یہ منظور ہے کہ بہت جلد
ملکون کو خداپرستون سے خالی کرون جسوقت قلعہ ذو الامان پہ پہونچوگے تو حوصلہ تمہارا نکلیگا
کہ وہان بہت بڑے بڑے سردار حمزہ کے مثل ملک قہرش بن سوتیا سے طوفانی اور
الکاشش خون آشام کے موجود ہین اُن سے لڑنا ہم بھی تماشا دیکھینگے یہ سنکر سرداران
لشکر تو خاموش ہو رہے اور بھبوت جادو نے حکم دیا کہ بجے طبل جنگ اسیوقت نقارہ
رزمی پر چوب لگی اور آواز نقارہ کی گرجی خبر اہل ختن کو پہونچی کہ لشکر کفار مین کوس حربی
بجا ہے یعقوب شاہ ختنی نے حکم دیا کہ ہمارے یہان بھی طبل جنگی بجے یہان بھی نقارہ بجنے لگا
تیاری جنگ ہونے لگی اہل اسلام نے مرگ پر کمر ہمت کو چست باندھا آپس مین باتین

ہونے لگین کہ کل عجب روز مسرت ہی کہ ہاتھ سے ان کفار کے شہید ہوکر داخل جنت ہوت شہید کے لقب سے ملقب ہونگے مرنا ہر طرح ہی اس طرح کے مرنے مین نام ہی لوگ کہین گے کہ رفیقان صاحبقران کیا مستقل مزاج تھے کہ میدان سے نہ ہٹے اور جانین دیدین ایک دوسرے سے ہنس ہنس کر وصیت کر رہا تھا ابھی تک ان سبکو یہی خیال ہی کہ مقابلہ تیر و شمشیر کا ہوگا خوب دل کا حوصلہ نکلے گا کفار کو بھی قتل کرینگے ہر چند تعداد انکی ہم سے زیادہ ہی اور انجام قتل ہونا ضرور ہی مگر ان کافرون کو بھی معلوم ہوگا کہ چند کس ضعیفون نے کتنے جوانونکو خاک مذلت پر سلادیا وہان کفار باطمینان تمام بیٹھے ہین کہ جنگ ہونیوالی نہین ہی مبہوت جادو پہر بہر مین سبکو پھونک دیگی کہان تک بیان کیا جائے کہ طبل بجے نہ بجے رنگ فلک کا بدلا سیاہی شب برطرف ہونے لگی سفیدۂ سحری نے شبخون مارکر لشکر انجم کو شکست دی اور ماہ تابان گوشۂ مغرب مین پنہان ہوا نسیم سحری سے چراغ جھلا جھلا کر گل ہونے لگے اہل اسلام مین شور اللہ اکبر بلند ہوا مسلمانون نے فریضۂ سحری کو ادا کیا اور آلات حرب و ضرب تن پر چست و درست کر کے عازم میدان جنگ ہوئے لیکن لشکر کفار سے صرف مبہوت جادو سامنے قلعہ ختن کے آئی اور حوت آئینہ پرست تھوڑا سا لشکر لیکر مع صلصال سیر دیکھنے آیا کہ تماشا قتل اہل اسلام کا دیکھنا بھی خالی از ثواب نہین ہی لیکن مبہوت جادو نے زنگار جادو سے شیشہ ہاتھ مین لیا اور کچھ اسم سحر پڑھکر اس شیشہ پر دم کر کے ڈاٹ اسکی کھول اور کہا کہ لینا اہل اسلام کو اور پھونک دے قلعہ ختن کو بس یہ کہنا تھا کہ شعلہ چمک کر شیشہ سے نکلا اور جانب قلعہ ختن روانہ ہوا اور بالاے قلعہ پہونچکر مثل ابر سرخ رنگ کے پھیلنے لگا یہ دیکھتے ہی یعقوب شاہ ختنی نے دست تاسف زانو پر مارا اور کہا کہ دغا کی ان کفار نے خیر معلوم ہوا کہ ہم لوگون کو بے بسی کی موت مرنا تھا جو مرضی پیدا کرنے والے کی جسطرح وہ طلب کرے کیا عذر ہی دروازے قلعہ کے کھولدو اور منادی کردو کہ جسکو جان اپنی عزیز ہو وہ نکل جائے اور جسکو شان استقلال دکھانا ہو وہ اس آگ مین جلے اور آتش دوزخ سے رہائی حاصل کرے اب جو شخص یہان رہیگا اسکا اس آگ سے رہائی پانا دشوار ہی جسوقت دروازے قلعہ کے کھلے ہزار ہا آدمی جان بچاکر نکل گیا کہ اس مرنے سے کیا فائدہ کہ نہ ہاتھ ہلا سکے نہ پاؤن جو لوگ کہ بخوف اہل اسلام مسلمان بنے ہوئے تھے اور دراصل کافر تھے وہ جاکر حوت آئینہ پرست کے لشکر مین شامل ہوگئے اور فریاد کی کہ ہم ابھی تک بخوف مسلمانان مسلمان بنے ہوئے تھے ہمنے اپنا دین قدیم ترک نہین کیا ہی حوت آئینہ پرست نے ان لوگون کو پناہ دی اور یہان وہ ابر سرخ رنگ پھیل کر تمام قلعہ پر چھا گیا اور شرارے کڑک کڑک کر گرنے لگے جدھر گرا وہ جلکر خاک ہوا تمام قلعہ آتشبار ہورہا تھا یہ رنگ دیکھکر یعقوب شاہ ختنی اور دیگر مسلمانون نے کلمۂ آخر پڑھا اور دعا کی کہ پروردگارا گھڑیان موت کی ہیں آسان کر یہ حالت تھی کہ اہل اسلام جل رہے تھے اور ایک دوسرے کو اپنے ایمان کا گواہ کر رہا تھا پہر بہر کے عرصہ مین تمام قلعہ کو شرارون نے پھونک دیا تمام گھر بار جل گئے کوئی طائر بھی نہین باقی رہا عمارتین سیاہ ہوگئین جسوقت کوئی ذی روح باقی نہ رہا تو ابر بلند ہوا اور لشکر حوت کی طرف چلا زنگار جادو نے جلدی سے شیشہ زمین پر رکھکر اسم سحر پڑھنا

شروع کیا وہ ابر سمٹ کر اور شعلہ بنکر شیشہ مین اُتر آیا کفار نقارہ فتح بجاتے ہوئے پھرے حوت آئینہ پرست نے تین روز کا جشن کیا اور اثنا جشن مین حوت آئینہ پرست نے صلصال سے کہا کہ ای خان اعظم مین نے تمھاری خاطر سے ان ملعون کو اسطرح پھونکا کہ کوئی وارث انکا باقی نرہے تاکہ تم بہ اطمینان تمام حکومت کرو صلصال نے کہا کہ مین ان مہربانیون کا کس زبان سے شکریہ ادا کرون غرضکہ جسوقت جشن سے فراغ حاصل ہوا تو حوت آئینہ پرست کوچ کر کے طرف ترکستان کے روانہ ہوا جسوقت منزل بمنزل قریب ترکستان کے پہونچا اور خبر زرہ خان کو ہوئی زرہ خان نے بلبب خان اور اژدر خان بن صلصال اور صعب خان بن صلصال اور مالک ترک سفید جامہ کو بلوا کر اُن سے بیان کیا کہ حوت آئینہ پرست فوج بسیار سے اسطرف بھی آیا ہی اور اُسکے ساتھ تمھارا باپ صلصال بھی ہی او سکیل خان بن صلصال بھی ہی تم وارث اس سلطنت کے ہو اب تمھاری کیا راے ہی اژدر خان وغیرہ نے کہا کہ آپ سے بہتر ہماری راے نہین ہی کیونکہ آپ والد بزرگوار کے وزیر ہین جو آپ مناسب جانیے وہ کیجیے زرہ خان نے کہا کہ اگر قلعہ بند ہوتے ہین تو وہی ابر سرخ رنگ جسنے ختن اور سمرقند و بلخ کو پھونکا ہی وہی ابر اس ملک کو بھی پھونکیگا اور اگر قلعہ سے نکلکر لڑتے ہین تو بھی مارے جاینگے اس سے بہتر و مناسب یہ معلوم ہوتا ہی کہ تم ہمین گرفتار کر کے مع لشکر صلصال پاس لیچلو اور اُس سے بیان کرو کہ ہم بسبب خوف حمزہ صاحبقران کے مسلمان بن گئے تھے ورنہ ہم اب تک اپنے مذہب قدیم پر قائم ہین اور زیادہ خوف ہمکو اسکا تھا جسے گرفتار کر کے ہم لیتے آئے ہین کہ یہ حمزہ کا بہت منہ چڑھا تھا یہ حاضر ہی اسے قتل کیجیے اور ہم آپکے غلام ہین جسوقت لشکر تمھارا لشکر حوت آئینہ پرست مین شامل ہو جائے تو نعرہ کر کے غل کرو اور لڑ کر جان دیدو اور مین تو ہر طرح قتل ہو جاؤنگا اور اگر تمھارا دل چاہتا ہو کہ سلطنت کرین تو اطاعت اپنے باپ کی اختیار کر لو یہ سنکر اژدر خان و بلبب خان نے کہا کہ جس مذہب پر لعنت کر چکے اُسے کیا سمجھکر اختیار کرین ہم کبھی اس دین مبین سے برگشتہ نہونگے اور اگر مر جائینگے یہ سنکر زرہ خان نے کہا کہ شاباش و مرحبا ایسا ہی چاہیے بس اب مین تدبیر بتاتا ہون مگر پہلے فوج مین سے وہ لوگ منتخب کر لیے جائین جو لڑ کر مر جانے والے ہین یہ کہکر لشکر کو جمع کیا اور بلندی پر کھڑے ہو کر آواز دی کہ ایہا الناس یہ وقت امتحان کا آگیا ہی جسکو ایمان عزیز ہو وہ ہمارا ساتھ دے کہ ہم ان کفار سے ضرور لڑینگے اور جانین اپنی دینگے اور جسکو جان عزیز ہو وہ ہمسے علحدہ ہو جائے کیونکہ جو ہمارے ساتھ ہوگا وہ زندہ نہین بچ سکتا یہ سنتا تھا کہ صدہا آدمی علحدہ ہو گئے اور انھون نے کہا کہ جان عجب چیز ہی جب مر گئے تو کچھ بھی نرہا ہم صلصال ہی کا ساتھ دینگے جان تو بچے گی لیکن جو لوگ سچے اور پاک مسلمان تھے انھون نے مرنے پر کمر باندھ لی اور کہا کہ اس زندگی سے موت اچھی جسمین دنیا و عقبی دونون خراب ہون اتنی ہزار آدمی آمادہ مرگ و مہیاے قضا ہوا اب زرہ خان نے ہتھکڑیان اور بیڑیان پہنین اور اژدر خان بصورت قیدی بنا اژدر خان وغیرہ اسکی قید لیکر جانب لشکر حوت آئینہ پرست روانہ ہوئے راستے مین مالک ترک سفید جامہ نے اژدر خان وغیرہ سے کہا کہ بڑے افسوس کی

بات ہے کہ ہم سب تو قتل ہون اور جو دشمن ہمارے ہین اور جنھون نے وقت پر کاندھی دی اور ساتھ نہین دیا یہ زندہ ہین اور لطف زندگی اُٹھاتین ایسا انتظام کرنا چاہیے کہ یہ بھی تہ تیغ ہون اژدر خان نے کہا کہ پھر اسکی کیا صورت ہے مالک ترک سفید جامہ نے کہا کہ مجھے بھی مثل زرہ خان کے قید کرو اور اپنے باپ سے کہنا کہ ہمنے ہر چند سمجھایا مگر یہ لوگ مذہب خداپرستی ترک نہین کرتے اور رفاقت حمزہ کا دم بھرے جاتے ہین آپکی اطاعت سے انکار کرتے ہین لہذا ان سبکو پھونک دینا چاہیئے اس راے کو سب نے پسند کیا اور مالک کو بھی مقید کرکے جانب لشکر حوت آئینہ پرست روانہ ہوئے جسوقت قریب لشکر پہونچے ہرکارون نے صلصال کو خبر دی کہ فرزند آپ کے بلب خان اور اژدر خان وزیر کو قید کرکے مع فوج حاضر ہوئے ہین اور عفو تقصیر کے امیدوار ہین اور کہتے ہین کہ ہمنے بھی انہی کے بہکانے سے دین اسلام اختیار کیا تھا مگر موقع نہ پاتے تھے کہ اسکو ترک دیتے اور اپنے دین قدیم کا رواج دیتے یہ سنکر صلصال بہت خوش ہوا اور کہا کہ خبردار کوئی انکو روکنے کا قصد نکرے اور جسطرف انکی چالیس ہزار فوج پڑی تھی اسطرف سے آنے کا حکم دیا اور حوت آئینہ پرست سے جاکر بیان کیا کہ مبارک ہو کہ یہ ملک بغیر لڑے بھڑے قبضہ مین آگیا حوت آئینہ پرست نے کہا کہ کیونکر صلصال نے بیان کیا کہ لڑکے میرے جو بخوف حمزہ مسلمان بنے ہوئے تھے وہ اُس نمکحرام وزیر کو میرے پاس مقید کرکے لی آئے ہین اب مین اُس وزیر کی بوٹیان اڑوا دونگا اور اپنے لڑکون کو لیکر ملک پھر سے آباد کرونگا حوت آئینہ پرست نے کہا کہ بہتر ہے صلصال نے ہیکل خان کو براے استقبال روانہ کیا راہ مین ملاقات ہوئی اب ہیکل بن صلصال بھائیون کو لیکر باپ کی خدمت مین آیا اور انکی فوجون کو اپنے فوج مین شامل کردیا اژدر خان نے جسوقت صلصال کو دیکھا سلام کیا اور دوڑکر قدمون پر گر پڑے صلصال نے گلے لگایا اور کہا کہ مین جانتا ہون کہ اسمین تمھاری خطا نہین ہے یہ سب فساد اس وزیر نمکحرام کا تھا دیکھو تو اسکی کیا حالت کرتا ہون اور تمنے اچھا کیا جو اپنی جان بچانے کو مذہب حمزہ کا اختیار کرلیا ورنہ تم قتل ہوجاتے اسکے بعد اژدر خان وبلب خان نے کہا اے پدر بزرگوار ابھی آپ پورے طور سے حکومت ترکستان کی نہین کرسکتے اسواسطے کہ جسقدر رعایا ہے وہ مذہب خداپرستی نہین ترک کریگی بس اسیقدر لوگ مذہب قدیم پر قائم ہین جو ہمارے ہمراہ حاضر حضور ہوئے انکا کچھ انتظام کیجیے بعد اسکی حکومت ترکستان کی آسان ہوگی یہ سنکر صلصال نے کہا بہتر ہے مین سبکو جلوا دونگا اور دیگر بلاد بت پرستونکو جمع کرکے ملک اپنا آباد کرونگا یہ کہکر اٹھ کھڑا ہوا اور حوت آئینہ پرست کی خدمت مین آیا اور تمام گفتگو اژدر خان کی حوت سے بیان کی حوت آئینہ پرست نے مبہوت جادو کی طرف دیکھا اور کہا کہ اسکا انتظام کرو مبہوت جادو نے زنگار جادو سے کہا کہ تم صلصال کے ساتھ جاؤ اور جس جس ملک کو صلصال کہین آسے جلادو زنگار جادو اٹھ کھڑا ہوا اور دو شیشے ابر سرخ رنگ ہاتھ مین لیئے ہوئے صلصال کے ساتھ ہوا صلصال زنگار جادو کو ہمراہ لیے ہوئے اژدر خان کے پاس آیا اور کہا کہ دیکھو یہ موجود ہین انکو اپنے ہمراہ لو اور جس ملک کو چاہو پھونک دو یہ سنکر اژدر خان نہایت مسرور ہوئے اور زنگار جادو کو اپنے ہمراہ لیئے ہوئے قریب ترکستان کے آئے اور زنگار جادو سے کہا کہ اس ملک کو پھونک دو یہ سنکر زنگار جادو نے ڈانٹ

شیشہ کی کھول اور کچھ اسم سحر پڑھکر آواز دی کہ ای شعلۂ غضب پھونک دے اس ملک کو بس نہ سننا تھا کہ شعلہ چمک کے نکلا اور تمام ترکستان پہ ابر سرخ ہوکر پھیل گیا اور شرارے چمک چمک کر گرنے لگے یہ حال دیکھا سب اہل شہر بہت پریشان ہوئے دل مین کہتے تھے کہ یہ کیا آفت آئی جس واسطے مذہب اسلام کو ترک کیا اسی بلا مین پھر مبتلا ہوئے شعر نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم نہ ادھر کے رہے نہ ادھر کے رہے ٭ گئے دونون جہان کے کام سے ہم نہ ادھر کے رہے نہ ادھر کے رہے ٭ کاش ہم بھی **زرہ خان و اژدر خان** کے ساتھ شہر سے نکلجاتے اور اگر مر جاتے تو دنیا و عقبی دونون بنجاتین مگر اب سوا افسوس کے کیا ہے ادھر ابر سرخ رنگ نے شرارے برسانا شروع کیے اور تمام ملک ترکستان کو آتش بہار کر دیا انسان جانور مال و اسباب شجر و حجر جل رہے تھے ہر طرف شور و فریاد بلند تھا انجام کار سب جلکر خاک ہو گئے کسی انسان و حیوان کا نشان باقی نہ رہا اب زنگار جادو نے دیکھا کہ ابر ملیا معلوم ہوتا ہے کہ ترکستان کو بالکل پھونک چکا بس اسنے فوراً اسم سحر پڑھکر دم کیا اور انگلی سے اشارہ کیا کہ اب اتر آ شیشہ مین وہ ابر اک شعلۂ مختصر بنکر شیشے مین اتر آیا اور زنگار جادو نے ڈاٹ لگا دی اب اژدر خان نے زنگار جادو کو گلے سے لگا لیا اور نہایت تعریف کی کہ کیا کام کیا ہے ای برادر یہ تبلاؤ کہ یہ ابر تمھارے ہی کہنے سے چلتا ہے یا جو اسکی ڈاٹ کھولدے اسکے کہنے پر عمل کرے گا زنگار جادو نے کہا کہ در اصل یہ سحر میرا نہین ہے جو صرف میرے کہنے پر چلے یہ مرکب سحر ہے سحر ملکہ **محروق** کو مبہوت جادو نے مسخر کر کے اپنی قوت بھی شامل کر دی ہے اب یہ سحر مانند شتر بے مہار کے ہے جس وقت شیشہ سے رہا ہو جائے گا جسے پائے گا پھونک دیگا تا وقتیکہ اسم تسخیر اسکا نہ پڑھا جائیگا یہ داخل شیشہ نہ ہو گا مجھے صرف اسم تسخیر مبہوت جادو نے تبلا دیا ہے اسی بنا پر مین اسکو شیشہ مین اتار لیتا ہون اژدر خان یہ سنکر خوش ہوا اور زنگار جادو کو اپنے ساتھ لیکر لشکر حوت آئینہ پرست کی طرف چلا جیسے ہی قریب لشکر پہونچا کلائی زنگار جادو کی مروڑ کر شیشہ ہاتھ سے چھین لیا زنگار جادو نے کہا یہ کیا اژدر خان نے کہا او ملعون کب چھوڑتا ہون تجھکو تو نے لاکھون بندگان خدا کا خون کیا ہے اور ابھی نہین معلوم کس کس کو قتل کرے گا یہ کہکر وہی شیشہ سر پر زنگار جادو کے مارا کہ شیشہ کے پرچھے اڑ گئے اور شعلہ چمک کر پہلے ہی زنگار جادو پر گرا اور اسے جلا کر خاک کر دیا زنگار کو مہلت تف بجانے کی نہ دی کہ یہ کوئی سحر کر سکتا شعلہ اسکو مار کر بلند ہوا اور ابر سرخ ہو کر پھیلنے لگا اور لشکر صلصال پر محیط ہونے لگا اژدر خان نے اپنے ہمراہیون کو آواز دی کہ کھینچ لو تلوارین اور مار کر ان قرمساقون کو حوصلہ اپنا نکال لو کہ پھر ایسا وقت نہ ملیگا یہ سنتے ہی **بلب خان** نے مالک ترک سفید جامہ کی قید کاٹ دی مگر زرہ خان کو رہا نہ کر سکے اور سب کے سب تلوارین کھینچ کھینچ کر لشکر صلصال پر گرے تلوار برسانا شروع کر دی لیکن اژدر خان لوگون کو قتل کرتا ہوا قریب زرہ خان کے بھی پہونچ گیا اور قید کاٹ دی اب زرہ خان نے بھی ایک سوار کو مار کر سپر و شمشیر دم کب پر قبضہ کیا اور لڑنے لگے اژدر خان کی بہت تعریف کی صلصال حیران ہے کہ یہ کیا معاملہ ہے کچھ فساد اہل لشکر سے ہو گیا کسی سے زبان لڑ گئی کیا معاملہ ہوا ادھر ابر سرخ رنگ لشکر حوت آئینہ پرست پر پھیل گیا اور شرارے چمک چمک کے

گرنے لگے یہان سب اطمینان سے بیٹھے تھے کسیکو اس آفت ناگہانی اور بلاے آسمانی کی کیا خبر تھی ایکایک شرارے برسنے لگے خیمہ ڈیرے جلنے لگے انسان وحیوان ہلاک ہونے لگے لشکر مین ہلچل مچ گئی لوگ فریاد کنان جوت آئینہ پرست کے پاس پہونچے کہ وہ شعلہ جو دشمنون کے پھونکنے کو گیا تھا اب ہمین کو جلاے دیتا ہے جوت آئینہ پرست بہت گھبرایا اور کہا بلاؤ تو صلصال کو صلصال خود بھاگا ہوا چلا آتا تھا جوت آئینہ پرست نے پوچھا کہ یہ کیا ہوا صلصال نے سارا فریب اژدر خان کا بیان کیا جوت آئینہ پرست نے کہا کہ تجھ تیری ذات سے یہ فساد برپا ہوا اگر ہم خود مرض ہلاکت مین پڑ گئے کیا اچھا سلوک تیرے میتون نے تیرے ساتھ کیا ہے اور بھبوت جادو سے کہا کہ جلد کوئی تدبیر کرو ورنہ سب ہلاک ہو جاینگے بھبوت جادو نے کہا کہ یہ سحر ایسا نہین ہے جو دفعتہً رک جاے یہ کیا افتاد پڑی کیا زنگار جادو اُن لوگون کا شریک ہو گیا صلصال نے کہا کہ اژدر خان نے اُسکو گلا گھونٹ کر مار ڈالا سحر کرنے کی بھی مہلت نہ دی یہ سنکر بھبوت جادو خیمہ کے باہر آئی اور ایک ناریل جھولی سے نکالکر کچھ اسم سحر دم کرکے زمین پر مارا کہ وہ ناریل شق ہوا اور اُسمین سے دھوان پیدا ہوا اور وہ دھوان پھیلنے لگا یہان تک کہ جسقدر ابر سرخ پھیلا ہوا تھا اُسیقدر یہ دھوان بھی پھیل گیا اور ایک ابر آہنی بنکر تیار ہو گیا اب جو شرارہ گرتا ہے وہ اس ابر آہنی پر رک جاتا ہے لشکر کی محافظت ہو گئی وہان اژدر خان اور بلب خان اور مالک ترک سفید جامہ اور زرہ خان کشتون کے پشتے اور لاشون کے انبار لگا رہے ہین خوب تلوار چل رہی ہے ندیان خون کی بہا دی ہین مالک ترک سفید جامہ اژدر خان سے کہہ رہے ہین ع این کار از تو آید و مردان چنین کنند ۔ مرحبا و جزاک اللہ آپ تو مرتے تھے ان ملعونون کو بھی مارا حوصلہ تو نکل گیا اب اگر مارے بھی گئے تو کوئی رنج نہین ہے عمر دارو کے دلیر اپنے ابرو خمدار کے ع منچلے ایسے تھے منہ پر چڑہے تلوار کے ۔ یہان تو اہل اسلام نے قیامت برپا کر رکھی ہے لشکر صلصال کو کاٹ کے ڈالدیا ہے ادھر بھبوت جادو نے نشتر دیکر خون ایک شیشہ مین بھرا اور پر پرواز پیدا کرکے اسقدر بلند ہوئی کہ ابر سرخ سے جا کر ملگئی اور وہ خون اُس ابر سرخ رنگ پر مارا یہ معلوم ہوا کہ آگ پر پانی پڑ گیا تمام ابر ٹھنڈا ہو کر بجھ گیا اور بھبوت جادو غش کھاکر زمین پر گر پڑی جوت آئینہ پرست نے دوڑ کر سر اُسکا اپنے زانو پر لیا بھبوت جادو نے اشارہ سے بتایا کہ میرے جوڑے مین اک پُڑیا خاک جمشیدی کی ہے وہ خاک میرے زخم پر لگا دو اب جوت آئینہ پرست تو اُسکی تیمارداری مین مصروف ہے اور وہان اژدر خان و بلب خان و زرہ خان و مالک ترک سفید جامہ وغیرہ نے اسی ہزار آدمیون سے فوج صلصال کا تو ستھراؤ کر دیا اور لشکر جوت کے بھی بہت سے سردارون کو مارا اور اب انھون نے دھاوا کیا ہے کہ لشکر جوت کو بھی تباہی دین کہ یکایک ہیکل خان بن صلصال نے اژدر خان کو ٹوکا اژدر خان نے کہا کہ تیرا قتل کرنا جملہ واجبات سے ہے یہ کہتا ہوا ہیکل خان بن صلصال کی طرف بڑھا ادھر سے ہیکل خان آپڑا سامنا ہوا ہیکل خان نے تلوار ماری اژدر خان نے وار اسکا سپر پہ روکا اور ہاتھ تیغ آبدار کا مارا ہیکل خان نے سپر کو چہرہ کی پناہ کی لیکن تلوار نے اژدر خان کی سپر کو مانند قرص پنیر کے دو حصہ کیا ہیکل خان کے سر پہ پہونچی تو کھینچا تلوار سر مرکب پر

شُما گردن مرکب کی قلم ہوئی ہیکل خان مع مرکب زمین پر گرا ایک پاؤن ہیکل خان کا مرکب کے نیچے دب گیا اژدر خان نے جلدی سے ہاتھ تیغ آبدار کا مارا کہ سر اسکا قلم ہوا راکب و مرکب دونون کی ایک حالت ہوئی کہ پھڑک پھڑک کر تمام ہو گئے اب لشکر حق سے اور غدار ستون سے تلوار چلنے لگی اژدر خان وغیرہ کی یہ حالت ہی کہ لڑتے لڑتے تھک گئے ہین قبضہ تلوار کا ہاتھ مین گڑ گیا ہی کہنیون سے خون ٹپک رہا ہی سانس پھول ہوئی ہی اسی حالت مین طوماس فیل سر سے اور اژدر خان سے سامنا ہوا طوماس نے تلوار ماری اژدر خان نے چاہا خالی دون مگر مرکب نہ پلٹ سکا اسلیئے کہ لاشون کے دو رستہ انبار تھے تلوار کمر پر پہنچی اژدر خان کے دو ٹکڑے ہوئے یہ دونون شہید ہوئے یہ معرکہ دیکھکر بلب خان دوڑا کہ غضب ہوا بھائی میرا مارا گیا جیسے ہی مرکب کو دوڑا کر سامنے طوماس کے آیا گھوڑے نے سکندری کھائی بلب خان عیال مرکب پر آ رہا طوماس کو وقت غنیمت ہاتھ آیا پس اسنے جھپٹ کر ہاتھ تلوار کا مارا بلب خان سنبھلنے نہ پایا تھا کہ تلوار سر پر پہنچی طوماس نے جھٹکا مارا اترتا جگر گاہ اتر گئی یہ بھی پھڑک کر اژدر خان کے برابر گرا دونون ہلاک ہوئے اودھر قرلوس فرنس پیشانی سے آور زرہ خان سے سامنا ہوا قرلوس نے ساطور مارا زرہ خان نے وار اسکا خالی دیکر تلوار ماری قرلوس نے وار اسکا دستہ ساطور پر روکا تلوار زرہ خان کی ٹوٹ گئی اب جو قرلوس نے ساطور مارا زرہ خان خالی نہ دے سکا کہ چارون طرف سے کفار کا ہجوم تھا یہ چند کس کی لاکھ مین گھرے ہوئے تھے جلدی سے سپر کو اٹھا کر چہرہ کی پناہ کیا لیکن یہ حربہ اے معاذ اللہ سے کب رکتا ہو ساطور نے سپر کو قلم کیا اور پہانہ خود سے گزر کر تا صندوق سینہ پہونچ گیا بہادر بھی جان بحق تسلیم ہوا یہ حالت جو مالک ترک سفید جامہ نے دیکھی ہائے تجانی کا نعرہ مارا اور تلوار کھینچکر قرلوس جاویدوشہ ہوا قرلوس نے وہی ساطور مارا مالک نے چاہا خالی دون بسبب انبوہ کے ممکن نہوا گھبرا کر سپر اٹھا دی انکی بھی وہی حالت ہوئی مثل زرہ خان کے یہ بھی شہید ہوئے اب صعب خان باقی رہ گیا دیکھا اسنے کہ صلصال لاش ہیکل خان کے گلے سے لگائے ہوئے رو رہا ہے اور کہہ رہا ہے کہ اے فرزند افسوس کہ تیرے حرامزادے بھائیون نے تجھے قتل کیا یہ سنتا تھا کہ صعب خان کو نہایت غصہ آیا کہ یہ ملعون ہمین حرامی بناتا ہے اور اپنے زانی قرار دیتا ہے بس تیر چلہ کمان مین جوڑ کر مارا کہ دہنی آنکھ صلصال کی پھوٹ گئی صلصال اٹھکر بھاگا صعب خان نے آواز دی صعب خان تو پہلے ہی سے تیر جوڑے کھڑا تھا اور اسی نے یہ آواز بھی دی تھی کہ یہ پھر کر دیکھے بس جیسے ہی صلصال نے اسطرف دیکھا صعب خان نے تیر کو رہا کیا بس تیر جو آنکھ پر پڑتا ہے بائین آنکھ بھی پھوٹی اب تو صلصال زمین پر گرا اور سر پٹکنے لگا صعب خان جھپٹا کہ سر کاٹ دون مگر ہجوم کفار کی وجہ سے نہ پہونچ سکا اور حرمان آدمخور قریب صعب خان کے آگیا صعب خان مصروف جنگ تھا کہ حرمان آدمخوار نے پشت کی جانب سے ار بلپشت سنگ مارا صعب خان کو خبر نہ تھی کہ کتنا آگی سپر بھی نہ اٹھا سکا ارہ جو سر پر پڑا مع مرکب چار ٹکڑے ہوئے نخل حیات پہ تبر خزان چلگیا لہذا سکے جسقدر اہل اسلام تھے سب مارے گئے

اسی ہزار مین سے ایک بھی زندہ نہ بچا سردار مع فوج اسی مقام پر کھیت رہے کہ کوئی لاش اُٹھانے والا بھی نہ تھا مگر ایک ایک نے دس دس کو مارا اور سردارون نے تو سیکڑون کو جہنم مین پہونچا دیا اب لوگ صلصال کو اُٹھا کر سامنے حوت آئینہ پرست کے لائے دیکھا حوت نے کہ دونون آنکھین اسکی پھوٹ گئی ہین تیر گڑے ہوئے ہین پکارا کیون اے صلصال اب تو مراد تمھاری بر آئی صلصال نے کہا بیشک حوت آئینہ پرست کو بہت غصہ آیا کہا حرامزادے ابتک ہوس بادشاہی تیرے دل مین باقی ہے نہ خدا پرستون کی بربادی کا افسوس ہوا نہ اپنے بیٹون کے مرنے کا رنج ہوا تجھسے دوسرا شخص کیا امید رکھے اسکے بعد حکم دیا کہ جاکر فوج کا جائزہ کرو جسوقت جائزہ لشکر ہو چکا تو معلوم ہوا کہ تین لاکھ فوج کام آئی کچھ تو شعلہ سحر سے جلی باقی صلصال کے بیٹون کے ہاتھ سے ماری گئی حوت کو اپنے لشکر کے ضائع ہونے کا بہت بڑا صدمہ ہوا حرمان آدمخوار سے کہا کہ صلصال کو بھی کھا جا کہ اسکی وجہ سے یہ تباہی و بربادی لشکر کی ہوئی صلصال یہ سنکر داڑھین مار مار کر رونے لگا حوت آئینہ پرست نے کہا کہ اپنی جان ایسی عزیز ہے کہ روتا ہے اور اسکی فریاد ایک نہ سنی اور مکرر حرمان آدمخوار سے کہا کہ کھڑا اسے دیکھتا کیا ہے یہ سنکر حرمان آدمخوار اسے کھینچ لیچلا ہرچند صلصال نے کوشش کی کہ مین بچ جاؤن مگر ممکن نہ ہوا حرمان آدمخوار صلصال کو زندہ بھون کر کھا گیا بعد اسکے آدمخوارون نے خدا پرستون کی لاشون کو کھانا شروع کیا یہانتک کہ سیکڑون لاشون کو آدمخوار کھا گئے اور کفار نے اپنے کشتہ ہاے جنس کو دفن کیا حوت آئینہ پرست نے دیکھا کہ کوئی شہر قابل آبادی نہین ہے تب اسنے اُسیوقت فوج کو حکم دیا کہ کل قلعہ ذوالامان کی طرف کوچ ہوگا لشکر مین نقارہ کوچ بجگیا اور تیاری سفر ہونے لگی جب دوسرا دن ہوا حوت آئینہ پرست مع بھبوت جادو ساڑھے چار لاکھ آدمیون کی فوج اپنے ہمراہ لیکر جانب قلعہ ذوالامان روانہ ہوا خیال یہ بھی ہے کہ خونخوار بن دجال بھی وہان آگیا ہوگا اب اسے برسر قلعہ ذوالامان مین چھوڑا جاتا ہے۔ لیکن چند کلمہ **داستان خونخوار بن دجال کے بیان کیے جاتے ہین** راوی بیان کرتا ہے کہ خونخوار بن دجال بعد فتح قلعہ گیلان منزل بہ منزل قریب شہر اردبیل کے پہونچا اور خیمہ زن ہوا اُسی زمانے مین مہتر قاسم کنتوری برائے دریافت خیر و عافیت آیا ہوا تھا اور بادشاہ اردبیل سے عرض کر رہا تھا کہ بہمن ارجاسپ کنتوری برائے شکار اسطرف آئے ہوئے ہین بہت افسوس کرتے تھے اور کہتے تھے کہ یاران قدیم ہمارے ہمسے چھوٹ گئے اب ہم قریب تمھارے ملک کے آگئے ہین اگر زحمت نہ ہو تو برائے ملاقات صحرا مین آیئے کہ یہان لطف شکار بھی ہوگا بادشاہ اردبیل نے کہا کہ میری جانب سے بعد سلام کے کہنا کہ اے ارجاسپ کنتوری وہ دور ختم ہوا وہ زمانہ گیا جبکہ ہم تم ہر وقت یکجا رہتے تھے الحمد اللہ کہ تمھاری خیر و عافیت عیار کے زبانی معلوم ہوئی مگر اے برادر مین تو اب ایسا ضعیف و ناتوان ہوا ہون کہ صرف ایک منزل موت طے کرنے کے قابل ہو گیا ہون اور صعوبات سفر برداشت نہین کر سکتا ہون تمھاری مہربانیون کا کیا شکریہ ادا کرون جہان اسقدر زحمت کی ہے تھوڑی سی تکلیف اور اُٹھاؤ اور شہر مین آکر ملو تو بہتر ہے تمھین بھی راحت ہوگی اور بیچارہ

اطمینان کے ساتھ باتین کرینگے ہنوز مہتر قاسم کنتوری یہ جواب لیکر رخصت ہونے پایا تھا کہ جوڑی ہرکارون کے گرد مین آلودہ پسینے مین عرق دم چڑھتے ہوئے آکر پہونچے اور عرض کیا کہ خونخوار بن دجال کوہی کافر جسکہ اسنے بہت سے ملک اہل اسلام کے برباد کر دیے اب بہت بڑی فوج سے براے بربادی آردبیل آیا ہے صحرا مین اُسنے خیمہ برپا کیا ہے یہ سنکر بادشاہ اردبیل نے جوبین چوب گردان سے کہا کہ بیٹے ممکن ہو تو اک نامہ بنام بدیع الزمان یا نورالدہر یا بدیع الملک تحریر کرو کہ بابا اب یہ ملک بھی تمھارا جاتا ہے بلوک چراغ سحری ہین اگر اپنا ملک بچانا ہے تو کسی سردار کو بھیجو یا آپ آکر اس ملعون کو داخل جہنم کرو اور ملک اپنا بچاؤ جوبین چوب گردان نے کہا کہ حضور کو یاد نہین کہ بدیع الزمان اور نورالدہر صاحبقران ثانی کے ساتھ خانہ کعبہ تشریف لیگئے اور بدیع الملک مع لشکر فاتحی طلسم ذلماق مین معروف ہین یہ سنکر اک آہ اپنے حال زار پر کھینچی اور کہا اب یہ حالت ہے کہ کوئی بات یاد نہین رہتی اچھا قلعہ کی درستی کرو قاسم کنتوری نے کہا کہ مین جاکر بہمن ارجاسپ کنتوری کو خبر دیتا ہون یہ کہکر وہ روانہ ہوا یہان قلعہ پر توپین چڑھادی گئین اور گولنداز ہاتھون مین ان بیچارون کے رعشہ پیدا ہے آکر بیٹھے درستی قلعہ مین مصروف ہوئے اور جوبین چوب گردان نے لشکر قلعہ سے نکالا اور دو کوس آگے بڑھکر پڑاؤ کیا خیمہ ڈیرے برپا ہوگئے درستی لشکر ہونے لگی اور ارادہ ان خداپرستون کا یہی ہے کہ بغیر لڑے اپنا ملک نہ دین یہان تو یہ جماؤ ہو رہا ہے اور وہان خونخوار بن دجال کو خبر پہونچی کہ اہل قلعہ نے لشکر اپنا باہر نکالا ہے اور آمادہ جنگ ہین خونخوار نے بھی اپنے لشکر کو حکم دیا کہ مقابل لشکر اردبیل خیمہ برپا کرین اب فوجین خونخوار بن دجال کی آآکر اُترنے لگین تمام صحرا فوجون سے مملو ہوگیا بہرام اردبیلی نے اپنے فرزند جوبین چوب گردان سے کہا کہ یہ کافر بڑے جمعیت سے آیا ہے اب امید فتح دل سے اٹھادو یہ سمجھ لو کہ آج جنگ آخر ہے اور مدت عمر کی پوری ہو چکی ہے یہ سب تو آمادہ مرگ و مہیاے قضا ہوکر اسطرف بیٹھے ہین اور وہان خونخوار بن دجال نے اک نامہ بنام بہرام کنتوری تحریر کیا مضمون اسکا یہ تھا کہ اے ساکنان اردبیل آگاہ ہو کہ مین نے بہت سے ملک خداپرستون کے برباد کر دیے اور ابھی اور جسقدر ملک باقی رہ گئے ہین انھین بھی برباد کرونگا اسلیے کہ مین بیٹا اُس شخص کا ہون جو تین دن مین گدھے پر سوار ہوکر تمام عالم کی سیر کراے گا مین پہلے سے تمھارے کفر کے گاڑھے رکھتا ہون کہ اسکو اپنا دین پھیلانے مین آسانی ہو اور دعوے خداوندی اسکا پورا ہو اور تم لوگ مذہب حمزہ کو اگر ترک کرو اور دین بت پرستی اختیار کرو تو امان ہے ورنہ مثل اور ممالک کے اردبیل کو بھی تاراج کرونگا جسوقت یہ نامہ تیار ہوا مخمور فیل سر کو دیا اور کہا کہ بہرام اردبیلی سے جواب اسکا لاؤ یہ سنکر مخمور فیل سر جانب اردبیل روانہ ہوا جسوقت لشکر بہرام اردبیلی مین داخل ہوا اور خبر بہرام کو ہوئی کہ نامہ دار خونخوار آتا ہے اسنے کہا کہ آنے دو مگر کسیکو براے استقبال نہ روانہ کیا جسوقت مخمور فیل سر سامنے بہرام کے پہونچا بطریق بت پرستان سلام کیا بہرام نے جواب سلام بھی نہ دیا اور کہا کہ کسواسطے آیا ہے مخمور فیل سر نے نامہ خونخوار

کا دیا بہرام نے نامہ پڑھا نہایت غصہ آیا پشت نامہ پر جواب جنگ تحریر کر دیا مخمور فیل سر نامہ لیکر رخصت ہوا اودھر مہتر قاسم کتوری جو پاس بہمن ارجاس کتوری کے پہونچا اول پیغام بہرام کا دیا بعد اسکے تمام ماجرا کو خونخوار بن دجال کے آنیکا بیان کیا یہ سنکر بہمن ارجاس نے باگ گھوڑے کی اٹھا دی اور بارہ ہزار سوار سے برائے مدد بہرام اردبیلی روانہ ہوا یہ رفیق قدیم تر صاحبقران اول کا بڑے بڑے معرکون مین سینے جانبازیان کی ہین اب اگرچہ ضعیف ہو چکا ہو لیکن دل اسکا اب بھی جوانون سے زیادہ ہو ہمت بڑھی ہوئی ہو کسی کافر کو اسنے سامنے کب موجود جانتا ہو اب اسطرف سے تو بہمن ارجاس چلا آتا ہو راہ مین مخمور فیل سر نے جو دیکھا کہ کوئی سردار فوج قلیل سے اسطرف آتا ہو کہلا بھیجا کہ راستے سے دب جا تو نہین جانتا کہ نامبردار اُس شخص کا آتا ہو جسکا نام خونخوار بن دجال ہو جس وقت یہ پیغام اک ملازم مخمور نے بہمن ارجاس کو پہونچایا بہمن ارجاس کتوری نہایت برہم ہوئے اور جواب دیا کہ او ملعون کہدینا کہ ہمین شیرون سے بھی جادہ چھوٹتا ہو اسطرف کیسے تو آ ادھر سے ہم جاتے ہین جو زبردست ہو گا وہ دوسرے کو پامال کرکے راستہ پیدا کریگا اور صاف چلا جائیگا یہ کہکر گھوڑے کو مہمیز کیا اور ساتھ ہی کل لشکر نے گھوڑے بڑھا دیے یہ پیغام مخمور فیل سر نے جو سنا یہ بھی اپنے غرور مین چلا کہ اس بڑھے کی شامتین آگئی ہین درمیان راہ مین دونون کا سامنا ہوا تلوارین کھنچ گئین رد و بدل ہونے لگین تھوڑا سا فاصلہ لشکر بہرام اردبیلی سے تھا تلوارین جو چلین اور نعرون کی صدا بلند ہوئی چوبین چوب گردان اپنا لشکر لیکر چل کھڑے ہوئے یہان مخمور فیل سر نے بہمن پر تلوار ماری بہمن ارجاس نے وار اسکا رد کرکے اک ایسا ہاتھ مارا کہ ناک اسکی جو مانند سونڈ کے بڑھی ہوئی تھی قلم ہو گئی لوگ درمیان مین آگئے مخمور کو بچا لیا اور بہمن ارجاس سے تلوار چلنے لگی صدائے تکبیر و نعرہ بلند ہوئی یہ حالت دیکھکر اور کیفیت دریافت کرکے چوبین چوب گردان بھی آپڑے اور لشکر مخمور فیل سر کو قتل کرنے لگے عین گرمی جنگ مین چوبین چوب گردان کی نظر مخمور فیل سر پر پڑی عجب حالت دیکھی آواز دی کہ او خرطوم تراشیدہ اس نامہ داری مین تو نے بڑی عزت پیدا کی اور ایسا نام پیدا کیا کہ قیامت تک نام باقی رہیگا یہ طعنہ سنکر مخمور کو حیا دامنگیر ہوئی جھپٹ کر تلوار ماری چوبین چوب گردان نے تلوار اسکی چوب پر گانٹھ کر جو ہاتھ چوبدست گران کا مارا مخمور کو پیوند خاک کر دیا زمین پر اک تھکتلا خون کا نظر آتا تھا راکب و مرکب دونون ایک ہو گئے تھے اب تو مسلمانون نے دو طرف سے کفار کو تہ تیغ کرنا شروع کیا فوج بھاگ بھی نہ سکی جسقدر تھی سب ماری گئی وہان خونخوار بن دجال منتظر جواب نامہ کا تھا کہ ہرکارون نے خبر جنگ کی دی پس خونخوار تمام فوج اپنے ہمراہ لیکر چل کھڑا ہوا ادہر غازیان دیندار کافرونکو قتل کرکے اردبیل کی طرف متوجہ ہوئے کہ خونخوار بن دجال کئی لاکھ سوارون سے آپڑا اور پکارا کہ مین کب چھوڑتا ہون تمکو کہ تمنے میرے نامہ دار کو مارا ادھر اہل اسلام بھی ہوشیار ہو گئے تلوارین کھنچ لین دونون لشکر ملگئے جنگ ہونے لگی صدائے تکبیر و نعرہ بلند ہوئی لیکن اسطرف ہزارون تھے اسطرف لاکھون کا شمار تھا کہانتک لڑین کس کس کو قتل کرین آخر کار تمام فوج تمام آئی اور بہمن ارجاس کتوری زخمون مین چور ہو کر جھومنے لگے خونخوار بن دجال نے قریب

پہونچکر باطمینان تمام تلوار ماری کہ یہ مرد مومن وہ دیندار شہید ہوا یہ دیکھکر چوبین چوب گردان نے گھوڑا دوڑایا اور قریب بہمن ارجاسپ کتوری کے پہونچکر خونخوار پر چوب ماری خونخوار نے وار بہمن کا خالی دیا چوبین ضرب کی جھونک مین سامنے آیا تھا کہ خونخوار نے تلوار ماری یہ بھی شہید ہوئے اب خونخوار بن دجال نے کہا کہ اسیطرف سے اردبیل کو لیتے چلے چلو جنگ آغاز ہو گئی اب تامل بیکار ہے یہ کئی لاکھ سوار لیکر بہرام اردبیلی پر جا پڑے وہ لوگ پہلے سے ہوشیار بھی نہ ہوئے تھے کہ دشمن آپڑے اور قتل کرنا شروع کیا بہرام اردبیلی جلدی سے مرکب پر سوار ہوئے تلوار کھینچے کانپتے ہوئے ہاتھون سے کفار کو قتل کرنا شروع کیا مگر جھکی ہوئی ہاتھون مین رعشہ ریش سفید پیر سن جنگ کے قابل تھا مگر قضا اسی بہانے تھی عین گرمی جنگ مین خونخوار بن دجال قریب بہرام کے بھی پہونچگیا اور تلوار ماری کہ یہ بھی شہید ہوئے لشکر نے دیکھا کہ سردار مارا گیا بہت سے بھاگ کھڑے ہوئے بہت سے ثابت قدمون نے جانین دیدین مگر قدم پیچھے نہ ہٹایا سب اُسی جگہ کھیت رہے اب خونخوار داخل قلعہ ہوا اور حکم قتل عام دیار رعایا پر آیا قتل ہونے لگی ہر چند لوگ فریاد کرتے تھے مگر یہ کفار ایک کی نہ سنتے تھے یہانتک کہ تین روز کامل قتل عام رہا عورتون اور بچون تک کو قتل کیا اور اردبیل کو ایسا ویران کیا کہ پھر آباد نہو سکے بعد اسکے لاشین اپنے لشکریون کی اُٹھواکر دفن کرادین اور لاشین خداپرستون کی اُسی طرح پڑی رہنے دین کہ چیل کوے نوچ نوچ کر کھائین شمار کیا تو معلوم ہوا کہ مع محصور فصیل ستر اسی ہزار آدمی قتل ہوئے اب خونخوار بن دجال نے حکم کوچ کا دیا اور تیاری کرکے جانب قلعہ ذوالامان روانہ ہوا اب اسے تو بر سر راہ قلعہ ذوالامان مین چھوڑا جاتا ہے اب یہان سے چند کلمہ داستان حیرت نشان سوختگان آتش محبت یعنی شہزادہ اسد ثانی و ملکہ طوفان سبزپوش و ملکہ سحابیہ دردرگوش کے بیان کیے جاتے ہین راویان شعلہ زبان اس داستان حیرت عنوان کو اسطرح بیان کرتے ہین اور گرم سخن ہوتے ہین کہ جب جوت آتش پرست کے حکم سے مبہوت جادو آتش سحر مشتعل کی اور اسد ثانی اور ملکہ طوفان سبزپوش کو اُس آگ مین پھینکا تو یہ خبر موکلون نے عابد روشن ضمیر کو پہلے سے پہونچادی تھی اسلیے کہ عابد روشنضمیر جب اسد ثانی سے صحراے ملک سحابیہ مین ملے تھے تو انکو انجام محبت معلوم ہو گیا تھا انھون نے اسیوقت سے موکل تعین کر دیے تھے کہ وہ ہر نیک و بد کی خبر رسانی کیا کرتے تھے جس وقت عابد روشنضمیر کو معلوم ہوا کہ فلان وقت اسد ثانی آگ مین پھینکا جائیگا انھون نے موکلون پر تاکید کی کہ جس وقت اسد ثانی آگ مین گرے فوراً بحفاظت تمام اُٹھا لاؤ کہ رُوان بھی نہ جلنے پائے بلکہ اور جو جو اسد ثانی کے ساتھ اُس آتش مین گرے حفاظت اُنکی ضروری ہو موکل کنارے آتش کے نگاہون سے پوشیدہ موجود تھے جیسے ہی اسد ثانی کو مبہوت نے آگ مین پھینکا موکلون نے بالاے شعلہ انھین روکا اور لاکر باغ عابد روشنضمیر مین پہونچا دیا بعد اسکے طوفان سبزپوش کو بھی لے آئے دونون بیہوش تھے عابد روشنضمیر نے آکر ان دونون کو ہوشیار کیا اور موکلون کو پھر روانہ کیا کہ ابھی ایک پروانہ اس شمع حسن و خوبی کا اور جان دینے آئیگا اُسے بھی بحفاظت اُٹھا لانا موکل تو اُسطرف روانہ ہوئے یہان اسد غازی اور ملکہ طوفان سبزپوش جو خواب سے بیدار ہوئے بیہوشی رفع ہوئی اپنے کو ایک باغ جنت نظیر مین پایا اور عابد روشنضمیر کو اپنے قریب

دیکھا عابد نے آواز سلام علیک کی دی اسد ثانی نے جواب سلام دیا اور کہا کہ معلوم ہوتا ہی کہ آپ نے بھی انتقال فرمایا عابد مسکرائے اسد ثانی نے جھلا کر کہا کہ آپ کیون نہ مسکرائیے گا آپکو کیا خوف ہی تمام زندگی عبادت پروردگار مین گذری ہو ملکہ طوفان سبزپوش سے کہا کہ یہ عالم برزخ ہی فرداے قیامت قریب ہی سامنا اُس خالق عالم و عادل کا ہونیوالا ہی چلو کہ کثافت جسم کو دور کرو اور نہر مین غسل کرو اور اپنا وقت عبادت پروردگار عالم مین صرف کرو یہ کہکر طوفان سبزپوش اپنے مقام سے اُٹھے اور کنارے نہر کے آکر غسل کیا لباس پھر سے پہنا اور نماز مین پڑھنے لگے عابد روشنضمیر انکے حرکات کو دیکھکر بہت ہنسے اور قریب اسد ثانی کے آکر فرمایا کہ اے جوان صالح تو زندہ ہی یہ گمان نہ کر کہ مین عالم برزخ مین ہون تو ابھی دنیا مین ہی اور عمر تیری دراز ہی تجھ سے ابھی بڑے بڑے کار نمایان ہونے والے ہین جسوقت صبوح جادو نے تمکو آگ مین پھینکا ہی تو موکل میرے موجود تھے وہ جاکر بحفاظت لائے طوفان سبزپوش بھی زندہ ہی اسد ثانی نے کہا کہ بڑی عنایت کی آپ نے اب مین آج سے آپکو عابد جان بخش کہا کرون گا یہ کہکر عابد روشنضمیر سے مصافحہ کیا اسد ثانی نے عابد روشنضمیر سے پوچھا کہ یہ باغ کونسا ہی اور کس مقام پر واقع ہی عابد نے بیان کیا کہ یہ باغ خاص میرے رہنے کا ہی اور درہ کوہ مین واقع ہی یہان کوئی نہین آسکتا اسلیئے کہ یہ باغ نگاہون سے پوشیدہ رہتا ہی جسوقت تک مین نہ چاہون اسوقت تک پرندہ پر نہین مار سکتا ہی یہ سنکر اسد ثانی خاموش ہو رہے عابد نے انکے واسطے سامان دعوت و ضیافت مہیا کیا اور کہا کہ دعوت میری قبول فرمایئے اسد ثانی نے کہا کہ اسقدر تعظیم و تکریم نہ فرمایئے کہ مین شرمندہ ہوتا ہون عابد نے کہا کہ مین عزت سے آپکے آگاہ ہون اور خاندان سے آپ کے ماہر ہون آپ واجب التعظیم ہین خوش نصیب اُسکے جو خدمت آپکی بجا لائے غرضکہ دو روز اسی دعوت و ضیافت مین گذرے تیسرے روز موکلون نے ملکہ سحابیہ دردرگوش کو بھی اس باغ مین پہونچا دیا جسوقت نظر سحابیہ دردرگوش کی اسد ثانی اور طوفان سبزپوش پر پڑی دوڑکر طوفان سبزپوش سے لپٹ گئی اور کہا کہ ہین الحمد اللہ کہ پس از مرگ بھی ہمارا تمھارا ساتھ رہا طوفان سبزپوش نے تسلی دی کہ ہم تم سب زندہ ہین اور عابد کی طرف اشارہ کرکے فرمایا کہ آپکی بدولت ہماری تمھاری جان بچ گئی اور اسد ثانی کو تو نہایت تعجب ہوا کہ ہم تو آگ مین پھینک دیئے گئے تھے یہ دیدہ و دانستہ آگ مین کود پڑی اور تیری محبت مین جان پر کھیل گئی صد مرحبا ایسے محبت کرنے والے بھی قسمت سے ملتے ہین ورنہ زندگی ایسی چیز ہی جو سب پر فوق رکھتی ہی کوئی کسی کے ساتھ جان نہین دیتا یہ اسی عورت کا کلیجہ ہی اب ان سب نے عابد روشنضمیر سے کہا کہ ہمکو ملک سحابیہ مین پہونچا دو عابد روشنضمیر ان سبکو اپنے ہمراہ لیکر جانب ملک سحابیہ روانہ ہوئے اب حال ملک سحابیہ کا سنیئے کہ سحاب لنگرگیر بادشاہ ملک سحابیہ کو خبر پہونچی کہ دختر تمھاری دیوانی ہوکر کسی طرف نکل گئی اسنے کچھ لوگونکو معین کیا کہ جہان سحابیہ دردرگوش کو دیکھو یا اُسے سمجھا کر لاؤ اور اگر یون نہ مانے تو گرفتار کرکے لاؤ لوگ برائے تلاش روانہ ہوئے پہلے تو شہر سحابیہ اور حوالی شہر سحابیہ مین تلاش کیا جسوقت پتا نہ ملا تو کچھ لوگ ڈھونڈھتے ہوئے شہر سمرقند مین بھی پہونچ گئے وہان سے

مفصل کیفیت دریافت ہوئی کہ سحابیہ دُر در گوش نے اسد ثانی کی محبت مین جان دیدی اور آگ مین کود پڑی یہی حالت ان لوگون نے آکر بادشاہ سے بیان کی ملک سحاب لنگرگیر نے پہلے تو شکر کیا کہ ایسی شوخ دیدہ کا مرنا ہی بہتر ہو مگر جب محبت پدری نے جوش مارا تو اشک خونی دیدہ حسرت سے جاری ہوئے اور ماتم دختر مین لباس سیاہ پہنا تمام ملک غمگین ہوا کہ چراغ سلطنت یہی تھی سوا اسکے کوئی فرزند دیا دختر ملک سحاب لنگرگیر کے نہوا تھا دن رات بادشاہ رویا کرتا تھا ایک روز خواب مین دیکھا کہ سحابیہ دُر در گوش ایک باغ مین ہمراہ اسد ثانی کی بیٹھی ہوئی ہے اور ایک نازنین اور جو اس سے زیادہ حسین ہے پاس بیٹھی ہوئی ہے سحاب لنگرگیر نے اسی عالم رویا مین دختر سے کہا کہ تو تو جلکر ہلاک ہوئی تھی لیکن بعد مرنے کے تجھے یہ رتبہ عالی کیونکر ملا اسلیے کہ چلن تیرے خراب تھے سحابیہ دُر در گوش نے جواب دیا کہ اے والد بزرگوار آپ ہی انصاف سے فرمائیے کہ جسکے چلن خراب ہون وہ بعد مرنے کے ضرور معذب ہوتا ہے میرے ایسے چلن تھے کہ مین بعد مرنے کے بھی راحت سے ہون اور اسوقت تک پاکدامن ہون مین نے حرمت اپنے خاندان کی نہین جانے دی لیکن مذہب خداپرستی ضرور اختیار کیا جسکی بدولت آپ مجھے اس راحت سے دیکھ رہے ہین اگر عاقبت اپنی درست کرنا چاہتے ہین تو آپ بھی اس مذہب برحق کو اختیار کیجیے یہ سنکر سحاب لنگرگیر نے کہا کہ اگر میرا چراغ سلطنت روشن ہو جائے اور پھر تو مجھ سے ملے تو بیشک مین دین خداپرستی اختیار کرونگا اور جانونگا کہ یہ مذہب برحق ہے سحابیہ دُر در گوش نے کہا کہ اپنے قول کو یاد رکھیگا اور عہد سے نہ پھرے گا تو خداوند عالم مین سب طرح کی قدرت ہے وہ مردے کو زندہ کر سکتا ہے سحاب لنگرگیر چاہتا تھا کہ کچھ اور کہے کہ آنکھ اسکی کھل گئی صبح قریب تھی جسوقت یہ دربار مین آیا اراکین دولت سے خواب اپنا بیان کرکے تعبیر پوچھی عاقلون نے جواب دیا کہ اگر یہ خواب سچا ہے تو ضرور دختر آپکی آپسے ملے گی یہی ذکر تھا کہ کمرحسن بیگی نے آکر اطلاع کی کہ ایک مرد عابد ایک مرد اور دو عورتون کو ساتھ لیے ہوئے آیا ہے اور امیدوار باریابی ہے سحاب لنگرگیر نے کہا بلاؤ عابد روشن ضمیر اسد ثانی اور ملکہ سحابیہ دُر در گوش کو لیے ہوئے داخل دربار ہوئے اسوقت نقابین ان عورتون کے چہرہ پر پڑی ہوئی تھین بادشاہ نے عابد روشنضمیر کو ایک مرد بزرگ سمجھکر نہایت عزت سے بٹھایا اور نام پوچھا عابد روشنضمیر نے اپنا نام درویش ذوالکمال بتایا اور کہا کہ مین اسی صحراے ملک سحابیہ مین رہتا ہون لیکن کوئی شخص میرے مسکن سے آگاہ نہین ہے سبب میرے آنے کا یہ ہوا کہ دختر تمھاری اس جوان صالح پر شیفتہ ہے اور یہ جوان خاندان عالی سے ہے بیٹا اسد غازی کا پوتا کرب دلاور کا ہے جو داماد حمزہ صاحبقران کے ہین نام اسکا اسد ثانی ہے اسکو موت آمیز پرست نے اپنی دختر طوفان سبزپوش سمیت آگ مین جھکوا دیا تھا مین نے ان دونون کو اس آگ سے بمدد پروردگار عالم بچایا اور اپنے باغ مین مہمان کیا بعد اسکے دختر تمھاری محبت اسد ثانی مین جاکر اس آگ مین کود پڑی مین نے اسکو بھی بمدد خدا سے بچایا اب یہ تینون آدمی یعنی اسد ثانی اور طوفان سبزپوش اور سحابیہ دُر در گوش موجود ہین تمکو لائق اور لازم ہے کہ عقد ان دونون شاہزادیون کا اسد ثانی کے ساتھ کرو اور

طوفان سبز پوش کو بھی اپنی دختر جانو اور مذہب اسلام کو اختیار کرو یہ سنکر سحاب لنگر گیر نہایت خوش ہوا اور دختر کو گلے سے لگایا طوفان سبز پوش کے سر پر بھی دست شفقت پھیرا اور اسد ثانی کو بھی گلے لگایا عابد کے ہاتھ چومے اور خواب اپنا اور خواب مین مسلمان ہونے کا عہد کرنا سب بیان کیا عابد روشن ضمیر نے کلمہ تلقین فرمایا اور سحاب لنگر گیر از سر صدق مسلمان ہوا سحابیہ دردرگوش اور طوفان سبز پوش کو لیکر داخل محل ہوا اور اپنی زوجہ سے کہا کہ مبارک ہو کہ ایک دختر گم ہوئی تھی اب خدا نے دو عنایت کین سحابیہ دردرگوش کی ماں نے طوفان سبز پوش کو گلے لگایا اور سحابیہ دردرگوش کو بھی گلے سے لپٹایا اور خوب روئی قریب تھا کہ شادی مرگ ہو جائے بعد اسکے عابد روشن ضمیر سے کہا کہ آپ عقد ان دونون کا اسد ثانی کے ساتھ پڑھ دیجیے عابد نے دن تعین کیا سامان شادی کا ہونے لگا دو محلے تیار ہوئے دونون شہزادیون کو دولھن بنایا اور لباس سیاہ تمام شہر نے بدلا لباس سرخ پہنا اس واقعہ کو سنکر ہزارہا کافر مسلمان ہو گئے جب روز عقد آیا اور عابد روشن ضمیر برائے ایجاب و قبول آئے طوفان سبز پوش نے کہا کہ پہلے عقد سحابیہ دردرگوش کا پڑھیے کہ وہ میری محسن ہے اُسی کے بدولت مین نے اسد ثانی کو پایا ورنہ ایسے ظالم کے پھندے مین تھی کہ زندگی مین اسد ثانی سے نہ مل سکتی عابد وہان سے سحابیہ دردرگوش کے حجرے کی طرف آئے سحابیہ دردرگوش نے کہا کہ پہلے عقد طوفان سبز پوش کا پڑھیے اسلیے کہ وہ مجھ سے پیشتر شیفتہ جمال اسد ثانی ہو چکی تھی مین سبقت نہین کر سکتی اور اسد ثانی بھی دلدادہ اُسی کا ہے آخر کار پہلے عقد ملکہ طوفان سبز پوش کا اسد ثانی کے ساتھ پڑھا گیا بعد اسکے سحابیہ دردرگوش کا نکاح اسد ثانی کے ساتھ ہوا اسد ثانی وصل سے دونون کے کامیاب ہوا اور مہتر صمد گردیا کا عقد سرو ناز کے ساتھ پڑھا گیا یہ بھی اپنی معشوقہ کے وصل سے شادکام ہوا بعد دو چار روز کے اسد ثانی کو یہ خیال پیدا ہوا کہ حوت آئینہ پرست سے عوض خون خدا پرستان کا لینا چاہیے ملک سحاب لنگر گیر سے پوچھا کہ حوت آئینہ پرست کہان گیا ہے سحاب لنگر گیر نے بیان کیا کہ پہلے اُسنے شہر سمرقند کو پھونکا طولائیہ سمرقندی شہید ہوئے حوت نے اپنی جانب سے بہمن ویوسنگ کو وہان کا حاکم مقرر کیا اور آپ جانب شہر بلخ روانہ ہوا یہ سنکر اسد ثانی نے کہا کہ مین پہلے شہر سمرقند کو کفار کی حکومت سے نکالونگا اسکے بعد بلخ مین جا کر حوت آئینہ پرست سے عوض خون خدا پرستان کا لونگا آپ لشکر کو تیاری کا حکم دین اور اُسیوقت ایک نامہ بنام لہراسپ قزاق تحریر کیا مضمون یہ تھا کہ ای لہراسپ دیکھتے ہی اس نامہ کے مع لشکر کے شہر سحابیہ مین اپنے کو پہونچا دو اسلیے کہ مجھے صرف تمہارا انتظار ہے ایک سانڈنی سوار نامہ لیکر جانب کوہ لہراسپ روانہ ہوا لہراسپ قزاق اسد ثانی کے جانے کے بعد کچھ روز تو انتظار مین رہا کہ اب میرا آقا مجھے طلب کرتا ہے جب بہت دن ہوئے اور کوئی نامہ و پیام نہ آیا تو پریشان ہوا پیشہ قزاقی ترک کر چکا ہے ایک روز صبح اُسی طرف برائے شکار چلا جاتا تھا کہ سامنے سے سانڈنی سوار نمودار ہوا لہراسپ نے پوچھا کہ ای بھائی کہان سے آتا ہے اور کسطرف جائیگا اُسنے بیان کیا کہ ملک سحابیہ سے آیا ہون نامہ اسد ثانی کا لہراسپ قزاق کے نام لایا ہون یہ

سنکر لہراسپ شاد ہوگیا اور کہا کہ لہراسپ مین ہی ہون . لاؤ نامہ میرے آقا کا مجھے دو یہ سنکر سانڈنی سوار نے اونٹ کو بٹھالا اور اُترکر نامہ لہراسپ کو دیا لہراسپ نے نامہ اپنے سر پر رکھا اور سانڈنی سوار کو لیے ہوئے کوہ پر آیا لفافہ کھولکر نامہ پڑھا بہت خوش ہوا لشکر کو تیاری کا حکم دیا اور دوسرے روز کوچ کرکے جانب ملک سحابیہ روانہ ہوا لیکن عابد روشن ضمیر نے اسد ثانی سے کہا کہ اب مین اپنے مکان کو جاتا ہون انشاء اللہ تعالے قلعہ ذوالامان پر میرے آپکے ملاقات ہوگی اسد ثانی نے کہا کہ بڑی تکلیفین آپ نے میری ذات سے اٹھائین خدا حافظ اب مین زیادہ زحمت دینا پسند نہین کرتا عابد روشن ضمیر تو اسطرف روانہ ہوئے اور شاہزادہ اسد ثانی نے کوچ کی تیاری کا حکم دیا خیمے جب تیار ہونے لگین کہ ہرکارون نے آکر عرض کی کہ لہراسپ قزاق بارہ ہزار قزاقون سے آتا ہے اسد ثانی نے چند افسران فوج کو برائے استقبال روانہ کیا لوگ گئے اور لہراسپ کو استقبال کرکے لائے لہراسپ دل مین کہتا ہے کہ میرا آقا بڑا قدر دان ہے کہ مجھ ایسے دزد کی اسقدر عزت کی اگر مین اپنے دین قدیم پر رہتا اور اطاعت اس شہریار عالی وقار کی نہ اختیار کرتا تو یہ مرتبہ کاہیکو نصیب ہوتا غرضکہ چالیس ہزار سوار کا لشکر ملک سحابیہ لنگر گیر کا اور بارہ ہزار آدمی قزاق تھے ساتھ بادشاہ کی فوج تیار ہوئی اور ملک سحاب لنگر گیر نے ملک کا انتظام کیا اپنی جانب سے نائب مقرر کرکے اسد ثانی سے کہا کہ بسم اللہ تشریف لیچلیے اسد ثانی نے کہا بہتر اور برائے رخصت باغ ملکہ سحابیہ دُر در گوش مین آئے اُسوقت طوفان سبز پوش اور سحابیہ دُر در گوش دونون ایک ہی مقام پر جمع ہوئی تھین کہ اسد ثانی پہونچے ملکہ طوفان سبز پوش نے کلمات شکایت زبان پر جاری کیے اور کہا کہ اے شہریار یہ امید نہ تھی کہ آپ دیدار کے واسطے اسطرح ترسائے گا جیسے ایسی محبت ہوکر دیوانہ وار صحراؤن مین پھرے اپنا تاج و تخت عزیز و اقربا سبکو چھوڑے وہ دل دن بھر صورت نہ دکھائے آخر کیا فکر ہے ہمین کچھ معلوم تو ہو کسی اور طرف دل لگ گیا ہوا اگر ایسا ہے تو ہم دونون ملکر اسکی بھی فکر کرین یہ سنکر مسکرائے اسد ثانی نے کہا ہملوگون کا یہ شیوہ نہین ہے کہ عورتون کے پاس بیٹھے رہین کام ہمارا تیغ زنی و جانبازی کا ہے مین نے سنا ہے کہ حوت آئینہ پرست تمھارے باپ نے ملک سمرقند کو جلا کر خاک کردیا بادشاہ کو وہان کے مارا جو خدا پرست تھا اور اپنی جانب سے حاکم شہر تعین کرکے بلخ کی جانب روانہ ہوا ہے مین جاتا ہون اور سمرقند کو حکومت کافر سے چھڑا کر حاکم اپنی جانب سے تعین کرونگا اسکے بعد بلخ کی طرف روانہ ہونگا اور جہان ملیگا حوت آئینہ پرست اور ابہوت جادو سے قصاص خون خدا پرستان کا لونگا یہ سنکر ان دونون شاہزادیون کے چہرے فق ہوگئے رنگ اڑ گئے تصویر بکر رہگئین لیکن طوفان سبز پوش نے کہا کہ کیا تمہین یاد نہین کہ حوت جادو نے ہی بولا جیسے ہمین تمہین آگ مین پھونکا تھا اور پھر اسکے سامنے جاؤگے تو کیونکر پیش آئیگی : : وہ ساحرہ ہے تم سحر نہین جانتے نہ کوئی ساحر تمھارے ساتھ ہے یا اپنے پاؤن سے دیدہ و دانستہ ایک بلا مین پھنسنے کو جاتے ہو اور ہمین کسپر چھوڑے جاتے ہو اسلیئے کہ مان باپ کو تمہاری محبت مین چھوڑا مثل خانہ بدوشون کے یہان پڑے ہوئے ہین لیکن خدا بھلا کرے

ملکہ سحابیہ اور اسکے والدین کا کہ یہ مثل بیٹیون کے سمجھتے ہین اور والدین ہم اسکے مثل اولاد کے سرپرستی کرتے ہین ان لوگون کے بار احسان سے میری گردن نہین اٹھ سکتی اسد ثانی نے کہا وہ وقت دوسرا تھا جبکہ اُسنے مجھکو آگ مین ڈالدیا اب مین آتش شمشیر سے اُسکو پھونک دونگا یہ خیال نکرو کہ ساحر میرے ساتھ نہین ہے حافظ حقیقی ہر وقت مین نگہبان ہے مین بغیر مارے ہوت آئینہ پرست کے واپس نہ آونگا اسمین کد نکرو اور جسوقت اس جھگڑے سے نجات ہو لیگی تو ممالک تمھارے باپ کے تمکو دونگا تم بھی جسطرح چاہنا سحابیہ دردرگوش کی ضیافت کرلینا سحابیہ دردرگوش نے کہا اے ملکہ طوفان سبزپوش ہین دعوے کنیزی رکھتی ہون آپ ایسی باتین نفرمایئن جن سے دل میرا ٹکڑے ٹکڑے ہو ملکہ طوفان سبزپوش نے دامن اسد ثانی کا پکڑکر رونا شروع کردیا اسد ثانی سے بھی ضبط نہو سکا اور آنسو آنکھون سے جاری ہوگئے یہ معلوم ہوتا تھا کہ دو ابر ملے ہوئے برس رہے ہین تا دیر یہی حالت رہی سحابیہ دردرگوش بھی رو رہی ہے اور یہ شعر پڑھ رہی ہے شعر اسی بہانہ سے پیک اجل کو آنا تھا ؎ یہ دل لگانا تھا یا موت کا بہانا تھا ؎ یہ سامان جدائی عزیزون کے واسطے سامان موت سے کم نہین ہے دیکھئے انجام کیا ہوتا ہے جب اسد ثانی نے دیکھا کہ حالت طوفان سبزپوش کی نہایت خراب ہے کسیطرح آنسو نہین تھمتا ہچکی جاری ہوئی ہے کہا اے ملکہ یہ تو ممکن نہین کہ مین نجاؤن مگر ان تمھاری خاطر سے آنا ضرور ہوگا کہ جسوقت سمرقند سے پھرونگا تو پھر تمھارے پاس ہوتا ہوا شہر بلخ کی جانب روانہ ہونگا اور وہان سے بھی خطوط اپنی خیریت کے برابر بھیجتا رہونگا یہ فرماکر دامن چھڑایا اور خدا حافظ کہکر جانب دروازہ روانہ ہوئے ملکہ طوفان سبزپوش تو بیہوش ہوگئی اور سحابیہ دردرگوش نے پشت کو آئینہ دکھایا اور کہا جسطرح پشت دکھاکر جاتے ہو منہ دکھانا بھی نصیب ہو اسد غازی باہر باغ کے آیا سواری موجود تھی لشکر تیار تھا جلدی سے پشت مرکب پر بیٹھکر جانب سمرقند روانہ ہوئے اب انکو تو راہ سمرقند مین چھوڑا جاتا ہے اور یہان سے داستان ادریس بن اندلس عیار اسد ثانی کی آغاز کیجاتی ہے راوی ناقل ہے کہ جسوقت ادریس بن اندلس قلعہ گیلان سے چلا کہ اپنے آقا کی خبر لون اول آکر زنگبار مین پہونچا وہان اسد ثانی کو نہ پایا نہایت پریشان ہوا اور پتہ پوچھتا ہوا آگے روانہ ہوا بعد طے مراحل و قطع منازل ایک صحرا مین پہونچا دیکھا کہ شام ہوگئی ہے اور سواد شہر معلوم نہین ہوتا پریشان ہوا کہ کہان جاؤن اور کیا کرون مگر جب شام ہوئی اور پھر جہانتاب گوشہ مغرب مین پنہان ہوا ستارے چرخ نیلی پر نمودار ہوئے طائر اپنے اپنے آشیانون کی طرف متوجہ ہوئے قافلون نے منزل کی لیکن یہ سرگردان راہ وفا یعنے ادریس بن اندلس اسی پریشانی کے عالم مین ایک درخت کے نیچے بیٹھ گیا اور اپنے حال زار پر رونے لگا کہ افسوس شعر ؎ خدا ہی ملا نہ وصال صنم ؎ نہ ادھر کے رہے نہ ادھر کے رہے گئے ہو دونون جہان کے کام سے ہم نہ ادھر کے رہے نہ ادھر کے رہے ؎ نہ اپنے آقا تک پہونچے نہ اپنے شہر مین رہے ایک نہ ایک دن کوئی درندہ گزندہ مار ڈالیگا خیر یہ بھی اچھا ہے کہ دنیا کی زحمتون سے نجات ہو جائیگی اسی اسی طرح کی باتین دل سے کر رہا تھا کہ ایک جانب کچھ روشنی سی معلوم ہوئی ادریس بن اندلس نے جو غور کیا تو معلوم ہوا کہ کوئی قافلہ اُترا ہوا ہے پس

اُسی جانب یہ بھی روانہ ہوا جس وقت قریب قافلہ پہونچا دیکھا کہ بہت بڑا قافلہ اُترا ہوا ہے لوگون نے جو اسکو دیکھا پوچھا تو کون کہا بندہ خدا وہ لوگ ڈرے کہ یہ غیر شخص کہان سے آگیا اس صحرا مین ایک تن تنہا کا کیا کام ہے خیال گذرا کہ کسی قزاق کا مخبر نہو جلد ہی سے اسکو گرفتار کرلیا ہرچند ادریس بن اندلس کہتا ہے کہ مین چور نہین ہون بلکہ مسافر ہون کسی نے ایک سماعت نکی اور گرفتار کیئے ہوئے سامنے اپنے مالک کے لائے دیکھا ادریس بن اندلس نے کہ ایک سوداگر وضع آدمی کرسی پر بیٹھا ہے اور گلے مین اُسکے ایک رومال سیاہ بندھا ہوا ہے لوگون نے سوداگر سے کہا کہ یہ ایک مرد اجنبی قافلہ مین چلا آتا تھا ہمین شبہہ گذرا کہ یہ مخبر کسی قزاق کا نہو لہذا ہمنے اسکو گرفتار کرلیا ہے سوداگر نے کہا کہ اگر مخبر ہوتا تو دور سے قافلہ کو دیکھکر چلا جاتا اُسے قافلہ مین داخل ہونے کی کیا ضرورت تھی اور بفرض محال یہ مخبر بھی ہے تو کیا اسکی گرفتاری سے قزاق اپنا ارادہ ملتوی کردینگے یہ سنکر اُن لوگون نے ادریس بن اندلس کو چھوڑ دیا ادریس نے جو سوداگر کو اپنے حال پر مہربان دیکھا عرض کیا کہ مین آوارہ وطن مسافر ہون اور دور دراز رسیدہ ہون اس صحرا مین مجکو شام ہوگئی اب نہ کہین جا سکتا ہون نہ ٹھہر سکتا ہون اسطرف روشنی دیکھی اور بوے انسان پاکر چلا آیا یہ خطا میری تھی سوداگر نے کہا کہ مین تمھاری صورت سے سمجھ گیا کہ تم مسافر ہو حال اپنا بیان کرو کہ کیون گھر سے نکلے اور کہان جاتے ہو اس صحرا تک کیونکر پہونچے یہ سنکر ادریس نے بیان کیا کہ مین قلعہ گیلان سے آتا ہون اور مجکو اپنے آقا کی تلاش ہے آقا میرا مجھے چھوٹا ہوا ہے سنا تھا کہ شہر زنگبار مین ہے وہان گیا یہ معلوم ہوا کہ وہ کسی اور طرف تشریف لیگئے سوداگر یہ سنکر خاموش ہو رہا کہا خیر رات تم اسی قافلہ مین بسر کرو صبح کو جہان جی چاہے چلے جانا اب ادریس بن اندلس نے کہا کہ آپ کو بھی مین غمگین پاتا ہون اس رومال سیاہ کا کیا باعث ہے یہ سنکر سوداگر رونے لگا کہا اے شخص مین اپنا حال تجھ سے کیا بیان کرون مجھ سے بھی میرا آقا جدا ہوگیا ہے اور ایسا جدا ہوا ہے کہ اب تا بہ قیامت ملاقات نہوگی ادریس بن اندلس نے کہا کہ آپ تو خود سردار ہین آپکا سردار و مالک کون تھا سوداگر نے کہا کہ بھائی واقعہ میرا یہ ہے کہ مجھ سے صحرا مین ایک نوجوان سے ملاقات ہوئی کہ وہ بحال خراب تھا پاؤن مین اُسکے چھالے پڑے ہوئے تھے لباس پارہ پارہ تھا دل اسکا بیقابو تھا دیوانہ محبت ہو رہا تھا مین نے بڑی مشکلون سے اُسکو رام کرکے اپنے ساتھ لیا علاج اُسکا کرتا رہا سب مرض دور ہوگئے مگر جنون محبت باقی رہا روز رات کو تنہا خیمہ سے نکل جاتا تھا اور صحرا مین شب بسر کرتا تھا صبح کو پھر خیمہ مین چلا آتا تھا ہرچند کہ اُسے صحبت انسان سے نفرت سی ہوگئی تھی تنہا بیٹھا رویا کرتا تھا مگر نہین معلوم اُسے میرا کیا لحاظ و پاس تھا کہ پھر پھر کر چلا آتا تھا ظاہرا سبب اسکا یہی معلوم ہوتا ہے کہ مجھسے اور آپکے بزرگون سے ملاقات تھی اور یہ امر مین اُسپر ظاہر کرچکا تھا شاید اسی سبب سے وہ میرا لحاظ کرتا تھا ایک روز صحرا مین قزاقون نے آکر گھیرا تمام مال و اسباب میرا لوٹ لیگئے وہ شہریار حسب عادت شبکو صحرا مین نکل گیا تھا جس وقت صبح کو آیا اور قافلے کو لٹا ہوا پایا تن تنہا جاکر قزاق کو زیر کیا اور تمام مال و اسباب میرا اُس سے دلوایا بعد اُسکے میرے ساتھ شہر سمابیہ مین داخل ہوا

اُسی طرح رات کو صحرا مین نکل جاتا تھا ایک روز لوگ اُسے گرفتار کر کے سامنے بادشاہ کے لائے مین موجود تھا جرم یہ ظاہر کیا کہ یہ شاہزادی کے باغ سے نکلا تھا بادشاہ نے حکم قتل دیا ہر چند کہ اُسکا قتل آسان نہ تھا کہ جوان زبردست لشکر شکن تھا مگر جنون محبت نے ایسا بے اندیش کر دیا تھا کہ قتل ہونے پر آمادہ ہوگیا یہ خبر ملکہ کو ہوئی اور وہ خدمت بادشاہ مین حاضر ہوئی اور صفائی کر کے اُسے چھڑا لیگئی پھر کچھ دن تک اُسکا پتا نہ معلوم ہوا اور وہ میرے پاس نہین آیا سنا مین نے ملکہ کے باغ مین رہتا ہے بعد چند دن کے سنا کہ طوفان سبزپوش دختر آئینہ پرست کے عشق مین اُسکی یہ حالت ہوئی تھی اُسکی معشوقہ اُسے ملگئی یہ خبر جوت آئینہ پرست کو ہوئی اُسنے ساحرہ کے ذریعہ سے دونون کو گرفتار کر کے آگ مین جلوا دیا یہ خبر ملکہ سحابیہ کو ہوئی وہ بھی آپکے عشق مین فقیر ہو کر نکلی اور اسی آتش افروختہ مین گر کر جل گئی مین اسی روز سحابیہ سے کوچ کر کے چلا آج اس مقام پر قیام کیا مگر دل میرا نہین بہلتا ہر وقت تصویر اُس اپنے آقا محسن کی آنکھون کے نیچے پھرا کرتی ہے یہ سنکر ادریس کو اپنے آقا کا شوق گذرا پوچھا آپکو نام اُنکا معلوم ہے سوداگر نے بیان کیا کہ نام اُسکا شہریار کلاہ اسد ثانی تھا مین اُنکے تمام خاندان سے واقف ہون بس یہ سنا تھا کہ ادریس نے پچھاڑ کھائی اور گریبان چاک کر ڈالا چیخین مار مار کر رونے لگا سوداگر کا غم بھی تازہ ہوگیا یہ بھی رونے لگا اور ادریس بن اندلس سے عرض کی کیا تم بھی اسی شہریار کے تلاش مین نکلے تھے ادریس نے کہا کہ مین بچپن کا رفیق ساتھ کھیلا ہوا ہون ادریس بن اندلس بن عمر میرا نام ہے صبح تک ایک ہنگامہ گریہ وزاری برپا رہا صبح کو ادریس بن اندلس سوداگر سے رخصت ہوا کہ مین مقام قتل اپنے مالک کا دیکھنے جاتا ہون اور وہین اپنی بھی جان دونگا ہر چند سوداگر نے سمجھایا کہ اب جانے سے کیا فائدہ ہے مگر اُسنے نہ مانا روتا اور خاک اوڑاتا جانب ملک سحابیہ روانہ ہوا اب اسکو راہ مین چھوڑا جاتا ہے اور اب کچھ حال بیمار محبت و مریض درد فرقت یعنے ملکہ طوفان سبزپوش کا بیان کیا جاتا ہے ابنائے حرف ان ہول جدائی دور ومنداں زخم ناشکیبائی اس داستان حیرت بیان کو یون تحریر کرتے ہین کہ جب شاہزادہ اسد ثانی ملکہ طوفان سبزپوش و سحابیہ دردگوش کو مقبل چھوڑ کر جانب سمرقند راہی ہوا تو ان دونون نے اپنی حالت خراب کی دن رات رویا کرتی تھین گاہے یہ شعر ورد زبان کرتی تھین شعر دن کٹا فریاد سے اور رات زاری سے کٹی ؛ عمر کٹنے کو کٹی پر کیا ہی خواری سے کٹی ؛ جب رات گذر جاتی تھی تو دن پہاڑ ہو جاتا تھا ایک ایک ساعت ایک ایک سال سے زیادہ تھی بار بار یہ شعر ورد زبان ہوتا تھا شعر شب فراق تو جون تون کٹی بنالہ و آہ ؛ یہ دن پہاڑ سا کیونکر کٹیگے سرے اللہ ؛ ودیگر شام کہار دکھ جدائی کی نہین ہوتی ہے ؛ دھوپ جب دیکھئے موجود ہے دیوارون پر ؛ کبھی کہتی تھین دوہا اری دلی کیسی کی ان پاپ کے سنگ ؛ دیپک سنگے من بھاوے نہین جل جل مرے پتنگ ؛ کبھی کہتی تھین دوہا جو مین جانتی کہ پیت کئے دکھ ہوئے ؛ نگر ڈھونڈرا پیٹتی پیت نکریے کوئے ؛ ایسی کیفیتون مین جب دو چار روز گذرے تو ملکہ طوفان سبزپوش کی حالت ایسی خراب ہوئی کہ صاحب فراش ہوگئی اُٹھنا بیٹھنا محال ہوگیا شعر ضعف ہے جب سے شریک حال درد دل کے ساتھ ؛ ہم بدل لیتے تو ہین کروٹ مگر مشکل کے ساتھ ؛ ملکہ سحابیہ دردگوش اسکی یہ حالت دیکھکر اپنا غم بھول گئی

اور علاج مین ملکہ طوفان سبز پوش کے مصروف ہوئی مگر اسکا مرض بڑھتا ہی گیا اور دوا کام زہر کا کرتی تھی اور ... مانند شمع کے سوز غم سے پگھلتی ہی چلی جاتی تھی ہرچند ملکہ سحابیہ دردرگوش سمجھاتی تھی کہ بہن اسقدر کیون حال اپنا خراب کرتی ہو جس خدا نے اسوقت ملایا تھا جبکہ ایک دوسرے کے حال سے واقف بھی نہ تھا وہی اسوقت بھی واقف حال ہے پھر ان سے ملا دیگا وہ وعدہ کر گئے ہین کہ مین بہت جلد آؤنگا طوفان سبز پوش نے ایک آہ کھینچی اور کہا کہ ایسے کا کیا اعتبار جو یون تڑپتا ہوا چھوڑ گیا اور اسے رحم نہ آیا اسے سفر مین بھلا کیا خیال ہوگا مثل مشہور ہے کہ آنکھ اوٹ پہاڑ اوٹ سحابیہ دردرگوش نے کہا کہ وہ صادق الوعدہ ہین ایسے نہین ہین کہ وعدہ کر جائین اور اسے وفا نکرین طوفان سبز پوش نے کہا کہ وہ تو ہزار آئین مگر میرے منہ مین خاک مجھے تو امید نہین کہ زندہ رہون سحابیہ دردرگوش نے کہا کہ بہن توبہ کرو کیا تم خدا کی دوسری ہو یون بھی سہی تو پہلے سے فال بد نکالنا یہ بھی اچھا نہین ہے جو کہ پیشانی کی ہے بات وہ پیش آئی ہے ؎ تمہارے جان دینے سے کیا ہوگا مگر طوفان سبز پوش کی یہ حالت ہے کہ کوئی نصیحت کارگر نہین ہوتی غم اسکا بڑھتا ہی چلا جاتا ہے یہ اشعار اکثر زبان پر لاتی ہے ترکیب بند ؎ مجھے ایدوست تیرا ہجر اب ایسا ستاتا ہے ؎ کہ دشمن بھی میرے احوال پر آنسو بہاتا ہے ؎ نہ جی لگتا ہے گھر مین اور نہ صحرا مجھکو بھاتا ہے ؎ اگر کچھ بات کرتا ہون کلیجا منہ کو آتا ہے ؎ اگر چپکا مین رہتا ہون مزا الفت کا جاتا ہے ؎ مرا سوزیست اندرونی اگر گویم زبان سوزد ؎ اگر دم درکشم ترسم کہ مغز استخوان سوزد ؎ یہ اشعار پڑھتے پڑھتے جان بحق تسلیم ہوئی ملکہ سحابیہ دردرگوش نے جانا کہ بیہوش ہے لیکن جو عورتین سن رسیدہ اور جہان دیدہ تھین انھون نے کہا کہ ملکہ دیکھتی کیا ہو اب انمین کیا باقی ہے یہ سنکر سحابیہ دردرگوش پیٹنے لگی اور کہتی تھی کہ ہاے مین شاہزادہ کو کیا جواب دونگی واہ بہن کیا اچھا سلوک تمنے میرے ساتھ کیا ہے ملکہ تو اسی حال پر ملال مین مبتلا ہے سرو ناز نے سمجھایا کہ اب رونے اور پیٹنے سے کیا حصول ہوگا لاش کو دفن کرو کہ احترام میت مین فرق آتا ہے سحابیہ دردرگوش نے اہتمام جنازہ اٹھانے کا کیا اور نہایت تزک و احتشام سے جنازہ طوفان سبز پوش کا اٹھوایا اور بیرون شہر لیجا کر دفن کیا اور آپ گیروا بستر کرکے فقیری لباس اختیار کیا اور قبر کی مجاور بنکر بیٹھی دن رات گریہ و زاری مین گذارتی ہے یہ تو اسی حال پر ملال مین ہے اور ادریس بن اندلس کا حال سنیے کہ یہ منزلون کو طے کرکے وارد ملک سحابیہ ہوا اور لوگون سے دریافت کیا کہ اسد ثانی یہان تشریف لائے تھے اور انھین جوت آئینہ پرست نے جلا دیا تھا جس مقام پر وہ جلائے گئے تھے وہ کہان ہے لوگون نے کہا کہ اب یہ ذکر نہ کرو اس شہریار عالی وقار کو خداوند کریم نے اس اہل عناد سے بچایا ایک عابد باخدا انھین انکے معشوقون سمیت بچا کر اور عقد انکا ہوا اب شاہزادہ بارادہ فتح شہر سمرقند گیا ہوا ہے یہ سنکر ادریس بن اندلس نہایت خوش ہوا مگر پوچھا کہ سبب شہر کی سیہ پوشی کا کیا ہے لوگون نے بیان کیا کہ جس معشوق کی محبت مین صحرا بصحرا یہان تک آئے تھے انھنے انتقال کیا اور ابھی اسد ثانی کو اسکی خبر نہین ہے جسوقت سنین گے تو خدا جانے انکی کیا حالت ہوگی یہ سنکر وہ خوشی ادریس کی پھر مبدل بغم ہوگئی اور روتا ہوا مقبرہ کا پتہ پوچھکر روانہ ہوا جسوقت قبر طوفان سبز پوش پر پہونچا دیکھا کہ ایک نازنین ماہ جبین فقیرانہ لباس کیے ہوئے قبر کو جھاڑتی جاتی ہے اور روتی جاتی ہے ادریس بن اندلس نے سلام کیا اور قبر پر فاتحہ

پھر حاملا نے پوچھا کہ ای بھائی تو کون ہی ادریس بن اندلس نے کہا کہ مین عیار ہون اسد ثانی کا آپ کون ہین ملکہ سحابیہ دردر گوش اور زار زار مثل ابر نوبہار کے رونے لگا اور کہا ای بھائی کیا پوچھتا ہی مثل بلبل بی چمن نہ گل نو دمیدہ ہون مین موسم بہار مین شاخ بریدہ ہون جس شہریار عالی وقار کا تو عیار ہی مین اسکی ناموس ہون اور ملکہ سحابیہ دردر گوش میرا نام ہی ادریس بن اندلس نے پوچھا کہ آپ تو میرے آقا کے ساتھ تھین آپکی جان کیونکر بچی سحابیہ دردر گوش نے بھی عابد رد شمشیر کا قصہ بیان کیا اور اپنا عقد ہونا اسد ثانی کے ساتھ اور طوفان سبز پوش کا عقد ہونا کہہ سنایا اور انتقال طوفان سبز پوش کا حال بیان کیا ادریس بن اندلس بھی ملکہ کے حال زار پر بہت گریان ہوا اور اپنا غم بھول گیا کہا کہ آپکا رنج میرے رنج سے بدرجہا ہوا ہی سحابیہ دردر گوش نے کہا کہ اب کہان کا قصد ہی ادریس بن اندلس نے کہا کہ جہان میرا آقا ہوگا وہان پہونچکر اسکی قدمبوسی حاصل کرونگا ملکہ سحابیہ دردر گوش نے کہا کہ ای بھائی اگر تجھے اور تیرے آقا سے ملاقات ہو تو حال ہم گم گشتگان حسرت کا ضرور بیان کر دینا اور کہہ دینا کہ ایک صدمۂ فرقت سے جان بحق تسلیم ہوئی اور دوسری بھی کنار گور ہی یہ سنکر ادریس بن اندلس نے ملکہ کو سلام رخصت کیا اور عرض کیا کہ جو کچھ دیکھے چلا ہون سب بیان کرونگا اور جانب شہر سمرقند روانہ ہوا اب اسے تو راہ مین چھوڑا جاتا ہی اب بیان سے چند کلمہ داستان جرأت نشان شہزادہ اسد ثانی کے گذارش کیے جاتے ہین کہ کوچ کرکے سحابیہ سے سمرقند کو روانہ ہوئے تھے جسوقت سرحد سمرقند مین داخل ہوئے ایک طرف بہت سے گنجان درخت لگے ہوئے تھے لشکر کو ان درختون کی آڑ مین اتارا اور کہا کہ تم سب اسی جگہ قیام کرو جسوقت میرے نعرہ کی آواز سننا تو قلعہ پر دھاوا کر دینا اور آپ وضع اپنی چابک سوار کی بنا کر ایک جامہ باندھ کر لباس چست پہنکر جانب قلعہ سمرقند روانہ ہوئے راہ مین آیندہ روندہ سے حالت دریافت کی جو خدا پرست بھاگ کر جنگلون مین پوشیدہ ہو رہے تھے جسوقت ان لوگون سے اور اسد ثانی سے ملاقات ہوئی کہ بعض انمین سے شناسا بھی تھے سب حال شہر کے جلنے کا اور بہمن دیوسنگ کی حکومت کا بیان کیا اور کہا کہ یہ ملک بالکل برباد ہوگیا جن خدا پرستون نے اپنے کو پوشیدہ کیا یا بظاہر تبدیل مذہب کر لیا وہ تو بچے باقی سب مارے گئے یہ سنکر نہایت افسوس کیا اور تنہا گھوڑا اڑاتے ہوئے داخل لشکر ہوئے لوگون نے چابک سوار سمجھکر روک ٹوک نہین کی جانا کہ کوئی چابک سوار کہین سے آتا ہی ایک آدمی نے پوچھا کہ آپ کہان سے آتے ہین اور کسطرف جانے کا ارادہ ہی اس سے کہدیا کہ مین ملک بدخشان سے آتا ہون اور یہ مرکب نہایت عمدہ ہی لائق سواری شاہان ہی تمھارے بادشاہ کو گھوڑا دکھاؤنگا اگر پسند ہوا تو اپنے حسب دلخواہ قیمت لونگا یہ کہکر جو گھوڑے کو ایڑ کی تو قلعہ مین داخل ہوگئے وہ لوگ یہ تیزی دیکھکر جھجکے آپس مین کہنے لگے کہ دیکھو بھائی روش اسکی اچھی نہین معلوم ہوتی ہی بغیر حکم کے اندر جانے دینا ٹھیک نہین ہی دوسرا بولا کہ ہوش درست کرو سو میان چنا بھاڑ نہین پھوڑتا کہیں دشمن کی اتنی جرأت نہین ہی کہ یکہ و تنہا اسطرح حریفون مین چلا جائے گا اور اگر ایسی حرکت کرے گا تو کیا پائیگا جان دینا پڑیگی یہان تو یہ باتین ہوتی رہین وہان اسد ثانی قریب اس مجمع کے پہونچ گئے جہان بہمن دیوسنگ بیٹھا ناچ دیکھ رہا تھا اسد ثانی گھوڑے سے اترے مرکب کو وہین چھوڑا اور اس مجمع کو چیر کر اس مقام پر پہونچ گئے جہان بہمن دیوسنگ

بیٹھا ہوا ناچ دیکھ رہا تھا اسد ثانی نے نعرہ کیا کہ باش و بگیر نا سمجھ ہوشیار ہو جا کہ ملک الموت تیری جان کو آپہونچا منم اسد ثانی کہ نگذارم کہ از دست من زندہ و سلامت بدر روی یہ سنکر بہمن دیو سنگ گھبرا گیا کہ یہ بلائے ناگہانی کہان سے آگئی جلدی سے اٹھا اور کہا کہ ملعون تو اس دیو سے کو ارے یہ کہان سے آگیا بس یہ سننا تھا کہ اسد ثانی جست کرکے سر پر جاپہونچے اسنے تلوار ماری اسد ثانی نے اسکا پشت شمشیر پر روک کر جو ہاتھ تیغہ ابدار کا مارا بہمن دیو سنگ کے دو ٹکڑے ہوئے یہ دیکھتے ہی کفار نے اسد ثانی پر حملہ کیا انھون نے بھی تلوار برسانا شروع کی یہان تک کہ وار ان لوگون کے روکتے ہوئے اور لاشین گراتے ہوئے قریب اپنے مرکب کے آگئے جلدی سے مرکب پر سوار ہوئے اور آپ دروازہ قلعہ کیطرف متوجہ ہوئے یہان تک کہ لڑتے ہوئے قلعے سے باہر نکل آئے اور اب انھون نے نعرہ کیا کہ کفار کے دل ہلگئے اور وہ لوگ جو انکی آواز پر کان لگائے ہوئے چھپے تھے تلوارین کھینچ کھینچ کر دوڑ پڑے اور لشکر کفار سے تلوار چلنے لگی ایک جانب سے نعرہ لہراسپ قزاق کا ہوا اور یہ بارہ ہزار قزاقون سے آگرا لاشین ان قزاقون نے گرانا شروع کردین اور ایک طرف سے نعرہ ملک سحاب لنگر گیر کا ہوا دو جانب سے فوج کفار کو گھیر لیا اور تلوار چلنے لگی دیر تک کفار اس مخمصہ مین لڑا کیے کہ وہ سمجھتے تھے مالک ہمارا زندہ ہے جسوقت اسد ثانی نے دیکھا کہ مفت کا کشت و خون ہو رہا ہے پھر لڑتے ہوئے داخل قلعہ ہوئے اب انکا لشکر بھی آگیا تھا کہ اسد ثانی لڑتے ہوئے لاش بہمن دیو سنگ کے قریب جاپہونچے اور سر اسکا کاٹ کر نیزہ پر بلند کیا اور آواز دی کہ مالک تمھارا مارا گیا اب کیا سمجھکر لڑتے ہو یہ دیکھتے ہی کفار کا دل ٹوٹ گیا اور ہر چہار جانب سے آواز امان بلند ہوئی فرمایا کہ بشرط ایمان جسوقت سب نے قبول کیا تو اسد ثانی نے ہاتھ روکا ساتھ ہی تمام لشکر نے ہاتھ روک لیا دونون لشکر علیحدہ ہوئے اسد ثانی داخل قلعہ ہوا اور تخت شاہی پر ملک سحاب لنگر گیر کو بٹھایا اکابر شہر حاضر ہوئے نذرین گذرانے لگین جسقدر آتشکدہ پرستش کے یہان تھے سب توڑ ڈالے اور بجائے انکے مسجدون کی بنا پڑی سکہ بادشاہ اسلام کے نام کا جاری ہوا تین روز مین تمام ملک کا انتظام کیا حساب کرنے سے معلوم ہوا تھا کہ دس ہزار سوار اسد ثانی کے کام آئے اور پچاس ہزار آدمی لشکر بہمن دیو سنگ کے مارے گئے لاشین مسلمانون کی دفن کردی گئین اور لاشین کفار کی صحرا مین پھنکوادین اور سر بہمن دیو سنگ کا دروازہ قلعہ مین لٹکا دیا گیا کہ لوگ دیکھکر عبرت کرین کہ ابھی کل تک یہ اس شہر مین حکومت کرتا تھا آج اس حال پر ملال سے ہے اور اس ذلت و خواری سے سر اسکا آویزان کیا گیا ہے غرضکہ اسی اثنا مین ادریس بن اندلس بھی آپہونچا شہر کو اسلام آباد دیکھکر نہایت خوش ہوا اور اپنے آقا کی قدمبوسی حاصل کی ادریس بن اندلس سے اسد ثانی نے پوچھا کہ تم یہان تک کیونکر پہونچے ادریس بن اندلس نے قلعہ گیلان سے چلنا اور راہ مین سوداگر کا ملنا اور اسکے بعد ملک سحابیہ مین آنا سب بیان کیا اسکے بعد رونے لگا اسد ثانی نے کہا کہ اب رونے کا کیا سبب ہے ادریس بن اندلس نے کہا کہ اے شہریار جو حالت ملک سحابیہ مین دیکھی ہے وہ بیان نہین ہو سکتی اپنا دل سنبھال لیجیے تو عرض کرون یہ سنکر اسد ثانی

بہت پریشان ہوئے اور فرمایا کہ خیر تو ہے کچھ کہہ تو سہی ادریس بن اندلس نے کہا کہ ملکہ طوفان سبزپوش نے انتقال کیا بس یہ سننا تھا کہ اسد ثانی کی عجب حالت ہوئی قریب تھا کہ طائر روح قفس تن کو چھوڑ کر نکل جائے مگر یہ دام صیاد حیات میں اسیر تھا پھڑک کر رہ گیا دو تین روز اسد ثانی نے اپنی حالت بہت خراب کی ہرچند لوگ سمجھاتے تھے مگر انکی حالت اور خراب ہوتی جاتی تھی آخر کار تیسرے روز یہ خیال آیا کہ اب زندگی کا لطف تو ہر طرح گیا اور اس تلخ کامی کی زیست سے تلخی موت بہتر ہے لہذا اسطرح مرنا اچھا ہے کہ کچھ آبلے دل کے پھوٹیں ادریس بن اندلس سے پوچھا کہ والد ماجد قلعہ گیلان سے کسطرف کو روانہ ہوئے ادریس بن اندلس نے عرض کی کہ وہ عقب میں خوانخوار بن دجال کے گئے ہیں سنا ہے کہ وہ ملک اردبیل سے ہوتا ہوا جانب قلعہ فوذالامان روانہ ہوا کہا ہم بھی بلخ کی طرف ہوتے ہوئے اسیطرف چلیں گے یہ فرما کر لہراسپ قزاق کو تیاری لشکر کا حکم دیا اور ملک سحاب لنگرگیر سے کہا کہ اب آپ شہر سمرقند اور ملک سحابیہ کا انتظام کریں میں بلخ کی طرف جاتا ہوں ملکہ سے کہدیجیے گا کہ اب ہمسے بروز قیامت ملاقات ہوگی یہ فرما کر لہراسپ قزاق اور ادریس بن اندلس کو ساتھ لیکر جانب بلخ روانہ ہو گئے سحاب لنگرگیر روتا رہگیا اسد ثانی طے مراحل و قطع منازل کرتے ہوئے برابر چلے جاتے ہیں لیکن فراق ملکہ طوفان سبزپوش میں یہ حالت ہے کہ ہر وقت خدا سے موت طلب کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ بارالہا مجھے بھی بلا لے اسلیے کہ اب مجھسے صدمہ دوری ملکہ طوفان سبزپوش کا نہیں اٹھ سکتا اور اس سے زندگی میں ملاقات ہو نہیں سکتی لہذا مجکو اس جینے سے مرنا بہتر معلوم ہوتا ہے جس وقت لہراسپ قزاق اور ادریس بن اندلس سمجھاتے ہیں کہ اے شہریار دلکو سمجھائیے غم اپنا دور کیجیے خدا نے ایک سے بڑھکر ایک حسین پیدا کیا ہے تو یہ باتیں نشتر کا کام کرتی ہیں اور اسد ثانی کہتے ہیں کہ للہ میرے زخم دل پر نمک پاشی نکرو میں نے دنیا کو ترک کیا میں اب کسی عورت کی صورت دیکھنا بھی پسند نہیں کرتا مگر بڑے افسوس کی بات ہے کہ طوفان سبزپوش کو میری مفارقت کی تاب نہ لا سکے اور غم دوری سے ہلاک ہو جائے اور میں دوسری نازنین سے دل بہلاؤں ارے یارو یہ کونسا انصاف ہے پس تم مجھے نہ سمجھاؤ میں خوب سمجھے ہوئے ہوں کہ تمھاری سمجھ خود ناقص ہے یہ لوگ خاموش ہو رہتے ہیں اسیطرح طے مراحل و قطع منازل کے بعد داخل شہر بلخ ہوئے تو عجیب حالت دیکھی کہ انسان کا نام و نشان بھی نہیں ہے تمام شہر خراب معلوم ہوتا ہے اور خاک اڑ رہی ہے مکانات جلے ہوئے پڑے ہیں ہر طرف خاک کے ڈھیر لگے ہوئے ہیں کچھ لوگ جو حوت آئینہ پرست کی آمد سنکر اور انجام سوچکر شہر سے نکل گئے تھے وہ صحرا میں آباد ہیں جا بجا قریہ اور گاؤں معلوم ہوتے ہیں ان لوگوں نے جو اسد ثانی کو دیکھا آکر بہت روئے اور حکایتیں حوت آئینہ پرست کی بیان کیں اور ایک ایک مقام دکھایا اور پہچنوایا کہ فلان مقام پر محل شاہی تھا فلان جگہ اصطبل تھا غرضکہ عجب اداسی اس سرزمین پر چھائی ہوئی تھی اسد ثانی نے نہایت افسوس کیا اور فرمایا کہ معلوم ہوتا ہے دور اسلام تمام ہوا اور دور کفر آغاز ہوگیا کیونکہ ایسی تباہی کسیوقت میں نہ پڑی تھی اب ان ملکوں کو کون آباد کرسکتا ہے یہ فرما کر ان تودہ ہاے خاک پر فاتحہ خیر پڑھا اور بجاے آب اشک حسرت بیکسان پر چھڑک کر آگے روانہ ہوئے بار بار فرماتے تھے کہ افسوس واے برحال

ان بیکسون کے کہ خاک بھی انکی قبر بنگئی اور نشان لحد ہوگئی افسوس کہ کوئی چراغ بھی جلانے والا نرہا یہ شعر انھین لوگون کے حسب حال ہی شعر بر مزار ما غریبان بے چراغے نے گلے ۔ نے پر پروانہ آید نے صدائے بلبلے ۔ الحاصل جس وقت شاہزادہ اسد ثانی چند منزلین طی کرنے کے ملک ختن مین پہونچے وہان کی حالت بھی مثل شہر بلخ کے پائی تمام شہر چھنکا پڑا تھا جو لوگ جنگلون مین جا کر بخوف جوت آئینہ پرست بچ گئے تھے اور انھون نے شہر سے دور زراعت وغیرہ شروع کردی تھی انھون نے حاضر ہوکر جان بازیان ملازمان دولت کی اور شہید ہونا انکا سب بیان کیا اسد ثانی نہایت غمگین ہوئے اور بہت روئے پوچھا کہ اب وہ ملعون کسطرف گیا ہی انھون نے بیان کیا کہ سنا ہی کہ شہر ترکستان کی جانب گیا ہی اسد ثانی ختن سے کوچ کرکے ترکستان کی جانب روانہ ہوئے برابر دو منزل کے ایک منزل کرتے ہوئے چلے جاتے تھے کہ کسیطرح جلد جوت آئینہ پرست تک پہونچون تاکہ اس ملعون کو مار کر باقی ملکون کو بچاؤن یا اپنی بھی جان دون لیکن جس وقت ملک ترکستان مین پہونچے تو اس ملک کو بلخ و ختن سے زیادہ ویران پایا کہ دور دور یہان سے کوئی قریہ اور گاؤن نظر نہ آتا تھا آخر کار وہان قیام کیا اور دور دور سے لوگون کو بلا کر سبب اس ملک کی بربادی کا پوچھا کہ یہ ملک تو علصال کا تھا اور صلصال جوت آئینہ پرست کے ساتھ تھا پھر کیا سبب ہوا جو یہ ملک ویران ہوا لوگون نے تمام واقعہ اسد ثانی سے بیان کیا اور کہا کہ جسوقت خدا پرستون کو یقین مرگ ہوا تو زرہ خان نے یہ صلاح کی کہ ہم تو مرتے ہین پھر دشمنون کو کیون چھوڑین جہان تک ہوسکے انھین بھی قتل کرین یہ تصور کرکے صلصال سے فریب کرکے پہلے تو ملک کو جلوا دیا بعد خود جنگ کرنا شروع کی یہان تک کہ زرہ خان اور آلک ترک سفید جامہ اور اژدر خان اور مصعب خان اور علب خان یہ سب شہید ہوئے آخر مین جوت آئینہ پرست صلصال سے بھی برخلاف ہوگیا اور آدم خوارون کو صلصال پر مسلط کیا کہ وہ صلصال کو بھی ملعون کھا گئے اسد ثانی ان لوگون کی وفا شعاری پر بہت خوش ہوا لیکن انکے حال پر ملال پر آنکھون سے خون برسایا کہ جا بجا استخوان پڑے تھے انکو سمیٹ کر ایک گڑھے مین دفن کیا اور نشان مزار غریبان کا بنوا دیا فاتحہ پڑھا بعد اسکے پوچھا کہ اب جوت آئینہ پرست کہان گیا ہی لوگون نے بیان کیا کہ اب وہ ملعون قلعہ ذوالامان کی جانب گیا ہوا ہی یہ سنکر اسد ثانی نہایت پریشان ہوئے اور کہا کہ غضب ہوا تمام ناموس صاحبقران اسی مقام مین چلکر ناموس صاحبقران کی مدد کرنا چاہیئے اور اس پنجہ اجل سے حتی الامکان بچانا چاہیئے اور سنا ہی کہ خونخوار بن دجال بھی اسیطرف آتا ہی اسکے عقب مین والد ماجد تشریف لاتے ہین اسطرف سے ملکر ہم بھی شریک ہون اور ناموس امیر کی مدد کرین یہ فرما کر دوسرے روز مع ادریس بن اندرس دلفراسپ قزاق جانب قلعہ ذوالامان روانہ ہوئے اب انکو ہمرہ قلعہ ذوالامان مین رکھا جاتا ہی اور یہان سے حال قلعہ ذوالامان کا بیان ہوتا ہی۔

راویان رنگین بیان حال گلدستہ صاحبقران یعنے ناموس امیر عالیشان کا اسطرح بیان کرتے ہین کہ کل شہزادیان اور وزیرزادیان امیر کی بی بیان بیٹیان جو وہان سب یہان مقیم ہین عمہ بر آغاز کلام قسم کھائی تھی اس بت نے خدا کی ۔ اگر غافل ہو نعمت کبریائی

مگر شوخی تو دیکھو دلربا کی ٭ اگر غفلت سے باز آیا جفا کی ٭ تلافی کی بھی ظالم نے تو کیا کی ٭ ادا مرلٹ سے کاکل کے ادا کی ٭ نمائی ایک چالاکی ہوا کی ٭ بہت کچھ کاوشین کین انتہا کی ٭ نہ کچھ تیزی چلی باد صبا کی ٭ بگڑنے مین بھی زلف اسکی بنا کی ٭ بتون کا دے نہ چند ذکر خدا عشق ٭ قیامت ہے غضب ہے اور بلا عشق ٭ نہ تھی فرقت مین بھی ہمکو سوا عشق ٭ وصال یار سے دونا ہوا عشق ٭ مرض بڑھتا گیا جون جون دوا کی ٭ نشان پایہ کس بیباک کا ہے تصدق جان ہو اور دل فدا ہے ٭ یہ تا انکھیلیون کا کہہ رہا ہے ٭ ابھی اس راہ سے کوئی گیا ہے کہے دیتی ہے شوخی نقش پا کی ٭ ہوئے آخر جو میرے زیست کے دن ٭ قدر یہ انکو نہ پایا ہمنے لیکن ٭ یہ استغنا بھی کس کا ذکر ممکن ٭ جب اس بت سے کہا مرتا ہے مومن ٭ کہا مین کرون مرضی خدا کی ٭ ؎ نگارند نقاش معنی فریب ٭ عروس سخن را چنین داد زیب ٭

راوی بیان کرتا ہے کہ جسوقت صاحبقران باقبال نے ناموس کے واسطے قلعہ ذوالامان کو معین فرمایا تھا تو معتبر و معتمد سردارون کو محافظ معین کیا تھا چنانچہ بہیر قرغاری کہ رفیق قدیم دمرویار یہ تھے بادشاہ قلعہ مقرر ہوئے تھے اور انقاش خون آشام اور ملک قہرمن بن سوختنا سے طوفانی سا پہلوان زبردست جو کہ پہلوانان ملک باختر مین رستم وقت تھا اور لندھور بن سعدان سے کسی طرح کم نہ تھا ناظرین کو یاد ہوگا کہ مقابلہ مین یہ پہلوان لندھور سے برابر رہا ہے امیر باتوقیر اسے بہت دوست رکھتے تھے اور یہ سردار نہایت خیرخواہ تھا اس بنا پر حفاظت قلعہ ذوالامان انکے حوالے کی گئی اور افسر فوج مقرر ہوا تمام لشکر اسکے تابع فرمان ہے بہیر قرغاری کو نہایت قوت ہے کہ کوئی سردار قرش سے کیا مقابلہ کر سکتا ہے اور اندر قلعہ کے ملکہ فیروزہ گہر تاجدار دختر نوشیروان عادل کسرے مادر حمزہ ثانی بادشاہ ہین اور امیر کے مقام پر بھی جاتی ہین اور تمام خاتونان عصمت انکی تابع فرمان رہا کرتی ہین وہ کون کون ہین کہ ملکہ زردیہ بانو مادر شہزادہ بدیع الزمان اور ملکہ زبیدہ دستگیر دختر جناب حمزہ صاحبقران اول اور مادر اسد غازی اور ملکہ حاجرہ بانو دختر حمزہ ثانی زوجہ شہریار بن ایرج نوجوان اور ملکہ گیلی بہادر مادر چوگان بن حمزہ اول اور ملکہ لیلی ختائی مادر اسفندیار گیلانی اور ملکہ جہان افروز دختر لقا مادر تورج بن بدیع الزمان اور ملکہ مہر افروز دختر یاقوت شاہ مادر غضنفر بن اسد غازی اور ملکہ عادیہ بانو مادر کرب غازی اور ملکہ رقیہ سلطان مادر سکندر فرخ لقا اور ملکہ ماہ تاجدار مادر سعد بن قباد و شہریار اور ملکہ مہینہ بانو مادر ہاشم تیغزن اور ملکہ گوہر ملک دختر گنجاب مادر نور الدہر اور ملکہ بلقیس عدنی مادر سعید عدلی بن حمزہ یہ تمام شہزادیان اور انکی وزیرزادیان تمام قلعہ ذوالامان مین ہین اور یہان بھی مثل دربار صاحبقران کے دربار ہوتا ہے جسطرح بارگاہ سلیمانی مین مرد اپنے اپنے مرتبون کے موافق سلسلہ سے بیٹھے ہین اسیطرح یہان عورتین بھی بیٹھی ہین حارث بن سلطان سعد اس قلعہ کے بادشاہ ہین اور بہیر قرغاری بمرتبہ قلعہ داری و وزارت ہے آج یہ لوگ بیٹھے ہوئے زمانہ حمزہ صاحبقران کا یاد کرکے باتین اسیوقت کی کر رہے ہین کہ یکایک مہتر مہروند عیار آیا اور بعد دعا و ثناے شاہی بجالانے کے عرض کی کہ خونخوار بن دجال علیہ اللعن بندہ ابلیس کوچ لاکھ آدمیون کی جمعیت سے اسطرف آتا ہے سنا ہے کہ ساتھ اسکے بڑے بڑے پہلوان زبردست

ہیں اور بہت سے ملک خداپرستوں کے اُسنے برباد کر دیئے ہیں اب اسطرف کا ارادہ ہے اور ایک جانب سے حوت آئینہ پرست آتا ہے اُسکے ساتھ بھی بہت سے سردار ہیں اور فوج بے پایاں ہے بلکہ ساحروں کا لشکر بھی اُسکے ہمراہ ہے اس ملعون نے بھی بہت سے ملک خراب کیے ہیں سنا گیا ہے کہ بلخ اور ختن اور ترکستان کو تو ایسا جلایا اور برباد کیا ہے کہ اب آباد ہونا ان ممالک کا بہت دشوار ہے یہ سنکر بیرفرخاری نے شاہزادہ حارث بن سلطان سعد کی طرف دیکھا اور عرض کی کہ کیا ارشاد ہوتا ہے حارث بن سلطان سعد نے کہا جو مناسب ہو وہ کرو قلعہ کو آراستہ کرو فوج کو تیاری کا حکم دو بیرفرخاری نے عرض کی کہ یہاں صرف دو سردار ہیں حالانکہ یہی اُن کافرون کے واسطے بہت ہیں مگر اب ضعیف ہو چکے ہیں کیا معلوم کہ حصہ اُنکے عمر کا باقی ہے یا دن زندگی کے پورے ہو چکے ہیں اگر کوئی افتاد پڑی تو بہت مشکل ہوگی کیونکہ یہ معاملہ ناموس صاحبقران کا ہے حارث نے جواب دیا کہ پھر جیسا مناسب جانو وہ کرو بیرفرخاری نے عرض کی کہ ملکہ عالم سے بھی اطلاع کرنا ضرور ہی امر ہے اُنکی راے بھی شریک کر لینا چاہیئے حارث بن سلطان سعد نے فرمایا کہ بہتر ہے اور داخل محلسرا ہوئے فتانہ وزیرزادی سامنے سے آئی تھی اُس سے کہا کہ میری اطلاع کر فتانہ نے جاکر عرض کی کہ حضور کے پوتے تشریف لاتے ہیں فیروزہ گہر تاجدار نے کہا کہ بلا لو حارث سامنے فیروزہ گہر تاجدار کے گئے اور آداب بجالائے ملکہ نے فرمایا کیوں اے فرزند یہ خلاف وقت آپکا کیا باعث اور میں چہرے پر پریشانی بھی دیکھتی ہوں حارث بن سلطان نے عرض کی کہ زمانہ پُر آشوب ہو رہا ہے کفار کا ہر طرف سے یورش ہے دو کافر بڑے بڑے لشکر اپنے ہمراہ لیے ہوئے اسطرف چلے آتے ہیں اور ارادہ اُنکا غالب معلوم ہوتا ہے فرمایا پھر تمہاری کیا صلاح ہے حارث نے کہا کہ بیرفرخاری مرد جہاندیدہ ہے اور جدنامدار کا رفیق قدیم ہے اُسکی راے سب سے بہتر ہے ملکہ نے فتانہ سے ارشاد کیا کہ اوٹ کھڑی کر دو اور بیرفرخاری کو بلالو اسیوقت فتانہ نے اوٹ کھڑی کر دی اور بیرفرخاری کو بلوایا اور کہا کہ ملکہ عالم یاد فرماتی ہیں بیرفرخاری مع عیار مہروند حاضر ہوئے بیرون پردہ کھڑے ہوئے ملکہ فیروزہ نے فرمایا کہ میں نے سنا ہے کفار اسطرف آتے ہیں اور ارادہ اُنکا دشمنی کا ہے لہذا تمہاری کیا راے ہے اور تمنے کیا بندوبست کیا بیرفرخاری نے کہا کہ میں نے قلعہ کی درستی کر لی ہے اور راے میری یہ ہے کہ رفقاے صاحبقران کو نامے تحریر کیے جائیں ملکہ فیروزہ گہر تاجدار نے فرمایا کہ بہتر ہے سوا اسکے اور اسوقت میں کیا ہو سکتا ہے بدیع الملک کو خبر نہیں ہو سکتی کہ وہ بہت دور ہیں علاوہ اسکے نہیں معلوم کس حال میں ہیں صاحبقران جبسے تشریف لیگئے اُنکی کوئی خبر آجتک نہ دریافت ہوئی لہذا یہی لوگ جو قریب و دور ہیں انھیں کو طلب کر لو یہ فرماکر نامہ کا مسودہ تحریر کر کے بیرفرخاری کو عنایت فرمایا مضمون یہ تھا کہ اے خیرخواہان دولت و اقبال مالک تمہارا خانہ کعبہ میں ہے اور ناموس اُسکا اس قلعہ ذوالامان میں ہے اور کفار حرمت صاحبقرانی کو مٹایا چاہتے ہیں لہذا تم سبکو لائق اور لازم یہ ہے کہ اپنے اپنے فرض منصبی کو ادا کرو اور حتی الامکان ناموس امیر کو جفاے کفار سے نجات دو اور جسطرح ممکن ہو قبل کفار کے پہونچنے کے اپنے کو قلعہ ذوالامان تک پہونچاؤ کیونکہ فرخنوز بن دجال اور حوت آئینہ پرست لشکر کثیر ہمراہ لیے ہوئے

بہت قریب آگئے ہین پیر فرخاری یہ مسودہ لیئے ہوئے باہر آئے اور منشیون کو بلواکر بہت سے نامے لکھوائے اور اُسکے بعد عیارون کو طلب کیا اُسیوقت مہتر چابک بن عمرو دون و مہتر اندلس بن عمرو مہتر عرب درازہ و مہتر قاسم تنگ رو اجلی و مہتر مہروان بن عمرو و مہتر سست برنگ بن قران و مہتر مہروند وغیرہ سب عیار آکر جمع ہوئے اب پیر فرخاری نے دو دو چار چار نامے سبکو دیئے اور کہا بھاگو جہانتک ممکن ہو جلد یہ نامے رفیقان اسیر تا توقیر تک پہونچا دو جن سردارون کے نام نامے روانہ کیئے گئے تھے وہ یہ ہین منتظر شاہ یعنی نعمان شاہ یمنی - بہرام خان خاوری - تومان بن بہرام - بیسیاسے فرنگی شہباز یکہ تاز - سہیل عنبر شکار - ہزبر خوارزمی - قتح نوشش - داور نوشش رومی نوش یونانی - کپی زلزال - کپی سہراب - مسروق دیوانہ - ساقط شاہ - حمران شاہ ارمنی تاجدار - قرملی تاجدار شاہ - صفاترک فرنگستانی ترک جوشن پوشش - قاتل زنگی - مقاتل زنگی - کامل خان بن گنجاب - نوفل خان بن گنجاب - یوز خان بن گنجاب - سہراب خان بن گنجاب - طرید خان بن گنجاب - عاقل خان بن گنجاب - ارباب باختری - فضل بن آشوب - صفوان مطلع نشین - ایماق قراطاقی - قلماق قراطاقی - سجانی شداد شاہ - ہمایون بن شداد - قارن نیزہ سراسپ - ہلال شاہ زرین کمر - فرامرز عاد مغربی - سلطان شاہ طوغان بن تہمتن کمتور قمی - مظفر فاریابی - بہرام صحرانشین وغیرہ وغیرہ نامے روانہ کیئے تھے اور جن عیارون کو ان لوگون کے ساتھ لانے کو لکھدیا گیا تھا مثل مہتر ابو الفتح اصفہانی - و مہتر جنگ کمی - و ریحان بن عمرو عیار چوگان بن حمزہ و مہتر مرجان - ملک گوہر ملک کوکا اور علاوہ انکے جستہ جستہ عیار نامی وگرامی تھے یہ سب ہمراہ سردارون کے آئینگے غرضکہ جسوقت یہ تمام نامہ دار نامے لیئے ہوئے سرداران مرقومہ بالا کے پاس پہونچے ان لوگون نے نامون کو آنکھون سے لگایا اور مضمون نامہ پڑھکر اپنے آقائے نامدار کو یاد کرکے بہت روئے اور نامہ دارون سے کہا کہ تم چلو ہم بہت جلد آتے ہین اور اُسیوقت لشکر کو تیاری کا حکم دیا اور نہایت عجلت کے ساتھ دو منزلے سہ منزلے کرتے ہوئے برابر چلے آتے ہین کچھ تو بسبب بُعد کے ابھی نہین پہونچے ہین اور راستے ہی مین ہین اور کچھ لوگ پہونچ گئے ہین اور اور برابر آگے پیچھے چلے ہین جو لوگ آتے ہین اول نذر شاہزادہ حارث بن سعد کو دیتے ہین اور لشکر باہر قلعہ کے اُتار دیتے ہین خیمے خرگاہ ہین بارگاہ ہین برابر استادہ ہو رہی ہین عجب طرح کا مجمع اس مقام پر ہو رہا ہی کہ ہر ہر ملک کے لوگ جمع ہین بازار لشکر کے کھلے ہوئے ہین دوکانین آراستہ ہین گویا اکھنک رہا ہی اور سردار آمد لشکر حریف کے منتظر ہین کہ ناگاہ از پردہ بیابان گردے برخاست گرد تیرہ تیرہ خیرہ خیرہ سر گرد بر آسمان رسیدہ و پاے گرد در زمین پیچیدہ زیر آسمان اک آسمان خاکی منودار شعر ز سم ستوران دران پہن دشت ، زمین شش شد و آسمان گشت ہشت یہانتک کہ شوخ ہوا نے ہما گرد کو اور گرد لے اڑا ہوا کو دامن گرد شگافتہ ہوا اور دل گرد سے چھ سو پچاس علم نشانہ ساز چھ لاکھ فوج کا منودار ہوا رنگ پھریرون کے سیاہ تھے تعریف بر پھریرے پر

بنا ہوا

خداوند آمینہ کی تحریر تھی ہرکارے برائے دریافت حال روانہ ہوئے اور مانند پلک نظر کے واپس آکر اطلاع دی کہ خونخوار بن دجال آپہونچا ان کفار نے آکر سامنے قلعہ ذوالامان کے خیمہ اپنا برپا کیا سرداران لشکر اسلام نے دیکھا کہ خونخوار بن دجال اک خچرے پر سوار ہے اور بڑے بڑے پہلوانان نامی وگرامی اسکے ہمراہ ہین جسوقت یہ لوگ خیمہ برپا کر چکے اور لشکر نے پڑاؤ کیا ہنوز سرداروں نے کمرین نہین کھولی تھین کہ جانب اردبیل سے دوسرا تتق گرد بلند ہوا سب نگران تھے کہ اب کون آتا ہے اور ہرکارے برائے خبرگیری کا روانہ ہو گئے تھے اس گرد کی عجب حالت تھی کہ بالائے تتق گرد اک ابر سیاہ بھی ہے یہانتک کہ دامنہ گرد کا شگافتہ ہوا اور دل گرد سے ڈنکے کی صدا پیدا ہوئی اور علمہائے سیاہ و زرنگاری نمودار ہوئے اور ایک لشکر فراوان نظر آیا ہرکاروں نے آکر خونخوار بن دجال سے بیان کیا کہ حوت آئینہ پرست تشریف لاتے ہین خونخوار مع سرداران لشکر برائے استقبال روانہ ہوا اور حوت آئینہ پرست کو پیشوائی کر کے لایا اور جو مبہوت جادو تخت سحر پر سوار ابر سحر مین اپنے لشکر کو چھپائے ہوئے آکر پہونچی تخت وابر اسکا بالائے سر لشکر اڑتا ہوا چلا آتا تھا جسوقت مقابلہ قلعہ ذوالامان کا ہوا یہ کفار نابکار پہونچے لشکر اترا تمام صحرا فوجوں سے مملو ہو گیا جابجا بارگاہین برپا ہونے لگین سردار مرکبوں سے اتر اتر کر داخل بارگاہ ہوئے حوت آئینہ پرست اور خونخوار بن دجال مین مصافحہ و معانقہ ہوا اور اپنے اپنے حالات بیان کئے گئے یہان ہرکاروں نے خبر بادشاہ لشکر اسلام یعنے حارث بن سلطان سعد کو پہونچائی کہ حوت آئینہ پرست کا لشکر بھی آگیا اور مبہوت جادو فوج ساحران لیئے ہوئے اسکے ہمراہ ہے پہلوی لشکر خونخوار پر لشکر حوت آئینہ پرست کا اترا ہے فرمایا کچھ پروا نہین حافظ حقیقی بچانے والا ہے کہ ناگاہ ایک جانب آسمان سے کرہائے ابر نمودار ہوئے برق تپین چمکتی ہوئی کوندا لپکتا ہوا اور ابر سے بارش مروارید آبدار کی ہوتی ہوئی دیکھا کہ جانب قلعہ ذوالامان چلا آتا ہے یہ رنگ دیکھکر اہل اسلام کو خفقان سا ہوا کہ اب کون آتا ہے کہ ناگاہ یک وہ ابر شق ہوا دیکھا کہ اک مرد پیر تخت سحر پر سوار ہے اور اک بارگاہ آسمان جاہ اژدران آتش فشان پر کھنچی ہوئی اڑتی ہوئی چلی آتی ہے پشت پر بیگرن طایرون کے غول کے غول مثل باز جرہ بہری قرقرا وغیرہ یہ اڑتے ہوئے ساتھ ساتھ چلے آتے ہین جسوقت تخت اس پیر مرد کا قریب قلعہ ذوالامان پہونچا تخت زمین پر اترا بارگاہ برپا ہو گئی وہ تمام ہنس اور قرقرے وغیرہ غلطین مارکر بشکل انسان ہو گئے لوگون نے سمجھا کہ یہ **مکلل خان** جادو بادشاہ طلسم گوہربار ہے ہرکاروں نے یہ خبر بادشاہ اسلام کو دی کہ مکلل خان جادو بادشاہ طلسم گوہربار آگئے بادشاہ اسلام یہ سنکر نہایت خوش ہوئے اور لشکر حریف کا دم فنا ہونے لگا کیونکہ مکلل خان ساحر زبردست اور صاحب چراغ جمشیدی ہے جسوقت مکلل خان چراغ روشن کرتا ہے سب ساحر سحر اپنے بھولکر نابینا ہو جاتے ہین اب مکلل خان جادو لشکر کو اتار کر خدمت بادشاہ اسلام مین روانہ ہوئے بادشاہ اسلام نے سرداروں کو برائے استقبال روانہ کیا لوگ آئے اور مکلل خان کو بعزت تمام لیکر خدمت بادشاہی مین آئے مکلل خان نے سلام کر کے گوہر بیش بہا نذر دیئے اور عرض کی کہ گوہر جان بھی برائے نذر لایا ہون ٥ گر قبول افتد زہے عز و شرف ٭ بادشاہ اسلام نے نذر مکلل خان کی قبول فرمائی اور تحسین مرحمت لیست پر جاری

اور خلعت فاخرہ عنایت فرمایا اور بیٹھنے کو اشارہ کیا مکلل خان سلام کر کے اپنے دنگل پر
بیٹھا بادشاہ نے فرمایا کہ اے مکلل خان یورش کفار کا دیکھتے ہو مکلل خان نے عرض کی کہ
حضور کچھ تردد نہ فرمائیں اسلئے کہ میں چراغ جمشیدی اپنے ساتھ لایا ہوں جسوقت آپ اوسے روشن
کردونگا سب اندھے ہو جاینگے اور حوت آئینہ پرست کو مبہوت جادو کا بھروسا ہی یہ
چھوکری میرا کیا کر لیگی بادشاہ اسلام نے دعا دی اور فرمایا کہ خدا تمکو فتحیاب کرے اور اجر
نیک دے اب تم آرام کرو کہ مرد ضعیف ہو اور ابھی منزلیں طی کئے ہوئے چلے آتے ہو مکلل خان
جادو بادشاہ اسلام سے رخصت ہوکر اپنی بارگاہ میں آئے اور ادبوس جنی سے کہا کہ ای فرزند ذرا
ہوشیاری سے کام کرنا اسواسطے کہ کفار چراغ جمشیدی کی فکر ضرور کرینگے کیونکہ مبہوت جادو
کو حال اس چراغ کا معلوم ہے وہ ضرور عیاروں کو بھیجیں گی ادبوس جنی نے کہا کہ میں حتی الامکان
بہت حفاظت کرونگا اور مجھسے زیادہ حفاظت کرنے والا تو وہ ہے جسکے اختیار میں فتح و شکست
جنگ و زیست ہے الحاصل عجب طرح کا جماؤ قلعہ ذوالامان پر ہے کہ جن لوگوں نے لڑائی لقا بادشاہ
باختر اور حمزہ صاحبقران کی دیکھی ہے انکی آنکھوں میں وہی سمان نظر آتا ہے ان لشکروں کی آمد
میں اور خیام برپا کرنے میں شام ہو گئی تھی جسوقت نور آفتاب عالمتاب ناپدید ہوا اور
سیاہی شب پردہ پوش عالم ہوئی طایر اپنے اپنے آشیانوں کی طرف متوجہ ہوئے سردار
خیموں میں داخل ہوئے اہل اسلام نے نماز مغرب پڑھی ہر طرف لشکر اسلام میں آوازیں تکبیروں
کی بلند ہوئیں اور فوج کفار میں سنکھ پھنک رہا تھا پرستش آئینہ کی ہو رہی تھی جسوقت دونوں
گروہ اپنے اپنے طریق کے موافق عبادت سے فارغ ہوئے خوابگاہوں کی طرف متوجہ ہوئے
مکلل خان جادو اپنے خیمہ میں آئے ادھر مبہوت جادو نے جسے کہ مکلل خان کو دیکھا
تھا نہایت پریشان تھی اور کہتی تھی کہ اس بڈھے کے سامنے رنگ نہ جمے گا اور یہ کوئی
سحر چلنے نہ دیگا کیا تدبیر کرنا چاہیئے یہ سرنگوں نہ بیٹھی ہوئی تھی کہ سامنے سے مہتر ذوفنون
و مہتر قیاس نمودار ہوئے اور کہا ای ملکہ عالم کس بات کا تردد ہے ہمنے آپکو کبھی فکرمند نہیں
پایا آج کس بات کا سوچ ہے مبہوت جادو نے کہا ای مہتر ذوفنون مجھے مکلل خان سے
تو کوئی اندیشہ نہیں ہے اسلئے کہ جب سے اسنے مذہب اسلام اختیار کیا دن پر دن زور
اسکے سحر کا کم ہوتا چلا گیا اسواسطے کہ یہ کام اہل اسلام کا نہیں ہے بہت سی باتوں سے یہ لوگ
پرہیز رکھتے ہیں جو ساحر کے واسطے ضروری ہیں مگر مجھے صرف اندیشہ یہ ہے کہ پاس مکلل خان
کے چراغ جمشیدی ہے وہ تبرکات میں سے ایک نادر چیز ہے اگر اسنے میدان میں اگر چراغ
روشن کر دیا تو میں اسکا کچھ نہیں کر سکتی ہوں وہ مجھے مثل چھوکریوں کے گرفتار کر کے
قتل کر ڈالیگا ان دونوں عیاروں نے کہا کہ ای ملکہ آپ پریشان نہوں ہم آپ سے وعدہ کرتے
ہیں کہ آج ہی چراغ جمشیدی چرا لائینگے بلکہ مکلل خان جادو کو بھی مشکیں باندھکر حاضر خدمت
کرتے ہیں یہ کہکر دونوں عیار جانب لشکر مکلل خان جادو روانہ ہوئے صحرا میں پہونچکر صورت اپنی
اور وضع ساحروں کی سی بنائی تھی جسوقت یہ دونوں قریب لشکر اسلام پہونچے دیکھا
کہ ادبوس جنی بالا دوی کر رہا ہے انھوں نے ایک ڈھال لیکر ایسے مقام پر پھینک دیا جہان
گمان تھا کہ ادبوس جنی ادھر ضرور آئیگا اور آپ ایک درخت بزرگ کی آڑ میں ٹھہرے ہوئے ہے

قضاے کار و اتفاقات روزگار سے اُدوس جنی اُسطرف آیا رومال پڑے دیکھا اُسے اُٹھا کر قریب لایا تو عجب طرح کی خوشبوائی رومال سے پیدا ہوئی یہ معلوم ہوتا تھا کہ کسی عروس کے ہاتھ کا ہے اور بسا ہوا ہے اودوس نے اُس رومال کو سونگھا سونگھتے ہی تراق سے چھینک آئی اور بیہوش ہو کر گرا اسکے گرتے ہی یہ دونوں عیار قریب آے اور لفتارہ باندھا اب دونوں نے مشورہ کرکے ایک ایک کام اپنے ذمہ لیا حرقیاس کو لفتارہ اودوس جنی کا اپنی پشت پر لگا کر اپنے لشکر کی طرف روانہ ہوا اور مستر ذوفنون نے شکل اپنی تبدیل کی اور اودوس جنی بنکر لشکر مکلل خان جادو میں داخل ہوا اور سیر لشکر کی کرتا ہوا داخل خیمہ مکلل خان ہوا دیکھا کہ مکلل خان جادو شراب پی رہے ہیں اودوس نے سلام کیا مکلل خان جادو نے کہا کہ تم اسوقت کہاں کہاں کوئی تازہ خبر لائے ہو اودوس نکل آئے عرض کی کہ حضور کیا کہوں ابھی لشکر حریف کی طرف گیا تھا کہ دیکھوں وہان کی کیا حالت ہے معلوم ہوا کہ چراغ جمشیدی سے مبہوت جادو کو بہت خوف ہے اور دو عیار وہان سے بیڑا اُٹھا کر چلے ہیں کہ ہم چراغ جمشیدی لائینگے مکلل خان نے کہا کہ پھر تمنے کیا فکر کی ہے اودوس جنی نے کہا کہ میں کیا فکر کرتا اگر مجھ سے آپ کوئی فرمایش کریں کہ فلان چیز لشکر کفار سے لا دو تو میں ابھی لا دون مکلل خان جادو نے کہا کہ کسی چیز کے لانے کی تو ضرورت نہیں ہے کیونکہ تمھارے گھر میں کیا کم تبرکات اور اشیاے نادرہ ہیں انھین کی حفاظت کرو اودوس جنی نے کہا مجھے نہیں معلوم کہ چراغ جمشیدی آپ نے کہان رکھا ہے جو اُسکی حفاظت کرون مکلل خان جادو نے جواب دیا کہ ثمر جادو کی محافظت میں تحفہ جات طلسمی میں جاؤ اور اُسے بھی عیارون کے حال سے باخبر کرو اودوس نقلی. اُسیوقت دوڑتا ہوا ثمر جادو کے خیمہ میں آیا دیکھا کہ ثمر جادو بیٹھا ہوا جھونکے لے رہا ہے نیند کو ٹال رہا ہے مگر مثل مشہور ہے کہ نیند سولی پر بھی آتی ہے اودوس نقلی نے ثمر جادو کو ٹھوکر ماری اور کہا او بیکام تجھے بھی کچھ خیال ہے کہ ہمارے آقا کی جان ہماری حفاظت میں ہے اور ہم غفلت میں ہیں ثمر جادو چونک پڑا اور کہا کہ حضور ایسی جفا تو آپ نے کبھی نہ کی تھی ورنہ ہمارا گذر آپکی سرکار میں کبھی نہ ہوتا اودوس نقلی نے کہا کہ خطا پر نادم تو ہوتا نہیں بلکہ اور زبان لڑاتا ہے لشکر کفار سے عیار براے تلاش چراغ جمشیدی چل چکے ہیں اور تو اسقدر غافل ہے کہ تیرے پہرہ دار تک سو رہے تھے میں یہانتک چلا آیا اور انھیں ہوش نہ آیا جلد صندوقچہ تبرکات کا لا کہیں ایسا نہ ہو کہ چراغ جمشیدی گم ہو گیا ہو ثمر جادو نے صندوقچہ لا کر پیش کیا اودوس نقلی نے صندوقچہ کھولا اور ثمر جادو سے کہا کہ جا کر پہرہ والون کو ہوشیار کر وہ غافل سو رہے ہیں ثمر جادو تو اسطرف روانہ ہوا یہان اودوس نقلی نے چراغ جمشیدی بدل لیا وہ چراغ لیکر دوسرا چراغ اُسکے مقام پر رکھدیا اتنے میں ثمر جادو آیا اودوس نقلی نے سب چیزیں دکھا کر صندوقچہ بند کیا کنجی ثمر جادو کے حوالے کی اور کہا کہ دیکھ بہت حفاظت کرنا ایسا نہو کہ نخل حیات تیرا قطع ہو اور ثمر تلخ اجل کھانا پڑے شاخ تمنا مرجھا جاوے ثمر جادو نے کہا کیا مجال ہے یہ تو ہوشیاری سے پہرہ دینے لگا اور صندوقچہ سامنے رکھ لیا اور مستر ذوفنون خیمہ سے نکل کر روانہ ہوا اب اسے تو یہان چھوڑا جاتا ہے اور داستان

عیاران لشکر اسلام کی آغاز ہوتی ہے کہ ان سب نے باہم مشورت کی کہ چلکر خبر گرفتاری کی لینا چاہیئے کہ وہان کیا ہو رہا ہے اندلس بن عمرو شبرنگ بن قرانی ابوالفتح اصفہانی و مہتر مرجان و مہتر مہرومند یہ چارون یا پانچون عیار لشکر اسلام سے بطرف لشکر مبہوت جادو کے روانہ ہوئے ان مین سے چار عیار علحدہ ہو کر شکل اپنی جوگیون کی بنا کر درانہ خیمہ مبہوت جادو مین داخل ہوئے اور سلام کیا مبہوت جادو نے کہا تم کون ہو ایک نے جواب دیا کہ نام میرا گوپال جادو ہے مین کہین قریب ایک کوہ پر رہتا ہون بسبب ظلم خداپرستان کے پوشیدہ تھا جو وقت خبر آمد آپکی سنی تو نہایت خوشی ہوئی اور یہ خیال پیدا ہوا کہ اب ان خداپرستون کو خاطر خواہ ستانا چاہیئے اور آپکی شرکت کرنا چاہیئے ہنوز مبہوت جادو نے کوئی جواب نہ دیا تھا کہ سامنے سے مہتر قیاس پشتارہ بردوش پیدا ہوا اور پشتارہ لاکر سامنے رکھدیا اور کہا کہ آپکی اقبال سے اسے گرفتار کر کے مین لایا اور مہتر ذوفنون فکر مکلل خان اور چراغ جمشیدی مین گئے ہوئے ہین مبہوت جادو نے کہا کہ یہ کون ہے مہتر قیاس نے کہا کہ بیٹا مکلل خان کا ادوس جن ہے اسنے بھی ہزارہا ساحرون کو مارا ہے اور یہ شاگرد عمر کا ہے مبہوت جادو نے کہا کہ اچھا اسے قید رکھو اور خود صندوقچہ کھولکر شیشیان الٹ پلٹ کرنے لگی اتنے مین سامنے سے اک عورت پیدا ہوئی اور مبہوت جادو سے کہا اے ملکہ کس خواب خرگوش مین ہو یہ چارون جو ساحر بنے ہوئے قریب آپ کے بیٹھے ہین یہ عیار لشکر اسلام ہین جلد انکو گرفتار کیجیئے مبہوت جادو نے کہا اے پرند جادو تو نے تو میرے ہوش اڑا دیے یہ موذی کاہے یہان تک کیونکر آگئے اور تو نے کیونکر جانا کہ یہ عیار ہین پرند جادو نے کہا مین ابھی رقعہ جمشیدی دیکھ رہی تھی کہ چارون شکلین آپکے پاس بیٹھی ہوئی نظر آئین مین بیتاب ہو کر دوڑی کہ ایسا نہ ہو یہ ظالم کوئی فتور برپا کرین ان چارون نے کہا کہ ہم عیار نہین ہین پرند جادو نے کہا کہ آپ سحر سے انکو گرفتار کر لیجیئے اگر یہ ساحر ہین تو رد سحر پڑھکر رہا ہو جائینگے ابھی حال انکا معلوم ہو جائیگا یہ سنکر مبہوت جادو نے کیری آواز دی زمین نے انکے پاؤن پکڑ لیے دراصل یہ ساحر تو تھے نہین کہ رد سحر پڑھکر رہا ہو جاتے مبہوت جادو بہت خوش ہوئی اور کہا کہ اے پرند جادو تو نے میری جان بچا لی ورنہ یہ ظالم تو میرا کام تمام ہی کر چکے تھے مین اسم با مسمے ہون ہر وقت مبہوت رہتی ہون تو میرا خیال رکھنا اور ان عیارون کو بھی اپنے ہی قید مین رکھ پرند جادو نے یہ سنکر ایک ایک مار سحر پڑھکر ان لوگون کو پہنا دیا اور مبہوت جادو سے کہا کہ اب آپ اپنا سحر آتار لیجیئے مبہوت جادو نے اپنا سحر آتار لیا پرند جادو ان عیارون کو اپنے ساتھ لیے ہوئے خیمہ مین آئی اور کچھ سوچنے لگی عیارون نے باہم اشارہ کیے کہ ہم تو اسیر سحر نہین معلوم ہوتے ہین صلاح ہوئی کہ ایک مرتبہ پرند جادو پر ٹوٹ پڑو اور گلا دبا کر مار ڈالو جیسے ہی انھون نے یہ اشارے کیے پرند جادو سمجھ گئی اور کہا کیون بھائیو نیکی کا بدلہ بدی یہی ہے تو تمھین قید سے چھڑایا تم ہمارے قتل کی فکر کرتے ہو مین ہون ابوالفتح اصفہانی مہرومند وغیرہ نے کہا کہ بھائی گرفتار کیون کرایا تھا جو چھڑا بھی لیا ابوالفتح نے کہا کہ اعتبار کیجئے بغیر گرفتا

اب مین سہوت جادو کو بھی گرفتار کیئے لاتا ہون تم یہین ٹھہرو جو کوئی آئے اور پوچھے کہنا کہ پرند جادو یہین قید کرگئی ہی انھون نے پرند جادو کو پوچھا کہ کہان ہی پشتارہ اسکا جواب دیا کہ وہ سامنے بت کی آڑ مین رکھا ہوا ہی اور مین نے صحرائے نشیب مین آگ روشن کردی ہی جاکر سہوت جادو کو بھی لے آؤن تو اُسی آگ مین دونون کو پھونک دون یہ کہکر ان چارون عیارون کو تو یہین چھوڑا اور آپ سہوت جادو کے خیمہ مین آیا دیکھا کہ سہوت جادو بیٹھی ہوئی جماہیان لے رہی ہی کہا کہ حضور رات بہت آگئی ہی اب کچھ دیر آرام بھی فرمایئے مین پہرہ دیتی ہون پرندہ پر نہین مار سکتا ہی یہ کہکر بلا انتظار جواب مسہری درست کرنا شروع کردی جابجا بچھونے اور تکیون کو عطر سے بسایا پھول ہار پھیلا دیئے اور آکر پھر عرض کیا کہ حضور مسہری تیار ہی اب چلکر آرام فرمایئے سہوت جادو جھومتی ہوئی اٹھی اور آکر مسہری پر لیٹ رہی اور جادوگرنیان جو پہرہ پر متعین تھین اُن سے کہا کہ اب تم سب چلی جاؤ مجھے جاگنے کی عادت ہی اگر تم میرے سامنے جماہیان لوگی تو مجکو بھی نیند آئیگی علاوہ اسکے اگر کوئی عیار تم مین ملا ہوا ہو تو مجھے دھوکا ہوگا یہ سنکر وہ سب خوشی خوشی چلی گئین کہ تمھین جاگو ہم جاکر آرام سے سوئینگے یہان سہوت جادو نے خوب پھولون کو سونگھا اپنے سینے پر رکھا یہان تک کہ بیہوشی نے اپنا کام کیا اور یہ چھینک مارکر بیہوش ہوئی اب جو پرند جادو نقلی نے میدان خالی پایا جلدی سے پشتارہ اسکا باندھا اور کمند لگاکر روانہ ہوا اُس خیمہ مین آیا جہان کہ یہ چارون عیار طرار بیٹھے ہوئے تھے کہا جلدی سے پشتارہ پرند جادو کا بھی ہو اور جلد صحرائے نشیب کی جانب چلو اب آگ وہان خوب روشن ہوگی انھون نے کہا کہ کیا آپ سہوت جادو کو لے آئے پرند جادو نقلی یعنے ابو الفتح اصفہانی نے کہا کہ یہ کیا موجود ہی یہ کہکر دو عیارون نے تو پشتارے اٹھالیے اور صحرائے نشیب کی جانب روانہ ہوگئے اور تین عیارون نے یہ صلاح کی کہ چلکر ادوس جنی کو چھڑانا چاہیئے کیونکہ جب سہوت جادو مریگی اور شور و غوغا بلند ہوگا اور کفار اس امر سے آگاہ ہوجائینگے تو یقینی ادوس جنی کو مار ڈالین گے یہ صلاح کرکے تین عیار اسطرف روانہ ہوئے راستے مین صلاح کی کہ کیا تدبیر کرنا چاہیئے ایک نے کہا کہ دیکھو مہتر قیاس ہی جو ادوس کو گرفتار کرکے لایا تھا اور دریافت کرنے سے معلوم ہوا کہ دیرا ہے کلک مہتر ذوفنون جانب لشکر اسلام گیا ہوا ہی پس ایک نے صورت اپنی مہتر قلیس کی بنائی اور مہتر قیاس جن عیارون کی نگہبانی مین قید ادوس جنی کی دیگیا تھا اُنکے پاس آئے اور کہا کہ جس قیدی کو ابھی ہم تمھارے سپرد کرگئے تھے اُسے دیدو کہ ملکہ سہوت جادو نے طلب کیا ہی ان عیارون نے کہا کہ ابھی آپ ہی زندان مین بھیجا آپ ہی طلب کرتے ہین یہ معاملہ تو کچھ سمجھ مین نہین آتا کیا فرزندو تمھارے باپ کا اجارہ کیا ہی اُنکا قیدی ہی اگر رہا کردین تو تمکو اور بھی تعجب ہوگا اُن سے بچکر یہ کہین جاسکتا ہی اور ہم کیا اُن سے بہتر اسکی حفاظت کرسکتے ہین انھون نے فرمایا ہی کہ مین اسکو قید سحر مین رکھونگی تاکہ کوئی رہا نہ کرسکے اور صبح کو اُسکے باپ مقبل خان کے سامنے آسکے قتل کرونگی ان عیارون نے کہا کہ مہتر آپ بیکار خفا ہوتے ہین ہمین ان جھگڑون سے

کیا مطلب ہی آپ ابھی لیجایئے کہا ہان لاؤ ان لوگون نے قید آدوس جنی کی حاضر کی یہ اسوقت تک بیہوش پڑا تھا مہتر قیاس نقلی نے اسکو پشتارہ بھی کیا اور صحراے نشیب کی جانب روانہ ہوئے ادہر مہتر ذوفنون جو چراغ جمشیدی حاصل کرکے چلا تو اسے یہ خیال پیدا ہوا کہ ہرچند تو چراغ جمشیدی لے آیا تاہم مبہوت جادو مکلل خان کا مقابلہ نہین کرسکتی ہی یہ بہت بڑا ساحر ہی اگر ممکن ہو تو اسے بھی لینا چاہیے یہ تصور کرکے اسنے ایک خیمہ خالی ملازمان مکلل خان سے برپا کرایا اور ایک مسہری آہنی معمول بچھوا دی خیمہ بھی چھوٹا سا تھا انھون نے کہا کہ اس خیمہ مین کون رہیگا کہا کہ مین بالا دونگا کرکے جب فرصت پاؤنگا تو اسی خیمہ مین آرام لونگا وہ لوگ خاموش ہو رہے اب یہ ملعون خیمہ مکلل خان جادو مین آیا اور کہا بابا جان میری راے یہ ہوتی ہی کہ آپ اس خیمہ مین آرام نہ فرمائین کہ یہ جاے خوف ہی سب جانتے ہین کہ بادشاہ لشکر کا خیمہ ہی مین نے آپکے واسطے دوسرا خیمہ نصب کرادیا ہی وہان چلکر آرام فرمائیے تاکہ لوگون کو پتا آپکا نہ لگے اگر کوئی عیار لشکر کفار کا یہانتک پہونچ بھی جائے تو آپکو نہ پائے مکلل خان نے کہا اے فرزند جیسی تمھاری راے ہو وہی کرو کیونکہ مین تو عیارون کے فریب سے آگاہ نہین ہون غرضکہ مہتر ذوفنون آدوس کی شکل بنا ہوا مکلل خان جادو کو اپنے ہمراہ لیے ہوئے اس خیمہ خالی مین آیا اور کہا کہ اب آپ آرام کرین مین حفاظت کرتا ہون اور ملازمون سے بھی کہدیا کہ تم لوگ سب اسی خیمہ مین رہو بلکہ ایک آدمی انکی جگہ لیٹ بھی رہے تاکہ کسیکو یہ شبہہ نہ گذرے کہ مکلل خان کہین چلے گئے ہین ملازم بھی حسب الحکم وہین ٹھہر گئے چونکہ فصل گرمی کی تھی اور اندر خیمہ کے کسیقدر گرمی بھی تھی اسنے مکلل خان کو پنکھا جھلنا شروع کیا مکلل خان کو نیند آئی اور دم بھر مین نعرۂ خواب بلند ہوا جب اسنے دیکھا کہ یہ سوگیا پس کفچہ عیاری ہاتھ پر چڑھایا اور ساڑھے تین مثقال بیہوشی رکھکر قریب ناک کے لیگیا جیسے ہی مکلل خان جادو نے اوپر کی سانس کھینچی اسنے تمام بیہوشی دماغ مین پھونکدی فوراً یہ چھینک مارکر بیہوش ہوئے اب ذوفنون نے پشتارہ مکلل خان جادو کا باندھا اور لیکر خیمہ سے نکلا اب رات زیادہ آچکی تھی سب غافل سو رہے تھے پہرے والے بھی اونگھ رہے تھے صرف طلایہ کا گشت پھر رہا تھا ذوفنون دبا دبا نگاہون سے بچتا ہوا اپنے لشکر کی جانب روانہ ہوا اب اسطرف سے تو یہ پشتارہ مکلل خان جادو کا لیے ہوئے جاتا ہی اور اسطرف سے ابوالفتح اصفہانی و مہتر شہرنگ و مہتر مرجان پشتارے مبہوت جادو اور بزند جادو کے لیے ہوئے صحراے نشیب کی طرف آرہے ہین ادہر اندس بن عمر جو بصورت مہتر قیاس بنا آدیوس جنی کو زندان سے چھڑا لایا تھا صحرا مین پہونچکر ہوشیار کیا آدیوس جنی نے کہا مرشدزادے کیا کہنا اگر آپ خبر نہ لیتے تو یقیناً مین قتل ہو جاتا اندس نے کہا کہ ابوالفتح نے مبہوت جادو اور بزند جادو کو بھی گرفتار کرلیا ہی اور صحراے نشیب کی طرف گئے ہین وہان آگ روشن کرکے قصد ہی کہ جسطرح اس کافر نے اہل اسلام کے ملکون کو پھونکا ہی اسیطرح اسکو بھی زندہ پھونکدین جلد چلو ایسا نہ ہو کوئی افتاد پڑے یہ کہکر یہ بھی اسیطرف متوجہ ہوئے ادہر ابوالفتح اصفہانی

اور مرجان پشتارے ساحروں کے لیے ہوئے قریب صحرائے نشیب کے پہونچ چلے ہیں شمشیر نگ ساتھ ساتھ ہے کہ سامنے سے کچھ سیاہی معلوم ہوئی غور سے دیکھا کہ کوئی دوبارہ چلا جاتا ہے شمشیر نگ کو شبہ ہوا کہ ایسا نہ ہو کوئی عیار کفار لشکر اسلام سے کسی سردار کو لیے جاتا ہوا سنے پر جھلا آواز دی کہ کون جاتا ہے ذو فنون نے ادیکھا کہ ایک ہی تو ہے اگر عیار بھی ہوگا تو میرا کیا کریگا جواب دیا کہ تو نہیں جانتا کہ میں کون ہوں صنم مہتر ذو فنون اگر تو عیار لشکر اسلام ہے اور تجھے کچھ دعوے ہے تو دیکھ کہ میں چراغ جمشیدی اور مکلل خان جادو کو لیے جاتا ہوں لب یہ سنا تھا کہ شمشیر نگ نے کہا غضب کیا او ملعون تو نے کہ مکلل خان جادو کو مع چراغ جمشیدی لیچلا کب چھوڑتا ہوں تجکو صنم مہتر شمشیر نگ عیار لشکر اسلام یہ کہتا ہوا تیغ کھینچکر جا پہونچا ذو فنون نے بھی تیغ کھینچا اب ان دونوں میں تیغ چلنے لگا یہ معلوم ہوتا تھا کہ دو بجلیاں کوندرہی ہیں اب یہ بھاگتا بھی جاتا ہے اور شمشیر نگ کو جواب بھی دیا جاتا ہے ابو الفتح نے دیکھا کہ یہ عیار نہایت چالاک ہے کیونکہ جوان ہے اور ہم لوگ بسبب پیرانہ سالی کے ایسے چست و چالاک نہیں رہے پس یہ دونوں بھی آگے بڑھے اور یہ ہوئے انبوہ ذو فنون گھبرایا کہ کیا کروں پس اس ملعون نے یہ حرکت کی کہ لڑتا ہوا اس آتش افروختہ کی طرف چلا یہاں تک کہ جس وقت قریب پہونچا پشتارہ مکلل خان جادو کا اُس آگ میں پھینکدیا یہ دیکھکر ابو الفتح اصفہانی نے مرجان سے کہا کہ اب ان حرامزادیوں کو رکھکر کیا کروگے یہ کہکر پشتارہ مبہوت جادو کا اُسی آگ میں پھینکدیا اور ادھر مرجان نے پشتارہ پرند جادو کا آگ میں پھینکا ادھر تو ساحر آگ میں جلے ادھر عیاروں میں تیغ چلنے لگا اسطرف سے اوموس جنی اور مہتر مہروند اور مہتر اندلس بن عمرو چلے آتے تھے انھوں نے جو تیغ چلتے دیکھے یہ بھی قریب آئے اور اہل اسلام کے شریک ہوئے اب ذو فنون عیار کو گھیر لیا لیکن ایسی حالت میں کام جادوگروں کا تمام ہوگیا ایک آندھی چلی اور بارش سنگ و شرر ہونے لگی اوموس جنی حیران تھا کہ یہ کیا معاملہ ہے معلوم ہوتا ہے کہ مبہوت جادو اور پرند جادو کو جلا دیا لیکن اول آواز پیدا ہوئی کہ کشتی مرا نام من مکلل خان جادو بود حیف مردیم و جان دادیم و بمطلب خود نرسیدیم بس یہ سنتا تھا کہ اوموس جنی نے ہائے کا نعرہ مارا کہ کیا کیا جانثار ہمیں چھوڑ چلے ہم آپکو کب چھوڑتے ہیں یہ کہکر اسی آگ میں یہ بھی پھاند پڑا اور جلکر خاک ہوگیا پھر اسکے دوسری آواز پیدا ہوئی کہ کشتی مرا نام من مبہوت جادو و پرند جادو بود اب ذو فنون کو بھی ہوش آیا کہ عیاران اسلام بھی اپنا کام کر گئے یہاں لشکر اسلام نے اتنے تیغ مارے کہ ذو فنون کو بھی زخمی کر دیا مگر اسکی رسی دراز ہے کہ ابھی تک بچ رہا ہے اور چوٹ نہیں کھاتا کہ یکایک اسطرف سے مہتر قیامس پچاس عیاروں سے آپہونچا اور یہ سوکہ دیکھکر کہ ذو فنون کو پانچ عیار گھیرے ہوئے ہیں قریب ہوکر قتل کر ڈالیں پس اپنے ساتھیوں سے کہا کہ ارے انکو جانے نہ پائیں ارے بڑا غضب کیا ان عیاروں نے کہ ملکہ مبہوت جادو کو پھونک دیا اور مہتر جی کو قتل کیا چاہتے ہیں یہ سنتے ہی پچاس عیار تیغ پکڑ پکڑ کے آپڑے اور چار جانب سے عیاران لشکر اسلام

گھیر لیا اب نیمچہ چلنے لگا مگر یہ عیار پانچ اور وہ پچاس ایک ایک پر دس دس ٹوٹے ہوئے ہیں دوسرے یہ ضعیف وہ جوان مگر داد مردی و مردانگی دیتے تھے ایک ایک عیار لشکر اسلام نے چار چار اور پانچ پانچ کو مارا لیکن سمجھتے جاتے تھے کہ بچا ہو تو یہ جنگ آخر ہے اور یادگار زمانہ جنگ تھی ان کافروں کو دکھا دو کہ لشکر اسلام کے بوڑھے بھی جوانوں پر فوق رکھتے ہیں تا بکار آخر کار یہ چاروں زخمی ہو کر گرے مہتر قباس نے اندلس بن عمرو و شترنگ و مہروند سب کے سر کاٹے اور مرجان کو بھی شہید کیا لیکن مہتر ابوالفتح اصفہانی زخمی پڑا ہوا سب تماشے آنکھوں سے دیکھ رہا تھا اور کچھ کر نہ سکتا تھا جس وقت مہتر قباس سب کے سر کاٹ چکا تو باطمینان تمام مہتر ابوالفتح کا سر کاٹنے کے قصد سے آگے بڑھا جیسے ہی زد پر آیا ابوالفتح نے بڑھ کر خنجر مارا کہ اسکے سینہ پر پڑا یہ بھی برابر ابوالفتح کے گرا اور پھر نہ سنبھل سکا یہ حالت دیکھ کر ہمراہیان مہتر قباس نے ابوالفتح کو ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا مہتر قباس کا کام بھی تمام ہوا اور مہتر ذو فنون بھی بسبب کثرت زخمہائے کاری کے جانبر نہ ہو سکا یہ بھی اسی جگہ ڈھیر ہو گیا اس اثنا میں صبح ہو گئی بادشاہ اسلام نماز سحری کے واسطے اٹھے تھے کہ ہرکاروں نے آکر تمام سرگزشت مرنا مغل خان جادو اور مبہوت جادو کا دونوں طرف کے عیاروں کی جنگ اور انکا بھی لڑ کر مر جانا اور اڈونس جنی کا باپ کی محبت میں آگ میں کود کر جان دینا سب بیان کیا بادشاہ اسلام کو ان مددگاروں کا اپنے نہایت رنج ہوا اور اسطرف جو عیار بچے تھے وہ بھاگے ہوئے خدمت جوست آئینہ پرست میں پہونچے اور تمام روداد بیان کی جوست آئینہ پرست مبہوت جادو کے واسطے بہت رویا اور اسی رنج و غم میں حکم طبل جنگ دیدیا نقارہ سندی پر چوب لگی اور آواز نقارہ کی گرجی خبر اہل اسلام کو ہوئی کہ یہان بھی کوس حرب نوازش میں آیا لیکن اول بادشاہ اسلام نے لاشیں اپنے عیاروں کی منگوا کر دفن کرا دیں بعد فراغ دفن عیاران اسلام تیاری جنگ ہونے لگی بہادران اسلام زیور جنگی تن پر آراستہ کرنے لگے اور کمر ہمت کو مرگ پر چست باندھنے لگے دوست دوست کے گلے ملتے تھے اور کہتے تھے کہ دیکھئے کل کون اس میدان کارزار سے زندہ پھرتا ہے اور کون حق نمک صاحبقران سے ادا ہوتا ہے بعضے اپنے حسب حال یہ شعر پڑھتے ہیں اور افسوس کرتے ہیں شعر ضعف و ناطاقتی و سستی و اعضا شکنی ؛ ایک گھٹنے سے جوانی کے بڑھا گیا کیا کچھ ؛ رب العزت کل میدان کارزار میں آبرو رکھے کیونکہ یہ کافر جوان اور زبردست ہیں اور ہم لوگ بسبب پیرانہ سالی کے ضعیف و ناتوان ہو گئے ہیں جان جانے کی نہیں فکر مگر بات رہے تمام رات ان عابدوں نے نمازیں پڑھ پڑھ کر نیند کو ٹالا کہ نہ معلوم اسکے بعد دوسری رات دیکھنا نصیب ہو یا نہ ہو ناگہان فلک پر ستارہ سحری چمکا اور تمام ثوابت و سیارگان گلشن آسمان پر جہان تہان گلشن خاور کے چھت سے یک بیک چمک چمک کر پردۂ اطلس زنگاری فلک میں منہ چھپانے لگے اور مانند شمع سحر کے جھلملانے لگے صبح کے نسیم عنبر شمیم کے آنے لگے شعر جھونکا جو در تک سو انکا سرد ہوا تھا ؛ مرغان چمن کرنے لگے ذکر خدا کا ؛ اہل اسلام میں شور اذان

بلند ہوا ہر ایک مرد با خدا نے نماز سے فراغ حاصل کیا اور اسلحہ جنگ تن پر سنوارا مرکبون کو آراستے ہوئے در دولت شاہی کی طرف روانہ ہوئے اور با ادب پرے جما کر کھڑے ہوئے دیکھا کہ سواری بادشاہ اسلام کی برآمد ہوئی وہ مہربان جنکے گلون مین کمخواب کی کرتیان ہون اُنکے پاؤن کی پھیریان کر صبا بھی گرد تخت شاہی اُٹھائے ہوئے ہین باہر جو کہار موجود تھے دربان تیچے ہوئے بڑھے اور تخت بادشاہ کا اپنے کاندھو پر لیا اور میدان جنگ کی طرف چلے سردارون نے صف باندھ کر مجرا کیا بادشاہ نے پلکون سے اشارہ سے سلام سب کا لیا اور اشارہ فرمایا کہ سوار ہو اور براہ میدان جنگ کی تو سب سردار جلدی جلدی گھوڑون پر سوار ہو کر جلو مین چلے آگے آگے تخت کے جلوس شاہانہ نقیب نقابت کرتے ہوئے اس شان و شوکت کے ساتھ سواری بادشاہ اسلام کی میدان جنگ مین پہونچی اور سردار دہنے بائین جانب اپنے اپنے لشکر کی صفین آراستہ کیے کھڑے ہوئے کہ یکایک ملک قہرش بن عنطر سو قباے طوفانی دو لاکھ سوار جرار اپنے ساتھ لیے ہوئے فیل پر سوار یہ معلوم ہوتا ہے کہ ایک دیو کوتاہ مین کھپے ہوئے ہے یہ وہ سردار ہے جو کسی طرح لندھور سے کم نہین ہے اور فیل بھی اسکا مثل فیل لندھور کے ہے صاحبقران اُسے نہایت دوست رکھتے تھے اور اسی کے واسطے کوڑے مار کر لندھور کو نکالدیا تھا اور ایسا معتبر سمجھے کہ حفاظت ناموس اُسکے حوالے کی آج قہرش عجب شان و شوکت سے آیا ہے ریش سفید گرد چہرہ کے اسطرح معلوم ہوتی ہے جیسے چاند کے گرد ہالا ہو سبکی نگاہین اُس شیر بیشہ جرات پر پڑتی ہین اور فیل بھی اسکا اس شان و دبدبہ کے ساتھ جھومتا چلا آتا ہے پیشانی پر سنگار رنگ آمیزی کی ترتیب صورتگر عالم مرقوم ہے دانتون پر جوڑے جواہر نگار جڑے ہوئے ہین اشعار در صفت فیل

شان و شوکت کو کہون کیا مین ترے ہاتھی کی ٭ چرخ گردان ہو نا تھے یہ یون اُسکے گجاب ٭ اُسکے گجگاہ کی اللہ رے چہرہ پہ چمک ٭ ماہتاب جیسے شب یلدا سے نمایان ہو ابک ٭ لیکے خرطوم مین زنجیر ہلائے وہ اگر ٭ اُسکے دانتون کو وہ سمجھے جو کوئی ہو زیرک ٭ ہاتھ لیلے نے نکالے ہین سینہ خیمہ سے ٭ لے کے مجنون سے سین سلسلہ پا کی جھلک ٭

اسوقت فوج شاہی مین یہ جوان رستم وقت زرہ تنگ پہنے ہوئے گرز پولادے مین رکھا ہوا ستر سو من کی ضرب باندھتا ہے نیزہ و سلت جلودار مین بادشاہ اسلام نے چشم حیرت سے قہرش کی جانب دیکھا اُسنے فیل کو اشارہ کیا وہ بیٹھ گیا قہرش نے فیل سے اُتر کر باداب شاہی بادشاہ کو مجرا کیا بادشاہ نے سلام اسکا لیا اور اشارہ فرمایا کہ سوار ہو فیل پر کہ تمھارا کفیل پروردگار ہے قہرش فیل پر سوار ہوا اور سلام کر کے اپنے لشکر سمیت داہنی صف کی طرف بڑھا اور ادھر آمد دوسرے سردار کی ہوئی سب دیکھنے داراب القاش خون آشام مرکب پر کج بیٹھا ہوا ایک لاکھ سوار ہمراہ لیے ہوئے آ پہونچے اور بادشاہ کو سلام کر کے قہرش کے برابر صف باندہ کر کھڑے ہوئے بعد انکے بہیر قرخاری قلعہ دار ذوالاکتاف مرکب پر سوار نمودار ہوئے داڑھی چڑھا ہوا پلکین تک سفید چہرہ سے رعب سپاہیانہ ہویدا ہے یہ بھی بادشاہ کو سلام کر کے صف

مین شامل ہوئے اور اپنے مرتبہ کے موافق کھڑے ہوئے انکے بعد منظر شاہ یمنی مع نعمان شاہ یمنی و مظفر شاہ یمنی بیس ہزار کی فوج سے آکر مرکبون سے اترے اور آداب شاہی بجالائے بادشاہ نے دعا دیکر اشارہ فرمایا یہ لوگ بھی مرکبون پر سوار ہوکر یہ کہتے ہوئے شعر ہوا اے صحرا فضائے گلشن ضیا نت عمر کے بقا ہے ؛ ؛ ما فزو دیکھ تو تماشا سراے فانی عجب سرا ہے ؛ بائین صف مین داخل ہوئے بعد انکے بہرام خان خاوری مع اپنے فرزند طوماں خان خاوری کے دس ہزار سوار سے آکر پہونچے اور سلام شاہی بجالاکر بائین جانب کی صف مین داخل ہوئے بعد انکے پریسانے فرنگی دس ہزار زنگیون سے نمودار ہوا انکے ساتھ باجے فرنگستان کے بجتے ہوئے فوج قواعد سے پاؤن اٹھائے در دیان نہایت عمدہ یہ بھی آکر بائین طرف کی صف مین شامل ہوئے بعد انکے غور بیدیکہ تازد سہیل شمشیر شکار اپنی فوج سمیت آکر دہنی صف مین شامل ہوئے بعد انکے کپی زلزال اور کپی ارزال اور مسروق دیوانہ اور ساقط شاد اور صفوان شاہ اور رستی تاجدار اور شاہ صفا ترک اور ابرہہ فرنگی مع اپنی سپاہ کے حاضر ہوکر بائین صف مین داخل ہوئے بعد انکے ترک جوشن دوش دقیانوس زنگی و مقاتل زنگی اور فرزندان گنجاب یعنے کامل خان بن گنجاب و عادل خان و نوفل خان و سہراب خان و طریار خان و دیوز خان و عاقل خان مع فضل بن شوب و ارباب باختری و صفوان مطلع نشین و ایلاق قراطاقی و قلماق قراطاقی مع لشکر و سپاہ بسیار اپنے صفون مین داخل ہوئے انکے بعد شمشاد شاہ و ہمایون بن شداد و قارن نیزہ سراسپ و شرارہ کج گردن و مراد شاہ عالم مراد کوہ بھی اپنے اپنے لشکر سمیت بائین صف مین داخل ہوئے انکے بعد طہماسپ ترک خجندی اور بلال شاہ رزین کمر و فرامرز عاد مغوی اپنے لشکرون کو لیکر دہنی جانب کی صف مین شامل ہوئے بعد انکے ست ملان شاہ و طوفان بن بہمن کمتوری و مظفر فاریابی و بہرام صحرانشین و فریدون و حام شاہ و سلطان بخت مغربی و ذوالفقار نگہت مراد و ریحان شاہ باختری مع اپنی اپنی فوج کے بائین صف مین شامل ہوئے اب دیکھا تو سامنے سے سواری جوت آتش پرست کی نمودار ہوئی یہ ملعون بھی شوکت و شان سے میدان جنگ مین آیا اور تخت اسکا قلب لشکر مین قایم ہوا اور خونخوار بن دجال بمرتبہ سپہ سالاری آکر قایم ہوا ان دونون فوجون کے سردار اپنے اپنے منصب کے موافق دہنے اور بائین جانب صفین آراستہ کرکے کھڑے ہوئے تب دونون لشکرون سے بیلدار برق رفتار نکل نکلکر پستی و بلندی زمین کی درستی بتبر و دستی کرنے لگے جسوقت یہ اپنے کام سے فراغ حاصل کرکے پیچھے تو سقون نے نکل کر آبپاشی کی گرد کو بٹھالا اب نقیب نکلے اور سرود مستانہ چھیڑ چھیڑ کر کہنے لگے ؎ رومی مصری کہاں دری کہاں سب جوان ۰ آج رن بیچ مت کرو خوب کرو تمکان جو تلوارن سے نکھ جوجھے وہ شہید کہلائے ؛ جو جنگ مین جیتا جیے وہ غازی کہلائے شعر بیا بلیجا عروس موت کو ؛ دو طلاق اس زندگی کے سوت کو ؛ جسوقت سردار اپنے آواز نقیبون کی سنکر جھومنے لگے خون شجاعت رگون مین جوش مارنے لگا کہ یکایک لشکر

کفار بدکردار سے اقواے آہن کلاہ نکلا اور سامنے تخت حوت آئینہ پرست کے آکر اجازت میدان طلب کی حوت نے کہا کہ جا خداوند آئینہ تیرا حافظ و مددگار ہو پس اس گبر نابکار نے باگ مرکب کی پھیری اور میدان میں آکر سراپا میدان کا دکھایا نیزہ کے ہاتھ لگائے جب وقت عرق عرق ہو گیا ایک مقام پر ٹھہر کر دم کو آراستہ کر کے آواز دی کہ باشکن ای گروہ خدا پرستان و فرقہ مسلمانان جسکو تمناے مرگ و آرزوے قضا ہو وہ نکلے میرے مقابلہ کو یہ سنکر منظر شاہ یمنی نے مرکب اپنا صف سے نکالا اور سامنے تخت بادشاہ اسلام کے آکر پیادہ ہو کر مجرا کیا اجازت حرب مانگی بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ آپ نے بہت جلدی کی اسقدر عجلت کی کیا ضرورت تھی منظر شاہ یمنی نے کہا کہ اب مسافر راہ عدم کو نہ روکیئے اور حق نمک سے ادا ہو جانے دیجیئے بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ اگر یہی خوشی ہے تو بسم اللہ یہ راہ سبکو درپیش ہے فرق اتنا ہے کہ کوئی آگے اور کوئی پیچھے منظر شاہ نے سلام کیا اور بار دگر مرکب پر سوار ہو کر راہ میدان جنگ کی لی اور سامنے اقواے آہن کلاہ کے پہونچے اقواے آہن کلاہ نے کہا کہ او خدا پرست مجکو تو نے ایسا ذلیل سمجھا کہ تو میرے مقابلہ کو آیا ہے کیا کوئی جوان قوی تن تیرے لشکر میں نہ تھا منظر شاہ یمنی نے کہا کہ او گبر کیا بکتا ہے تیری بھی یہ حقیقت ہے کہ تیرے مقابلہ کو پہلوان زبردست آئے میں تیرے واسطے کافی ہوں لا ضرب بہادری کی یہ سنکر اقواے آہن کلاہ نے نیزہ مارا منظر شاہ نے نیزہ کو نیزہ پر لگایا تھا طعن چلنے لگے قریب اکیس طعن کے نوبت آئی ہو گی کہ ایک مقام پر منظر شاہ نے نیزہ کو نیزہ سے پیچیدہ کر کے جو جھٹکا مارا ہاتھ سے اقواے آہن کلاہ کے نیزہ ہوائی ہوا اہل اسلام نے تحسین و آفرین کی صدا بلند کی اور اقواے آہن کلاہ نہایت خفیف ہوا اور آواز دی کہ نیزہ بازی خلال ہے ترک کر شمشیر بازی راست بازی جسے حلال مشکلات جہان کہتے ہیں یہ کہکر تیغہ نیام سے کھینچی اور منظر شاہ یمنی پر وار کیا منظر شاہ نے سپر کو اٹھا کر چہرہ کی پناہ کیا لیکن تیغہ جو سپر پر پڑتا ہے تو سپر کو کاٹ کر خود پر بیٹھا اقواے آہن کلاہ نے جھٹکا مارا تیغہ سینے تک اتر آیا یہ مرد مومن جان بحق تسلیم ہو کر گھوڑے سے گرا لوگ لشکر اسلام سے دوڑے اور لاش اس مرد نیک کی اٹھا کر لیگئے یہ حالت دیکھکر نعمان شاہ کو تاب نرہی اور مرکب کو دوڑا کر سامنے اقواے آہن کلاہ کے آئے اسنے وہی تیغہ خون آلودہ انکو بھی مارا انھوں نے بھی سپر اٹھائی اور تلوار کو جما من وا تلوار نے سپر کو کاٹا لیکن پشت شمشیر پر رکی اقواے آہن کلاہ نے جھٹکا مارا کہ تیغہ اسکا گردن مرکب پر پڑا گردن مرکب کی قلم ہوئی اور نعمان شاہ مرکب سے گرے ہنوز سنبھلنے بھی نہ پائے تھے کہ اقواے ملعون نے دوسرا ہاتھ مارا کہ کمر پر پڑا دو ٹکڑے ہوئے یہ بھی شہید ہو گئے نعمان کے مرتے ہی کیوان شاہ بن منظر شاہ سامنے اسکے آئے اور آواز دی کہ او کافر غضب کیا تو نے کہ میرا باپ اور بھائی دونوں کو مارا اقواے آہن کلاہ نے کہا کہ کیا تجکو چھوڑ دونگا لا ضرب بہادری کی کیوان شاہ نے کہا کہ ہم سب مارے جائینگے جب بھی ہمیشہ سبقت نکرینگے اقواے آہن کلاہ نے انکو بھی تیغہ مارا کیوان شاہ نے وار اسکا خالی دیکر اپنا وار کیا اسنے تلوار انکی سپر پر روکی تلوار چار انگل سپر کو کاٹ گئی ہو گی چاہتے تھے لیکن کیوان شاہ کہ جھٹکا مارون کہ اقواے آہن کلاہ نے بلچک دی تلوار انکی

نوقی اب جو اسنے تیغہ مارا انھون نے بھی سپر بلند کی کہ مین بھی اسکی تلوار کو توڑ دون مگر یہ جوان نہایت زبردست ہی تلوار اسکی سپر کو صاف قلم کر گئی اور خود کے بھی دو ٹکڑے ہو گئے کاسۂ سر مین در آئی جھٹکے کے ساتھ ہی تا جگر گاہ اُتر آئی یہ بھی تڑپ کر گھوڑے سے گرے اور جام شہادت نوش کیا یہ حال دیکھکر مظفر شاہ کی آنکھون مین دنیا تیرہ و تار ہو گئی گھوڑا دوڑا کر چلے قضاے کار اتفاقات روزگار سے پاؤن گھوڑے کا موشخانہ مین گیا مظفر شاہ گردن مرکب پر آ رہے جب تک سنبھلین سنبھلین اقواے آہن کلاہ نے جھپٹ کر تیغہ مارا کہ دو ٹکڑے ہو گئے یہ رنگ دیکھکر القاش خون آشام نے باگ مرکب کی لی اور جھپٹ کر سامنے اقواے آہن کلاہ کے آئے آواز دی کہ لا ضرب بہادری کی اقواے آہن کلاہ نے وہی تیغہ خون آلودہ القاش خون آشام پر بھی مارا القاش نے تھپکی دی کہ تلوار چھٹ پڑی مروڑ کر ہاتھ تلوار اسکی چھین لی اور کمر زنجیر کا بند پکڑ کر بزور یک تقاش زمین سے اٹھا لیا اور جانب آسمان اچھال دیا گرتے وقت اسیکے تیغہ سے اسکو چورنگ ہوا لی کیا سرداران لشکر اسلام نے تعریف کی اور بادشاہ اسلام نے صد آفرین کی آواز دی القاش خون آشام نے پلٹ کر سلام کیا لیکن یہ معرکہ دیکھکر لشکر کفار سے احول عقرب چشم نکلا اور حوت آئینہ پرست سے اجازت لیکر سامنے القاش خون آشام کے آیا القاش خون آشام نے کہا لا ضرب اپنی احول نے نیزہ سینہ پر القاش خون آشام کے مارا القاش خون آشام ترچھے ہو کر نیزہ خالی دیا اور ہاتھ ڈانڈ پر ڈالدیا ادھر القاش خون آشام چاہتے تھے کہ نیزہ چھین لون ادھر احول زور کر رہا تھا آخر کار زور سے کھینچ آئی نیزہ ٹوٹ گیا احول عقرب چشم نے ڈانڈ ہاتھ سے پھینکدی اور تلوار نیام سے کھینچ لی اور کہا او بڈھے اس سن تک غضب کی قوت ہی تجھمین یہ کہکر سر پر وار کیا القاش خون آشام نے وار اسکا پشت شمشیر پر روک کر جو ہاتھ تیغہ آبدار کا مارا احول نے سپر کو اٹھا کر چہرہ کی پناہ کیا مگر تلوار جو پڑتی ہی سپر کو مانند قرص پنیر کے کاٹتی ہوئی پیمانہ خود سے مانند قطرۂ آب کے گذرتی ہوئی کاسہ سر پر پہنچی القاش خون آشام نے جھٹکا مارا کہ تلوار نے زین فرش کو بوسہ دیا احول کے دو ٹکڑے ہو گئے لوگ لشکر کفار کے آئے اور لاش اسکی اٹھا لیگئے ادھر بادشاہ اسلام نے القاش خون آشام کو آواز دی کہ بس اب چلیے اب سن آپکا اس قابل نہین ہی کہ دن دن بھر میدان داری کیجیے اب اور کوئی نکلیگا القاش خون آشام حکم بادشاہ سے مجبور ہو کر میدان سے پھرے اور خدمت شاہی مین حاضر ہوئے تلوار نذر دی بادشاہ نے خلعت عنایت فرمایا پیٹی اپنی کمر سے تلوار نکال کر انعام دیا اور سر القاش خون آشام کا سینے سے لگایا یہ خوشی خوشی اپنی صف مین داخل ہوئے ملک قہرش نے فتح کی مبارکباد دی لیکن لشکر کفار مین غضبان فیل سوار کو جوش شجاعت ہوا کہ یہ جوان زبردست ہی اور ولولے اسکے نہایت بڑھے ہوئے ہین کسیکو اپنے سامنے موجود نہین جانتا یہ قہرش سے آنکھ ملاتا ہوا اپنے لشکر سے نکلا اور سامنے تخت حوت آئینہ پرست کے آکر آواز دی کہ اے نائب خداوند آئینہ آپ نے اور سرداروں کو بھیجکر عبث قتل کرایا اس اب مجکو اجازت دیجیے کہ جلد کام ان خدا پرستون کا تمام کرون اور سرداران زبردست کو

پست کرون حوت آئینہ پرست نے کہا کہ اچھا فتح تیرے ہی نام ہی یہ سنکر عبران نے فیل اپنا بڑھایا اور نہایت شان و شوکت سے میدان مین آیا اور نعرہ کیا کہ باشلی اے گروہ خدا پرستان و فرقہ مسلمانان تم مین جسکو دعوے رستمی ہو وہ میرے مقابلہ کو نکلے اور تمھین قسم ہی اپنے دین و مذہب کی کہ جو تم مین زبردست ہو وہ نکلے اہل اسلام نے جواب دیا کہ او ملعون ہم لوگون کا شیوہ خودستائی نہین ہی ہم سب آپسین ایک دوسرے کے مقابلہ مین دعوائے خاکساری رکھتے ہین لیکن تیرے واسطے ہر شخص موجود ہی اب تو کسیکا نام لی تو وہ تیرے مقابلہ کو نکلے یہ سنکر اسنے کہا کہ مین نے ملک قہرش بن منظر کی بڑی تعریف سنی ہی کہ بارگاہ زمرد شاہ باختری مین یہ ایک جوان تھا یہ سنکر قہرش نے کہا کہ ہر چند اب ضعیف ہو گیا ہون اور وہ زور و طاقت مانند شباب کے کہان مگر اب بھی اتنا ہون کہ تجھ ایسون کے سر جسم پر سے نوچ کر پھینک دونگا یہ فرماکر آصف نے اپنے فیل کو بڑھایا اور سامنے تخت بادشاہ اسلام کے آکر اجازت مانگی فرمایا جاؤ حافظ حقیقی کے حوالے کیا اور جام عنایت فرمایا قہرش نے جام پیا اور سلام رخصت کر کے عبران فیل سوار کی طرف چلے عبران فیل سوار نے جو قہرش کو اپنی طرف آتے ہوئے دیکھا فیل کو بارادہ لنگادرزنی دوڑایا ادھر قہرش نے اپنے فیل کو دبوچ کر لنگادر ماری سپر سے سپر لڑی ہاتھیون مین ٹکر چلی یہ معلوم ہوا کہ دو ابر سیاہ ٹکرائے بلکہ گرج اٹھے جن سے شرارے نکلتے ہین قدم مرکب عبران کا پیچھے ہٹا اور ایک قدم فیل قہرش کا پسپا ہوا عبران نے غیرت مین آکر فیل کو کچک مار کر بڑھایا اور لنگادر ماری ایکی مرتبہ فیل عبران کا چیخ اٹھا اور دم کھڑی کر دی عبران نے جو یہ حال اپنے ہاتھی کا دیکھا جھپٹ کر گرز گران سنگ کا وار کیا قہرش نے اپنے گرز کو اٹھا کر چہرہ کی پناہ کیا لیکن گرز جو گرز پر پڑا ہی تراقے کی صدا بلند ہوئی شعلہ فلک کو لگ گیا تیغ گرد و غبار بلند ہوا کہ فیل قہرش کا گرد مین چھپ گیا عبران نے آواز دی کہ زدم دست گردم اسکا نعرہ تمام نہوا تھا کہ قہرش نے گرد کے باہر آکر آواز دی کہ اسپ گرو ہی حریف تیرا مین موجود ہون شعر تو ضرب زدی ضرب ما نوش کن وز مستی شادی لزول فراموش کن ہان ہان ہوشیار ہو جاؤ یہ نہ کہنا کہ ہوشیار نکیا تھا یہ کہکر گرز گران سنگ آسمان رنگ ہشت پہلو پنج کوہ سنجہ سو من کی ضرب کو اٹھا کر اور سر پر پھرا کر خبردار خبردار کہکر عبران پر وار کیا عبران نے بھی جلدی سے اپنے گرز کو اٹھا کر چہرے کی پناہ کیا گرز پر گرز جو پڑا ہی تراقے کی صدا بلند ہوئی شعلہ فلک کو لگ گیا تیغ گرد و غبار بلند ہوا کہ عبران بھی پوشیدہ ہو گیا ضرب گرز قہرش سے طبقہ زمین کا ہل گیا تھا تراقے کی آواز صحرا مین گونج رہی تھی طائر درختون سے گر پڑے عبران کو تو یہ معلوم ہوا کہ آسمان پھٹ پڑا لیکن یہی ایسا زبردست تھا جو ضرب قہرش سے زندہ بھی بچا ورنہ اس ضرب نے دیو کو پست کیا ہی انسان کی کیا حقیقت ہی جو اس ضرب کو روک لی لیکن حال اسکا دگرگون ہو گیا جب بعد ایک ساعت کے ہوش درست ہوئے اور گرد بر طرف ہوئی چاہا کہ فیل کو بڑھا کر پھر ضرب لگاؤن دیکھا تو منہ سے فیل کے خون جاری ہی عبران سمجھا کہ فیل میرا مارا گیا بس جلدی سے فیل پر سے کود اور نیزہ کو کھڑا کر

قہرش کے فیل پر جھپٹا کہ اسے بھی مار ڈالوں مین پیادہ ہوا تو یہ بھی پیادہ ہو جائے قہرش نے جو ارادہ اسکا فاسد پایا اپنے فیل پر سے کود پڑا اور آواز دی کہ ارے جانور نے کیا قصور کیا ہے جو اسپر غصہ نکالتا ہے مین تو موجود ہون آ اور مجھ سے سامنا کر غبران نے کہا لو یہ بھی لی اور وہی گرز قہرش پر مارا قہرش نے گرز اپنا ہاتھ سے پھینکدیا اور کلہ گرز مین ہاتھ ڈالدیا اور لیا جھٹکا مارا گرز غبران کے ہاتھ سے چھوٹ گیا غبران قہرش سے لپٹ پڑا قہرش بھی غبران سے دست و گریبان ہوا دونون مین کشتی ہونے لگی یہ معلوم ہوتا تھا کہ دو فیل مست گتھے ہوئے ہین دستیان زبردستیون کے ہو رہی تھین یہ رنگ دیکھکر دونون لشکر آگے بڑھ آئے اور تماشا کشتی کا دیکھنے لگے کبھی غبران قہرش کو ریل کر لیجاتا ہے اور کبھی قہرش غبران کو دوڑا لیجاتا ہے زور ہو رہے ہین اور پسینے چل رہے ہین سرداران لشکر اسلام وافسران فوج کفار نگاہین لڑائے ہوئے تماشا کشتی کا دیکھ رہے ہین ؛ عالم مین دو پہر کامل گذرے اب جوانان اسلام نے قہرش سے کہا کہ کیا دنگل وغیرہ منگوائے جائین اور سب اطمینان سے بیٹھین آج فیصلہ کشتی کا ہوگا قہرش کو یہ سنکر غیرت آئی کہ ان لوگون کا یہ مقصد ہے کہ بہت دیر ہوگئی پس انھون نے جواب دیا کہ اب تکلیف نہ ہوگی اب دیکھیے فیصلہ ہوا جاتا ہے یہ کہکر سر اپنا غبران کے سینے سے ملایا اور دونون بازو اسکے مضبوط پکڑ کر نعرہ اللہ اکبر جگر سے کھینچکر جو زور کیا غبران کو سات قدم دوڑا لیگئے اور اب جو جھٹکا مارا دونون گھٹنے آشنائے زمین ہوئے قہرش نے کمر زنجیر کا بند پکڑ کر ہاتھ پر بلند کرلیا اور آواز دی کہ کیا کہتا ہے شناخت پروردگار عالم مین غبران نے کہا کہ ہزار جان مین نام خداوند آئینہ پر نثار ہین پس قہرش نے طیش مین آکر غبران کو سر پر چرخ دیکر زمین پر مارا کہ چارون شانے چت گرا قہرش کود کر سینے پر بیٹھا اور ایک ہاتھ ہڈی مین دیا دوسرا زیر زنخدان رکھکر پھرایا ایک بل دیکر جو جھٹکا مارا دھڑ سے سر کھینچ کر پھینک دیا پس اسکا مرنا تھا کہ اہل اسلام نے تو صدائے تحسین و مرحبا بلند کی لیکن لشکر کفار مین ایک غل ہوا اور خونخوار بن دجال نے آواز دی کہ ارے مارلو اسکو غضب کیا کہ اتنے بڑے سردار کو کس ذلت و خواری سے مارا یہ سنکر تمام لشکر کفار قہرش پر دوڑ پڑا اور اسطرف بادشاہ اسلام نے اشارہ کیا اہل اسلام بھی صنم فلان و صنم فلان کے نعرے کرکے اور تلوارین کھینچ کھینچ کر لشکر کفار پر گرے دونون لشکر مانند دو دریائے مواج کے آکر ملگئے اور لہرین تلوارون کی آنے لگین طوفان آب تیغ اٹھا کشتی حیات ہر ذیحیات کی گرداب موت مین پھنسی دم مانند حباب کے سینون مین تنگی کرنے لگا سیلاب خون جاری ہوا کبت آئین دل بادل سی فوجین آون لاگی مورن کی سی کوک ہے للکار سور بیرن کی با گرجن لاگین گھٹا کاری کاری ؛ دامن کے ہان رنگ لاگے چمکن لاگی بجلی سی شمشیرن کی ؛ جھنکار لوشن سی گرن لاگین پچھلی بیر ہون لو سی مریرن کی وھان کمے سے لہرت کٹ کٹ کے بیچمین حابت مین جھری لاگی گولی اور تیرن کی شعر ابر سیاہ چھایا تھا ڈھالون کا چار سو ؛ گویا تھا برق تیغ لگا ہر وقت روبرو ؛ مردان عالم داد مردی و مردانگی دے رہے تھے اور جری صف شکن تیغون کے وار منہ پہ کر

۱۷

رہے تھے ہنگامہ گیر و دار برپا تھا جو بزدل تھے اور غول میں پھنس گئے تھے کہ بھاگ بھی نہ سکتے تھے وہ جان بچانے کے لئے کھیتوں میں چھپے ہوئے تھے ہر طرف کمانوں کی کڑک تیروں کی بوچھار تھی بازار موت گرم تھا جانوں کی خریداری تھی قضا میدان میں دوڑتی پھرتی تھی اُدھر تو لشکروں میں تلوار چلنے لگی اور اسطرف ملک تہمش جلدی سے فیل پر سوار ہوا گرز گران سر کو سنبھالا اور لڑنے لگا جسکو گرز مارا وہ پیوند خاک ہوگیا اس بہادر نے کھیتیں بچھا دیں ایک جانب التاش خون آشام مرکب پر پہنچا ہوا تلوار ہاتھ میں کھینچی ہوئی جسپر ہاتھ مارا دو ٹکڑے ہوئے ایک طرف ارباب باختری ایک سمت ہنر فرمائی یہ معلوم ہوتا ہے کہ ایک شیر ببر ہے یہ حملہ کر رہا ہے ایک طرف بہرام خان خاوری مع فرزند لڑ رہا ہے لاشیں گرا رہا ہے بلکہ دشمنوں کو گور جھکا رہا ہر ایک طرف پریسا سے فرنگی شہلہ یکہ تاز سہیل شیر شکار ہژبر خوارزمی مانند ببر کے حملہ آور تھے وار اسکے ملک الموت ہیں کہ جسپر ہاتھ پڑ گیا وہ بے دست و پا ہو گیا ایک طرف کیی زلزال کیی ارزال مسروق دیوانہ ساقط شاہ حمران شاہ اشتی تاجدار تقشی تاجدار شاہ صفا ترک کیی نزل ہیی ابرہہ فرنگی کس قواعد کے ساتھ لڑ رہے ہیں کہ بربرے انکے فوجوں کے پیچھے ہوگئے ہیں ادھر اشارہ کیا اور تمام فوج اشاروں پر کلام کرتی ہے کس رعب و داب سے لڑ رہے ہیں کسیطرف ترک جوشن پوش تاول زنگی مقابل زنگی کاوں خان بن گنجاب عادل خان بن گنجاب عاقل خان بن گنجاب نوفل خان بن گنجاب سہراب خان بن گنجاب طرہ بند خان بن گنجاب یوز خان بن گنجاب فضل بن آشوب صفوان شملغ نشین وغیرہ تمام رفیقان قدیم شاہزادہ انجم گروہ لڑ رہے ہیں ضعیفی میں جوانی کا مزہ دکھا رہے ہیں ایک طرف آنکی جرأت و مردانگی کے جواب میں رفقائے شاہزادہ خاور سیاہ شکل ہمایون بن شداد اور شداد شاہ اور قارن تیز سر اسپ اور سطرلہ پیچ گردن اور مراد شاہ حاکم مراد کوہ شاملان شاہ وغیرہ یہ سبکے سب کفار کو لپست کر رہے ہیں میمنہ سے میمنہ اور میسرہ سے میسرہ قلب سے قلب جناح سے جناح دونوں لشکر پیٹے ہوئے ہیں تلوار چل رہی ہے کہاں تک بیان کیا جائے یہ چند رضو لاکھ کے لشکروں کی لڑائی ہے دریائے خون زمین پر جاری ہے سر مانند اولوں کے گر رہے ہیں جسم خون میں لوٹ رہے ہیں سم مرکبوں کے غرق خوں ہیں شام تک ایسی تلوار چلی کہ کئی لاکھ کافر مارا اسی اثنا میں ہرکارے لشکر کفار کے غرق عرق آلودہ خاک سامنے حوت آئینہ پرست کے آئے اور عرض کیا کہ قربوس خشت انداز چالیس ہزار خشت اندازوں سے چلا آتا ہے یہ بیٹا ہے ارجل خشت انداز کا اور بھتیجا سرجل خشت انداز کا یہ وہ لوگ تھے جو خداوند زمرد شاہ باختری کہلاتے تھے لیکن شہر سنجان میں بمقابلہ بدیع الزمان دو کون مارے گئے اسکا ارادہ ہے کہ قلعہ قوذالاماں کو تاراج کروں اور قصاص اپنے باپ اور چچا کے خون کا لوں یہ سنکر حوت آئینہ پرست نہایت خوش ہوا اتنے میں اور ہرکارے آئے اور انھوں نے

بیان کیا کہ منحوس تیر انداز اور دخیل تیر انداز بھی چالیس چالیس ہزار تیر انداز دن سے چلے آتے ہین انکے باپ دکوا بھی شاہزادہ بدیع الزمان کے مقابلہ مین مارے گئے تھے ایک کو قاسم نے مارا تھا اور ایک کو بدیع الزمان نے انھین بھی دعوے خون عزیزان ہے حوت آئینہ پرست نے کہا کہ جلد جاؤ اور ان لوگون سے کہو کہ ابھی آپ تشریف لانے کا قصد نفرمائین اسلیے کہ ہم بمقابلہ اہل اسلام آپڑے ہوئے ہین اور معرکہ جدال گرم ہے آپ وہین ٹھہرین اور اسقدر دور کہ اہل اسلام کو آپکے آنے کی اطلاع نہونے پائے ہم جب انتظام کر لینگے تو آپکی آنکی اطلاع دینگے ہرکارے یہ پیام لیکر بخدمت منحوس تیر انداز و دخیل تیر انداز و فربوس خشت انداز روانہ ہوئے یہان شام ہو گئی تھی کفار نے طبل بازگشت بجوا دیا دونون لشکر علیحدہ ہوئے لاشین اپنی اپنی طرف کی اٹھوائی گئین شمار کرنے سے معلوم ہوا کہ دو لاکھ اہل اسلام شہید ہوئے اور تین لاکھ کافر جہنم واصل ہوئے بادشاہ اسلام نے شہدا کو گنج شہیدان کے طور پر دفن کرا دیا اور خود اپنے رفقا کے رنج مین داخل محل معلے ہوئے ملکہ فیروزہ تہمتن جادو و ملکہ گردیہ بانو نے پوچھا کہ کیون اے فرزند آج کے میدان داری کیسی ہوئی بادشاہ اسلام نے حارث بن سلطان سعد کے تمام واقعات جانگزا مظفر شاہ وغیرہ کی بیان کیے ملکہ کو بھی لازمون کے مرنے کا سنکر نہایت رنج ہوا کہ یہ سب رفیقان قدیم سے تھے جنھون نے اس پیرانہ سالی مین حق نمک ادا کیا لیکن لشکر کفار جب پلٹ کر اپنے مقام پر آیا اور حوت آئینہ پرست داخل بارگاہ ہوا خونخوار بن دجال بھی اپنے لشکر کی لاشین دفن کرا کے واپس آیا پوشاک رزم اتاری لباس بزم پہنا خدمت حوت آئینہ پرست مین روانہ ہوا حوت آئینہ پرست انتظار مین خونخوار بن دجال کے بیٹھا تھا کہ یہ بھی آئے تو حال فربوس خشت انداز اور منحوس تیر انداز وغیرہ کا بیان کرون اور رائے لون کہ کیا کرنا چاہیے پس جسوقت کل افسران فوج جمع ہو گئے اور خونخوار بھی آکر دنگل پر بیٹھا حوت آئینہ پرست نے جو کچھ ہرکارون کی زبانی سنا تھا سب بیان کیا اور کہا کہ اب کیا رائے ہے خونخوار نے کہا کہ آپ انکے پاس کہلا بھیجے کہ ہم طبل جنگ بجواتے ہین صبح کو دونون لشکر صف باندھ کر کھڑے ہونگے تم پشت اہل اسلام کی طرف سے آکر حملہ کرنا ہم سامنے سے حملہ کر دینگے اسطرح ان مسلمانون کو گھیر کر مار ڈالو ورنہ انسے یون سر ہونا نہایت امر دشوار ہے حوت آئینہ پرست نے یہ رائے پسند کیا اور خونخوار سے کہا کہ تمھین جاؤ اور انکو سب دکھلا کر سمجھا آؤ ایسا نہو وہ کہے سے بیان مین کچھ غلطی رہجائے خونخوار نے کہا کہ بہتر مین جاتا ہون یہ کہکر اپنے دنگل پر سے اٹھا اور دو چار آدمی ساتھ لیکر پوشیدہ طور پر برائے ملاقات فربوس وغیرہ روانہ ہوا یہان حوت آئینہ پرست نے طبل جنگ بجوا دیا خبر اہل اسلام کو ہوئی وہان بھی کوس حربی نوازش مین آیا اب یہان تو طبل بج رہا ہے اور لشکر انتظام جنگ مین مصروف ہین اسلحہ درست کر رہے ہین اور ادھر خونخوار بن دجال راہ طے کر کے داخل لشکر فربوس خشت انداز ہوا انکو خبر ہوئی کہ یہ لشکر برائے مشورت آتا ہے یہ تینون سردار بھی برائے استقبال آئے اور خونخوار کو بعزت تمام

اپنے خیمے مین لیگئے بعزت بٹھلا ساقی کو اشارہ کیا اُسنے دو چار جام دیئے خونخوار نے جام شراب پیکر کہا کہ مین نے سنا ہی آپ لوگ قہر خداوند باختر کہلاتے تھے پھر یہ کیا سبب ہوا جو بزرگ آپکے قاسم و بدیع الزمان کے ہاتھ سے مارے گئے انھون نے کہا کہ خداوند کو اپنے خداوندی کا تماشا دکھانا منظور تھا پہلے انھون نے اپنے بندگان خاص کو جانب بہشت روانہ کرادیا بعد اُسکے خود بھی چلے خونخوار نے کہا کہ مین نے یہ انتظام کیا ہی کہ طبل جنگ بجوادیا ہی صبح کو جسوقت دونون لشکر صفین باندھکر کھڑے ہون اب تینون صاحب اپنی اپنی فوج لیکر پشت اہل اسلام کی طرف سے حملہ کیجیئے اور ہم سامنے سے حملہ کرینگے بیچ مین گھیر کر مار لینگے یہ سنکر کافر نہایت خوش ہوئے اور وعدہ کیا کہ ہم آٹھ بجتے بجتے پشت لشکر پر پہونچکر حملہ کرینگے اب خونخوار ان لوگون سے رخصت ہوکر اپنے لشکر مین آیا اور ساری گفتگو حوت آئینہ پرست کے سامنے بیان کی حوت آئینہ پرست نہایت خوش ہی کہ بس کل لشکر اسلام کا خاتمہ ہو جائیگا اب انکو تو انتظار فتح مین چھوڑا جاتا ہی اور یہان سے چند کلمے داستان اسد غازی کے بیان کیے جاتے ہین کہ جسوقت یہ طی مراحل و قطع منازل کرتے ہوئے داخل شہر اردبیل ہوئے عجب مصیبت دیکھی کہ خدا نہ دکھائے لاشین اہل اسلام کی بیگور وکفن پڑی ہوئی ہین گویا آواز ان لاشون سے یہ آرہی تھی سے خدا دراز کرے عمر چرخ نیلی کو پاکر بیکسون کے مزارون کا تماشا ہوا ۞ اسد دلاور یہ حالت دیکھکر بہت روئے اور لاشین اپنے نانا اور ماموون یعنے بہرام اردبیلی اور جومین چوب گردان کی تلاش کرنے لگے جسوقت یہ لاشین دستیاب ہوئین انکو دفن کیا باقی لاشین اُٹھواکر الگ جمع کین اور ایک بڑا سا گڑھا کھدوا کر سبکو دفن کردیا اور نشان گنج شہیدان قائم کرادیا آپ وہان چند یوم قیام کیا اور رسوم وغیرہ ان لوگون کا کرکے قبرون پر فاتحہ پڑھا اور بہت روئے کہتے تھے کہ ہمین کو آج یہ بھول گئی کہ بعد صاحبقران کے لاشین اٹھانے کو زندہ رہگئے اُسوقت دیکھا کہ چند آدمی صحرا کی طرف آئے اور اسد کو سلام کیا اسد غازی نے پوچھا کہ تم کون ہو انھون نے عرض کیا کہ حضور یہ ہم سب رعایا آپکی ہین جفا سے خونخوار بن دجال سے صحرا مین جاکر پناہ گزین ہوگئے تھے جو بچ گئے ورنہ جو شہر مین رہا وہ زندہ نہ بچا اسد دلاور نے فرمایا کہ اب وہ ملعون کہان گیا ہی ان لوگون نے بیان کیا کہ اب قلعہ ذوالامان کی طرف گیا ہی اسنے اسیوقت تیاری لشکر کا حکم دیا اور ضرغام شیردل کو پہلے سے روانہ کردیا کہ تم وہان کی خبر ہمکو قبل پہونچنے کے دینا ضرغام شیردل تو اسطرف روانہ ہوا اور یہان اسد غازی اپنے لشکر کی تیاری کا منتظر بیٹھا اور ان لوگون سے حال جنگ پوچھا انھون نے جرات بہمن ارجاسپ کینوزی کی بیان کی اسد نے کہا وہ لوگ رفیقان قدیم صاحبقران سے تھے جو کچھ تعریف انکی کیجائے وہ کم ہی بعد اسکے قبر بہمن ارجاسپ پر آئے اور فاتحہ خیر پڑھکر کہا کہ اب آرام سے سوئیے کوئی ناجنس خنجر نہ جگائیگا اور بیچین کرنے نہ آئیگا بعد اسکے رعایائے اردبیل کو

طلب کیا وہ لوگ سب کے سب آمد امیر غازی کی خبر سُنکے خوشی خوشی آئے اور مذرین دین آسمہ نے ان لوگون سے کہا کہ بالفعل تو تم کھیتی باری کرکے جنگلون مین بسر کرو اسلیئے کہ یہ ملک قابل آباد ہونے کے نہین رہا ہان جسوقت گردش فلک دوار اہل اسلام کے موافق ہو گئے تو دیکھا جائیگا یہ فرما کر ان لوگون کو پھر دیگر رخصت کیا اور آپ لشکر کو لیکر جانب قلعہ ذوالامان روانہ ہوئے اب انکو بھی منزلین طے کرنے مین چھوڑا جاتا ہی اور دو کلمہ داستان **جنگ قلعہ ذوالامان** کے بیان کیئے جاتے ہین واقفان گوہر سخن فرو اند ٭ شرح این داستان چنین کردند ٭ یکہ تازان معرکہ سخندانی و شہسواران عرصہ قصہ خوانی اس داستان جنگ و پیکار کو یون تحریر کرتے ہین کہ ادہم اشہب کلک گہر سلک کی اسطرح جولان گری دکھاتے ہین کہ اب وہ وقت ہی کہ طبل جنگ دونون لشکرون مین بج رہا ہی تیاری حرب و ضرب کی ہو رہی ہی اسلحۂ جنگ صیقل و مصیقل ہو رہے ہین چنانچہ شب بھر عساکر طرفین مین شب بیداری و طلایہ و گشت وغیرہ ہوا کیا آوازۂ حاضر باش و ناظر باش بلند رہا جبکہ عابد شب زندہ دار ماہ مع مجمع ثوابت و سیارگان کے عبادتخانہ مغرب کی طرف روانہ ہوا اور آمد شاہ خاور کی چرخ چہارم پر ہونا شروع ہوئی یعنے زمانہ شب کا برطرف ہوا اور خانۂ شب سے صبح برآمد ہوئی مثل سابق کے لشکر طرف میدان کارزار کے آکر صف آرا ہوا لشکر حریف بھی آیا اور صفین آراستہ کین نقیب نقابت کرکے نکل گئے مصروف جدال و قتال پر مثل صف مژگان سناٹا سا ہو گیا اسوقت لشکر کفار سے آجبل کور باطن میدان کارزار مین آیا مبارز طلبی کی لشکر اسلام سے سہراب بن گنجاب اجازت لیکر نکلا دونون مین مبارزانہ گفتگو آغاز ہوئی سہراب نے کہا کہ لا ضرب بہادری کی کہ بیار اسلحہ داری ز مردی نشان ٭ کمان کیانی و گرز گران ٭ آجبل نے جواب دیا کہ میری ضرب ضرب آخری ہی تو اسکی تاب نہ لا سکیگا سہراب نے کہا کہ اگر خداوند تعالے مجھے تیری ضرب سے بچا لیگا تو انشاء اللہ تعالے پھر جواب دونگا اور تو خوب جانتا ہی کہ طریقہ اہل اسلام کا پیشدستی کرنے کا نہین ہی آجبل کور باطن نے دل مین خیال کیا کہ جسکی ضرب پہلے آتی ہے وہی میری ہی یہ تصور کرکے اپنے تلوار کھینچکر ایک ہاتھ تیغ آبدار کا مارا سہراب نے بہ فن سپاہگری اجبل کی تلوار کو خالی دیا اور آپ بھی ایک ہاتھ شمشیر صاعقہ بار کا لگایا اجبل نے بھی اسکے وار کو خالی دیا اب دونون مین خوب تلوار چلنے لگی خوب بانکپن سے دونون تیغ زنی کر رہے تھے معلوم ہوتا تھا کہ مرکب دونون کے گویا کل کے بنے ہوئے ہین جدھر پھیرا فوراً مڑ گئے تھے جو خیال راکب کے دل مین آیا مرکب نے معاً ادا کیا بقول شاعر کے راکب نے سانس لی تو وہ کوسون دوڑ گیا تار نفس بھی اسکے لیئے تازیانہ تھا ٭ الحاصل لڑتے لڑتے سہراب نے ایک مقام پر سر کو بچا کر جو کمر پر ہاتھ مارا مثل خیار تر کے اجبل کے دو ٹکڑے ہو گئے یہ حال دیکھکر لشکر اسلام سے صدائے تحسین و آفرین بلند ہوئی سب نے تعریف سہراب کی کرنی شروع کی کہ

سبحان اللہ کیا جنگ رستمانہ کی ہوا اور کیا صفائی سے ہاتھ مارا ہے کہ حریف کے برابر دو ٹکڑے کر دیئے آفرین ہے اس دست و بازو کو خداوند کریم نظر بد سے بچائے ایسے نظر لگے نہ کہیں انکے دست و بازو کو خیرہ لوگ یوں مرتے زخم جگر کو دیکھتے ہیں ❁ تھوڑی دیر لشکر کفار میں سناٹا رہا بعد اسکے ہشام سپہر گردان صف لشکر کفار سے برآمد ہوا اور سہراب کے مقابلہ میں آکر نیزہ سہراب کے سینہ پر مارا سہراب نے سنان نیزہ کو سنان پر رد کا لگی نیزہ بازی ہونے جو بند سہراب باندھتا تھا اسکو ہشام رد کر دیتا تھا اور جو بند ہشام باندھتا تھا اسکو سہراب کھول دیتا تھا اسی طرز سے چالیس طعن کی نوبت آئی تھی کہ ایک مقام پر جھپٹ پر جھپٹ سہراب نے ماری کہ مثل آہ عاشقان یا کاکل معشوقان کے وہ پیچیدہ ہوئیں اب جو سہراب نے جھٹکا مارا تو نیزہ ہشام کے ہاتھ سے ہوائی ہوا نیزہ سہراب خجالت میں غرق ہو گیا اور پکار کر کہنے لگا کہ نیزہ بازی خلال بازی گرز بازی حمال بازی یہ کہکر تیغ آبدار ہشام نے کھینچی اور خبردار کہکر جھپٹ کے تلوار سہراب کے سر پر ماری سہراب نے چاہا کہ زین اچھلکر وار خالی دوں اور تلوار کو سر سے الگ گردن کہ وہ تلوار گردن پر مرکب کے پڑی گردن مرکب کی قلم ہوئی یہ مرکب سے کود کر علیحدہ ہونے کی فکر میں تھے مگر پاؤں انکا رکاب میں اٹکا گیا کہ یہ لنگ کے بھل زمین پر گرے جب تک کہ سہراب سنبھلیں سنبھلیں ہشام نے ایک بھرپور ہاتھ تلوار کا مارا کہ سہراب کے دو ٹکڑے ہو گئے ۔ سہراب کے بھائی نوفل خان نے گھوڑا باگ کا لیا اور کہا کہ اے بھائی اکیلے تمکو منزل کھلے گی میں بھی آتا ہوں زندگی بھر ہمارا تمہارا ساتھ رہا اب آخر وقت میں مجھکو تنہا چھوڑے جاتے ہو اور یہ کہکر سامنے ہشام کے آیا اور کہا لا ضرب بہادری اسنے وہی تیغ خون چکان نوفل کے سر پر مارا ہر چند کہ نوفل نے اپنے کو بچایا اور سپر کو چہرے کی پناہ کیا مگر وہ تلوار قضای مبرم کی طرح سپر کو مثل قرص نیر کے کاٹ کر سر پر پڑی اور تا جگرگاہ اتر گئی اور نوفل خان بھی شہید ہو کے خمخانہ دوست سے جام شہادت پیکر بزم آخرت کا رستہ لیا ۔ یہ واقعہ دونوں بھائیوں کا دیکھکر کامل خان کی آنکھوں میں خون اتر آیا دنیا اندھیر ہو گئی زمانہ تیرہ و تار نظر آنے لگا اسی حالت میں طیش کھا کر یہ جھپٹ پڑے اور کہا لا ضرب بہادری کی ہشام نے وہی تلوار خون آلودہ کامل خان کے سر پر ماری اسنے خالی دی اور اب کامل خان نے جو جھپٹ کر تلوار کا ہاتھ رسید کیا تو ہشام نے بھی خالی دیا اب باہم تلوار چلنے لگی کیا کیا ہاتھ صفائی کے نکلے ہوئے پڑتے تھے اور کیسی کیسی چوٹیں خوبصورت طرفین سے رد و بدل ہوتی تھیں کہ دیکھنے والے وجد کرتے تھے آخرکار ہشام لڑتے لڑتے بھاگا کامل خان نے اسکا تعاقب کیا ایک مقام پر ہشام نے جو پھر کر ایک ہاتھ تلوار کا مارا تو کامل خان کے پہلو پر پڑا اور دوسرے پہلو سے نکل گیا بس کامل خان اس بھرپور ضرب کے صدمے سے زمین پر گرا اور جان بحق تسلیم ہوا ۔ یہ معرکہ دیکھکر ترک جوشن پوش سے رہا نہ گیا صف لشکر سے نکلکر نعرہ کیا ناظرین واقف ہو گئے کہ یہ وہ ترک جوشن پوش ہیں جنکو گنجاب بن گنجور نے بدیع الزمان کا استاد بنایا تھا اور یہ خواب میں مسلمان ہو کر واسطے تلاش

شہزادہ بدیع الزمان کے آئے تھے اور شجونون مین پوشیدہ طور سے نعرہ قاسم کا کے شریک ہوئے تھے ۔ یہ دہ بہادر مین غرضکہ انھون نے نعرہ کرکے ہشام کو اسطور سے للکارا کہ یہ سامنے سے بھاگا ترک جوشن پوش نے اسکا تعاقب کیا اور یہ اس ترکیب سے چلے آگے عقب مین کر ہشام کی رد ہونگ ؛ پہونچے جب ہشام نے یہ صورت دیکھی تو دل مین خیال کیا کہ یہ یون چوٹ نکھائین گے آخر الامر ہشام پلٹا اور پلٹکر تلوار ترک جوشن پوش کے سر پر لگائی انھون نے اسکے وار کو خالی دیا اور پکارے ع لافتے الا علی لاسیف الا ذوالفقار ۔ اب جو تلوار ماری تو ہشام نے ڈھال ندھال ہوکر چہرہ کی پناہ کی مگر اس تیغ صاعقہ بار نے مثل برق کے کوند کر اپنے شعلۂ آتش سے سپر کو کاٹ کا خود پر پڑی خود کو کاٹ ہوئی کاسۂ سر مین در آئی جھٹکا جو مارا تا کمر گاہ دو ٹکڑے کر دیئے ہشام گھوڑے پر سے زمین پر گرا کفار دوڑے اور اسکی لاش کو اُٹھا کر اپنے لشکر مین لیگئے بادشاہ اسلام و سرداران عالیمقام نے ترک جوشن پوش کی بہت تعریف و توصیف کی اور کہا کہ اس بڑھاپے مین یہ جرأت و دلاوری ماشاء اللہ جوان کا لطف دکھا دیا کہنا تو ہیر فخاری ہی کہتے تھے کہ الٰہی پروردگار میرے بڑھاپے کی بھی شرم رکھ لینا یہ آبرو تیرے ہی اختیار مین ہے ان [illegible] مین روسفید رکھنا غرض جرأت کر کر اظہار مردانگی مین دھاک بٹھا گئے ۔ الحاصل یہ معرکہ دیکھ لشکر کفار سے انجام سیرگردان میدان مصاف مین آیا یہ پہلوان نو سو من کا تبر باز تھا اور بہت زبردست کوہ ہیکل جوان تھا اسنے اپنے مرکب کو چھیڑ کر آواز دی کہ یہ بھی گردش فلک نے پیری کی ہے کہ تجھ سے پیر کی ہاتھ سے ایسا جوان مارا جائے لاف بہادری کی ترک جوشن پوش نے کہا کہ دور ہو قرمساق سامنے سے تو نہین جانتا کہ ہمارے یہان پیشدستی کرنا جائز نہین ہے یہ شیوہ ہم لوگون کا نہین ہے کہ حریف پر پیشدستی کرین ہان پروردگار ہمارا حریف کی ضرب سے بچالیگا تو ہم بھی جواب دینگے بس یہ کلام سُنکے کہا کہ جو کچھ تو حربہ رکھتا ہو اسنے تبر کو بلند کیا اور کھینچ کر سر پر ترک جوشن پوش کے ایک ضرب لگائی انھون نے سپر کو دست رعشہ دار مین لیکر بلند کیا مگر تبر اُنکے سر پر پڑا ازبسکہ تبر لنگر دار اور ہاتھ رعشہ دار تھا روک ؛ سکے سپر سر پر آئی اب جو تبر اگر پڑا تو سپر کو کاٹ کر کاسۂ سر مین در آیا تا گلو کاٹ کے نکلگیا ہرچند ترک جوشن پوش نے بھی اسی عالم زخمداری مین دو ہاتھ تلوار انجام سیرگردان پر ماری اسنے اپنے کو بچایا مگر وہ شمشیر شرربار گردن مرکب پر پڑی کہ مرکب آتشباز ہی ہو گیا اور وہ کود کر علیحدہ ہوا اس اثنا مین ترک جوشن پوش بھی پشت زین سے فرش زمین پر آکے گھوڑے سے گر پڑے اہل اسلام نے دوڑ کر اُٹھایا مردہ صد سالہ پایا نہایت افسوس کیا اور بعد رنج و الم لاش اُنکا لشکر مین لائے بادشاہ اسلام نے اُنکے لاشہ کو دیکھکر نہایت تاسف کیا اور کلمات رنج و حسرت زبان پر جاری فرمائے ادھر انجام سیرگردان تبرزن نے دوسرا مرکب طلب کیا کہ پہلا تو مرکب مارا گیا تھا اب اسنے دوسرے مرکب پر سوار ہوکر لشکر اسلام پر نہیب کیا اور بغرور و نخوت مبارز طلب کیا کہ قائل زنگی نے طرید خان سے عرض کیا کہ بہت برسون کا ساتھ چھوٹتا ہے اور یہ کہکر سلام کر کے گھوڑے کو اڑایا اور انجام

مقابل آیا یہ مغرور سر افتخار بلند کیے ہوئے جھوم رہا تھا کہ قاتل نے آتے ہی گھوڑے کو تنگاور جو ماری تو دو دو قدم ہٹکر دونون حریفون کے مرکب برابر رہے اسی عالم مین دوڑ کر انعام نے قاتل زنگی پر تبر کا وار کیا وہ تو اسکی ہندی چوٹ تھی سنبھلنے بھی نہ پائے تھے کہ تبر نے انکے سر کو کاٹ کر تا بہ سینہ اتر آیا یہ بھی شہید ہوکر سیار گلشن جنان ہوئے یہ حال دیکھکر مقاتل زنگی کو تاب نہ رہی بے اختیار پکار اٹھا کہ ہائے بھائی کیا ہمین چھوڑے جاتے ہو ہم بھی تو تمھارے ساتھ آئے تھے ہمین منزل عدم مین پہونچکر اکیلے گھبراؤگے ہمین بھی آلینے دو یہ کہکر سامنے انعام کے آکر پہونچا اور قصد قتل کے چاہتا ہی تھا کہ کہے لا ضرب بہادری اور آپ سنبھل کر انکی روک کرے کہ انعام نے چھوٹتے ہی تبر مارا جو تا بہ کمر اتر آیا یہ بھی بدرجہ شہادت فائز ہوا اور منزل عدم پر پہونچکر بھائی سے بھائی ملاقی ہو گیا یہ حال دیکھکر انعام نے سنجانیون کی طرف مخاطب ہوکر آواز دی کہ مین تو سنتا تھا کہ سنجانی بڑے شہزور اور اولو العزم ہین مگر کیسے بہادر ہین کہ مین نے انکو مثل خیار تر کے کاٹ کے ڈالدیا اور سبزہ بیگانہ کی طرح گلشن رزم سے نکالکر پھینکدیا بس یہ سننا تھا کہ طریدہ بن گنجاب نے آواز دی کہ کیا بکتا ہے او مردک بس زیادہ غرور و تکبر نکر تو نہین جانتا کہ بڑے بول کا سر نیچا ہے ع وہ منہ کی کھاتے ہین جو لوگ سر اٹھا کے چلے ٭ یہ کہکے سامنے آسکے مقابلے مین آئے اور کہا کہ لا ضرب بہادری کی بس انعام نے وہی تبر زن سے ملدیا انھون نے بھی گھسیٹ کر شمشیر برق رفتار کا جو ایک ہاتھ مارا تو دستہ تبر کو کاٹکر نکل گئی تبر زمین پر گرا طریدہ نے آواز دی بے تو ضرب بے زدی ضرب من نوش کن ع بہ شادی از دل فراموش کن ٭ یہ کہکر اسی تیغہ آبدار کا وار کیا انعام نے سپر کو اٹھاکر سر کی پناہ کیا یہ تلوار جو سپر پر پڑی سپر کو کاٹکر خود کو لیتی ہوئی طراحی گردن مین مثل قطرہ آب کے اتر آئی جھٹکا جو مارا تب یہ صندوق سے گذر کر زیر ناف آئی ایک جھٹکا اور مارا کہ دو پرکالے ہوکر گھوڑے سے گرا اہل اسلام ہنستے تھے اور کہتے تھے ع تکبر عزازیل را خوار کرد ٭ بزندان لعنت گرفتار کرد ٭ لشکر کفار سے لوگ آئے اور لاش انعام کی اٹھا لیگئے ادھر یوز خان عاقل خان عادل خان و بادشاہ اسلام و کل اہل لشکر نے نعرہ احسنت و مرحبا بلند کیا صدائے تحسین و آفرین ہر طرف سے آنے لگی اور فرمایا کہ سچ تو یہ ہے کہ آپنے سنجان کا نام رکھ لیا سبحان اللہ کیا کہنا اسوقت مزہ اپنے بھائی رستم خان بن گنجاب کی لڑائی کا دکھا دیا انھون نے سلام کیا اور کہا کہ حضور کا اقبال و عنایت پروردگار ورنہ مین ایک جزو ضعیف کیا جرائت کیا اظہار کرسکتا ہون یہ سب حضور ہی کی اقبال سرمدی کا باعث ہے اب جو دیکھا تو لشکر کفار سے اچھال کوہ پیکر نے بودا باگ نکالیا اور آواز دی کہ او خدا پرست انعام کو قتل کرکے ناز و افتخار نکر کہ مین تیری جان کا ملک الموت آن پہونچا اور یہ کہکر نیزہ طریدہ کے سینہ بے کینہ پر مارا انھون خالی دیکر تلوار سے دو حصے نیزہ کے کر دیے فقط ڈانڈا اس ڈانڈا میڈی مین اسکے

ہاتھ مین رہگئی تھی وہی اُسنے کھینچ ماری وہ آکر سر پر مرکب طرید خان کے پڑی مرکب جو اُچھلا تو اُنکے مرکب کے دونون پاؤن موشگافہ مین جا پڑے جبتک کہ یہ جھکے سنبھلے کہ اہمال کو وہ پیکر نے ایک ہاتھ تلوار کا مارا کر طرید خان کے دو ٹکڑے کر دیئے اسنے بھی جام شہادت پیا گلکش خان کی سیری اپنے بھائیون سے ملحق ہوا یہ واقعہ دیکھکر یوز خان بن گنجاب کو تاب نرہی انھون نے طیش مین آکر بغیظ و غضب مرکب اپنا میدان جنگ کی طرف بڑھایا اور عرصہ جنگ مین پہونچکر لاش بھائی کی لشکر مین بھیجی اور خود ہم مقابل اہمال کو وہ پیکر کے ہوا یہ ست بادہ کبر و نخوت تھا لاف و گزاف بکنے لگا یوز خان نے کہا خاموش رہو اے مردک ورنہ زبان گدی سے کھینچ لونگا اس ہرزہ گوئی سے کیا فائدہ لا ضرب بہادری کی جسکا حوصلہ رکھتا ہو یہ سنکے اہمال کو وہ پیکر نے تلوار کا وار کیا انھون نے خالی دیا اور خود بھی تلوار اہمال پر لگائی اہمال نے کیا ترکیب کی کہ مرکب کو جو کھلے قدم تلوار کی زد سے پیچھے ہٹا دیا اب جو تلوار آئی تو یہ سیفدر جھکے اہمال نے موقع پاکر کمین سے جو تلوار ماری تو انکے بیاض گردن پر پڑی گردن قلم ہوگئی یہ بھی گرے اور گرتے ہی جان بحق تسلیم ہوگئے گلزار جنان مین بھائیون کے اشتیاق مین پہونچے اور دم عدم مین جاکر جام کل من علیہا فان سے سیر و سیراب ہوئے۔ یہان بھائی کی محبت مین عاقل خان کے جسم مین خون اخوت نے جوش مارا تمام عالم آنکھون مین تیرہ و تار نظر آنے لگا حالت غیظ و غضب مین بے اختیار دوڑ پڑے اہمال نے تلوار جو ماری محبت مین بھائیون کے ایسے مسموم اور خود رفتہ ہو رہے تھے کہ سپر اسکے نہ اٹھائی تھی کہ شمشیر اجل انکے سر پر بھی آئی اور سپر کو کاٹ کر کاسہ سر مین در آئی اور سر کو کاٹکر تا جگر اتری یہ بھی گھوڑے سے گرے اور داعی اجل کو لبیک کہکر نہانخانہ عدم مین قرار لیا یہ واقعہ دیکھکر عادل خان جھپٹا اور چاہتا تھا کہ تلوار کا وار کرکے اہمال کو وہ پیکر کو قتل کرے کہ اہمال نے پیشدستی کرکے تلوار صاعقہ بار ماری جو عادل خان کے ایک پہلو پر پڑ کے دوسرے پہلو سے نکل گئی یہ کیفیت دیکھکر ارباب باختری کو تاب نرہی کہ یہ رفیق قدیم شاہزادہ انجم گروہ کا تھا اور اُسکو ترک جوش پوش اور شاہزادگان گنجاب کی شہادت کا سخت قلق دامنگیر ہو رہا تھا بس یہ مرکب کو مہمیز کرکے میدان جنگ مین آکر مقابل ہوا اور آواز دی کہ لا ضرب بہادری کی اے مردود تیری سفاکی نے میرے دل پر کوہ رنج و الم گرا دیا اہمال نے یہ کلمہ سنکے تلوار اٹھا کر انکے سر پر ماری انھون نے بلطف بکیتی ایسا ہاتھ مارا کہ تلوار سر پر آنے نہ پائی کہ کہنی پر سے انکے ہاتھ کو ارباب باختری نے قلم کر دیا تلوار مع ہاتھ کے زمین پر گری اور بعجلت تمام دوسرا ہاتھ جو مارا تو اہمال کی ناک مع کنوٹون کے کاٹ دی ناک کٹنے سے یہ نہایت غمناک ہوکر بھاگا انھون نے بھاگتے مین ایک ہاتھ اور مارا کہ ایک کان اہمال کا اڑا دیا اسنے خیال کیا کہ یہ امر امکان سے باہر ہے کہ تو انکے ہاتھ سے بچے یہ تصور کرکے اپنے مرکب کو تیز بھگایا ارباب باختری نے کہا کہ واللہ جہان تو جائیگا وہین مین بھی پہونچکر تجھے قتل کرونگا یہ کہکر اسکے تعاقب مین گھوڑا ڈالکر بڑھتے چلے گئے اور

قریب لشکر پہونچا اب جو تلوار ماری کہ دو ٹکڑے اُسکے کر دیئے اُسی مقام پر زرباج شترلب وزیر کھڑا تھا اُسنے پشت پر سے جو تلوار ماری تو ارباب باختری کے تا جگرگاہ اُتر گئی پس یہ حال دیکھکر بیرو فخاری نے آواز دی کہ او حرامزادے یہ ایما تو یہ کیا حرکت تھی یہ کہکر گھوڑے کو جو دابا وہ لوگ سمجھے کہ لاش اُٹھانے آئے ہین یہ مرکب کو جھپکا کے زرباج شترلب کے سامنے پہونچے آپنے اپنا حریف تصور کرکے ایک تلوار کا ہاتھ اُسپر بھی مارا بیرو فخاری نے اُسکے وار کو خالی دیکر جو ہاتھ مارا تو زرباج کے دو ٹکڑے مثل خیار تر کے کر دیئے یہ کیفیت دیکھکر خونخوار نے اہل لشکر سے مخاطب ہوکر کہا کہ خبردار یہ زندہ جانے نہ پائے یہ سنکر کل لشکر کفار انپر ٹوٹ پڑا ادھر سے بادشاہ اسلام نے حکم دیا کہ دیکھتے کیا ہو جا پڑو یہ کلام بادشاہ اسلام کا سنکے ملک قریش سوکیا و طوفانی اور اقباش خون آشام مع کل لشکر کے جمعیت کر غنیم پہ ٹوٹ پڑے ہو گئے پھر وہی کوندا برق شمشیر کا چمکنے لگا پھر وہی کالی گھٹا سپرون کی چھا گئی پھر لگے اولے سرون کے برسنے اور وہ ادھر ادھر زمین پر لگے گرنے پھر آخر خیمۂ ملک الموت کا آراستہ ہوا اور قبض ارواح لشکریان ہونا شروع ہوا عجب زد و شور سے تلوار چل رہی تھی کہ خون کے دریا بہ گئے تھے ؛ جنگ ایسی تھی کہ بموجب ع آفت کا سامنا تھا غضب کی لڑائی تھی ؛ شمشیر شرربار نے عجب شعلہ باری دکھائی تھی کہ خرمن حیات مخالف کو جلا کر خاک سیاہ کر دیا تھا گھاٹ نے تلوارون کے کسی کشتی تن کو ثابت نہ چھوڑا تھا اور باڑھ نے اسکی میدان جنگ کو قلزم خون بنا دیا تھا بجوش لشکر مین ہوا تیغ کے طوفان سے تلاطم برپا تھا تیغ یون سن سن چلتی تھی جیسے آندھی مین ہوائے تند وزان ہوتی ہے اس جنگ عظیم سے تمام فوج مین تلاطم تھا امن و امان گم تھا خوف طاری تھا کہ گرز مارے ڈر کے سر نہ اٹھاتے تھے بڑے بڑے بہادر سور دل چلے لڑنے سے جی چھپاتے تھے ڈھالین کٹ جانے کے خوف سے پس پشت چھپتی تھین ثابت قدمون کے ہتھیار گرے پڑتے تھے ہاتھ پاؤن دہشت سے لرزتے تھے پھریرے علمون کے ڈر سے سمٹے ہوئے تھے دم بھر مین یہ صف قلم ہوئی وہ رسالہ کا دم ہوا لاکھون آدمی قتیل خنجر ستم ہوئے ؛ یہ ہنگامہ تھا کہ سوچ حربہ تھا سنان تھا پیام قضا ؛ پیادیا نبت نمایان تھا دشت دغا ؛ بلا کا تھا پرواز جا لشکری ؛ زحل پری تھی بر سر داوری ؛ جگر خون تھا کل عرصۂ کارزار ؛ ہوا خون چکان خون فشان تھا ابر درخشندہ تھی سلاح ستیز ؛ ہوئی دیدۂ مہر مین خاک بیز ؛ وہ جولانگری توسنان جنگ ؛ ہوا ارض کو کرتی تھی سینہ تنگ ؛ دلیر و قوی اور گبران زار ؛ کوئی تیغ زن تھا کوئی زخمدار ؛ تنون سے تھے صد چشمۂ خون روان ؛ در و دشت و صحرا تھے بسمل ستان ؛ زرہ رفتہ رفتہ تھی مغفر دو نیم ؛ سپر چار پارہ تھی رزم سے غنیم ؛ کشاکش مین جانین تھین کاہش مین دل ؛ بقا دور تھی اور اجل متصل ؛ ہر صف مین مردان شمشیر زن دلاوران صف شکن جانبازی و سرفروشی دکھا رہے تھے شناوران بحر وغا خون کے دریا مین شنا رہے تھے رن کا کھیت ہرا بھرا تھا دشمن ہر ایک برگ و بار اعدا کی کھیتی اجاڑ و برباد کشت زار ہستی کے

کھیت پر کھیتی کا ہل چلاتا تھا تلوار کی سرادون نے اونچا نیچا سب برابر کر دیا تھا کھیت کاٹنے کی فصل تھی سروتن مین فصل تھا خرمن جان بے اصل تھا غرضکہ اس غضب کی تلوار چل رہی تھی کہ پناہ بخدا کہ ناگاہ از پردۂ بیابان گردے برخاست گرد تیرہ تیرہ و خیرہ خیرہ سر گرد آسمان پریدہ و پائے غبار بر زمین دوزیدہ کہ اتنے مین گرد نے مارا ہوا کو اور ہوا نے مارا گرد کو دامن گرد شگافتہ ہوا اور دل گرد سے آہیون زنجیر دی بیس ہزار فوج کی جمعیت سے نمایان ہوا اور لشکر کفار سے اہل اسلام کو لڑتا ہوا پایا یہ بھی اگر لشکر کفار پر گرا ہنوز یہ لڑ ہی رہا تھا کہ دوسری سمت سے اور گرد پیدا ہوئی اب جو توجہ ہوا سے دامن گرد کا شگافتہ ہوا تو دیکھتے کیا ہین کہ عامر شاہ رودباری تیس ہزار فوج سے چلا آتا ہی یہ بھی لشکرون کو سرگرم جنگ و پیکار دیکھکر لشکر کفار پر جا پڑا کہ اسی اثنا مین تیسری گرد اور ظاہر ہوئی اور دل گرد سے سلطان بخت مغربی و قارن بخت مغربی تیس ہزار فوج ہمراہ لیے ہوئے چلے آتے ہین یہ بھی آتے ہی لشکر اسلام کے شریک ہو کر فوج کفار سے لڑنے لگے اور جو سرداران کفار جو بڑے بڑے نامی و نامور تھے وہ بھی داد مردی و مردانگی دے رہے تھے جی توڑ کر جدال و قتال مین مصروف تھے یہ لشکر جو تازہ دم پہونچے تھے انھون نے مارے تلوارون کے لشکر کفار کا ستھراؤ کر دیا فوج کفار مین کھلبلی پڑ گئی حوت آئینہ پرست نے جو دیکھا کہ جمعیت لشکر اسلام کی بڑھ گئی ہی اور ان تازہ دم لشکرون نے تو آگ کا طبقہ بند کر دیا ہی اب رنگ بد ڈھب نظر آتا ہی میرے سردار جو اچھے اچھے ہین اگر اس کشمکش مین کٹ جائینگے تو لڑائی بگڑ جائیگی فوج رو بفرار لائیگی اسنے یہ خیال کر کے جھٹ سے طبل بازگشت بجوا دیا ادھر نقارہ پر چوب پڑی ادھر دونون لشکر علحدہ علحدہ ہو گئے غازیان لشکر اسلام کی یہ کیفیت تھی کہ ہاتھون مین تلوارون کے قبضے گڑ بیٹھے تھے عجب شان و طرفہ آن بان سے ان جانبازون نے میدان وغا سے مراجعت کی کہ جیسے کوئی ہولی کھیلے ہوئے آتا ہی یا خونی کا رنگ کھیل کر سرخرو چلا آتا ہی اسطرح یہ لوگ شادان و فرحان بادشاہ اسلام کے ساتھ ساتھ اپنے مقام پر آئے ادھر لشکر کفار نے بھی اپنے پڑاؤ کا رخ کیا

دونون لشکر اپنی اپنی فرودگاہون پر آئے سردارون نے حوت آئینہ پرست سے کہا کہ یہ حال نہ کھلا کہ طبل بازگشت کیون بجوا دیا گیا ہم لشکر اسلام کی ناکین چیر چیر کر کھیلتے آدم خوارون نے کہا کہ ہمارے پیٹ ابھی بھرنے نہ پائے شکم سیری بھی نہ ہوئی اپنے خیال کیا تھا کہ آج خوب آسودہ ہو کر کھا لینگے مگر امید ہماری پوری نہ ہوئی حوت نے کہا کہ کل سہی آج یہی مصلحت وقت تھی کہ جنگ دو سردارون مین سے لڑائی کا رخ دیکھکر مناسب جانا کہ طبل باز بجا کر جنگ ملتوی کیجائے کل دیکھا جائیگا یہ کہکر رزمہون سے کھنگالنے کا حکم دیا کہ خون دلاوران سے آبلے حلقہ چشم خون آلود کی طرح رنگین تھے بلکہ تختے خون سے اسقدر جگمگائے تھے کہ سب کریان لالہ گون تھین غرضکہ دونون لشکرون کے سردارون نے کپڑے بدلے پوشاک رزم جسم سے علحدہ کی لباس بزم پہنا بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ خدا پرستون کی لاشین میدان جنگ سے اٹھوا کے دفن کیجائین اب جو حکم کارپردازون نے لاشین اٹھوانا شروع کین تو ان لاشون مین دیکھا کہ قفل

ین آشوب اور صفوان مطلع نشین وایلاق قراطاقی و قلماق قراطاق کی لاشین
نکلین کل لاشون کو اُٹھوا کر دفن کرنے کا حکم دیا اب جو شمار کیا تو پچاس ہزار
خداپرست بدرجۂ شہادت فائز ہوئے اور لاکھ آدمی سوار و پیادہ لشکر کفار کے مارے
گئے اور چار سردار نامور و چند افسران لشکران بہادر و نکے ہاتھ سے لشکر کفار کے مارے
گئے خونخوار افسوس کر رہا تھا کہ یہ چار سردار نامی و کارآزمودہ جو تمام لشکر کی جان تھے
جنگ مغلوبہ مین قتل ہوئے کون کون کہ عقاب نیزہ باز و قرینۂ تیغ زن و مہمل
زشت خو و برجیس کمند انداز اسکے مارے جانے سے خونخوار کے جی چھوٹ گئے
بڑا تاسف کیا یہ خبر ہرکارون نے بادشاہ اسلام کے حضور مین عرض کی نیر فخاری
نے کہا کہ بیشک مین جنگ مغلوبہ مین تماشہ دیکھ رہا تھا کہ ان چارون کو فضل و صفوان وغیرہ
چارون بہادرون نے قتل کیا اور خود لشکر مین گھر کے بدرجۂ شہادت فائز ہوئے بادشاہ
جمجاہ نے ان نامور بہادرون کے کام آنے کا بڑا افسوس کیا اور انکی ہمت و
جرأت یاد کرکے کلمات تاسف زبان پر جاری فرمائے اور کہا کہ موت سے کسکو
رستگاری ہے ٭ آج وہ کل ہماری باری ہے ٭ ہر آنکہ زاد بناچار بایدش نوشید ٭ ز جام
دہر مئی کل من علیہا فان ٭ چنانچہ کل افسران لشکر پوشاک رزم بدل کر اپنے اپنے
خیمون مین قیام پذیر ہوئے اور بادشاہ جمجاہ داخل محل معلے ہوئے خونخوار نے
آجکی شب طبل جنگ نہین بجوایا چونکہ آج لشکر بہت خستہ و شکستہ تھا اب بات
سے ایک ذکا و تفقد دیگر دوسرے دن حکم دیا کہ ہان بجے طبل جنگ پس طبل جنگ پر چوب
پڑی اودھر جاسوسان لشکر اسلام جو مدام اس کام پر متعین ہین اُنھون نے آنکر
لب عبودیت سے زمین ادب کو بوسہ دیا اور صفت و ثنائے بادشاہی بجا لا کر عرض
ہوے ؂ الٰہی تا جہان باشد تو باشی ٭ جہان را تا نشان باشد تو باشی ٭ رہین
انس در یہ ہر دم مثل دربان ٭ شہ روم و عجم اور چین کا خاقان ٭ عمر و دولت
شہنشاہ خضر سے اور خزانہ خسرو سے افزون ہو دشمن تیرہ روزگار بدزار و زبون ہو
آج پھر لشکر ضلالت اثر اعدا مین طبل جنگ بجا ہے ہر ایک نامراد آمادۂ کارزار ہوا ہے اور ایک
نقارہ اسکے ساتھ نقارہ خداوندی کہلاتا ہے اُسپر بھی آج چوب پڑی ہے یقین ہے کہ کل
میدان جنگ مین آکر آتش عناد و فساد کو مشتعل کرے باقی خیریت ہے بادشاہ اسلام
نے یہ خبر سنکر ارشاد فرمایا کہ ہمارے لشکر مین بھی بمدد خدائے پاک طبل جنگ بجے اور
نقارۂ زری پر چوب پڑے اسلیے کہ جیسا کچھ نقاش ازل نے اور کاتب قدرت
نے ہماری پیشانی مین تحریر فرمایا ہے وہی پیش آتی ہے خبرداران لشکر اسلام یہ کلام شاہ سنکے
نقارخانہ سلیمانی و سکندری مین آئے یہان داروغہ نقارخانہ نے طبل سکندری کو
سینک کر درست کر رکھا تھا غاشیہ اُسپر سے اُٹھا لیا تھا اور صدائے نقارۂ رزم
لشکر مخالف سنکر منتظر حکم بادشاہ اسلام تھے کہ عیارون نے آکر حکم شاہ سنایا غرض
حضران مین عمر کے طبل جنگ بجایا واضح ہو کہ طبل جنگ سوائے خاندان عمر کے کوئی
نہین بجاتا تاوقتیکہ یہ منصب عمر کا ہے اگر عمر نہین ہے تو اُسکے بدلے بیٹے پوتے عمر کے یا داروغہ

نقارخانہ کے تحویل حکم شاہی کرتے ہین الحاصل طبل جنگ بجا زمین و زمان مین زلزلہ پڑگیا۔ معلوم ہوا کہ طبل جنگ کیا بجا تسر طائر اسکی صدا سے فلک پر پھڑکنے لگا اور گاؤ زمین کا کلیجہ دہل گیا کوہ و دشت ہل گیا ۔ چو بر طبل سکندر آمد دوال ٭ ز ناہید مریخ گرد این سوال ٭ چنان زانگ شور آخر رسید ٭ سرافیل صور قیامت دمید ٭ بگفتا کہ طبل اسکندرست ز آوازہ او گوش گردون کر است ٭ سب لشکر خبردار چھوٹا بڑا بہادر و نامرد ہوشیار ہوا کہ ہنگام سحر موت کی گرم بازاری ہوگی دم نقد جان کی خریداری ہوگی سرتن سے جدا ہونگے زخمون کے انبار رہینگے آج بادشاہ نے سویرے سے دربار برخاست فرمایا ہر ایک سردار اپنی اپنی آرامگاہ مین آیا طیاری حرب و ضرب کی شروع ہوئی تلوارین صیقل و مصیقل ہونے لگین کمانین تینک کر درست کیجانے لگین بہادر رزم و پیکار کی تدبیر سوچتے تھے بزدلے گھبرائے ہوئے منہ نوچتے تھے تماشا تا یہ سورجوان گو غور کرکے ہنس ہنسکر رزم گاہ کو دیکھتے پھرتے نامرد لیے ہونے کا طور سوچتے جرار زرہ جامہ خود بکتر درست کرتے تھے چہرون پر سرخی چھائی تھی نامردون کے منہ پر ہوائی تھی غرضکہ سب انتظار صبح مین شب بسر کر رہے ہین ادھر بادشاہ اسلام نے داخل محل سرا ہوکر بستر استراحت پر آرام فرمایا لیٹتے کے ساتھ ہی عروس خواب سے ہم آغوش ہوئے قریب سحر عالم رویا مین دیکھا کہ مین ایک باغ بہشت آئین مین آیا ہون اور ایک حور بہشتی میرے پاس آئی اور ایک بارہ دری جواہر نگار مین لیگئی وہان دیکھا کہ ملکہ مہرنگار اور قباد و شہریار و شیرزادہ عالیمقام اُس قصر مین فروکش ہین مین نے اُن سب کو سلام کیا اور حال کفار کی چڑھائی کا بیان کیا اور اپنے ترددات و تکلیفات کا تذکرہ کیا اسوقت قباد و شہریار نے فرمایا کہ دنیا مقام گذشتنی و گذاشتنی ہے اور بیت الحزن ہے گھبراؤ نہین مین نے عرض کیا کہ جی چاہتا ہے کہ اسی گوشہ عافیت آپکے زیر سایہ مین بھی رہون اسوقت قباد شہریار نے آنکھون مین آنسو بھر کر فرمایا کہ ہان تم بھی ہمارے پاس بہت جلد یہان آجاؤگے یہ سنا تھا کہ آنکھ کھل گئی اٹھکر نماز صبح پڑھی اور اس خواب کا حال کسی سے بیان نہ کیا۔ وہان لشکر مین چار پہر رات ہنگامہ درستی سامان جنگ ہوتا رہا دو پہر رات سے دونون لشکرون کے نقیب نکلکر شجاعون کو ترغیب جنگ دلاتے تھے کہ اے جوانو جوان بخت ہشیار ہو ٭ سلاحون سے اپنے خبردار ہو ٭ اسی طرح شب بھر یہی گرم بازاری رہی آخر کار وہ وقت آیا کہ آرایہ آرامی زنگاری مشرق بکروفر نمودار ہوا ظلمت شب رو بفرار ہوئی صبح کا سینہ آشکارا ہوا۔ علم آفتاب نکلا جب ٭ فوج انجم ہوئی گریزان سب ٭ شب شد خاور سپہر گرد ہوا ٭ مطبخ ماہتاب سرد ہوا ٭ میدان چرخ پر ایکبار خستہ انجم سیاہ رو بفرار ٭ دم سحر لشکر جانبین سے خیل خیل ذیل ذیل گروہ گروہ انبوہ انبوہ فشون فشون میدان کارزار مین مسلح و مکمل آنے لگے سردارون نے بکروفر اپنی اپنی فوج میدان رزمگاہ کی طرف بھیجدی اور خود بادشاہ جمجاہ کی خدمت مین حاضر ہونے اور منتظر آمد سلطانی جلوخانہ مین ٹھہرے کہ یکایک محل کی ڈیوڑھی کا پردہ زنبوری چرخی پر کھینچا صدا آمد آمد کی بلند ہوئی اور انتظام آمد بادشاہ ہونے لگا سب سردار مجراگاہ پر جاکر کھڑے ہوئے اُدھر شاہ کی صورت زیبا نظر آئی ادھر سبنے گردن بہ تسلیم جھکائی مردہ پکارا بادشاہ مقابل سلطان جہان نگاہ وزیر و بادشاہ نے نگاہ اٹھاکر دیکھا سبنے فراغتی

مجرا کیا شاہ نے اپنا ہاتھ سینے پر رکھا اس سے اشارہ یہ تھا کہ جگہ تمہاری ہمارے دل مین ہے سرداروں نے بعد سلام و مجرے کے پایہ تخت سلطانی کو بوسہ دیا بادشاہ نے حکم سوار ہونے کا دیا سب سردار سوار ہو کر تخت شاہی کو مانند دل کے قلب مین قائم کر کے گرد حلقہ کیے ہوئے طرف رزمگاہ مصاف کے لیکر چلے ڈنکے پر چوب پڑی ؎ ز نقارہ آواز آمد عجیب * کہ نصر من اللہ و فتح قریب * نقیب کڑکا کہتے وہ نور کا تڑکا نسیم عنبر شمیم وزان بڑے بڑے تارے فلک پر ظاہر چھوٹے چھوٹے پوشیدہ تھے آگے آگے باد بہاری کی غرض کہ بڑی طیاری سے بادشاہ عالی تبار وارد دشت مصاف ہوئے کہ اتنے مین ملک قہر کش والقاش خون آشام و پیر فرخاری نے آگے بڑھ کر قدم شاہ کو بوسہ دیا اور عرض کیا کہ ہم غلامان جان نثار جب تک زندہ ہین حضور کی طرف کوئی ٹیڑھی نظر سے دیکھ نہین سکتا ان کافران ناہنجار کی کیا حقیقت و مجال ہے اگر ایسے ایسے لشکر اور ہزاروں ہوں تو بھی آپکے اقبال اور مدد خداوندی سے ہم فتحیاب ہونگے اور ان کافروں کو مار کر بھگا دینگے بادشاہ نے ایک آہ سرد دل پر درد سے کھینچی اور فرمایا اے پیر فرخاری مین خوب جانتا ہون ؎ قافلہ باد بہاری کا روان ہو جائیگا * آخرش یہ باغ پامال خزان ہو جائیگا * اور بقول میر درد ؎ اے درد یہ دو جی سے کھونا معلوم * جون لالہ جگر سے داغ دھونا معلوم * گلزار جہان ہزار پھولے لیکن * اپنے دل کا شگفتہ ہونا معلوم * یہ فرما کے حال اپنے خواب کا بیان کیا اور سمت میدان کارزار تشریف لائے جسقدر کہ سرداران صاحبقران باقی تھے اور خدا پرست جتنے حاضر تھے سب آکر میدان مصاف مین صف آرا ہوئے ادھر خونخوار کا لشکر نظر آیا کہ جوڑے جوڑے تیغے گردنوں مین حمائل کئے دون پہ پہلوان سردار سوار گرز بر دوش باتیغ و ترکش صاحب سطوت و زور پیشانیون پر شکن ڈالے نیزون کو سنبھال حریف کے لشکر کو دیکھ رہے تھے بڑی تیزی سے میدان رزم مین آکر ٹھہرا کہ آنے سے دونون لشکرون کے گرد ہوا کرہ خاک بنا گاؤ زمین کا اس ہلچل سے سینہ چاک تھا طائر آشیانہ بھولا صحرائے رزم مین خوف سے ہر ایک کے ہاتھ پاؤن بھولا روئے آئینہ سپہر مکدر نظر آیا چشمہ خورشید غبار زمین سے گندلا ہوا ؎ ز سم ستوران دران پہن دشت * زمین شش شد و آسمان گشت ہشت * آخر کار بیلچہ کار نکلے اور میدان کا پست و بلند ہموار کرنے لگے کنکر پتھر خس و خاشاک جدا انبار لگایا کہین نقب کہین گڈھا کا ڈھنگ تھا جھنڈی جھاڑی درخت کاٹ کر زمین آئینہ سا صاف کر دی پھر سقون کی آبپاشی کی باری آئی ہر ایک سقہ خواجہ خضر کا دم بھرتا کھاردے کی لنگیان باندھے وردیان پہنے مشکیزے دوش پر سنبھالے ہزارے کے فوارے والے پرشکون کے چڑھائے چھڑکاؤ کرنے نکلے کہ انکی آبشار نے ساون بھادون کی گھٹا کو شرما دیا سب گرد و غبار بٹھا دیا میدان کو شکل آئینہ بنا دیا سوارون کو صورت بہادرون کی نظر آئی سب فوج دریائے آہن مین ڈوبی دکھائی دی کہ ہر ایک از میخ موزہ تا میخ میل غرق بحر آہن تھا سوائے لوہے کے اور کچھ نظر نہ آتا تھا ؎ چنان مرد خود را در آہن گرفت * کہ مژگان او شکل سوزن گرفت * صف آرائی شروع ہوئی میمنہ میسرہ قلب و جناح ساقہ و کمینگاہ چودہ صفین مثل سد سکندر کے

آراستہ ہوئیں سواروں کے آگے پیادے جنگ کے آمادے دیوار فوج تھے سوار دریائے لشکر میں موج در موج تھے گھوڑے برابر برابر تھوتنی سے تھوتنی پٹھے سے پٹھا دُم سے دُم سم سے سم ملائے تھے نجیب جو آگے بڑھا تھا اسے پیچھے ہٹاتے تھے کھنچے ہوئے گھوڑے آگے پڑ لگاتے تھے دمدمہ باجے زرمی بجتے تھے مرکب الف ہوتے تھے کڑکیت نقبائے خوش آواز اور گویوں کے لڑکے سرود نواز لچکے کی لٹ پٹی دستاریں باندھے تھے رنگین لباس زیب قامت کیے تھے انہوں نے بالحان دلکش سرود سنا کر مذمت دنیائے فانی گائی اور یہ صدا بہادروں کو سنائی ؎ اے سقیمان تہ سقف سپہر غدار ٭ تابکے حسرت فرزند و زن و شہر و دیار ٭ آیہ فاعتبروا یا اولی الابصار پڑھو ٭ ہو خبر ایں اگر قصر فریدون سے گذار ٭ اس مکان میں کبھی دربار رہا کرتا تھا۔ جلوہ فرما تھا وہاں خسرو با عز و وقار ٭ رات دن چہلیں رہا کرتی تھیں سرداروں میں ٭ عیش و عشرت کا وہاں گرم تھا ہر سو بازار ٭ بار واں تھا نہ خزاں کو تو کسی موسم میں ٭ کبھی مہندی کا عالم کبھی لالہ کی بہار ٭ واہ نیرنگ فلک آفرین سبحان اللہ ٭ واہ ری تیری تنک ظرفی باایں عز و وقار ٭ جن پہ پڑتا تھا پریزادوں کے معمور کا عکس ٭ آجکل وہ لب جو جد سے ہیں آئینہ دار ٭ گھونسلے تنکے سقف میں ہیں لاکھوں ابابیلوں کے ٭ مسکن فاختہ ہے قصر کا ہر نقش و نگار ٭ چہلیں منڈلاتی ہیں اڑتے ہیں بگولے ہر سمت ٭ ہیں خیابان میں پر زاغ و زغن کے انبار ٭ قصر کو جا بند ہ باشندوں کے واں کے دیکھو ٭ تکیہ گور و گوزن آج ہے ہر اک کا مزار ٭ سینہ لبریز تمنا بلب مہر سکوت ٭ نہ کوئی دوست نہ مونس نہ کوئی ماتمدار ٭ نہ وہ چہلیں نہ رنگین نہ خود آرائی ہے کنج تاریک ہے اور عالم تنہائی ہے ٭ اے بہادر نہ ریان ہے نہ سام نہ صفحۂ ہستی پہ نشان زال خون آشام ہے نہ برزو رہا نہ نیرم ہے اس بلندی و پستی پہ نہ اسفندیار روئیں تن ہے کیسے کیسے بہادر صف شکن تہمتن نوجوان رستم دستان پیر فلک نے چشم زدن میں ہلاک کیے تمام کیے مگر جرأت سے نام باقی ہے ہر ایک کا ذکر شجاعت سا لکھے کی لڑائی حسن اتفاقی ہے کیا خوب کسی نے ؎ دور مجنون گذشت و نوبت ماست ٭ ہر کرا پنج روز نوبت اوست ٭ تلوار کی آنچ مشہور ہے گیلی سوکھی دونوں جلتی ہیں سر و گردن میں آگ لگی ہے غضب کی آگ ہے زندگی دو دن کی ہے نام کر لو اے نوجوانو لڑ بھڑ کے سرخرو ہو جسکا قدم ڈگ جائیگا وہ پھر کہیں آبرو نہ پائیگا وہ بہرہ لوہا لوہا سب کہیں اور لوہا بری بلا ہے ٭ ٹیک آگے پت رہے اور ٹیک پاچھے پت جائے ٭ غرضکہ یہ کہکر نقیب میدان سے نکلے اور یہ صدا دلیروں نیستان شجاعت کے شیروں کو شراب پرتگالی ہوئی بہادروں کو نشہ سا آگیا آنکھیں ہر ایک کی لال ہوئیں قبضہ ہائے شمشیر چومنے لگے مرکب پرست ہو کر جھومنے لگے کہ ناگاہ یک اجال فیلزور میدان کارزار میں آیا اور آواز دی کہ اے آمادگان قضا و قدر یہ گو اور یہی میدان ہے جسکو شامت مرگ ہو وہ آکر مقابلہ کرے یہ کلام سننے کے ساتھ ہی شہباز یکہ تاز نے یودھا باگ کا لیا اور کہا کہ او گبر ناہنجار کیا بکتا ہے ہمکو خود اشتیاق جام شہادت پینے کا ہے لا ضرب بہادری کی فیلزور نے گرز بے پناہ اپنا اٹھا کر انکے سر پر مارا شہباز نے سپر کو سر کی پناہ کیا مگر گرز کا سپر یہ اسکے لنگر کو کیا سنبھال سکتی یہ مع مرکب پست ہو کر شہید ہوگئے یہ حال دیکھکر

سہیل شیر شکار میدان میں آیا اور گرز ہاتھ میں لیکر مقابل ہوا اور کہا کہ او ملعون دیکھ ہم بھی لوگ ایسے من چلے ہیں کہ تیرے ایسے گرز لنگردار کو سپر پر روک کر اپنی جان بادشاہ پر نثار کر دی آ مجھ سے مقابلہ کر یہ سنکر اجمال فیلزور نے نیزہ سہیل شیر شکار کے سینے پر مارا نیزہ کو آتا ہوا دیکھکر سنان سنان پر لگاتی تھی اور اب لگی نیزہ بازی ہونے اٹھائیسوین طعن میں نیزہ اجمال کے ہاتھ سے ہوائی کیا اجمال نے جھلا کر دو گرز مارا اس بہادر نے گرز کو گرز پر روکا لیکن مرکب اسکا متحمل نہ ہو سکا اور یہ تہ تیغ گرد میں چھپ گئے اجمال نے نیزہ مارا کر زدم دو پشت گردم بادشاہ نے عیار سے کہا کہ دیکھو تو کیا حال ہے عیار نے جا کر دیکھا کہ آنکھیں بند ہیں اور دونوں ہاتھوں سے گرز کو علم کیے ہوئے ہیں عیار نے چھاگل پانی کی نکالکر ایک چھینٹا پانی کا انکے منہ پر مارا کہ انھوں نے آنکھ کھولدی کہا کہ حریف نعرہ زنان و لاف و گزاف کر رہا ہے یہ سنکے سہیل نے چاہا کہ مرکب کو اُڑاوین وہ مرکب مر گیا تھا یہ بہادر گرز کو پکڑ کر سامنے اجمال کے آیا انکے خادم نے دوسرا گھوڑا حاضر کیا انھوں نے سوار ہو کر آواز دی کہ تو بھی ذرا لقمہ ہمارے گرز کا دیکھ لے تو مزا لے دمی ضرب من نوش کن ٭ ہمہ شادی از دل فراموش کن ٭ یہ کہکر ہاں کر کے گرز مارا اجمال تہ تیغ گرد میں چھپا اہل اسلام نے نعرہ مرحبا بلند کیا ہر طرف سے شور تحسین و آفرین کا غلغلہ ہوا اب جو اجمال گرد سے نکلا مع مرکب کے تو اسنے دوڑ کر گرز مارا ہر چند سہیل نے گرز کو چہرہ کی پناہ کیا لیکن انکی دونوں گرز ملکر انکے سر پر پڑے جیسے لنگر سے یہ مع مرکب زمین پر آرہے اور جام شہادت پیکر راہی خلد ہوئے بادشاہ نے فرمایا ہم خوب جانتے ہیں کہ اہل اسلام پر اس وقت ادبار چھایا ہوا ہے ستارہ اقبال گردش میں آیا ہوا ہے یہ کہکر سہیل کی لاش کو اٹھوا منگایا یہ حال دیکھکر ہزبر خوارزمی صف لشکر سے نکلے بادشاہ اسلام سے اجازت کے خواستگار ہوئے بادشاہ نے فرمایا خداوند کریم کے سپرد کیا بس ہزبر اجازت لیکر میدان میں آئے اودھر خونخوار نے اجمال کو بلا لیا اور یہ کہا کہ تجھ سے مقابلہ قہر شمس سے ہوگا نواب آرام کر یہ تو سلام کر کے پلٹا اور اجمال نے بہرام چرخ زن کو اشارہ کیا چنانچہ بہرام صف لشکر سے نکلکر میدان میں آیا اور اسنے شہاب دیکر نعرہ کیا منم بہرام چرخ زن جو کوئی کیامرگ ہو وہ مجھ سے مقابلہ کرے ہزبر یہ صدا سنکے بڑھا اور کہا کہ بیا ہے بیار آنچہ داری ز مردی نشان ٭ کمان کیانی و گرز گران ٭ لا ضرب بہادری کی یہ گتنا تھا کہ اسنے گرد اسکے اپنے مرکب کو دوڑایا کہ ایک ہالہ گرد سا اسکے گرد بنگیا اسی عالم میں جھپٹکر تلوار ماری ہزبر کی آنکھیں گرد کی وجہ سے بند تھیں اسکی تلوار آتے ہوئے نہ دیکھ سکا یہ تلوار کھا کر زمین پر آرہا بہرام علیحدہ کھڑا ہو گیا اہل اسلام نے لاش ہزبر کی اٹھوالی اور صف لشکر سے قدح نوش نکلکر بہرام کے مقابل ہوئے بہرام نے اسیطرح سے گھوڑے کو چرخ دیکر قدح نوش پر تلوار کا وار کیا اور گرد بر گرد کے شہید کر دیا یہ حالت دیکھکر بلنوش اور آرزو نوش یکے بعد دیگرے میدان میں آئے اس ملعون نے اسیطرح گھوڑے کو چکر دیکر ان دونوں کو بھی تلوار سے مار گرا دیا کوچہ فنا کا راستہ بتا دیا لشکر اہل اسلام سے نعرہ افسوس بلند ہوا اور بادشاہ نے ان دونوں کی لاشیں میدان سے اٹھوا منگائیں یہ حال دیکھکر اور جوش کھا کر

کیپی زلزال وکب کو لڑا کر سامنے بہرام چرخ زن سے آئے اور کہا کہ او گبر ناہنجار آمین تیری گھات خوب جانتا ہوں بہرام نے یہ سنکر اپنے گھوڑے کو جھکا کر حلقہ باندھا کیپی زلزال نے بھی اپنا گھوڑا اُسکے پیچھے لگایا اب یہ چرخ مارنے لگا اور کیپی زلزال بھی اسکے پیچھے پیچھے کاوا دے رہا ہے اب چرخ مار کر اور گھوڑے کو ایک مقام پر ٹھہرا کر جو بہرام نے حریف کو دیکھا تو وہاں نہ پایا پشت پر سے کیپی زلزال نے اسکی کمر زنجیر کا بند پکڑ کے گھوڑے پر سے اُٹھا لیا اور لشکر اسلام کیطرف اُسی طرح سے اٹھائے ہوئے لیچلا بادشاہ اسلام کے سامنے لاکر اور چرخ دیکر جو زمین پر مارا تو ہڈیاں تک اسکی چور چور ہو گئیں بادشاہ اسلام نے فرمایا کہ مرحبا و شاباش کیوں نہو ماشاء اللہ آپ کس بہادر کے رفیق ہیں جسکا مثل روے زمین پر نہ تھا یعنے عالمشاہ رومی سبحان اللہ کس عقلمندی سے آپ نے اسے مارا ہے جسقدر آپکی تعریف کیجائے وہ کم ہے ادھر بہرام چرخ زن کے مارے جانے کا خونخوار کو بہت بڑا صدمہ ہوا ادھر دن بھی قلیل رہگیا تھا آفتاب قریب غروب ہونے کے تھا لہذا اسنے جھٹ پٹ طبل بازگشت بجوا دیا طبل کے بجتے ہی دونوں لشکر اپنے اپنے مقام فرودگاہ کو واپس گئے کمریں کھولیں سامان استراحت میں مصروف ہوئے خونخوار بھی اپنی بارگاہ میں آیا مگر نہایت ملول اور کبیدہ خاطر بیٹھا ہوا تھا بہرام چرخ زن کے مارے جانے کا اسکو کمال تاسف تھا کہ ایکایک سامنے سے آکر ایک شخص حاضر ہوا اور نہایت ادب سے مجرا کیا خونخوار نے پوچھا تو کون ہے اسنے کہا کہ معتز آتشبار میرا نام ہے اور معتز ذوفنون کا میں اُستاد ہوں میں نے سنا ہے کہ ذوفنون خداپرستوں کے ہاتھ سے مارا گیا ہے میں اسکے خون کا عیوض خداپرستوں سے لینے کے لیے یہاں آیا ہوں یہ سنکر خونخوار بہت خوش ہوا اور کہنے لگا کہ ابھی میرا ایک بہت بڑا رفیق جان نثار بہرام چرخ زن کیپی زلزال کے ہاتھ سے مارا گیا ہے جسکا مجھے ازحد افسوس ہے یہ سنکر معتز آتشبار نے عرض کیا کہ حضور مجھے حکم فرمایا جائے میں ابھی آپکے اقبال سے ان سب خداپرستوں کو قتل کرکے اپنا اور آپکا عیوض لیتا ہوں اور آپکو خوش کرتا ہوں خونخوار نے اجازت دی کہ اچھا تم اپنی کارروائی کرو معتز آتشبار یہ اجازت پا کر صحرا کی جانب نکل گیا ادھر کا حال یہ ہے کہ کیپی زلزال و کیتی زلزال و مسروق دیوانہ و سیاقیطس شاہ و ضمران شاہ وعیخی تاجدار و قریشی تاجدار و شاہ صفار ترک یہ سب کیپی زلزال کے خیمہ میں یکجا بیٹھے ہوئے کچھ مشورہ کر رہے تھے اور حالات جنگ پر رائے زنی ہو رہی تھی دیکھا کہ لشکر کے قریب ایک ہنگامہ سا ہوا پوچھا یہ کیا ہنگامہ ہے لوگوں نے کہا کہ ایک کتا پہاڑی بہت ہی خوبصورت لشکر میں آنکلا ہے اسکو گرفتار کرنا چاہتے ہیں مگر وہ کسی کے ہاتھ نہیں آتا یہ سنتے ہی کیپی زلزال اس جگہ پر پہنچا اور آواز دی کہ ادھر آ تیمور یہ کہنا تھا کہ کتے نے غور سے سر سے پاؤں تک دیکھکر دم کو ہلانا شروع کیا انھوں نے جاکر پٹہ پکڑ لیا اور اپنے ساتھ خیمے میں پکڑے ہوئے لے آئے اب جو دیکھا کتے کی آنکھ مثل شیر کے ہے اور بہت بھاری گلہ اور نہایت خوبصورت لمبے لمبے بال ہیں اور پٹے پر نام حوت آئینہ پرست کا لکھا ہوا ہے پس معلوم ہوا کہ یہ کتا بہک کر ادھر آنکلا ہے کیپی زلزال نے یہ نام پڑھکر کہا کہ اسکو میں خود رکھوں گا اور کسیکو نہ دوں گا اور خود اسکی پرورش کرونگا ہم لوگوں کو

کتے سے بہت اُنس ہوتا ہی یہ کتا اپنے پاس بندھوا دیا اور بسکٹ منگوا کر اُسکے سامنے ڈالدئیے وہ کھانے لگا یہ کتا در وازہ خیمہ پر تاک لگائے بیٹھا تھا اور جو شخص نیا آتا تھا اُسپر غرا کر مثل شیر کے بھونکتا تھا کیمی زلزال اُسے آواز دیکر کہتا تھا کہ ہان ہان یہ ہمارے ملاقاتی ہین خاموش رہ یہ سنکر کتا چپ ہو رہتا تھا اسکے لیئے ایک پلنگڑی بچھوا دی گئی یہ کتا اُسپر بیٹھا یہ خبر مراد شاہ حاکم مراد کوہ اور شداد شاہ و ہمایون شاہ و ہلال شاہ زرین کمر بدر فرامرز عاد مغرب کو پہونچی وہ پہلے ہی واسطے دینے مبارکباد فتح جنگ بہرام حرج زن کے کیمی زلزال کے پاس جانیوالے تھے اب کتے کا جو حال سُنا تو زیادہ تر مشتاق ہو کر اُسیوقت خیمہ کیمی زلزال کو روانہ ہوے قریب خیمہ کے پہونچے دوڑے استقبال خیمہ سے برآمد ہوا اور سب سے مصافحہ و معانقہ کر کے خیمہ مین لایا سب اُکرسیون پر بیٹھے مراد شاہ نے کتے کو دیکھکر اُسکی بہت تعریف کی کیمی زلزال نے کہا کہ یہ حاضر ہے اسے آپ ہی لیتے جائیے گا انھون نے کہا کہ ای برادر اسوقت کسکو اپنی حیات کا اعتبار ہے اور کون جانتا ہی کہ ہم اپنے وطن کو واپس جائینگے بس یہ تماشا جو کچھ ہو رہا ہی دیکھتے جاؤ اور شعر یہ پڑھا ع غنیمت جان لے یہ صحبتین آپس کی اے نادان ؛ دگرگون حال ہو جاتا ہی اکدم مین زمانہ کا یہ سنکر کیمی زلزال اور کل حاضرین محفل کی آنکھون مین آنسو بھر لائے اور زمانہ صاحبقران کو یاد کر کے بہت ہی افسوس کر رہے تھے اور کہتے تھے ع یک ساعت یک لحظہ یک دم دگرگون میشود احوال عالم ؛ کیا جلسے اور کیا چہل پہل رہتی تھی کہ وہ کیفیتین یاد کر کے خار الم کانٹا سا دل مین کھٹکتا ہے کیمی زلزال نے کہا کہ جی چاہتا ہے کہ آجکی شب آپ سب صاحب اور ہم اسی جگہہ باہم بیٹھے ہوئے شب بسر کرین کہ قبل جنگ سے یہی اچھی مہلت ہے یہ سنکر ان سب نے وہین شب باشی قبول کی تحریرات گئے صحبت ناچ رنگ کی منعقد ہوئی اور دور شراب ارغوانی کا چلتا رہا ع ساقیا یان لگ رہا ہے چل چلاؤ ؛ جب تلک بس چل سکے ساغر چلے ؛ اُسکے بعد یہ سب احباب اُسی خیمہ مین استراحت پذیر ہوئے لیٹتے ہی نفیر خواب اُنکا بلند ہوا کیمی زلزال نے باقی روشنی گل کروا دی اور یہ شعر پڑھا ع بجھ رہے ہین داغ دل تربت مین جلنے کے لیے ؛ روشنی گل ہو رہی ہے نیند لینے کے لیئے یہ پڑھ کر پہرہ دارون کو حکم دیا کہ خبردار کسی سے پہرہ دینا کسیکو اندر آنے نہ دینا چنانچہ سب آدمی باہر پہرہ پر قائم ہو گئے اور یہ کہا کہ خیمہ مین کوئی آدمی نہ رہے میرا کتا حفاظت کے لیے کافی ہے یہ کہکر کیمی زلزال بھی لیٹا اور لیٹنے کے ساتھ ہی سو گیا ادھر کتا اپنے پہرہ پر ہوشیار ہوا جب اس سگ ناپاک نے دیکھا کہ یہ سب کے سب سو گئے اُسوقت اسنے سفوف بیہوشی اُڑانا شروع کیا اُن سب کے دماغون مین وہ سفوف بیہوشی سرایت کر گیا سوتے تو تھے ہی اب بالکل ہی غافل و بیہوش ہو گئے اس حرامزادے نے خنجر نکال کر ان سبکو ذبح کر کے ڈالدیا اور آپ خیمہ کی پشت چاک کر کے بغل مین کھال دبا کر صحرا کی طرف نکل گیا یہان جب صبح ہوئی اور خادم لوگ حاضر ہوئے تو سبکو بستروں پر حلال کیا ہوا اور کشتہ خنجر بیداد پایا سب مردہ صد سالہ کی طرح راہی ملک عدم تھے اور کتے کا کہین بھی پتہ نہ پایا معلوم ہوا کہ یہ کتا کوئی عیار تھا یہ سب کے سب خدمت مین بادشاہ اسلام کے

حاضر ہوئے اور گئے کا کل ماجرا بیان کیا اور عرض کیا کہ صبح کو گئے کا بھی پتہ نہ لگا بادشاہ نے افسوس کیا اور فرمایا کہ یہ سب کیسے عقلمند تھے کہ ایک زمانہ میں مہتر برق فرنگی لشکر امیر کے کئی عیاری کر گئے سرداروں کو پکڑ لیگیا تھا وہ تو خواجہ ایسے عیار تھے کہ مہتر برق کو گرفتار کیا اور اپنا شاگرد کیا یہ لوگ اتنا بھی نہ سمجھے کہ غیر کتے سے رکھنے کی ہمیں کیا ضرورت ہے بادشاہ نے پوچھا کہ کن کن کو ذبح کیا عرض کیا کہ گیتی زلزال گیتی زال گیتی گزال مسروق دیوانہ ساقط شاہ ضمران شاہ عرشی تاجدار قرشی تاجدار شاہ صفا ترک شداد شاہ ہمایون بن شداد دوم شاہ حاکم مراد کوہ اور تلال شاہ زرین کمر پدر فرامرز عاد مغربی یہ بارہ تیرہ سردار وہاں قتل ہوئے بادشاہ نے فرمایا کہ یہ سب ایک مقام پر کسطرح فراہم ہوئے عرض کیا کہ بہرام چرخ زن کے قتل کی مبارکباد دینے گیتی زلزال کے پاس آئے تھے اور کچھ اشتیاق رکھتے تھے دیکھنے کا بھی تھا گیتی زلزال نے ان سب کا استقبال کیا اور خیمہ میں لایا اور یہ کہا کہ آجکی شب یہیں بسر کیجئے ان سب نے منظور کیا انجام اسکا یہ ہوا پیر فخاری نے عرض کیا کہ ان سب کی قضا آئی ہوئی تھی یہ کیونکر بچ سکتے

ع چون قضا آمد طبیب ابلہ شود ٭

اسوقت بادشاہ نے عیاروں کی جانب نگاہ کی اور فرمایا کہ حیف ہے تمہارے زندگی پر کہ تم زندہ ہو اور سرداروں کو یون کوئی عیار آکر قتل کر جائے مہتر سرہنگ کی اور مہتر بیجان بن عمرو نے دست بستہ عرض کی کہ ہم بھی آپکے اقبال سے جاکر خونخوار دجال اور حوت آئینہ پرست کو قتل کیجئے اور بغیر انکے قتل کئے ہوئے پھر حضور کو منہ دکھائینگے بقول شاعر ؎

یا ساتھ تیرے سوینگے یا گور میں جاکر ٭ دفن تو ملیگا جو ترا گھر نہ ملیگا ٭

یہ کہکر دونوں عیار لشکر کفار کی جانب روانہ ہوئے ادھر بادشاہ نے ان سب کو تجہیز و تکفین کرا کے دفن کرایا اور فرمایا کہ تم چلو ہم بھی آتے ہیں اور افسوس کرتے ہوئے بارگاہ میں آئے ادھر مہتر آتشبار بارگاہ خونخوار میں آیا حوت آئینہ پرست بھی وہاں بیٹھا ہوا تھا اسنے حوت کے قدموں کو بوسہ دیا اور اسنے خونخوار سے عرض کیا بارہ سردار مع قاتل بہرام چرخ زن کے قتل کرایا ہوں خونخوار نے بہت بھاری خلعت سے آتشبار کو سرفراز کیا یہ تو خلعت فاخرہ پہنکر بارگاہ سے نکلا اور عرض کیا کہ آج شب کو اور سرداران خداپرست کو قتل کرونگا آپ آج بھی طبل جنگ کا بجوانا موقوف رکھیے اب کچھ حال عیاران لشکر اسلام کا بیان کیا جاتا ہے کہ لشکر خونخوار کے بازار چوک میں یہ دونوں عیار پہونچے وہاں ایک کمسن طوائف کو بیٹھا پایا بیجان بن عمرو نے اس طوائف سے کہا کہ تمہاری خواستگاری میرے آقا نے کی ہے تم چلوگی یا انھیں یہاں لاؤں اسنے کہا کہ مہتر آتشبار مجھے پانچ دن کے لئے پابند کر گئے ہیں اور روپیہ بھی دے گئے ہیں یقین ہے کہ اب آتے ہی ہونگے انھوں نے کہا کہ مجبوری ہے ذرا اپنی ماماں کو تو بلوادے میں اسکی زبانی یہ پیام اپنے آقا کو پہونچاؤں اسنے ماماں کو ساتھ کر دیا دونوں عیاروں نے ایک تنگ گلی میں لیجا کر ماماں اور بی بی کا نام پوچھکے ایک حباب مارا ماماں گر پڑی تب اسکے کپڑے اتار کر اور گلا اسکا دبا کر ایک نالہ میں پھینکدیا سرہنگ کی ماماں کی صورت بنکر اور اسکی پوشاک پہنکر طوائف کی طرف روانہ ہوا اور بیجان سے کہا کہ تم وہاں آنکر مجھ سے ملو یہ نقلی ماماں یہاں سے آگے آگے آئی طوائف نے کہا آؤ ماماں سناؤ کہو وہاں کیا دیکھ آئی اور اسنے کیا کہا ماماں نقلی نے کہا کہ ای بی آپ تو ایسے

ویسے مونڈھے کانون کے ساتھ کردیتی ہین وہ موا ناڑی بے ہوئے گلی مین مجھ سے کھلی
بازی لگا کرنے وہ تو دو تین آدمی آگئے کہ میری حسرت بجھگئی یہ کہکر ایک کونہ مین جا کر لیٹ رہی
پریچہرہ یعنی طوائف اٹھی اور اسکے پاس گئی اور کہا کہ مردار پڑی رہیگی کچھ کام کاج نکریگی
یہ سنکر اُٹھی اور ادھر ادھر دیکھکر پریچہرہ کی طرف اُف جو کیا تو اسکے منہ سے کچھ دھوان
سا نکلا اور پریچہرہ کے دماغ کے پار ہوگیا یہ دھم سے گر پڑی ادھر پیچان بھی یہ تماشا
دیکھ رہے تھے جلدی سے خیمہ مین آئے اور کہا واہ بڈھے تمہارا کیا کہنا ہیچان تم صحبت یافتہ
والد ماجد کے ہو ماما نقلی نے کہا کہ جلدی اسکو صندوق مین بند کرو اور خود اسکی شکل بنجاؤ
پیچان نے پریچہرہ کے کپڑے اتار لیے اور صندوق مین بند کردیا اور خود اُسکے کپڑے اور
زیور پہنکر اور روغن عیاری ملکر اور پریچہرہ کی شکل بنکر مسہری پر لیٹ کر دوپٹہ شب خوابی اوڑھ کر
لیٹ رہی اور ماما سے کہا کہ مہتر آتشبار آئے تو اس سے کہنا کہ ہمارے سر مین درد ہے ہمکو
جگانا نہین اسی اثنا مین مہتر آتشبار بھی خلعت پہنے ہوئے خیمہ مین آیا اور ماما ان سے سلو کو آواز
دی اسنے اسکو سلام کیا اسنے پوچھا کہ بیوی کیسی ہین مزاج تو اچھا ہے ماما نقلی نے کہا کہ فرماتی
تھین کہ ہمارے سر مین درد ہے کوئی مجھے جگائے نہین آتشبار یہ حال سنکر قریب مسہری جا کر
وہ دوپٹہ اسکے چہرہ سے اٹھا دیکھا کہ آنسو ڈبڈبائے ہوئے عجب حسن دے رہے ہین یہ معلوم
ہوتا ہے کہ صدف چشم مین گوہر آبدار غلطان ہین بقول شاعر ؎ ڈبڈبائی آنکھ آنسو تھم رہے
کا نرگس مین جون کہ شبنم رہے ؛ یہ حال دیکھکر آتشبار نے اسے گلے سے لگایا اور بانہو پکڑ کر
مسند پر لایا پریچہرہ نقلی نے کہا کہ جو ہمین چھیڑے آلی کرے اسکے ہاتھ ٹوٹین موا غارت
ہو جائے اور جو ہمارے دل کو جلائے خدا کرے کہ اسکا دل بھی کباب ہو آپ تو شب بھر
رنگین جلسہ مین رہے خوب مزے اڑائے اور ہم شب کو اکیلے تڑپا کیے اور یہ شعر پڑھتے رہے
سیخین کباب جنکے بدلی مین کردین ؛ او بادہ نوش اب بھی آنکھون مین طپیدہ ہون ؛ اور کبھی یہ
کہتے تھے ؎ دلا تو منتظر جسکا ہے وہ از حد فریبی ہے ؛ اب ادھی دوپہر سے رات آئی کون تاکے
مینے تو یون تڑپ تڑپ کر رات بسر کی اب ہمارا دل دکھانے کو آئے ہین آتشبار نے کہا
اے جان جہان وائے آرام دل مشتاقان قسم ہے تیرے ہی جان کی جو مین ذرا بھی جھوٹ کہتا ہون
سحر کی عیاری کرکے گیی زلزال کے خیمہ مین رہا اور بارہ خدا پرستون کو قتل کرکے آیا اور یہ
خلعت پایا تم اور کوئی گمان نکرو یہ سنکر وہ ہنسی اور خوش ہوئی اور جلدی سے پاندان
کھینچکر اپنے بہت سخت گلوری بنا کر اور اپنا ڈھولنا کھول کے سنگ نکالا اس پان مین ڈالکر
اپنے ہاتھ سے گلوری اسکے منہ مین دی آتشبار اس پان کو کھا کر از حد خوش ہوا فرط مسرت سے
پھولا نہ سماتا تھا کہ آج اس نازنین نے اپنے دست نازک سے گلوری کھلائی مہتر آتشبار نے
اشارہ کیا ماما سے کہ اوگالدان اٹھا دے پریچہرہ نقلی نے کہا کہ کیا گلوری کچھ بدمزہ تھی تم بھی
کیسے بدتمیز ہو پان کی پیک نگلو اسکا مزہ تو دیکھو آتشبار نے ایسا ہی کیا بعد ایک ساعت
کے آتشبار نے کہا اخوہ کیا گرمی اسنے کی ہے یہ کہتا تھا کہ پریچہرہ نقلی نے اسکا ہاتھ پکڑ کے
کہا کہ آؤ مسہری تک چلو یہ گرمی دفع ہو جائیگی یہ کہکر اسے لیکر چلی وہ تیسرے قدم پر لڑکھڑایا
اسنے ہاتھ چھوڑ دیا یہ چرخ کھا کر زمین پر گر پڑا مہتر سرہنگ نکل آئے اور چادر عیاری

کمر سے کھولکر اسکا پشتارہ باندھا اور مہتر بیچان بن عمرو سے کہا کہ یہ جو کچھ مال و اسباب ہے یہ لیچلو بیچان نے کہا کس غرض کے لیے ہوس کیجائے بہ طمع مال و زر کی والد ماجد ہی جانیں بلکہ یہ آپ ہی لیجائیے سرہنگ لگی نے کہا کہ مین کیا کرونگا غرضکہ سرہنگ تو پشتارہ لیکر خدمت مین بادشاہ اسلام کے چلا اور بیچان سے کہا کہ تم بھی آؤ بیچان نے کہا کہ بغیر خونخوار کے مارے مین نہین آونگا سرہنگ تو لشکر اسلام کی طرف چلا اور بیچان بن عمرو مہتر آتشبار کی شکل بنکر طیار ہوا اور وہی خلعت پہنکر بارگاہ خونخوار مین پہونچا اسکو یہان چھوڑا جاتا ہے اور دو کلمہ سرہنگ لگی کے بیان کیے جاتے ہین کہ پشتارہ لیے ہوئے بادشاہ اسلام کی خدمت مین پہونچے اور پشتارہ آتشبار کا سامنے ڈالدیا بادشاہ اسلام نے پوچھا یہ کون ہے عرض کیا آتشبار ملعون ہے جسنے بارہ سرداران اسلام کو شہید خنجر بیداد کیا ہے بادشاہ نے فرمایا کہ ستون بارگاہ سے باندھکر اسے ہوشیار کرو چنانچہ حسب الارشاد بادشاہ تعمیل حکم کی گئی اور فتیلہ رفع بیہوشی دیکر اسکو ہوشیار کیا آنکھ جو اسکی کھلی تو اسنے اپنے تئین ستون بارگاہ سے بندھا ہوا پایا سمجھا کہ یہ بیچہرہ نہ تھی وہ کوئی عیار تھا جسنے مجھے غافل کرکے باندھ لایا بادشاہ اسلام نے پوچھا کہ کیون حرامزادے تجھے رحم نہ آیا کہ تو نے سوتے ہوؤن کے سر کاٹ کر انکو خواب مرگ سے ہمآغوش کیا عرض کیا کہ حضور جو لوگ عیار ہین جسکے تابعدار ہین اسکے حکم کی پابندی کرتے ہین جو وہ کہتا ہے اسکی تعمیل ارشاد بجالاتے ہین جو لوگ اصیل النوار کا خواص رکھتے ہین بہر فرخاری و ملک قمرش و القاش خون آشام اور دیگر سردارون نے اسکی مکاری کی تعریف کی بادشاہ نے کہا کہ مذہب کے بارہ مین تو کیا کہتا ہے اسنے عرض کیا کہ مین عیاری مین قدیم ہوا ہون مجھے مذہب حضور کا قبول کرنے مین کوئی عذر و انکار نہین ہے مین بلا تامل مذہب اسلام اختیار کرتا ہون بادشاہ اسلام نے بہر فرخاری و ملک قمرش کی طرف دیکھا انھون نے عرض کیا کیا بھروسا اس مکار کے کہنے کا مگر یقین نہین ہے بادشاہ نے فرمایا کہ قاعدہ شرع ظاہری پر ہے اسمین کوئی عذر نہین ہو سکتا دل کا حال عالم الغیب جانتا ہے بادشاہ نے حکم دیا کہ اسے کھولدو اور کلمہ تلقین فرمایا یہ بکر کلمہ پڑھکر ظاہر کیطرح مسلمان ہوا اپنے لباس کفر کو بظاہر ترک کرکے شیوۂ خداپرستی کا اظہار کیا اور پوشاک حق شناسی پہنی سرہنگ لگی سے کہا کہ میرے بیٹھنے کے لیے کوئی جگہ تجویز فرمایئے یہ کہکر دل مین خیال کیا کہ یہ دو عیار گئے تھے ایک تو مجکو یہان باندھ لایا دوسرا جو یہان موجود نہین ہے البتہ ہو کہ وہ خونخوار پر کوئی عیاری کرے تو بڑی خرابی ہو وہ عیار یہان دکھائی نہین دیتا یقینی وہ اسی فکر مین گیا ہوگا میرا قیاس غلط نہین ہو سکتا یہ تصور کرکے اسنے سرہنگ لگی سے کہا کہ مہتر جی میرے مسلمان ہونے کا حال جوت کو اور خونخوار کو معلوم نہین ہے اگر آپ میرے ہمراہ چلیے تو ان دونون ملعونون کو باندھ کے اسی مقام پر قتل کر دیجیے کہ بکھیڑا پاک ہوا اگر یہان بادشاہ کے حضور مین آئیگا اور وہ مکار کچھ عذر کریگا تو بادشاہ اسکو چھوڑ دینگے کیونکہ بادشاہ سلامت بہت رحمدل ہین یہ سنکر سرہنگ لگی بہت خوش ہوئے اور اسکے ہمراہ چلے اس مکار نے راہ مین ایک مقام ویرانہ پاکر سرہنگ کے خنجر مارا کہ اسکا شکم چاک ہو کر انتڑیان باہر نکل آئین اسنے سرہنگ کو پچھاڑ کر اور ایک درخت پر انکی لاش

آپ اپنی اصلی صورت پر لشکر خونخوار مین پہونچا یہان کا حال عرض کیا جاتا ہو کہ بیجان بن عمرو جو آتشبار کی شکل بنا ہوا خونخوار کو جام شراب پلانا چاہتا ہی بیٹھا تھا عین وقت پر آتشبار بھی وہان آن پہونچا اور دیکھا کہ عیار میری صورت بنا ہوا شراب بیہوشی آمیز پلایا ہی چاہتا ہی بس پیچھے پشت پر سے آکر حلقہ اسے کمند اسکی گردن مین پہنا دیے یہ تو غافل تھا ہی حلقون مین پھنس گیا آتشبار نے خونخوار سے اپنا عیارون کے ہاتھ سے گرفتار ہونا اور بادشاہ اسلام کے سامنے پہونچکر مسلمان ہونا اور فقرہ سے سرہنگ لمی کو اپنے ساتھ لاکر قتل کرنا صحرا مین اور خود یہان پہونچنا یہ سب حالات بیان کیے خونخوار یہ ماجرا سنکے بہت خوش ہوا اہل کمبخت آتشبار نے بیجان کو خونخوار کے سامنے قتل کرکے بیجان کیا اور خود آتشبار بیجان بن عمرو کی صورت بنکر لشکر اسلام مین حضور شاہ جمجاہ پہونچا اور دونون لاشین سامنے رکھدین اور عرض کیا کہ حضور آپ نے اسکو چھوڑکر سرہنگ لمی کی جان ضائع کرائی مین نے بڑی مشکل سے اس حرامزادے کو گرفتار کرکے قتل کیا اور سر اسکا حاضر لایا بادشاہ اپنے عیارون کے لیے بہت روے اور نہایت رنج و تاسف کیا اور فرمایا کہ اب سوا مہتر بیجان بن عمرو کے کوئی عیار کامل نہین رہا ان لوگون نے اپنی زندگی مین بڑے بڑے کام کیے تھے غرضکہ دونون لاشون کو دفن کرادیا بعد دفن ہوجانے لاشون کے بیجان نقلی سرہنگ لمی کے لیے روتا ہوا اپنے مقام پر آیا ادھر قارن نیزہ سرا نے بیجان بن عمرو کو اپنے خیمہ مین بلایا اس خیال سے کہ آج کی شب کو یہ میری حفاظت بھی کریگا اور اپنا دل بھی بہلاونگا دو پہر رات تک باہم باتین ہوتی رہین اسکے بعد خود مسہری پر گیا اور بیجان نقلی سے کہا کہ مین تو اب سوتا ہون تم شراب کا شغل کرتے اپنی حفاظت کرنا اس حرامزادے نے تھوڑی دیر کے بعد آپ سادی شراب زہرمار کی اور خدمتگارون کو بیہوشی آمیز شراب پلائی وہ پیتے کے ساتھ ہی جہان جیسے تھے بیہوش ہوکر جہان کے تہان رہگئے بیجان نقلی نے سب شمعین گل کردین صرف ایک شمع رہنے دی اور قارن کو بھی سفوف بیہوشی سے بیہوش کیا اور خنجر نکالکر اسکا گلا کاٹ دیا اور خدمتگارون کو بھی قتل کرکے راہی ملک عدم کیا اور خود بچالاکی تمام پشت خیمہ چاک کرکے نکلگیا ایک لمحہ توقف نکیا یہان سے نکلکر قریب خیمہ شرارہ کے گرد پہونچا اور بیروانہ بیہوشی آمیز تخمون پر آزادیے آگ کی چراہند جو پھیلی سب خدمتگارون وغیرہ کے دماغون مین سرایت کرگئی سب کے سب بیہوش ہوگئے بس یہ جلدی سے خیمہ مین داخل ہوا اور خنجر نکالکر سبکو ذبح کرڈالا اب یہان سے جو نکلا تو قریب خیمہ ملک قہرش کے پہونچا اور دل مین خیال کرنے لگا کہ اگر اس سردار کو مار لیا تو گویا چراغ لشکر اسلام گل کردیا یہ خیال کرکے اسنے نقب لگانا شروع کی اور قریب مسہری ملک قہرش کے دہنہ نقب کا توڑا اور سر اپنا نکالکر دیکھا کہ سب آدمی خادم و خدمتگار وغیرہ سوگئے ہین اور ملک قہرش کی بھی نفیر خواب بلند ہی خراٹے لے رہے ہین اسنے لخلخہ عیاری نکالکر ساڑھے تین مثقال سفوف بیہوشی کا سپر رکھکر نتھنون کے قریب لیگیا چاہتا تھا کہ پھونکے کہ ادھر خواب مین ملک قہرش سے ایک بزرگ نے کہا کہ جلدی ہوشیار ہو کہ آتشبار عیار بیجان بن عمرو کی صورت بنکر تیرے مارڈالنے کی فکر مین تیرے خیمہ مین آیا ہوا ہی یہ واقعہ عالم رویا مین دیکھکر قہرش کی آنکھ کھل گئی

تو دیکھتا کیا ہے کہ مہتر پیچان کچھ عیاری ہاتھ مین لیے ہوئے مسہری کے قریب بیٹھا ہے اور نتھنون کے پاس لیجا کے سفوف بیہوشی پھونکا ہی چاہتا ہے بس ملک قریش نے قصد کیا کہ پکڑ لون لیکن پیچھے اُسکی کلائی پر ہاتھ ڈالا وہ جھٹکا دیکر نکل گیا اور بیلہ عیاری قریش کے ہاتھ مین رہگیا اور وہ بھاگا قریش بھی اُسکے پیچھے پیچھے جب اُسنے راہ نہ پائی تو نقب کی راہ سے سر ڈالکر بھاگنے کا ارادہ کیا قریش نے دوڑ کر دونون پانون اُسکے پکڑ لیے اور کھینچ لیا اُسنے کہا کہ چپ ہین مین ہون پیچان بن عمر بادشاہ سلامت نے کہا تھا کہ قریش کو پکڑ لاؤ الیاذ ہو قلو ذو الامان کا یہ حاکم بن جائے اسواسطے مین یہان آیا تھا اور بیہوش کرتا تھا قریش نے کہا کہ او حرامزادے مجھے خواب مین ابھی بشارت ہوئی ہے کہ پیچان عیار اور سرہنگ ملکی کو قتل کر کے اور پیچان کی صورت پر شکل ہو کر میرے قتل کے ارادہ سے آیا ہے تو مہتر اُلنشار ہے اب مین تجھے کب چھوڑتا ہون بس اسے باندھ لیا وقت صبح کا قریب تھا اُسکو محفوظ مقام پر بند رکھا اور صبح کو بادشاہ کی خدمت مین پیش کیا اور کل حال بیان کیا بادشاہ نے فرمایا تو نے بدعہدی کی اور میرے عیارون کو قتل کیا بادشاہ جمجاہ یہ کہہ ہی رہے تھے کہ مہرکارون نے آکر خبر دی کہ قارن نیزہ سر اسپ اور قترہ کج گردن اپنے اپنے خیمون مین مع خدمتگارون کے قتل کیے ہوئے پڑے ہین بادشاہ نے یہ کیفیت سنکے فرمایا کہ یہ کام بھی اسی ولدالزنا کا ہے ملک قریش نے اُٹھکر دونون ٹانگین اس حرامزادے کی پکڑ کر چیر ڈالا اور لاشہ اسکا بارگاہ کے باہر پھنکوا دیا یہ خبر خونخوار بن دجال کو پہونچی اسنے افسوس کیا اور حکم دیا اس ملعون نے کہ بجے طبل جنگ یہ خبر بادشاہ اسلام کو بھی پہونچی آپنے بھی طبل رزم بجنے کا حکم دیا کہ ہمارے لشکر مین بھی تا بید ربانی طبل جنگ نوازش مین آئے چنانچہ جسقدر دن باقی تھا اتنا دن اور تمام رات دونون لشکرون مین طیاری و درستی آلات حرب و ضرب ہوا کی ہر سمت ہنگامہ قیامت زا برپا تھا نقیب ہر سمت پکار رہے تھے بہادرین کو کلمات شجاعت پہلوانان گذشتہ سنا کر رغبت جدال و قتال دلاتے تھے اہل اسلام غسل فرما کر پوشاک کفن سمجھکر حنوط کرتے تھے مشت خاک گریبان مین رکھتے تھے کہ اے خاک تو لحد تیرہ جیو اشش جل تو نے نہ کھایئن بعد مرگ تو آسمان سے دو گز زمین چھینکر اپنے قبضہ مین لائین

ایسی خلعت کی کیا امید رکھین آسمان سے ہم ۞ دو گز کفن ملیگا کسی دن بخیل سے ۞

الحاصل دن بھر ہی ہنگامہ شر و فساد گرم رہا تلوارون کے قبضے کھڑکتے رہے سپرون کے پھول اور کٹورے بجتے رہے آخر نسیم سحری کی سن سن شل تیر کے چلی اور گل خورشید خارہای شعاع مین اسطرح شگفتہ ہوا گلشن حیرت مین ظاہر ہوا کہ جیسے اسد میان جرأت نیزون مین گھرتا ہے نظم

سحر گہ تیغ خورشید چو بر کوہ سبز ؞ پشتی خویش کفن افگندہ بر دوش ؞ کفن بر دوش در کف تیغ و خنجر ؞ دران آمد بجنگ نجم اختر ؞ زرہ و خود تیغ و خنجر عاف ؞ جاگشتہ بر ند آہنین بافت ؞

بادشاہ جمجاہ نے بعد ادائے فریضہ نماز سحر دست دعا بدرگاہ قاضی الحاجات بلند کیا کہ اے خالق لیل و نہار تجھے اس لشکر روسیاہ کفار پر فتحیاب فرما کر سرخرو کرنا ادھر بادشاہ تفرع و زاری بدرگاہ باری کر رہے تھے اُدھر صف دلاوران جرار و سرداران نامدار لشکر کو لیکر دشت نبرد مین جا رہے تھے جلو سے خول اور گروہ کے گروہ مصاحبون اور رفیقون کے در دولت آستان ظل اللہ شہنشاہ

گیتی ستان پر حاضر ہوتے تھے کر دیا یہ سلطان عالم پناہ برآمد ہوئے بادشاہ کا جمال نظر آ شخص مجرے کو جھک گیا مرد ہے نے نگاہ روبرو دیکھکر تسلیم و آداب کرنا ہر ایک کا بجا یا تخت خاقانی کو بوسہ دیکر سب نے بیچ مین کر لیا اور سواری حضور عالم کی وعدہ گاہ مصاف کی طرف چلی سرداران نامدار و افسران آزمودہ کار کل لشکر کے آگے ہوکر روانہ ہوئے اسوقت اس لشکر نصرت اثر پر عسکر بنجوم فلک شار تھا کہ ابیات ز دوان اسپ بازین مکلل ٭ بر فتار از صبا صدرہ معجل ٭ ہزاران فیل زرچون کوہ الوند ٭ تو گوئی آسمان مانند بودند ٭ شمار فوج شہ افزون ز تعداد ٭ ہمہ سرکش قوی دل ہمچو فولاد ٭ نکو آراستہ از اندازہ بیرون ٭ چمن را شد ز رنگش دل پر از خون ٭ قصہ مختصر ترے جاہ و تجمل سے برآمد دشت مصاف ہوئے کہ آنے سے اس فوج دریا تمثال ظفر موج کے فلک شیشہ ساعت بنگیا اسقدر غبار بلند ہوا پلٹنون اور رسالون مین طرم بجے زنگے چھنکے بل من مبارز کی صدا بلند ہوئی کہ بہرام چرخ فلک پر گھبرایا قوس فلک ہاتھ سے چھٹی تیر سپہر کو قلم بنا کر سپہگری مجوزی منشیون مین نام لکھایا غرضکہ پرے صفون سلے جمے دلاور آگے بڑھکر ٹھہرے تھے کہ سامنے سے لشکر کفار نظر آیا شمشیرزن کاندھون پر رکھے دریاے آہن مین غوطہ مارے خود کھوڑے مرکب کو گھیرے ہوئے صحراے قتال مین وارد ہوئے اور صف آرا ہوکر لشکر کو ترتیب دیا اونچی نیچی زمین بیلدارون نے برابر کی اور سقون نے آبپاشی کر کے گرد و غبار ٹھہایا میمنہ و میسرہ وغیرہ آراستہ ہوا نقیبون نے نکلکر صدا دی کہ دنیاے فانی مین نوجوانو زندگی کا عرصہ تنگ ہے یہ میدان مصاف جاے نام و ننگ ہے زینت دہ بزم شجاعت ہو شمع ناموری روشن کرو جوشش جرأت و جنگ رستمی دکھادو بمضمون اے نظم جب کام لو نیزہ و تیر سے ٭ تلوار چلے عدو سے بھڑ کے ٭ وہ تم سے عیان ہو شان جرأت ٭ دنیا مین ہے نشان جرأت ٭ آب شمشیر خوب برسے ٭ پانی کو دہان زخم ترسے ٭ ہو گلشن نام و ننگ شاداب ٭ تحسین کرے تمہ روح سہراب ٭ نقیبون کی صدا سے بہادر بشاش ہوئے نامرد بے حواس ہوئے جب نقیب نقابت کر کے ہٹے تو لشکر کفار سے ارجال دیو سنگ چوب تیرہ سو من کی باندھے ہوئے میدان مین آیا اور تلخ شوری کر کے سراپا میدان کا دکھایا اور ہیبت و سطوت رجز پڑھنے لگا نظم مین ہی رستم وقت ہون یگان ٭ نہین اور مجھ سا کوئی پہلوان ٭ جوان مردیون پر اگر آؤن مین ٭ نیا رنگ دنیا مین دکھلاؤن مین ٭ نہ مجھ سے سبطرح سے ہے زیبا غرور ٭ مری تیغ اٹھائے رخ مہ سے نور ٭ ہر کوئی اہو فرقہ اسلامیان تم مین ایسا کہ مجھ سے آ کرے نبرد ہواس نہیب کو سنکر مظفر شاہ فاریابی نے اپنے گھوڑے کو مہمیز کیا اور میدان مین جانے لگا لوگون نے دیکھکر کہا کہ اے مظفر شاہ تمہارا یہ سن ایسے پہلوان دیو سیرت سے لڑنے کا نہین ہے انہون نے جواب دیا کہ جب نوجوان سردار و بہادر ہمارے نہ رہے تو مین دنیا مین رہکر کیا کرونگا کہکر سامنے اس مردود کے ہو نکلے ارجال نے کہا کہ کیون تو اپنی جان سے بیزار ہے مظفر شاہ نے کہا تو یہی خیال کر کہ ہم خوب جانتے ہین کہ تیری چوب سے پناہ ملنی ممکن نہین ہم بھی بہادر اور جیدار ایسے ہین کہ تیرے مقابلہ مین آئے ہین تو اپنا حربہ کر اب جو اسنے چوب ماری انہون نے خالی بھی دی اور سپر کو اٹھائے ٹکڑے رگگئے یہ چوب جب پڑی تو استخوان تک انکے ریزہ ریزہ ہو گئے پتہ بھی نہ لگا ارجال نے یہ دیکھکر کہا کہ اگر ایسے گھنے ہو کے پہلوان ہین

تو مجھے میری کا ہیکو ہوگی یہ کلام سنکر القاشش خون آشام کی آنکھون مین خون اُتر آیا اور مرکب کو چھیڑ کر میدان مین پہونچا بعد گفتگوے بسیار ارجال نے اُسی چوب کو اُٹھا کر مارا اُسنے گرز کو اُٹھا کر اُسپر چوب کو روکا ایک تڑاقا ہوا اور چوب گرز کمر سے تھرّاتی ہوئی اسطرح سے اُتری جیسے کہ کوئی گنہگار حاکم کے سامنے جاتا ہوا تھرّاتا ہے وہ چوب اندر گردن مرکب پر پڑی مرکب کا سر شق ہوگیا مرکب نے چرخ کھایا اُس حرامزادے نے گھوم کر دوسری چوب ماری کہ القاشش کے سر کے ہزار ٹکڑے ہو گئے لاشہ زمین پر پھڑکنے لگا القاشش کے ملازمون نے لاشہ کو اُٹھایا اور ملک قہرش نے بادشاہ اسلام کی خدمت مین حاضر ہوکر کہا کہ خدا حافظ ہے اور یہ کہکر مرکب کو مہمیز کرکے میدان مین آئے لشکر کفار کے لوگ ہنستے تھے اور خوش ہوتے تھے کہ خدا پرستون کا بڑا سردار مارا گیا کہ قہرش نے آواز دی کہ لا ضرب بہادری کی ست چار انچہ داری زہرہ ی نشان ۸ کمان کیانی وگرز گران ؛ یہ سنکر ارجال نے اپنے گینڈے کو چھیڑ کر دودستی چوب قہرش پر ماری اُنھون نے اپنے گرز پر اُسکو روکا اور چوب کو اپنے سر سے الگ پھینکا اور ہیبت کرکے گرز مارا اُسنے دونون ہاتھون سے چوب کو پکڑ کے سر کی پناہ کیا اب جو قہرش کا گرز (بادیہ ثانی لندھور ہے اور سترہ سومن کا گرز بادشاہ ہے) اور اُسی چوب پر پڑا تو چوب کو توڑ کر سر پر آیا اور مع گینڈے کے ایک تھل تھلا گوشت کا بنگیا ارجال دیو ساک واصل جہنم ہوا خونخوار نے جب یہ حال دیکھا فوراً حکم دیا کہ یہ خدا پرست جانے نہ پائے سب گھیر کر اسے مارو خبردار یہ میدان سے زندہ نہ جاسکے غضب کیا اسنے کہ ارجال ایسے پہلوان زبردست کو اسنے ہلاک کیا بس یہ حکم سنکر اُسکے سردارون نے کڑکا کڑکا کر بودھا باگ کا لیا اور گھوڑون کو بکاوا دیکر چارون طرف قہرش کو گھیر لیا اودھر بادشاہ اسلام نے فوج کو اشارہ کیا اور خود بھی بادشاہ فلک بارگاہ نے مرکب طلب کیا اور سوار ہو گھوڑا ڈالدیا اب تو یہ کیفیت ہوئی کہ سیلے چلے غول کے غول ارواح کے غنٹ ؛ لگئے سومن دگر باہم لپٹ ؛ پیادون کے اک سمت تھے ہوئے ؛ سوار اُنسے سکتے ؛ کٹے ہوئے ؛ سر کے بال اُنکے علمون سے کھول ؛ لگے پٹنے سر دمامے و ڈھول ؛ عجب طرح سے تلوار زور شور سے چل رہی تھی کہ مریخ فلک بھی بالاے آسمان لرزان تھا آفتاب کا رنگ زرد ہو گیا تھا اس صدمے سے کہ ایسے جوان منتخب روزگار آج زیر زمین پنہان ہو جاوینگے جنکا ثانی دنیا مین نہ تھا مر ایک یادگار رستم وسہراب تھا بجلے نہیب شمشیر سے زہرہ گاو زمین آب آب تھا غرضکہ لشکر اسلام فوج خونخوار جادو طبل و بوق دنای تُرکی کو دم بلا دو بحر ذخار لشکر باہم ملگئے اور تلوارون کی امواج اُٹھنے لگی کشتی حیات طوفانی ہوئی کہ نظم پڑھی ہرسمت سے جب فوج اسلام ؛ زرہ پوشون کے اُسنے سب تمام ؛ نقیبون نے دلیرون کو کیا گرم ؛ ہوئے دل سنگ اور جاتی رہی شرم ؛ صدا ایسے کرتا جوہر کمین تھی ؛ غبار آسا پراگندہ زمین تھی ؛ سرون پر نعل توسن بولتا تھا ؛ نقیبون کی جگہ رن بولتا تھا ؛ ہوا دریاے خون ہر جوہر تیغ ؛ جو قطرہ تھا نظر آتا تھا وہ میغ ؛ جو کوچے تھے وہ لاشون سے پٹے تھے ؛ قدم آگے جو تھے تھے گئے تھے ؛ جوانون نے یہ خالی کیے تھے ؛ کسی لشکر نے خالی کیسے تھے ؛ بہادران اسلام نے کشتون کے پشتے لاشون کے انبار لگادیے

بادشاہ اسلام کے فوج خونخوار پر گرے تھے تلوار کی ہوا سن سن چل رہی تھی غبار کیطرح جانین ہر ایک کی پرواز تھین رو جین رہرو جادہ عدم ناشاد و نامراد تھین دو عساکر جنگجو کینہ ور تھے علم تیغ زبازو سپر تھے کرسے گئے کشتون کے پشتے حسب دستور پڑے خالی ہوئے میدان معمور تھے ہزارون کی زندگی اسطرح سے راہ پیودہ کافر لڑ رہے تھے قصہ کوتاہ پہر تا دو پہر یہ ہنگامہ کارزار گرم رہا آخر کو خونخوار خود تلوار پکڑ کے عرصہ کارزار مین آیا اور خدا پرستون کو قتل کرنے لگا اس اثنا مین طہماس ترک خجندی کا سامنا جرمان آدمخوار سے ہوگیا طہماس نے تلوار ماری اسنے اٹھا کے سپر کو خیرہ کی پناہ کی سپر کو کاٹ کر تلوار طہماس کی خود تک آگئی اور آگے نہ بڑھی طہماس نے کہا انا للہ وانا الیہ راجعون معلوم ہوتا ہے اب قضا آگئی کہ میری تلوار آگے نہ بڑھی اور خود پر جاکر رک گئی اب جو تلوار جرمان آدمخوار نے ماری تو طہماس کے سر پر چلی سپر کو لیکر صندوق سینہ مین در آئی طہماس گر کے اور داعی اجل کو لبیک کہکر عازم گلگشت جنان ہوئے آدمخوارون نے لاش کو کھانا شروع کیا یہ معرکہ دیکھکر بہرام صحرانشین آپڑا اور جرمان پر تلوار ماری اسنے خالی دیکر ہاتھ جو مارا تو کاسہ سر مین در آئی اور آدمخوارون نے بہرام کو گھیر لیا بہرام نے آواز دی کہ اے پیر فخار زنگی طہماس کو لو آدمخوار کھا گئے اب میری لاش کو بچانا پیر فخار زنگی نے کہا کہ اے برادر اپنی ہی گور کا پتہ نہ ہوگا یہ کہکر اسس جری نے گھوڑا اڑا دیا اور آدمخوارون کو قتل کرنا شروع کیا ادھر بادشاہ اسلام نے جو مرکب کو ڈالا ہزارہا کفار کو قتل کرکے علمدار لشکر حوت کو جاکر قتل کیا اور آواز دی کہ او حرامزادے آتش پرست تجھے اپنی قضا پر حیرت ہوجائیگی مثل تصویر کے تو میری نگاہ مین آتا ہی اسس حیرت زدہ نے چاہا کہ جوہر سپاہگری دکھلاون بادشاہ نے کہا کہ ساری تیری قلعی کھلی جاتی ہے او حرامزادے یہ دنیا سب دھوکے کی ٹٹی ہے بس یہ کہکر بادشاہ بڑھے تھے کہ حوت نے تخت پر سے بڑھکر تلوار ماری آپ نے مرکب چمکا کر انداز صاحبقرانی کو دکھا دیا اور اسکے ہاتھی کی مستک پر دونون قدم آپ نے مرکب کے جما دیے اور اسکے ہاتھ سے تلوار چھین لی اور کمر زنجیر کا بند پکڑ کر ہاتھی سے اٹھا لیا اور مرکب کو ٹھہرا کر زمین پر قائم کرتے اور چرخ دیکر اچھالا یہ ہاے ہاے کرتا تھا اور کہتا تھا کہ لوگو بچاؤ بادشاہ کے نیچے اچھالا اب جو نیچے کی طرف آتا تھا کہ بادشاہ نے اسکو آتے آتے دو رنگ ہوائی کر دیا حسب اتفاق خونخوار بن دجال حوت کی آواز پر قریب آگیا تھا اور بادشاہ لشکر حوت سے لڑ رہے تھے کہ خونخوار نے پیلا پر سے آکر بادشاہ پر تلوار ماری تلوار کھا کر آپ گرے ادھر ملازم بادشاہ کے انکو لیکر چلے ادھر حال پیر فخاری کا بیان ہوتا ہے کہ نہایت جرات کے ساتھ آکر جرمان آدمخوار کو ٹوکا اسنے تلوار ماری انھون نے خالی دیکر جو ہاتھ مارا تو جرمان آدمخوار کے سر پر تلوار چلی اور کاٹ کر سینہ صندوق مین در آئی ملک تمرتش نے آواز دی کہ بادشاہ نے تو حوت کو مارا اور خود بھی جام شہادت نوش فرمایا اسس خاسر خونخوار بن دجال کو لینا کہ اب لشکر کفار مین یہی ایک حرامزادہ

باقی ہی سنکر انقال گراز دندان نے پہلو سے نکل کر تلوار جو ماری تو میر فرخاری کا سر بھی اڑ گیا قہرشش نے یہ واقعہ دیکھکر اپنے مرکب کو اڑایا اور قریب انقال آکر جو ایک گرز مارا تو یہ بھی مثل کوفتہ رزم کے ہوگیا اسی اثنا مین خونخوار دغا باز نے پشت قہرشش پر آکر ایک گرز کی ضرب لگائی کہ اسکے مرغ روح نے بھی قفس عنصری سے پرواز کیا راوی کہتا ہے کہ جسقدر سرداران نامدار برائے مدد بادشاہ اسلام آئے تھے وہ میدان مصاف مین بڑے جوش و خروش کے ساتھ لشکر کفار سے لڑے اور ہزارہا کفار قتل کرکے جوانمردی و جرائت سے عرصۂ کارزار مین سرخرو ہوکر شہید ہو گئے یعنے پرسیا سے زنگی فریدون زنجیردری سلطان سخت سونی قارن نہمت مغربی ریحان شاہ مغربی عامر شاہ بردباری وغیرہ یہ سب کار نمایان کرکے اور جوہر اپنی شجاعت و جوانمردی کا دکھلا کر شہید ہو گئے ہزار ہا کافر خاسر واکثر سرداران نامور انکی تیغ جانستان سے ہلاک ہوکر داخل جہنم ہوئے بڑے بڑے معرکون مین ان بہادرون نے داد مردی و مردانگی دی ہے کہ نام انکے صفحۂ دہر مین یادگار رہینگے افسوس ہے کہ اس معرکے مین سب شہید ہوکر حق نمک صاحبقران سے ادا ہو گئے جان شیرین اپنی بادشاہ اسلام پر نثار کردی الحاصل جہان تک کہ لاشین خدا پرستون کی اہل اسلام کو ملتی تھین وہان تک آدمخوارون سے اور کھلنے سے بچاتے تھے کہ اتنے مین خونخوار سے آنکر ہرکارے نے عرض کیا اور کافر نے کافر کو اسطرح بد دعا دی کہ اے معرت سبز تا خزان بجرید شکست طبل تا سگان بدر رند ✦ گرند نقش ہزار رنگارنگ ✦ بر سر تو مہ کلان بر نند ✦ شہنشاہ کی عمر کوتاہ ہو ہلوگ خبر لائے ہین کہ منحوس تیرانداز اور بخیل تیرانداز اور قبر بوس خشت انداز مع چالیس چالیس ہزار تیرانداز و خشت انداز کے قریب لشکر اسلام آپہنچے ہین لیکن آپکی فوج لشکر اسلام مین ملی ہوئی ہے اسلیئے وہ حملہ نہین کرتے آپ اپنے لشکر کو لشکر اسلام سے علحدہ کرلین تاکہ وہ حملہ کرین خونخوار نے یہ سنکر طبل بازگشت بجوا دیا لوگون نے یہ حال دیکھکر کہا کہ او نامرد بے سردار لشکر سے یون بھاگتے ہین کیونکہ بسبب ہونے بادشاہ لشکر کے فوج بیسر ہوا ہے کی ہے اسپر تجکو یہ خوف غالب ہوا کہ طبل باز بجوا دیا ارے بزدل کچھ تو قیام کیا ہوتا اور دیکھتا کہ یہ فوج بلا سردار کے کیونکر مقابلہ کرتی ہے مگر تجھے اتنی ہمت و جرائت کہان تو نے یہی وقت غنیمت جانا اور طبل بازگشت پر چوب دلوادی خونخوار نے ان باتون کا کچھ جواب نہ دیا خاموش ہو رہا اور جلدی جلدی اپنی فوج کو پڑاؤ کیطرف لیگیا سب لشکر نے کمر کھول ڈالی اپنی اپنی قیام گاہون پر بستر جما کر قیام پذیر ہوئے اسنے لاشین اپنے لشکر کے مقتولون کی اٹھوانا شروع کین ادھر لشکر اسلام نے بھی اپنے میہمان کی لاشین اٹھوائین مضطرب الحال عالم سراسیمگی و پریشانی مین گھبرائے ہوئے قلعہ ذوالامان کی جانب چلے تھے کہ سامنے سے دیکھا کہ گرد اڑی اور چالیس ہزار فوج آنکر سامنے سے نمایان ہوئی ان سب نے ایکبارگی یلغار کرکے دل تیر و خشت کا کیا جتنی فوج اسلام کی باقی تھی وہ سب کی سب قتل ہوگئی کوئی شخص نہین بچا کہ سب کام آئی اور طعمۂ تیغ بیدریغ ہو گئی یہ تینون سردار یعنے منحوس تیرانداز و بخیل تیرانداز و قبر بوس

خشت

خشت انداز بعد اس معرکے اور خدا پرستون کے قتل سے خونخوار بن دجال کے پاس پہونچے اُسنے استقبال کرا کے اُنکو خیمہ معقول مین ٹہرایا کہ ایک شخص آیا اور اُسنے اُنکے بیان کیا کہ مین قلعۂ مرصع حصار سے تماشا دیکھتا ہوا چلا آتا ہون کہ خاندان صاحبقران سے کوئی شخص اسد غازی نامی ہے اُسنے جسقدر قلعہ جات کہ آپنے فتح کیے تھے اور اپنی طرف سے قلعہ دار اپنے وہان متعین کر دیے تھے ان سب کو اُسنے باری باری سے قتل کیا اور سبکو قلع قمع کرکے خدا پرستون کو اُن مقامات پر آباد کیا اور یہ سب انتظامات کرتا ہوا اسطرف کو روانہ ہوا ہے اور اسکا یہ قول ہے کہ بغیر قتل کیے ہوئے خونخوار بن دجال کے مجکو آرام نہین آئیگا کیونکہ اُسنے سنا ہے کہ خونخوار نے بڑے بڑے ظلم و ستم اہل اسلام پر کیے ہین اور تمام ملکون کو برباد کرکے اپنا عمل دخل کیا ہے اور بے انتہا خدا پرستون کو اُسنے قتل و قمع کرکے خاک مین ملا دیا ہے اس امر کے معلوم ہونے سے اُسکی آتش غیظ و غضب اور مشتعل ہوگئی ہے اور کہتا ہے کہ جب تک اسکے انتقام مین خونخوار کو قتل نکرونگا جب تک مجکو چین نہ آئیگا خونخوار نے جب یہ سُنا تو اُسکے حواس باختہ ہوئے اور رنگ رو اسکا متغیر ہوگیا اُسنے خشت اندازون اور تیر اندازون سے کہا کہ یہ صحرا جو سامنے ہے اسی طرف سے وہ اردبیل سے آئیگا کیونکہ یہی راہ اردبیل سے آنے کی ہے اسلیئے مناسب ہے کہ تم اس صحرا مین جاکر مقیم ہو اور اپنے خیمے و خرگاہین وہین برپا کرو اور جسوقت وہ آئے ایک حملہ مین اُسکا کام تمام کرو یہ کہکر اور کل سامان اُنکی آسایش و آرام کا مہیا کرکے اُنکو صحرا کیطرف روانہ کر دیا اُنکو تو صحرا مین چھوڑا جاتا ہے کہ وقت پر اُنکا ذکر ہوگا اب حال قلعہ ذوالامان کا بیان کیا جاتا ہے راویان اخبار و ناقلان آثار اس حال ملال انگیز و تاسف خیز کو اسطرح خامہ قلم سوانح رقم کرتے ہین کہ جب یہ خبر قتل و قمع لشکر اسلام و شہید ہونے بادشاہ عالیمقام و دیگر سرداران لشکر و افسران فوج نامی و ناموری کی محل معلے مین پہونچی ایک تلاطم عظیم اور حشر برپا تھا اسوقت ملکہ گردیہ بانو نے ملکہ گوہر تاجدار سے کہا کہ اگر آپ سب بیبیان یہان سے نکلنا چاہین تو مین تم سبکو اردبیل کی جانب لیجاؤن ان سب نے کہا کہ جہان ہمارے وارث نہین بچے ہین ان سے ہم نہین جائینگے اور یہین بیٹھے رہینگے گردیہ بانو نے کہا کہ ہم سے تو کمبخت جان نہین دیجاتی بے بسی سے مرین مارینگے کیون نہ مرین یہ کہکر ہتھیار جسم پر آراستہ کیے اور حور زبیدہ شیردل اسد نے بھی ہتیار لگائے اور سب بیبیون سے کہا کہ لو خدا حافظ و ناصر ہے ہم تو رخصت ہوتے ہین حافظ حقیقی تمہارا حافظ و نگہبان ہے غرضکہ سب بیبیان یہ سنکے بہت روئین اور یہ دونون بھی بچشم پر نم اُنسے رخصت ہوئین اور روتی ہوئی چلین اور محل سے نکلکر اصطبل مین آئین وہان سے دو گھوڑے صبا رفتار زین و لگام سے تیار کرا کے اُنپر سوار ہوئین اور ایک طرف کو قلعہ سے نکلکر روانہ ہوئین اب خونخوار کا حال لکھا جاتا ہے کہ یہ ایک دن وہان حلہ ختم کرا کے پھر جنگ و پیکار کی جانب متوجہ ہوا طبل رزمی بجوانے کا حکم دیا چنانچہ بموجب اُسکے حکم سے طبل جنگی نوازش مین آیا ہرکارون نے یہ خبر قلعہ مین پہونچائی وہان گولہ اندازون نے آپس مین مشورہ کیا

کہ برسون ہم لوگ نمک صاحبقران کھایا کیے ہمارا گوشت و پوست نمک پروردہ سرکار صاحبقران ہو مگر شرط نمکخواری کبھی بجا نہ سکے سلامی کی توپ بھی کبھی نہ چھوڑی سب نے یہ باہم صلاح و مشورہ کرکے اپنے افسرون سے کہا افسرون نے ملکہ گہر تاجدار کی خدمت مین حاضر ہوکر عرض کیا کہ حضور قلعہ مین تشریف فرما رہین جب تک ہمارے دم مین دم ہے ہم انکین روکے رہینگے اور قلعہ پر بڑھنے نہ دینگے اگر خونخوار ہماری ضرب سے فی النار و السقر ہوا تو قصہ پاک ہو گیا اور نہین تو ہم غلام تو قدمون پر تصدق ہوکر نمک سے ادا ہو جائینگے ملکہ نے فرمایا شاباش مرحبا آفرین ہے تمہاری ہمت و جرأت پر فی الواقع تم سے یہی امید ہے اور تمہاری نمک حلالی مقتضی اسی امر کی ہے جیسا تم ارادہ کرتے ہو خداوند کریم تمہاری ہمت مین برکت عطا فرمائے ہائے کیسا وقت آگیا کہ کوئی میدان جنگ سے لاشون کو اٹھوا کر دفن کرانیوالا نہ رہا تمام لاشین اہل اسلام کی بے گور و کفن پڑی ہوئی ہین یہان تو یہ تذکرہ ہو رہا ہے وہان خونخوار نے طبل جنگ بجوا کے اپنے رفیقون سے کہا کہ مجھے تو ان عورتون پر دھاوا کرتے حجاب آتا ہے تم مین سے جو شخص قلعہ پر دھاوا کرنا پسند کرے وہ اپنے جانے کی تیاری کرے اور قلعہ کو فتح کرکے جو کچھ مال و دولت وہان سے اسے حاصل ہو وہ اپنے قبضہ مین رکھے یعنی وہ لوٹ سب اسے معاف کی۔ یہ سنکر قرنوس خرس پیشانی اور مخمور ستارہ گردن اپنے اپنے مقام سے اٹھے اور عرض کیا کہ ہم غلامان جان نثار ابھی قلعہ پر دھاوا کرین گے اور حضور کے اقبال سے فتح کرکے سب خدا پرستون کو قتل کرینگے اور ناموس صاحبقران کو لوٹ لینگے چنانچہ اسی منصوبہ اور فکر مین وہ رات بسر ہوئی جبکہ بستر خواب سے آفتاب عالمتاب بیدار ہوکر دشت نورد فلک ہوا اور ظلمت شب نے بحر عالم سے کنارہ کیا ÷ کہ چھپا ماہ اپنے منہ پر نقاب ÷ اٹھا بستر خواب سے آفتاب ÷ لیے زر کو ساقی سا آنے لگا ÷ وہ سوتون کو شب کے جگانے لگا ÷ غرضکہ ہنگام سحر یہ دونون حرامزادے بیس ہزار فوج لیکر روانہ ہوئے یہان سے قلعہ تک دو کوس کا فاصلہ تھا سامنے قلعہ کے آکر انہون نے نشیب کیا اور قلعہ پر دھاوا کر دیا بیس ہزار سپاہیون کی باگین یکبارگی ٹوٹین ادہر قلعہ سے گولندازون نے گولا مارنا شروع کیے اور اسقدر گولہ باری کی کہ تمام صحرائے قلعہ و الامان پر دہوئین کا ابر چھایا ہوا تھا چنانچہ گولون کی بارش سے کچھ لوگ ان دونون کے مارے گئے اور یہ قریب خندق پہونچے اور آواز دی کہ کیون بیفائدہ ہمارے مال کو ضائع کرتے ہو ہم آ پہونچے ہین گولندازون نے توپین مارنا موقوف کرکے اور تلوارون پر ہاتھ ڈالکے دعا کرنے لگے کہ خداوندا تو اپنے فضل و کرم سے ان کافرون کے تیر سے ہمکو بچا بلبلا کر اسطرح استغاثہ کرتے تھے اور کہتے تھے کہ ÷ گرداب بلا افتادہ ام یا مصطفی دستے ÷ بحر غم گرفتارم علی مرتضی دستے ÷ ز حالات شب معراج دلہتم ید اللہی چو ادستم نگیری یا علی بہر خدا دستے ÷ ہنوز یہ دعا نا تمام تھی کہ دیکھا ایک گرد بیابان سے اٹھی گرد تیرہ و خیرہ سر گرد با آسمان رسیدہ و پائے گرد بر زمین دوزیدہ ہوا نے مارا گرد کو اور گرد نے ملا ہوا کو و این گرد شگافتہ ہوا اور قریب قلعہ کے آنکر وہ گرد شق ہوئی آواز نعرہ کی آئی۔ نعرہ۔ امیر عرب ضیغم روزگار ÷ پیل صف شکن حمزۂ نامدار ÷

ز تیغم بہ میدان جنگ آوران ✤ بہر سو شود الامان الامان ✤ دوسرا نعرہ ہوا نعرہ مہ برج خوبی شہزادہ انجمن ✤ بدیع الزمان گرد لشکر شکن ✤ یہ نعرہ کر کے گھوڑے ڈالکر دو نقابدار لشکر کفار پر جاپڑے ہلچل لشکر کفار میں پڑ گئی اور لگے بھاگنے اور ہٹنے کہ اتنے میں قرون خرس پیشانی کا سامنا نقابدار اول سے ہو گیا اور اسنے تلوار نقابدار پر ماری نقابدار نے خالی دی اور مرکب اپنا اسکے گھوڑے سے ملا کر کمر زنجیر کا بند پکڑ کے گھوڑے سے اٹھا لیا اودھر مخمور منارہ گردن کا مقابلہ نقابدار دوم سے ہوا اسنے بھی وار تلوار کا نقابدار پر کیا مگر اس نقابدار نے بھی وار اسکا خالی دیکر اپنے مرکب کو اسکے گھوڑے سے ملا دیا اور کمر زنجیر کا بند پکڑ کے خانہ زین سے اسکو علیحدہ کر کے ہاتھ پر اٹھا لیا یہ حال دیکھ کر سب لشکر کفار ریلا کر کے جاپڑے دونوں نقابداروں نے انہین کی سپر بنا کر فوج کفار کو قتل کرنا شروع کیا اگر کسی کی تلوار قریب آئی تو نقابداروں نے انہین کو سامنے کر دیا وہ تلوار اسکے چوٹ پر پڑی وہ گھبرا کر پکارا کہ ہمارا چوٹ کا مارے تمکو اپنے مالک کا خیال نہین اب تلوار نہ مارو یہ منع کیا کیسے مگر نقابداروں نے دو پہر کے عرصہ میں پانچہزار کفار کو داخل جہنم کر دیا باقی لشکر کفار تاب مقاومت نہ لا سکا بھاگ کھڑا ہوا یہ دونوں نقابدار ان دونوں حرامزادوں کو ہاتھوں پر لیئے ہوئے صحرا کی طرف چلے گئے اور صحرا مین پہونچکر دونوں کو چور تنگ کیا اور خود جس سمت سے آئے تھے اسی جانب چلے گئے اودھر فوج کفار جو بھاگی تھی اپنے خونخوار کے پاس پہونچکر کل حالات کی خبر بیان کی اور کہا کہ دو نقابدار صحرا سے آئے اور سب فوج کو قتل و قمع کر کے دونوں سرداروں کو پکڑ کر لیگئے دن تھوڑا باقی رہگیا تھا آفتاب قریب غروب تھا کہ خونخوار نے جھنجلا کر طبل باز گشت بجنے کا حکم دیا جو فوج باقی تھی وہ فرودگاہ پر آئی شام تو ہو ہی گئی تھی تاریکی چاروں طرف پھیل گئی اور وہ وقت آیا کہ گلگونہ دہر میں عروس روزگار نے لباس سیاہ پہنا اور شام غم نے بعد الم منہ دکھایا کہ ع عابد زندہ دار شب مہتاب ✤ اس مصلائے نیلگون پہ شتاب ✤ رشتۂ کہکشان لیئے بصفا ✤ دانہ اختران پرونے لگا ✤ اسکو تسبیح کی تھی اسلیئے فکر ✤ تا کرے اپنے کبریا کا ذکر ✤ جبکہ رات ہو گئی تو خونخوار نے غیظ و غضب مین آکر طبل جنگ بجوانے کا حکم دیا رات بھر سامان رزم و پیکار کا ہوا کیا آج اس ظالم الظلم نے کیفور زہرخوار کے نام پر طبل جنگ بجوایا ہے کل یہ کافر نکل کر آتش کینہ و فساد کو مشتعل کرے گا غرضکہ رات تو اسی ہنگامہ مین بسر ہوئی جب صبح قریب ہوئی اور خبر آمد آمد شاہ خاور بارگاہ زنگاری چرخ مین مشتہر ہوئی کہ ع سپیدہ دم کہ ازین پیش دشت نیلی فام ✤ شد منہزم از فوج مہر لشکر شام ✤ رخ زمانہ شد از نور مہر کافوری ✤ بسان مہر تابان گرچہ بود عنبر فام ✤ زبیم رو بہزیمت نہاد زنگی شب ✤ کہ ترک روز عیان شد بکف گرفتہ حسام ✤ گشتہ خیل تکفیر حبش کیسہ دیوار ✤ چو نو عروس ختن پا نہاد بر سر بام ✤ وقت سحر طیفور زہرخوار نے تیاری قلعہ ذو الامان پر دھاوا کرنے کی شروع کی یہ تو اسی ارادہ مین مشغول ہوا اودھر دو کلمہ داستان ضرغام شیر دل کے بیان ہوتے ہین کہ ضرغام کو جو

اسد غازی نے واسطے خبر کے روانہ کیا تھا وہ قلعہ ذوالامان پر پہونچا اور اسکی تباہی و بربادی کو دیکھکر وہان سے پلٹا فوج خونخوار اور لشکر خشت اندازان و تیر اندازان کو دیکھتا ہوا خدمت مین اسد غازی کے واپس آیا اور کل حال معذور مین شہزادہ اسد کے عرض کیا اسد غازی یہ حال سنکے بہت روئے اور بیٹیون سے کہا کہ خشت اندازون کے ہاتھ سے بچنا بہت مشکل ہی جب ہامون جان پر سنجان مین ارجل خشت انداز اور رمجل ناوک انداز آئے تھے اور حربہ کیا تھا انھون نے تو پھر نہ لشکر تھا نہ ہامونجان معلوم ہوتے تھے لیکن خدا نے اپنا فضل و کرم شامل حال کیا کہ وہ بچگئے اور ہفت صف کی جنگ کو ایسا سر کیا کہ باید و شاید کیا کوئی ایسی لڑائیان سر کرے گا لہذا تم سے ہم کہتے ہین کہ تم خانہ کعبہ چلے جاؤ انھون نے عرض کیا کہ بابا جان ہم آپکو ایسی جنگ مین تنہا چھوڑ کے کبھی نہ جائینگے جو حال بادشاہ اسلام اور لشکر اسلام کا ہوا ہی وہ ہی کیفیت ہماری بھی ہو تو بہتر ہی اسد غازی نے صاحبزادون کا یہ عزم دیکھکر طلحہ بن عنظلہ سے کہا کہ تم سامنے کھڑے ہو جب مین دھاوا کرون تو تم تیر مارنا کہ مین دیکھون کہ میرے گھوڑون کو وہ قواعد یاد ہی یا بھول گئے چنانچہ یہ سب تیر و کمان لیکر کھڑے ہوئے اور اسد نے مع فوج کے یہان سے دھاوا کیا تو انھون نے کمانون مین تیر جوڑکر مارے اسد غازی نے بوق کو پھونکا بوق سے آواز پیدا ہوئی بس یہ مرکب زمین پر بیٹھ گئے تیر اوپر سے نکل گئے اب جو بوق پھونکی یہ گھوڑے لشکر پر پہونچ گئے اسد غازی نے فرمایا کہ الحمد للہ کہ میرے گھوڑون کو قواعد یاد ہی اور یہ کہکر عزغام شیر دل کو ساتھ لیا اور چالیس ہزار اپنی فوج کو علیحدہ کیا اور تیر و کمان سبکو دیئے ایک سمت معروف بن اسد کو بھیجا اور ایک طرف غضنفر بن اسد کو روانہ کیا اور کہا کہ جب مین پہونچ جاؤن تو تم پہلوؤن پر سے آنا اور اپنے عقب مین کچھ فاصلہ سے طلحہ بن عنظلہ کو چھوڑکے آپ وہان سے کوچ کیا اور انکے بعد حسب ہدایت باقی لشکر نے بھی کوچ کیا اور اس تقسیم کے بعد سب اپنے اپنے لشکر کو لیے ہوئے موجود رہے یہان لشکر خونخوار مین طبل جنگ تو بج ہی چکا تھا اور صبح کو طیفور زہر خوار جو کہ تیغہ زہرآلود تین سو من کا باندھتا ہی بیس ہزار فوج لیکر سامنے قلعہ کے پہونچ گیا تھا اور دھاوا کر دیا تھا قلعہ سے پھر گولندازون نے گولون کا مینہ برسانا شروع کیا یہ گولون سے بچتا ہوا خندق پر پہونچ گیا اتنے مین ایک گرد اڑی اور وہ ہی دونون نقابدار دامنہ گرد سے ظاہر ہوئے اور لشکر طیفور پر گرے اور قتل و قمع کرکے روان دوان کرنے لگے کہ طیفور زہر خوار سامنے نقابدار اول کے پہونچا اور جست کرکے تیغہ زہرآلود سر پر نقابدار کے مارا نقابدار نے چاہا کہ مین اسکے قریب پہونچکر اسکی کمر زنجیر کا بند پکڑون اور وار خالی دون کہ مرکب نقابدار نے سکوڑی

کمان اور تیغہ اُسکا سر پر پڑا نقابدار نے دستانہ مارا اُسپر بھی تا دو ابرو اُتر آیا نقاب کے خیال ہے کہ ابھی وار دیگر مین نقاب اُٹھ جائے یہ نقاب کو سنبھال کر علیحدہ ہوا کہ دوسرا نقابدار آگیا اور نقابدار اول کو زخمی دیکھکر ایسا سراسیمہ و بدحواس ہوا کہ طیفور کا تیغہ اسکے سر پر بھی آپڑا لیکن باوصف سخت مجروح ہونے کے نقابدار نے جرأت کرکے جو ایک وار شمشیر آبدار کا مارا تو طیفور کے دو ٹکڑے ہوئے دونون مجروح نقابدار لشکر کفار سے لڑنے لگے اور مرے ۔ شعلے زہر کے دل وجگر کو جلانے لگے اثر سمیت تمام جسم مین سرایت کر گیا اُسوقت نقابدارون نے دعا کی کہ اے پروردگار عالم ہمارا پردہ رکھ لے ابھی یہ دعا مانگ ہی رہے تھے کہ ایک آندھی سیاہ اُٹھی اور طرفۃ العین مین چہار طرف پھیل گئی تمام صحرا تیرہ و تار ہوگیا اُسی تاریکی مین دونون نقابدار نکل گئے فوج مخالف کے لوگ جو باقی تھے وہ لاش طیفور کی لیکر خونخوار کے پاس پہونچے اور سب کیفیت نقابدارون کی بیان کی اور اُنکی جنگ وپیکار کا حال خونخوار سے عرض کیا کہ ہرچند کہ دونون نقابدار زخمی تھے مگر ایسے لڑے کہ لاشون کے انبار اور کشتون کے پشتے لگا دیے بڑے بڑے جوانمردون کے جی چھوٹ گئے اگر آندھی نہ آجاتی تو کوئی متنفس باقی نہ رہتا اُسی تاریکی گرد وغبار مین معلوم نہین کسطرف وہ نکل گئے یہ حال سُنکے خونخوار نے طبل بازگشت بجوا دیا جسقدر فوج کہ باقی تھی سب میدان مین واپس آکر اپنے اپنے قیام گاہ مین مقیم ہوئی سب نے کمرین کھولین سامان آسائش کرنے لگے ۔ یہان خونخوار نے بھی مراجعت کی اپنی بارگاہ مین آیا سردارون سے صلاح مشورہ ہونے لگا بعد اتفاق رائے اہلکارون کے اُسنے اپنے نام پر طبل جنگ بجوا دیا رات بھر طبل جنگ بجتا رہا بہادر اپنا سامان حرب وضرب مرتب کیا کئے جب کچھ رات باقی رہی فوج مین کمربندی ہونے لگی آخر وہ وقت آیا کہ نسیم سحر چلنے لگی نوبت صبح کی بجنا شروع ہوئی اور ستارے مثل گل باد خزان سے چمن آسمان مین مرجھا گئے غنچہ صبح کھلکھلایا گلشن نیلوفری سپہر مین گل خورشید پھولا کہ

قطعہ سحرگہ از شبستان شاہ خورشید ◆ برون آمد ز مشرق ہمچو امید ◆ جہان ہمہ شد کاشکل جوانمرد ◆ بہ چار اطراف عالم خوش گذر کرد ◆

صبحدم خونخوار مع فوج کے آمادہ حرب وپیکار ہوکر قلعہ ذوالامان پر چلا ملکہ گہرتاجدار کو نقابدارون کا زخمی ہونا معلوم ہوا اُنھون نے سخت افسوس کیا اور بعد حسرت ویاس کہنے لگین کہ اب ہمارے بچنے کی کوئی امید معلوم نہین ہوتی آج مع کل لشکر کے خونخوار پھر دھاوا کرے گا پھر کون شکل بچاؤ کی ہے یہ کہکر بجانب پروردگار عالم رجوع کی اور دعا کرنے لگین کہ اے خالق بے نیاز ایسا کرنا کہ ہماری لاشون کو کوئی خداپرست جو خاندان جعفر سے ہو وہ آکر دفن کرے یہ دعا کرکے فرمانے لگین کہ ہم تو اپنی جان دینے کا سامان کرتے ہین جن صاحب کا دل چاہے چلے جائین سب بیبیون نے اس رائے کو پسند کیا اور جان دینے پر سب آمادہ ہوگئین چنانچہ ملکہ گہرتاجدار نے ایک جام زہرآلود اپنے

سامنے رکھا یہ دیکھکر ملکہ حاجرہ بانو بنت امیر ثانی اور ملکہ گیلی بہادر مادر چوگان اور ملکہ لیلی ثانی مادر اسفندیار گیلانی اور ملکہ جہان افروز بنت لقا مادر تورج بن بدیع الزمان و ملکہ مہر افروز بنت یاقوت شاہ مادر غضنفر غازی و ملکہ عادیہ بانو مادر کرب غازی و ملکہ رضیہ سلطان مادر سکندر فرخ لقا و ملکہ ماہ مغربی مادر سعد بن قباد و ملکہ مہینہ بانو مادر ہاشم تیغ زن و ملکہ گوہر ملک مادر نور الدہر و ملکہ بلقیس عدنی و دیگر مخدرات عصمت و طہارت نے اور انکی سب وزیر زادیون نے ایک ایک پیالہ زہر کا سامنے رکھا اور جریہ امر دل مین ٹھان لیا کہ جب دھاوا کرکے قلعہ مین آجاوے یہ پیالہ زہر آلود پیکر اپنے تئین کہ کر ڈالین یہان تو یہ سب بیبیان آمادہ مرگ دہیاے قضا جان بکف بیٹھی ہین ادہر خونخوار جو فوج لیکر چلا تھا آتے ہی قلعہ پر دھاوا کر دیا یہان توپ پر بتی پڑنے لگی اور گولہ باری شروع ہوئی ادہر مخدرات محلے نے بے کل آواز سنتے سب نے جام زہر پی لیا۔ تو اس حال مین مبتلا ہین اب دو کلمے داستان اسد غازی کے بیان ہوتے ہین راویان روایات رنج و الم و حاکیان حکایات ظلم و ستم اس داستان ناسفت عنوان کو اسطرح حوالہ قلم عبرت رقم کرتے ہین کہ جب اسد غازی نے اس صحرا مین داخل کیا جہان خشت انداز و تیر انداز تھے تو لشکر کے آتے ہی گرد و غبار بلند ہوا خشت انداز و تیر انداز سب اس طرف متوجہ ہوئے ادہر میدان مین آتے ہی نعرہ ہوا۔ اسد شہسوار گرد رزم جنگ۔ ہزبر دل شیر و چرم پلنگ۔ یہ کہکر انھون نے گھوڑے کڑکڑا کر ڈالدیئے ادہر خشت اندازون و تیر اندازون نے تیر و خشت انپر مارنا شروع کیے اسد غازی نے جلدی سے بوق پھونکی سب مرکب بیٹھ گئے خشت و تیر سر پر سے نکل گئے ابکی جو بوق پھونکی تو مرکب سیدھے ہوئے انھون نے چالیس ہزار تیر ایک دم سے لشکر خشت اندازون و تیر اندازان پر مارے کہ تیرون کا مینھ برسا دیا اور گھوڑے ڈالدیے قریب لشکر خشت اندازون و تیر اندازون کے پہونچکر تلوارون پر ہاتھ رکھ لیا چالیس ہزار کو تو ایک ہی حملہ مین تیر سے مارا تھا اور باقیون پر اب تلوار پکڑے جو آن پڑے تو مار کر ستہراو کر دیا ادہر سے معروف اور غضنفر آگئے سب کے مارے تلوارون کے چیتھڑے اڑا دیے اور دھنک کر رکھدیا اسد غازی نے گھوڑا ڈالکر قلعہ ذوالامان کا راستہ لیا اور قلعہ پر پہونچکر خونخوار کو دھاوا کرتے ہوئے پایا اسد غازی نے کیا ترکیب کی کہ لشکر اپنا آتے لشکر پر ڈالدیا اور آواز دی کہ باش اے ملعون مین آن پہونچا اسی اثنا مین صحرا سے ایک گرد اور پیدا ہوئی اور دل گرد سے صداے نعرہ بلند ہوئی کہ منم اسد ثانی اور آتے کے ساتھ ہی لشکر کفار پر حملہ کیا اور شمشیر زنی شروع کی جسپر ہاتھ مارا دو پرکالے کیے دونون پلے برابر کر دیے نخل قامت اعداے صرصر شمشیر شاہزادہ سے قلم ہونے لگے رشتۂ حیات منقطع ہوا جو سامنے آیا اسکو تلوار سے گھاٹ اتار دیا دوسری جانب سے طلحہ بن حنظلہ مع چالیس ہزار فوج کے

لشکر کفار پر آگرے اور آتے ہی برس پڑے تلوارون پر رکھ لیا جسپر تلوار کا وار کیا اُسے دو نیم کر دیا کشتون سے میدان قلعہ کو بھر دیا ادہر غضنفر و معروف بھی پہونچے اور چارون طرف سے لشکر کفار کو آکر گھیر لیا ہر حملہ مین اسّی اسّی ہزار اور پچاس پچاس ہزار کفار کو قتل کر کے مار گرایا کہ شتیب آہن کلاہ کا اسد ثانی سے سامنا ہوا اُسنے تلوار کا وار کیا یہ مثل بجلی کے چمک کر علحدہ ہوئے اور وار خالی دیکر صاف نکل گئے اب انھون نے جو ہاتھ تول کر شمشیر صاعقہ بار کا مارا تو کہ شتیب کے دو ٹکڑے کر دیئے اور قرنیہ تیغ زن کا سامنا معروف بن اسد غازی سے ہوا اُسنے بھی تلوار ماری انھون نے وار خالی دیکر جو ایک ہاتھ تلوار کا رسید کیا تو اسکا قرنیہ بگڑ گیا صاف دو پرکالے ہوئے ادھر معل زشت خو کا مقابلہ غضنفر بن اسد غازی سے ہوا معل نے تلوار نیچے سے غضنفر پر ماری انھون نے اس معل کا وار خالی دیکر جو ایک ہاتھ مارا معل کے دو ٹکڑے ہوئے اور گر کر واصل جہنم ہوا دوسری طرف طلحہ بن عنظلہ سے بہمن دیو سنگ کا تقابل ہوا اسنے بھی طلحہ پر تیغہ کا وار کیا طلحہ نے بہمن کا وار خالی دیکر جو ایک تیغ آبدار مارا تو یہ حرامزادہ بھی واصل جہنم ہوا بالک گویا بڑی دیر سے اسکا انتظار تھا فوراً اسکو پٹکے فی النار والسقر کر دیا اسد غازی نے خونخوار سے مخاطب ہو کر کہا کہ دیکھ او ملعون کوئی تجھی تیرا رفیق لاش اٹھانے والا باقی نہ جسطرح تونے بدبختیان کی ہین وہی حال تیرا بھی ہونا ہے انشاء اللہ تعالے تیری لاش کوّے کتے کھائینگے جسم تیرا طعمہ زاغ و زغن ہوگا یہ سنکر خونخوار حالت غیظ و غضب مین بلبلا اور ہان ہان کر کے اپنے گرز گران سر پر اسد غازی کے مارا مثل شیر کے اسد غازی نے اُسکے حملہ گرز مین ہاتھ ڈالدیا اور پکڑ کر گرز کو یا حیدر کرار کہکر جھٹکا جو مارا تو گرز اسکے ہاتھ سے چھین لیا اور اسی گرز کو چرخ دیکر جو خونخوار کے سر پر مارا گرز کا پڑنا تھا کہ ایک تھل تھلا گوشت کا ہوگیا اور سب ہڈیان چورا چور ہوگئین یہ حال دیکھکر تمام فوج مین کھلبلی پڑ گئی بلا سردار کے فوج کب رکسکتی ہے سب کے جی چھوٹ گئے فرار کو قرار پر اختیار کیا اور تدبیر بازی ابتر ہوگئی سب نے سر پر پاؤن رکھکر بھاگنا شروع کیا لمحہ بھر مین تمام لشکر باقیماندہ مین بھگدر پڑ گئی کل فوج بھاگ نکلی اسد غازی نے بھی یہ حال کیا کہ تین تین کوس تک تعاقب کر کے ایک ایک کو چن چنکر فی النار کیا ایک کو بھی زندہ نہ چھوڑا گولنگارون نے ملکہ گہرتاجدار کو جا کر مبارکباد دی اور عرض کیا کہ اسد غازی تشریف لائے ہین اور خونخوار کو مع کل لشکر کفار کے فی النار کر کے یہین قلعہ مین تشریف لاتے ہین ملکہ نے فرمایا بلالو لوگون نے عرض کیا کہ اندر تشریف لیجاتے ہین چنانچہ اسد غازی اندر داخل ہوئے جھک کر ملکہ کو مجرا کیا اور باقی سب بیبیون کو تسلیم کی اسد غازی نے اپنی والدہ کو نہ پایا تو ملکہ سے پوچھا کہ حضور آپکی خدمتگذار یہ نانی صاحبہ و والدہ صاحبہ کہان ہین فرمایا کہ اتنی خبر ہے کہ دو دفعہ دو نقابدار صحرا سے آتے تھے اور لشکر کفار کو مار کر نکل جاتے تھے کچھ خبر نقابدارون کی پھر نہ معلوم ہوئی ہمارا خیال ہے کہ وہ نقابدار وہی تھین کیونکہ یہ لفظ کہکر یہان سے چلی گئی تھین کہ بگڑنے سے

جان دینا منظور نہین یہ کہکر ملکہ نے فرمایا کہ لو بیٹیا خداوند کریم نے ہماری دعا قبول فرمائی کہ تمکو یہان بھیجدیا بیٹی ہماری سعادت ہوئی اب تم ہمکو دفن کرنا کیونکہ ہم اب چند ساعت کے مہمان ہین ہم مین اب کچھ باقی نہین کیونکہ ہم سب نے جام زہر پی لیا ہے جسکی وجہ سے اب کلیجہ چھن گیا ہے دم بھر مین روح مفارقت کیا چاہتی ہے یہ کہتے کہتے منکا ڈھلگیا اور آنکھین پھر گئین اور یہی حالت سب بیبیون کی ہوئی اور وزیرزادیون پر بھی یہی حالت طاری ہوئی تھوڑے عرصہ مین سب جان بحق تسلیم ہوئین انا للہ وانا الیہ راجعون اسد غازی یہ شعر پڑھا ؎ دور مین تیرے فلک کیا کیا ستم برپا ہوئے ۞ جو مکان آباد تھے برباد اور تنہا ہوئے ۞ یہ شعر پڑھ کے باہر آئے انکو نہایت تشویش تھی کہ مان اور نانی کیا ہوئین اتنے مین ایک شخص قصائی سامنے سے آیا اور اسد غازی کو سلام کیا اور عرض کیا کہ ملکہ گرویہ بانو اور ملکہ زبیدہ شیر خادم کے مکان مین تشریف لیگئی تھین اور نقابدار بنکر مقابلہ لشکر کفار سے کرتی تھین لیکن تیغ طیفور زہر آلود سے زخمی ہوئین وہ تیغ زہر آلود تھا کچھ علاج اسکا نہ ہو سکا زہر تمام جسم مین سرایت کر گیا جب حال بہت سقیم ہوا اور بیہوش ہو گئین تھوڑی دیر کے بعد جب ہوش آیا تو مجھ سے ملکہ گرویہ بانو نے فرمایا کہ تم تردد نکرنا ابھی خواب مین حمزہ صاحبقران شوہر میرے آئے اور یہ کہا کہ تھوڑی دیر مین تم بھی آؤ یہان ہم اور ملکہ مہرنگار تمھارے انتظار مین ہین مین نے اپنے دفن کے بارہ مین جوان سے پوچھا تو فرمایا کہ اسد غازی آکر تم سب کو دفن کریگا یہ بیان کرکے انتقال فرمایا اور ملکہ زبیدہ شیر دل آپکی والدہ ماجدہ کا بھی یہی حال تھا اور وہ بھی انتقال فرما گئین دونون لاشین خادم کے مکان مین پڑی ہوئی ہین اسد غازی یہ سنکے بہت روئے اور اُس شخص کے ہمراہ جاکر دونون لاشین اٹھوا لائے پہلے سرداران و رفیقان قدیم صاحبقران کی لاشین میدان جنگ سے اٹھوا کر دفن کرائین اور پہلو مین انکے لاشین محلات معلے اور مخدرات عظمے کی اور انکی قریب وزیرزادیون کی لاشین دفن کرائین بعد ازان سردارون اور رفیقون کی قبرون سے مخاطب ہوکر فرمایا کہ تمسے خبردار رہیئے گا جسطرح زندگی مین انکی حفاظت آپ سب صاحب کیا کرتے تھے ویسی ہی نگہبانی اب بھی کیجیے گا اور یہ کہکر سب رفیق اور بیٹے انکے بہت روئے شور گریہ و بکا بلند ہوا بیٹے اور پوتون نے رو رو کے اپنا عجیب حال کیا گریبان چاک با دیدہ غمناک ان گنجہائے عصمت و عفت کو زیر زمین پنہان کرکے واپس آئے اپنے مقام پر بیٹھ کے فرمایا کہ انکا فاتحہ درود کون کرے گا میرے بعد کوئی فاتحہ خوانی کے لیئے ہاتھ بھی نہ اٹھائیگا بقول شخصے ؎ دو پھول بھی لحد پہ کوئی دھر نہ جائیگا ۞ اسلیئے مناسب یہ ہے کہ مین اپنے ہاتھ سے انکا فاتحہ درود کرلون آیندہ کیا ہو کیا نہ ہو کیونکہ یہ فلک کجرفتار ہر روز نیا رنگ بروے کار لاتا ہے اور زمانہ غدار تازہ انقلاب دکھاتا ہے ؎ بیک لحظہ بیک ساعت بیکدم ۞ دگرگون میشود احوال عالم ۞ یہ فرماکر رسوم فاتحہ درود سے فارغ ہوئے اور نذر و نیاز سب ادا کرکے آج دہنے ہاتھ سے کھانا کھایا اور دو رکعت نماز شکرانہ کی درگاہ خالق بے نیاز مین ادا کین کہ اے پروردگار شکر ہے تیرا کہ مین نے خونخوار بن دجال علیہ اللعن کو قتل کرکے واصل جہنم کیا اور اسقدر

حصہ زمین کو نجاست کفر و ضلالت سے پاک کر دیا ہو۔ اسکے بیٹیون اور رفیقون سے فرمایا کہ اب تمھاری کیا رای ہو انھون نے عرض کیا کہ یا خانہ کعبہ چلیے یا اپنے بھتیجے شاہزادہ بدیع الملک صاحبقران ثالث کے پاس چلیے کہ ادھر لشکر بہ جبیں آفتاب پرست کا بھی ہم سنتے ہین کہ وہ ملعون جس ملک مین خدا پرستون کے جاتا ہو اُس ملک کو جلا کر خاک سیاہ کر دیتا ہو اور بعد قتل و قمع و تباہی و بربادی اِس ملک کے دوسرے شہر کیجانب رخ کرتا ہو اور اپنی طرف سے کسی ظالم کو اپنا نایب مقرر کر کے وہان سے کوچ کرتا ہو اہل اسلام اُسکے ظلم و بدعت سے نہایت بہ تنگ آگئے ہین بہت اُسنے سر اُٹھایا ہو اور جور و جفا پر کمر باندھی ہو اسد غازی نے یہ حال سُنکے فرمایا کہ بہت مناسب ہو کہ اب وہ اور ہم سب ملکر باہم ساتھ ہی ساتھ خانہ کعبہ کو چلین گے بس یہ کہکر تیاری نطاق کی کی گئی اب وقت آیا کہ شہسوار یکہ تاز میدان سپہر نے خیمہ مغرب مین جا کر پیکار زرین خطوط شعاعی کا کمر سے کھولا اور نظر خلق سے مخفی ہوا جہان مین تاریکی بسبب آمد ساحرہ شب کے چھاگئی اور مشعل ماہ خیمہ چرخ زنگاری مین روشن ہوئی ؎ پڑا تھا جو ایوان گردون سیاہ ٭ ہوا مشعل شب افروز ماہ ٭ ہوا مہر گردون جو مستور چہر ٭ بچھی ہر طرف چادر نور سپہر ٭ اسد غازی نے سر شام سے صحبت برخاست کر دی سب سردار اور رفیق اپنے اپنے مقام پر آکر سامان سفر کی درستی مین مصروف ہوئے لشکر مین بھی طیاری سفر کا حکم بھیجدیا گیا سب اہل لشکر سامان سفر درستی کرنے لگے رات بھر سب لشکری اور ہمراہی اسی بند و بست و انتظام مین سرگرم رہے پچھلے سے تمام لشکر مین کمر بندی ہونی شروع ہوئی اب وہ وقت آیا کہ زاہد سفید پوش صبح صادق نے سجادۂ آفتاب واسطے وظائف والصبح اذا تنفس کے بچھایا اور صوفی سیاہ پوش شب نے خلوتخانہ واللیل اذا عسعس مین قرار پکڑا ؎ جو صبح در بر گردون کشید خلعت نور ٭ جہان کشادہ ز رخ پردۂ شب دیجور ٭ گشتہ ظاہر و روشن بہ وادی افلاک ٭ درستی زر خورشید زیر تودہ خاک ٭ بہنگام سحر کل سردار سامان سفر سے مکمل ہو کر خدمت مین اسد غازی کے حاضر ہوئے یہان شاہزادہ اسد نماز صبح پڑھ کے درود و ظائف مین مشغول تھے کہ سردارون کے حاضر ہونے کی خبر خادمون نے پہونچائی اب یہ بھی کل امور سے فارغ ہو کر پوشاک سفر جسم پر آراستہ کر کے مسلح و مکمل ہوئے شہزادہ مردف بن اسد و غضنفر بن اسد بھی لباس سفری زیب جسم کیئے ہوئے مسلح و مکمل ہو کر یہ بھی حاضر خدمت ہوئے غرضکہ شہزادہ اسد غازی مع سب رفقاء سردارون کے مرکب ہای خوشخرام پر سوار ہوئے اور کل لشکر کو اپنے ہمراہ لیکر بیابان نطاق کی جانب کو روانہ ہوئے کہ الکے بیان اب جلد پنجم مین کیا جاوے گا انشاء اللہ تعالےٰ دیکھیئے یہ سب کب پہونچتے ہین اور کیا کیا واقعات انکو اثناء سفر مین پیش آتے ہین یہ کل حالات پانچوین جلد مین دفتر آفتاب شجاعت کی ہدیہ ناظرین کیے جاینگے جنکے معاینہ سے شایقین کو لطف تازہ و حظ بے اندازہ ملے گا اور نئی نئی نیرنگیان طلسم کی اور جدید معرکہ آرائیان و مضامین دلچسپ و اشعار برجستہ حسب مقام عیارون کی عیاریان نئے طرز کی اور ساحرون کی افسون پردازیان دیکھکر آنکھون کو نور و قلب کو سرور حاصل ہوگا واللہ المستعان و علیہ التکلان ٭ ٭ ٭ ٭ ٭ ٭ ٭

تمام ہوئی جلد چہارم آفتاب شجاعت بتاریخ ۳ر اکتوبر سنہ ۱۹۰۲ء

خاتمۃ الکتاب

ہزاران ہزار شکر و سپاس بدرگاہ خالق بے نیاز کہ اسکے افضال نامتناہی سے باقبال سرکار دولتمدار دام ملکہ وحشمتہ اس حقیر پر تقصیر شیخ **تصدق حسین** داستان گو لکھنوی نے باعانت مولوی محمد اسمعیل اثر مقام بہاولپور مین اس داستان رنگین بیان کو ختم کیا اور احقر الخدام نمکخوار قدیم (سرکار ابد قرار خلد اللہ سلطنتہ وسلطانہ) **محمد عبد الرشید** عبد العزیز رعنا لاہوری نے تحریر کرکے حضور مین خادمان اعلیٰ حضرت حضور پر نور آقاے نعمت نواب والا جاہ فلک بارگاہ امیر الملک **رکن الدولہ** نصرت جنگ مخلص الدولہ حافظ الملک ہزہائنس **نواب محمد بہاولخان** صاحب بہادر خامس عباسی دام بالعز والتفاخر وترقیت ریاستہم یوماً فیوماً بالتوالی والتواتر والی ریاست دار السرور بہاولپور صانہ اللہ تعالے عن شر الشرور الے یوم النشور بحرمتہ محمد وآلہ واصحابہ پیشکش کیا۔

گر قبول افتد زہے عز و شرف

واضح راے ناظرین ہو کہ وہی مسودہ جو مقام بہاولپور مین مرتب ہوا تھا وہ مکرر نظر ثانی ہو کر اور توسیع عبارت رنگین اور بندش مضامین دلنشین سے مزین ہو کر بتوسط احقر الخدام اعلیحضرت ممدوح یعنے محمد عبد الرشید عبد العزیز واسطے طبع اشاعت خاص و عام کے جناب بابو پراگ نرائن صاحب مالک مطبع منشی نولکشور کی خدمت مین پیش کی گئی چنانچہ یہ جلد وہین طبع ہوتی ہے اور چند روز مین زیور طبع سے آراستہ و پیراستہ ہو کر بصارت افزاے چشم ناظریان اولی الابصار و شایقین عالیمقدار ہوگی اور بہت جلد جلد پنجم بھی تیار ہو کر ہدیہ ناظرین کی جاوے گی [illegible]

خاتمۃ الطبع

ہزاران ہزاران شکر بدرگاہ خالق کائنات و نعت بجناب فخر موجودات اشرف الانبیا محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہ کتاب لاجواب و دفتر انتخاب تذکرہ داستان امیر حمزہ صاحبقران عالیشان یعنے دفتر **آفتاب شجاعت** جلد چہارم جسکے دیکھنے کا عرصہ سے شایقین عالیمقام کو اشتیاق و انتظار تھا اب وہ دفتر حسب الارشاد فیض بنیاد جناب والا خطاب منشی **پراگ نراین** صاحب مالک مطبع منشی نولکشور حسن سعی کارپردازان سلیقہ شعار و مہتمان آزمودہ کار سے مطبع فیض مرجع نولکشور پریس مین بماہ ستمبر ۱۹۰۵ء زیور طبع سے آراستہ و پیراستہ ہو کر ہدیہ ناظرین والا تمکین ہوا ❀ ❀ ❀

نام کتاب	قیمت
سوانح عمری عمرو عیار - مطبوعہ غیر -	عہ/ پ
سیرت محمدیہ - 〃	ے پ
تاج کامیابی - 〃	۷ر پ
سوانح عمری شیطان - 〃	عہ/ پ
الف لیلہ دنیازاد بطرز ناول -	۵/ پ ۱۲ر
الف لیلہ نثر بطور ناول - معروف شبستان حیرت -	عکا/ پ
بھوک والون کی سیر - مطبوعہ غیر -	۴ر ۶ر پ
اخوان الصفا - اردو چھاپہ ٹیپ مطبوعہ غیر -	عہ ر پ ۴ر
ترجمۂ اردو رابن سن کروسو - چھاپہ ٹیپ نہایت دلچسپ ناول قابل دید مطبوعہ غیر -	۱۱ر پ
ترجمۂ داستان امیر حمزہ باتصویر - ہر جلد دفتر مسلسل ہندسہ مترجمہ مولوی عبد القدوس نظر ثانی مولوی سید تصدق حسین -	عہ ۹ر تا ۱ر
بوستان خیال - مصنفۂ محمد تقی خان انکو میر تقی خیال بھی کہتے ہین باشندہ گجرات - یہ باکمال بعہد سلطنت محمد شاہ بادشاہ دہلی مین وارد ہوئے انکو قصہ گوئی سے بہت شوق تھا انکے ہمسایہ مین داستان امیر حمزہ بیان ہوا کرتی تھی یہ بھی سننے جاتے تھے آخر انہون نے چند اجزا ایک قصۂ تازہ کے تصنیف کرکے اس محفل مین سنائے لوگون نے بہت پسند کیے جب اس قصۂ دلاویز کی شہرت ہوئی دربار شاہی مین طلب کیے گئے اور خلعت فاخرہ سے ممتاز ہوئے اور بہ تعین مواجب مناسب حکم اختتام اس قصۂ عجیبہ کیواسطے دیا گیا یہ کتاب دربار شاہی مین ہمیشہ پڑھی جاتی تھی رفتہ رفتہ بوجہ ترقی اردو کے [illegible] اسکا علاج جاتا رہا اس زمانہ مین کہ فارسی کا رواج کالعدم ہوگیا تو اتنی بڑی کتاب کا اردو مین شائع ہونا مناسب تھا لہذا ان مجلدات کے ترجمہ اور طبع مین کارخانہ نے جو صرف کثیر کیا وہ اظہر من الشمس ہے پہلے دہلی مین خواجہ امان	

نام کتاب	قیمت
صاحب نے اول جلد چھوڑ کر چند جلدون کے ترجمے کیے مگر ترجمہ کرتے کرتے انکا پیمانۂ عمر لبریز ہوگیا اصل کتاب کی بزبان فارسی ۱۰ جلدین ہین اور ترجمہ ہر ایک جلد مین دو دو جلدین شریک ہین جسکی نو جلدین بہ تفصیل ذیل ہین -	
۱ - جلد مہدی نامہ -	للعہ/ پ
۲ - جلد روضۃ الانہار موسوم بہ معز الدین نامہ -	للعہ/ پ
۳ - جلد ضیاء الابصار موسوم بہ جمشید نامہ -	ے پ ۴ر
۴ - جلد شمس النہار ترجمۂ خورشید نامہ -	معہ/ پ
۵ - جلد مطلع الانوار -	ے پ
۶ - جلد خزینۃ الاسرار -	عہ/ پ
۷ - جلد نور الانوار ترجمۂ خورشید نامہ -	ھہ/ پ
۸ - جلد شرق الآثار ترجمۂ خورشید نامہ -	صہ/ پ
۹ - جلد تفریح الاحرار ترجمۂ معز الدین نامہ -	سیعہ/ پ ۴ر
الف لیلہ باتصویر - دو کالم مین مشہور افسانہ ہزار و ایک رات کا عربی مین ہے اسکا ترجمہ اردو مین منجانب مطبع منشی طوطا رام شایان مرحوم نے کیا تھا - بہ مزید نظر ثانی جناب مولوی محمد حامد علی خان متخلص بہ حامد - کاغذ سفید ولایتی -	عہ/ پ
فسانۂ عجائب جلی قلم - باتصویر - بعبارت رنگین و نمکین از مرزا رجب علی بیگ سرور - کاغذ سفید گندہ -	۹ر پ
ایضاً کاغذ خاکی گندہ -	۷ر پ
الف لیلہ باتصویر - کامل ہر چہار جلد یکجائی ترجمہ مولانا محمد حامد علیخان مطبوعہ ۱۹۲۴ء	
۱ - کاغذ سفید چکنا -	۱۵ر پ
۲ - کاغذ رسمی سفید -	۱۴ر پ
قصۂ سند باد جہازی - ماخوذ از قصۂ الف لیلہ	۲ر پ
کامروپ کا جادو - اردو کاغذ سفید -	۲ر پ
جادو تسخیر - قصہ دلچسپ و بینظیر از نواب محمد حیدر علیخان -	عہ/ پ ۴ر
نوطرز مرصع - از محمد عوض صاحب -	۱ر ۹ تا ۱۲

نام کتاب	قیمت
فسانۂ عجائب متوسط قلم — مصنفۂ مرزا رجب علی بیگ سرور مرحوم —	۶ر
ایضاً — بلاتصویر خفی قلم — حسب مراتب بالا —	۳ر
سروش سخن باتصویر — بجواب فسانۂ عجائب از سید فخر الدین حسین سوددودی —	۵ر۳ ۹تا
ایضاً — بلاتصویر حسب مراتب بالا —	۴ر۱۲ ۹تا
طلسم حیرت — افسانۂ دلچسپ از منشی جعفر علی تخلص بہ شیون —	۵ر
باغ و بہار — معروف بہ قصۂ چہار درویش باتصویر	۳ر
لطائف الظرفا — مرتبۂ منشی دیبی پرشاد صاحب جسمین ڈیڑھ سو سے زیادہ عمدہ عمدہ تڑاق پڑاق لطیفے ہین —	۲رب
تفریح الطلبا — مرتبۂ منشی دیبی پرشاد صاحب جسمین ۱۵ نتیجہ خیز حکایات مع نتائج و فوائد ہین اور لطف یہ ہے کہ کوئی بھی حکایت فرضی و خیالی نہین ہے —	۱رب
طلسم فصاحت — قصۂ عجیب و غریب از محمد حسین کی جاہ مرحوم —	۹ر
آرائش محفل — قصۂ حاتم طائی باتصویر از سید حیدر بخش —	۴ر۶ ۹تا
مقتول جفا — معروف بہ فسانۂ غم آمود از حافظ امیر الدین —	۱ر۶ ۹تا
بستان حکمت — اردو ترجمۂ انوار سہیلی — مترجمۂ فقیر محمد خان —	عہر
سیر آب باغ — از میر محمد علی قلق مرحوم —	۳ر۶ ۹تا
فسانۂ دلپذیر — مصنفۂ منشی احمد علی خان نائب دلچسپ فصیح بلیغ نوطرز مرصع رزم بزم دونون عمدہ —	۸ر
فسانۂ جمیل — مترجمۂ منشی حامد حسین —	۴ر
قصۂ سیاہ پوش — از عنایت اللہ —	۶ ۹تا
فسانۂ معقول — از سید غلام حیدر خان بہادر	۸ر۳ ۹تا
فسانۂ دلفریب — از منشی فدا الغنی —	۵ر

نام کتاب	قیمت
کتب قصہ جات نظم	
الف لیلہ منظوم — کی متفرق جلدین حسب ذیل فروخت مین ہین — کامل مجلد —	عہب ۸ر
جلد اول از منشی طوطا رام شایان —	۱۲رب
ایضاً جلد دوم کاغذ سفید —	۱۰رب
ایضاً جلد سوم —	۶رب
ایضاً جلد چہارم از منشی شادی لال کاغذ حنائی و سفید —	۱۳رب
مجموعۂ قصص — باتصویر شامل پانچ قصہ (۱) قصہ سوداگر بچہ — (۲) قصہ ماہی گیر — (۳) قصۂ جمجمہ (۴) قصۂ منصور (۵) قصۂ شاہ روم	۱ر۶ ۹تا
قصۂ سوداگر بچہ —	۶ ۹تا
بحر دانش — مطبوعۂ غیر —	ـہر
آہ وحشی — ترجمۂ ہنس جواہر از منشی محمد احسن صاحب بلگرامی —	۸رب
قصہ ماہی گیر —	۶ ۹تا
تاکک ہمت عالی — معروف بہ گل بکاؤلی حصۂ اول از مولوی الٰہی بخش صاحب —	۲ر
قصۂ ماہ رمضان — از عبد اللہ خان —	۳ پائی
قصۂ قاضی جونپور — حمق و عقل کا امتحان —	۹ ۹تا
قصۂ جمجمہ —	۶ ۹تا
قصہ شاہ روم — باتصویر —	۶ ۹تا
قصۂ شیخ منصور — از شیخ احمد متخلص بہ رسا —	۶ ۹تا
سنگاسن بتیسی — از منشی لچھمن لال —	۴ر
گلزار ابراہیم — قصہ حضرت ابراہیم ادہم —	۲ر۳ ۹تا
چشمۂ شیرین — قصہ شیرین و فرہاد —	۱ر۳ ۹تا
جوگن نامہ — از میان باطن اکبر آبادی —	۶ ۹تا
ایجاد رنگین — حکایات تفریح از رنگین دہلوی	۱ر
مجموعہ — چڑیے نامہ و بلی نامہ و افیونی نامہ —	۱ر
فسانۂ عجائب منظوم — از منشی بھولا ناتھ	۱ر
نلدمن اردو — دلچسپ معروف قصہ —	۱ر۳ ۹تا